ملک نیپال کی عظیم تاریخ ساز شخصیت، عالم ربانی، مفتی اعظم نیپال، مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی
حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر مشتمل تاریخی تحقیقی کتاب

معارف شیر نیپال

مصنف

اسیر حضور شیر نیپال ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

ناشر: کنز الایمان فاؤنڈیشن تاراپٹی دھنوشا نیپال

ملک نیپال کی عظیم تاریخ ساز شخصیت، عبقری ہستی،
باکمال شیخ طریقت، رُوحانی وعرفانی ذات، فیض یافتہ مشائخ مارہرہ وبریلی، اپنے وقت کے ولی کامل،
قاضی القضاۃ، مفتی اعظم نیپال، حافظ وقاری، حضرت علامہ مولانا مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان
المعروف بہ شیر نیپال (ولادت ۲۸/ ۲/ ۱۳۶۲ھ م ۵/ ۳/ ۱۹۴۳ء، وفات: ۲۸/ ۳/ ۱۴۴۱ھ، م ۲۶/ ۱۱/ ۲۰۱۹ء)
کی حیات وخدمات اور گراں قدر دینی، ملی، سماجی اور مسلکی کارناموں پر مشتمل ایک وقیع وعطر بیز تحفہ وگلدستہ

بنام

معارفِ شیرِ نیپال

مُصنِّف

گدائے مصطفٰے اسیر حضور شیر نیپال

ابوالعطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

ابن حضرت مولانا محمد ضمیر الدین قادری برکاتی اطال اللہ عمرہ
متھلا بہاری نگرپالیکا تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

ناشر

کنز الایمان فاؤنڈیشن

تاراپٹی دھنوشا نیپال

Mob:
+97431402499

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب: معارفِ شیرِ نیپال

مصنف: گدائے مصطفےٰ اسیرِ حضور شیرِ نیپال ابوالعطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی
متھلا بہاری نگر پالیکا تاراپٹی، ضلع دھنوشا جنکپور (نیپال)

کمپوزنگ: بدست مصنف

تزئین: محمد زاہد اختر مصباحی، مکتبہ عزیزیہ مبارک پور
8604557108

پروف ریڈنگ: بدست مصنف

صفحات:

سنہ اشاعت: اگست ۲۰۲۴

ناشر: کنز الایمان فاؤنڈیشن تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

باہتمام: شاگرد حضور شیر نیپال حضرت مولانا الحاج غلام یاسین برکاتی صاحب (لہان)

ملنے کے پتے

- خانقاہ برکات لہنہ شریف، جنکپور (نیپال)
- تاراپٹی، مشرقی محلہ دھنوشا (نیپال)
- مکتبہ برکاتیہ، برکاتی منزل، لہان (نیپال)
- خواجہ بک ڈپو، 419/2، مٹیا محل، جامع مسجد (دہلی)
- دار العلوم قادریہ رشیدیہ، جلیشور (نیپال)
- جامعہ برکات شیر نیپال، سنگم نیر احمد نگر، مہاراشٹر (انڈیا)

www.barkatussunnah.com

اجمالی فہرست

نمبر شمار	مشمولات	صفحہ نمبر
0	ابتدائیہ	21تا56
1	پہلا باب: تاثرات واعترافات	57تا100
2	دوسرا باب: حیات وخدمات	101تا156
3	تیسرا باب: اوصاف وکمالات	157تا220
4	چوتھا باب: اخلاق وکردار	221تا248
5	پانچواں باب: تبلیغی، تعمیری اور تصنیفی خدمات	249تا326
6	چھٹا باب: خدمت خلق	327تا332
7	ساتواں باب: رد بدعات ومنکرات	333تا374
8	آٹھواں باب: افکار ونظریات	375تا396
9	نواں باب: روحانیات	397تا418
10	دسواں باب: اعزازات واکرامات	419تا424
11	گیارہواں باب: ارشادات وفرمودات	425تا442
12	بارہواں باب: سادات ومشائخ علماء سے عقیدت ومحبت	443تا452
13	تیرہواں باب: اسفار	453تا456
14	چودھواں باب: کشف وکرامات	457تا466
15	پندرہواں باب: شیر نیپال ارباب علم ودانش کی نظر میں	467تا482
16	سولہواں باب۔حضور شیر نیپال: آئینۂ ایام	483تا496
17	سترہواں باب: تنقدات وتعاقبات	497تا524
18	اٹھارہواں باب: مکتوبات	525تا544

19	انیسواں باب: خلفاء حضور شیر نیپال	545 تا 628
20	بیسواں باب: تلامذہ حضور شیر نیپال	629 تا 668
21	اکیسواں باب: مرض وصال اور سفر آخرت	669 تا 688
22	بائیسواں باب: تعزیتی خطوط علما و مشائخ اہل سنت	689 تا 750
23	تئیسواں باب: مضامین و مقالات اہل علم	751 تا 848
24	چوبیسواں باب: مناقب وخراج عقیدت	849 تا 874
25	پچیسواں باب: شجرہ عالیہ شریف	875 تا 884
26	مکتوبات اور ایوارڈ کا عکس	885 تا 900

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف و تالیفات اور آپ کی حیات و خدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین و مقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔ www.barkatussunnah.com اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کر سکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ و تحقیق کتابیں اپ لوڈ کردی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

تفصیلی فہرست

شمار نمبر	عناوین	اسمائے گرامی	صفحہ نمبر
1	دعائے مستجاب	بنت مصنف عزیزیہ شگفتہ فاطمہ سلمہا	23
2	استبراک	مصنف	24
3	تہدیہ	مصنف	25
4	شرف انتساب	مصنف	26
5	تقریظ انیق	حضرت مولانا محمد عارف رضا برکاتی رضوی (اندور)	27
6	تقریظ جلیل	مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی (کلکتہ)	30
7	تحمید جمیل	مولانا محمد ڈاکٹر محمد مبشر حسن مصباحی	33
8	احساسات وجذبات دل	مصنف	36
	پہلا باب		
9	تاثرات واعترافات	مشائخ وعلمائے اہل سنت	57
10	شیر نیپال مسلک اعلیٰ حضرت کے داعی تھے	حضور محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ	59
11	شیر نیپال ہمہ جہت شخصیت	حضور جمال ملت دامت برکاتہم القدسیہ	59
12	حضور شیر نیپال کی شخصیت ہمہ جہت شخصیت ہے	حضرت علامہ مفتی شمشاد احمد مصباحی	61
13	تقویٰ وطہارت کا کوہ گراں	مفتی محمود عالم خان نوری کماوی	62
14	حضور شیر نیپال ایک عظیم داعی ومفکر	حضرت مفتی محمد مجیب الرحمٰن برکاتی	64
15	شیر نیپال علم وفضل کے بے تاج بادشاہ	محبوب العلما مفتی محمد محبوب عالم رضوی	68
16	شیر نیپال ایک تاریخ ساز شخصیت	مفتی محمد ممتاز عالم مصباحی	68
17	شیر نیپال عظیم المرتبت شخصیت	حضرت مفتی محمد رحمت علی امجدی برکاتی	69

18	حضور شیر نیپال ہر خوبی میں باکمال تھے	حضرت مولانا محمد فیروز عالم چمن برکاتی	71
19	ایسی شخصیت جن کی حیات کا ہر گوشہ منور	حضرت مولانا احمد رضا صابری صاحب	72
20	حضور شیر نیپال ملت کا داعی اور مسلک کا مبلغ	مفتی محمد عارف حسین برکاتی مصباحی	75
21	اب انھیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر	مفتی محمد عبد المصطفیٰ برکاتی مصباحی	76
22	شیر نیپال تاجدار علم وعمل	مفتی محمد اشرف رضا برکاتی	81
23	اوصاف وکمالات جیش ملت	مولانا محمد شہاب الدین حنفی سمرو ہی	82
24	حضور شیر نیپال کی خدمات سے ہندو نیپال مالا مال ہیں	مفتی کہف الوریٰ مصباحی	86
25	نوازشات ونگاہ حضور شیر نیپال	حضرت مولانا ثاقب القادری مصباحی	87
26	حضور شیر نیپال نشان منزل مقصود	حضرت مولانا محمد قلب حسین مصباحی	90
27	حضور شیر نیپال بے مثال ولا جواب تھے	مولانا محمد علاء الدین برکاتی مصباحی	91
28	حضور شیر نیپال ایک تاریخ ساز شخصیت	مولانا عبد الجبار علیمی نیپالی	92
29	نیپال کے افق سے طلوع ہونے والا سورج کی ضیا پاشیاں	مفتی محمد انظار عالم مصباحی	94
30	حضرت شیر نیپال مفتی جیش محمد منفرد شخصیت	مولانا محمد فیضان رضا علیمی	96
31	حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ عالم اسلام کی ایک عبقری شخصیت	مفتی محمد نظام الدین مرکزی	97
32	شیر نیپال ہمہ گیر شخصیت	مفتی کلام الدین نعمانی، مصباحی	98
33	شیر نیپال شخص وعکس	مولانا محمد احسن رضا قادری	100

دوسرا باب

34	حیات وخدمات		101
35	آغاز سخن		103
36	حضور شیر نیپال کی شخصیت کیا تھی؟		105
37	ولادت باسعادت		106
38	خاندان وگھرانہ		106
39	جائے ولادت وسکونت		107

40	نام ونسب	109
41	برادران	109
42	اولاد امجاد	109
43	تعلیم وتربیت	110
44	فراغت	111
45	مدت تعلیم	111
46	دور طالب علمی	112
47	درس وتدریس	112
48	جنکپور میں آپ کی آمد	113
49	انداز تدریس	117
50	تربیتِ طلبہ	120
51	چند مشاہیر اساتذہ	121
52	مناصب اور عہدے	121
53	القاب وآداب	121
54	زیارت حرمین شریفین	131
55	بارگاہ غوث اعظم میں حاضری	134
56	اساتذہ اور دیگر اکابر علماء کی نظر میں	136
57	قدر ومنزلت	140
58	شہرت ومقبولیت	140
59	بیعت وارادت	143
60	پیری مریدی کا ماخذ	143
61	نسبت کا احترام	146
62	اجازت وخلافت	147

63	مرشد کے اوصاف اور حضور شیر نیپال کی ذات بابرکات	148
64	جنہیں دیکھنا عبادت ہے	150
65	مشائخ طریقت	151
66	طریقہ مریدی	152
67	خلفاء حضور شیر نیپال	153
68	تلامذۂ حضور شیر نیپال	155
	تیسرا باب	
69	اوصاف وکمالات	159
70	فتویٰ نویسی اور فقہ وافتا	159
71	افتا اور اصول افتا	160
72	فتویٰ نویسی کی چند خوبیاں	168
73	چند متعارض اقوال میں تطبیق کی صورتیں	170
74	کثرت جزئیات ودلائل	179
75	ایک شبہ کا ازالہ	179
76	شیر نیپال کا تفسیری کمال	181
77	خطابت	199
78	جرأت وبے باکی	205
79	حضور شیر نیپال کی حق گوئی وبے باکی ایک اور جھلک	206
80	قرآن شریف اور دینی کتابوں کا احترام	207
81	قبلہ کا احترام	207
82	ذوق عبادت	207
83	خلوص وللّٰہیت	210
84	صبر وشکر	212

85	حیا	213
86	نفاست طبع	214
87	اولیات وامتیازات	215
88	عربی زبان وبیان پر مہارت	216
	چوتھا باب	
89	اخلاق وکردار	223
90	تواضع وانکساری	223
91	مہمان نوازی	228
92	داخلہ فیس معاف کرنا	232
93	یتیموں کے ساتھ حسن سلوک	232
94	طلبہ کے تعاون کا نرالا انداز	232
95	اپنی صدری دیدی	235
96	عفوو صلح	237
97	حضور شیر نیپال داعی اتحاد	240
	پانچواں باب	
98	تبلیغی، تعمیری اور تصنیفی خدمات	251
99	مناظرہ ومباحثہ	253
100	شیر نیپال پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت	267
101	سعودی پولیس سے بحث	272
102	حضور شیر نیپال کے قائم کردہ ادارے	275
103	خطہ پہاڑ میں شیر نیپال کی دینی خدمات	277
104	دارالحکومت کاٹھمانڈو میں آپ کی خدمات	280
105	نیپال گنج میں خدمات شیر نیپال کے جلوے	281

105	نیپال گنج کے لئے منظری صاحب کا انتخاب	284
106	نیپال گنج میں شیر نیپال کی دوسری آمد	293
107	صوبہ بہار میں آپ کی دینی خدمات	294
108	جنکپور کا پہلا تاریخی جلسہ	295
109	شیر نیپال اور جلسۂ برکات النبی	301
110	جلسہ برکات النبی میں شرکت کرنے والی شخصیتیں	303
111	قابل توجہ امر	304
112	تصنیفات وتالیفات	305
113	تعارف تصنیفات وتالیفات حضور شیر نیپال	306
114	ندائے برکات کا اجرا	319
چھٹا باب		
115	خدمت خلق	339
ساتواں باب		
116	رد بدعات ومنکرات	335
117	بدمذہبوں کا رد	335
118	غیر مقلدین کا رد	341
119	تراویح اور غیر مقلدین	343
120	وہابی سے رشتہ اور شیر نیپال کا فتویٰ	344
121	ایک حیلہ کا رد	347
122	فتنہ قادیانیت اور اس کا رد	351
123	ہندوانہ رسم ورواج کی اصلاح	368
124	دیوالی منانے والے مسلمان پر کیا حکم ہے	369
125	ہندو اوجھا سے جھاڑ پھونک کروانے کا حکم	371

126	غیر قوم سے دوستی کا حکم	372
آٹھواں باب		
127	افکار ونظریات	377
128	ائمہ اربعہ کے بارے میں آپ کا نظریہ	377
129	اولیاء اللہ کے بارے میں نظریہ	378
130	بدعقیدوں سے نفرت	378
131	اکابر علمائے بدمذہب کے بارے میں آپ کا نظریہ	379
132	بدمذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی؟	380
133	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اول خلق ہونے کے بارے میں نظریہ	380
134	مغیبات خمسہ کے بارے میں نظریہ	380
135	انگوٹھوں کو بوسہ دینے کے بارے میں نظریہ	381
136	بغیر ثبوت تہمت زنا لگانے والوں کے بارے میں نظریہ	381
137	قادیانی کے بارے میں نظریہ	381
138	نشہ کی حالت میں طلاق کے وقوع کے بارے میں نظریہ	383
139	غصہ میں دی گئی طلاق کے بارے میں آپ کا نظریہ	383
140	طلاق ثلاثہ کے بارے میں آپ کا موقف	383
141	حاملہ بالزنا کا حکم	384
142	انوار فقہیہ	387
143	رکعات تراویح کے بارے میں آپ کا نظریہ	387
144	حضرت عمر کے بارے میں آپ کی رائے	388
145	مانع حمل دواؤں کے بارے میں نظریہ	388
146	استعانت بالغیر کے بارے میں نظریہ	389
147	اذان قبر کے بارے میں آپ کا نظریہ	390

148	رویت ہلال سے متعلق آپ کا نظریہ	390
149	اعلیٰ حضرت سے محبت	395

نواں باب

150	روحانیات	399
151	رشد و ہدایت	399
152	روز وشب کے معمولات ایک نظر میں	399
153	منصب ولایت	400
154	مقام محبوبیت	402
155	عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	403
156	تعظیم موئے مبارک	405
157	مدینہ شریف کے کھجور کی گٹھلی کا احترام	406
158	نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم	407
159	درود شریف کی کثرت	407
160	اتباع سنت	408
161	اونٹ کی سواری	408
162	تلاوت قرآن	408
163	طلبہ حفظ سے قرآن سننے کی سنت	410
164	مٹی کے برتن کا استعمال	411
165	عمامہ اور ٹوپی	411
167	مسواک کرنا	411
168	باوضو سونا	412
169	خوشبو کا استعمال	412
170	سفید کپڑا استعمال کرنا	413

171	تقویٰ	413
172	سیپ کا چونا استعمال نہیں کیا	415
173	محفل سے جاندار کی تصویر ہٹوادی	416
174	نماز سے محبت	417

دسواں باب

175	اعزازات واکرامات	421
176	مسلک اعلیٰ حضرت ایوارڈ	421
177	قائد اہل سنت ایوارڈ	422
178	مرجع الافتاوالارشاد	422
179	شاہ برکۃ اللہ ایوارڈ	423
180	شیر بیشۂ اہل سنت ایوارڈ	423
181	تاج الشریعہ ایوارڈ	424

گیارہواں باب

182	ارشادات وفرمودات	427
183	پیغام برکات	441

بارہواں باب

184	سادات ومشائخ علماء سے عقیدت ومحبت	445

تیرہواں باب

185	اسفار	445
186	سفر مصر	445
187	سفر پاکستان	445
188	سفر حرمین شریفین	446
189	سفر بغداد	446

190 **چودہواں باب**

191	کشف وکرامات	459
192	پھانسی کی سزا ٹل گئی	462
193	دل کا مریض صحیح ہوگیا	463
194	جھوٹے مقدمہ سے رہائی	464
195	تنازع سے راحت	465
	پندرہواں باب	
196	شیر نیپال ارباب علم ودانش کی نظر میں	469
197	مشائخ واکابر علمائے اہل سنت	469
198	حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ والرضوان	469
199	حضرت سید آل رسول حسنین میاں نظمی برکاتی علیہ الرحمہ	469
200	تاج الشریعۃ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا علیہ الرحمہ	470
201	قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ	470
202	حنیف ملت حضرت صوفی محمد حنیف قادری علیہ الرحمہ	471
203	حضور جمال ملت علامہ جمال رضا خاں صاحب قبلہ	471
204	حضرت علامہ سید محمد عارف میاں صاحب قبلہ رضوی علیہ الرحمہ	472
205	شمس الاولیا حضرت مفتی محمد شمس الحق علیہ الرحمہ	472
206	محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ گھوسی	472
207	مفتی اعظم ہالینڈ مفتی عبدالواجد علیہ الرحمہ	472
208	نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا قاری تسلیم رضا صاحب قبلہ	473
209	حضرت مولانا انوار احمد قادری برکاتی دام ظلہ العالی	473
210	ونائب حضور شیر نیپال حضرت مفتی احمد حسین برکاتی	474
211	اظہار عقیدت علماء اہل سنت	476

	سولہواں باب	
212	حضور شیر نیپال-آئینۂ ایام	485
	سترہواں باب	
213	تنقدات وتعاقبات	499
214	حاسدین کی نظر بد	499
215	تنقیدات کا تحقیقی جائزہ	503
216	تکفیری سازشیں اوران کا انجام	505
217	شیر نیپال پر تکفیری فتویٰ محض ایک انتقام	519
218	بشنپور جلیشور میں توہین شیر نیپال کا عوامی ردعمل	523
	اٹھارہواں باب	
219	مکتوبات	527
220	مکتوب بنام مفتی کوثر حسن رضوی	527
221	مکتوب: بنام شیخ حسن المنیاوی (مصر)	528
223	مکتوبات مشائخ اہل سنت بنام حضور جیش ملت	541
	انیسواں باب	
224	خلفاء حضور شیر نیپال	547
225	فاتح نیپال گنج مولانا عبدالجبار منظری صاحب	547
226	حفیظ ملت حضرت مفتی عبدالحفیظ علیہ الرحمہ	563
227	نائب شیر نیپال مفتی احمد حسین برکاتی	571
228	خطیب یورپ وایشیا ابوالحقانی علیہ الرحمہ	582
229	مفتی محمد مجیب الرحمٰن صدیقی قادری برکاتی	592
230	مفتی محمد رحمت اللہ مصباحی دام ظلۂ العالی	602
231	مفتی اظہار احمد برکاتی (سیتامڑھی بہار)	606

232	حضرت مولانا محمد تسلیم الدین برکاتی (کھونٹا)	608
233	حضرت مولانا عبد الجبار منظری رضوی علیہ الرحمہ	613
234	مفتی محمد احمد رضا ثقافی امجدی، اٹہرواکھریانی (نیپال)	620
235	مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی (کلکتہ، بنگال)	624
	بیسواں باب	
236	تلامذہ حضور شیر نیپال	631
237	مفتی رحمت علی امجدی برکاتی (تاراپٹی)	631
238	حضرت مولانا غلام یاسین برکاتی (لہان)	635
239	حضرت مولانا محمد فیروز چمن برکاتی (بردابا)	641
240	مفتی محمد اشرف رضا برکاتی (جنکپور)	645
241	مولانا محمد علاء الدین برکاتی (بہوار وا)	648
242	فدائے مرشد ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی	653
	اکیسواں باب	
243	مرض وصال اور سفر آخرت	671
244	آخری عمرہ کی روانگی	671
245	عمرہ سے واپسی کا سفر	672
246	دعائے صحت کی محافل ومجالس	672
247	جالے میں دعائے صحت وشفاء کی محفل	673
248	دعائے شفا بشکل منظوم	676
249	وصال پر ملال	676
250	جنازہ کا منظر	677
251	بخاروالے بھی پڑھیں بخاری کی حدیث	678
252	سفر وصال احادیث کی روشنی میں	681
253	شہادت کی موت	681
254	ایصال ثواب کی مجالس ومحافل	682

بائیسواں باب

255	تعزیتی خطوط علما و مشائخ اہل سنت	691
256	حضرت سید نجیب حیدر میاں دامت برکاتہم العالیہ	698
257	حضرت سید شاہ گلزار اسمعیل واسطی قادری رزاقی	698
258	حضور محدث کبیر دامت برکاتہم القدسیہ	699
259	مفتی محمد عبد المبین نعمانی قادری دامت برکاتہم العالیہ	700
260	حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ	700
261	اساتذہ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو (یوپی)	701
262	قاضی بنارس ہند مفتی غلام یاسین علیہ الرحمہ	702
263	حضرت مولانا محمد ممتاز عالم مصباحی (گھوسی)	702
264	حضرت مفتی محمد اشرف رضا قادری صاحب قبلہ	702
265	حضرت مولانا محمد حسین صدیقی ابوالحقانی	703
266	حضرت مولانا محمد عسجد رضا خان قادری	704
267	حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین علیمی	704
268	فاتح نیپال گنج حضرت مولانا عبد الجبار منظری	705
269	داماد قائد ملت جناب سلمان حسن خان صاحب	706
270	حضرت مولانا مفتی قاضی محمد ابراہیم مقبولی	706
271	حضرت علامہ مفتی محمد کوثر حسن قادری	706
272	حضرت مولانا محمد سید محمد ہاشمی رضوی	707
273	حضرت مولانا عبد المصطفیٰ صدیقی حشمتی	707
274	حضرت مولانا نوار احمد قادری (اندور)	709
275	حضرت مولانا مفتی محمد عقیل اختر القادری	710
276	حضرت حافظ سعید نوری صاحب قبلہ	711
277	حضرت مولانا مفتی محمد عابد حسین نوری	711
278	حضرت مولانا محمد عیسیٰ برکاتی صاحب	712

279	مولانا مفتی محمد رحمت اللہ مصباحی صاحب	713
280	حضرت مولانا محمد منظر عقیل قادری مصباحی	713
281	حضرت مولانا ابرار القادری رضوی ابر بلخی	714
282	حضرت مولانا محمد ارشد سُبحانی قادری صاحب (پاکستان)	714
283	مرکزی ادارۂ شرعیہ پٹنہ (بہار)	715
284	حضرت مولانا غلام رسول بلیاوی صاحب (پٹنہ بہار)	715
285	مولانا مفتی محمد عثمان برکاتی صاحب	716
286	حضرت مولانا عبد الصمد رضوی صاحب	716
287	حضرت مولانا محمد ظہیر عالم قادری	717
288	مفتی محمد رحمت علی امجدی برکاتی	718
289	حضرت مولانا مفتی عبد المالک مصباحی	718
290	حضرت مولانا حسن تبریز نوری امجدی	719
291	حضرت مولانا محمد رحمت علی تیغی مصباحی	719
292	حضرت مولانا انوار احمد رحمانی	721
293	حضرت مولانا محمد امجد علی برکاتی	721
294	حضرت مولانا مفتی محمد اشرف رضا برکاتی	721
295	حضرت مولانا محمد صدر عالم قادری تیغی	722
296	حضرت مولانا محمد احمد رضا صابری	722
297	مولانا مفتی محمد رضا قادری مصباحی	724
298	حضرت مولانا مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی	724
299	حضرت مولانا ڈاکٹر محمد مبشر حسن مصباحی	725
300	حضرت مولانا محمد ثاقب القادری صاحب	726
301	حضرت مولانا مفتی محمد احسن رضا قادری	726
302	مفتی محمد مشتاق احمد اویسی امجدی	727
303	مفتی کہف الوریٰ مصباحی	728

304	ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی	729
305	مفتی محمد صدام حسین امجدی	729
306	مفتی محمد فیروز القادری	730
307	مولانا محمد شہاب الدین حنفی	730
308	مولانا عبدالوہاب بھاگلپوری	732
309	حضرت مولانا مفتی محمد شکیل	733
310	سنی علماء کونسل مدھوبنی (بہار)	733
311	اساتذہ مدرسہ فیض القرآن مٹیہانی	734
312	اساتذہ مدرسہ عربیہ نور العلوم	734
313	مدرسہ محمدیہ عربیہ (جگدیش پور، بہار)	736
314	حضرت مولانا محمد فاروق رضوی صاحب	736
315	حضرت مولانا نعمان اختر فائق جمالی	737
316	مفتی محمد فیروز عالم برکاتی	737
317	مدرسہ فیضان ملک العلما (مدھوبنی، بہار)	737
318	مولانا محمد نور مصطفیٰ، برکاتی (سرسنڈ)	738
319	مولانا محمد اویس احمد صاحب قاضی شہر مدھوبنی	739
320	حضرت مولانا نوشاد احمد رضوی برکاتی ودیگر علمائے کرام	739
321	قاضی سرہا مفتی محمد احمد رضا ثقافی (لہان)	741
322	مولانا جمال الدین ابدالی	741
323	علمائے ہری نگر سنسری (نیپال)	742
324	منظوم تعزیت نامہ	743
325	اخبار کی رپورٹ	747

تئیسواں باب:

327	مضامین ومقالات اہل علم		753
328	شیر نیپال کچھ یادیں کچھ باتیں	حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ برکاتی مصباحی	753
329	حضور شیر نیپال-فضائل وخدمات	ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی	769
330	زندگی کا ہر گوشہ منور ہے	مولانا حبیب الرحمن زخمی	772
331	شیر نیپال کا فن نحو میں کمال	حضرت مولانا غلام طٰہٰ برکاتی حمیدی	778
332	فتاویٰ برکات اور اصلاح عقائد واعمال	مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی	781
333	حضور شیر نیپال کی عربی ادبیات میں دسترس کا سرسری جائزہ	ڈاکٹر محمد مبشر حسن مصباحی، صدر مسلم بورڈ (نیپال)	789
334	حضور جیش ملت، مکین جنت کے خصائل وشمائل	حضرت مولانا محمد مقیم احمد رضوی	794
335	حضور شیر نیپال کا تصلب فی الدین	حضرت مولانا محمد الیاس مصباحی اندولوی	801
336	خدمات شیر نیپال شہر لہان میں	مفتی محمد احمد رضا ثقافی امجدی	804
337	شیر نیپال کا پیر خانہ اور مرشدان بیعت واجازت	مفتی عبدالمصطفیٰ برکاتی مصباحی	808
338	آنکھوں دیکھا حال جنازۂ حضور شیر نیپال	مولانا محمد شہاب الدین حنفی	826
339	شیر نیپال اپنے اخلاق وکردار کے آئینے میں	مفتی تنویر عالم برکاتی مصباحی	831
340	فتاویٰ برکات ایک تجزیاتی مطالعہ	مفتی محمد صدام حسین قادری امجدی	834
341	حضور شیر نیپال کے روحانی فیضان کا وسیع دائرہ	حضرت محمد ظفیر الحسن مصباحی صاحب	846
چوبیسواں باب			
342	مناقب وخراج عقیدت	شعرائے کرام	851

پچیسواں باب:

343	شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ	877
344	شجرہ شریف سے پہلے کئے جانے والے اعمال	877
345	شجرہ شریف کے بعد دعا کرنے کا طریقہ	883
346	کچھ مکتوبات اور ایوارڈ کے عکس	884 تا اخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علی محمد
وعلی آل محمد کما صلیت
علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم
انک حمید مجید ۵

اللّٰھم بارک علی محمد وعلی
آل محمد کما بارکت علی
ابراھیم وعلی آل ابراھیم
انک حمید مجید ۵

﴿دعائے مستجاب﴾

از قلم:

اطاعت شعار رب اکبر جل جلالہ، طلبگار عشق شفیع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کنیز حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا، اسیرۂ حضرت عائشہ صدیقہ،

پاکباز و نیک طینت، بنت مصنف، عزیزہ شگفتہ فاطمہ عرف ترنم فاطمہ

اطال اللہ عمرھا وجعلھا سترا لابویھا من النار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ کتاب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی شان میں لکھی گئی ہے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نیپال کے ایک بہت بڑے مفتی تھے اور بہت بڑے عالم تھے بہت بڑے پرہیزگار تھے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اللہ پاک کے بہت بڑے ولی تھے۔

آپ کا نام جیش محمد تھا، لقب شیر نیپال تھا۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بہت اچھے تھے اور بہت سچے تھے۔

اس کتاب کو میرے ابو مفتی محمد عبد السلام نے لکھا ہے، اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ پاک اس کتاب کو مقبول ومنظور فرمائے اور میرے ابو کے لئے نجات کا ذریعہ بنادے اور میرے ابو کی عمر میں بے پناہ برکت عطا فرمائے اور میرے ابو کو صحت وتندرستی عطا فرمائے۔ اللھم آمین ثم آمین۔

شگفتہ فاطمہ عرف ترنم فاطمہ

متعلمہ جامعہ سیدہ فاطمہ للبنات

جلیشور نگر پالیکا، مہوتری (نیپال)

درجہ: اولی

استبراک

خلفائے راشدین، اہل بیت اطہار، جمیع صحابہ وتابعین
اور تمام ائمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ والرضوان

شہنشاہ بغداد، حضور غوث اعظم، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بغداد شریف)

سلطان الہند عطائے رسول کریم حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اجمیر شریف)

قطب زماں حضرت سید شاہ برکت اللہ علیہ الرحمہ (ماہرہ مطہرہ)

مجدد اعظم، عاشق رسول ﷺ، امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ (بریلی شریف)

حضور سید العلما حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ برکاتی علیہ الرحمہ (مارہرہ شریف)

حضور احسن العلما حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ (مارہرہ شریف)

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ (بریلی شریف)

جلالۃ العلم، حضور حافظ ملت الشاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ، جامعہ اشرفیہ (مبارکپور)

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ (بریلی شریف)

افضل الشعراء، حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی برکاتی علیہ الرحمہ (مارہرہ شریف)

شیخ طریقت حضرت علامہ سید عارف میاں رضوی نانپاروی علیہ الرحمہ (نانپارہ)

شہزادۂ حضور قطب مدینہ حضرت علامہ محمد فضل الرحمن قادری قدس سرہ (مدینہ منورہ)

خاکپائے اولیائے
ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی عفی عنہ

تہدیہ

خلیفہ حضور شیر نیپال، حفیظ ملت حضرت مفتی عبد الحفیظ برکاتی علیہ الرحمہ (بیرا بہار)

خلیفہ حضور شیر نیپال ابو الحقانی

حضرت مولانا محمد حسین صدیقی رضوی برکاتی علیہ الرحمہ (لوکہا، بہار)

خلیفہ حضور شیر نیپال، فاتح نیپال گنج

حضرت مولانا عبد الجبار منظری دامت برکاتہم العالیہ (نیپال گنج، نیپال)

خلیفہ حضور شیر نیپال، نائب شیر نیپال

حضرت مولانا مفتی احمد حسین برکاتی دامت برکاتہم العالیہ (بہار)

خلیفہ حضور شیر نیپال

حضرت مولانا مفتی محمد مجیب الرحمٰن برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ برداہا، مہوتری (نیپال)

شہزادۂ وجانشین حضور شیر نیپال، صوفی باصفا

حضرت مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ برکاتی مدظلہ العالی (نیپال)

عقیدت کیش

ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی عفی عنہ

شرف انتساب

والد گرامی قدر حضرت مولانا محمد ضمیر الدین قادری برکاتی اطال اللہ عمرہ

☆

والدۂ سراپا شفقت، عفت مآب عظیمہ خاتون اطال اللہ عمرہا

☆

عم محترم حضرت مولانا محمد ذاکر حسین نوری برکاتی

☆

برادر گرامی وقار حضرت مولانا محمد کلام الدین برکاتی

☆

جان پدر، مفتاح برکات شگفتہ فاطمہ عرف ترنم فاطمہ سلمہا الرحمن

☆

جان عزیز فلذۃ کبدی حسنیٰ فاطمہ سلمہا الرحمٰن

☆

قرۃ العین محمد معین الدین عرف محمد دلشاد برکاتی رزقہ اللہ شفاء کاملا عاجلا

☆

ناز پدر عزیزہ فرزانہ فاطمہ سلمہا الرحمن

☆

برودت جگر عزیزی محمد مصطفیٰ رضا حسینی جعلہ اللہ عالما کاملا مخلصا

(ولادت: ۳؍محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۰؍جولائی ۲۰۲۴ء

موافق ۲۶؍آساڑھ ۲۰۸۲ بکرمی بروز چہار شنبہ)

گدائے مصطفیٰ

ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

تقــریظ انیق

مفکر اسلام، ادیب شہیر، نباض قوم وملت، داعی کتاب وسنت، رمز شناس فقہ واحادیث، استاذ العلما
حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد عارف رضا برکاتی رضوی دامت برکاتہم القدسیہ
شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ غوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور (ایم پی)

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ کے دین کی طرف بلانا بڑی عبادت اور عظیم ترین اطاعت ہے، دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دینے والے جب خوف خدا جل جلالہ اور عشق مصطفیٰ ﷺ سے اپنے ظاہر و باطن کو مزین کر لیتے ہیں تو انہیں '' وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ '' کی اعزازی سند سے نوازا جاتا ہے۔ یہ سند ان کے وقار کو بڑھاتی اور مقام کو بلند کرتی ہے۔ اسلام کی درخشندہ تاریخ میں ہزاروں داعیان اسلام کے کارنامے سورج، چاند اور ستاروں کی طرح چمک دمک رہے ہیں۔ ان حضرات کی قابل فخر تاریخ نے ہمیشہ کمزور پڑتے حوصلوں کو مضبوطی، سرد ہوتے جذبات کو حرارت اور جاں بلب امیدوں کو حیات نو بخشی ہے۔ اگر حقیقت یہی ہے، اور یقینا یہی ہے تو یہ دولت گراں مایہ مرہون ملت ہے ہر زمانے کے دیانت دار علماء کے علم کی جنہوں نے اس امانت کو پورا پورا سپرد قرطاس کر دیا۔ غور فرمائیں اگر ان فاضلین وقت کی حساس طبیعتوں نے داعیان اسلام کے صبح وشام، لیل ونہار، نشست و برخاست، سفر وحضر، علم و ہنر، تگ ودو، کوشش وجاں فشانی اور اسلام کے تئیں ان کی قربانی کو جمع نہ کیا ہوتا تو ان پیش رفتگان کی زندگیوں کے جذبات، خیالات، تصورات اور شخصیت کے خدو خال کے طور پر ہمارے پاس کیا اثاثہ ہوتا؟ جس طرح اپنے اپنے زمانہ کی نابغہ روزگار شخصیات کا آئینہ ان کے وابستگان، عقیدت مندان اور تلمذ یافتگان حضرات نے آنے والی نسلوں کے لیے پیش کیا اور آئندہ نسلوں کے لیے ان سے استفادہ آسان کیا، ایسے ہی ہر دور کے احسان مند فاضلین کا فرض منصبی ہے کہ وہ اپنے زمانے کی تاریخ ساز، انقلاب آفریں، باعث رشک، قابل قدر اور لائق تقلید شخصیات کے علوم ومعارف، اعمال وافعال، احوال وکوائف، اخلاق وعادات، لیل ونہار اور گفتار وکردار کو امانت داری، خدا ترسی کے ساتھ پورا پورا اور صحیح صحیح بیان کریں۔

ماضی قریب میں وصال فرمانے والی شخصیات میں شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی نور اللہ مرقدہ کے نام نامی سے عوام وخواص اچھی طرح واقف ہیں، جو اہل علم کے نزدیک ایک متجر عالم دین، ماہر محدث، بالغ نظر مفسر، معتدل مزاج مفکر،

بصیرت مند فقیہ، با کمال مصنف اور نکتہ رس خطیب کی حیثیت سے مسلم ومقبول تھے۔ ان کی داعیانہ مساعی اور مبلغانہ کارنامے ان کے ہاتھوں نیپال کی مسموم فضا میں شعائر اسلام کا قیام، شرک والحاد کی تیز تند آندھیوں کی زد میں جلائے گئے اسلام کے روشن چراغ اور دین حنیف کے لئے ان کی غیر معمولی خدمات کا تعارف نہ صرف وقت کا اہم تقاضہ تھا، بلکہ ان کے تلامذہ، خلفا، خوان علم کے خوشہ چینوں اور حلقہ علم کے وابستگانوں کے ذمہ کرم پر قرض حسن اور بوجھ امانت تھا، جس کا ادا کرنا مکتب عشق کا فرض کفایہ تھا۔ قابل مبارکباد ہیں سرزمین نیپال کے کئی علماء وفضلاء جنہوں نے اس کی اہمیت کا احساس کیا اور اپنے انداز میں شیر نیپال اور ان کی خدمات کو روشناس کرانے کی سعی فرمائی۔

لیکن میرے علم کے مطابق اس خیر کا حصہ وافر فاضل اجل حضرت مفتی ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی صاحب قبلہ کا مقدر ٹھہرا۔ یوں تو مفتی محمد عبدالسلام صاحب قبلہ نے کئی مضامین پر قلم اٹھایا اور متعدد عناوین کو موضوع سخن بنایا نتیجۃً چھوٹی بڑی درجن بھر کتابیں منصۂ شہود پر جلوہ فگن ہوئیں، جنہیں قارئین نے پذیرائی بخشی اور داد وتحسین سے نوازا۔ لیکن ممدوح موصوف نے جس کو اپنی قلمی جولان گاہ کا مرکز ومیدان متعین کیا وہ حضور شیر نیپال کی ذات ہے۔ مولانا عبدالسلام صاحب قبلہ نیپالی نژاد ہونے کے با وجود اردو زبان پر خاص دسترس رکھتے ہیں، الفاظ کا گراں قدر ذخیرہ ان کے حافظے میں محفوظ ہے۔ سنجیدہ فکر اور اعتدال پسند گل بداماں قلم کے مالک ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب کسی بھی سوانح کا مؤلف قلمی اقدار کا عالم، استعمال شدہ زبان کا عارف اور اس کی ادبی باریکیوں سے کما حقہ واقف ہو تو کتاب کا قاری موضوع بحث شخصیت کو کتاب کے اوراق پر چلتا پھرتا، بولتا اور بات کرتا محسوس کرتا ہے، گویا کتاب کے ورق ورق پر تصویر یار ہویدا نظر آتی ہے۔ اس کا عظیم فائدہ یہ ہوتا ہے کہ صاحب سوانح جس طرح اپنی زندگی میں زمانہ والوں کے لئے ہادی، مرشد اور مربی تھا رہتی دنیا کے لئے رہبر ورہنما بن جاتا ہے اور یہی مقصد ہوتا ہے کسی کی سوانح حیات کو لکھنے اور معارف ذات کو بیان کرنے کا۔

حضرت امجدی صاحب قبلہ کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے شرف تلمذ بھی حاصل ہے اور بیعت وخلافت بھی، آپ حضرت علیہ الرحمہ کے ساتھ طویل الملازمت ہونے کے ساتھ ساتھ کثیر الصحبت بھی ہیں۔ خلوت وجلوت کو بچشم خود ملاحظہ کرنے والے، سفر وحضر کی حلاتوں سے ذائقہ پانے والے، تعمیری کارناموں کے ناظر اور تبلیغی سرگرمیوں کے شاہد اور بذات خود ایک عادل ثقہ معتمد ومعتبر عالم دین ہونے کی حیثیت سے متعارف بھی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں مذکورہ اوصاف سے متصف سوانح نگار کے قلم سے رقم شدہ تعارف ذات معتمد ومستند ہونے کے ساتھ ساتھ ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت سے مقبول ہوگا اور مستقبل کے قلم کاروں کے لیے ماخذ ومرجع کی حیثیت رکھے گا۔

زیر نظر کتاب ''معارف شیر نیپال'' کو مفتی محمد عبدالسلام صاحب قبلہ نے خوب سنوارا اور سجایا ہے، اس میں حضرت شیر نیپال کی حیات وخدمات، اوصاف وکمالات، اخلاق وکردار، تبلیغی، تعمیری اور تصنیفی خدمات، درد ملت وملفوظات، ادوار واسفار، احترام سادات، کشف وکرامات، اہل علم کے تاثرات اور ارباب علم ودانش کے اعترافات جیسے اہم موضوعات کو محور سخن بنایا ہے اور

حق عنوان ادا کرنے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے۔امید ہے کہ رندان میخانہ جیش محمدی ''معارف حضور شیر نیپال'' کی علمی گہرائیوں میں اتریں گے، مۂ عرفان کے جام بھر بھر کے پئیں گے اوران شاءاللہ تشنہ لبی کا کوئی شکوہ نہیں کریں گے۔

مولیٰ تعالیٰ مفتی محمد عبدالسلام امجدی برکاتی صاحب قبلہ کی خدمات کو قبول فرمائے اور اپنے مرشد سے ان کی عقیدت اور بڑھائے، کتاب کو مقبول انام بنائے اور مزید خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین

دعا گو

محمد عارف رضوی برکاتی

جامعہ غوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور (ایم پی)

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔ www.barkatussunnah.com اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کرسکتے ہیں۔نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاءاللہ بعد معائنہ وتحقیق کتابیں اپ لوڈ کر دی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

تقریظ جلیل

خلیفۂ حضور شیر نیپال حضرت مولانا مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی
صدر شعبۂ افتادار العلوم رضائے مصطفی مٹیا برج کلکتہ

حامدا ومصلیا ومسلما

مرشد اجازت مفتی اعظم نیپال پیر طریقت رہبر شریعت حامی سنت ماحی بدعت وضلالت خلیفۂ حضور سید العلما واحسن العلما وتاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ وقاری جیش محمد صدیقی برکاتی معروف بہ ’’شیر نیپال‘‘ علیہ الرحمۃ والرضوان کا اگر ایک مختصر خاکہ پیش کیا جائے تو یہ ہوسکتا ہے ’’نیک سیرت، بھولی صورت، بلند اخلاق، خوش مزاج، متواضع ومنکسر، حلیم وبردبار، طاہر وتقویٰ شعار، ہر ادا سے زہد وورع کا اظہار، روشن پیشانی، منور چہرہ، اسلاف شناس، اخلاف نواز، علما ساز، اہل سنت وجماعت مسلک اعلیٰ حضرت کا عظیم مبلغ وسرخیل، متعدد دینی، علمی، فقہی، تحقیقی کتابوں کے مصنف، متعدد مدارس ومساجد کے بانی وسرپرست، ہزاروں علما کے استاذ، بہت سے مصلحین امت کے مرشد اجازت، لاکھوں لوگوں کے پیر طریقت ورہبر شریعت، ان گنت لوگوں کے مرکز عقیدت، جید عالم، مفتی، فقیہ، محدث، مفکر، مدبر، مصنف، مدرس، مصلح اور عامل شریعت وسنت گویا کہ تن تنہا ایک انجمن، ایک تحریک، ہمہ جہت شخصیت اور ہر جہت انتہائی روشن وتابناک‘‘۔ پھر بھی حق یہ کہ حق ادا نہ ہوا۔

ایسی متبحر اور عبقری شخصیت کی حیات وخدمات، اوصاف وکمالات، کشف وکرامات جیسے درجنوں عناوین پر مشتمل کتاب مستطاب ’’معارف شیر نیپال‘‘ کو دیکھنے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ کتاب کے مؤلف ومرتب محب گرامی وقار حضرت مولانا مفتی محمد عبد السلام امجدی برکاتی صاحب قبلہ ہیں۔ جو خود بھی ایک جید عالم، درس گاہ کے مایہ ناز مدرس، بہترین مصلح، شاندار خطیب وواعظ، کہنہ مشق قلم کار، شاندار مضمون نگار، بہترین ادیب، مشہور ومقبول مصنف ومؤلف ہیں۔ درجن بھر کتابوں کے مؤلف ومرتب ہیں۔ حضور شیر نیپال رحمہ اللہ سے عشق کی حد تک لگاؤ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ذات وشخصیت پر میری معلومات کے مطابق سب سے زیادہ تحریری کام انہوں نے ہی کیا ہے اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ بلکہ شیر نیپال پر کام کرنا انہوں نے اپنا مشن اور زندگی کا نصب العین بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ التحیۃ والثنا کے طفیل انہیں اس مشن میں خوب کامیابیاں عطا فرمائے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی کئی اہم کتابوں پر کام کر کے کروا کر انہوں نے شائع کروایا ہے جو لائق تحسین وتبریک ہے۔ مزید کچھ کتابوں پر کام جاری وساری ہے۔ اللہ کرے وہ بھی طباعت واشاعت کے مرحلہ سے گزر جائیں۔

حضور مفتی اعظم نیپال کی ذات ایک بحر ناپیدا کنار ہے، جتنا کام کیا جائے کم ہے۔ مجھ فقیر کو بھی حضرت کی کئی صحبتوں میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہے اور میں انہیں اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھتا ہوں۔ حضرت سے جب میری پہلی ملاقات اندور مدھیہ پردیش میں ہوئی تو نہ پوچھئے اس دید کا عالم، مولانا روم نے جو کہا۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا گو نشیند باحضور اولیاء

حضرت کی بافیض صحبت میں ان اشعار کی عملی تفسیر کا مشاہدہ ہوا۔ ایک عطر بیز، مزکی، مصفیٰ، پاکیزہ وجود، قرآنی چہرہ، سنت مصطفیٰ میں ڈھلی ہوئی ہر ادا، محفل میں کمال کی روحانی سماں، جو آئے اسیر زلف بن جائے، زانوئے ادب تہہ کردے، حضرت کی ثنا خوانی میں رطب اللسان ہو جائے، مدۃ العمر اس صحبت کو فراموش نہ کر سکے، بلکہ وہی صحبت باعث ہدایت ونجات بن جائے۔

حضرت کا آنکھوں دیکھا ایک کشف یاد آرہا ہے۔ یہ بات ہے غالباً ۲۰۱۲ء کی جب میں اندور کی معروف دینی علمی درس گاہ دارالعلوم غوثیہ غریب نواز کھجرانہ میں درس وافتا کی خدمت پر مامور تھا، اس دارالعلوم کے صدر مدرس جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مولانا محمد عارف برکاتی صاحب قبلہ بھی موجود تھے، محب گرامی حضرت مفتی عبدالسلام امجدی برکاتی صاحب بھی ان دنوں اسی دارالعلوم میں درس وتدریس کی خدمت انجام دے رہے تھے، انہیں کی زبانی معلوم ہوا کہ حضور شیر نیپال اندور تشریف لائے ہوئے ہیں، دارالعلوم کے سربراہ مولانا انوار احمد قادری صاحب کی دعوت اور ہم لوگوں کی خواہش پر حضرت دارالعلوم تشریف لے آئے، پرزور استقبال ہوا، مہمان خانہ میں جلوہ فگن ہوئے، صبح دس گیارہ بجے کے قریب امجدی صاحب کے ہمراہ فقیر راقم اور مولانا عارف صاحب حضرت کی زیارت وملاقات کے لئے مہمان خانہ پہنچے، قسمت نے یاوری کی، معلوم ہوا کہ حضور شیر نیپال ہم بے وزنوں کو اپنی اجازت وخلافت سے سرفراز فرما کر باوزن اور روحانی دنیا کی سیر کرانے والے ہیں، روحانی سماں تھا، پرکیف فضا تھی، ہم تین اور حضرت کے علاوہ کوئی پانچواں نہ تھا، حضرت کے ناصحانہ کلمات کانوں میں رس گھول رہے تھے، ادھر دل کی کیفیت خلافت کا سن کر زیروزبر ہو رہی تھی، مگر نہ جانے حضرت کیوں تاخیر فرما رہے تھے، تقریباً آدھا پون گھنٹہ کا وقت گزر گیا، مولانا انوار صاحب اکثر بارہ بجے کے بعد ہی دارالعلوم تشریف لاتے، مگر آج خلاف توقع جلدی ہی آ گئے، جب مولانا صاحب آ گئے تب حضور شیر نیپال مسکرا کر فرمانے لگے کہ مولانا یہ اجازت وخلافت ہے کوئی چوری نہیں، اب تاخیر کا ماجرا سمجھ میں آ گیا کہ حضرت یہ نعمت ہمیں مولانا انوار صاحب کی موجودگی میں عطا فرمانا چاہتے تھے سو وہی ہوا، پھر حضرت نے مجھ فقیر راقم اور مولانا عارف صاحب کو اپنی جملہ اجازات وخلافت سے سرفراز فرما دیا فللہ الحمد علی ذلك۔

اس واقعہ سے حضرت شیر نیپال رحمہ اللہ کا کشف ہم نے بچشم خود دیکھا۔ حضرت نے اپنی نگاہ بصیرت سے دیکھ لیا کہ

مولانا انوار صاحب آنے ہی والے ہیں، ان کی موجودگی ہی میں یہ کام انجام دینا ہے۔ خیر کتاب مستطاب ''معارف حضور شیر نیپال'' حضرت کی زندگی کے اکثر گوشوں کا احاطہ کرتی ہے، اسلوب نگارش عمدہ ہے، بڑی محنت وعرق ریزی سے کام ہوا ہے، اس کی قدر ہونی چاہیے، کام کے لوگوں کی حوصلہ افزائی اس دور زبوں حالی میں از حد ضروری ہے، ہماری دعائیں اور نیک خواہشات مفتی عبد السلام صاحب کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ مزید ان سے کام لے، اس کتاب کو مقبول فرما کر مشہور انام کرے۔ تمام عقیدتمندانِ حضور شیر نیپال کی جانب سے اس عظیم کارنامہ پر مفتی عبد السلام صاحب لائق ہدیۂ تبریک وتحسین ہیں۔

فقیر محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی، کلکتہ بنگال (انڈیا)

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔ www.barkatussunnah.com
اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کر سکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ وتحقیق کتابیں اپ لوڈ کردی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

تحمید جمیل

از: مفکر اسلام، عمید القلم حضرت مولانا ڈاکٹر محمد مبشر حسن مصباحی
لکچرار: اسلامک اسٹڈیز نیپال اوپن یونیورسٹی کاٹھمانڈو
مرکزی صدر مسلم بورڈ نیپال

استاذ العلماء والفقہاء قدوۃ المحققین، عمدۃ المحدثین، خیر المفسرین، مفتی اعظم نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی مصباحی برکاتی علیہ الرحمہ کی زندگی اور خدمات پر مشتمل محب گرامی صاحب تصانیف کثیرہ، محبوب العلماء ابو العطر مفتی محمد عبد السلام امجدی برکاتی حفظہ اللہ جنرل سیکرٹری مسلم بورڈ نیپال (قطریونٹ) کی معرکۃ الآراء تصنیف ''معارف شیر نیپال'' قابلِ رشک قلمی شاہکار رہے اور حضرت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی قیمتی معلومات، تاریخی ابحاث علمائے کرام کے تاثرات اور دانشوران اور مفکرین کے تحقیقات کا مجموعہ ہے۔ کتاب تقریبا نو سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

امجدی صاحب کی کئی سالوں کی محققانہ جہد و کاوش کا ثمرہ ہے کہ بکھرے ہیرے اور جواہرات کو یکجا کر سکے ہیں۔ یہ یقیناً سمندر سے ہیرے تلاشنا اور پہاڑ کے چٹانوں سے موتی تراشنے کے مصداق ہے، جسے ایک تحقیق پیش کرنے والا ہی جانتا ہے یہ کس قدر مشکل امر ہے۔ فاضل گرامی پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے، انہوں نے قطر کے کسی کمپنی میں فل ٹائم جاب کرنے کے ساتھ ساتھ اس تصنیفی کام کو پورا کیا ہے اس کے علاوہ چھوٹی چھوٹی دیگر درجنوں تالیفات بھی ہیں، کچھ کتابیں طباعت کے مراحل سے گذر کر شائع ہوچکی ہیں اور کچھ کتابوں کی برقی اشاعت ہوئی ہے۔ www.barkatussunnah.com نامی ویب سائٹ بھی آپ کی خدمات کا ایک حصہ ہے۔ قابل ذکر یہ ہے کہ اس اہم تصنیفی شاہکار کو منظر عام پر لانے کے دوران موصوف کے ساتھ عائلی مسائل کے علاوہ بہت سی پریشانیاں درپیش ہوئیں، سخت مرض لاحق ہوا۔ قطر سے وطن واپسی کے بعد دربھنگہ ہاسپیٹل میں دوبار اور کاٹھمانڈو ہاسپیٹل میں ایک بار آپریشن کے مراحل سے گذرنا پڑا اور تقریبا ساڑھے چار ماہ بیماریوں اور مشکلات کا سامنا رہا جیسا کہ اس خبر سے سارے علمائے اہل سنت نیپال بالخصوص تمام احباب ورفقاء آشنا ہیں۔ پھر بھی ہمت نہیں ہارا اور اپنے تحقیقی کاموں میں امنگ وحوصلے کے ساتھ جڑے رہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں مقاصد میں کامیابی عطا فرمائی۔

کسی بھی شخصیت کی زندگی پر دیانت داری کے ساتھ تحقیقی تفصیلی روشنی ڈالنا، ان کی ذات کے مختلف پہلوؤں سے آشنا محقق اور دیانت دار مؤرخ ہی پیش کر سکتا ہے۔اس کام کو فاضل محقق نے بحسن خوبی انجام دیا ہے الحمد للہ۔اس کے علاوہ درجنوں محققین ،معاصر علماء مشائخ اور مشاہیر قلم کاروں سے حضرت شیر نیپال کی زندگی پر مقالات وتاثرات بھی شامل کیا ہے۔

آئے یہاں تھوڑا فاضل محقق کا اجمالی سوانحی خاکہ بھی ملاحظہ کرلیں۔

ابوالعطر مولانا محمد عبد السلام امجدی برکاتی بن مولانا ضمیر الدین صاحب اہل سنت وجماعت نیپال کے مشہور ومعروف فاضل ومفتی اور قلم کار، ادیب ومصنف ہیں۔۲۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء تاراپٹی ضلع دھنوشا میں پیدائش اور ابتدائی تعلیم و تربیت ہوئی۔ ۲۰۰۶ء میں جامعہ امجدیہ گھوسی یوپی سے عالمیت، ۲۰۰۷ء میں دار العلوم وارثیہ لکھنو سے فضیلت کی تکمیل اور ۲۰۰۸ء میں مرکز تربیت افتا اوجھا گنج ضلع بستی سے تخصص فی الفقہ کی تعلیم وتربیت حاصل کی۔ ۲۰۰۹ء سے ۲۰۱۴ء تک جامعہ غوثیہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ، اندور میں تدریسی خدمات انجام دی۔۲۶ ۱۴ھ میں کشمیری جامع مسجد کاٹھمانڈو کے خطیب وامام مقرر ہوئے۔اس کے بعد الجامعۃ الرضویہ نور الاسلام بیل بانس سرلاہی، پھر دار العلوم برکاتیہ مدینۃ العلوم عیدگاہ محلہ لہان میں بحیثیت صدر المدرسین خدمات انجام دیا۔تدریسی خدمات کے علاوہ دعوتی تبلیغی تحریکی اور قلمی خدمات کی فہرست طویل ہیں۔موصوف مختلف سماجی رفاہی تحریکات سے جڑے ہوئے ہیں بالخصوص ملکی سطح کی تنظیم مسلم بورڈ نیپال (قطر یونٹ) کے جنرل سکریٹری ہیں۔شہر اندور میں ایک نہایت ہی فعال ومضبوط اور کثیر المقاصد کامیاب تنظیم ''سنی ویلفیئر سوسائٹی'' کی تاسیس میں بھی آپ کا اچھا کردار رہا ہے۔آج وہ مدھیہ پردیش کی واحد تنظیم ہے جس کی متعدد الجہات خدمات کا دائرہ وسیع تر ہے، کئی اسکول، مکاتب، مدارس، ذیلی تنظیمیں اور سماجی وفلاحی خدمات نے اس تنظیم کو منفرد ونمایاں مقام پر پہنچا دیا ہے اور مزید علما ومشائخ اور عوام وخواص کی وابستگی اس تنظیم کی قبولیت کی دلیل ہے۔تلامذہ کے باب میں آپ کا تعارف ہے جس میں آپ کی قلمی خدمات کی فہرست ہے، جس سے آپ کی قلمی صلاحیتوں اور خدمات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مصنف موصوف کو حضرت کے تلمذ اور تقرب کا شرف حاصل ہے اور لمبی مدت تک تحصیل علم، مصاحبت اور خدمت کا قیمتی موقع ملا ہے، حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کی بارگاہ کے مقرب ومقبول رہے ہیں اسی لئے نہایت ہی تحقیق وتفتیش اور اعتدال کے ساتھ زندگی کے مختلف مراحل: علمی فکری کمالات، سماجی سیاسی معمولات، عادات واطوار، خصائل وصفات

اور دیگر سینکڑوں نکات و جزئیات پر حتی المقدور تفصیلی روشنی ڈالا ہے۔آپ پوری تفصیلات کتاب میں ملاحظہ کریں گے ان شاءاللہ اور معلومات کا خزانہ حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کے بارے میں پائیں گے۔

فاضل موصوف نے حضرت کے تعلق سے جو کچھ بھی لکھا ہے بلا شبہ ایک محقق اور ریسرچر کا حق ادا کر دیا ہے۔ انہوں نے حتی الوسع زندگی کے تمام پہلوؤں پر کم وبیش خوب روشنی ڈالا ہے۔اسلوب بیاں، الفاظ اور تعبیرات کے استعمالات اپنی جگہ ہیں ان میں ادباء کے آراء مختلف ہو سکتے ہیں لیکن حیات و خدمات پر قلمی رشحات اور تحقیقات پر تاریخی شواہد ہیں۔ان تاریخی دستاویزات سے ایک انصاف ور مورخ کے لئے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے کہ حضرت مفتی اعظم نیپال علیہ الرحمہ عالمی مشاہیر علماء وفضلاء میں منفرد وممتاز ہیں،ان سے پیشتر نیپال میں سیکڑوں علمائے کرام پیدا ہوئے ہیں لیکن جو مقبولیت اللہ نے انہیں دی ہے یہ ان کا طرہ امتیاز ہے۔ بیرون ممالک میں اہل سنت و جماعت کے علماء میں شیر نیپال بلندیوں کے اعلی مراتب پر فائز ہیں۔ارباب سیاست بھی آپ کے قدرداں اور شیدائی تھے۔متعدد بار راجا بیریندر کی شاہی تاج پوشی کی تقریب میں بحیثیت مہمان دعوت نامہ بھی ملا۔

رب کریم مصنف موصوف کی اس دینی علمی کاوش کو مقبول عوام وخواص بنائے، نئی نسل کو اسے مستفید فرمائے،تاریخ اور ریسرچ کرنے والے کے لئے بہتر اثاثہ بنائے اور موصوف کو مزید عمدہ دینی وعلمی خدمات انجام دینے کی توفیق بخشے۔ وما ذلک علیہ بعزیز۔

محمد مبشر حسن مصباحی
استاد: اسلامک اسٹڈیز نیپال اوپن یونیورسٹی کاٹھمانڈو (نیپال)
مرکزی صدر مسلم بورڈ نیپال
بانی مرکز فاطمۃ الزہراء للبنات وزہراء نیشنل اکیڈمی
بست پور سرلاہی (نیپال)
۱۲ محرم الحرام ۱۴۴۶ھ بروز جمعہ
۱۹ جولائی ۲۰۲۴ء

احساسات وجذبات دل

از قلب وقلم: گدائے مرشد ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں تو گمنام تھا، کم قدر تھا اور خاک بسر
اک ترے عشق نے توقیر بڑھا دی میری

معارف شیر نیپال منزل بہ منزل:

تاجدار علم وفن، وقار ملت ومملکت، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت، فقیہ اہل سنت، مفتی اعظم نیپال، قاضی القضاۃ، شہید راہ عشق رسالت، فدائے رضویت، خوشہ چین دستر خوان برکاتیت، حافظ وقاری الحاج الشاہ حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ جب بقید حیات تھے، میں نے ایک مختصر رسالہ بنام ''تاجدار نیپال'' تصنیف کیا تھا جس میں آپ کی حیات وخدمات اور دیگر خصوصیات کی کچھ جھلکیاں تھیں۔ یہ کتاب جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ مطابق مارچ ۲۰۱۴ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کو بعد اہل علم وفن اور نغمہ سرایان حضور شیر نیپال نے پسند کی نگاہوں سے دیکھا۔ خود حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے فقیر کے نام ایک مکتوب میں فرمایا کہ آپ کا بھیجا ہوا رسالہ پورا پڑھا، قلبی مسرت ہوئی اور دل سے دعائیں دیں۔

آپ کی حیات وخدمات کے چند گوشوں پر ایک دوسری کتاب قدرے تفصیل کے ساتھ بنام ''تجلیات محدث اعظم نیپال'' دو سو آٹھ صفحات پر مشتمل لکھا جو محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق نومبر ۲۰۱۴ء میں احمد گرافکس، سبزی باغ پٹنہ ۴ سے شائع ہوئی۔ اس رسالہ کو بھی عقیدت مندان مفتی اعظم نیپال نے بڑی قدر ومحبت کی نگاہوں سے دیکھا اور پسند کیا۔ اس وقت میں جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ اندور (ایم پی) میں تدریسی خدمات انجام دے رہا تھا۔ جہاں تک ہوسکا معلومات اکٹھا کر کے کتابی شکل میں شائع کرنے میں کامیاب ہوا اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی دعاؤں کے پھول کو اپنے دامن مراد میں چننے کا شرف حاصل ہوا۔

ارادہ تو یہی تھا کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر آپ کے بقید حیات ہی شرح وبسط کے ساتھ لکھا جائے، معلومات ومواد اکٹھے کر کے آپ کی حیات ہی میں شائع کر دیا جائے، مگر اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے یہ کام نہیں ہوسکا اور پھر میں کسب معاش کی غرض سے قطر آ گیا۔ جس کی وجہ سے اس مقصد کی تکمیل نہ ہوسکی اور یہ نیک ارادہ زیر التوا ہی رہا۔

قطر میں آنے کے بعد بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے گفتگو ہوتی رہی اور آپ کی خوبصورت دعاؤں سے میں کامیابی کی چوٹیوں کو چھوتا رہا اور ترقی کی منزلیں طے کرتا رہا، نیز قلمی کاوشوں کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہاں بھی جاری رکھا۔ اسی

طرح یہاں رہ کر بھی آپ کی کتابوں اور فتاویٰ پر کام موقوف نہیں ہوا، نیز آپ کے یہاں سے نکلنے والے رسالہ سہ ماہی ندائے برکات کو شائع کرتا رہا، جو بعد میں اس سفر میں تنہا ہونے کی وجہ سے بند ہو گیا اور تا ہنوز بند ہے، جس کی طرف کسی کی توجہ نہیں، جب کہ یہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا خواب تھا، جس کی تکمیل تلامذہ وفیض یافتگان اور بطور خاص اہل خانقاہ واہل خانوادہ کی ذمہ داری اور چشم پوشی لاپرواہی کے مترادف ہے۔

میرے قطر آنے کے تقریباً ایک سال بعد جب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے ٹیلیفونی گفتگو ہوئی جس وقت آپ نزیل ممبئی تھے اور عمرہ شریف کے لئے پابہ رکاب تھے۔ دوران گفتگو آپ نے فرمایا کہ اب آپ نیپال آجائے، یہاں خانقاہ میں آپ کی ضرورت ہے، یہیں سے آپ دینی کام کریں، جو مشاہرہ آپ کو قطر میں مل رہا ہے وہ یہاں بھی دیا جائے گا اور ساری سہولتیں بھی مہیا کی جائیں گی۔ آپ کے ان جملوں سے میرے حوصلے بلند ہو گئے اور ارادہ کرلیا کہ دو سال کی مدت ختم کرنے کے بعد لہنہ نشیں ہو جاؤں گا، مگر کسے معلوم کہ میرے حوصلوں کی پنچھی کو اونچا اڑانے والے محسن کی روح میرے آنے سے قبل ہی قفس عنصری سے پرواز کر جائے گی اور آپ مجھے ہمیشہ کے لئے تنہا چھوڑ کر ایک ایسی دنیا کے سفر پر نکل پڑیں گے جہاں سے واپسی ممکن نہیں۔

مرشد گرامی سے آخری ٹیلیفونی گفتگو:

جب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اپنی حیات کا آخری عمرہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو بنارس ہوتے ہوئے ناسک پہنچے، جہاں آپ نے متعدد دینی محافل میں شرکت کی اور دعوت وتبلیغ کی سنت ادا کرتے ہوئے بارگاہ خدا عزوجل اور دربار مصطفیٰ ﷺ میں حاضری دی۔ حرمین شریفین کی زیارت سے قبل بھی آپ سے گفتگو کا شرف حاصل ہوا، کئی موضوع پر تبادلہ خیال بھی ہوا، ندائے برکات کے حوالے سے اور خانقاہ برکات میں تعلیمی بیداری اور دیگر اغراض ومقاصد پر کئی منٹ تک موبائل پر ہی مشاورت ہوئی اور اپنی نیک دعاؤں سے اس بار بھی بندۂ ناچیز کو خوب نوازا۔ جب تک آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حرمین شریفین کی برکتوں اور رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹتے رہے، فقیر سراپا تقصیر آپ کے احوال کی آگاہی آپ کے تلمیذ عزیز حضرت مولانا غلام یاسین برکاتی صاحب مقیم مدینہ منورہ سے لیتا رہا اور دعاؤں کی درخواست آپ کے توسل سے حضرت کی خدمت میں پیش کرتا رہا اور ان مقدس مقامات پر بھی آپ نے اس غلام کو اپنی خوبصورت دعاؤں میں یاد رکھا۔

علالت وسفر حرمین شریفین:

سفر حرمین شریفین کے لئے روانہ ہونے سے قبل ہی بنارس میں آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی، مگر علاج کے بعد عافیت مل گئی اور مناسک عمرہ ادا کرنے کے بعد پھر طبیعت ناساز ہوگئی اور ممبئی آتے آتے زیادہ نازک ہوگئی، جہاں اسپتال میں آپ کا علاج ہوتا رہا مگر کئی روز کے علاج کے باوجود درستگی کے آثار نہیں دکھے تو اپنے وطن مالوف نیپال بذریعہ ایمبولینس لے جائے جانے لگے اور پھر راستہ ہی میں آپ کی روح کا رشتہ جسم سے منقطع ہو چکا اور لاکھوں عقیدت مندوں اور دنیائے سنیت کو سوگوار چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے موت وحیات کے خالق کے حضور جا پہنچے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

جہان شیر نیپال کے لئے کوشش:

وصال کی خبر اطراف عالم میں پھیلتے ہی رنج والم، غم واندوہ اور درد وکرب کے سیاہ بادل چھا گئے اور پھر مشائخ وعلمائے اہل سنت نے تحریری وصوتی تعزیت نامہ پیش کر کے اپنے رنج وغم کا اظہار فرمایا، آپ کی مختلف الجہات شخصیت اور آپ کی دینی ملی خدمات کا چند سطور میں ذکر کر کے آپ کی خدمت میں خراج عقیدت بھی پیش کیا۔ فقیر نے اول روز سے وہ تمام تعزیت نامے جمع کرنے شروع کر دئے اور آپ کے جاری کردہ سہ ماہی رسالہ ''ندائے برکات'' سے شیر نیپال نمبر نکالنے کا عزم کر لیا۔ اور آنا فانا اس کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا تاکہ عرس چہلم کے موقع سے طباعت کی منزل سے گذار کر لہنہ شریف کے اسٹیج پر رسم رونمائی کے خوشنما منظر سے عقیدت مندوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو سکیں۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات میں ہی جہان شیر نیپال کا سوچا تھا، بے ترتیب کچھ عناوین بھی مرتب کئے تھے۔ پھر وصال کے بعد کچھ مضامین کا اضافہ کر کے ایک مولانا صاحب کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے حذف واضافہ کر کے ایک خوبصورت خطہ تیار کر دیا، جس میں کچھ ترمیم ہونی تھی، مگر خطہ عمدہ تھا، اس کے حساب سے اگر کام ہوتا بہت ہی خوبصورت اور جامع سوانحی گلدستہ اپنی خوشبوؤں سے مشام قلب وجگر کو معطر کرتا۔ مگر بچند وجوہ اس کے مطابق کام نہیں ہو سکا جس کا مجھے بہت قلق وافسوس ہے۔ اور اس خطہ پر کام نہ ہونے کی وجہ سے مستقل دوسری کتاب ''معارف حضور شیر نیپال'' تصنیف کرنے کا ارادہ کیا جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں مقالہ نگار اہل علم وقلم کے وہ تمام مضامین کتاب کے اخیر میں شامل کر دئے گئے ہیں جو ندائے برکات کے ''شیر نیپال نمبر'' کے لئے موصول ہوئے تھے۔

جہان شیر نیپال کا منصوبہ:

وصال حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے دو روز بعد یعنی تیسرے روز تعزیت کے لئے میں نے جانشین حضور شیر نیپال صوفی باصفا حضرت مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ برکاتی دام ظلہ العالی سے موبائل پر گفتگو کی، تعزیت پیش کرتے ہوئے عرس چہلم کے موقع سے ''شیر نیپال نمبر'' شائع کرنے کا عزم بھی ظاہر کیا جس پر آپ نے خوشی کا اظہار کیا اور پھر میں پوری تندہی کے ساتھ اس مشن میں مصروف ہو گیا۔ اہل علم وقلم سے رابطہ کیا، مشائخ مارہرہ وبریلی کی خدمت میں پہنچ کر تاثرات لینے کے لئے افراد کا انتخاب کیا اور بھی کئی ذمہ داریاں تھیں جن کے لئے کچھ شخصیتوں کو بمشکل تیار کیا۔ ابتداء بہت سے تلامذہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے وہ جوش وجذبہ دکھائے کہ مجھے محسوس ہوا کہ عرس چہلم کیا دسویں اور بیسویں کی مجالس ایصال ثواب میں ہی شائع ہو جائے گا۔ مگر پھر یہ جذباتی حضرات، لفظوں کی کشتی کی سواری کرنے والے، جملوں کے کاغذی ناؤ پر ناز کرنے والے ایسے لاپتہ ہوئے کہ جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نظر نہیں آیا اور اس سنگلاخ وادی میں خود کو تنہا پا کر بے یار ومددگار محسوس کرنے لگا۔ پھر کچھ زبانی وشدت پسند عقیدت مندان حضور شیر نیپال کی وائس ریکارڈنگ، سوشل میڈیا پر شائع کی جانے والی دلخراش تحریریں اور مجالس ایصال ثواب میں ہونے والی تکلیف دہ تقریروں نے اہل قلم کے دلوں کو پژمردہ ودکھی کر دیا جس کی وجہ سے بہت سے اہل قلم نے شیر نیپال نمبر کے

لئے لکھے جانے والے مضمون کو ذہن وفکر اور قلب وجگر کے کاغذ سے سینہ قرطاس پر لانے سے قلم کو روک لیا اور پھر غیر معمولی تاخیر ہوتی گئی۔جبکہ ان شدت پسند عقیدت مندوں نے ایک مضمون بھی حیات شیر نیپال کے کسی گوشہ پر لکھ کر اس کارواں کو آگے بڑھانے میں مدد نہیں کی۔

معارف شیر نیپال میں مولانا غلام یاسین کا کردار:

بھلا ہو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے تلمیذ وفا شعار، عاشق صادق، پیکر اخلاص حضرت مولانا غلام یاسین برکاتی لہان (مقیم حجاز مقدس) کا جو اول روز سے میری ہمت افزائی کرتے رہے، ہر طرح کے تعاون سے امیدوں اور حوصلوں کے بجھتے چراغ کو روشن کئے رکھا اور تقریبا ہر جمعہ کو گنبد خضریٰ، ریاض الجنۃ، سنہری جالیوں اور مسجد نبوی کی ایمو کال پر زیارت کروا کر مجھ سے کام لیتے رہے اور آگے بڑھاتے رہے۔اور آپ کے ہی دامے درمے قدمے سخنے تعاون کی امید دلانے کی برکت سے میں نے ذہن کو اس کام کے لئے برانگیختہ کیا اور پھر تہیہ کرلیا کہ حضور شیر نیپال نمبر نکلے یا نہ نکلے مگر آپ کی ذات پر کام کرنے کا جو عزم کیا تھا اسے عملی جامہ ضرور پہنایا جائے گا۔اور پھر یہ خوبصورت تحفہ بنام ''معارف شیر نیپال'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

معارف کی تکمیل پر حمد وصلاۃ کے تحفے:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کے بعد آپ کی حیات وخدمات پر جو کام شروع کیا تھا اس کی پہلی تکمیل ۲۰۲۱ء کے اواخر میں ہو چکی تھی، صرف پروف ریڈنگ اور نظر ثانی کا کام باقی تھا اور کچھ اہم شخصیات کچھ تاثرات۔اس محنت طلب کام اور پیر و مرشد علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ کے روشن نقوش اور خدمات عظیمہ پر مشتمل ضخیم دستاویز کی تکمیل پر ہزار ہا حمد وثنا رب اکبر جل جلالہ کی بارگاہ میں پیش ہیں اور اس کے پیارے حبیب، میرے مرشد گرامی قدر کے مطلوب اپنے ملجا وماویٰ حضور سرور کائنات ﷺ کی خدمت اقدس میں بے شمار گلہائے درود سلام نذر ہیں۔یہ اللہ رب العزت کا بے پایاں کرم اور حضور رحمت عالم ﷺ کی نگاہ توجہ وعنایات اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں آپ کے سچے عاشق حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کی مقبولیت ومحبوبیت ہی ہے کہ ایسی بابرکات ذات کی سیرت وکردار اور خدمات پر بہار پر کچھ لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

معارف کی تکمیل اور فکر اخراجات:

کتاب کی تکمیل کے بعد سب سے بڑا مسئلہ اس کی طباعت کا پیش آیا اور اس کے لئے خطیر رقم کی ضرورت تھی، سو بہت سے ان حضرات سے رابطہ کیا گیا جن کے بارے میں گمان یہ تھا اور باور بھی یہی کرایا جارہا تھا کہ وہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں، بڑی عقیدت رکھتے ہیں، جاں نثاری کا جذبہ بھی ہے، فدائیت اور ایثار مال وزر کا جوش وامنگ بھی۔جی ان سے بھی رابطہ کیا گیا جو حیات شیر نیپال میں گلا پھاڑ پھاڑ کر کرامت بیان کرتے رہے، مائک کا کچھ حصہ منہ میں ڈال کر منقبت پڑھتے

رہے اور پھر مجھ پر انکشاف ہوا کہ حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ سے جو محبت کا دعویٰ سنا گیا وہ تو صرف زبانی سطح پر ہی تھا اور اس کا کچھ حصہ حضرت مخدوم گرامی علیہ الرحمہ کی حیات تک ہی محدود تھا۔

جھوٹی محبت کا تم جھوٹا دعویٰ کرتے ہو
دکھاوے کی محبت ہے تمہاری دکھاوا کرتے ہو
مطلبی ہو تم بھی مطلبی دنیا کے جیسے
زمانے کی طرح تم بھی پیار جھوٹا کرتے ہو

باہری عقیدت مندوں اور حدی خوانوں کے بعد حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کے خونی وقریبی افراد سے بھی رابطہ کیا گیا، جن میں سے کچھ لہنہ شریف کے ساکن اور کچھ لہنہ شریف سے باہر کے ہیں، اندرون لہنہ میں سے ایک صاحب نے سوچنے کی مہلت لے کر امید کی رسی کاٹ دی اور کچھ کرم فرماؤں نے تو سلام کا جواب تک نہیں دیا اور آج تک نہیں دیا۔ باہری خونی رشتہ داروں میں سے ایک خلیق وشفیق بزرگ خلیفہ وتلمیذ نے دست تعاون دراز فرمایا، مگر انہوں نے اپنا نام ظاہر کرنے سے منع فرمایا اس لئے ان کا نام پوشیدہ ہی رکھا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے اور ان کا سایہ اہل سنت پر دراز فرمائے۔ جبکہ باہری عقیدت مندوں اور تلامذہ وخلفا میں سے حضرت مولانا محمد فیروز چمن برکاتی صاحب (برداہا) نے اپنے دو تین احباب کے ساتھ اور خلیفہ حضور شیر نیپال حافظ وقاری حذیفہ برکاتی صاحب نے آخری گھڑی میں تعاون کرکے میری مشکل کشائی فرمائی۔ اور باقی حضرات نے کچھ شرطیں رکھیں اور باقی کچھ بزرگوں نے عذر پیش کیا اور باقی نے کوئی جواب نہیں دیا اور باقی نے تعاون کے نام پر تعاون کی توہین کی۔ خیر ان سب کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو فیضان شیر نیپال سے مالا مال فرمائے۔

کچھ دن تو کر تعاون اے خوش صفات مجھ سے
تنہا نہ ہو سکے گی تطہیر ذات مجھ سے
فریاد اے سماعت انصاف اے فراست
کرتے ہیں اہل دنیا دنیا کی بات مجھ سے

ابوالعطر کا عشق شیر نیپال:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات میں آپ کا دست شفقت سر پر رہتا اور آپ کی پشت پناہی حوصلہ دیتی رہتی، جبکہ آپ کے وصال پر ملال کے بعد میں تنہائی کا بہت ہی زیادہ احساس ہونے لگا، دل بے تاب وبیقرار رہنے لگا، آپ کی کرم نوازیاں، ذرہ نوازیاں، باران شفقت وعنایات، برابر خبر گیری، ہمت افزائی کرنا، دینی کاموں پر ابھارنا، دعاؤں کی خوشبو سے مشام قلب وجگر کو مہکانا یہ سب رہ رہ کے یاد آنے لگے۔ تنہائی میں آپ کا وہ رخ زیبا گردش کرتا جسے دیکھ کر دل کو سکون اور جاں کو فرحت ملتی۔ کبھی خوابوں میں جلوے دکھاتے، کبھی آپ کی تحریروں کے مطالعہ کے دوران آپ سے وابستہ یادیں تازہ ہونے لگتی۔

آج پھر روحِ تمنا میں حرارت جاگی
آج پھر اس کے تبسم کا شرارا چمکا

آج بھی میں لمحہ بہ لمحہ آپ کو یاد کرتا ہوں، کو بہ کو آپ کو تلاش کرتا ہوں، آپ کے جلوؤں کو آپ کی کتابوں میں تلاش کرتا ہوں، اداؤں کو آپ کی تقریظی سطور میں ڈھونڈھتا ہوں، آپ کے دیار سے آنے والوں میں کی شفقتوں اور عنایتوں کی خوشبو کو محسوس کرتا ہوں۔

پھر کسی یاد کی کشتی میں رواں ہیں لمحات
جوئے دل رقص میں ہے وادئ جاں رقص میں ہے
کتنا جاں بخش ہے یہ عشق کی وادی کا سفر
نغمہ زن طائفہ لذت جاں رقص میں ہے
بند آنکھوں میں لرزتا ہے کوئی منظر نور
جیسے تابندہ ستاروں کا جہاں رقص میں ہے

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ میرے مخدوم بھی تھے، میرے استاذ بھی تھے، میرے مرشد بھی تھے، میرے مربی بھی تھے، میرے محسن بھی تھے، میرے دل کے مکیں بھی تھے، میری نگاہوں کے سرمہ عقیدت بھی تھے، میری فکروں کے محافظ بھی تھے، میرے محبوب بھی تھے، میرے مرجع بھی تھے، میرے ملجا بھی تھے، میرے تاج عزت بھی تھے۔ میں نے آپ سے جنون کی حد تک محبت کی ہے، دل کی گہرائیوں سے عشق کیا ہے، نگاہوں میں ان کے جلوؤں کو بسایا ہے، ان کی دلکش و پیکر سنت اداؤں کو دل میں اتارا ہے، ان کے کلام کو شہد نایاب سے شیریں تر محسوس کیا ہے، ان کی پیشانی کی چمک کو خانہ فکر و نظر کا چراغ بنایا ہے۔ میں ان کی گفتار کا عاشق، ان کے کردار کا عاشق، ان کی طہارت کا عاشق، ان کی پارسائی کا عاشق، ان کی خرام ناز کا عاشق، ان کی نگاہ ناز کا عاشق، ان کی تبسم ریزیوں کا عاشق، فضا کو معطر کردینے والی خوشبو کا عاشق، نرم و گداز دست پر نور کا عاشق، تجلیات نور کے سمندر میں ڈوبے چہرہ کا عاشق، بینی خم دار کا عاشق، چشم سرگیں کا عاشق، فکر بلند کا عاشق، تصلب و استقامت کا عاشق، روشن دماغ کا عاشق۔

جو گرفتار محبت ہیں یہ ان سے پوچھو
ناز کیا چیز ہے کیا چیز ادا ہوتی ہے
ان کی نظروں کی حقیقت کو کوئی کیا جانے
ان کی نظروں میں ہر اک غم کی دوا ہوتی ہے
کیوں نہ چہرے پہ ملوں خاک در یار کو میں
یہی وہ خاک ہے جو خاک شفا ہوتی ہے

میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر کا طالب
تیرے کوچے میں مریضوں کو شفا ہوتی ہے
ان کے میخانے کو چھو آتی ہے جب فصل بہار
پھول کھل جاتے ہیں مستی میں ہوا ہوتی ہے
اے فنا ملتا ہے عاشق کو بقا کا پیغام
زندگی جب رہ الفت میں فنا ہوتی ہے

جہان شیر نیپال سے معارف شیر نیپال کا منصوبہ:

جب جہان شیر نیپال نمبر کا کام سرد پڑ گیا تو بہت پریشان رہنے لگا کہ اپنے ارادہ میں کامیابی سے محروم ہو گیا، حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر جو کام کرنے کا جذبہ تھا اسے ٹھنڈا دیکھا اور کسی طرح کی مدد و تائید متعلقین افراد واحباب کی طرف سے نہ ملنے کی وجہ سے دل ودماغ اداس رہنے لگے تھے، پھر میرے ذہن میں ایک خیال آیا کہ حضور شیر نیپال کی زندگی کے روشن باب کو اور آپ کی چند دینی خدمات کی جھلکیاں ''تجلیات محدث اعظم نیپال'' کی شکل میں قارئین کی خدمت میں پیش کی تھی کیوں نہ اسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور بنیاد بنا کر کام کیا جائے۔ اس لئے سب سے پہلے نام کا انتخاب کیا، ابواب مرتب کئے اور رفیق گرامی قدر مولانا ڈاکٹر محمد حسین مصباحی جئے نگر کو دکھایا، انہوں نے اس ترتیب وخاکہ کو سراہا۔ پھر ڈاکٹر محمد مبشر حسن مصباحی صاحب سے مشورے کئے، انہوں نے چند سوانحی کتابوں کے ابواب کے تراشے بھیجے اور مشورہ دیا کہ ''معارف شیر نیپال'' کے ابواب کی ترتیب میں ان سے استفادہ کیا جائے۔ خیر خاکہ تیار کر کے ان کی خدمت میں بھی بھیج دیا دیر سہی مگر خوبصورت مشوروں اور اضافوں سے انہوں نے خاکہ میں چار چاند لگا دئے۔ یہ مرحلہ طے کرنے کے بعد میں قلم برداشتہ ہوا، ذہن کو تیار کیا، فکر کو مہمیز دی، افراد وشخصیات سے جہاں تک ہو سکا رابطے کئے اور معلومات کا ذخیرہ جمع کر کے کام کرنا شروع کر دیا اور پھر چند ماہ کی مسلسل محنت و مشقت اور جگر کاوی کے بعد ''معارف شیر نیپال'' کا ڈھانچہ تیار ہو گیا۔

معارف میں دیگر دو کتابوں کے مضامین:

''معارف شیر نیپال'' میں میں نے تجلیات محدث اعظم نیپال کے کچھ مضامین کے علاوہ تمام مضامین حذف واضافہ کے ساتھ شامل کر دئے ہیں، اسی طرح تاجدار اہل سنت نیپال کے بھی تقریباً اکثر مضامین اس میں شامل کر دئے ہیں۔ جبکہ تاجدار اہل سنت نیپال کی بھی نئی ترتیب کے ساتھ برقی اشاعت ہو چکی ہے اور تجلیات محدث اعظم نیپال اب نئے نام ''معارف شیر نیپال'' کے ساتھ متعارف وشائع ہو رہی ہے۔ ''معارف شیر نیپال'' حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کے پہلے عرس کی آمد سے پہلے ہی لکھی جا چکی تھی مگر تصحیح ونظر ثانی اور کچھ ضروری مضامین کی عدم شمولیت کی وجہ سے شائع نہ ہو سکی اور تاخیر پر تاخیر ہوتی گئی لیکن یہ تاخیر بیکار و رائیگاں نہ گئی، بلکہ حذف واضافہ کا سلسلہ جاری رہا اور اپنی ذہنی تسکین کے ساتھ قابل قدر اور مفید ومعلومات بخش مضامین شامل ہوتے گئے

اور کتاب کی قدر ومنزلت اور اہمیت وافادیت میں چار چاند لگتے گئے۔ یہ اور بات ہے کہ اگر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ابتدائی حالات زندگی، یا درمیانی احوال وخدمات یا از ابتدا تا انتہا کی زندگی اور خدمات جن نگاہوں نے بہت قریب سے دیکھا ہے اگر ان کرم فرماؤں نے اس کی طرف توجہ دی ہوتی اور مواد فراہم کئے ہوتے یا ان پر قلم اٹھایا ہوتا تو بہت کچھ مستند ومعتبر مواد ومضامین کی چمک سے ''معارف شیر نیپال'' کا ہر صفحہ مزید تابندہ ونورفشاں ہوتا۔ مگر افسوس کہ ایک سال تک مسودہ خانقاہ برکات میں یونہی پڑا رہا اور نظر ثانی کر کے اس کی تحسین وتجمیل میں کوئی کردار ادا نہیں کیا گیا، جبکہ متعدد بار یاد دہانی بھی کرائی گئی۔

معارف شیر نیپال بحیثیت مرجع:

کتاب ''معارف شیر نیپال'' اپنی اشاعت وطباعت سے قبل ہی ماخذ ومرجع کی حیثیت متعین کر چکی ہے کہ اس کتاب سے کئی اہل علم نے اپنے مضامین ورسائل میں استفادہ کیا ہے۔ شان شیر نیپال، تعلیمات وکرامات شیر نیپال، شیر نیپال کی رحلت اور علما ومشائخ کی تعزیتیں، علمائے مہوتری اور نیپالی زبان میں حضرت کی حیات پر لکھی جانے والی پہلی کتاب بھی ''معارف شیر نیپال'' سے فیض یاب ہو چکی ہیں۔ بلکہ نیپالی زبان میں لکھی جانے والی پہلی کتاب ''حضرت شیر نیپال کی جیونی رَیوگدان'' یہ درحقیقت ''معارف شیر نیپال'' سے ملخص مضامین ومواد کا ترجمہ ہے جسے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے شاگرد ومرید عزیز گرامی قدر مولانا محمد ساجد برکاتی (نرائن گھاٹ، چتون) نے شائع کیا ہے۔ دراصل انہوں نے مجھ سے واٹساپ پر رابطہ کیا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ نیپالی زبان میں حضور شیر نیپال کی حیات وخدمات کو شائع کرنا ہے، اس کے لئے مواد ومضامین چاہئے۔ مین نے فرحت ومسرت کا اظہار کیا اور ''معارف شیر نیپال'' کی تلخیص کر کے تقریباً سو صفحات پر مشتمل پی ڈی ایف فائل بھیج دیا، جسے انہوں نے دو چار دن میں ہی نیپالی زبان میں تیار کر لیا۔ ہاں کچھ استفادہ انہوں نے ''مفتی اعظم نیپال حیات وخدمات'' مصنفہ نائب حضور شیر نیپال مفتی احمد حسین برکاتی دامت برکاتہم العالی سے بھی کیا ہے۔

معارف شیر نیپال کی تاخیر کی وجہ:

''معارف شیر نیپال'' کی تاخیر کی ایک وجہ تصحیح ونظر ثانی بھی ہے۔ تصحیح ونظر ثانی اور پروف ریڈنگ یہ اپنی جگہ بہت ہی اہم ہے، اس لئے اس مرحلہ سے گذارے بغیر کسی بھی کتاب کی اشاعت وطباعت خرد کے نزدیک درست نہیں۔ ورنہ ایک دو خامیاں، غلطیاں اور کوتاہیاں نہیں کئی ایک غلطیاں اور کوتاہیاں کتاب میں رہ جاتی ہیں جس کی وجہ سے کتاب کی اہمیت کم ہو جاتی ہے اور بسا اوقات مصنف ومولف کو پشیمانی اور تنقید کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کتاب کی تکمیل کے بعد نظر ثانی کے لئے ملک نیپال کے ایک عظیم مفکر اور دوراندیش اسلامی اسکالر کا انتخاب کیا، ان سے رابطہ کیا اور بڑی مشکل سے وقت نکال کر اس کام کو انجام دینے پر رضامند ہوئے۔ مگر افسوس کہ تقریباً چھ ماہ ہونے کے بعد بھی منتخب شخصیت سے ان کی اپنی کثیر مصروفیات کے سبب یہ کام نہیں ہو سکا۔ تاہم ان کا بیحد شکر گذار ہوں کہ اس دشوار راہ میں ان کی دعاؤں، مشوروں اور حوصلہ بخش کلمات کا بہت سہارا رہا۔

پھر جب جون ۲۰۲۳ء کی چھٹی میں گھر گیا تو چند خاص ابواب جو کہ ۵۰۰ صفحات پر مشتمل تھے ان کی پرنٹ آوٹ بھی لے گیا تا کہ خانقاہ برکات کے ذمہ داران بھی نظر ثانی کر لیں اور اسی سال عرس کے موقع پر اس کی اشاعت ہو جائے۔ مگر تین چار ماہ

تک وہ مسودہ یونہی پڑا رہا اور نظر ثانی سے محروم رہا اور پھر اس کی اشاعت بھی نہ ہو سکی۔ میں نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ایک خاص شاگرد اور بہت ہی معتمد و ذی علم اور دور اندیش خلیفہ کی خدمت میں اپنا مدعا پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ پرنٹ آؤٹ منگوا کر میں چیک کردوں گا مگر چھ ماہ تک شدید انتظار کے بعد بھی اس جانب ان کی طرف سے بھی کوئی توجہ نہیں دی جاسکی۔ آخر کار جب کہیں سے بھی نظر ثانی، پروف ریڈنگ اور کچھ باتوں میں مشورے نہیں مل سکے تو میں نے از خود یہ کام بھی انجام دیدیا اور اپنی صواب دید کے مطابق کتاب کو مزید انتظار کئے بغیر اشاعت کا تہیہ کرلیا۔ اس لئے قارئین کی خدمت میں گذارش ہے کہ لکھنا، کمپوزنگ کرنا، سوچنا، مواد و مضامین کی لڑیوں کو پرونا، تصحیح و پروف ریڈنگ اور بعض مضامین کے بارے میں مناسب وغیر مناسب کا فیصلہ کرنا یہ سارا کام خود ہی انجام دیا ہے تو عین ممکن ہے کہ بہت سی جگہوں پر لفظی اور معنوی غلطیاں اور خامیاں بھی رہ گئیں ہوں اور کچھ جملے قابل تنقید بھی ہوں۔ تو ان سب کوتاہیوں پر معذرت خواہ ہوں اور امید واثق ہے کہ ان پر قارئین سرزنش کی بجائے عفو درگذر سے کام لیں گے۔

معارف شیر نیپال میں حذف و اضافہ کا سلسلہ:

تقریباً ساڑھے چار سالوں تک گاہے بگاہے ''معارف شیر نیپال'' حذف و اضافہ کے وظیفہ کے ساتھ مراقبہ میں رہا، اس عرصہ میں جن کی طرف میری نگاہیں ٹکی ہوئی تھیں کہ وہ اس راہ میں نہ دامے درمے تو قدمے سخنے تو ساتھ دیں گے یا حوصلہ افزائی تو ضرور کریں گے مگر ان میں سے کسی نے بھی خبر گیری کی، نہ کچھ امیدیں دلائیں، نہ حوصلہ بخش جملے ساعتوں کے حوالے ہوئے اور نہ کوئی ضروری مواد فراہم کئے، جس کا بیحد قلق و افسوس ہے۔ اور نہ ان لوگوں نے تحسین کی جو خود کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے بہت قریبی اور معتقدین تصور کرتے ہیں، اسٹیج پر آپ کی موجودگی میں کرامات و فضائل کی قصیدہ خوانی کرتے اور وصال کے بعد منعقد ہونے والی مجالس ایصال ثواب میں شریک ہوکر نذرانے بٹورتے رہے۔ جب ان کرم فرماؤں کی خدمت میں مرتب کردہ خاکہ میں سے کسی ایک عنوان پر خامہ فرسائی کی دعوت دی گئی تو ہفتوں کوئی جواب بھی نہیں ملا۔ بعض کو متعدد بار میسیج کیا، سلام کیا، خیر و عافیت پوچھی شیر نیپال نمبر اور معارف شیر نیپال کے بارے میں بتایا تو کچھ لکھنا تو دور سلام کا جواب بھی بروقت نہیں دیا، ایک ایک مہینہ کے بعد کسی نے جواب دیا بھی تو علیک کا سلیک کر کے ہی خاموش ہوگئے۔ ہاں ایک عظیم المرتبت شخصیت، خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت مولانا مفتی محمد مجیب الرحمن دامت برکاتہم العالیہ سے جب بھی بات ہو جاتی تو خیر و خبر ضرور لے لیا کرتے تھے اور کتاب کی تکمیل و اشاعت کے لئے دعائیں بھی کرتے۔

نئے سفر میں ابھی ایک نقص باقی ہے
جو شخص ساتھ نہیں اُس کا عکس باقی ہے

ابو العطر کے عشق شیر نیپال پر شبہ:

ناسک مہاراشٹر سے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ایک شاگرد سے بات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے بتایا کہ آپ کے بارے میں یہ خبر و شکایت ہے کہ آپ کا نظریہ و رویہ خانوادۂ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے حوالے سے بدل گیا ہے، اب وہ انداز محبت و الفت

نہیں رہا جو حیات شیر نیپال علیہ الرحمہ میں حضرت کی ذات اور آپ کے خانوادہ سے ہوا کرتا تھا۔ نہ وہ عشق ولگاؤ ہے اور نہ وہ وابستگی و عقیدت ہے جو پہلے کبھی تھی، جس کی دھمک اور گونج پوری دینائے وابستگان حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ میں محسوس کی جاتی اور سنائی دی جاتی تھی۔ اسی سے ملتی جلتی شکایت کئی اور احباب کے ذریعہ مجھ تک پہنچی، اس شکایت میں کہاں تک جان اور صداقت ہے وہ تو قارئین اچھی طرح جانتے ہیں، تاہم یہ عرض کر دوں آج بھی خانوادۂ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے میرا عشق اتنا ہی ہے، میری نظر میں اتنا ہی احترام ہے اس خانوادہ کا اور خانوادہ وخانقاہ کے تئیں میں اتنا ہی فکر مند رہتا ہوں جتنا حیات شیر نیپال میں۔ ہاں تھوڑا مزاج بدلا بدلا سا ضرور ہے جو کہ بے وجہ نہیں، جس سے ہمارے قریبی احباب اور محسنین واقف ہیں۔ ؎

ایسا نہیں کہ ان سے محبت نہیں رہی
جذبات میں وہ پہلی سی شدت نہیں رہی
سر میں وہ انتظار کا سودا نہیں رہا
دل پر وہ دھڑکنوں کی حکومت نہیں رہی
پیہم طواف کوچۂ جاناں کے دن گئے
پیروں میں چلنے پھرنے کی طاقت نہیں رہی

معارف شیر نیپال کن حالات میں تکمیل کو پہنچی:

کچھ بزرگوں سے کہا کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے حوالے سے ایک دو صفحہ کا اپنا قلبی تاثر ہی لکھ کر بھیج دیں، تو جواباً ان شاء اللہ کہہ کر عالم خوابیدہ میں گم ہوگئے۔ اور کچھ نے کہا میری طرف سے آپ ہی لکھ دیں اور شامل کر دیں اور کچھ مدعیان عقیدت شیر نیپال سے تو یہاں تک کہا گیا کہ سرکار آپ سے جتنا ہو سکے لکھ دیجئے باقی حذف واضافہ میں کر دوں گا، بلکہ انہیں مواد بھی فراہم کیا گیا، مگر پھر بھی ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ اب اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس بے سہارگی و بے چارگی کے عالم میں بھی ''معارف شیر نیپال'' تکمیل کو پہنچ گئی اسے کس کی نظر کی کرامت کہا جائے، کس کا فیضان نظر تصور کیا جائے؟ یہ بلاشبہ دو چندان احباب کی دعاؤں کا نتیجہ ہے جو اس راہ میں میرے شریک سفر رہے اور اس عظیم وعبقری اور صاحب کشف وکرامات بزرگ کا روحانی فیضان بھی ہے جن کی حیات وخدمات سے مہکتا یہ گلدستہ ہے۔ اس کے باجود اگر کوئی اپنے دل میں کسک محسوس کرے، حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اور آپ کے خانوادہ سے میری وابستگی پر شک وشبہ کرے تو اس کرم فرما کی خدمت یہی عرض کروں گا کہ۔ ؎

آج بھی تیرے لئے دل میں چاہتیں باقی ہیں
تجھ سے جو کرنی تھیں، وہ باتیں ابھی باقی ہیں
کیسے سوچ لیا تم نے، ہمیں تیری طلب نہیں
دل میں اتر کے دیکھ، اب بھی تیری آرزوئیں باقی ہیں
کبھی فرصت ملے تو آکر دیکھ میرے مکان میں
آج بھی تیری خوشبو، تیری پرچھائیاں باقی ہیں

تیری سرگوشیاں، تیری چاہتیں، تیری آہٹیں باقی ہیں
دیکھ میرا ظرف کہ میں ٹوٹ کر بھی بکھرا نہیں
آنکھ میں آنسو ہیں، مگر لب پہ مسکراہٹیں باقی ہیں

آؤاب مان بھی جاؤ یارو!

میرے بہت سے وہ کرم فرما جو محسن ومربی، استاذ محترم، شیخ مکرم حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے بہت ہی قریبی نسبت رکھتے ہیں اگر میری کسی بھی فکر وموقف یا اقدامات وتخیلات کے باعث مجھ سے نالاں ہیں تو میں ان محبوبوں کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ میری افکار وتخیلات کو جذبات وتوہمات کے ترازو میں تولنے کی بجائے حقیقت وشریعت کے میزان میں رکھ کر پرکھیں اور گلہ وشکوہ اور انقباض وناراضگی کو دور کریں۔ کیونکہ میرا ارادہ ومنشا حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے سچے متعلقین ومعتقدین کو ناراض کرنا قطعی نہیں ہے بلکہ میں ہمہ وقت اپنی زندگی سے یوں مخاطب رہتا ہوں کہ ؎

آہستہ چل زندگی، ابھی کُچھ قرض چُکانا باقی ہے
کُچھ درد مِٹانا باقی ہے، کُچھ فرض نبھانا باقی ہے
رفتار میں تیرے چلنے سے کُچھ روٹھ گئے کُچھ چھُوٹ گئے
رُوٹھوں کو منانا باقی ہے، رو توں کو ہنسانا باقی ہے
کُچھ رِشتے بن کر ٹُوٹ گئے، کُچھ جُڑتے جُڑتے چھُوٹ گئے
اِن ٹُوٹے چھُوٹے رِشتوں کے زخموں کو مِٹانا باقی ہے

حاسدین شیر نیپال کی سازش کی ناکامی:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے وصال سے چند سال قبل مولانا عبد المنان کلیمی، مخالفین میں سے کچھ دوسرے افراد بھی اور وصال کے بعد بھی کچھ شدت پسند عناصر نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ پر ذاتی عناد وانتقام میں کفر پلٹنے کا حبابی دعویٰ کیا تھا اور پرچہ بھی تقسیم کیا تھا۔ ان لوگوں کے ناپاک عزائم اور منصوبوں کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں مسلمانوں کی بھیڑ نے ہی ناکام وبے پردہ کردیا۔ وہ لوگ جو آپ کے چاہنے والوں، آپ سے نسبت رکھنے والوں، آپ کے زلفوں کے اسیروں، آپ کے نغمہ سراؤں اور عوام اہل سنت کو برگشتہ کرنے کی ناپاک کوشش کررہے ہیں وہ اپنا شرعی محاسبہ کریں اور روش فکر پر نظر ثانی کریں۔ وہ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کی امامت پر، آپ کی نجابت پر، آپ کی قیادت پر، آپ کی ریاضت پر، آپ کی عبادت پر، آپ کے تقویٰ وطہارت پر، آپ کے تصلب دینی واستقامت پر اور آپ کی سنیت پر اپنے غیر شرعی پرچہ وفتویٰ کا پہرہ لگا کر مسلمانوں کو آپ سے عشق ومحبت اور الفت وعقیدت سے روک دیں، مگر عشق والے تو بانگ دہل نعرہ زن ہوئے کہ ؎

لوگو اب کیسا گلہ، کیسی شکایت اس کی
عشق ہو جائے تو جائز ہے امامت اس کی

مخالفین وحاسدین کا تنقیدی جائزہ:

اسی طرح ''رد بد مذہباں'' کے باب میں ''رد پھلواریت'' پر بھی کچھ قلم بند کردیا ہے اور یہاں بھی شائشتگی کے ساتھ اور مدلل پر طور پر اپنی بات رکھنے کی کوشش کی ہے۔ کسی پر الزام تراشی اور عیب جوئی جو شرعاً ممنوع ہے اس سے خود کو بچائے رکھا ہے۔ زبان بھی بازار و استعمال نہیں کیا گیا ہے اور نہ جارحانہ اور نہ سب وشتم سے پر لب ولہجہ اختیار کیا گیا ہے جیسا کہ مخالفین و حاسدین شیر نیپال نے اپنی کتابوں میں اختیار کیا ہے۔ اس باب کو اس لئے بھی ذکر کردیا گیا ہے کہ رد پھلواریت آپ کی حیات و خدمات کا اہم حصہ رہا ہے اور نیپال سے پھلواریت کی بیخ کنی میں جو کردار آپ نے ادا کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ اگر آپ نے اس وقت سکوت کرلیا ہوتا اور اس مسئلہ کو نظر انداز کردیا ہوتا تو ملک نیپال میں پھلواریت وہابیت ودیوبندیت سے زیادہ خطرناک ہوتی اور سنیت کے ستون میں دیمک بن کر پھلواریت اسے کمزور کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتی اور اہل ایمان واسلام کی قوت ایمانی کمزور کر کے اپنے دام تزویر میں پھنسا کر گمراہی کے دہانے پر لے جاتی۔ اللہ تعالیٰ کا بے پناہ شکر ہے اور احسان ہے کہ اس نے ملک نیپال میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جیسا رہنما، مصلح ملت، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت اور مجاہد اہل سنت عطا فرمایا، جنہوں نے سنیوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کی اور بدعقیدوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم محسن کی تربت اقدس پر انوار وتجلیات کی رم جھم رم جھم بارشیں ہر پل نازل فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مضمون ''رد پھلواریت'' اور ''شیر نیپال پر تکفیری فتویٰ محض ایک انتقام'' جو مخالفین معاندین کی ہفوات والزامات کے رد میں لکھی گئی غیر مطبوعہ کتاب ''ندائے حق وصداقت'' سے ماخوذ ہیں، ان دونوں مضمون کو زیر نظر کتاب ''معارف شیر نیپال'' میں شامل کرنے کے لئے مخلص احباب سے مشورہ لیا گیا، ان کی موافقت وتائید حاصل ہونے کے بعد ہی ''معارف شیر نیپال'' میں شامل کیا گیا ہے، ان احباب نے دونوں مضامین کی تصحیح ونظر ثانی اور توثیق وتصدیق بھی کی ہے۔ ''ندائے حق وصداقت'' مع تمام مشمولات و مضامین کے محرکین سیٹھ جمال الدین برکاتی ابدالی (مقیم قطر)، سیٹھ بلال احمد برکاتی سنسری (مقیم قطر) اور سیٹھ غلام مرتضیٰ برکاتی لہنوی (مقیم قطر) ہیں۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب مولانا عبدالمنان کلیمی صاحب نے حیات شیر نیپال ہی میں علی پٹی اور لادو بیلا کے اسٹیجوں سے تکفیری گولہ وبارود کی بارش کی تھی اسی وقت ان تینوں حضرات نے تلوار گیٹ دوحہ قطر میں چند احباب کی نشست رکھی اور باہمی مشورہ سے اس کام کے لئے فقیر کو آمادہ کیا، طباعت اور محنت پر نذرانہ دینے کا عہد بھی کیا بلکہ ایک دو ہفتہ کے بعد مطلوبہ رقم بھی دیدی گئی۔ کتاب تیار ہونے کے بعد کچھ خاص حضرات کی خدمت میں نظر ثانی اور طلب مشورہ کے لئے بھیجا گیا۔ پھر حیات شیر نیپال میں یہ کتاب بچند وجوہ شائع نہ ہوسکی، اس لئے اس کتاب کے چنیدہ مضامین ومواد کو ''معارف شیر نیپال'' میں شامل کردیا گیا ہے اور ''ندائے حق وصداقت'' کی طباعت کے لئے دی گئی رقم بھی اسی ضخیم کتاب ''معارف شیر نیپال'' کی طباعت میں لگادی گئی ہے۔

مذکورہ بالا کتاب میں حافظ زاہد حسین کی فکر ونظر کا احتساب بھی کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بیجا تنقیدات کرنے والے اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے بارے میں ہفوات بکنے اور لکھنے والوں کا شرعی مواخذہ بھی بہت ہی دل نشیں اور مہذب انداز میں کیا

گیا اور مخالفین کی دریدہ دہنی اور الزام تراشیوں کا خوب مدلل جواب بھی دیا گیا، مولانا عثمان رضوی بیلاوی کی کتاب کا تنقیدی محاسبہ کے ساتھ مولانا اسرائیل رضوی صاحب کے ایک فتویٰ کا بھی شرعی تعاقب کیا گیا ہے۔ مگر نیپال میں ہندو سمراٹ سینا والے آئے دن مسلمانوں کے خلاف سازشیں رچتے رہتے ہیں اور نقصان پہنچانے کی کوششوں میں شب و روز سرگرداں رہتے ہیں جس کی وجہ سے دونوں مضامین کو کتاب سے ہٹا دیا گیا ہے تاکہ جواب الجواب کا دور شروع نہ ہو۔

قلت وقت کے سبب ایسا ہوا:

تلامذہ اور خلفا کے باب میں صرف چند اور مخصوص شخصیات کے تذکروں پر اکتفا کیا گیا ہے، ہوسکتا ہے کہ بعض حضرات اس پر شاکی ہوں مگر اس کی بھی کئی وجہیں ہیں۔ ایک تو یہی کہ میں نے انہیں شخصیات کا ذکر کیا جو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے مطلوب و مراد ہیں یا میرے مطلوب و مراد ہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ دیگر شخصیات کی تفاصیل دستیاب نہ ہوسکیں اور کچھ سے رابطہ بھی نہ ہوسکا، یا رابطہ کیا گیا مگر کوئی جواب ملا اور نہ کوئی تفصیل اپنی خدمات کے حوالے سے فراہم کر سکے۔ جب سلام کا جواب ہی ہفتوں ،مہینوں بعد ملے تو پھر مزید کی توقع اور کچھ لکھنا تو بہت ہی مشکل۔ اور ایک وجہ تنگی وقت بھی تھی ،جس کی وجہ سے باقی مشاہیر تلامذہ و خلفا کا ذکر نہیں کرسکا۔ یہ سمجھیں کہ جن شخصیات کا ذکر ہوا ہے وہ ایک تمہید ہے جس کی تکمیل شاید کوئی عاشق حضور شیر نیپال کردے۔

اسی طرح حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے اساتذہ اور مشائخ طریقت علیہم الرحمۃ والرضوان کے مبارک ذکر سے بھی کتاب محروم رہ گئی، جبکہ ان نفوس قدسیہ کے اذکار خیر اور خدمات و کرامات و امتیازات اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے ان پاکیزہ ذوات کی محبت و شفقت اور عنایات و نوازشات کے تذکرے تفصیل کے ساتھ ہونی چاہئے۔ جبکہ بہت حد تک معلومات اکٹھے کر لئے گئے تھے مگر کچھ اور کام باقی تھے اور وقت کی قلت نے قلم کے بازو کو روک لیا جس کی وجہ سے یہ اہم باب بھی شامل نہ ہوسکا جس کا مجھے بیحد افسوس ہے۔ اور ان شاء اللہ زیست نے وفا کی تو ضرور اسے انجام دیا جائے گا۔ پھر بھی آپ کے مارہرہ مقدسہ کے تین مشائخ طریقت کا ذکر جمیل آپ کے نواسہ حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ مصباحی برکاتی صاحب نے اپنے مقالہ میں بہت ہی خوبصورت انداز میں کردیا ہے جو اس کتاب کی زینت ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ان اساتذہ و مشائخ طریقت کے فیوض و برکات سے ہمیں مالا مال فرمائے جو اہل سنت کی جان، مان، سمان، آن اور شان ہیں۔

تقدیم و تقریظ ''تجلیات محدث اعظم نیپال''

''معارف شیر نیپال'' میں اپنی کتاب ''تجلیات محدث اعظم نیپال'' کے اکثر مضامین و مواد شامل کردئے ہیں بلکہ یوں کہا جائے کہ جو پہلے تجلیات محدث اعظم نیپال تھی اب اسی کی ترتیب جدید کا نام ''معارف شیر نیپال'' ہے، تجلیات محدث اعظم نیپال جو قدیم نسخہ ہے اسے اب منسوخ کیا جارہا ہے، اس لئے پہلے نسخہ پر لکھا گیا مقدمہ اور حضرت مولانا انوار احمد قادری برکاتی دامت برکاتہم العالی اندور کی تقریظ یادگار کے طور پر یہاں شامل کی جارہی ہے۔

مُبَسْمِلًا وَّ حَامِدًا وَّ مُصَلِّیاً

مسلکِ احمد رضا کا پاسباں شیرِ نیپال

گلستانِ مصطفے کا باغباں شیر نیپال

آفتاب آسمان علم وحکمت، ماہتاب برج کمال ورفعت، متکی ءآرائکہ ءعظمت وکرامت، مسند نشین چار بالش ولایت، بادشاہ اقلیم وعظ وخطابت، سرمہ ءچشمان اہل عقیدت ومحبت، سالک سبیل حقیقت وطریقت، داعی کتاب وسنت، حَبرِ وا میر شریعت، چمنستان ادب وآگہی کا گل معطر، فقیہ اعظم ومحدث اعظم نیپال، مرشدی، محسنی، ذخیرتی لیومی ولغدی الشاہ حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی خلیفہ ءحضور سید العلماء وحضور احسن العلماء (علیہما الرحمہ) دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔آپ اپنی جلالت علمی، خدمات دینی وملی اور تقویٰ وپرہیزگاری کی بنیاد پر اپنے بیگانے سب میں یکساں مشہور ومعروف اور آپ کی تہہ دار علمی وروحانی شخصیت ہر ایک کے نزدیک مسلم ہے۔آپ کی فقہی انسائیکلوپیڈیا فتاویٰ برکات جو ہزاروں فقہی واعتقادی مسائل وابوب پر مشتمل ہے وہ آپ کی تبحر علمی، شان فقاہت اور فقہی بصیرت کی دلیل اعظم ہے، اس پر مستزاد ملک وبیرون ملک خصوصاً مارہرہ وبریلی کے اجلہ وسرخیل علماء ومشائخ اہل سنت کا آپ کی عظمت ومنزلت کا اعتراف اور آپ کی ہمہ جہت شخصیت وعالمگیر کارناموں کی تحسین برہان دیگرست۔ملک نیپال کے ہر سنی مسلمان کے سینہ میں شمع اسلام ومصباح ایمان کا روشن ہونا اس مرد حق شناس کی دینی ملی قیادت کا ایسا واضح ثبوت ہے کہ جس سے کسی کو مجال انکار نہیں۔ان خدمات پر اس محسن ومربی کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔اور حقیقت یہ ہے کہ اس بار احسان سے کوئی عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔آپ کے خصائل و شمائل، مناقب وفضائل کے بیان وافی کے لئے دفترے چند بھی ناکافی ہیں۔پھر بھی بمطابق ''لا یدرک کلہ لا یترک کلہ'' اس محسن کی حیات وخدمات اور ان کی دینی ملی اور قومی خدمات کے چند گوشوں کو اپنی اس تالیف کے ذریعہ عقیدت مندوں کے مطالعہ میز پر لانے کی جرأت وہمت اس پرآشوب ماحول میں کی ہے، جس میں اسلاف واساتذہ کے احسانات فراموش کر کے انہیں اپنے نشتر زبان اور سنان قلم سے حملہ کرنا کچھ سفہاء اور ناخلفوں کا طرۂ امتیاز ہے۔

فقیر نے چار سال مکمل آپ کے سایہ عاطفت وشفقت میں رہ کر علم دین کا نور کشید کیا ہے اور بہت ہی قریب سے آپ کی کتاب زیست کے تابندہ ابواب اور درخشندہ اوراق کا مطالعہ کا شرف ملا۔بلکہ کبھی ایسا بھی ہوا کہ بڑی جماعت کے طلبہ کے ساتھ مجھے بھی بیٹھا لیتے اور سیم وزر سے بیش بہا کلمات سے مشرف ہونے کا موقع عنایت فرماتے۔زمانہ طالب علمی میں بھی میری محنتوں کے سبب اپنی شفقتوں سے نوازا ہے اگر چہ میں کہنہ وبوسیدہ کپڑوں میں ملبوس ہوتا۔اور الحمد للہ اب بھی سنبل وگلاب (محبت ودعا) کی خوشبو سے میری مشام قلب وجگر کو معطر فرماتے رہتے ہیں۔میرے دوست واحباب یا اہل خانہ میں سے کوئی آپ کے یہاں جاتا ہے تو آپ میری خبر گیری ضرور کرتے ہیں اور داد تحسین سے بھی نوازتے ہیں۔اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپ کے پاس میرے عزیز دوست مولانا محمد علاء الدین برکاتی مصباحی کا قطر سے فون آیا اور اخیر میں میرے لئے دعا کی

درخواست کی تو آپ نے فرمایا ''ان کے لئے دعا تو آپ ہی نکلتی ہے'' اور جب ۱۴ر نومبر ۲۰۱۰ء کو آپ سے ملاقات کے لئے عزیز موصوف جامعہ گئے تو اس وقت بھی آپ نے فرمایا ''کیا مفتی عبدالسلام آ گئے؟ اور ۶ر ستمبر ۲۰۱۴ء کو مجھے مخاطب کر کے فرمایا ''آپ نے جو کام کیا ہے وہ ہمارے گمان سے بھی زیادہ ہے، وہ کام کوئی نہ کر سکا''۔

تقریباً ۲۰۱۰ء میں اس فقیر نے حضور شیر نیپال کی حیات وخدمات پر یہ کتاب لکھی تھی، مگر قلت وسائل کی وجہ سے چھپ نہ سکی۔ تاخیر ہونے کے سبب وقتاً فوقتاً اضافہ بھی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب ۶ر ستمبر ۲۰۱۴ء کو آپ سے نیچ ایم پی میں ملاقات ہوئی تو عرض کی حضور میری کئی ایک کتاب پینڈنگ میں ہے، دعا کر دیں تا کہ ان کی اشاعت وطباعت کا انتظام ہو جائے۔ اس مستجاب الدعوات ولی اللہ نے لبوں کو جنبش دی اور الحمدللہ دو ہفتہ کے اندر چند کتابوں کی طباعت کا انتظام ہو گیا جس سے میرا غنچۂ خاطر شگفتہ ہو گیا۔''(۱)

تقریظ ''تجلیات محدث اعظم نیپال''

نسبت تیری میرا قلم پائے گا وقار
محتاج نہیں تو میرے انداز بیاں کا

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (مشکوۃ شریف) یعنی ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سے بھاری ہے۔ محدث اعظم نیپال حضرت علامہ الشاہ مفتی جیش محمد صاحب قبلہ صدیقی برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ عہد حاضر کے جلیل القدر عالم دین، نیک و پرہیزگار پیر ومرشد اور مسلک حق وناجی یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے موئد ومبلغ ہیں۔ آپ کی قد آور شخصیت عظیم الشان خدمات اور جلیل القدر احسانات پر صرف نیپال وہندی نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت کو ناز ہے۔ اور حق یہ ہے کہ ایسی مایہ ناز شخصیتیں بڑی مشکل سے پیدا ہوتی ہیں۔

سینچا ہے اسے خون سے ہم تشنہ لبوں نے
تب جاکے اس انداز کا میخانہ بنا ہے

حضرت محدث اعظم نیپال جماعت اہل سنت کی آبرو اور وقار ہیں، آپ ایک ایسے ہمہ جہت عالم دین ہیں کہ ملک نیپال میں آپ کا کوئی مماثل نہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جماعت اہل سنت کی بقا میں آپ کا خون جگر شامل ہے۔ بلاشبہ بڑی قربانی بڑی کامیابی لاتی ہے۔ اور کامیابی کے لئے بلند اخلاق، بے لوث خدمت اور آفاقی ذہنیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ان سب کے جامع حضرت شیر نیپال کی ذات ہے۔

(۱) تجلیات محدث اعظم نیپال ص 12

لاریب حضرت محدث اعظم نیپال کی ذات اگر اسلاف کی یادگار ہے تو اخلاف کے لئے بہترین نمونہ بھی، اکابر کا احترام اور اصاغر نوازی میں بھی آپ کا وصف بہت نمایاں ہے۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت پر جتنا بھی لکھا جائے وہ کم ہوگا۔

جمال یار کی رعنائیاں بیاں نہ ہوئیں
بہت ہی کام لیا میں نے خوش بیانی سے

تجلیات محدث اعظم نیپال شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ کے فضائل ومناقب اور آپ کی حیات وخدمات کے چند گوشوں پر مشتمل ہے، میں نے اس ترتیب کو دیکھا اور کچھ پڑھا، بہت خوب پایا۔ مگر حضرت محدث اعظم نیپال کی شخصیت اس سے بھی کہیں بلند تر ہے، جس پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت محدث اعظم نیپال کے شب وروز کی خدمات واحسانات، آپ کی حیات طیبہ کے روشن پہلوؤں تقویٰ، طہارت، زہد وورع، مارہرہ شریف اور بریلی شریف سے وابستگی، پیر ومرشد حضور سید العلماء، استاذ گرامی حضور حافظ ملت اور اکابر علماء ومشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے والہانہ محبت وعقیدت، مسلک اعلیٰ حضرت سے پکی وابستگی اور خدمات، نیپال کے کوردہ وپہاڑی علاقوں میں وہ بے سروسامانی کا دور جس وقت سواری اور آمد ورفت کی بہترین سہولتیں مہیا نہیں تھیں، جہاں آج کے دور کے مولانا کا جانا بہت مشکل کام ہے جبکہ حال میں بہت کچھ آسانیاں پیدا ہوچکی ہیں آپ کا ایسے علاقوں میں بھی کہیں بیل گاڑی، کہیں پیدل گاؤں گاؤں، قریہ قریہ جاکر لوگوں کی اصلاح وتربیت کرنا اور مسلک اعلیٰ حضرت سے روشناس کرانا، گاؤں سے طلبہ کو لاکر انہیں حافظ وقاری اور عالم بنانا اس طرح کے بہت سے گوشے ہیں جنہیں نمایاں کر کے آپ کی شخصیت سے ایک عالم کو متعارف کرایا جاسکتا ہے۔

حضرت مولانا محمد عبد السلام صاحب قبلہ امجدی برکاتی جنہوں نے اپنے پیر ومرشد اور شفیق استاذ حضرت محدث اعظم نیپال کی سوانح عمری اور تجلیات کو یکجا کرنے کی جو سعی بلیغ فرمائی ہے وہ قابل تحسین ہے۔ ایک اچھے شاگرد اور اچھے مرید کی یہی پہچان ہوتی ہے۔ حضرت مولانا محمد عبد السلام صاحب قبلہ امجدی برکاتی مختصر سے وجود میں ایک انجمن ہیں، بے شمار خوبیوں کے حامل اور بہت کچھ کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ آپ کی یہ خوبصورت ترتیب تجلیات محدث اعظم نیپال جس کو آپ نے بڑے ہی ذوق اور دلچسپی کے ساتھ منور ومجلی کرنے کی کوشش فرمائی ہے بہت خوب ہے۔ رحمن ورحیم اللہ تعالیٰ اس خوبصورت گلدستہ کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور غوث وخواجہ ورضا کے صدقہ وطفیل قبول فرماکر مقبول انام بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین۔ گدائے غوث وخواجہ ورضا انوار احمد قادری برکاتی رضوی عفی عنہ خادم الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز جھرانہ، اندور ایم پی (انڈیا)(۱)

معاونین کا شکر جمیل:

میں ان تمام احباب ومحسنین کا ممنون واحسان مند ہوں جنہوں نے اس عظیم پیش کی تیاری وتکمیل میں جس طرح بھی

(۱) تجلیات محدث اعظم نیپال ص 9-11

تعاون فرمایا، خواہ دامے، یا درمے، یا سخنے یا تنقیدا سب کا بیحد ممنون و مشکور ہوں اور خاص طور پر ان بزرگوں اور محسنین کا جنہوں نے مفید مشوروں کے ذریعہ اور اپنے حوصلہ بخش جملوں کی حلاوت سے میری سماعتوں کو شیریں کیا اور اس راہ کی دشواریوں کو آسان بنانے میں قابل قدر کردار ادا کیا۔ نیز ان قلم کاروں کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے فقیر کی درخواست پر اپنے قیمتی اوقات سے کچھ حصہ نکال کر مضامین و مقالات لکھ کر ہمت افزائی کی۔ ساتھ ہی ان حضرات کا بھی جو مضمون کی درخواست پر ہزار نخرے دکھائے اور احسانات گنوانے میں زمین و آسمان ایک کر رہے تھے اور آخر کار حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات کے کسی بھی گوشہ پر کوئی بھی مضمون لکھنے سے منکر رہے۔ جبکہ ان نخرہ بازوں کو زیادہ زحمت و تکلیف بھی نہیں دی اور نہ اس حد تک جانے دیا کہ استکبار کی راہ پر چل کر اپنا نقصان کرلیں۔

اپنے نخرے سنبھال چلتا بن
تجھ میں کیا ہے کمال چلتا بن

نیز ان روٹھے، دکھے، بکھرے احباب کے لئے بھی دست دعا بارگاہ الٰہی دراز کرتا ہوں کہ اگر مجھ سے کسی طرح کی ناراضگی ہوتو دور کرلیں اور سب سلک محبت سے منسلک ہو جائیں، دوری کو قرب میں بدل لیں، بزرگ ہوں تو خرد نوازی کے چشمے بہائیں اور ہم عصر ہوں تو قوت بازو بن کی حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کے خوابوں کی تکمیل اور مشن کے فروغ میں قدم سے قدم ملا کر آگے بڑھیں۔ انقباضی ختم کریں، حیلہ و بہانہ اور سستی و کاہلی کی بجائے متحرک و فعال بن کر اس نفرت و عصبیت اور عناد و عداوت کی مسموم فضا و ماحول میں، دشت و بیابان میں علم و دینی خدمات کے پھول کھلائیں اور آئیں دل سے دل ملا کر مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم لہرائیں۔

باندھا ہے کب سے رختِ سفر یارِ من بیا — اس بار لیت و لعل نہ کر، یارِ من بیا
لگنے کو ہے ہجومِ دل آزردگاں کی آنکھ — بجھنے کو ہے چراغِ نظر، یارِ من بیا
نادیدہ منزلوں کی خبر دے گی جس کی خاک — ہے منتظر وہ راہ گزر، یارِ من بیا
طے کر لئے ہیں تُو نے کئی ہفت خواں مگر — اب کے بس اس فقیر کے گھر، یارِ من بیا
دہلیزِ جاں پہ نذر کروں گا بصد خلوص — اشکوں کے دیپ، دکھ کے گہر، یارِ من بیا

کلمات شگفتہ سے مہکتا گلدستہ:

شروع سے ہی ہندوستان کی کچھ معتبر و مفتخر شخصیات سے معارف شیر نیپال پر تقریظی و دعائیہ کلمات لکھوانے کا ارادہ تھا، مگر اپنی مصروفیت اور پھر وطن سے دوری کی وجہ سے مجھ سے یہ کام نہیں ہوسکا۔ پھر جانشین حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ وہ بھی چند سطور لکھ دیں، حاجی صاحب قبلہ سے بھی لکھوا کر بھیجوا دیں اور مفتی مجیب الرحمن صاحب سے بھی متعدد بار عرض کیا مگر یہ ہمارے کرم فرما اور محسنین اور قوم و ملت کے قیمتی ہیرے اور قائدین کثرت مصروفیات اور پھر استاذ گرامی قدر حضرت مولانا مفتی احمد حسین برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ کی صحت متاثر ہونے کی وجہ سے دعائیہ کلمات بروقت حاصل نہیں کئے جاسکے اور مزید ان شخصیتوں کو تکلیف دینا دل عقیدت پر بار سا محسوس ہونے لگا اور پھر کتاب کی تکمیل کے

بعد وقت نے بھی زیادہ مہلت نہیں دی کہ طباعت میں تقریبا ایک مہینہ چاہئے اور پھر دہلی سے نیپال کتاب کے پہنچنے میں دس پندرہ روز چاہئے تھے، اس لئے سوچا کہ والد محترم حضرت مولانا ضمیر الدین برکاتی قادری دام ظلہ العالی سے ہی چند دعائیہ کلمات لکھوا لئے جائیں، مگر ان کی سماعت کا مسئلہ درپیش تھا جس کی وجہ سے ان سے بھی نہیں لکھوا سکا۔ ایسے بھی جانشین شیر نیپال، نائب حضور شیر نیپال اور معتمد حضور شیر نیپال دامت برکاتہم العالیہ کی نیک دعائیں دلی طور پر ہمیشہ ساتھ رہی ہیں اور والد صاحب تو ہمیشہ دست بدعا رہتے ہیں۔ پھر میں نے اپنی بڑی بیٹی ''شگفتہ فاطمہ عرف ترنم فاطمہ'' سے چند سطروں میں دعائیہ کلمات لکھ دیں، تو جو کچھ انہیں سمجھ میں آیا اور جماعت اولیٰ میں ہونے کے باجود جو کچھ دعائیہ کلمات لکھے وہ مختصر مگر بہت عمدہ لکھے اور اپنی دعائیہ کلمات کی خوشبو سے ''معارف شیر نیپال'' جیسے گلدستہ کو معطر کر دیا۔ میں نے اپنی بیٹی کی مختصر دعائیہ تحریر میں پیرو مرشد حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے دعائیہ کلمات کی بھینی بھینی خوشبو محسوس کی اور دعاؤں میں وہی خلوص و پیار کی جھلک بھی۔ نیز ان سے دعائیہ کلمات لکھوانے میں بیٹیوں کی عظمت و مقام کا اظہار بھی تھا اور انہیں تعلیم دلانے کی ترغیب بھی اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان کے اندر خود اعتمادی پیدا ہو۔

مری بیٹی نے مجھ کو دیکھ کر سیکھا ہے برسوں میں
پرانا آئینہ رکھ کر نئی آرائشیں کرنا
دل کی ٹھنڈک اور آنکھوں کی ضیا ہیں بیٹیاں
جل کے خود جو روشنی دے وہ دیا ہیں بیٹیاں

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے مولیٰ تعالیٰ میری تینوں بیٹیوں کو اسلامی تعلیمات سے آراستہ فرمائے اور حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سچی کنیز بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

معارف میں جو کچھ لکھا مصنف کا اپنا مشاہدہ و تجربہ ہے:

عام طور پر سوانح کی کتابوں میں صاحب سوانح کی تعریف و توصیف اور فضائل و مناقب بیان کئے جاتے ہیں، کچھ سوانح نگار مبالغہ آرائی بھی کر بیٹھتے ہیں جو کہ شرعا جرم ہے اور کچھ اعتدال کی راہ پر چل کر خود کو شرعی طور پر محفوظ کر لیتے ہیں۔ میں نے بھی اپنے مخدوم گرامی کی حیات و خدمات تحریر کرنے کے دوران کچھ واقعہ، کچھ جملے اور کچھ توصیف و مدحت کے کلمات و پیراگراف لکھے ہیں، مگر افراط و تفریط سے اپنے قلم کو بچانے کی بھرپور کوشش کی ہے اور جو کچھ مدحت و توصیف میں لکھا گیا ہے یا جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ میری اپنی معلومات و تجربات و مشاہدات کے نتائج ہیں، اور یہ عین ممکن ہے کہ اوروں کی نظروں میں مبالغہ آرائی ہوں اور میری نظر میں وہی حقیقت۔ اس کے باجود اگر میرا مشاہدہ و تجربہ ناقص و خلاف حقیقت ہو تو کوئی اس کی نشاندہی کرے یا نہ کرے، کسی کو اس کا علم ہو یا نہ ہو مگر اللہ علیم و خبیر سب جانتا ہے، اس کے علم سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں اس لئے اگر وہ حقیقتا خلاف شرع مبالغہ ہو تو میں اس سے تائب ہوں۔

تفاوت فی التاریخ:

پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ ''معارف شیر نیپال'' کی تکمیل ۲۰۲۱ء میں ہو چکی تھی، مگر طباعت و اشاعت نہ ہونے کی وجہ سے ۲۰۲۴ء تک کچھ نہ کچھ حذف و اضافہ ہوتا رہا، اس دوران کئی شخصیتیں جن کا ذکر کتاب میں ہیں، یا ان کے مضامین و کلمات کی خوشبو اس کتاب کی کسی سطر و مضمون پائی جاتی ہے ان کا بھی اس دار فانی سے انتقال ہو گیا اس لئے ان کے نام کے ساتھ کلمہ ترحم کا الحاق بعد میں کر دیا گیا ہے۔ اور اس ترمیم کی وجہ سے بعض قارئین کو بعض مقامات پر تاریخ میں شبہ یا تفاوت کا وہم ہو سکتا ہے، لیکن درحقیقت متعدد بار ترمیم کی وجہ سے ایسا لگتا ہو گا مگر دیکھا جائے تو یہ تفاوت بھی نہیں۔

اعتذار:

یہ عین ممکن ہے کہ کتاب ''معارف شیر نیپال'' میں کہیں کوئی ایسا جملہ و کلمہ تحریر ہو گیا ہو جس سے کسی سنی صحیح العقیدہ غیر متعصب عالم دین کو زک پہنچے، جو غیر شعوری طور پر مسطور ہو گیا ہو یا کسی اور وجہ سے، تو اس سے بھی معذرت کا طلبگار رہوں، نیز حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات کے کچھ اہم عناوین و گوشوں پر نہیں لکھا جا سکا جس کا مجھے بیحد احساس ہے تو اہل علم اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ان تلامذہ و عقیدت مندوں سے معذرت خواہ ہوں جو بلا شبہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے آپ کی حیات میں بھی اخلاص کے ساتھ محبت کرتے تھے اور آج وصال کے بعد بھی۔ مگر ان دکھاوے والے عقیدت مندوں سے تو قطعی معذرت نہیں جو حضرت کی خدمت میں آتے جاتے، ملتے جلتے تو جی حضور، جی سرکار، جی حضرت کے نعرے لگاتے، جیسا حکم سرکار، جو حکم میرے آقا جیسے جناتی و سیاسی جملہ بازی کرتے اور آج ان کی حالت و کیفیت اور مزاج و انداز کچھ اور ہی ہے۔

اطلاع عام:

(۱) جہان شیر نیپال میں مضمون کے ذریعہ شرکت کرنے کے لئے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے بعض ان خلفا و تلامذہ کی خدمت میں اس کثرت کے ساتھ واٹساپ کے ذریعہ حاضری دی گئی، ایمو کے ذریعہ رابطہ کیا گیا اور موبائل سے فون کیا گیا کہ مت پوچھئے، مجھ کو لگتا ہے کہ اس کثرت اتصال سے وہ بھی جھنجھلا گئے ہوں گے، آج کل کرتے کرتے تقریبا پانچ سال کا عرصہ گذر گیا، کچھ سے تو یہ بھی کہا گیا کہ آپ دو صفحہ کا مضمون لکھ کر نہیں دے سکتے تو کم از کم ایک آدھ صفحہ میں حضرت کے حوالے سے ایک تاثر ہی لکھ کر بھیج دیں، تو ''ٹھیک'' ہے کہہ کر پھر غائب ہو گئے اور بعد میں تو کسی پیغام و سلام کا جواب بھی یہ عقیدت مندان شیر نیپال ممنوع سمجھنے لگے۔ کچھ نے تو طباعت کے لئے مالی تعاون کے ہر ممکن جھوٹا وعدہ کیا جو حقیقت میں جھوٹا ہی وعدہ تھا۔ ان سب کا نام شاید ذکر کرنا شرعا درست نہ ہو۔ مگر یہ واضح رہے کہ ایسے لوگوں میں بھی کچھ ایسے ہیں جو آج بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے نام پر خوب مزے کر رہے ہیں۔ اللہ بچائے ایسے لوگوں سے۔ تو قارئین یہ نہ سمجھیں کہ میں نے ان لوگوں سے مضامین و مقالات کے لئے رابطہ نہیں کیا، بلکہ بہت کوشش کی اور رابطہ کیا گیا مگر نا قابل التفات میری کوشش کو سمجھا گیا۔

(2) حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے علاوہ نیپال کی جن شخصیات و اہل علم کی حیات و خدمات کے کسی گوشہ پر میری

کوئی بھی کتاب وتحریر ومضامین ہوں، یا کسی بھی کتاب میں کسی شخصیت پر تاثر ہو تو جو ۲۰۲۴ء سے قبل کے ہیں وہ سب اس وقت تک کالعدم یا منسوخ سمجھے جائیں جب تک دوبارہ میری رضا کے ساتھ شائع نہ ہو جائیں اور اگر ان میں ایک ذرہ بھی مبالغہ آرائی ہو تو اسے مرجوع عنہ سمجھا جائے۔

معارف میں جو کچھ بیاں ہوا آغاز باب ہے:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ذات وشخصیت ایک بحر ناپیدا کنار کی حیثیت رکھتی ہے، آپ کی حیات وخدمات کے گوشوں کا احاطہ کرنا مجھ جیسے کی بس اور مقدور سے باہر ہے۔ اس کام کو انجام دینے کے لئے جنگی پیمانہ پر نقل وحرکت، جہد وسعی اور فعالیت ونشاط کے ساتھ افراد ومعاونین بھی چاہئے۔ پھر جا کر کچھ اطمینان بخش حد تک آپ کی شخصیت پر روشنی ڈالی جاسکتی ہے اور آپ کی بارگاہ میں عقیدتوں کے نذرانے اس طرح سے پیش کئے جاسکتے ہیں۔ ورنہ تو جو مزاج اور خاکہ میں نے بنایا تھا اگر اس کے مطابق کام کیا جاتا تو تقریبا بارہ سو صفحات پر مشتمل کتاب اپنے جلوے بکھیرتی ہوئی نظر آتی اور عقیدت مندان حضور شیر نیپال کو اپنے چمن کے رنگ برنگ گلوں کی خوشبو سے اپنی طرف کھینچتی۔ کم وبیش دو سو سے زائد علما ومشائخ کے تاثرات ومقالات موصول ہوتے۔ یہاں تو سب کچھ تن تنہا ہی کرنا پڑا، اپنے آفس کی گیارہ ساڑھے گیارہ گھنٹہ ڈیوٹی سے جتنا وقت مل سکا اس میں جو کام کیا جس حد تک بھی کیا محنت و اخلاص سے کیا۔ آفس سے تھکا ہارا رات کے بارہ بجے کے بعد ایک دو گھنٹہ، کبھی چھٹی کے دنوں میں چار پانچ گھنٹہ، بیوی بچوں سے بات کے اوقات سے کچھ حصہ بچا کر ''معارف شیر نیپال'' کو تکمیل کے مرحلہ تک پہنچایا۔ پھر بھی مجھے احساس ہے کہ یہ جو کچھ بھی لکھا گیا ہے شاید وہ ابھی حیات وگوشہائے حضور شیر نیپال کا ایک باب ہو۔ مگر جتنی بھی خدمات حضور شیر نیپال ہیں قابل تقلید وتبریک اور وجہ افتخار ہیں اور آپ کی شخصیت ہر جہت سے کامیاب وقابل رشک ہے ؎

جس نے مردہ دلوں کو بھی زندہ کیا — اس رہنما جیش ملت پہ لاکھوں سلام
جس نے دنیا میں سنت کو پھیلا دیا — مرشدی جیش ملت پہ لاکھوں سلام

اور

نوازش ہے عنایت کرم ہے جیش ملت کا — پلایا جام ہم کو مصطفیٰ پیارے کی الفت کا
پڑھا خطبہ زمیں پر سرور دیں کی امامت کا — تو ہے افلاک پر چرچا حضرت جیش ملت کا

بلا شبہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جیسی روحانی اور علمی شخصیت کا ملنا اب مشکل ہے، ایسی شخصیت صدیوں بعد پیدا ہوتی ہے۔ اہل سنت کو ایسی شخصیت کی یادیں ہمیشہ آتی رہیں گی اور آپ کے ساتھ بتائے ہوئے پل، کرم کی بارشیں، عنایات وشفقت برساتے پھول اور آپ کی میٹھی میٹھی باتیں عقیدت مندوں کے لئے وجہ سکون ہمیشہ رہیں گی۔ اور مجھ جیسا عقیدت مند تو افضل الہ آبادی کے شاعرانہ لہجہ میں یوں گنگناتا رہے گا ؎

غموں کی دھوپ میں ملتے ہیں سائباں بن کر — زمیں پہ رہتے ہیں کچھ لوگ آسماں بن کر
اڑے ہیں جو ترے قدموں سے خاک کے ذرے — چمک رہے ہیں فلک پر وہ کہکشاں بن کر

جنہیں نصیب ہوئی ہے ترے بدن کی نسیم
مہک رہے ہیں زمیں پر وہ گلستاں بن کر
میں اضطراب کے عالم میں رقص کرتا رہا
کبھی غبار کی صورت کبھی دھواں بن کر
مری صداؤں کو اب تو پناہ مل جائے
تجھے پکار رہا ہوں تری زباں بن کر
میں اس زمین کی وسعت پہ سیر کرتا ہوں
فلک کے چاند ستاروں کا رازداں بن کر
مسرتوں کی فضا میں سدا وہ رہتے ہیں
جو غم کے ماروں سے ملتے ہیں مہرباں بن کر

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ رب قدیر میرے مرشد گرامی، استاذ مشفق، خیر خواہ محسن اور ناصح و مربی کی تربت اقدس پر رحمت وانوار کی بارشیں تا قیامت برساتا رہے اور ان کے درجات کو ہر لحہ بلند سے بلند تر فرماتا رہے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طلب عفو دعائے استغفار:

اخیر میں تمام بزرگوں اور قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر میری کسی بھی تحریر و جملہ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو معذرت طلب ہے، کشادہ قلبی کے ساتھ معاف فرما کر میرے لئے اور میرے اہل خانہ کے لئے رب غفور و رحیم کی بارگاہ میں رحم و کرم اور بخشش کی دعائیں فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمین و مسلمات کی بے حساب بخشش فرمائے اور روز جزا شفیع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا حقدار بنا کر داخل جنت فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یاسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لا إلٰهَ إلّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وأنا عَبْدُكَ، وأنا علَى عَهْدِكَ ووَعْدِكَ ما اسْتَطَعْتُ، أعُوذُ بكَ مِن شَرِّ ما صَنَعْتُ، أبُوءُ لكَ بنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وأبُوءُ لكَ بذَنْبِي فاغْفِرْ لِي، فإنَّه لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إلّا أنْتَ۔ اللّٰهُمَّ أَنْتَ المَلِكُ لا إلٰهَ إلّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي، وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي، وَاعْتَرَفْتُ بذَنْبِي، فَاغْفِرْ لي ذُنُوبِي جَمِيعًا، إنَّه لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إلّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لأَحْسَنِ الأخْلَاقِ لا يَهْدِي لأَحْسَنِهَا إلّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إلّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ في يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إلَيْكَ، أَنَا بكَ وإلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إلَيْكَ۔

بندۂ عاصی

ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی عفی عنہ

متھلا بہاری نگر پالیکا، تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

۱۹ رمحرم الحرام ۱۴۴۶ھ، مطابق ۲۴ رجولائی ۲۰۲۴ء

پہلا باب

تاثرات واعترافات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۵
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۵

شیر نیپال مسلک اعلیٰ حضرت کے داعی تھے

از: حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی دامت برکاتہم العالیہ بانی جامعہ امجدیہ گھوسی (یوپی)

حضرت مولانا مفتی جیش محمد صاحب بیشک مسلک اعلیٰ حضرت کے بہت مظبوط داعی تھے اور وہ پوری زندگی مذہب حق اہلسنت و جماعت میں صرف کرتے رہے۔ کچھ مخالفین ان کی مخالفت بھی کرتے تھے مگر اس کی انہوں نے پرواہ نہیں کی، بلکہ مذہب حق کی اشاعت پر وہ جٹے رہے۔ (ماخوذ از: صوتی تعزیت نامہ)

شیر نیپال ہمہ جہت شخصیت

از قلم: نبیرہ اعلیٰ حضرت حضور جمال ملت دامت برکاتہم القدسیہ (بریلی شریف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاروں سال سے یہ دنیا آباد ہے وقت کے ساتھ اس کی رنگینی اور خوشحالی بڑھتی ہی جارہی ہے، دنیا کے چہل پہل کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے مانو یہ دنیا ہمیشہ سے تھی اور ہمیشہ ایسی ہی رہے گی۔ نہ معلوم کتنے لوگ دنیا میں پیدا ہوتے ہیں اور نہ معلوم کتنے لوگ اس دنیا میں زندگی گزار کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہوجاتے ہیں۔ کچھ کم نصیب تو ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پیچھے کوئی جشن منانے والا بھی نہیں ہوتا اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی موت پر کوئی دو آنسو بہانے والا بھی نہیں ہوتا۔ جو بھی اس دنیا میں آیا ہے اسے ایک دن دنیا سے جانا ہی ہے، ان جانے والوں میں چند اللہ کے ایسے بندے بھی ہوتے ہیں جن کی حیات کے لئے دعا چرندے درندے پرندے دریا کے جانور بھی کیا کرتے ہیں اور ان کی موت پر زمین اور آسمان اشک بار ہوجاتے ہیں۔ اور جب ان کی روح آسمانوں کی طرف پرواز کرتی ہے تو زمین چیخ مار کر روتی رہتی ہے، اور آسمان والے اس پاکیزہ انسان کی روح کو پاکر مسرت اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے ہی اللہ کے برگزیدہ بندوں کی دنیا سے رخصتی کی منظر کشی کرتے ہوئے اعلی حضرت امام اہلسنت نے ارشاد فرمایا ؎

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیّب و طاہر گیا

میں سوچتا ہوں اللہ کے ایسے ہی مومن اور صالح بندوں کی صف میں نمایاں نظر آنے والی ذات شیر نیپال حضرت مولانا مفتی جیش صاحب علیہ الرحمہ کی ہے، اللہ ان کی روح اور قبر پر اپنی خاص رحمت نازل فرمائے۔ میں ان دنوں مغربی بنگال کے سفر پر

تھااور مدرسہ غوثیہ رضویہ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے گاری گھاٹ مرشدآباد میں موجود تھا،صبح کے قریب گیارہ بجے کا وقت تھا،میرے پاس اس وقت سیکڑوں افراد کا اژدہام اور کافی علماء کی بھیڑتھی ،اس وقت میرے فون پر ایک Massage آیا،شیر نیپال ممبئ کی سرزمین پر دوران علاج انتقال فرما گئے۔ایک کپکپی طاری ہوئی اور برجستہ میرے منہ سے نکلا اللہ یہ کیا ہوا،اور میں نے پڑھا انا للہ وانا الیہ راجعون

موجود علماء نے میری جانب سوالیہ نگاہ سے دیکھا میں نے جواب دیا ''شیر نیپال نہ رہے'' محفل پر ایک سناٹا چھا گیا اور اس وقت بیک وقت سب کے ہاتھ دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کے لئے اٹھ گئے،اس وقت محفل میں سیکڑوں لوگ موجود تھے مگر سب کی خاموشی یہ بتارہی تھی کہ شیر نیپال کا اس دنیا سے جانا ہرایک کا ذاتی نقصان ہے،اور میں اس وقت سیکڑوں کے بیچ خود کو تنہا محسوس کررہا تھا اور میری آنکھوں کے سامنے شیر نیپال کا وہ مسکراتا ہوا چہرہ ٹھہر گیا جو زبان حال سے کہہ رہا تھا ؎

میرے جنازے پہ رونے والو! فریب میں ہو بغور دیکھو!
مرا نہیں ہوں غم نبی میں، لباس ہستی بدل گیا ہوں

نیپال کی سرزمین پر مسلک اعلیٰ حضرت کا وہ علم بردار اپنے پیچھے ایک دنیا چھوڑ گیا،جو شاید کبھی پر نہ ہوسکے۔شیر نیپال ایک ایسی ذات ہے جو اہل علم میں بیٹھتے تو ان کی گفتگو کا معیار احساس کرادیتا کہ اس وقت محفل میں اہل علم موجود ہیں اور اس وقت ان کی گفتگو اہل علم کے لئے نفع بخش ہوتی۔موجود علمائے کرام ان کی گفتگو کو بغور سماعت فرماتے اور اپنی اصلاح بھی فرماتے۔علمائے کرام کے سوالات کے جواب مسکرا کردیتے اور پیچیدہ اور جدید مسائل کا جواب تشفی بخش دلائل سے بھرپور ہوتا،اعلی حضرت کی فتاوی رضویہ کو حوالہ میں پیش فرماتے۔کسی بھی مسئلہ کے جواب میں قرآن اور حدیث پاک کو ضرور پیش فرماتے،ان کی گفتگو محفل میں موجود اشخاص کی فراست کے مطابق ہوتی تھی۔جب مشائخ طریقت کے بیچ جلوہ بار ہوتے تو تصوف وروحانیت بھرا پر کلام فرماتے ،اگر کوئی ان کی محفل میں یا ممبر پر تقریر کرتا تو باغور سماعت فرماتے اور بولنے والوں کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔مشائخ طریقت کی محفل میں ان کی کمال گفتگو سے ظاہر ہوتا تھا سلوک کی راہ میں یہ عالم دین اپنے قدموں کو غبار آلود کر چکا ہے۔وہ برکاتی تھے تو اللہ نے ان کے علم اور عمل میں خود برکت عطا فرمائی تھی،جس کا احساس ان کی نوازشوں سے ہوتا تھا۔شیر نیپال جب اپنے تلامذہ اور مریدین کے درمیان ہوتے تو ان کے عقیدت مندوں کا عمل ایسا ہوتا مانو شیر نیپال ایک روشن چراغ اور ان کے عقیدت مند چراغ پر منڈراتے پروانے ہوں،شیر نیپال ان کے پاس آنے والے ہر شخص سے خیریت پوچھتے اور اگر آنے والا کلام کرتا تو پوری توجہ سے سنا کرتے اور بہت محبت سے جواب عطا فرماتے۔

شیر نیپال کی خصوصیات میں سے ایک خوبی یہ بھی تھی کہ ان کی محفل میں اگر کوئی کسان آتا تو کھیتی کسانی پر ہی گفتگو فرماتے اور کھیتی کسانی سے متعلق مسائل بیان فرماتے۔اگر کوئی کاروباری حاضر ہوتا تو کاروبار پر گفتگو فرماتے اور کاروبار سے متعلق مسائل بیان فرماتے۔اگر کوئی سیاسی شخص حاضر ہوتا تو سیاست پر کلام فرماتے اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے ان اشخاص کو آگاہ فرماتے اور سیاست سے متعلق مسائل اور ایمان کی حفاظت پر زور دیتے۔اگر طالب علم ملاقات کے لئے آتے تو حصول علم کے لئے ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔

بہار اور نیپال میں اکثر حضرت شیر نیپال سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا وہ خاص و عام سے بڑی خندہ پیشانی سے ملاقات فرماتے اور اپنے وقار اور منصب کا پورا خیال رکھتے ہوئے آنے والے اور موجودہ لوگوں کے منصب اور مقام کا خیال رکھتے ہوئے ملاقات کرتے تھے، (مولانا ممتاز عرف روحانی میاں نے بتایا کبھی فضول گفتگو یا ہنسی مزاح کرتے حضرت کو کسی نے نہیں پایا) ان کی علمی جلالت، فقہی بصیرت، مسلک اہلسنت پر استقامت، تقوی، پرہیز گاری اور صبر و ایثار، خلوص اور محبت سے شرابور صوفیانہ زندگی کو اہلسنت و جماعت کا ہر وہ شخص جس نے کچھ وقت ان کے ساتھ گزارا اپنی تمام زندگی یاد رکھے گا۔

نیپال کی سرزمین پر اللہ کے دین کی خدمت کرنے والا یہ رسول اللہ کی شریعت کا عالم، اہل علم اور سلوک کی راہ پر چلنے والوں کے بیچ سیکڑوں سال یاد کیا جاتا رہے گا۔ نیپال کے علماء اور مشائخ کی تاریخ اگر کبھی لکھی گئی تو شیر نیپال کا ذکر سر فہرست ہوگا اور ان کے ذکر کے بغیر یہ تاریخ مکمل نہ ہوگی، بس ان کے بارے میں یہ کہہ دینا مناسب ہوگا ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

❁❁❁

خلیفہ حضور محدث کبیر و حضور تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی شمشاد احمد مصباحی

صدر شعبہ افتا جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی (یوپی)

آج کا یہ عظیم الشان اجلاس جو جلسہ برکات النبی اور عرس مقدس حضور شیر نیپال کے نام سے منعقد ہو رہا ہے، جس میں ہم اور آپ حاضری کی سعادتیں حاصل کر رہے ہیں، پوری کامیابی کے ساتھ یہ تاریخی اجلاس اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ صرف ملک نیپال ہی سے نہیں بلکہ ہندوستان کے مختلف حصوں سے عاشقان مصطفیٰ، وفاداران مسلک اعلیٰ حضرت اور معتقدین حضور شیر نیپال یہاں تشریف فرما ہیں۔ حضور شیر نیپال کی شخصیت ہمہ جہت شخصیت ہے، آپ اپنے دور کے بے مثال فقیہ بھی تھے، اپنے دور کے عظیم الشان محدث بھی تھے، کثیر التعداد مریدین رکھنے والے شیخ طریقت اور پیر کامل بھی تھے۔ اور آپ کا سب سے نمایاں وصف یہ ہے کہ آپ نیپال کی سرزمین پر بدعقیدوں کے لئے اعلیٰ حضرت کے شیر ببر بھی تھے۔ اس عظیم شخصیت پر روشنی ڈالنا یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے۔

میری متعدد بار حضور شیر نیپال سے ملاقات ہوئی، اندور میں ملاقات ہوئی، سیتامڑھی میں ملاقات ہوئی اور ملک کے کچھ دوسرے علاقے میں ملاقات ہوئی۔ اور خاص طور پر لہنہ شریف میں جب حضرت بقید حیات تھے اور خود حضرت نے ٹیلی فون کر کے

بتایا کہ آپ کو میرے جلسے میں آنا ہے، آپ کو آنے جانے کی جو بھی سہولت ہوگی آپ کو ہماری جانب سے مہیا کی جائے گی۔ میں نے کہا حضور سہولت کی کوئی ضرورت نہیں ہے، آپ کا حکم ہو گیا میرے لئے یہی کافی ہے۔ میں حاضر ہوا، اور جب خانقاہ میں پہنچا باجودیکہ حضرت علیل تھے حضرت نے جس شفقت، محبت کا اظاہر فرمایا اور جو تعظیم وتوقیر فرمائی وہ اس دور کے علما کے لئے باعث عبرت ہے۔ علم وفضل کا آسمان اپنے مہمانوں کی کیسی ضیافت کر رہا ہے، بیماری کے باوجود کس طرح کھڑے ہو کر استقبال کر رہا ہے، اپنے ہاتھوں سے گردن میں مالا پہنا رہا ہے، ہزار منع کرنے کے باجود بھی، ہاتھ پکڑ کر روکنے کے باجود بھی باصرار کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھوں سے مالا پہنائے۔ میں نے کہا حضور! آپ اس دور کے مفتی ہیں، آپ اپنی جگہ پر تشریف فرما ہوں۔ کہا نہیں آپ مفتیوں کے استاذ ہیں، آپ کی درسگاہ میں مفتی ٹرینگ لیتے ہیں۔

میں نے آپ کی زندگی کو جب جب دیکھا بے مثل وبے مثال دیکھا۔ نیپال کی سرزمین پر آج جو مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم لہرارہا ہے وہ اسی شیر سنیت، اسی اسد رضا، شیر نیپال حضور مفتی جیش محمد کی خدمات کا نتیجہ ہے۔ ہر طرف بدعقیدگی پھیل جاتی، صلح کلیت کا بول بالا ہوتا اور مصلحت اور حکمت کے نام پر صلح کلیت کی اشاعت ہو رہی ہوتی۔ لیکن جس شخصیت نے بدعقیدگی کی راہ میں پہاڑ کی مضبوط چٹان کی طرح کھڑے ہو کر تمام بدعقیدوں کا مقابلہ کیا اسی شخصیت کا نام حضور شیر نیپال ہے۔ اور یادرکھو نیپال کی سرزمین پر جو لوگ حضور شیر نیپال سے کبیدگی رکھتے ہیں ان کا نام سن کر چہرہ چیں بہ جبیں ہو جاتا ہے، قیل وقال میں پڑتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کی مصلحت اور حکمت کو حضور شیر نیپال نے اپنی روحانی طاقت سے کچل دیا اور یہ لوگ اپنے منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکے اور پورے ملک میں پوری بیباکی کے ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی اور اشاعت کا کام حضور شیر نیپال نیپال نے کیا ہے۔

حضور شیر نیپال اگر نیپال کی سرزمین پر نہ ہوتے تو پتا نہیں کہ آپ کا دین اور ایمان محفوظ ہوتا بھی کہ نہیں ہوتا۔ ایسے ایسے جاہل پیر اور صوفی یہاں پائے جارہے تھے جو دین میں ملاوٹ کر رہے تھے، حکمت اومصلحت کے نام پر صلح کلیت پھیلا رہے تھے، آپ کی دسترخوان پر بھی نظر آتے اور وہابیوں کی خانقاہ میں بھی نظر آتے۔ ایسے صلح کلیوں کے چہرے سے جس شخصیت نے نقاب کو الٹ دیا اسی شخصیت کا نام حضور شیر نیپال ہے۔(۱)

تقویٰ وطہارت کا کوہ گراں

از: مفتی محمود عالم خان نوری کماوی مدرسہ خانم جان بنارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اولیاءہ الا المتقون

خاکدان گیتی پر جب سے آمد ورفت کا سلسلہ جاری وساری ہے خداوند قدوس کے اس پاک سرزمین کو بہت سے نفوس قدسیہ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا اور انہوں نے اپنی پاکیزہ تعلیمات، تقوی وطہارت سے جہل انسانی کو دور فرما کر

(۱) بیان عرس مقدس حضور شیر نیپال منعقد ربیع النور 1443ھ مطابق اکتوبر 2022

قوم وملت کو باشعور بنایا۔انہیں فیض بخش اور لاہوتی نغموں سے سرشار کرنے والی جماعت جسے دنیا اولیاء کرام کی ذات بابرکات کے مقدس نام سے یاد کرتی ہے، ایک تقوی شعار، پاکیزہ اخلاق وکردار کی جامع شخصیت کا نام محافظ مسلک اعلی حضرت، سالک راہ طریقت، حامئ سینت، ماحئ بدعت، محدث اعظم نیپال، وارث علوم نبوی، عطائے اولیاء مارہرہ، مخزن برکات، خلیفہ حضور سید العلماء واحسن العلماء حضرت حافظ وقاری علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی المعروف بہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان ہے۔اس مرد مومن کی تقویٰ والی زندگی ہم فقیروں کے لئے شاہراہ حیات کے ہر موڑ پر سچی رہنمائی کرتی نظر آتی ہے۔

حضور جیش ملت کے تقویٰ وطہارت کو ضبط تحریر میں لانا ہم سیاہ کاروں کے بس کی بات نہیں، ہاں حضور عالی کے تعلق سے دو مختصر واقعات بیان کرنے کی جسارت کر رہا ہوں، جسے اس گنہ گار نے اپنے ماتھے کی نگاہوں سے دیکھا۔

اس سلسلے کا پہلا واقعہ یہ ہے کہ میرے بچپن کے زمانے کی بات ہے یعنی 1976ء میں جب میں راقم الحروف (محمود عالم خان) اور علامہ عبد الہادی خان صاحب قبلہ عید کی شب میں اپنے گاؤں کما چوراہے پر میلاد شریف کے پروگرام میں اہل کما کے ہمراہ شب بھر کے پروگرام میں مصروف ذکر ونعت ومنقبت تھے اور شب عید کی معطر فضاؤں میں نعت خوانی کی محفل جگمگا رہی تھی، یکا یک رات کے تقریباً تین بجے ایک بزرگ شخصیت اسی چوک پر محفل کے قریب رکشہ سے رونق پزیر ہوگئ، اسٹیج کے عین اوپر بورڈ تھا جس پر جاندار کی تصویریں تھیں اور اسی کے نیچے نعت خوانی ہورہی تھی۔موصوف نے رکشہ روک کر مجھے قریب بلایا، میرا نام دریافت کیا اور فرمایا اللہ اکبر! آپ لوگ سنی صحیح العقیدہ ہوکر جاندار کی تصویروں کے نیچے بیٹھ کر نعت مصطفیٰ پڑھ رہے ہیں۔میں نے پوچھا کہ آپ کا اسم گرامی کیا ہے؟ فرمایا جیش محمد۔یہ نام مبارک پہلے سے سن رکھا تھا لیکن دیدار سے محروم تھے۔نام سنتے ہی ہم لوگ آگے بڑھے، دست بوسی وقدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔پھر حضور والا تقریباً ایک گھنٹہ تک وہیں رکے رہے۔جیسے ہی گاؤں والوں کو حضرت کی آمد کی اطلاع ملی لوگ جمع ہوتے رہے اور نعمت غیر مترقبہ کے طور پر حضور والا سے کسب فیوض برکات میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے رہے۔آخر کار جب حضرت جانے لگے تو کچھ لوگ اپنی سائیکلوں سے بھٹھا موڑ تک ساتھ گئے اور وہاں پہنچا کر واپس آئے۔

یوں ہی حضرت کے تعلق سے دوسرا واقعہ اس وقت سامنے آیا جب غالباً ۱۹۹۷ء میں جب حضور والا حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہوکر آئے تھے۔میں اور مولانا عبد الہادی حضرت سے ملاقات کے لئے پہلی بار جنکپور گئے، بعد ملاقات حضرت نے ہم دونوں کو مدینہ طیبہ کے کھجوروں سے ضیافت کی، کھجوریں کھا کر گٹھلیوں کو میں نے جامعہ حنفیہ کے آنگن میں پھنک دیا۔پھر کیا تھا کہ حضرت اٹھے اور اٹھ کر صحن میں گئے اور گٹھلیوں کو اپنے ہاتھوں سے اٹھالیا اور فرمایا مفتی محمود یہ آقا کے دربار کے کھجوروں کی گٹھلیاں ہیں، آپ نے انہیں بے دردی سے پھینک دیا، میں تو دیار حبیب کے کھجوروں کو کھا کر گٹھلیاں کسیلی کی طرح چوس لیا کرتا ہوں اور چبا جایا کرتا ہوں۔

یہ کلمات طیبات سن کر میں بہت شرمندہ ہوا اور معا دل میں خیال آیا کہ حضرت کے تقویٰ کا جب یہ عالم ہے کہ مدینہ طیبہ کے کھجوروں کا اس قدر احترام کرتے ہیں تو آقا کے دربار مقدس میں ودربار گوہر بار کی مٹی کا کتنا احترام نگاہوں میں ہوگا۔

ان دو واقعات سے اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ حضور شیر نیپال تقویٰ وطہارت کے وہ کوہ گراں ہیں جن کی بلندی کو آسمان کی رفعتیں جھک کر سلام کرتی ہیں۔

خدا رحمت کنداں این عاشقان پاک طینت را

محمود عالم خان نوری کماوی

صدر شعبۂ افتا مدرسہ خانم جان عربک اسکول اردلی بازار وارانسی

❁❁❁

حضور شیر نیپال ایک عظیم داعی و مفکر

از: خلیفہ حضور شیر نیپال، فقیہ اہل سنت حضرت مفتی محمد مجیب الرحمٰن برکاتی (برداہا، نیپال)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ملک نیپال میں ایک ایسی عظیم ہستی کو لباس وجود بخشا جس نے ملت کی آبیاری، شجر اسلام کی سینچائی، اصلاح اعمال وعقائد، تصحیح احوال، تزکیہ نفوس، تطہیر قلوب، وافکار اور امت مسلمہ کی رشد وہدایت کے لئے اپنے قیمتی اوقات و لمحات، اللہ رب العزت کی جانب سے ودیعت کی گئیں ساری صلاحیتیں اور فکر وتدبر کے جلوے نچھاور کر دئے۔ اپنی ایمانی حرارت سے بہت سے قلوب واذہان کو جلا بخشی، گمشتگان راہ کو استقامت وہدایت کی راہ کا مسافر بنایا اور بھٹکے ہوئے آہوؤں کو سوئے حرم لانے کی سعی مشکور کی۔ اور وہ عظیم شخصیت رفیق العلما، منبع فیوض وبرکات، مصدر حسنات، پیکر اخلاص، سراپا زہد وتقویٰ، عالی جاہ عالی مرتبت، جامع اوصاف وکمالات، ماہر فقہ وافتا، رمز شناس شریعت وطریقت، قاضی القضاۃ نیپال، مفتی اعظم نیپال، شیر نیپال حضرت حافظ وقاری مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ کی ہے۔ جن کی شخصیت برکتوں اور سعادتوں کا منبع تھی، جن کا ظل عاطفت رحمتوں کا باعث تھا، جن کی دعائیں امیدوں کا مرکز تھیں، جنہوں نے ہزاروں بندگان خدا کو خدا کی راہ دکھائی، بے شمار لوگوں کو علم ومعرفت سے بہرہ ور کیا اور ان گنت مدارس ومکاتب اور لاتعداد مساجد کی بنیاد رکھ کر شریعت وسنت کی عظیم شاہ راہ بنائی۔ جنہوں نے نیپال کی پر خار وادیوں میں اسلام کا گلشن لگایا، علم کی انجمنیں سجائیں، میکدۂ معرفت وطریقت کی بنیاد ڈالی، تاریک دلوں میں عشق مصطفیٰ کی شمع روشن کی، قوم مسلم کو توحید کا جام پلایا، گناہوں میں ملوثین کو نیکیوں کا شربت پلایا اور مبلغین ودعاۃ کا قافلہ تیار کر کے ملک کے اطراف میں روانہ فرما کر مذہب ومسلک کی تبلیغ واشاعت کا عظیم کارنامہ انجام دیا۔

حضور شیر نیپال کی ذات گرامی اپنے آپ میں ایک انجمن تھی۔ حق تعالیٰ نے آپ کو گونا گوں اعلیٰ صفات وخصائل حمیدہ سے سرفراز فرما کر امت مسلمہ کے درمیان ایک انتہائی محترم ومعزز شخصیت بنا دیا تھا۔ آپ مایہ ناز عالم دین، محقق ومدرس اور مصنف ومولف تھے۔ اخلاق وکردار اور تقویٰ طہارت کا پیکر عظیم تھے، علم وعمل، دینی فقاہت، جرأت وجسارت آپ کے نمایاں ترین اوصاف تھے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ایک ایسے درخت تھے جس پر ایک نہیں بلکہ انواع واقسام کے،رنگ برنگ علمی پھل و پھول کھلے۔تفسیر کا پھل،فصاحت و بلاغت کا پھل،حکمت ودانائی کا پھل،فراست وبصیرت کا پھل،حدیث وفقہ کا پھل،علم قرآن وتفسیر کا پھل،فلسفہ ومنطق کا پھل،نحو،صرف،حق گوئی،بیباکی،جرأت،شجاعت،دعوت وتبلیغ اور وعظ وخطابت وغیرہ کے پھل و پھول کھلے۔خود مہکے اور جہاں کو بھی مہکا دیا،خود بھی چمکے اور دوسروں کو بھی علمی دنیا کا آفتاب وماہتاب بنا کر چمکا دیا۔

آپ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت اور اس کے کرمہائے گراں کا نمونہ تھے،آپ کوئی معمولی شخصیت نہ تھے،بلکہ وہ رسول پاک ﷺ کے سچے نائب،تصدیق حق میں صدیق اکبر کا پرتو،باطل کو چھانٹنے میں فاروق اعظم کا مظہر،باطل شکنی میں حیدری شمشیر تھے۔آپ صرف عالم دین ہی نہیں تھے بلکہ صاحب دل بزرگ بھی تھے،آپ کی ذات مبارکہ سے جس درجہ فیضان علوم شریعت میں امت مسلمہ کو پہنچا فیضان روحانی بھی اس سے کم نہ تھا۔لاکھوں کی تعداد میں متوسلین کا سلسلہ اس پر شاہد ہیں۔آپ کا جمال ظاہر حسن باطن کا عکاس تھا،ہمیشہ آپ کے چہرے پر تبسم کھیلتا تھا،ہر آنے والے کا کشادہ دلی اور خوش روئی کے ساتھ استقبال کرتے تھے،بڑی شفقت ومحبت کا معاملہ فرماتے،جس کے سبب آپ سے ہر ملنے والا متاثر ہوتا اور جب واپس جاتا تو فرحت وانبساط کی کیفیت اس پر طاری ہوتی اور آپ کے چہرے کی نورانیت،علم وفضل،زہد وتقویٰ اور خلوص واخلاق سے اتنے متاثر ہوتے تھے کہ خود کو آپ کے حلقہ ارادت میں دے کر خوش نصیب سمجھتے تھے۔

جنکپور اور لہنہ شریف میں بھی علاقائی اور غیر علاقائی سنی آ آ کر مرید ہوتے تھے اور دورے میں تو آپ کی وجاہت اور چہرے کی نورانیت کو ملاحظہ کرکے تقریری پروگرام کے بعد کثرت کے ساتھ لوگ شرف بیعت حاصل کرتے تھے۔طلبہ جو آپ کے مدرسہ میں بھی بغرض تعلیم آتے وہ بھی آپ کے زہد وتقویٰ کا معائنہ کرکے اکثر شرف بیعت حاصل کرتے تھے۔

حضرت کی ذات گرامی ایک چشمہ فیض تھی،فیاض ازل نے آپ کو بھرپور صلاحیتوں سے نوازا تھا۔علمی تبحر،خشیت و انابت،اخلاص وللّٰہیت،اتباع سنت وشریعت،تواضع،حسن خلق،توکل واستغنا،استقامت و وسعت نظری،اشاعت علم کی لگن و تڑپ ہر خوبی آپ کی تہہ دار شخصیت میں موجود تھی۔آپ ہر ایک سے نہایت شفقت ومحبت اور پوری بشاشت سے ملتے،ہر ملنے والا یوں محسوس کرتا کہ حضرت کی سب سے شفقت وعنایت زیادہ مجھی پر ہے۔بڑی تفصیل سے ایک ایک چیز دریافت فرماتے،خوش کن باتوں سے خوش ہوتے اور بعض معاملات میں مناسب اصلاح ومشورہ کے پھول بھی لٹاتے۔

جس نے آپ کی صحبت اختیار کی،جس نے بھی آپ کے علمی سایہ میں پناہ لی وہ زندگی کے ہر میدان میں کامیاب وکامران ہوا،جس نے بھی جتنے ایام آپ کے ساتھ گزارے شریعت کی روشنی میں آپ کی زندگی کا ہر لمحہ پایا اور ایسی پاکباز وتقویٰ شعار،فیض رساں اور محسن ومربی کے دریائے علم وحکمت سے قریب ہوا،علم وفن کے درنایاب اس سمندر سے حاصل کیا۔حضرت کی سرپرستی اور سایہ عاطفت میں مجھے بھی رہنے کا موقع ملا اور بہت قریب سے آپ کو دیکھا،پرکھا،پڑھا،سمجھا اور آپ کے فیضان علمی سے استفادہ و استنارہ کیا۔آپ کی حیات طیبہ کے جو تابندہ نقوش میرے دل ودماغ میں مرتسم ہوئے وہ میرا قیمتی اثاثہ ہیں،غنیمت جان کر ان

ساعات سعیدہ کو اپنی زندگی کا ماحصل جانتا ہوں۔اور قدرت کے اس زریں عطیہ پر شاکر اور اس نادر موقع پر نازاں ہوں جو حضور شیر نیپال کی صورت میں مجھے بلکہ فرزندان اسلام کو عطا ہوا۔

اگر چہ آپ وصال با کمال ہو چکا ہے اور آپ اپنی آخری آرامگاہ میں آرام فرما ہیں لیکن آرزو مندان فیوض و برکات کے لئے آج بھی اسی آستانہ عالیہ سے فیوض و برکات کے دریا ابلتے ہیں اور حقیقت و معرفت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔جو لوگ حیات ظاہر میں خانقاہ برکات لہنہ شریف میں آ کر براہ راست آپ کی زیارت سے اپنے دلوں کی پیاس بجھایا کرتے تھے وہ آج بھی آپ کے وصال کے بعد مزار پر انوار پر حاضری دے کر اپنی روحانی تشنگی بجھاتے ہیں اور آپ کے آستانہ عالیہ پر روحانی سکون حاصل کرتے ہیں۔

حضرت اس بات پر زور دیا کرتے تھے کہ علم دین بہت بڑی دولت ہے، اس کو صرف اللہ کی رضا کے لئے حاصل کرو، روزی کی فکر نہ کرو اس کا مالک اللہ ہے، وہ ہر ایک کو کھلاتا ہے، علم دین اور قرآن و حدیث کی طلب میں رہنے والے کو کہاں بھوکا رکھے گا۔اور پھر جب تم فارغ ہو جاؤ تو ہمیشہ یاد رکھو اس علم سے دنیا طلب نہ کرو، بلکہ اللہ کی رضا کے لئے کام کرتے چلے جاؤ، تمہاری کفالت اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔دولت کو پیچھے رکھو گے تو دولت تمہارے پیچھے آئے گی اور اگر تم علم دین کی خدمت چھوڑ کر دنیا کے حصول میں لگ جاؤ گے تو علم دین کی ناقدری ہوگی اور علم کی ناقدری کرنے والا ہمیشہ محروم رہتا ہے۔

جب یہ فقیر ثانیہ یا ثالثہ میں تھا تو ساتھیوں کے کہنے پر حضرت سے عرض کیا کہ حضور میں وسطانیہ کا امتحان دینے کے لئے فارم بھرنا چاہتا ہوں تو آپ نے کچھ دیر سوچ کر ارشاد فرمایا اس کی کیا ضرورت ہے۔ارے ہندوستان میں بہت سارے مولوی جو سرکاری نوکری کرتے ہیں ہمیشہ پریشان ہی رہتے ہیں۔اور بھی چند جملے آپ نے ارشاد فرمایا جن کو سن کر امتحان کا خیال دل سے جاتا رہا۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ علما و مشائخ میں مقبول تھے، ہندوستان کے تقریبا تمام خانقاہوں کے مشائخ آپ کی شخصیت سے متعارف اور آپ کے قدرداں تھے، نیز آپ کے علمی خدمات کے معترف تھے۔آپ کی متنوع خدمات دینیہ سے خوش تھے اور آپ کو اہل سنت کا سرمایہ گراں قدر تسلیم کرتے تھے۔ایک بار جب قطب دہلی حضور ثمر میاں دہلوی رحمہ اللہ سے شرف ملاقات مجھے حاصل ہوئی تو حضرت کا میں نے نام لیا کہ حضور شیر نیپال کا شاگرد ہوں تو آپ نے فرمایا کہ وہ قرآن شریف بہت عمدہ پڑھتے ہیں، جب وہ آتے ہیں تو میں ان کے پیچھے نماز ادا کرتا ہوں۔

فقہی جزئیات پر آپ کی نظر بڑی گہری اور وسیع تھی، فتاویٰ برکات میں جو آپ کے فتاویٰ شائع ہوئے ہیں ان سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ہر سوال کا جواب فقہی مستند کتابوں کے حوالے سے دیا گیا ہے اور باریک باریک جزئیات بھی مذکور ہیں۔بعض فتاویٰ اس قدر کثیر جزئیات فقہیہ اور مستند حوالہ جات سے آراستہ ہیں کہ دوران مطالعہ ذہن و دماغ جھوم اٹھتا ہے اور معلومات کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر اتنے فقہی در آبدار حاصل ہوتے ہیں کہ اس وقت جو کیفیت ہوتی ہے اسے لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ہر ہر سطر و دلیل سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیضان ہویدا ہوتا ہے اور تحقیقات اعلیٰ حضرت کے جلوے نظر آتے ہیں۔

حضور شیر نیپال جہاں علم کے سمندر تھے وہیں تقویٰ و استقامت کے پہاڑ بھی تھے، مشتبہ امور سے بھی احتراز فرمایا کرتے

تھے۔ جب میں جنکپور میں زیر تعلیم تھا اس وقت کا واقعہ ہے کہ ایک کبوتر کسی بچہ نے مدرسہ میں پکڑا اور اس کو ذبح کر کے گوشت بنایا۔ بعد میں جب حضرت کو معلوم ہوا تو فرمایا کیا یہ تحقیق کیا کہ کبوتر جنگلی تھا یا پالتو؟ پھر اس کا گوشت کیسے کھالیا؟

مجھے یاد نہیں کہ سب سے پہلے کب اور کہاں حضور شیر نیپال کا تذکرہ سنا اور آپ کو دیکھا، البتہ اتنا ضرور یاد ہے کہ سن شعور کو پہنچنے کے بعد سے برابر آپ کا ذکر خیر عم محترم صوفی باصفا، پیکر حق وصداقت حضرت حافظ خلیل علیہ الرحمہ سے سنتا رہا، وہ یوں کہ آپ برابر صبح میں اپنی لمبی دعاؤں میں حضرت کی صحت وتندرستی اور عمر میں درازگی کی دعا فرماتے تھے، جن کو سن کر آپ کو دیکھنے کا شوق بڑھتا رہا۔ جب میری چچازاد بہن کی شادی بھنگاواں ہوئی اس موقع سے حضرت کا ورود مسعود بردہا میں ہوا، میرا بچپنا تھا میں نے جب آپ کو دیکھا عم محترم حضرت حافظ خلیل علیہ الرحمہ کی موجودگی میں جا کر سلام عرض کیا، آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ سر پر ٹوپی کہاں ہے؟ ٹوپی ہوتی تو بڑا اچھا ہوتا، میں فوراً گھر میں جا کر ٹوپی پہن کر آ گیا۔ جب ٹوپی پہن کر آیا تو میرے چچا نے حضرت سے عرض کیا کہ اسے تعلیم وتربیت کے لئے آپ کے سایہ عاطفت میں رکھنا ہے، آپ نے فرمایا جب چاہیں لے کر آجائیں۔

استاذ محترم کی نگارش اور طرز تحریر کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ وہ کوئی بھی بات بغیر حوالہ یا بلا ثبوت نہیں کہتے، آپ اس حوالہ کو قلمبند کرتے جو علما و محققین کے درمیان معتبر ومستند ہے۔ مسئلہ ہم لوگ پڑھتے ہیں لیکن صرف پڑھتے ہیں اور اللہ والے پڑھتے ہیں تو عمل کرنے کے لئے۔ چنانچہ ناممکن تھا کوئی غلط بات حضرت کے سامنے ہو جائے اور حضرت اس کی اصلاح نہ فرمائیں، بے خوف، بے جھجھک ہر شخص کو غیر شرعی عمل پر ٹوک دینا ان کا طرۂ امتیاز تھا۔

حضرت کو قرآن مجید سے بڑا شغف تھا، ہر مہینہ ایک قرآن مجید ختم فرمایا کرتے تھے، بعد فجر اور بعد نماز مغرب قرآن شریف کی تلاوت پابندی سے کیا کرتے تھے، اور طلبہ کو بھی قرآن کی تلاوت کی تلقین کرتے۔ جب آپ حج ادا فرما کر مدینہ منورہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری کے لئے گئے تو جنت البقیع میں بیٹھ کر ایک دن میں قرآن شریف ختم فرمایا۔ سفر میں ہوتے ہیں تو بھی قرآن شریف کی تلاوت، درود شریف کا ورد اور دیگر اذکار واوراد ترک نہیں فرماتے۔ پورے سفر قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہتے، شجرہ طیبہ کا ورد کرتے اگر صبح کا وقت ہوتا مخصوص سورتوں کی تلاوت، درود شریف اور پھر حضور قلب کے ساتھ دعا۔ یہ آپ کا ہمیشہ کا معمول تھا۔ صحت کی حالت ہو یا مرض ہر حال میں یہ معمولات بجالاتے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے اوصاف وکمالات میں سب سے اہم ونمایاں وصف وکمال عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی دعوت وتبلیغ تھی۔ آپ کی ہر گفتگو سے عشق رسول کی خوشبو آتی تھی، ہر فعل عشق رسالت مآب کا عکس جمیل ہوتا تھا۔ اور شاگردوں، مریدوں، عقیدت مندوں اور عوام اہل سنت کو ہمیشہ عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دیتے رہے، حب نبوی کا جام پلاتے رہے۔ درس گاہ میں جلوہ فرما ہوں یا محافل ومجالس میں ہر جا عشق رسالت مآب کا جام وسبو پلاتے اور اس پر استقامت کا درس دیتے۔ آپ کی تحریر وتقریر کا شاید ہی کوئی ایسا پہلو ہو جس میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت والفت اور عشق وعقیدت کی جھلکیاں اور بوئے دعوت حب سرکار اعلیٰ نہ ہو۔ اور نہ ایسی کوئی تحریر وتقریر جس میں ناموس رسالت کے خلاف ہرزہ سرائی ودریدہ دہنی کرنے والوں کا آپریشن نہ کئے ہوں اور اس کے عقاب وعذاب اور عتاب سے آگاہ کر کے عوام اہل سنت کی رہنمائی نہ فرمائی ہو۔

شیر نیپال علم وفضل کے بے تاج بادشاہ

از: محبوب العلما مفتی محمد محبوب عالم رضوی صدر المدرسین جامعہ اہل سنت صادق العلوم، شاہی مسجد (ناسک)

یقیناً شیر نیپال علیہ الرحمہ علم وفضل کے بے تاج بادشاہ تھے۔ زہد وتقویٰ، تصلب فی الدین، دین حق کی ترویج واشاعت، گمراہوں، بدعقیدوں سے سخت نفرت آپ کا عظیم خاصہ تھا۔

ناچیز راقم الحروف نے پہلی مرتبہ بڑی درگاہ شریف حضور سید صادق شاہ حسینی مدنی علیہ الرحمہ کے آستانہ عالیہ سے متصل صحن میں آپ کا خطاب سورۂ نون والقلم کے موضوع پر سنا۔ اتنا پر مغز، دلائل و براہین سے وہابیت، صلح کلیت کا جنازہ نکال دیا، حقانیت لوگوں کے ذہن و دماغ میں اتارنے، ہنر رکھتے تھے۔ ایسے نڈر خطیب، پیر طریقت، عالمانہ شان رکھنے والا متقی پرہیز گار، شریعت بیضاء پر عمل کرنے کرانے والا، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کرنے والا، برکاتی چمن سے نسبت رکھنے والا، امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کا درد رکھنے والے عالم ربانی کا انتقال عالم کی موت سے کم نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسا رہنما ورہبر عطا فرمائے، جو حضرت کا جانشیں بن کر ان کے مشن کو جاری رکھے۔ آپ کا قوم کے نونہالوں کو عالم، حافظ، قاری بنانا، ادارے قائم کرنا، کتابیں شائع کرنا، اپنی اولاد کو عالم بنانا یہ تمام صدقات جاریہ کے کام ہیں، قیامت تک ان کا ثواب ملتا رہے گا، درجات میں بلندی ہوتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو ایسے نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

شیر نیپال ایک تاریخ ساز شخصیت

از: ابوالحسنات مفتی محمد ممتاز عالم مصباحی صاحب مفتی شہر کان پور، شیخ الحدیث: جامعہ مناظر العلوم، بابو پورہ کان پور (یو پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لئے پھرتی ہے پیغام صبا تیری

استاذ العلماء والفقہاء، شیخ الاساتذہ، پیر طریقت، رہبر شریعت، شیر نیپال حضرت علامہ مفتی محمد جیش صاحب صدیقی نور اللہ مرقدہ ایک تاریخ ساز شخصیت کے مالک تھے۔ علم وفضل اور زہد وورع میں اپنی مثال آپ تھے۔ علوم وفنون میں ماہر اور یگانہ روزگار تھے، مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی اور خانوادۂ برکات کے بے باک ترجمان تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپ ملک نیپال کے تاج الشریعہ تھے تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ بیرون ملک ہندوستان ہو یا پاکستان اور بنگلہ دیش یا کوئی اور ملک ہر جگہ آپ ہی اپنے

ملک کے نمائندہ عالم دین وترجمان مسلک اعلیٰ حضرت تصور کئے جاتے تھے اور اسی حیثیت سے مختلف سیمناروں میں اور کانفرنسوں میں مدعو بھی کئے جاتے تھے۔ آپ عوام الناس کے ساتھ ساتھ علمائے کرام ومفتیان ذوی الاحترام کے بھی مرجع تھے، جہاں بھی تشریف لے جاتے علماء کی ٹیم آپ کے ساتھ ساتھ رہتی۔ ہر جگہ شمع محفل کی حیثیت سے جلوہ بار رہتے اور سب کو مستفیض فرماتے۔ یہ کوئی کھوکھلا دعویٰ یا عقیدت کا جملہ نہیں بلکہ سراسر حقیقت نگاری ہے۔ عینی شاہدین آج بھی آپ کی اس خوبی کو بیان کیا کرتے ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ آپ ان گوناگوں خوبیوں اور محاسن کے مالک ہونے کے باوجود حد درجہ متواضع، خلیق اور سادگی پسند تھے، نام ونمود اور شہرت پسندی سے دور رہا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی درس وتدریس اور دعوت وارشاد میں گزار دی، آپ گرچہ بظاہر ہم میں نہیں ہیں لیکن آپ کا فیضان آج بھی بدستور جاری ہے اور ان شاء اللہ الرحمن تا قیام قیامت جاری رہے گا۔

عزیز گرامی قدر مولانا مفتی عبد السلام امجدی نے آپ کی حیات وخدمات پر یہ گراں قدر مجموعہ تیار کیا ہے، مولیٰ کریم بطفیل رؤوف ورحیم علیہ الصلاۃ والتسلیم ان کی اس خدمت کو شرف قبول بخشے اور اس مجموعۂ مقالات کو منارۂ نور بنادے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلاۃ واکمل التسلیم

ابوالحسنات ممتاز عالم مصباحی مفتی شہر کان پور

خادم وشیخ الحدیث: جامعہ مناظر العلوم، بابو پورہ کان پور (یوپی)

❁❁❁

شیر نیپال عظیم المرتبت شخصیت

حضرت مفتی محمد رحمت علی امجدی برکاتی (ناسک)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آبروئے اہلسنت، ستون احناف، فخر ملت، فخر وطن، حق گو، حق شناس، پابند شریعت، نمونۂ اسلاف، متقی عالم دین، مخدوم العلماء والفضلاء، مفتی اعظم نیپال حضرت علامہ ومولانا مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ گوناگوں اوصاف وکمالات کے مالک تھے۔ آپ نہ صرف بہترین حافظ وقاری تھے بلکہ متعدد علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے، فقہی بصیرت میں یکتا اور بے مثل تھے۔ کہنہ مشق مفتی بھی تھے جس کی وجہ سے آپ کے نوک قلم سے فتاویٰ برکات کی شکل میں کئی ایک حصے وجود میں آئے، جو اہل علم وفتویٰ کے لئے سرمۂ بصیرت ہیں۔ آپ کو عربی زبان میں یدطولیٰ اور مقالہ نگاری میں بھی دست کمال حاصل تھا، جیسا کہ جامعہ ازہر مصر کے زیر اہتمام ہونے والے سالانہ عالمی سیمینار کے حسین موقع پر عربی زبان وبیان میں آپ نے کئی ایک مقالے تحریر فرما کر ارسال فرمایا اور وہ مقالہ دیگر مقالوں کے ساتھ طبع ہوکر اسلامی دنیا میں شائع بھی ہوئے۔

راقم الحروف نے وہ مصری خطبات جو آپ نے جامعہ ازہر مصر کے عالمی سیمنار میں موجود عالمی شہرت یافتہ حضرات مندوبین مفکرین اسلام، علمائے کرام، فضلائے عظام، ادبائے فہام کے مابین ارشاد فرمایا تھا انہیں قدیم وجدید دونوں اسالیب سے مالا مال پایا۔ ماہر قلمکار بھی تھے یہی وجہ تھی کہ آپ نے کئی مقالات ورسائل وکتب تحریر فرمائے۔ اس لئے ایک قابل مصنف بھی تھے، درجن سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ پورے ملک نیپال کے قاضی القضاۃ بھی تھے، جماعت اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی ونقیب، کثر التعداد طلبہ، علماء فضلاء، خلفاء مریدین کے استاذ ومربی ومرشد برحق تھے۔

ملک بیرون ملک کثیر جامعات وکلیات، مدارس ومساجد، تحریکات وتنظیمات کے بانی وسرپرست اعلیٰ تھے، مارہرہ مقدسہ اور بریلی شریف دونوں مشہور خانقاہوں کے مشائخ اور مخدوم العلماء افضل الشعراء سید شاہ آل رسول حسنین نظمی میاں علیہ الرحمہ اور حضور شیخ الاسلام والمسلمین وارث علوم اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ اور سلطان الاساتذہ ممتاز الفقہاء امیر المومنین فی الحدیث حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری کے معتمد اور منظور نظر تھے۔ مذہب ومسلک میں انتہائی متصلب تھے، اعلی حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا گن گانا آپ کی زندگی کا نصب العین تھا، سنتوں کی طرف سے کسی حال میں غافل نہ رہے۔ آپ اپنے اندر دردمند دل اور حساس جگر رکھتے تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ نیپال کے طول وعرض میں حفاظ، علماء، فضلاء، ائمہ، خطباء کی ٹیم تیار فرما کر پھیلادی جو ملک بیرون ملک دین وسنیت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اور آپ کے اندر یہ بھی جذبۂ بیکراں تھا کہ جماعت اہلسنت کا فروغ کیسے ہو، مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کس طرح کی جائے؟ معمولات اہلسنت کا تحفظ کس طرح کیا جائے؟

اپنے چاہنے والوں کو زیارت سے مشرف فرماتے اور جماعت اہلسنت کے عروج وارتقاء اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشرو اشاعت کے لئے مفید مشوروں سے نوازتے۔ حق یہ ہے کہ حضور شیر نیپال قوی الحافظہ، وسیع المطالعہ، صاحب صدق وصفا، صاحب طرز ادیب، باکمال خطیب درس وتدریس کے ماہر، علم وعمل کے سنگم، زہد وتقویٰ کے پیکر، بحر فقہ وافتاء کے شناور، حلم وبردباری، تواضع وخاکساری کے خوگر، تقدس وپاکیزگی کے اعلیٰ منازل پر فائز، ارفع واعلیٰ خصوصیات سے مزین، پاکیزہ اخلاق وکردار سے آراستہ پیراستہ، عوام وخواص کی نظر میں مقبول، مفسر ومحدث، جامع شریعت وطریقت، صاحب کشف وکرامات، صاحب مصنفات و مؤلفات، مناظر ومتکلم، ممتاز عالم دین، باصلاحیت مفتی شرع متین، عالم حق بیان، مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے ترجمان اور دین کے مخلص وبےلوث داعی تھے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے، آپ کے فیوض وبرکات کو عام فرمائے، آپ کی دینی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے اور آپ کی تربت اقدس پر رحمت وانوار کی بارشیں نازل فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد رحمت علی امجدی برکاتی عفی عنہ

حضور شیر نیپال ہر خوبی میں باکمال تھے

از: خلیفہ وتلمیذ حضور شیر نیپال حضرت مولانا محمد فیروز عالم چمن برکاتی (برداہا) خطیب وامام غوثیہ جامع مسجد دولے گونڑا، تنہوں (نیپال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہبری ورہنمائی کے لئے انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، آسمانی کتابیں بھی نازل فرمائی اور تمام نبیوں اور رسولوں کے بعد خاتم الانبیا محمد عربی روحی فداہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ کو قرآن کریم جیسی عظیم کتاب بھی عطا فرمایا۔ حضور ﷺ نے اپنی حیات ظاہری میں اللہ تعالیٰ کے بندوں کی ہدایت ورہنمائی فرمائی، کفر وشرک کے دلدل میں پھنسے لوگوں کو توحید ورسالت کا جام پلاکر اسلام کے دامن سے وابستہ فرما کر انہیں ابدی سعادتوں سے مالا مال فرمایا۔ آپ نے شریعت کے تمام احکام و پیغامات واضح فرمادئے، زندگی کے ہر شعبہ پر آپ نے بنی آدم کے لئے اصول وضوابط مرتب وآشکار فرمادئے اور دین اسلام کے تمام احکام بیان فرما کر تریسٹھ سالہ حیات ظاہری بسر کرنے کے بعد اس دنیا سے پردہ فرما کر اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کی ذمہ داری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور پھر یکے بعد دیگر جملہ خلفائے راشدین اور پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی پاکیزہ جماعت نے دعوت وتبلیغ کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا اور فتوحات سے اسلام کے پرچم بلند فرماتے رہے اور دنیا کے ہر حصے میں اسلامی تعلیمات واحکامات عام فرماتے رہے۔ اسلام کی تبلیغ واشاعت کی راہ میں ان نفوس قدسیہ نے بڑی مشقتیں برداشت کیں، بہت سی جانیں شہید ہوئیں اور ان ہستیوں کی قربانیوں سے گلشن اسلام آج لالہ زار ہے۔ صحابہ کرام کے بعد تابعین وتبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور اولیائے کاملین اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے بیش بہا قربانیاں پیش کی ہیں اور **بلغوا عنی ولو آیۃ** اور **ادع الیٰ سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ** پر عمل کرتے ہوئے اسلام کے احکام دنیا والوں تک پہنچایا۔ اللہ رب العزت کے انہیں نیک و برگزیدہ بندوں اور صالحین کے صف میں ایک عظیم شخصیت ملک نیپال کے مبلغ عظیم، عالم ربانی، شیخ کامل، مفتی اعظم نیپال، سادات مارہرہ مطہرہ کے فیضان، مشائخ بریلی کے معتمد ومنظور نظر شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ ہیں، جنہوں بعد فراغت اسلام اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت وتبلیغ اور حفاظت کی جس عظیم ذمہ داری کو اپنایا آخری دم تک اسے جانفشانی اور پورے اخلاص ولگن کے ساتھ انجام دیتے رہے اور اللہ کے بندوں کو دین سے قریب فرماتے رہے۔ ترائی کی پستی ہو کہ پہاڑ کی بلندی ہر علاقہ میں آپ نے اسلام کا پیغام عام کیا، مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم بلند کیا، علم دین کی شمع جلائی، علما، حفاظ، قرا، مفتیوں کی جماعت، مصنفین اور اہل فکر ونظر کا بڑا قافلہ تیار فرمایا، مدراس قائم فرمائے، مکاتب تعمیر فرمائی اور لاتعداد تلامذہ اپنی درسگاہ علم و

حکمت سے پیدا فرما کر اہل سنت کو عطا فرمائے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ذات ایک ہمہ جہت شخصیت تھی درس و تدریس، تصنیف و تالیف، وعظ و نصیحت، فقہ و فتویٰ، دعوت وارشاد، انذار وتبشیر، اصلاح وتزکیہ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں بے مثال و باکمال تھی۔ آپ کی شخصیت پرکشش تھی، ذات لاجواب تھی، چہرہ نورانی تھا، گفتگو باوزن اور مدھ بھری تھی اور زہد وتقویٰ اسلاف کرام کے عکس تھے۔ غرض کہ دین متین کے ہر شعبہ میں، حفاظت شریعت اور اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت کے ہر میدان میں، دینی ملی، سماجی، تعلیمی، تعمیری اور تدریسی سرگرمیوں کی ہر جہان میں آپ نے وہ انمٹ نقوش چھوڑے ہیں کہ تاریخ کے صفحات پر آپ کا نام نامی اسم گرامی سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔ آپ کی ذات والا صفات گوناگوں صفات کی حامل اور مختلف ومتنوع صلاحیتوں کے جامع تھی۔ شریعت کے پابند، عبادت وریاضت کے خوگر، اعلیٰ اخلاق وکردار کے پیکر، متشرع پیر طریقت، متدین عالم شریعت، واقف اسرار تصوف روحانی پیشوا، دلوں کی تسخیر کرنے والی صلاحیت کے مالک، ظاہر کو سنوارنے والے مرشد اور باطن کا علاج کرنے والے روحانی طبیب، کامیاب مدرس ومعلم، بہترین مصنف ومؤلف، بے باک وحق گو خطیب، خوش فکر مصلح وداعی اور قابلِ فخر مفسر ومحدث بھی تھے۔

قادر مطلق نے آپ کو بے شمار خوبیوں اور ایسے اوصاف وکمالات سے نوازا تھا اور ان میں ممتاز ومنفرد حیثیت عطا فرمائی کہ اس وقت ملک کے طول وعرض میں نگاہ اٹھا کر دیکھنے کے بعد ان خوبیوں کے حاملین کی بو تک محسوس نہیں ہوتی، شاید ہی کوئی شخصیت ہو جو ان تمام خوبیوں اور محاسن کی جامع ہو۔ اور میں اپنے تجربہ ومشاہدہ کی روشنی میں یہ باتیں لکھ رہا ہوں، کیونکہ میں نے طویل المدت آپ کی صحبت اختیار کی ہے، آپ کے سفر کو دیکھا ہے، آپ کے حضر کے معمولات زندگی دیکھے ہیں، خلوت وجلوت کو قریب سے دیکھا ہے، آپ کی علمی، ادبی، فقہی اور اصلاحی مجلسوں کو دیکھا ہے اور ہر ایک وصف میں کامل وبے نظیر پایا اور دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل آپ کی تربت پر رحمت وانوار کی بارشیں نازل فرمائے اور آپ کے درجات خوب بلند فرمائے اور آپ کے فیوض و برکات روحانی سے ہم غربائے اہل سنت اور پروردۂ جیش ملت کو بہرہ ور فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقیر محمد فیروز عالم چمن برکاتی

خطیب وامام غوثیہ جامع مسجد دولے گونڑا، تنہوں (نیپال)

❁❁❁

ایسی شخصیت جن کی حیات کا ہر گوشہ منور

از: ادیب شہیر حضرت مولانا احمد رضا صابری صاحب مدیر الرضا انٹرنیشنل، پٹنہ، بہار، الہند

محب گرامی حضرت مولانا عبدالسلام امجدی زید حبک

آپ کا مکتوب بذریعہ واٹس ایپ موصول ہوا۔ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات

وخدمات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب قریب اشاعت ہے۔آپ کا حکم ہوا کہ ناچیز بھی اپنے قلبی تاثرات رقم کرے۔ایک ایسی شخصیت کے بارے میں کچھ لکھنا جن کی حیات گوہر بار کا ہر گوشہ انوارِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا سے منور ومجلیٰ ہوا پنے آپ میں مشکل ترین امر ہوتا ہے، قلم کو حد درجہ محتاط رکھتے ہوئے ان کی ہمہ جہت شخصیت کے کچھ گوشوں پر روشنی ڈالی تو جاسکتی ہے لیکن تمام گوشوں کے احاطہ کے لیے صدیاں مطلوب ہیں۔

حضرت شیر نیپال کی پر کشش اور تقویٰ شعار شخصیت کا سحر عہد طفولیت سے ہی مجھ پر حاوی رہا ہے اور کیوں نہ ہو کہ میں نے اس شیخ گرامی وقار کی خلوت دیکھا، جلوت دیکھا، ان کی محفل دیکھی، ان کا مجمع دیکھا، ان کی صبحیں دیکھیں اور شامیں بھی دیکھیں، غرضیکہ جو بھی دیکھا ان کو لمحہ لمحہ متبع شرع اور پابند سنت پایا۔حضرت کی زندگی زہد وتقویٰ، خشیت الٰہی، طہارت و پاکیزگی کا ایسا مرقع تھی جن کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی، جہاں سے گزر جاتے گلیاں آباد ہو جاتیں، جہاں قیام فرماتے دیوانوں کا ہجوم اپنے حصار میں لے لیتا، فرزانوں کی ایک جماعت صبح وشام دیوانہ وار آپ کی طرف ٹوٹتی نظر آتی۔

نیپال کی سنگلاخ وادیاں صبح قیامت تک گواہ رہیں گی کہ ایک فرد نے اس صحرا میں اتنے پھول کھلائے کہ پوری وادی کو گل گلزار کر دیا۔شخصیت ایسی بارعب کہ بڑے بڑے علماء، فضلاء، ادبا، شعراء گھنٹوں باادب دست بستہ کھڑا ہونا خوش بختی سمجھتے۔زبان فیض ترجمان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ گوہر آبدار ہوتا جنہیں چن چن کر ادنیٰ اعلیٰ ہوا اور اعلیٰ افضل۔

حضرت کے علمی عظمت وجلال کے بیان کا گرچہ یہ وقت نہیں تاہم چند الفاظ میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ بزرگان مارہرہ مقدسہ کا فیضان، ان کے مرشد اور اکابرین جن کے حضرت منظور نظر رہے کے علمی ورثہ سے اتنا کچھ ملا تھا کہ شریعت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کا کوئی بھی باب یا گوشہ ہو کبھی کسی سائل کو تشنہ نہ چھوڑا۔

فقہی جزئیات اس قدر مستحضر تھے کہ جب جس موضوع پر گفتگو فرماتے ایسا محسوس ہوتا کہ کتاب سامنے کھلی ہے اور عبارت پڑھی جارہی ہے۔حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ احادیث کا کثیر ذخیرہ بھی حفظ فرمالیا تھا، دوران گفتگو بات بات پر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے موتی ایسے لٹاتے مانو کہیں سے برس رہا ہو اور حضرت تقسیم فرماتے ہوں۔

حضرت کی شخصیت کا ایک اور پہلو جس سے خلق خدا کی ایک بہت بڑی کثرت متاثر ہوئی وہ ہے ان کا تصلب اور استقامت۔ناچیز نے جن نفوس قدسیہ کو اپنی حیات مستعار میں قریب سے دیکھا ان میں تصلب اور استقامت فی الدین کے معاملے میں حضرت محدث اعظم نیپال کو بدرجہ اتم قائم ودائم پایا۔

اس دورِ پرفتن میں تصلب اور استقامت کی راہ پر ڈٹے رہنا بڑے بڑے شیخان گرامی کے لیے پرخار وادی میں پیدل چلنے کے مماثل ہے۔لیکن دنیا نے دیکھا کہ ہزاروں فتنے اٹھے، طعن وتشنیع کی آندھیاں آئیں، اپنے بیگانے ہوئے اور بیگانے اپنے لیکن مجال ہے کہ پائے ثبات میں کوئی لغزش آئی ہو، حق گوئی کے آگے کبھی کسی کی پرواہ نہیں کی، حکمرانوں نے دبانا چاہا، امراء اور رؤسا نے مرعوب کرنا چاہا لیکن نصرت الٰہیہ اور تائید غیبی نے ہر قدم پر ان کی استقامت اور تصلب کی حفاظت فرمائی۔

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گزر گئے
جی چاہتا ہے نقش قدم چومتے چلیں

شخصیتیں آتی ہیں جاتی ہیں لیکن چند ایک ہی ایسی ہوتی ہیں جو ایک عہد اور ایک عالم کو متاثر کرتی ہیں، حضرت شیر نیپال کی خدمات دینیہ کا دائرہ ان کی حیات ظاہری کے ایام کے مقابلے بے حد وسیع ہے۔ ایک سال میں کثیر تعداد میں مذہبی اجلاس کی صدارت، خطاب اور ملک و بیرون ملک کے بے پناہ متعدد تکلیف دہ اسفار کے باوجود پتہ نہیں کب اور کیسے تصنیف و تالیف، درس و تدریس اور خانقاہ و ادارہ کے انتظامی امور کے لیے بھی وقت نکال لیتے۔ عمر اخیر میں بھی اس قدر متحرک رہے مانو ضعیفی نے کبھی دستک ہی نہیں دی۔

کہا جاتا ہے کہ قائد وہ ہوتا ہے جو اپنے بعد مال و زر کی وراثت نہیں بلکہ اپنے مشن کو جاری و ساری رکھنے والی ایسی جماعت چھوڑے جو ان کے جانے کے بعد بھی ان کی جلائی ہوئی جوت کی لو کو دھیمی نہ پڑنے دے۔ حضرت محدث اعظم نیپال نے فیضان یافتگان علماء، فضلا، شعراء، ادبا، مفکرین، مناظرین، مصنفین کی ایک ایسی جماعت چھوڑی ہے جو بالواسطہ بدیگر صبح قیامت تک ان کے مشن ان کی فکر اور ان کی خدمات دینیہ کو اپنے اگلوں تک پہنچاتے رہیں گے۔

انہیں فیضان یافتگان سپہ سالاروں میں محب گرامی حضرت مولانا عبدالسلام امجدی بھی ہیں۔ موصوف گرامی حضرت شیر نیپال سے نہ صرف والہانہ محبت فرماتے ہیں بلکہ حضرت کی زندگی میں ہی حضرت کی سوانح حیات لکھ کر حضرت سے سند قبولیت حاصل کرنے والے خوش نصیب فرد ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت شیر نیپال کی متعدد تصنیفات جو تشنہ طباعت تھیں ان سب کی ترتیب و تخریج کر کے حضرت کے علمی ورثہ کو نہ صرف عام کیا بلکہ اپنے لیے بھی توشۂ آخرت بنایا اور اسی سلسلے کی ایک اور کڑی کے طور پر یہ ایک کتاب (معارف حضور شیر نیپال) آپ کے زیر مطالعہ ہے۔

میں گرامی قدر حضرت مولانا عبدالسلام امجدی صاحب کو اس کتاب کی ترتیب اور اشاعت پر تہہ دل سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ ان سے ایسے ہی کام لیتا رہے اور حضرت شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کا علمی فیضان ان پر ایسے ہی برستا رہے۔

رب کریم اس حسین گلدستہ کو اپنے پیارے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور غوث و خواجہ و رضا کے صدقہ و طفیل قبول فرما کر مقبول اَنام بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین۔

خاکسار

احمد رضا صابری

(مدیر الرضا انٹرنیشنل، پٹنہ، بہار، الہند)

حضور شیر نیپال ملت کا داعی اور مسلک کا مبلغ

خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت مولانا مفتی محمد عارف حسین برکاتی مصباحی (لہنہ شریف)

یہ دنیا ایک مسافر خانہ اور زندگی راہ سفر ہے جسے طے کر کے ہر انسان گزر جاتا ہے،لیکن قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جو اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے نشان راہ چھوڑ جاتے ہیں جس سے مسافرین منزل مقصود تک راہ پاتے ہیں اور یوں تا قیامت راہ حق کے مسافروں کے دل میں زندہ وتابندہ رہتے ہیں۔

ماضی قریب کے انہیں بزرگ شخصیات میں ایک بڑا نام حضرت مفتی اعظم نیپال علامہ جیش محمد صدیقی برکاتی شیر نیپال علیہ الرحمہ والرضوان کا ہے۔ بلاشبہ ان کے نقوش پا مسلمانان عالم خصوصا مسلمان نیپال کے لیے نشان منزل ہدایت ہے، جنہوں نے اس مختصر زندگی میں اپنے علم وعمل، تقویٰ اور تصلب فی الدین کے وہ نشانات چھوڑ گئے کہ رہتی دنیا تک جن کی مثالیں دی جائیں گی۔ نیپال کے ان دور دراز پہاڑی علاقوں میں دین وسنت کے پیغامات کی تبلیغ، جہاں کے پر پیچ وادیوں کا سفر اس ترقی اور سہولت یافتہ دور میں بھی خطرے سے محفوظ نہیں، درجنوں مدرسے اور مساجد کی تعمیر ہزاروں علما اور قائدین ملت کی تعلیم وتربیت اور بے شمار خدمات ہیں جس کے لئے ہمیشہ مسلمانوں کے دلوں میں زندہ رہیں گے۔

قابل مبارکباد ہیں حضرت مفتی عبدالسلام برکاتی صاحب جو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے گوشے حیات کو تحریر میں محفوظ کر کے نسل نو کے لیے ایک دستاویز فراہم کر رہے ہیں۔ اللہ پاک ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور ہمیں دین وسنت کے لئے ان کے جیسا حوصلہ اور جذبہ عطا فرمائے۔

ملک نیپال ایک چھوٹا سا ملک ہے جس کا سرحدی علاقہ چین اور ہندوستان سے ملتا ہے، برصغیر میں ہند و پاک کی طرح یہاں بھی اسلام کی سربلندی اور اس کی ترویج واشاعت صوفیاء کرام ہی کی مرہون منت ہے، جنہوں نے اپنے علم وعمل کی روشنی سے ایک جہان کو روشن کیا اور ہزاروں لوگوں کو راہ راست سے ہمکنار کیا۔ ان ناموں میں ایک نام حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کا ہے، رشتے کے لحاظ سے میرے بڑے ابا ہیں، میرے استاد اور میرے مرشد بھی ہیں۔ کئی سالوں تک حضرت کی صحبت میں رہا شب وروز دیکھا۔ یقیناً آپ ایک معتبر عالم، ممتاز فقیہ، عظیم محدث، بلند پائے کے محقق، ایک مایۂ ناز مناظر اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے سچے ترجمان تھے۔ اس راستے میں بسا اوقات نامساعد حالات سے بھی گزرنا پڑا، مخالفتوں کا بھی سامنا رہا لیکن تاریخ گواہ ہے کہ آپ ان سب کے سامنے سد سکندری بن کر کھڑے رہے اور آپ کے پائے استقامت میں ذرہ برابر بھی لغزش نہیں آئی۔ آپ مسلکِ اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم بھی تھے اور اپنے تمام مریدین، متوسلین اور معتقدین کو مسلکِ اعلیٰ حضرت پر قائم ودائم رہنے کی سخت تائید و تلقین بھی فرماتے تھے۔ آپ مسلکِ سے انحراف کرنے والوں اور اس کو بدنام کرنے والوں سے بیزاری اختیار فرماتے رہے اور

مسلکِ اعلیٰ حضرت کے متبعین کو ان کی صحبت ومعیت سے بھی روکتے تھے۔ آپ ہمیشہ فرماتے جو مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نہیں وہ میرا نہیں۔ آپ کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سب مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کے عین مطابق تھا۔ اسی طرح آپ نے پوری زندگی دین ومسلک کی خدمت واشاعت میں گزاردی۔ آپ کی زندگی کو دیکھ کر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایک مشہور زمانہ شعر کا ترجمہ سمجھ میں آگیا۔ آپ فرماتے ہیں مسلکِ اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو زندگی دی گئ ہے اسی کے لئے۔

یقیناً حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندگی اس شعر کا مصداق تھی۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کا جنازہ ملک نیپال کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ سات لاکھوں لوگوں نے شرکت کی اورخراج عقیدہ پیش کیا۔ یقیناً یہ آپ کی مقبولیت اورحق پر ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان کہ ہماری حقانیت کا فیصلہ ہمارے جنازے کریں گے۔ بیشک حضور شیر نیپال دنیا سے جاتے جاتے اپنی حقانیت کا اعلان کر کے چلے گئے۔ گرچہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن ان کی محبتوں کا چراغ ہمارے دلوں میں روشن ہے، جس کی شعائیں ہماری نسلوں کو بھی روشن کرتی رہیں گی۔

آج ضرورت ہے کہ حضرت کے افکار وتعلیمات کو منظر عام پر لایا جائے۔ اس کے لئے محب محترم حضرت مولانا مفتی عبد السلام صاحب امجدی قابلِ مبارک باد ہیں جو ایک لمبے عرصے سے اس کام میں ہمہ تن مصروف ہیں اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے۔ بلکہ جو کام تمام شاگردوں اور مریدوں کا تھا وہ سنبھالے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور دونوں جہاں میں اچھا بدلہ عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین

فقیر محمد عارف رضا برکاتی مصباحی
امام وخطیب کچھ مسجد اکولہ
وخادم رضا دار الفتاء وناظم جامعہ البرکات اسلامک سنٹر لہنہ (نیپال)

اب انھیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

نواسۂ حضور شیر نیپال حضرت مفتی محمد عبد المصطفیٰ برکاتی مصباحی (نیپال)

پیر طریقت، رہبر شریعت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، قاضی القضاۃ، مرشد اعظم نیپال، سیدی وسندی معروف بہ حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی بابرکت شخصیت اہل علم اورعوام اہل سنت کے درمیان کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ صرف ملک نیپال کے مفتی اعظم اور مرشد اعظم نہیں بلکہ برصغیر کے چوٹی کے اکابر علمائے اہل سنت وپیران

طریقت میں سے ایک تھے۔آپ کے در سے فیض یافتہ علمائے کرام اور آپ کے مریدین ومعتقدین ہندو نیپال کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔آپ عالم شریعت بھی تھے اور عامل طریقت بھی۔جہاں آپ ظاہری علوم کے اسرار ورموز سے اچھی طرح واقف تھے وہیں سلوک ومعرفت کے میدان میں اعلیٰ منزل پر فائز تھے۔آپ کا دینی تصلب اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے کا جذبہ زمانے بھر میں مشہور تھا۔چھوٹی چھوٹی سنتوں پر بھی پابندی سے عمل فرمایا کرتے تھے۔آپ خلوت وجلوت میں اسلاف کرام کے عکس جمیل تھے۔خلوص وللّٰہیت اور صبر واستقامت میں بلند پہاڑ تھے۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا جذبہ آپ کی رگوں میں سمایا ہوا تھا۔زندگی بھر مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں لگے رہے اور لوگوں کو برکاتی جام پلاتے رہے۔آپ کو حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے ملک نیپال کے لیے تن تنہا لشکر اسلام بنا کر اس امید اور اعتماد کے ساتھ بھیجا تھا کہ آپ کے ذریعہ اس علاقے میں دین وسنیت کی خوب تبلیغ واشاعت ہوگی۔

جہاں آپ حضور حافظ ملت وحضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ والرضوان جیسے ماضی قریب کے اکابر علمائے اہل سنت سے اکتساب فیض کرنے والے نیپال کے پہلے عالم دین تھے وہیں ہندوستان میں نسبت قادریت کے مرکز خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی مقدس وبابرکت برکاتی نسبت نیپال کی سرزمین پر لانے والے پہلے شیخ کامل بھی تھے۔جس وقت آفتاب افق برکاتیت حضور سید العلما سید آل مصطفی علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو خلافت برکاتیہ سے سرفراز فرمایا اس وقت آپ تیس سے پینتیس برس کے جواں سال عالم دین تھے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شروع سے ہی آپ کا باطن ظاہر کی طرح بالکل صاف ستھرا تھا جسے حضور سید العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کی نظر عنایت نے اور پاکیزہ بنا دیا؛ کیوں کہ خانقاہ برکاتیہ کا یہ دستور ہے کہ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمۃ والرضوان نے پیری مریدی اور خلافت کے حوالے سے جو اصول مرتب فرمائے ہیں ان کے مطابق جانچنے اور پرکھنے کے بعد ہی کسی کو خلافت سے نوازا جاتا ہے۔مرشد اعظم ہند حضور احسن العلما سید مصطفی حیدر حسن برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

یہ بزم عشق ہے یاں ظرف دل کی جانچ ہوتی ہے
یہاں پوشاک سے اندازۂ انساں نہیں ہوتا

آپ کو بہت سے سلاسل سے اجازت وخلافت حاصل تھی؛ لیکن آپ برکاتی نسبت پر فخر کرتے تھے اور اسی میں لوگوں کو داخل سلسلہ فرمایا کرتے تھے۔اس نسبت سے آپ کو اس جنون کی حد تک پیار تھا کہ اپنی تحریری اور تعمیری ساری خدمات کو برکت کے نام سے منسوب کیا کرتے تھے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں کسی چیز کو اس نسبت سے منسوب کرتا ہوں تو خود بخود اس میں غیب سے میری مدد ہونے لگتی ہے اور کام آسان ہو جاتا ہے۔

آپ کا شمار حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے ان ممتاز تلامذہ میں ہوتا ہے جنھوں نے علم وحکمت کا فیض بانٹنے کے علاوہ ان کے مشن کو بھی آگے بڑھایا۔جس طرح حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے مبارک پور اعظم گڑھ کی سرزمین پر ایک

ادارے کو مکتب سے ترقی دے کر الجامعۃ الاشرفیہ کی شکل میں ایک ایسے قلعے میں تبدیل فرما دیا، جہاں سے ہزاروں ایسے افراد تیار ہوئے اور ہوتے رہیں گے جنھوں نے دنیا بھر میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت اور ہر موڑ پر اہل سنت وجماعت کی حمایت ودفاع میں اپنا کلیدی کردار ادا کیا اور ان شاء اللہ قیامت تک ادا کرتے رہیں گے، اسی طرح حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ نے بھی جنک پور کی سرزمین پر ایک خستہ حال ادارے کو مکتب بہ نام اصلاح المسلمین سے ترقی دے کر الجامعۃ الحنفیۃ الغوثیۃ کی شکل میں تعلیم وتربیت کا ایک ایسا مرکز بنا دیا کہ وہاں سے سیکڑوں علمائے کرام نے علم وحکمت کا جام پیا اور آج ملک نیپال اور اطراف میں ہر طرف علم کے پیاسوں کو سیراب فرما رہے ہیں۔

اگر ایک عالم دین درس وتدریس، تصنیف وتالیف، فقہ وافتا، خطابت ومناظرہ یا مدارس ومکاتب کو بحسن وخوبی چلانے اور ترقی دینے کی صلاحیت وغیرہ میں سے کسی ایک یا دو فن میں بھی ماہر ہو جائے تو اس کی ظاہری کامیابی اور عزت وشہرت کے لیے کافی ہے، برسوں میں کوئی ایسا عالم پیدا ہوتا ہے جو ان تمام علوم وفنون میں یکساں مہارت رکھتا ہو اور مزید سونے پر سہاگا یہ کہ وہ پیر کامل، شیخ برحق اور متقی پرہیزگار بھی ہو، حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کے اندر یہ تمام خوبیاں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ آپ اخیر عمر تک درس وتدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ کی تدریسی خدمات کی وجہ سے نیپال اور بہار کے علاقے میں سیکڑوں قابل اور باصلاحیت علمائے کرام کی ایک جماعت تیار ہوگئی جو آج ہر طرف دینی تعلیم کے فروغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں لگی ہوئی ہے۔ آپ کی خصوصیت یہ تھی کہ آپ اپنے شاگردوں کو علم وعمل کا درس دینے کے ساتھ ساتھ ان کی بہترین عملی تربیت فرماتے اور انھیں مختلف علاقوں میں دینی خدمات انجام دینے کے لیے بھیج دیا کرتے تھے۔

آپ درس وتدریس کے علاوہ خالی اوقات میں فتاویٰ نویسی کی ذمہ داری نبھاتے اور لوگوں کے مسائل حل فرمایا کرتے تھے۔ ہند ونیپال کے مختلف علاقوں سے آپ کے پاس استفتا کی شکل میں ہزاروں سوالات پہنچتے جن کا آپ تشفی بخش جواب لکھ کر بھیجتے تھے۔ تقریبا دس حصوں میں آپ کے فتاویٰ ''فتاویٰ برکات'' کے نام سے موجود ہیں، جن میں سے چند کی اشاعت ابھی باقی ہے۔ فتاویٰ برکات کا مطالعہ کرنے سے معلوم پڑتا ہے کہ آپ صرف مفتی ہی نہیں بلکہ عظیم محقق اور مصلح بھی تھے اور آپ کو حضور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان سے جو سچی عقیدت اور محبت تھی وہ آپ کی تحریروں میں بھی غالب ہے کہ آپ کے اسلوب جواب اور طرز تحریر میں فتاویٰ رضویہ کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ کے فتاویٰ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ آپ کے مرشد اجازت اور افق برکاتیت کے ماہتاب منیر حضور احسن العلما سید مصطفی حیدر حسن علیہ الرحمۃ والرضوان نے ''فتاویٰ برکات'' کے ایک حصہ پر تقریظ تحریر فرمائی اور آپ کے جوابات پر مکمل اعتماد دکھاتے ہوئے اپنی خوشی کا اظہار فرمایا۔ اسی طرح حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں ازہری میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی ایک حصہ پر تقریظ تحریر فرمائی اور اپنے اعتماد کا اظہار فرمایا جو ''فتاویٰ برکات'' کی مقبولیت کے لیے کافی ہے۔ فتاویٰ برکات کے علاوہ بھی لوگوں کی اصلاح یا کسی مسئلے کی تحقیق کے لیے آپ نے بہت سی کتابیں اور چھوٹے چھوٹے رسالے اور مقالے تحریر فرمائے جن کی تعداد دو درجن ہے۔ آپ کے کئی عربی

مضامین عید میلاد کے موقع پر مصر کے رسالوں میں شائع ہوئے جو آپ کی تحریری خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آپ بہترین مناظر اور با اثر خطیب بھی تھے۔ باسوپٹی کا مناظرہ جس میں بڑے بڑے اکابر اہل سنت موجود تھے اور انھوں نے متفقہ طور پر آپ کو مناظر کی حیثیت سے مقرر فرمایا اور آپ نے بحسن وخوبی یہ عظیم ذمہ داری نبھائی اور فتح یاب ہو کر اہل سنت کا نام روشن کر دیا جس سے بہت سے بھٹکے ہوئے لوگ اہل سنت و جماعت کے دامن میں آگئے۔ آپ کی خطابت اور وعظ ونصیحت میں اللہ تعالیٰ نے وہ اثر رکھا تھا کہ لوگ آپ کی طرف خود بخود کھنچے چلے آتے تھے۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر واضح، سلیس اور آسان زبان میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی زبان شیریں اور آپ کے انداز میں اتار چڑھاؤ کا حسین امتزاج تھا۔ وقت ضرورت آواز اتنی بلند فرماتے کہ سب لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ لوگ دل بھر کے آپ کے چمکتے ہوئے بارعب چہرے کی طرف دیکھا کرتے تھے، آپ کی پیشانی سے خشیت الٰہی کا ایسا نور ٹپکتا تھا جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے۔ کثرت سے درود شریف اور کلمۂ طیبہ کا ورد فرماتے اور جب بھی محبوب، خدا، سرکار دو عالم ﷺ کا نام نامی آجاتا تو آپ کا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھتا تھا۔ آپ کی عادت کریمہ تھی کہ ہر محفل میں مسلک اعلیٰ حضرت پر ثابت قدم رہنے اور بزرگوں سے سچی محبت وعقیدت رکھنے کی تلقین فرماتے تھے۔

آپ نے جنک پور کے مرکزی ادارے کے علاوہ اپنے گاؤں لہنہ شریف میں تین منزلہ وسیع وعریض خانقاہ ’’خانقاہ برکات‘‘ کے نام سے تعمیر فرمائی جسے نیپال کی پہلی اور سب سے بڑی خانقاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ فی الوقت اس میں لڑکوں کی دینی تعلیم وتربیت کا ادارہ قیام وطعام کے انتظام کے ساتھ بحسن وخوبی چل رہا ہے۔ اسی کے بغل میں ’’شاہ برکات‘‘ کے نام سے ایک تین منزلہ بڑی جامع مسجد تعمیر فرمائی جو علاقے کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ بچیوں کی دینی تعلیم کے لیے ’’برکات الزہرا‘‘ کے نام سے ایک بہترین ادارہ قائم فرمایا جس میں قابل اور باصلاحیت معلمات کی نگرانی میں تقریباً ڈیڑھ سو بچیوں کی تعلیم وتربیت کا قیام و طعام کے ساتھ انتظام ہے۔ اس کے علاوہ نیپال اور ہندوستان میں اہل سنت و جماعت کے کئی ادارے قائم کروائے اور بہت سے مدارس ومکاتب اور مساجد کی سرپرستی فرمائی اور اپنے شاگردوں کی مدد سے پورے ملک میں مدارس ومکاتب کا ایک جال بچھا دیا، جن سے لوگ ان شاء اللہ ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔

یقیناً آپ کی پچپن سالہ انتھک کوششوں کا نتیجہ ہی ہے کہ آج جو ملک نیپال میں اہل سنت کی بہار ہے، مسلک اعلیٰ حضرت سے عوام کا رشتہ مضبوط ہے، اچھی تعداد میں قابل علمائے کرام موجود ہیں، لوگ اپنے بچے اور بچیوں کو دینی مدارس میں بھیج رہے ہیں، ہر طرف نبی پاک ﷺ اور اولیائے کرام کے ناموں سے محفلیں منعقد ہو رہی ہیں، بڑی بڑی کانفرنس ہو رہی ہے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ سلاسل حقہ سے جڑے ہوئے ہیں اور جڑتے جا رہے ہیں، خصوصاً اس علاقے میں سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ کا جو فروغ ہوا ہے اس کا سہرا آپ کے سر جاتا ہے۔

آپ شیخ کامل، مستجاب الدعوات اور باکرامت ولی تھے۔ آپ کا حلقۂ بیعت وارادت ملک نیپال اور ہندوستان کے مختلف صوبوں میں پھیلا ہوا ہے۔ بہار، یوپی، دہلی، راجستھان، گجرات، کرناٹک اور مہاشٹرا وغیرہ کے مختلف علاقوں میں لاکھوں کی

تعداد میں آپ کے چاہنے والے مریدین ومتوسلین موجود ہیں جو ہمیشہ آپ کی ایک جھلک پانے کے لیے بے قرار رہتے تھے۔آپ امیر وغریب ہر ایک کی دعوت خوشی خوشی قبول فرماتے، بلاضرورت آپ کبھی کسی کی دعوت رد نہیں فرماتے تھے۔آپ کی زبان اور دعا میں اللہ تعالیٰ نے وہ تاثیر دی تھی کہ آپ کی دعا کی برکت سے ہزاروں مخلوق خدا کی قسمتیں بدل گئیں اور انھیں بڑی سے بڑی پریشانیوں سے نجات مل گئی۔آپ کے پاس غیر مسلم حضرات بھی اپنی اپنی پریشانیاں اور حاجتیں لے کر آتے تھے اور اپنی مراد پاتے تھے۔وہ لوگ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے جملوں کو اپنی بیماریوں کا علاج اور کامیابی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے خاندان کا ایک ادنیٰ فرد ہونے کی حیثیت سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ گاؤں کے سارے لوگ آپ کی عزت اور آپ سے بے حد محبت کرتے تھے۔خاندان اور گاؤں والوں کی نگاہوں میں چاہے وہ آپ سے عمر میں بڑے ہوں یا چھوٹے آپ کا یہ مقام تھا کہ آپ کی باتوں کو دل سے تسلیم کرتے تھے۔خاندانی معاملات میں آپ کی رائے بھی فیصلے کی حیثیت رکھتی تھی۔آپسی جھگڑے ہوں یا سماجی معاملات آپ ہی کو فیصل بنانا پسند کرتے تھے۔شادی بیاہ کی تقریب ہو یا میلاد کی محفل اس میں آپ کی شرکت بابرکت سمجھتے تھے۔آپ سے محبت اور آپ کی مقبولیت ہی کی نشانی ہے کہ گاؤں کے اکثر لوگوں کی گردنوں میں آپ ہی کی نسبت سے برکاتی پٹا بندھا ہوا ہے اور بچے ہوں کہ جوان یا بوڑھے ان کے گلوں میں آپ کا دیا ہوا تعویذ لٹکا ہوا ہے۔

جب آپ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے تو صرف آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے لاکھوں لوگوں کا سیلاب امڈ گیا۔نیپال کی تاریخ میں کبھی اتنا بڑا مجمع اکٹھا نہیں ہوا۔جنازے کی نماز میں لوگوں کی کثرت دیکھ کر لوگ حیرت واستعجاب میں ڈوبے ہوئے تھے کہ آخر نیپال جیسی کفر کی سرزمین پر اتنے لوگ کہاں سے اکٹھا ہو گئے، جب کہ ابھی ہزاروں گاڑیاں ہندو نیپال کے کئی سرحدوں پر صرف جلدی جلدی Boarder crossing pass ایشو نہ ہو پانے کی وجہ سے کھڑی رہ گئی تھیں۔یہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے مقبول بارگاہ ہونے کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔

میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ میرے نانا جان حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان نے میری پیدائش سے اپنے آخری عمر تک میری سرپرستی فرمائی اور ہر موڑ پر رہنمائی کرتے رہے۔مجھے میرا نام دیا، بسم اللہ خوانی کروائی، حفظ قرآن کا آغاز کروایا، برکاتی نسبت سے نوازا، ابتدائی تعلیم سے لے کر فراغت تک ہمیشہ رہنمائی فرماتے رہے، تعلیم وتربیت کے متعلق ہمیشہ نصیحت فرماتے، علم کے ساتھ عمل کی تلقین فرماتے، اگر کوئی غلطی دیکھتے تو اس کی اصلاح فرماتے اور زمانہ طالب علمی میں جب بھی ملاقات کا شرف ملتا تو حفظ قرآن اور درسی کتابوں سے متعلق چند سوالات کر کے پڑھائی میں میری ترقی کا اندازہ لگاتے رہتے تھے، اگر جواب دیتا تو خوشی کا اظہار فرماتے اور اگر نہیں دے پاتا پھر بھی حوصلہ افزائی فرماتے اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔دستار فضیلت کے موقع میری ادنیٰ سی کامیابی دیکھ کر بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میں نے اپنے بعد نیپال کے کسی طالب علم کے بارے میں نہیں سنا کہ جامعہ اشرفیہ میں اس کی ایک نمبر سے دستار بندی ہوئی ہو، ماشاء اللہ میرے بعد ہوئی بھی ہے تو میرے نواسے کی ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ تمہارے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔آمین

حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کی یادیں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی ۔آپ کی تدریسی، تصنیفی، اصلاحی اور تعمیری خدمات ان شاء اللہ قیامت تک آپ کو زندہ رکھے گی اور ہمیشہ ان کا اجر وثواب آپ کو پہنچتا رہے گا اور آپ کے درجات بلند ہوتے رہیں گے۔آج اگر چہ آپ ہمارے درمیان موجودنہیں ہیں لیکن آپ کا چمکتا ہوا بارعب چہرہ، گلاب کی طرح کھلتا ہوا گندمی رخسار، نور ٹپکتی ہوئی سفید داڑھی، جھکی ہوئی سرگمی آنکھیں، مسکراتے ہوئے ہونٹ، سر پر سجا ہوا دلکش عمامہ، کپڑوں سے آنے والی عطر ریز خوشبو، آپ کی باوقار شخصیت، محافل ومجالس کی نصیحت آموز باتیں اور آپ کی ہر ادا ہماری نگاہوں میں گردش کرتی رہیں گی اور ہمیشہ محفوظ رہیں گی۔

میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے متعلق کیا تأثر لکھ سکتا ہوں نہ میں اس قابل ہوں اور نہ اس کا اہل، صرف اپنے نانا جان کے مشہور اور چہیتے خلیفہ حضرت مفتی عبد السلام برکاتی امجدی صاحب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یہ چند باتیں لکھ دی ہیں۔آپ ماشاء اللہ شروع سے ہی تحریری اور تصنیفی کاموں میں بہت متحرک رہے ہیں۔آپ ماشاء اللہ ایک جید عالم دین اور قابل مفتی ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل میں مزید ترقی عطا فرمائے۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی زندگی میں ہی آپ نے ان کی کئی کتابوں کی تحقیق وتنقیح اور ترتیب وتالیف کا فریضہ انجام دیا جس پر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ہمیشہ خوشی کا اظہار فرماتے تھے۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی زندگی میں بھی آپ نے ان کی حیات طیبہ پر ایک بہترین کتاب ’’تاجدار اہل سنت نیپال‘‘ کے نام سے لکھی جسے عوام وخواص سب نے سراہا اور اس پر خود مخدوم گرامی نے بھی پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔نانا جان کے اس دار فانی سے کوچ فرمانے کے بعد بھی آپ نے اپنے مرشد اجازت کی زندگی اور ان کی خدمات کو نئے سرے سے تحریری شکل دینے کا بیڑا اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ ان کے اس کاوش کو قبول فرمائے اور مقبول عوام وخواص بنائے اور دنیا وآخرت میں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ لہ وصحبہ واولیاء امتہ اکرم الصلاۃ والتسلیم۔

محمد عبد المصطفیٰ برکاتی مصباحی (نیپال)

ریسرچ ایسوسی ایٹ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ، یوپی

❁❁❁

شیر نیپال تاجدار علم وعمل

حضرت مولانا مفتی محمد اشرف رضا برکاتی صدر المدرسین جامعہ قادریہ رشیدیہ، جلیشور، مہوتری (نیپال)

بسمہ تعالیٰ

منبع علم وحکمت، مصدر فیض ورحمت، معدن رشد وہدایت، واقف اسرار شریعت وطریقت، غواص بحر معرفت، نباض قوم وملت، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت، مرشد برحق، حضرت علامہ الحاج الشاہ حافظ وقاری مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وارضاہ عنا علم وعمل کے اعتبار سے ملک نیپال میں جد العلما کی حیثیت رکھنے کے ساتھ بین الاقوامی شہرت کے حامل تھے۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کئی وجوہ سے ممتاز وفائق الاقران تھے۔تحقیق وتدقیق کے معاملے میں رازی زماں وغزالئی دوراں کا مقام آپ کو حاصل تھا۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت بیک وقت بے شمار، گوناگوں اور بے انتہا خوبیوں اور صلاحیتوں کی جامع تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کے عبقری عالم ،زبردست فقیہ ومحدث ،کثیر التلامذہ مدرس،ممتاز مفکر و داعی، بے نظیر مناظر، جامع کمالات مرشد اور بے باک متکلم تھے۔بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ والا صفات کے پیش نظر یہ کہنا بالکل حق بجانب ہوگا کہ آپ علم وعمل کے تاجدار تھے، زہد وتقویٰ کے شہسوار بھی، رشد وہدایت کے آبشار تھے،فکر ودانش کے بحر ذخار بھی، شریعت وطریقت کے رازدار تھے،صدق وصفا کے لالہ زار بھی، فصاحت وبلاغت کے روشن منار تھے تو حسن صورت و کمال سیرت کے شاہکار بھی۔ان تمام تر صفات جمیلہ اور خصائل محمودہ کے علاوہ آپ کے اندر ایک ایسا کمال تھا جس میں آپ فقید المثال شخصیت کی حیثیت رکھتے تھے اور وہ تھا آپ کا علمی رعب وجلال جس کی بنیاد پر بڑے بڑوں کو آپ سے سوال کرنے بلکہ ہر مکتب فکر کے ارباب عقل ودانش کو آپ کی بارگاہ میں لب کشائی کرنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔سائل پر آپ کا رعب علمی ایسا طاری ہوتا کہ نہ جانے کتنی مرتبہ پیچ وتاب کھاتا پھر کہیں ایک بار ہمت کر کے آگے بڑھتا اور جھجھکتے ،لرزتے ،کانپتے عرض گذار ہوتا۔ ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

❁❁❁

اوصاف وکمالات جیش ملت

مولانا محمد شہاب الدین حنفی سمردہی، مہوتری (نیپال)

لك الحمد یا اللہ والصلاۃ والسلام علیك وعلیٰ آلك یا رسول اللہ

اس وقت اگر پوری دنیا کا مذہبی طور پر جائزہ لیا جائے تو دنیا میں کئی مذاہب وادیان کے ماننے والے پائے جاتے ہیں، جیسے عیسائی مذہب، یہودی مذہب، جین مذہب، سکھ دھرم، بودھ دھرم، ہندوازم اور بھی کئی مذاہب وادیان اور ان کے پیروکار پائے جاتے ہیں۔مگر اس وقت ان تمام مذاہب وادیان میں فقط دین اسلام ہی وہ دین ہے جو آفاقی دین ہے، حق وصداقت کا پیکر دین اور یہی وہ واحد دین ہے جو انسان کو سیدھی راہ کی طرف بلاتا ہے اور اس کے ماننے والے کو جنت کی بشارت اور جہنم کی ہولناکیوں سے ڈراتا ہے۔خالق ارض وسما ارشاد فرماتا ہے: ان الدین عند اللہ الاسلام ۔بیشک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خیر البشر محمد عربی روحی فداہ ﷺ تک جتنے انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم جلوہ گر ہوئے تمام نفوس قدسیہ دین حق کی دعوت دیتے اور توحید کا جام پلاتے رہے۔سب نبیوں کے اخیر میں نبوت ورسالت کا تاج پرنور

سجائے ہوئے، دیوار نبوت کی آخری اینٹ بن کر، رب کے محبوب حضور پر نور محمد عربی ﷺ تشریف لائے اور پھر بعثت سے حیات ظاہری کے ہر حصہ ولمحہ تک دین اسلام کی، مذہب اسلام کی تعلیمات اور اللہ جل جلالہ کا پیغام اللہ کے بندوں کے تک پہنچاتے رہے۔ جس نے آپ کے پیغام کو قبول کیا سرخرو وبامراد ہوا اور جس نے انکار کیا ذلیل وخوار اور مستحق عذاب نار ہوا۔

زمانہ رسالت کے بعد دین اسلام کی سربلندی اور اس کی اشاعت کی اہم ذمہ داری صحابہ کرام، اولیاء عظام اور علماء ذوی الاحترام کے کندھوں پر آ گیا، اسی لیے اس امت کے علماء کو انبیاء کا وارث کہا جاتا ہے۔ اب دین کی ترویج واشاعت علماء صلحاء فقہاء انجام دے رہے ہیں اور یہ سلسلہ صبح قیامت تک چلتا رہے گا اور ان کی اعلیٰ کاوشوں، بے مثال کوششوں اور ان کی جگر کاویوں کے نتیجے میں دین اسلام کا آفاقی پیغام دنیا تک بانی اسلام محمد عربی ﷺ کے نائبین پہنچاتے رہیں گے۔

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے بعد قرن اول سے تا ایں آپ کی امت میں ایک سے بڑھ کر ایک علما، صلحا، فقہام اور دعاۃ ومبلغین پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے دور میں، اپنے اپنے عہد میں، اپنے اپنے ملک وعلاقہ میں، اپنے اپنے دائرہ میں، دورونزدیک، قریہ وشہر اور ملک وبیرون ملک مختلف ذرائع ووسائل تبلیغ کو اپنا اور اختیار کر کے اسلام کی عالمگیر تعلیمات کی اشاعت وتشہیر کی ہے۔ ان اولیائے ومبلغین امت محمدیہ کے مشن کو آگے بڑھانے والے علما تا قیامت اذن الٰہی سے پیدا ہوتے رہیں گے اور اس مبارک سلسلہ کو آگے بڑھاتے رہیں گے۔

بلاشبہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کے مبلغین ومفکرین، متصوفین ومتفقہین علماء میں ایک خوبصورت نام ملک نیپال کے ایک جید عالم دین، مفتی اسلام، فقیہ اعظم نیپال، رہبر راہ شریعت، پیر طریقت، محافظ کتاب وسنت، داعی کبیر، پیکر زہد وورع، سراپا خیر وہدایت، سالار قافلہ اہل سنت، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت، نیر افلاک علم وحکمت، آفتاب آسمان فقہ وافتا، سرمایہ افتخار اہل سنت، وقار مملکت، زینت بزم یاران صفا، پیکر صبر ورضا، عاشق خیر الوریٰ، دیوانہ یاسین وطٰہٰ، فدائے غوث الوریٰ، عکس دقت نظر ابوحنیفہ، جلوۂ صورت سید العلما، آئینہ جمال احسن العلما، دعائے حضور حافظ ملت، معتمد حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی رحمۃ اللہ تعالی کا بھی ہے، جن کی حیات کا ہر گوشہ پر نور، خدمات کا دائرہ وسیع، افکار بلندتر، کاوشیں قابل تقلید، شخصیت قابل رشک، ہستی بے نظیر، صورت مثل کہکشاں، سیرت شفاف، کردار لاجواب، سخن دلنواز، رفتار پر وقار، نظر باریک، باطل شکن، بارعب، بے باک، حق گو، حق نگر، جری، شجاع، لہجہ شیریں، لباس عالمانہ وصوفیانہ اور بھی بہت سی خوبیوں، اوصاف وکمالات اور محاسن حمیدہ سے لبریز آپ کی ذات تھی۔

آپ نیپال کے تمام علماء میں ہر وصف میں نمایاں نظر آتے ہیں، کثیر مدراس ومساجد کے بانی، کثیر التعداد شاگردوں کے استاد اور کثیر مریدوں کے پیر اور شیخ طریقت ہیں، جنہوں نے علم وحکمت کے ذریعہ بھی دین پھیلایا ہے اور بیعت وارادت کے ذریعہ بھی خلق خدا کو اسلام کے قریب کیا ہے۔ برائیوں سے روکا ہے، نیکیوں کی دعوت دی ہے، خیر کی طرف عوام اہل سنت کو بلایا ہے، شر سے بچایا ہے، عقائد کی حفاظت کی ہے، ایمان پر پہرہ دیا ہے، بدعقیدوں سے پنجہ آزمائی کی ہے، وہابیوں کو ناک تلے چنے

چھپوایا ہے، دیوبندیوں کو للکارا ہے، سنیت کو بچایا ہے، اپنی صدارت وسرپرستی میں دینی جلسے کروا کر دینی بیداری پیدا کی ہے، پرچم اسلام کو لہرایا، مسلک اعلیٰ حضرت کا جھنڈا لہرایا اور ملک نیپال کا سر دنیا بھر میں اونچا اور نام روشن کیا ہے۔

علما وائمہ کی قیادت کی ہے، فقہا کی جماعت پیدا کی ہے، آسمان علوم وفنون میں مصنفین، مفکرین، مدبرین، مبلغین، مدرسین اور ائمہ جیسے ایسے کہکشاں لگائے ہیں، جن کی روشنی سے افق نیپال کے ساتھ ہندوستان کا گوشہ بھی ضیا بار ہے، اسلام کے گلشن میں ایسے علمی پودے لگائے جن کے گلہائے رنگا رنگ سے ملک نیپال کی سنیت مشکبار ہے۔

نیپال کے اندر آپ کی ذات فقط وہ ذات ہے جن کی شہرت وبلندی کا ڈنکا اکناف عالم میں بجتا ہے، تبحر علمی کے چرچے ہیں، فقہی بصارت کا آوازہ ہے، وطن وملت کو علما جیسے تحفوں سے نوازا ہے اور امت مسلمہ کی زلفوں کو سنوارا ہے۔ آپ نے متعدد ملکوں کا دین کی اشاعت وتبلیغ اور افکار اہل سنت کی توسیع کے لئے سفر کیا۔ بلاشبہ آپ ہر جہت سے اپنی مثال آپ تھے، نہ باریک بینی کا جواب، نہ دوراندیشی کا جواب، نہ تقویٰ شعاری کا جواب اور نہ عبادت گذاری کا جواب۔ زمین پر رہے تو دین کے لئے سفر کرتے رہے اور جب دنیا سے پردہ کئے تو دربار مصطفیٰ ﷺ سے سیدھا بارگاہ خداوندی کا سفر کرتے ہوئے گئے۔

جو پی لے زندگی میں ایک پیمانہ محمد کا
رہے وہ عمر بھر واللہ مستانہ محمد کا

آپ کے وجود سے چمن اسلام گل گلزار تھا، باغ اہل سنت سرسبز وشاداب تھا، گلشن سنیت کا ہر پھول تروتازہ اور مہکتا ہوا محسوس کیا جا رہا تھا، جب کہ آپ کی رحلت سے پھول کمہلا گئے، باغ ویران ہو گئے، عقیدت مندوں کے دلوں کی کلیاں مرجھا گئیں، آفاق میں سوگ وغم کے بادل چھا گئے، عالم اسلام نمدیدہ ہو گیا۔ ؎

رہنے کو سدا دہر میں آتا نہیں کوئی
تم جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی
بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

مگر پھر بھی ہر چیز میں آپ کی یادوں کے جلوے ہر چہار جانب نور بکھیر رہے ہیں، وہ عمارتیں آپ کے زندہ وجاوید ہونے کا نعرہ لگا رہی ہیں جن کی تعمیر وتاسیس میں آپ نے خون پسینے بہائے ہیں، ان مساجد کے گنبد ومینار گواہی دے رہے ہیں جو آپ کی محنتوں سے فلک سے باتیں کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں، ان مدارس کی در ودیوار آپ کے گن گا رہے ہیں جن کی اینٹ، گاڑے، ریت، پتھر اور ان کے ہر حصہ میں آپ کی محنت وخلوص کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔ ؎

یہ کس کا چہرہ دمکتا ہے میری آنکھوں میں
یہ کس کی یاد مجھے کہکشاں سے آتی ہے

گل غنچے آفتاب شفق چاند کہکشاں
ایسی کوئی بھی چیز نہیں جس میں تو نہ ہو

آپ کی رحلت سے یقینا قوم وملت کا مسلک اعلی حضرت کا بڑا نقصان ہوا جس کی تلافی ناممکن ہے، نیپال کا یہ شیر جن کو دنیا شیر نیپال سے جانتی ہے 2019 کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور ہزاروں قلبوں کو دھڑکتا چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے خالق حقیقی سے جاملا، آپ کی رحلت سے پورا نیپال اور اکناف عالم جہاں جہاں آپ کی رحلت کی خبر بجلی کی مانند کوندتی ہوئی پہنچی ہر جگہ غم واندوہ کی لہر دوڑ گئی، سناٹا چھا گیا، چہرے افسردہ ہو گئے، دل رنجور ہو گئے اور آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے جنازہ میں شرکت کے لئے عقیدت مندوں کا سیلاب اُمڈنے لگا، ان چاہنے والوں میں ایک میں بھی تھا جسے شرکت کی سعادت اور آپ کے رخ روشن کی زیارت کا بھی شرف حاصل ہوا۔ میری ان آنکھوں نے دیکھا کہ تاحد نگاہ انسانی سروں کا سمندر تھا، اتنی کثرت میں لوگ جنازے میں شریک ہوئے کہ جن کا شمار کرنا مشکل تھا۔

اللہ تعالیٰ حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تربت انور پر رحمت وانوار کی بارش شب وروز فرمائے اور آپ کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور آپ کے فیوض وبرکات کو عام کرے۔

اب جس طرف سے چاہے گزر جائے کارواں
ویرانیاں تو سب مرے دل میں اتر گئیں

طالب دعاء:
شہاب الدین حنفی سمردہی
نائب مہتمم جامعہ سیدہ فاطمہ للبنات، جلیشور ضلع مہوتری (نیپال)
مقیم حال الدولۃ السعودیہ حجاز مقدس

❁❁❁

حضور شیر نیپال کی خدمات سے ہندو نیپال مالا مال ہیں

از: حضرت مولانا مفتی کہف الوریٰ مصباحی صاحب (نیپال گنج)

ملک نیپال کا مشرقی علاقہ علوم ومعارف سے نسبت رکھنے والی شخصیات کی وجہ سے بڑی شہرت کا حامل ہے۔ وہاں کی عباقر شخصیات میں سرفہرست صاحب فضائل کثیرہ حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی جیش محمد قادری برکاتی رحمہ اللہ کی ذات بابرکات ہے۔

آپ کی شخصیت بڑی موثر اور بافیض تھی۔ جس طرح آپ کے حسن اخلاق سے متاثر ہوکر لوگ آپ کے کردار وعمل کو مشعل راہ بنا کر منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہوتے رہے ہیں یوں ہی آپ کی تصنیفات وتالیفات، فتاویٰ اور تقاریر سے بھی استفادہ کر کے اپنے عقائد واعمال کی اصلاح کرتے رہے ہیں۔

حضور شیر نیپال نے اپنی پوری زندگی دین مصطفیٰ کی تبلیغ میں صرف کردی، یہی وجہ ہے کہ ملک نیپال کے مشرقی علاقے میں علما کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔ آپ کی شان یہ تھی کہ لوگوں کے پاس جا جا کر بچوں کی تعلیم کی تلقین کرتے۔ معاشی تنگی سے پریشان لوگوں کا سہارا بنتے۔ اور بہت سے افراد کو تو آپ نے پکڑ پکڑ تحصیل علم دین کے راستے پر گامزن فرمایا ہے۔

آپ کے اس جہد مسلسل کو استاذ مکرم خیر الاذکیا، مصدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی یوں بیان فرماتے ہیں:

''موصوف اپنی فراغت کے بعد ہی سے سرزمین نیپال پر دین وسنیت کی اشاعت میں سرگرم رہے۔ ان کی کوششوں سے نیپال میں اچھے علما کی ایک ٹیم تیار ہوگئی''۔ (شیر نیپال قضاوافتا اور گفتار وکردار کے آئینے میں ص ۵)

آپ کی ذات دعوت وتبلیغ کے اسرار ورموز سے بھرپور واقف تھی۔ دوراندیشی اور مردم شناسی میں آپ کو کمال کی مہارت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے داعیانہ کردار کا عکس جمیل نیپال کے صرف مشرقی خطے ہی میں نہیں بلکہ اس کی رنگ برنگی کرنوں سے نیپال کا مغربی خطہ بھی پرنور اور روشن نظر آرہا ہے۔

اس کی مختصر روداد یہ ہے کہ نیپال کے مغربی علاقے میں واقع شہر نیپال گنج میں بدمذہبوں کا رعب ودبدبہ بڑھنے لگا، سنیت کمزور ہونے لگی تو یہاں کے سنی حضرات نے حضرت شیر نیپال سے اپنی حالت زار بیان کی اور کسی تجربہ کار ذی استعداد اور مدبر عالم کا مطالبہ کیا، چنانچہ آپ نے مجاہد سنیت، فاتح نیپال گنج حضرت مولانا عبدالجبار منظری صاحب قبلہ حفظہ اللہ کو اس عظیم الشان کام کے لئے منتخب فرمایا۔

منظری صاحب کی آمد ہوئی تو بالکل دین متین کا کام اسی انداز میں ہوا جس طرح حضور شیر نیپال کی امید تھی۔ اور آج اسی

مردقلندر کے فرستادہ مدبر و مفکر کی قربانیوں کا یہ ثمرہ ہے کہ ہر طرف سنیت کا پرچم لہرا رہا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

افسوس کہ قوم وملت کا یہ عظیم مصلح ۲۸ / ۳ / ۱۴۴۱ھ، مطابق ۲۶ / نومبر ۲۰۱۹ء کو ہم سب کو داغ مفارقت دے گیا۔ تاہم قدرشناس افراد کل بھی آپ کے محاسن بیان کرتے تھے اور آج بھی بیان کررہے ہیں۔ آپ کی بہت ساری خوبیاں محب گرامی قدر حضرت مولانا مفتی محمد عبدالسلام امجدی زید علمہ کی تالیف لطیف ''معارف حضور شیر نیپال'' میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ ؎

معطر ہے اسی کوچے کی صورت اپنا صحرا بھی
کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے خوشبو کہاں تک پہنچی

محمد کہف الوریٰ مصباحی
فاؤنڈر روڈائریکٹر
الحفصہ گرلس اسکول
ڈ دوا ۲ جعفر پوروہ، بانکے، (نیپال)
۴ / ۶ / ۱۴۴۵ھ، ۱۸ / ۱۲ / ۲۰۲۳ء

❁❁❁

نوازشات ونگاہ حضور شیر نیپال:

از: حضرت مولانا ثاقب القادری مصباحی صاحب (بنارس)

حامدا ومصلیا

مہرباں سیکڑوں نہروں پہ سمندر تنہا — اپنے اوصاف میں تھا مست قلندر تنہا
نام بھی جیشِ محمد تھا، عدو پر تھے عذاب — اور نظر آتے تھے میدان میں لشکر تنہا
ان کی ہر سانس تھی مسلک کی محافظ ثاقب — حملہ آور تھے وہ اغیار پہ ڈٹ کر تنہا

حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کا مبارک نام آتے ہی علوم وفنون اور شریعت وطریقت کی جگمگاہٹیں محسوس ہونے لگتی ہیں۔۔۔ آپ کی علمی وجاہت ولیاقت اور فقہی بصیرت وممارست کی ساری دنیائے سنّیت معترف ہے۔ شخصیت بھی اتنی پاکیزہ و پُر کشش کہ آپ کو دیکھنے کے بعد اللہ و رسول اور اسلاف کی یاد آنے لگتی، احساسات میں ایک مذہبی ہلچل پیدا ہوتی اور دل و دماغ پر نور وسرور چھا جاتا تھا۔۔۔ مادرِ علمی جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے سن بانوے ۹۲ء میں میری فراغت ہوئی اور پہلی بار روضہ گڑھی

کے ایک عظیم جلسے میں شرکت کے لیے حکم فرمایا اور درجنوں علماء، خطبا کی موجودگی میں میری نقابت ونعت خوانی کی تعریف فرمائی ---- چند مہینے بعد اپنی پہلی تصنیف (اسلام وسنیت کے لئے عصر حاضر کا چیلنج اور اس کا مقابلہ) لے کر جنکپور حاضرِ خدمت ہوا، آپ نے اپنا مبارک اور قیمتی وقت عطا کر کے اصلاح وترمیم کی نظر فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔ فالحمدللہ علی ذالک

1۔ حضور شیرِ نیپال رحمہ اللہ نے جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے فراغت کے کچھ ہی عرصہ بعد فقیر کو بعض علماء کی طلب پر شیر پور سٹی ضلع دھولیہ مہاراشٹرا کے جامعہ حنفیہ غوثیہ کے لیے صدر المدرسین اور مفتیِ شہر کی حیثیت سے بھیجا، جبکہ ابھی ابھی فارغ ہوا تھا اور ٹھیک سے چہرے پر ریش بھی نمودار نہ ہوے تھے۔ لطف یہ کہ وہاں کے جاہل ذمہ داران نے پہلے اس منصب پر قبول کرنے سے انکار کیا، بعدہ بھیجنے والی شخصیت کو مدّنظر رکھتے ہوئے درجنوں سوالات سے اشنان کروا کر منظوری دی۔

2۔ آپ کی نوازشات یوں تو کئی جلسوں اور سفروں میں رہیں۔ ایک بار کولکا تا کے جلسے سے فارغ ہوکر کورومنڈل اکسپریس سے حضرت کے ہمراہ شہر مدراس (چنئی) کے جلسے کے لیے روانہ ہوئے اور طویل سفر وحضر کی برکتوں سے خوب شرفیابی ہوئی۔ اس سفر میں حضرت علامہ ابوالحقانی اور صوفی عبدالرحمن علیہما الرحمہ بھی تھے۔

3۔ 2008 میں میری سیدانی ماں کا جلسہِ چہلم بھی آپ ہی کی سرپرستی میں منعقد ہوا گو کہ میری ہر چند کوشش کے باوجود آپ اس تاریخی جلسہِ سیّدانی میں جلوہ افروز نہ ہو سکے ---- کچھ ہی عرصہ بعد بنارس میں تشریف آوری ہوئی۔ میرے اظہار تاسّف پر فرمانے لگے کہ آپ کے لوکہا سے کچھ لوگوں کے لگا تار فون وغیرہ کے آنے سے اتنی مزاحمت پیش آئی کہ طبیعت بوجھل ہو گئی۔ میں نے عرض کی حضور! کیا میری ماں سیدانی نہ تھیں۔؟ فرمایا کیوں نہیں، ایک دن جب حسد کا پردہ ہٹے گا تو یہ لوگ بھی اعتراف کریں گے۔ اللہ اکبر واعظم

برکاتی وظیفہ:

حضور شیر نیپال جنکپور تشریف لیجا رہے تھے بنارس اسٹیشن پر ٹرین آنے میں کچھ تاخیر تھی، میں نے ایک الجھن کا حل طلب کرلیا عرض کی حضور! قریب ہی کالونی علاقے میں پلاٹنگ ہوئی ہے مالکانِ زمین اپنا اپنا گھر بنا رہے ہیں، میں نے بھی ایک قیمتی پلاٹ خرید کر مدرستہ النور جاری کر دیا ہے۔ یہاں لوگ اب کالونی کا نام تجویز کر رہے ہیں، میں نے بھی ایک نام پیش کیا ہے "نور کالونی"، مگر قبول نہیں کر پارہے ہیں۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے ایک وظیفہ عنایت فرمایا میں صبح وشام ان سبھی کا تصور کر کے پڑھنے لگ گیا۔ اگلے ہی ہفتے آخری میٹنگ ہوئی سبھی گریجویٹ ڈاکٹرس، انجینئرس تھے، مجھ سے پوچھا گیا کہ حضرت نوری کالونی پر ہی فوکس کیوں ہے؟ ایسا تو نہیں کہ گھر خاندان میں کوئی بچی اس نام کی ہے؟

وظیفے ہی کی برکت تھی کہ ذہن میں ایک نوری اور مسکت جواب آ گیا۔ میں نے کہا آپ مکمل تحقیق کرلیں میرے گھر یا گھرانے میں اس نام کی کوئی خاتون یا بچی نہیں ملے گی۔

البتہ قرآنِ پاک میں ہے اللہ نور السمٰوات والارض، اللہ نور ہے۔ یعنی سچے دل سے اس کے سبھی ماننے والے نوری ہیں۔

سبحان اللہ! ایسا کرم ہوا کہ سبھی کھل اٹھے اور نوری کالونی نامزد اور رجسٹرڈ کر لیا گیا۔ آج بھی یہاں مدرسہ گلی میں بدعقیدوں کے دروازوں پر Noori colony مکتوبہ پتھر لگے ہوئے ہیں، اللہ اکبر

روحانیت ونگاہ ولایت:

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ روحانیت کے کس مقام پر فائز تھے، پریشانی کے وقت کس مشکل کے حل کے لئے کونسی روحانی دوا چاہئے اس نسخہ کی تشخیص میں آپ روحانی طور پر مہارت رکھتے تھے اور آپ پر یہ مشائخ مارہرہ شریف کا روحانی اور برکاتی فیضان تھا۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے مجھ فقیر کے اچھے تعلقات تھے، آپ کی کرم فرمائیوں کی برسات گاہے گاہے ہوتی رہتی تھی، آپ کی شخصیت سے میں کافی متاثر تھا، آپ کی حوصلہ افزائی کے انداز بھی نرالے تھے، خدمات دینیہ پر کلمات خیر وحوصلہ بخش سے ہمت بڑھاتے اور دعاؤں سے بھی نوازتے تھے۔ حضور شیرِ نیپال علیہ الرحمہ سے بڑھتی ہوئی قربت وعنایت اور جلسوں میں وسعت ومقبولیت کو دیکھ کر حاسدوں کی ایک ٹیم بھی وجود میں آ گئی باوجود اس کے میرے دل میں میرے اساتذہ ومشائخ سے بھی بڑھ کر آپ کی قدر ومنزلت رہی۔

آپ اہل سنت کے ایک عظیم روحانی پیشوا تھے، ولایت کے مقام پر فائز تھے، نگاہ ودل کاشف احوال تھے، اہل سنت کے بیش بہا سرمایہ اور عاشق شفیع روز شمار تھے۔ دارالافتا کی زینت، فقہی مجالس کے چراغ، بزم تصوف کے مصباح منیر اور اسلام وسنیت کے داعی کبیر تھے۔

اللہ رب العزت نے اہل سنت کے اس عظیم وجلیل القدر محسن کو بے پناہ خوبیوں، کمالات، تجربات، مشاہدات اور عالی تخیلات سے نوازا تھا۔ بلاشبہ آپ انسانی خوبیوں کا ایک نہایت خوبصورت مرقع تھے۔ آپ کی شخصیت اس قدر باوقار و بارعب، پرکشش اور دلآویز تھی کہ اس کا لطف وہی لوگ اچھی طرح محسوس اور بیان کر سکتے ہیں جنہیں ان کو قریب سے دید کا شرف حاصل ہوا ہے، ان کی علمی مجالس ومحافل میں کلمات شیریں اور سخنِ دلنواز کی چاشنی کی سعادت ملی ہو۔ میں نے جب بھی آپ کو دیکھا چہرے پر ہشاشت وبشاشت کے آثار دیکھے، پیشانی کی چمک دیکھی، رخ پرنور دیکھا، سیرت اسلاف کا آئینہ دار دیکھا اور مشکبار ومتبسم دیکھا۔

یوں تو ہندو نیپال میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت اور سنیت کی پاسبانی کے لئے جو مساعی جمیلہ کی ہیں ان کا احاطہ مشکل ہے، بطور خاص ملک نیپال اور بہار کے قریبی اضلاع میں اس زاویہ سے جو خدمات وکارنامے انجام دئے ہیں آج بھی ان کی جھنکار محسوس کی جاتی ہے اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں ان خدمات کی گونج رہتی دنیا تک محسوس کی جائے گی اور موجودہ وآنے والی نسلوں کے مشام قلوب کو مشکبار کرتے رہیں گی۔ اللہ تبارک وتعالی آپ کی تربتِ پاک کو منور رکھے اور برکتیں عام فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم۔

ثاقب القادری مصباحی
بانی وناظم
مدرسۃ النور،نوری کالونی، بنارس، یوپی (انڈیا)

❁❁❁

حضور شیر نیپال نشان منزل مقصود

از: حضرت مولانا محمد قلب حسین مصباحی، سندر پور، سرلاہی (نیپال)

یہ دنیا ایک مسافر خانہ اور زندگی راہ سفر ہے، جسے طے کر کے ہر انسان گزر جاتا ہے،لیکن قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جو اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے نشان راہ چھوڑ جاتے ہیں،جس سے مسافرین منزل مقصود تک راہ پاتے ہیں اور یوں تا قیامت راہ حق کے مسافروں کے دل میں زندہ وتابندہ رہتے ہیں۔ماضی قریب کے انہیں بزرگ شخصیات میں ایک بڑا نام حضرت مفتی اعظم نیپال علامہ جیش محمد صدیقی برکاتی شیر نیپال علیہ الرحمہ والرضوان کا ہے۔بلاشبہ ان کے نقوش پا مسلمانان عالم خصوصا مسلمان نیپال کے لیے نشان منزل ہدایت ہے،جنہوں نے اس مختصر زندگی میں اپنے علم وعمل،تقویٰ اور تصلب فی الدین کے وہ نشانات چھوڑ گئے کہ رہتی دنیا تک جن کی مثالیں دی جائیں گی۔ نیپال کے ان دور دراز پہاڑی علاقوں میں دین وسنت کے پیغامات کی تبلیغ، جہاں کے پر پیچ وادیوں کا سفر اس ترقی اور سہولت یافتہ دور میں بھی خطرے سے محفوظ نہیں، درجنوں مدرسے اور مساجد کی تعمیر، ہزاروں علما اور قائدین ملت کی تعلیم وتربیت اور بے شمار خدمات ہیں جس کے لئے ہمیشہ مسلمانوں کے دلوں میں زندہ رہیں گے۔

قابل مبارکباد ہیں حضرت مفتی عبد السلام برکاتی صاحب جو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے گوشہ حیات کو تحریر میں محفوظ کر کے نسل نو کے لیے ایک دستاویز فراہم کر رہے ہیں۔اللہ پاک ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور ہمیں دین وسنت کے لئے ان کے جیسا حوصلہ اور جذبہ عطا فرمائے۔

قلب حسین رضوی مصباحی
سندر پور، سرلاہی نیپال

❁❁❁

شیر نیپال تقویٰ میں بے مثال

حضرت مولانا محمد علاء الدین برکاتی مصباحی، بہوارروا (نیپال)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان بلاشبہ اپنے وقت کے ولی کامل، فقیہ بے بدل، عابد شب زندہ دار، صوفی باشرع اور گونا گوں اوصاف وکمالات کے جامع تھے۔ تقویٰ وطہارت اور پاکیزگی وتصلب فی الدین اور استقامت علی الشریعہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ میں نے آپ کے ادارہ میں پڑھا ہے، آپ کے ساتھ سفر وحضر میں رہنے اور خدمت گذاری کا شرف حاصل ہوا ہے اور بہت قریب سے آپ کی کتاب حیات کے تابندہ اوراق کو پڑھنے کا فخر حاصل ہوا اور محسوس کیا کہ آپ کی کتاب زیست کا ہر صفحہ شریعت وطریقت کے نور سے روشن وتابناک اور آفتاب وماہتاب کی مانند ضوفشاں ہے۔

تقویٰ میں آپ بے مثال، علم وفن میں آپ بے مثال، زہد وورع میں بے نظیر، دعوت وتبلیغ میں لاجواب۔ اخلاق کے پیکر، علم وحکمت کے قلزوم، شریعت وطریقت کے جامع پیر روشن ضمیر، مشفق وناصح استاذ، افکار رضا کے ناشر، دین میں متصلب، بدعقیدوں کے لئے سیف مسلول، صاحب خصال، شیریں مقال، عقیدت مندوں کی آنکھوں کے پھول، حاسدوں کی نگاہوں میں چبھنے والے کانٹے، بے باک خطیب وداعی، اسلام کے بطل جلیل، اہل سنت کے سرمایہ افتخار، ملک وملت کے وقار اور قوم کے دلوں کے قرار تھے۔ بہت سی خوبیوں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا تھا اور بڑے اعزازات واکرامات سے نوزا تھا۔ فضل یزدانی کی بارشیں آپ کی ذات پر ہمہ وقت ہوا کرتی تھی، عنایات ربانی کے بادل برستے تھے، افکار عالیہ کے چشمے پھوٹتے تھے، حضور رحمت عالم ﷺ کی بارگاہ کے محبوب اور اولیائے کرام کے نور نظر اور سادات مارہرہ کے فیض یافتہ نوازش کردہ تھے۔ بریلی شریف کے نمائندہ اور مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے ترجمان تھے۔ اہل سنت کے لبوں کی مسکان اور بدعقیدوں کے لئے آفت جان تھے۔ خلوت میں بھی شریعت پر عامل پایا، جلوت میں بھی شریعت کا پاس ولحاظ کرتے دیکھا اور اہل علم کی تقریر وتحریر میں بھی آپ کی پرکشش وہمہ جہت شخصیت کے جلوے دیکھے۔

مخالفتوں کی تند بارشیں اور سخت ہواؤں کے جھونکے آئے اور چلے گئے مگر آپ اپنی جگہ مثل چٹان ڈٹے رہے اور سینہ سپر ہوکر مخالفین وحاسدین اور باطلوں کا مقابلہ کرتے رہے، مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم لہراتے رہے، صلح کلی مزاج کا علاج وآپریشن کرتے رہے، پھلواری افکار کا بائیکاٹ دلائل وبراہین کی روشنی میں کرتے رہے، رضوی وار سے ان کا سینہ زخمی کرتے رہے اور چاہنے والوں کو برکاتیت ورضویت کا جام پلاکر دیوانہ مستانہ بناتے رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تربت پر رحمت وانوار کا نزال فرمائے اور آپ کے درجات میں ترقیاں عطا فرماتا رہے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

حضور شیر نیپال ایک تاریخ ساز شخصیت

از: مولانا عبدالجبار علیمی نیپالی الجامعۃ الاسلامیہ میاں پاٹن پوکھرا (نیپال)

دنیا میں کسی کے لیے عزت واحترام کے نقطہ نظر سے یہ حوالہ نہایت اہمیت کا حامل ہوتا ہے کہ وہ مسلم شخص عزیز ہو۔کسی بڑے سیاسی گھرانے کا فرزند ہو۔کسی روحانی شخص کا نورنظر ہو۔کسی ممتاز ادیب یا خطیب کا جگر گوشہ ہو۔اس طرح کوئی بھی نسبت اس شخص کے لیے عزت ووقار کی دائمی سند کا درجہ رکھتی ہے۔دنیا بھر میں اس طرح کا کوئی بھی حوالہ لائق توجہ سمجھا جاتا ہے۔کم از کم ایک دونسلیں تو اس احساس سے معمور ہی رہتی ہیں۔اور کوئی بھی انہیں اس اعزازی استحقاق سے محروم نہیں کرسکتا۔بایں ہمہ اگر وہ شخص ان حوالوں کے ساتھ خود بھی کوئی روحانی، سیاسی، معاشرتی، علمی اور ادبی حیثیت کا حامل ہو تو یہ سونے پر سہاگے والی بات ہے۔اس پس منظر میں جب ہم حضوشیر نیپال علیہ الرحمہ کی تاریخ یا یوں کہئے کہ تاریخ ساز ہستی کا جائزہ لیتے ہیں تو ایک خوشگوار حیرت ہوتی ہے کہ حضور شیر نیپال اپنی دیگر خصوصیات کی طرح اس خصوصیت میں بھی انفرادی شان کے حامل نظر آتے ہیں۔ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ کیا کیا نسبتیں، کیسی کیسی عظمتیں آپ کے حصہ میں آئیں۔دیکھئے وہ کس کے خلیفہ ہیں اور ایک نسبت کی بزرگی دیکھنے کے لیے کوہ ہمالہ جیسا قد کاٹھ چاہیے۔

حضور شیر نیپال کی ذات تو وہ ذات تھی جن کو سرکاران مارہرہ نے اپنی خلافت واجازت سے نوازا اور جہان علم وفضل کا وہ درخشندہ ستارہ جسے دنیا فرزند اعلیٰ حضرت، سرسبز وشاداب باغ رضا کے گل شگفتہ، فکر رضا کے نیر تاباں، قاضئ القضاۃ فی الہند، فخر ازہر، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خان ازہری (نوراللہ مرقدہ) کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے آپ نے حضور شیر نیپال کو اپنی خلافت سے نوازا۔حضور شیر نیپال کی ذات وہ ذات تھی جنکی ہر ایک سانس میں خوشبوئے نبی بسی رہی، وہ ہر میدان میں فاتح و منصور رہے۔جن کی سیاست پر عبادت کا رنگ غالب رہا۔جن کی روحانیت ہدایت کا سرچشمہ نہر تھی اور جن کی طبیعت کا خمیر برہان وحجت سے اٹھایا گیا ہے۔جن کے ایثار نے ملت کا وقار بلند کیا اور امت کی شیرازۂ نیپال کے لیے اپنا سب کچھ قربان کردیا۔دیکھ رہے ہیں آپ کہ شیر نیپال کیسی کیسی عظیم نسبتوں اور شاندار حوالوں سے جڑے ہوئے ہیں۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے پوری زندگی ہند ونیپال میں خدمت دین کے حوالے سے جو کام کیا ہے اس کا ذکر کما حقہ ممکن نہیں ہے۔آج ملک نیپال میں جو سنیت قائم ہے وہ اسی عظیم قائد کی قربانیاں ہیں۔جس نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ ملک نیپال کے مسلمانوں کے لیے وقف کردیا تھا، جس کی دھمک سے آج بھی وہابیت کانپ رہی ہے، جس نے فیضان مارہرہ وبریلی کو ملک نیپال میں پوری زندگی تقسیم کرتا رہا، ملک نیپال کے پہاڑی علاقہ میں جو سنیت کا کام اس عظیم قائد نے کیا ہے اس کی مثال مستقبل قریب میں ملتی نظر نہیں آرہی ہے۔

مجھے یاد آرہا ہے وہ وقت جب میں عربی یونیورسٹی مرکز علم وفن جامعہ علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی میں زیر تعلیم تھا،اس وقت ہمارے استاذ محترم عمدۃ الفقہا عالم باعمل خلیفہ حضور تاج الشریعہ داماد حضور فقیہ ملت معتمد حضور محدث کبیر حضرت علامہ الحاج الشاہ تاج الفقہاء مفتی محمد اختر حسین علیمی قادری دامت برکاتہم القدسیہ صدر شعبہ افتاء جامعہ علیمیہ جمدا شاہی وقاضی شرع ضلع سنت کبیر نگر نے مجھ سے فرمایا کہ ''مفتی جیش محمد صاحب کو جانتے ہو؟ میں نے کہا حضور نام سے واقف ہوں لیکن مزید کچھ علم نہیں ہے۔آپ نے فرمایا ''ملک نیپال کے ایک عظیم مفکر، مدرس،محرر، مدبر، معلم، مفتی کا نام جیش محمد ہے۔اس وقت وہ ملک نیپال کے مفتی اعظم ہیں۔'' حضور تاج الفقہا نے فرمایا اس وقت ملک نیپال کے ہیرو ہیں، اللہ اکبر میں تو حیرت میں پڑ گیا کہ ہمارے حضور شیر نیپال کے بارے میں حضور تاج الفقہاء کا یہ ارشاد فرمانا کوئی معمولی شخصیت کے لیے نہیں ہوگا۔

لیکن اس طرح کے حوالے جہاں کسی کو بہت اونچا مقام دیتے ہیں وہاں اس کا نام گم ہوجانے کا مسئلہ بھی پیدا کردیتے ہیں ،حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بیشک ان حوالوں سے مقدس اور محترم پہچان کے حامل ہیں لیکن ساتھ ہی تاریخ میں ان کا اپنا ایک مستقل مقام اور معزز نام موجود ہے،عظمت وحرمت کی کہکشاں میں ممکن ہے کہ ایک آدھ ستارہ دب جائے ،رنگ ونکہت سے معمور گلستاں میں اندیشہ ہے کہ کچھ پھول اپنی بہار نہ دکھلا سکیں ،مگر برکاتی گلزار میں ہر ستارہ روشن اور اس گلزار میں ہر پھول پر بہار نظر آتا ہے۔

بڑی خانقاہ کا خلیفہ ہونا،اور عظیم فقیہ ہونا،جلیل القدر خانوادے کا فرد ہونا، پرشکوہ گھرانے کا چشم و چراغ ہونا یقیناً باعث سعادت ہوتا ہے۔لیکن کسی امتحان اور آزمائش سے کم نہیں ہوتا۔کیوں کہ بڑے باپ کی عزت کی لاج رکھنا،عظیم ماں کی آغوش کا حق ادا کرنا، پرشکوہ خاندان کی قدر وعزت کا پاس ولحاظ برقرار رکھنا،اور گھرانے کی شان وشوکت،سطوت وصولت کا تحفظ کرنا کوئی معمولی کام نہیں،ساتھ ہی الگ سے اپنی شناخت بنانا بہت ہی مشکل کام ہے۔حضور شیر نیپال کو اس حیثیت سے تو یہ خراج عقیدت و محبت حشر تک ملتا رہے گا کہ آپ سرکار مارہرہ کے نور نظر ہیں۔عشق وعرفان میں آپ جہاں ایک دبستاں نظر آتے ہیں وہیں حدیث میں امام نووی،عسقلانی ،وسیوطی کی یادیں تازہ کررہے ہیں۔فقہ میں حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کے جلالت علمی کا دریا اپنے اندر سموئے ہوئے نظر آتے ہیں۔الغرض معقولات ومنقولات کا وہ کون سا باب ہے جو آپ کے دسترس سے باہر ہوا اور فضلائے دہر اور علمائے عصر نے جس کا اعتراف نہ کیا ہو۔

آپ نے تشنگان علم وعرفان کے لیے درجنوں مدرسوں کو قائم فرمایا،آپ نے اپنی زندگی کا اکثر وبیشتر حصہ ملک نیپال کے پہاڑی مسلمانوں کے لیے وقف کررکھا تھا۔جہاں پر جہالت نے اپنے قدم جما رکھے تھے،آپ خدمت دین کے لیے ملک نیپال کے پہاڑی علاقے پر بالخصوص نظر عنایت فرماتے رہے۔جس کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی ۔یقینا حضور شیر نیپال کی ذات مسلمانان پہاڑ کے لیے ایک رحمت تھی جس نے اپنے علم وفضل کی بارش سے ہر طرف سرسبز وشادابی پھیلا رکھی تھی۔علم وعمل کے گہوارہ میں رہنے والوں کو سمجھانا بہت آسان ہے لیکن علم وعمل سے ناواقف افراد کو سمجھانا نہایت مشکل ہے،حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے فیضان مارہرہ وبریلی کو اہل پہاڑ اور ہند ونیپال پر خوب ساون بھادو کی طرح برسایا جس کی ہریالی سے آج ہر سنی صحیح العقیدہ کا ایمان وعقیدہ محفوظ ومامون ہے۔

خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت مولانا قاری فیروز احمد چمن برکاتی خطیب وامام سنی جامع مسجد گل چھینا دولے گوڈا ضلع تنہو نیپال سے جب میری پہلی ملاقات ہوئی تو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے حوالے سے برکاتی صاحب نے فرمایا ''حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ہمیشہ پہاڑی مسلمانوں کی فکر میں لگے رہتے تھے، جب کوئی پوکھرا دمولی، یا اور دیگر پہاڑی علاقہ سے حضور سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوتا تو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سب سے پہلے اس سے پہاڑی مسلمانوں کے حالات معلوم کرتے اور ہمیشہ اپنے خلفاء کو یہ تلقین کیا کرتے تھے کہ مدرسوں کو قائم کرو، اپنے اپنے علاقے میں دینی تعلیم کو فروغ دیا کرو، لوگوں کو بد مذہبوں کے کارنامے اوران کی گستاخیوں سے باخبر کرو، ہمیشہ مسلک رضا پر قائم ودائم رہو، آنے والی نسلوں کے دلوں کو عشق مصطفی ﷺ سے بھر دو، اپنی اپنی ذمہ داری کا خیال رکھا کرو۔''

حضور شیر نیپال کا اس ملک نیپال کے لئے کیا درد تھا اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے، آج حضور شیر نیپال کی عدم موجودگی کا احساس اس شخص سے پوچھو جس نے حضور شیر نیپال کو محبت کی نظر سے دیکھا ہو۔

آپ سے اکتساب فیض حاصل کرنے والوں میں عرشی خیال مفکرین بھی ہیں، کج کلاہ خطیب بھی، زہرہ نگار ادیب بھی، درسگاہوں کے فلک وقار مدرسین بھی، بالغ نظر مفتیان کرام بھی اور فلسفہ وعلم کلام کے ماہرین بھی۔ اور تصوف واخلاقیات کے رموز داں جیسے مفکرین آج بھی اپنے جواہر پارے بکھیر رہے ہیں۔ ایسی باکمال مرجع خلائق عوام وخواص کو شیر نیپال، محدث اعظم نیپال، مفتی اعظم نیپال کے القاب زریں سے یاد کیا جاتا ہے۔

دنیائے اسلام کی اس نابغہ روزگار شخصیت کے کارناموں پر مختلف جہات وحیثیات سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کی زندگی اور تحریر کا مطالعہ کیا جاتا ہے، تو آسمان فکر پر سیکڑوں نئے آفاق جلوہ گر نظر آتے ہیں۔ اخیر میں بس یہی دعاء گو ہوں کہ رب قدیر حضور شیر نیپال کے فیوض وبرکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

عبد الجبار علیمی نظامی نیپالی
خادم التدریس الجامعۃ الاسلامیہ میاں پاٹن پوکھرا

نیپال کے افق سے طلوع ہونے والا سورج کی ضیا پاشیاں

از قلم: حضرت مولانا مفتی محمد انظار عالم مصباحی نائب قاضی ضلع سرلاہی (نیپال)

جب عوام الناس کا ایمان وایقان متزلزل ہو رہا تھا، سنیت کی دیوار میں شگاف اور رخنے ڈالنے کی تحریک زور پر تھی، اہل سنت کے معمولات ونظریات میں بد دینیت کا زہر گھولنے کی سازشیں جاری تھیں، مسلمانوں کے ایمان واذعان کا مسئلہ بہت ہی اہم تھا، امت مسلمہ کی نگاہیں ایک ایسے عظیم قائد کی جستجو میں تھیں جن کے قلم کی ایک جنبش پر عقائد باطلہ کی تقمیع ہو سکے، جن کی آمد کی

برکتوں سے عشق وایماں کا ساگر موجوں کے تلاطم سے زیروزبر ہوسکے، مسلک اہلسنت کا غلغلہ بلند ہوسکے، جن کی ہدایت کا چراغ مشکوۃ ابد بن جائے، جن کے وجود مسعود کی تجلیوں سے دل جگمگا اٹھے، جو فلسفۂ اوہام، باطل تصورات اور فاسد خیالات کے اندھیروں میں مثل روشن ستارہ ہو۔

ہوا بھی کچھ ایسا ہی نیپال کے افق سے طلوع ہونے والا عظمتوں، رفعتوں کا آفتاب جن کی چشم عنایت اور نگاہ کرم کی گل کاریاں سے چمنستان رضویت کے پھول کھلنے لگے، جن کے فضل وکمال کی انفرادیت، نظروفکر کی اصابت، تبلیغ وارشاد کا منصب امامت، عظیم رہنما کی حیثیت سے مسلمانوں کی قیادت وہدایت اور مسلک اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے لئے ان کے دل کا جذبۂ ایثار واخلاص کو علمائے نیپال وہند بنگلہ دیش و پاکستان نے تسلیم کیا اور ناموس رسالت پر پہرہ دینے اور دیوبندیت ووہابیت کا قلع قمع کرنے کے اعتراف میں (شیر نیپال) کا خطاب دیا اور یہی نام عالم اسلام میں زبان زد ہے۔

میری معلومات وتحقیقات کے مطابق پورے نیپال میں سب سے زیادہ جس ہستی سے عوام وخواص متاثر تھے وہ خلیفہ حضور سید العلما حضرت حافظ وقاری الحاج الشاہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی ملقب بہ شیر نیپال، مفتی اعظم نیپال علیہ الرحمہ کی ذات ہے۔ زمانہ طالبعلمی کی وہ خوشگوار فضا فقیر کو یاد ہے جب دارالعلوم فیض الغرباء بھانڑسر میں زیر تعلیم تھا، مسجد کی تاسیس وبناء کے لئے مفتی اعظم نیپال حضرت مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب ہوا، خصوصی دعوت کے ذریعہ بارہا اصرار کیا گیا، ہر کوئی بے تاب وبے قرار تھا، لوگوں کے انتظار شوق کی آنچ تیز ہوتی جارہی تھی، ہر کسی کے دل میں علم ودانش کا یہ چراغ جل رہا تھا۔ جس دن آپ قدم رنجہ ہوئے سینکڑوں مشتاقان دیدار پھولوں کے گلدستے لیے کھڑے تھے، اہتمام شوق کی تشنگی بجھانے کے لئے راستہ میں چادریں بچھادی گئیں، علمی جاہ وجلال شاہی اور شان وشوکت کے ساتھ جلوہ بار ہوئے، گویا دیوانوں، عاشقوں کے بازار میں ایک شمع فروزاں مسکرارہے ہوں اور یہ طلعت رخ زیبا کے تمام دلربا مناظر میرے دل کے تہ خانہ میں موجیں ماررہے تھے۔

واقعی آپ کی ذات بابرکات سے سینکڑوں گم گشتگان راہ کو رشد وہدایت کا وافر حصہ ملا، سینکڑوں پہاڑی غیر مسلموں کے اذہان وقلوب کو اسلام کی خوشبوؤں سے معطر فرما کر انھیں شرف تقدس بخشا، پہاڑ کی سنگلاخ وادیوں میں کتاب وسنیت کی تبلیغ کی، مسلک اعلیٰ حضرت کی عطر بیزیاں کیں اور وہاں کے مسلمانوں کے دلوں میں عشق نبوی کا چراغ روشن فرما کر ان کے ایمان وعقیدے کی حفاظت فرمائی۔

نیپال اور دیگر ممالک میں آپ کے بے شمار مریدین ومعتقدین رہتے ہیں، جن کے قلوب آپ کی تربیت وتدریب کی کارفرمائی کی بدولت دین وسنیت کے گلشن سے لہلہا اٹھے، ہزاروں شاگردوں کی اپنے خون جگر کی سرخیوں سے شجرکاری اور سینچائی کی جو دنیائے اسلام میں کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں، جن کشت ویراں کی آب پاشی سے متعدد مدارس ومساجد معرض وجود میں آئیں۔ ہزاروں سوالات کے جوابات دلائل لامعہ براہین قاطعہ سے مدلل ومزین مسائل متفقہ صحیحہ رجیحہ سے مرصع فرما کر دینی مسائل میں امت مسلمہ کی رہبری فرمائی۔ فتاویٰ برکات جیسی قلمی شاہکار آپ کی یادگار ہے، جس پر اکابر ومشائخ اہلسنت اور اجلہ مفتیان کرام کی تائیدات وتصدیقات، حوصلہ افزا تحسین وتبریک پر مشتمل تقریظات ثبت ہیں اور مختلف اہم عناوین وموضوعات پر درجنوں تصنیفات ومقالات آپ کی یادگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پورا نیپال حضور شیر نیپال کے فیضان سے سرسبز وشاداب رہے، ان کی خدمات اللہ کی بارگاہ میں شرف قبولیت کی سعادت سے بہرہ مند ہوں اوران کے توسل وتوسط سے ہماری مغفرت ہو۔

خاک پائے اولیاء: محمد انظار عالم مصباحی

نائب قاضی سرلاہی ورکن مسلم بورڈ نیپال

❁❁❁

حضرت شیر نیپال مفتی جیش محمد منفرد شخصیت

از: مولانا محمد فیضان رضا علیمی مدیر اعلی سہ ماہی پیام بصیرت (سیتامڑھی)

دین وشریعت کی حفاظت وصیانت اوراس کی نشر واشاعت کا فریضہ انجام دینا بڑی قسمت اور سعادت کی بات ہے۔ اس سلسلے میں قرب الٰہی پانے والے علما ومشائخ کی ذاتِ ستودہ صفات بڑی سعید ہے۔ اس دورِ قحط الرجال میں خود شریعت پر چلنا بڑا مشکل ہے لیکن ایک مرد قلندر نے نہ خود بلکہ ملک نیپال کے اکثر سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اپنے حسن تدبیر اوراعمالِ حسنہ کی بنیاد پر شریعت پر سختی سے کار بند رکھا اور اپنی حیاتِ زیست کا ہر لمحہ دین وشریعت کے تحفظ کے لیے وقف کر دیا۔ اس مردِ مجاہد نے عامل شریعت ہونے کے لیے کبھی بھی یہ نہ سوچا کہ کون موافقت کرے گا اور کون مخالفت، بس اس کے نزدیک حکمِ شریعت اور مرضیِ مولیٰ کس چیز میں ہے، وہ پیشِ نظر ہوتا اور فیصلہ صادر فرما دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ بہتوں پگڑی ودستار والے ان سے جدا ہوگئے اور بہتوں نے اذیت بھی پہنچائی۔ لیکن مردِ باہمت نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور نہ کوئی ملال کیا بلکہ اپنے مشن پر سختی سے کاربند رہا۔ اس مردِ قلندر کو دنیائے سنیت شیرِ نیپال، مفتیِ اعظم نیپال، مفکرِ اسلام، رہبر راہِ شریعت، پیر طریقت، عاملِ شریعت حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی قدس سرہ الغنی کے نام سے جانتی ہے۔

ملکِ نیپال میں آپ علیہ الرحمہ دین وشریعت پر عمل پیرا ہونے میں منفرد و بے مثال تھے، عصرِ حاضر میں دور دور تک آپ کا کوئی ثانی نہیں دکھتا۔ آپ کی ایک الگ پہچان تھی اور اپنی شناخت۔ چاند والے مسئلہ میں بارہا ایسا ہوا کہ نیپال میں بہتوں نے عید وبقرعید منالیا لیکن آپ تک اگر شرعی اصول وضوابط کے مطابق شہادت نہ پہنچی تو آپ اور آپ کے مریدین ومتوسلین نے عید نہیں منایا۔ یہ آپ کا کمال اور آپ کی انفرادیت تھی۔

از: محمد فیضان رضا علیمی

نائب صدر جماعت رضائے مصطفے سیتامڑھی بہار۔

❁❁❁

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ عالم اسلام کی ایک عبقری شخصیت

از: حضرت مفتی محمد نظام الدین مرکزی (سرلاہی نیپال)

افقہ الفقہاء، اکمل الفضلاء، فخر المحدثین، سلطان المناظرین، مفتی اعظم نیپال، شیخ الاسلام، پیر طریقت، عارف باللہ، حضرت علامہ حافظ وقاری، الحاج، الشاہ مفتی جیش محمد صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ لہنہ شریف جنکپور نیپال، جماعت اہلسنت کے ممتاز ترین صاحب علم وبصیرت، باقیات صالحات میں سے ایک ہیں، ذکاوت طبع، وتبحر علم، میں اپنی مثال آپ ہیں، درس وتدریس، وعظ ونصیحت، تبلیغ وارشاد، بالخصوص میدان فقہ وافتاء میں کامل درک رکھتے ہیں، الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے، فراغت کے فوراً بعد بخاری ومسلم شریف اور کتب تفاسیر کے دروس کے علاوہ، پوری زندگی کارافتا انجام دیتے رہیں، آپ ایک اچھے انشاء پرداز صاحب اسلوب ،سہ لسانی ادیب، ماہر زبان وبیان ہیں، آپ کی نثری خدمات آپ کے رشحات قلم سے لکھے گئے متعدد کتابوں پر مشتمل ہیں، جن میں فتاویٰ کی کتابوں کو خصوصی مقام حاصل ہے۔علاوہ ازیں آپ ایک متورع، شب زندہ دار، عالم کبیر، داعی اسلام، اور بہترین استاد، و مربی، بھی ہیں، آپ اپنے اساتذہ اور اکابر علما کی نگاہ میں ہمیشہ محبوب ومطلوب رہے ہیں۔

آپ کی مختصر سوانح یہ ہیں۔تاریخ ولادت، مورخہ 13 صفر المظفر ،1362ھ، مطابق 5 مارچ ،1943ء، جمعہ کی شب میں ہے، آپ نے کچھ سال علاقے میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد یادگار اعلیٰ حضرت، جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف تشریف لے گئے، وہاں اجلہ اور وقت کے نامور اساتذہ کرام سے جماعت سادسہ تک تعلیم حاصل کی، پھر وہاں سے باغ فردوس، الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور یوپی میں جلالت العلم ابوالفیض حضور سیدنا حافظ ملت علیہ الرحمہ کی سایہ عاطفت میں پناہ گزیں ہوئے اور یہیں سے آپ نے اپنی مابقیہ تعلیم پوری کی اور دستار علم وفضل سے نوازے گئے۔آپ خداداد ذہانت وفطانت کے مالک تھے، آپ کی ذہانت وفطانت، ذکاوت طبع، وتبحر علمی کا قائل آپ کے اساتذہ کرام بھی ہیں، چنانچہ آپ کی دستار بندی کے موقع پر ابوالفیض حضور سیدنا حافظ ملت علیہ الرحمہ نے آپ کی وسعت علمی، وذکاوت وحلاوت کو دیکھ کر تمام اجلہ علما ومشائخ کے سامنے یہ فرماتے ہوئے کہ آپ مقدمۃ الجیش ہیں پہلے آپ آگے آئیں،، آپ کے سر پہ دستار علم وفضل رکھا اور خوب دعائیں دی۔

آپ کے ایک استاد حضرت علامہ مفتی سید محمد عارف حسین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نانپارہ سابق شیخ الحدیث جامعہ منظر اسلام بریلی شریف، آپ کے تفقہ فی الفقہ اور عہد قضاء پہ روشنی ڈالتے ہوئے اس طرح گویا ہیں کہ ''یوں تو میں ذاتی طور پر قاضی نیپال سے واقف ہی نہیں، بلکہ ان کی علم، وحلم، اور ان کی بالغ النظری، کا بہت ہی قریب سے عارف ہوں، تاہم فتاویٰ برکات میں، آپ کے جس تبحر علمی کا ثبوت ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے''۔پھر کچھ یوں گویا ہوتے ہیں کہ: حضرت قاضی نیپال صرف منصب قضاء ہی کے اہل نہیں ہیں، بلکہ ملک نیپال و ہند میں امیر شریعت، و امیر کاروان اہل سنت ہیں، آپ نے بہت سے شرعی مسائل پر اپنی کوششیں صرف فرمائی ہیں، جنہیں آپ نے اچھوتے طرز استدلال سے اس قدر صاف اور واضح انداز میں علما کے سامنے رکھا کہ بالآخر علما کو نہ یہ کہ آپ کی تحقیق فقہی وکلامی استدلال کو ماننا ہی پڑا بلکہ یہ اعتراف بھی کرنا پڑا کہ، ہماری صف میں الحمدللہ، اب بھی ایسے حق گو، حق نگر، حق پسند، باشعور، تبحر علما میں سے ایک، مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی ثم رضوی بھی ہیں''۔

آپ کے علم وفضل ، جود ونوال ، جاہ وحشمت کا کا ہر کوئی معترف ہیں ، آپ ایک بے باک مبلغ وسچا داعی ، اور مسلک اہلسنت و جماعت المعروف مسلک اعلیٰ حضرت کا ایک سچا نقیب رہے ہیں ۔آپ نے کئی ایک مناظرے کئے ، رد بد مذھباں میں کتابیں اور فتاویٰ لکھے ۔آپ کی زندگی میں مسلک اعلیٰ حضرت سے یک سرمو بھی ہٹنے کا نام نہیں ، آپ نے للّٰہیت وخلوص کے ساتھ عالم اسلام بالخصوص اپنے ملک نیپال جیسی غیر اسلامی سلطنت میں مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت فرمائی ہے ۔ خاص کر ملک نیپال کے پہاڑی علاقے میں آپ نے گھر گھر مسلک اعلیٰ حضرت پہنچایا ہے ، آپ کی خدمات دینیہ اور باطنی خوبیوں کو دیکھ کر اکثر مشائخ کرام وبزرگانِ دین نے آپ کو اپنی خلافت واجازت سے نوازا ہے ، خصوصیت کے ساتھ حضور سید العلما ، آل رسول اولاد بتول حضرت علامہ الشاہ آل مصطفیٰ برکاتی صاحب علیہ الرحمہ ، مارہرہ مطہرہ شریف یوپی ، شہزاد حضور سید العلماء حضرت سیدنا سید نظمی میاں مارہروی علیہ الرحمہ ، حضور قاضی القضاۃ فی الھند ، سیدنا حضرت علامہ الشاہ ، مفتی محمد اختر رضا خان المعروف حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بریلی شریف اور مدینۃ المنورہ کی باسعادت حاضری کے ایام میں شہزادہ قطب مدینہ ، آل رسول ، حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی صاحب سے بھی آپ کو اجازت وخلافت حاصل ہوئی ہے ۔آپ کے مریدین ، ومتوسلین ، تلامذہ ، وخلفاء ، کی تعداد کثیر ہیں ، آپ ایک کثیر الجہات ، اور عالم اسلام کی عبقری شخصیت بزرگ ہیں ۔

آپ کا وصال مبارک مورخہ 28 ربیع النور شریف ، 1441ھ مطابق ، 26 نومبر 2019ء کو زیارت حرمین شریفین سے واپسی پر ممبئی کی سرزمین پر ہوئی ، آپ کی رحلت یاس کی خبر سن کر پورے نیپال وہند میں غم کی لہر دوڑ گئی ۔ ہندستان کے بڑے بڑے اداروں نے تعزیتی تحریریں جاری کی اور نیپالی میڈیا کے خبر کی مطابق سات لاکھ مسلمانوں نے لہنہ شریف میں آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی ، جس میں بڑے بڑے اجلہ علما ومشائخ بھی شامل تھے ۔ راقم الحروف نے بھی اس سعادت سے اپنے آپ کو مشرف کیا ، آپ کا مزار پرانوار ، آپ کے قائم کردہ ادارہ لہنہ شریف کے احاطہ میں واقع ہے ، جو مرکز تجلیات ، و معدن انوار کی حیثیت سے مرجع خواص وعوام ہے ۔

محمد نظام الدین قادری مرکزی

برہمپوری نوری محلہ سرلاہی (نیپال)

❁❁❁

شیر نیپال ہمہ گیر شخصیت

از : مفتی کلام الدین نعمانی ، مصباحی ، بنوٹا مہوتری (نیپال)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ رب العزت نے انسانوں کی رشد وہدایت کے لیے انبیاے کرام علیہم السلام کی مقدس جماعت کی تخلیق فرمائی ، اور انہیں وحی کی تائید کے ساتھ مبعوث فرمایا ، یہاں تک کہ نبی آخر الزماں ﷺ تشریف آوری ہوئی ۔آپ کے مقصد بعثت کی طرف قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ شاہد ہے : (یأمرھم بالمعروف وینھھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث) سرور کائنات محمد عربی روحی فداہ ﷺ کے بعد نبوت ورسالت کا سلسلہ منقطع ہوگیا ۔اب کسی طرح کا کوئی نبی

قیامت تک پیدا نہیں ہوسکتا۔ مگر تبلیغ دین متین اور اشاعت قرآن وسنت کی ضرورت کل بھی تھی اور آج بھی ہے، اسی لیے علماے کرام کو انبیا کا وارث بنا کر اس عظیم کام کی ذمہ داری ان کے سپرد کر دی گئی۔

رب قدیر ہر دور میں ایسے نابغۂ روزگار شخصیتوں کو پیدا فرماتا ہے جو اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر اور اپنی تحریر وتقریر اور تدریس وتوقیر کے ذریعہ دین میں پیدا شدہ خرابیوں کی اصلاح کرتی ہیں، سنتوں کو زندہ کرتی ہیں، بدعات کا استیصال کرتی ہیں اور منکرات پر قدغن لگاتی ہیں، ہمہ وقت تبلیغ دین متین اور اشاعت قرآن وحدیث میں مشغول رہتی ہیں، انھیں عظیم الشان اور یکتائے روزگار شخصیتوں میں ملک نیپال کی ایک عظیم شخصیت مفتی اعظم نیپال حضور شیر نیپال جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی بھی ہے۔

حضور شیر نیپال اپنی وقیع تحریرات ومعتبر تصنیفات، تبحر علمی اور فقہ فتاویٰ کے ذریعہ ملک وبیرون ملک کے گوشے گوشے میں عزت ووقار کے ساتھ جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ آپ اپنی حیات پاک میں مرجع فتاوی، مرکز علما اور عوام الناس کے لیے مصدر فیوض وبرکات تھے۔ آپ زہد وتقویٰ اور تصلب فی الدین کے پیکر تھے۔ جرأت وبے باکی، حق گوئی اور ہمت مردانہ آپ کے خاص اوصاف تھے۔ زمانہ شاہد ہے کہ کلمۂ حق کے برملا اعلان میں آپ نے حالات کی کبھی کوئی پرواہ نہیں کی۔ باطل پرستوں کے لیے آپ کی شخصیت شمشیر بے نیام تھی۔ آپ ہمیشہ اسلام اور اہل اسلام دونوں کو کامیاب وسرخرو دیکھنا چاہتے اور ہمیشہ اس کے لیے اپنا خون جگر جلایا کرتے تھے۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے بس یہی دھن رہتی کہ کس طرح مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی اصلاح ہو۔ گویا خدمت دین اور اصلاح مسلمین آپ کا اوڑھنا، بچھونا تھا۔ آپ حقیقۃً اپنے اسم مبارک کے مصداق علماے نیپال کے جیش تھے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے بے باک ترجمان تھے۔

آپ علیہ الرحمہ کی زیارت سے میں پہلی بار ساتھی محترم حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی (سرپلو، مہوتری) کے رسم جشن دستار فضیلت کے پروگرام کے موقع سے مشرف ہوا، خیر وخیریت اور گفت وشنید سے مستفیض ہوا تو واقعی میں جتنا سنا تھا اس سے کہیں زیادہ نورانی چہرہ، خوش اخلاق، شائستہ لب ولہجہ، نرم خو، سادگی پسند، فصاحت وبلاغت کے دھنی، میدان خطابت کے شہ سوار، علم وعرفان کے گوہر نایاب، فقہ وفتاوی کے آفتاب اور زہد وتقوی کے ماہتاب تھے۔

آپ علیہ الرحمہ کی دینی خدمات عوام وخواص پہ مکمل طور سے واضح اور ظاہر باہر ہیں، جو آپ نے دین متین کی تبلیغ واشاعت کے لیے انجام دی۔ (۱) تعمیری خدمات مثلاً: جامعہ حنفیہ کا قیام اور اس کا عروج وارتقا، خانقاہ برکات، جامعہ برکات النبی ان کے علاوہ اور بھی کئی مکاتب، مدارس اور مساجد کا قیام عمل میں آیا۔ (۲) تصنیفی خدمات: آپ کی تصنیفات وتالیفات کثیر تعداد میں موجود ہیں خاص طور سے ''فتاوی برکات، ۹ رحصے'' اہمیت کے حامل ہیں، اور حق تو یہ ہے کہ آپ کی تصنیفات وتالیفات میں وہ حقائق ودقائق ملتے ہیں کہ اس کی نظیر ملنا دشوار ہے۔ آپ کے اسلوب بیان اور طرز استدلال میں ایسی جاذبیت ہے جو قاری کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔

رب تعالی کی عنایت حضرت شیر نیپال
سرور دیں کی وراثت حضرت شیر نیپال

غوث اعظم کی کرامت حضرت شیر نیپال
بوحنیفہ کی فقاہت حضرت شیر نیپال

بول اٹھے یہ سارے علما علمی جوہر دیکھ کر
وارث علم نبوت حضرت شیر نیپال

آپ کا رتبہ بیاں نعمانی احقر کیا کریں
سارے ولیوں کی کرامت حضرت شیر نیپال

کلام الدین نعمانی مصباحی

❁❁❁

شیر نیپال شخص وعکس

از: مولانا محمد احسن رضا قادری باتھوی (سیتامڑھی، بہار)

شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد قادری برکاتی علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات اہل نیپال کے لئے سرمایۂ افتخار تھی، فضل ربانی اور عطاء مصطفوی تھی، خاندان برکات اور اعلیٰ حضرت کی بیش قیمت امانت تھی، أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کی عملی تفسیر تھی، احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے قابل تقلید تھی۔ جس کی تحریر میں کلک رضا کی جنبش جھلکتی تھی، جس کی تقریر میں فکر شیر بیشۂ اہل سنت کی دھاڑ تھی، جس کے فتاویٰ تحقیقات رضا سے معطر اور مرصع نظر آتے ذات غیر مبہم اور تقریر وتحریر بھی واضح۔ حیات ایسی کہ ظاہر اور باطن یکساں، موت ایسی کہ دوست اور دشمن بالکل عیاں۔ وفادار ہے، عقیدت مند ہے، شناسائی ہے تو کھل کر بول رہا ہے۔ دشمن ہے، حاسد ہے، معاند ہے تو کھلا ہوا ہے۔ ذات ہی ایسی تھی کہ بلا خوف وتردد بولتی تھی تو بولتی چلی جاتی اور لکھتی تھی تو لکھتی چلی جاتی۔ سمجھوتہ تو کیا لیکن کبھی مسلک ومذہب میں نہیں۔ حکم شرع جو ہے وہ سنا دیا اس کی زد میں امیر آئے یا غریب فرد آئے یا خانقاہ، ڈٹ گئے تو ڈٹ گئے اسی لئے تو شیر کہا جاتا ہے۔ ہاں وہی شیر نیپال جن کا انتقال پر ملال ''موت العالم موت العالم'' کی تفسیر پیش کر گیا، شیر تو سو گیا ہیبت ابھی باقی ہے۔ بول نیپال تیرے باغ میں کیا وہی گل کاری ہے؟ کسی شاعر کا شعر کس قدر سجتا ہے آپ کی شخصیت پر۔

اعلیٰ حضرت کا شیر سویا ہے
کر کے باطل کو زیر سویا ہے

نیاز مند

محمد احسن رضا قادری باتھوی

صدر مرکز اہل سنت مدرسہ نور الھدی پوکھریرا شریف

وسربراہ اعلی مدرسہ رحیمیہ اقبالیہ باتھ اصلی سیتامڑھی بہار

❁❁❁

دوسرا باب

حیات وخدمات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صل علی محمد
وعلی اٰل محمد کما صلیت
علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم
انک حمید مجید
اللّٰھم بارک علی محمد وعلی
اٰل محمد کما بارکت علی
ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم
انک حمید مجید

آغاز سخن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جس نے دنیا میں سنت کو پھیلا دیا

مرشدی جیش ملت پہ لاکھوں سلام

نیپال ہمالیہ کے آغوش میں آباد، ہندوستان، چین اور تبت کے درمیان مختلف تہذیب وثقافت والا آبی ذرائع کے اعتبار سے دنیا کا دوسرا طاقت ور ملک ہے اور ہمالیہ کی بلند چوٹی اسی ملک کا حصہ ہے۔اس ملک میں غیر مسلموں کی اکثریت ہیں، گوتم بدھ اور بودھ مت کی جائے پیدائش ہے اس لیے بودھ مت اور ترائی میں ہندومت کی اکثریت اور مسلمانوں کی ۲۰۲۱ء کی مردم شماری کے مطابق 9.5 ہے۔اور سیاسی مفکرین اور دانشوران کے اندازے کے مطابق مسلموں کی شرح تقریبا 20 فیصد ہے۔لیکن یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ دینی و دنیاوی تعلیم ،اقتصادی ومعاشی حالات ،عمدہ تہذیب وتمدن اور اعلی انسانی ہر اعتبار سے دنیا کے پسماندہ و بچھڑے ممالک واقالیم میں سے ایک ہے، جہاں کفار ومشرکین کا تسلط اور سرکاری دفاتر ومراکز ،اسکول وکالج اور فوجی محکمات میں بھی انہیں کا غلغلہ ہے۔غیر مسلموں کی اکثریت اور مساجد کی اقلیت ہے، کفار کے معبدوں کی کثرت اور مسلمانوں کی مساجد ومدارس کی قلت ایک چیلنج ہے۔

ماضی قریب میں مسلمانوں کا حال یہ تھا کہ ہندوؤں کی تہواروں ،تماشہ گاہوں اور ان کے میلوں میں شرکت کرتے بلکہ شریعت سے لاعلمی کا عالم یہ تھا کہ مسلمان ہولی، چھٹ، دیوالی اور دوسرے تہوار بہت شوق سے مناتے تھے، ان کے ہاتھوں کا ذبیحہ بھی کھاتے۔ جب کفار کے مذہبی تہوار مثلا درگا پوجا، کسلامٹی، اندر پوجا، بیاہ پنچی وغیرہ میں شریک ہوتے تو ان معبودان باطلہ کے استھانوں پر دودھ لڈو چڑھاتے، کبوتر، بکرا وغیرہ کی نذر مانتے اور ان کے نام سے ذبح کراتے۔ ہندوا وجھا کو بلا کر بیٹھکی کراتے جس میں دیوی دیوتا کا نام لیا جاتا۔

ایسے شرمناک اور ایمان دوز خلاف شرع امور ومراسم میں مسلمان ملوث تھے جن غلط عقائد سے روکنے کے لئے پیغمبر اعظم محمد عربی ﷺ کی بعثت ہوئی ۔لیکن ہزاروں جانیں فدا ہوں ان غازیان اسلام اور ہمدردان قوم وملت پر جنہوں نے اپنی محنت شاقہ ،تبلیغی دوروں ،تحاریر وتقاریر کے ذریعہ اور اسلامی مدارس ومراکز قائم کر کے یہاں کے مسلمانوں میں اسلامی روحیں پھونکیں ،فکر وتدبر کی مہمیز لگا کر منزل حق کی راہیں بتائیں ،محافل ومجالس کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت بخش کر علم وآگاہی کے شاہراہ عام پر لایا، قرآن وسنت کے پیغامات واحکام عام کئے، ہمت ودلیری، جرأت واستقلال اور جانفشانی کے ساتھ مسلمانان وطن کی نمائندگی کر کے دین کی طرف متوجہ کیا، جہد مسلسل اور عمل پیہم سے اسلامی تعلیمات کی ضیائیں پھیلائیں ۔انہیں نفوس ذکیہ

میں مرد آہن قاضی القضاۃ نیپال ،شیر اہل سنت حضرت علامہ حافظ و قاری مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی قدس سرہ کی ذات بابرکات ہے۔جن کا نام اہل علم و ادب کی محفلوں میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے،جن کا ذکر جمیل ہر عشاق کے وردلب رہتا ہے،آپ کا وجود مسلمانان وطن کی شان اور پہچان تھا،جنہوں نے شب و روز کے جہد مسلسل اور تبلیغی دوروں اور ملک نیپال میں سنی مسلمانوں کی مذہبی قیادت و رہنمائی کے ذریعہ عوام اہل سنت کو دین و شریعت سے روشناس کرایا اور اسلام کے قریب کر کے بدعقیدگی اور کفر و شرک سے محفوظ رکھا۔

ملک نیپال کے پہاڑی حصوں میں حضرت داتا مسکین شاہ ،حضرت غیاث الدین شاہ کشمیری اور ان کے رفقاء اور ترائی کے علاقوں میں حضرت گدا علی شاہ ،حضرت بہار علی شاہ اور حضرت رحم علی شاہ نے اسلام کی آفاقی تعلیمات کو اپنے کردار و عمل کے ذریعہ عام کرنے میں جو خدمات انجام دی ہیں، جو قربانیاں ان بزرگوں نے پیش کیں اور جو جد و جہد ان اللہ والوں نے کی ہے وہ رہتی دنیا تک نہیں بھلائی جاسکتی ہیں اور جو بھی کام ہوئے اور ہو رہے ہیں اور جو مذہبی نکہت و رونق اور رنگ و نور اور بہاریں ہیں نیپال میں انہیں بزرگان دین کی مرہون منت ہیں۔لیکن مرور زمانہ کے بعد پندرہویں صدی میں ان کی تعلیمات و مشن کو جس شخصیت نے سب سے زیادہ فروغ دیا اور تحریر و تقریر،تصوف و فتویٰ نویسی کے ذریعہ وقت کے تقاضوں کا خیال کرتے ہوئے مذہب و مسلک کی اشاعت کی ہے اور رشد و ہدایت کی باگ ڈور سنبھال کر قوم مسلم کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے اس ذات کو شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی کہتے ہیں ۔آپ نے اپنی دینی ملی خدمات جلیلہ اور مسلک اعلیٰ حضرت اور مسلمانوں کی شرعی مسائل میں رہنمائی اور عالمگیر پیمانہ پر ملک نیپال کی طرف سے جو نمائندگی قوم و ملت کی آپ نے کی ہے یہ ایسی کوشش اور خدمات ہیں کہ جن کے سبب آپ نے ملک اور مسلمانان ملک کا سر فخر سے اونچا کر دیا۔آپ کے وصال پر ملال کے بعد دنیائے اہل سنت کے عظیم مفکر، سینکڑوں اساتذہ کے استاذ، ماہر علوم عقلیہ نقلیہ خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارکپور دامت برکاتہم القدسیہ نے نواسۂ حضور شیر نیپال حضرت علامہ مفتی عبد المصطفیٰ برکاتی مصباحی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ’’حضرت شیر نیپال، نیپال کے سب سے بڑے عالم تھے۔‘‘

حضور شیر نیپال قدس سرہ ہندوستان و نیپال کے ان اکابر اور جلیل القدر علماء و مشائخ میں سے تھے جن کی علمی جلالت اور قد آور شخصیت کا شہرہ چار دانگ عالم میں بجتا تھا اور بعد وصال بھی آپ کی عظمتوں کا نعرہ لگ رہا ہے۔آپ اللہ کے ایک ایسے ولی صفت مقبول بندہ تھے کہ آپ کے فیوض و برکات سے ایک زمانہ سیراب ہو رہا تھا اور ان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ آپ کے علمی و قلمی موقوفہ میراث سے کثیر بندگان خدا تا قیامت اپنی قلبی و روحانی تشنگی بجھاتے رہیں گے۔آپ ایک شہیر الآفاق شخصیت اور گوناگوں فضائل و کمالات کے حامل تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو شہرت و عزت آپ کے معاصرین میں عطا فرمائی تھی وہ ہر کسی کو میسر نہیں بلکہ حنان و منان مولیٰ اپنے فضل سے جس نیک اور پارسا بندوں میں جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

حضور شیر نیپال کی شخصیت کیا تھی؟

حضور شیر نیپال کی خوبیوں، کمالات، محاسن، اوصاف اور قوم وملت کے لئے پیش کی گئیں آپ کی قربانیوں کو بیان کرنے کے لئے کن الفاظ وبیان کا سہارا لیا جائے اور کیسے بتایا جائے کہ آپ کی شخصیت کیا تھی؟ آپ کی وہ شخصیت وہستی تھی کہ جن کے وجود مسعود اور قدوم ناز کی برکتوں سے آج ملک نیپال کا ہر گوشہ وخطہ جگمگا رہا ہے......جن کی ہیبت وجلال کے سامنے باطل لرزہ براندام تھا ......جنہوں نے تحفظ ایمان کے لئے اپنا پورا متاع زندگی داؤ پر لگا دیا......جن کی ہر ادا سے اتباع مصطفی ﷺ کی خوشبو پھوٹتی تھی......جن کا سراپا علم وحکمت اور دانائی سے لبریز تھا......جن کی زندگی کا ہر لمحہ تعمیل احکام خداوندی اور امتثال فرامین مصطفوی میں بسر ہوتا تھا......جنہوں نے حق کے معاملے میں کبھی بھی کسی پالیسی اور مداہنت سے کام نہیں لیا...... جنہوں نے اظہار حق اور ابطال باطل کے لئے اپنے اور پرائے کا لحاظ نہیں رکھا اور لومۃ لائم سے بے خبر ہوکر حق وصداقت کی آواز بلند کی......جنہوں نے علم وفن کی شمع جلائی اور ان گنت تاریک دلوں کو نور علم سے منور کیا......جنہوں نے پوری زندگی مسلک اہل سنت وجماعت مسلک اعلیحضرت کی ترویج واشاعت میں گذار دی اور موقف اعلیٰ حضرت سے بال برابر انحراف نہ کیا......جنہوں نے خطابت وموعظت اور قلم وزبان کے ذریعہ اعلان حق بھی کیا اور قوم مسلم کی ہدایت ورہبری بھی کی......جو اخلاق عالیہ اور محامد حسنہ کے پیکر تھے......جو بزرگان دین اور صلحائے امت کی کرامتوں میں سے ایک کرامت تھے......جو استقامت اور صبر وتحمل کا جبل شامخ تھے......جو **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** کی تفسیر تھے......جن کی زندگی مصطفیٰ ﷺ کی مبارک زندگی کا آئینہ دار تھی......جن کی تقویٰ وطہارت والی زندگی کو دیکھ کر کتنے متقی وپرہیزگار بن گئے......جو مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک نقیب اور ترجمان تھے......جو اہل سنت کا بطل عظیم تھے......جن کی جبین تاباں کی لمعہ کے شیدائی مشائخ مصر تھے......جنہوں نے نہ جانے کتنے گم گشتہ راہوں کو حق وعرفان کی منزل سے آشنا کرایا......جنہوں نے متعدد بت پرستوں کی پیشانیوں کو خدائے واحد کے حضور جھکا دیا اور سجدوں کی تابانیوں سے انہیں منور کر دیا......جنہوں نے نہ جانے کتنے نفاق پرور دلوں کو محبت رسول کا مدینہ بنا دیا اور ان کی زبانوں کو یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ کے نغموں سے مزین کر دیا......جنہوں نے گاؤں گاؤں اور شہر شہر اسلام کے پرچموں کو نصب کیا......جنہوں نے بے شمار بدمذہبوں کے پنجے مروڑ دیئے......جنہوں نے خلوص وللٰہیت کے لئے ہر نیک کام کئے اور ہر عمل خیر میں اللہ ورسول کی رضا کو سامنے رکھا......تلاوت قرآن، تسبیح وتہلیل، تکبیر وتحمید اور درود وسلام کی کثرت آپ کے معمولات کا خاص حصہ تھی......جن کو خدا نے عظمت وعزت اور حشمت وسطوت سے نوازا تھا......جن کو خدا نے مومنانہ فہم وفراست سے نوازا تھا......جنہیں خدا نے ولایت وکرامت کے مرتبہ عظمیٰ سے نوازا تھا......جن کی سفر وحضر میں بھی نماز قضا نہ ہوئی......جو ابتلاء وآزمائش کے ہر موڑ پر کامیاب نظر آئے......جو نرغہ اعداء میں بھی شیر کی طرح دھاڑتے رہے......جن کی زبان ذکر الٰہی میں اور مدح جان جاں محمد عربی ﷺ میں تر رہتی تھی......جس کے گھر میں آپ کا قدم پڑ گیا وہ برکتوں کا گہوارہ بن گیا......جو ہر بزم ومجلس کی شان اور زیب وزینت تھے......جو فقاہت وبصیرت میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے......جن کی نمازیں خوف وخشیت اور خشوع وخضوع سے لبریز ہوتی تھیں......جن کی صحت وسلامتی اور ترقی

ورفعت مراتب کے لئے خانوادۂ اعلیٰ حضرت دعا بلب رہتے تھے......جن کی اقتدا میں نمازیں ادا کرنے کو علمائے مصر نے فیروز مندی تصور کیا...... جو دین کی سلامتی و بقا کیلئے ہر وقت فکر مند رہتے تھے......جنہوں نے حرمین شریفین کی زیارت کے موقع پر بھی نجدی امام کے پیچھے ایک وقت کی نماز پڑھنا گوارہ نہیں کیا......جو مجاھدانہ کردار وعمل کے حامل اور علی خیبر شکن کی جراءت وشجاعت کے پیکر تھے......جو صداقت وراست گوئی میں صداقت ابوبکر کا آئینہ دار تھے......جو فاروق اعظم کے تیور وعدل کے عکس جمیل اور جولانیت گاہ علم وفن کے بطل جلیل تھے......جن کی زبان فیض ترجمان سے نکلا ہوا ہر جملہ بے شمار حکمتوں سے لبریز ہوا کرتا تھا......جن کے سینے میں عشق مصطفوی کی ایک جہاں آباد تھی......جو تسلیم ورضا کے پیکر تھے......جو حافظ ملت کے اعتماد وامید تھے......حضور سید العلما کی عطا تھے......حضور تاج الشریعہ کے ہم فکر تھے......جو آبروئے قوم وملت اور ملک نیپال میں اہل سنت کی پہچان وشان تھے......جن کی جلالت شان آفتاب نیمروز سے روشن تر تھی......جو امیر بزم سخن، فخر اہل سنن اور محب پنج تن تھے......جنہوں نے ان گنت ان لڑکیوں کو بدمذہبوں کے عقد فاسد سے آزاد کر کے ان کی عصمت وعزت کی حفاظت فرمائی جو لاعلمی میں ان درندوں کے ہوس وجہالت کی شکار ہوگئی تھیں۔ایسی عظیم خدمات انجام دینے والی ہستی اور بے شمار خوبیوں کے جامع شخصیت وہستی کا نام شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی ہے۔جسے آج بھی آپ کے وصال کے بعد اہل سنت اس درد بھری آواز میں یاد کرتے ہیں کہ ۔

نیپال وہند دونوں ہیں جن سے فیضاب
وہ ماہ علم و مہر فضیلت کہاں گئے
دنیائے بدعقیدہ میں تھا جن سے زلزلہ
وہ داعی و مناظر سنت کہاں گئے

(ثاقب القادری)

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت ۲۸ ؍صفر ۱۳۶۲ھ مطابق ۵ ؍مارچ ۱۹۴۳ء موافق ۲۲ ؍گتے پھاگن ۱۹۹۹ بکرمی شب جمعہ آپ کے ننیہال بھنگاواں میں ہوئی۔

خاندان وگھرانہ:

آپ کے والد محترم الحاج جناب محمد جاسم صدیقی نہایت دیندار، پابند صوم وصلاۃ اور خدا ترس وعلم دوست شخص تھے۔ آپ کی والدہ عفت مآب، پیکر حیا محترمہ رشیدہ خاتون بھی نیک وصالحہ، اطاعت شعار، خجستہ آثار، خوش خصال اور صابرہ وشاکرہ تھیں۔آپ کے والد محترم کی مالی حالت الحمد للہ بڑی اچھی تھی، زمیندار اور صاحب دولت وثروت اور ساتھ ہی سخی وغرباء پرور بھی تھے۔اور سونے پر سہاگہ یہ کہ آپ کے عم محترم حضرت مولوی محمد جمشید صدیقی بھی نیک طینت، صاحب حسن فکر وفہم اور دینی سوجھ بوجھ رکھنے والے مرد خدا شناس تھے۔آپ کے خاندان میں ایک سے بڑھ کر ایک ذی علم وفکر اور صاحبان شعور وآگاہی

ہیں۔ پروفیسر، انجینئر، ڈاکٹر، ماسٹر، حافظ، قاری، عالم، فاضل، مفتی، مفکر، مدبر، خطیب اور سیاستداں ہیں۔غرض یہ کہ آپ کا خاندان وگھرانہ علم وعزت اور اخلاق وکردار میں امتیازی شان وشوکت کا حامل ہے۔

جائے ولادت وسکونت:

آپ کا مولد آپ کا ننیہال بھنگاواں ہے اور مسکن لہنہ ہے جو آج پورے نیپال میں عظیم ومقدس اور علم وعرفاں کا سنگم مانا جاتا ہے اور یہ برکت وعظمت آپ ہی کی ولادت اور وجود مسعود کے طفیل ہے۔ دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ پورا گاؤں بالعموم اور دائرۂ برکات بالخصوص کس قدر رحمت ونور میں ڈوبا ہوا ہے اور سادات مارہرہ مطہرہ کے فیوض وبرکات کا مرکز ومظہر ہے۔

لہنہ جنوب مشرقی نیپال کے جنکپور زون میں مہوارا مپور اور کنوا کے درمیان دھنوشا ضلع میں واقع ایک ترقی پذیر قریہ کبیر اور جنکپور بلدیہ کا ایک حصہ ہے۔ ۸۰۰۰ کی آبادی ہے جس میں دینی وعصری تعلیم یافتہ کی تعداد کثیر ہے خود آپ کے خاندان میں کثیر تعداد میں علمائے کرام اور عصری تعلیم یافتگان جن میں ڈاکٹر، انجینئر اور سماجی سیاسی لیڈران پیدا ہوئے ہیں۔آپ کا برادر اصغر مفکر مدبر مصلح قوم وملت اور ایک عظیم دانشور اور مشہور سماجی سیاسی لیڈر اور حج کمیٹی نیپال کے صدر رہ چکے ہیں۔اسی سرزمین پر حضرت شیر نیپال کی ولادت اور تربیت وپرداخت ہوئی اور یہیں آخری آرام گاہ ہے۔اپنی حیات میں ہی یہاں لڑکے اور لڑکیوں کے لئے پرشکوہ ادارے کی تعمیر کرائی جو ملک میں اہل سنت وجماعت کی عظیم درسگاہ ہیں۔اور جنکپور شہر جہاں آپ نے جامعہ حنفیہ غوثیہ کی تعمیر وترقی کی۔ یہاں تعلیم وتربیت، حدیث وتفسیر کی اشاعت، فتاوی نویسی، دعوت وتبلیغ اور مخلوق کی خدمت میں زندگی کا اکثر حصہ گذارا۔

جنکپور ولہنہ کا تاریخی پس منظر ڈاکٹر مبشر حسن کے قلم سے:

’’شہر جنکپور یہ دینی ثقافتی اور سیاحتی شہر ہے اس شہر کی بنیاد 12ویں صدی کے اوائل میں رکھی گئی تھی۔اس مقام سے ملنے والی روایت اور آثار قدیمہ کے شواہد کے مطابق جنک پور دھام کو ودیہا خاندان کے دارالحکومت کے طور پر بتائی جاتی ہے جس نے قدیم زمانے میں میتھیلا کے علاقے پر حکومت کی تھی۔

جنک پور کاٹھمنڈو سے تقریباً 225 کلومیٹر (140 میل) جنوب مشرق میں اور انڈیا بہار کے بھیٹھا موڑ سرحد سے تقریباً 23 کلومیٹر دور واقع ہے۔جنک پور اس وقت نیپال کا چوتھا سب سے زیادہ گنجان آباد شہر ہے اور لہنہ شریف اسی کثیر الآبادی اور تاریخی شہر کا ایک بڑا اور ممتاز حصہ ہے۔

جنک پور دھام جسے جنک پور کے نام سے جانا جاتا ہے اس کا نام متھیلا کے علاقے میں ودیہا کے آنجہانی بادشاہ جنک کے نام پر رکھا گیا ہے۔ ودِیہا بادشاہی کے حکمرانوں کو جنک کا لقب دیا گیا تھا، جس کا مطلب سنسکرت میں باپ ہے، جنک پور سیاحتی تاریخی ایک قدیم شہر ہے۔اس سے قبل کسی قدیم شہر کی موجودگی کے آثار قدیمہ کے شواہد نہیں ملے ہیں۔ تاریخی کتابوں میں ہے کہ بادشاہ جنک کا محل قدیم جنک پور میں واقع تھا۔رامائن کے مطابق اس نے ایک بچی پائی جس کا نام سیتا رکھا اور اس کی پرورش اپنی بیٹی کے طور پر کی، جب وہ بڑی ہوئی تو اس نے اسے ہر اس شخص سے شادی کی پیشکش کی جو شیو کی کمان اٹھانے

کے قابل ہو، ایک ہزار سال پہلے جنک پور کے قریب چھوڑ ا گیا تھا۔ بہت سے شاہی لڑکوں نے کوشش کی لیکن صرف رام ایودھیا کا شہزادہ ہی کمان اٹھا سکے۔

۱۹۵۰ء کی دہائی تک، جنک پور دیہی بستیوں کا ایک جھرمٹ تھا جہاں کسانوں، کاریگروں، پادریوں، اور کلرکوں نے آباد کیا تھا، ہندوستان میں آزادی ایکٹ کے بعد جنک پور ایک تجارتی مرکز کی حیثیت حاصل کر لی اور ۱۹۶۰ء کی دہائی میں دھنوشا ضلع کا دارالحکومت بن گیا۔

رام اور سیتا ہندومت میں اہم شخصیات ہیں اسی لئے جنک پور ہندوؤں کے لیے ایک اہم زیارت گاہ ہے۔ ہزار سال قبل مسیح شتاپتھ برہمن، میتھلا کے بادشاہ ودیگھا ماتھاوا نے اپنے پجاری گوتم راہوگانا کی قیادت میں سدانیرا (دریائے گنڈکی) کو عبور کیا اور جنک پور کے ساتھ راجدھانی شہر کے طور پر ویدیہا کی بادشاہی کی بنیاد رکھی۔ گوتم راہوگانا نے رگ وید کے بہت سے بھجن لکھے تھے، لہذا ان تاریخی واقعات کا تعلق ریگویدک دور سے ہونا چاہئے۔

جون ۲۰۱۱ تک جنک پور میونسپلٹی کے پاس 195,19 گھرانے اور 446,98 افراد کی آبادی تھی، جس کی کثافت 4000 افراد فی مربع کلومیٹر تھی۔ 2015 میں اسے ایک ذیلی میٹروپولیٹن شہر قرار دیا گیا جس میں آس پاس کے 11 گاؤں شامل ہیں۔ موجودہ آبادی 924,173 افراد پر مشتمل ہے، جو اسے نیپال کا چھٹا سب سے بڑا شہر بناتا ہے۔

پہلے شاہی دور میں جنکپور انچل کے تحت ۶ اضلاع تھے اب جنکپور مدھیش پردیس کی راجدھانی ہے جس میں آٹھ اضلاع شامل ہیں۔ حضور شیر نیپال کی دعوت تبلیغ کا فیضان پورے نیپال بالخصوص ان اضلاع پر خوب تر رہا ہے۔ آپ کی مقبولیت اور علمی جاہ وجلال کا اثر غیر مسلم سماجی سیاسی حلقوں میں بھی خوب تھا۔

یہ ایک امر واقعی ہے کہ نیپال کے ہر علاقے میں سیکڑوں علمائے کرام موجود ہیں اور تھے لیکن بیرونی ممالک میں علمی تبلیغی خدمات کی وجہ سے آپ کی ذات کے علاوہ کوئی دوسری شخصیت متعارف نہیں ہے۔ یہاں تک نیپال کے خطہ خطہ میں جو عزت و شہرت آپ کو ملی وہ اللہ کا ایک عظیم انعام تھا۔ کفر وہ جہالت کے جس وادی میں پہنچ جاتے لوگوں کا سیلاب امنڈ جاتا اور اوراجڑی ہوئی بزم میں جان پیدا ہو جاتی تھی۔ یہ اعزاز آپ سے بڑھ کر یہاں کسی دیگر عالم کے نصیب میں نہیں آیا۔''

(ڈاکٹر مبشر حسن مصباحی صاحب کے مضمون کا حصہ)

نیپال کے اسی تاریخی شہر جنکپور کے مشہور و معروف بستی لہنہ شریف کی عظمت وفضیلت کو استاذ الشعرا حضرت مولانا محمد فرحت صابری نے اپنے نظم میں بہت ہی خوبصورتی اور سچائی کے ساتھ کچھ اس طرح بیان کیا ہے ۔

نام کتنا نرالا ہے لہنہ شریف — مرحبا شان والا ہے لہنہ شریف
بچہ بچہ یہاں کا ہے شیر رضا — دین حق کا اجالا ہے لہنہ شریف
شاہ برکات کا میکدہ ہے کھلا — معرفت کا پیالا ہے لہنہ شریف

جس میں ہے پھول برکاتی گلزار کا — وہ محبت کا مالا ہے لہنہ شریف
شاہ برکات کے فیض سے ہر جگہ — اب تیرا بول بالا ہے لہنہ شریف
تجھ پہ آباد ہیں عاشقان نبی — مرتبہ تیرا اعلیٰ ہے لہنہ شریف
شیر نیپال کہتے ہیں ہم سب جنہیں — گود کا تیری پالا ہے لہنہ شریف
بچ نہ پائے گا نجدی اے فرحت یہاں — حق شناسی کا آلہ ہے لہنہ شریف

نام ونسب:

سماحۃ الشیخ محمد جیش صدیقی بن الحاج محمد جاشم علی صدیقی بن الحاج محمد اصغر علی صدیقی بن محمد اکبر علی صدیقی بن محمد دلاور حسین صدیقی۔

پدر بزرگوار: عالی شرف الحاج محمد جاسم صدیقی

جد امجد: عالی قدر الحاج محمد اصغر علی صدیقی

ابوالجد: عالی جاہ محمد اکبر علی صدیقی

جد الجد: عالی وقار محمد دلاور حسین صدیقی

والدہ: عفت مآب رشیدہ خاتون

اہلیہ: ثمینہ فاطمہ بنت مولوی جمشید مرحوم

برادران:

ماسٹر محمد شعیب برکاتی مرحوم سابق صدر حج کمیٹی نیپال

جناب محمد عبید مرحوم برکاتی

پروفیسر محمد حمید الرحمن برکاتی

ڈاکٹر محمد عزیر احمد برکاتی

حافظ محمد حسین برکاتی

اولاد امجاد:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات اولادیں عطا فرمائیں پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں:

حضرت مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ برکاتی ازہری

ولادت: ۸؍رجب ۱۳۸۷ھ، مطابق ۱۲؍اکتوبر ۱۹۶۷ء، ۲۶؍آسن ۲۰۲۴ بکرمی۔

انجینئر محمد ذکاء المصطفیٰ برکاتی

ولادت: ۱۳۹۴ھ، مطابق ۱۹۷۴ء ۲۰۱۳ بکرمی۔ (بی کام)

حافظ وقاری محمد رضاء المصطفی برکاتی

ولادت: ۲۰/رجب ۱۳۹۶ھ، مطابق ۱۸/جولائی ۱۹۷۶ء، ۳/ساون ۲۰۳۳ بکرمی

محترم ثناء المصطفی برکاتی

ولادت: ۱۶/ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ، مطابق ۱۹/اکتوبر ۱۹۷۸ء، ۲/کارتک ۲۰۳۵ بکرمی

حضرت حافظ وقاری مولانا محمد فداء المصطفی برکاتی

ولادت: ۴/محرم ۱۴۰۳ھ، مطابق ۲۱/اکتوبر ۱۹۸۲ء، ۴/کارتک ۲۰۳۹ بکرمی

اور صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں:

محترمہ راشدہ خاتون، ولادت: ۱۳۸۶ھ، مطابق ۱۹۶۶ء، ۲۰۲۳ بکرمی

محترمہ ساجدہ خاتون، ولادت ۹/ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ، مطابق ۱۶/فروری ۱۹۷۰ء، ۵/پھاگن ۲۰۲۶ بکرمی

تعلیم وتربیت:

جب حضور شیر نیپال قدس سرہ نے ہوش سنبھالا تو آپ کی رسم بسم اللہ خوانی کرائی گئی، جس وقت بسم اللہ خوانی کی رسم ادا کرائی گئی اس وقت آپ کی عمر یہی کوئی ساڑھے تین یا چار سال کی رہی ہوگی۔ ابتدائی تعلیم ناظرہ اردو، ہندی اور ابتدائی عربی وفارسی کی کتابوں کی تعلیم عم محترم حضرت مولوی محمد جمشید صدیقی سے حاصل کی اور دس گیارہ سپارے کا حفظ بھی گاؤں کے مکتب ہی میں کیا۔

حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد درس نظامی کی تعلیم کا ارادہ فرمایا چنانچہ جس ادارہ سے آپ نے حفظ کی تکمیل کی تھی اسی میں ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء داخلہ کرادیا گیا یعنی مدرسہ اشرف العلوم کنہواں میں۔ اس وقت تک آپ کو اور آپ کے اہل خانہ میں سے کسی کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہ اشرف العلوم بدعقیدوں کا ادارہ ہے، اس لئے لاعلمی میں ایک سال تک اسی ادارہ میں رہ کر جماعت اولیٰ کی کتابیں پڑھنے کے بعد دبستان علم دار العلوم علیمیہ دامودر پور ضلع مظفر پور بہار تشریف لائے، جہاں آپ نے ثانیہ میں داخلہ لیا اور یہاں ثانیہ سے خامسہ تک کی تعلیم مکمل کی۔

پھر جب مرکز اہل سنت سرچشمہ علم وحکمت، گلشن رضا دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کا چرچا آپ کے کانوں میں گونجا تو ۱۳۸۳ھ، مطابق ۱۹۶۴ء میں وہاں داخلہ لیکر سادسہ کی تمام کتابوں کی تعلیم حاصل کی۔ یہاں آپ نے وقت کے مایہ ناز ہستیوں کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور خوب جی بھر کر علم کی روشنی کشید کی۔

جامعہ منظر اسلام میں آپ بڑی محنت ومشقت کے ساتھ علم دین حاصل کرنے میں مصروف رہے، جامعہ کے اساتذہ سے فیض حاصل کرتے رہے اور ساتھ ہی فرصت کے اوقات میں قطب وقت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوجاتے اور اکتساب فیض کرتے رہتے۔

اساتذہ کے مشورے پر ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۹۶۴ء، ۲۰۲۱ بکرمی میں مسلک اہل سنت کا ترجمان، عظمت نشان الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور دو سال سابعہ تا دورہ بڑی جد و جہد اور محنت و جانفشانی کے ساتھ تعلیم میں منہمک رہے اور امتیازی درجہ سے کامیابیاں حاصل کرتے رہے۔ اساتذہ کرام کے الطاف کریمانہ، توجہات مشفقانہ اور نگاہ کیمیاء اثر نے آپ کو عنفوان شباب کی دہلیز پر قدم رکھتے رکھتے ایک مرد نکتہ شناس، دور اندیش مفکر اور دین حنیف کا سپہ سالار بنا دیا۔

فراغت:

۱۰ر شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۴ر نومبر ۱۹۶۶ء ۹ر گتے پوس ۲۰۲۳ بکرمی بروز پیر آپ کے سر پر مشائخ کے مقدس ہاتھوں نیابت رسول کریم کا تاج زریں رکھا گیا۔ جس سنہ میں آپ کی فراغت ہوئی اس سال آپ کی جماعت میں چالیس طلبہ تھے، اس زمانہ میں اول نمبر پر دستار سادات کو دی جاتی تھی، حضور شیر نیپال اپنی ذہانت و طہارت اور حسن کردار و گفتار کے سبب جس طرح اساتذہ کی نظر میں محبوب تھے اسی طرح آپ کے رفقائے درس بھی آپ سے بیحد محبت کرتے تھے اور آپ کی خوب قدر و اکرام کرتے تھے، اسی لئے تمام رفقائے درس نے متفقہ طور پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ آپ کو پہلے نمبر سے دستار دی جائے۔ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ اساتذہ اور ساتھیوں کے درمیان کس قدر مقبول و محبوب تھے۔

فراغت کے بعد حضور حافظ ملت نے اپنے اس جملے کے ساتھ خدمت دین کی اہم ذمہ داری سونپی اور اپنی دعاؤں کی جھرمٹ میں بصد امید رخصت فرمایا ''میں آپ کو تنہا لشکر اسلام بنا کر نیپال بھیج رہا ہوں''۔

چونکہ حضور شیر نیپال قدس سرہ زمانہ طالب علمی سے ہی دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت و تبلیغ کے لئے کوشاں رہتے تھے اور اس امید کے ساتھ کے بڑے پر جوش تھے کہ فراغت کے بعد ملک نیپال میں مسلک اعلیٰ حضرت کو عملی طور پر پھیلایا جائے اور بدعقیدوں کے سفید و سیاہ کا پردہ فاش کر کے عوام اہل سنت کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کی جائے۔ ملک نیپال میں تبلیغ اسلام اور اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت کا جو خواب حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے دیکھا تھا اسے آپ کے شاگرد رشید جیش ملت مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ نے شرمندۂ تعبیر کر دیکھایا، جسے حضور حافظ ملت نے خود اپنی آنکھوں سے اپنی حیات میں ملاحظہ فرمایا اور اپنی دعاوں سے نوازا۔

مدت تعلیم:

ناظرہ سے لیکر دورہ تک کے تمام تعلیمی مراحل و منازل کو کل ۲۳ر سال ۷ر ماہ ۷ر دن کی مدت میں طے کر لیا اور ہر فن میں کامل دسترس اور تبحر حاصل کر لیا اور تقریبا ستائیس سال کی عمر رہی ہوگی کہ آپ یکتائے روزگار، منبع الانوار، مطلع الاسرار اور قائد قوم وملت بن کر افق ملک پر ابھرے اور اسی ابتدائی مرحلہ میں آپ کی جلالت وعظمت اور علمی کمال اور تصلب فی الدین کے ترانے اس شان سے گونجنے لگے کہ۔

کان جدھر لگائے تیری ہی داستان ہے

کے مصداق بن گئے۔

فراغت کے بعد ہی آپ دین وسنت اور مسلک کی اشاعت وتوسیع میں شب وروز مصروف رہے اور تمام طوفان کا ڈٹ کا مقابلہ کرتے رہے اور خورد ونوش اور راحت وقرار کی پرواہ کئے بغیر مذہب اسلام کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت سے متعلق عوام میں بدعقیدوں نے جو غلط افواہیں اڑائی تھیں ان سب کو تار عنکبوت کر دیا اور مسلک اعلیٰ حضرت کا دیوانہ اور شیدا مسلمانوں کو بنا کر مسلمانان ملک نیپال پر بلکہ بہار کے بعض علاقوں کے مسلمانوں پر بھی جو احسانات آپ نے ان عظیم دینی خدمات کے ذریعہ کی ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔

دور طالب علمی:

زمانہ طالب علمی ہی سے آپ صوم وصلاۃ کے پابند رہے ہیں۔ نماز کی پابندی، جماعت میں حاضری، بعد فجر تلاوت قرآن، وقت پر درس گاہ حاضر ہونا، اساتذہ کی باتوں کو بغور سننا، کسی بات یا مسئلہ کے واضح نہ ہونے کی صورت میں اس کے پوچھنے میں حیا محسوس نہ کرنا، پڑھے ہوئے اسباق کا تکرار، طلبہ اور رفقائے درس سے بحث وتمحیص یہ سب خوبیاں آپ میں تھیں۔ بلکہ کبھی ایسا ہوتا کہ کسی مسئلہ پر اساتذہ سے بحث ہو جاتی تو ہفتوں سلسلہ جاری رہتا اور آخر میں تو اساتذہ آپ کو سراہتے ہوئے اور ہمت افزائی کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیتے کہ میاں آپ ہی جیتے۔ جملہ اساتذہ، طلبہ اور رفقائے درس آپ سے بیحد محبت فرماتے تھے اور ہمیشہ آپ کی ہمت افزائی کرتے اور آپ بھی اساتذہ کا غایت درجہ احترام کرتے تھے۔ ساتھیوں اور دوسرے طلبہ کے ساتھ اخلاق ونرم خوئی کا معاملہ برتتے۔

آپ کے ایک ہم سبق ساتھی کا بیان ہے کہ آپ زمانہ طالب علمی ہی سے نیک خو اور نیک سیرت وخصلت رہے ہیں اور نماز کے تو بہت ہی زیادہ پابند رہے ہیں۔ اساتذہ آپ کا حد درجہ احترام کیا کرتے تھے اور آپ پر شفقتوں کے پھول لٹاتے تھے۔ رفقاء درس میں محبوب ومقبول ہونے کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے کہ فراغت کے سال تمام ساتھیوں نے متفقہ فیصلہ کیا پہلے نمبر پر دستار کے لئے آپ کو منتخب کیا اور پھر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے بوقت دستار بندی اس ارشاد عالی کے ساتھ دستار بندی کے لئے آواز دی کہ ”آپ مقدمۃ الجیش ہیں اس لیے آپ پہلے آیئے“۔ اور پھر بعد دستار بندی کے بعد اس مبارک جملہ اور دعا کے ساتھ وداع کیا کہ میں آپ کو لشکر اسلام بنا کر بھیج رہا ہوں۔

درس وتدریس:

فراغت کے فوراً بعد ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء، ۲۰۲۳ بکرمی میں مادر علمی دار العلوم علیمیہ دامودر پور ضلع مظفر پور بہار میں بحیثیت مدرس منتخب ہوئے۔ کیونکہ تمام اساتذہ اور اراکین کو زمانہ طالب علمی ہی سے آپ کی ذہانت، علمی لیاقت اور محنت پر اعتماد ویقین تھا اس لئے فراغت کے بعد آپ کو مدرس منتخب کر لیا گیا۔

اس ادارہ میں صرف ایک سال ہی آپ نے تدریسی خدمات انجام دی اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کا ارادہ زمانہ طالب علمی ہی سے شہر جنکپور میں ایک دینی اور مرکزی ادارہ قائم کرنا تھا، کیونکہ یہاں آپ جیسے فعال استاذ اور دین کا درد رکھنے والے عالم کی

ضرورت دوسری جگہوں کی بہ نسبت زیادہ تھی اور پھر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے بوقت رخصت اسی ضرورت کی طرف اشارہ کیا تھا اور شاید اسی لئے جب علامہ عبدالرؤف بلیاوی نائب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے اجمیر شریف کسی مدرسہ میں آپ کو بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ نے معذرت چاہی جسے استاذ عالی جاہ نے قبول فرمالیا۔

جنکپور میں آپ کی آمد:

دارالعلوم علیمیہ میں اپنے استاذ حضرت مولانا محمد کاظم بستوی اور ارکان دارالعلوم کے حکموں کی تعمیل کرتے ہوئے رہ گئے۔اس لئے ایک سال کے بعد آپ بخوشی مستعفی ہو گئے اور شہر جنکپور کے دارالعلوم حنفیہ کے ارکان کی پیش قدمی پر ۱۳۸۷ھ میں مدرس منتخب ہو گئے۔جس زمانہ میں آپ جنکپور دینی اور تعلیمی خدمات کے لئے قدم رنجہ ہوئے اس وقت وہاں دارالعلوم کی شکل نہیں تھی بلکہ ایک مکتب کی شکل تھی ،مگر آپ نے اسے شب وروز کی تگ ودو، جہد پیہم جگر سوزی سے اسے مکتب سے دارالعلوم اور پھر دارالعلوم سے جامعہ کی صورت دی اور اس کی تعمیر وترقی میں ایسا اہم رول ادا کیا کہ اہل شہر ہی نہیں بلکہ اہالیان وطن جھوم اٹھے یہ اور بات ہے کہ کچھ لوگوں نے سالوں کی آپ کی تعمیری، تعلیمی، تدریسی، دینی، ملی اور سماجی خدمات کو فراموش کر کے ناشکری کی حدیں توڑ دیں۔ جامعہ حنفیہ میں آپ صدرالمدرسین، شیخ الحدیث، ناظم اعلیٰ اور سربراہ اعلیٰ کے عہدے پر متمکن رہے۔اور درس وتدریس کے ساتھ افتا وقضا کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔

شہر جنکپور میں آپ کی آمد کے حوالے سے فاتح نیپال گنج حضرت مولانا عبدالجبار منظری صاحب اپنی کتا نقوش حیات میں تحریر کرتے ہیں:

”تعطیل کلاں میں اپنے وطن مالوف لہنہ تشریف لائے تو جنکپور کے سربرآوردہ حضرات اور مدرسہ اصلاح المسلمین جنکپور کے اراکین کی درخواست پر جنکپور تشریف لائے، اس وقت مدرسہ اصلاح المسلمین ایک مکتب تھا جو حکومت نیپال سے سرکاری طور پر ۳ کلاس تک منظور شدہ تھا۔مولوی محمد مسلم مرحوم لوہا کپسیا ضلع مدھوبنی اور ماسٹر محمد شفیع صاحب سیہپور دھنوشا دونوں حضرات مدرسہ کے مدرس تھے۔حضرت شیر نیپال جنکپور تشریف تو لے آئے مگر آپ کی استعداد وصلاحیت کے مطابق نہ طلبہ تھے نہ درسگاہ تھی۔ حضرت نے جنکپور اور قرب وجوار کے مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیا، مدارس اہل سنت اور علمائے اہل سنت وجماعت اور مسلم عوام کا گہرائی سے مطالعہ کیا، آپ نے محسوس کیا کہ جنکپور میں اہل سنت وجماعت کے لئے ایک عظیم درسگاہ کی ضرورت ہے۔اگرچہ اس وقت علاقہ میں ایک دو مدارس اور علمائے اہل سنت اور بھی تھے مگر ان سے وہ کام نہ ہو رہا تھا جو ہونا چاہیے تھا۔عقائد اہل سنت وجماعت کا فروغ، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت اور مشرب کے معاملہ میں جو پختگی ہونی چاہیے وہ مفقود تھی۔عوام تو عوام، اس وقت کے دو چار فارغین عمر رسیدہ علما تھے ان کا خود دیوبندی وہابی غیر مقلد سے راہ ورسم، آمد ورفت، شادی بیاہ کا معاملہ جاری تھا۔ چندہ وصولی کا دھندہ، اپنی بہن، بیٹیوں کو وہابی کے نکاح میں دینا ان کی بیٹی اپنے گھر لانا۔(نقوش حیات ص 15)

جنکپور میں آپ کی آمد کا ذکر ہو چلا ہے تو جامعہ حنفیہ غوثیہ اور اس سے ملحق مسجد نیز جنکپور میں ہونے والے دینی جلسہ کا بھی

ذکر مناسب ہے۔اس حوالے سے منظری صاحب کا بیان زیادہ وزنی ہوگا کیونکہ آپ نے جو کچھ ضبط تحریر کیا ہے وہ آپ کا عینی مشاہدہ ہے۔آپ اپنی کتاب نقوش حیات میں لکھتے ہیں:

’’مسلم آبادی سے طلبہ جامعہ حنفیہ بھی آنے لگے، حضرت شیر نیپال کی تعلیمی، تدریسی خدمات، مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت وتبلیغ، اور ردوہابیت ودیوبندیت کی شہرت عام ہونے لگی۔عوام وخواص اپنی دینی ودنیاوی مسائل کے سلسلہ میں آپ کی خدمت میں آنے لگے، نیپال وہند کے مختلف اضلاع سے طلبہ جوق درجوق آنے لگے۔یہاں تک کہ مدرسہ کی عمارت مدرسین وطلبہ کے لیے اور حنفی جامع مسجد نمازیوں کے لیے چھوٹی پڑنے لگی۔حضرت نے ضرورت محسوس کی اوراس کام کے لئے مسجد ومدرسہ کے جنوب کی زمین کی خرید کے لیے خیر خواہ حضرات کے مشورہ سے ماہ سرور ربیع النور شریف کے موقع پر جلسۂ عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پروگرام طے پایا۔جناب سکریٹری محمد انیس صاحب اور صدر محمد شہید انصاری صاحب کی خواہش کے مطابق پیر طریقت حضرت حافظ حمید الرحمٰن صاحب پوکھریروی اور شاعر اسلام انجم کمالی صاحب پوکھریروی اور حضرت مولانا کلیم الدین علی پٹی، اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بیلا جنکپور، حضرت مولانا محمد زبیر احمد صاحب لہنوی لوکہا کو جلسۂ عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مدعو کیا گیا۔دعوت نامہ لے کر حضرت نے پوکھریرا مجھے بھیجا۔حضرت محبوب العلماء اور انجم کمالی صاحبان سے ملاقات ہوئی، دعوت نامہ میں نے پیش کیا ، دونوں حضرات نے منظوری دیدی۔حضرت پیر صاحب مریدین کی دعوت پر ملنگوا ضلع سرلاہی میں تھے، میں اسی روز پوکھریرا سے ملنگواں کے لیے روانہ ہوا۔سیتامڑھی سے آخری بس سون برسا نیپال باڈر کی ملی، رات کے ۱۰ بجے نیپال وہند کی سرحد پر آباد سون برسا پہنچا، لوگوں سے معلوم کیا تو لوگوں نے بتایا کہ اس وقت ملنگواں جانا مناسب نہیں ہے، یہاں مسلم آبادی ہے آپ وہاں رات کو قیام کیجئے صبح چلے جایئے گا۔جب میں مسلم آبادی میں پہنچا تو وہاں محفل میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم سجی تھی، ایک مولانا اور کچھ طلبہ مدرسہ جیلانیہ ملنگواں سے محفل میں آئے تھے، صلوٰۃ وسلام پر مجلس کا اختتام ہوا۔کھانے کے بعد رات ہی میں ان لوگوں کے ہمراہ مدرسہ جیلانیہ ملنگواں آدھی رات کو پہنچا۔صبح بعد نماز فجر حضرت پیر صاحب پوکھریروی سے ملاقات ہوئی، دعوت نامہ پیش کیا، حضرت پیر صاحب مسکرائے اور قبولیت نامہ حضرت شیر نیپال کے نام میرے سپرد کیا۔میں اسی روز ناشتہ کے بعد واپس ہوگیا، شام تک مدرسہ حنفیہ پہنچا، حضرت شیر نیپال قبلہ کی خدمت میں مدعووین حضرات کا قبول نامے پیش کیا اور روداد سفر سنائی کہ کس پریشانی سے ایک ہی روز میں جنکپور سے پوکھریرا اور پھر وہاں سے سیتامڑھی، آدھی رات کو ملنگوا پہنچا۔حضرت نے ہماری ہمت کی داددی اور دعاؤں سے نوازا ۔ایک روزہ جلسۂ عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری شروع ہوگئی، جامعہ حنفیہ کا گراؤنڈ چھوٹا ہونے کی وجہ سے مقامی عیدگاہ کے پاس ربیع النور شریف کا پہلا جلسہ عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم پیر صاحب کی سرپرستی اور حضرت شیر نیپال کی صدارت اور راقم الحروف (منظری) کی نظامت میں بحسن خوبی اختتام پذیر ہوا۔اس جلسہ کے موقع پر پیر طریقت حضرت حافظ حمید الرحمٰن صاحب، محبوب العلماء حضرت مولانا محبوب رضا صاحب، حضرت مولانا یوسف صاحب، انجم کمالی صاحب، ودیگر علمائے کرام نے حضرت شیر نیپال کو’’رفیق العلماء‘‘ کے خطاب سے نوازا۔اس وقت جلسہ میں موجود علماء اور سامعین حضرات نے نعرۂ تکبیر ورسالت کی صدا بلند کرتے ہوئے اس کی تائید کی

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آپ رفیق العلماء اور شفیق الطلباء تھے۔علمائے اہل سنت کا احترام فرماتے ،ان کے دینی کاموں سے خوش ہوتے ،طلبہ کے لئے شفیق مربی تھے ،کبھی کوئی شخص طلبہ کے لیے نازیبا لفظ استعمال کرتا تو آپ ناراض ہو جاتے۔(۱)

مزید لکھتے ہیں:

''جلسہ کے بعد مدرسہ حنفیہ میں حضرت کی صدارت میں مدرسہ کمیٹی اور علما کی میٹنگ ہوئی جس میں اتفاق رائے سے منظور ہوا کہ حنفی جامع مسجد اور مدرسہ حنفیہ کی تعمیر و توسیع کے لئے جانب جنوب کی زمین خرید لی جائے ،زمین کی خریداری کا مسئلہ بہت ہی اہم تھا۔اس وقت زمین کے لئے ۱۲۰۰۰ ہزار روپے کی ضرورت تھی ،رقم کی فراہمی کے لئے ٹوکن شائع کرنے کی بات طے پائی۔اس کام کے لئے حضرت خود پٹنہ تشریف لے گئے اور ۵/روپیہ ۱۰ روپیہ ۲۰ / ۵۰ / اور ۱۰۰ روپے کا ٹوکن چھپوا کر لائے۔ پمفلٹ کے ذریعہ مسلمانوں سے اپیل کی گئی تھی کہ مسجد و مدرسہ کی توسیع کے لئے زمین کی خریداری میں زیادہ سے زیادہ مالی تعاون پیش کریں۔پمفلٹ کی پیشانی پر حضرت نے ڈاکٹر اقبال کا ایک شعر لکھا تھا۔

اٹھ کر پھر خورشید کا سامان سفر تازہ کریں
نفس سوختہ شام وسحر پیدا کریں

آج سے پچاس سال قبل بارہ ہزار روپے کی اہمیت حضرت شیر نیپال اور میری اور ابوالحقانی علامہ محمد حسین صدیقی اور حضرت مولانا عبدالحفیظ علیہ الرحمہ کی تنخواہ سے اندازہ کیجئے ،اس وقت کسی کی تنخواہ سو روپیہ ماہانہ نہ تھی بلکہ کسی کی ۷۰ روپے کسی کی ۷۵ روپے اور مولوی مسلم صاحب کی تو تھی ہی نہیں۔ایسے وقت میں بارہ ہزار روپے عوامی چندہ سے جمع کرنا آسان نہیں تھا،اس کام کے لئے علاقہ کے علاوہ ہندوستان کے ہرنے ہرلاکھی ،لہرنیا راجہ ٹولہ، باسوپٹی ، پپرہ، دامودر پور، سمستی پور، کمتول، جالے گڑی، جے نگر، لوکہا، اور نیپال میں بلکوا بازار، لہان، شوبھا پور، اورنگ ، مجھاؤ، کلیانپور بازار ضلع سرہا، اور ملنگوا ں بھاڑ سر، تربھون نگر، بیل بانس، ضلع سرلاہی اور مہوتری ، دھنوشا کے مختلف گاؤں کا دورہ مجھے اور حضرت شیر نیپال کو کرنا پڑا اور شہر جنکپور اور قرب وجوار کے مسلمانوں نے حضرت کی اپیل پر لبیک کہتے ہوئے اپنی حیثیت سے حصہ لیا اور رقم جمع ہوئی۔باسوپٹی اور اس کے قرب وجوار اور کمتول، جالے گڑی، کے سفر میں عزیز گرامی مولانا منظور احمد منصوری راجہ ٹولہ لہرنیا ہمارے ساتھ تھے ،مولانا موصوف اس وقت جامعہ حنفیہ میں زیر تعلیم تھے ،کمتول میں حافظ عثمان کے دولت کدہ پر مجلس میلاد النبی ﷺ کا انعقاد ہوا جس میں مجھے خطاب کا موقع ملا،جس سے مدرسہ کا فائدہ ہوا۔المختصر یہ کہ رقم جمع ہوگئی مسجد و مدرسہ سے متصل جنوب کی طرف جن کی زمین تھی ان سے حضرت نے بات کی وہ لوگ زمین فروخت کرنے کے لئے راضی نہ ہوئے ،کوشش بسیار کے بعد زمین کے بدلہ زمین دینے پر راضی ہوئے۔ حُسینی چوک سے پچھمّ کی جانب جو سڑک گئی ہے سڑک کنارہ شمال کی جانب کی زمین امیر الدین راعین برداہا والے کی تھی ،حضرت شیر نیپال نے حضرت حافظ خلیل برکاتی کے ذریعہ امیر الدین صاحب کو پیغام بھیجا، وہ آئے اور کافی گفت وشنید کے بعد حضرت کی

(۱) نقوش حیات ص ۳۵ تا ۳۶

کوشش اور حضرت حافظ خلیل برکاتی کے تعلقات کی وجہ سے قیمت لے کر زمین دینے پر راضی ہوئے اور زمین کی رجسٹری ہوئی۔مگر مسجد اور مدرسہ کو تو متصل والی زمین کی ضرورت تھی، کافی جدوجہد کے بعد زمین کے بدلے زمین اور کچھ ہزار روپیہ دے کر زمین کا بدلین ہوا اور تعمیری کام کا منصوبہ تیار ہوا۔(۱)

اور ص ۶۹ تا ۷۱ پر تحریر کرتے ہیں:

''میں عرض کر چکا ہوں کہ حضرت شیر نیپال فراغت کے بعد بہار کی مشہور دینی درسگاہ ''دارالعلوم علیمیہ انوار العلوم'' دامودر پور، ضلع مظفر پور میں اراکین کی درخواست پر ایک سال تک درس وتدریس کا نمایاں کام انجام دیتے رہے۔تعطیل کلاں میں گھر تشریف لائے تو جنکپور کے سربرآوردہ مسلمانوں کی درخواست پر مدرسہ اصلاح المسلمین تشریف لائے۔اور پہلا کام یہ کیا کہ غیر مقلدیت کی تردید کے لئے اصلاح المسلمین سے پہلے لفظ ''حنفیہ'' کا اضافہ کر دیا اب ادارہ کا پورا نام ''مدرسہ حنفیہ اصلاح المسلمین'' ہوگیا پھر آپ نے مطبخ کا انتظام فرمایا اور چند بیرونی طلبہ کا داخلہ مطبخ میں ہوا۔آپ کی درس وتدریس کی شہرت اِس قدر ہوئی کہ طلبہ ہر چہار جانب سے آنے لگے اور صرف چند سالوں میں آپ کی ذات سے مدرسہ حنفیہ کو کافی مقبولیت حاصل ہوگئی۔

انہیں دنوں پورب پچھّم شاہ راہ کی تعمیری کا کام ہو رہا تھا، حکومت ہند کی جانب سے تعمیری کام کا نگراں انجینئر جناب عبدالحمید صدیقی مدراسی تھے۔جمعہ کی نماز کے لئے آیا کرتے تھے۔اور حضرت کے دینی خدمات سے بے حد متاثر تھے۔انھوں نے درخواست کی کہ حضرت! میں مدرسہ کی کچھ خدمت کرنا چاہتا ہوں۔حضرت نے فرمایا آپ مدرسہ حنفیہ کے صدر گیٹ اپنے خرچ سے تعمیر کرادیں، انھوں نے بخوشی منظور کرلیا اور تعمیر کا کام شروع ہوا۔جب گیٹ تیار ہوا تو اس پر مدرسہ کا نام لکھنے کے لئے حضرت اپنے ہمراہ مجھے لے کر گیٹ تک تشریف لائے، حضرت نے مدرسہ حنفیہ لکھنے کا ارادہ فرمایا: میں نے عرض کیا حضرت ''دارالعلوم حنفیہ'' لکھا جائے، حضرت کی شخصیت بہت محتاط تھی، آپ نے فرمایا منظری صاحب آپ کا خیال بلند ہے، مگر حنفیہ ابھی دارالعلوم کے مقام کو نہیں پہنچا ہے۔میں نے عرض کیا حضرت! حنفیہ کا مستقبل روشن ہے۔ان شاءاللہ اس ادارہ سے علما کی جماعت تیار ہوگی، طلبہ فارغ التحصیل ہوں گے۔حضرت نے دیکھا کہ میری دلی خواہش ہے کہ ''دارالعلوم حنفیہ'' کندہ ہو، تو حضرت نے بدست خود ''دارالعلوم حنفیہ'' لکھ دیا اور ساتھ ہی تعمیر کرانے والے کا نام بھی آپ نے لکھا جو آج بھی موجود ہے۔جب ۲۰، ۲۱، ۲۲ ربیع النور شریف ۱۳۹۴ھ ۔جلسۂ سرکار مدینہ میں حضور سید العلماء علیہ الرحمہ تشریف لائے اور معائنہ رجسٹر پر حضور سید العلماء نے الجامعۃ الحنفیۃ الغوثیہ تحریر فرمایا اور ساتھ ہی تحریر فرمایا کہ عنقریب اس کی روشنی برصغیر تک پہنچے گی۔حضرت شیر نیپال کو اس جملہ پر کچھ دنوں تک حیرت رہی، مگر دیکھتے ہی دیکھتے صرف چند سالوں میں ادارہ مدرسہ سے دارالعلوم اور پھر جامعہ ہوگیا اور پہلی بار نیپال میں درس حدیث کی تعلیم کا آغاز ہوا اور ختم بخاری شریف کے لئے مرکز اہل سنت بریلی شریف جامعہ رضویہ منظر اسلام کے شیخ الحدیث حضرت علامہ سید محمد عارف میاں قبلہ مدظلہ العالی تشریف لائے اور دوسرے سال افتتاح بخاری شریف کے لئے حضور تاج الشریعہ حضرت

(۱) نقوش حیات ص ۳۷ تا ۳۸

علامہ اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ نے شرف بخشا اور اس سال ختم بخاری کے لئے امام المنطق والفلسفہ حضرت علامہ خواجہ مظفر حسن علیہ الرحمہ کی تشریف آوری ہوئی۔ پھر یکے بعد دیگرا کابر علماء سے کوئی ایک ضرور تشریف لاتے رہے اور جامعہ حنفیہ غوثیہ کے فارغین علمائے کرام وحفاظ تادم تحریر ملک وبیرون ملک خدمت دین متین انجام دے رہے ہیں۔ اور حضرت شیر نیپال نے ایک ملاقات میں مجھ سے فرمایا تھا کہ منظری صاحب حضور سید العلماء کی تحریر سے مجھے حیرت ہوئی تھی، لیکن آج بے حد خوشی ہورہی ہے کہ فارغین جامعہ ملک وبیرون ملک دینی خدمات انجام دے رہے ہیں، جامعہ حنفیہ غوثیہ کی روشنی بیرون ملک پہنچ چکی ہے یہ مرشد برحق آل رسول حضور سید العلماء کی بصیرت وکرامت ہے۔(۱)

انداز تدریس:

آپ کا انداز درس وتدریس بہت ہی نرالا اور پیارا ہوتا تھا، کوئی کتاب بغیر مطالعہ کے آپ نہیں پڑھاتے تھے ،دوران درس ہر پہلو پر ایسی سیر حاصل طبائع طلبہ کے مطابق گفتگو کرتے تھے کہ پوری بحث ذہن میں اتر جاتی تھی اور پوری بحث طلبہ من وعن بیان کردیتے تھے۔ اس کی وجہ تو ایک یہ تھی کہ آپ پڑھائے ہوئے اسباق کو دوسرے دن ضرور سنتے تھے اور جیسا پڑھاتے اسی طرح یاد ہونا آپ کی درسگاہ کے طلبہ کے لئے لازم تھا۔ اس لئے ہر طالب علم نہایت ہی حضور قلب وذہن کے ساتھ آپ کا محاضرہ سنتا اور اسے دلنشیں کرلیتا تھا۔

ایک بار میں بوستاں آپ کے پاس پڑھ رہا تھا پچھلا سبق تمام طلبہ سے سننے لگے، سبق کے اشعار میں ایک شعر ایسا تھا کہ جس کے پہلے مصرع میں دوست اور دوسرے میں اوست کا لفظ تھا، اوست کو بغیر کھینچے دوست کی طرح ہی پڑھنا تھا مگر اسے تمام طلبہ نے اوست بروزن سوت ہی پڑھا، آپ بے حد ناراض ہوئے اور فرمایا کہ جیسا پڑھا دیتا ہوں ویسا یاد کرکے نہیں لاتے ہو، جب پہلے مصرع میں دوست ہے تو دوسرے مصرع میں بھی اوست کو بغیر کھینچے پڑھنا چاہئے تبھی تو اس کا وزن سالم رہے گا۔

کتب بینی اور حفظ اسباق میں کوتاہی پر طلبہ کو زجر وتوبیخ بھی کرتے تھے اور بوقت ضرورت تنبیہ الغافلین کا استعمال بھی۔ اس آلۂ تنبیہ کی شکل وصورت اور اس کی شدت ضرب ووجع سے طلبہ گھبراتے اور ہمیشہ خائف وہراساں رہتے تھے، اس ڈر سے ایک ایک طالب علم سبق یاد کرکے ضرور حاضر درس گاہ ہوتا۔

آپ کی درس گاہ کا یہ نظام بھی نہیں تھا کہ اگر کسی کو یاد نہ ہو تو وہ درس گاہ میں حاضر ہی نہ ہو عدم حضور کا تو کوئی حیلہ، بہانہ آپ کے یہاں مسموع ہی نہیں ہوتا تھا، اگر بدقسمتی سے اس کا مرتکب ہوجاتا تو اس تنبیہ الغافلین کا مصرف تو ہوتا ہی ساتھ ہی مطبخ میں کھانا بھی نہیں دیا جاتا تھا، یہی سزا ان طلبہ کے لئے بھی ہوتی جو نماز ترک کردیتے تھے۔ کوئی طالب علم نماز ترک نہ کرے اس کے لئے حاضری رجسٹر ہوتا، جس میں طلبہ کے اسماء ہوتے جو غیر حاضر ہوتا اسی رجسٹر کے ذریعہ گرفت میں آتا۔

آپ کی درسگاہ میں حاضر ہونے والا کوئی طالب علم ملال واکتاہٹ محسوس نہیں کرتا، بلکہ ہر جماعت کے باذوق طلبہ

(۱) نقوش حیات ص ۶۹ تا ۷۱

یہ امید کرتے تھے کہ ان کی کوئی کتاب آپ کے پاس ہو۔ وہ خوش نصیب ہیں جنہیں آپ سے کوئی کتاب پڑھنے کا موقع ملا۔ جب بوستاں پڑھاتے تو معلوم ہوتا کہ یہ بوستاں نہیں بلکہ حدیث کی کوئی کتاب پڑھ رہے ہیں، ہر ہر شعر کی تشریح میں قرآن واحادیث پڑھ کر سنانا آپ کا طرۂ امتیاز تھا، خاص طور پر حمد ونعت کے اشعار جب پڑھاتے تو ایک عجیب سماں بندھ جاتا تھا، جو حضرات باہر سے ملاقات کے لئے اس وقت موجود ہوتے وہ بھی جھوم جاتے تھے۔ ہر طالب علم آپ کی گفتگو کو چاق و چوبند ہوکر اور دلجمعی کے ساتھ سنتا تھا۔عربی ادب کتاب پڑھاتے تو پہلے حل لغات ،نحوی ترکیب ،صرفی تعلیل وقواعد کا حل واجرا کراتے ، پھر سبق کا زبانی خلاصہ اور اس کے بعد تشریح وتوضیح ۔کبھی ترجمہ پہلے اور اس کا نچوڑ بعد میں بیان کرتے۔آپ کے یہاں عبارت خوانی پر خاصی توجہ دی جاتی تھی، اکثر طلبہ سے عبارت سنتے ،اس بارے میں کسی طالب علم کی سستی اور نہ کوئی حیلہ بازی قبول ہوتی تھی ،اعراب کی باز پرس ،غلطی پر ٹوکنا اگر کبھی صحیح اعراب ہی پڑھتا تو آزمانے کے لئے اس کی علت دریافت کرتے تھے۔

ایک بار نورالایضاح کی گھنٹی آپ کے پاس میری تھی پاک وناپاک کپڑے اور برتن خلط ملط ہوجانے کا بیان چل رہا تھا،عبارت خوانی مجھ ہی سے کروائی ایک عبارت اِنِ اخۡتَلَفَ اَوَانٍ آ گئی ،روک کر پوچھا اَوَانٍ کس حالت میں ہے؟ میں نے بتایا حالت رفعی میں ،تو آپ نے فرمایا تو پھر اس کے نیچے زیر کیوں ہے؟ میں نے جواب دیا مگر وہ جواب صحیح نہیں تھا، جماعت کا کوئی طالب علم اس کا صحیح جواب نہیں دے پایا، جس کی وجہ سے آپ نے اگلا سبق نہیں پڑھایا اور آپ نے واپس کر دیا اور فرمایا کہ حل کر کے آنا۔حل کیا مگر اب ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ اپنے حل کا خلاصہ پیش کروں۔ پھر دو روز کے بعد آپ نے خود ہی جواب عنایت فرمایا کہ قاضٍ کا قاعدہ جاری ہوگا اس میں تعلیل ہوئی ہے۔تو اس طرح درس میں طلبہ کو مطالعہ کرنے پر زور دیتے اور تحقیق وجستجو کے طریقوں سے نوازتے رہتے تھے۔

جماعت اولیٰ میں جب میں آپ کے قائم کردہ ادارہ جامعہ حنفیہ غوثیہ میں زیر تعلیم تھا بوستاں کی گھنٹی آپ کے پاس تھی ،بوستاں آپ بہت شوق اور دلچسپی سے پڑھاتے تھے، چونکہ صاحب بوستاں علامہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ بہت مانوس ومتاثر تھے ،گلستاں اور بوستاں کے اکثر پند ونصائح پر مشتمل اشعار اور ان دونوں کتابوں میں مندرج حکایات وقصص آپ کو اصل عبارت کے ساتھ یاد تھے،تقریر کے دوران بھی ان دونوں کتابوں سے واقعات وحکایات موقع کی مناسبت سے بیان فرمایا کرتے تھے اور دوران گفتگو بھی۔آپ سے کتابوں کا درس لینے کی خواہش تو بہت ہوتی تھی ، پہلے تو میں یہی سوچتا تھا کہ بڑی جماعت کے طلبہ کو ہی آپ پڑھاتے ہیں اور مجھے وہاں تک پہنچنے میں ابھی بہت فاصلہ تھا، چونکہ میں دیکھتا تھا کہ بڑے بڑے طلبہ موٹی موٹی کتابیں اپنے سینے سے لگائے آپ کی درس گاہ میں حاضر ہوتے تھے تو میں بھی یہی تصور کرتا تھا،لیکن جب بوستاں کی گھنٹی میری جماعت کی آپ کے پاس آئی تو خوشی سے مچل اٹھا مگر ابھی تھوڑی سی گھبراہٹ باقی تھی کہ اب کیا ہوگا اتنی بڑی شخصیت کے یہاں کیسے پڑھوں گا،کہیں غلطی ہوگئی تو کیا حال ہوگا اور آپ کی باتوں کو سمجھ پاؤں گا یا نہیں اور پھر یاد کرنے کے بعد سنا کر آپ کی دعاؤں کا مستحق بن پاؤں گا یا نہیں۔مگر جب پہلے دن آپ کی درس گاہ میں حاضر ہوا تو سب کچھ کافور ہوگیا۔ جماعت کے تمامی طلبہ

میٹھائی خرید کر فاتحہ خوانی اور کتاب شروع کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے کتاب شروع کرائی اور پھر دعا کی بعدہ کتاب کے حوالے سے اور کچھ پڑھائی اور محنت کے حوالے سے نصیحت فرمائی جس سے بہت رہنمائی ملی اور سکون قلب بھی۔

پہلے دن تو تسمیہ خوانی اور صاحب کتاب کے حوالے سے کچھ ارشاد فرمایا اور پڑھائی میں محنت و لگن کے حوالے سے بھی بہت کچھ ارشاد فرمایا اور اپنے تجربات بھی بیان فرما کر ہم لوگوں کی ہمت افزائی کے ساتھ ترغیب دلائی۔ پھر دوسرے دن سے باضابطہ درس کا آغاز کیا اور اس شان سے بوستاں کا درس دے رہے تھے کہ آپ کے انداز تدریس کا کیا کہنا۔ باب اول میں جو اشعار ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کو شیخ سعدی نے بیان کیا ہے، جب آپ ان اشعار کا ترجمہ اور تشریح فرماتے تو نہیں لگ رہا تھا کہ بوستاں پڑھا رہے ہیں، بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ تفسیر واحادیث کی کتابیں پڑھا رہے ہیں، ہر ہر شعر کی قرآن واحایث سے تشریح کرتے تھے اور عقائد پر بھی روشنی ڈالتے تھے۔ پھر جب ان اشعار کا درس دینا شروع کیا جن میں نعت نبی اور مدحت شاہ خوباں تھی تو اللہ اکبر! جس کیفیت اور ادب کے ساتھ پڑھاتے تھے اسے کما حقہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

حدیث کی کتابوں کا جب درس دیتے تو اس میں بھی عبارت سنتے، طالب علم کو تخریج احادیث کا طریقہ بھی بتایا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے جب میں ثانیہ کا طالب علم تھا، جس برآمدہ پر آپ کی درسگاہ لگتی تھی اسی برآمدہ پر میں اپنی جماعت کے ساتھ بیٹھتا اور تکرار کرایا کرتا تھا۔ ایک بار خالی بیٹھا ہوا تھا، اس وقت میری گھنٹی خالی تھی اور تنہا بیٹھا تھا تو آپ کے پاس مشکوٰۃ شریف پڑھ رہے طلبہ کے ساتھ مجھے بھی شریک کر لیا، جب آپ نے کتاب پڑھانی شروع کردی تو دل تو باغ باغ ہو رہا تھا ابتدائی جماعت میں ہو کر وقت کے ایک جلیل القدر محدث کی حدیث بیانی سے محظوظ ہونے کا یہ موقع نصیب ہوا۔ جس شان سے آپ پڑھا رہے تھے اور ہر حدیث کی تشریح و تخریج احکام ومسائل میں قرآن کریم کی آیات پیش کر کے موقف اہل سنت کی تائید کرتے چلے جارہے تھے ایسا لگ رہا تھا امام اعظم اور اعلیٰ حضرت کا فیضان جاری ہے، اس دن لگ رہا تھا عراق وبغداد، کوفہ وبصرہ کے کسی جلیل القدر محدث کی درس گاہ سجی ہے۔

اس دوران زیر سبق حدیث کی شرح میں ایک حدیث آپ کے ذہن میں آئی اسے دیکھنا تھا کہ کس صفحہ پر ہے؟ چنانچہ آپ نے آنکھ بند کرلی، پھر کتاب بھی بند کرلی۔ اس کے بعد جس باب سے اس حدیث شریف کا تعلق تھا اس میں دیکھی تو وہ حدیث مل گئی۔ آج بھی کسی حدیث کا حوالہ مجھے دیکھنا ہوتا ہے تو آپ ہی کے اس طریقہ کو اپناتا ہوں اور الحمدللہ جس حدیث کی تلاش ہوتی ہے اسے متعلقہ ابواب میں پالیتا ہوں۔ جب بخاری، مسلم، اور ترمذی شریف کا درس دیتے تو نہایت ادب وتعظیم اور وقار کے ساتھ باوضو ہو کر، عمامہ سر پر باندھ کر اور خوشبو لگا کر پڑھاتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ آپ کا انداز تدریس بڑا ہی نرالا اور بے مثال ہوتا تھا اور ایک کامیاب مدرس کے لئے جتنے لوازمات وتجربات کا ہونا ضروری ہے وہ سب آپ کی ذات میں جمع تھیں اور حقیقت میں لائق وفائق مدرس وہی ہے جو اپنی بات طلبہ کے ذہن میں اتار دے اور ان کے ذہن کے پردے پر ابھرنے والا ہر شبہ رفع دفع ہو جائے، طالب علم کامل طور پر مطمئن ہو جائے اور کوئی گوشہ ان کے لئے تشنہ نہ رہے۔ بسا اوقات درس گاہ میں ترغیب اور طلبہ کو دعوت مطالعہ اور محنت وجانفشانی کے لئے اپنے زمانہ طالب

علمی کے حالات اور ذوق مطالعہ کی بناء پر اساتذہ کی نگاہوں میں مقبولیت حوصلہ افزا احوال وکوائف بھی بیان کرتے۔

تربیتِ طلبہ:

آپ تعلیم کے ساتھ تربیت پر بھی خاص توجہ دیتے اور طلبہ کے اخلاق وکردار کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش شب و روز کرتے تھے۔عقائد کی اصلاح، باطل فرقوں کا تعارف اوران کا رد کیسے کیا جائے، بدمذہبوں کی تردید میں دلائل وبراہین پر مشتمل محاضرات پھر مختلف حصوں میں طلبہ کو بھیجنا، اذان ونماز کی تربیت ان سب پر آپ خوب محنت کرتے تھے۔نیچے کی جماعت کے طلبہ سے لیکر اوپر تک کی جماعت کے طلبہ کی تربیت فرماتے تھے۔کبھی تو ایسا کرتے کہ جب عصر یا عشاء کی نماز کے لئے مسجد آتے تو جماعت سے پہلے کچھ طلبہ سے نماز کا مکمل طریقہ، رکوع، سجود، قومہ، جلسہ، قعدہ کیسے کیا جائے اور نماز کی کس حالت میں کہاں نظر ہو، دونوں پیروں کے درمیان کتنا فاصلہ ہو یہ سب عملی طور پر کرواکر دیکھتے تھے۔جو طالب علم صحیح صحیح بتادیتا اسے خوب سراہتے۔نماز کے لئے بچوں کو جگانے کے لئے ایک مدرس مقرر ہوتا اور کبھی آپ خود ہی بچوں کو جگادیتے تھے۔کبھی نماز میں کم بچے دکھتے تو تمام بچوں کو مسجد میں روک کر ایک مدرس کو کمروں کی تلاشی کے لئے بھیج دیتے اور جو نماز میں غیر حاضر ہوتا اسے مناسب سزا بھی دیتے اور ایک وقت مدرسہ سے کھانا بھی بند کردیتے۔

کبھی کسی طالب علم کی شرارت پر آپ کی نظر پڑجاتی تو اس کی اصلاح کے مختلف طریقے اپناتے، کبھی سرزنش بھی فرماتے ،کبھی زجر وتوبیخ بھی فرمادیتے اور کبھی درس گاہ میں کوئی واقعہ بیان کرکے اشارہ کے ذریعہ اصلاح فرماتے تھے۔

حضرت مولانا محمد نبی بخش کا بیان ہے کہ جب زمانہ طالب علمی میں طالب علم ہونے کی حیثیت سے کوئی شرارت ہوجاتی تو دوران درس ہی اس انداز میں اشارۃً تنبیہ واصلاح فرمادیا کرتے تھے کہ طالب علم پھر کبھی شرارت کرنے کو سوچتا بھی نہیں اور اصلاح کا انداز ایسا ہوتا تھا کہ لگتا تھا کہ اس کا تعلق بھی اسباق کے سے ہی ہو۔

منظری صاحب لکھتے ہیں:

’’ایک مرتبہ کا واقعہ ہے حافظ محمد حسین راج نگر نز د جئے نگر ضلع مدھوبنی بہار کو سبق پڑھا رہے تھے حضرت شیر نیپال نے سبق سے متعلق کچھ سوال کیا جس کا جواب حافظ محمد حسین نہیں دے پائے، ایک پیر میاں کہیں سے آئے تھے جو حضرت کی درسگاہ میں بیٹھے تھے پیر صاحب حافظ محمد حسین سے مخاطب ہوکر کہا گدھا اتنا بڑا ہوگیا اور جواب نہیں دے پاتا ہے۔اس لفظ سے حضرت کو جلال آگیا آپ نے پیر صاحب سے کہا آپ تو ہاتھی اتنے بڑے ہیں ذرا آپ ہی جواب دیجئے پیر صاحب بہت شرمندہ ہوئے اور حضرت کو سلام کرکے رخصت ہوگئے۔آپ درس وتدریس کے معاملہ میں سخت ضرور تھے مگر شفیق مربی بھی تھے طلبائے دین کا احترام فرماتے! کبھی سختی فرماتے تو کبھی نرمی۔

درشتی ونرمی بہم در نہ است
چوں رگ زن کہ جراح ومرہم نہ است

حضرت شیخ سعدی کے قول کے مطابق آپ کا عمل تھا۔(۱)

چند مشاہیر اساتذہ:

حضور شیر نیپال کے وہ اساتذہ جن کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذتہ کئے اور جن کی برسوں کی خدمت وصحبت نے آپ کو اس منزل پر پہنچادیا ان کے نام یہ ہیں:

(۱) جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ بانی جامعہ اشرفیہ (مبارکپور)

(۲) نائب شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ عبدالروف علیہ الرحمۃ بلیاوی (مبارکپور)

(۳) حضور بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان مصباحی اعظمی علیہ الرحمہ (گھوسی)

(۴) جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ سید محمد عارف رضوی علیہ الرحمہ (نانپارہ)

(۵) مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ خاں عزیزی مصباحی علیہ الرحمہ (بستی)

(۶) حضرت علامہ مولانا محمد کاظم علی خاں بستوی قدست اسرارہم العالیہ (بریلی شریف)

(۷) فخر اہل سنت حضرت علامہ مفتی جہاں گیر خاں زید مجدہ السامی (بریلی شریف)

(۸) شفیق ملت حضرت علامہ محمد شفیق اعظمی قدس سرہ العزیز (گھوسی)

(۹) حضرت علامہ مفتی قاری ظہیر الحسن قادری (اعظم گڑھ)

(۱۰) عم محترم حضرت مولانا محمد جمشید صدیقی علیہ الرحمہ لہنہ شریف (نیپال)

وضاحت: آپ کے اساتذہ میں حافظ زاہد حسین علی پٹی کا نام نہیں دیا گیا اور اسے حق پوشی بھی نہیں کہا جائے گا جیسا کہ یہ وسوسہ وگمان مولوی عثمان بیلاوی کے ذہن ودماغ میں پیدا ہوا اور اپنی کتاب ''آئینۂ حق نما'' نامی کتاب میں لکھ کر خود حق پوشی کے مرتکب ہوئے۔ کیونکہ حافظ زاہد حسین کے مدرسہ میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے حفظ کی ابتدائی تعلیم حاصل تو کی مگر حافظ زاہد حسین سے نہیں بلکہ مولانا عبدالمنان کلیمی کے والد مرحوم حافظ عبدالشکور صاحب سے۔ حافظ عبدالشکور مرحوم اچھے اور نیک فطرت انسان تھے۔

مناصب:

آپ نے تدریسی خدمات کا آغاز دارالعلوم علیمیہ دامودر پور ضلع مظفر پور بہار سے کیا اور ۲۰۱۵ء تک جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں تدریسی اور تعلیمی خدمات پر ماموررہے۔ اس دوران آپ صدر المدرسین، شیخ الحدیث، ناظم اعلیٰ، سربراہ اعلی اور ملکی سطح پر مفتی اعظم وقاضی القضاۃ کے منصب پر فائز رہے۔

القاب:

اپنے معاصرین میں آپ مکارم وفضائل اور کمالات میں فائق تھے اس لئے اہل علم نے آپ کو متعدد القاب سے یاد کیا

(۱) نقوش حیات ص36

،جن میں شیر نیپال اور مفتی اعظم نیپال مشہور ہیں۔ان کے علاوہ دیگر القاب یہ ہیں:

قاضی شریعت، بحر العلوم، قاضی نیپال، مفتی نیپال، مفتی عظیم اسلام، مفتی اعظم نیپال، محدث لاکلام، سیف اللہ المسلول، امیر شریعت، مناظر اسلام، تاج العلما، آبروئے نیپال، فخر سنیت، قاضی شریعت، مرجع الافتاوالارشاد، شیر اعلیٰ حضرت، شیر رضا، مجاہد اہل سنت، قائد اہل سنت، لشکر اسلام، مقتدائے اہل سنت، مخدم اہل سنت، چراغ مسلک اہل سنت، عزو ناز مسلک اعلیٰ حضرت، نور دیدۂ امام حسن بصری وعلامہ ابوالحسن اشعری وعلامہ ابوالمنصور ماتریدی وامام ہمام ابوحنیفہ وغوث اعظم انام سرکار قادریت محی الدین جیلانی وخواجۂ خواجگان چشت معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری وعلامہ فضل حق خیرآبادی وعلامہ فضل رسول بدایونی اور رفیق العلما۔

آپ کی دینی ومسلکی خدمات اور جلالت علمی دیکھ کر علماء ومشائخ نے آپ کو کئی اعزازی القاب سے تحریر وتقریر میں یاد فرمایا۔شیر نیپال کا لقب جو آپ کے نام کا جزء لاینفک ہے اس سے مدھوبنی کے مناظرہ میں آپ کے ذریعہ اہل سنت کو فتح مبین حاصل ہوئی تو علماء ومشائخ نے اس عظیم خطاب سے نوازا۔

قاضی نیپال کا لقب وعہدہ نیپال کے ایک بڑے تاریخی جلسہ میں عطا کیا گیا جس میں حضور سید العلماء علیہ الرحمہ، حضرت علامہ سید محمد عارف میاں رضوی اور بہت سے علماء ومشائخ رونق اسٹیج تھے۔

محدث کا لقب آپ کے استاذ محترم حضرت علامہ سید محمد عارف میاں رضوی علیہ الرحمہ شیخ الحدیث جامعہ منظر اسلام بریلی شریف نے دیا بلکہ ایک خط میں محدث کے ساتھ لاکلام کا بھی اضافہ ہے جس سے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ آپ کے محدث ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔

بیشک اللہ نے آپ کو علم حدیث میں کافی درک وملکہ عطا فرمایا ہے اور اس فن کے رموز واسرار سے آپ کے سینہ کو کشادہ فرمایا ہے اور اتنا وافر حصہ اس فن کا اور فن فقہ وعلم فقہ کا عطا ہوا کہ پورے ملک نیپال میں آپ بالخصوص ہر دو فن میں حذاقت ومہارت کی بنا پر منفرد ویکتا تھے۔اسی بنا پر علماء ومشائخ آپ کو تحریر وتقریر، خلوت وجلوت میں مفتئ اعظم نیپال اور محدث اعظم نیپال سے یاد کرتے تھے۔انکشاف حقیقت کے لئے سید صاحب کے اس خط کا اقتباس ملاحظہ کریں جو خط حضور شیر نیپال کے نام آپ نے ایک جنوری ۱۹۹۲ء میں تحریر فرمایا تھا:

''حضرت محترم قاضی نیپال، مفتی عظیم اسلام، محدث لاکلام گرامی مرتبت جناب مستطاب مولانا مفتی جیش محمد صدیقی قادری رضوی برکاتی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مولیٰ تعالیٰ آپ کو اور مجھے وجملہ اہل اسلام کو ہر آفت وبلا ارضی وسماوی سے ہمیشہ محفوظ ومامون رکھے آمین ثم آمین۔(انشاء اللہ علماء مشائخ عظام کی تحریریں مع اوصاف وآداب والقاب آگے باصرہ نواز ہوں گی۔)

اب ان القاب کا ذکر قدرے تفصیل وتبصرہ کے ساتھ ملاحظہ کیا جائے اور اندازہ لگایا جائے کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات کس قدر عظیم وگراں قدر اور اوصاف وکمالات سے بھرپور تھی۔

لشکر اسلام:

یہ وہ عظیم خطاب ودعاء ہے جس سے آپ کو استاذ افخم ومفخم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ محدث مبارکپوری بانی جامعہ اشرفیہ نے نوازا اور یاد فرمایا۔ جب آپ جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے تعلیمی سال مکمل کر کے اور دستار وسند فضیلت کے بعد اپنے وطن نیپال کے لئے پابرکاب ہوئے تو اس وقت خدمت دین کی ذمہ داری سونپتے ہوئے یہ جملہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی زبان فیض ترجمان سے بے ساختہ نکلا اور ایسا مقبول ہوا کہ تن تنہا وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو کارنامے بہت سے لوگ مل کر بھی اب تک انجام نہیں دے سکے اور آج بھی آپ کی سطوت علمی اور دینی تصلب کی ہیبت وجلال سے باطل پرستوں کا کلیجہ دھک دھک کرنے لگتا ہے۔

شیر نیپال:

اس لقب سے ہند و نیپال کے بڑے بڑے اکابر علماء ومشائخ اور فقہاء عظام نے یاد فرمایا ہے، جن میں سرفہرست حضور نظمی میاں، علامہ سید عارف صاحب، علامہ ارشد القادری، شیر بہار، شمس الاولیا وغیرہم ہیں۔ اور ایک تاریخ یہ بھی ہے کہ ۱۹۷۳ء میں باسوپٹی مدھوبنی ضلع میں میلاد کے موضوع پر سنی اور غیر مقلدین کے مابین مناظرہ ہونا طے پایا، جس میں ہندوستان و نیپال کے جید علمائے اہل سنت شریک تھے۔ اس مناظرہ میں اہل سنت کی طرف سے علماء ومشائخ اہل سنت نے آپ کو مناظر منتخب فرمایا۔ آپ اور حضور شارح بخاری علمائے غیر مقلدین کو للکارتے رہے، انہیں عار دلاتے رہے سامنا کرنے کی دعوت دیتے رہے اور دلائل وبراہین کی روشنی میں جشن میلاد نبوی کے انعقاد کو ثابت کرتے رہے، مگر بزدل علمائے غیر مقلدین اپنے اندر تاب مقابلہ پیدا نہ کر سکے اور نہ ہی سامنے آنے کی ہمت جٹا سکے اور رات ہی رات فرار ہوگئے، اس طرح اہل سنت کو کامیابی ملی اور اہل باطل کو شکست وہزیمت اور تمام حاضرین عوام پر اہل سنت کی حقانیت واضح ہوگئی اور بہت سے ایسے لوگ سنی ہوگئے جو وہابیوں اور بد مذہبوں کے دام فریب میں آگئے تھے۔ اس مناظرہ میں اہل سنت کی طرف سے حضور شارح بخاری، حضور بحر العلوم، امین شریعت سلطان المناظرین مفتی رفاقت حسین کانپوری، شیر بہار حضرت علامہ مفتی محمد اسلم رضوی مقصود پور وغیرہم جیسے اجلہ سرخیل علماء شریک تھے۔ انہیں علماء کرام نے آپ کو اسی موقع پر شیر نیپال کا خطاب عطا کیا اور یہ خطاب اتنا مقبول ہوا کہ آج حضور شیر نیپال نام سے کم اس خطاب سے زیادہ عوام وخواص میں متعارف ہیں۔

قاضی نیپال:

ربیع الاول ۱۳۹۴ھ میں آپ نے نیپال میں سب سے بڑی اور تاریخ ساز کانفرنس کروایا جس میں کثیر تعداد میں علمائے اہل سنت ومشائخ طریقت نے شرکت کی۔ ان شرکت کرنے والے مشائخ وعلماء میں حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ علیہ الرحمہ بھی تھے اور تمام علما ومشائخ نے آپ کی کارکردگی کو خوب سراہا اور لائق تحسین اور قابل تقلید کارنامہ بتایا۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ بھی تشریف فرما تھے آپ نے اپنے ہونہار شاگرد کے کارناموں پر بے انتہا خوشی کا اظہار فرمایا اور خوب دعاؤں سے بھی نوازا۔ اس کامیاب اور تاریخ ساز کانفرنس کے بعد پھر مسلمانوں میں اسلامی روح، ایمانی جذبہ پیدا کرنے کے لئے اور حضور رحمت عالم

ﷺ کی محبت وعظمت کا چراغ روشن کرنے کے لئے ۱۴۰۸ھ میں شہر جنکپور میں ہی ایک دوسرا تاریخ ساز کانفرنس کروایا جس میں ہندو نیپال کے کثیر علمائے اہلسنت اور اعاظم مشائخ ملت نے تشریف ارزانی فرمائی۔ اس عظیم الشان جلسہ میں شریک فرما تمام علماء و مشائخ نے اپنے ماتھوں کی آنکھوں سے آپ کی دینی خدمات اور کار افتاء وعہدۂ قضا کو بحسن وخوبی انجام دہی کا مشاہدہ فرمایا اور پورے ملک نیپال میں اس فن میں انفرادی اہلیت کا حامل آپ کو پایا تو اس خطاب سے یاد فرمایا اور عہدۂ قضا آپ کے سپرد کیا۔

آپ کے استاذ مکرم حضرت علامہ مولانا سید محمد عارف حسین رضوی ناناپاروی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث جامعہ منظر اسلام بریلی شریف اس کانفرنس اور آپ کی فقہی بصیرت اور عہدۂ قضا کی اہلیت وقابلیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''یوں تو میں ذاتی طور پر قاضی نیپال سے واقف ہی نہیں بلکہ ان کے علم وحلم اور ان کی بالغ النظری کا بہت ہی قریب سے عارف ہوں، تاہم فتاویٰ برکات میں آپ کے جس تبحر علمی کا ثبوت ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اب سے چند سال قبل جب علمائے اہل سنت کے ایک عظیم اجتماع میں بالاتفاق مولانا کو قاضی نیپال اور وہاں کے سب سے بڑے اور شریعت مطہرہ کے ذمہ دار مفتی کے منصب رفیع پر فائز المرامی کا اعلان کیا گیا تھا وہ آپ کی جزوی صلاحیتوں اور آپ کے زہد واتباع شریعت اور انتظامی امور کی بہترین انجام دہی پر منصب درس حدیث میں آپ کی اعلیٰ کارکردگی جیسی بہت سی خوبیوں کو دیکھا گیا تھا۔ مگر فتاویٰ برکات نے جنکپور دھام کی اس عظیم کانفرنس میں شریک جملہ علمائے کرام جن میں یہ گدائے رضوی بھی موجود تھا، سب کے دل باغ باغ کر دیئے اور یہ ثابت کر دیا کہ حضرت قاضی نیپال صرف منصب قضاء ہی کے اہل نہیں ہیں بلکہ سرزمین نیپال و ہند میں امیر شریعت و امیر کاروان اہل سنت ہیں۔ آپ نے بہت سے شرعی مسائل پر اپنی کوششیں صرف فرمائی ہیں جنہیں آپ نے اچھوتے طرز استدلال سے اس قدر صاف وواضح انداز میں علماء کے سامنے رکھا کہ بالآخر علماء کو نہ صرف یہ کہ آپ کی تحقیق اور فقہی وکلامی استدلال کو ماننا ہی پڑا بلکہ یہ اعتراف بھی کرنا پڑا کہ ہماری صف میں الحمد للہ اب بھی ایسے حق گو، حق نگر، حق پسند، باشعور متبحر علماء میں ایک مفتی جیش محمد صاحب صدیقی برکاتی ثم رضوی بھی ہیں''۔

جلسہ عام میں آپ کے قاضی نیپال ہونے کے اعلان سے پہلے بھی معتمد ومستند علما ومشائخ نے آپ کو منصب قضا تفویض کی تھی اور آپ کو ملک نیپال کا قاضی مقرر فرمایا تھا۔ منظری صاحب اس کا پس منظر وپیش منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت شیر نیپال کو موجودہ خانقاہ پھلواری کے عقائد کی تحقیق کے سلسلہ میں ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ جانا ہوا، ادارہ کے دفتر میں حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، حضرت قاضی شریعت نے فرمایا ہم لوگوں نے خانقاہ مجیبیہ کے موجودہ علما کو راہ راست پر لانے کی کافی کوشش کی اور فتاویٰ حسام الحرمین شریفین کی تصدیق پر زور دیتے رہیں، مگر ان لوگوں نے تصدیق نہیں کی انکار کرتے رہے اور علمائے دیوبند کی ان ہفوات پر جو شان الوہیت ورسالت کے خلاف اور گستاخی ہے انہیں خاطی کہنے کے موقف پر اڑے رہے اور صلح کلیت کو نہیں چھوڑا اور ان علمائے دیوبند کو (جنہیں علمائے حرمین شریفین ہند وسندھ نے کافر کہا ہے) مسلمان سمجھتے ہیں، اس کے بعد ادارہ شرعیہ نے ان لوگوں سے تعلقات ختم کر لئے۔ حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے

فرمایا ''مفتی جیش محمد صدیقی صاحب یہ آپ کا ہی حصہ تھا اور آپ ہی کا دل وجگر تھا کہ آپ نے اتنا بڑا کام انجام دیا ہے اور پھلواری علما کی صلح کلیت اور وہابیت نوازی کو بے نقاب کر دیا ہے۔ معلوم نہیں ہمارے علمائے کرام ومفتیان عظام اب تک اس مسئلہ میں کیوں خاموش رہے ہیں۔ میں آپ کی ہمت وجرأت کو داد دیتا ہوں، آپ نے بہت بڑا کام انجام دیا ہے اگر یہی آواز میں (ارشد القادری) اٹھاتا تو خانقاہ مجیبیہ کے مریدین ومعتقدین میرے سر کے بال نوچ ڈالتے اور میرا قدم پٹنہ بہار میں جمنے نہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ نے حق کو حق اور باطل کو باطل کر دیکھایا۔''

اس بات پر قاضی شریعت حضرت مولانا مفتی فضل کریم علیہ الرحمہ نے فرمایا ''مفتی جیش محمد صاحب آج سے میں آپ کو نیپال کے لئے قاضئ شریعت اور مفتی نیپال مقرر کرتا ہوں، اور نیپال کے دوسرے علاقہ میں جہاں آپ ضرورت سمجھیں اپنا نائب سہولت کے لئے مقرر کر سکتے ہیں۔ مفقود الخبر اور حق زوجیت ونان ونفقہ سے محروم کے حق میں ادارۂ شرعیہ کے اصول وضوابط کے طور پر فیصلہ دے سکتے ہیں۔'' حضرت شیر نیپال انکار کرتے رہے، مگر حضرت قاضی صاحب نے فرمایا آپ اس کے اہل ہیں، دین اسلام کے خاطر اور مسلمانوں کی سہولت کے لئے اس پر فتن دور میں یہ ذمہ داری آپ کو قبول کرنی پڑے گی، دامن بچانے سے کام نہیں چلے گا۔ حضرت شیر نیپال نے قاضی صاحب کے اصرار پر ذمہ داری قبول فرمائی۔ اس کے بعد شیر نیپال نے علامہ سے مخاطب ہوکر فرمایا سنا ہے کہ شاہ عون احمد کے بھائی شاہ عین احمد کے انتقال پر آپ نے تعزیت نامہ پیش فرمایا تھا۔ حضرت علامہ پر جلال لہجہ میں فرمایا ''اس وقت آپ جیسا کوئی مجاہد پیدا نہیں ہوا تھا جو پھلواری علما کی صلح کلیت کو بے نقاب کرتا اور پھلواری مریدین ومعتقدین سے جنگ لڑتا پھلواریت کے سلسلہ میں ہمارے علمائے اہل سنت خاموش تھے، اگر کوئی جملہ تعزیت نامہ میں شرعی گرفت کا ہے تو مجھے اس جملہ سے توبہ کرنے میں دومنٹ بھی نہیں لگیں گے'' علامہ نے دو انگل سے اشارہ کرتے ہوئے اپنے انداز میں فرمایا!

راقم کی دعا ہے کہ رب کریم اپنے پیارے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل حضرت علامہ کی مرقد انور پر رحمت ونور کی بارش برسائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ادارۂ شرعیہ میں جس وقت حضرت قاضئ شریعت مفتی فضل کریم صاحب قبلہ نے حضرت شیر نیپال سے یہ کہا تھا کہ آج سے میں آپ کو نیپال کے لئے قاضی اور مفتی مقرر کرتا ہوں حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے علاوہ (۱) سید ولی الدین صاحب پٹنہ (۲) حضرت مولانا ڈاکٹر حسن رضا خان پی ایچ ڈی (۳) حضرت قاری محمد اظہر اشرفی امام وخطیب لان مسجد پٹنہ (۴) حاجی عین الحق اشرفی مالک فرم حق برادرس پٹنہ (۵) حضرت علامہ عبد الحافظ علیہ الرحمۃ ادارۂ شرعیہ پٹنہ (۶) راقم الحروف عبد الجبار منظری کی موجودگی تھی۔ حضرت قاضی صاحب کے اس مبارک اعلان سے سبھوں کو خوشی ہوئی کہ حق بحق دار رسید سبحان اللہ والحمد للہ علیٰ ذالک۔(۱)

مفتی نیپال:

ملک نیپال میں جو شخصیت مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم لیکر اور حق وصداقت کا آفتاب و ماہتاب بن کر چمکی، جس کی محنت و

(۱) نقوش حیات ص ۵۲ تا ۵۴

مشقت اور تگ ودو سے پورے نیپال میں مسلک اعلیٰ حضرت کا مشن پھیلا اور اعلیٰ حضرت سرکار کے فتووں کو تحریر وتقریر کے ذریعہ عوام وخواص کے بیچ عام کیا اس شخصیت اور باوقار ہستی کا نام شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی ہے۔ملک کے ہر کونے میں آپ کے قلم حق رقم سے نکلا ہوا فتویٰ پہنچنے لگا اور لوگ مسائل شرعیہ، حلال وحرام، نکاح وطلاق اور عقائد ومعمولات میں آپ کے دارالافتا کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ بڑی خوش اسلوبی سے اس کام کو انجام دینے لگے،فقہ وفتاویٰ میں آپ کی استعداد وملکہ کا آوازہ ہر سو پھیلنے لگا اور اہل علم بھی آپ کی تہہ دار شخصیت سے واقف ہوگئے اور آپ کی فقہی بصیرت ومہارت پر اعتماد ہوگیا،اسی لئے علماء ومفتیان ہند آپ کو مفتی نیپال کے خطاب ولقب اور اعزاز سے نوازنے اور یاد کرنے لگے اور اس خطاب سے نوازنے کے لئے نیپال کی اس شخصیت کا انتخاب فرمایا جس نے حضور مفتی اعظم ہند کا فیض پایا ہے، بحر العلوم مفتی افضل حسین، حافظ ملت، علامہ عبدالرؤف بلیاوی اور بحر العلوم مفتی عبد المنان جیسے نازش فقہ وافتا، کہنہ مشق اور مفتی گر نفوس قدسیہ کی خدمت میں رہ کر کار افتا انجام دینے کا ہنر اور فن حاصل کیا ہے۔اور تمام علماء ومفتیان ذوی الاحترام نے آپ کو مفتی نیپال مانا۔اور نیپال میں آپ کے اثر ورسوخ کا اعتراف بھی کیا۔

شیر بہار،خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد اسلم رضوی علیہ الرحمہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں جس میں آپ نے حضور شیر نیپال کو مفتی نیپال سے یاد فرمایا اور آپ کی مقبولیت کو تسلیم بھی کیا۔ملاحظہ ہو مکتوب شیر بہار بنام شیر نیپال:

۷۸۶/۹۲

حضرت علامہ مفتی نیپال زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرصہ سے خیریت نہیں معلوم ہوسکی ضرورت شدیدہ کے باعث عریضہ حاضر خدمت ہے۔معلوم ہوا ہے کہ کشمیری مسجد کاٹھمنڈو میں امامت کی جگہ خالی ہے۔اور نظم آپ کے سپرد ہے، اس کے لئے اپنے بڑے ابا حضرت شیر گجرات مدظلہ کو پیش کررہا ہوں۔ویسے حضرت شیر گجرات دامودر صادق علی صاحب کے مدرسہ میں علاوہ طعام وراہ ڈیڑھ سو روپے تنخواہ پارہے ہیں۔لیکن ان کی دلی خواہش ہے کہ وہ جگہ حاصل ہوجائے۔غالبا آپ کے پاس خط لکھ چکے ہیں ملا ہوگا۔ہماری بھی گزارش ہے کہ اولیں فرصت میں حضرت شیر گجرات کے لئے منتخب فرمادیں۔امید کہ جواب سے جلد نوازیں گے،نوازش ہوگی۔اساتذہ کرام واحباب اہل سنت وطلباء کرام کی خدمت عالیہ میں ہدیہ سلام مسنون ودعائے مسنون۔فقط والسلام

محمد اسلم رضوی غفرلہ

جامعہ قادریہ مقصود پور اورئی مظفر پور (محررہ ۵؍صفر ۱۳۹۴ھ)

نیز اس خطاب سے بقیۃ الاکابر، قدوۃ الاواخر، حامی السنن، ماحی الفتن، کبیر العلماء، کریم الفضلاء مولانا مفتی محمد فضل کریم صاحب قبلہ نے بھی اپنی تحریر میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو یاد فرمایا ہے۔آپ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت علامہ مفتی محمد جیش صاحب مفتی نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، آپ ایک متبحر عالم وسیع النظر مفتی، باکمال خطیب، صاحب درس وتدریس ہونے کے ساتھ ہی رموز شریعت واسرار طریقت سے واقف کار بھی ہیں۔(۱)

امیر شریعت:

اس خطاب سے آپ کو نوازنے والی شخصیت جامعہ منظر اسلام کے سابق شیخ الحدیث اور آپ کے استاذ گرامی قدر استاذ العلما، پیر طریقت، ماہر علم وفنون حضرت علامہ ومولانا مفتی سید عارف حسین رضوی علیہ الرحمہ ہیں۔ جنہوں اپنے اس ہونہار شاگرد کو ،حضور حافظ ملت کی امانت و آرزو کو، مسلک اعلیٰ حضرت کے پاسبان کو، مارہرہ مطہرہ کی روحانی اولاد کو اور قوم وملت کے نقیب و ترجمان کو جہاں محدث وفقیہ اور قاضی ومفتی نیپال کے اعلیٰ خطاب سے نوازا وہیں امیر شریعت کے عظیم لقب سے بھی نوازا۔ چنانچہ آپ فتاویٰ برکات کے حصہ دوم میں اپنی تقریظی تحریر میں فرماتے ہیں:

''حضرت قاضی نیپال صرف منصب قضاء ہی کے اہل نہیں ہیں بلکہ سرزمین نیپال و ہند میں امیر شریعت و امیر کاروان اہل سنت ہیں۔''

مفتی اعظم نیپال:

اسی کانفرنس منعقدہ ۱۴۰۸ھ میں آپ کو مفتی اعظم نیپال کا خطاب دیا گیا جس میں علماء وسادات کرام رونق اسٹیج تھے۔ ملک وبیرون ملک سے آئے ہوئے تمام سوالات واستفتاء کا جواب بڑی محنت وعرق ریزی اور تحقیق کے ساتھ تاحیات دیتے رہے اور یہی وجہ ہے کہ پورے ملک نیپال کے مفتی اعظم ہونے کا سہرا آپ ہی کے سر پر سجا رہا۔ کانفرنس میں علماء وسادات نے مفتی نیپال کا تاج آپ کے سر سجایا اور اسی کانفرنس میں آپ کی پہلی کتاب مجموعہ فتاوی ''فتاوی برکات اول'' کا اجرا ہوا۔ اس خطاب سے نوازنے والی علمی شخصیتوں میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور جمال ملت حضرت علامہ الشاہ محمد جمال رضا صاحب قبلہ بریلی شریف اور شمس الاولیاء حضرت علامہ مفتی شمس الحق رضوی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما بھی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند کے پاس ایک مکتوب حضور شمس الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارسال فرمایا تو حضور شیر نیپال کا تعارف اسی خطاب کے ساتھ کرایا، چنانچہ اس مکتوب کے اخیر میں حضور شمس الاولیا تحریر فرماتے ہیں:

''نیز حضرت علامہ مفتی اعظم نیپال کے بارے میں جو لوگ کہتے ہیں کہ سنی عالم پر کفر کا فتویٰ دیتے ہیں یہ الزام بے بنیاد ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت پر چلنے والا اس علاقہ میں ان سے بڑھ کر نہیں دیکھ رہا ہوں''۔

غور کیجئے جب حضور مفتی اعظم ہند نے اس مکتوب کو پڑھا ہوگا اور آپ کی خدمات سے آگاہ ہوئے ہوں گے تو کس قدر خوش ہوئے ہوں گے اور کتنی دعائیں دی ہوں گی کہ ملک نیپال میں کوئی عاشق اعلیٰ حضرت ہے جو اس مسلک پر پختگی کے ساتھ قائم ہے اور اعلیٰ حضرت کے مشن کی اشاعت میں شب وروز مصروف ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے دور میں آپ مفتی نیپال نہیں

(۱) تاثر بر فتاویٰ برکات حصہ اول

بلکہ مفتیِ اعظم نیپال بھی تھے، جس پر حضور مفتی اعظم ہند کی رضا بھی شاہد ہے۔ نیز حضور شیر نیپال کے مفتی اعظم نیپال ہونے پر مہر حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ سے بھی لگ گئی۔

مفتیِ عظیم نیپال:

یہ وہ خطاب ہے جس سے اکثر اہل علم وفن نے یاد فرمایا اور تحریر وخطاب میں بار بار آپ اس سے نوازے جاتے رہے مگر خاص طور پر اس خطاب سے آپ کے استاذ جلیل حضرت علامہ مولانا سید محمد عارف رضوی شیخ الحدیث جامعہ منظر اسلام نے نوازا اور بارہا اس کے ذریعہ یاد بھی فرمایا۔ جیسا کہ گذشتہ اوراق میں سید صاحب قبلہ کی تحریر میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

محدث نیپال:

حضور شیر نیپال کی حدیث دانی وحدیث بیانی اور علم حدیث میں کمال مہارت وحذاقت کا اعتراف تقریباً تمام اہل سنت کے علماء ومشائخ کو ہے خاص طور پر وہ اساتذہ جنہوں نے حدیث اور اصول حدیث کی کتابیں پڑھائیں انہیں آپ کے تبحر فی الحدیث کا کافی علم وتجربہ تھا۔ ظاہری بات ہے کہ استاذ اپنے شاگرد کے کمال علم وہنر سے جس طرح آشنا ہوگا اتنا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ پھر اساتذہ بھی اس کا اعتراف واظہار کریں تو اس شاگرد کے تبحر فی العلم میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ خطاب وتمغہ بھی آپ کے استاذ حضرت علامہ مولانا سید محمد عارف رضوی شیخ الحدیث جامعہ منظر اسلام نے ہی عطا کیا۔ سید صاحب قبلہ کی تحریر گذشتہ اوراق اور فتاویٰ برکات حصہ دوم میں پڑھی جا سکتی ہے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بلاشبہ محدث اعظم نیپال تھے اور حدیث وعلم حدیث کی اشاعت وخدمت میں جو خدمات آپ نے ملک نیپال میں انجام دی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ حدیث کی بڑی بڑی کتابوں بطور خاص صحاح ستہ کا درس دے کر اس علم کو فروغ دیا اور طالبان علوم حدیث کے سینوں کو علم حدیث کی خوشبو سے معطر فرمایا۔ عوامی جلسوں اور اسٹیجوں کی بات کریں تو انہیں بھی محدثانہ شان وشوکت کے ساتھ زینت بخشی اور عوام الناس کو بھی حدیث کی مہک اور اس کے نور سے معطر ومنور فرمایا۔ آپ کی تصانیف وتالیفات اور مجموعہ فتاویٰ کو دیکھیں تقریباً ہر صفحہ فتاویٰ برکات کا احادیث مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے پھولوں سے باغ و بہار لگتا ہے۔ تباہی ان گناہوں، برکات الاحادیث، احسن الاحادیث، ہدایت کا راستہ، احسن الکلام فی رد القرأت خلف الامام، برکات چہل حدیث، بیس رکعات تراویح دلائل کی روشنی میں، داڑھی کی شرعی حدوحیثیت وغیرہ کتابوں اور تالیفات کا مطالعہ کیا جائے تو کثرت کے ساتھ احادیث رسول کریم علیہ افضل الصلوات والتسلیم دیکھ کر اس بات کی تصدیق بھی ہو جاتی ہے اور مطالعہ کے دوران آنکھیں بھی ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور دل بھی مسرت سے جھوم اٹھتے ہیں۔ اگر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمات واشاعت حدیث پر لکھا جائے تو کئی سو صفحات پر مشتمل کتاب تیار ہو جائے۔ بس اتنا سمجھ لیجئے کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ محدث اعظم کے قابل افتخار لقب کے اہل ہی نہیں بلکہ اس لقب کی شان کو بھی برقرار رکھا اور اس کی عزت ولاج بھی رکھی اور اکابر علمائے اہل سنت نے اس بات کی تصدیق بھی کی۔

شیر رضا:

ملک نیپال میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ وہ عظیم شخصیت ہے جس نے مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں بے مثال قربانیاں پیش کی ہیں اور اس مسلک پر مخالفین و معاندین کی طرف سے لگائے جانے والے تمام بے بنیاد الزامات و پیرو پیگنڈوں کا نہایت محققانہ جواب دیتے رہے۔ تحریر و تقریر اور مناظرہ کے ذریعہ یہ بات واضح کرتے رہے کہ یہ کوئی نیا مسلک نہیں بلکہ مسلک اسلاف کرام اور افکار اسلام کے صحیح ترجمان کا نام ہے۔ نہایت بے باکی، جرأت و شجاعت اور بہادری و بے خوفی کے ساتھ اس مسلک حق کی اشاعت اور صحیح تصویر پیش کرنے کے اعتراف میں سید ملت، شہزادۂ حضور سید العلماء حضرت مولانا سید آل رسول حسنین نظمی میاں علیہ الرحمہ مارہرہ شریف نے ''جلسۂ برکات النبی'' لہنہ شریف منعقدہ ۱۵، ۱۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰، ۲۱/ اپریل ۲۰۱۱ء میں ''شیر رضا'' کا عظیم خطاب عطا فرمایا۔ اور اسی جلسہ میں حضور نظمی میاں علیہ الرحمہ نے فرمایا:

''مفتی صاحب آپ اپنا مشن آگے بڑھاتے رہیے پورا خاندان برکات آپ کی پشت پر ہے، آپ کا پسینہ جہاں گرے گا میرا خون وہاں گرے گا''

مناظر اسلام:

یہ عظیم تمغہ صدر العلماء، وقار اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف نے ۲۹/ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ میں عطا فرمایا اور آپ کے قلم حق و زبان فیض ترجمان سے نوازا گیا یہ لقب اتنا مقبول ہوا کہ تقریبا تمام اکابر و مشائخ نے اس لقب و خطاب سے آپ کو یاد فرمایا ہے اور مناظر اسلام ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ دراصل کئی ایک مناظرے کا چیلنج بدعقیدہ علما نے آپ کو دیا آپ نے سنیت کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے ان وہابی دیوبندی مولویوں کے چیلنج کو قبول فرمایا کئی ایک میں تو مولویان گمراہ گر اور ان کے مناظر آنے کی ہمت ہی نہیں کر سکے اور کئی ایک میں انہیں ''فبھت الذی کفر'' کا مصداق بنا کر ذلیل و خوار فرما دیا۔ بس آپ کی شجاعت و دلیری اور مناظرانہ شان و کمال کو دیکھ کر بیشتر علما نے اس خطاب سے یاد فرمایا ہے۔

مجاہد اہل سنت:

یہ بات سب پر عیاں ہے کہ حدیث میں ہے کہ جابر و ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا جہاد ہے۔ متمرد و سرکش کی سرکشی، باغیان مصطفیٰ کی سرتابی کے لئے اگر کوئی زبان و قلم کا سہارا لیتا ہے اور حق کی تلوار بن کر مخالفین و معاندین نبی کی بدعقیدگی و گستاخی کی گردن اڑائے تو وہ سب سے بڑا مجاہد اور بطل اعظم کہلائے گا۔ دینی ملی خدمات میں رات و دن کوشاں رہے تو اسے جہاد فی سبیل اللہ کا درجہ ضرور عطا کیا جائے گا۔ ہر کس و ناکس، عام و خاص، اور علماء و مشائخ جانتے ہیں کہ نیپال کی سرزمین پر یہ کارنامہ شیر نیپال نے حضرت خالد بن ولید کی جرأت و استقلال کا مظہر بن کر بخوبی انجام دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ رئیس القلم، قائد اہل سنت، مناظر اعظم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے آپ کو شیر نیپال جیسے لقب کے ساتھ مجاہد اہل سنت کے خطاب و لقب سے بھی یاد فرمایا ہے۔ آپ کا مکتوب گرامی ملاحظہ کریں:

۹۲/۸۶ء

شیر نیپال، مجاہد اہل سنت حضرت مولانا مفتی محمد جیش صاحب دامت برکاتہ

تہدیہ سلام ورحمت، مزاج گرامی

حضرت مولانا عبد الجبار صاحب منظری کے ذریعہ آپ کی دعوت پہنچی۔ان شاء المولیٰ تعالیٰ آپ کے اجلاس ۱۴ر نومبر کو میں شریک ہورہا ہوں۔اس تاریخ میں ۹۱۸ نمبر ا کسپریس سے دس بجے دن کو میں مظفر پور پہنچوں گا۔ازراہ کرم اسٹیشن پر گاڑی کا انتظام رکھئے گا تاکہ مجھے کوئی تکلیف نہ ہو۔مستعد اور متعارف آدمی گاڑی کے ساتھ بھیجئے گا۔آدمی سیڑھی پر سامنے موجود رہے۔والسلام

آپ کا مخلص ارشد القادری خادم ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ، ۳ر۱۱ر۸۷

تاج العلماء:

اس عظیم خطاب سے آپ کو امین شریعت مفتی اعظم ہالینڈ حضرت علامہ مفتی عبد الواجد علیہ الرحمہ نے یاد فرمایا۔ایک جلسہ میں حضور شیر نیپال اور حضور مفتی اعظم ہالینڈ دونوں بزرگ تشریف فرما تھے،حضور مفتی اعظم ہالینڈ کا خطاب پرمغز ہو چکا تھا آپ کے بعد حضور شیر نیپال کرسی خطابت پر آخری خطیب وناصح کی حیثیت سے جلوہ بار ہوئے۔آپ کی خطابت وموعظت شروع ہونے سے قبل حضور امین شریعت نے آپ کی شخصیت پر کچھ روشنی ڈالتے ہوئے آپ کو قاضی القضاۃ نیپال، مفتی اعظم نیپال اور تاج العلماء جیسے القاب وخطابات سے یاد فرمایا اور ان القاب وآداب کے ذریعہ آپ کا تعارف کرایا۔دونوں بزرگ رونق اسٹیج اس انداز میں تھے کہ لگتا تھا چاند وسورج زمین پر اتر آئے ہوں۔نور سے منور چہروں کی زیارت سے مجمع مستفیض ومستنیر ہورہا تھا،دونوں بزرگوں کی زیارت اور فیض رساں وناصحانہ خطاب سے حاضرین نے خوب لطف اٹھایا۔اس سے یہ بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دونوں شخصیتوں میں کس قدر گہرے تعلقات وروابط تھے اور ایک دوسرے کا کس درجہ احترام واکرام کیا کرتے تھے۔

آبروئے نیپال:

یہ عظیم اور خوبصورت خطاب آپ کو حضور جمال ملت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ جمال رضا خاں بریلی شریف نے عطا فرمایا۔اور اس خطاب سے نوازتے وقت عوام اہل سنت اور علماء اہل سنت نیپال سے مخاطب ہو کر فرمایا:

’’مسلمانو!ایک عالم دین طریقت میں بھی تمہارا رہبر ہے اور شریعت میں بھی تمہارا رہبر ہے۔نیز آپ نے فرمایا کہ شیر نیپال کا دامن پکڑو گے تو مصطفی کی بارگاہ میں غوث اعظم کے وسیلے سے پہنچو گے،غریب نواز کے وسیلے سے پہنچو گے اور صرف پانچ واسطوں سے سلسلہ معمریہ میں حاضر ہو جاؤ گے۔‘‘

رفیق العلما:

اس خطاب ولقب سے جماعت اہل سنت کے معتبر ومفتخر علما ومشائخ نے آپ کو یاد فرمایا،جن میں حضرت حافظ حمید الرحمن

پوکھریرا شریف کی ذات سرفہرست ہے۔جنکپور میں عید گاہ کے پاس شہر جنکپور کا جو پہلا جلسہ بنام جلسہ عید میلا دالنبی منعقد ہوا تھا اسی موقع سے آپ کو یہ خطاب دیا گیا۔حضرت منظری صاحب لکھتے ہیں:

’’پیر طریقت حضرت حافظ حمید الرحمٰن صاحب، محبوب العلماء حضرت مولانا محبوب رضا صاحب، حضرت مولانا یوسف صاحب، انجم کمالی صاحب، ودیگر علمائے کرام نے حضرت شیر نیپال کو’’ رفیق العلماء‘‘ کے خطاب سے نوازا اس وقت جلسہ میں موجود علماء اور سامعین حضرات نے نعرۂ تکبیر ورسالت کی صدا بلند کرتے ہوئے اس کی تائید کی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آپ رفیق العلماء اور شفیق الطلباء تھے علمائے اہل سنت کا احترام فرماتے،ان کے دینی کاموں سے خوش ہوتے۔طلبہ کے لئے شفیق مربی تھے کبھی کوئی شخص طلبہ کے لیے نازیبالفظ استعمال کرتا تو آپ ناراض ہوجاتے۔(۱)

فخر سنیت اور قاضی شریعت:

صوفی باصفا،خلیفہ حضور تاج الشریعہ،حنیف ملت حضرت مولانا الشاہ محمد حنیف قادری علیہ الرحمہ کٹیاوی جن کے قدوم میمنت لزوم کی برکتوں کے سبب اس قریہ سعیدہ کو مدینۃ العلماء ہونے کا شرف حاصل ہے اور آج سینکڑوں کی تعداد میں علماء، حفاظ، خطباء، شعراء، ادباء اور مفتیان کرام و مصنفین عظام موجود ہیں۔اور ہر سال غالبا پندرہ شعبان کو عرس بھی لگتا ہے جس میں ہزاروں عقیدت مند کی حاضری ہوتی ہے۔اسی مقتدر اور عظیم شخصیت نے حضور شیر نیپال کو فخر اہل سنت اور قاضی شریعت کے خطاب سے یاد فرمایا۔اور اس میں کوئی شبہ نہیں، یقینا آپ جماعت اہل سنت کے لئے ایک عظیم سرمایہ افتخار ہیں،آپ کی ذات پر جتنا بھی ناز کیا جائے کم ہے۔اللہ تعالیٰ ملک نیپال کے سنی خوش عقیدہ مسلمانوں کے سروں پر ایسے عظیم قائد کے فیوض وبرکات کا ابر نازل فرمائے۔ اس خطاب سے حنیف ملت نے آپ کو ۲۱؍ربیع الاول ۱۴۱۱ھ میں یاد فرمایا تھا، جب ایک نزاعی مسئلہ کی نزاکتوں سے نیپال کے علماء وعوام کو آگاہ فرما کر وہاں کے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

’’فخر سنیت، قاضی شریعت حضرت علامہ مفتی محمد جیش صاحب قبلہ مدفیضہ الباری نے اس نازک راہ میں اپنی بالغ نظری، دینی فراست سے جس ہمت اور حوصلہ کے ساتھ مسلمانان ہندو نیپال کی قیادت فرمائی ہم ان کے ممنون ومشکور ہیں‘‘۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

العبد العاجز محمد حنیف حنفی قادری

صدر المدرسین مدرسہ مظہر العلوم

مقام سسوا کٹیا،ضلع مہوتری (ترائی نیپال)

تاریخ:۲۱؍ربیع الاول ۱۴۱۱ھ

زیارت حرمین شریفین:

روئے زمین پر دو شہر ایسے ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے وہ عظمت وتوقیر اور رفعت وبلندی عطا کی ہے کہ اس پایہ کا

(۱) نقوش حیات ص ۳۶

کوئی اور شہر نہیں ہے۔ جو مہبط انوار الٰہی اور مصدر برکات یزدانی اور مولد وہجرت گاہ صاحب سیر مکاں ولا مکاں ہیں۔ اور وہ ہیں مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ۔ جن کے شوق دید میں ہر فرد مسلم، عاشق شہ پیغمبر کے نین وجگر بیقرار رہتے ہیں کہ کاش وہ لمحہ سعید میسر ہو اور خانہ خدا کعبہ معظّمہ کی زیارت کرسکوں، طواف کعبہ کا شرف حاصل ہوجائے، سعی صفا مروہ، رمی جمار، وقوف مزدلفہ وعرفات، قیام مینا و، مقام ابراہیم کی زیارت، آب زمزم کا پینا، اور حجر اسود کے بوسہ کی سعادت سے سرفرازی ہو اور پھر کعبہ کے کعبہ مدفن خیر الانام، شہر شاہ خوباں کی گلیوں، گذرگاہوں، چراگاہوں، درودیوار، گنبد ومینار، مسجد نبوی، استن حنانہ، ریاض الجنہ، اس شہر عظیم کے ریگستان ونخلستان، ریت و ذرات، پودوں، چمنوں اور کلیوں کی زیارت کروں اور اپنی عقیدت ومحبت کا نذرانہ سرکار دوجہاں کی بارگاہ میں پیش کرسکوں۔

دیکھادے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

دینا کے جس خطہ وحصہ اور جس کونے میں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا شیدائی اور عاشق صادق ہوتا ہے اس کے دل میں مدینے پاک کے دیکھنے کی بے تابیاں اور امنگیں ہوتی ہیں۔ سرزمین نیپال میں بھی سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ کا ایک عاشق صادق محب مخلص، سرکار کی عظمت وناموس پر جان ودل قربان کردینے کا جذبہ بیکراں لئے ہوئے اپنی زندگی کے پل اسی آس میں گذار رہے تھے کہ کاش مدینے کے والی کی بارگاہ عالی جاہ میں حاضری ہوجائے اور پھر اس حاضری کے طفیل کعبہ کی زیارت بھی میسر ہوجائے۔

وصل نبی کا قلب میں ارمان لئے ہوئے
زندہ ہوں یہ حیات کا عنوان لئے ہوئے
ذوق نگا ہ و اشک پریشاں لئے ہوئے
طیبہ کی یاد میں ہوں ساماں لئے ہوئے

وہ عاشق رسول، متبع شریعت وسنت حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ذات ہے، جو مدینہ سے دور رہ کر احادیث مصطفیٰ کی روشنی میں کعبہ ومدینہ کی وادیوں، خارزاروں، پودوں، چمنوں، ریتوں، ذروں اور ان مبارک شہروں سے منسلک ہر چیز کی یاد سے خود کو معمور کررہے تھے اور اس یاد جاناں سے اپنے دل کو بہلا رہے تھے۔ آخر وہ دن آ ہی گیا جب مدینہ کے والی کا بلاوا آیا اور ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۹۹۳ء سنہ میں حرمین شریفین اور دوسرے مقامات مقدسہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اپنے دل بیتاب کو تسکین کا سامان فراہم کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے متعدد انبیاء کرام، صحابہ ذی الاکرام، تابعین ذوی الاحترام اور اولیاء وصلحاء عظام کے مزارات پر انوار پر غلامانہ حاضری دی اور ان کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہوئے۔

دوسرا سفر حج وعمرہ:

جب سے زیارت حرمین شریفین سے واپس ہوئے تب سے آپ کے دل میں حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و وارفتگی میں مزید اضافہ ہوگیا اور ہر وقت آپ کی نگاہوں کے سامنے مدینہ پاک کی درودیوار، روضہ انور، سنہری جالیوں اور مسجد نبوی

وغیرہ کا نقشہ گردش کرنے لگا اور پھر دل تمنائے زیارت شہ کونین میں بیتاب رہنے لگا اور دل سے یہی صدا آرہی تھی کہ ؎

مدینہ آؤں یہ جی چاہتا ہے
جالیاں چوموں یہ جی چاہتا ہے

چنانچہ پھر دوسری بار اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا، اپنے مقدس گھر اور اپنے پیارے محبوب صاحب لولاک، سکون قلوب عاشقاں محمد عربی ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت سے نوازا اور بارادۂ عمرہ ۲۰؍شعبان ۱۴۳۴ھ مطابق ۳۰؍جون ۲۰۱۳ء آساڑھ ۱۶؍گتے ۲۰۷۰ بکرمی میں آپ عازم سفر زیارت حرمین شریفین ہوئے۔ دس دن شعبان کے اور گیارہ دن رمضان المبارک کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں گذار کر ۱۱؍رمضان المبارک ۱۴۳۴ مطابق ۲۱ جولائی ۲۰۱۳ء ساون ۶ گتے ۲۰۷۰ بکرمی کو آپ کی واپسی ہوئی۔

تیسری بار زیارت حرمین شریفین:

اپنے محبوب ومطلوب، جان کائنات، قرار دل عاشقاں ﷺ کی یاد و وارفتگی میں ایک ایک پل بسر کرنے والا عاشق صادق، محب مخلص کا دل جب دیار محبوب کی دید اور جلال کعبہ کے اشتیاق نے تڑپانا شروع کیا تو پھر تیسری بار اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر اور شب اسریٰ کے دولہا کے روضہ مقدسہ کی زیارت کے شرف سے نوازا اور تکمیل آرزو کے لئے ربیع الاول شریف ۱۴۳۷ھ میں سفر عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی۔

چوتھی بار زیارت حرمین شریفین:

پھر جب اس عاشق صادق کا دل محبوب ومطلوب اور جان ایمان کے شہر پر انوار، گنبد پر بہار اور کعبہ معظّمہ کے جلوؤں کو دیکھنے کے لئے بیقرار ہوا تو شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ مطابق مئی ۲۰۱۷ء میں بمبئی سے عازم سفر ہوئے اور حرمین شریفین کی زیارت سے رمضان المبارک کے عشرۂ اولیٰ کے اختتام پر واپس ہوئے۔

آخری سفر حرمین شریفین:

حضور شیر نیپال قدس سرہ العزیز محبوب خدا ﷺ سے بیحد عقیدت ومحبت رکھتے تھے، سرکار مدنی تاجدار ﷺ کا ذکر جمیل خوب کثرت سے کیا کرتے تھے، درود کی کثرت بھی آپ کا خاص وظیفہ تھی اور حب نبی ﷺ کا نشہ اتنا کہ بار بار دیار محبوب میں حاضری کی تمنا لئے رہتے تھے، ربیع الاول شریف کا مہینہ جیسے ہی تشریف لاتا تو پھر آپ کی جو کیفیت ہوتی وہ دیدنی ہوتی، عشق رسول میں اس قدر تڑپتے کہ سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری سے ہی قرار ملتا۔ پھر ربیع النور محبوب کی یادوں کا سہانا منظر لے کر جلوہ بار ہوا، عاشق صادق کا دل بے تاب ہوا، زیارت محبوب کا شوق مشتعل ہوا، ضعف ونقاہت ہے، متعدد امراض کا حملہ ہے مگر رسول خدا ﷺ کی محبت میں اس قدر سرشار تھے کہ نہ ضعف ونقاہت زیارت تربت پیمبر ﷺ کے لئے مانع ہوسکی اور نہ امراض کے حملوں میں آپ کے جذبات کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی تاب تھی۔ ربیع الاول شریف ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۹؍نومبر ۲۰۱۹ء کا

چاند طلوع ہو چکا تھا، رخت سفر باندھا اور کوئے یار کے لئے روانہ ہو گئے۔ کوئے یار کی زیارت کا یہ سفر آپ کی حیات کا آخری سفر اور بالمشافہ دیدار محبوب ﷺ سے شرف یابی کا پہلا سفر تھا۔

آپ نے اپنی پوری زندگی میں ایک حج اور سات عمرہ کئے۔

بارگاہ غوث اعظم میں حاضری:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو سلطان الاولیا، تاجدار بغداد و جیلاں، غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیحد محبت و عقیدت فرماتے تھے، اکثر آپ کا ذکر جمیل کیا کرتے تھے، گیارہوں شریف کے موقع پر جامعہ میں آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے محفل بھی تزک و احتشام کے ساتھ منعقد کرتے اور طلبہ کو آپ کی شخصیت سے آشنا کرتے اور آپ کے فضائل و مناقب بھی بیان فرماتے تھے۔ جلسوں میں بھی اکثر آپ کا ذکر کرتے تھے اور بیعت و ارادت کے وقت تو لازما کرتے تھے کہ آپ کے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں ہی مریدوں کو داخل کرتے تھے۔ آپ کے حوالے سے ایک استفتا آپ کے دارالافتا میں آیا جس میں حضور غوث اعظم کی ایک خوبی پر کسی نے اعتراض کیا تھا اسی کے حوالے سے سائل نے آپ کی طرف رخ کیا تھا۔ آپ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و کمالات اخبار الاخیار مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور مجدد دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب فتاویٰ رضویہ سے ایسا بیان فرمایا کہ ایک رسالہ ہی تیار ہو گیا، عشق و عقیدت اور محبت و وفا کے ایسے جواہر پارے آپ نے اس فتویٰ میں بکھیرے ہیں کہ ان تحریروں کو پڑھ کر دل جھوم جاتا ہے، عشق و محبت کی دنیا مہک اٹھتی ہے۔ فتویٰ کا آغاز جن القاب و آداب اور اوصاف و کمالات سے کیا ہے اگر ایک ایک لفظ و جملہ کی تشریح کی جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ اس فتویٰ کو اس فقیر سراپا تقصیر نے شان غوث الوریٰ کے نام سے ترتیب دیا ہے، اس میں جو فارسی عبارتیں تھیں ان کا ترجمہ افادت کے پیش نظر کر دیا گیا ہے، یہ کتاب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات میں ہی دو ہزار کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کی ابتدائی تحریر کو ملاحظہ کریں اور اندازہ لگائیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور شیر نیپال کو کس قدر محبت تھی۔

’’غوث الثقلین، غیث الکونین، غیاث الدارین، مغیث المہلوکین، امام الفریقین، واہب المراد، قطب الارشاد، فرد الافراد، سید الاوتاد، مصلح البلاد، نافع العباد، دافع الفساد، سلطان السلاطین، محی الملۃ والدین والحق والشرع المتین والسنۃ والطریقۃ والاسلام المبین، شیخ الطالبین والصالحین والکاملین، سیدنا مولانا غوثنا وغیثنا ومغیثنا وغیاثنا وعوننا ومعیننا ابو محمد محی الدین عبد القادر الحسنی والحسینی الجیلانی البغدادی رضی اللہ المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی شان ارفع واعلیٰ بڑے بڑے علماء، فضلاء، کملاء، فصحاء، بلغاء کی زبان بیان سے افضل و اعلیٰ وبالا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات و کرامات، خصائص و درجات، فضائل و مقامات، محاسن و امارات اور ولایت و تصرفات احصار و شمار سے فزوں، مرتبہ قطبیت کبریٰ و ولایت عظمیٰ کے ساتھ آنحضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ المولیٰ تعالیٰ مخصوص من عند اللہ بقول ’’قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ‘‘، ماموروسائر انواع کرامات وخوارق عادات آپ رضی اللہ عنہ کے لئے دلائل و براہین کے

ساتھ ثابت اور صفت اماتت واحیاء وابراء اکمہ وابرص وتصحیح مرضیٰ وتشفیہ اعلاء وطی زمان ومکان متحقق۔‘‘(۱)

کتاب کے اخیر میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

’’یہ فضائل غوث اعظم کے بحر ذخار اعظم کے موجوں کے لہروں سے ایک اقل قلیل چھینٹا ہے۔ بلا شک وشبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعطائے الٰہی مردوں کو زندہ اور زندوں کو مردہ اور فقیر کو امیر اور امیر کو فقیر، جاہل کو عالم اور عالم کو جاہل بنانے کی قدرت و اختیار رکھتے تھے اور رکھتے ہیں اور رکھیں گے۔ اور ان کے علاوہ بے شمار فضائل وکمالات، کشف وکرامات جیسا کہ بالا بیان سے ظاہر وباہر اور یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے خاص فضل کرم سے ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (سورہ حدید-21) يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (اعمران-74)(۲)

مذکورہ بالا تحریر واقتباسات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کس قدر آپ شیدائی و عاشق تھے۔ اور اسی عشق ومحبت کا اثر تھا کہ کثرت کے ساتھ آپ غوث پاک کا ذکر کرتے تھے اور ہمیشہ آپ کی بارگاہ میں حاضری کے متمنی رہتے تھے۔ آخر جب بلاوا بارگاہ غوثیت سے آیا تو آپ نے ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق جنوری ۲۰۱۸ء میں پہلی بار بغداد شریف غلامانہ حاضری دے کر آپ کے آستانہ کی چوکھٹ کو بوسہ دیا۔

دوسری بار ۸/ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۲۰۱۸ء، ۲۹/گتے اگہن ۲۰۷۵ بکرمی بروز ہفتہ کو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے اور اس مبارک سفر میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ کا فیض حاصل کرنے کے ساتھ بغداد معلی میں آرام فرما اور بھی اولیا کرام کی چوکھٹوں پر حاضری دی اور اپنے دامن میں ان بزرگوں کا فیض جمع کرتے رہے۔

اس کے بعد نومبر ۲۰۱۹ء میں جب آپ عمرہ شریف کے لئے حرمین شریفین حاضر ہوئے تو اسی دوران آپ نے بارگاہ غوثیت میں بھی حاضری کا ارادہ فرمایا اور مکمل تیاری بھی ہو چکی تھی مگر حرمین شریفین کی زیارت سے واپسی کے بعد امراض نے آپ پر اس قدر حملہ کیا کہ بغداد شریف کی حاضری نہیں ہو سکی البتہ خالق حقیقی سے جا ملے۔

جب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ دوسری بار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں بغداد مقدسہ حاضر ہوئے تو اس بار آپ کی حاضری کا منظر نہایت ہی پرکیف اور عاشقانہ تھا اور ایسی حاضری کہ بارگاہ غوثیت میں آپ مقبول ہو گئے اور ولایت و روحانیت کے آثار وعلامات کے علاوہ ایک اور بڑی علامت رونما ہوئی۔ اور وہ یہ کہ جب آپ بغداد شریف میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس سے متصل مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے تو کچھ ہی فاصلہ پر وہاں کے ایک فقیہ اور روحانی شخصیت شیخ جنید بن عواد بن مرعی بن حسن الحسینی السامرائی آپ کو بغور دیکھ رہے تھے اور اس وقت تک دیکھتے رہے جب تک آپ نماز پڑھتے

(۱) شان غوث الوریٰ
(۲) شان غوث الوریٰ

رہے۔جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ شیخ آپ کے پاس آکر آپ کو سلام کیا،آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔اس وقت آپ کے برادرزادہ وخلیفہ حضرت مولانا محمد عارف رضا مصباحی ازہری برکاتی بھی یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے،انہوں نے شیخ سے پوچھا :لم قبلت یدیه و رجلیه؟ آپ نے نیپال کے شیخ محترم کے دست و پا کو بوسہ دیا ہے آخر وجہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کان هو یصلی والنور یخرج من جبهته۔ جب وہ نماز پڑھ رہے تھے تو میں نے نور کی شعائیں ان کی پیشانی سے نکلتے دیکھا اس لئے میں نے دست و پا کو بوسہ دیا۔ پھر کچھ دیر دونوں بزرگوں میں گفتگو کا سلسلہ جاری رہا، رخصت سے قبل حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے انہیں اپنی خلافت واجازت سے بھی نوازا۔ شیخ محترم بغداد شریف کے محلہ صلاح ایوبی کے رہنے والے تھے،کلیہ امام اعظم سے فقہ میں ڈاکٹری کی تھی اوراسی کلیہ میں پروفیسر کی حیثیت سے تدریس کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔

اساتذہ اور دیگر اکابر علماء کی نظر میں:

حضور شیر نیپال اپنی نظافت ونفاست، ذکاوت اور تعلیمی ذوق وشوق کی بنا پر ابتدائی تعلیم کے اساتذہ سے لیکر دروس عالیہ کے اساتذہ کے محبوب نظر اور نور قلب وجگر رہے ہیں۔تمام اساتذہ آپ کے ساتھ لطف وکرم اور شفقت ومحبت کا معاملہ فرماتے اور آپ بھی اپنے ان اساتذہ کا حد درجہ احترام وتوقیر کرتے تھے۔کبھی ایسا موقع نہ آنے دیا کہ کسی استاذ نے کوئی کام کرنے کو کہا ہو اور آپ نے ناگواری یا تعمیل حکم میں پس وپیش کیا ہو۔آپ کے اساتذہ کشف اسرار ومضمرات ،حل غوامض ومشکلات اور سخت سے سخت ترین مسائل کی گتھیوں کو چٹکیوں میں سلجھانے میں طاق تھے تو ہونہار تلمیذ بھی بحر معارف سے جواہر غالیہ اور لؤلؤ مکنونہ برآمد کرنے کی صلاحیت سے آراستہ وپیراستہ تھے۔آپ کی فکری رجحان کو دیکھ کر دلجوئی فرماتے ،کبھی اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تو اس کے لئے اساتذہ کا دروازہ کھٹکھٹانے میں حیا کو آڑے نہیں آنے دیتے بلکہ بغیر کسی ہچکاہٹ کے بصد ادب واحترام حاضر ہوتے اور تنقیح مسائل کے بعد واپس ہوتے۔درس گاہ میں آپ خوب مطالعہ کرکے جاتے ،کسی موقع پر آپ کے اور اساتذہ کے مابین بحث وتمحیص کا سلسلہ چھڑ جاتا تو ہفتہ عشرہ کے بعد ہی کسی ایک نتیجہ پر پہنچتے ،آپ اعتراض مع دلائل پیش کرتے اساتذہ جواب دیتے مگر پھر بھی تسکین خاطر نہ ہوتی تو نتیجہ کار آپ ہی کے مدلل جواب کو اساتذہ ترجیح دیتے اور پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہتے کہ بیٹا تم ہی جیتے۔

اس سے آپ حضور شیر نیپال کی ذہانت اور زمانہ طالب علمی میں ہی کثرت مطالعہ ،باریک بینی کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ اساتذہ آپ سے کس قدر خوش رہتے تھے اور کتنا چاہتے تھے اور ساتھ ہی بحث ومباحثہ کے موقع پر کس قدر ہمت افزائی فرماتے۔آج اگر شاگرد کو کوئی بات دوران درس سمجھنے سے رہ جائے یا حل غوامض کی خاطر ہی طلبہ کوئی شبہ قائم کردیں تو ناراضگی کا اظہار اور نالائق وگستاخ کہہ کر شاگردی سے نکالنے میں تامل بھی نہیں ہوتا اور عمر بھر عتاب ناروا کی بجلی برستی رہ جائے۔عصر حاضر کے بعض اساتذہ کے بارے میں تو یہاں تک سنا گیا ہے کہ اعتراض کرنے والے طلبہ کو یہ کہہ کر چڑھاتے ہیں کہ تمہیں اعتراض کا حیض آتا ہے۔معاذاللہ!

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ، حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ، بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ گھوسی ،وقار اہل سنت حضرت علامہ سید محمد عارف حسین رضوی علیہ الرحمہ اور حضرت علامہ مفتی محمد ظہیر الحق علیہ الرحمہ آپ سے بیحد محبت وشفقت فرماتے تھے۔

آپ کی فراغت کے بعد بھی یہ حضرات اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہتے اور حالات حاضرہ سے باخبر کرتے رہتے، کوئی نیا فتنہ ابھرتا تو اس سے نپٹنے کے لئے اس کے طریقہ کار اور مصلحت وحکمت سے ضرور آگاہ کرتے، صبر آزما اور نازک حالات سے کیسے نبرد آزما ہونا چاہئے ان سے ہمیشہ اطلاع کرتے رہتے۔ نیپال میں رد پھلواریت میں جو کردار آپ نے ادا کیا ہے اس کی وجہ سے نیپال میں پھلواریت کے حامی کچھ افراد آپ کے مخالف وحاسد ہوگئے اور ہمیشہ آپ کے خلاف سازشیں رچتے رہتے تھے، اس لئے ان اساتذہ اور بزرگوں کے یہاں آپ کے خلاف کوئی استفتا جاتا تو آپ کو فوراً مطلع کر کے حقیقت حال سے آگاہی بخشنے کے لئے خط بھیجتے۔

پٹنہ بہار میں پھلواریت کا ایک مسئلہ اٹھا آپ کے پاس استفتاء آئے آپ نے حضرت علامہ مفتی عبدالواجد مفتیٔ ہالینڈ سے حقیقت حال معلوم کرنے کے بعد حکم شرعی تحریر فرمایا، سلسلۂ مجیبیہ سے مسلمانوں کو دور رہنے اور بائیکاٹ کرنے کا حکم دیا۔ اس کا اثر نیپال میں بھی ظاہر ہوا اور مسئلہ بہت نازک ہو گیا اسی وجہ سے نیپال کے علماء وعوام دو حصوں میں بٹ گئے۔ اس موقع پر حضور شارح بخاری نے آپ کے نام ایک خط لکھا اور وقت کی نزاکت سے آگاہی بخشی اس خط سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ پھلواریت ضرور ایک فتنہ تھی جس کی سرکوبی اور رد کے لئے حضور شارح بخاری نے بھی سعی بلیغ فرمائی تھی۔

آپ اپنے خط میں لکھتے ہیں:

> عزیز سعید! زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عوافی مزاج!
>
> پھلواری والوں کا معاملہ بہت پیچیدہ اور سنگین ہے، کسی بات کو اٹھانے سے پہلے اہل حل وعقد سے مشورہ ضروری ہوتا ہے اور اب یہ بات بالکلیہ مفقود ہو چکی ہے۔ جوشیلا نوجوان لوگ جس مسئلے کو چاہتے ہیں اٹھا دیتے ہیں۔ ہر بات نہ لکھنے کی ہوتی ہے نہ تشہیر کی۔ امان ۶۶ پھلواروی کی تحریر بریلی شریف میں میں نے حاصل کی تھی جس کے ذریعے میں نے پھلواری کے سیکڑوں مریدین کی بیعت تڑوائی اور مشائخ اہل سنت سے مرید کرایا"۔ (۱)

نوٹ: اس خط میں حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ نے پھلواریوں کے سرغنہ امان اللہ کی گمراہ کن تحریر کا ذکر کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ امان اللہ پھلواری کا عقیدہ درست نہیں تھا، ورنہ پھلواری پیروں کی بیعت توڑوا کر مشائخ اہل سنت سے بیعت کروانے کا کیا مطلب؟ ضرور پھلواریت کے افکار ونظریات گمراہ کن تھے۔ اور بطور خاص شاہ امان کا نظریہ اہل سنت کے مسلمہ افکار ونظریات کے قطعی خلاف تھے اس لئے شاہ امان کی فکری واعتقادی شرارت وفتنہ سے عوام اہل سنت کو آگاہ کرنا اور بچانا شرعی تقاضہ تھا اور اسی شرعی تقاضہ کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے تحریر وتقریر کے ذریعہ پورا کیا جس کے نتیجے میں لاکھوں سنی مسلمانوں کا ایمان عقیدہ محفوظ ہو گیا۔ اس کے باوجود اگر کوئی شیر نیپال کے حسد میں آپ کی مخالفت کرے اور پھلواری کی تائید کرے خصوصیت کے ساتھ شاہ امان اللہ کی جس کے فکری واعتقادی خبث کو مشائخ وعلمائے اہل سنت نے ظاہر کیا تو یہ نادانی، ضد وہٹ اور بیجا غلط شخص

(۱) مکتوب بنام حضور شیر نیپال ۱۵۔۵۔۱۹۹۵ء

کی تائید کرنا ہے جس کا انجام کسی سے مخفی نہیں ہے۔اسی لئے علمائے نیپال سے عرض کروں گا کہ اگر نیپال میں بھی کوئی شاہ امان کا معتقد ہے تو اس سے دور رہیں اور یہ قطعی نہ دیکھیں کہ فلاں عالم نے شاہ امان کو القاب سے یاد کیا تو فلاں نے اس کی موت پر اظہار تعزیت کیا۔کیونکہ ہوسکتا ہے ان سے شاہ امان کا خبث باطن چھپا رہا ہو اور لاعلمی میں کلمات تحسین لکھ اور بول گئے ہوں اور علم ہونے پر رجوع کرلیا ہو یا کسی مصلحت شرعی کے تحت ایسا کرنا پڑا ہو جیسا کہ علامہ ارشد القادری اور مولانا انیس عالم سیوانی علیہما الرحمہ اور دیگر علمانے رجوع فرمالیا۔اب اسے ہمیشہ کے لئے ثبوت بنا کر پیش کرنا اور شاہ امان کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان رہنا کون سی دانشمندی ہے۔

حضرت بحرالعلوم کے پاس استفتا گیا جس میں آپ کے بارے میں لکھا گیا تھا کہ آپ اہل پھلواری کو کافر کہتے ہیں تو آپ نے ایک خط آپ کے نام لکھا جس کی تحریر یہ ہے:

۷۸۶

مکرمی حضرت مولانا صاحب السلام علیکم

امید کہ مزاج بخیر ہوگا، میرے یہاں ایک استفتاء آیا کہ ایک مولوی صاحب اہل پھلواری کو کافر کہتے ہیں۔ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ میں نے ان کو لکھا کہ آپ ان مولوی صاحب کا نام لکھئے تا کہ میں ان سے خود تفصیل معلوم کروں کہ اہل پھلواری میں کن کو اور کن وجوہ کی بنیاد پر کافر کہتے ہیں۔ تا کہ ان کے بارے میں رائے قائم کرنے میں حق بجاب ہوں۔انھوں نے آپ کا نام لکھا۔مجھے امید ہے کہ آپ پوری تفصیل سے جن لوگوں کو آپ نے کافر کہا اور ان کے اسباب کفر کیا ہیں۔اور کیا اس وقت اس قسم کا کوئی جھگڑا آپ سے کسی سے چل رہا ہے۔تا کہ میں بصیرت پر ہوجاؤں اور بے خبری میں کوئی ایسی بات نہ لکھ دوں کہ بعد میں رجوع یا پچھتاوا ہو۔والسلام(۱)

۴رستمبر ۲۰۱۴ء کو آپ خواجہ ہند حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے آستانہ مقدسہ پر حاضری کے لئے اجمیر شریف تشریف لائے، اس عقیدت ومحبت سے حاضری دی کہ گلاب کے پھولوں سے بھری ٹوکری سر پر اٹھائے آنکھیں نیچے کئے سر جھکائے مکمل ادب واحترام کے ساتھ مع حلقہ مریدین مزار پرانوار پر حاضری دی، فاتحہ وقل پڑھ کر دعائیں مانگی۔فاتحہ اور نذرونیاز کے بعد لوٹے تو شاہجہانی مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے نماز مغرب کی امامت آپ نے ہی فرمائی۔نماز سے جیسے ہی فارغ ہوئے تو خادم آستانہ گل گلزار چشتیت، شہزادۂ حضور غریب نواز حضرت سید مہدی میاں دامت برکاتہم القدسیہ مع احباب آپ کے استقبال کے منتظر تھے، اپنی دولت کدہ ''بیت النور'' پر لے گئے، خواجہ پاک کے مزار مبارک سے مس کردہ ایک چادر سے دستار آپ کے سر پر باندھ کر احترام واستقبال کیا اور ڈھیر ساری دعاؤں سے نواز کر بصد اکرام رخصت کیا۔رخصت پر حضرت سید صاحب قبلہ کو

(۱)عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

ایک کتاب فتاویٰ برکات حصہ ثانی تحفۃً پیش کی جس پر سید صاحب نے بیحد مسرت وشادمانی کا اظہار فرمایا۔

حضرت سید افسر پاشا حیدرآبادد امت برکاتہم القدسیہ جو حضور شیر نیپال کے خلیفہ بھی ہیں اور ان کا حلقہ ارادت بھی بہت وسیع ہے جب بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے ملتے تو آپ کی دست بوسی کرتے تھے اور بیحد عقیدت ومحبت وعاجزی سے پیش آتے تھے۔حضور شیر نیپال کی بڑی عزت وتعظیم کرتے تھے۔ایک بار جب حضور شیر نیپال حیدرآباد کے دورہ پر تھے،تو ارادہ ہوا کہ سید صاحب سے بھی ملاقات کرلوں،ادھر جب سید صاحب قبلہ کو علم ہوا کہ حضور شیر نیپال تشریف لا رہے ہیں اپنے مریدین کے ایک بڑے قافلہ کے ساتھ آپ کے استقبال کے لئے نکل پڑے اور آبادی سے تیس کلومیٹر آپ کے استقبال کے لئے باہر تشریف لائے۔جب سید صاحب قبلہ کے دولت کدہ پر حضور شیر نیپال کی آمد ہوئی تو سید صاحب قبلہ بیحد مسرور ہوئے۔اس قدر آپ کے دیوانے ہوئے کہ جس پلیٹ میں حضور شیر نیپال نے کھانا تناول فرمایا تھا اس پلیٹ میں پانی ڈال کر اس پانی کو پی گئے۔اتنی محبت و عقیدت اور عزت وتعظیم آپ کی کیا کرتے تھے۔

تاثرات کے ضمن آپ کے حوالہ سے علماء ومشائخ کے تاثرات درج کئے جائیں گے تاکہ اندازہ لگایا جاسکے کہ اکابر علماو مشائخ میں آپ کی شہرت ومقبولیت کس قدر تھی اور کس نگاہ سے علماء ومشائخ آپ کو دیکھتے تھے۔سردست نواسۂ حضور شیر نیپال مفتی عبد المصطفی برکاتی مصباحی کے مضمون بعنوان ’’میرے نانا حضور کچھ یادیں کچھ باتیں‘‘ سے چند اقتباسات من وعن نقل کئے جارہے ہیں۔

(۱)علاقے کے علما کو چھوڑ بھی دوں تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ناچیز کو ابھی تک بہت سے اکابر علمائے کرام ومشائخ عظام سے ملاقات اور اکتساب فیض کا موقع ملا ہے اور ان سے مل کر مجھے اپنے نانا کی شہرت ومقبولیت کا بھی اندازہ ہوا ہے،ایسا میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ جب بھی انھیں معلوم پڑتا ہے کہ میرا تعلق نیپال سے ہے تو ان کا اگلا سوال یہی ہوتا ہے کہ نیپال کے ایک بڑے عالم شیر نیپال صاحب ہیں،ان کو جانتے ہو۔ان میں سے چند کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

(۲)جب میں بنگلور کے مرکزی ادارے مرکز اہل سنت جامعہ حضرت بلال میں زیر تعلیم تھا تو اس مدرسے کے ناظم تعلیمات استاذ محترم،مفتی کرناٹک حضرت مفتی انور علی صاحب قبلہ مصباحی تھے۔ایک مرتبہ گھنٹی کے دوران مجھ سے نام اور علاقہ پوچھا،تو میں نے جیسے ہی نیپال بتایا تو فوراً اگلا سوال کیا کہ اچھا تم نیپال کے ہو۔وہاں کے ایک مشہور عالم دین مفتی جیش محمد صاحب قبلہ ہیں،ان کو جانتے ہو؟ میں نے ہاں میں جواب دیا اور آگے یہ بھی ملا دیا کہ وہ میرے نانا جان ہیں۔فرمایا اچھا ماشاءاللہ آپ کے نانا میرے درسی ساتھی ہیں۔وہ بہت اچھے اور بہت قابل عالم دین ہیں۔

(۳)پھر جب میں اعلیٰ تعلیم کی تلاش میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور پہنچا تو استاذ محترم صدر العلما،خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ نے ایک بار پوچھا کہ نیپال کے مفتی جیش محمد صاحب کو جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں جانتا ہوں وہ میرے نانا جان ہیں۔اس کے بعد سے بارہا میرے ذریعہ حضور شیر نیپال کی خیریت دریافت فرماتے تھے اور سلام بھیجا کرتے تھے۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بھی مصباحی صاحب قبلہ کا حال دریافت فرماتے تھے اور ایک دو بار میرے ذریعہ سلام بھی بھجوایا۔حضور مصباحی

صاحب قبلہ نے انتقال کے بعد تعزیت نامہ بھی ارسال فرمایا۔ نانا کے انتقال کے بعد جامعہ البرکات علی گڑھ میں جب حضور مصباحی صاحب قبلہ سے ملاقات کا شرف ملا تو جنازے کے وقت کے حالات معلوم کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ نیپال کے سب سے بڑے عالم وہی تھے، انھوں نے فراغت کے بعد سے ہی اپنے علاقے میں بہت کام کیا ہے اور آپ کا کام تعلیمی، دینی اور سماجی مختلف طریقے کا تھا۔ آج انھیں کی وجہ سے نیپال میں علما کی ایک ٹیم تیار ہو چکی ہے۔

(۴) جامعہ اشرفیہ کے زمانہ طالب علمی میں ہی میری ایک اور مایہ ناز شخصیت حضرت علامہ عبد المبین نعمانی صاحب قبلہ سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے بھی پہلا سوال یہی کیا اور بعد میں پوچھا کہ مفتی صاحب ابھی کیسے ہیں؟ ان سے بہت دنوں سے ملاقات نہیں ہوئی ہے، پہلے عرس حافظ ملت میں آتے تھے تو ملاقات ہو جاتی تھی، جہاں تک مجھے یاد ہے کہ میں ان سے آخری بار مارہرہ شریف میں ملا ہوں۔ مفتی صاحب بہت نیک اور باعمل عالم دین ہیں۔ ایسے ہی جامعہ اشرفیہ کے دیگر اساتذۂ کرام کو بھی جب معلوم ہوتا کہ میں نیپال کا ہوں تو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خیریت ضرور دریافت فرماتے تھے۔

(۵) میں جامعہ اشرفیہ سے علم کی تلاش میں جامعہ البرکات علی گڑھ پہنچا تو یہاں تاج المشائخ، پیر طریقت، امین ملت حضور سید امین میاں صاحب قبلہ اور صوفیِ باصفا، رفیق ملت حضور سید نجیب میاں صاحب قبلہ سجادگان خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو مخدوم گرامی حضور امین میاں صاحب قبلہ کو بھی جب معلوم ہوا کہ میں نیپال کا رہنے والا ہوں تو فوراً آپ نے دریافت فرمایا کہ نیپال کے ایک بڑے مولانا ہیں مفتی جیش محمد صاحب ان کو جانتے ہیں؟ وہ کیسے ہیں؟ ہماری خانقاہ سے ان کے بہت پرانے تعلقات ہیں۔ انھوں نے نیپال میں ہمارے سلسلے کو بہت پھیلایا ہے۔(۱)

قدر ومنزلت:

خدائے قادر وقیوم نے آپ کو ایسی قدر ومنزلت، عظمت ورفعت، علو وکرامت، قبولیت وشہرت، حسن وجمال، عز وجلال اور اعزاز واکرام سے نوازا تھا کہ اپنے تو اپنے غیر بھی عقیدت وارادت مندی کے پھول نچھاور کرتے نظر آتے تھے اور ایسی عظمت وشوکت اور قبولیت حاصل کیوں نہ ہو کہ جو شخص خدا کے لئے کسر نفسی اور تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کو خلائق کے مابین ایسی عزت عطا فرماتا ہے کہ ساری خلائق کی نگاہیں اس کی طرف مرتکز ہو جاتی ہیں، ہر فرد اس مقبول بندہ اور عالم متواضع وخاشع کو عزت وتوقیر اور تعظیم وتبجیل کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ علماء ہوں کہ عوام اہل سنت، خانقاہوں کے سجادگان ہوں کہ مساجد ومدارس کے متولیان واراکین، اہل سیاست ہوں کہ اہل فکر ونظر، امراء ہوں کہ مساکین وغرباء ہر ایک نے آپ کو عزت ووقار سے دیکھا اور سب نے آپ کا احترام واستقبال کیا۔ شیوخ مصر، علمائے ہند ونیپال، سادات مارہرہ مطہرہ، مشائخ بریلی شریف اور ہر خانقاہ ودرگاہ میں آپ کو یکساں عزت وقبولیت حاصل ہے اور سب آپ کی عظمت وجلالت کے معترف ہیں۔ اگر آپ کی عزت وعظمت اور اہمیت کی معرفت نہیں ہے تو کور چشموں کو نہیں ہے ورنہ حقیقت بیں کی زبان وقلم آپ کی تہہ دار شخصیت کی مدحت سرا ہیں اور آپ کی عظیم

(۱) مضمون میرے نانا حضور کچھ یادیں کچھ باتیں۔

خدمات اور قابل قدر شخصیت کے معترف ہیں۔

حضور شیر نیپال جہاں کہیں تشریف لے گئے قدر ومنزلت اور عزت واعزاز سے نوازے گئے، ہر جگہ سنت رسول کی موتیاں بکھیرتے گئے، راہوں میں گلہائے عقیدت ومحبت لٹائے گئے اور جہاں قدم رنجہ ہوجاتے اپنی یادیں چھوڑ جاتے، جس گلی وکوچہ سے گذر جاتے اپنی پہچان چھوڑ جاتے، ہر دل کو عشق ومحبت رسول ﷺ کی خوشبو سے معمور کردیتے اور عاشقان مصطفیٰ ہوتے ہی ایسے لوگ ہیں جو عشق نبوی کی خوشبو سے قلب وجگر، راہ وڈگر اور قریہ ونگر کو معطر کردیں۔ آپ کی قدر ومنزلت، رفعت و بلندی، شان و شوکت، عظمت خداداد کا اعتراف واقرار اور اظہار سادات ومشاء اور علماء وفقہا جیسے حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء، حضور مفتی اعظم ہند، تاج الشریعہ، فقیہ ملت، خطیب البراہین، صوفی نظام الدین، جمال ملت علامہ جمال رضا خاں، حضور قمر رضا، علامہ تحسین رضا، علامہ تسلیم رضا حضور محدث کبیر، علامہ فداء المصطفیٰ، حجۃ العلم مفتی محمد قدرت اللہ، مفتی مالوہ مفتی حبیب یار اندور، مفتی مجیب اشرف ناگپور، حضور شمس الاولیاء، حضور شیر بہار، شیر گجرات، حضور غیاث ملت کالپی شریف، حضور امین ملت، شرف ملت، حضرت نجیب حیدر میاں، منانی میاں بریلی شریف، حضور شارح بخاری، حضور حافظ ملت، علامہ عبد الرؤف، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی، بحر العلوم مفتی افضل حسین مونگیری، شہزادۂ قطب مدینہ علامہ سید عبد الرحمن مدنی مدینہ شریف، مفتی آل مصطفیٰ گھوسی، مفتی محمد نظام الدین رضوی اشرفیہ، علامہ عبد المبین نعمانی چریا کوٹ، قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری جمشید پور، مفتی محمد مطیع الرحمن مضطر مظفر پور، قاضی عبد الرحیم بستوی بریلی شریف، علامہ صدر العلما علامہ محمد احمد حسین مصباحی اشرفیہ مبارکپور، مفتی عبد الواجد قادری دربھنگہ، شیخ ابو بکر ملیباری کیرالا، مفتی اعظم کانپور مفتی محمد رفاقت حسین وغیرہم نے تحریر وتقریر کے ذریعہ کیا ہے اور خوبصورت القاب وآداب سے آپ کو یاد فرمایا ہے اور آپ کے وصال پر ملال پر تقریبا ہندوستان کے تمام مشائخ وعلما کرام نے جن القاب وآداب اور محبت بھرے انداز میں تعزیت نامہ لکھا ہے اس سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کا مقام علما کے مابین کیا تھا۔ اور ان علماء ومشائخ کا آپ کو سراہنا، آپ کی دینی ملی کارناموں اور مجاہدانہ دینی خدمات سے خوشیوں کا اظہار کرنا اور آپ سے محبت قائم کرنا یقینا آپ کے عظیم المرتبت اور مقبولیت کی دلیل اور برہان عظیم ہے۔

شہرت ومقبولیت:

آپ نام ونمود اور اپنی تشہیر واذاعت سے ہمیشہ دور رہے، خودنمائی، لاف زنی اور خود بینی کے عیب سے دور رہنا آپ کا وطیرۂ خاص تھا۔ ہر کام خلوص کے ساتھ انجام دینا، ہر عمل میں رضاء رب کی طلب، اس کے رسول ﷺ کی اتباع وخوشنودی ملحوظ ہوتی تھی۔ کسی سے دوستی وبغض بھی الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی تفسیر ہوتی تھی۔ اسی اخلاص کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے عظیم شہرت وقبولیت سے نوازا تھا اور آج بھی بعد وصال ہر ایک کی زبان پر آپ کا نام ہے، بچہ بچہ آپ سے واقف ہے، سب آپ کو نام سے کم لقب شیر نیپال سے زیادہ جانتے ہیں۔ سب کو یہ معلوم ہے کہ ملک نیپال میں آپ کا آپ کا شمار ان عبقری اور نابغہ روزگار شخصیات میں ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت وعظمت اور رفعت وکمال سے نوازا ہے۔

ہم لوگ بچپنے کے زمانے میں کہتے تھے کہ حضرت کے بعد آپ کی جگہ کون سنبھالے گا اور کون اس شان وبان اور علم وعمل کا جامع فرد بن کر افق ملک پر ابھرے گا؟ اور اس فکر میں تو اکثر لوگوں کو غلطاں دیکھا جب کہ اس وقت تک میں نے آپ کو دیکھا بھی نہیں تھا ،صرف نام ہی سنا تھا۔جس شہرت ومقبولیت کے فلک پر آپ تخت نشیں تھے اس سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل امر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس قدر عظمت ورفعت سے نوازا ہے اور آپ اللہ عزوجل اور حضور اکرم ﷺ کے کتنے محبوب تھے۔حدیث قدسی ہے کہ اللہ جب کسی بندہ کو محبوب بنالیتا ہے تو طائر سدرہ کو حکم دیتا ہے کہ لوگوں میں اعلان کردو کہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں۔

شہرت کا عالم یہ ہے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی یہاں تک کہ غیر مسلم بھی آپ کی ذات سے واقف ہیں۔سچ فرمایا اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز نے ؎

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

آپ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا عبدالجبار منظری صاحب تحریر کرتے ہیں:

''حضرت شیر نیپال کا شمار موجودہ دور کے اکابر علمائے اہل سنت میں ہوتا ہے جن کی دینی خدمات قیامت تک جاری وساری رہیں گی ،وہ اگر چہ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں لیکن اپنی عظیم خدمات دینی وتبلیغی درس وتدریس ،افتاء وفتویٰ کا فروغ ،دعوت رشد وہدایت ،مسلک ومشرب کی اشاعت اور تنہا نیپال وبیرون نیپال میں سلسلۂ برکاتیت کی ترویج واشاعت ،احقاقِ حق وابطال باطل ،علماء پھلواری کی صلح کلیت کا افشا ،بدمذہبوں سے پھلواری علما کے روابط وراہ رسم وداد ومحبت کی نقاب کشائی اور نبی اکرم علیہ السلام سے عشق ومحبت ،اتباع سنت ،زہد وورع وتقویٰ کا انعام خداوندی جو آپ کو نصیب ہوا ان وجوہات سے آپ آج بھی زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔آپ کے ہزاروں شاگردان ،خلفاء ،مریدین ومعتقدین ملک وبیرون ملک میں پھیلے ہیں اور اسلامی خدمات انجام دے رہے ہیں ،تحفظ دین متین اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں لگے ہیں۔آپ نے تصلب فی الدین کا جو جام اپنے شاگردوں اور مریدوں کو پلایا ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کے لئے ملک وبیرون ملک دور دراز کا سفر کیا اور سفر کی ہی حالت میں آپ نے دنیا کو الوداع بھی کہا اور رخصت ہو گئے مگر ہم مسلمانوں کو یہ درس حیات دے کر گئے ؎

غم نہیں چھوٹ جائے زمانہ
مگر مدینہ والے کا دامن نہ چھوٹے
نعت قرآں روح ایماں جان دیں
ہست حب رحمۃ العالمین

اس سلسلہ میں مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے ،حضرت شیر نیپال کو موجودہ خانقاہ پھلواری کے عقائد کی تحقیق کے سلسلہ میں ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ جانا ہوا ادارہ کے دفتر میں حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔حضرت قاضی شریعت نے فرمایا ہم لوگوں نے خانقاہ مجیبیہ کے موجودہ علما کو راہ راست پر لانے کی کافی کوشش کی اور فتاویٰ حسام الحرمین شریفین کی تصدیق

پر زور دیتے رہے مگر ان لوگوں نے تصدیق نہیں کی، انکار کرتے رہے اور علمائے دیوبند کی ان ہفوات پر جوشان الوہیت ورسالت کے خلاف اور گستاخی ہے انہیں خاطی کہنے کے موقف پر اڑے رہے اور صلح کلیت کو نہیں چھوڑا اور ان علمائے دیوبند کو (جنہیں علمائے حرمین شریفین ہند وسندھ نے کافر کہا ہے) مسلمان سمجھتے ہیں اس کے بعد ادارہ شرعیہ نے ان لوگوں سے تعلقات ختم کر لئے ۔حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے فرمایا مفتی جیش محمد صدیقی صاحب یہ آپ کا ہی حصہ تھا اور آپ ہی کا دل وجگر تھا کہ آپ نے اتنا بڑا کام انجام دیا ہے اور پھلواری علما کی صلح کلیت اور وہابیت نوازی کو بے نقاب کر دیا ہے، معلوم نہیں ہمارے علمائے کرام ومفتیان عظام اب تک اس مسئلہ میں کیوں خاموش رہے ہیں۔ میں آپ کی ہمت وجرأت کو داد دیتا ہوں، آپ نے بہت بڑا کام انجام دیا ہے اگر یہی آواز میں (ارشد القادری) اٹھاتا تو خانقاہ مجیبیہ کے مریدین ومعتقدین میرے سر کے بال نوچ ڈالتے اور میرا قدم پٹنہ بہار میں جمنے نہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ نے حق کو حق اور باطل کو باطل کر دکھایا۔(۱)

بیعت وارادت:

علوم ظاہری کے بعد علوم باطنی کے حصول کا بھی ضروری ہے، کسی پیر کامل کے دست حق پرست پر بیعت ہوکر روحانی و عرفانی جام نوشی کے لئے بیعت کی اہمیت ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے، ہمارے بزرگوں نے اس راہ کو تزکیہ نفس اور اصلاح کے لئے اسے اپنایا ہے اور بیعت وارشاد کے ذریعہ جو اسلام کی خدمات انجام دی گئیں ہیں وہ بھی کسی سے مخفی نہیں ہیں۔

عربی میں پیری مریدی کو بیعت کہتے ہیں جو باع یبیع بیعا کے مادہ سے ماخوذ ہے۔ اور کہتے ہیں کسی چیز کو بخوشی ورضا اس کی قیمت کے بدلے فروخت کر دینا۔ تو بیعت کا مفہوم ہوا کہ اپنی خوشی اور رضا بغیر کسی جبر واکراہ کے اپنے مال، اپنی جان، اپنی آبرو ، اپنے افکار اور ارادے اپنے مالک حقیقی اللہ عزوجل کی رضا وخوشنودی کے عوض فروخت کر دینا، کسی صالح پابند احکام شریعت، اللہ ورسول کے وفادار ومخلص اور متدین وعالم باعمل بندہ کے ہاتھوں میں ہاتھ رکھ کر اچھے اعمال کرنے اور برے اعمال وگناہ کے کاموں سے بچنے وکنارہ کشی اختیار کرنے اور اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر جان ومال، عزت وآبرو وایثار وقربار کر دینے کا عہد وپیمان کرنا اور مرتے دم تک اس عہد پر قائم رہنے کا نام بیعت یا مریدی ہے۔

سبع سنابل کے دوسرے سنبلہ میں ہے کہ ’’یاد رکھو کہ پیری اور مریدی بیعت یعنی ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ رکھنے اور عہد باندھنے کا نام ہے‘‘ جیسا کہ پیران طریقت نے اپنے ہاتھ مریدوں کے ہاتھوں پر رکھے اور رکھتے ہیں اور کلمہ استغفار کی اور توبہ کی تلقین کی اور کرتے ہیں اور مریدوں سے یہ عہد لیتے ہیں کہ ’’ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ‘‘ جو رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے تمہیں منع کریں اس سے باز رہو۔

پیری مریدی کا ماخذ:

پیری مریدی قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (پ ۲۶ الفتح آیت ۱۸)

---

(۱) نقوش حیات ص ۵۱ تا ۵۲

ترجمہ: اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے آپ سے مرید ہو رہے تھے۔

اسی پارہ کے اسی سورت میں خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ '(الفتح آیت ۱۰)

ترجمہ: وہ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ '' میں وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے زمانہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ (تفسیر طبری ج۲۶ ص۸۹)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کی اس پر کہ ہم نشاط وخوشحالی میں، آسان ودشواری اور خوشی ونا گواری میں حکم سنیں گے اور طاعت کریں گے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا رہیں گے۔ اس پر بیعت کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ اس کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملا مت رکاوٹ نہیں بنے گی اور اس پر بیعت کی کہ ہم آپ کی مدد کریں گے جب آپ ہمارے پاس یثرب (مدینہ منورہ) قدم رنجہ ہوں گے، اور ہم آپ کی ہر اس شئی سے حفاظت کریں گے جس سے ہم اپنی جانوں، بیویوں اور اولادوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ہما رے لئے جنت ہوگی۔ پس جس نے وعدہ پورا کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے وعدہ فرمائے گا اور جس نے توڑ دیا اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی ذات پر ہوگا۔ (۱)

تفسیر در منثور میں ہے کہ ''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت وہ تھی کہ جس پر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے اور حق کی اطا عت کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت یہ تھی کہ میری بیعت کرو جب تک میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں اور جب میں اس کی نافرمانی کروں تو پھر تم پر میری پیروی کرنا لازم نہیں۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور حق کی اطاعت وپیروی کے لئے بیعت کرو۔ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اور اور حق کی اطاعت کے لئے تھی۔ (۲)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فاعلم ان البیعة سنة ولیست بواجبة لان الناس بایعوا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتقربوا بھا الی اللہ تعالیٰ''۔

ترجمہ: جاننا چاہئے کہ بیعت کرنا سنت ہے واجب نہیں کیونکہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کرتے تھے اور اس سے اللہ کا قرب حاصل کرتے تھے۔ (القول الجمیل ص۱۸)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرمان باری تعالیٰ ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ '' اے

---

(۱) تفسیر در منثور ج۶ ص ۶۴، بیروت

(۲) تفسیر در منثور ج۶ ص ۶۴

ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”ولایت کبریٰ کی چھ شرطیں ہیں۔ ان میں قرآن مجید میں بیان کردہ ترتیب کے مطابق ہیں (۱) ایمان یعنی اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب (۲) تقویٰ یعنی اللہ کے احکام بجالانا اور ممنوعات سے پرہیز کرنا (۳) شیخ طریقت کی تلاش اور وسلیہ سے یہی مراد ہے۔ منزل مقصود کا راستہ اسی سے ملتا ہے اور وہ اسے آشکار کرتا ہے۔ (۴) جہاد اپنے نفس اور انانیت کو فنا کرنا۔ (۱)

تاجدار اولیاء، شاہ بغداد و جیلاں، معین بیکساں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”مرید کو اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ جاری ہے کہ زمین میں شیخ (پیر) بھی مرید بھی، صاحب اقتدار بھی اور ماتحت بھی، تابع بھی اور متبوع بھی۔ (۲)

امام قشیری علیہ رحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ ”مرید کے احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ اگر وہ اپنے شہر میں کسی ایسے شخص کو نہ پائے جس سے وہ روحانی تربیت حاصل کر سکے تو وہ ہجرت (سفر) کر کے ایسے شخص کے پاس چلا جائے جو مریدوں کی رہنمائی کے لئے مقرر کیا گیا ہو اور اس کے پاس رہے اور اس کے حد کو اس وقت تک نہ چھوڑے جب تک وہ اجازت نہ دیدے۔ (۳)

اعلیٰ حضرت قدس سرہ فتاوی افریقہ ص ۱۲۴ پر فرماتے ہیں بے پیر کا پیر شیطان ہے۔

عوارف شریف میں ہے ”روی عن ابی یزید انه قال من لم یکن له استاذ فاما مه الشیطن“ یعنی سیدنا ابو یزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے۔

اور رسالہ مبارکہ امام اجل قشیری میں ہے ”یجب علی المرید ان یتأدب بشیخ فان لم یکن له الاستاذ لا یفلح ابدا“ یعنی مرید پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے کہ بے پیر کبھی فلاح نہیں پائے گا۔

پھر فرمایا:

”سمعت الاستاذ اباعلی الدقاق یقول الشجرة اذا نبتت نفسها من غیر غارس فانها تورق ولکن لا تثمر کذالك المرید اذا لم یکن له الاستاذ یاخذ منه طریقته نفسا نفسا فهو عابد هواه لا یجد نفاذا“

ترجمہ: میں نے ابو علی دقاق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پیڑ جب بے کسی بونے والے کے آپ سے اگے تو پتہ لاتا ہے مگر پھل نہیں دیتا یونہی اگر مرید کے لئے پیر نہ ہو جس سے ایک ایک سانس پر راستہ سیکھے تو وہ اپنی خواہش کا پجاری ہے راہ نہ پائے گا۔

ان تمام شواہد و اقتباسات سے معلوم ہوا کہ باطن کی اصلاح اور شیطان کے مکروفریب سے بچنے اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے کسی پیر کامل کے دامن سے وابستہ ہونا ایسا راستہ ہے کہ اس راستے پر چل کر طالب تربیت بھی پاتا ہے، مرشد کی

---

(۱) انفاس العارفین ص ۸۴۰

(۲) غنیۃ الطالبین ص ۸۴۰

(۳) رسالہ قشیر ص ۲۳ ۷ اردو ترجمہ

صحبت سے نفس کی اصلاح بھی ہوتی ہے اور ایمان کی حفاظت بھی ہوتی ہے، نیز تصوف وخدمت خلق کی رہنمائی بھی مرشد کی صحبت و آستانہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے حضور شیر نیپال قدس سرہ ظاہری حاصل کرنے کے بعد علوم باطنی کو حاصل کرنے کے لئے پیر کی تلاش وجستجو کرتے ہوئے خانقاہ مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے، جہاں سے ولایت وعرفاں کا چشمہ جاری ہوا، جس سے ان گنت علماء ومشائخ نے سلوک ومعرفت اور تقرب الی اللہ کی منزلوں سے آشنائی حاصل کی۔ اور ۱۳۹۰ھ، مطابق ۱۹۷۰ء، ۲۰۲۶ بکرمی میں وقت کے ولی کامل، حضور سید العلماء سید آل مصطفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہو گئے۔

حضور شیر نیپال کے زمانے میں ہندوستان میں بہت سارے پیران عظام تھے اور بہت سی خانقاہیں تھیں، مگر صرف آپ نے خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کا قصد کیوں فرمایا اور وہیں کے سجادہ نشیں سے بیعت ہونے کو ترجیح کیوں دی؟ اس سلسلے میں ایک بار آپ سے اس فقیر نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ''بیعت ہونے سے پہلے میں نے بہت غور وفکر کیا، ہندوستان کی متعدد خانقاہوں اور پیروں کا جائزہ لیا آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا کہ جس خانقاہ کے پیر سے امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان بیعت تھے اسی خانقاہ کے پیر سے بیعت ہونی چاہئے۔ بس سرکار اعلیٰ حضرت کی تقلید کرتے ہوئے مارہرہ مطہرہ حاضر ہو کر سید الشاہ سید العلما آل مصطفی علیہ الرحمہ کے مقدس ہاتھوں میں ہاتھ رکھ کر بیعت کا شرف حاصل کیا اور پیر ومرشد نے بیعت کے وقت مجھے اتنا نوازا جسے لفظوں میں بنان کرنا مشکل ہے۔''

نسبت کا احترام:

جب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ مارہرہ مطہرہ کے پیر کامل اور اپنے وقت کے ولی حضور سید العلما علیہ الرحمہ سے بیعت ہو چکے تو ایک خوبصورت نسبت آپ کے نام کے ساتھ جڑ گئی جس سے آپ کی حیات میں روحانی انقلاب پیدا ہوا اور وہ نسبت ہے ''برکاتی'' اس نسبت برکاتی کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ اپنے مجموعہ فتاوی کو اسی نسبت سے موسوم کرتے ہوئے اس کا نام فتاوی برکات رکھا، یہی نہیں بلکہ پیر ومرشد سے جو فیضان آپ کو ملا اسے گھر گھر پہنچانے اور ہر فرد مسلم کو فیضیاب کرنے کے لئے جو خانقاہ اپنے گاؤں میں تعمیر فرمائی اس کا نام بھی خانقاہ برکات رکھا اور اسی خانقاہ کے زیر اہتمام ہونے والے جلسہ کا نام بھی آپ نے جلسہ برکات النبی رکھا۔ خانقاہ برکات پورے ملک نیپال میں اس نوعیت وانفرادیت کا حامل یہ واحد خانقاہ ہے، یہاں ہر آنے والا قلبی اور روحانی سکون حاصل کرتا ہے اور ایک نئی تر وتازگی کے ساتھ لوٹتا ہے۔ خانقاہ برکات کے احاطہ میں مسلمانوں کے نونہالوں کی تعلیم وتربیت کے لئے جو ادارہ قائم فرمایا ہے اسے بھی پیر خانہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے جامعہ برکات النبی رکھا، اور لڑکیوں کے لئے جو ادارہ چل رہا ہے وہ ادارہ بھی جامعہ برکات الزہرا سے موسوم ہے۔ پیر ومرشد کی محبت وعقیدت آپ کے دل میں اس قدر موجزن تھی کہ جب حضور سید العلماء جنکپور تشریف لائے اور جس جگہ آپ نے وضو فرمایا تھا اس کا ادب واحترام ملحوظ رہے اور اس جگہ کی حرمت پامال نہ ہو، جہاں ایک اولاد رسول کریم اور ایک مرد خدا شناس نے وضو کا پانی بہایا ہو اس کے لئے آپ نے اس جگہ دو منزلہ دار الحدیث تعمیر فرمادی۔

حضور شیر نیپال کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ جس طرح آپ کے دل میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وعقیدت کا چراغ روشن تھا وہیں آپ کے دل میں حضور ختمی مرسلت کی اولاد امجاد کی بھی محبت والفت کی شمع فروزاں تھی اور یہی ایک عاشق مصطفی اور سچے مومن کی پہچان وشناخت ہے۔ حضور شیر نیپال کی زندگی کا یہ رخ مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل اطہار سے سچی

عقیدت ومحبت اوران کی تعظیم وتکریم کا درس دیتا ہے۔

اجازت وخلافت:

آپ کو پیر ومرشد حضور سید العلماء سید آل مصطفی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل ہے اور مرشد گرامی حضور سید العلما علیہ الرحمہ نے ہی ۱۳۹۴ھ، مطابق ۱۹۷۴ء ۲۰۳۰ء بکرمی میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ اور دیگر سلاسل کی اجازت عطا فرمائی۔ آپ کی کیمیا اثر نگاہ نے آپ کو سلوک ومعرفت اور مقام روحانیت پر فائز کر دیا۔ ظاہر وباطن کو صیقل کر کے زہد وورع، معرفت وحقیقت، شریعت وطریقت اور صدق وصفا کے بحر ناپیدا کنار کا غواص بنا دیا۔ یہ آپ کے پیر ومرشد اور سادات مارہرہ مطہرہ کی ہی عنایات ہیں کہ ملک نیپال میں محبوبیت اور ولایت کے مرتبہ کمال پر آپ فائز رہے۔

حضور شیر نیپال قدس سرہ کی شخصیت وہ شخصیت تھی جس پر زمانے کو ناز تھا، مریدین کو بھی ناز ہے کہ جن کے دامن سے ہم وابستہ ہیں وہ عارف کامل اور عالم باشرع تھے۔ ایک سچے اور کامل پیر ومرشد کے لئے شریعت وطریقت میں جتنی شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے یقینا آپ ان تمام شرائط کے جامع تھے۔ اور وہ پیر ہی کیسا جو شریعت اور کتاب وسنت کا جامع نہ ہو، جو خود بے علم وبے عمل ہو وہ کسی کا پیر نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس سے رشد وہدایت کا کام ہوسکتا، سوائے اس کے کہ خرافات وبدعات، منکرات وواہیات اور خلاف شرع امور رائج ہوں اور ایسے پیروں کے اذناب واتباع بے راہ روی کے شکار ہوں۔ مگر الحمد للہ حضور شیر نیپال ایک ایسا پابند شریعت اور خدا ترس مرشد برحق تھے کہ آپ کی ہر ادا سے کتاب وسنت کی خوشبو پھوٹتی رہتی تھی اور آپ کی رشد وہدایت اور دین متین کی ترویج واشاعت کی مہک سے ہر شخص کا مشام قلب آج بھی عطر بیز ہے۔ چہرہ ایسا پر نور ونکہت کہ دیکھو تو دیکھتے ہی رہ جاؤ، رخ روشن پر ایسی تابندگی کہ آنکھیں خیرہ ہو کر رہ جائیں، دل بے ساختہ کہہ اٹھتا کہ یہ وہی بندۂ خدا ہیں جس کے بارے میں کہا گیا ہے ”اللہ کے دوست وہ ہوتے ہیں جنہیں دیکھنے کے بعد خدا یاد آجائے“۔

دیکھنے والے دیکھ کر کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

وہ ہیبت وجلال، وہ رعب ودبدبہ، وہ علمی شان وشوکت اور تمکنت وطمطراقیت کہ مخالف دیکھ لیتا تو ہمت کلام نہ کرسکتا اور اپنوں سے اس قدر شیریں لہجہ میں گفتگو فرماتے کہ لوگ دیوانے ہو جاتے۔ آپ کی ذات سیرت نبوی کا آئینہ دار اور اسلاف کے کردار وانداز گفتار کے عکس جمیل تھی۔ ہر دیکھنے والے کے پردۂ ذہن پر سرکار دوعالم ﷺ کی صورت وسیرت، اخلاق وکردار، عادات واطوار، اسوۂ حسنہ، نشست وبرخواست کی کیفیت، انداز تبسم، طرز کلام، جھکی نگاہ، نورانی رخ روشن، ہتھیلیوں کی گداز، جود وسخا اور شمائل کریمہ مرتسم ہوجاتے تھے۔

ایک بار ہندوستان سے چند حضرات جنہوں نے اب تک آپ کو دیکھا نہیں تھا بس نام سے واقف تھے جامعہ حنفیہ غوثیہ آئے ،حضرت کے دیدار سے مشرف ہوئے، جامعہ کا معائنہ کیا مولانا محمد کلیم الدین برکاتی استاذ جامعہ ہذا کے دریافت کرنے پر کہ آپ نے جامعہ کو کیسا پایا؟ جواب دیا کہ یہاں آنے کے بعد محسوس ہوا کہ ایک سچے عاشق رسول اور صحیح معنوں میں نائب رسول کیا ہوتے ہیں ،جیسے ہی میں نے حضور شیر نیپال کی زیارت کی دیکھتے ہی میرے دل نے پکارا یہی ہیں حقیقی شیدائی رسول کریم اور عالم باعمل۔

مرشد کے اوصاف اور حضور شیر نیپال کی ذات بابرکات:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ پیر کامل اور شیخ باکمال تھے۔ مرشد کے جملہ اوصاف اور پیری کے شرائط کے جامع تھے۔ یہاں مرشد و شیخ کی تعریف و اوصاف اور شرائط کا ذکر کر دینا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ حضور شیر نیپال ان تمام اوصاف و کمالات و شرائط کے جامع تھے جیسا مذکورہ بالاسطر میں عرض کر چکا ہوں اور ان اوصاف سے جو عاری ہو وہ ہرگز پیر نہیں ،جیسا کہ آج کل صوفیا کے لبادہ اوڑھ کر بہت سے ڈھونگی پیر گھوم رہے ہیں اور صوفی کے نام پر لوگوں کے ایمان و عقیدوں پر حملہ کر رہے ہیں اور ایسی ایسی حرکتیں کرتے ہیں مریدوں اور مریدنوں کے ساتھ کہ اللہ کی پناہ!

حضرت سیِّدُ نا عبدالغنی نابلسی حنفی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی حدیقہ ندیہ میں پیر و مرشد کی تعریف کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں کہ شیخ سے مراد وہ بزرگ ہے جس سے اس کے بیان کردہ احکام شرع کی پیروی پر عہد کیا جائے اور وہ اپنے اقوال و افعال کے ذریعے مریدوں کے حالات اور ظاہری تقاضوں کے مطابق ان کی تربیت کرے اور اس کا دل ہمیشہ مراتب کمال کی طرف متوجہ رہے۔(۱)

اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں:

شیخ اتصال یعنی جس کے ہاتھ پر بَیۡعَت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پُرنور، سَیِّدِ المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مُتَّصِل ہو جائے، اس کیلئے چار شرطیں ہیں: (۱) شیخ کا سلسلہ بِاتِّصالِ صحیح حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا ہو۔ (۲) شیخ سُنّی العقیدہ ہو۔ (۳) عالم ہو۔ (۴) فاسِق مُعۡلِن نہ ہو۔ (۲)

اور خود حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''پیری کے لئے چار شرطیں ضروری ہیں: (۱) پیر سنی ہو، عقیدہ اس کا صحیح و درست ہو۔ گمراہ، بدمذہب، وہابی، دیوبندی، تبلیغی، قادیانی، خارجی، ناصبی وغیرہم خذلہم اللہ تعالیٰ نہ ہو۔ (۲) عالم دین ہو فقہ کا جانکار ہو۔ عقائد اہل سنت سے پورا پورا واقف ہو کفر و اسلام و ضلالت و ہدایت کے درمیان خوب خوب فرق جانتا ہو۔ جاہل نہ ہو کہ جاہل براہ جہالت صدہا کلمات و حرکات جن سے کفر لازم آتا ہے کر بیٹھتا ہے اور اسے خبر نہیں ہوتی۔ (۳) پیر فاسق معلن نہ ہو، متشرع ہو نماز کا پابند ہو۔ عمداً بلا عذر جماعت کا تارک نہ ہو، داڑھی ایک مشت سے کم نہ کرتا ہو، خلاف شرع اس کا کوئی قول و فعل نہ ہو، فرائض و واجبات اور سنن رواتب کا کم از کم عامل ہو۔ (۴) اس کا سلسلہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک صحیح صحیح پہنچتا ہو، بیچ سے کہیں منقطع نہ ہو۔

اچھے پیر سے مرید ہونے میں بہت فائدے ہیں اور وہ دنیا و آخرت میں کارآمد ہوتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کے محبوبوں کے دفتر میں نام لکھ جانا، ان سے سلسلہ متصل ہو جانا، کیا سعادت نہیں ہے؟ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''هم القوم لا يشقى بهم جليسهم'' محبوبان خدا ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس عقیدت و ارادت سے بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا۔ مولانا رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

---

(۱) الحدیقۃ الندیۃ، ج۱، ص۱۵۹

(۲) فتاوٰی رضویہ، ج۲۱، ص۵۰۵، ۵۰۶

صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالح ترا طالح کند

چھپے پیر نقائص قلب مثلاً ریا، نام نمود، حسد وکینہ، تکبر وحب مدح وشہوات نفس امارہ ومکاید شیطان وغیرہ سے آگاہ ہوتے ہیں وہ اپنے مریدوں کو ان سے بچاتے ہیں، لائق مرید مسائل شرعیہ میں ان کی طرف رجوع لاتے ہیں۔ آج کل ٹوپی پاجامہ اور عمامہ میں بہت سے شیطانی گروہ گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں، تو اگر آپ کا کوئی جامع شرائط پیر ہوگا تو ان کے مکر وفریب سے وہ آگاہ کرتا رہے گا۔ تو ان کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ بدعقیدگی سے بچتے رہیں گے اور ایمان سلامت رہے گا اور وہی پیر نماز وروزہ کے مسائل حج وزکوٰۃ کے مسائل اور دیگر شرعی مسائل صحیح صحیح بتائیں گے۔ قرآن شریف میں ہے: "فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ" اگر تمہیں معلوم نہیں ہے تو اچھے جانکار سے مسائل پوچھو۔ تو اچھے پیر سے بہتر کون ہے کہ اس سے مسائل شرعیہ پوچھا جائے۔" (۱)

حُجَّۃُ الاِسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کامل مرشد کے اوصاف یوں بیان فرماتے ہیں کہ شیخ (پیرومرشد) کے رسول اللہ ﷺ کا نائب ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ عالم ہو لیکن ہر عالم بھی مرشدِ کامل نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ہم یہاں اجمالی طور پر مرشد کامل کی بعض علامات بیان کرتے ہیں تاکہ ہر شخص مرشد ورہبر بننے کا دعویٰ نہ کرسکے۔

(1) پیر کامل وہی ہے جس کے دل میں دنیا کی محبت اور عزّت ومرتبے کی چاہت نہ ہو (2) وہ ایسے مرشدِ کامل سے بیعت ہو جو نورِ بصیرت سے مالا مال ہو (3) اس کا سلسلہ رحمتِ عالم ﷺ تک متّصل ہو (4) نیک اَعمال بجالانے والا ہو (5) ریاضتِ نفس کا عادی ہو (6) کم کھانے (7) کم سونے (8) کم بولنے (9) کثرتِ نوافل (10) زیادہ روزے رکھنے اور (11) خوب صدقہ وخیرات کرنے جیسے نیک اَعمال کرنے والا ہو (12) نیز وہ پیر کامل اپنے شیخ کی کامل اِتباع کے سبب صبر (13) نماز (14) شکر (15) توکُّل (16) یقین (17) سخاوت (18) قناعت (19) طمانیت نفس (20) حِلم (21) تواضع (22) علم (23) صدق (24) وفا (25) حیا اور (26) وقار وسکون جیسے پسندیدہ اَوصاف کا پیکر ہو۔

پس جو پیر کامل ان اَوصاف سے متصف ہو وہ نبی کریم ﷺ کے انوارِ مبارکہ میں سے ایک نور بن جاتا ہے اور اس قابل ہوجاتا ہے کہ اسکی اِقتدا کی جائے۔ ایسے پیرومرشد کا ملنا بہت ہی مشکل ہے اور اگر خوش قسمتی وسعادت مندی ساتھ دے اور ان اَوصاف کے حامل پیر کامل تک رسائی ہوجائے اور وہ پیر کامل بھی اسے اپنے مریدوں میں قبول فرمالے تو اب اس مرید کے لئے لازمی اور ضروری ہے کہ اپنے پیر کامل کا ظاہری اور باطنی ہر طرح سے اَدب واِحترام بجالائے۔ (۲)

اللہ اللہ! ایسی مقدس ہستی اور متشرع پیرومرشد کہ جن کا ہر فعل رضائے الٰہی کی خاطر تھا، ہر قدم اطاعت خداوندی میں اٹھا، زندگی کا ہر لمحہ وگوشہ اپنے خالق ومالک عزوجل اور آقا ومولیٰ محمد عربی ﷺ کی خوشنودی کا جویا وطالب تھا، نہ عقیدت مندوں کی مدح وستائش کے محتاج اور نہ مخالفت غیر کی پرواہ، نہ حوصلہ شکنوں کا شکوہ، نہ نام ونمود کی طلب اور نہ حشمت وجاہ کی خواہش۔ سنت رسول کریم کی ایسی پابندی کہ ہر عمل، ہر ادا سے عشق نبی ﷺ کی خوشبو محسوس ہوتی تھی، حدود شرعیہ، تقویٰ وطہارت، عفت

(۱) فتاویٰ برکات
(۲) مجموعۃ رسائل الامام الغزالی، ایھا الولد، ص ۲۶۲

وپارسائی،حق وراست گوئی کا عنصر آپ کی ذات کے اندر اس قدر تھا کہ ہر منصف مزاج غیر متعصب کو اعتراف کرنا پڑے کہ یقینا آپ وقار نیپال، روح نیپال،خدا کے زندہ ولی اور فرمان باری تعالیٰ "ان اولیاء ہ الا المتقون" کے مصداق اتم تھے۔

سیرت سے جن کی دیکھو ایمان مل رہا ہے
اللہ کا ولی وہ انسان مل رہا ہے
اللہ کا کرم ہے ہم ان کے ہیں دیوانے
جن کی ہر ادا سے قرآن مل رہا ہے

جنہیں دیکھنا عبادت ہے:

حضور شیر نیپال صاحب خوف وخشیت عالم باعمل بھی تھے اور تقویٰ شعار، عابد شب بیدار، متبع کتاب وسنت پیر بھی تھے۔ اور جو پیر وعالم اس وصف کا حامل ہوتا ہے اس کی طرف نظر کرنا بھی عبادت اور اس کی صحبت ومجالست بھی عبادت شمار کی جاتی ہے۔اور جو شخص ایسی جامع ہستی کی مخالفت ودل آزاری کرتا ہے وہ خسران ونقصان اٹھاتا اور فیض سے محروم بھی ہوتا ہے۔چنانچہ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ایک مجلس میں فرمایا:

’’اہل سلوک کے نزدیک پانچ چیزوں کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔(۱) اولاد کو ماں باپ کا منہ دیکھنا (۲) قرآن پاک دیکھنا (۳) علماء کی طرف دیکھنا (۴) خانہ کعبہ کی طرف دیکھنا (۵) اپنے مرشد کو دیکھنا۔‘‘(۱)

عالم دین کو دیکھنے سے متعلق فرماتے ہیں:

’’جو شخص کسی عالم دین کی طرف محبت سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے، جو قیامت تک اس کے لئے بخشش کی دعائیں مانگتا رہتا ہے۔جس شخص کے دل میں علماء ومشائخ کی محبت ہوتی ہے اسے ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔اگر اسی حالت میں فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں علماء کا درجہ عطا فرماتا ہے جس کا نام علیین ہے۔فتاویٰ ظہیریہ میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص علماء کے پاس آمد ورفت رکھے اور سات دن ان کی خدمت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے اور سات ہزار سال کی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے۔(۲)

پیر ومرشد کی زیارت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

’’میں نے معرفۃ المریدین میں پڑھا ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے پیر کی خدمت دل وجان سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا اور اس کو موتیوں کے ہزار محل عطا کرے

(۱) سیرت خواجہ غریب نواز ص ۴۴۲

(۲) سیرت خواجہ غریب نواز ص ۴۴۶

گا، ہزار سال کی عبادت کا ثواب اسے عطا کرے گا اور ہزار حوریں اس کی خدمت پر مامور کی جائیں گی۔"(۱)

یہ تفصیل میں نے اس لئے مناسب سمجھا کہ آج کل بہت سے ایسے کج فکر افراد پائے جاتے ہیں جو بزرگوں، اللہ والوں اور علماء ومشائخ سے چڑھتے ہیں اور ان پر طنز کر کے اپنی دنیا وآخرت بگاڑتے ہیں۔

الحمد للہ! حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ایسے عالم باعمل اور پابند شریعت مرشد طریقت تھے کہ یقینا آپ کی زیارت وصحبت باعث نزول رحمت وبرکت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا حسن وجمال عطا فرمایا تھا کہ دیکھنے والے کا دل یہی کہتا کہ یہ حسن وجمال نوری دیکھتا ہی رہوں، آپ کی مجلس میں بیٹھے عشاق جی بھر کر صرف آپ کے حسن وجمال کو ہی دیکھتے۔ میں خود جب کبھی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تو نظر آپ کے حسن وجمال اور چہرہ پرنور پر ٹکی رہتی اور کان آپ کی علمی اور میٹھی باتوں کو بغور سنتے۔ بلکہ مخالفین بھی آپ کے حسن وجمال کے شیدائی وقائل تھے۔ مولانا عبدالمنان کلیمی جو آپ کا سخت مخالف رہا وہ اپنے علما کی طرف متوجہ ہو کر برسراسٹیج کہا کرتے تھے کہ شیر نیپال جیسا حسن وجمال آپ کے پاس نہیں ہے۔

مشائخ طریقت:

حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کے علاوہ آپ کے برادر اصغر حضور احسن العلماء سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ نے بھی اجازت وخلافت عطا فرمائی ہے اور دوسرے ہم عصر سادات ومشائخ نے بھی آپ کی نورانی، من موہنی صورت، دینی ملی خدمات اور مسلک اعلیٰ حضرت کی بے باک ترجمانی سے مسرور ہو کر آپ کو مختلف سلاسل کی اجازت وخلافت نامہ سے نوازا ہے۔ حضور سید العلما علیہ الرحمہ کے علاوہ جن بزرگوں سے آپ کو مختلف سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) آفتاب مارہرہ مقدسہ حضور احسن العلماء حضرت سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ۔

تاریخ خلافت: شوال ۳۰ ۱۴۰۳ھ، مطابق جولائی ۱۹۸۳ء، آساڑھ ۲۰۴۰ بکرمی (سلسلہ قادریہ برکاتیہ)

(۲) شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری میاں علیہ الرحمہ

تاریخ خلافت ۱۷: جمادی الاول ۱۴۱۴ھ، مطابق ۲ر نومبر ۱۹۹۳ء، ۱۷ر کارتک ۲۰۵۰ بکرمی (سلسلہ رضویہ)

(۳) افضل الشعراء، حضرت علامہ سید آل رسول حسنین میاں نظمی برکاتی رضوی علیہ الرحمہ

تاریخ خلافت ۲۸: ر جمادی الاولی ۱۴۰۶ھ، مطابق ۷ر فروری ۱۹۸۶ء ۲۵ر ماگھ ۲۰۴۲ بکرمی (سلسلہ برکاتیہ)

(۴) شیخ طریقت حضرت علامہ سید عارف میاں صاحب قبلہ رضوی نانپاروی علیہ الرحمہ (سلسلہ رضویہ)

(۵) شیخ المشائخ زبدۃ الاتقیاء شہزادۂ حضور قطب مدینہ حضرت علامہ محمد فضل الرحمن قادری دام ظلہ العالی مدینہ منورہ

تاریخ خلافت: ذی الحجہ ۱۳ ۱۴۱۳ھ، مطابق مئی ۱۹۹۳ء، بیساکھ ۲۰۵۰ بکرمی (سلسلہ معمریہ)

---

(۱) سیرت خواجہ غریب نواز ص ۴۴۷

(۶) پیر طریقت اولادرسول حضرت مولانا سید احمد علی رضوی دام ظلہ العالی اجمیر شریف

تاریخ خلافت ۱۴۰۶ھ، مطابق ۱۹۸۶ء، ۲۰۴۲ بکرمی (سلسلہ چشتیہ)

(۷) قاضی اعظم دہلی، شیخ المشائخ حضرت علامہ مفتی محمد میاں ثمر دہلوی رحمہ اللہ۔

تاریخ خلافت ۲۱: ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ، مطابق ۲۰ رجنوری ۱۹۸۶ء، ۷ رماگھ ۲۰۴۲ بکرمی (سلسلہ نقشبندیہ)

طریقہ مریدی:

آپ مرید کرتے وقت از اول تا پنجم مع ایمان مجمل وایمان مفصل کلمہ پڑھاتے تھے اور اسلام وایمان، عقائد حقہ اور مسلک اعلیحضرت پر تاحین حیات قائم رہنے اور نماز وروزہ اور دیگر احکام شرعیہ پر عمل کرنے کا عہد و پیمان لے کر داخل سلسلہ کرتے تھے۔ بیعت کے وقت مریدین کے احوال وکوائف پر نظر ہوتی تھی، جس طرح حضور علیہ السلام کبھی بیعت اسلام لیتے تو کبھی بیعت جہاد اسی طرح کبھی اطاعت سلاطین مسلمین پر بیعت لیتے اور کبھی زنا، سرقہ اور دوسری برائیاں نہ کرنے پر بیعت لیتے بس یہی طریقہ بیعت آپ کا بھی تھا۔

فروری ۲۰۱۳ء میں آپ سے ملاقات ووداع کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، سامنے بٹھایا خیریت دریافت کرنے کے بعد چائے پانی سے کرم نوازی فرمائی۔ اس وقت آپ کی خدمت میں پوکھرا سے ایک اور مہمان اپنی اہلیہ کے ساتھ جامعہ میں موجود تھے، وہ صاحب آپ کی زیارت کے لئے اتنی لمبی مسافت طے کر کے آیا تھا اس کے سوا اور مقصد نہیں تھا۔ آنے سے پہلے اس کی اطلاع حضرت کو بذریعہ مبائل دے دی تھی، اجازت ملنے پر حاضر ہو گئے تھے۔ ان کی اہلیہ نے حضرت سے شکایت کہ ان کے شوہر کو غصہ بہت آتا ہے اور بات بات پر برہم ہو جاتے ہیں۔ حضرت نے مدھ بھرے لب ولہجہ میں انہیں نصیحت کی، غصہ پر قابو پانے اور غصہ کو دور کرنے کا نسخہ تلقین فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ جب غصہ آئے تو وضو کر لیا کرو، تعوذ پڑھ لیا کرو اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کا بکثرت وظیفہ کیا کرو ان شاء اللہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اس انداز گفتگو سے متأثر ہو کر اس صاحب نے عہد کیا کہ غصہ نہیں کرے گا۔ اخیر میں مرید ہونے کی آرزو ظاہر کی تو آپ نے ایک رومال زوجین کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے کلمہ شریف پڑھانے کے بعد وہی عہد و پیمان لیا اور ساتھ ہی یہ بھی عہد لیا کہ غصہ نہیں کریں گے، غصہ پی لیں گے اور غصہ کی حالت میں بیوی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔ اور اہلیہ سے یہ عہد لیا کہ اللہ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ شوہر کے حقوق بھی ادا کرتی رہوں گی اور ان کی نافرمانی سے بچتی رہوں گی۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اپنے پیر ومرشد حضور سید العلما علیہ الرحمہ کی اجازت سے ملک نیپال میں سلسلہ برکاتیہ کی اشاعت میں مصروف ہو گئے اور تاحیات اس مبارک سلسلہ کو جاری رکھا۔ برکاتی سلسلہ اور اس سلسلہ کے بزرگوں کا فیضان گھر گھر تقسیم کرتے رہے۔ نیپال و بہار کو بطور خاص اس مقصد کے لئے انتخاب فرمایا کیونکہ ان علاقوں میں اس کی سخت ضرورت تھی تا کہ

اس کے ذریعہ عوام اہل سنت کو بزرگوں سے قریب کیا جائے اور ان کے ایمان وعقیدے کی حفاظت ہو۔ان پاک نفوس سے جڑے رہیں اور بدعقیدوں کی صحبت اور ان کی نحوست سے بچے رہیں۔خاص طور پر پھلواریت کی جال و چال سے اپنے آپ کو بچائیں۔

اس سلسلہ کی اشاعت سے جو برکات آپ کو ملے اور آپ کے ذریعہ عوام وخواص کو ملے انہیں کی برکات تھیں کہ آپ کا اقبال ہر آن بلند ہوتا رہا اور آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر سے بہتر رہی اور عوام وخواص ایمان کی حفاظت کے ساتھ اپنی زندگی میں بھی اس کی برکات محسوس کرتے رہے۔تنگدست و پریشان حال خوش حال ہو گئے،مقروض قرض سے نجات پا گئے، بیمار بیماریوں سے شفا کی دولت سے مالا مال ہوئے،لاولد صاحب اولاد ہو گئے۔غرض کہ اس سلسلہ کی برکات وفیضان سے کوئی محروم نہیں رہا۔

اس سلسلہ اور حضور شیر نیپال سے جڑنے کی برکات کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا ہو تو مہاراشٹر کی سرزمین سنگم نیر کے مسلمانوں سے ملاقات کر سکتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔جو لوگ سڑکوں کے کناروں پر زندگی گذارتے تھے،کرایہ کے مکانوں میں رہتے تھے اور طرح طرح کی پریشانیوں میں گھرے ہوئے تھے آج وہ لوگ کتنے خوش حال ہیں۔ان کا اپنا مکان ہے،اپنی گاڑیاں ہیں۔

ایک بار حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جب رمضان شریف میں تراویح سنانے کی غرض سے سنگم نیر تشریف لے گئے تو اپنے ادارہ جامعہ حنفیہ غوثیہ کا چندہ بھی کرنے لگے۔ایک شخص جس کا نام حاجی خلیل ہیں خود ان کا بیان ہے کہ اس وقت مجھ سے بھی اس کار خیر میں حصہ لینے کو حضور نے فرمایا۔اس وقت میری حالت زیادہ تعاون کی نہیں تھی اس لئے عرض کی حضور ڈھائی سو کی رسید کاٹ دیں۔آپ نے ڈھائی سو سے زیادہ کی رقم لکھ دی،عرض کی حضور ابھی اس حالت میں نہیں ہوں کہ یہ رقم دے سکوں۔آپ نے میرے عرض کرنے پر رقم میں تخفیف کر دی۔اس وقت میں حضرت کے دست اقدس پر بیعت ہو کر سلسلہ برکاتیہ سے جڑا نہیں تھا۔مگر کچھ ہی دن کے بعد بیعت ہو کر سلسلہ برکاتیہ میں داخل ہو گیا۔جس وقت سلسلہ برکاتیہ میں داخل ہوا آپ نے فرمایا اب فکر نہیں کیجئے آپ برکاتی ہو چکے ہیں،سلسلہ برکاتیہ میں داخل ہو چکے ہیں ان شاء اللہ اب برکت ہی برکت نازل ہوگی۔سبحان اللہ آپ کی زبان فیض ترجمان سے یہ جملہ نکلا اور پھر آپ کے اس فرمان کی برکتیں میں نے جو دیکھی اس پر رب کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔اللہ تعالیٰ نے اتنی برکتیں عطا فرمائی ہیں کہ پہلے رہنے کا اپنا مکان نہیں تھا آج خود کا عالی شان مکان ہے،پہلے گاڑی نہیں تھی آج گاڑی بھی ہے اور بھی طرح طرح کی نعمتوں سے اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا ہے جن نعمتوں سے پہلے محروم تھا آج وہ سب نعمتیں پیر و مرشد کے دامن سے وابستگی کے بعد میسر ہیں۔

خلفاء حضور شیر نیپال:

☆ پیر طریقت،قاضی شرع بہار حضرت مفتی عبد الحفیظ علیہ الرحمہ (بہار) ☆ حضرت مولانا سید شاہ افسر پاشا عثمان آباد حیدر آباد (انڈیا) ☆ حضرت مولانا مفتی محمد مجیب الرحمن صدیقی، برکاتی برداہا (نیپال) ☆ حضرت مولانا مفتی احمد حسین برکاتی، بکھری سرسنڈ (بہار) ☆ خطیب یورپ وایشیا حضرت مولانا محمد حسین ابوالحقانی برکاتی لوکہا بازار (بہار) ☆ شہزادۂ حضور شیر نیپال حضرت مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ برکاتی ازہری سجادہ نشیں خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال) ☆ حضرت مولانا مفتی محمد رحمت اللہ

صاحب لوکہا(بہار) ☆حضرت مولانا سید صدام برکاتی ہجویری کلکتہ (بنگال) ☆حضرت مولانا مفتی محمد مسلم صاحب قبلہ جمشید پور (بہار) ☆حضرت مولانا مفتی محمد اظہار احمد نوری برکاتی بھیمواں (بہار) ☆شہزادہ حضور شیر بہار حضرت مولانا محمد ارشد علی صاحب قبلہ مقصود پور(بہار) ☆حضرت مولانا قاری تسلیم رضا بریلی شریف (یوپی) ☆حضرت مولانا مفتی محمد عزیز الرحمن صاحب بریلی شریف(یوپی) ☆حضرت مولانا محمد رحمت علی ضلع مہوتری (نیپال) ☆حضرت مولانا محمد شفیع احمد برکاتی مظفر پور (بہار) ☆حضرت مولانا محمد عارف رضوی اندور(ایم پی) ☆حضرت مولانا مفتی محمد رفیق الاسلام مصباحی (بنگال) ☆راقم السطور فقیر گدائے مصطفیٰ ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی عفی عنہ (نیپال) ☆حضرت مولانا محمد تحسین رضا برکاتی لوکہا بہار) ☆حضرت مولانا عبدالحمید نوری برکاتی بھیمواں ☆حضرت مولانا محمد بشیر القادری بدر بنا(انڈیا) ☆حضرت مولانا محمد عمران رضا برکاتی چھچھوا(بہار) ☆حضرت مولانا غلام ربانی برکاتی چاند پٹی (نیپال) ☆حضرت مولانا محمد اکرام الدین برکاتی پوکھرا (نیپال) ☆حضرت حافظ حذیفہ برکاتی سنگمنیر (مہاراشٹر) ☆حضرت مولانا محمد منظر صاحب چھچھوا(بہار) ☆حضرت مولانا محمد فیروز برکاتی برداہا(نیپال) ☆شہزادۂ حضور شیر نیپال حضرت مولانا محمد فداء المصطفیٰ برکاتی لہنہ شریف (نیپال) ☆حضرت مولانا محمد شکیل صاحب پرساہی (نیپال) ☆حضرت مولانا کوثر برکاتی موتی گیر پرسا (نیپال) ☆حضرت مولانا رئیس القادری موتی گیر پرسا (نیپال) ☆حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب پوکھرا (نیپال) ☆حضرت مفتی محمد احمد رضا ثقافی لہان (نیپال) ☆حضرت مفتی شفیع احمد براٹ نگر (نیپال) ☆حضرت مفتی عبد المقتدر جالے (بہار) حضرت مفتی محمد تنویر عالم برکاتی پپرہ(بہار) ☆حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صاحب متونا(بہار) ☆حضرت مولانا محمد اشرف رضا چاند پٹی (بہار) ☆مولانا عبدالرزاق برکاتی مدینہ شریف ☆حضرت قاری فضل حق جمشید پور(انڈیا) ☆حضرت مولانا برہان الھدیٰ صاحب جمشید پور(انڈیا) ☆حضرت مولانا رضاء الدین صاحب جمشید پور(انڈیا) ☆حضرت مولانا محمد اسلم صاحب جمشید پور(انڈیا) ☆حضرت مولانا محمد فیض ربانی صاحب جمشید پور(انڈیا) ☆حضرت مولانا محمد صفی اللہ صاحب کرناٹک(انڈیا) ☆حضرت مولانا غلام ربانی صاحب چکنا(انڈیا) ☆حضرت مولانا محمد رضا صاحب اندولی(انڈیا) ☆مفتی اشرف رضا برکاتی، درالعلوم قادریہ رشیدیہ ،جلیشور(نیپال) ☆حضرت مولانا محمد شاکر القادری صاحب اودے پور راجستھان (انڈیا) ☆حضرت مولانا ڈاکٹر غلام زرقانی صاحب امریکہ ☆حضرت مولانا محمد سلمان صاحب ایڈیٹر سہ ماہی خدیجۃ الکبریٰ دربھنگہ(بہار) ☆حضرت مولانا محمد شمس الدین صاحب بنارس(انڈیا) ☆حضرت مولانا غلام دستگیر پہرا(بہار) ☆حضرت مولانا مشتاق احمد دربھنگہ(بہار) ☆حضرت مولانا عبدالحمید صاحب نوری کنھواں (بہار) ☆حضرت مولانا ممتاز عالم برکاتی مرچیا(نیپال) ☆حضرت مولانا عزرائیل ازہری کھونٹا(نیپال) ☆حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ امجدی، بھیرہ (نیپال) حضرت قاری شکیل احمد سراجی، دربھنگہ(بہار)

نوٹ:

بعض خلفا کے نام مجھے یاد نہیں اور نہ ان کے بارے میں یقینی علم ہوسکا، اس لئے ان کے اسما درج نہیں کیا اور دو چند وہ ہیں جنہیں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے خلافت واجازت نہیں ملی مگر سستی شہرت حاصل کرنے یا چندہ ودھندہ کی غرض سے یا پروگرام کی نیت سے خلیفہ ہونا ظاہر کرتے ہیں مگر درحقیقت انہیں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے خلافت حاصل نہیں ہے۔

تلامذۂ حضور شیر نیپال:

آپ کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے، جو اس گلستان علم وحکمت میں ایک عرصہ تک خوشبوؤں کی طرح مہکتے رہے، قمریوں کی طرح پھدکتے رہے، کوئلوں کی طرح کہکتے رہے، عندلیب خوش گلو کی طرح گنگناتے اور چہچہاتے رہے اور اس گلہائے رنگا رنگ کی خوشبوؤں سے ذہن وفکر کو عطر بیز کرتے رہے اور یہاں کے اس باغ وبہار، پر کیف لیل ونہار، پر نور ونکہت ہر ساعات ولمحات اور دینی، اصلاحی، نورانی، عرفانی ماحول میں پروان چڑھتے رہے۔ آپ کی تربیت گاہ لوح وقلم سے فیض حاصل کرنے والے اور میخانہ علم وحکمت سے جام ومینا پینے والوں میں علماء، صلحاء، فقہاء، ادباء، نقباء، کملاء، فضلاء، فصحاء، بلغاء، عرفاء، خطباء، شعراء، واعظین، مناظرین، مفکرین، مدبرین، محققین، مفسرین، مصنفین، مدرسین، اہل فکر ونظر اور اہل سیاست وبصیرت سبھی ہیں جو ملک وبیرون ملک دین وسنیت کی ترویج میں مصروف ہیں۔ ذیل میں چند تلامذہ کے اسماء لکھے جارہے ہیں۔

☆ قاضی شرع بہار حضرت مولانا مفتی عبد الحفیظ علیہ الرحمہ بیرا ☆ حضرت مولانا مفتی محمد مجیب الرحمن صدیقی، برکاتی برداہا ☆ خطیب یورپ وایشیا حضرت مولانا محمد حسین ابوالحقانی برکاتی دربھنگہ ☆ حضرت مولانا مفتی احمد حسین برکاتی بکھری بہار ☆ حضرت مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ ازہری برکاتی لہنہ شریف ☆ فاتح نیپال گنج حضرت مولانا عبد الجبار برکاتی منظری نیپال گنج ☆ ادیب شہیر حضرت مولانا محمد علی منظر برکاتی روتہٹ ☆ حضرت مولانا امجدی علی برکاتی، پرریا، مہوتری ☆ مولانا عیسیٰ برکاتی ، کپٹول ☆ مفتی محمد عثمان برکاتی ، کپٹول ☆ مولانا محمد احمد حسین برکاتی ، کپٹول ☆ حضرت مولانا محمد علاؤالدین برکاتی بہوار روا ☆ حضرت مولانا مفتی اظہار احمد برکاتی بھیمواں ☆ گدائے مصطفی ابوالعطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی تاراپٹی ☆ حضرت مولانا محمد مصلح الدین برکاتی بیرا ☆ حضرت مولانا مفتی محمد رحمت علی امجدی تاراپٹی ☆ حضرت مولانا مفتی محمد اشرف رضا برکاتی جنکپور ☆ حضرت مولانا مفتی محمد فیضان الرحمن سبحانی میاں دربھنگہ ☆ حضرت مولانا مفتی شفیع احمد شمسی رضوی مجھاؤ ☆ حضرت مولانا مفتی محمد عارف رضا برکاتی لہنہ شریف ☆ حضرت مولانا محمد ساجد رضا برکاتی لہنہ شریف ☆ حضرت مولانا محمد حشمت رضا برکاتی لوکہا ☆ حضرت مولانا محمد وسیم اکرم برکاتی راج نگر ☆ شہزادۂ حضور شیر نیپال مولانا محمد فداء المصطفیٰ برکاتی لہنہ شریف

☆ حضرت مولانا فرمان صاحب کما ☆ حضرت مولانا صوفی عزیز الرحمٰن شوبھاپور ☆ حضرت مولانا محمد فیروز برکاتی مظفر پور ☆ حضرت مولانا محمد شاکر القادری مجھاؤ ☆ حضرت مولانا محمد ابراہیم رضوی مجھاؤ ☆ حضرت مولانا غلام حسن صاحب برکاتی

دہلی☆ حضرت مولانا محمد اویس رضا بڑھی☆ حضرت مولانا مفتی محمد تنویر برکاتی پیہرہ☆ حضرت مولانا عبد الرحیم برکاتی حنفی تاراپٹی☆ مولانا غلام مصطفی برکاتی بسیہیا☆ مولانا محمد مشاہد رضا برکاتی بسیہیا☆ مولانا محمد عتیق اللہ برکاتی بسیہیا☆ مولانا محمد عابد رضا برکاتی پھلہر پرسا☆ مولانا حبیب اللہ برکاتی ہریون☆ مولانا نبی بخش برکاتی پوکھرا☆ مولانا منظور برکاتی پوکھرا☆ مولانا نور محمد برکاتی پوکھرا☆ حافظ رضاء المصطفیٰ برکاتی لہنہ شریف☆ مولانا تحسین رضا برکاتی لوکہا☆ مولانا قمرالہدیٰ برکاتی ادھیاپور☆ مولانا غلام مصطفی برکاتی لوہار پٹی☆ مولانا شرافت پرریا☆ مولانا شمیم برکاتی لہنہ شریف☆ مولانا نظام الدین لہنہ شریف☆ مولانا قیس رضا لہنہ شریف☆ مولانا رئیس القادری پرسا☆ حافظ نظام الدین پرسا☆ مولانا امیرالدین پرسا☆ مولانا بدرالدین پرسا☆ مولانا انصار جنکپور☆ حافظ زاہد بھیتی☆ مولانا ذاکر حسین نوری تاراپٹی☆ مولانا زبیر لوہار پٹی☆ مولانا عبد الغفار بھنگاواں☆ مولانا عالمگیر پیہرہ☆ مولانا جہاں گیر پیہرہ☆ مولانا کلام الدین دیوپورا☆ مولانا عین الحق ہنومان نگر بہار☆ مولوی زاہد کھونٹا☆ مولانا عزرائیل کھونٹا☆ مولانا تسلیم الدین کھونٹا☆ مولانا غلام یٰس شوبھا پور☆ مولانا سلیمان شوبھا پور☆ مولانا منظور لہرنیا☆ مولانا سکندر لہرنیا☆ مولانا بشیر لہرنیا☆ مولانا مقیم الدین برکاتی کلیان پور☆ مولانا مختار کلیان پور ☆ مولانا حافظ عطاء الرحمٰن کبیلا سوی لہان☆ مولانا عبد الحمید، تاراپٹی☆ مولانا عظیم الدین ہنسپور☆ مولانا انور حسین ہنسپور☆ مولانا لیاقت ہنسپور☆ مولانا یعقوب ہنسپور☆ مولانا عظیم الدین کھریانی☆ مولانا زاہد حسین نرھیا☆ مولانا عبد القیوم ہرنے ہرلاکھی☆ مولانا عبد الجبار ہرنے ہرلاکھی☆ مولانا نصیر الدین دیودھا☆ مولانا امتیاز دیودھا☆ مولانا سالم چتری☆ مولانا حبیب الرحمٰن راج نگر☆ مولانا جہاں گیر راج نگر☆ مولانا مشتاق چتری☆ حافظ قاسم چتری☆ مولانا شاکر بیرا☆ مولانا محمد اکبر علی برکاتی ☆ مولانا محمد توقیر رضا برداہا☆ مولانا ساجد برکاتی، نرائن گھاٹ☆ مولانا ریاض احمد برکاتی، سنسری☆ حافظ سرفراز برکاتی، سنسری☆ مولانا شبیر برکاتی براٹ نگر وغیرہم۔

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔ www.barkatussunnah.com اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کر سکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ وتحقیق کتابیں اپ لوڈ کردی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

تیسرا باب

اوصاف وکمالات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ
عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ
اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝
اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی
اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ
اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝

اوصاف وکمالات

پہلا باب سے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی مختلف الجہت شخصیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے، تعارف احوال کے ساتھ بہت سے اوصاف وکمالات بھی بیان ہو چکے ہیں۔ مزید اس باب میں آپ کے ظاہری و باطنی اوصاف وخوبیاں اور علمی و روحانی جلوے نظر آئیں گے۔ وہ کون سا کمال ہے جو آپ کے اندر نہیں تھا، وہ کون سی خوبی ہے جس سے آپ آراستہ نہیں تھے، وہ کون سی ادا ہے جس کے جلوے آپ کے اندر نہیں تھے، فقہ وافتا کے جلوے آپ کے اندر، دین وسنیت کی حفاظت وحمایت کا کمال آپ کے اندر، باطل کی سرکوبی کی ادا آپ میں، درس وتدریس کی مہارت آپ میں، خطابت کی جادو بیانیاں آپ کے اندر، عشق نبوی کا ایمان افروز وصف آپ کے اندر غرض کہ اتنی ساری خوبیوں اور کمالات کے آپ جامع تھے کہ ہر ایک خوبی وکمال پر روشنی ڈالنے کے لئے ایک دفتر بھی ناکافی ہے۔ آپ کے اوصاف وکمالات کے سمندر سے چند قطرے یہاں پیش کئے جاتے ہیں جن کی نمی اہل عقیدت کے دلوں میں محبتوں کے پھول اور پودوں کو ہریالی عطا کرے گی۔

فتویٰ نویسی اور فقہ وافتا:

آپ جامعہ حنفیہ غوثیہ میں ۲۰۱۵ء تک تدریسی خدمات پر مامور رہے اور جب تک جامعہ حنفیہ غوثیہ میں رہے کثرت مصروفیات کے باوجود آپ افتاء وقضا کی ذمہ داریاں بھی نہایت دیانت داری اور دور اندیشی کے ساتھ نبھاتے رہے۔ جب مصروفیات زیادہ ہو جاتیں اور آپ کے دارالافتاء والقضا میں فتویٰ اور مسائل قضا کی کثرت ہو جاتی تو بعض مسائل قضا اپنے خلیفہ و شاگرد مفسر قرآن، جامع علوم وفنون حفیظ ملت حضرت مفتی عبد الحفیظ علیہ الرحمہ کے پاس جنئ نگر بھیج دیتے جہاں مفتی صاحب قبلہ درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ کے ساتھ افتا وقضا کا فریضہ بھی بخوبی انجام دے رہے تھے۔

میری معلومات کے مطابق ملک کے مفتی اول اور سب سے بڑے عالم آپ ہی تھے جنہوں نے باضابطہ شرعی مسائل حل کرنے کے لئے دارالافتا قائم فرمایا اور علماء سے لے کر عوام تک سبھی آپ کے ہی قائم کردہ دارالافتا کی طرف رجوع کرتے اور روزمرہ کے پیش آنے والے مسائل شرعیہ میں رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ آپ کا علمی مقام اتنا بلند ہے کہ ہندو نیپال کے علماء ومشائخ نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ جماعت اہل سنت کے عظیم محقق، ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ، خیر الاذکیا، صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی سابق صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے آپ کے وصال کے بعد نواسۂ حضور شیر نیپال مولانا مفتی عبد المصطفیٰ سے فرمایا:

''نیپال کے سب سے بڑے عالم وہی تھے، انھوں نے فراغت کے بعد سے ہی اپنے علاقے میں بہت کام کیا ہے اور آپ کا کام تعلیمی، دینی اور سماجی مختلف طریقے کا تھا۔ آج انہیں کی وجہ سے نیپال میں علما کی ایک ٹیم تیار ہو چکی ہے۔''(۱)

---

(۱) (بروایت مولانا عبد المصطفیٰ مصباحی)

مغربی علاقے جو ہندوستانی بارڈر سے متصل ہیں ان میں علماء تو پائے جاتے تھے مگر ان کا اثر ورسوخ، آمد ورفت دوسرے حصہ میں نہیں کے برابر تھی بلکہ دوسرے علاقوں میں وہ حضرات متعارف ہی نہیں تھے۔ ہاں گورکھپور ضلع سے نیپال کے جو علاقے متصل ہیں ان اطراف واکناف میں چند علماء ضرور پائے جاتے تھے مگر وہ زیادہ تر یوپی میں ہی آمد ورفت رکھتے تھے اور یوپی ہی کے مدارس میں تدریسی خدمات پر مامور بھی تھے، جس کی وجہ سے ملک نیپال میں خلا محسوس ہوتا تھا مگر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اس خلا کو پر کر دیا اور اپنے تلامذہ کا قافلہ پورے ملک میں پھیلا کر اسلام اور مسلک اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت سے باشندگان نیپال کو متعارف کرایا۔

آپ فقہ وافتا کے رموز واسرار سے نہ واقف بلکہ ہر وقت اس کی باریکیاں آپ کی نگاہوں کے سامنے عیاں رہتی تھیں اور حکم شرع موضح ومنقح ہونے کے بعد ہی کوئی فتویٰ آپ کے قلم حق رقم سے معرض وجود میں آتا۔ حضور شیر نیپال رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتویٰ نویسی اور فقہ وافتا پر کچھ گفتگو کرنے سے قبل افتا اور اصول افتا بھی ملاحظہ کر لئے جائیں تاکہ اندازہ لگانا مشکل نہ ہو کہ آپ فتویٰ نویسی کے دوران ان اصول وقواعد سے بالکل غافل نہیں تھے بلکہ ان سب پر گہری نظر رکھنے کے سبب ہی آپ کہنہ مشق مفتی اور عالم اسرار و رموز فقہ فقیہ تھے جنہیں اس فن میں مہارت وممارست اور مزاولت ومشاقی اور کامل ملکہ وعبور حاصل تھا۔

افتا اور اصول افتا:

افتا کا لغوی معنیٰ ہے جواب دینا۔ اصطلاح شرع میں افتا نام ہے حکم شرعی اور فیصلہ شرعی بیان کرنے کا۔ ردالمحتار میں ہے: **الافتاء فانه افادة الحكم الشرعي**۔ یعنی حکم وفیصلہ شرعی بیان کرنے کا نام افتا ہے۔ التعریفات للسید الشریف الجرجانی ص۲۶ میں ہے: **الافتاء بيان حكم المسئلة** یعنی مسئلہ بیان کرنے کو افتا کہتے ہیں۔

مفتی: جو حکم شرع بیان کر دے اسے مفتی کہتے ہیں اور اسے ہی فقیہ کہتے ہیں۔ المنجد ص ۹۸ پر ہے: **المفتي الفقيه الذي يعطي الفتوىٰ و يجيب عما القي عليه من مسائل المتعلقة بالشريعة**۔ یعنی مفتی ایسے فقیہ کو کہتے ہیں جو شریعت سے متعلق پیش کئے گئے مسائل کا جواب دے اور حکم شرع بیان کر دے۔ علامہ زمخشری نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے: **الفقيه العالم الذي يشق الاحكام عن حقائقها**۔ یعنی فقیہ وہ عالم دین ہے جو احکام شریعت کی حقیقت کھولتا ہے اور ان حقائق کی تفتیش کرتا ہے۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ نے مفتی کی تعرف ان الفاظ میں کی ہے: **المفتي هو المجتهد فان غير المجتهد لمن يحفظ اقوال المجتهد فليس بمفت والواجب عليه اذا سئل ان يذكر قول المجتهد كالامام علىٰ وجه الحكاية فعرف ان مايكون فى زماننا من فتوىٰ الموجودين ليس بفتوىٰ بل هو نقل كلام المفتي لياخذ به المستفتي**۔ یعنی مفتی وہ ہوتا ہے جو مجتہد ہوتا ہے، جو مجتہد نہ صرف کسی مجتہد کے اقوال کو یاد رکھتا ہو وہ مفتی نہیں ہوتا۔ ایسے شخص پہ لازم ہے کہ جب اس سے کچھ دریافت کیا جائے تو کسی مجتہد مثلاً امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بطور حکایت نقل کر دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے اصحاب فقہ کے فتاوے دراصل فتویٰ نہیں ہوتے بلکہ وہ کسی حقیقی مفتی کے

اقوال کی نقل ہوتے ہیں۔ تا کہ سائل اس کی روشنی میں حکم شرع معلوم کر سکے۔ عمدۃ الرعایہ میں فقیہ کی تعریف بایں الفاظ ہے: من له ملكة الاستنباط من الدليل ۔ فقیہ وہ عالم ہوتا ہے جس کے اندر دلائل سے مسائل کے استنباط کا ملکہ ہو۔

اہل علم وبصیرت جانتے ہیں کہ فتویٰ نویسی کا فن کس قدر دشوار ہے، کثیر المطالعہ اور علوم اسلامیہ میں محض کمال ومہارت کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے مفتی ماہر کی صحبت ورہنمائی، مزاولت وممارست، باریک بینی، متانت کے ساتھ غور وفکر، دقت نظر، اصول و قواعد حنفیہ میں بالغ نظری، فقہی جزئیات کی فہم وفراست اور بھی دوسرے شرائط وآداب سے متصف ہونا ضروری ہوتا ہے، تب جا کر کوئی اس عہد ومنصب کا اہل ہوسکتا ہے۔ جس طرح طبیب حاذق کی مدتہائے دراز کے بغیر کوئی طبابت کا اہل ولائق نہیں ہوسکتا اسی طرح محض کتب فقہ مطالعہ کر کے درس وتدریس میں مہارت کا لوہا منوا کر بغیر کسی مفتی ماہر کی خدمات وصحبت اختیار کئے مفتی نہیں ہو سکتا۔ منصب افتا پر فائز ہونے سے پہلے ضروری ہے کہ اسے آداب افتاء اور مصطلحات فقہ واصول فقہ کی کامل معرفت ہو۔ طبقات مجتہدین واصحاب ترجیح کا علم اور عرف، تعامل، حاجت، ضرورت، احوال ناس، اقتضاء حال وغیرہا امور سے آشنائی ہو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”آج کل درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازے میں داخل نہیں ہوتا“۔(۱)

اور فتاویٰ رضویہ ج۹ ص ۱۳۱ پر فرماتے ہیں:

”علم الفتویٰ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ مدتہا طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو۔“

شارح بخاری، فقیہ اعظم ہند علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فتویٰ دینا ساری دینی خدمات میں سب سے اہم، سب سے مشکل اور سب سے پیچیدہ کام ہے اور ایسا کام جس کی کوئی انتہا نہیں۔ فقہائے کرام نے اگرچہ ہم پر احسان فرماتے ہوئے لاکھوں جزئیات کی تصریح فرمادی پھر بھی حوادث محدود نہیں۔ آئے دن سیکڑوں واقعات ایسے ہوتے رہتے ہیں کہ جن کے بارے میں کوئی جزئیہ کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ ایک فقیہ اپنی بالغ نظری، نکتہ سنجی، دقیقہ بینی کی بدولت تائید ایزدی سے صحیح حکم اخذ کر لیتا ہے۔ مگر یہ کام کتنا مشکل ہے اسے بتایا نہیں جا سکتا، جس کے سر پڑتی ہے وہی جانتا ہے۔(۲)

بہار شریعت حصہ ۱۲ ص ۷۰۷ پر ہے:

”مفتی کو بیدار مغز ہوشیار ہونا چاہئے، غفلت برتنا اس کے لئے درست نہیں کیونکہ اس زمانے میں اکثر حیلہ سازی اور ترکیبوں سے واقعات کی صورت بدل کر فتویٰ حاصل کر لیتے ہیں اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ فلاں مفتی نے مجھے فتویٰ دے دیا ہے، محض فتویٰ ہاتھ میں ہونا ہی اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں، بلکہ مخالف پر اس کی وجہ سے غالب آ جاتے ہیں، اس کو کون

(۱) فتاویٰ رضویہ ج۴ ص ۵۶۵

(۲) انوار مفتی اعظم ص ۲۵۲

دیکھے کہ واقعہ کیا تھا، اور اس نے سوال میں کیا ظاہر کیا‘‘

اسی میں اسی صفحہ پر ہے:

’’مفتی پر یہ بھی لازم ہے کہ سائل سے واقعہ کی تحقیق کر لے، اپنی طرف سے شقوق نکال کر سائل کے سامنے بیان نہ کرے، مثلاً یہ صورت ہے تو یہ حکم ہے اور یہ ہے تو یہ حکم ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو صورت سائل کے موافق ہوتی ہے اسے اختیار کر لیتا ہے اور گواہوں سے ثابت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو گواہ بھی بنا لیتا ہے‘‘

فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرے:

مفتی پر یہ بھی لازم ہے کہ کسی سوال کا جواب بتعجیل وعجلت نہ دے کہ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس کے پاس علم کم ہوتا ہے وہ فتویٰ دینے میں جلدی کرتا ہے اور جو پرہیزگار ہوتا ہے وہ اپنے آپ سے فتویٰ کو بہت زیادہ دور کرنے والا ہوتا ہے۔ (احیاء العلوم اول) اور نہ ہر اس استفتاء کا جواب دینا ضروری سمجھے جس سے کسی کی ہتک وضرر کا گمان بھی ہو۔

ہر سوال کا جواب دینا ضروری نہیں:

مفتی پر ضروری نہیں کہ ہر مسئلہ کا جواب دے خصوصاً اس وقت کہ جب اس کے سوا جواب دینے کے لئے دوسرے لوگ بھی ہوں، اسی میں احتیاط ہے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر کسی مسئلہ کے جواب دینے میں ایک برس تک رکے رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ خطا کرنا سمجھنے کے بعد بہتر ہے اس سے کہ بے سمجھے بوجھے ٹھیک کہے۔ اس سلسلے میں دوسرے اجلہ فقہاء و مشائخ کے ارشادات ملاحظہ کریں:

(۱) امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

علماء آخرت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرے بلکہ توقف کرے اور چھٹکارا حاصل کرنے کا راستہ تلاش کرے۔ (۱)

(۲) وقال ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الذی یفتی الناس فی کل یستفتونہ لمجنون (۲)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کے ہر استفتا کا فتویٰ دیتا ہے وہ مجنون ہے۔

(۳) قال ابراھیم بن ادھم رحمہ اللہ لیس شئی اشد علی الشیطان من عالم یتکلم بعلم ویسکت بعلم (ایضا)

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس عالم سے بڑھ کر شیطان پر کوئی بھی سخت نہیں جو بعض علم بیان کرتا ہے اور بعض کے بارے میں خاموشی اختیار کرتا ہے۔

---

(۱) احیاء العلوم ج ۱ ص ۶۹

(۲) احیاء العلوم ج ۱ ص ۶۹ تنبیہ المغترین ص ۲۸

(۴)قال ابو حفص النیسابوری العالم هو الذی یخاف عند السوال ان یقال له یوم القیمة من این اجبت (ایضا)

حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم وہ ہے جسے سوال کے وقت اس بات کا ڈر ہو کہ قیامت کے دن اس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کہاں سے جواب دیا؟

(۵)کان ابراهیم التیمی اذا سئل عن مسئلة یبکی ویقول لم تجدوا غیری حتیٰ احتجتم الی۔(ایضا)

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ رو پڑتے اور فرماتے کیا میرے سوا کوئی نہیں ملا کہ تمہیں میری ضرورت پڑ گئی؟

(۶)کان ابن عمر رضی الله عنهما یسئل عن عشر مسائل فیجیب عن واحدة ویسکت عن تسع (ایضا)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دس مسائل پوچھے جاتے تو آپ ایک مسئلہ کا جواب دیتے اور نو کے بارے میں خاموش رہتے۔

(۷)وکان عبدالله بن مسعود رضی الله عنه یقول من افتیٰ الناس فی المشکلات من غیر تربص ولا تامل فقد عرض نفسه لدخول النار۔(۱)(

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جو مشکلات میں غور وفکر کئے بغیر لوگوں کو فتویٰ دیتا ہے اس نے اپنے آپ کو جہنم میں داخلے کے لئے پیش کر دیا۔

یہ باتیں اس لئے بھی عرض کر دیا ہوں کہ آج کل ہندو نیپال اور خاص طور پر ہمارے ملک نیپال میں فتویٰ کی اتنی جلدی بعض علما کو ہوتی ہے کہ بس سوال آیا اور دھر سے جواب دیدیا اور سوشل میڈیا پر شائع کر دیا۔ بعد کو معلوم ہوتا ہے کہ جو فتویٰ جلدی میں دیا گیا ہے وہ اصل حکم کے خلاف دیا گیا ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو ایسے فتاویٰ سے گناہ کے دروازے کھل جاتے ہیں یا عقائد اہل سنت کے خلاف ہوتے ہیں اور فتنہ وشر انگیزی کی فضا پیدا ہوجاتی ہے۔ طلاق وخلع، مفقود الخبر اور سیاسی مسائل میں ایسے کئی فتاویٰ نیپال کے مفتیان کرام کے نظر سے گذرے اور سوشیل میڈیا پر وائرل ہوئے جن سے سنیت کی شبیہ متاثر ہوئی اور اہل علم کے مابین بحث لایعنی اور سب وشتم اور لعن وطعن کی محفلیں گرم ہوئیں۔ اس لئے اصحاب فتاویٰ کو عجلت سے بچنا اور فتویٰ نویسی میں حد درجہ احتیاط برتنا چاہئے اور ہو سکے تو قضا وافتا کے لئے مجلس و کمیٹی تشکیل دیدیں، پھر نظر ثانی اور تصدیق کے بعد ہی شائع کریں۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بہت احتیاط سے فتویٰ لکھا کرتے تھے، عجلت میں کوئی فتویٰ ہرگز نہیں لکھتے تھے اور اکثر اس پر نظر ثانی کرتے اور جامعہ کے دیگر متبحر اساتذہ کو

(۱) تنبیہ المغترین ص ۲۸

بھی دیکھنے لے فتویٰ ان کے پاس بھیج دیتے۔ علما ومشائخ سے تصدیق بھی کروا لیتے تھے۔ چنانچہ اکثر فتاویٰ میں حضور شمس الاولیا علیہ الرحمہ کی تصدیق ملے گی، جبکہ مفتی مجیب الرحمن اور مفتی احمد حسین برکاتی کی نظروں سے بھی وہ فتاویٰ گزرتے۔ اور نو پید مسائل میں اگر وقت ہوتا تو خود جواب تحریر فرماتے نہیں تو بریلی شریف حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے دارالافتا بھیجوا دیتے۔

فقہ وافتا کی نزاکت:

علامہ ملک الظفر سہسرامی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

فقہ وافتا کا تعلق چونکہ انسانی زندگی کے پھیلے ہوئے تمام شعبوں سے ہے خواہ وہ سیاسیات کا مسئلہ ہو یا معاشیات کا، عمرانیات کا مسئلہ ہو یا اقتصادیات کا، امارت وقوانین کا مسئلہ ہو یا عبادت معاملات کا، فقہ اپنی جامعیت اور دائرۂ کار کے اعتبار سے حیات کی بے کراں وسعتوں سے ہم کنار اور تہذیب وتمدن کے سارے گوشوں پر حاوی ہے۔ لہٰذا مفتی کی نازک ذمہ داریاں علم وفکر کی بے کراں وسعتوں کا مطالبہ کرتی ہیں۔ پھر سائنسی اکتشافات اور عصری ایجادات کے پھیلتے ہوئے منظرنامے پر نظر رکھی جائے تو مفتی کی منصبی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہوا ہے، لہٰذا ایک مفتی کے لئے جہاں یہ ضروری ہے کہ وہ فقہ اسلامی کے بنیادی مصادر پہ گہری نظر رکھتا ہو، کتاب وسنت اور اس ضمن میں علم تفسیر واصول حدیث وغیرہ علوم وفنون پہ اسے دسترس ہو، راجح اور مرجوح اقوال کا علم ہو، فقہائے کرام کے فقہی مقام ومراتب سے آگاہ ہو، جزئیات پہ گہری نظر ہو، فقہ کی معتبر ومستند کتابوں کا عمیق مطالعہ ہو، افتا کے اصول وآداب جو علمائے متقدمین ومتاخرین نے تحریر فرمائے ہیں ان کا نہ صرف یہ کہ علم ہو بلکہ فتویٰ نویسی کی راہ میں وہ ان سے ہدایت وراہنمائی کا کام بھی لے، وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حالات زمانہ سے بے خبر نہ ہو، نت نئی ایجادات اور سائنسی اکتشافات کی بھی اسے معلومات ہو، کیونکہ بسا اوقات حالات سے بے خبری بڑے فساد کا سبب بن کر سامنے آتی ہے۔ مشہور مقولہ ہے: **من لم یعرف اهل زمانه فهو جاهل**۔ جو حالات زمانہ سے بے خبر ہو وہ نادان ہے، علامہ شامی نے بھی حالات زمانہ اور عصری آگہی پر اظہار خیال فرماتے ہوئے لکھا ہے: **التحقیق ان المفتی فی الوقائع لا بدله من ضرب اجتهاد و معرفة باحوال الناس**۔ (ردالمحتار ج ۲ ص ۳۲۱) یعنی نو پید مسائل کو حل کرنے کے لے مفتی کو ایک طرح کے اجتہاد سے متصف اور لوگوں کے حالات سے باخبری ضروری ہے۔ (۱)

شرائط افتا اور اس کے آداب:

وہ شرائط وضوابط، اصول واحکام جو ایک مفتی کیلئے حرز جاں ہونے چاہئے اور جن خوبیوں واوصاف سے فتاویٰ کا آراستہ ہونا ضروری ہے وہ درج ذیل سطور میں رقم کئے جاتے ہیں۔ تا کہ اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ سکیں کہ فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی جیش محمد صاحب قبلہ صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ کی فتویٰ نویسی میں ان کا کس قدر اہتمام کیا کرتے تھے۔

(۱) فتویٰ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہی دے۔

---

(۱) ماہنامہ جام نور جولائی ۲۰۰۶ء ص ۲۴۔۲۵

(۲) طبقات فقہاء مجتہدین سے آگاہی رکھتا ہو۔

(۳) جب کسی حادثہ میں اول طبقہ کے لوگوں میں سے کسی کے قول سے حادثہ کا جواب معلوم نہ ہو اور اس میں مشائخ و متأخرین کا کوئی قول ملے تو اس پر عمل کرے۔ اگر اس میں متاخرین فقہاء کا اختلاف ہو تو اکابر فقہاء کے قول پر دیدے جو اکابر مشاہیر کے معتمد علیہ ہوں۔

(۴) مفتی پر یہ بھی ضروری ہے کہ جس کے قول کے موافق فتویٰ دے اس کا حال خوب اچھی طرح معلوم ہو۔

(۵) اپنے فائدہ وغرض یا کسی کی بے جا حمایت میں اقوال مہجورہ سے فتوی نہ دے۔

(٦) فتویٰ نقل کرتے وقت کتب معتبرہ کی طرف رجوع کرے۔

(۷) اپنے موقف کی تائید میں کتاب وسنت واجماع امت سے استدلال کرے۔

(۸) فتویٰ فقہی جزئیات سے آراستہ کرنے کا التزام کرے۔

(۹) نو پید مسائل کے احکام کی تخریج اور ان پر جزئیات کا انطباق میں مہارت ہو۔

(۱۰) اطلاق وتقیید، ناسخ ومنسوخ کی تعیین وتشریح، صریح ومجمل کے مفہوم اور دوسرے ضروری فقہی اصول وقواعد سے واقفیت ہو۔

(۱۱) سائل کے سوال کو اچھی طرح سمجھنا پھر متانت وسنجیدگی، فکر وتدبر کے ساتھ کتب معتبرہ متداولہ کی روشنی میں جواب تحریر کرنا۔

(۱۲) مغلق وپیچیدہ سوالوں کے ہر مخفی گوشوں کی تنقیح وتوضیح۔

(۱۳) جواب دینے میں عجلت سے احتراز۔

(۱۴) جن مسائل کا حکم معلوم نہ ہو اس میں توقف یا اپنی لاعلمی کا اظہار۔

(۱۵) بے تحقیق محض رجماً بالغیب موشگافیاں نہ کرے۔

(۱٦) عرف وتعامل، حالات زمانہ، بلاد واشخاص اور عادات سے آگاہی۔

(۱۷) خلاف شرع فتویٰ سے رجوع کرنے میں عار محسوس نہ کرے۔

(۱۸) استفتاء کے جواب دینے میں اختصار وجامعیت ملحوظ ہو۔

(۱۹) جواب ایسا ہو کہ سائل پر حکم شرع بالکل واضح وواشگاف ہو جائے۔ اور الفاظ کے پیچ وتاب میں ہچکولے کھانے والا نہ ہو۔

(۲۰) علماء ومشائخ سے متعلق کئے گئے سوالوں کے جواب میں حقیقت حال سے واقفیت اور واقعہ کی خوب تحقیق و تفتیش۔ اور بہتر ہے کہ ان سے متعلق فتویٰ کو شائع نہ کیا جائے۔

(۲۱) عقائد کفریات سے متعلق سوالوں کے جواب میں کافی حزم واحتیاط برتے۔

(۲۲) فقہاء کے مابین رائج الفاظ مثلاً یجوز، قالوا، قیل، ینبغی، لاینبغی، اور لا بأس وغیرہ الفاظ ومصطلحات کے معانی و مدارج پر گہری نظر ہو۔

(۲۳) متعارض دلائل کے درمیان تطبیق پر قدرت وملکہ۔

(۲۴) جن صورتوں میں مسلمانوں کی ذلت کا خطرہ یا اسلام کے مذاق اڑائے جانے کا اندیشہ ہوگا ان صورتوں میں خواہ مخواہ قلم کو جنبش نہیں دیں گے۔ کبھی شدید ضرورت پر قلم اٹھانے پہ مجبور ہو جانا ہی پڑے تو ایسا پیرایہ بیان اختیار کریں گے جس سے کسی کو اس کا موقع نہ ملے گا۔ (مفتی مطیع الرحمٰن رضوی نوری)

(۲۵) جس مسئلہ میں پوری واقفیت نہیں ہوگی سائل کو اس مسئلہ کے صحیح جانکار کی طرف رہنمائی کر کے رجوع کا حکم دیں۔ (۱)

(۲۶) سوال کا تعلق جس زمان ومکان سے ہوگا خاص اس زمان ومکان کے عرف واحوال کا لحاظ رکھیں گے۔ (مفتی مطیع الرحمٰن رضوی نوری)

(۲۷) اقوال مفتیٰ بہا کی علامت، ان کے مراتب قوت مثلاً وعلیہ الفتویٰ، وبہ یفتیٰ، وبہ ناخذ، وعلیہ الاعتماد، وعلیہ عمل الیوم، وعلیہ عمل الامۃ، وھو الصحیح، وھو الاصح، وھو الاظہر، وھو الاشبہ، وھو الاوجہ، وھو المختار، وبہ جری العرف، وھو المتعارف، وبہ اخذ علماء نا وغیرہا کی معرفت۔

یہ وہ شرائط وآداب ہیں جن سے ایک مفتی کا آراستہ ہونا بے حد ضروری ہے، ورنہ قدم قدم پر لغزش وٹھوکر کھائے گا۔ اور بغیر ان شرائط وآداب کے فتویٰ نویسی کا حق اسے قطعاً نہیں کیونکہ جو ان امور مذکورہ کے بغیر فتویٰ دے گا وہ بے علم فتویٰ دینے والا ہوگا اور ہوائے نفس کا تابع ہوگا۔ جس پر قرآن وحدیث میں سخت وعید آئی ہے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ان تمام شرائط وآداب کے کامل طور پر جامع تھے اور دوران فتویٰ نویسی ان سب کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی کوئی فتویٰ تحریر فرمایا کرتے تھے۔ اسی لئے متبحرین علماء وفقہا نے آپ کو مفتی اعظم نیپال کے لقب سے یاد کیا۔ پورے نیپال میں ساڑھے چار دہائیوں تک آپ فتویٰ نویسی کا فریضہ پورے چاق وچوبند اور ذمہ داری کے ساتھ لوجہ اللہ انجام دیتے رہے۔ اب تو بہت سارے مفتیان کرام نیپال میں جگمگا رہے ہیں، کئی دارالافتا بھی وجود میں آچکے ہیں اور لوگ فتویٰ بھی دے رہے ہیں۔ مگر جو اعتماد ووثوق آپ کے فتاویٰ پر لوگوں کو تھا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ مسلمانان نیپال تعلیمی میدان میں خاص کر دینی تعلیم میں اس طرح پیچھے تھے کہ عالم یہ تھا کہ انہیں روزمرہ کے عام شرعی مسائل کا بھی علم نہیں تھا، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نکاح، طلاق، حلت، حرمت، جائز، ناجائز، خرید وفروخت، آپسی لین دین ان سارے ضروری مسائل واحکام سے ناواقف تھے۔ مگر اتنا تو ضرور تھا کہ فرمان الٰہی "فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون" کے مطابق علماء اور مسجد کے اماموں سے مسئلہ مسائل پوچھ کر جہالت کی تاریکیوں سے نکلنے کی کوشش کرتے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ پورے مسلمانان اہل سنت کے معتمد علماء، شرعی مسائل کی گتھیوں کو سلجھانے اور اطمینان بخش جواب عنایت کرنے والی شخصیتوں میں ایک باوقار شخصیت فقیہ اسلام حضور شیر نیپال کی بھی تھی، خاص کر نیپال میں تو آپ کا فتویٰ

(۱) شرح المہذب

حرف اخیر کی حیثیت رکھتا تھا، جس پر اپنے اور غیر، موافق ومخالف ہر ایک کا علم وتقویٰ کے اعتبار سے غایت درجہ وثوق اور کامل بھروسہ تھا۔ کیونکہ متانت وسنجیدگی، خوش مزاجی، شیریں گفتاری اور تفقہ آپ کے ایسے اوصاف ہیں جنہوں نے آپ کو مرکز عوام و خواص بنا دیا۔ حیرت انگیز ذکاوت فطانت، فقہی جزئیات کا استحضار، مسائل میں تبحر، علوم کتاب وسنت میں درک وملکہ اور تنفیذ احکام شرعیہ میں بے باکی نے آپ کو ہر دلعزیز، قائد و رہبر اور عدالت شرعی کا منصف بنا دیا۔ جس کی وجہ سے آپ کے یہاں علمی تشنگی بجھانے اور شکوک وشبہات کا ازالہ کرانے والوں کی ایک جم غفیر ہونے لگی۔ کوئی بھی مسئلہ ہو خاص کر طلاق وخلع، مفقود الخبر اور افعال کفریہ ومعتقدات شرکیہ کے احکام سے متعلق عوام سے لیکر علماء تک سب آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔

آپ کسی بھی استفتاء کا جواب دینے سے پہلے اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی فتاوی رضویہ کا مطالعہ ضرور کرتے تھے، اس کے مطالعہ سے پہلے تو آپ کسی استفتاء کا جواب نہیں دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے فتوں میں بیشتر مقامات پر فتاوی رضویہ کا حوالہ اور عبارت دیکھیں گے اور بعض فتاویٰ کا آغاز اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے فتویٰ ہی سے کرتے تھے اور ہو بہو وہی جواب آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے تحریر کر دیتے تھے۔ آپ خود فرماتے تھے کہ ”میں دوران فتویٰ نویسی کسی بھی سوال کا جواب دینے سے پہلے بار بار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتویٰ مطالعہ کرتا ہوں پھر جواب تحریر کرتا ہوں، تا کہ میرا جواب آپ کے جواب سے الگ نہ ہو، اگر اس میں مل گیا تو ٹھیک ورنہ پھر دوسری کتابوں کی طرف رجوع کرتا ہوں“۔(۱)

نو پید مسائل کی تحقیق میں بہت سے علما اپنی جولانیت قلم کو حرکت دیتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کی تحقیق اور خصوصا فتاویٰ رضویہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے علمی اور تحقیقی سفر کا آغاز بھی اسی سے کرتے ہیں اور انتہا بھی اسی پر۔ حضور شیر نیپال مسائل جدیدہ سے متعلق کوئی حکم شرعی لکھتے یا بیان کرتے تو سب سے پہلے فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ پیش کرتے اور اپنی تحقیق کا مدار تحقیقات اعلیٰ حضرت پر ہی رکھتے، بلکہ یوں کہا جائے کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیق پر کسی تحقیق کے قائل ہی نہیں تھے۔

ایک موقع پر خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

”اعلیٰ حضرت کی تحقیق تحقیق ہے، اس سے بڑھ کر کسی کی تحقیق نہیں ہوسکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی تحقیق پر ہمارا عمل ہے“

تحقیقات اعلیٰ حضرت پر کس قدر آپ کو اعتماد وایقان تھا اسے درج ذیل اقتباسات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے ایک مجمع عام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”جب اعلیٰ حضرت نے فرما دیا کہ مائک پر نماز نہیں ہوسکتی تو کوئی کہے اس کی بات قبول نہیں، اعلیٰ حضرت نے کہہ دیا چلتی ٹرین پر نماز نہیں ہوسکتی کوئی پڑھ لے تو اس کا اعادہ واجب تو ضرور اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔ اس کے خلاف جو بھی تحقیق ہوگی غیر مقبول ہوگی۔ اعلیٰ حضرت نے جب فرما دیا کہ ریڈیو، تار، ٹیلی ویژن اور فون سے چاند کا ثبوت نہیں ہوسکتا تو کوئی لاکھ کہے اس کی بات سنی نہیں جائے گی اور اس کے کہنے سے عید وبقرہ عید نہیں منائی جائے گی اور نہ چاند ہونے کا اعلان کیا جائے گا۔“

---

(۱) خطاب تاجدار اولیاء کانفرنس اندور ۳ مارچ ۲۰۱۲ء

حاصل یہ کہ طویل المدت دور فتویٰ نویسی میں آپ کا پورا عمل سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ کی روشنی ہی میں رہا ہے اور تحقیقات اعلیٰ حضرت سے آپ اپنے فتویٰ کو آراستہ کرتے رہے اور مسلمانوں تک اعلیٰ حضرت کا پیغام، آپ کے علمی مقام وخدمات کو پہنچاتے رہے اور اس طرح سے آپ نے فروغ رضویات میں ایک کلیدی اور علمی کردار آپ کا اپنے فتاویٰ کے ذریعہ فتاویٰ رضویہ کی تشہیر واشاعت اور ان سے لوگوں متعارف کرانا رہا ہے۔ آگے اس حوالے سے گفتگو ہوگی اور کوشش رہے گی ان فتاویٰ کو تحریر کیا جائے یا تعداد بیان کردی جائے جن کو آپ نے فتاویٰ برکات میں صراحت کے ساتھ بطور استدلال تحریر فرمایا ہے۔ صراحت کی قید اس لئے کہ ملخص اور ماحصل ومستفاد فتاویٰ کی تعداد شمار سے باہر ہے اگر یہ کہا جائے کہ پورا فتاویٰ برکات اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ سے مستفاد ہیں تو شاید یہ بیجا اور مبالغہ نہیں ہوگا۔

جتنے فتاوے آپ کے قلم حق رقم سے صادر ہوئے وہ سب محفوظ تھے انہیں کتابی شکل میں بنام العطایا الالٰہیہ فی الفتاوی البرکاتیہ شائع کرایا جسے اہل علم ودانش نے کافی سراہا۔ جب ملک نیپال میں ۱۳۹۴ھ کے عظیم الشان کانفرنس کے بعد ایک دوسرا جلسہ ۱۴۰۸ھ میں آپ کی قیادت میں ہوا جس میں فخر علم وفن حضرت علامہ سید محمد عارف میاں رضوی اور بھی دیگر عمائد اہل سنت تشریف فرما تھے تو اسی کانفرنس میں سیکڑوں علماء کی موجودگی میں قاضی نیپال کا عہدہ آپ کو سونپا گیا۔ یہ عہدہ سپرد کرنے سے پہلے آپ کی بہت سی خوبیوں، کارکردگی، علم کی پختگی، دقت نظر اور حسن سیرت وکردار کو دیکھا گیا اور الحمد للہ اس کسوٹی پر آپ پورے طور پر کھرے اترے۔

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند علامہ سید عارف حسین رضوی علیہ الرحمہ جو آپ کے استاذ بھی ہیں اس منظر کی تصویر کشی کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

''اب سے چند سال قبل جب علمائے اہل سنت کے ایک عظیم اجتماع میں بالاتفاق مولانا کو قاضی نیپال اور وہاں کے سب سے بڑے اور شریعت مطہرہ کے ذمہ دار مفتی کے منصب رفیع پر فائز المرامی کا اعلان کیا گیا تھا وہ آپ کی جزوی صلاحیتوں اور آپ کے زہد وا تباع شریعت اور انتظامی امور کی بہترین انجام دہی پر منصب درس حدیث میں آپ کی اعلیٰ کارکردگی جیسی بہت سی خوبیوں کو دیکھا گیا تھا۔ مگر فتاویٰ برکات نے جنکپور دھام کی اس عظیم کانفرنس میں شریک جملہ علمائے کرام جن میں یہ گدائے رضوی بھی موجود تھا، سب کے دل باغ باغ کر دیئے اور یہ ثابت کردیا کہ حضرت قاضی نیپال صرف منصب قضاء ہی کے اہل نہیں ہیں بلکہ سرزمین نیپال وہند میں امیر شریعت وامیر کاروان اہل سنت ہیں''۔(۱)

فتویٰ نویسی کی چند خوبیاں:

حضور شیر نیپال رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے عقل وفکر اور اعلیٰ فہم وفراست سے نوازا تھا، مسائل کی گہرائی اور ان کا حل کیا ہوگا، کس سوال کا جواب کیا اور کس طرح مناسب ہوگا، کہاں شدت اور کہاں لینت اور کس سوال کا جواب تفصیلی ہو، کہیں بظاہر روایات واقوال صحابہ وفقہا میں تعارض نظر آیا یا سائل کی فہم میں تعارض نظر آیا تو آپ اس کی وضاحت فرمادیتے اور تطبیق کی صورت تحریر فرما کر سائل کو مطمئن فرمادیتے۔ اور بھی

(۱) تقریظ فتاویٰ برکات ثانی

دیگر خوبیاں جوفتویٰ نویسی اور ایک ماہر مفتی کے اندر ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ نے ان سے آپ کونوازا تھا اور یہ چیزیں اور ان تمام خوبیوں کے جلوے فتاویٰ برکات میں نظر آتے ہیں۔ آپ کے فتویٰ نویسی کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اگر آپ کے دارالافتا میں کوئی ایسا سوال آتا جس سے مقصد ومراد واضح نہیں ہوتا تو آپ اس کی وضاحت فرما دیتے کہ سوال گول مول ہے، سائل کیا کہنا چاہتا ہے وہ واضح نہیں ہے پھر سوال سے سیاق وسباق سے جو واضح ہوتا اس کی وضاحت وتصریح کر کے جواب بھی عنایت فرما دیتے کہ جو توضیح وتصریح آپ نے کی ہے اگر واقعی سائل کا مقصد ومراد اور موافق حقیقت بھی یہی تھا تو پھر سائل اسی اعتبار سے مسئلہ اور جواب کی نوعیت سے آگاہ ہو کر حکم شرعی پر عمل کرے اور پھر دوبارہ سوال کرنے کی حاجت نہ ہو۔ اس سلسلے میں ایک استفتا اور پھر حضور شیر نیپال کا جواب ملاحظہ کیا جائے:

قاضی شریعت بحضور جناب مدرسہ حنفیہ جنک پور دھام نیپال

گذارش خدمت اینکہ میرا بھائی شراب پی کر بازار سے گھر آیا اور اپنے بیٹے کو مارنے کے لئے دوڑا تو میری بھابھی نے بچے کو بچانے کے لئے پکڑ لیا اسی بات پر میرے بھائی صاحب نے جواب کا لفظ بولا جس کو میں دو مرتبہ سنا۔ گواہ محمد لقمان صاحب کی بیوی بھی آ نگن میں تھی وہ کہتی ہے میں نے چار پانچ مرتبہ جواب کا لفظ کہتے سنا۔

العارض: محمد نسیم، بیلا پوسٹ جے نگر، مدھوبنی (بہار)

الجواب بعون الملک الوہاب:

سوال گول مول ہے تفصیل طلب ہے، جب تک تفصیل نہ بیان کی جائے حکم متعین نہیں ہوسکتا۔ سائل کہتا ہے کہ اس کے بھائی نے جواب کا لفظ بولا جس کو دو مرتبہ اس نے سنا اور لقمان کی بیوی کا بیان تحریر کیا کہ وہ کہتی ہے کہ میں نے چار پانچ مرتبہ جواب جواب کا لفظ کہتے سنا۔ دونوں میں سے کسی کے بیان سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اس طلاق دینے والے نے جواب کے الفاظ کس طرح ادا کئے، عورت کتنی طلاق کا دعویٰ کرتی ہے اس کا شوہر کیا کہتا ہے، طلاق کے وقت لقمان کی بیوی اور سائل کے بھائی اور بھابھی اور بھتیجہ کے علاوہ بھی تھے یا نہیں؟ موجودہ حضرات میں ثقہ بھی تھے نہ تھے؟ اگر ثقہ تھے تو کتنے تھے؟ حکم کی تعیین کے لئے ان سب کا بیان ضروری تھا۔ اگر اس نے لفظ جواب چند بار کہا اور اس لفظ جواب جواب سے اپنی زوجہ کو طلاق دینی مقصود تھے تو طلاق واقع ہوگئی۔ تین دی یا چار پانچ دی تو تین طلاقیں ہوگئیں، بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ اور اگر دو دی تو دو طلاق رجعی ہوگئی عدت کے اندر اندر بلا نکاح رجعت کرسکتا ہے۔ بعد عدت نکاح کی حاجت ہوگی مگر یہ اس کے اقرار پر موقوف ہے۔ اس نے لفظ جواب سے اپنی زوجہ کو طلاق دینی مراد لی تھے اگر اقرار نہ کرے تو ان الفاظ سے حکم طلاق نہ ہوگا اور اگر اس نے واقع میں طلاق کی نیت کی تھی اور کسی وجہ سے مکر رہا ہے تو وبال اس پر رہے گا، مستحق عذاب نار ہوگا اور عورت کے پاس جانا اس کے لئے زنا ہوگا۔ عورت پر الزام نہ ہوگا۔ ہندیہ میں ہے: ''سکران هربت منه امرأته فتبعها و لم یظفر بها فقال بالفارسیة۔'' سه طلاق ''ان قال عنیت امرأتي یقع و ان لم یقل شیئا لا یقع۔'' یہ اس صورت میں ہے کہ اس نے لفظ جواب کم از کم تین مرتبہ بولا ہو ورنہ رجعی ہوگی اور اگر فقط جواب جواب نہ کہا بلکہ یوں کہا کہ میں نے تم کو یا اس کو یا اپنی زوجہ کو جواب دیا جواب دیا

اگر یہی دو کا جواب دینے والا اقرار کرتا ہے اور گواہان عادل نہیں تو دو ہی طلاق رجعی کا ثبوت ہوگا اور اگر گواہان عادل تین کی گواہی دیتے ہیں تو تین ہی ثابت ہوں گے شوہر کے انکار کا اعتبار نہ ہوگا۔ اگر خود زوجہ کے سامنے اسے تین طلاقیں دیں اور منکر ہو گیا اور گواہ عادل نہیں ملتے تو عورت اس سے جس طرح ہو سکے اس سے رہائی حاصل کرے۔

فتاویٰ رضویہ ۵، ص۶۵۶ پر ہے:

''اگر واقع میں تین طلاقیں دی ہیں عند اللہ عورت اس پر حرام ہوگئی بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ: ''فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره۔'' اور اس کا انکار اللہ عزوجل کے یہاں کچھ نفع نہ دے گا۔ ان گواہوں پر فرض ہے کہ گواہی میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ثقہ عادل شرعی ہوں طلاق ثابت ہو جائے گی۔ اور اس کا انکار دنیا میں بھی نہ سنا جائے گا۔ اور اگر ان میں ایسے گواہ نہ ہوں اور عورت کے سامنے طلاق نہ دی ہو تو عورت اس سے حلف لے اگر اس نے حلف جھوٹا کیا تو وبال اس پر ہے اور اگر خود زوجہ کے سامنے اسے تین طلاقیں دیں اور منکر ہو گیا اور گواہ عادل نہ ملے و عورت جس طرح چاہے اس سے رہائی لے اگرا پنا مہر چھوڑ کر، یا اور مال دے کر اور وہ یوں بھی نہ چھوڑے تو جس طرح بن پڑے اس کے پاس سے بھاگے اور اسے اپنے اوپر قابو نہ دے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کبھی اپنی خواہش سے اس کے ساتھ زن وشوہر کا برتاؤ نہ کرے، نہ اس کے مجبور کرنے پر اس سے راضی ہو پھر وبال اس پر ہے۔ لا یکلف الله نفسا الا وسعها۔ واللہ اعلم بالصواب۔(۱) ۸ / ۲ / ۱۴۱۱ھ

چند متعارض اقوال میں تطبیق کی صورتیں:

نشہ کی حالت میں اگر طلاق دی تو طلاق ہوگی یا نہیں، تو اس صورت میں دو موقف ہے ایک یہ کہ طلاق واقع ہو جائے گی اور دوسرا موقف یہ کہ نہیں ہوگی۔ قرآن کے عموم اور احادیث سے یہی مستفاد وثابت ہے کہ طلاق واقع ہو جائے گی۔ جبکہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوگی اور عدم وقوع کی علت نشہ کی حالت میں طلاق دینے والے کی عقل کا پاگل کی طرح زائل ہونا ہے۔ جیسا کہ ترمذی شریف ص ۱۴۲ میں باب ماجاء فی طلاق المعتوہ کے تحت حاشیہ میں ہے: ''قال الطیبی اختلفوا فی طلاق السکران فذهب بعضهم الی ان طلاقه لا یقع لانه لا عقل له کالمجنو و هو قول عثمان و ابن عباس و اخرون الی ان طلاقه واقع لانه عاص لم یزل عنه به الخطاب و لا اثم بدلیل انه یومر بقضاء الصلوة و یاثم باخراجها عن وقتها و به قال علی رضی الله عنه و هو قول مالك و الثوری و الاوزاعی و ظاهر مذهب الشافعی و ابی حنیفة۔'' یعنی حضرت طیبی نے ارشاد فرمایا کہ نشہ والے کی طلاق کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں طلاق نہ ہوگی کہ اس کی عقل پاگل کی طرح زائل ہو چکی ہے اور یہی قول حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے لیکن ان کے علاوہ سارے حضرات اس طرف گئے ہیں کہ اس کی طلاق ہو جائے گی کیونکہ خدائے جل مجدہ کا نافرمان ہے۔ نہ اس بدکردار سے خطاب خداوندی

(۱) فتاویٰ برکات حصہ نہم

زائل ہوسکتا ہے اور نہ وہ اس گناہ سے خلاصی پا سکتا ہے۔اس کی روشن دلیل یہ ہے کہ اس نشہ والے نے اگر بحال نشہ نماز قضا کردی ہے تو اسے نماز کی قضا کا حکم دیا جائے گا اور اس حالت میں وقت سے بے وقت کر دیا ہے تو اس کے وبال سے نہ بچے گا گنہگار ہوگا اور یہی حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے۔یہی قول حضرت امام مالک اور حضرت ثوری اور حضرت اوزاعی اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کا ہے اور یہی حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ظاہر مذہب ہے۔(۱)

تو حالت نشہ میں طلاق کے بارے میں دو اقوال ہیں اب دونوں میں تطبیق کی کیا صورت ہوگی اور کونسی صورت راجح ہے؟ اس حوالے سے حضور شیر نیپال کا عشق وعرفان سے لبریز اور علمی جواب ملاحظہ کریں،اس سے پہلے سائل کا سوال ملاحظہ کیا جائے اور پھر آپ کے فتویٰ اور جواب سے چند اقتباسات۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ابن محمد مسلم نے اپنی بیوی عائشہ کو ایک رات بحالت نشہ طلاق دے دیا مگر جب وہ نشہ سے ہوش میں آیا تو اپنے لفظ طلاق سے پشیمان وشرمندہ ہوا۔اور اسے احساس ہوا کہ ہم نے کیا کہہ دیا۔مطلقہ بیوی سے تین اولاد ہیں اور ابھی ابھی بیوی حاملہ ہے زید اپنی بیوی کو رجوع کرنا چاہتا ہے اس وجہ سے ابھی تک مارے خوف کے الگ تھلگ زندگی بسر کر رہا ہے۔ایسی صورت میں جب کہ زید نشہ میں تھا طلاق دے دیا اور عائشہ ابھی بھی حمل سے ہے طلاق رجعی کی شکل اپنانے کو بتا رہا ہے۔بنا بریں ملتمس ہوں کہ مسئولہ صورت میں حل قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھ کر ہمیں ممنون مشکور فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

سوال کرنے والے

ماسٹر محمد ہارون بگواہ بیلٹ درجی،صدیق خاں جنکپور

آپ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

''طلاق دے کر پشیمان ہونے اور پچھتانے سے طلاق واپس نہیں ہوسکتی،شرمندہ ہونا اب لاحاصل ہے،ہوش وبے ہوش، خرد وبے خردگی کی گفتگو بے فائدہ ہے۔عائشہ کو بلاشک وشبہ طلاق واقع ہوگئی زید نے ایک طلاق دی تو ایک،دو طلاق دی ہے تو دو،تین طلاق دی ہے تو تین،صریح دی ہے تو صریح،بائن دی ہے تو بائن۔صریح کی صورت میں ایک دو طلاق تک رجعت عدت کے اندر اندر کر سکتا ہے اور اگر عدت کی مدت گذر گئی ہو یا طلاق بائن ایک یا دو دی ہو تو عائشہ کی رضا حاصل کر کے از سر نو نکاح لازم ہے۔

اس جواب پر آپ نے جو دلائل پیش کئے ہیں ایک جھلک اس کی بھی ملاحظہ ہو۔آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اور فقہ حنفی کی مسلم ومعتبر ہدایہ کے ص ۳۳۸ پر ہے:''طلاق السکران واقع،،یعنی نشہ والے کی طلاق واقع ہے۔ اور فتح القدیر جزء ثالث کے ص ۳۴۵ پر محقق علی الاطلاق علامہ کمال الدین محمد ابن عبدالواحد معروف بان ہمام حنفی فرماتے ہیں: ''کذا عتاقه و خلعه۔''یعنی جس طرح نشہ والے کی طلاق واقع ہے ویسے ہی اس کا آزاد کرنا اور خلع کرنا واقع ہے۔ پھر

(۱) فتاویٰ برکات حصہ نہم

اختلاف کو بیان فرماتے ہوئے عقلی اور نقلی دلیلوں سے ثابت فرمایا کہ بحال سکر (نشہ) طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔اور ہدایہ کے حاشیہ پر ایک حدیث حضرت حکم سے مروی ہے: "ان کان فی سکر من اللہ فلیس طلاقہ بشئ و ان کان من الشیطان فطلاقہ جائز۔" یعنی خداوند ذوالجلال کی شراب محبت میں مست الست بنا تو وہ مرفوع القلم ہے۔اس کی طلاق کچھ نہیں اور اگر کسی ناجائز کے ارتکاب سے مست اور نشہ والا ہوا تو اس کی طلاق واقع ہے۔اور بدائع الصنائع کے جزء ثالث ص ۹۹ پر ہے:"اما السکران اذا طلق امرأتہ فان کان سکرہ لا بسبب محظور بان شرب الخمر او النبیذ طوعا حتی سکر و زال عقلہ فطلاقہ واقع عند عامۃ العلماء و عامۃ الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔یعنی اگر نشہ والا اپنی عورت کو بحال نشہ طلاق دے گا تو اگر اس کا نشہ کسی ممنوع شرعی کے ارتکاب سے پیدا ہوا ہے مثلاً اس نے شراب پیا، یا نبیذ نوش کی اور جبر واکراہ سے نہیں بلکہ اپنی خوشی اور رضا سے تو اس کی طلاق عام صحابہ اور علما رضی اللہ عنہم کے نزدیک واقع ہے۔"(۱)

اس پر کچھ دلائل اور ملاحظہ کیا جائے تا کہ مقصد سے آپ کا ذہن قریب تر ہو سکے آپ فرماتے ہیں:

"نشہ والے کی طلاق واقع ہوجاتی ہے اس کی دلیل اللہ عزوجل کے قول:"الطلاق مرتان الی قولہ سبحانہ و تعالیٰ "فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ "من غیر فصل بین السکران وغیرہ۔" کا عموم ہے:"الامن خص بدلیل و قولہ علیہ الصلاۃ و السلام کل الطلاق جائز الا طلاق الصبی و المعتوہ۔ و لان عقلہ زال بسبب ھو معصیۃ فینزل قائما عقوبۃ علیہ و زجرا لہ عن ارتکاب المعصیۃ و لھذا لو قذف انسانا او قتل یجب علیہ الحد و القصاص و انھما لا یجبان علی غیر العاقل دل ان عقلہ جعل قائما و قد یعطی للزائل حقیقۃ حکم القائم تقدیراً اذا زال سبب ھو معصیۃ للزجر و الردع۔" یعنی خداوند کریم نے ارشاد فرمایا:"الطلاق مرتان الخ" کا عموم اسی پر دال ہے کہ نشہ والے کی طلاق واقع ہوجاتی ہے کہ سکران کے درمیان کوئی فرق نہیں بیان فرمایا گیا ہے یہ عموم پر رہے گا جب تک کسی دلیل سے مخصوص نہ ہوجائے۔اور حضور پر نور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ہر شخص کی طلاق واقع ہوجائے گی سوائے بچہ اور پاگل کے اس پر دلیل ہے کہ اس کی طلاق واقع ہوجائے گی اور چونکہ اس کی عقل زائل ہوتی ہے معصیت کے ارتکاب سے اس لئے اس کی عقل کو زائل نہیں مانا جائے گا۔تا کہ سزا مرتب ہو اور معصیت کے ارتکاب سے اسے باز رکھا جائے۔اسی وجہ سے وہ اگر کسی کو تہمت لگائے گا یا قتل کرے گا تو اس پر حد اور قصاص واجب ولازم ہے، حالانکہ یہ دونوں غیر عاقل پر واجب نہیں ہے۔یہ بھی دلالت رکھتا ہے اس پر کہ اس کی عقل قائم ہے اور زائل کو قائم کا حکم حقیقۃً تقدیراً اس لئے دے دیا جاتا ہے۔جب زوال عقل معصیت سے ہوا ہو تا کہ غلط کاریوں سے روکا جائے اور معاصی پر سرزنش کیا جا سکے۔اور درمختار میں ہے: "(و یقع طلاق کل زوج بالغ عاقل) و لو تقدیراً بدائع لیدخل السکران۔" اور رد المحتار میں ہے:"(قولہ لیدخل السکران) ای فانہ فی حکم

(۱) فتاویٰ برکات حصہ نہم

العاقل زجرا له فلا منافاة بين قوله عاقل و قوله الاتی او السکران۔ ''اور ص ۴۵۹ پر: ''و لو بنبیذ'' کے تحت مرقوم ہے ''ای سواء کان سکرہ من الخمر او الاشربة الاربعة المحرمة او غیرها من شربة المتخذة من الحبوب و العسل عند محمد قال فی الفتح و بقوله یفتی لان السکر من کل شراب محرم و فی البحر عن البزازیة المختار فی زماننا لزوم الحدود وقوع الطلاق۔ اھ'' پھر خاتم المحققین شیخ محمد امین شہیر بابن عابدین علامہ فہامہ قولہ والفتویٰ علیہ کے تحت فرماتے ہیں: ''قد علمت مخالفته لسائر المتون و فی التاتارخانية طلاق السکران واقع اذا سکر من الخمر او النبیذ و هو مذهب اصحابنا۔ ''ان ساری عبارتوں کا مفاد یہی ہے کہ نشہ والے کی طلاق واقع ہے۔(۱)

اب اس خلاصہ کی طرف چلیں جس کی طرف میں نے اوپر اشارہ کیا ہے مختلف اقوال میں تعارض کی صورت میں تطبیق کی کیا صورت ہوگی اور پھر زیر بحث مسئلہ کو مدلل کرنے بعد جو خلاصہ جس مقصد کے تحت کیا ہے وہ بھی واضح ہوجائے۔ چنانچہ مدلل جواب کے بعد خلاصہ کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

''ان مذکورہ بالا بیان سے عیاں ہوگیا کہ اثر عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''لیس مجنون و لاسکران طلاق۔'' کی تاویل یہ ہوگی کہ جو کوئی شراب معرفت الٰہی کا جام پی کر دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہوگیا ہو اور آسمان سے زمین کو نہ جانتا ہو جیسا کہ حاکم کی روایت ابھی گذری کہ وہ مدہوشی خداوند کریم کی جانب سے ہو، یا کسی جائز چیز کے استعمال سے حواس کھو بیٹھا ہو جیسا کہ بدائع الصنائع اور فتح القدیر کی تصریحات سے مصرح ہے، ان صورتوں میں عدم الوقوع کا قول ہوسکتا ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث نہ پہنچی ہو اور قیاس سے یہ مسئلہ بیان فرمایا ہو، ورنہ ہرگز ہرگز نص کی موجودگی میں قیاس سے کام نہیں لیتے۔ میری اس تاویل سے قرآن وحدیث واثر سب پر عمل ہوجاتا ہے۔ اور قرآن عظیم کا عموم بھی اپنی جگہ سلامت رہتا ہے ورنہ پیش کردہ قرآن وحدیث واثر کا کیا جواب ہوگا؟ اور حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اثر عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیش کرنا کیا وزن رکھے گا؟ (فتاویٰ برکات حصہ نہم)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی فتویٰ نویسی کی خصوصیات میں سے یہ ایک خصوصیت اور خوبی یہ بھی ہے کہ اگر اہل سنت کے فقہا کی عبارتوں سے کسی قاری کو اشتباہ ہوا یا اسے تضاد نظر آیا تو آپ اس کی ایسی وضاحت فرماتے کہ اشتباہ بھی دور ہوجاتا اور صاحب کتاب کے حوالے سے حدیث کے خلاف کرنے کا جو گمان ہوتا اسے بھی دور فرمادیتے۔

چنانچہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔ حضرت مولانا عبد الغفار خاں نوری صدر المدرسین مدرسہ امجدیہ ثناء المصطفی ضلع سیتامڑھی بہار مرأة المناجیح جلد دوم کا مطالعہ کر رہے تھے، مطالعہ کے دوران ان کی نظر ص ۴۱۳ کی اس عبارت پڑی کہ:

(۱) فتاویٰ برکات حصہ نہم

''فاسق کو امام نہ بناؤ لیکن بن گیا ہو تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لو۔'' (مرأۃ المناجیح)

انہوں نے یہ سمجھا کہ فاسق کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ اور یہاں تو نماز پڑھ لینے کا حکم ہے تو اس قول کی صحت میں انہیں شبہ ہوا۔ رفع اشتباہ کے لئے انہوں نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی طرف رجوع کیا اور ایک استفتا کیا کہ کیا یہ قول صحیح ہے؟

تو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے جو جواب دیا اس سے ان کا اشتباہ بھی دور ہو گیا اور مسئلہ کی نوعیت وحیثیت اور علت بھی واضح ہو گئی، نیز تعارض بھی پیدا نہیں ہونے دیا۔ آپ نے جواب کے ابتدا میں فرمایا:

''یہ بات صرف مرآت میں ہی نہیں بلکہ قدوری میں بھی ہے اور ہدایہ میں بھی کفایہ میں اور عنایہ میں بھی ہے۔''(۱)

بلکہ آپ نے مذکورہ چار فقہی کتابوں کے علاوہ کئی ایک معتمد و مستند کتابوں کی عبارت سے ثابت فرمایا کہ یہ مسئلہ ان کتابوں میں بھی ہے جو مرآۃ المناجیح میں بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ احادیث کا حوالہ بھی دیا کہ فقہ کی کتابوں کے علاوہ احادیث میں بھی یہ مسئلہ ہے۔ اور پھر فقہی کتابوں اور احادیث میں جواز کی جو صورت بیان کی گئی ہے اسے اور فقہ کی مذکورہ کتب میں جو حکم کراہت بیان کیا گیا ہے ان دونوں کے درمیان فرق اور مقام وصورت کو آپ نے مع دلائل الم نشرح فرمایا۔ چند فقہی عبارت پیش کرنے کے بعد ان کا ماحصل بیان کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

''فقہائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے ان کلمات مذکورہ سے وہی واضح اور وہی ثابت جو مرآت میں ہے، مگر اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو خود عبارتوں سے مفہوم ہوتا ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھ لینے کی اجازت فقہاء نے اس وقت دی ہے جس وقت ظالم وجابر فاسق وفاجر حکام کا غلبۂ تام رہا ہو، فاسق خود ہی بزور وزبردستی اگر امور دینیہ کا انتظام وانصرام اپنے ہاتھوں میں رکھتا رہا ہو، خود ہی مسجد وعیدگاہ کا امام بن جاتا رہا ہو اور اس کے دفع پر قدرت نہ ہو تو اس کے ظلم وستم سے بچنے کے لئے ارشاد فرمایا: "فان تقدموا جاز" یعنی خود ہی زبردستی امام بن جائے اور فتنے میں پڑنے کا ظن غالب ہو تو جائز ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے۔ آج بھی جمعہ کے بارے میں یہی فتویٰ ہے، ہاں اگر دوسری جگہ جمعہ قائم ہو اور وہاں کا امام غیر فاسق ہو تو وہیں منتقل ہو جائے اور فاسق کے پیچھے نہ پڑھے۔ اس سے بھی یہی مفہوم ہوتا کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنے کی جن فقہاء نے اجازت دی وہ معذوری اور مجبوری کا وقت ہے کہ الگ نہ جماعت قائم کر سکتے، نہ تنہا پڑھنے کی چھوٹ ہو اور گھر میں پڑھنے پر بھی خطرہ ہو۔'' (فتاویٰ برکات)

اس کے علاوہ تین احادیث کریمہ اس مسئلہ کی وضاحت میں نقل کی، ان احادیث کے ذکر کرنے کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں:

''ان احادیث کریمہ کے ظاہر سے بھی فاسق کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، مگر اس کے ساتھ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہم ان کے ساتھ پڑھنے پر مجبور ہوں لاچار ہوں ورنہ کیا ضرورت کہ شرابی جوئے باز، بدکار، حرام کار، سود خور، سنیما باز، فساق وفجار کے پیچھے معاذ اللہ رب العلمین نماز پڑھی جائے؟ کیا ایسے ناپاک کی اقتداء کوئی پاک دل بخوشی قبول کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! فقہ کا قاعدہ الضرورات تبیح المحظورات ہے تو وقت ضرورت ہی اس پر عمل ہوگا اور اسی ضرورت کے تحت بعض

---

(۱) فتاویٰ برکات

فقہاء نے اجازت دی ورنہ عام فقہائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے اس کی تقدیم کو بالاتفاق مکروہ فرمایا ہے۔اور اس کی دو وجہ بیان فرمائی (۱) فاسق کی امامت میں اس کی تعظیم ہے اور فاسق کی تعظیم کیسی بلکہ اس کی اہانت واجب۔(2) دوسری وجہ فاسق کو دین کی پرواہ نہیں ہوتی تو وہ حالت نماز میں بھی وہ نماز کے منافی امر کا ارتکاب قصداً بھی کرسکتا ہے۔(۱)

مسئلہ کی وضاحت کے دوران آپ نے یہ بھی فرمایا کہ فاسق کی اقتدا سے متعلق فقہا کا موقف صرف کراہت تحریمی ہی کا نہیں بلکہ بعض فقہانے کراہت تنزیہی کا بھی قول کیا ہے۔اور اس پر آپ نے متعدد معتمد کتب فقہ کی عبارتوں کو نقل بھی کیا ہے۔اب یہاں ایک نیا موڑ آ گیا کہ فاسق کی اقتدا میں نماز بعض فقہا کے نزدیک مکروہ تحریمی اور بعض کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔اب اس بات کو سمجھنا بھی ضروری ہے کہ دونوں قول کی وجہ اور حکمت وعلت کیا ہے تاکہ ذہنی خلش دور ہوجائے۔تو آپ نے اس حوالے سے فقہائے کرام کی جو عبارتیں پیش کی ہیں ان سب عبارتوں کی تفہیم وتوضیح کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد سوم کے مختلف صفحات سے اقتباس کہیں بعینہ اور کہیں ملخصا تحریر فرمایا ہے جس سے تحریمی وتنزیہی کی علت وحکمت اور صورت بالکل واضح ہوجاتی ہے۔فتاویٰ رضویہ کے وہ اقتباسات درج ذیل ہیں:

(۱) امامت فاسق کی نسبت علماء کے دونوں قول ہی کراہت تنزیہ میں ہے:''کما فی الدرر وغیرہ اور کراہۃ تحریمی کما فی الغنیۃ وفتاویٰ الحجۃ والتبیین والشرنبلالیہ وابی السعود والطحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہا۔''اور ان میں توفیق یہ ہے کہ فاسق غیر معلن کے پیچھے مکروہ تنزیہ اور معلن کے پیچھے تحریمی۔جن صورتوں میں کراہت تحریم کا حکم ہے صلحا وفساق سب پر اعادہ واجب ہے۔جب مبتدع یا فاسق یا معلن کے سوا کوئی امام نہ مل سکے تو منفرداً پڑھیں کہ جماعت واجب ہے۔اور اس کی تقدیم ممنوع کراہت تحریم اور واجب ومکروہ تحریم دونوں ایک مرتبہ میں ہیں۔''رد المفاسد اهم من جلب المصالح''ہاں اگر جمعہ میں دوسرا امام نہ مل سکے تو جمعہ پڑھیں کہ وہ فرض ہے اور فرض اہم۔اسی طرح اگر اس کے پیچھے نہ پڑھنے میں فتنہ ہو تو پڑھیں اور اعادہ کریں کہ: ''الفتنۃ اکبر من القتل''واللہ تعالیٰ اعلم ملخصا۔(۲)

(۲) ظاہر ہے کہ امام سردار ہوتا ہے اور مقتدی اس کے پیرو۔حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:''انما جعل الامام یؤتم به''امام تو اسی لئے مقرر ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔رواہ الائمۃ احمد والبخاری ومسلم وغیرہم عن ام المؤمنین الصدیقہ وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہما۔اور حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:''اذا مدح الفاسق غضب الرب و اهتز لذلك العرش''جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب تبارک وتعالیٰ غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔رواہ الامام ابوبکر بن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ عن انس خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابن عدی فی الکامل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔''(۳)

---

(۱) فتاویٰ برکات
(۲) فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۲۷۳
(۳) فتاویٰ رضویہ ج ۳ص ۲۹۲

(۳) سبحان اللہ جب فاسق و بدعتی کی زبانی تعریف اورانہیں صرف محل خطاب میں بلفظ سردار ندا کرنا موجب غضب الٰہی ہوتا ہے تو اسے بحالت اختیار حقیقتاً امام وسردار بنانا اور آپ اس کے تابع و پیرو بننا معاذ اللہ کیونکر موجب غضب نہ ہوگا اور بیشک جو بات باعث غضب رحمان عزوجل ہو اس کا ادنیٰ درجہ کراہت تحریم ہے۔(۱)

(۴) علامہ ابراہیم حلبی نے تصریح فرمائی کہ فاسق ومبتدع دونوں کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک کے مذہب اور امام احمد کی ایک روایت میں تو اس کے پیچھے نماز اصلاً ہوتی ہی نہیں جیسے کسی کافر کے پیچھے۔ شرح صغیرہ منیہ میں فرمایا: ''یکرہ تقدیم الفاسق کراهة تحریمة و عند مالك لایجوز تقدیمه و هو روایة عن احمد و کذا المبتدع۔'' علامہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں فاسق و بدمذہب کے پیچھے نماز کے باب میں فرماتے ہیں: ''الکراهة فیه تحریمة علی ماسبق۔''(۲)

(۵) امام بخاری تاریخ میں اور ابن عساکر ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ان سرکم ان تقبل صلاتکم فیؤمکم خیارکم'' اگر تمہیں اپنی نماز کا قبول ہونا خوش آتا ہو تو چاہئے کہ تمہارے نیک تمہاری امامت کریں۔ حاکم مستدرک اور طبرانی معجم میں مرثد ابن ابی مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ان سرکم ان تقبل صلاتکم فیؤمکم خیارکم فانهم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم۔'' اگر تمہیں پسند آتا ہو کہ تمہاری نماز قبول ہو تو چاہئے جو تم میں اچھے ہوں وہ تمہارے امام ہوں کہ وہ تمہارے سفیر ہیں تم میں اور تمہارے رب کے درمیان۔ دارقطنی وبیہقی اپنی سنن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اجعلوا ائمتکم خیارکم فانهم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم۔'' اپنے نیکوں کو اپنا امام کرو کہ وہ تمہارے وسائط ہیں درمیان تمہارے اور تمہارے رب عزوجل کے۔''(۳)

حضور شیر نیپال رحمہ اللہ کی فتویٰ نویسی کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ کبھی آپ کسی بھی مسئلہ اور استفتا کا جواب اجمالا واختصارا اس خوبصورتی اور کمال وجودت کے ساتھ دیتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ سمندر کوزے میں آ گیا ہے اور جب آپ کی فقہی بصیرت کی لہریں اور جوش تفقہ شباب پر ہوتا ہے تو جس مسئلہ پر قلم اٹھا دیں اسے الم نشرح کر دیتے ہیں، اس کے ہر گوشہ کو واضح، شکوک وشبہات کا سد باب کر دیتے ہیں اور سائل مسئلہ کی شفافیت وحقانیت سے مطمئن ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال درج ذیل فتویٰ میں ہے جو علی پٹی سے آئے ہوئے ایک استفتا کے جواب میں تحریر ہوا ہے۔ پہلے سوال کا تعلق جس موضوع اور عنوان سے ہے اس کی نوعیت ملاحظہ کر لیا جائے، بعدہ سائل کا سوال اور پھر مفتی اعظم نیپال حضرت مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی رحمہ اللہ کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

---

(۱) فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۹۲
(۲) فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۹۲
(۳) فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۱۲

نماز کے لئے وضو شرط ہے اور سنت واحسن طریقہ پر اگر کیا جائے تو اس پر ثواب زیادہ مرتب ہوتا ہے اور وضو میں تین تین بار اعضاء مغسولہ کا دھونا سنت ہے، مگر طمانیت کے لئے یا ضرورت کے سبب تین سے زیادہ بار پانی ڈالا جا سکتا ہے یا نہیں اور کیا ایسی صورت میں اسراف ہوگا یا نہیں؟ کچھ لوگ اسے اسراف کہہ دیتے ہیں اور ایسا کرنے والے پر خلاف سنت کا کرنے کا فتویٰ بھی دیدیتے ہیں۔ پڑھے لکھے رہنے دیں کچھ جہلا کو بھی اس پر چہ میگوئیاں کرتے دیکھا ہے۔ مگر حضور شیر نیپال رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کو مدلل ومبرہن کر کے اس کے ہر پہلو کو واضح کر دیا ہے اور اسراف وفضول خرچی کے دعویداروں کا خمار اتار کر رکھ دیا ہے اور اپنے جوش تفقہ سے ایسی تحقیقی فتویٰ رقم فرمایا ہے کہ دل عش عش کرنے لگتا ہے۔ آئیے سوال اور پھر آپ کا جواب ملاحظہ کیا جائے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وضو میں تین بار اور تین بار سے زائد اور تین بار سے کم دھونا کیسا ہے؟ مجھے پورا عضو تین بار دھو لینے پر بھی تشفی نہیں ہوتی تو کیا مجھے تین بار سے زیادہ دھونے کی اجازت ہے؟ جواب بحوالہ کتب مع صفحہ عنایت فرمائیں۔
سائل محمد ظہیر الدین عفی عنہ علی پٹی مورخہ ۱۲ رجب ۱۳۹۶ھ

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ہدایۃ الحق والصواب:

وضو میں جو اعضا دھونے کے ہیں انہیں تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔ **وعلیہ الاکثر و علیہ الجمھور**۔ فقہ کی عند الحنفیہ مانی ہوئی کتاب مستطاب الھدایہ کے صفحہ ششم پر بصراحت مذکور ہے "**تکرار الغسل الی الثلثت**۔ اور کنز الدقائق صفحہ ۶ سطر ۳ مرمسطور ہے "**تثلیث الغسل**" اسی کے تحت کنز کے حاشیہ پر تحریر ہے "**تکرارہ ثلاثا سنۃ**" یہی حکم یعنی اعضائے مغسولہ کو تین تین بار بشرط اسباغ واکمال دھونا سنت ہے (۔ وقایہ بشرح وقایہ ص ۶۰ قدوری ص ۳ نور الایضاح ص ۷ منیۃ المصلی ص ۶ بہار شریعت ص ۱۷ حصہ دوم) غرض عامہ کتب فقہ میں موجود ہے۔ اور ایک مرتبہ دھونا فرض ہے۔ اس طرح پر کہ عضو کے ہر ہر حصے پر پانی کا بہاؤ ہو جائے اگر کچھ بھی رہ گیا مثلا بالوں کی جڑوں پر پانی بہ گیا اور ابھی بال کی نوک پر نہ بہا تو وضو نہ ہوا اور اگر بہا بھی تو ایک آدھ قطرہ تو اس سے بھی وضو ادا نہ ہوگا۔ اس امر کا لحاظ نہایت ضروری ہے۔ بعض جہلا بلکہ علم ودانش کا دعویٰ کرنے والے جو اپنے کو علماء کہلاتے ہیں ان میں کے بھی بعض غفلت کے شکار ہیں۔ چلو میں پانی لے کر عضو کے کسی حصہ پر ڈال دیا، کچھ پر پانی بہہ گیا، پھر ہاتھ پورے عضو پر پھیر لیا، ایسے ہی دوسرا تیسرا چلو لیکر ہاتھ پھیر لیا اور سمجھا کہ تین مرتبہ ہو گیا۔ حالانکہ ایک مرتبہ بھی نہ ہوا اس میں چلو کی گنتی نہیں بلکہ پورے عضو کے دھونے کی گنتی ہے کہ وہ تین تین مرتبہ ہوا گر چہ کتنے ہی چلوؤں سے ہو اور ہر مرتبہ پورے عضو پر پانی کا بہاؤ ہو جائے۔ دھونے میں کسی بال کی نوک بھی اگر رہ گئی اور صرف بھیگا اور پانی نہ بہا تو وضو نہ ہوگا۔ ہدایہ کتاب الطھارات میں ہے: **الغسل اسالۃ الماء** یعنی دھونے کا معنیٰ پانی کا عضو پر بہانا ہے نہ صرف عضو کو بھگانا اور تیل کی طرح چپڑنا۔ اور شرح وقایہ کے حاشیہ پر غسل کا معنیٰ **ازالۃ الوسخ بامرار الماء** یعنی پانی بہا کر میل کچیل صاف کرنا دھونے کا معنیٰ ہے۔ ھدایہ کے حاشیہ پر عرب کا ایک محاورہ پیش کیا ہے کہ جب بارش ہو اور پانی زمین کے خس وخاشاک کو بہا لے جائے تو اس موقع پر عرب بولتے ہیں "**غسلت المطر الارض**" یعنی بارش نے زمین کو دھو دیا۔

بہار شریعت حصہ دوم میں صدر الشریعۃ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

''بعض لوگ ناک یا آنکھ یا بھنوؤں پر چلو ڈال کر سارے منہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ منہ دھل گیا، حالانکہ پانی اوپر چڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اس طرح دھونے میں منہ نہیں دھلا اور وضو نہیں ہوتا۔ اور دو مرتبہ دھونے کو بھی بعض حضرات نے سنت لکھا ہے۔ حاشیہ ھدایہ میں تکرار الغسل کے تحت لکھا ہے'' ان الاولیٰ فریضة والثانية سنة والثالثة فضيلة'' یعنی ایک بار دھونا فرض ہے اور دو بار دھونا سنت اور تین بار دھونا فضیلت ہے۔ اور کنز میں تثلیث الغسل سے متعلق حاشیہ پر مسطور ہے'' لکن المراد منه ان الاولیٰ رکن و الثانية و الثالثة سنة وهذا هو الصحيح۔'' یعنی اول رکن دوم وسوم سنت ہے۔ اور منیۃ المصلی کے حاشیہ ششم پر ایک طویل گفتگو کے بعد تحریر ہے'' ثم المرة الاولیٰ فرض والثانية سنة والثالثة دونها فی الفضيلة وقيل الثانية سنة والثالثة اکمال السنة'' یعنی پہلی مرتبہ فرض ہے دوسری سنت ہے اور تیسری فضیلت میں دوسری سے بڑھ کر ہے۔ اور کہا گیا ہے دو مرتبہ دھونا سنت ہے اور تین مرتبہ کمال سنت ہے۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جو شاگرد رشید امام الائمۃ کشف الغمۃ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں اپنے مؤطا شریف میں ایک حدیث نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں'' الوضو ثلاثا ثلاثا افضل والاثنان يجزيان والواحدة اذا اسبغت تجزئ ايضا وهو قول ابی حنيفة'' یعنی تین تین مرتبہ وضو کرنا افضل ہے اور دو دو مرتبہ کفایت کرے گا اور ایک ایک مرتبہ بشرط اسباغ کیا تو نیز کافی ہے اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔ مگر جمہور فقہاء کا فتویٰ اس پر ہے کہ تین سے زیادہ یا کم نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں ضرورت کے باعث کم وبیش کر دیا تو حرج نہیں ہے۔''

کنز الدقائق کے حاشیہ ششم پر ہے: لو زاد لطمانية القلب عند الشك او نقص لحاجته فلا باس به۔ یعنی اگر تین پر زیادہ کر دیا شک کے وقت یا کسی ضرورت کے باعث تین سے کم کر دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور منیۃ المصلی کے حاشیہ پر تحریر ہے: يكره الزيادة على الثلاث الا لضرورة لطمانية القلب عند حصول الشك۔ یعنی شک کے حصول کے وقت قلب کے اطمینان کی خاطر تین پر زیادہ کرنا مکروہ نہیں ہے ورنہ مکروہ ہے۔

ھدایہ کے صفحہ ہفتم اور حواشی نمبر ششم پر لعدم رویتہ کے تحت محشی نے ترقیم کی ہے فلو رأه وزاد لقصد الوضوء على الوضوء او لطمانية القلب عند الشك فلا باس به یعنی اگر تین مرتبہ دھونے کو سنت اعتقاد کرتا ہے اور تین پر زیادہ طمانیت قلب کے واسطے شک کے موقع سے کرتا ہے تو اس میں کسی طرح کا حرج نہیں ہے یا وضو علی الوضو کے ارادہ سے تین پر بڑھایا جب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔''

دیکھیں کس شان تفقہ کے ساتھ مسئلہ کے ہر گوشہ واضح کر دیا گیا۔ پھر آپ نے مسئلہ کی تبیین وتوضیح کے بعد اسراف کے دعویٰ داروں کی جو خبر لی ہے اسے بھی اس فتویٰ کے آخری پیراگراف میں ملاحظہ کریں آپ تحریر فرماتے ہیں:

''بعض حضرات خواہ مخواہ اسراف وفضول خرچی کا دعویٰ کر دیتے ہیں۔ دعویٰ ہی نہیں بلکہ فتویٰ دیدیتے ہیں۔ جب تک

حسن نیت ہو ہرگز فضول میں داخل نہ ہوگا، فضول خرچی کا مسئلہ تو وہابیہ دیابنہ وغیرہا فرقہ باطلہ خذلھم اللہ تعالیٰ کو آج تک سمجھ میں نہیں آیا۔ موم کی بتی جلائیں تو فضول خرچی، اگر کی بتی جلائیں تو اسراف، عود کی دھونی دیں تو ممنوع، تقسیم شیرینی ہو تو ناجائز۔ ہم اہل سنت و جماعت کو بفضلہ تبارک وتعالیٰ بکرم حبیبہ الاعلیٰ اکمل الصلوٰت واز کی التحیات مسئلہ اسراف کتاب وسنت کے مطابق خوب سمجھ میں آیا ہے۔ صلاح وفلاح کی خاطر اصلاح ابدان بلکہ تزئین مکان وبلدان کی خاطر صرف کیا جائے جب بھی فضول خرچی نہ ہوگا سب اپنی جگہ محقق ومشرح ہیں۔ اگر قلم کا رخ اس طرف پھیر دیا جائے تو ایک کتابچہ ہو جائے۔ ہاں بلا وجہ صرف ضرور فضول ہے۔ یہاں تک کہ فقہاء نے فرمایا ہے چلو میں پانی لیتے وقت خیال رکھیں، اتنا زیادہ پانی نہ لیں کہ چلو سے گرے کہ اسراف ہوگا۔ اسی طرح ضرورت سے زیادہ پانی لینا اسراف میں داخل ہوگا۔ مثلاً ناک میں پانی ڈالنے کے لئے آدھا چلو پانی کافی ہوگا تو پورا چلو نہ لیں کہ اسراف ہوگا۔ مگر اتنا کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو مکروہ ہے۔ خود عاصی پر معاصی نے اپنی آنکھوں سے ایسے بہتیرے حضرات کو دیکھا ہے کہ دوسرے کاموں میں تو بخوبی پانی خرچ کرتے ہیں اصلا لحاظ و پاس اسراف کا نہیں کرتے، مگر جب وضو وغسل کی باری آتی ہے تو ان سے کہا جائے بطریق اسباغ واکمال کیجئے تو کہنے لگتے ہیں یہ فضول خرچی ہے۔ (۱)

کثرت جزئیات ودلائل:

آپ کے فتاویٰ کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ اکثر فتاویٰ کو آپ نے کثرت جزئیات ودلائل سے مزین فرمایا ہے اور قرآن و احادیث اور فقہی جزئیات کی روشنی میں مسئلہ کو خوب سے خوب تر واضح وثابت اور مفصل فرمایا ہے۔ اس زاویہ سے اگر آپ کے فتاویٰ کا تجزیہ کیا جائے تو صرف اس موضوع پر کئی صفحات سیاہ ہو جائیں گے۔ صرف ایک مشت داڑھی کے ثبوت پر جو دلائل پیش کئے ہیں انہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور آپ کے تبحر علمی اور مسائل شرعیہ وجزئیات کے استحضار کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کتب احادیث بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابوداؤد، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد، شفا شریف، شمائل ترمذی، احیاء العلوم اور مسند احمد سے ۳۲؍احادیث کریمہ، کتب تفاسیر، شروح احادیث اور کتب فقہ تفسیرات احمدیہ، تفسیر زاہدی، تفسیر خازن، تفسیر روح البیان، فتح الباری، ارشاد الساری، عمدۃ القاری، مرقاۃ المفاتیح، اشعۃ اللمعات، شرح نووی، حاشیہ ترمذی، شرح معانی الآثار، فتاویٰ رضویہ، درمختار، ردالمحتار، فتح القدیر، بدائع الصنائع، کفایہ، عنایہ، حاشیہ طحطاوی، الاختیار لتعلیل المختار، عالمگیری اور تنویر الابصار سے ۴۶؍نقل کر کے اس مسئلہ کو مدلل ومبرہن فرما کر فتویٰ نویسی کا حق ادا کر دیا جو بھی فقہ سے ادنی دلچسپی رکھے گا وہ آپ کے تفقہ اور تبحر علمی کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح آپ کے فتاویٰ میں کثرت جزئیات ودلائل کو دیکھنا ہو تو آپ کے فتاویٰ ملاحظہ کریں، آپ دیکھیں گے کہ کس طرح جزئیات ودلائل کی کثرت سمندر کے موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارتی ہوئی نظر آتی ہے۔ خصوصا جب استفتا میں حضور رحمت عالم ﷺ کے حوالے سے سوال ہوتا ہے تو پھر آپ عشق نبی ﷺ میں جھوم کر اپنے سیال قلم سے سخاوت کا دریا بہا دیتے ہیں۔ یہی وجہ

(۱) فتاویٰ برکات حصہ پنجم ص ۱۸

ہے کہ جب حضور ﷺ کے علم غیب پر قلم اٹھایا تو کئی صفحات پر مشتمل فتاویٰ اس موضوع پر ہیں اور ہر فتویٰ مفصل اور دلائل قاطعہ سے لبریز ہے۔قرآنی آیات، مفسرین کی تفاسیر معتمدہ، احادیث نبویہ، صحابہ کے اقوال، محدثین کی توضیحات اور فقہاو متکلمین کی عبارتوں سے مزین کر کے شافی وکافی جواب تحریر فرما کر عشاقان نبی غیب دان ﷺ کے عشق ومحبت کے شعلوں کو بھڑکا یا ہے تو وہیں گستاخان شان رسالت اور منکرین علوم مصطفیٰ کو ایک موت نہیں ہزاروں موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔دس قرآنی آیات، سات کتب تفاسیر سے اٹھائیس مفسرین کے اقوال، کتب احادیث سے دس احادیث کریمہ اور محدثین کرام کی عبارتوں سے اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔اس مدلل ومفصل فتویٰ کو ہدیۃ الانام فی جواب السوریناام سے موسوم فرمایا ہے، جس کا اردو نام فقیر نے ہدایت کا راستہ رکھا ہے جس پر آپ نے رضا مندی ظاہر فرمائی۔ یہ مستقل ایک رسالہ ہے جو عنقریب منظر عام پر آنے والی ہے۔اس تفصیلی فتویٰ و رسالہ میں علم غیب مصطفیٰ ﷺ کے ثبوت میں دس آیات کریمہ اور تفسیر کے بعد آپ خلاصہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یہ آیات بینہ قرآنیہ فرقانیہ کے دس نصوص جلیلہ جلیہ قطعیہ اور ان کے تفاسیر معتبرہ معتمدہ مشہورہ خازن شریف، صاوی شریف، جلالین شریف، مدارک شریف وغیرہم سے پیش کی گئیں، جن سے آفتاب نیم روز کی طرح ابین وروشن ہوگیا کہ خالق کائنات کے جود وعطا سے حضور پرنور شافع یوم النشور اشرف المخلوقات علیہ وآلہ وصحبہ افضل الصلوٰت والتسلیمات کے علمی مقامات ودرجات اور عرفانی فضائل وکمالات بہت ارفع واعلیٰ ہیں اور اس قدر کہ جن کی کوئی حد وانتہا نہیں۔جن وانس یا کوئی ملک آپ کے علوم عظیمہ اور معارف جزیلہ کا حصر واحصا نہیں کرسکتے سوائے خدائے علیم وخبیر جل وعلیٰ کے کسی کو خبر نہیں۔

زمین وآسمان، لوح وقلم، عرش وکرسی آپ کی وسعت علمی سب کو محیط۔ ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ، گوشہ گوشہ اور جو کچھ ہو چکا اور جو ہورہا ہے، جو ہوگا، دلوں کے اسرار، کس کے دل میں کیا ہے؟ ایمان وایقان ہے یا کفر ونفاق، کون سعید ہے کون شقی؟ کون جنتی ہے کون جہنمی؟ پس دیوار یا پیش دیوار کون کیا کررہا ہے؟ قیامت تک بولی جانے والی زبانیں، جن وانس کی ہوں یا وحوش وطیور کی، ملائکہ کی ہوں یا دیگر مخلوقات کی۔عربی ہوں یا عجمی، عبرانی ہوں یا سریانی، اردو ہوں یا ہندی، فرشی ہوں یا عرشی، سب سے آپ آگاہ ۔لوح محفوظ میں کیا لکھا ہے؟ اولین وآخرین کے حالات کیا ہیں، غرض ایک ایک بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون وقاتلھم اللہ انی یوفکون۔(۱)

پھر دس احادیث نبویہ اوران کی شرح کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

’’احادیث نبویہ کے یہ دس نصوص صریحہ ظاہرہ، زاہرہ، باہرہ، بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف سے پیش کی گئیں ،ان میں سے بعض کی شرحیں عینی شرح بخاری، لمعات، مرقات شرح مشکوٰۃ سے نقل کردی گئیں جو حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم عظیمہ اور معارف جلیلہ پر روشن حجتیں اور واضح دلیلیں ہیں۔ یہ پورے بیس نصوص ہوئے ان کے علاوہ بھی بہت سے نصوص قرآن اور کتب احادیث میں آفتاب وماہتاب کی طرح چمک دمک رہے ہیں۔مگر اولیائے شیطان علیہ اللعن واعدائے حبیب

(۱) فتاویٰ برکات حصہ سوم ص: رسالہ ہدیۃ الانام فی جواب السوریناام معروف بہ ہدایت کا راستہ

رحمان (جل وعلیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ایک نص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت کے لیے دکھائی نہیں دی۔ لانھم عمی فھم لایبصرون۔ (۱)

اسی طرح جب قادیانیوں کے رد میں لکھا ہے تو آپ نے نبی آخر الزماں ﷺ کی ختم نبوت پر وافر دلائل و براہین اور حسن کلام اور ندرت وجودت تحریر سے خیمہ قادیانیت کو خاکستر کر دیا ہے اور ختم نبوت پر سب سے پہلے حملہ کرنے والی جماعت دیوبندیہ اور اس کے کج فکر مولوی قاسم نانوتوی کو بھی دھول چٹا دیا ہے اور سینہ اسیران زلف نبی ﷺ میں عشق وعرفان کی آگ سلگا دی ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

بات حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی فتویٰ نویسی کے حوالے سے چل رہی تھی اس لئے اس بات کی طرف اشارہ ضروری ہے جس سے اس شبہ کا ازالہ بھی ہو جائے گا۔ اور وہ یہ کہ بعض حضرات بلکہ دو چند علما کا خیال ہے کہ آپ قضا کا کام نہیں کرتے تھے یا مستقل اس کام کو انجام نہیں دیتے تھے۔ تو اس بارے میں عرض ہے کہ یہ وہم وگمان غلط ہے کیونکہ سب سے پہلے دار الافتا کا قیام آپ ہی کے ادارہ جامعہ حنفیہ غوثیہ میں ہوا اور باضابطہ آپ بہ نفس نفیس فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دیتے تھے جیسا کہ ماسبق میں بیان ہو چکا ہے اور ساتھ ہی قضا کی خدمت بھی انجام دیتے تھے، جہاں اطراف واکناف سے دینی معاملات ومسائل الجھن لے کر آنے والے مسلمانوں کے مابین شرعی فیصلہ وتصفیہ کیا کرتے تھے، لوگوں کے مسائل کا حل فرمایا کرتے تھے، نزاع کو ختم کرتے تھے۔ طلاق وخلع اور دیگر مسائل میں لوگوں کی شرعی رہنمائی فتویٰ اور قضا دونوں صورتوں میں فرماتے رہے۔ اصحاب معاملہ اور شاہدین کو اپنی مجلس قضا میں حاضر کروا کر طرفین کی باتوں کو سماعت فرماتے اور شہادت شرعیہ کی روشنی میں اپنا فیصلہ شرعی کبھی تحریر فرما کر تو کبھی علی روس الاشھاد اور مجمع کی موجودگی میں زبانی ارشاد فرما دیتے۔ جس سے مسائل ونزاعات کا تصفیہ ہو جاتا۔

جب میں جامعہ حنفیہ غوثیہ میں زیر تعلیم تھا تو اکثر دیکھتا کہ دور دراز سے لوگ اپنے مسائل لے کر آتے اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی مجلس قضا میں انہیں پیش کرتے جہاں ان کے مسائل حل کر دئے جاتے تھے۔ ناشتہ اور عصر کے بعد کا اکثر حصہ قضا کے لئے مختص تھا۔ آپ قضا کا کام بند کوٹھری میں نہیں بلکہ اس بارے میں تو آپ کا دربار عام لگتا تھا، جہاں مدعی ومدعیٰ علیہ اپنے اپنے گواہوں کے ساتھ موجود ہوتے اور طرفین وگواہان کی بات مکمل سماعت کرنے کے بعد اپنی زبان وقلم سے احکام شرعیہ کی تنفیذ فرماتے تھے۔

شیر نیپال کا تفسیری کمال:

قرآن مجید کی صحیح تفسیر، اس کے معانی ومطالب، مفاہیم ومقاصد جاننے کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اہل عرب کی زبان ومحاوروں پر کامل عبور ودسترس اور مہارت ہو۔ کیونکہ یہ کتاب لاریب بزبان قبائل عرب ہی نازل ہوئی اور اسی وجہ سے ان لوگوں کے لئے اس کی روشنی میں سفر زندگی طے کرنا سہل تر ثابت ہوا۔ کیونکہ قرآن ایسی زبان میں نازل ہوا جس سے وہ بخوبی واقف ہی نہیں تھے بلکہ ان کی مادری زبان تھی جس کی وجہ سے قرآن کے انداز خطاب وندا، طرز انذار وتبشیر سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں

---

(۱) فتاویٰ برکات حصہ سوم ص: رسالہ ہدیۃ الانام فی جواب السور ینام معروف بہ ہدایت کا راستہ

داخل ہوتے گئے اور دیکھتے دیکھتے پورا عرب اسلام کی روشنی سے چکا چوند ہوگیا۔اہل عرب جس کی زبان ومحاورہ میں یہ مقدس قرآن نازل ہوا وہ قرآن کی تصریحات وکنایات اور اشارات ورموز کو بہت قریب سے سمجھتے تھے اور کبھی کسی اہل فکر صائب واہل نظر صحیح کو کسی آیت سے متعلق کوئی شبہ نہ ہوا اور اس پر نور علی نور یہ کہ خود پیغمبر آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ بار تھے، جن کی خدمت عالیہ میں حاضری سے ان کے لئے فہم قرآن میں آسانی پیدا ہوتی اور مہبط قرآن، صاحب کلام اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تفسیر سے صحابہ کرام کی شرح صدر فرماتے۔اسی لئے ایک بالغ نظر مفسر ہونے کے لئے زبان عرب پر مہارت تامہ کے ساتھ فن واصول کا عارف وحاذق بھی ہونا اور کسی بھی نص کی تفسیر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے صحابہ اور ائمہ مجتہدین ومحدثین کے احادیث وآثار اور اقوال پر مطلع ہونا از حد ضروری ہے۔ بلکہ یہ وہ بنیادی چیزیں ہیں جن کے بغیر تفسیر کا کام متعذر ہی نہیں بلکہ ناممکن اور باعتبار حکم شرع شریف ناجائز وگناہ ہے اور من مانی تفسیر وتاویل کرنا افتراء واحمقانہ اقدام ہے۔

فی زمانہ تو بہتر یہی ہے کہ کسی آیت کی تفسیر میں صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین ومحدثین سے جو اقوال مروی ہیں انہیں کو بدلائل بیان کردیں اور جن آیات کا لوگ غلط معنیٰ ومطلب سمجھتے ہیں یا جو لوگ اپنے مقصد ومفاد کے لئے آیات قرآنیہ کا غلط ترجمہ وتفسیر اور بے سروپا باتیں بیان کرتے ہیں ان کا ردودفاع کرکے ان آیات کا صحیح معنی اور صحیح موقف کی وضاحت ونشاندہی کردیں۔اس کا راہم کے لئے معتمد مفسرین اہل سنت کی کتب تفاسیر کے ساتھ ترجمہ قرآن کنزالایمان اور اردو میں مستند کتب تفسیر خزائن العرفان، تفسیر نعیمی کو حرز جان ورہنما ضرور بنائیں۔

تفسیر قرآن کی شرائط سے متعلق علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

تفسیر قرآن اسی کے لئے جائز ہے جو ان علوم کا جامع ہو جن علوم کی حاجت مفسر کو ہوتی ہے اور وہ پندرہ علوم ہیں (۱) علم لغت (۲) علم نحو (۳) علم صرف (۴) علم اشتقاق (۵) علم معانی (۶) علم بیان (۷) علم بدیع (۸) علم قراءت (۹) علم اصول فقہ (۱۰) اسباب نزول (۱۱) قصص (۱۲) ناسخ ومنسوخ (۱۳) فقہ (۱۴) احادیث (۱۵) علم موہبی۔ یہ وہ علوم ہیں جو مفسر کے لئے لازم ہیں اور ان کی تحصیل کے بغیر کوئی مفسر نہیں ہوسکتا۔(۱)

لیکن واضح رہے کہ جہاں تفسیر قرآن کے لئے مفسر کا ان جملہ علوم وفنون کا جامع ہونا ضروری ہے وہیں مفسر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق ہو، سنی صحیح العقیدہ ہو، اہل بدعت، مخالف سنت اور بدعقیدہ نہ ہو ورنہ بدعقیدہ آدمی اپنے عقائد باطلہ کی اشاعت کرے گا، من مانی تفسیر کا مرتکب ہوگا، اپنی رائے قائم کرے گا اور ایسی باتوں کی آمیزش کا ارتکاب کرے گا جو نہ قرآن کے مطابق ہوں گی اور نہ ان کا تعلق احادیث واقوال سلف صالحین سے ہوگا۔جیسا کہ ابوالاعلیٰ مودودی، ابوالکلام آزاد اور دوسرے لوگوں نے آیات قرآنیہ میں اپنے عقائد باطلہ کی اشاعت کے لئے جابجا ترمیم وتحریف کرکے متفقہ تفسیر وتوضیح سے انحراف کے مرتکب ہوئے ہیں۔

---

(۱) الاتقان ج ۲ ص ۱۸۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:من قال فی القرآن برایه فلیتبوأ مقعده من النار،،جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کہا تو چاہئے کہ وہ اپنے بیٹھنے کی جگہ دوزخ میں بنائے۔(۱)

اور ایک حدیث میں وارد ہے:''من فسر برأیه فلیتبوأ مقعده من النار'' جس نے قرآن کی اپنی رائے سے تفسیر کی تو وہ دوزخ میں اپنی جائے نشست بنائے۔(۲)

تفسیر ابن محی الدین میں ہے:من فسر القرآن برأیه فقد کفر جس نے قران کی تفسیر بالرائے کی تو وہ کافر ہوگیا۔

امام جلال الدین السیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مستطاب الاتقان فی علوم القرآن ج ۲ ص ۱۷ میں امام ابوطالب الطبری کے حوالے سے فرمایا ہے کہ تفسیر کی شرط میں سے اولاً اعتقاد کا صحیح ہونا ہے۔

حضور شیر نیپال ملک نیپال میں مابین العلماء بلند پایہ محقق ومدقق جلیل القدر محدث وفقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مایہ ناز عظیم مفسر بھی تھے۔آپ کو دوسرے علوم وفنون کی طرح تفسیر قرآن میں بھی حد درجہ طاق حاصل تھا اور اس فن کے ہر گوشہ پر گہری نظر رکھتے تھے۔ناسخ،منسوخ،نزول زمان ومکان،شان نزول،صیغہ خطاب کے مخاطب کی تعیین،ایک اسلوب وانداز سے دوسرے اسلوب وانداز کی طرف انتقال مثلاً خطاب سے غیبت وتکلم اور تکلم سے خطاب وغیبت کی طرف انتقال کے رموز واسرار اور اسباب وعلل کی معرفت،فصاحت وبلاغت اور اصول قرآن کی رعایت ان سب پر آپ کافی درک وملکہ رکھتے تھے۔جب کتب تفاسیر کی درس دیتے تو آیات قرآنیہ کا ترجمہ کے بعد نحوی وصرفی قواعد کے مطابق پہلے کلمات کا تجزیہ،لغوی تحقیق پھر ان آیات کی تفسیر اس طرح عالمانہ وفقیہانہ انداز میں کرتے کہ طلبہ کے ذہن میں کوئی خلش باقی نہیں رہتی اور نہ ہی کوئی گوشہ وپہلو تشنہ رہتا۔آیت کی تفسیر دوسری آیات قرآنیہ،احادیث نبویہ،اقوال صحابہ وتابعین کی روشنی میں کرتے پھر مسائل شرعیہ فقہیہ کا استخراج واستنباط جزئیات ودلائل کے ساتھ کرتے۔کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مفسرین کی عبارت کا خلاصہ پیش کرتے اور یہ خلاصہ کوزے میں سمندر کو سمیٹنے کا مرادف ہوتا۔کتب تفاسیر کے درس دیتے وقت دوسری کتابوں پر بھی آپ کی نظر ہوتی تھی اور کس آیت کی تفسیر دوسرے مفسرین نے کس طرح کی ہے اور اور کس آیت کے مراد کی تعیین وتخصیص میں کیا دلائل پیش کئے ہیں ان سب کو بیان کرتے۔اگر دعوت وتبلیغ اور فتویٰ نویسی سے وقت بچتا اور دیگر دینی ضروری مصروفیات کی کثرت سے تفسیری خدمات کو انجام دینے کے لئے وقت دیا ہوتا اس حوالے سے بھی آپ مسلمانوں کو بیش بہا معلوماتی تفسیر تحفہ عطا فرماتے۔

اگرچہ اس فن میں مستقل کوئی کتاب آپ نے تصنیف نہیں فرمائی ہے مگر فتویٰ نویسی کی طویل مدت میں اس فن کے جواہر غالیہ اور درر لامعہ کو بہت ہی نرالے انداز میں برآمد فرمایا ہے۔ہم آپ کے فتاویٰ اور رسائل سے چند اقتباس سپرد قرطاس کرتے ہیں جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ اس فن میں کمال مہارت رکھتے تھے۔

(۱) مشکوۃ ص ۳۵

(۲) مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۵

(۱) یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْیَاءَ إِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ (مائدہ ۱۰۱)

ترجمہ: اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائے تو تمہیں بری لگیں۔

شان نزول:

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے بے فائدہ سوال کیا کرتے تھے، یہ خاطر مبارک پر گراں ہوتا تھا۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ لوگ بطریق استہزا اس قسم کے سوال کیا کرتے تھے۔ کوئی کہتا میرا باپ کون ہے؟ کوئی کہتا میری اونٹی گم ہوگئی، وہ کہاں ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(۱)

بخاری شریف ج:۱ ص ۱۹ پر ہے:

عن ابی موسیٰ قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن اشیاء کرھھا فلما اکثر علیہ غضب۔ ترجمہ: ابوموسیٰ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی چیزوں کے بارے میں سوالات کئے گئے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار تھے، پھر جب سوالات کی کثرت ہوئی تو ناراض ہو گئے۔

اور اس کے حاشیہ پر ہے: **قولہ غضب۔ وسبب غضبہ صلی اللہ علیہ وسلم تعنتھم فی السوال وتکلفھم فیما لا حاجۃ لھم فیہ** (عمدۃ القاری)

تفسیر: ایسے سوالات جن سے کوئی دینی دنیوی فائدہ وابستہ نہ ہو اس کا اعتقاد ضروری ہو، نہ عمل ممنوع ہیں۔ مثلاً یہ سوال کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے کیا کھایا؟ جنت میں کتنے گھنٹے، کتنے منٹ، کتنے سکنڈ ٹھہرے؟ کس سے باتیں کیں؟ ان سب کے نام کیا ہیں؟ جن سے باتیں کیں کس رنگ کے تھے؟ ان کے سر میں بال کتنے تھے؟ ان کی انگلیاں کئی انچ کی تھیں؟ آج کے ناپ سے ان کی قامت کیا تھی؟ اور جب زمین پر تشریف لائے تو اول بولے تو کیا بولے؟ چلے تو کس رخ چلے؟ بیٹھے تو کس طرح بیٹھے وغیرہ۔ اسی طرح یہ سوال کہ فلاں کے سر میں کتنے بال؟ اور ہاتھ میں کتنے؟ پاؤں میں کتنے؟ پیچھے کتنے؟ یہ سب ممنوع ہیں۔ ایسے ہی آزمانے کے لئے یا عاجز کرنے کی نیت سے کئے جائیں ایسے سوالات بھی ممنوع ہیں۔ بے فائدہ اور غیر ضروری سوالات جن کا تعلق نہ اعتقادیات سے ہو اور نہ عملیات سے قرآن وحدیث میں روکا گیا ہے۔(۲)

(۲) وَارْکَعُوا مَعَ الرَّاکِعِینَ۔ (بقرہ ۴۴)

ترجمہ: اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

تفسیر: اس آیت کریمہ میں خطاب علمائے یہود کو ہے کہ ایمان لاؤ، کافر نہ بنو اور رحمۃ للعلمین، خاتم النبیین (علیہ وآلہ اکمل الصلاۃ واجمل التسلیم) کے اوصاف حمیدہ نہ چھپاؤ اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ، دولت دنیا کی خاطر آخرت سے بے پرواہ

---

(۱) خزائن العرفان

(۲) فتاویٰ برکات

مت بنو، دیدہ ودانستہ حق پوشی نہ کرو اور نمازیں پڑھو، زکاۃ ادا کرو۔ ''وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ'' اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو یعنی با جماعت نماز نیک مسلمانوں کے ساتھ ادا کرو، منافقت نہ کرو۔ یا یہ مطلب ہے کہ بے رکوع والی نماز نہ پڑھو، بلکہ سچے پکے مسلمانوں کے ساتھ مل کر رکوع والی نماز پڑھو۔

تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۱۴ میں ہے:

''بعض لوگوں نے کہا ہے کہ قرآن کے تیس پارے اور اس میں نصف، ربع، ثلث کے نشانات مامون عباسی کے زمانہ میں لگائے گئے رکوع بنائے گئے۔ یعنی حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رمضان شریف کی تراویح کی نماز میں جس قدر قرآن پاک پڑھ کر رکوع فرماتے تھے اتنے حصے کو رکوع قرار دیا گیا۔ اس لئے اس کے نشان پر قرآن مجید کے حاشیہ پر ''ع'' لگا دیتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ عمرو کے نام کا ''ع'' ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عثمان کے نام کا ''ع''، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ لفظ رکوع کا ''ع'' ہے تو حقیقت میں یہ تمام کام تلاوت کرنے والوں کی آسانی کے لئے کئے گئے۔

اسی میں ہے:

''قرآن پاک کی تقسیم اس زمانہ پاک میں دو طریقہ سے ہو چکی تھی ایک سورتوں سے دوسری منزلوں سے۔ یعنی قرآن پاک کی سات منزلیں کی گئی تھیں کہ تلاوت کرنے والا ایک منزل روزانہ کے حساب سے ختم کر سکے سات دن میں۔

اور خزائن العرفان میں سورۂ انفال کی آخری آیت کے تحت ہے:

''ان کے پڑھنے اور سننے والے دونوں پر سجدہ لازم ہو جاتا ہے۔'' مسلم شریف کی حدیث میں ہے جب آدمی آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہے اور کہتا ہے افسوس بنی آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا وہ سجدہ کر کے جنتی ہوا اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں انکار کر کے جہنمی ہو گیا۔

قرآن شریف کے حاشیہ پر سجدہ کی علامت تلاوت کرنے والے کی آسانی کے لئے ہے۔ احادیث کریمہ اور کتب فقہ میں جن سورتوں میں جس آیت کے خاتمہ پر سجدہ کا حکم ہے، قرآن میں وہاں وہاں نشان لگا دیئے گئے۔ یہ صرف تسہیل کے لئے ہے اور بس۔

(۳) ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ''

ترجمہ: اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

تفسیر:

اس آیت کریمہ کے تحت خزائن العرفان میں ہے: ''اذان سے مراد اذان اول ہے نہ اذان ثانی جو خطبہ سے متصل ہوتی ہے،

اگر چہ اذان اول زمانہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اضافہ کی گئی مگر وجوب سعی اور ترک بیع وشراء اسی سے متعلق ہے۔(۱)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی اذان ہوتے ہی خرید وفروخت حرام ہوجاتی ہے اور دنیا کے تمام مشاغل جو ذکر الٰہی سے غفلت کا سبب ہوں اس میں داخل ہیں اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم ہے۔

پھر فرماتے ہیں: اس آیت سے نماز جمعہ کی فرضیت اور بیع وغیرہ مشاغل دنیویہ کی حرمت اور سعی یعنی اہتمام نماز کا وجوب ثابت ہوا اور خطبہ بھی ثابت ہوا۔ انتہی۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”جنبوا مساجد کم صبیانکم و مجانینکم و شرائکم و بیعکم وخصوماتکم و رفع اصواتکم۔“ اپنی مسجدوں کو بچاؤ اپنے ناسمجھ بچوں اور مجنونوں کے جانے اور خرید وفروخت اور جھگڑوں اور آواز بلند کرنے سے۔ (رواہ ابن ماجہ عن مکحول عن واثلۃ)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”اذا رأیتم من یبیع او یبتاع فی المسجد فقولوا لا اربح اللہ تجارتك و اذا رأیتم من ینشد ضالۃ فی المسجد فقولوا لا رد اللہ علیك“ جب تم کسی کو مسجد میں کچھ بیچتے یا مول لیتے دیکھو تو اس سے کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور جب کسی کو دیکھو اپنی کوئی گم شدہ چیز مسجد میں لوگوں سے پوچھتا ہے تو اس سے کہو اللہ تجھے تیری چیز نہ ملائے۔(۲)

دوسری صحیح روایت میں ہے ارشاد فرمایا اس سے کہو لا ردھا اللہ علیك فان المسجد لم تبن لھذا۔ اللہ تیری گم شدہ چیز تجھے نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہیں بنی ہیں کہ ان میں آکر گم شدہ چیزوں کی تفتیش کرو۔ (رواہ مسلم)

اور فتاویٰ عالمگیری ج۱، ص۷۷ میں ہے: ”و یجب السعی و ترك البیع بالاذان الاول“ ترجمہ: نماز کے لئے سعی اور خرید وفروخت ترک کرنا اذان اول سے واجب ہے۔(۳)

اسی کے ج۴، ۹۴ میں ہے:

”ان لا یشتری و لا یبیع و ان لا یطلب الضالۃ فیہ و ان لا یرفع فیہ الصوت من غیر ذکر اللہ تعالیٰ و ان لا یتکلم فیہ من احادیث الدنیا و ان لا یفرقع اصابعہ فیہ و ان ینزھہ عن النجاسات و الصبیان و المجانین و اقامۃ الحدود و ان یکثر فیہ ذکر اللہ تعالیٰ کذا فی الغرائب الجلوس فی المسجد للحدیث لا یباح بالاتفاق لان المسجد ما یبنی لامور الدنیا و فی خزانۃ الفقہ ما یدل علی ان الکلام

(۱) الدر المختار
(۲) رواہ الترمذی وقال حسن صحیح
(۳) ترجمہ از: امجدی

المباح من حدیث الدنیا فی المسجد حرام قال ولایتکلم بکلام الدنیا''

اسی میں ص ۹۳ پر ہے:

''رجل یبیع التعویذ فی المسجد الجامع و یکتب فی التعویذ التوراۃ و الانجیل و الفرقان و یاخذ علیہ المال و یقول ادفع الی الھدیۃ لایحل لہ ذلک کذا فی الکبریٰ و یکرہ کل عمل من عمل الدینا فی المسجد ملخصاً''

آیت ربانیہ اور احادیث نبویہ اور فتاویٰ عالمگیریہ سے واضح ہوا کہ جمعہ کی پہلی اذان کے ہوتے ہی سعی واجب ہے اور بیع وغیرہ ان چیزوں کا جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب ہے۔

اقول: فقہاء نے یہاں تک فرمایا کہ بعد اذان جمعہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید وفروخت کی تو یہ بھی ناجائز اور مسجد میں خرید و فروخت تو سخت گناہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں مسجد کے آداب سے گنایا کہ (۱) مسجد میں خرید وفروخت نہ کرے (۲) گمی ہوئی چیز مسجد میں نہ ڈھونڈھے (۳) ذکر کے سوا آواز بلند نہ کرے (۴) دنیا کی باتیں نہ کرے (۵) انگلیاں نہ چٹخائے (۶، ۷، ۸) نجاست اور بچوں اور پاگلوں سے مسجد کو بچائے (۱۰) اس میں حدود قائم نہ کرے (۱۱) ذکر الٰہی کی کثرت کرے (۱۲) اور مسجد کے اندر تعویذ نہ بیچے کہ ناجائز ہے۔ غرض دنیاوی ہر کام مسجد کے اندر منع ہے کہ وہ عبادت کے لئے بنی ہے نہ کہ تجارت کے لئے۔

مسئلہ: انڈا، مرغا، مرغی وغیرہ کی ڈاک اور اس کی خرید وفروخت مسجد کے اندر جائز نہیں۔

(۴) عام طور سے سوال کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلی وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا میں نازل ہوئی اور اسی غار حرا میں پہلی سورت سورہ علق اتری تو پھر اسے پہلے ہونا چاہئے مگر اس کی جگہ سورہ فاتحہ کو شروع قرآن میں لایا گیا ہے اور یہ خلاف ترتیب ہے۔ اس بارے میں یہ درج ذیل سطور ملاحظہ کریں:

''قرآن شریف کی یہ ترتیب نزول کے اعتبار سے نہیں بلکہ یہ ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق ہے۔ تفسیر نعیمی جلد اول، ص ۱۱ اور تفسیر قرطبی ج ۱، ص ۲۹ پر ہے:

''ان ترتیب سورۃ القرآن و آیاتہ فی المصحف لیس علی حسب نزول السور و الآیات علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فان سورۃ البقرۃ مثلاً ھی اول سورۃ نزلت فی المدینۃ المنورۃ و سورۃ المائدۃ من اواخر مانزل من القرآن و مع ذلک جاء ت سورۃ البقرۃ فی المصاحف العثمانیۃ قبل سورۃ المائدۃ و الترتیب فی المصحف الآن اما انہ کان توقیفا ای بفعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما امرہ اللہ عز و جل اما انہ کان علی وجہ الاجتھاد من الصحابۃ۔''

(۵) یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا (سورہ تحریم ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔

خزائن العرفان میں اس کے تحت ہے:

یعنی توبہ صادقہ جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اعمال میں ظاہر ہو اور اس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو جائے اور وہ گناہوں سے مجتنب رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور دوسرے اصحاب نے فرمایا توبہ نصوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔

اور نور العرفان میں اسی کے تحت ہے:

سچی توبہ جس کا اثر یہ ہو کہ برے اعمال چھوٹ جائیں، نیک کاموں کی عادت پڑ جائے۔ توبہ کی حقیقت گزشتہ پر ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عہد ہے۔ توبہ بہت قسم کی ہے کفر سے توبہ، فسق سے توبہ، حقوق العباد سے توبہ وغیرہ۔ توبۃ النصوح یہ ہے کہ آدمی توبہ کے بعد گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسے تھن سے نکلا ہوا دودھ تھن میں نہیں لوٹتا۔

وعن علی رضی اللہ عنہ انہ سمع اعرابیا یقول اللھم انی استغفرك و اتوب الیك فقال یا ھٰذا ان سرعة اللسان بالتوبة توبة الکذابین قال وما التوبة قال ان التوبة یجمعها ستة اشیاء علی الماضی من الذنوب الندامة وللفرائض الاعادة ای القضاء صلاةً اوصوماً او زکوٰةً او نحوها وردالمظالم واستحلال الخصوم وان تعزم علی ان لاتعود وان تذیب نفسك فی طاعة اللہ کما بیتها فی المعصیة وان تذیقها مرارة الطاعة کما اذقتها حلاوة المعاصی۔ (۱)

ترجمہ: حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک اعرابی کو سنا کہ وہ دعا کر رہا تھا اے اللہ! میں تجھ سے مغفرت طلب کر رہا ہوں اور تیری بارگاہ میں گناہوں سے توبہ کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے اعرابی زبانی توبہ تو جھوٹوں کی توبہ ہے۔ عرض کیا کہ فرمایا جائے حضور سچوں کی توبہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جس توبہ میں یہ چھ چیزیں پائی جائیں۔ (۱) جو گناہ پہلے ہو چکے ہیں ان پر ندامت (۲) جو فرض نماز وروزہ زکوۃ وغیرہا ادا نہ ہوئے ان کی قضا (۳) کسی کا حق غصب کیا ہے تو اسے لوٹا دینا یا حق والے سے اس کی اجازت حاصل کر لینا (۴) اور آئندہ گناہ نہ کرنے پر پختہ ارادہ کر لینا (۵) جس طرح پہلے تو نے اپنے نفس کو بدکاریوں سے فربہ کیا ہے اب اطاعت الٰہی میں اس کو پگھلا دے (۶) اور جس طرح اس کو گناہوں کا پہلے میٹھا مزہ چکھایا اب اسے اطاعت الٰہی کا کڑوہ مزہ چکھاتا رہے (یہ ہے سچوں کی توبہ)۔

روح المعانی میں ہے:

عن ابن عباس قال قال معاذ بن جبل یا رسول اللہ ما التوبة النصوح؟ قال ان یندم العبد علی الذنب الذی اصاب فیعتذر الی اللہ تعالیٰ ثم لایعود الیه کما لا یعود اللبن الی الضرع۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ توبہ نصوح

---

(۱) روح البیان ج ۱۰ ص ۶۲، روح المعانی ج ۲۸ ص ۴۹۰

کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ جو گناہ بندہ سے صادر ہو گیا اس پر وہ نادم ہو کر بارگاہ الٰہی میں معذرت طلب کرے۔ پھر گناہ کی طرف نہ پلٹے، جس طرح دودھ تھن کی طرف نہیں پلٹتا۔

خازن شریف ج:۴ ص:۲۸۷ میں ہے:

قال عمر بن الخطاب وابی بن کعب ومعاذ التوبة النصوح ان یتوب ثم لایعود الی الذنب کما لایعود اللبن الی الضرع وقال الحسن ھی ان یکون العبد نادماً علیٰ مامضی مجمعاً علیٰ ان لایعود الیہ وقال الکلبی ان یستغفر باللسان ویندم بالقلب ویمسك بالبدن وقال سعید بن المسیب معناہ توبة تنصحون بھا انفسکم وقال محمد بن کعب القرظی التوبة النصوح یجمعھا اربعة اشیاء الاستغفار باللسان والاقلاع بالابدان واضمار ترك العود بالجنان ومھاجرة سیئ الاخوان۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب، حضرت ابی بن کعب اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ سچی توبہ یہ ہے کہ آدمی توبہ کرے پھر اس کی طرف نہ پلٹے جس طرح دودھ تھن کی طرف نہیں پلٹتا۔ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ توبہ یہ ہے کہ آدمی کئے ہوئے پر شرمندہ ہو اور آئندہ اس گناہ کی طرف نہ پلٹنے کا پختہ ارادہ کرے۔ اور حضرت کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ زبان سے مغفرت طلب کرے، دل سے شرمندہ ہو اور اعضا کو گناہ سے دور رکھے۔ اور حضرت سعد بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ توبۃ النصوح کا معنی ایسی توبہ ہے کہ جو خود تمہارے لئے نصیحت بن جائے۔ اور کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ توبہ نصوح چار چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے (۱) زبان سے مغفرت طلب کرنا۔ (۲) اعضاء بدن کو گناہوں سے روکے رکھنا، (۳) اور دل سے دوبارہ اس گناہ کی طرف نہ لوٹنے کا عہد کرنا اور (۴) اور برے دوستوں کی سنگت سے دور رہنا۔ (۱)

اور مدارک شریف ص:۲۸۷ میں ہے:

وجاء مرفوعاً التوبة النصوح ان یتوب ثم لایعود الی الذنب الی ان یعود اللبن فی الضرع وعن حذیفة بحسب الرجل من الشر ان یتوب عن الذنب ثم یعود فیہ وابن عباس رضی اللہ عنہ ھی الاستغار باللسان والندم بالجنان والاقلاع بالارکان۔

ترجمہ: اور حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ آدمی توبہ کرے پھر اس گناہ کی طرف نہ پلٹے یہاں تک کہ دودھ تھن میں لوٹ جائے۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آدمی کے برا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ گناہ سے توبہ کرے پھر اسی گناہ میں پڑ جائے۔ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ زبان سے مغفرت طلب کی جائے اور دل سے نادم ہو اور عملاً اس گناہ سے باز آ جائے۔ (۲)

(۱) ترجمہ از: امجدی
(۲) ترجمہ از: امجدی

اور صاوی شریف ج ۴ ص: ۲۲۶ میں ہے:

واعلم ان التوبة ممالا يتعلق به حق لآدمي لها شروط ثلثة ان يقلع عن المعصية في الحال وان يندم على مافعله وان يعزم على انه لايعود وان كانت متعلقة بحق آدمي فيزاد على هذه الثلاثة رد المظالم الى اهلها ان امكن والافيكفي استسماحهم وهي واجبة من كل ذنب كان كبيرة اوصغيرة باجماع لماوردياايها الناس توبواالى الله فاني اتوب اليه في اليوم مأة مرة وفي رواية اني لاستغفر الله واتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة۔

ترجمہ: جاننا چاہئے کہ ان چیزوں سے توبہ کرنا جن سے آدمی کا حق متعلق نہ ہوتو اس کے لئے تین شرطیں ہیں (۱) فوراً گناہ سے رک جائے، (۲) اور اپنے کئے پر شرمندہ ہو (۳) اور پھر اس گناہ کے ارتکاب نہ کرنے کا پختہ ارادہ۔ اور اگر توبہ ان گناہوں سے ہو جن سے کسی آدمی کا حق متعلق ہو تو مذکورہ شرائط کے ساتھ ان شرائط کا اضافہ کیا جائے: (۴) صاحب حق کا حق لوٹا دے اگر ممکن ہو ورنہ معافی مانگ لینا کافی ہوگا۔ اور توبہ ہر گناہ سے واجب ہے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ''اللہ کی طرف توبہ کرو کیونکہ میں خود روزانہ اس کی بارگاہ میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں روزانہ ستر سے زیادہ۔ (۱)

اور خازن شریف ج: ۴ ص: ۳۱۶ میں ہے:

وقال العلماء التوبة واجبة من كل ذنب على الفور ولا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة فان كانت المعصية بين العبد وبين الله تعالى لا تتعلق بحق آدمي فلها ثلاث شروط احدها ان يقلع عن المعصية والثاني ان يندم على فعلها والثالث ان يعزم على ان لايعود اليها ابدا فاذا اجتمعت هذه الشروط في التوبة كانت نصوحاً وان فقد شرط منها لم تصح توبته فان كانت المعصية تتعلق بحق آدمي فشروطها اربعة هٰذه الثلاثة المتقدمة والرابع ان يبرأ من حق صاحبها فان كانت المعصية مالا ونحوه رده الى صاحبه وان كان حد قذف او نحوه مكنه من نفسه او طلب عفوه وان كانت غيبة استحله منها ويجب ان يتوب العبد من جميع الذنوب فان تاب من بعضها صحت توبته من ذالك الذنب وبقي عليه مالم يتب منه هٰذا مذهب اهل السنة وقد تظاهرت دلائل الكتاب والسنة واجماع الامة على وجوب التوبة۔

یعنی علما نے فرمایا کہ ہر گناہ سے فوراً توبہ واجب ہے دیر کرنا جائز نہیں۔ خواہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ پھر اگر گناہ بندہ اور خدا کے درمیان ہے کسی آدمی کا حق اس گناہ سے متعلق نہیں تو اس توبہ کے لیے تین شرطیں ہیں (۱) گناہ سے تائب پورے طور پر جلد

(۱) ترجمہ از: امجدی

ہو جائے۔(۲) اس گناہ کے ارتکاب پر دل سے شرمندہ ہو (۳) آئندہ کبھی بھی اس گناہ کے نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو۔ تو جب یہ تینوں شرطیں توبہ میں جمع ہوں گی تو وہ توبہ نصوح ہوگی۔ پھر اگر کسی آدمی کے حق سے گناہ متعلق ہے تو اس توبہ کی چار شرطیں ہیں: یہ تینوں جو بیان کی گئیں اور (۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ توبہ کرنے والا صاحب حق سے خلاصی پائے۔ اگر کسی کا مال وغیرہ لیا ہے تو اسے صاحب حق کو لوٹا دے اور اگر حد قذف کا سزا وار ہوا ہے تو اسے اپنے اوپر قدرت دے یا اس سے معافی طلب کرے اور اگر غیبت ہو تو معافی مانگ کر نجات حاصل کرے اور سارے گناہوں سے توبہ کرنا بندہ پر واجب ہے۔ پھر اگر بعض گناہ سے توبہ کرے گا تو اس گناہ سے اس کی توبہ صحیح ہے اور جن گناہوں سے توبہ نہ کرے گا وہ اس کے ذمہ باقی رہیں گے۔ یہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ اور توبہ کے وجوب پر کتاب وسنت اور اجماع امت کی دلیلیں ظاہر وباہر ہیں۔

تفسیر ابن عباس میں ہے:

(توبة نصوحاً) خالصاصادقاً من قلوبکم وھوالندم بالقلب والاستغفار باللسان والاقلاع بالبدن والضمیر علیٰ ان لایعود الیہ ابداً۔

یعنی توبہ ہو تو سچے دل سے ہو، مکاری ریاکاری سے نہ ہو، توبہ کے بعد کردار وگفتار کے مطابق ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ بت پرستی سے توبہ کرے اور جنیؤ پہنے رہے، عیسائیت سے توبہ کرے اور گرجا گھر جاتا رہے، دیوبندیت سے توبہ کرے اور اس کی ٹوپی سر پر رہے، وہابیت سے توبہ کرے اور نجد کا لباس زیب تن رہے، پھلوارویت سے توبہ کرے اور اس کا انگرکھا نہ اترے اور جس سے توبہ کیا ہے اسی کو فروغ دینے کی کوشش کرتا رہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جس گناہ اور بدمذہبی کو جس طرح کیا جس زور وشور کے ساتھ اشاعت کرتا رہا اسی طرح انشراح قلب کے ساتھ اسی زور وشور کے ساتھ اس کا اعلان کردے، اس کا رد کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سیئة فاحدث عندھا توبة السر بالسر والعلانیة بالعلانیة۔ جب تو گناہ کرے تو فوراً توبہ کر خفیہ کی خفیہ اور اعلانیہ کی اعلانیہ (پھر اس کے صدق توبہ پر اطمینان ہوگا۔)

(۲) کَانُوا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنۡ مُّنۡكَرٍ فَعَلُوۡهُ لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ۔ (پ:۶)

ترجمہ: جو بری بات کرتے، آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔

تفسیر: اس کے تحت خزائن العرفان میں ہے کہ آیت سے ثابت ہوا کہ نہی عن المنکر یعنی برائی سے لوگوں کو روکنا واجب ہے اور بدی کو منع کرنے سے باز رہنا سخت گناہ ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے اول تو انہیں منع کیا۔ جب وہ لوگ باز نہ آئے تو پھر علماء بھی ان سے مل گئے اور کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ ان کے عصیان وتعدی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی زبان سے ان پر لعنت اتاری۔

حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

من رأی منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ ولیس وراء ذالك حبة خردل من ایمان۔ یعنی کوئی شخص کسی کو برا کام کرتے دیکھے تو اسے روکنے کی طاقت ہو تو ہاتھ سے زبردستی روکے اور ہاتھ سے روکنے کی قوت نہ تو زبان سے روکے اور اس کی برائی سے خلاصی دے اور اگر زبان سے بھی باز رکھنے کی قوت وطاقت نہیں تو کم ازکم دل سے برا جانے اس کے بعد رائی کے دانہ برابر بھی ایمان کا درجہ اور حصہ نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

ترجمہ: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری باتوں سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

اس آیت کریمہ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فرضیت بصراحت ثابت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ-يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓىٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (پ:۱۰)

اور مسلمان مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ ورسول کا حکم مانیں۔ یہ وہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم فرمائے گا۔ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ ۗ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ۔(پ:۱۲،ع:۱۰)

تو کیوں نہ ہوئے تم سے اگلی سنگتوں میں ایسے جن میں بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہوتا کہ زمین میں فساد سے روکتے۔ ہاں ان میں تھوڑے تھے وہی جن کو ہم نے نجات دی اور ظالم اس عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا اور وہ گنہگار تھے۔

یعنی اگلی امتوں میں ایسے خیر وصلاح نہ ہوئے جو لوگوں کو زمین میں فساد وگناہ سے روکتے اس لئے ہم نے انہیں ہلاک و برباد کر دیا اور جو لوگ انبیاء پر ایمان لائے اور گناہ کے کاموں سے لوگوں کو منع کرتے رہے ہم نے ان کو ہلاکتوں سے بچالیا۔

ابوداؤد شریف میں ابن جریر سے مروی ہے:

قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول مامن رجل یکون فی قوم یعمل فیھم

بالمعاصی یقدرون علیٰ ان یغیروا علیہ فلا یغیروا الا اصابہم اللہ بعقاب من قبل ان یموتوا۔

یعنی حضرت ابن جریر نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم علیہ والصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ کوئی کسی قوم میں رہ کر برے عمل کرتا ہے اور قوم اس کو قدرت کے باوجود برے عملوں سے نہ روکے تو اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اس کے مرنے سے پہلے ہی ان سب پر نازل فرمادے گا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بروں کو برائی سے نہ روکا جائے تو عذاب آخرت سے پہلے عذاب دنیا میں گرفتار ہونا پڑے گا کہ استطاعت تھی تو روکا کیوں نہیں۔

عن خالد وانا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول إنَّ النَّاسَ إذا رأَوُا الظَّالِمَ فلم یأخُذوا علی یدَیہِ أوشك أن یعُمَّهم اللهُ بعقابٍ وإنِّي سمِعتُ رسولَ اللهِ صلَّی اللهُ علیه وسلَّم یقولُ: ما من قومٍ یُعمَلُ فیهم بالمعاصی، ثمَّ یقدِرون علی أن یُغیِّروا، ثمَّ لا یُغیِّروا إلَّا یوشِكُ أن یعُمَّهم اللهُ منه بعقاب۔

ترجمہ: حضرت خالد سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب لوگ ظالم کو دیکھیں پھر اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عذاب میں ان سب کو پکڑے (یعنی جو ظالم نہ ہو وہ بھی گرفتار عذاب ہوگا) اور حضرت عمرو نے ہشیم سے روایت کی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی قوم ایسی نہ ہوئی جس میں گناہ کیا جائے اور وہ قوم قدرت کے باوجود گناہ سے مانع نہ ہو مگر قریب ہے کہ اللہ ان سب پر عذاب نازل فرمائے گا۔

اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے:

واللہ لتأمرنَّ بالمعروف ولتنہون عن المنکر ولتأخذنَّ علی یدی الظالم وولتأطرنہ علی الحقِّ أطرًا اولتقصرنہ۔

ترجمہ: خدا کی قسم ضرور ضرور تم بھلائی کا حکم کرو اور ضرور بالضرور ہر بری باتوں سے منع کرتے رہو اور ضرور ضرور ظالم کا ہاتھ پکڑ کر حق کی طرف پورے طور پر جھکاؤ اور حق پر ہی اس کو ضرور بالضرور جمائے رکھو یعنی زبردستی اس ظالم یا خلاف شرع کام کرنے والے کو حق وانصاف پر مجبور کرو۔

اور ترمذی شریف جلد ثانی ص: ۴۰ پر ہے:

عن النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: والَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ، لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، ولَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، أَوْ لَیُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ یَبْعَثَ عَلَیْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ، ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلا یُسْتَجابُ لَكُمْ۔

یعنی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ضرور بالضرور تم بھلائی کی تعلیم دیتے رہو گے اور برائی سے لوگوں کو روکتے رہو گے یا قریب ہے کہ اللہ اپنی طرف سے تم پر عذاب بھیجے پھر تم اس سے

دعائیں کرتے رہو اور وہ شرف قبول سے مشرف نہ فرمائے۔

اسی حدیث کے تحت حاشیہ پر ہے:

قوله او ليوشكن الله الخ اى حد الا مرين واقع البتة اما الا مرو النهى واما انزال العذاب وعدم استجابة الدعا فى دفعه بحيث لا يجتمعان ولا ير تفعان فان كان الامرو النهى لم يكن عذاب وان لم يكونا كان عذاب عظيم (لمعات)

(۷) يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ.

ترجمہ: شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں۔ شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔

تفسیرات احمدیہ ص ۲۴۳ میں زیر آیت کریمہ ہے:

فان الله سماها رجسا حيث قال رجس من عمل الشيطن و الرجس ما هو محرم العين و عليه انعقد اجماع الامة و به توارثت السنة فهى حرام بعينها ثم هو نجس نجاسة غليظة كالبول لثبوتها بالدليل القطعى و يكفر مستحلها لانكاره الدليل القطعى۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے شراب کو نجس کہا چنانچہ ارشاد ہوا ناپاک ہے شیطانی کاموں میں سے ہے اور ناپاکی وہ ہوتی ہے جو حرام بعینہ ہو اور جس پر امت کا اجماع اور سنت جاری ہو۔ پس یہ حرام بعینہ اور نجاست غلیظہ ہے جس طرح پیشاب، کیونکہ اس کا نجاست غلیظہ ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہے اور اسے حلال جاننے والے کی تکفیر کی جائے گی دلیل قطعی کا انکار کرنے کی وجہ سے۔(۱)

اسی میں ہے: "و بالجملة حرمتها قطعية و نجاستها من الكل مروية"

ترجمہ: اور خلاصہ یہ کہ اس کی حرمت قطعی اور ناپاک ہونا سب سے مروی ہے۔

عن على رضى الله عنه فى حرمتها لو وقعت قطرتها فى بير فبنيت مكانها منارة لم اؤذن عليها و لو وقعت فى بحر ثم جف فنبت فيه الكلاء لم ارعها الخ۔"(۲)

ترجمہ: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر شراب کا ایک قطرہ کنویں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے تو میں اس پر اذان نہ کہوں۔ اور اگر دریا میں شراب کا قطرہ پڑے پھر دریا خشک ہو اور وہاں گھاس پیدا ہو اس میں اپنے جانوروں کو نہ چراؤں۔

سبحان اللہ گناہ سے کس قدر نفرت ہے۔ "رزقنا الله تعالىٰ اتباعه"

---

(۱) ترجمہ از امجدی

(۲) تفسیرات احمدیہ ص ۲۴۳

اسی میں ہے: ”و یحد شاربھا و ان لم یسکر منھا“

ترجمہ: اس کے ایک قطرہ بھی پینے پر شرعی حد قائم کی جائے گی گرچہ نشہ نہ لائے۔

”یحد مسلم ناطق مکلف شرب الخمر و لو قطرۃ ثمانین سوطا للحر و نصفھا للعبد و فرق علی بدنہ کحد الزنا۔ ملخصاً“ (۱)

ترجمہ: اگر انگوری شراب کا پینے والا مسلمان عاقل، بالغ، ناطق، غیر مضطر بلا اکراہ شرعی ایک قطرہ بھی پیئے تو اس پر حد قائم کی جائے گی۔ اور اس کی حد میں اَسّی کوڑے مارے جائیں گے اور بدن کے مختلف حصوں میں ماریں گے۔

عن عصمۃ بن مالك قال قال رسول اللہ ﷺ ثلثۃ حرم اللہ علیھم الجنۃ مدمن الخمر و العاق والدیوث الذی یقیر فی اھلہ الخبث۔ (۲)

ترجمہ: حضرت عصمہ ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخصوں پر اللہ نے جنت حرام فرمادی ہے (۱) شرابی (۲) ماں باپ کو ایذا دینے والا (۳) اور دیوث (بھروا) جو اپنے اہل میں گندی بات پر قرار رکھے۔

عن ابی الدرداء قال اوصانی خلیلی ﷺ لاتشرب الخمر فانھا مفتاح کل شر۔ (ابن ماجہ ص ۲۴۱)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے وصیت کی کہ شراب نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

عن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ قال من شرب الخمر فی الدنیا لم یشربھا فی الآخرۃ۔ (۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو دنیا میں شراب پیئے گا وہ آخرت میں پینے سے محروم رہے گا۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی مہارت فی التفسیر کے حوالے سے بات چل رہی ہے اس پر میں نے وہ سات آیات کریمہ پیش کی جن کی تفسیر وتشریح حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اپنے قلم حق رقم سے کی ہے۔ قارئین ان آیات کی تفسیر کے دوران یقیناً اس بات کو محسوس کریں گے کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے کس قدر احتیاط کے ساتھ ان کی تفسیر بیان فرمائی ہے اور مسائل شرعیہ کے ذریعہ ان کی توضیح وتفہیم کی کامیاب کوشش فرمائی ہے، نیز ان آیات کی تفسیر کے ذریعہ احادیث کریمہ کی روشنی میں اصلاح معاشرہ اور معاشرہ سے برائیوں کو دور کرنے پر کس انداز میں زور دیا ہے۔ ان آیات کی تفسیر وتوضیح جو آپ نے کی ہے انہیں پڑھنے کے بعد نفس گناہوں کی طرف مائل ہونے سے اجتناب کرے گا اور توبہ نصوح کے حوالے سے جو جامع اور دلنشیں گفتگو فرمائی ہے اس سے دل کی

---

(۱) درمختار ج ۳ ص ۱۸۰

(۲) جامع الکبیر ج ۴ ص ۵۳۵، دار السعادۃ للطباعۃ، مصر

(۳) ابن ماجہ ص ۲۴۱

دنیا زیروزبر ہوجاتی ہے اور گناہوں کی طرف میلان ختم ہوجاتا ہے۔

(۸) شروع میں میں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ حضور شیر نیپال کسی آیت کی تفسیر میں نحوی وصرفی قواعد واصول بھی پیش کرتے تھے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب فن نحو وصرف میں مہارت ولیاقت ہو۔ بظاہر قرآن کی کسی آیت پر اس طرح کا اشکال وارد ہو کہ فلاں آیت میں صرفی یا نحوی قواعد وضوابط کی رعایت نہیں کی گئی ہے تو مفسر پر یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کا ازالہ دلائل کی روشنی میں کرے تا کہ کلام اللہ کی جامعیت و مانعیت میں کسی کو کسی قسم کا شبہ نہ رہے۔ قرآن مقدس ہی ایک ایسی جامع ومانع کتاب الٰہی ہے جو ہر طرح کی کمی، بیشی، تحریف وترمیم اور تغیر وتبدل سے محفوظ ہے اور اس کے اندر تمام علوم وفنون کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے اور ہر زمانے کے حالات وتقاضوں پر ملتفق و منطبق، تمام علوم وفنون کے اصول وضوابط اسی کتاب منزل من اللہ علی الرسول کا فیضان ہیں۔ اگر بظاہر اس پر کسی کا قسم کا اعتراض یا شبہ کسی کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے تو یہ اس معترض کی کوتاہ علمی، تنگ نظری ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر شبہ کا جواب وحل شافی اس کتاب لاریب میں موجود ہے۔ جس نے بصیرت اور قرآن واحادیث کی روشنی میں اپنی تحقیقات وتدقیقات، تفحص وتجسس کی دنیا کی سیر کی وہ اس قلزوم ناپید اکنار سے درر مکنونہ اور صدف بیش بہا کے انکشاف سے مالا مال ہوا اور عظمت قرآن اور اس کے عطا کردہ اصول وتھیوری پر انگشت نمائی کرنے والے کا مسکت جواب دیا اور اس کتاب مقدس کو جامع قوانین واصول ثابت ہونے کا فلسفہ طشت از بام کیا۔ حضور شیر نیپال نے اس کام کو بھی بحسن وخوبی انجام دیا ہے اور قرآن پر ظاہر کے اعتبار سے یا معترض کی قلت مطالعہ یا عدم اطلاع کی وجہ سے ہونے والے اعتراض کا جواب شافی ووافی عطا فرمایا ہے اور پھر سائل کو اصول وقواعد اور بنیادی کتاب کا مطالعہ کرنے کی دعوت بھی دی ہے۔ اس کے لئے درج ذیل طویل اقتباس ملاحظہ کریں جو آپ نے قرآن شریف کی آیت کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے:

''قال نسوۃ'' کا جملہ نحوی قانون کے لحاظ سے بالکل صحیح ودرست ہے۔ قاعدہ ہے کہ جب مؤنث غیر حقیقی فاعل ہو یا جمع تکسیر تو فعل کی تذکیر وتانیث دونوں جائز ہے۔ جیسے: طلع الشمس اور طلعت الشمس یہ مؤنث غیر حقیقی کی مثال ہوئی اور جمع تکسیر کی مثال جیسے قال الرجال وقالت الرجال یہی حکم جمع مؤنث سالم کا ہے۔ جیسے جاء المؤمنات اور جائت المؤمنات۔

نحو میر نحو کی ابتدائی کتاب میں ہے:

''در مظہر جمع تکسیر دو وجہ روا باشد چوں "طلع الشمس و طلعت الشمس و قال الرجال و قالت الرجال"

کلمہ ''نسوۃ'' کے تحت تفسیر نسفی میں ہے کہ:

وہ اسم مفرد ہے جماعت زن کے واسطے اور اس کی تانیث غیر حقیقی ہے اسی وجہ سے قالتہ فرمایا عبارت یہ ہے: ''و النسوۃ اسم مفرد لجمع المرأۃ و تانیثھا غیر حقیقی و لذا لم یقل قالت۔''

اور تفسیر کبیر میں ہے:

"ان النسوۃ اسم مفرد لجمع المرأۃ و تأنیثه غیر حقیقی فلذلك لم یلحق فعله تاء التانیث

قال الواحدی تقدیم الفعل الی اسقاط علامۃ التانیث علی قیاس اسقاط علامۃ التثنیۃ و الجمع۔‘‘
اور حاشیۃ الجمل میں ہے:

’’النسوۃ اسم جمع لاواحد له من لفظه بل من معناه و هو امرأة و تانیثها غیر حقیقی بل باعتبار الجماعة ولذلك لم یلحق فعلها تاء التانیث‘‘ اور بعض حضرات نے اس لفظ (نسوۃ) کو جمع تکسیر بھی کہا ہے۔

روح المعانی ج ۴، ص ۲۲۵ میں ہے: ’’قال نسوة المشهور و الیه ذهب الوحبان انه جمع تکسیر للقلة کغلمة و لیس له واحد من لفظه بل من معناه و هو امرأة‘‘
اور درایۃ شرح ہدایۃ النحو میں ہے:

’’و جمع التکسیر ای فظاهر جمع التکسیر و کذا ظاهر جمع السالم بالف و التاء مطلقا سواء کان جمع مذکر یعقل کرجال و جمع مذکر لا یعقل کجمال و ایام و جمع مؤنث کنسوة و مؤمنات کالمونث ای ظاهر المؤنث الغیر الحقیقی فی جواز تذکیر الفعل و تانیثه الی ان قال۔ قال الله تعالیٰ: ’’اذا جائك المؤمنات و قال نسوة و قالت الاعراب۔‘‘
اور ہدایۃ النحو کے حاشیہ پر ہے:
یا جمع مؤنث مثل نوسۃ وہمچنین است حال جمع مؤنث سالم بود مانند مؤمنات یا غیر سالم مانند نسوۃ ونساء کالمؤنث الغیر الحقیقی۔
اور ہدایۃ النحو میں ہے: ’’مظہر جمع تکسیر یا مظہر جمع مؤنث سالم ہوتو واحد مذکر اور واحد مؤنث دوطریقے فعل میں جائز ہیں۔

قال نسوة قالت نسوة جائك المؤمنات جائتك المؤمنات۔‘‘ کا جملہ قاعدہ نحوی کے مطابق ہے اس سے زیادہ تفصیل دیکھنی ہے تو ضرورۃ الادیب رسالہ مؤنث سماعی کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اور ’’لیعبدون‘‘ سے نون گر چکا ہے موجودہ نون، نون وقایہ ہے۔ آخر میں یائے متکلم تھا یہ بھی ہماری قرأت میں محذوف ہو چکا ہے۔ ہاں کسرہ باقی ہے۔ جیسے ’’فاتقون یا اولی الالباب۔‘‘ میں اور جیسے کہ ’’فارهبون‘‘ اور ’’ایای فاتقون‘‘ میں نون گر گیا ہے اور آخر میں ان سب کے نون وقایہ یا سب جگہ سے محذوف ہوگئی کسرہ باقی رہ گیا ہے۔ اور جس کو آپ نون تثنیہ اور جمع کہتے ہیں نون تثنیہ وجمع نہیں بلکہ وہ نون اعرابی ہے۔ جو فعل مضارع سے حالت نصبی وجزمی میں گر جاتا ہے۔ کتابوں کا مطالعہ دھیان سے کریں۔ یہ سب ابتدائی باتیں ہیں آپ کو خیال کرنا چاہئے کہ جمع میں نون اعرابی کو فتحہ ہوتا ہے اور یہاں پر کسرہ ہے، یہ جمع کا صیغہ ہے تو وہ نون اعرابی نہیں ہے تو ضرور وہی نون ہے۔ جو جائنی، اننی، نصرنی وغیرہ میں ہوتا ہے۔ اس کا ترجمہ یوں بھی کریں: کہ میری بندگی کریں۔ چاہئے یہ کہ مجھ کو وہ پوجیں۔ چاہئے یہ کہ وہ مجھ کو پہچانیں، چاہئے یہ کہ مجھ کو وہ ایک مانیں۔ چاہئے یہ کہ وہ میری عبادت کریں۔ سب کا ماحصل ایک ہی ہے کہ ’’لیعبدوا‘‘ کے معنی ’’لیعرفوا لیوحدوا‘‘ بھی ہے۔ کمافی الخازن والصاوی وروح البیان۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ برکات)

(۹) إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔ (پ ۲۲، ع ۱۶)

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو عالم ہیں۔

تفسیر: جتنا علم زیادہ اتنا خوف زیادہ۔ حکمائے اسلام کے نزدیک علم کی حقیقت کیا ہے اس کے لئے چند اقوال ملاحظہ ہو۔

(۱) حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا: "لیس العلم عن کثرة الحدیث لکن العلم عن کثرة الخشیة" ترجمہ: زیادہ باتیں بنانا علم نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنا علم ہے۔

(۲) امام مالک فرماتے ہیں: "ان العلم لیس بکثرة الروایة انما العالم نور یجعله الله فی القلب" ترجمہ: بکثرت روایت کرنے کا نام علم نہیں بلکہ علم ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی دل میں ڈال دیتا ہے۔

(۳) مجاہد فرماتے ہیں: "انما العالم من خشی الله عزوجل" ترجمہ عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل سے ڈرتا ہے۔

(۴) ربیع بن انس کا ارشاد ہے: "من لم یخش الله تعالیٰ لیس بعالم" ترجمہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں وہ عالم نہیں۔

(۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: "کفی بخشیة الله تعالیٰ علما و بالاغترار جهلاً" ترجمہ: اگر دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے تو انسان کے لئے اتنا علم ہی کافی ہے اور اس سے بڑی جہالت اور کوئی نہیں کہ انسان خدا سے بے خوف ہو جائے۔

(۶) مسعود بن ابراہیم سے پوچھا گیا کہ اس شہر میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ فرمایا جو اپنے رب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ "من افقه اهل المدینة قال اتقاهم لربه عزوجل"

(۷) سیدنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے: "ان الفقیه حق الفقیه من لم یقنط الناس من رحمة الله و لم یرخص لهم فی معاصی الله تعالیٰ و لم یومنهم من عذاب الله تعالیٰ و لم یدع القرآن رغبة عنه الی غیره۔" یعنی صحیح معنوں میں فقیہ اور عالم وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور خدا کی نافرمانی پر انہیں جری نہ کرے۔ خدا کے عذاب سے انہیں بے خوف نہ کرے اور قرآن کے بغیر اسے کوئی چیز اپنی طرف راغب نہ کر سکے۔(۱)

تفسیر صدر الافاضل میں اس آیت کریمہ: "و لا تکتمونه" کے تحت مذکور ہے: علماء پر واجب ہے کہ اپنے علم سے فائدہ پہنچائیں اور حق ظاہر کریں اور کسی غرض فاسد کے لئے اس میں سے کچھ نہ چھپائیں۔

اسی میں ہے: علم دین کا چھپانا ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص سے کچھ دریافت کیا گیا جس کو وہ جانتا ہے اور اس نے اس کو چھپایا روز قیامت اس کے منہ میں آگ کی لگام لگائی جائے گی۔

---

(۱) قرطبی

(۱۰) ’’إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ‘‘(۱)

ترجمہ: بے شک سب میں پہلا گھر جولوگوں کی عبادت کومقرر ہوا وہ جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا رہنما۔

اس آیت کریمہ کے تحت صاحب روح المعانی وغیرہ نے بیان فرمایا کہ زمین وآسمان کی پیدائش سے پہلے پانی تھا، قدرت نے اس پر جھاگ پھیلا دیئے، اسی میں پھیلے ہوئے جھاگ کا نام زمین ہے۔اس جھاگ کی پیدائش آسمانوں کی پیدائش سے پہلے ہے اوران کا پھیلاوا اس کے بعد۔رب تعالیٰ فرماتا ہے:’’وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا‘‘

جہاں وہ جھاگ محفوظ رہے تھے وہیں کعبہ معظّمہ ہے۔ پھر آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بیت المعمور کے بالکل مقابل فرشتوں نے کعبہ شریف کی عمارت بنائی، پیائش میں بیت المعمور کے برابرتا کہ آسمان کے فرشتے تو بیت المعمور کا طواف کریں اور زمینی فرشتے کعبہ کا۔اس عرصہ میں کعبہ کا طواف تو صرف زمینی فرشتے کرتے رہے مگراس کا حج زمین وآسمان کے سارے فرشتے۔اوراس عمارت کا سامان آسمانی سرخ یاقوت تھے، زمین پتھر وغیرہ نہ تھے۔ پھرآدم علیہ السلام نے اس تعمیر میں ترمیم فرمائی اور آپ بھی اسی کا طواف اور اسی کی طرف نماز پڑھتے رہے۔اس کی مرمت شیث علیہ السلام نے بھی کی۔طوفان نوحی تک یہ گھر ایسا ہی رہا، اس طوفان کے موقع پرآسمانی عمارت تو آسمان پر ہی اٹھالی گئی اس کا صرف ایک یاقوت باقی رکھا گیا جو سنگ اسود کہلایا۔اور زمینی عمارت گرکر سفید ٹیلہ کی شکل میں رہ گئی۔ پھرابراہیم علیہ السلام نے رب تعالیٰ کے حکم اور جبریل امین کی رہبری سے یہاں ایک گھرتعمیر کیا جو مکعب شکل کا ہے اسی لئے اسے کعبہ کہا گیا۔یعنی لمبائی چوڑائی اور اونچائی برابر۔ پھرقوم عمالقہ نے، پھر جرہم نے، پھرقصی نے اور پھر قریش نے اس میں تعمیر وترمیم کی۔یہ پانچ چھ تعمیریں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے ہوئیں۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد عبداللہ بن زبیر نے اوران کے بعد حجاج ابن یوسف نے گرا کرتعمیریں کیں۔اب تک حجاج ہی کا تعمیر کردہ کعبہ موجود ہے۔ہاں میزاب رحمت، چوکھٹ اور دروازہ اور چھت میں کچھ معمولی ترمیمیں ہوئیں۔تفسیر کبیر میں اس جگہ یہ بھی ہے کہ کعبہ کی بنیاد فرشتوں نے ساتویں زمین پر رکھیں۔

خطابت:

حضور شیر نیپال جامع الفضائل والکمالات اور مجمع محاسن وصفات تھے اور پھرعوام وخواص کی امید گاہ اور مرکز عقیدت جو ٹھرے۔کوئی محفل ہو، کہیں بھی بزم آرائیاں ہوں ہر محفل میں ارکان وعقیدت مندوں کی خواہش ہوتی تھی کہ آپ تشریف لائیں اور مواعظ حسنہ سے نوازیں۔ ہر بزم کی آن، ہر کانفرنس کی شان حضور شیر نیپال کی ذات تھی۔جس پروگرام یا کانفرنس کے پوسٹر میں آپ کا نام ہوتا تھا لوگ آپ کے نام سے، ہی امڈتے سیلاب کی طرح اکٹھا ہوجاتے تھے۔دوسرے فنون میں مہارت کے ساتھ میدان خطابت کے بھی آپ شہسوار تھے، فن خطابت میں آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا۔آپ کا بیان نہایت پاکیزہ اور دل چھوتا ہوتا تھا۔آپ شیریں مقال خطیب اور ساحر البیان مقرر تھے۔دوران خطابت آپ کا ہر جملہ جچا تلا ہوتھا، ہر بات شُشتہ اور شائستہ ہوتی تھی۔

(۱) پ ۴، ع ۱ آل عمران ۹۶

جب تقریر کرنے کے لئے کرسی خطابت پر تشریف فرما ہوتے تھے تو مجمع میں سناٹا چھا جاتا تھا اور دیر تک آپ کے انتظار میں بے چینی کیفیت سے دوچار ہونے والوں کی خوشیوں کے سمندر میں لہر پیدا ہو جاتی تھی۔ ہر شخص آپ کا خطاب و بیان سننے میں مگن ہو جاتا تھا۔ اخیر عمر میں وہ خطیبانہ انداز تو نہیں رہا مگر پھر بھی کہیں کہیں موڈ میں آجاتے اور خاص طور پر جب رد بد مذہباں کرنے لگتے تو پھر اسی خطیبانہ انداز میں وہابیوں پر بجلی بن کر ٹوٹ پڑتے تھے اور وہ لوگ حیرت واستعجاب میں ہچکولے کھانے لگتے تھے جنہوں نے کبھی آپ کی ولولہ انگیز تقریر اس سے قبل نہیں سنی تھی۔

۳؍مارچ ۲۰۱۲ء کو اندور تاجدار اولیاء کانفرنس میں یادگار اسلاف اور بطور تبرک مدعو ہوئے تھے مقرر خصوصی تو مفتی شمشاد احمد صاحب قبلہ مصباحی تھے ان کی تقریر کے بعد نہایت کروفر، عالمانہ شان وشوکت کے ساتھ عبا زیب تن کئے، زعفرانی تاج سر پر سجائے جب رونق اسٹیج ہوئے تو عوام وخواص کی جو نظر آپ کے حسن وجمال اور نورانی رخ زیبا پر پڑی تو بس دیکھتے ہی رہ گئے، سب کی نگاہیں ٹکٹکی باندھے آپ ہی کو دیکھ رہی تھیں۔ اور جب آپ نے تقریر شروع کی تو جتنے مشائخ وعلماء اسٹیج پر قدم رنجہ تھے حیرت میں پڑ گئے کہ اس عمر میں بھی آپ کی تقریر اس قدر جذبہ بیکراں اور جوش وہمت سے لبریز ہے جس میں علم وحکمت اور موظت و نصیحت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ اگلے روز جب آپ جامعہ غوثیہ غریب نواز تشریف لائے تو سربراہ اعلیٰ حضرت مولانا انوار احمد قادری صاحب قبلہ نے متعجب ہوکر اپنا تاثر دیا کہ اس طرح کی آپ کی تقریر میں نے پہلی بار سنی ہے اور آپ کا یہ مقررانہ انداز وشان اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ یہ مسموع ہوا کہ حضرت اس طرح کی تقریر وخطابت کرتے ہیں۔

جو مواد ایک کامیاب مقرر کے خطاب میں ہونا چاہئے اور جو خوبیاں ہونی چاہئے وہ تمام باتیں آپ کے خطاب میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ اپنی تقریر میں سیرت خاتم الانبیاء اور آپ ﷺ کے خصائص حمیدہ، شمائل جلیلہ پر اس قدر عاشقانہ انداز میں روشنی ڈالتے تھے کہ سامعین کے ذہن ودل اور سینے میں عشق نبی کی چنگاریاں مشتعل ہو جاتی تھیں اور نگاہوں کے سامنے مدینہ منورہ کا پورا منظر رقص کرنے لگتا تھا۔

ایک دور تھا کہ جب آپ خطیبانہ وصف وجمال کے ساتھ افق وعظ وخطابت پر ابھرے تھے تو بدعقیدوں پر لرزہ طاری ہو گیا تھا۔ رد بد مذہباں میں ایسی جامع اور مستدل تقریر فرماتے تھے کہ فتنہ پروروں کے قلعہ میں زلزلہ آجاتا تھا۔ مٹیھانی اور سمستی پور کے جلسوں میں آپ نے ایسی تقریر فرمائی کہ جو لوگ ان جلسوں میں شریک تھے آج بھی وہ لوگ آپ کی اس تقریر کو بھول نہیں پائے ہیں۔ ان جلسوں میں صحاح ستہ سے لیکر نور الایضاح تک کتابوں کی عبارتوں سے اپنی تقریر کو مدلل ومبرہن فرما کر وہابیوں کو لاجواب کر دیا۔ اس جلسہ میں بہت دیوبندی حضرات آپ کی دلائل وبراہین سے لبریز تقریر سے متأثر ہوکر اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہوکر مسلک اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ ہو گئے۔

حضرت مولانا محمد علاء الدین برکاتی صاحب قبلہ جنہیں حضور شیر نیپال قدس سرہ کی خدمت ومعیت کا شرف تقریباً چار سال سفر وحضر میں حاصل رہا ان کا بیان ہے کہ سمستی پور ضلع میں ایک جلسہ تھا، اس جلسہ میں خادم کی حیثیت سے میں بھی آپ کے

ساتھ تھا، بہت سارے علمانے تقریر کی اخیر میں جب کرسی خطابت پر رونق افروز ہوئے تو اس وقت کا منظر کیا تھا اس کی منظر کشی کے لئے الفاظ نہیں ہیں ،لوگوں کے جذبات اور خوشیوں کی تعبیر کیا کروں بس یوں سمجھا جائے کہ ایسا لگتا تھا کہ ایک مدت سے ان کی نگاہیں آپ کی زیارت کے انتظار میں تھیں، روحیں پیاسی تھیں، دل بے قرار تھے،کان آپ کی رس گھولتی فرمودات کو سننے کو ترس رہے تھے کہ جیسے ہی آپ کو دیکھا بیقراری وتشنگی سب ختم ہوگئی، آپ کو سنا دل مچے اٹھے،روح مضطرب پرسکون ہوگئی۔اس زمانے میں اقامت پر کب کھڑا ہونا چاہئے تھا اس موضوع پر اہل حدیث سنی مسلمانوں کو گمراہ کرر ہے تھے،اس لئے آپ نے اسی موضوع کا انتخاب فرمایا تا کہ سیر حاصل گفتگو دلائل و براہین کی روشنی میں کر کے اہل حدیث کے مکر وفریب اور حدیث رسول کریم ﷺ کی آڑ میں عوام کو گمراہ کرنے کی سازش کو بے نقاب کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے چھوٹی بڑی تمام معتمد ومستند کتابوں کے حوالوں سے آراستہ ایسی تقریر فرمائی کہ حقانیت کا آفتاب نمودار ہو گیا، اہل حدیث کی جھونپڑیوں پر آپ کی تقریر بجلی بن کر گری اور تمام لوگ اہل حدیث کی چال ومکاری سے آگاہ ہوگئے اور سب پر یہ بات واضح ہوگئی کہ حق وصداقت اہل سنت ہی کے ساتھ ہے۔اس تقریر سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ آپ قرآن شریف کے حافظ تو تھے ہی، ساتھ ہی کثیر احادیث کریمہ بھی آپ کو زبانی یاد تھیں اور فقہی جزئیات وعبارات بھی زبانی ازبر تھیں۔

مقرر وہی نہیں ہوتا ہے جو لچھے دار تقریر کرتا ہے، گاڑھی اردو کی بوچھار کرتا ہے۔ حقیقت میں مقرر وہی ہوتا ہے جو جادو بیانی کے ساتھ مشاعر خامدہ کو مشتعل کرنے کا ہنر رکھتا ہو، خود باعمل ہو اور سامعین کے ذہن ودماغ میں عمل کرنے کا جذبہ پیدا کردے، پہلے خود عمل کرے اور پھر دوسروں کو عمل کی دعوت دے۔

۲۵ /مارچ ۲۰۱۳ء میں ملک نیپال کے ضلع دھنوشہ کے ایک گاؤں بڑا کھریانی میں آپ کی صدارت وسرپرستی میں دو روزہ جلسہ بنام'' قاسم نعمت کانفرنس'' ہوا جس میں ہندوستان و نیپال کے مشائخ ،علما، خطبا اور شعرا نے شرکت کی ،آپ نے صلوۃ وسلام کے بعد صلح حدیبیہ کے واقعہ کا جوخلاصہ کیا اور تعظیم نبی اور محبت رسول کا ایسا جام پلایا کہ اس مختصر بیان سے سامعین ایسے مست ہوئے کہ لگتا تھا کہ رات بھر جو تقریریں سنی ہیں وہ تو کچھ نہیں تقریر تو اب ہوئی ہے۔اس تقریر کو حضرت مولانا انوار احمد صاحب قبلہ نے بھی سماعت فرمائی ،آپ بھی شریک کانفرنس تھے۔آپ فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی تقریر ایسی ہی ہوتی ہے کہ مختصر وقت میں مختصر جملوں میں پورا موضوع سمیٹ دیتے ہیں اور لوگوں میں عشق نبی کریم کی روح بھی پھونک دیتے ہیں۔حضور اکرم ﷺ کی سیرت وکردار اور صحابہ خوش خصال کی حیات وکارنامے اور ان کے جذبہ وجاں نثاری کو اپنا موضوع سخن بناتے ہیں تو ایسی عاشقانہ گفتگو کہ محسوس ہوتا کہ مدینہ منورہ نگاہوں کے سامنے ہے۔مکی مدنی زندگی سفر طائف کا واقعہ اس انداز میں بیان فرماتے کہ ان کا پورا نقشہ پردہ ذہن ودل پر ابھر آتا ہے اور عشق ومحبت کا خوب صورت سماں بندھ جاتا ہے۔آپ کی تقریر کے چند اقتباسات ملاحظہ کریں جو محبت رسول کریم اور عشق نبوی سے لبالب ہیں اور جن سے حب رسول عظیم کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔

(۱) آپ نیپال کے پہاڑی علاقہ میں خطاب کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں کے پہاڑوں کی قطاروں کو دیکھ آپ

کو ایسا محسوس ہوا کہ یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے پہاڑ ہیں، یہ عشق رسول کریم ﷺ کا نشہ کہ ہر شئی میں محبوب کا جلوہ نظر آتا ہے، آپ فرماتے ہیں:

جب پہاڑ میں آتے ہیں خیال ہوتا ہے مکہ مکرمہ بھی پہاڑ میں ہے پھر مدینہ منورہ بھی پہاڑ میں ہے۔ یہ فخر کی بات ہے کہ آپ کو وہ جگہ ملی جہاں ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ پیدا ہوئے پھر وہاں سے منتقل ہوئے تو مدینہ منورہ گئے۔ یہاں جب پہاڑ کے جلسوں میں آتے ہیں یا کسی تقریر میں شامل ہوتے ہیں تو مکہ مکرمہ کا بھی خیال اور مدینہ منورہ کا بھی خیال آتا ہے۔ یہ اچھا خیال ہے نا؟ مکہ کی یاد اچھی چیز ہے، مدینہ کی یاد اچھی چیز ہے، مکہ وہاں ہے جہاں خانہ کعبہ ہے، صفا مروہ ہے، عرفات ہے، منیٰ ، مزدلفہ مکہ مکرمہ میں ہے''۔

(۲) مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ کی عند اللہ عظمت وعزت اور ان کی وقعت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ سامعین سے یوں مخاطب ہوئے:

''حضور وہاں پیدا ہوئے، وہاں چلے پھرے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ’لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ (1) وَأَنتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ'' شہر مکہ کی قسم اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے، شہر مکہ کی قسم اس لئے کہ اے محبوب! آپ اس میں چلتے پھرتے ہیں مکہ مکرمہ تو پہلے ہی سے درجہ والا ہے، عظمت والا، شان وشوکت والا ہے۔ اس خانہ کعبہ کا طواف فرشتے بھی کرتے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام نے کیا، حضرت شیث علیہ السلام نے کیا، سارے پیغمبروں نے بھی کیا۔ اور وہ بہشتی مقام جہاں دعا قبول ہو جائے وہ بھی ہے مگر اسے اس قسم کے ساتھ یاد نہیں فرمایا بلکہ فرمایا شہر مکہ کی قسم کہ اے محبوب آپ اس میں چلتے پھرتے ہیں۔ تو حضور ﷺ کا چلنا کتنی عظمت رکھتا ہے کہ جس زمین پر چلے وہ اتنی عظمت والی ہوگئی، شرف والی، عزت والی، رفعت والی ہوگئی ، بلندی والی ہوگئی کہ اللہ نے قسم سے یاد فرمایا۔

(۳) آج کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی ظاہری زندگی، اعضاء مقدسہ، کھانے پینے ، چلتے پھرتے اور دیگر احوال وکوائف سے استدلال کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے جیسے بشر تھے معاذ اللہ۔ ارے نادانو! حضور علیہ السلام کی ذات تو اپنی جگہ جب روئے زمین کا تمام قطعہ ایک جیسا نہیں ہو سکتا تو آپ کی ذات کی مثال کیسے پیش کی جا سکتی؟ تمام قطعہ اراضی کے ایک طرح نہ ہونے سے متعلق حضور شیر نیپال کی تقریر کا یہ ایمانی اور عشق ومستی میں ڈوبا ہوا حصہ ملاحظہ کریں جس سے جہاں عظمت نبوی کی خوشبو محسوس ہوگی وہیں ''قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ'' کا راز بھی واشگاف ہو جائے گا۔ آپ نے اپنی خطاب میں فرمایا:

''وہ زمین اور ہماری زمین ایک جیسی نہیں ہے، یہ زمین بھی اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے اور وہ زمین بھی اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے، مگر اللہ نے عظمت اتنی دی کہ ایک رکعت نماز پڑھو تو لاکھ رکعت کے ثواب پاؤ گے۔ کیسی زمین ہے کہ ایک رکعت پڑھیں ہم تو لاکھ رکعت کا ثواب پائے، ایک نیکی لاکھ نیکی کے برابر ہے، وہ ہے مکہ مکرمہ۔ جو اللہ والے ہیں ان کی عظمت کو وہی جانتے ہیں ہم سمجھتے ہیں ایسی زمین، ویسی زمین۔ ہمارے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ حج کرنے جا رہے ہو، وہاں جا رہے ہو،

حرم کی زمین میں جا رہے ہو، پہنچ گئے ؎

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

یعنی ہم اپنے پاؤں کو اوپر کریں اور سر کو نیچے کرکے چلیں۔ مگر چل تو نہیں سکتے مجبوری ہے، معذوری ہے، عذر ہے تو ادب تو کر سکتے ہیں، تو مٹی کا ادب کرو، وہاں کے گھاس کا بھی ادب ہے، نہیں اکھاڑو، کوئی جانور بیٹھا ہو تو نہ اٹھاؤ''۔

(۴) مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ دونوں عظمت ورفعت والی ہیں مگر ان دونوں میں زیادہ عظمت ورفعت اور فضیلت کا حامل کون ہے مکہ یا مدینہ؟ اس سوال سے پردہ اٹھاتے ہوئے اور عشق ومستی کے سمندر میں ڈوب کر پرنور خطاب میں فرمایا:

''ہمارے بڑے بڑے علماء کا کہنا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو مکہ میں بھی چلے اور مدینہ میں بھی چلے تو دونوں میں کون افضل ہے مکہ افضل کہ مدینہ افضل؟ مکہ افضل ہے اور بہت سے علماء اس طرف بھی گئے ہیں کہ مدینہ افضل ہے۔ مکہ افضل اس لئے ہے کہ یہاں ایک رکعت کا ایک لاکھ ثواب ہے اور مدینہ میں ایک رکعت کا پچاس ہزار ثواب ہے۔ تو وہ علماء کہتے ہیں کہ مکہ میں ثواب زیادہ تو یہ افضل۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس بحث میں کیوں پڑتے ہو مکہ مکرمہ کا ثواب عدد کے اعتبار سے زیادہ اور مدینے کا ثواب وزن کے اعتبار سے زیادہ۔ اس کا ثواب وزنی ہے۔ ایک پلڑے میں ایک ہزار، لاکھ پتھر رکھو اور ایک پلڑے میں ایک ہی پتھر رکھو تو وہ ایک ہی پتھر وزن میں زیادہ ہو جائے گا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

عشق والے کے نزدیک تو مدینہ ہی زیادہ افضل ہے اور اس امر پر سارے عالموں کا اتفاق ہے کہ حضور کا جسم جس مٹی سے لگا ہے، جو مٹی حضور کے جسم سے مس ہوئی اس کا مرتبہ خانہ کعبہ سے زیادہ بلکہ عرش کی بلندی سے بھی زیادہ بلند ہے، جو مٹی حضور کے جسم سے لگی ہوئی ہے عرش علا سے بھی بلند ہے۔

(۵) جہاں حضور شیر نیپال کا خطاب ایمان افروز ہوتا ہے وہیں باطل سوز بھی ہوتا ہے اور یہی مزاج قرآن بھی ہے۔ آپ اپنی تقریر میں بدعقیدوں کے دجل وفریب اور مکر وچالبازی سے بھی مسلمانوں کو آگاہ فرماتے ہیں اور ان سے اجتناب ودوری اختیار کرنے کی تلقین وتاکید کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔ اس نوع پر مشتمل آپ کی تقریر کا یہ اقتباس پڑھئے:

''سرکار نے، ہمارے اور آپ کے نبی نے، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور سرکار کا فرمان حدیث ہے، اما ہم جو کہیں بات ہے، سرکار جو بولیں حدیث ہے، سرکار جو کہہ دیں حدیث ہے، سرکار کی بارگاہ میں کچھ کیا گیا اور سرکار نہ بولیں وہ بھی حدیث ہے۔ اور حدیث کیا ہے؟ ''وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ' رسول اپنے جی سے نہیں بولتے، وہی بولتے ہیں جو وحی الٰہی ہے۔ رسول اللہ کی بولی اللہ کی بولی ہے، رسول اللہ کی غلامی اللہ کی اطاعت ہے ''يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ'' جس نے رسول اللہ

کی غلامی کی اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی فرماں برداری کی ۔تو رسول اللہ کی بولی حدیث، رسول اللہ کی بولی اللہ کی بولی تو رسول اللہ نے کہا آنے والے زمانے میں تہتر فرقے ہوں گے یہ غیب کی بولی ہے، غیب کی بات ہے ۔ فرقے پیدا ہورہے ہیں، ان فرقوں میں ایک ہی فرقہ ناجی ہے، نجات پانے والا ہے ۔ وہ فرقہ کون ہے؟ سرکار سے صحابہ کرام نے عرض کیا'' **ما ھی یارسول اللہ**؟ فرمایا''**ما انا علیہ و اصحابی**'' جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں ۔ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ حضور اللہ کی عطا سے غیب جانتے ہیں ، پیٹ میں کیا ہے عورت کے؟ سرکار نے بتایا ہے، کل کیا ہوگا بتایا ہے، ابوجہل کل یہاں مرے گا، فلاں یہاں مرے گا ۔ حضرت فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم حضور نے جو فرمایا کہ کل فلاں مرے گا یہاں، یہاں پر مرے گا ایک انچ ادھر سے ادھر نہ ہوا، وہی ہوا جو ہمارے حضور نے فرمایا تو حضور نے غیب بتایا''

(۶) آپ نے اپنے خطاب میں حدیث افتراق امت کا ذکر، اس کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے امت مسلمہ کو پیغام دیا اور فرقہ ناجیہ کی تعیین کرتے ہوئے یوں گویا ہوئے:

''تو ہمارے حضور نے فرمایا تہتر فرقے میں بہتر دوزخی ہیں اور ایک جنتی ۔ ہاتھ اٹھا کر کہہ دو کہ ایک جنتی ہے، ایک جنتی ہے اور جنتی ہم ہیں اور باقی سب دوزخی ۔ رسول اللہ نے فرمایا دوزخی ۔۔۔۔۔تو اب ہوٹل میں کیوں گفتگو کریں گے ہم قرآن پڑھتے ہیں، ہم بھی نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، ہم بھی تو حج کرتے ہیں ۔ گدھا حج کرے گا تو حاجی ہوجائے گا، گدھا حج کرنے سے حاجی نہیں ہوگا تو کیا چلے جائیں گے جنت میں کہ ہم بھی حاجی ہیں؟ پہلے ایمان دیکھو، اپنے ایمان کی خبر لے ۔ مومن کا حج حج ہے، مومن کی نماز نماز ہے، مومن کا روزہ روزہ ہے، مومن کی زکوٰۃ زکوٰۃ ہے ۔ کافر کا روزہ روزہ نہیں، کافر کی نماز نماز نہیں ہے یہ تو بالکل حکم قرآن شریف ہے''۔

(۷) ۲۴/ مارچ ۲۰۱۳ء کھریانی جلسہ میں حضور شیر نیپال نے پروگرام کے اختتام پر صلاۃ وسلام کے بعد تمام سامعین کو قریب کرکے ایک نہایت ہی مختصر مگر پرمغز وجامع خطاب سے نوازا اور ایسی بصیرت افروز اور عشق نبوی میں ڈوبی ہوئی تقریر فرمائی کہ پورا مجمع وجد میں جھوم اٹھا ۔ آپ نے واقعہ حدیبیہ کو بہت دل نشیں انداز میں تقریباً چھ سات منٹ میں بیان کردیا اور ایسی تشریح فرمائی کہ سامعین اور رونق اسٹیج علماء ومشائخ کا سینہ عشق سرکار ابد قرار کے جام سے لبالب ہوگیا اور یاد نبی وعشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مست ہوگئے ۔ صلح حدیبیہ کے موقع سے صحابہ کرام نے تعظیم وتوقیر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو مثال قائم کی تھی اس کا منظر سامنے آیا تو ہر شخص کا دل جھوم اٹھا ۔ آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ عمرہ کرنے کی غرض سے پا بہ رکاب ہوئے، راستہ میں مقام حدیبیہ پر ٹھہرے ۔ ادھر مشرکین مکہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے سمجھا کہ آپ جنگ کرنے کے لئے آئے ہیں اس لئے وہ لوگ بھی نکل پڑے اور عمرہ سے روکنے پر بضد ہوئے ۔ آپ نے ہر چند سمجھایا کہ ہم لوگ جنگ کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ عمرہ کے لئے آئے ہیں، عمرہ کرکے پھر واپس چلے جائیں گے ۔ مگر وہ لوگ مانے نہیں آخر کار یہ طے پایا کہ اس سال خالی لوٹ جائیں آئندہ سال عمرہ

کریں۔اس بات پر مفاہمت وصلح ہوگئی، صلح نامہ تیار ہوا حضرت علی نے اس میں سرکار کا نام مبارک ''محمد رسول اللہ لکھا، مشرکین نے اعتراض کیا کہ رسول اللہ کو کاٹ کر محمد بن عبد اللہ لکھا جائے، مگر حضرت علی تیار نہیں ہوئے، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا مگر حضرت علی معذرت خواہی کرتے رہے اور عرض کیا کہ میں ایسا نہیں کرسکتا اگرچہ میری جان بھی چلی جائے، میں اپنے آقا کے نام کے آگے رسول اللہ کا لفظ مٹا نہیں سکتا۔ کیونکہ آپ رسول اللہ ہیں، اللہ نے آپ کو رسالت سے نوازا ہے۔اخیر میں سرکار نے خود اپنے ہاتھ سے اسے بدل کر محمد ابن عبد اللہ لکھ دیا اور فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبد اللہ بھی ہوں۔کیا سمجھے اس سے معلوم ہوا کہ ہم کسی بھی حال میں سرکار کی تعظیم ومحبت کا دامن نہیں چھوڑیں گے، جان چلی جائے مگر حضور کی محبت میں کوئی کمی نہیں آنے دیں گے''۔

جرأت وبے باکی:

جو بندۂ مومن اپنی حیات کا ہر لمحہ خوف وخشیت الٰہی میں گذارتا ہے، جو صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ سے ڈرتا ہے اور اسی سے اپنی امیدیں وابستہ رکھتا ہے تو ہر چیز اس سے خائف رہتی ہے، وہ نہ کسی اہل ثروت ودولت اور نہ کسی صاحب طاقت وقوت کو خاطر میں لاتا اور نہ ہی کوئی اس مرد مجاہد کا ایک بال بیکا کرسکتا ہے۔وہ کسی بھی موقع پر کسی کے سامنے اظہار حق اور ازہاق باطل، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے میں ذرہ برابر نہیں جھجھکتا، بلکہ بلا خوف وخطر اور کسی لومۃ لائم کی پرواہ کئے بغیر برملا اظہار حق کردیتا ہے اور یہی شان ایک مرد مومن عالم باعمل کی ہوتی ہے۔اسلاف کی زندگی کا مطالعہ کیجئے آپ پائیں گے کہ شاہان وقت کے سامنے بھی انہوں نے نہایت بے باکی کے ساتھ حق کا نعرہ بلند کیا اور ان امراء، حکماء کی دولت وطاقت ان کے حوصلوں کو نہ پست کرسکی اور نہ انہیں مرعوب کرسکی۔جن حاشیہ نشیں، وظیفہ خوار علماء وقراء نے نذرانے یا شاہی عتاب سے بچنے کی طمع میں حق کو چھپایا انہوں نے اپنا نقصان تو اٹھایا مگر ملت کا جو نقصان ہوا وہ اس چاپلوسی اور خوشامدی کا خمیازہ ہے اور ایسے ہی لوگوں کے لئے حدیث میں وعیدیں آئیں ہیں۔اللہ تعالیٰ ہر لمحہ رحمت وانوار کی بارشیں نازل فرمائے تربت مجاہد اسلام حضور شیر نیپال قدس سرہ پر کہ آپ کی وہ باوقار شخصیت تھی جس نے پورے مجاہدانہ شان وشوکت اور کروفر کے ساتھ حق کی بے باک ترجمانی میں گذاری اور ایک لمحہ کوتاہی کو برداشت نہیں کیا اور پوری حیات آپ نے جرأت وبے باکی کے ساتھ اظہار حق کا فریضہ انجام دیا۔اس راہ میں آپ نے نہ کسی کی زک وآزار کی پرواہ کی اور نہ کسی کی ناراضی وناگواری کو خاطر میں لایا۔اور حقیقت تو یہ ہے کہ مرد مجاہد ہوتا ہی وہ ہے جو بے خوف ہوکر حق کا اظہار کردے اور باطل کے چہرے پر پڑے پردے کو چاک کردے، جو جان کی بازی لگا کر عظمت مذہب ومسلک کی حفاظت کرے۔

جب بھی ملک نیپال میں کسی طاغوتی وشیطانی قوت نے سر اٹھانے کی کوشش کی یا اپنوں نے چہرے پر نقاب ڈال کر باطل کی تائید وتقویت کے لئے سر ابھارا تو امروز وفردا پر ٹالے بغیر، ایک لمحہ کی تاخیر کئے بنا اس کی سرتابی کو جس نے اپنا فرض منصبی سمجھا وہ حضور شیر نیپال کی ہی کی ذات تھی۔اور اس جرأت واستقلال کے ساتھ محاذ پر اڑے رہے کہ باطل کو شکست سے دوچار ہونا پڑا اور آپ نے اس عملی کردار وعمل سے ثابت کردیا کہ ''الحق یعلو ولا یعلیٰ''

جب آپ حج کے لئے تشریف لے گئے، جنت البقیع کی زیارت کے دوران ایک سعودی پولیس نے روکنا چاہااور صحابہ کرام اور شہداء اسلام جو جنت البقیع میں آرام فرما تھے ان کے بارے میں کہا کہ یہ موتیٰ ہیں ان کی زیارت شرک ہے اورتو آپ جلال میں آگئے اورایک لمحہ یہ سوچے بغیر کہ سعودی پولیس سے الجھنے پر پریشانیوں اورصعوبتوں کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے آپ نے فورا اسے دندان شکن جواب دیااور خاموش کردیا۔آپ کے جلال اور تیور سے وہ شخص سکتہ میں پڑ گیااور مارے خوف ودہشت کے پسینہ پسینہ ہوگیا پھراس کے اندر یہ جرأت نہیں ہوئی کہ آپ کوزیارت سے روک سکے اور جنت البقیع میں مدفون شخصیات کے بارے میں کوئی توہین آمیز جملہ نکالے۔

ایک غلام قادری نے کہہ دیا خم ٹھونک کر
اہل حق باطل کے آگے مات کھا سکتے نہیں

حضورشیر نیپال کی حق گوئی وبے باکی ایک اور جھلک:

حضورشیر نیپال علیہ الرحمہ نے حق گوئی وحق بیانی میں کسی کی رعایت نہیں کی اور نہ کسی کے عہدہ ومنصب سے مرعوب ہوئے۔جسے بھی خلاف حق بولتے اور لکھتے دیکھاعلم ہوتے ہی اس کی اصلاح فرمائی۔جسے بھی آپ نے غیر شرعی بولتے سنا،جسے بھی غلط بولتے پایا آپ نے بروقت اس کوٹوک کرغلط کی نشاندہی فرمادی اور پھراس کی اصلاح کردی۔ہاں اصلاح کے وقت اتنا ضرور خیال کرتے اوراتنی رعایت ضرورکرتے کہ مخاطب کیسا ہے؟اس کی غلطی کیسی ہے؟ گستاخ نبی ہوتو پھراصلاح وردکا تیور کیا ہوتا اسے ہرکوئی جانتا ہے،جس نے تقریر سنی ہوگی وہ تقریر سن کراورجس نے آپ کے فتاویٰ پڑھے ہوں وہ فتاویٰ کے ذریعہ واقف ہوں گے۔اگران پڑھ ہوتاتو پھرنرمی کے ساتھ اصلاح فرماتے ،اپنائیت کا جلوہ نظرآتا،شفقت وپیار کا دریا بہتا ہوادکھتا۔لیکن اتنا ضرور ہے کہ حق بیانی،حق گوئی اوراصلاح میں کسی کے رعب ودبدبہ سے مرعوت نہیں ہوتے اور نہ کسی عہدہ دار ومنصب وجاہ والے اور سیاسی لیڈران سے خائف ہوئے کہ کوئی غلط بولے اورآپ خاموش رہنے کومصلحت سمجھنے لگے،نہیں بلکہ فورا زبان حق ترجمان سے اصلاح فرمادیتے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ نیپال میں الیکشن کا وقت تھا،سیاسی لیڈران اپنی اپنی پارٹی کا پرچار کررہے تھے،لوگوں اور بااثر افراد کے پاس جاکراپنی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کررہے تھے۔اس وقت کا دگز نیتا،ایک بڑی پارٹی کا بڑانیتا جناب بیمل نیدھی بھی گھومتے گھومتے لہنہ شریف پہنچا۔انہیں معلوم تھا کہ حضورشیر نیپال علیہ الرحمہ کا مسلمانوں میں جواثرورسوخ ہے وہ کسی کا نہیں ہے،وہ ایک بارتائید کردیں تولوگ انہیں ہی ووٹ دیں گے۔خدمت اقدس میں پہنچ کر باادب بیٹھ گئے اورحضرت سے بات کرنے لگے۔باتوں کے درمیان ان کی زبان سے یہ جملہ نکل گیا کہ رام رحیم ایک ہی ہیں (معاذ اللہ) انہوں نے یہ جملہ حضرت کوخوش کرنے کے لئے ہی کہا تھا،مگرحضرت نے جیسے ہی یہ جملہ سنابلاتاخیراوررورعایت کئے بغیر اصلاح کی نیت سے انہیں گفتگو کرنے سے روک دیا۔حضرت کا اشارہ پاتے ہی وہ ہیبت وخوف زدہ ہوگئے وہ گھبرا گئے اورحیرت زدہ ہوکرخاموش ہوگئے۔پھرآپ نے

فرمایا کہ کیا کہا آپ نے کہ رام رحیم ایک ہی ہیں؟ انہوں نے کہا جی حضور! پھر آپ نے فرمایا ''رام یہ راجہ دشرت کے بیٹا تھے یا نہیں؟ نیتا جی نے کہا جی بالکل۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ رحیم کس کا بیٹا ہے؟ یہ سنتے ہی نیتا جی خاموش اور لاجواب ہوگئے اور عرض کی حضور غلطی ہوگئی معاف کیجئے۔(۱)

قرآن شریف اور دینی کتابوں کا احترام:

آپ قرآن شریف سے حد درجہ محبت فرماتے تھے، اس کا احترام اور ادب بھی خوب کرتے تھے، قرآن شریف کی تلاوت سے جب آپ فارغ ہوتے تو قرآن شریف کو آنکھوں سے لگاتے، بوسہ دیتے اور پھر سر پر رکھ لیتے اور رحل کو سینے سے لگا لیتے تھے۔ کبھی بھی آپ نے بے وضو قرآن شریف کو نہیں چھوا، قرآن شریف یہاں تک کہ تفسیر کی کتابوں کو بھی بے وضو نہ چھوتے تھے اور نہ پڑھاتے تھے۔ اسی طرح حدیث کی کتابوں کا ادب ولحاظ رکھتے، حدیث کی کتابیں جب پڑھانے کے لئے بیٹھتے تو سب سے پہلے مسنون طریقہ سے وضو فرماتے، لباس فاخرہ زیب تن کرتے، سر پر عمامہ شریف باندھتے، خوشبو ملتے پھر کتب احادیث کا درس دیتے تھے۔ فقہ کی کتابوں اور دیگر دینی کتابوں کا بھی آپ خوب احترام کرتے تھے، جس ڈیسک پر دینی کتابیں رکھی جاتیں اس ڈیسک کا احترام کرتے تھے اور طلبہ کو بھی اس کی ہدایت وتاکید فرماتے تھے۔ کبھی ایسا ہوا کہ باہر سے کوئی مہمان آتا اور لاعلمی میں ڈیسک پر بیٹھ جاتا تو اسے حسن اخلاق کے ساتھ سمجھاتے کہ یہ ڈیسک ہے جس پر اسلامی کتابیں قرآن، حدیث اور تفسیر وفقہ کی کتابیں رکھی جاتی ہیں، اس کا احترام کرنا چاہئے۔ آپ کی گفتگو سے مہمان متاثر ہوتا اور پھر ڈیسک سے اتر کر نیچے چٹائی پر بیٹھ جاتا۔

قبلہ کا احترام:

اللہ والوں کے خصائل وعادات اور آداب میں سے ہے کہ وہ قبلہ کا احترام کریں۔ اس سلسلے میں ایک بہت مشہور واقعہ ہے حضرت بایزید بسطامی کے دور کا کہ آپ کے زمانہ میں ایک شخص کے بارے میں چرچا تھا کہ فلاں مقام پر ایک اللہ والے رہتے ہیں۔ آپ کو بھی ان کی زیارت کا اشتیاق ہوا، چند احباب ومریدین کے ہمراہ زیارت کے لئے روانہ ہوئے، جب قریب پہنچے تو اس صاحب کو قبلہ کی طرف تھوکتے ہوئے دیکھا، آپ جہاں تھے وہیں سے ملاقات کئے بغیر واپس ہوگئے۔ ہمراہیوں نے عرض کی حضور واپس کیوں ہو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا جسے سنت کا پاس وادب نہیں، جو قبلہ کے احترام سے غافل ہے وہ اللہ والے کیسے ہوسکتا ہے۔ (مفہوم) تو قبلہ کا ادب واحترام اللہ والوں کی خصائل میں سے ہے۔ حضور شیر نیپال رحمہ اللہ پوری حیات قبلہ کا ادب واحترام کرتے رہے، قبلہ کی جانب پاؤں پھیلانے اور تھوکنے سے اجتناب کرتے تھے تاکہ قبلہ کی بے ادبی نہ ہوجائے۔ سوتے وقت بھی اس بات کا خیال فرماتے کہ پاؤں بے خبری میں بھی قبلہ کی جانب نہ ہو۔ جانب شمال سر رکھ کر آپ بستر پر آرام کرتے۔

ذوق عبادت:

اللہ کا قرب اور مرتبہ محبوبیت پر فائز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ بندہ اپنے رب کی خوب عبادت وبندگی کرے، اس

(۱) بحوالہ سیف علی خان، مہوتری نیپال

کے ذکر و یاد میں محو اور رطب اللسان رہے، کیونکہ عبادت الٰہی اور اللہ عز جل کا ذکر اللہ والوں کی روحانی غذا اور رب کا قرب حاصل کرنے کا عظیم ذریعہ ہے۔ اللہ والوں کو رب کی عبادت و بندگی اور اس کے ذکر و فکر کے بغیر قرار و چین نہیں آتا۔ حضور شیر نیپال رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ جل جلالہ کے انہیں نیک و عابد شب زندہ دار بندوں میں سے ایک ہیں، جن کے عبادت و ذکر کے ذوق کا عالم یہ تھا کہ مخلوق خدا کی خدمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی اور اس کے ذکر و یاد میں مصروف رہتے تھے۔ آپ عرفان و عبادت کے پیکر تھے، آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا چین و قرار یاد الٰہی سے وابستہ ہو گیا تھا، آپ کے خیالات و تفکرات کا رخ ہمہ وقت رضائے الٰہی کی طرف ہو گیا اور عبادت و یاد الٰہی کے ذوق و شوق اور وارفتگی کا عالم یہ تھا پیشانی رب کی بارگاہ میں جھکی رہتی اور ہونٹ ذکر الٰہی سے تر رہتے تھے۔ ہر چیز پر آپ نماز کو ترجیح دیتے تھے، اللہ کی عبادت اور اس کی بندگی اور ذکر الٰہی کے بغیر نہ آپ کو قرار ملتا تھا اور نہ ذہنی و روحانی سکون ملتا تھا۔ عبادت الٰہی اور یاد خداوندی کی برکت سے آپ روحانیت کو اس مقام پر فائز تھے جو مقام اللہ والوں کو عطا کیا جاتا ہے، جس سے مقربین مشرف کئے جاتے ہیں۔ اور اسی روحانیت کا ثمرہ تھا کہ آپ کے چہرے پر ایمان و یقین کا نور ہویدا تھا، دل میں امید و خوف کی شمع روشن تھی، آنکھوں سے سرور عشق جھلک رہا تھا۔

پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کے ساتھ آپ تہجد، اشراق، چاشت اوابین اور صلاۃ التسبیح جیسی خدا تک پہنچانے والی نمازوں اور عبادتوں کو بھی اپنی روحانیت کی غذا بنائے ہوئے تھے اور دلجمعی و خشوع و خضوع کے ساتھ ان نمازوں کو ادا کیا کرتے تھے۔ اور اسمائے باری تعالیٰ کا ورد کے ساتھ دیگر وظائف و اذکار بھی کیا کرتے تھے خاص طور پر جو اوراد و وظائف آپ کے پیر و مرشد حضور سید العلما سید شاہ آل مصطفی مارہروی رحمہ اللہ تعالیٰ اور احسن العلما حضرت سید شاہ مصطفی حیدر حسن میاں رحمہ اللہ سے عطا کئے گئے ان کی مداومت کرتے۔

میں نے اپنی زندگی کا جتنا حصہ اور جتنے بھی لمحات آپ کے ساتھ گذارے ان میں اکثر میں نے آپ کو عبادت و ذکر الٰہی میں دیکھا، جہاں بھی آپ سے ملاقات ہوئی جنکپور کا جامعہ حنفیہ ہو یا خانقاہ برکات لہنہ شریف، یا سفر ہو یا حضر، جلسوں اور محفلوں میں شرکت کے مواقع ہوں یا اور کوئی مکان و جہان، جہاں بھی آپ کے ساتھ رہا آپ کو بیشتر اوقات ذکر کرتے ہوئے دیکھا، عبادت میں مصروف ہی دیکھا۔ جامعہ حنفیہ میں جب زیر تعلیم تھا تو مسجد میں کبھی جماعت سے قبل اور کبھی فرض کے بعد دیر تک عبادت و ذکر میں مشغول دیکھا، طویل قیام، طویل رکوع و سجود یہاں تک قومہ و جلسہ بھی طویل کرتے دیکھا، کئی دفعہ سفر میں آپ کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہوا گاڑی میں بھی تلاوت و ذکر میں ہی مشغول پایا، کئی جلسوں میں شرکت بھی آپ کے ساتھ ہوئی قیام گاہ پر ملاقات کے لئے جاتا تو عبادت میں مصروف پاتا، چاہنے والوں کی بھیڑ دروازے کے پاس ہوتی معلوم کرتا کہ کیوں اتنی بھیڑ ہے تو جواب ملتا حضرت سے ہم لوگ ملنا چاہتے ہیں ابھی نماز اور وظیفہ میں مشغول ہیں فارغ ہونے کے بعد ملاقات ہو سکتی ہے، اس لئے فراغت کا ہم لوگ انتظار کر رہے ہیں۔ غرض یہ کہ حضور شیر نیپال رحمہ اللہ تعالیٰ کو عبادت و ریاضت اور ذکر و یاد الٰہی سے ایسا شغف تھا کہ اس کے بغیر آپ ایک پل بھی نہیں رہ سکتے تھے اور صرف عبادت ہی نہیں بلکہ خشوع و خضوع والی عبادت کرتے تھے۔ جب آپ نماز کے

لئے کھڑے ہوجاتے تو کامل اطمینان وسکون اور توجہ الی اللہ کے ساتھ بلکہ یوں کہا جائے کانك تراہ کی کیفیت کے ساتھ نماز و عبادت کیا کرتے تھے۔ کچھ بھی ہوجائے، ہوا ہو، آندھی آئے، زلزلہ آئے، گاڑی چھوٹنے کا اندیشہ ہی کیوں نہ ہو جب آپ نماز شروع کردیتے تو کسی بھی چیز اور اندیشہ وخوف کی پرواہ کئے بغیر عبادت کرتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ جب ۲۰۱۵ء میں ملک نیپال میں شدت کا زلزلہ آیا اور تسلسل کے ساتھ زلزلہ آتا رہا جس سے ہر کوئی سہما ہوا تھا، تھوڑی سی حرکت ہوتی لوگ فورا گھر چھوڑ کر باہر آجاتے، کہیں کہیں تو ایسا بھی ہوا کہ گھر چھوڑ کر لوگ میدان میں رات بسر کرتے تھے، مگر خوف ودہشت کے اس عالم میں بھی آپ اپنے رب کی عبادت وریاضت میں پورے خشوع وخضوع کے ساتھ لگے رہے اور خوف وہراس کا کوئی اثر آپ پر نہیں دیکھا گیا، بلکہ لوگوں کو اس عالم میں نہ گھبرانے کی تلقین کرتے رہے اور ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت، بکثرت ذکر، توبہ واستغفار اور ڈرنے کی وصیت کرتے رہے۔

اسی زمانے میں مجھے آپ کے ساتھ ہنسپور ایک محفل میں شرکت کرنی تھی، عصر سے کچھ پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا، وضو کر کے عصر کی نماز کے لئے مسجد میں صف نشین ہوگیا اور اقامت کا انتظار کرنے لگا، جب اقامت کا وقت ہوا آپ داخل مسجد ہوئے اور مصلی امامت پر جلوہ فرما ہوگئے، اقامت ہوئی اور نماز شروع ہوئی۔ دو رکعت کے بعد زلزلہ آگیا اور پوری مسجد ہلنے لگی، لوگ گھبرا گئے، کچھ تو اسی وقت باہر ہوگئے اور جو بچے تھے وہ بھی گھبرائے ہوئے تھے، مگر ایک ہی شخصیت تھی جو زلزلہ سے بے پرواہ اپنے رب کی عبادت میں محو ومشغول تھی، جس پر نہ خوف وگھبراہٹ کا اثر تھا اور نہ جلدی جلدی نماز ختم کرنے کی فکر تھی او وہ تھی حضور شیر نیپال کی شخصیت۔ جس کیفیت کے ساتھ پہلے نماز کی امامت کرتے تھے اسی کیفیت کے ساتھ آپ نے امامت کی اور جب آپ نے سلام پھیرا تو سلام پھیرتے ہی اکثر نمازی کو بڑی تیزی کے ساتھ مسجد سے نکلتے دیکھا مگر آپ تھے کہ سلام پھیرنے کے بعد گھبراہٹ سے مسجد سے باہر نکلنے کی بجائے روزانہ کی طرح آیت الکرسی کی تلاوت، ماتھے پر ہاتھ رکھ کر پڑھی جانے والی دعا، تسبیح فاطمی اور دیگر اوراد ووظائف مشغول تھے۔

اسی طرح ایک بار آپ کو بذریعہ ریل گاڑی جئے نگر جانا تھا اور وہاں سے سستی پور ایک محفل میں شرکت کرنی تھی، گاڑی کے کھلنے کا وقت قریب سے قریب تر ہوگیا تھا اور ادھر رب تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کی بارگاہ میں سر بہ سجود ہونے اور اس کی عبادت و بندگی کا بھی وقت ہوگیا تھا یعنی نماز ظہر کا۔ آپ مسجد میں تشریف لے جاکر ظہر کی نماز کی امامت کی اور پھر فرض نماز پڑھانے کے بعد اپنے حجرہ میں سنت ادا کرنے کے لئے تشریف لے آئے۔ کیونکہ آپ کا معمول تھا کہ زیادہ تر سنن ونوافل حجرہ میں ہی ادا کرتے تھے۔ اب آپ سنت ادا کرنے لگے، ادھر وقت بڑی تیز رفتاری کے ساتھ گذر رہا تھا اور ریل گاڑی کے کھلنے میں اب کچھ ہی منٹ رہ گئے تھے اور ادھر خادم جو پہلے ہی سے سامان سفر پیک کر کے آپ کی فراغت کا منتظر تھا اس کی بے تابی بڑھتی جارہی تھی کہ کہیں گاڑی چھوٹ نہ جائے۔ مگر آپ اس سے بے پرواہ تھے کہ گاڑی نکلنے کا وقت بہت قریب ہے اور جلدی نہ کی تو چھوٹ جائے گی۔ جب آپ مکمل اطمینان وسکون کے ساتھ فرض کے بعد سنت ونفل اور وظائف سے فارغ ہو چکے تو اسٹیشن کے لئے روانہ ہوگئے جبکہ وقت

جوٹرین کی روانگی کا تھا اس سے کئی منٹ زیادہ ہو چکے تھے مگر اب تک گاڑی کھلی نہیں تھی مگر جیسے ہی آپ ٹرین میں اپنی سیٹ پر بیٹھ گئے تو پھر گاڑی بھی کھل گئی۔

خلوص وللّٰہیت:

آپ کی پرکشش شخصیت کی تاسیس وبناجہاں اللہ ورسول کی اطاعت وفرمانبرداری، طلب رضائے مولیٰ اور حسن اخلاق وکردار پر تھی وہیں للہ وخلوص جیسی دولت بے بہا بھی آپ کے اندرودیعت تھی، ہرعمل خیر میں اللہ کی رضا اور حضور اقدس ﷺ کی خوشنودی ملحوظ رہتی تھی، کسی کی تعریف وستائش یا کسی نذرانہ وغیرہ کی حرص وطمع قطعی نہیں تھی، بلکہ آپ کا نفس اس عیب سے پاک تھا جس میں بہتیرے ملوث ہیں اور زبانی دعوی خلوص وللّٰہیت، قوم وملت کی ہمدردی اور دین کی نشرواشاعت کرتے ہیں وہ لمبی لمبی لاف زنی کرتے شرماتے بھی نہیں۔ آپ نے کسی سے نقدورقم اور نذرانہ کی فرمائش کی نہ کہیں کسی دینی پروگرام میں شرکت کرنے پر منتظمین سے نذرانہ طلب کیا۔ ہاں خود سے اگر دے دیں تو منع بھی نہیں، کم ملے یا زیادہ، لفافہ سامنے کھولنے کی عادت نہیں اور نہ ہی پیشگی اس کی شرط کبھی رکھی۔ جس طرح آج کے بعض مقررین کا طرز عمل ہے کہ کرایہ اور متعین نذرانہ کی رقم ایڈوانس کے طور پر تھوڑی یا پوری پہلے ہی اکاؤنٹ میں ڈلوالیتے ہیں۔ بعض کا تو یہ حال کہ اکاؤنٹ میں رقم مطلوب جمع کرانے کے بعد بھی وعدہ خلافی کرجاتے ہیں اور ادھر کمیٹی اور منتظمین جلسہ وکانفرنس کے شرکاء کے تیرسب وشتم کی زد پر آجاتے ہیں۔

۲۴، ۲۵؍ مارچ ۲۰۱۳ء کے جلسہ ''قاسم نعمت کانفرنس'' (بڑاکھریانی، نیپال) کے لئے منتظمین نے بعض مقررین کو دعوت دینے کی ذمہ داری مجھ فقیر کو سونپی۔ یوپی کے ایک خطیب جو مناظر اہل سنت کہلاتے ہیں اور جن کا دعویٰ ہے کہ سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ کے لئے ہر قربانی دیں گے، انہیں دعوت دی گئی تو سب سے پہلے آنجناب نے نذرانہ کی شرط رکھی، میں نے استفسار کیا کیا لینگے؟ تو جواب دیا دس ہزار، میں راضی ہوگیا اور اس کے علاوہ کرایہ اور دوسو کلومیٹر تک فورویلر کا انتظام بھی کیا۔ جبکہ بس سے آنے کی سہولیت تھی مگر آں جناب مانے نہیں۔ بہرحال بات طے ہوگئی، مگر چار پانچ دن کے بعد فون کرکے شرکت نہ کرنے کی معذرت طلب کررہے تھے۔ وجہ پوچھی تو بتایا کہ بہت لمبا سفر ہے اتنا دور نہیں جاسکتا۔ جبکہ اس سے متصل جئے نگر بہار میں کچھ دن پہلے ایک پروگرام میں شرکت کرچکے تھے اور سیتامڑھی ضلع میں متعدد بار آچکے تھے۔ میں نے کہا حضرت پانچ ہزار اور لے لیجئے مگر آپ ضرور شرکت کیجئے۔ پھر تو پیسے کا نام سن کر راضی ہوگئے اور بھوکے پیاسے آگئے۔ قیام وطعام میں تھوڑی بہت کمیاں رہیں ان کا بھی شکوہ نہیں کیا۔

یہ وہ خطیب ہیں جو قوم وملت کی خدمت کرنے کا جذبہ نہیں رکھتے بلکہ قوم کو لوٹنے اور ملت کی جڑ کو کھوکھلا کرنے کی فکر رکھتے ہیں۔ میں تو یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر کسی مقام پر بدعقیدہ بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو چیلنج کردیں اور بات مناظرہ تک پہنچ جائے اور اس طرح کے علماء کو دعوت شرکت دیں تو ایسے نازک گھڑی میں بھی یہ لوگ بغیر نذرانہ اور اکاؤنٹ میں رقم ڈلوائے بغیر نہیں آئیں گے۔ اس لئے قوم کو ایسے پیشہ ور مقررین سے ہوشیار رہنا اور انہیں اپنے جلسوں میں مدعو قطعی نہیں کرنا چاہئے۔

جس کے دل میں قوم کا درد ہوتا ہے اور جو ملت ومسلک کا پاسبان ہوتا ہے وہ ہر طرح کی ایثار وقربانی پیش کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے اور ہر طرح کی حرص وطمع سے اس کا نفس پاک وصاف ہوتا ہے اور قوم وملت کے لئے مخلص ہوتا ہے۔ حضور شیر نیپال کی ذات ان پیشہ ور مقررین میں سے نہیں تھی جو دین وملت کے مفاد پر کم اور قوم کی جیب پر زیادہ نظر رکھتے ہیں بلکہ آپ ان دعاۃ مخلصین میں سے ایک تھے جن کے سینہ میں قوم وملت اور مذہب ومسلک کے لئے دھڑکتا دل ہے، ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کے لئے مستعد رہتے ہیں اور بے مثال قربانیاں پیغام اسلام کو عام کرنے اور شجر دین ومسلک کی آبیاری کے لئے دی ہیں۔

آپ نے کبھی نہ نذرانہ کی شرط رکھی اور نہ ہی کرایہ کی، پروگرام میں شرکت کرتے اور جو بھی نذرانہ بند لفافہ میں دیدیا گیا بہ طیب خاطر آپ نے قبول کرلیا۔ اور ایسا بھی نہیں کہ سامنے کھول کر دیکھیں کہ کرایہ بھی نکلے گا یا نہیں۔ کبھی تو ایسا بھی ہوا کہ جتنا نذرانہ کمیٹی وارکان کی طرف سے ملا کہیں اس سے زیادہ خرچ آنے جانے میں ہوگیا، مگر آپ نے اس کا شکوہ کسی سے نہیں کیا اور ایسا بھی نہیں کہ بعد میں دوبارہ اس جگہ سے دعوت ملی تو آپ نے شرکت نہیں کی اور دعوت کو رد کردی بلکہ اسی جگہ متعدد بار دعوت ملی تو تاریخ خالی ہونے پر اپنی تاریخ دے دی۔

۳؍مارچ ۲۰۱۲ء بروز سنیچر ملک العلماء فاؤنڈیشن کی طرف سے فقیر کے زیر اہتمام شہر اندور میں ایک پروگرام بنام ''تاجدار اولیاء کانفرنس'' کا انعقاد ہوا، جس میں آپ کو بھی بطور تبرک و یادگار اسلاف مختصر پند ونصیحت کے لئے دعوت شرکت دی، نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ آپ نے سرزمین اندور کو اپنے قدوم میمنت لزوم کا بوسہ لینے کا موقع عنایت فرمایا اور اہل اندور آپ کے نورانی حسن وجمال آرا شکل وصورت سے اور عرفانی وایمانی بیان سے فیض یاب وشادکام ہوئے۔ قابل غور بات یہ تھی کہ ایک طرف کا ٹکٹ آپ نے خود اپنی جیب خاص سے نکلوایا تھا اور دوسری طرف کا منتظمین نے۔ اندور آنے میں کل خرچ چودہ ہزار چارسو روپے ہوئے تھے۔ جبکہ اراکین کی طرف سے آپ کو مع کرایہ فقط سترہ ہزار ہی دیئے گئے۔ یہ بات اس وقت معلوم ہوئی جب جاتے وقت آپ کے خادم مولوی محمد صدام سے میں نے پوچھا۔ مگر آپ نے اس بند لفافہ کو قبول کرلیا اور نہ ہی اسے کھولا اور نہ ہی یہ پوچھا کہ کتنا ہے؟ پروگرام کے چند ماہ بعد میں اپنے وطن گیا تو آپ کی زیارت وملاقات کے لئے آپ کے جامعہ گیا تو آپ نے سلام اور خیر وخبر دریافت کرنے کے بعد پروگرام کی کامیابی کی مبارک بادی اور ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا اور ہمت وحوصلہ سے دین کا کام کرنے کی تلقین بھی فرمائی۔ جب بوقت رخصت اگلی بار پروگرام میں شرکت کی پیش کش کی تو فرمایا آپ پروگرام رکھئے ان شاء اللہ ضرور آؤنگا۔

برسوں تک آپ دارالافتاء جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں فتویٰ نویسی کا کام انجام دیتے رہے مگر کبھی ایک روپیہ بھی کسی سے طلب نہیں کیا۔ جبکہ فی زمانناکچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو فتویٰ نویسی کی اجرت لیتے ہی نہیں بلکہ رشتہ یا عقیدت یا کسی طمع میں آکر زبردستی کے نکات اور شقیں نکال کر اصل حکم کی تبیین کی بجائے خلاف شرع حکم تحریر کردیتے ہیں۔ مگر آپ محض للہ اس شان کے ساتھ دارالافتا کے فرائض انجام دیتے رہے کہ وہ رہتی دنیا تک اخلاف کے لئے بہترین نمونہ کی حیثیت سے تاریخ کے باب میں فتویٰ

نویسی کا یہ باب تابندہ رہے گا۔

اسی طرح جامعہ سے متصل جامع مسجد میں بھی آپ ہی امامت کا فریضہ انجام دیتے رہے اور اس پر بھی آپ نے کبھی ایک پیسہ بطور مشاہرہ نہیں لیا بلکہ خدمت امامت بھی فی سبیل اللہ ہی وقف رہی۔

صبر وشکر:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات کا بالخصوص آپ کی زندگی کے آخری سات سالہ زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو صبر وشکر کا جس مومنانہ شان کے ساتھ مظاہرہ کیا ہے اس کی مثال بہت کم ملتی ہے، آپ کی ذات پر اس قدر حملے ہوئے کہ اگر کوئی اور ہوتا تو اس کے پاؤں اکھڑ جاتے یا انتقامی جذبہ کی آگ بھڑک اٹھتی اور اذیت وتکلیف دینے والوں کو جانی مالی طور پر نقصان کے درپے ہو جاتے، مگر ہر چہار جانب سے حملہ ہونے کے باوجود، دشنام طرازی، عفت و پارسائی پر حملہ، امانت ودینداری پر حملہ، جاہ وحشمت پر حملہ کر کے آپ کی مسلم شخصیت کو داغدار کرنے کے ہر حربہ استعمال کئے گئے مگر اللہ تعالیٰ جسے عزت عطا فرمائے اس کا ایک بال بھی بیکا نہیں ہو سکتا۔ اس ہمالہ شکن ماحول میں صبر کی جو داستان رقم کی اس سے آپ کا اقبال پہلے سے کہیں زیادہ بلند ہوتا رہا اور انتقامی جذبہ کی بجائے صبر بھی کرتے رہے اور ہتک عزت اور الزام تراشی کرنے والوں کے لئے دعائیں بھی کرتے رہے۔

جنکپور کے چند شر پسندوں نے جو رویہ آپ کے ساتھ اختیار کیا، جو گستاخیاں کیں اور ہر طرح سے بدنام کرنے کی جو کوششیں کیں اگر صبر کی بجائے انتقام لینے پر اتر جاتے تو حاسدین اور سازشیوں کو انجام تک پہنچانے کے لئے صرف آپ کا ایک اشارہ کرنے کی دیر تھی اور پھر انجام کیا ہوتا اسے پورا نیپال دیکھتا، مگر آپ یہ ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ اذیت دینے والوں سے انتقام لیا جائے، گالی دینے والوں کا جواب گالی سے دیا جائے، عزت وناموس پر حملہ کرنے والوں کو اذیت دیں یہاں تک کہ بد دعا کرنا پسند نہیں کرتے تھے اور نہ یہ چاہتے تھے کہ مزید فتنہ وفساد کا شعلہ بھڑکے۔ اس لئے سب کچھ کر گذرنے کی قوت وطاقت کے باوجود آپ نے صبر سے کام لیا اور اذیت دینے والوں کی اذیت پر صبر کرتے رہے۔

میں نے تو ان صبر آزما حالات میں یہاں تک کہ دیکھا کہ آپ اپنے مخالفین وحاسدین اور غلط پروپیگنڈہ کرنے والوں کے حق میں دعا فرما رہے تھے۔ آپ کے صبر کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ مختلف امراض میں مبتلا رہے مگر شکوہ و بے صبری کی بجائے ان پر صبر کرتے رہے اور رب تعالیٰ سے اس حالت میں بھی دعا کرتے رہے اور توکل کے ساتھ علاج بھی اور دعوت وتبلیغ کی ذمہ داریاں بھی بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جو دولت وثروت، عزت وعظمت، شہرت ومقبولیت اور طرح طرح کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا، مگر ان سب پر کبھی آپ اتراتے نہیں بلکہ ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑی عاجزی کے ساتھ حمد وستائش کرتے اور منعم حقیقی کا شکر ادا کرتے تھے۔ کئی بار میں آپ کی خدمت حاضر ہوا جب نعمتوں اور نوازشات کی بات چھڑ جاتی تو اس قدر آپ رب قدیر کے احسان ونوازشات کا ذکر کرتے کہ لفظ لفظ امتنان وشکر کی خوشبو میں بسا ہوتا۔ اپنے اعضاء بدنیہ کی طرف اشارہ کر کے ان کی اہمیت وفضلیت

کا ذکر کرتے اور ان اعضا کی سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا خوب شکر بجالاتے ،آنکھ، کان، ناک، زبان، پیر، ہاتھ اور ایک ایک عضو پر جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اور صحت وسلامتی بخشی اس پر ایسی نفیس اور عارفانہ گفتگو فرماتے کہ کما حقہ اس گفتگو کو الفاظ کا جامہ دینا بہت مشکل ہے۔جس وقت آپ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں پر گفتگو فرماتے تھے اس وقت کی کیفیت بھی الگ ہوتی تھی۔

جب آپ کے چھوٹے صاحبزادہ مولانا محمد فداء المصطفیٰ برکاتی زیدہ مجدہ السامی نے جامعہ حضرت بلال کرناٹک میں بائیس ماہ کی مدت میں حفظ قرآن شریف کرلیا اور یہ خبر آپ کو ملی تو اس روح فرساں خبر سے آپ بیحد مسرور ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔شکرانے کے طور پر جامعہ کے تمام طلبہ کو بلایا اور اس خوشی سے مطلع کیا اور پھر میٹھائی منگوا کر ایک محفل رکھی اور تمام طلبہ و اساتذہ میں میٹھائی تقسیم کروائی۔

آپ کے شکر کا ایک انداز ایسا بھی ہے جس میں جہاں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا پایا جاتا ہے وہیں سنت رسول اقدس پر عمل بھی ہے۔اور وہ اس طرح کہ آپ ان اوراد و وظائف اور دعاؤں کے تاحیات پابند رہے جن میں حمد وشکر صراحت کے ساتھ ہے اور ان دعاؤں کے لئے مواقع بھی مختص ہیں۔مثلا بیت الخلاء سے نکلنے وقت کی دعا: الحمد لله الذی اذهب عنی البلاء وعافانی،اسی طرح کھانے اور پینے کے بعد کی دعا: الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین،لباس زیب کرنے کے بعد کی دعا: الحمد لله الذی کسانی ما اواری به عوراتی، چھینک کے بعد کی دعا: الحمد لله،سوکر اٹھنے کے بعد کی دعا: الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا۔ان دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر ہے تو جو ان دعاؤں کی پابندی کرتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر وحمد کرنے والا ہے۔اور حضور شیر نیپال پابندی کے ساتھ ان دعاؤں کو ان کے مواقع پر ضرور پڑھتے تھے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے والوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا اور ساتھ سنت رسول کریم ﷺ پر عمل کرنے والوں میں بھی۔

آپ کے برادر زادہ وخلیفہ حضرت مولانا محمد عارف حسین برکاتی مصباحی کا بیان ہے کہ آخری بار حرمین شریفین کی زیارت سے قبل جب میں آپ کی خدمت میں بغرض زیارت وملاقت حاضر ہوا تو کچھ لمحہ بعد آپ نے ان نعمتوں کا شکر کچھ اس انداز میں فرمایا جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا تھا کہ علم وہنر، مال وزر، عزت وشہرت اور دیگر جن نعمتوں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سرفراز فرمایا ہے میں اس کے لائق تو نہیں مگر یہ اس کا کرم اور اس پر اللہ تعالیٰ کا صد شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنی ان نعمتوں سے نوازا ہے۔

حیا:

حضور شیر نیپال رحمہ اللہ پیکر شرم وحیا تھے عملا بھی اور قولا بھی حیا کے پیکر وتصویر تھے۔کبھی زبان سے ایسا لفظ ادا کرتے نہیں سنا گیا جو حیا کے خلاف ہو اور نہ عملا کبھی ایسا دیکھا گیا بلکہ آپ ہمیشہ کوشش کرتے تھے کہ کوئی کلمہ بھی زبان سے گفتگو کے درمیان نہ نکلے جس کا تعلق حیا سے نہ اور نہ کوئی ایسا عمل صادر ہوتا جو منافی حیا ہو۔آپ کی حیا کا عالم یہ تھا کہ کھلی جگہ میں بھی نہانے سے گریز کرتے تھے، بلکہ غسل خانہ میں ہی نہاتے تھے، ہاں کبھی کبھار جامعہ کے حوض پر ٹھنڈی کے موسم میں غسل کرلیا کرتے تھے مگر ستر کا پورا خیال رکھتے تھے

اور نہاتے بھی اسی وقت تھے جب تمام طلبہ دوپہر کا کھانہ کھانے کے بعد سورہے ہوتے یا مسجد میں ہوتے۔حیا کا یہ پہلو بھی قابل بیاں ہے کہ استنجا کے لئے آپ استنجاخانہ کی بجائے بیت الخلا میں ہی جاتے تھے۔چار سال میں جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں آپ کے زیر سایہ رہا مگران چار سالوں میں صرف ایک بار ہی استنجا خانہ میں جاتے دیکھا وہ بھی اس وقت کہ بیت الخلا کی چابی اس وقت موجود نہیں تھی۔جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کی گفتگو سے بھی حیا کی خوشبو محسوس ہوتی تھی،جب آپ چلتے تونظریں نیچی کر کے چلتے تھے۔

نفاست طبع:

حضور شیر نیپال کی فطرت وطبیعت میں نفاست ونظافت کا عنصر عہد طفولیت ہی سے پایا جاتا تھا،عمدہ کھانا تناول کرنا،لباس فاخرہ زیب تن کرنا،مقوی غذائیں استعمال کرنا، پاک طینت اور اہل عزت کی صحبت میں رہنا،انکی گفتگو سماعت کرنا یہ اوصاف تو آپ میں پہلے ہی سے ودیعت تھے۔اور یہی نفاست طبع آپ کے اساتذہ اور بڑوں کی نگاہوں میں پذیرائی اور محبوبیت کا سبب بنی۔ہمیشہ باوضو رہتے تھے،ناشتہ اور کھانا کھانا سے پہلے بھی بالالتزام وضو کرتے تھے،سونے سے پہلے بستر پر جانے سے پہلے وضو اور نیند سے بیدار ہونے کے بعد بھی وضو کرنا آپ کے دائمی معمولات میں سے تھا۔ہر جمعہ ناخن لینا،مونچھیں پست کرنا،بغلی بنانا اور دوسری سنتوں پر عمل آپ کا معمول تھا۔ہر وضو سے پہلے دونوں ہاتھ صابن سے دھونا پھر برش کرنا،اس کے بعد مسواک کرنا،وضو میں ہر عضو کے دھوتے وقت دعائیں پڑھنا،اونچی جگہ بیٹھ کر سنت کے مطابق وضو کرنا آپ کے امتیازات میں سے تھا۔ ہمیشہ آپ کے جسم ولباس سے قلب وروح کو معطر کردینے والی خوشبوئیں محسوس ہوتی رہتی تھیں،مصافحہ کرنے والے کا ہاتھ بھی خوشبو سے مہک اٹھتا تھا،جس گلی اور راہ سے آپ کا گذر ہوجاتا وہ گلی مہک اٹھتی اور وہ راستہ بھینی بھینی خوشبو سے خوشبودار ہوجاتا تھا۔کتنے لوگ تو صرف آپ کی زیارت اور مصافحہ کرنے ہی کے لئے دور دراز مقامات سے آپ کے جامعہ یا خانقاہ میں حاضر ہوتے تھے اور اس بہانے انہیں کچھ قرآن وحدیث اور بزرگوں کی نصیحت بھری باتیں بھی سننے کا شرف حاصل ہوجاتا تھا۔

مگر آپ کا عمدہ غذاؤں کا استعمال اور زرق برق لباس کا استعمال فخر ومباہات،نام ونمود یا کسی پر برتری دکھانے کے لئے نہیں ہوتا تھا،جیسا کہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ عمدہ لباس پہننا یا اچھا کھانا پینا علماء ومشائخ اور اصفیاء کے طریقوں کے خلاف اور شان تواضع سے بعید ہے۔ایسے لوگوں کو چاہئے کہ اس طرح کی بے سروپا اور لایعنی باتوں سے احتراز کریں اور معلومات سے آراستہ ہوکر ایسی فکروں کا علاج کریں۔حضور اکرم ﷺ نے بکری کی ران تناول فرمائی،حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرغا بہت مشہور و معروف ہے،حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھا اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے،خوشبو سے معطر رہتے۔تو کیا کوئی یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ حضور ﷺ کا ران تناول کرنا اور غوث پاک کا مرغا کھانا یا امام اعظم کا عمدہ ونفیس لباس استعمال کرنا تواضع کے خلاف ہے؟ کیا تواضع اسی کا نام ہے کہ پھٹا پرانا کپڑا پہنا جائے،کنکر ریت کا ستو کھایا جائے،ٹاٹ کا کرتا پہنا جائے،گھاس سے بدن چھپایا جائے؟اس طرح کے اعتراض معاندین،بزرگوں اور علماء ومشائخ کی عظمت ورفعت سے جلنے والے ہی کرسکتے ہیں،جو

اپنے عیب پر نظر کئے بغیر دوسروں کی خوبیوں کو عیب وخلاف طریقہ سلف بتاتے ہیں۔عمدہ لباس پہننا نہ منع ہے اور نہ شان تواضع کے خلاف ہے اور نہ اصفیاء کی روش کے۔حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا'' الخ اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک شخص عمدہ لباس پہننا چاہتا ہے۔فرمایا اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے،خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے،حق بات کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا تکبر کہلاتا ہے''

امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ خشوع حق تعالیٰ کی تابعداری کرنا ہے اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے سپرد کرنے اور اس کے حکم پر اعتراض نہ کرنے کا نام تواضع ہے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ساتھ نیچ میں میں تھا،فوربیلر سے ایک مرید کے گھر جارہے تھے،صاحب خانہ متمول شخص تھا،جس گاڑی سے ہم لوگ جارہے تھے وہ صاحب خانہ ہی کی تھی جس میں اے سی نہیں تھی جب کہ گرمی پورے شباب پر تھی۔آپ نے اسے نصیحت کرتے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے نعمت دی ہے تو اس کا اظہار کرو،اچھا کھاؤ،اچھا پیو اور اچھا پہنو۔مقصد یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسعت دی ہے اور خوب نوازا ہے تو گاڑی میں اے سی تو لگانا چاہئے۔

اولیات وامتیازات:

☆ نیپال کے بلند پایہ سب سے پہلا مفتی آپ ہیں۔

☆ نیپال میں قوم کے دینی مسائل کا حل کرنے والے سب سے پہلے قاضی بھی آپ ہی ہیں۔

☆ سب سے بڑا دینی ادارہ بھی سب سے پہلے نیپال میں آپ ہی نے قائم فرمایا جسے پورے نیپال میں مرکزیت کا درجہ حاصل رہا،جس کا نام جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپورہ،مگر حیف صد حیف اس وقت تنزلی کا شکار ہو چکا ہے وہ بھی کج فکروں کی وجہ سے۔

☆ فرزندان نیپال کی تاریخ میں پہلے شخص آپ ہی ہیں جن کے سر پر دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم کے سالانہ جلسہ میں مصباحیت کا تاج رکھا گیا۔

☆ نیپال سے جامعہ ازہر مصر سب سے پہلے طلبہ کو آپ ہی نے بھیجا۔

☆ نیپال میں ایک عظیم اور شاندار خانقاہ کی بنیاد بھی سب سے پہلے آپ ہی نے ڈالی، جہاں سے دین وسنیت کی نشر و اشاعت ہو رہی ہے۔

☆ سب سے پہلے سرزمین نیپال پر حضور سید العلماء،حضور احسن العلماء،غازی دوراں سید مظفر حسین کچھوچھوی اور حضور حافظ ملت علیہم الرحمۃ والرضوان کو بلایا۔

☆ پورے نیپال میں جلیل القدر علماء ہند کے ذریعہ سب سے زیادہ خطاب والقاب سے نوازے جانے والے آپ ہیں۔

☆ پورے نیپال میں وہ تنہا آپ کی ذات ہے جس کی کتاب پر آفتاب مارہرہ حضو احسن العلماء علیہ الرحمہ نے تقریظ لکھی۔

☆ نیپال کے کسی عالم کے پاس حضور سید العلماء نے اگر خطوط لکھے ہیں تو آپ ہی کی منفرد ذات پاک ہے۔

عربی زبان وبیان پر مہارت:

مفتی اعظم نیپال حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی شخصیت متعدد صفات حمیدہ، خصائص جمیلہ کے مالک تھی۔ آپ بہترین حافظ وقاری بھی تھے، زبردست عالم وفاضل بھی۔ ملک نیپال کے عظیم مرکزی دینی درس گاہ ودارالافتاء کے بانی وشیخ الحدیث اور صدر مفتی بھی تھے اور پورے ملک نیپال کے قاضی بھی۔ دنداں شکن، حاضر جواب مناظر بھی تھے اور بے مثال خطیب بھی۔ اردو فارسی کے ساتھ عربی زبان ولغت پر بھی خوف اچھی مہارت رکھتے تھے اور مقالہ نگاری میں دست کمال بھی۔ عربی زبان میں ایک رسالہ بھی آپ نے اپنے احوال وکوائف اور خدمات جلیلہ پر مشتمل تحریر فرمایا ہے، جو فقیر کی لاپرواہی کے سبب اب محفوظ نہیں۔ جامعہ ازہر مصر کے زیر اہتمام ہونے والے سالانہ عالمی سیمینار کے حسین موقعہ پر عربی زبان میں آپ نے کئی مقالے لکھ کر ارسال فرمایا اور الحمد للہ وہ مقالے دیگر مقالوں کے ساتھ چھپ کر عالم اسلام میں شائع بھی ہوئے۔ سیمینار میں شریک ہوکر جو خطاب آپ نے فرمایا ان میں سے صرف تین اختصاراً ہدیہ قارئین ہیں۔

پہلا خطبہ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق مارچ ۲۰۰۷ء

لفضيلة الشيخ جيش محمد الصديقي البركاتي

المفتي الاعظم وقاضي الشرع بنيبال وشيخ الحديث للجامعة الحنفية الغوثيه جنكفور ٦۔ نيبال۔

الحمد لله الذى فضل سيدنا ومولانا نبى الانبياء عظيم الرجاء عميم الجود والعطاء ما حى الذنوب والخطاء شفيعنا يوم الجزاء نبينا و حبيبنا وعوننا ومعيننا و غوثنا ومغيثنا و غيثنا و غياثنا محمدا ﷺ على العالمين واقامه يوم القيامة للمذنبين المتلوثين الخطائين الهالكين شفيعا فصلى الله تعالىٰ وسلم وبارك عليه و علىٰ كل من هو محبوب ومرضى لديه صلاة تبقى وسلاما يدوم بدوام الملك الحى القيوم اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله بالهدىٰ و دين الحق ارسله ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون وصلى الله تعالىٰ عليه و علىٰ اٰله وصحبه اجمعين وبارك وسلم

اما بعد!

السادة الكرام والضيوف العظام والاساتذة الاجلاء وعلماء الملة الاسلامية من مختلف الاقطار والقارات۔ نحييكم بتحية الاسلام تحية من عند الله تعالىٰ مباركة طيبة معطرة السلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔

نرحب بكم جميعا فى اعمال المؤتمر التاسع عشر قد جئنا كم والحمد لله للشركة والحضور فى هذ المؤتمر من دولة نيبال قارة جنوب آسيا وهى ارض دارالحرب ،معبد

الاصنام والاوثان دارالکفر والطغیان۔والغلبة فیها للکفار والمشرکین والاقلیات المسلمة فی هذه الدولة ولیس فیها المعهد الاسلامی الرسمی۔والمعاهد التی اسسها فیها المسلمون المستضعفون هزیلة وفی حاجة الی العون بجهود ذاتیة اذ ان ضعف المستوی الاقتصادی للمسلمین نتج عنه انخفاض المستوی المعیشة ولذلك رثت احوالها وضعفت هیئاتها۔وقد وصلنا بعون الله تعالیٰ مع الخیر الی الجمهوریة مصر العربیة دارالاسلام ،دارالامن والامان۔وهی ارض الکنانة الغالیة ومهبط الانبیاء والمرسلین ومسکن الاولیاء والحکماء والصالحین، ومصدر العلوم والانوار لعامة المسلمین ومعهد الحضارات الاسلامیة منذ آلاف سنین۔ واننا نشکر شکرا جمیلا الرئیس محمد حسنی مبارك و الدکتور محمود حمدی زقزوق علی اقامه هذ المؤتمر العظیم حیث نلتقی بزیارة العلماء والفضلاء المحققین المخلصین والمعالجین الموضحین هم یعالجون المسائل المشکلة و یبذلون جهدهم فی حل مشکلات العالم الاسلامی، یوضحون کل ما یدور و یحدث من الحادثات والمهمات عملا بقوله تعالیٰ "ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینهون عن المنکر و اولئك هم المفلحون"(اٰل عمران اٰیة ۱۰۴)

عندی حل مشکلات العالم الاسلامی:

٭فی اطاعة الله ورسوله جل جلاله و صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

٭الاعتصام بحبل الله و سنة رسول الله وسیرة نبی الله ﷺ

٭نأخذ بکل ما جاء به نبینا ﷺ ونلتزم بما أمر نا به رسول الله ﷺ

قال الله تعالیٰ "اطیعوا الله و اطیعوا الرسول"(النساء اٰیة ۵۹)

و قال الله تعالیٰ "ما اٰتکم الرسول فخذوه وما نهکم عینه فانتهوا"(الحشر اٰیة ۷)

و قال الله تعالیٰ "واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقو"(اٰل عمران اٰیة ۱۰۳)

٭و علی الدول الاسلامیة تحصیل قوات الدفاع واستحداث الآلات الجدیدة۔

یعنی کل قوات فی کل شعب قوة اٰلیة ،بشریة ،قوة صاعدة، قوة قهریة،قوة جویة،قوة ارضیة،قوة بریة ،قوة بحریة،وغیر ذلك لیسلم المسلمون المستضعفون فی اظلال رعبها حیث الاقلیات المسلمة فی دیار الکفر و الشك۔والحمد لله رب العلمین و صلی علی خیر خلقه محمد و اٰله وصحبه اجمعین۔

دوسرا خطبہ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ سنہ ، مطابق مارچ ۲۰۰۸ سنہ ء

الحمد لله الذی فضل سیدنا ومولانا نبی الانبیاء عظیم الرجاء عمیم الجود والعطاء

ما حی الذنوب والخطاء شفیعنا یوم الجزاء نبینا و حبیبنا وعوننا ومعیننا و غوثنا ومغیثنا و غیثنا و غیاثنا محمدا ﷺ علی العالمین واقامه یوم القیامة للمذنبین المتلوثین الخطائین الهالکین شفیعنا فصلی الله تعالیٰ وسلم وبارك علیه و علیٰ کل من هو محبوب ومرضی لدیه صلاۃ تبقی وسلاما یدوم بدوام الملك الحی القیوم اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهد ان سیدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله با لهدیٰ و دین الحق ارسله لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون وصلی الله تعالیٰ علیه و علیٰ اٰله وصحبه اجمعین وبارك وسلم۔

اما بعد!

السادۃ الکرام والضیوف العظام والاساتذۃ الاجلاء وعلماء الملة الاسلامیة من مختلف الاقطار والقارات۔ نحییکم بتحیة الاسلام تحیة من عند الله تعالیٰ مبارکة طیبة معطرۃ السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته۔

الاسلام ینهی عما یثیر العداوۃ والبغضاء والاختلاف والتفرق والفساد قال تعالیٰ "ولا تکونوا کالذین ۔۔۔۔عذاب عظیم" (اٰل عمران ۱۰۵)

و قال الله تعالیٰ "واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقو" (اٰل عمران اٰیة ۱۰۳)

وقال تعالیٰ "ولا تفسدوا فی الارض۔۔۔۔۔من المحسنین" (الاعراف ۵۶)

الاسلام یدعو الیٰ رد الظلم ونصرۃ الحق والتحقق من المعلومات الحربیة ومعاملة الاعداء فی حالة السلم ومعاملة غیر المسلمین با حسنیٰ والمعاهدات السلیمة وحق الدفاع الشرعی ونصرۃ المظلومین والثبات فی المیدان والوحدۃ فی المیدان ولصبر فی المیدان وسلوك المسلمین فی الحرب و آداب الحرب وحسن استقبال الموت فی سبیل الله ومقابلة مکر الاعداء ،والاصرار علی الحق والاستجابة للسلام واحترام المعاهدات الدولیة ،والاخوۃ الانسانیة وو حدۃ الجنس البشری و تکریم الجنس البشری۔ والاسلام ینهی عن الحرب والاکراه فی الدین والتکبر فی العلاقات الدولیة۔ الاسلام وهو دین لکل زمان ومکان علی العقیدہ والشریعة والاخلاق فالاسلام یدعو الی الایمان با لله وبما انزل والطاعة والعبادۃ والشکر علیٰ نعمائه والرضا برضاء الله والتوکل علی الله والوفا بعهد الله ودوام ذکر الله ودعاء الله وحب الله وحب رسول الله وان یکون حبه وحب الرسول ﷺ فوق کل شئی ۔والتعاون علی الخیر والتواضع والاتحاد والاعتدال والتوسط والتأدب فی الحدیث وطلب العلم من العلماء والقدوۃ الحسنة والتوسط فی الامور والعدل والاحسان۔

الدعاء: اللهم انصر من نصر دین محمد ﷺ واجعلنا منهم اللهم اخذل من خذل دین محمد ﷺ ان الله یأمر بالعدل والاحسان۔ شکرا

تیسرا خطبہ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ، مطابق مارچ ۲۰۰۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد والنعمة لك يا الله والصلاة والسلام عليك يا رسول الله وعلى آلك واصحابك نجوم الهدى

وبعد!

فانه يطيب لى فى هذا المقام ان اتقدم الى حضراتكم بمناسبة هذ المؤتمر العام الواحد والعشرين للمجلس الاعلى للشؤن الاسلامية بتحياتى الخالصة ،ونحييكم بتحية الاسلام تحية طيبة

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔

قد جئنا كم للمشاركة والحضور فى هذ المؤتمر من جمهورية نيبال الوثنية ،قارة جنوب وآسيا۔ اولا اننا نشكر شكرا جزيلا للرئيس محمد حسنى مبارك ،والدكتور محمود حمدى زقزوق على اقامة هذا المؤتمر العظيم حيث نتشرف بزيارة العلماء الاجلة والفضلاء النابغة من شتى دول العالم۔

ايها الاخوة ان الاسلام من خلال النبعين المقدسينيه يدعونا الى الحب والاخاء والتسامح والتعاون و الى عدم التفرق ،والى اتباع الصراط المستقيم ۔يقول سبحانه وتعالىٰ "واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقو"(آل عمران آية ۱۰۳)ويقول "واطيعوا الله ورسوله ولا تنازعوا فتفشلواو تذهبوا ريحكم" (الانفال ۴۶)و يقول االرسول ﷺ عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين،تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ۔(الترمذى)

ومن الخصائص التى تميزت بها شريعة الاسلام انها حددت المفاهيم التى يجب ان يسير عليها الناس فى حياتهم وما يجب عليهم نحو خالقهم ان يخلصوا له العبادة والطاعة۔وما يجب على الانسان نحو نفسه ونحو من هم تحت ولايته ،وحددت مفاهيم الالفاظ تحديدا واضحا دقيقا حتى لا يختلط الحق بالباطل۔والمفاهيم من الدين والوحى والقيم والاخلاق والتقليد والاجتهاد والفكر والنظر الاسلامكى حددت العلاقات التى يجب ان يسير عليها الناس جميعا فيما بينهم۔

ايها السادة! نحن الآن فى اشد حاجة الى التضامن والاخوة الاسلامية الصحيحة

والتضامن كما علمتم هو مبدأ دينى ومطمح اساسى من مطامح المسلمين والذى ينبغى ان يشمل ايضا علاقاتنا السياسية والاقتصادية والاجتماعية والثقافية و غيرها، وانه اساس للحفاظ على قيمنا الروحية والمادية وطريق للتعاون المتبادل والتعايس وتحقيقا لذلك ينبغى القضاء على كل الخلافات مهما كان نوعها طائيه ومذهبية وغيرهما ۔ولا بد من مساعدة كل الموسسات والمنظمات التى تهدف الى دعم الشعوب الاسلامية تحرير ها من كل تبعية اجنبية فالتضامن بين المسلمين واجب عليهم بصفتهم ابناء ملة واحدة كما ورد فى القرآن الكريم فى قوله تعالىٰ ”ان هذه امتكم امة واحدة و انا ربكم فا تقون“(المؤمنون ۵۲)و قول الرسول ﷺ مثل المؤمنين فى توادهم وترحمهم وتعاطفهم مثل الجسد اذا اشتكىٰ منه عضو تداعى له الجسد بالسهر والحمى“

ويجب علينا الآن ان نتذر المفاهيم والقواعد الاسلامية للمسؤولية والتضامن والاخاء الاسلامى ومهما تتباين مصالحهم الخاصة فعليهم ان يجعلو ا الاخوة فى الله فوق المصالح الشخصية ۔

ايها السادة!ان لقائنا اليوم فى مؤتمر العالمى الاسلامى الذى يضم من القادة والمفكرين والعلماء انما هو وسيله لتجميع الصف و توحيد الكلمة والاتفاق علىٰ برنامج عمل نحقق به اهدافنا وآمالنا بل اهداف المسلمين وآمالهم ۔

انتهز هذه الفرصة لاشكر المؤتمر الذى اتاح لى هذه الفرصة الثمينة لا تحدث معكم فى هذا الظرف الذى تمر به امتنا الاسلامية ۔

وفى الختام اشكر شكرى الحار لحكومة جمهورية مصر العربية على دعمها الثمين والدائم للعمل الاسلامى المشترك وشكرى للشعب مصرى علىٰ ترحيبهم الاخوى ۔هذا واتمنى للمؤتمر المبارك نجاحا كاملا سائلا من الله تعالى ان يسامحنا وان يغفر لنا خطايانا وتقصيرنا فى امور ديننا ودنيانا وان ينصر امتنا الاسلامية التى يتكالب عليها من كل حدب وصوب وان يوحد خطاها ،ويهد حكامها للعمل بكتاب الله و سنة نبيه عليه الصلاة والسلام ۔

شكرا مع السلام

چوتھا باب

اخلاق و کردار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ہ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی

آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی

اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ہ

اخلاق و کردار

تواضع وانکساری:

اللہ تعالیٰ نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو جس قدر علم وعمل اور حکمت ودانائی کی دولت بے بہا سے نوازا ہے اسی قدر خاشع و متواضع اور حلیم وبردبار اور منکسر المزاج بنا کر بھی آپ پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ درخت جتنا پھل دار ہوتا ہے اتنا ہی نیچے کی طرف جھکا بھی ہوتا ہے، اسی طرح جو انسان جتنا علم وہنر والا ہوتا ہے اتنا ہی تواضع وکسر نفسی اور فروتنی اختیار کرنے والا ہوتا ہے اور اس کے سبب اللہ عوام وخواص میں اسے عظمت وشوکت اور عزت واحترام سے نوازتا ہے۔ شیطان نے تکبر کیا، حضرت آدم علیہ السلام کو حقیر سمجھا، اپنے کو بڑا گمان کیا اللہ نے اسے راندۂ درگاہ کر دیا، لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈال دیا اور صبح قیامت تک بزبان بنی آدم ملعون ومطعون ہوتا رہے گا۔ جو شخص صاحب علم وہنر ہوتا ہے وہ تواضع کی راہ ضرور اختیار کرے گا، کیونکہ علم تو کسر نفسی، صبر وتحمل، حلم وبردباری اور اظہار عجز وانکساری چاہتا ہے، علم غرور ونخوت کی بیج نہیں بوتا، علم تو اخلاص وللہیت کا پودا اگاتا ہے، خود پسندی، انا اور عناد کی بیخ کنی کرتا ہے۔ حضور شیر نیپال نے کبھی خود کو بڑا نہیں سمجھا اور نہ کبھی مغرورانہ ومتکبرانہ انداز اپنایا، نہ اپنی مشیخیت کا ترانا گایا، نہ تعلّی کی راہ اپنائی، نہ کبھی دوسرے پر اپنی افضلیت وبرتری دکھانے کی کوشش فرمائی، نہ آپ کے افعال واقوال سے بھی کبھی ایسا محسوس ہوا اور نہ ہوا اور نہ آپ اس کے قائل تھے۔

میں نے دیکھا ہے کہ شمس الاولیاء حضرت علامہ مفتی محمد شمس الحق علیہ الرحمہ، حضرت علامہ مفتی عبد الواجد ہالینڈ، شیر بہار حضرت علامہ مفتی محمد اسلم رضوی علیہ الرحمہ آپ سے ملنے جامعہ میں تشریف لاتے تو آپ مسند چھوڑ دیتے، درس گاہ سے نکل کر ان کی طرف تیزی سے لپکتے اور بڑھ کر سلام ومصافحہ اور معانقہ کرتے، اپنی جگہ بٹھاتے، اپنی مسند پیش کرتے، پان کھلاتے، اگالدان سامنے کر دیتے اور بڑی عزت وخاطر کرتے، تواضع سے پیش آتے تھے۔ اور جب یہ شخصیتیں رخصت ہونے لگتیں تو گیٹ تک رخصت کرنے بھی جاتے تھے۔

نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور قمر رضا خان علیہ الرحمہ کا تبلیغی دورہ نیپال میں ہوتا ہی رہتا تھا، جس پروگرام میں شریک ہوتے اکثر اس میں حضور شیر نیپال بھی مدعو ہوتے بلکہ صدارت کا سہرا آپ ہی کے سر سجتا تھا۔ جب حضور قمر رضا خاں علیہ الرحمہ رونق اسٹیج ہوتے تو حضور شیر نیپال آگے بڑھ کر دست بوسی کرتے اور ہاتھوں کا سہارا دے کر آپ کو کرسی پر بٹھاتے۔ غالباً ۲۰۰۱ء کی بات ہوگی کہ جلیشور سے متصل ایک گاؤں خیرا میں دو روزہ جلسہ حضرت اشرف العلما مفتی محمد اشرف القادری علیہ الرحمہ کی قیادت میں ہوا جس میں بریلی شریف سے حضور قمر رضا علیہ الرحمہ بھی تشریف فرما تھے اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بھی۔ شاید صدارت حضور شیر نیپال علیہ

الرحمہ ہی کی تھی۔ جب حضور قمر رضا علیہ الرحمہ رونق اسٹیج ہوئے تو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے کھڑے ہوکر آپ کا استقبال کیا اور اپنے ہاتھوں کا سہارا دے کر کرسی تک لایا اور کرسی پر بیٹھایا اور پھر آپ بھی دائیں جانب ادب سے بیٹھ گئے۔

حضرت مولانا محمد حسین ابوالحقانی صاحب قبلہ جو آپ کے شاگرد اور خلیفہ بھی تھے ان کا جب کبھی جامعہ آنا ہوتا تو اس کی اطلاع فون سے کر دیتے حضرت ان کے لئے میٹھائی، کھانا وغیرہ رکھوا دیتے۔ایک بار میں جب اندور سے گھر آیا تو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں زیارت وملاقات کے لئے حاضر ہوا۔سلام ومصافحہ ہوا اور آپ نے خیر وخبر دریافت فرمائی۔اس وقت آپ اپنے ایک خادم کو حکم دے رہے تھے کہ پھل اور میٹھائی کا انتظام کرلو اور لاکر میرے روم میں رکھ دو، کھانا کا بھی انتظام کرلو۔دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا کہ مولانا محمد حسین ابوالحقانی آرہے ہیں۔

جہاں حضرت اکابر وہم عصر علماء ومشائخ کا بے مثال ادب واحترام کرتے تھے وہیں تلامذہ اور اصاغر کے ساتھ شفقت و ملاطفت کا قابل تقلید وتعریف برتاؤ روا رکھتے تھے۔ جب بھی میری حضور کی بارگاہ میں باریابی ہوئی اپنے قریب بٹھاتے، بغل میں اپنے زانو کے قریب بیٹھا لیتے، ناشتہ، چائے کا پوچھتے، میٹھائی اور پھل وغیرہ جو کچھ بھی موجود ہوتا ضرور کھلاتے، کبھی ایسا بھی ہوا کہ جس وقت میں ملنے کے لئے حاضر ہوتا وہ آپ کے قیلولہ یا مختصر آرام کا وقفہ ہوتا مگر پھر بھی اپنے حجرے میں بلا لیتے اور آنے کا مقصد اور خیر وخبر دریافت کرتے۔

آپ کے تلامذہ یا دوسرے اصاغر علماء نے کوئی کتاب ورسالہ تالیف کرنے بعد اس کا مبیضہ تقریظ اور دعائیہ کلمات رقم کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ کی پیشانی پر خوشیوں کی لکیریں نمایاں ہوجاتیں اور لب دعا کے لئے جنبش میں آجاتے اور پھر خوردنوازی کا اظہار اپنی مختصر تحریر میں فرماتے۔ میں نے اپنی پہلی تصنیف جنت کی خوشبو اور اس کے بعد سورہ اخلاص اور کلمۂ شریف کے فضائل کا مبیضہ تقریظ ودعا کے لئے دکھایا تو تمام حاضرین کی موجودگی میں مجھ ہیچمداں کی تعریف وتحسین سے میری تشجیع فرمائی اور میری اس حقیر خدمت وکاوش پر اپنی قلبی فرحت وانبساط کا اظہار بھی فرمایا جو کہ میری خوش نصیبی تھی۔

اسی طرح جب میں نے اپنی تصنیف ''غیب کی باتیں'' تقریظ ودعا کے لئے آپ کی خدمت میں بھیجوائی تو ہجوم کار کے باوجود اس وقت مختصر دعائیہ کلمات لکھ کر اندور بھیجوادی، جبکہ اس وقت تبلیغی دورے سے واپس ہوئے تھے اور سفر کی صعوبتوں کی وجہ سے کافی تھک بھی چکے تھے۔

ایک بار جب اندور سے گھر آیا اور پھر آپ سے ملاقات کی غرض سے جامعہ حنفیہ غوثیہ پہنچا تو بہت شفقت وپیار کے ساتھ اپنے قریب میں بیٹھایا اور بسکٹ ونمکین اور چائے پانی سے ضیافت بھی کی۔ جب چلنے لگا تو حضرت حاجی احمد حسین برکاتی صاحب قبلہ سے فرمایا کہ مفتی عبدالسلام کو پانچ ہزار انڈین دیدیجئے کہ یہ بہت محنت کرتے ہیں اور تصنیفی کام بھی کرتے رہتے ہیں۔حاجی صاحب قبلہ نے اپنے روم میں بلایا اور حضرت پیرومرشد علیہ الرحمہ کے حکم کے مطابق پانچ ہزار انڈین مجھے دیدیئے۔

اسی طرح ایک بار اور آپ کی زیارت کے لئے پہنچا اس وقت آپ جامعہ میں تشریف فرما نہیں تھے، شاید کاٹھمانڈو کے

دورہ پر تھے۔حاجی صاحب قبلہ اس وقت جامعہ میں تھے۔سو چا فون پر ہی پیرومرشد سے گفتگو کرلوں اور دعالے کر واپس گھر چلا جاؤں۔جب فون پر گفتگو کی تو خیر وخبر دریافت کرنے کے بعد فرمایا کہ ابھی آپ کہاں ہیں؟ میں نے عرض کی حضور آپ کے جامعہ میں ہوں،آپ کی زیارت کے لئے آیا تھا۔پھر آپ نے فرمایا کہ اندور کب جارہے ہیں؟ میں نے عرض کیا دو چار روز کے بعد ان شاءاللہ مع اہل وعیال اندور جاؤں گا۔حضرت نے فرمایا کہ مولانا ضیاء المصطفیٰ سے مل کر پانچ ہزار لے لیجئے۔میں نے آخری سلام عرض کرنے کے بعد بلا تاخیر فون کاٹ دیا اور پھر آپ کے صاحبزادہ وخلف اکبر حضرت مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ صاحب برکاتی کو تلاشنے لگا،مگر اس وقت وہ جامعہ میں نہیں تھے،فون پر گفتگو ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ میں اس وقت جامعہ سے باہر ہوں۔میں نے کہا حضور پھر دوبارہ ملاقات نہیں ہوسکتی کیونکہ اندور جانے میں زیادہ وقت نہیں ہے۔اس لئے کسی طرح روپے کا انتظام کردیں جو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔انہوں نے کہا کہ حاجی صاحب سے بات کرائے۔حاجی صاحب کیا اس وقت شہر کے دس بارہ آدمی سے بھی کہتے کہ بات کرائے تو کروادیتا کیونکہ پانچ ہزار روپے کا مسئلہ تھا جو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی طرف سے تبرک تھے۔حاجی صاحب سے بات ہوئی اور پھر مجھے پانچ ہزار انڈین انہوں نے دیدئے اور پھر پہلی بار کی طرح میں سرعت کے ساتھ سلام وکلام کے بعد جامعہ سے نکل چلا۔حاجی صاحب نے ناشتہ کے لئے بھی کہا مگر میں نے معذرت کرلی۔جلدی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ پیرومرشد نے جو پانچ ہزار دینے کی بات کہی تھی اس میں اس بات کی صراحت نہیں تھی کہ انڈین دینے ہیں یا نیپالی۔اور مجھے ملے انڈین اس لئے جلدی جلدی لے کر نکلنے میں عافیت سمجھا کہ کہیں انڈین سے نیپالی میں اس کی وضاحت نہ ہوجائے اور پھر تین ہزار نیپالی لوٹانا نہ پڑجائے،مگر اس کی نوبت نہیں آئی۔اور شاید انڈین ہی دینے کا ارادہ فرمایا تھا کہ کیونکہ پہلی مرتبہ بھی انڈین ہی دئے تھے اور میں چونکہ انڈیا میں رہتا تھا اس لئے قرینہ یہی بتارہا تھا کہ انڈین کا ہی حکم تھا اور اسی کی نیت حضور نے فرمائی تھی۔

اجمیر معلیٰ خواجہ پاک کی بارگاہ میں حاضری کے بعد ۴؍ستمبر ۲۰۱۴ء پیچ جناب عبدالستار کے ہاں دعوت میں تشریف لائے ہوئے تھے،تو رات ہی میں آپ نے مجھے یاد فرمایا،اپنے ساتھ خدام اور شہزادۂ گرامی مولانا فداء المصطفیٰ سے فرمایا کہ مجھے فون کرکے اطلاع کردیں۔صبح بعد فجر حضرت سے بات ہوئی،آپ نے آنے کو کہا تو جمعہ ہی کو رات میں آپ سے ملنے کے لئے نکل پڑا۔صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہوا،سلام ومصافحہ کے بعد حضرت نے میری خیریت دریافت فرمائی اور ناشتہ وغیرہ کا انتظام بھی فی الفور کروایا۔آدھا پون گھنٹہ حضرت کے حکم کے مطابق آرام کرنے کے بعد آپ نے طلب فرمایا پھر رات گیارہ بجے تک ساتھ رہا۔رات کو جب میں اندور کے لئے روانہ ہوا تو آپ کے پاس پڑا ابسلیری کا ایک خالی باٹل رکھا ہوا تھا میں نے وہ لے لیا تا کہ راستہ میں کام آئے۔حضرت نے وہ بوتل منگوا کر تھوڑا سا پانی نوش فرما کر اور ساتھ ہی ایک بھرا ہوا باٹل مجھے بھجوادیا۔میں دوسرے والے باٹل کے پانی پر دم کرالیا تا کہ اس سے برکت حاصل کرتا رہوں۔

اس وقفہ حضرت جہاں بھی تشریف لے جاتے مجھے بھی لیجاتے،مجمع عام میں میری تعریف کرتے،ہمت افزائی کرتے اور میری خدمات کا ذکر بھی کرتے۔یہ آپ کی ذرہ نوازی تھی کہ مجھ فقیر کو آپ نے اتنی عزت بخشی۔توشہ راہ کے لئے ایک ہزار روپے بھی

حضرت نے دیا تھا اور پھر چلتے وقت خوب دعاؤں سے نوازا۔

مگر افسوس ان پر ہوتا ہے جو اس قدر آپ کی تواضع سے بھری زندگی کے باوجود آپ کے تصلب فی الدین کو عصبیت وتکبر اور غرور ونخوت پر محمول کرتے ہیں۔جس شخصیت نے اپنی تقریر وتحریر میں علمائے اسلام کی عظمت و وقار کو قوم کے سامنے پیش کیا ،جس نے لوگوں کو علماء ربانیین کا احترام کا پیغام دیا کیا اس شخصیت سے یہ بات متوقع ہو سکتی ہے کہ دوسرے علماء کو وہ گری اور تکبر کی نظر سے دیکھے؟ ہر گز نہیں آپ کے دل میں علماء کا کتنا بڑا مقام ہے اور ان کی عظمتوں کو کس قدر روشن کیا اس کے لئے حضرت کی یہ مدلل تحریر پڑھئے۔آپ فتاویٰ برکات میں تحریر فرماتے ہیں:

''جو عالم ہدایت پر ہو، متبع شریعت ہو، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا پیرو ہو، اطاعت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس کا شیوہ ہو، اس کے لمحات طہارت وتقویٰ میں گذرتے ہوں، اوامر کو بجالاتا ہو، نواہی سے بچتا ہو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عامل ہو، خود ناپاکیوں سے بچتا ہو اور لوگوں کو بچاتا ہو اور پاکیوں کو اپناتا اور دوسروں کو ان کی طرف رہنمائی کرتا ہو، سنی ہو ،وہابی، دیوبندی، پھلواروی وغیرہ فرقۂ باطلہ سے بیزار ہو اور اس سے سخت نفرت کرتا ہو اور دوسروں کو ان خبثائے مذکورہ سے نفرت دلاتا ہو اور لوگوں کے ایمان کی حفاظت کرتا ہو تو یقینا بلاشک وشبہ ایسا عالم نبی کا وارث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا نائب ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے: **وان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دیناراً ولادرھماً وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر**۔(۱)

ترجمہ: اور بیشک علماء نبیوں کے وارث (نائب) ہیں اور بلا شبہ نبیوں نے کسی کو دینار اور درہم کا وارث نہ بنایا، انہوں نے صرف علم کا وارث بنایا ہے، تو جس نے علم حاصل کیا تو اس نے پورا حصہ لیا۔

پھر عالم باعمل کی حدیثوں میں بڑی بڑائیاں آئی ہیں۔عالم دین کی تحقیر، ان کو گالی دینا، ان کو برا کہنا، ان کے ساتھ بدتمیزی، ان کو دکھ دینا، اذیت پہنچانا، مارنا پیٹنا، ظلم کرنا، ذلیل کرنا، چھوٹے کلمہ سے یاد کرنا سخت حرام، سخت گناہ، اشد کبیرہ ہے، موجب لعنت الٰہی وعذاب الیم ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''**ثلثۃ لا یستخف بحقھم الا منافق بین النفاق ذو الشیبۃ فی السلام و ذو العلم و الامام المقسط**'' تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق کھلا منافق ایک وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا، دوسرا علم والا، تیسرا بادشاہ اسلام عادل۔

عالم کی شان تو ارفع واعلیٰ ہے کسی مسلمان جاہل کو بھی گالی دینا حرام قطعی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''**سباب المسلم فسوق**'' ''مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''**سباب المسلم کا المشرف علی الھلکۃ**'' 'مسلمان کو گالی دینے والا اس کی مانند ہے جو عنقریب ہلاکت میں پڑا چاہتا ہے۔اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''**لیس من امتی من لم یعرف لعالمنا حقہ**'' جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں۔

(۱) مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ شریف

عالم دین جومتدین سنی صحیح العقیدہ ہواس کی شان عام مومنین سے بہت بلند ہے، بہت عظیم ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: عالم دین عام مومنین سے سات سو درجے بلند ہیں اور ہر درجے کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے۔فی الفتاویٰ الخیریہ لنفع البشریۃ ’’قد قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما للعلماء درجات فوق المؤمنین سبع مائۃ درجۃ ما بین کل درجتین مسیرۃ خمس مائۃ عام و ھذا مجمع علیہ و کتب العلم طافحۃ بتقدم العالم علما۔ (۱)

ہاں اتنا ضرور ہے کہ اچھے برے میں تمیز نہ رکھنے والے، برے لوگوں کے ساتھ اختلاط کرنے والے، تخریب کار، فتنہ باز، بے عمل افراد واشخاص اور غلط فکر وروش کے حاملین کے ساتھ تال میل، سلام ومصافحہ، گفت وشنید، مجالست ومعیت اور اتفاق واتحاد کے آپ قائل نہیں تھے۔چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

’’ہاں وہ عالم جو طالب دینا ہو، دین کا نہ ہو، یا غفلت میں زندگی گذارتا ہو، شر پھیلاتا ہو، عامل نہ ہو، یا بدمذہب ہو، یا بدعقیدہ وہ ہرگز وارث انبیاء نہیں۔مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے:ان طالب الدنیا لیس من العلماء الورثۃ۔مشکوٰۃ شریف میں ہے:الا ان شر الشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء۔وعن ابی الدرداء قال ان من اشر الناس عند اللہ منزلۃ عالم لاینتفع بعلمہ۔ وعن زیاد ابن حدیر قال قال عمر ھل تعرف مایھدم الاسلام قال قلت یھدم زلۃ العالم وجدال المنافق بالکتاب وحکم الائمۃ المضلین۔(۲)(

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ایسی فکر ونظر اور برائی دیکھ کر چشم پوشی کرنے والے بلکہ ایسوں کے ساتھ دینے والوں سے دوری اور بائیکاٹ ہی بہتر ہے۔یہی اہل حق اور بندگان مخلصین کا شیوہ ووطیرہ ہوتا ہے۔جس کے سینے میں دین کا درد، قوم وملت کی ہمدردی ہوتی ہے وہ پلید طینت اور خسیس مزاج لوگوں کو اپنی مجلس سے دور ہی رکھتے ہیں۔خواہ وہ کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو۔بروں کی صحبت اوران کے ساتھ اکل وشرب، چائے پانی کا معاملہ استاذ وشاگرد، پیرومرید یا ہم ذات ورشتہ داری کی بنیاد پر کرنا فیض وبرکت سے محرومی اور عذاب الٰہی کا سبب ہوتا ہے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا’’ایاکم وقرین السوء‘‘ برے ساتھیوں سے بچو۔اللہ تعالیٰ نے یوشع بن نون علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں آپ کی قوم سے ایک لاکھ چالیس ہزار نیکوکاروں کو اور ساٹھ ہزار بدکاروں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔عرض کی مولیٰ! تو بدکاروں کو تو ہلاک کرے گا لیکن نیکوکاروں کو کیوں ہلاک فرمائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا’’کیونکہ وہ بدکاروں کے پاس جاتے ہیں، ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے غضب کی وجہ سے ان (بدکاروں) پر غضب ناک نہیں ہوتے ہیں‘‘(۳)

---

(۱) فتاویٰ برکات

(۲) فتاویٰ برکات

(۳) شعب الایمان، تنبیہ الغافلین

مہمان نوازی:

مہمان نوازی اور مہمانوں کا اکرام یہ آپ کا امتیازی وصف تھا، مہمان نوازی میں آپ فراخ دل تھے، کوئی بھی مہمان چھوٹا ہو یا بڑا ہر ایک کا آپ پورا خیال رکھتے تھے، چائے ناشتہ فوراً پیش کر دیتے، مہمانوں کی دلجوئی، ان کی باتوں کو بغور سننا، آنے کا سبب پوچھنا، مسائل حل کرنا اور حسن اخلاق کا معاملہ فرمانا یہ آپ کے لائق تقلید اوصاف تھے۔ آپ کے پاس نمکین، بسکٹ اور پھل ہمیشہ ہوتے تھے جن سے مہمانوں کی ضیافت کرائی جاتی تھی۔ آپ کے خلیفہ حضرت مولانا مفتی محمد رحمت اللہ صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ ۲۰۱۲ء میں وہ، مولانا ابوالحقانی صاحب اور حافظ عابد حسین صاحب لوکہا کی معیت میں ایک وفد کی شکل میں حضور شیر نیپال کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے اور آپ کی خدمت میں جب پہنچے تو آپ نے اس وفد کا پرتپاک انداز میں استقبال کیا، سلام ومصافحہ کے بعد اپنے سامنے بیٹھایا اور خیر وخبر دریافت کرنے کے بعد چائے پلائی۔ ملاقات کے دوران علمی گفتگو ہونے لگی اور بہت دیر تک علمی گفتگو ہوتی رہی، مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ پھر ان علمائے کرام کے لئے کھانے کا انتظام کیا گیا، کھانا گھر سے منگوایا ، سامنے دستر خوان لگوا دیا اور اپنے ہاتھ سے گوشت نکال نکال کر سبھوں کی پلیٹ میں رکھ کر کھلا رہے تھے۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کی اس ذرہ نوازی اور خرد نوازی اور کرم فرمائی پر ہم سب پر ایک الگ کیفیت طاری ہوگئی اور آپ کی اس عنایات شاہانہ سے ہمارے قلب وجگر جھوم رہے تھے اور ایسا پر کیف سماں تھا کہ اسے کما حقہ بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔

ندائے برکات کے اجرا کے موقع پر مہمان نوازی:

ایک مدت سے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خواہش تھی کہ نیپال سے اہل سنت کا کوئی رسالہ نکلے جو اردو زبان کے ساتھ ہندی میں بھی ہو جس سے خواص بھی اور عوام بھی استفادہ کر سکیں اور دین کی معلومات حاصل کریں۔ ایک بار مجھ سے بھی آپ نے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا اور میری توجہ اس کی طرف دلائی۔ میں نے اسے باعث سعادت اور غنیمت سمجھا کہ اتنی عظیم شخصیت کے ساتھ اتنا اچھا کام کرنے کا موقع ملے گا۔ میں نے اس پر غور کرنا شروع کر دیا اور پھر اسے عملی جامہ دینے کی فکر و تدبیر بھی کرنے لگا۔ آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کام کو انجام دینے سے پہلے علاقہ کے علماء کرام سے مشورہ لینا چاہئے۔ میں نے اس کے لئے ایک میٹنگ ۲۹ رفروری ۲۰۱۷ء میں خانقاہ برکات لہنہ شریف میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی اجازت سے رکھنا چاہی۔ آپ نے اجازت دیدی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جتنے علمائے کرام آئیں گے سب کے کھانے کا انتظام بھی میرے ذمہ رہے گا۔ میں نے تاریخ مقرر کر دی، علمائے کرام سے رابطہ بھی شروع کر دیا اور سب کو اطلاع بھی کر دی اور خوب زور وشور کے ساتھ میٹنگ کی تیاری بھی۔ تاریخ مقررہ سے قبل اور اس دن بھی ہوا میں اس قدر خنکی تھی کہ بعض علمائے کرام نے میٹنگ کو ملتوی کرنے کا مشورہ دیا۔ مگر میں اس قدر پر جوش تھا کہ شدت موسم کی پرواہ کئے بغیر ہر حال میں میٹنگ کرنے کی ٹھان لی۔ میرے اس جذبہ وحوصلہ کو دیکھ کر وہ تمام علمائے کرام میٹنگ میں شریک ہوئے جنہیں مدعو کیا گیا تھا۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے تمام شریک علمائے کرام کی چائے پانی سے ضیافت کی اور پھر میٹنگ کے اختتام پر سبھوں

کے لئے عمدہ و لذیذ کھانے کا بھی انتظام کروایا تھا، جسے شرکا نے خوب شاداں ہو کر تناول کیا۔شریک تمام علمائے کرام حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی اس فراخدلانہ ضیافت سے بہت خوش تھے۔کھانا کے بعد حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ضیافت میں کسی طرح کی کمی تو نہیں رہی؟ سبھوں نے عرض کی نہیں حضور کوئی کمی نہیں تھی ہر اعتبار سے قابل تعریف ضیافت رہی اور خوب سیر ہو کر ہم لوگوں نے کھایا ہے۔

علمائے مجھاؤ کی مہمان نوازی:

غالباً اکتوبر ۲۰۱۶ء کا واقعہ ہے علمائے مجھاؤ حضرت مولانا محمد ابراہیم رضوی، حضرت مولانا محمد شاکر القادری، حضرت مولانا محمد ضمیر الدین، حضرت مولانا محمد سلیم الدین برکاتی، حضرت مولانا محمد جابر حسین چتری نے حضور شیر نیپال سے ملاقات کا ارادہ کیا تو میرے ذریعہ آپ کے پاس یہ پیغام پہنچایا، میں نے آپ سے اس سلسلے میں گفتگو کی تو آپ انشراح صدر کے ساتھ ملنے کی اجازت دیدی، صبح گیارہ بجے لہنہ شریف اس وفد کو پہنچنا تھا، آپ نے ان مہمانوں کی ضیافت کا پورا اہتمام اپنے دولت خانہ پر کروایا، بکرا کا چار کلو گوشت اور عمدہ قسم کا چاول پکوایا، مگر جس گاڑی سے انہیں آنا تھا وہ گاڑی اس دن آنے میں تاخیر ہوگئی جس کی وجہ سے یہ لوگ اس دن لہنہ شریف حاضر ہو نہ سکے۔اس لئے مجھے اطلاع کردی کہ گاڑی نہ ہونے کی وجہ سے آج حاضری نہیں ہو سکے گی، حضرت کی بارگاہ میں ہم لوگوں کی معذرت پیش کردیں۔

ان لوگوں نے مجھ تک پیغام تو بڑی آسانی سے پہنچا دیا مگر اب تو مجھے یہ پیغام پہنچانے میں خوف محسوس ہو رہا تھا کہ کہیں آپ برہم نہ ہو جائیں کہ بڑی مشکل سے وقت لیا گیا تھا۔پھر بھی ہمت کر کے بات کی اور پوری داستان سنادی۔آپ بہت برہم ہوئے کہ وعدہ کر کے نہ آئے اور کھانا بھی ضائع ہوگا۔خیر آپ کی ناراضگی ختم ہوئی اور اگلے روز کا وقت پھر ملاقات کے لئے میں نے ان لوگوں کے لئے لے لیا۔دوسرے دن آپ کو کہیں باہر جانا تھا اور گاؤں میں بارات بھی آئی ہوئی تھی نکاح بھی آپ کو ہی پڑھانا تھا۔

اگلے روز ان مہمانوں کا آپ انتظار صبح ہی سے فرما رہے تھے، تقریباً بارہ بجے میرے گاؤں ہوتے ہوئے یہ قافلہ خانقاہ برکات پہنچا اور آپ کی خدمت میں پہنچ کر سلام و مصافحہ اور دست بوسی کے بعد حلقہ بنا کر بیٹھ گئے۔آپ نے سب سے پہلے خیر و خبر دریافت کرنے کے بعد بسکٹ، سیب، انار اور چائے پانی سے ضیافت کی، پھر محو گفتگو ہو گئے۔ظہر کی نماز کے بعد آپ تمام مہمانوں کو ساتھ لے کر مدرسہ قادریہ میں تشریف لے گئے جہاں بارات رکی ہوئی تھی وہاں تشریف لے گئے۔آپ نے نکاح پڑھایا اور پھر جملہ مہمان کو جو وفد کی شکل میں تھے ایک حجرہ میں بیٹھا کر کھانا کھلایا۔جس وقت صاحب خانہ دعوت دینے کے لئے حضرت کی خدمت میں پہنچے تھے اسی وقت آپ نے فرما دیا تھا کہ کچھ مہمان بھی آرہے ہیں ان کا بھی انتظام کرلیں، علما کی جماعت آرہی ہے اور علما کی جماعت بڑی بابرکت ہوتی ہے۔صاحب خانہ نے اسے سعادت سمجھا اور بخوشی مہمانوں کے لئے بھی انتظام کیا۔کھانا سے فارغ ہونے کے بعد گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا یہاں تک کہ عصر کا وقت شروع ہو گیا، آپ کی اقتدا میں عصر کی نماز ادا کی گئی اور پھر آپ کی

دعاؤں کے سایہ میں رخصت ہوئے۔

مولانا ابوالحقانی کی ضیافت:

حضرت مولانا ابوالحقانی صاحب یہ حضور شیر نیپال کے خاص وقریبی اور چہیتے شاگردوں اور خلفا میں سے ہیں، ان کا آپ بہت خیال رکھتے تھے، ان پر ہرطرح سے کرم نوازی فرمایا کرتے تھے، جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور ہو یا خانقاہ برکات لہنہ شریف ہر جگہ ان کے لئے خاص انتظام ہوتا تھا۔ بارہا ان کی آمد بارگاہ مرشد میں ہوتی تھی اور جب بھی ہوتی تھی ان کے آنے سے قبل اہتمام کرواتے۔ ایک بار جب میں اندور سے اپنے ملک نیپال آیا ہوا تھا مرشد گرامی، مخدوم اہل سنت حضور شیر نیپال کی زیارت کا اشتیاق ہوا ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوا، اس فقیر پر جو ذرہ نوازی کی اسے کن الفاظ میں بیان کروں۔ ابھی پند ونصیحت اور علمی جواہر پارے اپنے دامن میں جمع ہی کر رہا تھا کہ آپ نے خادم سے فرمایا مولانا ابوالحقانی آنے والے ہیں، ان کے لئے انتظام کرنے کا حکم دیا اور میٹھائی کا بھی اہتمام فرمایا۔

پہاڑ سے زوجین کی مہمان نوازی:

ایک بار خطہ پہاڑ سے ایک شخص آپ سے ملنے اور آپ کی زیارت کا مشتاق ہوا، اس لئے حاضری کی اجازت چاہی، آپ نے اجازت دیدی۔ چونکہ خطہ پہاڑ میں آپ نے اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اور وہاں کے مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت و پاسبانی کے لئے بڑی کوششیں کیں تھی، وہاں کے مسلمان آپ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور آپ بھی ان علاقوں کے مسلمانوں کا خاص خیال رکھتے تھے تا کہ اور اسلام اور مسلک اعلیٰ حضرت سے قریب و مانوس ہوسکے۔ اس لئے آپ نے ان کے لئے خاص اہتمام فرمایا اور آپ کے حجرہ کے بغل میں جو روم تھا اس میں قیام کا انتظام کروایا۔ اگلے روز اپنی اہلیہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں پہنچا، آپ نے خاطر داری میں کوئی قصر نہ رکھی، چائے، ناشتہ اور کھانا کا خوبصورت بندوبست فرمایا۔ وہ شخص آپ کی اس ذرہ نوازی اور مہمان نوازی پر اتنا خوش تھا کہ وہ اپنی خوشی کا اظہار کرتے وقت آبدیدہ ہوگیا۔ جب چلنے لگے تو آپ نے دونوں میاں بیوی کو آپسی محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی نصیحت فرمائی، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی بھی تاکید فرمائی، میاں بیوی کے حقوق بھی باختصار سمجھائے اور دونوں سے ان حقوق کی پاسداری اور ادا کرنے کا عہد لیا اور غصہ سے پرہیز کرنے کا بھی عہد لیا۔

جلسہ برکات النبی کے موقع پر فقیر کی مہمان نوازی:

اپریل ۲۰۱۷ء کے جلسہ برکات النبی کے موقع پر آپ نے اس فقیر کو ایک روز قبل یاد فرمایا اور اس کی کچھ ذمہ داری بھی اس فقیر کے حوالے فرمائی، یہ آپ کا پیار تھا، آپ کی عنایت تھی، آپ کی شفقت تھی اور توجہات تھیں کہ اس فقیر کو اس قابل سمجھا کہ اتنے بڑے جلسہ اور خانقاہی اسٹیج کو سنبھالنے کی ذمہ داری مجھے سونپی۔ فقیر کے لئے ناشتہ اور کھانا حضور کے کاشانہ اقدس سے ہی آیا کرتا تھا۔ میرا خیال رکھنے کے لئے اپنے صاحبزادہ حضرت حافظ وقاری رضاء المصطفیٰ کو تاکید کردی تھی۔ شہزادۂ گرامی قدر نے فقیر کا خوب خیال رکھا اور شفقت ومحبت کی مثال پیش کی اور ساتھ ہی میری خدمات اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے وابستگی اور حضور

شیر نیپال علیہ الرحمہ کی جو مجھ پر عنایات شاہانہ تھیں ان پر مجھے مبارک بادی بھی دیتے رہے۔

اسرائیل لہان والے کی مہمان نوازی:

شہر لہان کے ایک بااثر فرد اور دارالعلوم برکاتیہ مدینۃ العلوم عیدگاہ محلہ کے صدر جناب مرحوم فقیر محمد صاحب کا پورا گھرانہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے بیحد اور مخلصانہ محبت کرتے ہیں۔ حضرت کے لئے اپنی جان و مال سب نثار کرنے کا جذبہ بھی ان کے اندر خوب تھا۔صدر صاحب کا انتقال ہوگیا مگر اب بھی ان کی اولاد حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے دل و جان سے محبت کرتے ہیں۔مرحوم صدر فقیر محمد کے منجھلا صاحبزادہ جو شہر میں معمر اور ہم عمر نوجوانوں میں ایک مقام رکھتے ہیں، بہت متحرک اور خوش فکر انسان ہیں۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے اپنے والد کی طرح ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔ان پر جو پیرو مرشد کی نوازشات ہوئیں ہیں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور زندگی میں محسوس کیا ہے اس لئے دیوانہ وار محبت کرتے ہیں۔انہوں نے ایک بار حضور شیر نیپال کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا، اس وقت میں لہان ہی میں تدریسی خدمات انجام دے رہا تھا، مجھ سے بھی کہا چلنے کو میں بھی ان کے ساتھ انہیں کی بائک پر ہولیا اور بارگاہ مرشد میں حاضر ہوگیا۔

جب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کی خدمت میں پروانوں کا ہجوم تھا، عاشقوں کی بھیڑ تھی، دیوانوں کے جھرمٹ میں حضور شیر نیپال تشریف فرما تھے۔بڑے بوڑھے بھی تھے، نوجوان اور نوخیز تجارت و اسکول سے جڑے لوگ بھی تھے۔علما بھی تھے اور سب سے آپ باری باری گفتگو فرما رہے ہیں، سب احوال سنا رہے ہیں اور آپ بغور سن رہے ہیں، کوئی اپنی پریشانی بیان کر رہا ہے جسے آپ صبر کی تلقین بھی کر رہے ہیں پریشانی ٹلنے کی دعائیں بھی دے رہے ہیں، کوئی اپنی خوشی کا اظہار کر رہا ہے جس پر آپ بھی خوشی کا اظہار کر رہے ہیں اور شکر کا درس اور نعمت کی قدر کرنے کی نصیحت کر رہے ہیں۔سب اپنی اپنی باتیں رکھ رہے ہیں اور شیخ کامل، مربی و ناصح دعائیں دے رہے ہیں، نصیحت کر رہے ہیں، تدابیر بتا رہے ہیں اور ان کے غموں کا مداوا قرآن و احادیث اور بزرگان دین کے اقوال کی روشنی میں کر رہے ہیں۔ہم دونوں اسی اثنا میں داخل ہوئے اور داخل ہوتے ہی باادب پست آواز میں سلام مسنون کیا اور پھر دست بوسی کا شرف باری باری حاصل کیا۔

اب آپ کی نظریں ہم دونوں کو دیکھ رہی تھیں، ہونٹوں پر تبسم، چہرے پر خوشی کی لہر اور آنکھوں میں چمک خوب جھلک رہی تھی اور ہم دونوں اپنی قسمت پر ناز کر رہے تھے، دلوں کے چمن میں خوشیوں کی کلیاں چٹک رہی تھیں کہ مرشد کی خصوصی نظر مجمع سے ہم دونوں کی طرف ہے۔سلام کا جواب دیا اور شفقت بھرے لہجہ میں ارشاد فرمائے بیٹھ جائے، کیسے ہیں اور کیسے آنا ہوا؟ ہم دونوں نے عرض کی حضور بس آپ کی زیارت کا اشتیاق ہوا اور حاضر خدمت اقدس ہوگئے۔ماشاء اللہ، سبحان اللہ کہتے ہوئے دعائیں دیں اور پھر خادم کو حکم ملا کہ ناشتہ کرایا جائے۔حکم ملتے ہی خادم نے سرخ رنگ کا دسترخوان بچھا دیا اور بسکٹ نمکین، سیب اور پانی رکھ دیا حضرت نے فرمایا کھائے اور آپ بھی ساتھ دینے لگے۔پھر چائے منگوائی گئی اور ہم دونوں چائے لینے کے بعد دوزانو ہو کر آپ کے قریب بیٹھ گئے۔

جناب اسرائیل صاحب کو نصیحت کرنے لگے اور دین و دنیا میں کام آنے والی گفتگو سے ان کی قسمت کو چمکانے

لگے۔حضرت کی دلنشیں اورشیریں گفتگو سے ان کے ساتھ میں بھی محظوظ ہونے لگا۔بات کرتے کرتے وقت ظہر ہوگیا،اذان ہوئی سب نے وضو کر کے باجماعت نماز ظہر شاہ برکات مسجد میں آپ کی اقتدا میں ادا کی۔نماز سے فارغ ہونے کے بعد واپسی کی اجازت چاہی،فرمایا کھانا کھا کر جائیے،یہ اور سعادت کی بات تھی کہ آپ کے ساتھ کھانا کھانے موقع مل گیا انکار کئے بغیر ہم نے کھانا کھایا اور پھر سلام ومصافحہ کے بعد لہان واپس آ گئے۔

داخلہ فیس معاف کرنا:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے قائم کردہ ادارہ جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں دور دراز سے طلبہ پروانوں کی طرح ہجوم درہجوم بہار و نیپال کے علاقوں سے آتے اور داخلہ لے کر آپ کی سرپرستی میں تعلیم وتربیت کے زیور سے آراستہ ہوتے تھے۔مستطیع وغیر مستطیع ہر طرح کے طلبہ جامعہ میں داخلہ لیتے تھے۔جو طلبہ داخلہ فیس کی استطاعت نہیں رکھتے اور عذر پیش کردیتے تو آپ ان کا داخلہ فیس معاف فرمادیتے۔بلکہ بعض طلبہ کی فیس اپنی جیب سے ادا کردیتے تھے۔

یتیموں کے ساتھ حسن سلوک:

یتیموں سے محبت اور ان پر دست شفقت رکھنا پیارے آقا کریم ﷺ کی اخلاق وسنت میں سے ہے۔حضور شیر نیپال رحمہ اللہ تعالیٰ یتیموں کے ساتھ بہت ہی پیار وشفقت فرماتے تھے،ان کی خیر خواہی،پرسش اور اعانت کرتے تھے۔ماسٹر کلیم جونوا کھور پرساہی کے رہنے والے ہیں ان کے بڑے صاحبزادہ مولانا محمد رضا مصباحی کا وصال جوانی میں ہی مدینہ منورہ کی مبارک سرزمین پر ہوگیا۔ان کے پیچھے ان کی بیوی اور تین اولا ہیں جن سے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بیحد محبت فرماتے تھے،ماسٹر کلیم صاحب جب بھی حضرت سے ملنے کے لئے آتے ان یتیم بچوں کی خیر وخبر دریافت کرتے،ان کے لئے دعائیں کرتے اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور اچھی تربیت وخیال رکھنے کی انہیں بھی تلقین کرتے۔اپنی جیب خاص سے ان بچوں کو کچھ رقم دیدیا کرتے تھے۔

طلبہ کے تعاون کا نرالا انداز:

حضور شیر نیپال رحمہ اللہ تعالیٰ جامعہ حنفیہ غوثیہ میں زیر تعلیم طلبہ کی مالی امداد بھی کرتے تھے۔غریب طلبہ کا داخلہ فیس معاف فرمادیتے تھے۔جو طلبہ ذہین ہوتے مگر گھر کی مالی حالت بہتر نہ ہوتی تو آپ ان کا تعاون اس طرح سے بھی کرتے کہ بعد نماز عصر محلہ میں ٹیوشن پڑھانے کی اجازت مرحمت کردیتے،اپنے خاص مریدوں کے یہاں ٹیوشن کے لئے لگا بھی دیتے۔اس کے علاوہ غریب طلبہ میں جو طلبہ اونچی جماعت میں ہوتے تو انہیں تربیت فرماتے،تقریر یاد کرواتے،تجوید وقرات پر توجہ دلاتے اور پھر لائق ہوجاتے تو شعبان المعظم کی تعطیل کلاں میں دو ماہ کے لئے پہاڑ یا علاقہ کے کسی گاؤں میں امامت کے لئے بھیج دیتے تھے۔اس طرح سے دو ماہ میں سال بھر کے اخراجات جمع ہوجاتے پھر طلبہ دلجمعی کے ساتھ تعلیم میں مشغول رہتے۔جامعہ سے ہندوستان کے دیگر جامعہ میں جا کر داخلہ لے کر پڑھتے اور شعبان کی چھٹی میں گھر آتے اور پھر آپ سے ملاقات کے لئے جامعہ آتے تو اس وقت بھی ان طلبہ کا خیال رکھتے جس طرح جامعہ حنفیہ غوثیہ میں خیال رکھتے تھے۔

خردنوازی:

خردنوازی یعنی اصاغر پر کرم کرنا، ان کی حوصلہ افزائی کرنا، تلامذہ، خلفا اور دیگر علمائے اصاغر میں جن کی بھی دینی خدمات کا آپ کو علم ہوتا تو آپ ان کی حوصلہ افزائی ضرور فرماتے۔ علما تو علما طلبہ کو بھی آپ نوازتے رہتے اور ان پر بھی شفقت وذرہ نوازی کی چادر پھیلاتے۔ جو طلبہ ذہین ہوتے ان کی تعریف کرتے، کچھ مالی تعاون بھی کر دیتے تھے۔ میرے یہاں کے حضرت مولانا مفتی محمد رحمت علی صاحب قبلہ جو آپ کے جامعہ میں جماعت ثالثہ میں زیر تعلیم تھے، بڑے ذہین تھے، ان کی ذہانت کے قائل حضور شیر نیپال بھی تھے، اس لئے ان کو بہت پسند فرماتے تھے، وقتاً فوقتاً سراہتے بھی رہتے تھے۔ ان کی ذہانت وقابلیت اور محنت کشی کی بنا پر آپ نے انہیں ایک بار اپنا ایک سوئٹر بھی عطا کیا۔ جب آپ نے اپنے اس ہونہار اور ذہین شاگرد کو اپنا سوئٹر عطا فرمایا تو ان کی خوشی کا جو عالم تھا بیان سے باہر ہے۔ چہرہ کھلا ہوا تھا، ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی، آنکھوں میں چمک تھی، گفتگو میں تفاخر تھا اور ان کی اس کیفیت اور خوش نصیبی پر طلبہ میں رشک تھا۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خردنوازی کا عالم یہ تھا کہ اصاغر اور نسل نو کے ان علمائے کرام سے آپ کی کبھی ملاقات ہوتی جنھوں نے کم عمری میں بھی دینی خدمات میں نمایاں کردار کیا ہوتو آپ ان کی خدمات کو ضرور سراہتے، داد وتحسین سے نوازتے اور ان کی خدمات عالیہ کا ضرور اعتراف کرتے ور دعائیں بھی دیتے۔ بسا اوقات اپنی خلافت واجازت سے بھی نوازتے۔

حضرت مولانا مفتی رحمت علی مصباحی تیغی سیتامڑھی بہار استاذ جامعہ عبداللہ بن مسعود جن کی تحریری وتعلیمی میدان میں اچھی خدمات اور بہترین کاوشیں ہیں جب مدھوبنی ضلع کے ایک جلسہ میں شریک ہوئے تھے جو حضور شیر نیپال کی سرپرستی میں تھا، آپ کی تقریر سے بہت خوش ہوئے، آپ کی تحریری وتعلیمی خدمات کی تحسین کی، ستائش کی اور خوب سراہا، صبح جب تیغی صاحب آپ سے ملنے کے لئے آئے تو آپ نے انہیں اپنی خلافت سے نوازا اور خوب دعائیں بھی دیں۔ خلافت دیتے وقت آپ نے فرمایا کہ آپ جو کام کر رہے ہیں بہت عمدہ ہیں، میں آپ کی خدمات سے بہت خوش ہوں۔

حضرت مولانا مفتی محمد رحمت اللہ مصباحی صاحب قبلہ جو لوکہا مدھوبنی بہار کے رہنے والے ہیں، آپ شہر ناسک میں ایک مدت تک دینی خدمات انجام دیتے رہے، مکارم اخلاق اور اعلیٰ خصائل وصفات کے حامل ہیں، شیریں مقال خطیب، نکتہ رس عالم، باکمال مدرس اور صاحب فصاحت وبلاغت ادیب ہیں۔ جب ناسک سے پندرہ سال تک دینی ملی سماجی خدمات انجام دینے کے بعد اپنے وطن لوکہا کے مدرسہ تنظیم المسلمین میں بحیثیت صدر المدرسین مقرر ہوگئے اور شب وروز کی محنت شاقہ اور جانفشانی سے ادارہ کی خستہ حالی، تعلیمی لاپرواہی وزوال کو ختم کر کے عروج وارتقا بخشی اور اطراف واکناف میں اس ادارہ کی حسن تعلیم کا آوازہ ہونے لگا، طلبہ کی چہل پہل ہونے لگی، درسگاہی نظامی اور انتظامیہ امور میں جان آگئی تو آپ کی انہیں خدمات سے متاثر وخوش ہو کر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے مجمع عام میں آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کو اپنی اجازت وخلافت سے نوازا۔ اور خلافت بھی اس شان سے عطا فرمائی کہ مفتی صاحب کے حریم قلب میں روحانیت کی ایسی خوشبو پھیلی کہ قلب وجگر مہک اٹھا، مجمع پرکیف ہوگیا۔ واقعہ

یوں ہے کہ ضلع سرہا کے ایک گاؤں گمہر یا میں حضور شیر نیپال کے ایک مرید جناب عبدالوکیل صاحب نے ۳۰؍جنوری ۲۰۱۵ء بروز جمعہ آپ کی صدارت وسر پرستی میں ایک جلسہ رکھا جس میں ہندو نیپال کے علما، خطبا اور شعرا کثیر تعداد میں شریک تھے، اور دور دراز سے سامعین کا اژدھام بھی خوب تھا، حضور شیر نیپال رحمہ اللہ ایک روز قبل ہی تشریف لے آئے، جمعہ کو مسجد میں آپ نے خطاب فرمایا اور خطاب کے دوران ہی آپ نے فرمایا کہ میرے قلب پر القا ہوا ہے کہ مفتی رحمت اللہ صاحب کو اجازت وخلافت سے سرفراز کروں۔مگر اس وقت آپ کی خلافت کا اعلان نہیں ہوا رات میں جب محفل شباب پر تھی، حضرت مولانا ابوالحقانی صاحب کی تقریر ہورہی تھی، اسی دوران حضور شیر نیپال رحمہ اللہ عالمانہ وقار کے ساتھ نورانی لباس عمامہ شریف، قبا شریف اور ایک رومال سر پر رکھے رونق اسٹیج ہوئے۔حضور شیر نیپال جب پند ونصیحت سے نوازنے کے لئے مائک پر تشریف لائے تو اسی دوران آپ نے مفتی صاحب قبلہ کو انہیں کلمات کے ساتھ اجازت وخلافت عطا فرمائی جن کلمات کا ذکر جمعہ کے خطاب میں فرمایا تھا، آپ نے ان کے سر پر اپنے مقدس ہاتھوں سے عمامہ باندھا، اپنا جبا جو زیب تن کئے ہوئے تھے اتار کر انہیں پہنا دیا حتی کہ جو رومال آپ نے رکھا ہوا تھا وہ بھی مفتی صاحب قبلہ کو عطا فرمادیا۔

شہرلہان میں حضرت مولانا مفتی محمد احمد رضا ثقافی امجدی ایک مدت سے دینی، ملی، سماجی، تنظیمی، اصلاحی، فلاحی اور تعلیمی خدمات کو عام کرنے کی سعی مسعود کررہے ہیں، ان کی کوشش اور سعی بلیغ سے شہرلہان میں رونق، دینی چہل پہل اور سنیت کو استحکام حاصل ہوا، حضور شیر نیپال اس شہر کی تاحیات سر پرستی فرماتے رہے، برابر اس شہر کا دورہ کرتے رہے اور یہاں کے حالات کا جائزہ لیتے رہے۔جیسی ضرورت محسوس فرماتے مفتی صاحب قبلہ اور حافظ عطاء الرحمن صاحب قبلہ کو نشاندہی فرما کر اس کے مطابق عمل درآمد کرنے کی تلقین فرمادیتے۔اور آپ کے حکم وہدایات پر عمل کرتے ہوئے ان دونوں نے جو دینی خدمات انجام دئے ہیں یقینا وہ قابل ستائش ہیں، نوجوانوں میں دینی اور سماجی خدمات کا جوش وجنوں پیدا کیا اس سفر میں فقیر سراپا تقصیر بھی ان دونوں جواں سال اور بالغ فکر علما کا ہم رکاب رہا۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے مختلف مواقع پر منعقد ہونے والی محفلوں اور جلسوں میں ان کی خدمات کو سراہا، ان کی حوصلہ افزائی کی اور نوازشات کی بوچھار بھی۔کبھی اپنا عمامہ دیدیتے۔کبھی حوصلہ بخش جملوں اور دعاؤں سے نواز دیتے اور جلسہ برکات النبی کے موقع پر مفتی احمد رضا صاحب قبلہ کو اپنی اجازت وخلافت بھی عطا فرمادی۔جس شب ان کی خلافت کا اعلان ہوا اس شب مفتی صاحب قبلہ اسٹیج پر نہیں تھے مگر خلافت کا عمامہ ان تک اس فقیر کی معرفت بھجوادیا۔

حضرت علامہ مفتی محمد رحمت علی امجدی برکاتی جو ایک عرصہ سے ناسک میں درس وتدریس، امامت وخطابت اور تنظیمی خدمات انجام دے رہے ہیں، باصلاحیت عالم دین، باکمال وبااثر خطیب، نکتہ سنج مدرس حسن کردار اور شیریں مقالی کے پیکر ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ناسک اور اس کے اطراف واکناف میں مثلا سنگم نیر، سکینہ اور بھی دیگر مقامات پر حضور شیر نیپال کے مریدین ومتوسلین کی محفلوں اور کانفرنسوں میں جب آپ کی آمد ہوتی تو میری بھی دعوت ہوتی، حضور شیر نیپال کی موجودگی میں خطاب کرنے کا موقع بارہا میسر ہوا، چونکہ میری تقریر قرآن واحادیث اور بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں مدلل ہوتی تھی حضور شیر نیپال میری تقریر سے

بہت محظوظ ومسرور ہوتے اور خوب داد وتحسین سے نوازتے۔ کئی بار حضور شیر نیپال نے اپنے سینے سے بھی لگالیا اور مجمع عام میں اور مریدین کی بھیڑ میں مجھے سراہا اور اپنی دعاؤں سے نوازا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آخری بار عمرہ پر جانے سے قبل شہر ناسک کی ایک محفل میں آپ سے ملاقات ہوئی بہت دیر تک گفتگو اور استفادہ کا شرف حاصل رہا اور آپ سے یہ آخری ملاقات بہت یادگار رہی۔ اسی ملاقات میں آپ نے تقریبا بانوے احادیث کریمہ کی تخریج وترجمہ کی ذمہ داری سونپی اور میں نے آپ کے حکم کی تعمیل میں لگ گیا اور دوروز کے اندر تمام احادیث کا ترجمہ اور تخریج کا کام مکمل کردیا۔ مگر افسوس کہ اس دوران میں خود بیمار ہوگیا جس کی وجہ سے آپ سے ملاقات نہ ہوسکی اور نہ وہ مسودہ آپ کو دیکھا پایا جو آپ نے ترجمہ وتخریج کے لئے دیا تھا اور جب آپ عمرہ سے واپس ناسک تشریف لائے تو علالت نے آپ کو دبوچ لیا اور میں خود بھی پورے طور پر صحت یاب نہ ہوسکا جس کی وجہ سے واپسی کے بعد بھی ملاقات نہ ہوسکی۔ احباب کے ذریعہ آپ کی شدت علالت کا علم ہوا بہت دعائیں کیں آپ کی شفا اور صحت وتندرستی کے لئے مگر قدرت کو منظور کچھ اور ہی تھا حالت سفر میں ہی آپ کا وصال ہوگیا۔

اپریل ۲۰۱۵ء کے ہونے والے جلسہ کے موقع پر حضرت مولانا ڈاکٹر مبشر حسن مصباحی ریسرچ اسکالر جواہر لال یونیورسیٹی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچے، حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے گفتگو کی اور بتایا کہ ان کی ادارت میں براٹ نگر سے ایک میگزین شائع ہورہا ہے یہ سن کر آپ بہت زیادہ خوش ہوئے اور اس کام پر ان کی خوب حوصلہ افزائی کی، ان کی اس خدمت وسرگرمی کو خوب سراہا اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔ رخصت ہوتے وقت پندرہ سو روپے بھی ان کے ہاتھ میں رکھ دئے۔

اپنی صدری دیدی:

ایک بار مولانا صوفی عبد الرحمن صاحب مجھاؤ والے آپ سے ملاقات کے لئے آپ کی خدمت میں پہنچے اس وقت حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ایک خوبصورت صدری زیب تن کئے ہوئے تھے، صوفی صاحب نے دیکھتے ہی عرض کی حضور صدری کی سلائی بہت اچھی ہے، اگر گستاخی نہ ہو تو آپ نکال دیں تاکہ میں اچھی طرح دیکھ لوں، حضور شیر نیپال نے ان کا دل میلا نہیں کیا بلکہ جسم سے صدری اتار کر انہیں دیدی، وہ بہت غور سے اسے دیکھنے لگے، بلکہ اپنے جسم پر لگا کر بھی دیکھا پھر جب نکالنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ نکالئے نہیں اسے آپ ہی رکھ لیں اور پھر وہ صدری انہیں عطا کردی۔ حضور شیر نیپال کی یہ ادا پیارے نبی ﷺ کی سنت کی ترجمان ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی کا ایک خوبصورت واقعہ یاد آ گیا جو صحیح بخاری میں موجود ہے اور وہ یہ کہ:

ایک مرتبہ کسی خاتون نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک چادر تحفہ میں پیش کیا، آقائے کل دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے زیبِ تن فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کی محفل میں تشریف لائے۔ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ چادر مجھے عنایت فرمادیجئے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ چادر انہیں کو عطا فرمادی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کو ان صحابی کا یہ عمل پسند نہ آیا اور ان سے کہا کہ جب تمہارے علم میں تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تو تم نے یہ چادر کیوں مانگ لی؟ اس صحابی رسول نے جو ایک عاشقِ

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جواب میں یہ کہا:

رجوتُ بر كتها حين لبسها النبي صلى الله عليه وآله وسلم ،لعلي أكفن فيها.

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس چادر کو پہن لیا تو میں نے اس کی برکت کی آرزو کی کہ یہ مجھے مل جائے تاکہ بعد مرگ میں اسی چادر میں کفنایا جاؤں۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان صحابی کو اسی چادر میں دفنایا گیا۔(بخاری)

عمامہ شریف دیدئے:

ایک بار بڑا کھریانی ضلع دھنوشا میں جناب ہارون برکاتی صاحب کے یہاں ایک محفل تھی جس میں بہت سے علمائے کرام تشریف فرما تھے،مفتی احمد رضا ثقافی،مولانا محمد شاکر القادری تقریبا بیس علما کرام موجود تھے،محفل خوب رہی،سبھوں کی تقریر داعیانہ،مبلغانہ اور مصلحانہ ہوئی،لوگ بہت خوش ہوئے۔اخیر میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا خطاب ہوا،دوران خطاب آپ نے جو پند ونصائح کئے لوگوں کے دلوں میں اتر گئے۔محفل کے اختتام کے بعد سبھی علما آپ کی قیام گاہ پر حاضر ہوئے۔میں نے عرض کی حضور ایک عمامہ بطور تحفہ وتبرک دیدیا جائے،آپ نے خادم سے کہا کہ بیگ میں دو عمامہ ہیں نکالو،خادم نے نکال کر حضرت کے سامنے رکھ دیا۔ان میں سے ایک مجھے اور ایک مفتی احمد رضا ثقافی صاحب کو دیدئے اور پھر دعاؤں سے بھی نوازا۔

بات آ گئی ہے برادری کی تو صرف چند واقعہ بیان کردینا چاہتا ہوں۔

(۱)شوبھا پور کے ایک معمر شخص ہے جس کا نام بچکون ہے انہوں نے ایک بار کسی کے سامنے کہا کہ شیر نیپال میں ذات برادری زیادہ ہے۔جس کے سامنے بیان کیا جارہا تھا اس نے پوچھا کیا آپ ان سے ملے ہیں؟بولے ہاں!کہا کیا آپ کے ساتھ ایسا کچھ ہوا؟بولے نہیں۔پوچھا گیا جب آپ ان کے پاس گئے تو کیا سلوک کیا آپ کے ساتھ؟بولے بڑی عزت سے پیش آئے اور بہت خاطر تواضع کی۔پوچھے پھر یہ بات کس طرح کہہ رہے ہیں؟بولے ایک مولانا صاحب نے بتایا جو منصوری برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۲)مولانا پھول محمد پریا گپور والے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور شیر نیپال کے پاس گیا اس دن اندروا سے دو آدمی بھی آئے ہوئے تھے،ایک منصوری برادری سے تعلق رکھتے تھے اور دوسرا شیخ برادری سے۔شیخ برادری والے صاحب سمجھ رہے تھے ہم شیخ ہیں تو حضرت ہمیں ترجیح دیں گے۔حضرت نے دونوں کے ساتھ برابر کا سلوک روا رکھا۔منصوری برادری والے نے حضرت سے عرض کی حضرت یہ صاحب شیخ ہیں اور میں منصوری اور مجھ کو اس وجہ سے بہت چڑھاتے رہتے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں۔دھنیا دھنیا کہہ کر مسخرہ کرتے رہتے ہیں۔یہ سنتے ہیں حضرت جلال میں آ گئے اور اس صاحب کو جو شیخ تھے خوب زجر وتوبیخ کی اور فرمایا کہ کبھی برادری کا دھونس کسی پر نہیں دیکھائے۔سارے مسلمان آپس میں بھائی ہیں کسی کو یہ حق نہیں کہ کسی دوسرے مسلمان کا مذاق اڑائے اور کسی کو برادری کی بنا پر چڑھائے۔

(۳)ایک دن عصر کے بعد ایک شخص حضرت کی خدمت میں آیا وہ شخص شیخ برادری سے تعلق رکھتا تھا،حضرت کو سلام کیا

حضرت نے جواب دیا۔آپ دوسرے لوگوں سے بات کرنے میں مصروف تھے اس لئے اس وقت ان کی طرف توجہ نہیں دی۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد وہ شخص بولا حضور میں شیخ ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت کو جلال آیا اور فرمایا تم شیخ ہو تو کیا کروں، تمہیں ترجیح دوں اور یہ جو پہلے سے آئے ہوئے ہیں ان کی بات نہ سنوں۔ وہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور معذرت طلب کی۔ آپ نے فرمایا یہاں آنے والا سب اپنے ہی ہیں سب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۴) شوبھاپور جہاں تقریبا سات سو گھر سنی مسلمانوں کی آبادی ہے اور کثرت سے منصوری برادری کے لوگ ہیں، وہاں کے ایک ضعیف شخص میرے پاس دارالعلوم برکاتیہ مدینۃ العلوم میں دوپہر کے وقت آیا، دوران گفتگو میں نے ان سے شیر نیپال کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ایک بار میرا نواسہ بیمار ہو گیا اور بہت سخت بیمار ہوا، علاج کے لئے جنکپور لے گیا مگر بیماری سے شفا نہیں مل رہی تھی۔ ڈاکٹر بھی بہت پریشان تھا اسے بھی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا، کلنک جنکپور مدرسہ کے قریب ہی تھا۔ ڈاکٹر نے ہی مجھ سے بتایا کہ بغل میں ایک مدرسہ ہے وہاں تمہارے دھرم کا ایک بہت بڑا مولانا رہتے ہیں جاؤ ان سے ملو اور دعا کراؤ ہو سکتا ہے ان کی دعا کی برکت سے تمہارا بچہ صحیح ہو جائے۔ میں جانا نہیں چاہ رہا تھا کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ شیر نیپال میری بات نہیں سنیں گے اس لئے کہ میں منصوری ہوں اور وہ شیخ۔ لیکن جب میں گیا ان کی خدمت میں تو میری بڑی عزت کی اور بڑی خاطر تواضع کی، دعا بھی کر دیا اور فرمایا کہ جاؤ تمہارا بچہ ٹھیک ہو جائے گا۔ جب میں آیا تو اب جو ڈاکٹر علاج کر رہا ہے، جو دوائیں دے رہا ہے تو بچہ کی صحت بہتر ہونے لگی ہے ڈاکٹر بھی حیران کہ یہ کیسے ہوا۔ یہ شیر نیپال کی کرامت اور ان کی دعا کی برکت تھی کہ میرا بچہ شفایاب ہو گیا۔ اور اس دن سے مجھے یقین ہو گیا کہ شیر نیپال ذات برادری اور بھید بھاؤ نہیں رکھتے ہیں۔

عفو وصلح:

حضور شیر نیپال کی کتاب زیست کا مطالعہ اس زاویہ سے کیا جائے کہ عفو و درگذر کر دینے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور پیارے نبی کریم ﷺ کی پیاری سنت بھی ہے، اسلاف کرام کے اخلاق کریمانہ کا ایک حصہ بھی اور اہل تصوف کے صفات میں سے بھی ہے تو آپ کی کتاب حیات میں عفو و درگذر اور صلح و مصالحت کا باب بھی فلک اول کے آفتاب کی طرح چمکتا دمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ کی زندگی کا یہ باب فرمان باری تعالیٰ "**خذ العفو و امر بالمعروف**" اور **والصلح خیر** "کی تفسیر ہے۔ بہت سے وہ لوگ جو اپنی کسی خلاف شرع غلطی یا ممنوع اسٹیجوں پر جانے کے سبب آپ کے غضب وجلال کے شکار ہو گئے مگر صدق دل سے معافی کے طلبگار ہوئے تو آپ نے انہیں معاف کر دیا اور اپنے دامن عفو میں انہیں جگہ دی۔ کسی سے ناراض ہو گئے اور عذر پیش کیا تو اسے بھی آپ نے سینے سے لگایا۔ آپ نے کسی سے محبت اپنے فائدہ اور مفاد کے لئے نہیں کیا اور نہ کسی سے نفرت و بغض اپنے نفس و انتقام کے لئے کیا اور نہ کسی کا بائیکاٹ بلا وجہ کیا بلکہ محبت کی تو الحب فی اللہ کے تحت اور بغض و عداوت کی تو البغض فی اللہ کے پیش نظر اور کسی کو سینے سے لگایا ہے تو **کونوا عباد اللہ اخوانا** کے مطابق۔

مجھاؤ کے علما جن سے حضرت ناراض تھے، آپ میں اور ان لوگوں میں دوری تھی مگر جب ان لوگوں نے آپ کی خدمت

میں حاضر ہو کر معافی کے طلبگار ہوئے اور عہد و پیمان کیے کہ ہم لوگ آپ کے ساتھ متحد ہو کر دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اور اجتماعیت و وحدت کا درس و پیغام دنیا والوں کو دینا چاہتے ہیں، نفرت کی دیوار ڈھا کر پیار کی خوشبو سے اہالیان ملک کے مشام قلب و جگر کو معطر کرنا چاہتے ہیں۔ تو فوراً آپ نے انہیں معاف کر دیا اور آپسی صلح و محبت، اور شفقت کی ایسی مثال قائم فرما دی جو اوروں کے لئے مینارۂ نور ہے۔

جب حضور شیر نیپال قدس سرہ نے حضرت مولانا محمد شاکر القادری، حضرت مولانا محمد ابراہیم رضوی، حضرت مولانا محمد سلیم الدین اور دیگر علما کرام کو اپنے سینے سے لگا لیا تو اس خوشی میں ۲۰ رنومبر ۲۰۱۶ء کو اس گاؤں کے علماء، گاؤں کے بڑے بزرگ اور باہمت نوجوانان اہل سنت نے اتحاد و اتفاق کا پیغام دینے کے لئے ایک پروگرام بنام ''برکات مارہرہ و بریلی کانفرنس'' رکھا جس میں حضور شیر نیپال بھی تشریف فرما تھے اور دیگر علما و شعرا اور اصحاب بست و کشاد بھی شریک تھے۔ قرب و جوار کے تمام لوگ باشندگان مجھاؤ کے اس اقدام محبتانہ سے بہت مسرور و شاداں ہوئے۔ حضور شیر نیپال نے کل ہو کر بعد نماز فجر مولانا محمد سلیم الدین صاحب سے فرمایا کہ اتحاد و اتفاق سے رہنا چاہئے اور جو لوگ اب تک دور ہیں انہیں بھی اس بات کی دعوت دیں۔ جلسہ کی کامیابی سے حضور شیر نیپال بہت خوش ہوئے آپ نے اس جلسہ کے حوالہ سے فرمایا:

''یہ جلسہ کامیاب ہے اور یہ جلسہ سبق دیتا ہے کہ ہم ساری دنیا کو اتحاد کا پیغام دیں۔ آپ نے اس گاؤں پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: مجھاؤ پہلے بَجھاؤ تھا اب بُجھاؤ ہو گیا اور اب یہاں سے شروع کیا جائے کہ جہاں جہاں بگاڑ ہوا سے ٹھیک کیا جائے۔''

ایک اور صاحب کا واقعہ:

دھنوشا ضلع میں ایک مولانا ہیں جو سرہا ضلع کے کسی ادارہ میں پڑھاتے تھے، یہ پہلے حضور شمس الاولیا کے بڑے دیوانے تھے، کیونکہ جس علاقہ میں یہ پڑھاتے تھے ان علاقوں میں حضور شمس الاولیا کی آمد اکثر ہوا کرتی تھی اور آپ کے مریدین و معتقدین بھی بہت تھے، مثلاً مہیش پور، مرچیا، شوبھا پور، اورنگ وغیرہ۔ مگر ان کے وصال کے بعد حضور شیر نیپال سے اپنی وابستگی ظاہر کرنی چاہئے مگر بچند شرعی وجوہ کی بنا پر حضور شیر نیپال ان سے ناراض تھے۔ مولانا عبد الخالق صاحب پر یا گپور والے نے ایک بار بتایا کہ حضور شیر نیپال کے خلاف ایک پوسٹر کچھ شر پسندوں نے نکالا تھا اورنگ میں دیوار سے چپکانے والے یہی صاحب تھے اور اس کا انجام کیا ہوا وہ مت پوچھئے۔ حضرت مولانا محمد عیسیٰ برکاتی صاحب قبلہ انہیں حضرت کی بارگاہ میں لے گئے، پھر اس جناب نے معذرت طلب کی اور آئندہ اہل حق کے ساتھ رہنے کا عہد لیا اس عہد کے ساتھ آپ نے انہیں معاف فرما دیا۔

اس کے بعد ایک اور موقع ایسا کہ حضور شیر نیپال ان سے ناراض ہو گئے اور ناراضگی کی وجہ یہ تھی کہ جس ادارہ میں یہ صاحب پڑھاتے تھے ارکان کے مابین ان کی وجہ سے اختلاف ہو گیا، کمیٹی کے بعض حضرات اور محلہ کے بھی بعض افراد انہیں ادارہ میں رکھنا نہیں چاہتے تھے، ان کے رویوں سے وہاں کے اکثر لوگ ناخوش تھے۔ بات بہت بڑھ گئی، قرب و جوار کے بااثر حضرات کی ہنگامی میٹنگ بھی ہوئی تا کہ لوگوں کا اختلاف ختم ہو جائے۔ حضور شیر نیپال تک بات پہنچی آپ نے حالات کو سازگار بنانے اور کمیٹی کے ارکان

میں اتحاد پیدا کرنے کی پہل کی۔ چونکہ شہر میں حضور شیر نیپال کے معتقدین کی کثرت ہے اور سب آپ کے فدائی ہیں۔ آپ نے حکم بھیجوایا کہ مولانا سے کہہ دیجئے کہ اس وقت جو صورت حال ہے اس کے پیش نظر وہ برطرف ہو جائیں تا کہ اختلاف ختم ہو جائے اور پھر جب حالات بہتر ہو جائیں اور مناسب ہوں تو پھر آ جائیں۔ مگر انہوں نے حضور شیر نیپال کی بات نہ مانی اور جبراً رکے رہے اور آخر کار اپنی موجودگی کی وجہ سے محلہ کے عوام کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر ہی دیا۔ پہلی بار اس شہر کی تاریخ میں ایسا ہوا کہ خاندان والے ان کی وجہ سے آپس میں دست و گریباں ہو گئے، آپس میں سلام و کلام اور ایک دوسرے کے غموں میں شریک ہونا بند کر دئے۔

دونوں فریق کے لوگ حضور شیر نیپال کے ماننے والے تھے، اب الگ ہو جانے کے بعد دوسرے نئے فریق نے بھی ادارہ قائم کرنے کا ارادہ کر لیا، کیونکہ فریق دوم کے ان افراد کو مدرسہ سے برطرف کر دیا جو مدرسہ کے ممبر تھے۔ حضور شیر نیپال کی بارگاہ میں حاضری دی اور اس سلسلے میں اجازت طلب کی، آپ نے ان لوگوں کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے انہیں مدرسہ قائم کرنے کی اجازت دیدی۔ آپ نے ہی اس ادارہ کا نام برکاتی نسبت سے تجویز فرمایا۔

اسی عرصہ میں اس ادارہ میں میری تقرری ہوئی۔ جب میں وہاں پہنچا تو پورا محلہ اداس سا لگتا، تھا بے رونقی ہر طرف چھائی ہوئی تھی، آپسی اختلاف کی وجہ سے بھائی بھائی کے دشمن بنے ہوئے تھے، بات چیت بند، عوت میں آنا جانا بند جو مجھے بالکل اچھا نہ لگا، میں نے پوری کوشش کی اور تہیہ کر لیا کہ ان لوگوں کو آپس میں ملانا ہے، میں نے مسلسل کوشش کی اور جو دوریاں تھیں انہیں ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب آپس میں سلام کلام، بات چیت کھانا پینا سب شروع ہو گیا۔

تو اس وجہ سے بھی حضور شیر نیپال اس مولانا سے ناراض تھے۔ میں نے بھرپور کوشش کی کہ یہ ناراضگی ختم ہو جائے اور پھر جب اس جناب نے حضور شیر نیپال کی بارگاہ میں حاضر ہو کر پشیمانی کا اظہار کیا اور اپنی غلطی کی معافی مانگی تو حضور شیر نیپال نے انہیں بھی معاف فرما کر سینے سے لگا لیا۔

مولانا نور محمد سنسری کو معاف کر دینا:

جس وقت میں جامعہ حنفیہ غوثیہ میں زیر تعلیم تھا اس وقت ایک طالب علم مولوی نور محمد برکاتی بھٹہا ضلع سنسری کے جامعہ میں زیر تعلیم تھے، اولیٰ یا ثانیہ کے وہ طالب علم تھے، ان سے اور سنسری ضلع کے تمام طلبہ سے حضور شیر نیپال خوب محبت فرماتے تھے اور ان طلبہ کی خوب خیر و خبر بھی لیا کرتے تھے، ان طلبہ کا بڑا خیال آپ رکھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس علاقہ میں بدعقیدوں کی کثرت تھی جو ہر وقت عوام اہل سنت کے ایمان و عقیدے پر حملہ کرنے کی تاک میں رہا کرتے تھے، اس لئے وہاں کے طلبہ کا آپ خاص خیال رکھتے تھے اور تعلیم کے ساتھ تربیت بھی کرتے تھے، تقریر بھی یاد کرواتے اور عقائد اہل سنت کی خاص تربیت بھی انہیں دیتے تھے، تا کہ اپنے علاقہ میں بدعقیدوں سے مقابلہ کر سکے اور عوام اہل سنت کے ایمان و عقیدے کی حفاظت کر سکے۔ مولوی نور محمد صاحب کو آپ نے اپنا خادم خاص اور مسجد کے مؤذن بھی مقرر فرما دیا تھا، کچھ ماہانہ بھی انہیں اپنی جیب خاص دیتے تھے۔ مولانا موصوف سونے میں ماہر تھے جس کی وجہ سے اسباق یاد نہیں کر پاتے تھے اور درس گاہ میں حاضری نہیں دے پاتے تھے یا تاخیر سے

حاضر ہوتے، چونکہ انہیں اوران کے قرب وجوار کے طلبہ کو کئی اہم مقاصد کے تحت جامعہ میں اپنی نگرانی وسرپرستی میں آپ نے رکھا تھا اور علاقہ میں سنیت کے علم کو لہرانا بھی تھا اس لئے درسگاہ میں حاضر نہ ہونا یا تاخیر وکوتاہی کرنا ناقابل معافی جرم تھا۔ اس لئے برہم ہوکر انہیں جامعہ سے نکالنے کا ارادہ کرلیا، مگر خارج کرنے سے قبل آپ نے جامعہ کے طلبہ سے مشورہ لیا۔ اکثر طلبہ نے انہیں جامعہ سے خارج کرنے کا مشورہ دیا۔ میرے رفیق گرامی حضرت مولانا محمد علاء الدین برکاتی مصباحی ساکن بہوارواجو اس وقت میرے ساتھ حضور شیر نیپال کے برآمدہ پر آپ کے سامنے اپنے اسباق یاد کررہے تھے انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ غلطی انسان سے ہوجاتی ہے، اصلاح کا موقع دینا چاہئے، اگر اس کے بعد بھی اپنی اصلاح نہ کرسکے تو پھر حضور کو اختیار ہے۔ آپ کو ان کا مشورہ بہت پسند آیا اس لئے آپ نے انہیں معاف فرمادیا اور تاکید کردی اور عہد بھی لیا کہ آئندہ درس گاہ سے غیر حاضر نہیں رہیں گے اس شرط کے ساتھ آپ نے معاف فرماکر اپنے دامن کرم میں انہیں جگہ دیدی۔

حضور شیر نیپال داعی اتحاد:

آج عقائد ومعمولات اہل سنت پر ہر طرف باطل عقائد کا یلغار ہورہا ہے، افکار فاسدہ حاوی ہوتے جارہے ہیں، تمام باطل فرقے آپسی رنجش وکشیدگی بالائے طاق رکھ کر اہل سنت ومسلمانان اہل سنت کا شیرازہ بکھیرنے میں کوشاں ہیں۔ ایسے میں علماء اہل سنت کا اتحاد واتفاق کی رسی سے اجتماعی طور پر وابستہ ہونا کتنا اشد ضروری ہے اسے الفاظ کے قالب میں ڈھالا نہیں جاسکتا۔

حضور صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی امجد علی قادری علیہ الرحمہ مصنف بہار شریعت فرماتے ہیں:

آج کل اسلام پر مخالفین کے طرح طرح کے حملے ہورہے ہیں، ہر مذہب والا اسی فکر میں ہے کہ کسی طرح اسلام کو نیست ونابود کردیا جائے، اس کو صفحۂ ہستی سے فنا کردیا جائے اور اس کے لئے وہ لوگ طرح طرح کی تدبیریں کررہے ہیں، آپس میں اتفاق واتحاد کا سبق دے رہے ہیں اور اپنی جماعت کو منظم کررہے ہیں، مگر افسوس کہ مسلمانوں پر غفلت چھائی ہے کہ آپس میں لڑے جاتے ہیں اور مخالف کی ایسی گرم بازاری کہ اتفاق ومؤدت سے دور بھاگے جارہے ہیں، ایسے جھگڑوں قصوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ یہ رہے گا نہ وہ، بلکہ اغیار مسلط ہوجائیں گے، ایسی بیجا ضد اور ہٹ سے باز آؤ، اور اسلام کی مضبوط رسی کو مضبوط پکڑلو، آپس میں خلوص ومحبت سے پیش آؤ، ہماری عزت وفلاح اسلام سے ہے اور بہبودی وصلاح اتباع شریعت میں ہے۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین چیزوں کو پسند کرتا ہے اور وہ تین چیزوں کو ناپسند کرتا ہے۔ وہ پسند کرتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اس کی رسی کو مظبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو اور اپنے حکمرانوں کے لئے مخلص ہوجاؤ۔ اور وہ قیل وقال، کثرت سوال اور مال کے ضیاع کو ناپسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کا ضامن ہے کہ اگر وہ متفق رہیں گے تو وہ غلطی وخطا سے محفوظ رہیں گے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ علماء ومشائخ اس امر کی طرف توجہ دیں اور بیچ میں پھیلی ہوئی دوری کو پاٹنے کی پوری جدوجہد

(۱) فتاویٰ امجدیہ ج۲ ص۳۳۸

اور سعی پیہم کریں، تاکہ سفینہ اہل سنت بھنور میں پھنسنے سے محفوظ رہے۔ کتاب وسنت، شریعت وطریقت اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ و السلام اور اسلاف کی سیرت وکردار کو نمونہ عمل بنائیں، ہر دینی ودنیاوی معاملہ شرعی نقطہ نظر کے مطابق ہو، ایک دوسرے کی کھینچا تانی، تذمیم وتقبیح، تضحیک وتفسیق اور نفرت وبیزاری کے شرارے کو بھڑکانا بند کریں۔ حدیث میں ہے: **بشروا ولا تنفروا**" خوشخبری دو اور نفرت نہ پھیلاؤ۔ ورنہ وہ دن دور نہیں کہ ہماری نااتفاقی اور منتشر شیرازہ کا ناجائز فائدہ اٹھا کر پوری دنیا پر بدمذہبیت چھا جائے، فساق وفجار مستشرقین بدافکار، مشرکین بدکردار، مرتدین بدشعار کی سطوت وغلبہ ہوجائے اور امت مسلمہ سسک کر رہ جائے اور زمین پر قیامت کا منظر پیش ہو اور شیطان ہماری اس حالت پر رقص کرتا ہوا دکھائی دے۔

ملک نیپال جو ایک چھوٹا سا ملک ہے اگر ایک اسٹیج پر تمام علماء اہل سنت جمع ہونا چاہیں تو بلا مشقت ممکن ہے۔ اتنا چھوٹا ملک ہونے کے باوجود یہاں کے علماء وقضاۃ ایک دن عید وبقرعید کرنے پر متفق نہیں ہو پاتے۔ اگر ایک قاضی کو دوسرے قاضی یا یا کسی کی شہادت پر اطمینان نہ ہو تو اس مسئلہ کو اتنا نازک اور ہنگامہ خیز بنا دیتے ہیں کہ بعض مقامات پر لوگوں میں لڑائی کی نوبت آجاتی ہے اور علماء گالی سنتے ہیں وہ الگ۔ کہیں کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ چاند کے مسئلہ کی وجہ سے امام صاحب معزول کردیئے جاتے ہیں۔ اگر کسی شخص کی گواہی کو قبول نہ کی جائے تو وہ ناراض تو ہوتا ہی ہے متعلقین وائمہ اور دیگر علاقوں کے قضاۃ بھی آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں، جس سے کشیدگی کم ہونے کی بجائے اور بڑھ جاتی ہے، مسائل حل ہونے کی بجائے اور پیچیدہ ہوجاتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ وہ گواہ شہادت کے لائق ہے بھی یا نہیں، اس کی گواہی معتبر ہے یا نہیں؟ وہ عادل ہے یا نہیں؟ یہ عام گواہ وشاہد کی بات ہے، بہت سے علماء وائمہ مساجد کی حالت ایسی ہے کہ جب تک مدرسہ ومسجد میں ہیں نماز پڑھیں گے اور جیسے ہی گھر پر آگئے لگتا ہے اب ان کے لئے نماز معاف ہے۔ محرم کے موقع پر وہ خود تعزیہ داری کے تماشوں میں شرکت کرتے ہیں، پھر یہ جناب چلے ہیں گواہی دینے۔ تو کیا ایسے لوگوں اور ایسے علماء کی گواہی پر احکام شرع اور چاند ہونے کا حکم دیا جاسکتا ہے؟۔

۱۳۹۴ھ میں ایک عظیم الشان جلسہ سرکار مدینہ کانفرنس کا انعقاد حضور شیر نیپال کی کوششوں سے ہوا جس میں ہندوستان ونیپال کے سینکڑوں علماء ومشائخ اور عمائد ملت نے شرکت کی اور اہل وطن نے علماء کے باہمی اتحاد واتفاق کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اس خوشنما منظر سے اہالیان نیپال کا سر فخر سے اونچا ہوگیا، پورے ملک نیپال میں اس نوعیت کا ہونے والا یہ پہلا جلسہ تھا جس نے غیر مسلموں پر واضح کردیا کہ نیپال کے مسلمانوں میں اخوت وبھائی چارگی اور مذہب کے لئے مر مٹنے کا جذبہ بیکراں موجود ہے۔ اس وقت کا منظر دیکھئے اور اس وقت علماء وعوام کے حالات پر غور کیجئے تو یقیناً ایک صاحب دل شخص کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپکنے لگیں گے۔

آج امت مسلمہ کا شیرازہ منتشر ہوچکا ہے، ہر ذات کا مفتی الگ، قاضی الگ اور ذات پات کے نام پر ہی جلسے جلوس بھی ہونے لگے ہیں اور عوام حیران ہیں کہ ہیں تو یہ سب علماء اپنے ہی، سبھی اہل سنت ومسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان وداعی کہلاتے ہیں آخر ہم کس کے پرچم تلے جائیں؟ جس اتفاق کی لڑی سے انسلاک کی دعوت قرآن نے دی ہے آج وہ رسی ہمارے ہاتھوں سے چھوٹ رہی ہے، آخر اس کا جواب دہ کون ہے؟ بے وجہ، بے موسم اور بے بلاضرورت وبے سود جلسوں کے نام پر قوم کے پیسے پانی

کی طرح بہائے جاتے ہیں ،ایک ہی شہر،ایک ہی گاؤں میں جلسہ پر جلسہ،کانفرنس پر کانفرنس کرکے پیسے بھی بہائے جاتے ہیں،وقت بھی ضائع کئے جاتے ہیں۔رشد وہدایت اور آپسی اخوت ومحبت کی بجائے نفرت کو پروان دیا جا تا ہے، برادری کے نام پر میٹنگ کرکے عوام کو متشدد بنایا جاتا ہے،ورغلایا جاتا ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ دوسری برادری کے علماء وائمہ سے دور رہنے کی تلقین کی جاتی ہے،امامت وتدریسی خدمات سے معطل ومعزول کردیا جاتا ہے اور اہانت آمیز تقریر وتحریر کے ذریعہ ان کے تقدس و حرمت کو پامال کیا جاتا ہے۔تھوڑی سی نااتفاقی یا کسی رائے میں عدم موافقت کی وجہ سے اسلام کے تمام اصول وضوابط کو پس پشت ڈال کر کے عیب جوئی اور ہتک عزت میں ایک ذرہ تامل نہیں کیا جاتا،کسی کے ناکردہ عیب وجرم کو بھی عام کرنے کے لئے صفحات کے صفحات سیاہ کردئے جاتے ہیں،لمبی لمبی تقریریں ہوجاتی ہیں اور پھر بھی کہتے ہیں کہ اسلام وسنیت کے علمبردار،حقانیت کے پرستار اوراتحاد کے دعویدار ہیں۔

مگر میں یہ کہنے اور لکھنے میں حق بجانب ہوں کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اپنی پوری حیات نہ ذات برادری کے نام پر کوئی میٹنگ کی،نہ کسی کے ناکردہ عیب کو ظاہر کیا،نہ افترا و بہتان بازی کی،نہ کسی کی ہتک عزت کا ارتکاب کیا،نہ کسی کو برادری کے نام پر جگہ دی اور نہ الگ کیا۔آپ سے ہر برادری کے علماء وائمہ سے عوام تک جڑے ہوئے تھے اور سب آپ کی حد درجہ تعظیم و توقیر کرتے تھے اور آپ ہر ایک سے حسن سلوک کا معاملہ فرماتے تھے۔اور جو لوگ یہ پھیلا رہے ہیں کہ آپ ذات برادری اور چہرہ مہرہ دیکھ کر معاملہ کرتے تھے انہیں اپنا علاج کروانا چاہئے یا اپنا زاویہ فکر بدلنا چاہئے،یہ سراسر الزام تراشی اور افترا ہے۔آپ نے کسی سنی صحیح العقیدہ عالم کے خلاف نہ لکھا اور نہ کچھ بولا،ہاں جسے شریعت ومسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف دیکھا اور پایا اس کا رد کیا مگر اس میں بھی اس بات کا خاص خیال رکھا کہ اس کا نہ کوئی عیب بیان کیا،نہ الزام تراشی اور اتہام وافترا اور نہ گالی دی اور نہ اپنے مریدین ومعتقدین کو اس کی اجازت دی،بلکہ آپ اپنے چاہنے والوں کو یہی پیغام دیتے رہے کہ گالی کا جواب گالی نہیں ہے۔

جب کاٹھمنڈو شاہی مسجد کی کمیٹی کے لوگ دو حصوں میں بٹ گئے اور معاملہ بہت سنگین ہو چکا تھا،فساد کا اندیشہ ہو گیا تو آپ کو امامت کا فریضہ انجام دینے کی دعوت دی گئی تو جس جگہ آپ پہلے تھے اسے چھوڑ کر محض اس نیت سے وہاں چلے گئے کہ وہاں کوئی فتنہ یا فساد کھڑا نہ اور دین کا کوئی قلع اگر ممکن ہو تو قائم ہو جائے۔

خلاصہ یہ کہ حضور شیر نیپال فرمان باری تعالیٰ ’’**واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا**‘‘ کے تقاضوں پر پورے طور پر عامل وکاربند تھے اور اس حکم مؤکد پر سب کو عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتے رہتے تھے اور ایسے ہی علماء عاملین کے ساتھ سلام و کلام،نشست و برخاست رواں ومناسب جانتے اور یہی مقصد خانقاہ برکات لوہنہ شریف کی تعمیر وتاسیس کا تھا اور الحمد للہ اب بڑی تعداد میں اس ممبر برکات پر رونق افروز علماء،اساتذہ ومدرسین اور ائمہ مساجد کا اجتماع اس دعویٰ کی واضح دلیل ہے۔اب جو کوئی یہ کہے کہ آپ دوسرے علماء کے ساتھ مل کر رہنا اور کام کرنا نہیں چاہتے تھے تو اس کا یہ افتراء اور بہتان ہے،ہاں یہ بات ضرور ہے کہ آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف فکر وروش اختیار کرنے والوں کے ساتھ اتحاد کے قائل نہیں تھے کیونکہ اس سے پیدا ہونے

والے نقصان و بگاڑ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، میں نے بارہا دیکھا کہ جو علما آپ سے بچھڑے ہوئے تھے یا جن سے آپ کسی شرعی نقطہ نظر سے ملنا جلنا پسند نہیں کرتے تھے،ان کے ساتھ کسی محفل میں شرکت کو ناپسند کرتے تھے جب ان علماء نے آپ کی بارگاہ میں آ کر منہج شرعی کے مطابق عمل پیرا ہونے کا عہد کیا تو آپ نے انہیں سینے سے لگایا اور پھر دین اسلام اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت میں انہیں ساتھ لے کر چلتے رہے اور اتحاد کی مثال قائم کرتے رہے۔

کچھ لوگ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ آپ اتحاد نہیں چاہتے تھے، ذات برادری کے نام پر لوگوں میں اختلاف کیا۔ اس میں کتنا سچ ہے سبھی جانتے ہیں کہ حضور شیر نیپال کی طرف ایسی بات منسوب کرنا سراسر غلط ہے اور برادری عصبیت کی نسبت بہتان بھی ہے۔ برادری عصبیت اور گروہی افکار کی ترویج وتبلیغ میں کون لوگ مصروف ہیں یہ بات اب سب کو معلوم ہے۔

حضرت مولانا عبدالجبار منظری صاحب اپنی کتاب نقوش حیات میں تحریر کرتے ہیں:

''اس سال ۱۴۲۲ھ ماہ ربیع النور شریف میں عرس شیر نیپال کی حاضری کا شرف حاصل ہوا، ایک مولانا صاحب مجھ سے ملے میری خیریت دریافت کی، درمیان گفتگو مولانا نے ایک بات کہی جس نے مجھے حیرت میں ڈال دیا'' سنا ہے کہ حضرت شیر نیپال نے مسلمانوں کے مابین ذات وبرادری کے نام پر اتحاد مسلم کو پارہ پارہ کر دیا، شیخ وکباری انصاری ومنصوری کا نعرہ دیا'' مولانا کی یہ بات سن کر میں حیران ہو گیا کہ یہ کیا جرم ہے کہ ایسی اعلیٰ وارفع شخصیت کی طرف غلط باتوں کو منسوب کیا جاتا ہے جن کے قول وفعل، تحریر وتقریر میں اس قسم کے خرافات کی بوتک نہیں ہے۔ میں نے کہا مولانا آپ کی عمر کتنی ہے؟ کہا ۲۴ یا ۲۵ سال۔ میں نے کہا آپ کس برادری سے تعلق رکھتے ہیں؟ انھوں نے کہا میں انصاری ہوں۔ میں نے کہا آپ اس وقت پیدا ہی نہیں ہوئے تھے جب ذات وبرادری کے نام پر مسلمانوں کے اتحاد کو نقصان پہنچانے کے لئے شجر زقوم لگایا گیا تھا اور میں بھی ان دنوں طالب علم تھا، خانقاہ مجیبیہ پھلواری میں پڑھ رہا تھا، مدرسہ قادریہ مصباح المسلمین کا صدر جناب اسماعیل انصاری مرحوم سابق ایم، پی تھے، جناب حافظ عبدالشکور انصاری صاحب مدرسہ کے مدرس تھے۔ عوام میں حافظ صاحب کی بڑی مقبولیت تھی، دعا تعویذ گنڈہ اور آسیب زدہ کے علاج میں آپ مشہور تھے۔ جناب اسماعیل انصاری سے قبل ان کے والد گرامی حاجی رحمت اللہ انصاری مرحوم علی پٹی مدرسہ کے صدر ہوا کرتے تھے۔ حاجی صاحب کا بڑا دبدبہ تھا، غیر مسلم سے لے کر حکومت کے اعلیٰ حکام تک آپ سے گھبراتے تھے، حق گوئی وبے باکی کے آپ مجسمہ تھے۔ بھمر پورہ فساد میں حاجی برکت اللہ صاحب کی شہادت اور مسجد کی شہادت پر جو بیان آپ نے بڑا حاکم کے سامنے دیا تھا آپ کی بات اور حق گوئی سن کر وہ حیران ہو گیا تھا۔ اس قسم کی بہت سے واقعات آپ کی زندگی کے ہیں، اس وقت اس کو بیان کرنا مقصود نہیں ہے دراصل بات یہ ہے کہ حاجی رحمت اللہ صاحب کے انتقال کے بعد جناب محمد اسماعیل انصاری صاحب ابن حاجی رحمت اللہ صاحب مرحوم کو کمیٹی نے صدر بنادیا اور جناب عبدالوہاب صاحب بھمر پورہ کے سکریٹری منتخب ہوئے۔ مدرسہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا، جناب حافظ عبدالشکور صاحب کی ذات سے مدرسہ کی شہرت بھی تھی اور مالی

تعاون بھی۔ کچھ باتوں کی وجہ سے جناب حافظ صاحب مذکور سے متہم ومشتبہ حافظ زاہد حسین سے ناچاقی رہتی تھی بقول حافظ عبدالشکور صاحب حافظ زاہد حسین میلا دشریف کی دعوت میں جاتے ہیں تو مدرسہ آکر اپنی خوراکی چاول، دال، آٹا، سالن سب مدرسہ سے لے کر اپنے گھر بھیج دیتے ہیں جوکسی طرح مناسب نہیں ہے۔ جتنے دن باہر رہتے ہیں اتنے دنوں کی خوراکی لے لیتے ہیں اس وجہ سے دوسرے مدرسین بدظن تھے۔ اس لئے حافظ زاہد حسین کو کوئی مدرس عزت کی نظر سے نہیں دیکھتا تھا۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بیلاوی جو عہدۂ صدارت کے خواہاں تھے حافظ زاہد حسین نے مولانا کو ورغلایا اور آپ کے کاندھے پر بندوق رکھی کہ حاجی رحمت اللہ صاحب، حاجی برکت اللہ صاحب، حاجی نعمت اللہ صاحب، حاجی لوٹن میاں راعین نے جب مدرسہ قائم کیا تھا اس وقت چاروں حاجیوں نے آپس میں طے کیا تھا کہ سالانہ ہم لوگ اپنی طرف سے دس، دس من دھان مدرسہ کو دیں گے، جس سے مدرسہ چلے گا اور کچھ علاقہ سے چندہ وصول ہو جائے گا۔ مدرسہ کے قیام کے بعد چاروں حاجی صاحبان وعدہ کے مطابق دھان دیتے رہے۔ حاجی رحمت اللہ صاحب کے انتقال کے بعد جناب اسماعیل انصاری صاحب نے غلہ دینا بند کر دیا۔ مدرسہ کے سالانہ اجلاس (میٹنگ) میں اسماعیل کی صدارت کو لے کر اختلاف کی بنیاد پڑ گئی تھی، مگر اراکین وممبران کی اکثریت انصاری صاحب کے ساتھ تھی، اس لئے ان کو صدارت سے نہیں ہٹا سکے۔ حافظ زاہد حسین صاحب بیلا آکر مولانا محمد یوسف صاحب سے مل کر منصوبہ سازی کی کہ اکثریت راعین برادری کی ہے، چندہ راعین لوگ دیتے ہیں اور حکومت انصاری کی ہے۔ چوں کہ عبدالوہاب راعین سے قبل جناب محمد عیسیٰ انصاری نینہی علی پٹی مدرسہ کے سکریٹری تھے، سالانہ کمیٹی میں انھوں نے اپنی مصروفیات کی وجہ سے استعفیٰ دیدیا تھا، تو کمیٹی نے جناب عبدالوہاب صاحب ابن حاجی برکت اللہ شہید کو سکریٹری منتخب کیا تھا، عہدۂ صدارت کے لئے حافظ زاہد حسین نے مولانا محمد یوسف صاحب کو تیار کیا اور ایک وقت مقررہ پر راعین برادری کے سربرآوردہ بااثر لوگوں کی ایک میٹنگ بیلا میں بلائی گئی۔ اس میٹنگ میں عبدالوہاب راعین بھمر پورہ، حاجی عبدالرحیم، حاجی زین الحق صاحب، سکھ محمد صاحب راعین بھمر پورہ، صبول میاں راعین، ریاست راعین جلیشور، سندر میاں راعین آگے پور وغیرہم اشخاص برادری کے جمع تھے۔ اچھا خاصہ مجمع راعین برادری کے نام پر ہو گیا تھا۔ اسی مجمع میں مدرسہ مصباح المسلمین علی پٹی اور اس کے اراکین کے خلاف زہر افشانی کی گئی اور مجمع سے مخاطب ہو کر نعرہ دیا کہ ترازو کے ایک پلہ میں سوت ہے اور ایک پلہ میں بیگن، بولو کباریو! سوت میں جاؤگے یا بیگن میں؟ نعوذ باللہ من ذالک

قارئین! برادری کی عصبیت سے ذہن صاف کر کے حق وصداقت کے علمبردار کی حیثیت سے انصاف کی رو سے فیصلہ کر کے بتائیے کہ ذات وبرادری کے نام پر جنک پور کے علاقہ میں انصاری وکباری کے مابین نفاق کا بیج کس نے ڈالا، اور شجرۂ ملعونہ کی تخم ریزی کس نے کی؟ عصبیت کے شجر زقوم کی سچائی اپنی پوری زندگی کون کرتا رہا؟ جنک پور کے علاقہ جات میں ذات وبرادری کے نام پر اتحاد مسلم کو پارہ پارہ کرنے کا مجرم کون؟ آپ کا ضمیر جواب دے گا متہم ومشتبہ حافظ زاہد حسین مجیبی۔

خاص برادری کی میٹنگ میں سوت اور بیگن کی بات اٹھی تو جناب سکریٹری عبدالوہاب راعین حاجی زین الحق راعین، حاجی عبدالرحیم راعین، انور علی اور مدرسہ کا خازن جناب الٰہی بخش راعین وغیرہم یہ کہتے ہوئے وہاں سے اٹھ کر چل دیئے کہ ہم لوگ

سوت کے ساتھ رہیں گے ذات وبرادری کے نام پر قومی ملی اتحاد کو پارہ پارہ نہیں ہونے دیں گے، سنی مسلمان کے اندر اس سے بہت بڑا خلیج پیدا ہوجائے گا جو کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ المختصر یہ کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کی صدارت میں راعین برادری پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل عمل میں آ گئی، سکریٹری محمد ادریس راعین صاحب علی پٹی کو بنایا گیا اور طے پایا کہ مدرسہ قادریہ مصباح المسلمین سے الگ ہوکر علی پٹی میں راعین برادری کا دوسرا مدرسہ قائم کیا جائے، اس کے لئے کوشش ہونے لگی ایک بیوہ برہمن کی زمین مکاں سمیت خطیر رقم کے عوض خریدی گئی۔ یہاں سے راعین برادری کے لوگ دو خیموں میں تقسیم ہوگئے ایک پرانے مدرسہ کے حامی، تو دوسرے کچھ لوگ برادری کے نام پر حافظ زاہد حسین صاحب کے حمایتی ہوگئے۔ دوسرے مدرسہ کی سنگ بنیاد کے لئے اپنے پیر خانہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری پٹنہ سے شاہ عماد الدین صاحب کو مدعو کیا، ان کے ہمراہ میں بھی آیا تھا چوں کہ ان دنوں میں خانقاہ مجیبیہ ہی میں زیر تعلیم تھا، سنگ بنیاد سے پہلے مدرسہ کے نام پر غور وفکر ہوا، پھلواری پیر صاحب نے خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشیں شاہ امان اللہ کی نسبت سے مدرسہ کا نام مدرسہ امانیہ امان الخائفین رکھا یعنی خائب وخاسر لوگوں کی پناہ گاہ اسم بامسمیٰ انصاری برادری اوران کے حمایتی راعین برادری کے اشخاص سے خوف زدہ لوگوں کو سر چھپانے کی جگہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

مسلمانو! ذرا سوچو تو صحیح مسجد ومدرسہ مسلمان اس لئے بناتا ہے کہ خدا کی عبادت ہو، نبی کریم ﷺ کے دین کی تعلیم وتبلیغ اور اشاعت ہو، مسلمانوں میں اتحاد قائم رہے، عقائد اہل سنت وجماعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا تحفظ ہو۔ جس مسجد ومدرسہ کی بنیاد خلوص وتقویٰ پر نہ ہو بلکہ اسلام وسنت اور اتحاد مسلم پارہ پارہ کرنے کے لئے ہو اس کا نام تو کچھ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ جناب محمد ادریس راعین صاحب کچھ ہی دنوں بعد مدرسہ امان الخائفین کے سکریٹری رہے، حافظ زاہد حسین مجیبی کی زوجہ سے تنگ آکر مدرسہ سے علاحدگی اختیار کرلی اور سکریٹری کے عہدہ سے مستعفی ہوگئے۔

ناظرین بتایا جائے کہ اتحاد مسلم کو ذات وبرادری کے نام پر قوم کو پارہ پارہ کرنے کا مجرم کون ہے؟ متہم ومشتبہ حافظ زاہد یا حضرت شیر نیپال؟ یوں تو مجھ سے زیادہ سکریٹری محمد ادریس صاحب کے صاحبزادگان محمد منصور احمد راعین، محمد منظور احمد راعین، ماسٹر محمود احمد راعین ان کے مدرسہ امان الخائفین علی پٹی سے استعفیٰ دینے اور علاحدگی اختیار کرنے کی وجہ جانتے ہیں! میں حاسدین شیر نیپال سے یہی کہوں گا کہ بتاؤ اتحاد مسلم کو ذات وبرادری کے نام پر پارہ پارہ کرنے کا مجرم کون ہے؟ متہم ومشتبہ حافظ زاہد یا حضرت شیر نیپال!

رہی بات حضرت شیر نیپال کی تو ان کا ذہن وفکر ذات وبرادری کی عصبیت سے پاک تھا، اس کی روشن دلیل وہ حضرات ہیں جو مختلف ذات وبرادری سے ہونے کے باوجود جنہیں حضرت شیر نیپال کی قربت وصحبت اور شاگردی کا شرف حاصل ہے۔

عام مسلمانوں کی معلومات اور ذہنی کدورت وپراگندگی کو دور کرنے کے لئے چند حضرات کا نام پیش کررہا ہوں۔ جناب سکریٹری عبد الوہاب راعین صاحب، جناب محمد اسلام منصوری صاحب لوہار پٹی، جناب زمیندار صبدل راعین صاحب، جناب حضرت صوفی یار محمد خان صاحب، جناب مولانا رحمت علی انصاری صاحب، جناب مولوی عبد الرحمٰن منصوری صاحب مجھاؤ، جناب

مولوی عبداللطیف راعین ہرنے، جناب انور علی صاحب راعین لگما سابق ممبر ضلع پنچایت دھنوشا ضلع کمیٹی، جناب وکیل توقیر احمد مکرانی بھانٹر سر، جناب مستان عبدالرحمٰن شاہ کپیشورہ، جناب محمد سلیمان بڑی کمپنی بینی پٹی، جناب پہلوان سلیمان شاہ دیوپورا، جناب اسماعیل انصاری جلیشور، حافظ عثمان ادریسی صاحب، حاجی مسلم ادریسی جنکپور، منشی عین الحق صاحب منصوری، حمید راعین صاحب نوسوبیگھہ دھنوشا، محمد یوسف صافی جنکپور، نجیب خان جنکپور، محمد یوسف صافی دھبولی، محمد ادریس راعین جنکپور وغیرہم۔ اس طرح مختلف ذات وبرادری اور قبیلہ سے تعلق رکھنے والے حضرات کی کثیر تعداد ملے گی جو حضور شیر نیپال سے دلی عقیدت ومحبت رکھتے تھے اور حضرت کو اپنا سچا ودینی مقتدا تسلیم کرتے تھے اور اپنے دینی معاملات میں حضرت کی طرف رجوع کرتے تھے۔ عبدالوہاب راعین سکریٹری مدرسہ قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی نے تو وصیت ہی کرڈالی تھی کہ میرے جنازہ کی نماز حضرت شیر نیپال پڑھائیں گے، مگر برا ہو ذات وبرادری کی عصبیت وکوتاہ نظری کا کہ ان کے خاندان وبرادری کے مولویوں نے مرحوم کی وصیت پوری نہیں ہونے دی کہ شیخ صدیقی عالم جنازہ کی نماز پڑھائے گا تو برادری کی ناک کٹ جائے گی، والد کی وصیت پوری نہ کرنے کا غم وافسوس مرحوم سکریٹری صاحب کے صاحبزادگان کو اب تک ہے جس کا اظہار مرحوم کا ایک صاحبزادہ کٹھمنڈو کی ملاقات میں مجھ سے کیا تھا!

للہ مسلمانو! انصاف کرو! اگر حضرت شیر نیپال میں ذات وبرادری کی عصبیت اور تنگ نظری ہوتی تو آج ہر ذات وبرادری میں حضرت کی درسگاہ اور چشمۂ فیض سے فیضیاب مفتی، خطیب، مدرس، ائمۂ مساجد، حفاظ، قرأ، مصنف، مؤلف، اور مضمون نگار جو کثیر تعداد میں موجود ہیں نظر نہیں آتے۔ صداقت خود بخود کردیتی ہے شہرت زمانہ میں۔ قوم وملت کے دردمندو سنو! حسد وہ بری آگ ہے کہ حاسد خود ہی اس آگ میں جلتا رہتا ہے، بجز مرگ کے اس کو اس جلن سے رستگاری نصیب نہیں ہوتی ہے۔ حسد ایک ایسا گھنونا گناہ اور پہلا گناہ ہے جو آسمان میں ابلیس لعین سے سرزد ہوا اور زمین کا بھی پہلا گناہ حسد ہی ہے، جو حضرت آدم علیہ السلام کے ایک بیٹا سے سرزد ہوا۔ کسی کے علم وعمل، مراتب ودرجات، عظمت وجاہ وحشم اور شہرت ومقبولیت کو دیکھ کر جلنا یہ ابلیسی کام ہے۔ حاسدین حضرت شیر نیپال جو حضرت پر ذات وبرادری کے نام پر مسلم اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کا الزام لگاتے ہیں وہ بالکل جھوٹ ہے، بے بنیاد ہے، بہتان وافتراء ہے۔ ھذا بھتان عظیم۔

بلکہ خود وہ لوگ اس جرم عظیم کے مجرم ہیں، ذات وبرادری کی عصبیت اور حسد کی آگ انہیں کے دریچۂ دل سے نکلی ہوئی ہے، جس نے جنکپور کے مضافات میں اہل سنت وجماعت کو خیموں میں تقسیم کردیا ہے بلکہ حبیشی وزاہدی کا نام دیدیا گیا ہے۔ اب اپنے گھنونے کرتوت اور عیب پر کذب وبہتان کی سیاہ چادر چڑھا رہے ہیں پناہ بخدا۔ استغفر اللہ من ذالک۔

بل سولت لکم انفسکم امرا۔ ط

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پر حماقت تو دیکھئے

حاسدین کے لئے حضرت شیخ سعدی شیرازی نے کیا خوب مشورہ دیا ہے۔

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست
کہ از مشقت اوجز بمرگ نتواں رست

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۔(الحشر ۲) ترجمہ: تو عبرت لواے نگاہ والو!(۱)

کچھ لوگوں کو یہ الزام تراشی کرتے بھی پایا ہے اور یہ کہہ کر عوام کو ورغلانے کی کوشش کی ہے کہ شیر نیپال ذات کے شیخ ہیں وہ اپنے کو بڑا سمجھتے اور دوسری برادری والوں کو گھٹیا سمجھتے ہیں۔ منصوری برادری کے لوگوں کو حقیر سمجھتے ہیں انہیں نیچا دیکھاتے ہیں۔ یہ بھی سراسر بے بنیاد الزام ہے۔ شریعت کی بنیاد ذات برادری اور گورے کالے رنگ پر نہیں ہے۔ بلکہ دین اسلام کی بنیاد تقویٰ و پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے۔ قرآن کا اعلان ہے ''إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ ''حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَى۔

نگاہ مصطفیٰ میں کوئی گورا ہے نہ کالا ہے
نبی سے عشق ہے جس کو وہی اللہ والا ہے

حضور شیر نیپال نے کبھی ذات کا رعب ودبدبہ کسی پر نہیں دکھایا اور نہ اس کی وجہ سے خود کو بلند وبرتر اور دوسروں کو حقیر و ہیچ تر سمجھا۔ اگر ایسا کوئی سمجھ رہا ہے تو یہ اس کی سمجھنے کی کمی ہے، یہ اس کی اپنی تنگ نظری اور کوتاہ بینی ہے۔ جس ذات کا ہو اگر مسلمان سنی صحیح العقیدہ ہے تو اس کی خاطر تواضع آپ نے کی، اس کی عزت کی۔ کسی بھید بھاؤ کے آپ قطعی روادار نہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص آپ کے پاس آیا جو ذات کا شیخ تھا سلام کیا آپ کی توجہ اپنی طرف کرنے کے لئے کہا حضور میں شیخ ہوں، اس نے سوچا کہ اس سے حضرت خوش ہوں گے اور مجھے عزت دیں گے اور مجھے فوقیت دیں گے۔ جیسے ہی حضرت نے اس کا یہ جملہ سنا غضبناک ہو گئے اور فرما کہ شیخ ہو تو کیا ہو گیا تم سے پہلے یہ لوگ آئے ہوئے ہیں۔ آپ کا جلال دیکھ کر وہ شخص لرزنے لگا اور مارے شرم کے پانی پانی ہو گیا، پھر معافی طلب کی۔ آپ نے فرمایا آئندہ ذات کا رعب کسی پر ظاہر نہ کرنا ہم سب مسلمان ہیں اور تمام مسلمان عزت والے ہیں، کوئی ذات کے نام پر بڑا چھوٹا نہیں ہے۔

اسی طرح کا واقعہ اندروا کا ہے۔ عبد الجلیل نامی ایک شخص منصوری برادر سے تعلق رکھتے تھے، ان کی یاری جناب صاحب جان سے تھی جو ذات کے شیخ تھے۔ صاحب جان برابر عبد الجلیل صاحب کو چڑھاتے تھے اور باتوں میں اسے نیچا دکھانے کی کوشش ہمیشہ کرتے تھے۔ جس سے عبد الجلیل صاحب کو بہت قلق ورنج ہوتا تھا۔ ایک دن دونوں جنکپور گئے ایک نے دوسرے سے کہا چلئے حضور شیر نیپال سے ملاقات کر لیتے ہیں، خدمت اقدس میں حاضر ہوئے سلام ومصافحہ ہوا، بات چیت ہوئی۔ دوران گفتگو عبد الجلیل

(۱) نقوش حیات ص ۱۰۵ تا ۱۱۱

صاحب نے کہا حضور ایک بات پوچھوں؟ آپ نے فرمایا پوچھو۔عرض کی حضرت یہ صاحب جان صاحب ہیں شیخ ہیں اور میں دھنیا ہوں، یہ ہمیشہ مجھ کو چڑھاتے رہتے ہیں اور مجھے دبانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت بیحد ناراض ہوئے اور شیخ صاحب کو حکم دیا کہ توبہ کرو اور تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آئندہ ذات برادری کی وجہ سے کسی پر طعن وطنز نہیں کیجئے گا، اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ بندہ ہے جو پرہیز گار ہے''۔

مگر تف ہے ان لوگوں پر جو اخلاص کے پیکر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جیسی عظیم شخصیت پر انتشار کا الزام لگا کر خود کو مجرم بنانے میں ایک ذرہ حیا نہیں کرتے اور نہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم سے خوف کھاتے ہیں۔جبکہ یہی لوگ ان لوگوں کو اتحاد و اتفاق کے داعی سمجھتے ہیں جنہوں نے گروہ بندی کے ذریعہ اتحاد واتفاق کا گلہ گھونٹا ہے۔؎

انہیں کو شان چمن یہ زمانہ کہتا ہے
چمن کو لوٹ رہے ہیں جو باغباں بن کر

❁❁❁

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔www.barkatussunnah.com اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کرسکتے ہیں۔نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ وتحقیق کتابیں اپ لوڈ کردی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

پانچواں باب

تبلیغی، تعمیری اور تصنیفی خدمات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی

آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی

اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

تبلیغی، تعمیری اور تصنیفی خدمات

ایسے تو آپ نے دین متین کی اشاعت و تبلیغ کا کام تو زمانہ طالب علمی ہی سے شروع کر دیا تھا مگر باضابطہ اور پوری مستعدی، تن دہی اور توجہ کامل کے ساتھ اس مشن کا آغاز فراغت کے بعد کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے افق ملک پر، اطراف واکناف میں آپ کی تبلیغی سرگرمیوں اور علم وعمل میں جولانیت واتقان کا آوازہ پھیلنے لگا۔ عوام وخواص، اہل فکر ونظر اور ارکان مدارس وتنظیم کی توجہات آپ کی طرف مبذول ہونے لگیں۔ کیونکہ انہیں ایک سچے قائد کی ضرورت تھی جو قوم مسلم کی قیادت کا بار گراں اپنے سر اٹھائے ،ایک ہادی کی ضرورت تھی جن کی ہدایت ورہبری سے ایمان کی حفاظت ہو، ایک مفکر کا انتظار تھا جن کے افکار عالیہ سے سوئے ہوئے جذبات بیدار ہوں، ایک عاشق رسول کریم کی ضرورت تھی جوان کے سینے میں عشق نبوی کی بھٹی روشن کر دے، ایک ایسے پابند کتاب وسنت، جامع شریعت وطریقت کا شدت سے انتظار تھا جنہیں دیکھ کر قوم اپنی روش کو بدل سکیں اور وہ تمام خوبیاں حضور شیر نیپال کی ذات بابرکات میں موجود تھیں۔ اس لئے قدر دانوں نے آنکھوں میں بسایا، اہل نظر نے دل میں بیٹھایا، اہل خرد نے اپنا پیشوا اور ہادی وقائد تسلیم کیا اور ہر معاملے میں آپ کی طرف عنان توجہ منعطف کیا۔ ملک کا جو علاقہ بالکل خالی تھا، جہاں تبلیغ اور عقائد اہل سنت واسلامی افکار کا تعارف کرانے کے لئے علماء مبلغین کا کوئی قافلہ نہیں پہنچا تھا ان علاقوں کی طرف اولیں فرصت میں آپ نے توجہ دی اور خلوص ولگن اور حد درجہ جگر کاوی وجگر سوزی کر کے ان علاقوں کو بدعقیدوں کی چنگل سے محفوظ کیا اور مسلک اعلیٰ حضرت کا جھنڈا نصب کر دیا۔ مکاتب ومدارس ومساجد کی داغ بیل ڈالے، ائمہ ومدرسین متعین کئے اور پھر دوسرے سمت متوجہ ہوئے۔

☆ مدارس کا قیام
☆ مساجد کی بنیاد
☆ مکاتب کھولنا
☆ اسلام کی شہزادیوں کے لئے جامعہ برکات الزہراء کی تعمیر
☆ لڑکوں کی تعلیم کے لئے جامعہ برکات النبی کا قیام
☆ جامعہ حنفیہ کی تاسیس
☆ دارالافتاء
☆ نیپال کا تاریخی جلسہ
☆ مسجد حنفیہ کی تعمیر جدید

☆ بدمذہبوں سے مناظرے

☆ تزکیہ نفس اور خلائق کی روحانی تربیت کے لئے خانقاہ برکات لوہنہ شریف کی تعمیر

☆ ہر سال ۲۰-۲۱ اپریل جلسہ برکات النبی کا انعقاد

☆ سہ ماہی رسالہ ندائے برکات کا اجرا

☆ پہاڑی علاقوں کے مسلمانوں کو اسلامی شعار سے آشنا کرنا

اور بھی دیگر علاقوں میں مدرسہ و مکتب اور مسجدوں کی تعمیر کروانا یہ وہ کارنامہ اور خدمات ہیں جن میں آپ منفرد اور فقید المثال نظر آتے ہیں اور رہتی دنیا تک ان نمایاں کارناموں کی بنیاد پر آپ یاد کئے جاتے رہیں گے۔ ان تمام کارناموں اور کارکردگی میں ایک اہم کارنامہ بدمذہبوں کی بدمذہبی و بدعقیدگی اور شان رسالت میں ان کی دریدہ دہنی کو طشت از بام کرنا ہے، جس کے نتیجے میں لوگ چونک گئے اور استفتاء کر کے اپنی بیٹیوں کو ان خبثاء کے چنگل سے نکال کر کسی سنی صحیح العقیدہ کے نکاح میں دے دیا۔ اس طرح زنائے خالص سے اور شرعی وعید و عذاب سے خود کو اور اپنی بیٹیوں کو محفوظ کر لیا اور ادھر حضور شیر نیپال نے فرمان باری تعالیٰ "یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا" کا فلسفہ بھی واضح کر دیا۔ آپ کے مجموعہ فتاویٰ کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں اکثر استفتا و فتاویٰ میں بدمذہبوں کے یہاں رشتہ اور بدمذہب مولویوں کی اقتدا میں نماز کا حکم جا بجا ملے گا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح آپ نے بدمذہبوں کی خباثت، ان کے ساتھ نشست و برخاست اور شادی بیاہ کرنے پر شرعی پابندی لگائی اور کس انداز میں ان بدعقیدوں کی بدعقیدگی اور ان کے ساتھ رشتہ و ناطہ پر وعید کو قرآن و احادیث کی روشنی میں واضح کر دیا کہ ائمہ مساجد سے عوام تک بدمذہب مولوی اور عوام سے کسی طرح کا رشتہ قائم کرنے یا ان سے قریب ہونے میں محتاط رہنا پسند کرتے تھے اور قبل اس کے کہ ان بدمذہبوں کے چنگل میں پھنس جائیں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے استفتا کر کے خلاصی کی راہ ہموار کر لیتے تھے۔ اور اس معاملے میں حضور شیر نیپال اپنی تحریری و تقریری فتویٰ کے ذریعہ ہر پل رہنمائی و رہبری اور سنی عوام کے ایمان و عقیدے کی حفاظت کرتے رہے۔

حضور شیر نیپال کی دینی خدمات تو ایسے کئی ایک اہم شعبہ جات پر محتوی ہیں مگر ان میں سب سے زیادہ نمایاں یہ چار شعبے ہیں:

(۱) تدریس:

آپ کی تدریسی خدمات نے وہ انقلاب پیدا کئے کہ آج ایسے بالغ شعور، بیدار مغز، دوراندیش علماء، فضلاء، نقباء، خطباء کی ایسی فوج آپ نے اسلامی عقائد و شعائر کی حفاظت و صیانت کے لئے قوم و ملت کو عطا کی ہے کہ جو دین اسلام کی حفاظت کے لئے تن من دھن سب کچھ لٹانے کا جذبہ و حوصلہ رکھتے ہیں۔ کوئی فقہ کا ماہر ہے تو کوئی علم حدیث کا رمز شناش، کوئی میدان فکر و فن کا شہسوار ہے تو کوئی اہل سنت کا بے باک نقیب و ترجمان، کوئی مفکر ہے تو کوئی محقق و مدبر، کوئی نکتہ رس مفتی ہے تو کوئی اقلیم خطابت کا شہنشاہ، کوئی پیر طریقت ہے تو کوئی عظیم مصنف و مؤلف۔ ہر فن میں کمال رکھنے والے افراد، ہر میدان میں اثر و رسوخ رکھنے اور

اسلام وسنیت کی تبلیغ واشاعت کا جذبہ رکھنے والے شاگردوں کی جماعت پیدا کی ہے۔

(۲) تقریر:

بذریعہ تقریر بھی آپ نے اہل سنت کی ایسی زبردست رہنمائی اور بدمذہبوں کا ابطال وازہاق کیا ہے کہ باطل حیراں ہیں اور اہل سنت کا ہر فرد اپنے ایسے بے باک خطیب ونقیب پر نازاں وفرحاں ہے۔اس اہم تبلیغی ذریعہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اقوام نیپال میں پائی جانے والی منکرات وخرافات کا بہت حد تک ختم کرنے کی پاکیزہ سعی بلیغ فرمائی اور بدمذہبوں کے مکروفریب ،دجل ودغا سے مسلمانان اہل سنت کو روشناس کیا،ان کے ساتھ نشست وبرخاست ،اکل وشرب ،میل ،جول اور رشتہ کرنے سے شریعت کی روشنی میں باز رکھا،ان کی مضر صحبت ومعیت کے نقصانات وتباہی سے آگاہ کیا اور مسلمان اس بات کو بہت اچھی طرح جان گئے کہ وہابی، دیوبندی اور دوسرے باطل فرقے اللہ ورسول کی بارگاہ کے گستاخ ہیں جن پر اللہ اور اس کے معصوم فرشتوں کی لعنت و پھٹکار ہے،ان سے دور ونفور رہنے میں ہی ایمان کی حفاظت وخیر ہے۔ بہت ایسے لوگ جو داڑھی مونڈواتے تھے آپ نے داڑھی رکھوایا اور سنتوں کا عامل بنا کر ان کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب پیدا کیا۔جس گاؤں کی مسجد نمازیوں سے خالی تھی آپ نے اپنی تقریر میں مسجد کو ویران کرنے اور نماز نہ پڑھنے کی وعید سنا کر انہیں صوم وصلاۃ کا پابند بنا دیا اور اللہ کے گھر کو آباد کروایا۔

آپ نے ایک بار فرمایا کہ جب میں جامعہ حنفیہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہا تھا اس وقت جوانی کا عالم تھا دعوت و تبلیغ کے لئے پیدل، سائیکل اور بیل گاڑی سے بھی نکل پڑتے اور دین اسلام کی تبلیغ کا فریضہ خلوص کے ساتھ انجام دیتا۔جنکپور سے پچھم علاقوں کی طرف تبلیغ اور میلاد کی محفلوں میں جانا ہوتا تو عصر کی نماز پڑھ کر ریلوے پٹری کے راستہ پیدل ہی دوڑتے دوڑتے چلے جاتا اور پھر صبح فجر کی نماز پڑھنے کے بعد مدرسہ تعلیم کے وقت حاضر ہو جاتا۔

(۳) مناظرہ ومباحثہ:

آپ نے دین متین کی خدمت اور نوامیس رسالت کے تحفظ ودفاع کے لئے کئی ایک مناظرے بھی کئے جن میں اہل سنت کو زبردست کامیابی ملی،حق وباطل عوام اور پڑھے لکھے طبقہ پر بالکل واضح ہو گیا اور بہت ایسے لوگ جو لاعلمی یا طائفہ ضالہ مضلہ کے بہکانے پر راہ راست سے بھٹک چکے تھے وضوح حق اور زہوق باطل کے علم کے بعد دامن مسلک سواد اعظم سے وابستہ ہو گئے اور گمراہ جماعت سے تمام رسم وراہ ختم کر کے سنیت کے حامی ومحب بن گئے۔

محرم ۱۴۳۲ھ کی ایک ملاقات میں آپ نے ایک مناظرہ کی تفصیل بتائی جو کہ ۱۹۷۳ء میں نیپال سے متصل ضلع مدھوبنی میں ہوا،اس کے روح رواں آپ ہی تھے اور دوسرے علماء ومشائخ کو بھی آپ نے دعوت شرکت دی تھی اور مناظرہ کے لئے دو باوقار شخصیت اور نکتہ شناسان فن بحث ومناظرہ شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ مبارکپور اور قائد اہل سنت حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ کا انتخاب کیا گیا۔خاص بات یہ ہے کہ اس مناظرے میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کو بھی دعوت دی گئی تھی ،سخت بارش کے سبب بھی آپ آنے کے لئے کمر بستہ ہو گئے ،لوگوں کے اصرار کرنے پر بھی آپ رک

نہیں رہے تھے تو کسی نے حضور شارح بخاری اور حضور بحر العلوم کو بھیج دینے کا مشورہ دیا تو بالآخر آپ اس پر بڑی مشکل سے راضی ہوئے اور ان دونوں مقتدر شاگردوں اور ایک اور طالب علم کو شرکت کے لئے روانہ فرمادیا۔

بات باسوپٹی مناظرہ کی چل پڑی تو اس حوالے سے مکمل تفصیل اور احوال وکوائف سے آگاہی کے لئے ایک ایسی شخصیت کی طرف رجوع کرتے ہیں جو شروع سے اخیر تک حالات ومناظرہ سے باخبر ہیں یعنی مولانا عبد الجبار منظری صاحب، جنھوں نے اپنی کتاب میں مناظرہ کا پس منظر و پیش منظر سب کو خوبصورت انداز میں دیانت وصداقت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اسی درمیان ایک دینی پروگرام کے سلسلہ میں حضرت شیر نیپال کا باسوپٹی جانا ہوا میلاد النبی ﷺ کا پروگرام تھا حضرت میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر تقریر فرمارہے تھے ایک وہابی مولوی ماسٹر عبد العزیز جلسہ میں رخنہ ڈالنا چاہا اور مناظرہ کا چیلنج کردیا، موضوع مناظرہ میلاد شریف کا جواز وعدم جواز تھا۔ تاریخ مناظرہ مقرر ہوئی اور دونوں جانب سے مناظرہ کی تیاری ہونے لگی۔ حسن اتفاق کہ اس وقت بابو یوسف رئیس باسوپٹی موجود تھے، انھوں نے اپنے صاحبزادہ بابو اسرائیل سے کہا کہ مناظرہ میں تشریف لانے والے علمائے اہل سنت وجماعت کے طعام وقیام اور دیگر ضروریات اور اخراجات کی ذمہ داری ہماری ہوگی ،انتظام وانصرام میں لگ جاؤ۔ حضرت شیر نیپال نے علمائے اہل سنت وجماعت کو بذریعہ خطوط اور ٹیلی گرام مناظرہ کی تاریخ کی اطلاع دیدی ہے اور دعوت نامہ بھی پیش فرمادیا ہے اور علمائے کرام نے مناظرہ کی دعوت قبول بھی کرلی۔

حضرت علامہ حضور حافظ ملت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ حضور حافظ ملت نے دعوت قبول فرماتے ہوئے دعوت نامہ کے جواب میں جو مکتوب حضرت شیر نیپال کے نام بھیجا اس میں حضرت نے تحریر فرمایا تھا جیش تنہا لشکر اسلام ہے عبد العزیز کی کیا ضرورت ہے، پھر بھی دعوت مناظرہ قبول ہے۔ افسوس صد افسوس کہ حضور حافظ ملت دربھنگہ سے واپس ہوگئے۔ جو صاحب حضور حافظ ملت کو لینے دربھنگہ گئے تھے ان کی حضرت سے ملاقات نہ ہوسکی، جس کا افسوس حضرت شیر نیپال کو رہا۔ شارح بخاری نائب مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ شاہ شریف الحق صاحب قبلہ بلرام پوری علیہ الرحمہ، امین شریعت قاضی القضاۃ حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین قبلہ مفتی اعظم کانپور یوپی علیہ الرحمہ، شیر بہار حضرت علامہ مفتی محمد اسلم قبلہ مقصود پور بہار علیہ الرحمہ، پیر طریقت صوفیٔ باصفا حضرت علامہ عبد الواجد صاحب قبلہ مقیم کاٹھمنڈو نیپال، ان کے علاوہ علاقہ کے علمائے کرام وحفاظ عظام ومدارس اہل سنت کے مدرسین وطلباء کثیر تعداد میں شریک تھے۔

حضرت شیر نیپال قبلہ نے ماسٹر حبیب اللہ صاحب کو جو باسوپٹی کے رہنے والے تھے مناظرہ کی تاریخ سے چندروز قبل انتظام کے لئے باسوپٹی روانہ کرچکے تھے، دونوں طرف سے تیاری ہورہی تھی، وہابیوں کی جانب سے افواہ پھیلائی جارہی تھی کہ وہابی مناظر جامعہ سلفیہ سے، دار العلوم سلفیہ دربھنگہ سے، دار العلوم مئو سے آرہے ہیں اس مناظرہ میں فیصلہ ہوجائے گا، گولی چلے گی کسی کو بھاگنے اور سر چھپانے کا موقع نہیں ملے گا۔ طرح طرح کی افواہیں اور دھمکیاں وہابی کی جانب سے دی جارہی تھی، کبھی کہتا کہ

باسوپٹی اور بلکٹوا دور نہیں ہے یہ ہمارا علاقہ ہے، نیپالی مولوی آکر ہمارے گھر میں گھس کر مناظرہ کرے گا ہم دیکھ لیں گے حنفی مولویوں اور عوام میں کتنی طاقت ہے۔ اور اندرونی طور پر وہابیوں نے یہ سازش رچی کہ ہر لاکھی تھانہ میں رپورٹ لکھوا دی کہ فلاں تاریخ میں نیپال کے راستہ پاکستانی مولانا لوگ باسوپٹی آرہے ہیں۔ وہابیوں کی یہ چال تھی کہ پاکستانی ہونے کے شبہ میں حضرت شیر نیپال گرفتار ہو جائیں گے، ان کے ہمراہی حراست میں ہو جائیں گے، تحقیقات میں دو تین دن لگ جائیں گے، مناظرہ کی تاریخ گزر جائے گی اور فتح کا طبل بجانے کا موقع وہابیوں کو مل جائے گا۔ وہابیوں کے مکر وفریب سے یوسف بابو رئیس باسوپٹی بخوبی واقف تھے اور وہابیوں کی طرف سے پھیلائی گئی افواہ سے طیش میں تھے۔ یوسف بابو نے اپنے بھتیجہ ذکی بابو کو جو کسی اعلیٰ سرکاری عہدہ پر فائز تھے خط لکھا کہ اپنی بندوق کے ساتھ باسوپٹی آجا ہمیں تمہاری ضرورت ہے، ذکی بابو خط ملتے ہی مناظرہ سے دو روز قبل باسوپٹی آگئے۔ اب یوسف بابو نے وہابی مولوی عین الحق اور مولوی شمس الحق سلفی کو خبر کر دیا کہ ادب وتہذیب کے دائرہ میں شرافت کے ساتھ قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ مجتہدین ومفسرین ومحدثین کی روشنی میں ہمارے علمائے احناف سے آپ ضرور بحث ومباحثہ کریں اور وقت مقررہ پر مناظرہ گاہ میں پہنچیں، اگر ایسا نہیں کیا اور وہابیوں نے ادب وتہذیب اور شرافت کا دامن چھوڑا اور غنڈہ گردی ودہشت گردی پر آمادہ ہوئے تو اس کا جواب دینے کے لئے یوسف باسوپٹی میں بیٹھا ہے اور میں نے بھی وہابی غنڈہ گردی کا جواب دینے کی پوری تیاری کر لی ہے، اسی لیے میں نے اپنے بھتیجہ ذکی بابو کو بندوق کے ساتھ بُلایا ہے جو حکومتی اعلیٰ افسر ہیں۔ یوسف بابو رئیس باسوپٹی اور ان کے صاحبزادے اسرئیل بابو گویا زبان حال سے یہ اعلان کر رہے تھے کہ ؎

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

حضرات گرامی! مناظرہ کی تاریخ سے ایک روز قبل حضرت شیر نیپال اور میں راقم الحروف (عبدالجبار منظری) حضرت حافظ خلیل برکاتی، صوفی عطاء الرحمٰن صدیقی، مولوی اختر حسین صاحب صاحبزادہ حضرت پیر طریقت مولانا عبدالحفیظ صاحب باسوپٹی اور جامعہ حنفیہ کے کچھ طلبہ بعد نماز عصر باسوپٹی مناظرہ کے لئے سائیکل سے روانہ ہوئے، مدرسہ سے باہر نکلے تھے کہ سخت بارش ہونے لگی، سبھوں کو رک جانا پڑا، یہاں تک کہ مغرب کی اذان ہوگئی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد بوندا بودی کی حالت میں ہی مذکورہ بالا حضرات حضرت کے ہمراہ باسوپٹی کے لئے سائیکل سے روانہ ہوگئے۔ جب بارش تیز ہوتی تو کبھی راستہ میں رکنا پڑتا، راستہ میں رات ہوگئی، موسمی بارش، اندھیری رات، کچی سڑک، کیچڑ اور تاریکی کی وجہ سے سائیکل چلانا دشوار تھا۔ اندھیری رات کی وجہ سے ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں پا رہے تھے۔ کبھی کبھار سائیکل چلاتے آپس میں ٹکرا جاتے، خطرہ سے بچنے کے لیے ہمیشہ سائیکل کی گھنٹی بجانی پڑتی تھی تا کہ ایک دوسرے میں دوری قائم رہے۔ ایک بار تو ایسا ہوا کہ مولوی اختر صاحب سائیکل کے ساتھ نہر میں چلے گئے اور کسی طریقہ سے بمشکل حضرت مولوی اختر صاحب کو صوفی عطاء الرحمٰن صاحب نے طلبہ کی مدد سے باہر نکالا اور پھر سفر شروع ہوا۔ تاخیر کی وجہ سے یوسف بابو کو تشویش لاحق ہوئی اور انہوں نے ماسٹر حبیب اللہ صاحب اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات

کی تقریباً رات کے نو دس بجے باسوپٹی پہنچا۔

نماز عشا اور کھانے سے فراغت کے بعد حضور امین شریعت مفتی اعظم کانپور، حضرت علامہ مفتی شاہ رفاقت حسین قبلہ علیہ الرحمہ کی صدارت میں علمائے اہل سنت و جماعت کی مشاورتی نشست ہوئی، مجلس شوریٰ میں نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مفتی شریف الحق امجدی شارح بخاری بلرام پوری ثم مبارک پوری، مناظر اہل سنت شیر بہار حضرت مفتی اسلم صاحب جامعہ قادریہ مقصود پور، صوفی دوراں حضرت علامہ شاہ مفتی عبدالواجد صاحب قبلہ، خطیب کشمیری جامع مسجد کاٹھمانڈو، حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صاحب قبلہ جنکپور، مفتی عبیدالرحمٰن صاحب پوکھریروی، مولانا حبیب اللہ صاحب امام جمعہ حنفی جامع مسجد باسوپٹی بازار اور راقم الحروف (عبدالجبار منظری) مدرس دارالعلوم حنفیہ جنکپور شریک مجلس شوریٰ تھے۔ موضوع مناظرہ پر دیر رات تک گفت وشنید ہوتی رہی اور بالاتفاق طے پایا کہ مفتی جیش صاحب کا علاقہ ہے، کام انہیں کو کرنا ہے اس لئے اہل سنت و جماعت کی جانب سے حضرت مفتی جیش صاحب قبلہ مناظر اہل سنت ہوں گے۔ حضرت امین شریعت علامہ شاہ مفتی رفاقت حسین صاحب قبلہ مفتی اعظم کانپور کی صدارت ہوگی، شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مفتی شریف الحق امجدی قبلہ بلرامپوری ثم مبارک پوری اور شیر بہار مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی اسلم قادری صاحب قبلہ معاون مناظر اہل سنت ہوں گے۔ اسٹیج کی ذمہ داری حضرت مفتی عبدالواجد قادری صاحب کی ہوگی۔ بات طے پا جانے کے بعد حضرت امین شریعت مفتی اعظم کانپور اور نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی نے مناظرہ سے متعلق کچھ نکات و رموز، اصول وضوابط، نشیب و فراز حضرت شیر نیپال کو سمجھائے موضوع مناظرہ ''مروجہ میلاد شریف کا ثبوت، جواز وعدم جواز قرآن وحدیث، ائمہ ومجتہدین، محدثین ومفسرین کے اقوال کی روشنی میں'' تھا۔ اور اہل حدیث غیر مقلد کا دعویٰ تھا کہ مروجہ میلاد شریف بدعت ہے اس لئے ناجائز وحرام ہے۔ غیر مقلد وہابی مدعی تھا اس لئے مدعی کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں قرآن وحدیث اور محدثین ومفسرین کے اقوال کی روشنی میں علمائے اہل سنت کے سامنے دلیل پیش کرنا تھا اور علمائے اہل سنت کی جانب سے حضرت مفتی جیش محمد صدیقی کو جواب دینا اور عوام کو مطمئن کرنا تھا۔ آدھی رات کو علمائے اہل سنت کی مجلس ختم ہوئی، سارے علما اپنی خواب گاہ جانے کی تیاری کرنے لگے۔

آج مناظرہ کی تاریخ اور دن تھا، ناشتہ میں تھوڑی تاخیر ہوئی تو حضرت مفتی شریف الحق صاحب قبلہ امجدی اور حضرت مفتی محمد اسلم رضوی شیر بہار حضرت شیر نیپال کو ساتھ لے کر مناظرہ گاہ کی طرف چل دیئے کہ مذہب ومسلک کا معاملہ ہے، ناشتہ پھر کر لیں گے اور وقت مقررہ سے آدھا گھنٹہ پہلے اسٹیج پر پہنچ گئے اور کچھ ہی دیر میں حضور امین شریعت مفتی محمد رفاقت حسین مفتی اعظم کانپور علمائے اہل سنت و جماعت اور عوام کی جھرمٹ میں اسٹیج پر تشریف لے آئے۔ حضرت مفتی عبدالواجد صاحب قبلہ نے نعرۂ تکبیر ورسالت سے حضرت مفتی اعظم کانپور اور دیگر علمائے اہل سنت کا استقبال کیا، عوام کا ازدحام تھا، علاقہ کے مسلمان سیلاب کی طرح امنڈ آئے تھے اور پُر جوش نظر آرہے تھے۔ اسٹیج کا سماں قابل دید تھا، علمائے اہل سنت و جماعت کی ممبر پر جلوہ افروزی سے ایسا لگ رہا تھا کہ آسمان سے زمین پر ماہ ونجوم اور کہکشاں اتر آئے ہیں۔ یوسف بابو رئیس باسوپٹی خود بھی اسٹیج کے داہنی جانب کرسی پر بیٹھے

تھے، ذکی بابو یوسف بابو کی ہدایت کے مطابق چوکس و چوبند اسٹیج کے ارد گرد گشت کر رہے تھے۔ جیسے ہی گھڑی کی سوئی وقت مقرر پر پہنچی حضور شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی صاحب قبلہ مائک پر آئے اور آپ نے حضرت مفتی اعظم کانپور اور حضرت مفتی محمد جیش صدیقی کے نام کا اعلان فرمایا کہ مجلس مناظرہ کی صدارت اہل سنت و جماعت کی جانب سے حضرت امین شریعت مفتی رفاقت حسین صاحب مفتی اعظم کانپور فرمائیں گے اور مناظر اہل سنت حضرت مفتی محمد جیش صدیقی ہوں گے۔ صدارت و مناظر کے اعلان کے بعد مفتی عبدالواجد صاحب قبلہ مائک پر آئے اور علمائے اہل سنت و جماعت کا بڑے حسین انداز میں تعارف کرایا، جس سے لوگوں کا دل باغ باغ ہو گیا۔ قرآن کریم کی تلاوت اور نعت خوانی کے بعد پھر حضرت مفتی شریف الحق صاحب مائک پر آئے اور آپ نے فرمایا علمائے اہل سنت وہابیوں کا چیلنج مناظرہ قبول کر کے وقت مقررہ سے آدھا گھنٹہ قبل اسٹیج پر تشریف لا چکے ہیں، ہم نے اپنے صدر اور مناظر کے نام اور معاونین کے نام کا اعلان کر دیا ہے۔ وہابیو! اب تم اپنے دلائل و براہین کے ساتھ میدان مناظرہ میں آجاؤ اور اپنے وہابی مناظر کا نام پیش کرو۔ تقریباً آدھا گھنٹہ تک حضرت اعلان فرماتے رہے اور دعوت مناظرہ دیتے رہے مگر ایک بھی وہابی مولوی مقابلہ میں نہیں آیا حضرت نے فرمایا میرا تجربہ ہے کہ۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

حضرت نائب مفتی اعظم ہند مفتی شریف الحق کافی جذباتی ہو گئے اور فرمایا سن لو! وہابیو! مفتی اعظم کانپور اور شریف الحق اور مفتی عبدالواجد و مفتی عبیدالرحمٰن پوکھریروی کو ابھی رہنے دو یہ حضرات تو زینت اسٹیج ہیں تم سے مناظرہ مکالمہ مجادلہ مقابلہ مباحثہ کے لئے دو شیر لے کر آیا ہوں ایک شیر نیپال مفتی جیش صدیقی اور دوسرے شیر بہار حضرت مفتی اسلم رضوی مقصود پوری، یہ دونوں شیر وہابی سیاروں کے لئے کافی ہیں۔ دیگر علمائے اہل سنت کو تمہارے مقابلہ میں آنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ اتنے میں حضور حافظ ملت کا مکتوب کسی نے پیش کر دیا حضرت نے حضور حافظ ملت کا خط پڑھ کر سنایا جس میں آپ نے اپنے شاگرد رشید حضرت مفتی محمد جیش صدیقی کو لکھا تھا کہ جیش تنہا لشکر اسلام ہے عبدالعزیز کی کیا ضرورت ہے پھر بھی حق کی حمایت کے لئے دعوت مناظرہ قبول ہے ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کامیاب ہوں گے۔ حضور حافظ ملت کا مکتوب نامہ سن کر علمائے اہل سنت کے چہرے کھل اُٹھے اور نعرۂ تکبیر و رسالت کی صدا بلند ہونے لگی اور حضور شارح بخاری کے اعلان کی تائید کی۔ حضرت نے پوچھا وہابی مولوی کہاں کہاں سے آئے ہیں؟ میں راقم الحروف منظری نے کہا حضور دو بھائی وہابی مولوی بلکٹوا گاؤں کے ہیں جن کا نام مولانا عین الحق و مولانا شمس الحق ہے، کوئی وہابی مولوی دیودھا کا ہے کوئی ہرلاکھی کا اور کوئی کوّاہا کا ہے۔ حضرت کو نام اور گاؤں سن کر ہنسی آگئی اور آپ نے فرمایا جب گاؤں میں کسی سے کوئی سنگین جرم سرزد ہوتا ہے تو گاؤں والے اس کا بال کاٹ کر چہرہ پر سیاہی لگا دیتے ہیں اور گاؤں میں گشت کراتے اور گھماتے ہیں تاکہ لوگ جان جائیں اس بلکٹوے نے سنگین جرم کیا ہے، جس کی سزا اُسے دی جارہی ہے۔ تو یہ سزا یافتہ مولوی آئے ہیں ہرلاکھی کا مولوی تو لاکھ بار کا ہارا ہوا لگ رہا ہے، اور دیودھا والے بیچارے مولوی تو دیوزدہ ہے (آسیب زدہ

ہے) اور کوّا ہاوالے کوے کی طرح کائیں کائیں کریں گے ،شور مچائیں گے، ان کی تو عادت شور مچانے کی ہے، یہ کیا مناظرہ کریں گے۔کل علمائے اہل سنت جب رخصت ہوجائیں گے تو اہل حدیث ہونے کا دعویٰ کرنے والے غیر مقلد جو درحقیقت اہل حُدَ یُث ہیں رُک رُک کر حَدَث کریں گے اور مسلم آبادی میں اپنی بدعقیدگی کی بدبُو پھیلائیں گے۔مسلمانو! ان سے ہوشیار رہنا، اپنے آقا مولا ﷺ کی باتوں پر عمل کرنا،ان بدمذہبوں سے دور رہنا اور ان کو اپنے سے دور رکھنا، اسی میں تمہارے ایمان کی حفاظت ہے۔اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ رب کریم نے تمہارے دین وایمان کی حفاظت کے لئے، بدمذہب بھیڑیوں سے تمہیں بچانے کے لئے، علاقہ کے مسلمانوں کو دوشیر عطا فرمایا ہے ایک ہیں شیر نیپال مفتی محمد جیش صدیقی اور دوسرے شیر بہار مفتی اسلم رضوی۔ان علمائے اہل سنت کی باتوں پر عمل کرنا، یہ حضرات راہ نجات اور صراط مستقیم والے ہیں،تمہارے دین وایماں کی حفاظت کے لئےحضور امین شریعت کانپور سے،کوئی مبارک پور سے،کوئی بلرام پور سے،کوئی مقصود پور اور مظفر پور سے،تو شیر نیپال جنکپور سے آئے ہیں، یہاں سب پُرہی پُر ہیں وہابیوں کے جیسے خالی نہیں ہیں۔علمائے اہل سنت نور علم وعرفان سے پر ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر کو درازگی عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

حضرت شارح بخاری کے بعد حضرت شیر بہار مفتی محمد اسلم رضوی صاحب مائک پر آئے اور جاء الحق وزھق الباطل کے موضوع پر مدلل تقریر فرمائی اور بار بار وہابیوں کو آواز دیتے اور للکارتے رہے مگر جماعت وہابیہ سے کسی نے مناظرہ کی جرأت نہیں کی،عوام کی طرف سے صدا بلند ہونے لگی حضور! مناظرہ ہوگیا علمائے اہل سنت کی فتح اور وہابیوں کی شکست ہوگئی،عوام نے اپنا فیصلہ سنادیا، علمائے اہل سنت کی جماعت اہل حق کی جماعت ہے۔سنی علما کے نورانی چہرے کو دیکھو نور کی بارش ہورہی ہے اور وہابی مولویوں کی صورت دیکھو! لگتا ہے چمگادڑ ہے چمگادڑ جس طرح چمگادڑ کو دن کی روشنی میں کچھ بھی نظر نہیں آتا اسی طرح وہابی مولویوں کو قرآن وحدیث کی روشنی میں عظمت مصطفےٰ ﷺ نظر نہیں آئی۔کیا مناظرہ کریں گے حق وباطل کا فیصلہ ہو چکا۔عوام کی مجلس سے جب اس طرح کی آواز بلند ہونے لگی تو حضرت شیر بہار نے للکارتے ہوئے فرمایا ہمارے سنی جوانوں کو چاہئے کہ وہابی مولوی کو پکڑ کر لائے۔حضرت شیر بہار مفتی اسلم صاحب کی بات پر کچھ سنی نوجوان وہابی اسٹیج کی طرف بڑھے مولوی اختر صاحب کے مکان کے نزدیک کھیت میں وہابیوں نے ایک چھوٹا منڈپ بنا رکھا تھا جس پر کچھ وہابی مولوی بیٹھے تھے اور نیچے کچھ وہابی عوام نظر آرہی تھی۔ سنی نوجوانوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہابی مولوی فرار ہوگئے اور بھگدڑ مچ گئی،سنی نوجوانوں اور سنی عوام میں کافی جوش وجذبہ تھا بار بار تکبیر ورسالت کے فلک شگاف نعرے لگائے جارہے تھے اور علمائے اہل سنت زندہ باد،شیر نیپال زندہ باد۔شیر بہار کے بعد حضرت مفتی جیش محمد علیہ الرحمہ مائک پر تشریف لائے اور آپ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد قرآن کریم کی آیت کریمہ میلاد النبی ﷺ سے متعلق تلاوت فرمائی اور ایک شعر آپ نے پڑھا جو آج تک مجھے یاد ہے۔

ازل سے ستیزہ کار رہا ہے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

بعدہٗ حضرت شیر نیپال نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن وحدیث کی روشنی میں پُر مغز ومدلل تقریر فرمائی، حضرت کی پوری تقریر آیات قرآنی سے مزین ومبرہن تھی۔ میلاد کے موضوع پر حضرت شیر نیپال کی زبانی سنی ہوئی آیات قرآنی آج بھی میرے ذہن میں محفوظ ہیں، طوالت کی وجہ سے رقم نہیں کر رہا ہوں۔ حضرت شیر نیپال کبھی اسوۂ صحابہ پیش فرماتے، کبھی اقوال محدثین ومفسرین بیان فرماتے، کبھی صاحب ترمذی کا تذکرہ فرماتے کہ امام ترمذی نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں ایک باب میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم فرما کر ان وہابیوں کو منہ توڑ جواب دیا ہے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت کہنے والو! اور اپنے کو اہل حدیث ہونے کا دعویٰ کرنے والو! لگاؤ فتویٰ امام ترمذی پر کہ امام ترمذی نے بدعت کیا؟ حرام کیا؟ کہ میلاد النبی کا باب قائم کیا۔ اگر تمہیں ہمت ہے تو لگاؤ فتویٰ پھر دیکھو علمائے اسلام تمہاری کس طرح خیریت لیتے ہیں۔ پھر حضرت شیر نیپال وہابیوں کی پیدائش بیان کرنے لگے اور مسلمانوں کو باخبر کیا کہ وہابیت غیر مقلدیت خود بدعت سیئہ ہے، شیخ اسماعیل دہلوی کے پیروکار ہیں اور شیخ دہلوی امام الوہابیہ غیر مقلد خود شیخ ابن عبد الوہاب نجدی کے عقائد وافکار ونظریات کے متبع ہے۔ شیخ نجدی کی کتاب ''التوحید'' کا اردو ترجمہ تقویۃ الایمان نامی کتاب شیخ اسماعیل دہلوی کی ہے، عقائد ونظریات میں شیخ ابن تیمیہ ولادت ۱۲۱ھ/ وفات ۷۲۸ھ اور شیخ ابن عبد الوہاب نجدی ولادت ۱۱۱۵ھ/ وفات ۱۲۰۶ھ کے متبع اور پیروکار ہیں۔ یہ غیر مقلدین وہابیہ تقلید ائمہ کو شرک کہتے ہیں اور اپنے ان افکار ونظریات میں شیخ ابو سلیمان بن داؤد علی ظاہری ولادت ۲۰۲ھ م ۸۱۵ء وفات م ۸۸۳ء/ ۲۷۰ھ کے متبع ہیں، یہ اپنے کو اہل حدیث کہنے والوں کی جماعت ہے، غیر مقلدین وہابیہ خود بدعت سیئہ ہیں، اتحاد بین المسلمین کو پارہ پارہ کر رہے ہیں اور دین کے نام پر بے دینی پھیلا رہے ہیں۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کے بارے میں فرمایا ہے "اهل البدعة كلاب اهل النار"۔ لہٰذا مسلمانو! ایسی جماعتوں سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو۔ مسلمانو! اگر تم نے اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر عمل نہیں کیا اور ان کو تم نے اپنے قریب آنے دیا تو یہ تمہیں گمراہ کر دیں گے اور فتنہ میں ڈال دیں گے۔ آج پوری دنیائے اسلام چاروں ائمہ میں سے کسی نہ کسی امام کا مقلد ہے، کوئی حنفی ہے امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا مقلد، تو کوئی شافعی ہے، تو کوئی مالکی ہے، کوئی حنبلی ہے، یہاں تک کہ سعودی وہابی بھی اپنے کو حنبلی کہتا ہے، وہ اپنے کو اہل حدیث غیر مقلد نہیں کہتا ہے۔ یاد رکھو! ان وہابیوں کا شجرۂ ملعونہ ہندو پاک و نیپال اور متصل ممالک میں شیخ اسماعیل دہلوی سے شروع ہوا اور وہ شیخ نجدی ابن عبد الوہاب سے لیا اور وہ شیخ ابن تیمیہ سے اور وہ شیخ ابو سلیمان بن داؤد علی ظاہری متوفی ۳۰۷ھ کے افکار ونظریات کا مقلد ہوا اور تقلید ائمہ کو شرک کہا۔ لہٰذا مسلمانو! تم ہوشیار رہنا یہ ہمارے اکابر علمائے کرام جو منبر نور پر جلوہ افروز ہیں، دور دراز سے سفر کر کے تمہارے ایمان کی حفاظت کے لئے آئے ہیں، یہ احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے آئے ہیں، جن کی نورانی صورتوں کو دیکھ کر آپ حضرات سامعین کرام نے فیصلہ سنا دیا ہے کہ یہ اہل حق کی جماعت ہے، حق ان کے ساتھ ہے، ایک مٹھی وہابی چمگادڑ کی جماعت ہے، مناظرہ ہو چکا اہل حق اہل سنت وجماعت کو اللہ تعالیٰ نے فتح مبین عطا فرمائی اور وہابیوں کو شکست فاش ہوئی، یہ آپ ہی حضرات کا فیصلہ ہے اس پر قائم رہنا۔

حضرت شیر نیپال کے بعد علما کی درخواست پر حضور امین شریعت مفتی اعظم کانپور حضرت علامہ شاہ مفتی رفاقت حسین

صاحب (علیہ الرحمہ) مائک پر تشریف لائے اور خطبۂ مسنونہ کے بعد آیت قرآنی تلاوت فرمائی، ترجمہ فرمایا اور تشریح فرمائی اور ابلیس لعین کی تلبیس کو بیان فرمایا کہ کس طرح ابلیس نے خدا کی وحدانیت کی آڑ لے کر حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم سے انکار کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور خدا کی بارگاہ میں اپنے کو حضرت آدم سے افضل ثابت کرنے کی جسارت کی۔ اور دلیل دینے لگا کہ اے اللہ تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے، جس کا ذکر قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِينٍ۔ خدائے قہار و جبار کے حکم کی نافرمانی اور ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم سے انکار کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہوا اور لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈال دیا گیا۔ اس میں عبرت ہے کہ کوئی کتنا بڑا موحد ہو، نمازی ہو، حاجی ہو، عابد ہو، زاہد ہو، ساجد ہو، شب زندہ دار ہو، ظاہر تقویٰ سے آراستہ ہو مگر وہ نبی کی عظمت کا منکر ہو، بارگاہ نبوت و رسالت کا گستاخ ہو تو ساری عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ ان کے منہ پر ماردیئے جائیں گے۔ خدا کی بارگاہ میں ایسی عبادت، تقویٰ وطہارت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مسلمانو! تم ایسوں سے ہوشیار رہنا اور حضرت شیر نیپال اور حضرت شیر بہار کی باتوں پر عمل کرنا۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے آمین۔

تقریباً دن کے ۲ بجے مجلس مناظرہ صلوٰۃ وسلام اور حضور امین شریعت کی دعاؤں پر ختم ہوا۔ حضرت مفتی محمد اسلم صاحب نے مناظرہ میں اہل سنت و جماعت کی فتح اور وہابیوں کی شکست و فرار ہونے کا اعلان فرمایا اور رات میں یوسف بابو کے دولت کدہ پر جشن فتح منانے کا اعلان کیا۔ علمائے کرام اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے، نماز ظہر اور کھانے سے فراغت کے بعد مفتی عبید الرحمٰن پوکھریروی پھر اسٹیج پر تشریف لے گئے۔ عوام جمی ہوئی تھی، جانے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ مفتی عبید الرحمٰن صاحب پوکھریروی اپنے انداز میں خطاب فرماتے رہے اور وہابی مولوی کو للکارتے رہے، کسی نے سامنے آنے کی جرأت نہیں کی۔ عصر کے وقت صلوٰۃ وسلام اور حضرت مفتی عبید الرحمٰن صاحب کی دعاء پر دوسری مجلس ختم ہوئی۔ بوقت شب جشن فتح مناظرۂ باسوپٹی منایا گیا، علمائے کرام نے اپنے نورانی بیانات سے سامعین کو مستفیض فرمایا۔ حضرت امین شریعت نے فرمایا "مسلمانو سنو! باسوپٹی کے مناظرہ نے حق و باطل کے درمیان حد فاصل قائم کر دیا ہے، کسی گمراہ فرقہ کی باتوں میں نہ آنا، مذہب اہل سنت و جماعت پر اور مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہنا، غوث اعظم اور خواجہ غریب نواز اور دیگر بزرگان دین کے ذریعہ جو اسلام اور طریقہ ہم کو اور آپ کو ملا ہے اسی پر عمل کرنا۔ جشن فتح رات کے ایک بجے صلوٰۃ وسلام اور حضرت مفتی اعظم کانپور کی دعاؤں پر ختم ہوا۔ حضرت شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ نے تمام علمائے کرام کا شکریہ ادا کیا اور مدرسہ منظر اسلام جسے مولانا عبد الحفیظ صاحب علیہ الرحمہ نے قائم کیا تھا جو مسلمانوں کی بے توجہی سے بند ہو گیا تھا، اس مدرسہ کی نشأۃ ثانیہ کا اعلان فرمایا اور وہابی کی تردید کے لئے لفظ حنفیہ کا اضافہ فرمایا۔ الحمد للہ! کہ آج بھی وہ مدرسہ حنفیہ منظر اسلام کے نام سے قائم ہے اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے، علاقہ کے مسلمان اور طلبہ مستفیض ہو رہے ہیں اور اپنی دینی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔ صبح بعد نماز فجر چائے ناشتہ کے بعد علمائے کرام اپنی اپنی منزل کی طرف رخصت ہوئے، بابو یوسف صاحب اور ان کے صاحبزادہ اسرائیل بابو نے علمائے کرام کا شکریہ ادا کیا اور معذرت خواہ

ہوئے کہ ہم نے آپ حضرات کو زحمت دی دین حق اور مذہب و مسلک کی حفاظت کے لئے آپ حضرات نے اپنا قیمتی وقت دیا اور تشریف لائے، تہ دل سے ہم علمائے کرام کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ناظرین کرام! یہ ہے باسوپٹی مناظرہ کا آنکھوں دیکھا حال۔

(نقوش حیات ص39 تا 51)

غرض یہ کہ آپ نے اسلام کی ترویج واشاعت اور حفاظت وصیانت کے لئے مناظرہ جیسے اہم اور مشکل ترین فن کا بھی استعمال فرمایا، اس فن میں بھی آپ کو اللہ تعالیٰ نے کامل دسترس عطا فرمایا ہے اور ایک کامیاب مناظر کے لئے جتنے علوم وفنون اور دیگر اوصاف وشرائط سے آراستہ ہونا چاہئے ان سب کے آپ جامع تھے۔مناظرہ مدھوبنی کے علاوہ آپ نے سومیرا مظفر پور بہار اور نیپال میں بھی کئی ایک مناظرہ کیا ہے اور ہر مناظرہ میں فتح ونصرت سنی ہی کو ملی۔اور اکثر مناظروں کا حال یہ ہے کہ باطل جماعت وگروہ کے مولویوں نے چیلینج مناظرہ تو اپنی حماقت سے کر دیا جسے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ قبول فرماتے رہے، مگر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے علمی رعب ودبدبہ سے مرعوب وخائف ہو کر وہابی دیوبندی مولوی تاب مناظرہ اور سامنے آنے کی ہمت جٹا نہ سکے اور ذلت ورسوائی کے خوف سے مناظرہ کرنے سے عاجز رہے۔

ایک بار نیپال سے کچھ لوگ حضور حافظ ملت کی بارگاہ میں بدعقیدوں سے مناظرہ کرنے کے لئے ایک مناظر طلب کرنے کے لئے گئے تو آپ نے فرمایا نیپال میں مفتی جیش محمد سب سے بڑے عالم اور مناظر ہیں انہیں کو لیجاؤ۔

بدعقیدوں کو آپ سے بحث کرنے کی جلدی ہمت نہیں ہوتی تھی اور جو ہمت بھی کرتا تو اسے ذلت رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔اکثر وہابی مولوی آپ کو دیکھ کر راستہ بدل لیتے اور سامنے سے گذرنے کی ہمت نہیں کر پاتے۔جنکپور میں ایک سلفی مولوی جس کا نام شمس الحق بلکٹوی ہے وہابیت کی گندگی پھیلانے کی کوشش کرنے لگا تو اسے بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے ذلت ورسوائی کے ساتھ وداع کیا اور اس کی ناپاک سازش سے سنی مسلمان کو محفوظ کیا۔مولانا عبد الجبار منظری صاحب لکھتے ہیں:

(1)

''شعبان المعظم کی بات ہے، حضرت کو تراویح کے سلسلہ میں پٹنہ جانا تھا روانگی کی تاریخ قریب تھی اسی درمیان بلکٹوا متصل باسوپٹی بازار کا ایک وہابی غیر مقلد مولوی شمس الحق سلفی جنکپور چڑھ آیا، اس کو اطلاع تھی کہ مولانا جیش حافظ قرآن بھی ہیں وہ پٹنہ لان کی مسجد میں ہر سال رمضان المبارک میں تراویح سناتے ہیں پٹنہ جا چکے ہوں گے، میدان خالی ہے جی کھول کر ہفوات بکیں گے اور مناظرہ کا چیلینج کریں گے اور عوام کو گمراہ کریں گے کہ میں تو مناظرہ کے لئے آیا تھا مقابلہ کے ڈر سے مولانا جیش فرار ہو گئے، ایسے میں میری خوب واہ واہی ہوگی اور میری دھاک بیٹھ جائے گی۔بلکٹوی مولوی جنکپور آتے ہوئے باسوپٹی کے علاقہ کے قرب وجوار میں یہ پرچار کرتا ہوا آیا کہ مولانا جیش سے مناظرہ کے لئے جنکپور جا رہا ہوں۔یہ سن کر دونوں طرف کی عوام حنفی اہل سنت وجماعت اور سلفی غیر مقلد وہابی جنکپور میں جمع ہونے لگے۔حضرت سے لوگ آکر ملنے لگے پوچھا کیسے آنا ہوا یہ مجمع کیسا ہے؟ لوگوں کے بیان سے معلوم ہوا کہ مولوی شمس الحق غیر مقلد وہابی جنکپور آیا ہے اور راستہ میں یہ پرچار کرتا ہوا آیا ہے کہ مولانا جیش

سے مناظرہ کے لئے جارہا ہوں، ہم لوگوں نے کبھی مناظرہ نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے اس لئے مناظرہ دیکھنے اور سننے آئے ہیں۔حضرت شیر نیپال نے مدرسہ کے صدر شہید میاں انصاری اور سکریٹری محمد انیس قریشی صاحب کو خبر کیا وہ لوگ آئے، باہر سے آئے ہوئے عوام کی بات سنی اور تحقیق حال کے لئے چلے گئے۔تھوڑی دیر بعد واپس آکر سکریٹری صاحب نے اطلاع دی کہ مولوی شمس الحق بلکٹوا اور اس کے کچھ معاونین آئے ہیں عبدالحفیظ لہیری وہابی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے ہیں، مناظرہ سے انکار کررہے ہیں اور آج کی شب اسحاق میاں جی وہابی کے دالان میں ان کی تقریر ہوگی۔حضرت نے یہ سن کر مجھے حکم دیا کہ آپ بھی اپنی انجمن کی جانب سے آج کی شب تقریر کا پروگرام رکھئے، وہابی مولوی نے شرارت کی تو اس کا جواب دیا جائے گا۔قرب وجوار کے علمائے اہل سنت جو اس وقت تھے وہ حضرات بھی مناظرہ کی خبر سن کر مدرسہ حنفیہ آچکے تھے۔جناب سکریٹری محمد انیس قریشی صاحب کے مشورہ پر قرب وجوار کے اثر ورسوخ والے حضرات اہل سنت وجماعت بھی بلائے گئے۔اس طرح علمائے اہل سنت وجماعت، طلبہ اور عوام وخواص کی بھیڑ جمع ہوگئی۔بعد نماز عشا تلاوت قرآن کریم اور نعت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مجلس کا آغاز ہوا، مدرسہ حنفیہ سے تقریباً پچاس میٹر کی دوری پر جانب جنوب اسحاق میاں جی کے دالان میں وہابی مولوی شمس الحق کی تقریر شروع ہوئی، حضرت نے وہابی مولوی کے ہفوات وبکواس نوٹ کرنے کے لئے ماسٹر حبیب اللہ صاحب کو مقرر کیا، ماسٹر صاحب باسوپٹی باشی تھے اور لہنہ ہائی اسکول میں اردو کے ٹیچر تھے۔ماسٹر موصوف وہابی مولوی کی تقریر کا نوٹ لالا کر حضرت کو پیش کرتے رہے اہل سنت وجماعت کی طرف سے حنفیہ کے مائک پر حضرت نے مجھے کھڑا کیا تھا اور میری تقریر ہورہی تھی۔ماسٹر حبیب اللہ صاحب کے لائے ہوئے نوٹ سے ایک پرچہ حضرت نے میری طرف پیش کیا جس میں لکھا تھا کہ وہابی مولوی شمس الحق نبی کریم ﷺ کو اپنا جیسا بشر کہہ رہا ہے اور کہتا ہے ہمارے آپ کی طرح نبی ﷺ کھاتے پیتے تھے، چلتے پھرتے تھے، نکاح فرمایا اولادیں ہوئیں، جہاد میں زخمی ہوئے، دندان مبارک شہید ہوئے۔میں اس پرچہ کے جواب میں وہابی مولوی کو کہا سنو! یہ تو وہی دلیل ہے جو کفار ومشرکین نے دیا تھا کہ اس نبی ﷺ کو کیا ہوگیا ہے؟ یہ تو ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں بازار جاتے ہیں کفار مکہ کے اعتراض کو رب کریم نے قرآن کریم میں نقل فرمایا ہے۔ہم اہل سنت وجماعت کا صاف ستھرا عقیدہ ہے کہ سارے انبیائے کرام ورسولان عظام صلوات اللہ علیہم اجمعین بشر ہیں لیکن ہم جیسے بشر نہیں ہیں، ان کی بشریت بے مثل وبے مثال ہے، جس کی کوئی نظیر نہیں۔حقیقت محمدیہ ﷺ نور ہے اور بشر کی طرف لباس بشریت میں تشریف لائے، آیات قرآنی اور احادیث نبوی شاہد ہے اور سب سے پہلے توہین کی نیت سے نبی کو بشر کہنے والا ابلیس لعین ہے تخلیق آدم علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے فرشتو! آدم کا سجدہ کرو تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا اور ابلیس سجدہ کا منکر ہوا، اور اکڑا کھڑا رہا۔خالق اکبر نے پوچھا سجدہ کا حکم تو میرا تھا تمہیں کس نے سجدہ سے روکا؟ تو ابلیس نے اپنی دلیل بارگاہ رب العزت میں پیش کیا ''ءَاَسجد لبشر'' کیا میں بشر کا سجدہ کروں؟ آج ابلیس کی ذریت بھی وہی راگ الاپ رہی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے ہی طرح بشر تھے۔میری تقریر جاری تھی کہ دوسرا پرچہ ماسٹر صاحب لے کر آئے کہ وہابی مولوی کہہ رہا ہے'' کہ اہل سنت وجماعت نبی کریم کے لئے علم غیب مانتے ہیں حالاں کہ علم غیب تو خاصۂ خدا ہے، خدا کے علاوہ کوئی

غیب نہیں جانتا اگر نبی کریم کو علم غیب ہوتا اور آپ غیب جانتے تو حضرت ام المؤمنین عائشہ پر جب تہمت لگی تھی تو آپ نے حضرت صدیقہ سے بول چال کیوں بند کر دیا تھا اور آپ نے حضرت عائشہ سے کچھ دنوں قطع تعلق فرمالیا تھا اور کیوں نہ اعلان کیا کہ یہ بات غلط ہے، بے بنیاد ہے، عائشہ پاک ہیں، طیبہ طاہرہ ہیں اور یہ غلط الزام ہے، میری بیوی ایسی نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو علم غیب نہ تھا۔'' یہ نوٹ ماسٹر صاحب نے لاکر دیا حضرت نے پرچہ پڑھ کر میری طرف کر دیا، چوں کہ مائک پر میں تھا پرچہ پڑھا اور پھر میرا جواب شروع ہوا میں نے للکارتے ہوئے کہا وہابی مولوی سن لو اس افک والی حدیث کو نہ تو تو سمجھا ہے اور نہ سمجھ پائے گا۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے اور جس روز میرا سبق دورۂ حدیث میں بخاری کی یہ حدیث تھا سبق شروع ہوا جیسے ہی اس حدیث کی تلاوت ہوئی استاذ گرامی بحر العلوم حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری جو ہمارے بخاری کے استاذ تھے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، جماعت کے طلبہ بھی رونے لگے اور کہنے لگے کہ ایسے بھی کلمہ کے پڑھنے والے تھے جو حرم نبوی پر اتنا بڑا الزام لگا دیا اور اپنے کو مسلمان کہا کرتے تھے۔ روتے رہے اور کتاب بند کر دیا اور اس روز سبق نہ پڑھا سکے۔ جواباً میں نے مولوی شمس الحق کو کہا اگر تجھے غیرت ایمانی ہوتی تو اس حدیث کو عوام کے سامنے تو پیش ہی نہیں کرتا، مگر شان رسالت و نبوت سے جو بغض و عناد تمہارے دل میں ہے اس نے علم غیب نبی کی نفی و انکار سے مجبور ہو کر اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے سنو! ایمان و ایقان کی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث سے نبی کریم ﷺ کا علم غیب ثابت ہوتا ہے، نبی کا معنی صاحبان لغات نے ڈھکی چھپی چیزوں کو جاننے والا بتایا ہے، مفسرین قرآن نے یہی تفسیر کی ہے۔ مگر تم تو نور حق سے محروم ہو تمہیں کہاں نظر آئے گا۔ کیا خوب لکھا اکبر الہ آبادی نے ؎

آنکھ والے تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ام المؤمنین حضرت عائشہ طیبہ طاہرہ کی پاکدامنی و پارسائی کا علم تھا اور بالیقین تھا مگر بات گھر کی تھی خود زبان نبوت سے پاکی کا اعلان فرماتے تو تم جیسے اسلام کے چھپے دشمن یہ کہتے کہ نبی کے اپنے گھر کا معاملہ ہے تو پردہ پوشی فرمارہے ہیں، نبی کو علم تھا کہ زبان خاموش رہے گی تو حضرت عائشہ کی تطہیر کی آیت اللہ سبحانہ تعالیٰ نازل فرمائے گا اور صبح قیامت تک حضرت عائشہ کی تطہیر کا خطبہ ایمان والے پڑھتے رہیں گے۔ وہابیو! ذرا سوچو تو سہی اگر تمہاری بیوی یا بیٹی پر یہی الزام بلکٹوا میں لگائے اور تم خود صفائی پیش کرو میری بیوی پاک ہے میری بیٹی پاک ہے ہمارے دشمنوں نے غلط الزام لگایا ہے تو گاؤں والے الزام لگانے والے اڑائیں گے کہ دیکھو مولوی شمس الحق کی اپنی بیٹی، بیوی کا معاملہ ہے اس لئے پردہ ڈال رہا ہے اور بھی طرح طرح کی باتیں کریں گے، اس وقت ضرورت ہے کہ گاؤں کے دوسرے لوگ تمہارے گھر والوں کی صفائی پیش کریں، پاکی بیان کریں۔ جب میری طرف سے جواب سنا تو وہابی مولوی نے یہ کہتے ہوئے اپنی تقریر بند کر دی کہ مجھے گالی دی جارہی ہے اور مجلس ختم کر دی۔ ماسٹر حبیب اللہ یہ رپوٹ لائے بحکم حضرت شیر نیپال صلوٰۃ وسلام پر ہم نے بھی مجلس ختم کر دی اور وہابی مولوی اپنی پناہ گاہ چلے گئے۔ شب اس نے کس طرح گذاری معلوم نہیں، ہاں کل ہو کر صبح پھر اسحاق میاں جی کے دالان میں وہابیوں کا اجتماع ہوا اور ایک تحریر مولوی شمس الحق نے حضرت شیر نیپال کو بدست

ماسٹر حبیب اللہ صاحب بھیجا جو عربی زبان میں تھی جس میں کچھ سوالات تھے۔

مناظرہ کس کو کہتے ہیں؟ مکالمہ کس کو کہتے ہیں؟ مجادلہ کس کو کہتے ہیں؟ اس کی تعریف بیان کیجئے اور دیوان حماسہ کا ایک عربی شعر لکھا تھا کہ اس کا ترجمہ کیجئے۔ حضرت شیر نیپال نے عربی میں جواب لکھا، اس وقت جو علمائے اہل سنت تھے انہیں سوالات اور اس کے جوابات پڑھ کر حضرت نے سنایا سبھوں نے جواب کی تعریف وتحسین کی اور علمائے اہل سنت کی رائے یہ ہوئی کہ جواب پر آپ دستخط نہ کریں بلکہ علمائے اہل سنت سے کوئی اور دستخط کرے، وہابیوں کو یہ بتانے کے لئے کہ حضرت شیر نیپال اہل سنت کے اکابر علما سے ہیں، امیر علمائے اہل سنت ہیں، تمہارے جواب کے لئے اہل سنت و جماعت کے اصاغر علما ہی کافی ہیں۔ اس رائے کے بعد ہماری جماعت کی طرف سے ایک عالم مولانا کلیم الدین نے دستخط کیا اور ماسٹر صاحب کے ذریعہ مولوی شمس الحق وہابی کو بھیجا گیا۔ عربی مکتوب کا جواب عربی میں دیکھ کر وہابی مولوی نے کہا جواب پر مولانا جیش محمد کا دستخط ہونا چاہیے، جواب پر کسی دوسرے کا دستخط ہے دستخط کنندہ کو میں نہیں جانتا ہوں میرا مخاطب ومقابل مولانا جیش محمد ہیں۔

(2)

''ماسٹر صاحب حضرت کے پاس جواب واپس لے آئے تھوڑی دیر علمائے اہل سنت و جماعت کے مابین گفت وشنید اور غور وفکر ہوتا رہا۔ حضرت کی رائے ہوئی کہ منظری صاحب کو بھیجا جائے اور وہابی مولوی کو سمجھائے کہ اگر جواب میں کوئی کمی ہے تو جواب الجواب لکھو! اور مجھ کو حضرت نے مولوی شمس الحق کی تحریر کے کچھ مضمرات ونکات سمجھا دئے کہ آپ کو اس سے اس کی تحریر سے متعلق سوال کرنا ہے اس کی جوتی اسی کے سر مارنا ہے۔ مولوی شمس الحق کی تحریر کا ایک جملہ تھا **ایها الجیش واعوانه اجیبوا**۔ جس کا ترجمہ ہوتا ہے کہ اے جیش اور اس کے مددگار تم سب جواب دو! میں حضرت شیر نیپال اور علمائے اہل سنت کی رائے اور حکم سے جواب لے کر اسحاق میاں جی کے دالان کی طرف روانہ ہوا جہاں مولوی شمس الحق اپنی مجلس جمائے بیٹھا تھا، لوگوں نے دور سے ہی مجھے آتے دیکھا تو بوء محمد عرف بوئے لال ونجیب خاں محمد ادریس راعین وغیرہم مجمع میں میرے لئے راستہ بنانے لگے اور کہنے لگے ہٹو ہٹو راستہ دو منظری صاحب آرہے ہیں، سارا مجمع کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ مولوی شمس الحق اور اس کے حواری بھی کھڑے ہو گئے اور ہیبت سے سب کانپنے لگے، تھرتھراہٹ وکپ کپاہٹ کی وجہ سے وہ تخت جس پر مولوی شمس الحق مع حواری تھا ٹوٹ گیا اور وہابیوں کے چہرے پر پژمردگی چھا گئی۔ میں نے مولوی شمس الحق سے پوچھا کہ آپ نے جواب کیوں نہیں لیا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ میرا مخاطب تو مولانا جیش ہیں اور جواب پر مولانا کلیم صاحب کا دستخط ہے میں کلیم کو نہیں جانتا ہوں اور وہ میرا مخاطب بھی نہیں ہے۔ اس پر میں نے کہا آپ اپنی تحریر ان عوام کے سامنے پڑھئے، مولانا شمس الحق میرے کہنے سے اپنی تحریر پڑھنا شروع کیا، جب **ایها الجیش واعوانه اجیبوا**۔ پڑھا تو میں نے کہا چپ رہئے یہ بتائے کہ اجیبوا کون سا صیغہ ہے واحد یا جمع؟ اور اعوان کا معنی کیا ہے؟ جواباً مولوی شمس الحق نے کہا اعوان کا معنی مددگار ہے اور اجیبوا جمع کا صیغہ ہے میں نے کہا آپ اپنی تحریر خود نہیں سمجھ پا رہے ہیں آپ کا مخاطب صرف مولانا جیش صاحب ہیں تو آپ نے لفظ اعوان کیوں لکھا اور جمع کا صیغہ استعمال کیوں کیا؟ آپ نے **ایها الجیش**

واعوانه اجیبوا لکھ کر سارے اہل سنت و جماعت اور حضرت مولانا جیش صاحب کے حواری وانصار معاون ومددگار کو چیلنج کیا ہے، مولانا جیش کی طرف سے کوئی بھی عالم آپ کو جواب دے سکتا ہے، اور آپ کو اپنی تحریر کی بنا پر ماننا ہوگا۔ مولوی شمس الحق پر لرزہ تھا، کانپتے ہوئے کہا کہ ٹھیک ہے ٹھیک ہے میں نے جواب مان لیا، مگر میرے ایک سوال کا جواب نہیں دیا ہے۔ میں نے کہا جواب تو دیا ہے آپ نے دیوان حماسہ کا ایک شعر لکھا ہے جس کا ترجمہ کرنے کو آپ نے کہا ہے اس نے کہا ہاں، میں نے کہا جواب تو ہے (عربوا) اعراب لگاؤ آپ اعراب لگایئے ہم ترجمہ کریں گے اس پر وہ بوکھلا گیا اتنے میں مجمع سے بوئے محمد (بوئے لال) محمد ادریس راعین نجیب خان وغیرہم کہنے لگے یہ وہابی کیسا مولوی ہے خود اپنی تحریر نہیں سمجھ رہا ہے۔"

(3)

"میں نے عوام کو خاموش کیا اور عوام سے پوچھا کہ آپ حضرات کیا جاننا چاہتے ہیں؟ کون مولانا کتنا قابل ہے کس کو عربی زبان میں لکھنا پڑھنا آتا ہے کون عربی میں مضمون لکھ سکتا ہے خط و کتابت کر سکتا ہے عربی زبان میں تقریر کر سکتا ہے اور کون نہیں کر سکتا ہے؟ یا آپ حضرات یہ جاننا چاہتے ہیں کہ امام کی تقلید صحیح ہے یا نہیں؟ میلاد شریف کی مجلس کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ صلوٰۃ وسلام بحالت قیام صحیح ہے یا سینہ پر عورتوں کی طرح ہاتھ باندھنا صحیح ہے؟ نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد آمین آہستہ کہنا چاہیے یا بلند آواز سے جس سے مسجد میں شور مچ جائے؟ عوام کی طرف سے جواب ملا ہم لوگوں کو اس سے کوئی مطلب نہیں ہے کہ کس کو عربی میں تقریر آتی ہے کس کو نہیں آتی ہے اور ہم لوگ عربی سمجھ بھی نہیں پائیں گے، ہم عوام کو تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ میلاد شریف کی محفل سجانا، صلوٰۃ وسلام پڑھنا، درود و فاتحہ کرنا، حنفی ہونا، آمین آہستہ پڑھنا، نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا، کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر نماز کی نیت باندھنا صحیح ہے یا نہیں۔ میں نے کہا آپ لوگوں کو جو چاہیے اس میں کا ایک بھی سوال مولوی شمس الحق وہابی نے نہیں کیا ہے۔ اتنی بات سن کر عوام برہم ہوگئی کہ یہ وہابی مولوی مناظرہ کرنے آیا ہے یا عوام کو بیوقوف بنانے آیا ہے۔ کسی نے کہا وہابی مولوی کو کچھ آتا ہی نہیں ہے کیا مناظرہ کرے گا، کسی نے کہا مناظرہ ہوگیا وہابی ہار گیا سنیوں کی جیت ہوگئی۔ اتنے میں بوئے محمد (بوئے لال) عبدالحفیظ انصاری سلیمان خان اور حنفیہ کے طلبہ نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت کی صدا بلند کرنے لگے، علمائے اہل سنت زندہ باد مولانا جیش صاحب زندہ باد، وہابی مولوی مردہ باد کا نعرہ لگانے لگے۔ اپنی شکست دیکھتے ہوئے مولوی شمس الحق گھبرانے لگے اور مجھ سے کہا کہ ہم نے آپ کا جواب تسلیم کیا آپ جایئے نماز ظہر کے بعد جواب الجواب بھیجوں گا۔ ظہر سے لے کر مغرب تک مولوی شمس الحق کی طرف سے جواب الجواب آنے کا انتظار حضرت اور دیگر علمائے اہل سنت کرتے رہے مگر نہ کوئی جواب آیا اور نہ دوبارہ مولوی شمس الحق ہی عوام کے سامنے آئے۔ حضرت نے بعد مغرب جناب سکریٹری محمد انیس قریشی صاحب کو حالات کا جائزہ لینے کے لئے کہا، سکریٹری صاحب گئے اور دیر رات بعد نماز عشاء خبر لائے کہ مولوی شمس الحق شہر کے چیرمین رادھا ماڑواری کے گھر پناہ لیا ہے، میں نے بہت دباؤ ڈالا کہ چلئے عوام پر حق و باطل ظاہر ہو جائے آپ دونوں طرف کے عالم مناظرہ مباحثہ کیجئے مگر تیار نہ ہوا۔ حضرت صبح نماز فجر کے بعد علمائے اہل سنت و جماعت سے گفتگو کرنے لگے۔ مجھے کسی ضروری کام سے بوہروا گاؤں جانا تھا میں سائکل سے بوہروا کے لئے

روانہ ہو گیا، کُوا سے جب میں آگے بڑھا تو دیکھا مولوی شمس الحق مولوی امانت اللہ سوٹھ گاؤں والا، اسحاق انصاری اور عبدالحفیظ لہیری کے ہمراہ فرار ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں نے مجھے دیکھا تو گھبرانے لگے، مجھے پہچان لیا کہ یہ تو مولانا منظری ہے جو شیر نیپال کا جواب لے کر آیا تھا، مجھ سے مخاطب ہو کر کہا مولانا اب تو میرا پیچھا چھوڑ دیجئے کل عوام کے سامنے جو میری بے عزتی آپ نے کی اور عوام نے میرا مذاق اُڑایا وہ کیا کم ہے؟ میں نے کہا اچھا لیجئے میں واپس ہوتا ہوں اور میں کُوا رام پور کے درمیان سے واپس ہو گیا۔ میں واپس اسی لئے ہو گیا کہ حضرت کو اور علمائے اہل سنت کو خوش خبری دے دوں۔ میں واپس آکر سارا واقعہ بیان کیا سب لوگ بہت خوش ہوئے، نعرۂ تکبیر و رسالت کی صدائیں بلند ہوئیں۔ حضرت نے مختصر تقریر بعنوان ''جاء الحق وزہق الباطل'' فرمائی صلوٰۃ وسلام اور دعا پر حضرت نے مجلس ختم کی اور مجھے خوش خبری لانے اور باطل کے مقابل میں بے جھجک بات کرنے پر بہت دعائیں دیں۔ قارئین حضرات! جو کچھ میں نے قلم بند کیا ہے یہ سب میرے ذہن میں محفوظ تھے، آج بھی چشم دید حضرات احمد رضا برکاتی، مستقیم برکاتی، عبدالحفیظ انصاری، ماسٹر شعیب صاحب وغیرہم موجود ہیں شعبان المعظم کی ۲۸ / یا ۲۹ تاریخ تھی چاند ہو سکتا تھا اور حضرت کو پٹنہ لان کی مسجد میں تراویح پڑھانا تھا ۲۷ کی شب تراویح میں ختم قرآن کریم فرما کر ۲۷ / ۲۸ رمضان المبارک کو آپ مدرسہ حنفیہ واپس تشریف لائے بعد عید حضرت نے مجھے بلانے کے لئے ایک طالب علم کو میرے پاس بھیجا، میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا، درمیان چائے نوشی مناظرہ کی بات چھڑ گئی اور تبصرہ ہوتا رہا اور حضرت میری ہمت افزائی فرماتے رہے۔ حضرت نے فرمایا آپ نے تو وہابی مولوی کا پیچھا کرتے کرتے سرحد پار کرا دیا اب پھر وہ وہابی نیپال میں داخل ہونے کا نام نہ لے گا۔ میرے چہرے پر مسکراہٹ آگئی اور میں نے کہا حضرت میں تو اپنے کام سے بوہروا گاؤں جا رہا تھا اتفاقاً مفرور و مقہور سے ملاقات راہ میں ہو گئی اور اس کو گمان ہوا کہ میں اس کا پیچھا کر رہا ہوں جبھی تو مجھ سے کہا کہ مولانا اب تو میرا پیچھا چھوڑ دو کل جو عوام کے سامنے میری بے عزتی ہوئی کیا وہ کم تھی، اس بات سے میں اس لئے واپس ہو گیا اور بوہروا نہیں گیا کہ اس کو یقین ہو جائے کہ واقعی میں اسی کا پیچھا کر رہا ہوں ؎

بلبلا مژدۂ بہار بیار
خبر بد بہ بوم شوم گذار

اور آپ کو خوش خبری سنا دوں تا کہ آپ وقت پر پٹنہ تشریف لیجائیں۔ وہابیو نے سوچا تھا کہ آپ پٹنہ چلے گئے ہوں گے، عموماً حافظ قرآن رمضان المبارک سے ایک آدھ ہفتہ قبل اپنی جگہ تراویح کے لئے چلے جاتے ہیں، آپ بھی چلے گئے ہوں گے، سونا جنگل رات اندھیری ہے شیر اپنے کچھار سے باہر ہے روباہوں کو اچھلنے کودنے اور شور مچانے کا خوب موقع ملا ہے، چلو فتح کا طبل بجالیں مگر وہابی مولویوں نے جو سونچا تھا اس کے برعکس ہوا اور ان کو ذلت و رسوائی اٹھانی پڑی اور خائب و خاسر ہو کر راہ فرار اختیار کرنا پڑا۔(۱)

تبصرہ: حضرت منظری صاحب قبلہ کی مذکورہ بالا طویل تحریر کے درمیانی پیراگراف جو خط کشیدہ ہے اسے پڑھیں جس میں آپ نے صاف لکھا ہے کہ وہابی مولوی نے جو شعر دیوان حماسہ کا لکھ کر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے پاس عربی میں ترجمہ کے لئے

(۱) نقوش حیات ص ۱۹ تا ۲۸

بھیجا تھا اس کا ترجمہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے ہی لکھا تھا جس پر اس وقت موجود علمائے کرام کی باہمی مشاورت سے مولانا کلیم الدین مہدیا نے دستخط کیا اور مقصد کیا تھا اسے بھی اس پیراگراف میں بیان فرمادیا، مگر اسے بدل کر مولانا عثمان رضوی نے اپنی کتاب میں لکھا کہ ترجمہ مولانا کلیم الدین صاحب نے ہی کیا تھا، جو کہ سراسر جھوٹ اور فریب دینا ہے۔ اس لئے مولوی عثمان رضوی جھوٹ اور حق پوشی کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے مجرم و گنہگار ہ اور بے توبہ کئے ہوئے زیر زمین بھی ہو گئے۔ اس سے یہ بھی واضح ہے کہ مولانا کلیم الدین کو تو اس وقت کوئی صحیح سے جانتا بھی نہیں تھا۔ دیکھیں کس چالاکی سے حق پوشی کررہے ہیں اور الزام حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اور آپ کے چاہنے والوں کے سر لگا رہے ہیں۔ اگر یہ کہوں کہ ''الٹے چور کوتوال کو ڈانٹے'' تو یہاں یہ غلط نہ ہوگا۔

شیر نیپال پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت:

پیر طریقت، رہبر شریعت، داعی کتاب وسنت شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ جس وقت جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے میکدۂ علم و حکمت سے علم وفن کے جام و مینا سے سیرابی حاصل کرکے اپنے وطن مالوف لوٹے تو اس وقت آپ کو سب سے زیادہ مسلمانان وطن کے ایمان وعقیدے کو مضبوط کرنے کی فکر لاحق ہوئی اور جو مراسم غیر شرعیہ مروج تھے انہیں دور کرنے کا تہیہ کرلیا۔ کیونکہ اس وقت بعض مسلمان نادانی کے سبب کچھ ایسے اعمال کے مرتکب تھے جن کی اجازت شریعت قطعی نہیں دیتی۔ مسلک اعلیٰحضرت جو مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام کی مشن کا ترجمان ہے اس سے بھی لوگ غافل تھے بلکہ اکثر سنی اور دیگر دوسرے مذاہب میں کوئی فرق ہی نہیں سمجھتے تھے۔ آپ کی کدو کاوش اور رات و دن کی تبلیغی محافل ومجالس کے انعقاد کرنے کی برکت سے پورے ملک میں مسلک اعلیٰ حضرت سے لوگ متعارف ہوئے اور اس سچے مسلک کے دامن سے وابستہ ہوکر مسلمانوں نے اپنے ایمان کی دولت کو لوٹنے اور ضائع ہونے سے بچالیا۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی پاسبانی اور باطل جماعتوں کی سرکوبی کے لئے جو خدمات آپ نے انجام دی ہیں وہ تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ کے لئے ثبت ہیں اور رہتی دنیا تک یہ خدمات فراموش نہیں کی جائیں گی۔

غالباً 1408 یا 1409ھ کی بات ہے کہ میرے گاؤں تاراپٹی میں میرے چچا مولانا محمد ذاکر حسین اور میرے والد محترم حضرت مولانا محمد ضمیر الدین قادری (جو حضور شیر نیپال ہی کے پروردہ اور فیض یافتہ ہیں) نے آپ کی سرپرستی میں ایک جلسہ کی تاریخ رکھ دی۔ جس میں بہت سارے علما مدعو تھے۔ اس جلسہ کو مغربی ٹولہ کے ایک بدعقیدہ اور اس کے حواریوں نے روکنے کی ایڑی چوٹی کی زور لگادی، مگر حضور شیر نیپال کی دعا کی برکت کہیے کہ بدعقیدوں کی ساری سازش ناکام ہوگئی اور جلسہ پورے آن بان اور شان وشوکت سے منعقد ہوا، جس میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ اس جلسہ کے موقع پر وہابیت و دیوبندیت کو حضور شیر نیپال نے بے نقاب کردیا اور جو لوگ اس کے بطلان سے ناواقف تھے وہ اس کی مکاری سے باخبر ہوگئے۔ یہ آپ کی ہی دعا اور تبلیغ کی برکت ہے کہ آج تک اس محلہ میں سنیت برقرار ہے اور کثیر تعداد میں آپ کے فیض یافتہ تلامذہ اس گاؤں میں پیدا ہوئے۔

تذکرۂ تاراپٹی:

بات میرے گاؤں تاراپٹی اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی چل پڑی ہے تو عرض کرتا چلوں کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے فیضان اور آپ کی تبلیغی و تعلیمی بیداری و کوششوں سے یہ گاؤں ٹناٹن سنیوں کی آبادی کا اعزاز سے مشرف ہے۔اس گاؤں کا مشرقی محلہ خاص طور پر دین وسنیت کی اشاعت وترویج میں مثالی خدمات انجام دے رہا ہے۔علمائے اہل سنت کی محبتوں کے چراغ یہاں کے باشندوں کے دلوں میں روشن ہیں،مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے اور پکے ماننے والوں کی آبادی ہے،تاج الشریعہ کے چاہنے والوں کا محلہ ہے،حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جیسے محسن و مربی اور مصلح اعظم کی شیدائیوں کا گہوارہ ہے۔جہاں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اپنا فیضان تقسیم کرتے رہے ہیں۔جن کی نگاہ ذرہ نواز کا صدقہ ہے کہ یہاں مفتیان کرام بھی ہیں،علمائے حق گو بھی ہیں،مصنفین ومولفین بھی ہیں اور مفکرین و مدبرین بھی ہیں،ناصحین بھی ہیں مبلغین بھی ہیں،ائمہ بھی ہیں اور مدرسین بھی ہیں،خطبا بھی ہیں اور شعرا بھی ہیں،مختلف مدارس میں صدارت ونظامت کا فریضہ انجام دینے والے بھی اور مساجد کے ائمہ بھی ہیں،وہابیوں کو ناک تلے چنے چبوانے والے بھی ہیں اور سنیوں کی رہنمائی کرنے والے اور ان کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کرنے والے بھی ہیں۔متعدد بار حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ یہاں تشریف لا چکے ہیں اور اپنا فیضان لٹا چکے ہیں،عقیدت ومحبت کے پھول کھلا چکے ہیں۔آپ کا اس گاؤں سے گہرا تعلق وانس رہا ہے،برابر یہاں کی خبر لیتے رہتے تھے اور یہاں کے لوگ بھی سچے دل سے آپ کو چاہتے تھے اور آج بھی جو لوگ اور نوجوان و بچے ہیں سب آپ کے عشاق ہیں۔نیز مغربی محلہ بھی آپ کے فیضان وتبلیغی برکات سے مالا مال ہیں۔یہاں کے اکثر بوڑھے،جوان حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے عقیدت مند رہے ہیں۔یہاں بھی آپ کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد کی جلوہ گری ہے۔اور یہاں بھی دینی خدمات کی بہاریں اور خاص طور پر نوجوان نسلوں میں دینی خدمات کی امنگیں حضور شیر نیپال کے شاگرد مولانا عبدالحمید صاحب کے صاحبزادوں کی کوششوں سے خوب پائی جاتی ہیں۔

سنسری ضلع میں ایک گاؤں کھڑہی ٹولہ ہے جہاں کچھ ہی گھر سنی تھے جبکہ اس کے چہار جانب سے بدعقیدگی کا حصار تھا اور بدعقیدہ درندوں کی دنیا آباد تھی۔لوگ وہابیوں کے یہاں شادی بیاہ کرتے تھے،ان کے یہاں آمد ورفت رکھتے تھے۔مگر اس سنگلاخ وادی میں بھی آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم لہرایا اور ایسی مجاہدانہ تبلیغ فرمائی کہ وہابیت کا جنازہ نکل گیا،بدعقیدگی کراہنے لگی اور حق کی شمع فروزاں ہوئی جس کی روشنی سے مسلمانوں کا سینہ نور ایمان سے منور ہو گیا۔لوگ وہابیوں سے الگ ہو گئے، انہوں نے وہابی رشتہ داروں سے دوری اختیار کر لی اور اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے آپ کے ادارہ جامعہ حنفیہ غوثیہ میں داخل کروایا۔جہاں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ان بچوں کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دیتے اور ان کا خاص خیال بھی رکھتے۔آج ہونہار اور باشعور علما،حفاظ کی ایک ٹیم تیار ہے جو ہر وقت مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں۔

اس گاؤں میں یہ عظیم انقلاب کیسے اور کن حالات میں آیا اس کی پوری تفصیل جاننے کے لئے اسی گاؤں کے ایک ایسے شخص کی تحریر ملاحظہ کریں جو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے دسترخوان علم وحکمت کا خوشہ چیں ہے،یہ اور بات ہے کہ اس شخص کی فکر

میں غیر مناسب بدلاؤ اس کے لئے سم قاتل کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''آج سے تقریباً ۲۵-۳۰ سال پہلے (1407 ہجری) کی بات ہے کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ صاحب سجادہ خانقاہ برکات لہنہ شریف سنسری ضلع نیپال کے مشہور شہر دھران تشریف لے گئے تھے، پروگرام میں اس وقت ہمارے عم محترم (چچا) جناب ڈاکٹر پیر سلیمان صاحب قبلہ دھران کے مشہور ہوسپیٹل گھوپہ کیمپ میں نوکری کر رہے تھے۔ جب ہمارے چچا کو معلوم ہوا کہ دھران کی سرزمین پر حضور شیر نیپال تشریف لائے ہیں تو بغرض زیارت و ملاقات ہمارے چچا بھی پہنچے، اس وقت میرے والد محترم جناب عبدالرحمن صاحب فریدی بھی دھران میں ہی کام کر رہے تھے۔ بہر حال حضرت کی بارگاہ میں پہنچے سلام وکلام کے بعد جان پہچان ہوئی۔ پھر چچا جان نے اپنے گاؤں کھرہی ٹولہ کے بارے میں بتایا اور وہاں کے حالات سے آگاہ کیا، کیونکہ اس وقت پورا سنسری ضلع وہابی بدعقیدہ ہو چکا تھا صرف گنے چنے لوگ ہی اسی کھرہی ٹولہ گاؤں میں بچے تھے۔ چچا نے حضرت کی بارگاہ میں دعوت پیش کی کہ حضور ہمارے یہاں تشریف لے چلیں اور اسلام وسنیت کو زندہ فرمائیں۔ حضور شیر نیپال نے خوشی خوشی دعوت قبول فرمالیا اور فرماتے بھی کیوں نہیں کیونکہ اللہ نے انہیں دین کی خدمت کے لئے چن جو لیا تھا۔ خیر جس دن کی دعوت تھی وہ دن بھی آیا، گاؤں میں پہلے سے خبر پہنچا دی گئی تھی کہ شیر نیپال تشریف لا رہے ہیں۔ جب حضرت کی آمد ہوئی تو پورے گاؤں والوں نے پرجوش استقبال کیا، پھر شام ہوئی بعد مغرب میلاد النبی کا پروگرام شروع ہوا۔

جب گھر سے میرے والد میلاد میں جانے لگے تو میں بھی ساتھ پکڑ لیا، چونکہ میں اس وقت بچہ ہی تھا۔ میرے والد بتاتے ہیں کہ تم اس وقت تین چار 3-4 سال کے تھے۔ خیر کسی طرح میرا پیچھا چھڑا کر ابو چلے گئے، مجھے نہ لے جانے کا مطلب تھا کہ وہاں جب شیر نیپال کا نام لوگوں نے سنا تو تقریباً 25 ہزار سے زیادہ وہابی دیوبندی لوگ بھی جمع ہو گئے جھگڑا فساد کا اندیشہ تھا اور وہی ہوا۔ والد صاحب بتاتے ہیں کہ جب پروگرام شروع ہوا حضرت کے ساتھ جو مولانا آئے ہوئے تھے ان میں سے ایک (مولانا الحاج غلام یاسین برکاتی لہان) کھڑے ہوئے اور اعلیٰ حضرت کا لکھا ہوا نعتیہ کلام ''سب سے اعلیٰ واولی ہمارا نبی'' پڑھنا شروع کئے، تو آگے سے لوگوں کا ہجوم آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ لگتا تھا کہ حضرت کے اوپر چڑھ جائے گا، پھر صورت حال سے نپٹنے کے لئے کچھ حساس لوگوں نے حضرت کو مسجد کے دوسرے دروازے سے نکال کر دوسری جگہ منتقل کر دیا۔ ہجوم کی وجہ سے لوگوں کو پتہ نہیں چلا لوگ آگے کی طرف بڑھتے ہی جا رہے تھے۔ جب دیکھا کہ معاملہ ختم ہونے والا نہیں تو ہمارے گاؤں کے صدر جناب ابراہیم مرحوم صاحب اللہ ان کی قبر پہ رحمت برسائے، انہوں نے حکم دیا کہ آپ لوگ دیکھتے کیا ہیں جیسے ہی اجازت ملی پھر کیا تھا نئی بانس کی بتی جس سے مسجد کے آنگن کی بانڈری کی گئی تھی دیکھتے دیکھتے سب غائب اور جو جنگ بدر کا نقشہ پیش ہوا اللہ اکبر 50 سنی 25 ہزار وہابی پر بھاری پڑ گئے، پتہ نہیں چلا کہ کون کہاں گیا۔ اور کچھ نوجوان لوگ ایک اینٹ کی ڈھیری پر چڑھ گئے جو کہ قریب میں ہی مدرسہ کی بنڈری وال کے لئے لایا گیا تھا اور اینٹ اٹھاتے پھر اس ہجوم میں پھینک دیتے جس کے سر پر گرتا پھر اس کا پتہ نہیں چلتا۔

اور کچھ عجیب واقعہ پیش آیا اس دن وہ یہ کہ بہت سے لوگ ایسے تھے جن کی ہمارے گاؤں میں رشتہ داری بھی تھی، جب وہ

لوگ وقت سے پہلے ہی پہنچنے لگے اور اپنے اپنے رشتہ دار کے یہاں گئے تو کوئی کسی کا پھوپھا ہے، کوئی خالو ہے، کوئی ماموں ہے، وغیرہ وغیرہ۔کئی لوگوں نے تو یہ بھی کہا کہ آپ اگر مہمانی آئے ہیں تو کھانا کھائے اور سو جائے، نہیں اگر پروگرام میں آئے ہیں تو نکلئے یہاں سے پروگرام میں جائے۔ بہرحال جب مار پیٹ شروع ہو گئی تو کچھ لوگ اپنے اپنے رشتہ دار کے یہاں چھپنے کے لئے بھاگ نکلے۔ لیکن ایمانی جذبہ اللہ اکبر! ایک آدمی اپنے کسی رشتہ دار کے یہاں چھپنے گیا تو دیکھ کر پہچان لیا گیا، پھر کیا تھا اس کو پکڑ کر بیل گاڑی میں باندھ دیا گیا اور پھر وہ دھلائی ہوئی کہ پوچھئے مت۔اس نے چلایا اور کہنے لگا آپ مجھے نہیں پہچانتے میں آپ کا خالو ہوں، تو سنی نے کہا آج کوئی خالو والو نہیں۔اور ایسا کئی لوگوں کے ساتھ ہوا۔

ایک دل چسپ بات بتاتا چلوں کہ جلپا پور سنسری میں ایک مدرسہ ہے ابھی دیوبندیوں کا نورالاسلام جو کہ دیوبندیوں کا مرکز ہے نیپال میں اس کا پرنسپل جو ابھی بھی ہے مولوی حیدر دیوبندی وہ بھی تھا اس میں، جب مار چلنے لگی تو وہ بھی بھاگا ہماری مسجد کے بغل میں ایک ندی ہے جو کہ نئی نئی کھدائی ہوئی تھی اسی ہو کر شیخ الحدث صاحب بھاگ رہے تھے کہ ایک شخص جو رشتہ میں میرے پھوپھا لگیں گے ان کا نام عظیم انصاری ہے اتفاق سے اسے مل گیا، پھر وہ اس کو پکڑے اور دھلائی شروع اور خوب دھلائی ہوئی۔ایک اور دلچسپ بات کہ جب حضرت کو مسجد سے نکال کر دوسری جگہ لے جایا جارہا تھا تو راستے میں ایک عورت ایک بوجھا لاٹھی لیکر مسجد کی طرف آرہی تھی، حضرت نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ لوگوں کو دینے جارہی ہے تاکہ وہابیوں کی درگت بنائے۔

بالآخر جب جھگڑا ختم ہو گیا سب لوگ بھاگ گئے اور جب صبح ہوئی لوگ آپس میں ملے اور بات چیت ہوئی تو پتہ چلا کہ اتنی زبردست مار پیٹ ہوئی مگر ایک بھی سنی زخمی نہیں ہوا۔اللہ اکبر جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ حضرت نے فرمادیا تھا کہ تم لوگوں کو کچھ نہیں ہوگا۔پھر معلوم ہوا کہ یہ میرے حضور شیر نیپال کی کرامت تھی۔

پھر حضرت کو براٹ نگر کے راستے جنکپور پہنچا دیا گیا۔حضرت جنکپور پہنچنے کے دو تین دن بعد مولانا عیسیٰ کپٹول والے جو کہ اس وقت حنفیہ غوثیہ میں پڑھا رہے تھے ان کو کھڑہی ٹول بھیجا کہ جاکر ان لوگوں سے کہئے کہ فلاں تاریخ کو پروگرام کا انتظام کریں ہم لوگ آئیں گے۔ پھر ایک مہینہ بعد حضرت نے کاٹھمنڈو راج دربار میں ڈاکٹر محسن جو کہ راج دربار میں رہتے تھے ان کو فون کیا اور بتایا کہ ہمارا پروگرام سنسری میں فلاں گاؤں میں ہے آپ راجہ سے کہکر وہاں فلاں تاریخ کو فورس کا انتظام کروادیں۔ پھر ڈاکٹر محسن نے کاٹھمانڈو سے سارا انتظام کیا پھر وقت مقررہ پر براٹ نگر، انروا، دھران، لہان ہر جگہ سے پولیس فورس آگئی اور حضرت اپنے ساتھ میں ابوالحقانی، صابر القادری، مولانا عبدالجبار منظری وغیرہم علما کو لیکر تشریف لائے اور پھر ہزاروں کی تعداد میں وہابی دیوبندی بھی آئے لیکن پولیس فورس کا کافی مضبوط انتظام تھا کوئی ہنگامہ نہیں ہوا۔تین دن تک پروگرام چلا بتایا جاتا ہے کہ وہابی حضرات بیل گاڑی پر کتب احادیث لوڈ کر کے لائے ہوئے تھے، جب حضرت ابوالحقانی صاحب کی تقریر شروع ہوئی تو اس وقت جوانی کا عالم تھا تین سو ساٹھ (۳۶۰) احادیث انہوں نے بیان کیا چونکہ وہ حوالہ کے ساتھ حدیث پیش کرتے ہیں ادھر حقانی صاحب حدیث بیان فرماتے ادھر وہابی کتاب کھول کر دیکھتا جب تک وہ ایک حدیث دیکھتا تب تک حقانی صاحب کئی حدیث پڑھ دیتے۔ پھر کیا تھا

علم چنداں کہ بیشتر خوانی چوں عمل در تونیست نادانی، پھر ساری کتاب سر پر اٹھائے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس طرح سے سنسری میں سنیت بچی ۔ یہ سب میرے پیر و مرشد مفتی اعظم نیپال الشاہ جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ کا فیضان ہے اہل کھڑ ہی ٹولہ پر جو آج 30 سال تقریباً گزر جانے کے بعد بھی وہابیت کے ایوان باطل میں زلزلہ برپا ہے اور آج بحمدہ تعالیٰ سرزمین کھڑ ہی ٹولہ پر ایک عظیم درسگاہ قائم ہے مدرسہ رضویہ جیشیہ مسعود العلوم کھڑ ہی ٹولہ ہرینگرا 1 سنسری نیپال جس کو پروا انچل کا مرکز کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، کیونکہ اس علاقے میں اس سے بہتر ادارہ ابھی تک نہیں ہے اور سرزمین کھڑ ہی ٹولہ اور متصل بھوٹہا سے تقریباً 40 علماء حفاظ تیار ہو چکے ہیں جو کہ نجدیت کے لئے وبال جان بنے ہوئے ہیں، یہ سب حضور شیر نیپال مفتی اعظم نیپال کا فیضان ہے۔(بلال احمد برکاتی)

اس واقعہ سے معلوم یہ ہوا کہ دین وسنیت کی ترویج واشاعت کے لئے جو کارنامہ اور خدمات انجام دی ہیں وہ آب زر سے لکھ جانے کے قابل ہیں اور ان کی مساعیٔ جمیلہ کے سبب اللہ عزوجل نے اسلام وسنیت کو سرزمین نیپال پر تقویت وسربلندی عطا فرمائی۔ اور ان کے انتھک کوششوں کی برکت سے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت ہوگئی۔ وہابیت کی سرکوبی کے لئے آپ ہمیشہ مستعد رہتے بلکہ علما ومناظرین کا قافلہ بھی تیار کر رکھا تھا جو ہر وقت الرحیل کی صدا پر لبیک وسعدیک کا نعرہ لگانے اور اسلام وسنیت کی حفاظت کے لئے جان نچھاور کرنے کے لئے تیار رہتے۔ اسلام کی حفاظت اور مسلک اعلی حضرت کے تحفظ کے لئے ہر ممکن کوشش فرماتے اور ایک ذرہ کوتاہی نہیں فرماتے ورنہ اس مشکل اور نا مساعد حالات میں وہابیوں کی سرتابی اور مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت کے پرچم کو بلند کرنے کے لئے جد وجہد اور وقت کی پکار کا خیال نہ ہوتا تو شاہی دربار تک اپنے نمائندے نہیں بھیجتے۔ آپ کے اس مجاہدانہ کردار سے اہل ہنود اور ارکان سلطنت پر بھی واضح ہوگیا کہ وہابیت باطل پر مبنی مذہب کا نام ہے اور وہی مسلک حق ہے جس کا نمائندہ اور ناشر ومحافظ شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی ہیں۔

اس کے باوجود آج کچھ تعصب زدہ یہ کہتے ہیں کہ شیر نیپال نے کیا کیا، کس وہابی سے مناظرہ کیا، مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے کیا کیا؟ مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے آپ نے جو خدمات انجام دی ہیں پورے ملک میں دور دور تک ان کی مثال نہیں ملتی۔ آج ان کے سبب سنیوں کا ایمان وعقیدہ محفوظ ہے۔ پہاڑی علاقوں میں جا کر دیکھیں وہاں کے مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کس نے کی؟ پہاڑ والے مسلمان کس کا گن گا رہے ہیں،؟ کس کی خدمات کا اقرار کر رہے ہیں؟ کس نے وہاں جا کر ان کے درمیان مسلک اعلیٰ حضرت کی شمع جلائی؟ کس کی خدمات کی برکت سے ان علاقوں میں مساجد ومدارس قائم ہیں؟ کس نے اپنے شاگردوں کا قافلہ جیش محمدی کے طور پر تیار کر کے بھیجا؟ کس نے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں داخل کر کے انہیں بزرگوں سے محبت وعقیدت رکھنے والا بنایا؟ کس نے ان علاقوں میں مفتی، عالم، حافظ، قاری بنا کر اسلامی لشکر انہیں ان کے عقائد کی حفاظت اور اسلام کی توسیع کے لئے عطا فرمایا؟ کس نے باسوپٹی مناظرہ کا چیلنج کر کے شارح بخاری اور بحر العلوم کو دعوت دے کر وہابیوں کو شکست دی اور مسلک اعلیٰ حضرت سے اس علاقے کے مسلمانوں کو متعارف کروایا جو یہ سمجھتے تھے کہ سنی وہابی سب ایک ہیں؟ کس نے استھانوں

پر ٹیکی جانے والے ماتھوں کو خدا کے سامنے جھکایا؟ کس نے مراسم کفریہ سے مسلمانوں دور کر کے اسلامی شعائر کا پابند کیا؟ کس نے کثیر تعداد میں نیپال کو علما،حفاظ،مفتیان کرام عطا کئے؟

سعودی پولیس سے بحث:

جب آپ پہلی بار زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے تو جب جنت البقیع میں صحابہ وصحابیات کی تربتوں کی زیارت کے لئے داخل ہوئے تو وہاں کی پولیس ایک شخص کو زیارت سے یہ کہہ کر منع کر رہی تھی کہ یہ موتی یعنی یہ مردہ ہیں، جیسے ہی یہ جملہ آپ کے کانوں میں گونجا آپ کو جلال آیا اور اسی وقت اس شرطہ کی ایسی خبر لی کہ وہ ہکا بکا رہ گیا اور اس کی زبان پر آپ کے علمی رعب ودبدبہ کا ایسا تالا لگا کہ دوبارہ کچھ بول نہ سکا۔

آئے خود حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی زبانی ملاحظہ کریں،آپ فرماتے ہیں:

''ہم حج کو گئے تھے،تیئس سال ہو گئے جب جنت البقیع میں گئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر شریف پر تو اس وقت وہاں کی پولیس لوگوں کو ہٹا رہی تھی خلاص خلاص خلاص۔ایک شخص فاتحہ پڑھ رہا تھا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر تو اس کو دھکا دے کر بھگایا،ہم بھی اس کے ساتھ چلے پولیس ہمارے پاس بھی آئی اس کی زبان سے ہم نے سنا موتیٰ اس کا مطلب مردہ لوگوں کے پاس یہ لوگ کیوں آتے ہیں؟ تو ہم کو جلال آیا اللہ کو معلوم ہم نے پولیس سے کہا" انت تقول موتیٰ وقال تعالیٰ فی القرآن :وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ(سورہ بقرہ آیت نمبر 154)لاحول ولاقوۃ الاباللہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ انت تقول موتیٰ وقال تعالیٰ فی القرآن :وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (169) فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔(۱)

پوری آیت پڑھ کر سنایا،تم کہتے ہو یہ مردہ ہیں،اللہ کہتا ہے یہ زندہ ہیں،تم گمان بھی مردہ نہ کرو۔اتنا زور سے ہم جنت البقیع میں پڑھتے تھے ہمارا اپنا خیال ہے جنت البقیع کے سارے آرام فرمانے والے سنتے تھے ہم کو۔اور وہ پولیس والا کچھ بول نہیں پا رہا تھا،اس پر سکتہ تاری ہو گیا پورا چہرہ پسینہ سے شرابور ہمارے طرف دیکھتا رہا۔ہم بھی آیت پڑھتے رہے اس کی مجال نہیں ہوئی کسی بات کا جواب دے۔پھر ہم عائشہ صدیق طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور اور حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار شریف پر آ کر فاتحہ پڑھے۔پھر کل ہو کر جنت البقیع ہم گئے،وقت بٹا ہوا ہے کہ اتنے وقت تک فاتحہ پڑھ سکتے ہیں ورنہ خلاص خلاص خلاص اس وقت میں مسجد نبی دس بجے بند ہو جاتی تھی۔''

(۱) آل عمران آیت نمبر 169-170

(۴) فتویٰ نویسی:

چوتھا شعبہ جو فتویٰ نویسی کا ہے وہ بہت ہی اہم ہے اور اس شعبہ کے ذریعہ مسلمانوں میں بہت انقلاب پیدا ہوئے، عوام کے عقائد و اعمال کی بے حد اصلاح ہوئی، شرعی مسائل کی گتھیاں سلجھیں، حلال و حرام میں فرق کرنے والے احساسات بیدار ہوئے اور نکاح و طلاق کے مسائل سے واقفیت حاصل ہوئی۔ مسلمان تفریح طبع کے لئے یا عقیدۃ مشرکین کے مذہبی تہواروں، میلوں، تماشوں میں شرکت کرتے، ان کے پوجا پاٹ کے لئے تعاون کرتے، ان تمام کفریہ و شرکیہ مراسم سے بذریعہ فتویٰ روک دیئے گئے۔ کوئی بھی مسئلہ درپیش ہوتا فوراً امام صاحب سے استفتاء لکھوا کر حضرت کے ہاں جواب کے لئے روانہ کردیتے۔ چاہے مسئلہ نماز کا ہو یا نکاح و طلاق کا، رویت ہلال کا ہو یا قربانی کا، بدمذہبوں سے شادی بیاہ، میل جول کا ہو یا دیگر معاملات کا۔ ہر مسئلہ میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتے اور جواب پاکر اپنے معلومات میں اضافہ کرتے۔

آپ کے اس مبنی بر اخلاص تگ و دو، تبلیغی دوروں اور ان مخلصانہ مساعی و سرگرمیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ ہندوانہ رسم و رواج کے مطابق زندگی گذار رہے تھے انہیں اسلامی اصول کی روشنی میں زندگی بسر کرنے کا سلیقہ آ گیا، جو اسلامی اخلاق و آداب ،شرعی اصول و احکام، اسلامی ضابطہ حیات، رسول خدا ﷺ کے اسوۂ حسنہ، آپ کی سیرت طیبہ کے گوشوں سے بے خبر تھے وہ اسلام کے قریب ہوگئے اور اللہ و رسول اور دین کی معرفت و حقیقت سے واقف ہوگئے۔ جہاں کہیں بدمذہب اپنی بدعقیدگی کا خیمہ نصب کرنے کی ناپاک و گمراہ کن کوشش کرتے، مسلمانوں کے دل سے عظمت رسول ﷺ کا بیش قدر گنجینہ لوٹنے کی سانٹھ گانٹھ کرتے تو ایسے گنجفہ باز، چالاک و مکار اور گستاخان بارگاہ رسالت و نبوت کی سرکوبی کے لئے بغیر لیت و لعل اپنی جان، راحت و سکون اور زک کی پرواہ کئے بنا رزم گاہ میں نکل پڑے اور اس مجاہدانہ جرأت و دلیری، شجاعت و بلند ہمتی کے ساتھ دلائل باہرہ، براہین قاطعہ، حجج بالغہ کے ساتھ مقابلہ کرتے کہ مخالفین و معاندین اور کاروان ابلیس لعین کو راہ فرار اختیار کرنا پڑتا۔ اور الحمدللہ تا حیات آپ کی رگ و خون میں وہی جوش و جذبہ، حرارت ایمانی اور غیرت اسلامی کا دریا جوش زن تھا۔

آپ ہر طرح سے دین اسلام کی خدمت، آئین اسلام کے تحفظ و بقا اور مسلمانان اہل سنت کے دینی و ملی مسائل و ضرورتوں کے لئے کمربستہ رہے، اہل سنت کے جس فرد نے جب بھی پکارا آپ نے فوراً اس کی پکار پر داعیانہ لبیک کہا، نہ نذرانہ کی طمع و شرط، نہ سہولیات و اخراجات کا ڈیمانڈ اور نہ ہی پر پیچ راستوں اور دوری مکاں کا شکوہ و حیلہ۔ میرا مشاہدہ ہے کہ کوسوں دور مقامات کا دعوتی و تبلیغی دورہ سائیکل، رکشا اور بیل گاڑی کے ذریعہ کیا۔ دسترخوان پر جو پیش ہوا تناول فرمالیا، جو نذرانہ ملا بخوشی و رضا قبول فرمایا۔

بھٹہا کھرہی ٹولہ اور قرب و جوار کی سرزمین آج بھی شاہد ہے کہ جو علاقہ ہزاروں دیوبندیوں کی آبادی سے محیط تھے، ہر طرف گستاخان رسالت مآب کا دبدبہ تھا، جن علاقوں میں بدعقیدگی، وہابیت، دیوبندیت پنپنے کی کوشش کر رہی تھی، ایمان و حب رسول کی عمارت زمین دوز کر رہی تھی، سنیت سسک رہی تھی، سنی مسلمان آہیں بھر رہے تھے تو ان علاقوں کا دورہ کرکے اس سنگلاخ اور پرخار وادیوں میں آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم نصب کردیا اور سنیت کا چراغ اس تاریکی میں جلا کر دین و سنیت کے نور

اور حق وصداقت کی کرنوں سے قصر ایمان وعقیدہ کو ضیا بار کیا۔مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کے لئے مقامی علماء کا انتخاب فرمایا،جن میں حضرت مولانا محمد سہراب رضا رضوی برکاتی سرفہرست ہیں جو آپ کے مشن کو پوری دیانت داری کے ساتھ آگے بڑھانے کی انتھک کوشش شب وروز کر رہے ہیں اور اس وقت اس مشن میں نوخیز علماء،علم وعمل سے لبریز اور باہمت شاگردان شیر نیپال جیسے حضرت مولانا ریاض احمد برکاتی،حضرت مولانا محمد اعجاز احمد برکاتی،حافظ محمد سرفراز عالم برکاتی وغیرہم شانہ بشانہ چل رہے ہیں اور آج بھی مدرسہ رضویہ حیثیہ مسعود العلوم ہرینگر گاؤں پالیکا 4 سنسری مضافات میں مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت وخدمت کا وہ قلع ومینارۂ نور بن کر جگمگا رہا ہے جسے حضور شیر نیپال نے سنیت کی اشاعت اور بدعقیدگی کی اماتت کے لئے قائم فرمایا تھا۔مقامی وبیرونی طلبہ کی عمدہ تعلیم کا حسن انتظام،اچھے اور باصلاحیت اساتذہ کا انتخاب اور نظم ونسق کی بہتری عوام وخواص کے اعتماد کا باعث ہے۔

اگر تعمیری خدمات کی بات کریں تو مساجد ومکاتب اور مدارس کا قیام یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے،بلکہ یہ عظیم کارنامہ ہے۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اس عظیم خدمات دینیہ کی طرف بھی توجہ دی اور آپ کی کوششوں سے کئی ایک مساجد ومکاتب اور مداس کا قیام عمل میں آیا جس کی طرف ماسبق میں اشارہ ہو چکا ہے اور آگے بھی ذکر ہوگا۔منظری صاحب آپ کی ان کاوشوں کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

’’حضرت جب جنکپور تشریف لائے تو آپ نے مسلمانوں کے دینی وتعلیمی حالات کا جائزہ لیا،علاقہ کے گاؤں دیہات کا دورہ شروع کیا اور مسلم آبادی والے گاؤں جہاں کی مسلم آبادی قدیم ہونے کے باوجود نہ مسجد تھی نہ مکتب،آپ نے ان گاؤں کے مسلمانوں کو مسجد ومدرسہ اور مکتب قائم کرنے کے لئے بیدار کیا،تاکہ مسلم آبادی میں دینی وتعلیمی بیداری آئے،معاشرہ سے جہالت کا خاتمہ ہو اور مسلمان اپنے اسلامی عقائد پر قائم رہیں،اسلامی احکام کی پابندی کریں،خود دیندار بنیں اور اپنے بچوں کو دیندار بنائیں، تعلیم کے لئے بچوں کو مکتب ومدرسہ میں بھیجیں۔ابتدائی دور میں آپ نے نیپال کی سنگلاخ زمین کو گلشن بنانے میں پوری توجہ دی اور آپ کی کوشش،وعظ وتبلیغ سے بہت سے گاؤں میں مساجد ومدارس اور مکاتب قائم ہوئے۔کنہر پٹی گاؤں،مٹی پٹی،سارسر،ہارسر، گودارکی مسلم آبادی میں مساجد نہیں تھے ان گاؤں کے مسلمانوں کا رابطہ جب حضرت سے ہوا تو آپ نے وہاں کے مسلمانوں کو مساجد ومکاتب قائم کرنے کا مشورہ دیا،امام ومدرس ان جگہوں میں بھیجا۔بعض مساجد کی سنگ بنیاد میں تو میں بھی حضرت کے ساتھ تھا۔ہارسر گاؤں کے مسلمان جب مسجد ومکتب کے لئے تیار ہوئے تو آپ نے امامت اور بچوں کی تعلیم کے لئے صوفی محمد حنیف صاحب جلیشور کو ہارسر بھیجا،صوفی صاحب امامت وبچوں کی تعلیم اور اصلاح معاشرہ کا کام بحسن وخوبی انجام دیتے رہے،یہاں تک کہ تعمیر مسجد کا منصوبہ بنایا اور سنگ بنیاد کا جلسہ منعقد کیا اور حضرت شیر نیپال وحافظ زاہد حسین مجیبی اور راقم الحروف (عبد الجبار منظری کو مدعو کیا۔سب مدعو حضرات شریک جلسہ ہوئے،بوقت تین بجے شب جلسہ صلاۃ وسلام اور حضرت کی دعاؤں پر ختم ہوا۔کل بعد نماز ظہر مسجد کی سنگ بنیاد ہے،بعد فجر ناشتہ پر گاؤں کے کچھ لوگوں نے بیان کیا کہ فلاں کباری بت پوجتا ہے،اپنے گھر کے ایک گوشہ میں ترشول میں کپڑا لگا کر مٹی کے ڈھیر (پیری) کے پاس گاڑ رکھا ہے،وہاں دھوپ اگربتی اور چراغ جلاتا ہے۔عوام کی باتوں کی تصدیق

صوفی محمد حنیف انصاری نے بھی کی اور کہا کہ میں نے بہت سمجھایا مگر وہ ماننے کو تیار نہیں۔حضرت نے ان باتوں کو سن کر استغفر اللہ لا الہ الا اللہ پڑھنا شروع کر دیا اور حافظ زاہد حسین سے فرمایا آج تک آپ لوگ کیا کر رہے تھے برادری کے نام پر چندہ وصولی اور بس۔حضرت بہت ناراض ہوئے اور فرمایا بلایئے ان کو۔گاؤں والے بلا کر لائے اور حضرت نے ان کو نصیحت کی اور خوب سمجھایا۔وہ اٹھ کر چلا گیا حضرت نے حافظ زاہد حسین سے کہا کہ آپ جایئے اور بتوں سے اس گھر کو پاک کیجئے۔حافظ زاہد حسین مجیبی جانے کو تیار نہیں ہوئے، حضرت نے مجھ سے کہا کہ آپ جایئے اور اس کام کو انجام دیجئے میں جانے کو تیار ہو گیا تو حضرت نے زاہد مذکور سے کہا اب تو منظری صاحب کے ساتھ چلے جایئے۔ہم دونوں اس کے گھر کے آنگن میں پہنچے، میں نے پوچھا ترشول اور مٹی کا ڈھیر کہاں ہے؟ ایک نے بتایا اس روم کے ایک گوشہ میں ہے، میں نے مکان مالک سے کہا اندر چلئے اس نے انکار کیا، مجھے لگا کہ یہ ڈر رہا ہے میں نے کہا آپ کو ڈر لگتا ہے میں اکھاڑ دوں؟ وہ راضی ہو گیا اور میں کچھ جوانوں کو ساتھ لے کر اس مکان میں داخل ہوا تو ویسا ہی پایا جیسا لوگوں نے بیان کیا تھا، گھر کے مغربی جنوبی گوشہ میں ترشول مٹی کا تودہ (پیری) مٹی کا کٹورہ، سرخ کپڑا، میں نے بلند آواز سے پڑھا لا الہ الا اللہ۔اللہ اکبر اور سارے خرافات کو ایک بوری میں رکھا اور لے کر حضرت کے پاس آ گیا، حضرت نے دیکھا اور فرمایا اسے کہیں پھینک دو۔میں نے عرض کیا حضرت غیر مسلم دیکھیں گے تو فساد پیدا کریں گے، مناسب یہ ہے کہ اس بوری کو ہردی نہر میں ڈال کر بہا دیتا ہوں اور غسل بھی کر لوں گا، بت کو ہاتھ لگانے سے دل میں کراہت محسوس ہو رہی ہے۔اور میں نے ایسا ہی کیا حضرت نے ان لوگوں کو توبہ اور تجدید ایمان و نکاح کرا دیا اور اسلام پر ثابت رہنے کی تلقین کی اور دعائیں دیں۔''(۱)

منظری صاحب نے ہارسر جو میرے گاؤں سے قریب ہے، تاراپٹی سے شمال و مغرب کی طرف ہے، اس گاؤں کا جو منظر و احوال قلم بند کئے ہیں ان سے یہ صاف ظاہر ہے کہ گھر سے بت کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے نکال پھینکوایا اور یہ کام بھی آپ کے عزیز خلیفہ حضرت منظری صاحب نے خود انجام دیا، جبکہ حافظ زاہد حسین جانے سے بھی انکار کر رہے تھے اور ڈرے سہمے تھے۔مگر اس کے باوجود اس عظیم کارنامہ کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ یا آپ کے خلیفہ منظری صاحب کی خدمات میں شمار کرانے کی بجائے مولانا عثمان رضوی نے اپنی کتاب ''آئینہ حق نما'' میں حافظ زاہد حسین کی خدمات میں شمار کرایا ہے، یہ جھوٹ اور حق پوشی نہیں تو کیا ہے؟ مگر پھر بھی الزام حق پوشی کا حضور شیر نیپال اور آپ کے چاہنے والوں پر وہی لوگ لگاتے ہیں۔آج بھی اس بات کی تصدیق ہارسر کے معمر لوگوں سے کی جاسکتی ہے اور مولوی عثمان رضوی کی فریب دہی اور دروغ نویسی و دروغ گوئی کا پردہ فاش ہو جائے گا۔

حضور شیر نیپال کے قائم کردہ ادارے:

حضور شیر نیپال رحمہ اللہ نے اسلام و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ و اشاعت اور ترویج و تشہیر کے لئے جن اداروں کو قائم فرمایا یا بنیاد ڈالی یا جن اداروں کو اپنی سرپرستی میں قائم کرنے کا مشورہ و اشارہ کیا وہ درج ذیل ہیں:

- جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور (نیپال)

---

(۱) نقوش حیات ص ۷۸ تا ۷۹

❁ جامعہ برکات النبی خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)
❁ جامعہ برکات الزہرا خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)
❁ دارالعلوم حنفیہ اشرفیہ لہان وارڈ نمبر ۶ (نیپال)
❁ دارالعلوم مدینۃ العلوم لہان وارڈ نمبر ۶ عید گاہ محلہ (نیپال)
❁ مدرسہ غوثیہ فیض النبی لہان وارڈ نمبر ۹ (نیپال)
❁ جامعہ برکاتیہ شمس العلوم لہان پرتی محلہ (برکاتی محلہ (نیپال)
❁ الجامعۃ البرکاتیہ نرائن گھاٹ (نیپال)
❁ مدرسہ برکاتیہ جیش ملت جئے نگر (بہار)
❁ دارالعلوم برکاتیہ جیش العلوم، بیرا (بہار)
❁ مدرسہ برکات مدینہ، روضہ شریف (نیپال)
❁ دارالعلوم برکات جیش، سنگمنیر (مہاراشٹر)
❁ دارالعلوم رضویہ مسعودیہ جیش العلوم سنسری (نیپال)
❁ غوثیہ مسجد منصوری محلہ لوکہا بازار (بہار)

اور پہاڑی علاقوں کے اور بھی کئی ایک مساجد و مدارس ہیں جن کی تفصیل عدیم الفرصتی کے سبب حاصل نہیں کر سکا، ورنہ ان سب کا ذکر کرتا اور ان شاء اللہ اگر حیات نے یاوری کی تو پھر کبھی اس پر قلم اٹھایا جائے گا اور تفصیل کے ساتھ لکھا جائے گا۔ ایسے پہاڑ کے علاقوں میں جو غلامان شیر نیپال، خلفا و تلامذۂ حضور مفتی اعظم نیپال ایک مدت سے فروکش اور خدمات انجام دے رہے ہیں ان سے معلوم کیا جا سکتا ہے، ان علاقوں کے مسلمانوں سے بھی معلوم کیا جا سکتا ہے اور میرے مذکورہ بیان کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔

خان محلہ لوکہا کی مسجد پر اہل سنت کا قبضہ:

لوکہا بہار میں مین روڈ سے چند میٹر اندر خان محلہ میں مغرب کی جانب ایک مسجد ہے جو پر شکوہ اور عالی شان اور خوب صورت ہے۔ جو اس وقت الحمدللہ پورے طور پر سنیوں کے قبضہ میں ہے اس وقت اس مسجد کے امام تلمیذ حضور شیر نیپال حضرت مولانا محمد توقیر رضا برکاتی صاحب قبلہ ہیں۔ پہلے وہ مسجد دیوبندیوں کے قبضہ میں تھی۔ اور اس مسجد کا امام بھی بدعقیدہ ہی تھا اور لوگ اس کی اقتدا میں نماز بشوق پڑھتے تھے۔ جب حضور شیر نیپال کو اس کا علم ہوا کہ اس مسجد کا امام بدعقیدہ ہے اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد زبیر عالم برکاتی کو اس کو مسجد سے ہٹانے پر مامور فرما دیا۔ مگر لوگ اس کے معتقد تھے کوئی اس کے خلاف بولنے کو تیار نہیں تھا اور بولنے پر بھی کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ ایک دفعہ حضور شیر نیپال بذات خود تشریف لے گئے، جمعہ کا دن تھا بدعقیدہ امام سے کہا گیا کہ آج تقریر آپ نہیں کریں گے شیر نیپال کریں گے اور وہی نماز بھی پڑھائیں گے۔ اس نے انکار کر دیا اور پورا زور لگا دیا کہ وہ نماز نہیں

پڑھائیں گے۔مولانا زبیر کو جلال آ گیا حضور شیر نیپال نے ان کو ٹھنڈا کیا اور فرمایا اس کو آپ چھوڑ دیجئے نماز بھی میں ہی پڑھاؤں گا اور تقریر بھی میں ہی کروں گا۔آپ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور دلائل باہرہ کی روشنی میں اہل سنت کے عقائد و معمولات کو ثابت کیا اور بدعقیدوں کے باطل اور گندے عقائد لوگوں کے سامنے بیان کرکے ان کا رد بلیغ بھی کیا۔اور اثبات حق کے بعد حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بتائے کہ جس کا عقیدہ ایسا گندہ ہو سرکار کے بارے میں،خدا کے بارے میں بزرگان دین کے بارے میں تو کیا اس کے پیچھے سنی مسلمان نماز پڑھ سکتا ہے؟ اتنا کہنے کے بعد بیک زبان حاضرین نے کہا ہرگز نہیں ہرگز نہیں! بس کیا تھا فوراً اس بدعقیدہ امام کو ہٹا دیا گیا اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے سنی امام امامت کے لئے منتخب فرما دیا اور اس مسجد کو بدعقیدوں کے چنگل سے آزاد کرکے اس میں سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم لہرا دیا اور الحمد للہ آج تک یہاں سنی امام ہی امامت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

خطہ پہاڑ میں شیر نیپال کی دینی خدمات:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے جہاں ترائی کے علاقوں میں مختلف طریقوں سے دعوت وتبلیغ کا کام انجام دیا ہے اسی طرح پہاڑی علاقوں میں بھی اسلام کی آفاقیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو عام کیا ہے، پہاڑی مسلمانوں کی بھی آپ نے ملی قیادت کا فریضہ انجام دے کران کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کی ہے اوران علاقوں میں اسلام کے سچے سپاہی علما وائمہ کرام کی شکل میں عطا فرمایا ہے۔

جس زمانے میں آپ نے پہاڑ کے علاقوں کا انتخاب دینی خدمات کے لئے کیا اس زمانے میں نیپال میں علما کی کثرت نہیں تھی،ترائی میں جو علما رہتے تھے انہیں کوئی جانتا تک نہیں تھا،مگر اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مقبولیت وشہرت عطا فرمائی کہ پہاڑ میں رہنے والے مسلمانوں نے آپ کی طرف رجوع کیا اور اس سنگلاخ علاقوں میں مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرنے کی درخواست کی تو آپ نے ان کی مذہبی رہنمائی فرمائی اور اپنے شاگردوں کو بھیج کر اور بذات خود ان علاقوں کا دورہ کرکے وہاں کے مسلمانوں کو دین وسنت سے قریب کیا۔جہاں مکتب نہیں تھا مکتب قائم کرایا،مسجد کی جہاں ضرورت تھی مسجد قائم کیا اور بچوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے کی رغبت دلاکر بچوں اور گھر کی خواتین کو دین اسلام کی باتیں سکھائیں اور انہیں شرعی مسائل سے آگاہ فرمایا۔کئی علاقے تو ایسے تھے جہاں مقامی مسلمانوں کی مالی حالت بہتر نہ ہونے کے سبب مشاہرہ پر امام رکھنے کی ہمت نہیں تھی اور نہ مسجد ومکتب کا انتظام تھا جہاں امام قیام کرکے دین وسنت کو عام کرسکے،مگر آپ نے ان علاقوں میں بھی اپنے خرچ پر امام کو بھیج کر اسلام کو فروغ دیا،شاگردوں کو ہوٹلوں میں رکنے کا حکم دیا اور وہیں سے ان مسلمانوں کی دینی تربیت کا حکم وارشاد کرتے رہے۔

نرائن گھاٹ جہاں چند بدعقیدوں نے اپنی خباثت پھیلانے کی کوشش کی تو اپنے ایک شاگرد وخلیفہ حضرت مولانا تسلیم الدین برکاتی کھوٹاوی کو مقابلہ کے لیے منتخب فرمایا،جنہوں نے ان سے مقابلہ کرکے ان مولویوں کو ذلیل وخوار کرکے شکست سے دوچار کردیا اور اہل سنت کی حقانیت کا پرچم لہرایا اور آج اس شہر میں حضور شیر نیپال کی سرپرستی میں ایک عظیم الشان ادارہ قائم ہے جہاں اسلامی عقائد وتعلیمات کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے اور اسی ادارہ کے وسیع صحن میں ایک خوبصورت جامع مسجد بھی ہے جہاں سے

رشد و ہدایت کا کام بخوبی انجام دیا جارہا ہے۔ اس شہر میں حضرت مولانا تسلیم الدین علیہ الرحمہ نے دین وسنیت اور حضور شیر نیپال کی ملی مسلکی مشن کے فروغ میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گذاردیا اور جب تک اس شہر میں رہے سنیت کی تشہیر کے لئے دل وجاں سے ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔ باطل سے مقابلہ میں انہیں جسمانی نقصان بھی پہنچایا گیا، زدوکوب بھی کیا گیا، گالیاں بھی دی گئیں مگر انہوں نے استقامت کے ساتھ اور پوری بہادری سے ان باطل فرقوں کا مقابلہ کیا اور سنیت کے پرچم کو سرنگوں ہونے سے بچایا۔

اسی طرح دمولی، دولے گونڑا اور پہاڑ کے دیگر علاقوں میں بھی جہاں بدعقیدگی نے سر ابھارنے کی کوشش کی ہے تو آپ کے شاگرد رشید اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد فیروز چمن برکاتی صاحب قبلہ نے اس کی سرکوبی کے لئے ہمیشہ مستعدی سے کام لیا ہے اور مسلمانان اہل سنت کی رہنمائی بڑی بہادری اور جرأت سے کی ہے اور آج اس علاقہ میں شیر نیپال کے اس چہیتے خلیفہ کی ایسی دھاک جمی ہوئی ہے کہ بدعقیدوں کو اس علاقہ میں گھوسنے کے لئے سوچنا پڑتا ہے۔ حضرت مولانا فیروز برکاتی صاحب کی پہاڑی علاقوں میں انجام دئے گئے دینی خدمات آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، آپ نے اس علاقہ میں سنیت کی اشاعت، اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اور مسلمانوں کو دین سے جوڑنے کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں اور بڑی مشقتوں کا سامنا بھی کیا ہے۔ ترائی علاقوں سے آنے والے بدعقیدوں سے ڈٹ کر مقابلہ کر کے ان کے دام مکروفریب کو ناکام بنایا، اپنی شیریں گفتاری کے ذریعہ لوگوں کو اپنے قریب کر کے دین کے احکام سے روشناس کرایا اور اللہ کے گھر کو اپنی عبادتوں سے آباد کرنے والا بنادیا۔ جن دیہی علاقوں میں مساجد نہیں تھیں ان کا دورہ کر کے ان علاقوں کے باشندوں کو برانگیختہ کیا اور مساجد تعمیر کرائی، فلک بوس پہاڑوں کو گھنٹوں پیدل چل کر بارش میں بھیگ کر طے کیا اور لوگوں کو دین وسنیت کا متوالا بنایا۔ خواتین کی اصلاح وتربیت کی تڑپ پیدا ہوئی تو مکتب کی بچیوں کی اچھی تعلیم وتربیت فرما کر اس کمی کو بھی دور فرمایا اور آج ان کی تلمیذات میں مبلغات وداعیات کی ایک ٹیم ہے جو گاہے بگاہے خواتین کا اجتماع منعقد کر کے پہاڑی خواتین کی اصلاح کا فریضہ انجام دیتی رہتی ہیں۔ پہاڑی علاقوں مولانا فیروز برکاتی صاحب کی تبلیغی سرگرمیوں، ان کی خدمات اور آپ کی شخصیت سے لوگ اس قدر متاثر ہیں کہ اہم مواقع پر آپ سے مشورہ لیا جاتا ہے اور اثر ورسوخ کا یہ حال ہے کہ آپ کو اطراف میں ثانی شیر نیپال بھی کہا جاتا ہے۔

جن شاگردوں نے حضور شیر نیپال کے حکم و ایما پر آپ کے فرستادہ بن کر ان علاقوں میں سنیت کے سنبل و گلاب کھلائے، مسلک اعلیٰ حضرت کے مشک وعنبر سے علاقوں کو معطر کیا، جگر کاوی، مشقت اور صعوبتوں کو برداشت کر کے اسلام وسنیت کی عمارتیں قائم کیں، فضا کو پاکیزہ بنایا، افکار کو مشک بار بنایا، قلوب واذہان کو قیام گاہ عشق مصطفیٰ ﷺ بنایا ان میں آپ کے خلیفہ فاتح نرائن گھاٹ حضرت مولانا محمد تسلیم الدین برکاتی مصباحی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا محمد ہاشم برکاتی، مولانا عبد العلیم غفر اللہ لہ اور پیکر اخلاص، مجاہد سنیت حضرت مولانا فیروز احمد چمن برکاتی صاحب قبلہ سرفہرست ہیں۔ جن کی عظیم قربانیوں اور شب وروز کی تگ و دو کے سبب ان علاقوں میں اہل سنت کا چمن ہرا بھرا ہے، جن کی تربیت حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے بطور خاص فرما کر ایک عظیم مشن پر لگادیا جسے پوری دیانت وخلوص کے ساتھ فروغ دینے میں ان مبلغین اسلام نے کوئی کسر نہیں رکھی۔

پہاڑی علاقوں میں حضور شیر نیپال نے اپنے شاگردوں اور خلفاء کا لشکر دشمنان اسلام وسنیت سے نبرد آزمائی کیلئے جگہ جگہ تعینات کر دیا ہے اور یہ لشکر ایسے ایسے دشوار مقامات پر دین وسنیت کی خدمات انجام دے رہے ہیں کہ ان علاقوں کا سفر کرنا اتنا مشکل ہے کہ اس کا اندازہ انہیں لوگوں کو ہوگا جنہوں نے کبھی ان پتھریلی اور دشوار راستوں کا سفر کیا ہو۔ ان علاقوں کے مسلمانوں ،علما کی سرگرمیوں کا جائزہ حضور شیر نیپال برابر لیتے رہتے اور موقع بہ موقع دورہ بھی فرماتے۔

آپ کی تبلیغ وتربیت اور محنت وکوشش سے جو علما وفضلا اور حفاظ ودعاۃ اور معلمات پہاڑی حصہ میں پیدا ہوئے ان میں سے بعض کے اسما یہ ہیں:

حضرت مولانا محمد اکرام الدین صاحب ازہری (کاسکی) حضرت مولانا محمد نبی بخش صاحب ازہری (گورکھا) حضرت مولانا محمد منظور صاحب ازہری (کاسکی) حضرت مولانا اصغر علی صاحب ازہری (گورکھا) مولانا ساجد حسین برکاتی (چتون) مولانا محمد خالد صاحب، مولانا محمد عاشق صاحب، مولانا جمیل اختر صاحب، مولانا صادق صاحب، مولانا اختر صاحب، مولانا عابد برکاتی صاحب، مولانا طیب علی برکاتی صاحب، مولانا سلیم صاحب، مولانا اختر حسین صاحب، مولوی رحمت اللہ صاحب (تنہوں) مولوی عبدالعزیز صاحب (کاسکی) مولوی سراج صاحب (کاسکی) مولوی عبدالغفور صاحب (کاسکی) حافظ محمد فیروز عالم صاحب (تنہوں) حافظ قاضی محی الدین صاحب (چتون) حافظ محمد عباس برکاتی صاحب (تنہوں) حافظ محمد امجد علی صاحب حافظ عبدالمصطفیٰ صاحب (کاسکی) حافظ محمد عابد صاحب (کاسکی) حافظ محمد فاروق صاحب (دھادنگ) حافظ محمد بسم اللہ صاحب حافظ محمد شاہجہاں صاحب (سیانگجہ) حافظ محمد یونس صاحب، حافظ محمد ساحل صاحب، حافظ محمد عبدالجلیل صاحب، حافظ محمد برکت علی صاحب (تنہوں) حافظ محمد عرفان صاحب، حافظ محمد گلفام رضا صاحب، حافظ محمد گلزار رضا صاحب، مولانا ساجد رضا برکاتی (چتون) مولوی محمد علی برکاتی صاحب (تنہوں) مولوی کریم بخش صاحب (تنہوں) مولوی محمد اسماعیل صاحب بینی، مولوی محمد برکت اللہ صاحب (دھادنگ) عالمہ محترمہ اسما خاتون صاحبہ (سیانجگہ) عالمہ محترمہ خالدہ خاتون ضیاء (تنہوں)

2018ء کے اوائل میں پہاڑ کے بعض علاقوں مثلا: باگلونگ، نرائن گھاٹ، پوکھرا، دولے گونڑا، پربت، بینی، بلبیا وغیرہ کا دورہ کرنے کا اتفاق ہوا، وہاں کے مسلمانوں سے ملا، بات چیت کی تو میں نے انہیں دین سے بہت قریب پایا اور خوف خدا کا جذبہ اور عشق نبی کا رنگ اور مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت دیکھ کر حیران ہوگیا کہ جہاں علما کم ہوں ان علاقوں میں مسلک اعلیٰ حضرت کا چرچا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بھرپور ذوق اور رسول کریم ﷺ سے اس قدر وابستگی! جب کہ ترائی کے علاقہ جہاں علما کی کثرت ہے ان میں یہ چیز اب خال خال ہے۔ پھر ان لوگوں سے پوچھا تو سب نے بتایا کہ یہ سب فیضان ہے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا، انہوں نے ہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعارف کرایا، انہوں نے ہی مصطفیٰ کریم ﷺ کی محبت کا جام پلایا، انہوں نے ہی اعلیٰ حضرت کا پتہ دیا اور مسلک اعلیٰ حضرت سے روشناس کرایا، انہوں نے ہی بزرگوں کے در کا گدا اور ان کی محبت کا شربت پلایا، انہوں نے ہی ہمارے بچوں کو اسلامی رنگ روپ بخشا، انہوں نے ہی ہمارے گھروں میں دینی تعلیمات کا پیغام پہنچایا، انہوں

نے ہی ہمیں سجدوں کا ذوق بخشا، انہوں نے ہی ہماری شرعی رہنمائی کی اور آج جو پہاڑ کے علاقوں میں اسلام کا باغ و بہار اور مسلک اعلیٰ حضرت کا نام و پرچار دیکھ رہے ہیں یہ سب ہمارے پیرومرشد حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تبلیغی کوششوں اور خدمات کا پھل ہے۔ انہوں نے ہمیں بدعقیدوں سے بچایا ہے، انہوں نے ہمارے بچوں کو دین کے راستے پر چلنے کی تدبیریں کیں ہیں، انہوں نے ہی ہمارے اندر اسلامی تعلیمات کی روح پھونکی ہے۔ ان کا فیضان ہے کہ آج صرف پہاڑ کے خاص باشندوں میں کچھ ایسے افراد پیدا ہوگئے ہیں جو امام نہ ہونے کی صورت میں امامت کا فریضہ بھی انجام دے سکتے ہیں، جنازہ بھی پڑھا سکتے ہیں، نکاح خوانی کا کام بھی انجام دے سکتے ہیں، بلکہ امام نہ ہوں تو یہ حضرات ہی یہ سب خدمات انجام دیتے ہیں۔ اور ہم لوگ ان حضرات کو امام صاحب سے ہی پکارتے اور احترام کرتے ہیں۔

دارالحکومت کاٹھمانڈو میں آپ کی خدمات:

خطہ پہاڑ میں آپ کی خدمات دینیہ کا ذکر ہو رہا ہے تو ملک نیپال کی راجدھانی کاٹھمانڈو کا ذکر بھی ہونا ضروری ہے اور یہاں آپ نے دین وسنیت کے فروغ و تبلیغ کے لئے جو کوششیں کیں ہیں کچھ ان پر بھی تبصرہ ہو جانا چاہئے۔ تو یہ بات ذہن نشیں رہے کہ فراغت کے بعد دارالعلوم علیمیہ دامودر پور ضلع مظفر پور بہار میں ایک سال تعلیمی خدمات انجام دینے کے بعد راجدھانی میں ہی دینی فریضہ انجام دینے کا ارادہ فرمایا تھا مگر اس سے پہلے جنکپور والوں نے یہاں دینی خدمات انجام دینے کی پیش کش کی۔ یہاں کچھ ماہ مکتب میں خدمات انجام دینے کے بعد شاہی کشمیری مسجد کاٹھمانڈو کے منتظمین کی منت وسماجت پر کاٹھمانڈو میں امامت و خطابت اور درس وتدریس کا فریضہ انجام دینے پر راضی ہوگئے۔ مگر چونکہ جن شرطوں کے ساتھ یہاں کی ذمہ داری قبول کی تھی ،اراکین نے ان شرطوں کی تکمیل میں کوتاہی کی، نیز رویت کے مسئلہ میں اختلاف ہونے کی وجہ سے اراکین دوگروہ میں بٹ گئے جس کی وجہ سے آپ نے استعفیٰ دیدیا۔ مگر وہاں سے مستعفی ہونے کے بعد بھی شاہی کشمیری مسجد میں اماموں کی تقرری کے لئے اراکین آپ ہی کی طرف رجوع کرتے اور آپ اس کے لئے مناسب و محنتی ائمہ فراہم کرتے رہے اور خود بھی مختلف ذرائع سے جائزہ لیتے رہے۔ اپنے متعدد شاگردوں کو امامت وتدریس پر مامور فرما کر یہاں کشمیری مسلمانوں کے ساتھ یہاں کے دیگر مسلمانوں کی مذہبی نگرانی ورہنمائی فرماتے رہے۔ کشمیری جامع مسجد اور اس سے متصل ادارہ میں اپنے تلامذہ کو رکھوا کر راجدھانی میں بھی مسلک اعلیٰ حضرت کا جام پلاتے رہے۔ حضرت مولانا نظام الدین، حضرت مولانا علی منظر ازہری، حضرت مولانا ساجد حسین برکاتی اور دیگر تلامذہ یہاں رہ کر مسلمانوں کی اصلاح وفلاح کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

حضرت مولانا علی منظر صاحب قبلہ نے تقریبا پانچ سال یہاں امامت وخطابت کا فریضہ دیا اور آپ کی شب وروز کی محنت ومشقت اور تعلیم وتربیت سے جو انقلاب یہاں کے کشمیری مسلمانوں میں خاص کر نوجوان طبقہ میں پیدا ہوا اسی کا اثر ہے کہ نوجوانوں میں آج بھی مذہبی رنگ جھلک رہا ہے اور مسلک اہل سنت سے وابستہ ہیں اور اعلیٰ حضرت کے عشق کے خمار میں مست رہتے ہیں۔ اکثر نواجوان آپ کے شاگرد ہیں اور آپ سے دل وجان سے محبت کرتے ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ

ازہری صاحب کشمیری جامع مسجد کی امامت وخطابت سے برطرف ہونے کے بعد اس سے کئی کلومیٹر دور نیا بازار کے جامعہ غوثیہ احسن البرکات میں پرنسپل و مہتمم کی حیثیت خدمات انجام دینے لگے، مگر آپ نے کشمیری مسجد میں رہ کر جن بچوں اور نوجوانوں کی تربیت فرمائی تھی وہ یہاں برابر ملاقات اور خیر وخبر معلوم کرنے آتے تھے، جس بات کا حکم دیدیتے اس کی تعمیل میں ایک ذرہ ٹال مٹول نہیں کرتے۔ معمر حضرات بھی اس قدر محبت واعتماد کرتے کہ اہم معاملات میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتے اور مشورہ کرتے ۔کشمیری جامع مسجد میں مرکزی ادارۂ شرعیہ کا قیام عمل میں آیا اس میں آپ کا بڑا اور اہم کردار رہا ہے۔ جامعہ احسن البرکات کو دینی و عصری تعلیم کا مرکز بنا کر دن رات اسے فروغ دینے میں مصروف عمل رہے، عوامی رابطہ کے ذریعہ بھی اشاعت دین اور اصلاح عقائد واعمال بخوبی انجام دیتے رہے ہیں اور فلاحی تنظیموں سے جڑ کر بھی قابل فخر وتقلید کردار ادا کیا ہے۔ اپنے علاقہ کے ان بچوں کو اپنے ادارہ میں داخل کر کے جن کے والدین بدمذہبوں کے چنگل میں پھنس چکے تھے ان کی ہدایت اور صحیح راستہ پر لانے کی کامیاب کوشش کی اور بہت سے افراد آپ کی کوششوں سے بدعقیدوں کی جال وچال سے نکل کر سنیت کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔

آج بھی کشمیری جامع مسجد میں امام کے لئے لوگ آپ کے شاگرد رشید حضرت مفتی محمد مجیب الرحمن برکاتی صاحب قبلہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بہت سے دینی معاملات ومسائل میں آپ سے رہنمائی حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ سب فیضان ہے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی راجدھانی دینی خدمات اور اسلامی افکار وتعلیمات کے فروغ کا۔

نیپال گنج میں خدمات شیر نیپال کے جلوے:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جب جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے فارغ التحصیل ہو کر اپنے وطن نیپال آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ملک نیپال میں خاص طور پر ترائی حصوں میں وہابیوں نے اپنا جال بچھا رکھا ہے، سنی علما کی اس وقت قلت تھی، تبلیغ دین کے لئے علاقہ جات کی کثرت تھی ایسی صورت میں ملک نیپال کے طول وعرض میں تبلیغی مشن کسی چیلنج سے کم نہیں تھا، اس کے لئے شیر دل، مجاہد صفت، جری وبہادر اور دور اندیش فقیہ وخطیب اور داعی ومبلغ کا ہونا ضروری تھا جو حالات پر عقابی نظر رکھے، بروقت صحیح فیصلہ لینے کی صلاحیت رکھتا ہو، جس کے اندر صبر واستقامت ہو، تسلیم ورضا جیسی صفات ہوں، کمال کا اخلاص ہو، ملی جذبات ہوں، دینی امنگ ہو، اگر چند لفظوں میں کہا جائے تو بس شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ جیسی شخصیت کی ضرورت تھی۔ آپ نے قحط الرجالی کے باوجود تقریبا ہر علاقہ وضلع میں محاذ کو سنبھالا، علما ومبلغین کا قافلہ بھیج کر کامیابی وفتح کا پرچم لہرایا۔ چنانچہ آپ نیپال گنج اور اس کے اطراف میں دین حق کا ڈنکا بجانے اور مسلک اعلیٰ حضرت کا جھنڈا لہرانے کے لئے کمربستہ ہو گئے، منصوبہ بندی کرنے لگے اور اپنے منصوبوں کو حتمی صورت دینے کے لئے پرعزم ہو گئے۔ اور جس قوت، جوش، جذبہ، ہمت، مصلحت، حکمت، عالمانہ وقار، مبلغانہ کردار، مصلحانہ طرز اور دور اندیشی کے ساتھ نیپال گنج اور اس کے اطراف میں دین متین کی اشاعت وتبلیغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کا نشر وتشہیر کی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے اور آپ کی ان عظیم خدمات کے جلوے نیپال گنج ہی کیا اس کے دور دراز علاقوں میں بھی پائے جاتے ہیں اور اسی مفکرانہ وداعیانہ اور مخلصانہ تبلیغ اور دعوت وارشاد کا نتیجہ ہے کہ اس شہر کے ساتھ مضافات میں کئی مدارس

اور کثیر تعداد میں علما وحفاظ کی ٹیم اور اس دینی ٹیم کی چمک پائی جاتی ہے، علاقہ میں دینی اور سنیت والا ماحول اور اس کی خوشگوار فضا، علم کی شمع اور دین ومسلک کی خوشبو محسوس کی جاتی ہے۔ان نا قابل فراموش کارناموں کے سفر میں آپ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا عبدالجبار منظری صاحب بھی ہم رکاب وہم سفر رہے ہیں اور اپنی اعلیٰ خدمات اور دیکھے بعد دیگرے دینی فتوحات حاصل کرنے کے بعد آپ فاتح نیپال گنج کے اعلیٰ لقب سے صحیح معنوں میں سرفراز ہوئے اور اس خوبصورت اعزاز وتمغہ کے آپ حقدار بھی تھے۔تو آئے نیپال گنج اور اطراف وعلاقہ جات میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی دینی ملی اور تبلیغی خدمات کی خنکی سے ہم اپنی نگاہیں ٹھنڈی کرتے ہیں، دلوں کو سرور بخشتے ہیں، تاریخ کو ایک نیا اور سنہرا باب فراہم کرتے ہیں اور ایسے عظیم مبلغ وداعی کی بارگاہ میں ان خدمات کا تذکرہ کر کے خراج عقیدت بھی پیش کرتے ہیں۔

ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ کی بات ہے جس وقت حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ شہر جنکپور میں دینی، تدریسی وتبلیغی خدمات انجام دے رہے تھے، اس وقت ہر طرف آپ کی خدمات کے چرچے تھے، آپ کی علمی سطوت وجلال کا ڈنکا بج رہا تھا، آپ کی مساعی جمیلہ سے کشت سنیت ہری بھری تھی، میخانہ علم وحکمت سے تشنگان علوم شرعیہ تشنگی بجھا رہے تھے۔مدرسین کا ایک قافلہ آپ کی نگرانی تدریس پر مامور تھے، حضرت منظری صاحب بھی جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی معیت وصحبت میں تدریسی وتبلیغی خدمات پر مامور تھے، اسی زمانہ تدریس میں نیپال گنج سے ماسٹر محمد حارث برکاتی جو نیپال گنج میں کسی اسکول میں پڑھاتے تھے فرصت کے موقع سے جنک پور آئے اور حضور شیر نیپال سے ملاقات میں نیپال گنج ضلع بانکے مغربی نیپال کے حالات وکوائف بیان کئے، ماسٹر حارث صاحب کا بیان تھا کہ نیپال گنج شہر اور ضلع بانکے میں مسلمانوں کی کثیر آبادی ہے، صرف شہر نیپال گنج میں ۱۵، ۲۰ مساجد ہیں، علمائے اہل سنت جماعت کی کمی ہے بلکہ ایک بھی اہل سنت و جماعت کا فارغ التحصیل سند یافتہ عالم دین نہیں ہے، دیوبندیت کا غلبہ ہے، مساجد ومدارس پر دیوبندیوں، تبلیغیوں کا قبضہ ہے، صرف ایک مسجد غوثیہ قبرستان کے پاس ہے جو سنیوں کے زیر انتظام ہے، پنج وقتہ اور نماز جمعہ عیدین اہل سنت و جماعت اسی میں ادا کرتے ہیں۔عوام کی اکثریت تو کسی بھی امام کے اقتدا میں نماز پڑھ لیتی ہے، جو محلہ کی مسجد ہوتی ہے اسی میں نماز ادا کر لیتے ہیں۔تبلیغ اہل سنت کی ضرورت ہے ہندوستان سے علماء اہل سنت موسم کے اعتبار سے آتے ہیں، مستقل سنیت کے تحفظ کے لیے کام کرنے کی ضرورت ہے۔حضرت شیر نیپال نے ماسٹر حارث برکاتی کی باتوں کو سن کر منظری صاحب کو طلب فرمایا اور ماسٹر صاحب کی باتیں حضرت نے اپنی زبانی بیان فرمایا، تحفظ عقائد اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا درد جو آپ کے سینہ میں تھا۔آپ ماسٹر صاحب کی باتوں کو سن کر متفکر ہوئے اور پروگرام بنایا کہ وقت نکال کر آپ دونوں لوگ (حضرت شیر نیپال اور منظری صاحب) نیپال گنج کا دورہ کریں اور وہاں کی سنیت کا جائزہ لیں۔ابھی منصوبہ سازی ہی ہو رہی تھی، روانگی کی تاریخ طے نہیں تھی، پھر آپ دونوں کے لیے ایک اجنبی شہر جہاں کوئی ملاقاتی نہیں، جنکپور سے نیپال گنج پہنچنے کا راستہ بھی نیپال سے نہیں، ہندوستان کے راستہ دو دن کا سفر تھا۔آپ نے ماسٹر حارث سے ساری معلومات حاصل کر لی تھی اور کچھ سنی حضرات کا نام بھی نوٹ کر لیا تھا، مسجد غوثیہ اور دارالعلوم غوثیہ ذہن میں تھا کہ سنی ادارہ ہے وہیں قیام کیا جائے گا اور شہر کے سربرآوردہ

مخصوص حضرات سے ملاقات کی جائے گی اور تحفظ عقائد اور فروغ سنیت و مسلک اعلیٰ حضرت مشن کا پروگرام مرتب کر کے کام شروع کیا جائے گا۔

آپ کی خدمت میں وفد:

نیپال گنج کی چھوٹی مسجد جو قلب شہر، مین مارکیٹ میں ہے، جس میں تبلیغی جماعت نے اپنا مرکز قائم کر رکھا تھا اور مرکز تبلیغی جماعت کا بورڈ بھی لگا رکھا تھا، باہر سے تبلیغی جماعت دیوبندیت کی تبلیغ کے لیے آتی تھی اور اسی مسجد میں ٹھہرتی تھی، کھانا پینا سونا سب مسجد میں ہی کرتی تھی، بعد نماز تبلیغی نصاب نامی کتاب پڑھ کر عوام کو سناتی تھی، جس پر الحاج ماسٹر ایم اسحاق صدیقی صاحب، جناب اصغر صدیقی، جناب عثمان شاہ، جناب محمود شاہ اور حاجی نورالحق حلوائی نے اعتراض کیا کہ تبلیغی نصاب کا پڑھنا بند کرو اور قرآن کریم کا درس قائم کرو اور قرآن کریم کا ترجمہ سناؤ۔ مگر تبلیغیوں نے عمل نہیں کیا اور تبلیغی نصاب کا پڑھنا جاری رکھا، جس سے نمازیوں میں اختلاف پیدا ہوا، دو جماعت ہونے لگی ایک ہی مسجد میں بوقت نماز دو جماعت ہوتی تھی، سنیوں کے پاس کوئی عالم نہیں تھا کبھی حاجی نورالحق تو کبھی حاجی اصغر علی صدیقی تو کبھی عثمان شاہ نماز پڑھا دیتے تھے۔ حالات کشیدہ ہوتے گئے، مار پیٹ اور خوف و دہشت کا ماحول تھا آخر کار حکومت وقت کو امن وامان کے لیے مداخلت کرنی پڑی اور یہ طے پایا کہ نیپالی شہریت (نیپالی ناگرک) مولانا تلاش کرلائیے جو امامت کا فریضہ انجام دیں گے، فریقین نے اس تجویزی دستاویز پر دستخط کر دئے۔

اب نیپالی مولانا کی تلاش و جستجو ہونے لگی، مغربی نیپال کے کئی ضلعوں میں فارغ التحصیل سنی عالم دین نہیں تھے۔ حضرت مولانا نور عالم مکرانی بھانرسر ضلع سرلاہی جوان دنوں سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں نیپال گنج میں مقیم تھے انہوں نے ماسٹر محمد اسحاق صدیقی، حاجی اصغر علی صدیقی اور دیگر سنی حضرات کو مشورہ دیا کہ سنی صحیح العقیدہ عالم چاہئے تو حضرت شیر نیپال مفتی محمد جیش صدیقی صاحب قبلہ جنک پور کے پاس جائیے وہ آپ کو سنی عالم دیں گے۔ سنیوں نے عثمان شاہ اور محمود علی شاہ کو اس کام کے لیے منتخب کیا اور حضرت مولانا نور عالم مکرانی نے ایک خط حضرت شیر نیپال کے نام دے کر راستہ کی رہنمائی کی اور یہ دونوں حضرات گونڈہ بستی گورکھپور، مظفر پور، سیتامڑھی ہوتے جنکپور حضرت شیر نیپال کے پاس پہنچے۔ ماہ ذی الحجہ کی پہلی یا دوسری تاریخ تھی، نیپال گنج کے حالات وواقعات بیان کئے۔ ان دنوں حضرت قبلہ مولانا عبدالجبار منظری صاحب جامعہ حنفیہ میں موجود نہیں تھے، آپ مدرسہ حنفیہ منظر اسلام باسوپٹی ضلع مدھوبنی کی اسلامی میٹنگ میں حضرت شیر نیپال کی نیابت کے لیے گئے ہوئے تھے۔ باسوپٹی کا مدرسہ حضرت کی سرپرستی میں تھا جسے حضرت نے فتح مناظرہ باسوپٹی کے بعد لفظ حنفیہ کے اضافہ کے ساتھ نشاۃ ثانیہ فرمایا تھا۔ حضرت اپنی بدنی حرارت کی وجہ سے شریک مجلس نہیں ہو سکے تھے۔ مدرسہ حنفیہ منظر اسلام باسوپٹی سے دو روز بعد جب منظری صاحب جامعہ حنفیہ پہنچے تو حضرت نے نیپال گنج سے آئے ہوئے سنی مسلمانوں کے نمائندوں سے ملاقات کرائی اور نیپال گنج کے حالات انہیں دونوں حضرات کی زبانی سنائے اور پھر حضرت شیر نیپال نے فرمایا کہ ہم لوگ نیپال گنج کے دورہ کا پروگرام ہی بنا رہے تھے کہ اللہ عزیز وحکیم نے اسباب پیدا فرما دئے، اب وہاں اسلام وسنیت کی تبلیغ وتشہیر میں کچھ زیادہ دشواریوں کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، عوامی روابط

کر کے تبلیغ دین کی راہیں ان شاء اللہ ہموار کی جاسکتی ہیں۔ اور مزے کی بات یہ کہ اس اجنبی شہر میں بھی ان شاء اللہ احباب اہل سنت کا حلقہ حمایت وتائید کے لئے پر جوش و بیدار مغز رہے گا۔

نیپال گنج کے لئے منظری صاحب کا انتخاب:

نیپال گنج اور اطراف میں دینی خدمات انجام دینے کے لئے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کمر بستہ ہو چکے تھے، منصوبہ بنا چکے تھے اور حالات پر مکمل طور پر غور وفکر بھی کر چکے تھے اور پھر وہاں کے لئے اپنا ایک نمائندہ حضرت مولانا عبد الجبار منظری صاحب کو منتخب کرنے کا ارادہ بھی بنا چکے تھے اور اب اسے عملی جامہ دینا تھا۔ اس لئے اسی دن بعد نماز عشا حضرت نے منظری صاحب کو طلب کیا اور نیپال گنج سے متعلق آپ سے مشورہ کرنے لگے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیر نیپال مسلمانان اہل سنت کے عقائد کی حفاظت کے لئے کس قدر فکر مند رہتے تھے اور سنیت کے لئے کتنا درد رکھتے تھے۔ آپ نے منظری صاحب سے فرمایا کہ ان دونوں حضرات کو میں نے علی پٹی مدرسہ بھیجا تھا کہ کوئی عالم دین نیپال گنج کے لیے دیں مگر ان لوگوں نے حالات جنگ وجدال سن کر دینے سے انکار کر دیا، بھمر پورہ بھیجا مگر وہاں سے بھی یہ حضرات خالی آئے، اب ایسے میں کیا کیا جائے؟ مولانا عبد الحفیظ صاحب اور مولانا محمد حسین صدیقی (جو ان دنوں جامعہ حنفیہ میں مدرس تھے) حال کے فارغین ہیں، میدان کے نشیب وفراز اور محاذ کا تجربہ نہیں ہے۔ کافی غور کے بعد آپ نے منظری صاحب سے فرمایا کہ کل آپ گھر چلے جائے اور والدین سے مل کر آئے اور اجازت بھی لے لیجیے گا، ہوسکتا ہے کہ آپ کو نیپال گنج جانا پڑے۔ حضرت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے شام کو منظری صاحب اپنے گھر چلے گئے۔ دینی خدمات کی امنگ اور سنیت کے فروغ کے لئے جذبہ بیکراں آپ کے اندر بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، آپ بھی دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت کے لئے بے لوث و پر جوش تھے۔ چنانچہ قیام شب کے بعد صبح والدین سے اجازت طلب کی، آپ کی والدہ آبدیدہ ہو کر فرمانے لگیں کہ لوگ عید کے موقع سے اپنے گھر آتے ہیں، اہل وعیال کے ساتھ عید کرتے ہیں اور آپ باہر جانے کی بات کرتے ہیں۔ آپ نے والدین کو سمجھایا کہ آپ حضرات نے مجھے دینی تعلیم دین اسلام کی خدمت کے لیے دلائی ہے، جس محاذ پر دین اسلام کو میری ضرورت ہوگی مجھے جانا ہوگا، اس وقت نیپال گنج اور اس کے اطراف میں دینی تبلیغ کے لئے میری ضرورت ہے، مجھے اس کام کو انجام دینے کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دینی ہوں گی۔ پھر آپ کی والدہ راضی ہو گئیں، والد مکرم بھی تیار ہو گئے۔ والدین سے اجازت لیتے وقت کی کیفیت کو منظری صاحب خود بیان کرتے ہیں:

''والدہ محترمہ نے میری باتوں کو سن کر جس طرح آبدیدہ ہو کر مجھے رخصت کیا تھا اسے تحریر کرتے ہوئے والدہ کی وہ آبدیدہ صورت میری نگاہوں کے سامنے ہے اور میری آنکھیں آبدیدہ ہیں اور آنسوؤں کے قطرے صفحہ قرطاس پر ٹپک رہے ہیں، رب کریم سے دعا ہے کہ اپنے پیارے محبوب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے طفیل میرے والدین کو غریق رحمت فرمائے۔ آمین۔'' (مسودہ خودنوشت سوانح)

منظری صاحب کی نیپال گنج کے لئے روانگی:

حضرت مولانا عبد الجبار منظری صاحب قبلہ اپنے گھر والوں سے مشاورت واجازت کے بعد ۵/ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ بروز جمعہ صبح جامعہ حنفیہ آگئے۔ حضرت نے فرمایا کہ تیاری کیجیے بعد نماز جمعہ نیپال گنج کے لیے آپ کی روانگی ہے، میں نے کافی غور وفکر بلکہ یہ کہئے کہ استخارہ کے بعد میں نے یہ فیصلہ لیا ہے کہ آپ کو نیپال گنج میں اہل سنت کا پرچم بلند کرنے کے لئے بھیجوں، وہاں دین و سنیت کی تبلیغ واشاعت کرکے وہاں کے سنی مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کی جائے۔ آپ کو میں نہ اپنے سے جدا کررہا ہوں اور نہ آپ مستعفی ہورہے ہیں بلکہ بدستور سابق جامعہ کے مدرس ہیں، تحفظ عقائد اہل سنت اور تبلیغ اہل سنت کے لیے محاذ پر بھیجا جارہا ہے، آپ کی تنخواہ جامعہ سے جاری رہے گی، نیپال گنج کے مسلمان جو کچھ مالی خدمت کریں گے وہ آپ کا نذرانہ ہوگا معاش کی فکرمت کیجیے گا، ہاں ان باتوں کا خاص خیال رکھئے گا کہ حسن عمل وحسن اخلاق داغدار نہ ہونے پائے، صبر وضبط اور حکمت سے کام لیجیے گا اور روپیہ پیسہ کے لیے دست سوال کسی کے سامنے دراز مت کیجیے گا۔ اللہ رب الکریم رزاق ہے رزق مہیا فرمائے گا اور پھر آپ تو برکاتی ہیں برکاتی تنگ دست ومفلس نہیں ہوتا ہے، سلسلہ کا فیض پہنچتا رہتا ہے اور خوش حال ہوجاتا ہے۔ حضرت شیر نیپال نے نصیحت آمیز کلمات اور دعاؤں کے سایہ میں بعد نماز جمعہ دونوں مہمان عثمان شاہ اور محمود علی شاہ کے ہمراہ نیپال گنج کے لئے ایک نئے شہر میں ایک اہم مہم سر کرنے کے لئے حضرت منظری صاحب کو روانہ فرمایا۔

آگے کا منظر منظری صاحب رقم فرماتے ہیں:

’’جنکپور سے روانہ ہوکر سیتا مڑھی، مظفر پور ہوتے ہوئے مظفر پور سے بذریعہ ٹرین گورکھپور، بستی، گونڈہ ہوتے ہوئے بہرائچ شریف سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے دربار کی زیارت کرتے نیپال گنج روڈ ریلوے اسٹیشن پہنچا، وہاں سے بذریعہ یکہ (گھوڑا گاڑی) نیپال گنج شہر کے لئے روانہ ہوا، سرحد پر مختصر پولس تفتیش کے بعد پندرہ بیس منٹ میں شہر کے اندر داخل ہوا۔ رات ہوچکی تھی بوقت شب اپنے ہمراہی میزبان کے گھر قیام کیا، صبح بعد نماز فجر شہر کے عمائدین جناب ایم اسحاق صدیقی، حاجی علی اصغر صدیقی، عبد العزیز ادریسی، محمد اصغر علی انصاری، جناب وکیل، جناب محمد شفیق صدیقی، وکیل سلطان احمد صدیقی، بابو امانت اللہ صدیقی (وکیل) مستری فرید الدین، جناب نور الدین، حاجی رمضان علی حلوائی رضوی، جناب خلیل اور جناب جلیل انصاری حضرات ملنے آئے۔ جب شیر نیپال کے حکم وایما پر شیر نیپال کے دینی منصوبوں اور مشن کی تکمیل وفروغ کے لئے نیپال گنج پہنچا تو اہل سنت وجماعت میں میرے پہنچنے سے خوشی کی لہر دوڑ گئی، سنی عالم کی آمد سے شہر کے وہ سنی طبقہ خوشی میں جھوم اٹھا جسے ایک مدت سے ایک سنی عالم دین کی تلاش وجستجو اور انتظار تھا۔ شہر ومضافات کے سنی عوام وخواص سنی تحریک اور سنیت کی تقویت وفروغ کے متمنی تھے، وہ ایک سچے مبلغ وداعی اور رہبر کے انتظار میں فرش راہ تھے، وہ جام عشق نبی کے تشنہ تھے، سسکتی سنیت کو سہارا دینے والے سچے اور مخلص داعی کے آرزومند تھے اور ان کی تشنگی بجھانے، ان کے انتظار کی گھڑی کو ختم کرنے اور ان کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے جس عظیم وعبقری شخصیت نے پہل کی وہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ذات تھی، جنہوں نے اپنے ایک عظیم دینی مشن کا حصہ اس فقیر

منظری کو بنایا اور پھر کیا تھا ان کا نمائندہ بن کر شہر نیپال گنج میں پہنچ گیا اور مشن کی تکمیل میں شب و روز کوشاں رہنے لگا۔'' (منظری صاحب کی ڈائری)

اہالیان نیپال گنج سے شیر نیپال کا تعارف:

چونکہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے منظری صاحب کو نیپال گنج میں اسلام و سنیت کی آبیاری کے لئے بھیجا تھا، اسی لئے پہنچنے کے بعد آپ نے حاضرین سے حضرت شیر نیپال کا غائبانہ تعارف کچھ اس طرح کرایا:

''حضرت شیر نیپال کو اکابر علمائے اہل سنت نے یوں ہی یہ خطاب نہیں دیا ہے، بلکہ حضرات اکابرین علمائے اہل سنت و جماعت نے حضرت شیر نیپال کے مجاہدانہ، قائدانہ کردار کو دیکھا، پرکھا اور پایا کہ یہ مرد مجاہد تحفظ عقائد اہل سنت و جماعت اور بقا کے لیے عظیم سے عظیم تر قربانی کا جذبہ اور درد رکھتا ہے اور ملک نیپال میں مسلک اعلیٰ حضرت اور سلسلہ برکاتیہ کی اشاعت و ترویج کے لیے عظیم خدمات انجام دے رہے ہیں اور اسی جذبہ کے تحت مجھے نیپال گنج بھیجا ہے۔ میری باتوں سے لوگ کافی متاثر ہوئے اور گیارہ بجے دن میں انچلا دھیش (کمشنر) بھیری زون کے آفس لے گئے، انچلا دھیش بھیری زون سے ملاقات کرائی، کمشنر صاحب مجھے الگ ایک کمرہ میں لے گئے، بہت دیر تک مجھ سے بات کرتے رہے، سوالات و جوابات ہوتے رہے، کمشنر صاحب میری باتوں سے کافی متاثر ہوئے۔ یہ حضرت شیر نیپال کا فیضان تھا ورنہ کہاں میں اور کہاں سنیت کے تحفظ کا عظیم مشن؟ اللہ قدیر و حکیم نے اپنے محبوبین کے صدقے مجھے کامیابی عطا کی اور انچلا دھیش نے مجھے چھوٹی مسجد کا امام مقرر کر دیا۔''

فتح کی پہلی منزل:

جب حضرت منظری صاحب نیپال گنج پہنچے اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا تعارف وہاں کے باشندوں سے کرایا تو پھر ایک حلقہ آپ کے چاہنے والوں اور حمایت کرنے والوں کا تیار ہو گیا، لوگوں میں خوشی تھی اور سنی امام کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا جو جوش تھا وہ قابل دید تھا، ان کی جو خواہش تھی کہ مسجدوں میں سنی امام کی بحالی ہو اس خواہش کی اب تکمیل ہونے کو تھی۔ چنانچہ حضرت منظری صاحب نے ۷/ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ کو نماز ظہر کی امامت مرکز والی مسجد میں کی اور اسی نماز سے آپ اس مسجد کے امام بھی ہو گئے۔ سب سے پہلی کوشش آپ نے ارباب اہل سنت کی مشاورت و حمایت سے یہ کی کہ اس مسجد میں تبلیغی جماعت پر پابندی لگوائی جائے، جس کے لئے انچلا دھیش کو سارے احوال و حقائق بتائے، پھر کیا تھا انچلا دھیش نے تبلیغی جماعت پر پابندیاں لگا دی کہ کوئی جماعت باہر کی نہیں آئے گی، دیوبندیوں سے کہا کہ کاروبار چھوڑ کر محلہ محلہ گاؤں گاؤں نگر نگر ڈگر ڈگر کی گشت کرنی ہے تو تم لوگ خود کرو، باہر سے (غیر ملک سے) جماعت بلاؤ گے تو تم سب کو جیل میں ڈال دیں گے، پولس کو بھی حکم دے دیا کہ کوئی جماعت باہر سے آنے نہ پائے، باڈر سخت کر دیا پولس سختی سے تفتیش کرنے لگی۔

منظری صاحب فرماتے ہیں کہ:

''یہ سب جو کچھ ہو رہا تھا اور میں کامیابی کی طرف بڑھ رہا تھا مارہرہ مطہرہ اور بریلی شریف کا فیضان اور حضرت شیر نیپال

کے دردمند دل کا ثمرہ تھا، ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ من آنم کے من دانم۔ میں پنجوقتہ نماز کی امامت پابندی سے کرنے لگا، دو دن بعد ۱۰؍ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ عید الاضحیٰ کے موقع سے عیدگاہ میں میری پہلی تقریر نیپال گنج میں ہوئی، حالاں کہ میرے میزبان نے مجھے تقریر سے منع کیا تھا، ان لوگوں کو لگ رہا تھا کہ ۲۸، ۲۹ سال کا جوان ہے کبھی ہم لوگوں نے ان کی تقریر سنی نہیں تقریر آتی ہے یا نہیں اور ماحول گرم ہے، معلوم نہیں کیا تقریر کریں گے، کہیں سازگار ماحول پھر نہ بگڑ جائے اور ہم لوگ مصیبت میں پڑ جائیں اور کامیابی سے دور ہوجائے۔ یہ ہمارے مخلصین کی اپنی سوچ تھی، خدائے قدیر کی کچھ اور ہی تدبیر تھی، عیدگاہ کی تقریر سے میں پورے شہر اور علاقہ جات پر چھا گیا اور دوسرے روز بوقت شب بعد نماز عشا عید ملن کا پروگرام جامع مسجد و مدرسہ کے احاطہ میں رکھا گیا ، بذریعہ مائک اس کی تشہیر شہر میں کرائی گئی۔ عوام میری تقریر عیدگاہ میں سن چکی تھی اور سنیت بیدار ہوچکی تھی، جم غفیر عید ملن کے پروگرام میں تھا اور یہ میری دوسری تقریر تھی۔ پھر تیسری تقریر جمعہ میں خطبہ سے قبل ہوئی، اپنی تقریر کے بارے میں خود بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ یہ حکمت و دانائی کی باتیں اور نکات کیسے میرے ذہن میں آ رہے ہیں، پھر مجھے احساس ہوا کہ زبان تو میری ہے اور بات حضرت شیر نیپال کی ہے، فیضان شیر نیپال کا ہے، رب قدیر و حکیم عبد الجبار منظری سے کہلوا رہا ہے چوں کہ یہ مشن ہی شیر نیپال کا ہے، کام ان کا ہے، بظاہر عبد الجبار منظری ہے بہ باطن فیضان شیر نیپال ہے، حکمت شیر نیپال ہے اور درد سنیت بھی ہے''۔ (منظری صاحب کی ڈائری)

منظری صاحب کا نیپال گنج پہنچنے کے دو دن بعد ہی مرکز والی مسجد کی امامت کی ذمہ داری سنبھال لینا اور تبلیغی جماعت کی انٹری پر پابندی عائد کروانا یہ اس شہر میں آپ کی پہلی فتح اور کامیابی تھی، بلکہ اہل سنت کی فتح تھی۔

شیر نیپال کی آمد:

نیپال گنج میں جو کامیابی ملی اس کی اطلاع بذریعہ ٹیلی گرام اور خط منظری صاحب نے حضرت شیر نیپال کو بھیج دی، آپ نے یہ درخواست کی کہ منصب امامت کا حق مجھے نہیں ہے، مولانا محمد ادریس نوری انصاری موتی گیر پرسا کو لیکر تشریف لائیں، نیپال گنج کے سنیوں کی آنکھیں فرش راہ ہیں اور دل بے قرار ہیں، آپ کی زیارت سے مشرف ہو کر قرار حاصل کرنا چاہتے ہیں، آپ کے خطابات سے مشرف ہونا چاہتے ہیں، حضرت کی آمد کا شدت سے، محبت سے انتظار ہے، آپ جلد تشریف لائیں۔ حضرت نے ٹیلی گرام اور خط ملتے ہی نیپال گنج کے لیے روانگی کی تیاری شروع کردی، راستہ کی تفصیل بذریعہ خط حضرت کو کردی تھی۔ دو ہفتہ بعد (چھبیس یا ستائیس ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ) حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ مولانا ادریس نوری کے ہمراہ نیپال گنج تشریف لائے، جناب ماسٹر محمد اسحاق صدیقی کے دولت کدہ پر آپ کا قیام رہا، عمائدین شہر ملاقات کے لیے آتے رہے، مختلف محلوں میں آپ کی تقریر و خطاب کا اہتمام و انصرام کیا گیا۔ سات راتیں مختلف محلوں میں آپ کا خطاب ہوا، سنیت جو دبی دبائی تھی مسیحا نے روح ڈال دی اور شگفتگی و تازگی آگئی، دیوبندیت منہ چھپانے لگی، دیوبندیوں کی عقلیں مفلوج ہوگئیں، اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں، خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔ یہی حال دیوبندیوں کا تھا۔

منظری صاحب لکھتے ہیں:

''نیپال گنج میں حضرت کا ایک ہفتہ کا قیام زہر ہلاہل کے لیے تریاق ثابت ہوا، مجھے ۲۲ روز کے بعد اپنے ہمراہ الجامعة الحنفیہ غوثیہ واپس لے آئے اور مولانا ادریس نوری کو چھوٹی مسجد کا امام مقرر کر دیا، عوام اہل سنت و جماعت نے والہانہ عقیدت و محبت کے ساتھ جلوس کی شکل میں روپیڈیہا نیپال گنج روڈ، ریلوے اسٹیشن پہنچایا، نماز عصر اسٹیشن پر باجماعت اذان وتکبیر (اقامت) کے ساتھ ادا کی گئی، ٹرین آئی لوگوں نے آبدیدہ آنکھوں اور نعرۂ تکبیر و رسالت کی صداؤں میں قائد اہل سنت نیپال حضرت شیر نیپال اور منظری کو الوداع کہا اور رخصت کیا۔ غالبا یہ محرم ۱۳۹۸ھ کی یکم تاریخ تھی یا ۳۰/ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ کی تاریخ تھی، اس سفر کی آخری تقریر جناب حاجی محمد رمضان علی رضوی کے دولت کدہ پر ہوئی تھی اور میں نے چاندرات محرم الحرام جمعہ کو یعنی تقریر خطبہ کے بعد اس شعر سے شروع کی تھی کہ:

آج ہے پہلی محرم یاد آتے ہیں حسین
کربلا کی سرزمیں پر مسکراتے ہیں حسین

حضرت شیر نیپال نے شرعی اعتبار سے فرمایا کہ رویت ہلال کی شہادت ملی ہے یا یوں ہی یکم محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مان لیا ہے؟ خیر یہ تو حضرت شیر نیپال کا حکم شرع پر عمل اور کمال احتیاط ہے جو ان کے قریبی ہی سمجھتے ہیں، حاسدین خاسرین کیا سمجھیں گے عمل شرع اور درد سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو۔''

منظری صاحب کا مستقل قیام نیپال گنج میں:

حضرت منظری صاحب کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے نیپال گنج میں مستقل طور پر قیام کر کے دین وسنیت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے روانہ نہیں فرمایا تھا بلکہ چند دنوں کے لئے یہاں بھیجا تھا اور یہ چند دن فاتحانہ رہے، پھر سات دنوں تک حضور شیر نیپال کا قیام اور ان ایام میں احباب اہل سنت کے مابین تبلیغ کرنا اور عوامی رابطہ سے اہل سنت کی تشہیر سے سنیوں میں جان آ گئی اور سنیت مضبوط ہو گئی۔ اب مزید منظری صاحب کے قیام کی ضرورت نہیں رہی اس لئے حضرت مولانا ادریس صاحب کو مسجد کا امام منتخب کر کے منظری صاحب کو اپنے ساتھ جامعہ حنفیہ جنکپور لے آئے۔ کچھ دنوں تک مولانا ادریس نوری چھوٹی مسجد کی امامت کرتے رہے، انہوں نے کام بھی اچھا کیا مگر دیوبندیوں نے پھر ایک چال چلی اور منظری صاحب کے چلے جانے کا فائدہ اٹھانا چاہا کہ انچلا دھیش (کمشنر) نے منظری صاحب کو امام مقرر کیا ہے مولانا ادریس کو امام نہیں کیا ہے، اس لیے ہم لوگوں کو وہی امام منظری صاحب چاہئے۔ منظری صاحب کی امامت کا مطالبہ ان دیوبندیوں کا بہانہ تھا، ان کا مقصد تھا کہ منظری صاحب کو حضرت شیر نیپال بھیجیں گے نہیں تو خلفشار مچا کر موجودہ امام مولانا ادریس کو برطرف کر کے ہم اپنا (دیوبندی) امام بحال کریں گے۔ دیوبندیوں کی شرارت دیکھ کر اہل سنت و جماعت کے خطوط آنے لگے کہ منظری صاحب کو بھیج دیجئے نیپال گنج کی سنیت کی بقا اسی میں ہے، اہل سنت و جماعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے یہ قربانی آپ کو دینی پڑے گی۔ آگے کا منظر خود منظری صاحب کچھ یوں بیان فرماتے ہیں:

''حضرت شیر نیپال نیپال گنج کے خطوط سے متفکر تھے ہی کہ ضلع بردیا راجہ پورنندی سے بھی خطوط آنے لگے کہ یہاں دیوبندیوں نے شرارت کی ہے،سنیوں کو دبا رہے ہیں منظری صاحب کو بھیج دیجیے کہ دیوبندیوں کی سرکوبی کریں،حضرت کی فکروتردد اور بھی بڑھ گیا،حضرت اکثر کھانا اپنے ساتھ مجھے کھلاتے تھے،اور بوقت طعام بہت سے مسائل ومعاملات پر مجھ سے مشورہ فرماتے اور میری رائے معلوم کرتے۔یہ حضرت کی ذرہ نوازی تھی اور کام کرنے کی صلاحیت وتربیت بھی مقصود تھا ورنہ میں کہاں اور کہاں شیر نیپال۔چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

حضرت دیر رات تک مطالعہ کتب فرماتے،اپنے زیر درس کتابوں کے مشکلات کے حل کے لیے میں بھی حضرت کے حجرہ میں جایا کرتا تھا،جب رات کے ۱۱ بجتے تو حضرت فرماتے جایئے سوئے اور فجر میں نماز کے لیے جگا دیجیے،جماعت کی پابندی کیجیے ،فجر کی جماعت اکثر آپ کی چھوٹ جاتی ہے۔حضرت کی قربت کی وجہ سے میں کبھی کبھی مزاحیہ بات کرلیتا تھا جوابا کہہ دیتا کہ حضرت کیا حنفی جامع مسجد جنک پور کی جماعت بھی واجب ہے،جہاں وقت جماعت سے اکثر تاخیر سے جماعت قائم ہوتی ہے،حالاں کہ یہ حضرت کی مصروفیت کی وجہ سے ہوتا تھا درس وتدریس،افتا،کتابوں کا مطالعہ،باہر سے آنے والے کے مسائل کو سننا اور حل تلاش کرنا،معاملات کو سمجھنا نہ جانے کتنی ذمہ داریاں اس مرد مجاہد بوریہ نشین کے کاندھے پر تھیں۔پھر کہا ہے کسی نے:

میں تنہا جام ہوں کس کس کے ہونٹ تک پہنچوں
غضب کی پیاس لئے ہر بشر لگے ہیں مجھے

حضرت شیر نیپال کا حال یہی تھا یا ایسا ہی تھا۔

آنکھ والے تیری جوبن کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اچانک ایک شب دیر رات حضرت نے میرے کمرہ کی زنجیر کھٹکھٹائی،میں نے دروازہ کھولا مولانا عبدالحفیظ مولانا محمد حسین اور میں منظری تینوں روم کی کمی کی وجہ سے ایک ہی کمرہ میں سوتے تھے،حضرت نے اپنے حجرہ میں بلایا اور فرمایا میں نے آپ کی نیند خراب کردی اور فرمایا کہ دین کے لیے بہت ساری قربانیاں دینی پڑتی ہے،اور فرمایا کہ نیپال گنج بانکے اور راجہ پورنندی اور ضلع بردیا کے جیلانی کے مسلسل تقاضہ ٹیلی گرام اور رجسٹری خطوط نے مجھے ذہنی طور پریشانی میں ڈال رکھا ہے،یہ دیکھئے اتنے رجسٹری خطوط اور ٹیلی گرام ہیں۔اس وقت آج کے جیسا مواصلاتی نظام کی سہولت نہیں تھی،میں نے فیصلہ لیا ہے کہ تین ماہ کے لیے میں آپ کو نیپال گنج بانکے اور راجہ پورنندی ضلع بردیا کے حالات اہل سنت وجماعت کے لیے سازگار بنانے کے لیے،سنیت کی تبلیغ اور مسلک اعلی حضرت کی ترویج کے لیے بھیجوں،نہ چاہتے ہوئے بھی مذہب اہل سنت وجماعت اور مسلک ومشرب کے لیے مجھے یہ قدم اٹھانا پڑ رہا ہے۔آپ ایسا کریں کہ کوئی حافظ تلاش کیجیے اس کو ساتھ لے کر دو تین دن میں نیپال گنج کے لیے روانہ ہوجائے، مارہرہ شریف کے عرس کی تاریخ آنے میں ابھی تین ماہ ہے ان شاء اللہ تعالی ثم ان شاء الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سال عرس میں شرکت

کروں گا اور فلاں تاریخ کو عرس کے لیے میں ویشالی ٹرین سے اتنے بجے دن میں لکھنؤ پہونچوں گا، اس تاریخ میں آپ لکھنؤ اسٹیشن پر مجھے ملیں، ویشالی ٹرین اتنے بجے لکھنؤ پہونچے گی، کبھی تاخیر بھی ہو جاتی ہے اس لئے انکوائری آفس سے معلوم کر لیجیے گا ٹرین آئی یا نہیں یا کب آئے گی۔عرس مارہرہ مقدسہ کی واپسی پر نیپال گنج جائیں گے، وہاں کے حالات کا جائزہ لیں گے اور معاملات کو سمجھیں گے، پھر آپ کے نیپال گنج میں مستقل قیام کے سلسلہ میں فیصلہ لیں گے۔فی الحال تین ماہ کے لیے آپ جائیں اور ایک حافظ قرآن اپنے مزاج کے مطابق ساتھ لے جائیں، آپ کی تنخواہ جامعہ حنفیہ سے جاری رہے گی نیپال گنج کے مسلمان جو مالی خدمت کریں وہ آپ کا نذرانہ ہوگا تنخواہ نہیں، تنخواہ تو جامعہ حنفیہ دیتا رہے گا اور میری نصیحت پر عمل کیجیے گا جو باتیں پہلے نصیحت کی تھی پھر کہتا ہوں کہ مبلغ کی نیت میں خلوص ہو، حسن عمل اور حسن اخلاق ہو، روپیہ پیسہ کے معاملہ میں محتاط ہو، اپنی مالی کمزوری کسی پر ظاہر نہ کرے، روپیہ پیسہ کے لیے کسی کے سامنے زبان نہ کھولے، ہمت و بردباری اور حکمت سے کام لے۔اور آپ تو برکاتی ہیں، برکاتی مفلس و نادار، وزی روٹی کا محتاج اور معاشی طور پر پریشان نہیں ہوتا ہے، سلسلہ کا فیض پہنچتا رہتا ہے، اکثر برکاتیوں کو پاک و ہند میں دیکھا بڑے مالدار اور خوش حال ہیں۔'' (منظری صاحب کی ڈائری)

نیپال گنج اور اطراف کے سنی مسلمانوں کے خطوط ملنے کے بعد حضور شیر نیپال وہاں کے تئیں بہت متفکر تھے، جہاں سنیت کا پرچم ابھی چند ہی ماہ قبل لہرایا تھا، جہاں فتح کی منزلیں طے کیں تھی پھر وہاں کے مسلمانوں کو بدعقیدوں نے ورغلانا چاہا اس لئے آپ بیحد فکر مند رہنے لگے اور اسی لئے پھر بدعقیدوں کی سرکوبی اور سنیت کے تحفظ کے لئے منظری صاحب قبلہ کو چند ماہ کے لئے روانہ فرمایا یہ کہتے ہوئے کہ آپ بھی عرس مارہرہ شریف میں حاضری کے بعد وہاں تشریف لے جائیں گے۔چنانچہ منظری صاحب کو حافظ الٰہی بخش صاحب کے ساتھ نیپال گنج دوبارہ بھیج دیا۔حضرت منظری صاحب یہاں پہنچ کر پہلے کی طرح تندہی کے ساتھ مشن کو فروغ دینے میں مصروف ہو گئے۔منظری صاحب کے نیپال گنج میں ورود ثانی کے تقریباً تین ماہ ہو گئے تھے اور قائد اہل سنت، امیر بزم اہل سنن، داعی کبیر حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ کی آمد بھی بہت قریب ہونے والی تھی۔مارہرہ شریف عرس میں حاضری کے بعد نیپال گنج کا رخ کرنا اور پھر یہاں کے حالات و آب و ہوا کا جائزہ لے کر منظری صاحب کے مستقل قیام کے لئے غور وفکر بھی کرنا تھا۔منظری صاحب کے ذریعے کون کون سے مہم سر کرنا ہے اور اس کے لئے کیا لائحہ تیار کرنا ہے، سنیت کے فروغ اور تعلیمی و مذہبی بیداری کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنے ہیں ان سب اہم معاملوں پر غور وخوض کرنا تھا۔اب صرف دس بارہ روز مارہرہ کے عرس کی تاریخ کو رہ گئے تھے۔شیر نیپال کے حکم کے مطابق مقررہ تاریخ میں منظری صاحب کو لکھنؤ پہنچنا تھا، آپ ذہنی طور پر پریشان تھے کہ شام کو مغرب کی نماز میں محمود علی صدیقی جو جناب ماسٹر اسحاق صاحب کے عزیز تھے اپنے لڑکے کی شادی کی دعوت دی اور منظری صاحب کو بھی بارات چلنے کو کہا، آپ نے پوچھا بارات کہاں جائے گی؟ کہا راجہ پورنندی ضلع بردیا جائے گی۔جیسے ہی کہا کہ بارات راجہ پورنندی جائے گی اب تو آپ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور کل ہو کر آپ اور حافظ الٰہی بخش دونوں بارات میں شامل ہو کر شام کو راجہ پورنندی پہنچے۔بارات کی خاطر مدارت کے بعد نکاح کا انتظام ہوا، نکاح خوانی کے لیے منظری صاحب کو کہا گیا

،آپ نکاح خوانی کے لئے کھڑے ہوئے، نکاح خوانی سے قبل لوگوں کی خواہش ہوئی کہ مختصر تقریر کردیں، آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد مختصر تقریر کی، حافظ الٰہی بخش نے نعت رسول پیش کیا، لوگ کافی خوش ہوئے، نکاح خوانی ہوئی، مجمع میں آپ اور حافظ الٰہی بخش صاحبان عالمانہ شان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، بہت سے لوگ آپ کو نہیں جانتے تھے مگر آپ کی تقریر دل پذیر سے بہت خوش ہوئے۔ پھر مجمع سے کسی نے کہا کہ مولانا صاحب کا تعارف کرائیے۔ جناب ماسٹر اسحاق صاحب تعارف کے لیے کھڑے ہوئے تو منظری صاحب نے کہا ماسٹر صاحب آپ بیٹھ جائیے اپنا تعارف میں خود کرادیتا ہوں۔ پھر آپ کھڑے ہوئے، سلام کے بعد حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''میں عبد الجبار منظری ہوں، حضرت شیر نیپال نے سنیت کی تبلیغ کے لیے نیپال گنج بھیجا ہے اور ان دنوں میرا قیام مشن کے تحت نیپال گنج میں جناب ماسٹر ایم اسحاق صدیقی صاحب کی صدارت میں ہے۔''

یہ سن کر مجمع میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور مولوی محمد خلیل صاحب المعروف بیڑی والے، جناب محمد اقبال صدیقی، جناب کہف الوری صدیقی، جناب عبد الخالق زرگر، حاجی محمد اکبر علی رضوی، جناب محمد میاں صدیقی وغیرہم کہنے لگے کہ حضرت ہم لوگ آپ کو راجہ پورنندی آنے کے لیے ۳ رجسٹری خط حضرت شیر نیپال کو بھیج چکے ہیں اور آپ تو ہم لوگوں کے گھر میں ہیں، ایک ہفتہ یا نہیں تو کم از کم دو چار دن یہاں قیام کیجیے۔ آپ نے کہا ماسٹر اسحاق صاحب سے کہئے ان دنوں میں انہیں کی صدارت میں ہوں، ماسٹر موصوف صاحب سنیت کے لیے دردمند دل رکھتے تھے، انہوں نے کہا ان لوگوں کو جتنا وقت چاہئے دیجیے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، آپ تو وہی مشن پورا فرمائیں آپ تو دینی مشن پر ہیں۔ کل ہو کر بارات رخصت ہوگئی اور ہم لوگ رک گئے۔ مسلسل ایک ہفتہ تقریری پروگرام بوقت شب ہوتا رہا اور ان ایام میں لوگوں سے رابطہ کر کے خوب دین متین کی تبلیغ کی، لوگوں کو دین سے قریب کرتے رہے، مسلک اعلیٰ حضرت کا جام وسبو پلاتے رہے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیوانہ بناتے رہے، چراغ عشق نبوی کا پروانہ بناتے رہے اور سنیت کا اجالا پھیلاتے رہے۔

لکھنؤ میں شیر نیپال کا پڑاؤ:

ایک ہفتہ راجہ پورنندی میں تبلیغی قیام کے بعد لکھنؤ کے لئے روانہ ہونے کی تیاری شروع کردی، جہاں قائد اہلسنت حضور شیر نیپال سے کئے ہوئے وعدے کے مطابق ملاقات ہونی تھی اور پھر آپ کی معیت میں مارہرہ شریف کی حاضری اور وہاں سے پھر نیپال گنج ورود ہونا تھا۔ حضرت منظری صاحب اس پورے سفر کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچتے ہیں:

''مارہرہ مطہرہ عرس کی تاریخ قریب آچکی تھی، حضرت شیر نیپال کی دی ہوئی تاریخ پر لکھنؤ پہنچنا تھا۔ راجہ پورنندی کے مسلمانوں نے بڑی عقیدت ومحبت والہانہ جوش وجذبہ کے ساتھ ہم دونوں کو رخصت کیا، تھانہ سے حفاظتی پولس دستہ لیا، میرا یکہ (گھوڑا گاڑی) بیچ میں تھا، حفاظتی دستہ اسلحہ کے ساتھ آگے اور پیچھے کے یکہ پر تھے، ضلع بہرائچ بھارت اور نیپال کی سرحد کستر نیا گھاٹ پر بڑے ہی جذباتی لہجہ میں آبدیدہ آنکھوں نعرہ تکبیر ورسالت کی صداؤں کے ساتھ رخصت کیا اور الوداع کہا۔ ساتھ ہی

ایک ایک لفافہ ہم دونوں کو دیا، راستہ میں دیکھا تو میرے لفافہ میں پندرہ سو روپے تھے اور حافظ الٰہی بخش صاحب کے لفافہ میں سات سو روپے تھے، اب تو ہم لوگوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی، میں نے حافظ الٰہی بخش سے کہا یہ مارہرہ و بریلی کا فیضان ہے کہ ہم لوگوں کو مالدار بنا دیا، اب مارہرہ و بریلی جانے کے لیے جو زادِ راہ کی فکر تھی وہ ختم ہوگئی۔اس زمانہ کے اعتبار سے نذرانہ کی رقم بہت بڑی تھی، اس زمانہ میں بڑے بزرگوں کو ڈھائی تین سو سے چار سو تک اور بڑے بڑے خطیب کو دو سو ڈھائی سو بھارتی رقم نذرانہ پیش کیا جاتا تھا، ہم لوگوں کے لیے یہ بہت بڑی رقم تھی، جامعہ حنفیہ میں اس وقت میری تنخواہ ماہانہ ۷۰ر ستر روپے نیپالی تھی، اس حساب سے یہ تو تقریبا دو سال کی تنخواہ تھی۔ایک روز نیپال گنج پہنچ کر آرام کیا، دوسرے روز صبح مقررہ تاریخ پر لکھنؤ کے لیے روانہ ہوگئے، دوپہر لکھنؤ پہنچ کر قاری نور محمد نیپالی کی مسجد میں قیام کیا۔دوپہر کا کھانا کھا کر ویشالی ٹرین کی آمد کے وقت ریلوے اسٹیشن چار باغ پہنچا، انکوائری آفس سے ابھی پوچھا بھی نہیں تھا کہ حضرت شیر نیپال نے میری پشت پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا السلام علیکم، میں نے جواب دیا اور حضرت کو لیکر اسٹیشن والی مسجد چار باغ آئے، ہوٹل لیکر گئے حضرت نے دوپہر کا کھانا کھایا، گوشت کھانے سے احتراز کیا یہ آپ کا احتیاط تھا۔مسجد آئے جب تک حضرت قاری نور محمد نوری نیپالی اپنے مدرسہ مرکزی دارالقرأت سے آگئے، قاری صاحب موصوف حضرت قاری احمد ضیاء علیہ الرحمہ سے قرأت و تجوید کی تعلیم حاصل کر رہے تھے، عصر کی نماز کی امامت کے لیے حضرت قاری صاحب نے حضرت شیر نیپال سے درخواست کی، آپ نے فرمایا میں مسافر ہوں قاری صاحب نے کہا امام کے سلام کے بعد ہم مقتدی بغیر سلام کے اپنی نماز پوری کر لیں گے بعدہ سلام پھیریں گے۔حضرت نے فرمایا مقیم مقتدی مسافر امام کی اقتدا میں اپنی نماز پوری کرنے کا مسئلہ اکثر نہیں جانتے ہیں۔قاری صاحب کے اصرار پر حضرت امامت کے لیے تیار ہوئے اور آپ نے مسئلہ بیان فرمایا کہ میں مسافر ہوں دو رکعت پر سلام پھیر دوں گا، آپ لوگ میرے ساتھ سلام نہیں پھیریں گے، اپنی دو رکعت پوری کرنے کے لیے کھڑے ہو جائیں گے مگر اس دو رکعت میں آپ حضرات سورہ فاتحہ نہیں پڑھیں گے، پڑھنے کے مقدار خاموش کھڑے رہیں گے، پھر رکوع کریں گے اور دوسری رکعت بھی بغیر سورہ فاتحہ پڑھے پوری کریں گے، یعنی مقیم مقتدی مسافر امام کی اقتدا میں بعد کی دو رکعت بغیر سورہ فاتحہ پڑھے قیام رکوع اور سجدہ کر کے قاعدہ اخیرہ کے بعد سلام کر کے نماز سے نکلیں گے۔پھر اقامت کہی گئی (تکبیر جماعت) لوگ کھڑے ہونے لگے حضرت شیر نیپال نے فرمایا بیٹھ جائے شروع تکبیر میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، فقہاء کرام نے حی علی الصلاۃ یا حی علی الفلاح پر اٹھنے کو کہا ہے، یہاں تک کہ حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی نے بھی یہی لکھا ہے۔حضرت کی زبانی مسئلہ سن کر سارے لوگ بیٹھ گئے، اقامت کہی گئی اور حضرت نے عصر اور مغرب دو وقت کی امامت فرمائی"۔

مارہرہ مطہرہ کی حاضری:

لکھنؤ میں مغرب کی نماز ادا کی، حضرت قاری نور محمد صاحب نے عشائیہ کا اپنی طرف سے انتظام کیا تھا، دسترخوان لگایا گیا اور سب نے عشائیہ اور نماز عشا سے فراغت کے بعد رات کی ٹرین سے مارہرہ مطہرہ کے لیے پابہ رکاب ہوگئے، صبح بوقت فجر مارہرہ شریف اسٹیشن ٹرین پہنچی، اسٹیشن کی مسجد میں نماز فجر ادا کی گئی۔بعدہ خانقاہ برکاتیہ معلیٰ کے لیے اس عقیدت و محبت کے ساتھ روانہ

ہوئے کہ امام عشق ومحبت امام اہل سنت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے جب خانقاہ میں حاضری دی تھی تو انداز والہانہ، عقیدت ومحبت سے سرشار، آل نبی اور اولاد رسول کا خاص پاس ولحاظ اور احترام ساری باتیں اور انداز حاضری پیش نظر تھا۔ دوشبانہ روز خانقاہ معلیٰ میں حضرت کا قیام رہا، اختتام عرس کے بعد حضور احسن العلما سے اجازت لیکر بریلی شریف کے لیے روانہ ہوئے، ایک شب آستانہ اعلی حضرت کے مہمان خانہ میں قیام رہا صبح حضور مفتی اعظم ہند کی زیارت سے مشرف ہوئے، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے، آپ کی خدمات جلیلہ سے آگاہ تھے اس لئے آپ نے حضرت شیر نیپال کو بہت دعاؤں سے نوازا۔ یہ سفر برکات وانوار سے بھرا ہوا اور بزرگان مارہرہ و بریلی کی دعاؤں کے پھولوں سے گلزار و معطر رہا اور پھر نیپال گنج کے لئے روانہ ہو گئے۔

نیپال گنج میں شیر نیپال کی دوسری آمد:

مارہرہ مطہرہ اور بریلی شریف سے حاضری کے بعد حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ نے نیپال گنج کا رخ کیا اور پھر منظری صاحب کے ساتھ نیپال گنج کے لئے روانہ ہو گئے۔ بریلی شریف سے نیپال گنج کے سفر کے احوال منظری صاحب کے قلم سے ملاحظہ کریں:

''پھر ہم لوگ بزرگان مارہرہ و بریلی کے فیوض و برکات لئے حضور مفتی اعظم ہند کی دعاؤں کے سایہ میں نیپال گنج آ گئے، حضرت شیر نیپال کا قیام ماسٹر محمد اسحاق صدیقی کے دولت کدہ پر رہا، لوگوں کا ہجوم حضرت کی زیارت اور ملاقات کے لیے لگا رہا۔ اس مرتبہ حضرت نے صرف دو شب قیام فرمایا، حالات کا جائزہ لیا، لوگوں میں دینی امنگ دیکھ کر عمائدین شہر کی درخواست پر حضرت شیر نیپال نے مجھے کچھ شرائط کے ساتھ شہر نیپال گنج میں قیام کی اجازت دیدی۔ میں نے عرض کی حضرت آپ دعاؤں سے نوازتے رہئے گا، آپ کا مشن تبلیغ اہل سنت اور تحفظ عقائد اہل سنت کامیاب ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ ان شاء اللہ تعالیٰ اور میں پوری کوشش کروں گا کہ اہل سنت و جماعت کی عبادت گاہ اور درسگاہ پر بدمذہبوں کا جو غاصبانہ قبضہ ہے اسے بے دخل کر کے حاصل کیا جائے اور حق دار کو پہنچایا جائے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو پھر یہاں کے مسلمانوں نے پہلے ہی کی طرح ادب واحترام اور والہانہ عقیدت و محبت کے ساتھ جلوس کی شکل میں ریلوے اسٹیشن پر الوداع کہا، سبھوں کی آنکھیں نم تھیں، اپنے قائد کی جدائی کا غم آنکھوں سے چھلک رہا تھا، حضرت ٹرین سے جنکپور کے لئے روانہ ہو گئے اور میں نیپال گنج آ کر اپنے مشن میں لگ گیا۔''(۱)

قارئین! دیکھیں نیپال گنج اور اطراف میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اور آپ کے عزیز و محبوب خلیفہ فاتح نیپال گنج حضرت مولانا عبد الجبار منظری صاحب نے مل کر دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت فرمائی اور مسلک اعلیٰ حضرت کی پاسبانی و باغبانی فرمائی اور یہاں کس قدر ان دونوں بزرگوں نے جد وجہد کی اور کیسی کیسی قربانیاں دی ہیں اسلام وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ و بقا کے لئے۔ جو کارنامے انجام دئے ہیں وہ آپ ہی کا حصہ ہیں۔

---

(۱) منظری صاحب کی ڈائری

صوبہ بہار میں آپ کی دینی خدمات:

ہندوستان کے اکثر صوبوں میں آپ نے تبلیغی دورے کئے ،اسلام وسنیت کی دعوت دی اور اپنے مواعظ حسنہ سے نوازا، بیعت وارادت کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کی۔صوبہ بہار بھی آپ کی خدمات کے زیر اثر رہا ہے ،وہاں کے سنی مسلمانوں کی مذہبی رہنمائی کی ہے،ان کے روزمرہ کے دینی مسائل میں فتویٰ کے ذریعہ ان کی رہبری کی ہے،وہاں کے بچوں کو اپنے ادارہ میں داخل کر کے انہیں تعلیم سے آراستہ کیا، عالم فاضل اور مبلغ بنایا، مساجد میں امام اور مکاتب و مدارس میں مدرسین فراہم کئے، وہابیوں کی صحبت بد سے بچایا، دیوبندیوں اور پھلواریوں کے فریب وجال سے حفاظت کی، دینی محفلوں سے وہابی اور سلفی مولویوں کا صفایا کیا اور اپنی تقریر سے سنیت کی روح پھونکی اور حقانیت کا جام پلایا۔ بدعقیدوں کو چیلنج مناظرہ کیا، جلسے کئے، اپنے شاگردوں کے ساتھ مدارس قائم کئے اور فتاویٰ برکات شائع کر کے ان علاقہ کے مسلمانوں، اماموں اور طلبہ کو ایمان کی حفاظت کا عظیم تحفہ اور ہتھیار عطا فرمایا۔ایسے وقت میں فتاویٰ برکات شائع کی جس وقت بہت سے اکابر مفتیان کرام کے فتاویٰ شائع نہیں ہوئے تھے اور نیپال و بہار کے علاقہ میں آپ کی کتاب فتاویٰ برکات کی دھوم تھی،لوگ اس کتاب کی طرف رجوع کرتے، در پیش مسائل کا حل اسی میں تلاشتے اور اس کا حوالہ پیش کر کے مسائل کو حل کیا کرتے تھے،ائمہ مساجد اس کتاب کا حوالہ دیتے اور لوگوں کو بتاتے کہ فتاویٰ برکات میں ایسا لکھا ہے۔ بہار میں بطور خاص اپنے شاگرد خاص حفیظ ملت حضرت مفتی محمد عبدالحفیظ علیہ الرحمہ کو اپنے نائب کی حیثیت سے دینی فریضہ انجام دینے پر مقرر کیا اور مفتی عبدالحفیظ علیہ الرحمہ نے اپنے استاذ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے حکم واشارہ پر لبیک کہتے ہوئے جو خدمات جلیلہ انجام دی ہے وہ علاقہ کے لوگوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔حضور حفیظ ملت دنیا سے پردہ کر گئے مگر آپ کی خدمات کی دھوم آج بھی ہے اور آج بھی لوگ آپ کو یاد کر رہے ہیں۔حافظ احادیث کثیرہ حضرت مولانا محمد حسین ابوالحقانی علیہ الرحمہ کی ہمہ جہت شخصیت سے دنیا آشنا ہے،آپ کی دینی، ملی، تنظیمی، تعمیری، فلاحی اور مسلکی خدمات کی ایک لمبی فہرست ہے۔آپ بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے میکدۂ علم وحکمت سے علم وعرفان کے جام نوش کرنے والی شخصیات میں ہیں، جن کی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے ایسی تربیت فرمائی، ایسا جام علم کا پلایا کہ اس کی چاشنی آج بھی محسوس کی جاتی ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کی محبت آپ کے رگ رگ میں بسا کر بہار کے مسلمانوں کے روبرو کر دیا اور پھر میخانہ شیر نیپال سے سیراب ہونی والے اسلام کے اس فرزند نے جو مشن اسلام وسنیت کی تبلیغ وتشہیر کا جنکپور نیپال اور پھر بہار سے شروع کیا تھا اسے پوری دنیا میں عام کیا۔

مظفر پور، سیتا مڑھی، مدھوبنی، دربھنگہ، جالے، بھاگلپور اور چمپارن یہ اضلاع آپ کے علمی، دینی وتبلیغی فیضان سے گلوں کی مانند مہک رہے ہیں اور ان اضلاع کے اکثر شہری و دیہی علاقے آپ کی خدمات جلیلہ اور مساعی جمیلہ کی گواہی دے رہے ہیں۔اور تقریبا ان سارے اضلاع میں آپ کے شاگردوں اور خلفا ہیں، آپ کی تربیت گاہ لوح وقلم اور کارخانہ علم و ادب سے تیار ہونے والی ہستیاں تحریر و، تقریر اور دیگر وسائل وذرائع کو اپنا کر شجر اسلام کی آبیاری کر اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت وتشہیر کررہے ہیں۔

جلسوں کی قیادت،صدارت اور سر پرستی:

مذہب اسلام کی تبلیغ وترویج ،اسلام کی آفاقی تعلیمات ،مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت اور مسلمانوں میں مذہبی ومسلکی بیداری پیدا کرنے کے لئے ،عوام الناس کی اصلاح وفلاح اوران کے عقائد وایمان کی حفاظت کے لئے نیپال وہند میں کئی جلسے اپنی قیادت میں کرائے اور سینکڑوں جلسوں کی آپ نے سر پرستی وصدارت کی ،کئی جلسوں میں تعاون کیا اور مریدین ومتوسلین سے بھی کروایا ۔صرف ملک نیپال اورصوبہ بہار میں جو جلسے آپ نے کرائے ہیں ان جلسوں سے جو انقلاب پیدا ہوا اور جو اثرات ہوئے ہیں وہ جگ ظاہر ہیں ۔علاقہ میں سنیت مضبوط ہوئی ،مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت ہوئی ، اہل علاقہ کے ایمان وعقیدے کی حفاظت ہوئی ، وہابیت کے افکار باطلہ ،نظریات کاسدہ اوران کی سازشیں بے نقاب ہوئیں اورلوگ ان سے دور ونفور ہو گئے ۔یہ اور بات ہے کہ اب جلسوں کا حال نا قابل بیاں اوراسٹیجوں کی حرمت پامال ہورہی ہے ۔پیشہ ورمقررین اور مطلب پرست وچندہ خور مولویوں نے علما ملت اسلامیہ،مشائخ اہل سنت اوراسلام کی باوقار شخصیات کوگالی دینا اوران کی توہین کرنے کو اپنا پیشہ بنالیا ہے۔

جنکپور کا پہلا تاریخی جلسہ:

حضورشیر نیپال علیہ الرحمہ کی قیادت وسر پرستی اور صدارت میں ہونے والے جلسوں اور کانفرنس کی تعداد وتفاصیل اور روداد بیان کرنا تو بہت مشکل ہے مگر ملک نیپال کے تاریخی جلسہ جو آپ کی قیادت میں ہوا اس پر کچھ روشنی ڈالنا آسان ہے ۔شہر جنکپور میں آپ نے جو تاریخی جلسہ کروایا جس میں ہندوستان کے بڑے بڑے علما اوراکابر اہل سنت کی تشریف ارزانی ہوئی تھی ۔اس جلسہ کے حوالے سے خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت مفتی احمد حسین برکاتی معروف بہ حاجی صاحب تحریر فرماتے ہیں :

’’ ۱۳۹۴ھ ماہ نور ربیع الاول شریف جامعہ حنفیہ غوثیہ کی جانب سے ۲۲/۲۱/۲۰ رتاریخ کو ہوا۔ ملک نیپال کا یہ عظیم الشان تاریخی جلسہ بنام جلسہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔جس کی سر پرستی خود بنفس نفیس سید ومرشدی حضور سید العلماء سند الحکماء سید آل مصطفی قادری برکاتی سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف صدر الصدور آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمائی اور صدارت جلالت العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی محدث مرآدآبادی نے اور سارا اہتمام مخدوم ذی وقار قائد ملت مفتی اعظم نیپال شیخ الحدیث الجامعۃ الحنفیۃ الغوثیہ دامت برکاتہم القدسیہ کا تھا۔ سیکڑوں علماء ،خطباء،شعراءاور لاکھوں کی تعداد میں سامعین نے شرکت فرمائی ۔علاوہ ازیں ملک نیپال کے بڑے بڑے دانشور اور سیاست داں بھی حاضر تھے ۔ یہ تاریخی سہ روزہ عظیم الشان جلسہ انتہائی خیروخوبی ،تزک واحتشام کے ساتھ صلاۃ وسلام پر اختتام پذیر ہوا۔کثیر تعداد میں خانقاہ پھلواری کے مریدین پھلواری کی ارادت سے دست بردار ہوکر سیدی سرکار مارہرہ حضور سید العلماء رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے دست حق پرست پر پھلواری کی ناپاک بیعت سے بیزار ہوکر تائب ہوئے اور خوشی دل سے سرکار مارہرہ کے غلاموں ،کنیزوں میں اپنا اپنا نام لکھوا کر موجودہ خانقاہ پھلواری کی بیعت سے ہمیشہ کے لئے الگ ہو گئے ۔سرکار مارہرہ نے لہنہ شریف کے

بچے، بوڑھے، جوان، مرد وعورت سب کو اپنی بیعت میں قبول فرمالیا۔‘‘(۱)

جلسہ کی پوری تفصیل پس منظر وپیش منظر کے ساتھ منظری صاحب کی تحریر سے ملاحظہ کریں۔منظری صاحب اس کا بیان ایک واقعہ کے ساتھ بلکہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ایک امتیازی وصف سے اس طرح کرتے ہیں:

’’حضرت کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ مسلمانوں کا اتحاد قائم رہے غیر شرعی باتوں کو لے کر آپس میں پھوٹ پیدا نہ ہو۔آپ کو معلوم ہوتا کہ کسی گاؤں میں مسلمانوں کے درمیان کسی بات کو لے کر یا ذات وبرادری کو بنیاد بنا کر آپس میں اختلاف ہے تو وہاں کے مسلمانوں کی دعوت پر اختلاف ختم کرانے کے لئے تشریف لے جاتے۔اپنے ساتھ اس برادری کے با اثر عالم کو ساتھ لیجاتے، آپسی اختلاف دور فرما کر صلح کرا کر بھائی چارہ قائم فرماتے۔ایک بار جھٹکی پپرہ میں راعین اور درزی برادری میں کسی بات کو لے کر اختلاف ہوگیا وہاں کے مسلمانوں کی دعوت پر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بیلاوی اور راقم الحروف منظری کے ہمراہ پپرہ تشریف لے گئے،شب کے جلسہ میں دونوں فریق شامل ہوئے اتحاد بین المسلمین کے موضوع پر علمائے کرام کے بیانات ہوئے جس سے لوگ کافی متأثر ہوئے اور صبح بعد نماز فجر ماسٹر اسحاق صاحب پپراوی کی موجودگی میں دونوں برادری کے لوگوں میں مصالحت کرادی۔واپسی پر دوپہر کے وقت ہم لوگ جمنی ندی کے مغربی کنارہ پر جو نیپال وہند کی سرحد پر جاری ہے ایک درخت کے سایہ میں آرام کے لئے رکے، اسی مقام پر حضرت نے مولانا یوسف صاحب سے فرمایا شہر جنکپور میں ایک عظیم الشان جلسہ کی ضرورت ہے، اس علاقہ میں آج تک کوئی جلسہ نہیں ہوا، جلسہ ہونا چاہیے اور آپ کو ہر طرح سے ساتھ دینا ہوگا۔مولانا یوسف صاحب نے تائید کی اور جلسہ کا پروگرام طے پا گیا۔مدرسہ آکر حضرت نے مدرسہ کمیٹی کی میٹنگ طلب کی ،اراکین مدرسہ نے منظوری دے دی۔حضرت نے حضرت مولانا محبوب رضا روشن القادری پوکھریروی صدر المدرسین مدرسہ رضاء العلوم کنہواں کو خط لکھا اور محبوب العلماء کنہواں سے جنکپور تشریف لائے جلسہ کی تاریخ ۲۰/۲۱/۲۲/ربیع الاول ۱۳۹۴ھ طے ہوئی۔علمائے کرام، شعرائے عظام کو دعوت دینے کی ذمہ داری حضرت مولانا محبوب العلماء کو دی گئی،جلسہ کی تاریخ کی اطلاع سابق خطیب کشمیری تکیہ کاٹھمنڈو حضرت علامہ مفتی عبدالواجد صاحب قبلہ کو دی گئی،حضرت مفتی صاحب قبلہ جنکپور تشریف لائے۔حضرت شیر نیپال قبلہ کی موجودگی میں حضرت علامہ محبوب رضا قبلہ اور صوفیٔ دوراں حضرت علامہ مفتی عبدالواجد صاحب قبلہ، نیّر القادری مولانا محمد یوسف صاحب بیلاوی ان حضرات نے علمائے کرام اور شعرائے عظام کو منتخب کیا، پوسٹر کی طباعت اور علاقائی علمائے کرام کی دعوت کی ذمہ داری مجھے دی گئی۔جلسہ کے کنوینز اور مشتہرین میں حضرت شیر نیپال حضرت مولانا محبوب رضا اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب راعین بیلاوی اور جلسہ کی نظامت اور اناؤنسری کی ذمہ داری حضرت مولانا مفتی عبدالواجد صاحب قبلہ خطیب وامام کشمیری جامع مسجد کاٹھمنڈو نے لی۔پوسٹر کی طباعت کے لئے مجھے پٹنہ روانہ کردیا گیا،ساتھ ہی فاضل توریت وانجیل حضرت علامہ سید شاہ محمد قائم

(۱) مفتی اعظم نیپال حیات وخدمات

قتیل دانا پوری، حضرت علامہ ارشد القادری اور ڈاکٹر حسن رضا خاں ادارۂ شرعیہ پٹنہ کے دعوت نامے بھی میرے سپرد ہوئے۔ بہت کم وقت میں جلسہ کی تیاری کی گئی، سکریٹری محمد انیس قریشی صاحب کو حکومتی اجازت کی ذمہ داری دی گئی، حکومت نے کانفرنس کی اجازت تو نہیں دی بلکہ جلسہ سرکار مدینہ ﷺ کے سہ روزہ اجلاس کی اجازت دی۔ جلسہ گاہ کے لئے ترہت باغ جو موجودہ ضلع عدالت سے جانب جنوب اور ایس پی آفس سے مشرق کی جانب وسیع وعریض باغ ہے اس وقت پورا باغ خالی تھا کچھ درخت لگے تھے، تالاب کے مغربی کنارہ پر اسٹیج کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ حضرت محبوب العلماء اور سکریٹری محمد انیس قریشی کی نگرانی میں تقریباً دوسو علمائے کرام کی نشست کے مطابق خوبصورت اسٹیج تعمیر ہوئی اور دفتر معلومات عامہ اور ایک دفتر عوام کی سہولت کے لئے قائم کیا گیا۔ ۸، ۱۰ انل پانی کی فراہمی کے لئے لگائے گئے، خورد ونوش کا انتظام صوفی عطاء الرحمٰن صاحب برکاتی، عبد الغفار، حبیب احمد صدیقی لہنوی کے ذمہ تھا، جلسہ پر امن اور خوش گوار ماحول میں اختتام پذیر ہوا۔

اس کے لئے نوجوانوں کی ایک جماعت رضا کارانہ خدمات انجام دینے کے لئے تشکیل دی گئی، رضا کار کمیٹی کے نگراں محمد انیس قریشی صاحب مقرر ہوئے دیکھتے ہی دیکھتے جلسہ کی مقررہ تاریخ آ گئی، علمائے اہل سنت کا ورود مسعود ہونے لگا۔ محبوب العلماء حضرت مولانا محبوب رضا صاحب حضور سید العلماء عظمت خاندان برکات کو مظفر پور اسٹیشن سے بذریعہ کار لے کر آئے، جیسے ہی حضرت کی آمد کی خبر ہوئی حضرت شیر نیپال خود سارے اساتذہ، علمائے کرام وطلبۂ عظام کے ساتھ حضور سید العلماء کے استقبال کے لئے سڑک پر نکل آئے، نعرۂ تکبیر ورسالت نعرۂ غوثیت کی صدا بلند ہونے لگی، علمائے کرام کی جھرمٹ میں سید العلماء جامعہ حنفیہ تشریف لائے۔ حضرت کے شاہانہ مزاج کے مطابق شیر نیپال نے اپنے کمرہ میں حضور سید العلماء کے قیام کا انتظام فرمایا تھا، نئی پلنگ، نیا گدا، نیا تکیہ، نئی چادر، نیا پردہ سب دیدہ زیب اور خوبصورت۔ لمبے سفر طے کرنے کے باوجود بھی حضور سید العلماء ہشاش بشاش نظر آرہے تھے، چہرا کھلا ہوا تھا، نورانیت پھوٹ رہی تھی، ایسا لگ رہا تھا کہ اپنے وقت کا شہنشاہ جلوہ فرما ہے۔ مجاہد دوراں حضرت علامہ سید مظفر حسین قبلہ کچھوچھوی کی بھی تشریف آوری ہوگئی۔ صوفیٔ دوراں علامہ مفتی عبد الواجد صاحب قبلہ دوروز قبل تشریف لا چکے تھے، حضرت علامہ مفتی محمد اسلم صاحب شیر بہار کی تشریف آوری ہو چکی ہے اور پیر طریقت حافظ حمید الرحمٰن صاحب قبلہ کی بھی تشریف آوری ہو چکی ہے، انجم کمالی شاعر اسلام تشریف لا چکے، علاقائی علمائے کرام کی تشریف آوری کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ حضرت مولانا حنیف ملت استاذ العلماء مفتی حنیف صاحب قبلہ تشریف لائے۔ مولانا رحمت علی انصاری بہرا خلیفۂ مفتی اعظم نیپال شمس العلماء حضرت مولانا مفتی شمس الحق رضوی تشریف لائے، حضرت علامہ مولانا کلیم الدین انصاری علی پٹی سے تشریف لا چکے ہیں۔ ساتھ میں حضرت عبد الشکور انصاری اور طلبہ کی ایک جماعت بھی ہے۔ پیکر انکساری حضرت علامہ مولانا عبد الحمید انصاری نوری، حضرت مولانا صغیر احمد انصاری کنہواں اور حضرت مولانا ابراہیم شہبازی منصوری، حافظ محمد داؤد سرسنڈ سے تشریف لا چکے۔ حضرت مولانا محمد یوسف راعین قادری بیلاوی جلسہ کے کنوینر تھے، ایک ہفتہ سے ان کا قیام مدرسہ حنفیہ میں تھا، بوقت شب گھر تشریف لے جاتے اور صبح مدرسہ آجاتے اور انتظامات کی نگرانی کرتے۔ حضرت حافظ خلیل صدیقی برکاتی علیہ الرحمۃ چند روز سے

مدرسہ میں تشریف فرما تھے اور جلسہ سے متعلق اپنے مشورے سے نوازتے تھے۔

آج بارہ ۱۲؍مارچ ۱۹۷۳ء ہے، جلسہ کی کاروائی بعد نماز عشاء شروع ہونی ہے، مگر عوام کا ازدحام اس قدر ہے کہ جلسہ گاہ سے لے کر مارکیٹ تک پورے جنکپور میں مسلمانوں کا سیلاب نظر آرہا ہے، بعد نماز عشاء تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا آغاز ہوا حضور سید العلماء نے صدارت فرمائی اور نظامت کی ذمہ داری حضرت علامہ مفتی عبدالواجد نیّر القادری نے، خطبۂ استقبالیہ حضرت شیر نیپال قبلہ نے پیش فرمائے۔ خطبہ کے جو الفاظ تھے وہ آب زر سے لکھنے کے لائق تھے، کاش کہ کوئی خطبہ کے الفاظ نوٹ کر کے محفوظ کیے ہوتا جس میں آل رسول کے فضائل، عظمت وکرامت، سادات کا احترام اور امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کا سادات سے عشق ومحبت کا ذکر اس انداز میں پیش فرمایا کہ بہت ساری آنکھیں آب دیدہ ہوگئیں۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ کے آل کی آمد ہی جلسہ کی کامیابی ہے۔ اخیر میں آپ نے سارے علمائے اہل سنت کا شکریہ ادا کیا کہ آپ حضرات تشریف لاکر جلسہ کو کامیاب کیا اور عوام وسامعین سے اپیل کی کہ پرامن ماحول میں سکون سے علمائے کرام کی تقاریر سماعت کریں، انتظام میں کسی قسم کی کوئی کمی محسوس ہو تو اسے درگزر کریں۔ جلسہ کمیٹی نے علمائے کرام سے لے کر عوام تک کی سہولت کے پورے انتظامات کیے ہیں پھر بھی کمی ہوسکتی ہے اسے نظر انداز کردیں۔ اخیر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ تمامی حضرات کو مذہب اہل سنت وجماعت اور مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رکھے اور ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین اور ان علمائے کرام کا سایہ ہم سبھوں کے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ پہلی شب کا جلسہ بعد نماز عشا شروع ہوا اور اذان فجر تک جاری رہا۔ حضرت صوفیٔ دوراں حضرت علامہ عبدالواجد قادری کی اناؤنسری اور ڈاکٹر انجم کمالی کی مدحت سرائی مجمع میں روح پھونکتی رہی، حضرت صوفیٔ دوراں کی اناؤنسری تو مجمع کو عشق ومحبت کا جام پلا رہی تھی، سامعین ہمہ تن گوش تھے کہ حضرت مجاہد دوراں حضرت علامہ سید مظفر حسین قبلہ کچھوچھوی کی خطابت شروع ہوئی، حضرت کی تقریر اس قدر پرجوش تھی کہ لگ رہا تھا درحقیقت مجاہد دوراں امیر کارواں ہیں یا لشکر اسلام کا سپہ سالار خطاب کر رہا ہے اور قافلہ کو پرجوش کر رہا ہے اور تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹہ تک آپ اپنے مخصوص انداز میں خطاب فرماتے رہے۔ رات کے بارہ بجے جب رات شباب پر تھی اور سامعین کا مجمع بھی شباب پر تھا، حضرت اناؤنسر صاحب قبلہ نے خانقاہ برکاتیہ اور حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ کا اپنے صوفیانہ انداز میں تعارف کراتے ہوئے حضرت کی خطابت کا اعلان فرمادیا حضرت اپنی کرسیٔ صدارت سے خطبۂ مسنونہ کے بعد اپنی تقریر شروع کی۔ حضرت کی نورانی صورت سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ نور وعرفان کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور اسٹیج سے لے کر سامعین سب باران انوار وبرکات میں نہا رہے ہیں۔ اپنے تو اپنے غیروں پر بھی سکتہ طاری تھا۔ دو ڈھائی گھنٹہ حضرت نے خطاب فرمایا، بوقت فجر صلاۃ وسلام کی پرنور صداؤں کے ساتھ حضور سید العلماء کی دعاؤں پر پہلی شب کا جلسہ بحسن وخوبی اختتام پزیر ہوا اور نماز فجر کی ادائیگی کا اعلان کردیا گیا۔ بعد نماز فجر چائے نوشی اور ناشتہ سے فراغت کے بعد علمائے کرام آرام فرمانے لگے۔ حضرت مجاہد دوراں علامہ سید مظفر حسین صاحب قبلہ کی روانگی ہو رہی تھی، محبوب العلماء نے مجاہد دوراں کو بذریعہ جیپ بھٹہ موڑ ہندوستان کی سرحد تک پہنچایا اور انڈین بس میں سوار کرادیا۔ حسن اتفاق اتنے ہی میں استاذ الاساتذہ جلالۃ العلم حضور حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی

تشریف آوری ہوگئی۔ محبوب العلماء حضور حافظ ملت کو اسی جیپ سے لے کر جامعہ حنفیہ پہنچے، حضرت کی آمد کی خبر سن کر حضرت شیر نیپال اور علمائے کرام حضرت کے استقبال کے لئے مدرسہ سے باہر آئے، نعرۂ تکبیر ورسالت کی صدائیں بلند ہونے لگیں اور نعروں کی گونج میں انہیں قیام گاہ پہنچایا گیا۔ مدرسہ میں ہی حضرت کے لئے انتظام تھا۔ عوام کا ازدحام دیکھ کر حضرت شیر نیپال نے صوفیٔ دوراں حضرت مفتی عبدالواجد سے فرمایا کہ دن میں بھی اجلاس کی کاروائی شروع کی جائے تا کہ عوام کو افراتفری سے بچایا جاسکے اور ان کے آنے کا مقصد پورا ہو اور مقامی علمائے کرام کو خطابت کا موقع ملے۔ شیر نیپال کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے دن میں بھی اجلاس ہوا اور دن کے ڈھائی تین بجے کے قریب صلاۃ وسلام پر اختتام پذیر ہوا۔ بعد نماز ظہر جامعہ حنفیہ کی جدید عمارت کی بنیاد حضور سید العلماء اور حضور حافظ ملت کے دست اقدس سے رکھی گئی اور حضور سید العلماء اور حضور حافظ ملت نے برکتوں کی دعائیں کیے۔ حضور سید العلماء کے متعلق میں کیا بیان کروں بس میں یہی کہوں گا کہ حضرت کی شرافت وکرامت کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ آل نبی، اولاد رسول ہیں اور اکابر اہل سنت کی زبان وقلم سے آپ سید العلماء ہیں۔ حضور حافظ ملت کی زیارت سے میں پہلی بار مشرف ہو رہا تھا، وہ ایک دبلا پتلا انسان، تواضع وانکساری کا مجسمہ، سنت کے مطابق لباس سر پر صافہ نورانی صورت وسیرت کا پیکر۔ میں تو دیکھتا ہی رہ گیا میرے دل نے کہا، میری عقیدت پکار اٹھی روئے زمین پر حضور حافظ ملت اللہ کا زندہ ولی ہیں اور بس ؎

جس نے پیدا کئے کتنے لعل وگوہر
حافظ دین وملت پہ لاکھوں سلام

آج ۱۳؍ مارچ ۱۹۷۳ء ہے حضور سید العلماء نے غسل کا ارادہ فرمایا، فوراً غسل خانہ کی صفائی کی گئی، پانی کا انتظام کیا گیا، غسل خانہ میں دروازہ نہیں تھا پردہ لگا دیا گیا، حضرت تشریف لائے عمدہ انتظام دیکھ کر فرمایا غسل خانہ تو یوپی کے جیسا ہے، حضرت شیر نیپال سن کر مسکرا دیئے۔ غسل سے فراغت کے بعد بیعت کا سلسلہ شروع ہوا، حضرت شیر نیپال، حافظ خلیل صاحب برداہا، صوفی عطاء الرحمٰن لہنہ، حافظ انوار الحق اور راقم الحروف عبد الجبار منظری نے حضور سید العلماء کے دست اقدس پر بیعت کی اور سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں داخل ہوئے۔ پھر عوام کا ہجوم سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے آنے لگا، حضرت سب کو سلسلہ میں داخل فرماتے رہے۔ آپ آرام کرنا چاہتے تھے مگر عوام کا حال یہ تھا کہ ایک جماعت جاتی تو دوسری جماعت آجاتی، جب بھیڑ زیادہ ہوئی تو شیر نیپال نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت سے عرض کیجئے کہ بہت سے لوگ مرید ہونے کی تمنا لے کر حاضر آئے ہیں۔ حضرت سے میں نے عرض کر دیا، حضرت نے فرمایا ''مفتی جیش صاحب کو بلائے اور ان سے کہئے کہ وہ ہماری طرف سے سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں لوگوں کو داخل کریں، ہماری طرف سے ان کو اجازت وخلافت ہے''۔ میں نے شیر نیپال سے کہا حضور سید العلماء آپ کو یاد فرما رہے ہیں، شیر نیپال حضرت کے حجرہ میں داخل ہوئے، حضرت نے پھر وہی بات شیر نیپال سے کہی اور مسکراتے ہوئے فرمایا آپ نے مجھ کو تقریر کے لیے بلایا ہے پیری مریدی کے لئے تو نہیں بلایا ہے اور شجرہ لے کر تیاری کے ساتھ میں آیا بھی نہیں ہوں، کچھ ہیں وہ لیجئے باقی لوگوں کو بعد میں منگوا کے دے دیجیے گا۔ پھر حضرت شیر نیپال سلسلہ میں داخل فرمانے لگے اس وضاحت کے ساتھ کہ آپ حضور

سید العلماء کے ہاتھ میں ہاتھ دے رہے ہیں، آپ حضرت کے مرید ہیں، ان کی اجازت سے آپ حضرات کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں داخل کر رہا ہوں، سرکار غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ آپ سبھوں کو اپنی غلامی میں قبول فرما رہے ہیں۔

۱۳؍ مارچ کی شب آئی بعد نماز عشا علمائے کرام جلسہ گاہ کی طرف جانے لگے، مقامی علمائے کرام کے کھانے کا انتظام جلسہ گاہ میں ہی تھا پھر مدرسہ میں اتنی جگہ بھی نہیں تھی۔ آج جو عمارت نظر آ رہی ہے حضرت کی مرہونِ منت ہے اس دن نہیں تھی۔ صوفی دوراں حضرت علامہ عبدالواجد قادری صاحب اسٹیج پر تشریف لائے مائک اپنے ہاتھوں میں لیا اور اناؤنسری کا حق ادا کرنے لگے آپ کا انداز صوفیانہ رنگ ہی کچھ اور تھا سارا مجمع خاموش ہمہ تن گوش حضرت صوفیٔ دوراں نے تلاوت قرآن حکیم سے جلسۂ نور وسرور کا آغاز کرایا بعدۂ انجم کمالی نے حمد باری تعالیٰ اور نعت نبی ﷺ کے گل دستہ پیش کیا اور سامعین محظوظ ہوتے رہے اور خوش ہو کر حضرت انجم کمالی کی طرف وقفہ وقفہ سے نوٹوں کی برسات بھی کرتے رہے۔ علمائے کرام سے اسٹیج کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، پہلی رات جلسہ کی صدارت حضور سید العلماء نے فرمائی اور دوسری شب پیر طریقت حضرت حافظ حمید الرحمٰن پوکھریروی نے۔ کم وبیش دوڈھائی لاکھ کا مجمع تھا تقریباً رات کے ۱۰؍ بجے حضور حافظ ملت پروانوں کی جھرمٹ میں اسٹیج پر جلوہ فرما ہوئے، نعرۂ تکبیر ورسالت کی صداؤں سے فضا گونج اٹھی، حضرت اناؤنسر نے حضرت کا تعارف کراتے ہوئے حافظ ملت کی تقریر کا اعلان کیا، آپ کرسیٔ خطابت پر تشریف لائے اور ابھی خطبہ سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان، حضرت شیر نیپال اور محبوب العلماء کے ہمراہ گاڑی سے اتر کر اسٹیج پر جلوہ فرما ہوئے۔ نعرۂ تکبیر ورسالت کی صداؤں سے فضا گونج اٹھی، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ بت خانوں کے بتوں نے بھی کلمہ پڑھ لیا ہے اور بادۂ توحید کے متوالوں کے ساتھ وہ بھی اللہ اکبر کی صدا بلند کر رہے ہیں اور دین اسلام کے حق ہونے کی شہادت دے رہے ہیں۔ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ نے حضور حافظ ملت سے مخاطب ہو کر فرمایا حضور آپ ہمارے بڑے ہیں، پہلے میری تقریر ہو جائے پھر آپ تقریر فرمائیں، آخر تک میں آپ کی تقریر پر تنویر سے فیضیاب ہونا چاہتا ہوں۔ حضور سید العلماء کی باتیں سن کر حضور حافظ ملت نے یہ کہتے ہوئے کہ ''آب آمد تیمم برخواست'' خطبہ موقوف فرما دیا اور سید العلماء کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا آقا کا حکم سر آنکھوں پر، آئیں تشریف لائیں اور اپنی تقریر منیر سے نوازیں اور کرسی خالی کر دیا۔ حضرت شیر نیپال اور مولانا محبوب رضا نے سہارا دے کر حضور سید العلماء کو کرسیٔ خطابت پر بٹھایا، حضور حافظ ملت کرسی کے پایہ سے لگ کر اسی طرح مؤدب بیٹھے جیسے کوئی باوفا شاگرد استاذ کے سامنے دوزانوں بیٹھا ہو اور حضور سید العلماء کی ہر بات پر جی حضور جی حضور فرماتے رہے۔ اس وقت اسٹیج کا منظر قابل دید تھا، علمائے کرام حیرت میں ڈوبے مشاہدہ کر رہے تھے کہ ہمارے بزرگوں کے مابین کیسی اخوت ومحبت ہے، ہر ایک کو دوسرے کی عزت واحترام کا کتنا پاس ولحاظ ہے، یہ واقعہ آج کے علما کے لئے نصیحت آموز ہے۔

حضور سید العلماء اور حضور حافظ ملت کا ایک دوسرے کے ساتھ تواضع وانکساری، حسن سلوک، مودت ومحبت دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ ولی را ولی شناسد۔ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ نے تقریباً دو گھنٹے تقریر فرمائی اور ایسا نبھایا کہ کسی کو چوں تک بولنے نہ دیا۔ تقریر کیا تھی؟ معلوم ہو رہا تھا وقت کا شہنشاہ اپنی خطابت سے سامعین کو نواز رہے ہیں اور حاضرین رحمت ونور کی بارش سے

سیراب ہورہے ہیں۔حضرت کی تقریر کے بعد اناؤنسر نے اپنے مخصوص انداز میں حضور حافظ ملت کو دعوت سخن دیا حضرت نعرۂ تکبیر ورسالت کی گونج میں کرسی پر جلوہ فرما ہوئے اور سامعین حضور حافظ ملت کی شیریں مقالی سے محظوظ ہوتے رہے اور حضور سید العلما نے حضور حافظ ملت کی پوری تقریر سماعت فرمائی اور شدید حرارت کے باوجود اخیر تک اسٹیج پر جلوہ فرما رہے۔اخیر شب صدر جلسہ پیر طریقت حضرت حافظ حمید الرحمٰن پوکھریروی کی تقریر ہوئی اور صلاۃ وسلام اور دعا پر بحسن وخوبی جلسہ اختتام پزیر ہوا۔علمائے کرام اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے،اسٹیج کے مائک سے اذان فجر ہوئی،تالاب سے وضو کرکے لوگوں نے نماز فجر جلسہ گاہ میں ادا کی۔جلسہ کی ایک خوبی یہ بھی رہی کہ ہجوم کے باوجود ایک سوئی تک کسی کی گم نہیں ہوئی صوفی عطاء الرحمٰن برکاتی نے بتایا کہ ایک صاحب کی چپل نہیں مل رہی تھی بعد میں تالاب کے کنارے مل گئی۔علمائے کرام چائے ناشتہ کے بعد رخصت ہونے لگے،حضرت شیر نیپال نے انتظام کے مطابق علمائے کرام کو نذرانہ پیش فرما کر اپنے خلوص کا اظہار فرمایا۔حضور سید العلماء بخار سے تپ رہے تھے،غالباً ایک سو چار ڈگری حرارت تھی۔حضور حافظ ملت بعد ظہر بذریعہ جیپ مرغیا چک سیتا مڑھی جلسہ کے لئے روانہ ہوگئے،مرغیا چک کے جلسہ میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند کی کرم فرمائی تھی،جلسہ بڑا کامیاب رہا مقررین نے پھلواری صلح کلی کی بخیہ ادھیڑ دیا۔جنکپور جلسہ سے لے کر مرغیا چک کے جلسہ تک بڑی تعداد میں پھلواری کے مریدوں نے بیعت توڑ کر سرکار مفتی اعظم ہند اور حضور سید العلماء رحمہما اللہ کے ہاتھوں پر بیعت کی جس سے ایوانِ پھلواریت میں زلزلہ آگیا اور ایک نیپالی پھلواری مرید نے تو اپنا حواس ہی کھودیا اور بوکھلاہٹ میں اپنے پیر خانہ کو ایک نہیں دو خط لکھ ڈالا۔"(۱)

شیر نیپال اور جلسہ برکات النبی:

اوپر جس جلسہ کا تذکرہ ہوا وہ آپ کی تبلیغی حیات کے پہلے عشرہ کا جلسہ تھا اب آپ کی حیات مبارکہ کے آخری عشرہ کے جلسہ یعنی جلسہ برکات النبی کا بھی قدرے ذکر ملاحظہ کرلیں۔

حضور شیر نیپال قدس سرہ نے اپنے گاؤں لہنہ شریف میں روحانی تربیت اور دین ومسلک کی اشاعت وتبلیغ کے لئے ایک عظیم الشان خانقاہ تعمیر فرمائی۔پھر اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے ۲۰/۲۱/اپریل ۲۰۱۰ء میں جلسہ برکات النبی سے افتتاح فرمایا جس میں ملک وبیرون ملک کے جید علماء اور وقت کے مایہ ناز مشائخ وشخصیات اسلام نے تشریف ارزانی فرمائی اور پھر یہ طے پایا کہ ہر سال ان شاء اللہ ۲۰/۲۱/اپریل کو دو روزہ سالانہ جلسۂ برکات النبی کا نعقاد ہوگا۔اس جلسہ میں جامعہ حنفیہ کے ان تلامذہ کے سر پر دستار فضیلت بھی باندھی گئی جو فضیلت تک تعلیم حاصل کرکے ملک وبیرون ملک میں درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے تھے اور اب تک ان کے سروں پر دستار فضیلت نہیں باندھی گئی تھی اور چند جدید طلبہ بھی تھے۔

پہلی بار جب جلسہ برکات النبی کا انعقاد ہوا تو اس موقع پر حضور نظمی مارہرہ شریف سے تشریف لائے تھے اور اسی موقع سے آپ نے فرمایا تھا"جہاں آپ کا پسینہ گرے گا وہاں میرا خون گرے گا"اور حضور منانی میاں نے آپ کے حق میں

(۱) نقوش حیات ص ۵۶ تا ۶۴

اس طرح دعاء خیر فرمائی:

''الٰہ العالمین مفتی اعظم نیپال حضور پرنور شیر نیپال دامت برکاتہم العالیہ کی عمر دراز فرما۔اللہ ان کے ذریعہ مسلک اعلیٰ حضرت کا ملک نیپال اور ہندوستان میں خوب سے خوب کام ہو،اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں صحت عطا فرما،تندرستی عطا فرما، طاقت و توانائی عطا فرما، اللہ رب العزت ہر آفت و بلا سے بچا، پریشانی سے بچا،نظر بد سے بچا،مہلک ومضر امراض سے بچا، چھوٹے بڑے امراض سے محفوظ فرما، اللہ ان کی جان کی، مال کی، عزت کی، ایمان کی، آبرو کی حفاظت فرما، اللہ ان کے علم سے پورے علاقہ کو فیض یاب فرما، ان کے علم کے نور سے پورے ملک نیپال کو خوب سے خوب تیری شان کے لائق منور فرما اور مسلک اعلیٰ حضرت کے اس ستون کو طویل سے طویل عمر عطا فرما۔''

۲۰۱۸ء تک بیس اکیس اپریل کو یہ جلسہ پورے آن بان، تزک واحتشام اور دھوم دھام کے ساتھ منعقد ہوتا رہا جس میں ہزاروں عشاق کا ہجوم وانبوہ ہوتا تھا۔ایسا کامیاب اور سرور بخش ہوتا کہ سال بھر اس کی دھمک ان کے کانوں میں محسوس ہوتی رہتی تھی۔اور یہ اس لئے کہ اس جلسہ میں بنفس نفیس صاحب سجادہ حضور شیر نیپال قدس سرہ تشریف فرما ہوتے، جن کی زیارت کے لئے عقیدت مندوں کا مجمع اکٹھا ہوتا تھا۔اس جلسہ سے لوٹنے کے بعد سامعین واہل عقیدت بڑی شدت سے آنے والے سال کا انتظار کرتے تاکہ پھر اس جلسہ میں حاضر ہو کر اپنے دلوں کو سکون بخشیں۔ان کی بے تابی کا عالم یہ ہوتا کہ ان کے دل جھومتے ہوئے یوں ترنم ریز ہوتے ؎

زندہ ولی کو ہے دیکھنا تو لہنہ چلو
ہاتھ مرشد کا ہے چومنا تو لہنہ چلو
ذرہ ذرہ تجلی نور میں ہے ڈوبا ہوا
برسنا ابرنور کا ہے دیکھنا تو لہنہ چلو

مگر ۲۰۱۹ء میں اپریل کی بجائے ۱ر ۲؍ اپریل کو منعقد ہوا اور اب چونکہ بانی جلسہ حضور شیر نیپال قدس سرہ دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں اس لئے جلسہ برکات النبی اور عرس حضور شیر نیپال ایک ساتھ ربیع النور شریف میں منائے جارہے ہیں۔

جلسہ برکات النبی جو حضور شیر نیپال قدس سرہ کی حیات مبارکہ میں آپ کی صدارت اور زیر اہتمام خوب شان وشوکت اور دھوم دھام کے ساتھ ہوتا رہا ہے اس جلسہ کی خوبی یہ بھی تھی کہ لہنہ شریف سے متصل گاؤں والے اور اہل لہنہ بھی اس جلسہ میں آنے والے اپنے احباب واقرباء کی ضیافت میں فیاضی اور سخاوت ودریا دلی دکھاتے اور خوب جی بھر کر اپنے مہمانوں کی خدمت کرتے۔اس موقع سے کوئی ایسا گھر نہیں جس میں دو چار مہمان نہ ہوں، ہر گھر میں کم سے کم چار مہمان تو ہوتے، جن کی مہمان نوازی اور خاطر تواضع میں میزبان حضرات تاریخ جلسہ کے قریب آنے سے پہلے ہی سے تیاری شروع کر دیتے۔

جلسہ برکات النبی میں علماء وخطباء جہاں اسلامیات پر اپنے پرمغز خطابات سے سامعین کو محظوظ کرتے وہیں

صاحب سجادہ حضور شیر نیپال قدس سرہ کی کارکردگی اور دینی ملی خدمات کا ذکر اپنے اپنے لب ولہجہ میں کرتے ہیں اور شعراء حضرات آپ کی شان میں مناقب وقصائد پڑھ کر مجمع میں نئی روح اور نئی تازگی پیدا کرتے ہیں، جس سے زینت اسٹیج علماء ومشائخ اور پنڈال میں بیٹھے سامعین وحاضرین نوٹوں کی بوچھار کرتے رہتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو اس بات کا شکوہ ہوتا ہے کہ لوگ حضرت کی تعریف کرتے ہیں یہ نہیں ہونا چاہئے۔ میں اپنی اس تحریر کے ذریعہ ایسے لوگوں کو بغرض اصلاح یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ جس نے دین کی آبیاری کے لئے اتنا سب کچھ کیا ہو، جس نے اللہ ورسول کی اطاعت کی ہے، جس نے قوم کے عقائد وایمان کی حفاظت کی ہو، جس نے بیشمار علماء وفضلاء اور فقہاء کی جماعت پیدا کی ہو، جس نے غفلت میں پڑے انسان کے مشاعر واحساسات بیدار کئے ہوں، جس نے حق وباطل کی جنگ میں فتح حاصل کی ہو، جس نے دین کی نصرت کی ہو، جس نے تعلیمی مراکز قائم کئے ہوں، جس نے عشق مصطفوی کی بھٹی میں خود کو تپایا ہو، جس نے دین پر چلنے کا راستہ لوگوں کو بتایا ہو، جس نے تاریک دلوں کو نور اسلام سے جگمگایا ہو، کیا ہو اس کا ذکر نہیں ہونا چاہئے؟ جسے اللہ ورسول چاہیں اس کے چرچے نہ ہوں؟ کیا اس کا ذکر کرنا، اس کے کارناموں کا چرچا کرنا ناجائز وگناہ ہے یا شریعت وعرف کے خلاف ہے؟ عام مؤمنین صالحین اور مختلف اوصاف حمیدہ وخصائل مجیدہ کے حاملین بندوں کی تعریف قرآنی آیات میں ہے۔ تو مومن وصالح عالم ربانی کا مرتبہ ومقام کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اس عالم خاشع کے تذکرے قرآن میں بھی ہیں، احادیث میں بھی ہیں اور بزرگوں کی کتابوں میں بھی ہیں۔ پھر اس پر اعتراض کرنا کیسی عقلمندی۔ کیا وہ لوگ یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ صالحین کے ذکر کی محفل میں اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے: تتنزل الرحمة عند ذكر الصالحين۔ ہاں! یہ بات ضرور قابل توجہ ہے کہ کسی بھی جلسہ وعرس میں صاحب سجادہ کی تعریف وتوصیف اتنا بھی نہ کریں کہ پوری تقریر ابتدا تا انتہا یا اکثر حصہ تعریف وتوصیف اور کرامات کے محور پر ہی گردش کرتی رہ جائے اور اسلامیات اور حالات حاضرہ کے ضروری موضوعات پر کچھ لب کشائی نہ ہو سکے اور ان موضوعات کے حوالے سے کچھ بھی پیغام عوام اہل سنت تک نہ پہنچ سکے۔ اس لئے اس پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ نیز ہر آنے والا خطیب صاحب سجادہ اور بانی جلسہ کی مدح سرائی کو ہی اپنا موضوع سخن بنالے تو پھر یہ تو عقل سے بعید بات ہے۔ اس پر صاحب سجادہ اور جلسوں کے بانی وسرپرست وصدر کو خصوصی توجہ دینی چاہئے تاکہ اعراس وکانفرنس کی افادیت برقرار رہے، ورنہ تو اس وقت اکثر کانفرنس اور اعراس افادیت کھو چکے ہیں یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے۔

جلسہ برکات النبی میں شرکت کرنے والی شخصیتیں:

جلسہ برکات النبی جب سے شروع ہوا ہے اس وقت سے اب تک ہندوستان کے ایک درجن سے زائد مشائخ وسادات تشریف لا چکے ہیں جنھوں نے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے لؤلؤ وانوار سے قیمتی اپنے مبارک ناصحانہ ومصلحانہ کلمات کا تحفہ عطا فرمایا اور اپنی آنکھوں سے حضور شیر نیپال کی خدمات وکارنامے اور تقویٰ وطہارت، زہد وورع اور آپ کے تبحر علمی کا علی رؤس الاشہاد اعلان واعتراف فرمایا اور اپنی نیک دعاؤں سے نوازا۔ جن سادات ومشائخ اور اکابر علما کی اس جلسہ میں آمد ہو چکی ہے ان مقدس ہستیوں میں آل رسول حضرت نظمی میاں علیہ الرحمہ مارہرہ شریف، شہزادۂ سید ملت حضرت مولانا محمد سید سبطین میاں مارہر

مطہرہ، جانشین حضرت خواجہ شمس الدین غازی حضرت سید شاہ افسر پاشا عثمان آباد، حضرت مولانا سید محمد صدام حسین ہجرویری کلکتہ، جمال ملت حضرت علامہ مولانا محمد جمال رضا خاں بریلی شریف، نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا منانی میاں بریلی شریف، حضرت علامہ قاری محمد تسلیم رضا صاحب قبلہ بریلی شریف، قاضی بنارس حضرت علامہ مفتی غلام یس صاحب قبلہ بنارس، فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمن صاحب قبلہ مظفر پور، مفتی اعظم ہالینڈ حضرت علامہ مفتی عبدالواجد صاحب قبلہ دربھنگہ، حضرت علامہ مفتی محمد سعید حسن خاں مچھکونی، حضرت علامہ مفتی محمد عزیز الرحمن صاحب قبلہ بریلی شریف اور حضرت مولانا عمران رضا خان سمنانی میاں بریلی شریف کے اسما قابل ذکر ہیں۔

قابل توجہ امر:

جلسہ برکات النبی اور عرس حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ میں دیکھا گیا ہے کہ عورتوں کی کثرت سے آمد ہوتی ہے اور بہت زیادہ ہجوم ہوتا ہے، جلسوں اور اعراس میں عورتوں کے اس سیلاب پر بند باندھنے کی ضرورت ہے، خواہ لہنہ شریف کا جلسہ وعرس ہو یا روضہ شریف کا یا کسی اور جگہ کا۔ عورتوں کے ہجوم وشمولیت سے جلسہ وعرس کا وقار مجروح ہوتا ہے، بے حیائی فروغ پاتی ہے اور اغیار مزے لیتے ہیں۔ اس لئے میں تمام جلسوں اور اعراس کے ذمہ داروں سے بالعموم اور جلسہ برکات النبی وعرس حضور شیر نیپال کے منتظمین اور آپ کے جانشیں سے باادب عرض کروں گا کہ خدا را اس جانب توجہ دیں اور اس فتنہ کو روکنے کی کامیاب کوشش کریں، پوسٹر میں لکھیں کہ عورتوں کا آنا سخت منع ہے اور پھر رضا کار حضرات اس کام پر لگادیں کہ اگر عورتیں منع کرنے کے باوجود شریک ہوجاتی ہیں تو انہیں باہر کردیں۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو پھر اعلیٰ حضرت کی روح کو بہت تکلیف ہوگی اور ہمارے مسلک اعلیٰ حضرت پیروکار ہونے پر انگلیاں اٹھیں گی۔ نیز خانقاہ برکات کے احاطے میں مزار شریف کے اردگرد جس کثرت سے عورتیں موجود ہوتی ہیں یہ بھی روحانی طور پر تکلیف دہ اور شرعی طور پر قابل گرفت امر اور اس پر پابندی نہ لگانا قابل افسوس ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عورتوں کے مزارات پر جانے سے متعلق پوچھا گیا کہ جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

”غنیۃ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزاروں پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے۔ جس وقت عورت گھر سے ارادہ کر کے نکلتی ہے لعنت شروع ہوجاتی ہے اور جب تک واپس نہیں آجاتی ہے ملاء کہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔ سوائے روضہ رسول اللہ ﷺ کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔ وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن کریم نے اسے مغفرت کا ذریعہ بتایا ہے۔(۱)

دوسری گذارش یہ بھی سجادہ نشیں اور عرس حضور شیر نیپال کے منتظمین سے ہے کہ آپ کے مزار پر صرف ایک چادر چڑھائی جائے اس سے زائد نہیں۔ زائرین اور حاضرین کو سختی سے منع کیا جائے اور چادر کی بجائے چادر کی رقم کو حضور شیر نیپال کے ایصال

---

(۱) ملفوظات شریف ص 240 ،ملخصاً رضوی کتاب گھر دہلی

ثواب کے لئے کسی مستحق یا جامعہ برکات النبی میں دینے کی ترغیب دلائی جائے۔کہ یہی تعلیمات اعلیٰ حضرت ہیں اور انہیں تعلیمات کا فروغ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا مشن تھا۔چنانچہ امام اہل سنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے مزارات پر چادر چڑھانے کے متعلق دریافت کیا تو جواب ارشاد فرمایا:

''جب چادر موجود ہو اور ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دام چادر پر صرف کرنے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کے ولی کی روح مبارک کو ایصال ثواب کی نیت سے کسی محتاج وضرورتمند کو پیش کر دیں یہ بہتر عمل ہے۔اس سے اس برزگ کی روح کو بھی ایصال ثواب پہنچ جائے گا اور کسی ضرورتمند کی حاجت بھی پوری ہو جائے گی۔'' (احکام شریعت حصہ اول ص42)

تصنیفات وتالیفات:

حضور شیر نیپال کی تبلیغی اور دینی خدمات کا دائرہ وسیع تر ہے اور آپ کی بے لوث دینی، ملی اور سماجی خدمات وقربانیاں پورے ملک نیپال کو محیط ہیں،مگر ان سب میں سب سے نمایاں خدمات درس وتدریس اور تقریر وفتوی نویسی ہیں۔آپ کے دارالافتا میں ملک وبیرون ملک سے استفتاء آتے اور آپ ان استفتا کا شافی جواب عنایت فرماتے اور تفصیل طلب استفتاء کا جواب شرح وبسط کے ساتھ تحریر فرماتے جو بعد میں ایک رسالہ کی شکل اختیار کر جاتا،جنہیں آپ بقلم خود کسی نام سے موسوم فرماتے تھے۔ان میں سے بعض رسالے وہ ہیں جو ابھی تحریر کی شکل میں رجسٹر ہی میں تھے انہیں آپ کی اجازت سے فقیر نے جمع وترتیب اور تدوین وترجمہ کا کام انجام دیا ہے اور نام بھی فقیر ہی نے تجویز کیا ہے جس پر حضرت نے اپنی رضا اور خوشی کا اظہار فرمایا اور بعض پر خود اور باقی پر آپ کے تلمیذ ارشد، محبوب نظر ہر دلعزیز حضرت مولانا مفتی احمد حسین برکاتی دام ظلہ العالی نے نظر ثانی فرمائی ہے۔

نیپال میں تبلیغ ودعوت کا انحصار خصوصی طور پر تین چیزوں پر تھا اور انہیں تین کی زیادہ ضرورت تھی اور تقاضۂ وقت بھی یہی تھا:

(۱) وعظ وخطابت اور تبلیغی دورے

(۲) تصنیف وتالیف

(۳) بیعت وارشاد

آپ نے حالات ووقت کے نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے حسب ضرورت مذکورہ تینوں میدان میں خود کو فعال ونشیط رکھا، ہر میدان میں جو کامیابیاں اور فتح آپ کو حاصل ہوئیں وہ سب پر عیاں ہیں۔آپ دعوت وتبلیغ اور بیعت وارشاد کے ساتھ اپنا قیمتی وقت دارالافتاء میں آئے ہوئے استفتا کے جواب میں صرف فرماتے تھے،جس میں بدمذہبوں سے متعلق استفتاء کا تشفی بخش تفصیلی جواب تحریر فرماتے،جس میں مسلمانوں کو ان بدعقیدوں سے دور ونفور رہنے کی ہدایت وتاکید فرماتے۔فتویٰ نویسی کی طویل مدت میں جو کتب ورسائل معرض وجود میں آئے ان کے اسمائے یہ ہیں:

(۱) فتاوی برکات (نو حصے مطبوعہ)

(۲) شان مصطفیٰ (مطبوعہ)
(۳) احسن الکلام فی رد القرأة خلف الامام (مطبوعہ)
(۴) تحفہ برکات (مطبوعہ)
(۵) تباہی ان گناہوں کی (مطبوعہ)
(۶) احسن الاحادیث (مطبوعہ)
(۷) اذان خطبہ اور اقامت کے مسائل (مطبوعہ)
(۸) بدمذہبوں کے پیچھے نماز کا حکم (مطبوعہ)
(۹) توہین رسول سنگین جرم (مطبوعہ)
(۱۰) القدس فی التاریخ (مطبوعہ، مصر)
(۱۱) الحضارة الاسلامیہ (مطبوعہ، مصر)
(۱۲) السلام فی الاسلام (مطبوعہ، مصر)
(۱۳) حفظ الدین فی الطاعة النبویہ (مطبوعہ، مصر)
(۱۴) شان غوث الوریٰ (مطبوعہ)
(۱۵) ہدایت کا راستہ (برقی اشاعت barkatussunnah.com)
(۱۶) دیہات میں جمعہ کی شرعی حیثیت (مطبوعہ بنام دیہات میں جمعہ کے بعد ظہر بسعی حضرت مولانا محمود عالم کماوی)
(۱۷) بیس رکعت تراویح دلائل کی روشنی میں (برقی اشاعت barkatussunnah.com)
(۱۸) تذکرة الجیش (مفقود)
(۱۹) داڑھی کی شرعی حد و حیثیت (برقی اشاعت barkatussunnah.com)
(۲۰) طلاق کے دو اہم باب (برقی اشاعت barkatussunnah.com)
(۲۱) برکات الاحادیث (غیر مطبوعہ)
(۲۲) فاسق کی اقتدا میں نماز کا حکم (برقی اشاعت barkatussunnah.com)
(۲۳) چہل احادیث علم غیب (غیر مطبوعہ)

تعارف تصنیفات و تالیفات حضور شیر نیپال

(۱) فتاوی برکات:

آپ سے جو سوالات کئے گئے اور آپ نے ان کے جوابات عنایات فرمائے ہیں انہیں فتاویٰ کا مجموعہ ''فتاویٰ برکات''

موسوم ہے جو دس حصوں میں ہے جن میں سے آٹھ حصے شائع ہو چکے ہیں، نواں حصہ ترتیب وکمپوزنگ کر کے میں نے استاذ گرامی قدر حضرت مولانا مفتی احمد حسین برکاتی مدظلہ العالی تک بھی پہنچا دیا ہے اور دسواں حصہ کی ترتیب وکمپوزنگ ابھی باقی ہے۔ ان فتاویٰ کو حصوں میں شائع کرنے کا سبب عوام کی سہولت ہے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خواہش تھی کہ فتاویٰ برکات کے تمام حصوں کی طباعت آپ کی حیات میں ہی ہو جائے، مگر نو حصوں کی ترتیب وکمپوزنگ کر کے میں نے حاجی صاحب قبلہ کے حوالے کر دیا تھا، پھر بھی تمام حصے آپ کی حیات میں شائع نہ ہو سکے اور نہ حضرت کی خواہش کی تکمیل ہو سکی۔ اس کے علاوہ میں نے حضرت کی حیات میں ہی آپ کے تمام فتاویٰ کی ترتیب بہ شکل مجلد بھی کر دی تھی، مگر حضرت کی دیگر کتابوں کی ترتیب وتدوین اور ترجمہ وتقدیم کے کاموں میں مصروفیت کے سبب اس پر نظر ثانی نہیں کر سکا اور نہ حضرت تک یہ خوشخبری پہنچا سکا اور نہ دیگر ارباب خانقاہ کو اس کی اطلاع دے سکا اور پھر حضرت کی خواہش پہلے تمام حصوں کی ترتیب وطباعت ہوتی تھی اس وجہ سے بھی مجلد فتاویٰ پر باقی ماندہ کام باقی ہی رہا۔ اس کے بعد میں قطر آ گیا اور ایک سال کے بعد آپ کا وصال پر ملال ہو گیا۔ بہر حال آپ کا یہ مجموعہ فتاویٰ نہایت مستند ومعتمد اور آپ کی وسعت علم، دقت نظر، تعمق فکر وتدبر اور فقہی جزئیات کے استحضار کا واضح ثبوت ہے۔

فتاویٰ برکات کی ترتیب میں نے دو حصوں کے بعد تیسرے حصہ سے دسواں حصہ تک کی، جبکہ میری ترتیب کے مطابق جو تیسرا حصہ تھا در اصل وہ پہلا حصہ تھا اسی لئے قدیم فتاویٰ برکات حصہ اول میں جو تقدیم وتقریظ کے کلمات بزرگوں کے تھے انہیں بھی شامل کر دیا۔ تو یوں فتاویٰ برکات کے کل آٹھ حصے ہوئے اور قدیم دو حصوں کے تمام فتاویٰ ان آٹھ حصوں میں شامل کر لئے گئے اور مکررات کو بھی حذف کر دیا گیا تھا۔ اور اسی وجہ سے مجلد فتاویٰ برکات کی ترتیب میرے لئے بہت آسان ہو گئی اور کم وقت میں اسے ترتیب بھی دیدیا۔ مگر اب چونکہ فتاویٰ برکات کو دو جلدوں میں حاجی صاحب قبلہ نے نئی ترتیب کا جمال وحسن بخش دیا ہے اور پہلی جلد شائع بھی ہو چکی ہے، جس کی وجہ سے میں اپنی ترتیب کردہ جدید مجلد فتاویٰ برکات کو شائع نہیں کر سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ نئی ترتیب میں حاجی صاحب قبلہ نے مکررات کو حذف کرنے کا فریضہ بھی انجام دیا ہے جس پر کام فقیر نے پہلے ہی کر دیا تھا اگر ترتیب کے وقت فقیر سے رابطہ کیا جاتا تو اتنی زحمت نہیں اٹھانی پڑتی اور نہ اتنی محنت کرنی پڑتی اور نہ زیادہ وقت لگتا۔ ہاں تبویب وتفصیل کے ذریعہ مزید نکھار پیدا کر سکتے تھے۔ فتاویٰ برکات کی جدید ترتیب جسے استاذ گرامی قدر مفتی احمد حسین برکاتی دامت برکاتہم العالیہ نے دی ہے اگر چہ اس میں میری ترتیب کی خوشبو دونوں جلدوں کے بیشتر صفحات، ابواب اور فصلوں میں پائی جا رہی ہے مگر ان کی محنت و جانفشانی اور قربانی کا نہ انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ اس عظیم خدمت کو فراموش کیا جا سکتا ہے۔ نیز جدید فتاویٰ برکات کے دونوں جلدوں کے مرتب ہونے میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ میری ترتیب سے حاجی صاحب قبلہ کی ترتیب قدرے مختلف بھی ہے کہ میں نے اپنی ترتیب کا آغاز کتاب العقائد سے کیا تھا جبکہ آپ نے اپنی ترتیب کی ابتدا کتاب الطہارت سے کیا ہے۔ بہر حال اس عظیم کاوش پر آپ قابل تبریک ہیں کہ در آید درست آید کے مطابق اس کام کو انجام دیا ہے اور دونوں جلدوں کو بڑی عرق ریزی سے ترتیب دے کے منصۂ شہود پر لانے میں کامیاب کوشش کی ہے۔ ہاں ایک کمی ضرور محسوس کی گئی کہ

کچھ فتاویٰ جو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے مجھے دئے تھے اور وہ نہ میری ترتیب کردہ فتاویٰ برکات میں شائع و شامل ہو سکے کہ وہ مجھے بعد میں ملے تھے اور نہ حاجی صاحب کی ترتیب میں شمولیت ہو سکی، جبکہ اس کا امکان بھی تھا اور گنجائش بھی تھی۔ اگر آپ مجھے اس بارے میں اطلاع دئے ہوتے یا مشورۃ پیغام پہنچایا ہوتا تو وہ تمام فتاویٰ ان کے حوالے کر دیا جاتا تو ضرور وہ شامل کر لئے جاتے، مگر نہ مجھے اس بارے میں اطلاع دی گئی اور نہ مشورہ طلب کیا گیا، وجہ کیا تھی اس سے میں ناواقف ہوں۔ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب قبلہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کی اس عظیم کاوش کو قبول فرمائے۔

فتویٰ نویسی کے لئے بنیادی طور پر جن شرائط و امور اور اہم باتوں کا جامع ہونا ضروری ہے وہ تمام چیزیں آپ کے اندر موجود تھیں اور کار فتوی کا جن چیزوں سے آراستہ ہونا ضروری ہے ان سب سے کی جھلکیاں آپ کے ان فتوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عوام تو عوام خواص اور اخص الخواص بھی اہم دینی اور اپنے الجھے ہوئے مسائل کی گتھیوں کو سلجھانے کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔

فتاویٰ برکات کی افادیت و اہمیت کا اندازہ لگانے کے لئے آپ کے استاذ حضرت علامہ سید محمد عارف حسین رضوی علیہ الرحمہ کا یہ گراں قدر تاثر ملاحظہ فرمائیں جو انہوں نے فتاویٰ برکات حصہ دوم پر لکھا ہے:

’’کتاب مستطاب بے مثل ولا جواب المعروف بہ فتاویٰ برکات جو علوم شرعیہ کے بحر ذخار افتاء و تدریس کے میدان میں بہترین شہسوار صوفی با کمال عالم بے مثال قاضیٔ نیپال حضرت علامہ مولانا مفتی و قاضیٔ نیپال محترم و مکرم مولانا مفتی جیش محمد صاحب صدیقی برکاتی مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور دھام نیپال کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے، اس فقیر قادری کے مطالعہ میں رہی اور ہے نیز قادری رضوی نے اس مدت میں پوری کوشش کی کہ کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کر لے مگر تادم تحریر اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ البتہ بیشتر حصہ نظر نواز ہوا۔ کتاب اپنی زبان و بیان کے اعتبار سے تمام مسلمانوں کے لئے ایک بیش بہا دینی معلومات کا خزانہ ہے۔ ایسے ضروری اور روزمرہ پیش آنے والے سوالات و جوابات ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے بے حد ضروری ہے۔ میری معلومات کے اعتبار سے کتاب اس قدر معیاری اور وقیع ہے کہ اس زمانہ میں اتنی بلند پایہ تحقیق سے مبرہن کتابیں بہت ہی کم دکھتی ہیں۔ حضرت مولانا موصوف نے ہر ہر مسئلہ پر اس قدر ذمہ دارانہ انداز میں قلم اٹھایا ہے کہ بعض بعض مقامات پر تو بے ساختہ دل سے صدائے داد و تحسین نکل پڑی۔ اہم مسائل کی تحقیق میں آپ نے دلائل لانے میں اپنے اسلاف بالخصوص سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کو بنیاد قرار دے کر استدلال میں جو ندرت اور دلائل کی کثرت فرمائی ہے وہ حضرت ممدوح کا اپنا حصہ اور آپ کی عبقریت کی دلیل ہے۔ ساتھ ہی جوابات میں ہر مسئلہ پر عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے سائل نے سوال میں جس چیز کو چھوڑ دیا ہے مولانا نے اسے بھی جامۂ تکمیل عطا فرمایا ہے۔ (فتاویٰ برکات جزء ثانی)

بات فتاویٰ برکات کی جب چل پڑی ہے تو میں اپنی دانست، علماء و مشائخ کے کلمات تحسین اور آپ کی تصنیفات و تالیفات اور جملہ فتاویٰ کے مطابق یہ کہنے میں حق بجانب ہونگا کہ آپ غیر معمولی فکری پرواز کے جوہر، وسعت علم، علوم دینیہ کے

اسرار و رموز سے حد درجہ واقفیت و آگاہی، مسائل شرعیہ کے تجزیہ و تحقیق، استنباط مسائل، اخذ نتیجہ اور ان کی تطبیق و تنسیق میں حیرت انگیز کمال و ملکہ جیسی خوبیوں کے مالک تھے اور وقت کے تقاضوں اور مذہبی و سماجی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے جو آپ نے کوشش فرمائی ہے اور قوم مسلم کی ہدایت و رہبری کے لئے مختلف طریقہ کار اپنا کر جو خدمات آپ نے انجام دئے ہیں ان کی صدائے بازگشت تا قیامت گونجتی رہے گی۔

(۲) شان مصطفیٰ:

آپ کا یہ مختصر مشک بار گلدستہ تین بیش بہا ابواب پر مشتمل ہے جس سے عقیدت و محبت کی خوشبو پھوٹ رہی ہے۔ باب اول میں حضرت نے حضور اقدس پیکر نور و مظہر ذات الٰہی کی نورانیت اور نور محمدی کے اول خلق ہونے کو مفصلاً اور ضمناً کئی اہم مباحث کو بیان فرمایا ہے۔ آں موصوف نے مختصر مگر دلائل و براہین سے آراستہ عبارتوں و اقتباسات کی روشنی میں اس بات کو خوب دلکش پیرائے میں ثابت فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پیدا فرمایا ہے وہ آپ ﷺ کا نور ہی ہے، جس نور کا پرتو سارا عالم ہے۔ جبکہ باب دوم میں آپ ﷺ کے لئے بعطائے الٰہی اور باعلام خداوندی دیگر تمام علوم غیبیہ کے ساتھ ساتھ علوم خمسہ کو بھی ثابت کیا ہے۔ اور باب سوم میں جو کہ کتاب کا آخری باب ہے آپ ﷺ کے نام مبارک محمد کی عظمت شان کو نہایت ہی اچھوتے اور دلنشیں انداز و اسلوب میں بیان فرمایا ہے۔

شان مصطفیٰ کی ترتیب و تبویب، تدوین و تہذیب فقیر راقم السطور نے کی ہے بعض وہ عبارتیں جو ترجمہ سے رہ گئی تھیں ان کا ترجمہ بھی فقیر نے کیا ہے۔ پہلی بار ۲۰۱۳ء میں ربیع الاول شریف کے موقع پر فقیر کی کوشش سے طباعت کا اہتمام آپ کے مرید مولانا محمد اکبر علی برکاتی نے کیا اور دوسری بار اسی سنہ میں فقیر کی سعی سے یہ کتاب چھپی۔

(۳) احسن الکلام فی رد القرأۃ خلف الامام:

زیر نظر کتاب میں کس بات کا بیان ہے اس کا علم صرف اس کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ اس میں ان غیر مقلدین کا رد ہے جو امام کے پیچھے مقتدیوں کے لئے قرأت کرنے کو جائز کہتے ہیں اور اس کے ذریعہ بھی سینوں میں پھوٹ اور فتنہ ڈالنے کی ناپاک کوشش کرتے رہتے ہیں، اس لئے آپ نے عدم جواز پر دلائل و براہین تحریر فرما کر غیر مقلدین کا رد بلیغ فرمایا ہے اور اس کے ذریعہ امت کو پیغام دیا ہے کہ اہل حدیث کی باتوں اور چالوں سے بچیں۔ ایسے دلائل باہرہ اور حجج قاہرہ سے قرأت خلف الامام کی عدم مشروعیت کو اس محققانہ انداز و پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے کہ مخالفین یعنی مجوزین غیر مقلدین کی زبان مقال گنگ ہو جائیں گی اور بنظر انصاف دیکھنے کے بعد ان کے لئے آمنا و صدقنا کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جائے گا باقی اللہ ہدایت دینے والا ہے۔

(۴) تحفہ برکات:

یہ کتاب جشن افتتاح خانقاہ برکات لہنہ شریف ۲۰، ۲۱/اپریل ۲۰۱۰ء کے موقع سے حاضرین جلسہ کو بطور تحفہ دینے کے لئے آپ کے ایک بنارسی مرید جناب اخلاق احمد کی فرمائش پر ترتیب دی گئی ہے، ایک ہی نشست میں یہ مختصر رسالہ بغیر کسی کتاب کی

مدد کے پایہ تکمیل کو پہنچی اور وہ جناب اخلاق احمد بنارسی صاحب ہی کے تعاون سے چھپی۔ پھر فقیر کی فرمائش پر محرم ۱۴۳۵ھ میں کچھ ضروری اور اہم باتوں کا اضافہ فرمایا جس کی کمپوزنگ فقیر نے کی اور ربیع الاول ۱۴۳۵ھ، مطابق جنوری ۲۰۱۴ء میں چھ ہزار کی تعداد میں آپ کے ایک مرید مولوی محمد اکبر علی برکاتی مدھوبنی بہار کی سعی سے جناب عثمان پٹیل فینس کھجرانہ اندور (ایم پی) کے تعاون سے طبع ہوئی۔ کتاب عقائد ومعمولات میں پختگی پیدا کرنے اور تربیت وتزکیہ اور اصلاح معاشرہ کے لئے معاون ہے۔ دوسری اشاعت کے بعد پھر فقیر کے عرض کرنے پر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اپنی حیات ہی میں کچھ حذف واضافہ کروائے ہیں۔ متعدد ملاقاتوں میں احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقوال بزرگان دین کو عربی سے اردو میں ڈھال کر فقیر کے حوالے کر دیتے اور فقیر اس کی کمپونگ کر کے مناسب مقام پر انہیں احادیث و اقوال کو شامل کتاب کر دیتا۔ اور یہ اب آخری افافہ شدہ نسخہ برکات السنہ ڈاٹ کوم barkatussunnah.com پر اپلوڈ کر دی گئی ہے۔ حضور شیر نیپال کی دوسری کتابیں بھی اس ویب سائٹ پر موجود ہیں۔

(۵) تباہی ان گناہوں:

یہ کتاب بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے قلم حق رقم کا حصہ ہے، جس کی ترتیب وتخریج اور بعض احادیث کا ترجمہ کا کام آپ کا غلام ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی نے انجام دیا ہے۔ اس کتاب کے تعارف میں حضرت مولانا مفتی محمد رحمت علی تحریر فرماتے ہیں:

”قوم کی اصلاح وتربیت، رشد وہدایت، پند ونصیحت، تزکیہ وتطہیر، وعظ تذکیر کے مندرجہ ذیل دو مؤثر اسلوب ہوتے ہیں:

تبشیر: جب قوم باعمل ہو تو تبشیر سے کام لیا جاتا ہے جیسے نیک عمل پر ہونے والے انعامات کا بیان۔

انذار: جب قوم بے عمل ہو تو انذار سے کام لیا جاتا ہے جیسے برے کاموں پر ہونے والے عذاب وسزا کا بیان۔ اور یہ دونوں اسلوب قرآن مجید برہان رشید میں جا بجا ملتے ہیں مثلاً نیکو کاروں کے لئے جنت کی بشارت اور بدکاروں کے لئے جہنم کی وعید وغیرہ۔ اس وقت میرے پیش نظر قاضی القضاۃ فی النیبال معروف بہ شیر نیپال حضرت علامہ ومولانا حافظ وقاری مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی بانی خانقاہ برکات لہنہ شریف کی کتاب ”تباہی ان گناہوں کی“ موخر الذکر اسلوب (انذار) پر مشتمل شائع ہو رہی ہے جس میں مندرجہ ذیل تین ابواب ہیں:

پہلا باب: سود کی حرمت واحکام

دوسرا باب: زنا اور زانی کی مذمت

تیسرا باب: شراب اور شرابی کی مذمت

مصنف علام نے ہر باب کو آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، دلائل شرعیہ سے مدلل ومبرہن فرمایا ہے اور ہر باب کے تحت باب کی مناسبت سے ایسی حدیثوں کا انتخاب فرمایا ہے جو سامان درس وعبرت ہیں۔ میری اور حضور شیر نیپال صاحب قبلہ کے جملہ عقیدت مندوں کی طرف سے لائق صد شکر واحسان ہیں شہنشاہ قلم، صحافی عصر، مصنف کتب کثیرہ حضرت مفتی عبد السلام امجدی

صاحب زید مجدہ السامی اور ان کے وہ معاون ومدد رفقاء جن کی کدوکاوش سے حضور شیر نیپال صاحب قبلہ کے تحریری جواہر پارے کتابی شکل میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہور ہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک سیار افلاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اور کل چہیتوں کے طفیل حضرت کی لحد پر رحمت وانوار کی شبنم افشانی کرے۔(ملخصا)

(۶) احسن الاحادیث:

یہ کتاب بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف ہے،اس کی بھی ترتیب وتخریج اور اشاعت وطباعت کا اہتمام میں نے کیا ہے،بسہیا کے عاشقان حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے مالی تعاون سے شائع ہوچکی ہے۔اس رسالہ کے تعارف میں مفتی محمد رحمت علی امجدی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

زیر نظر مجموعہ احادیث ''احسن الاحادیث'' قاضی القضاۃ فی النیبال معروف بہ شیر نیپال حضرت علامہ ومولانا مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی بانی خانقاہ برکات لہنہ شریف (نور اللہ مرقدہ) کی اسی سلسلے کی ایک عمدہ کڑی ہے،جس میں مندرجہ ذیل سات ابواب ہیں:

پہلا باب:حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔دوسرا باب: سچی توبہ کی فضیلت وبرکت۔تیسرا باب: دارین کی سعادتیں۔

چوتھا باب:علم اور علما کے فضائل وبرکات۔پانچواں باب: ذکر کے فضائل وفوائد۔چھٹا باب: صبح وشام کے وظائف۔ ساتواں باب:اللہ تعالیٰ کی رحمتیں۔

دوران مطالعہ محسوس ہوا کہ مصنف علام بہ ہمہ صفت موصوف کی یہ علمی کوشش مندرجہ ذیل خصوصیات کی حامل ہے۔

(۱) ہر باب سے متعلق مضمون کے احکام ومسائل کو مختصر مگر جامع وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔(۲) عربی متن مع حرکات وسکنات تحریر کی گئی ہے۔(۳) مصادر ومراجع کے التزام کی کامیاب سعی کی گئی ہے۔(۴) ہر باب کا عنوان آیات و تفاسیر واقوال فقہا بالخصوص احادیث نبویہ سے مزین کیا گیا ہے۔(۵) عربی عبارتوں کا سلیس ترجمہ کیا گیا ہے۔(۶) باب کے عنوان کے تحت درج حدیث سے حاصل شدہ فضائل وفوائد کو قلمبند کیا گیا ہے۔ہر باب کے مضمون سے متعلق ایسی احادیث کو ذکر کی گئی ہیں جو ایمان وعقائد کی کھیتی کو سیراب کرنے اصلاح اعمال،تذکیہ نفوس،تطہیر قلوب کے لئے کافی ووافی ہیں۔

مذکورہ بالا اور دیگر خصوصیات کی بنیاد پر امید واثق ہے کہ مجموعۂ احادیث''احسن الاحادیث'' قارئین کے لئے نفع بخش ثابت ہوگی۔دعا ہے کہ پروردگار عالم اسے قبول عام اور اپنی بارگاہ میں حسن قبول سے نوازے۔اور حضرت کے اس علمی شاہکار کو جنھوں نے ترتیب وتخریج کے پر پیچ مراحل سے گزار کر منظر عام پر لانے کی کامیاب کوششیں کی ہیں ان سے میری مراد جواں سال قلم کار خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت ومولانا مفتی عبد السلام امجدی برکاتی صاحب قبلہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے ان رفقا کو جنہوں نے حضرت کے اس گلدستہ احادیث بنام ''احسن الاحادیث'' کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں دامے،درمے قدمے سخنے حصہ لیا،دونوں جہان میں کامیابی عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا (ملخصا)

(۷) اذان خطبہ اور اقامت کے مسائل:

بہار کے ایک ضلع سمستی پور کے قرب وجوار میں خطبہ کی اذان اور اقامت کا شوشہ چھوڑ کر غیر ملقد ین سنی عوام کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش کررہے تھے، اس سلسلہ میں حضور شیر نیپال نے ان علاقوں کا دورہ فرمایا جابجا تقریریں کیں اور اس مسئلہ کو الم نشرح کر کے غیر مقلدین کے مکروفریب اور سازش کو ناکام فرمایا، انہیں اس موضوع پر مناظرہ کا چیلنج بھی کیا مگر کسی میں مقابلہ کی تاب نہ تھی بلکہ کچھ شر پسند اہل حدیث نے بھی اس مسئلہ پر سنی کو مناظرہ کا چیلنج کردیا لیکن جب حضور شیر نیپال تشریف لے گئے تو سب بل میں گھس گئے اور اہل سنت کے اس شیر سے مقابلہ سے قاصر رہے۔ اسی دور میں آپ نے اذان خطبہ اور اقامت پر جامع اور مدلل فتویٰ تحریر فرمایا۔ اقامت کے موضوع پر جو فتویٰ آپ نے تحریر فرمایا اس کا عربی نام ''تنویر الابصار لاقامۃ الاخیار'' منتخب فرمایا اس کے ساتھ فقیر نے آپ کا ایک دوسرا فتویٰ جو اذان خطبہ کے موضوع پر تھا، اس کے ساتھ ملحق کردیا اور دونوں فتویٰ کے مجموعہ کو ''اذان خطبہ اور اقامت کے مسائل'' سے موسوم کر کے شائع کیا جسے حضور شیر نیپال نے بہت سراہا اور خوب پسند فرمایا۔ اس کتاب میں اس مسئلہ کو ثابت کرنے کی ایک کامیاب کوشش فرمائی ہے کہ اذان خطبہ خطیب کے سامنے مسجد سے باہر دینا چاہئے اور اقامت کے وقت مقتدی کو بیٹھے رہنے کا حکم ہے اور جب مؤذن حی علی الفلاح کہے اس وقت کھڑے ہونے کا حکم ہے اور جو لوگ اس طریقہ کے خلاف کرتے ہیں وہ سنت سرکار دوعالم ﷺ اور سنت صحابہ واسلاف رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے دور ہیں۔ دلائل کی کثرت اور انداز بیان نے اس کی اہمیت میں چار چاند لگادیئے ہیں۔

(۸) بدمذہبوں کے پیچھے نماز کا حکم:

اس کتاب میں اس بات کو خوب مبرہن انداز میں واضح فرمایا ہے کہ بدمذہبوں کے پیچھے کوئی نماز نہیں ہوگی کیونکہ یہ لوگ گستاخ رسول ﷺ ہیں جن کی اقتدا میں نماز صحیح نہیں۔ کتاب کے اخیر میں بدمذہبوں کے یہاں رشتہ کے عدم جواز کو بھی چند سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی بھی تدوین وتہذیب اور بعض عربی عبارتوں کا ترجمہ وتخریج کا کام حضرت مولانا مختار احمد فیضی استاذ جامعہ غوثیہ غریب نواز اندور کے تعاون سے فقیر نے ہی کیا ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس کتاب کی افادیت کیا ہے، کیونکہ یہ کتاب جس فتویٰ پر مشتمل ہے اس سے ہزاروں مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی ہے، اس سے نہ جانے کتنے مسلمانوں کے ایمان و عقیدے کی حفاظت ہوئی ہے، کتنے سنی عوام کو راہ راست پر قائم رکھا اور بدعقیدوں کے چنگل اور مکروفریب کے شکار ہونے سے بچایا ہے۔ اور اپنے دور میں یہ فتاویٰ علما سے عوام تک پذیرائی حاصل کر چکے ہیں اور عوام وخواص میں مقبول ہوئے ہیں۔ اس طرح حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اس کتاب اور اپنے اس اہم فتویٰ کے ذریعہ مسلمانوں کی شرعی رہنمائی فرمائی ہے، ان کے عقائد کی حفاظت کی ہے اور بدمذہبوں کے نظریات وافکار باطلہ سے روشناس بھی کرایا ہے۔ اور مخدوم گرامی قدر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے اس فتویٰ کو کتابی شکل میں ترتیب دے کر فقیر برکاتی ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی نے بھی دینی خدمت انجام دینے کی ایک ادنیٰ کوشش

کی ہے اور یہ صدقہ ہے پیارے مرشد علیہ الرحمہ کا اور آپ کی نظر عنایت کا۔

(۹) توہین رسول سنگین جرم:

ستمبر ۲۰۱۴ء ملک و بیرون ملک کے مختلف اخبار کے ذریعہ معلوم ہوا کہ سعودی عرب کے کسی نابکار مفتی نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گنبد خضرا مسمار کر دیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد مبارک کو جنت البقیع میں کسی نامعلوم جگہ منتقل کر دیا جائے۔ یہ حرکت سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی تھی اور سرکار کی گستاخی کفر ہے۔ اس سے مسلمانوں کے دلوں پر ضرب کاری لگی اس لئے حضور شیر نیپال جب نیچ (مدھیہ پردیش) دعوت شادی میں تشریف لائے تھے وہیں آپ نے میرے عرض کرنے پر توہین رسول کی پاداش میں دنیا و آخرت میں ملنے والی سزا پر مشتمل یہ کتاب ترتیب دی۔ تاکہ کوئی گستاخانہ اقدام نہ کر سکے۔ آپ نے نیچ پہنچتے ہی مجھ فقیر کو یاد فرمایا اور فقیر ایک لمبا سفر طے کر کے مرشد کی خدمت میں پہنچ گیا اور پھر موقع کو غنیمت سمجھ کر خدمت اقدس میں سعودی کے حالات سے آگاہ کیا اور کچھ قلم بند فرمانے کی درخواست کی۔ پھر کیا تھا آپ اس تجویز سے مسرور ہوئے ،کنزالایمان منگوا کر آپ زبانی عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے فوائد دنیوی و اخروی پر آیات کی تلاوت کرتے گئے ،کنزالایمان سے ترجمہ املا کروایا گیا، پھر توہین رسول جیسے جرم پر آیات واحادیث ارشاد فرماتے گئے اور دو چند نشست میں اسی دن کتاب شام ہوتے ہوتے مکمل ہوگئی اور اس کی اشاعت بھی ہوئی جسے احباب نے بیحد پسند فرمایا اور استفادہ بھی خوب کیا گیا۔

(۱۰) القدس فی التاریخ:

قبلہ اول بیت المقدس کی تاریخ کے حوالے سے ایک طویل و مفصل معلومات وحقائق سے پر عربی رسالہ جو مصر کی سیمینار کے لئے تحریر فرمایا ہے اور مصر کے ماہنامہ میں چھپ چکا ہے۔ اس رسالہ میں اسلامی تاریخ کے ساتھ بیت المقدس کی تاریخ پر سیر حاصل خامہ فرسائی کی ہے۔

(۱۱) الحضارۃ الاسلامیۃ:

اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلامی احکام واصول پر مشتمل مصر کے سیمینار کے لئے لکھا گیا مقالہ ہے جو مکمل ایک رسالہ ہے۔ عربی زبان میں ہے اور بیش بہا مواد و معلومات کا ذخیرہ ہے۔ اسلامی تہذیب وتمدن اسلامی معاشرتی نظام کو دلکش پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے اور کامل اعتماد و وثوق کے ساتھ آپ نے واضح فرمایا ہے کہ مسلم امہ کی کامیابی اسلامی اخلاق وآداب اور شریعت اسلامیہ کے مطابق عمل کرنے میں ہی ہے۔

(۱۲) السلام فی الاسلام:

اسلام دین فطرت ہے اور مذہب مہذب ہے۔ اس کی تعلیم امن وسکون فروغ دینا اور ظلم وزیادتی کو روکنا ہے، یہی اس کا پیغام اور یہی آواز قرآن ہے۔ مگر مستشرقین متعصبین بروجہ بغض وعناد اس دین فطرت کو بدنام کرتے ہیں اور اس پر آئے دن لایعنی اعتراض کر کے اسے بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان تعصب پرستوں کی یاوہ گوئیوں کا جواب علمائے اہل سنت نے دیا ہے

اور دیتے رہیں گے۔ یہ عربی رسالہ بھی اسی دفاع کی ایک کڑی ہے، جو مصر کے سیمینار کے لئے لکھا گیا تھا جو مصر کے ماہنامہ المینار میں بھی چھپا۔

(۱۳) حفظ الدین فی الطاعۃ النبویۃ:

اس عربی رسالہ میں مسلمانوں کی ناکامی کے اسباب پر سیر حاصل بحث کر کے اس امر کی نشاندہی فرمائی ہے کہ اگر مسلمان کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتے ہیں تو اس کے لئے پیغمبر اعظم محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت وسنت پر چلنا ہوگا، آپ کی اطاعت واتباع ہی سے ہم فوز وفلاح اور اغیار پر غلبہ وقوت حاصل کر سکتے ہیں۔

(۱۴) شان غوث الوریٰ:

یہ کتاب حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب اور اوصاف جمیلہ پر مشتمل ہے۔ پیران پیر روشن ضمیر کی چند کرامات وامتیازات اور خصوصیات کا ذکر پاک ہے۔ کتاب کا اکثر حصہ بلکہ کامل حصہ فتاویٰ رضویہ اور اخبار الاخیار سے مستفاد ہے۔ نیز ولیوں سے چڑھنے والے اور ان کے فضائل وکرامات اور قوت وہبیہ کے انکار کرنے والوں کی بھی قرآن واحادیث کی روشنی میں خبر لی ہے۔

(۱۵) ہدایت کا راستہ:

امریکہ اور اس کے مضافات میں ایک جگہ سرینام ہے جہاں سنیت کی اکثریت ہے۔ اہل سنت کے علماء ومبلغین دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت میں سرگرم ہیں، وہاں ایک صلح کلی پیر آ گیا جو مرزائیوں کی تائید کر رہا تھا، اکابر علمائے دیوبند کو اہل حق کہتا تھا، ان کی تکفیر نہیں کرتا تھا۔ بعد میں دھیرے دھیرے دیوبندی مزعومات کی تشہیر کرنے لگا، عوام کو بہکانے لگا۔ وہاں کے امام صاحب نے صورت حال کے پیش نظر ایک استفتاء حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے دارالافتاء میں بھیجا جس میں اکابر علمائے دیوبند کے عقائد، مرزائیوں کے عقائد اور ان پر شرعی احکام، نیز ان کی پیروی وتعریف کرنے والے پیر کا شرعی حکم کیا ہے دریافت کیا گیا۔ حضرت نے دلائل وبراہین سے آراستہ فتویٰ تحریر فرمایا جو ایک رسالہ کی شکل اختیار کر گیا جس کا عربی نام "ہدیۃ الانام فی جواب السورینام" ہے۔ اس رسالہ میں قرآن واحادیث، کتب تفاسیر اور محدثین کی عبارتوں کی روشنی میں بدعقیدوں کا ایسا پوسٹ مارٹم کیا ہے جس کا کوئی جواب نہیں۔ اہل سنت کے عقائد ومعمولات کو اس قدر خوبصورت و مضبوط دلائل وبراہین سے ثابت کیا ہے کہ کتاب پڑھنے کے بعد بلا شبہ قارئین کے علم میں اضافہ ہوگا، ایمان میں استحکام اور عقائد میں پختگی پیدا ہوگی۔ بدعقیدہ جماعت کے پیشوا کی کتابوں سے کفری عبارتوں کی نشاندہی فرما کر اس کا خوب رد بھی فرمایا ہے۔ اس کتاب میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر مستند ومعتبر دلائل کی روشنی میں ایسی جامع گفتگو فرمائی ہے کہ دوران مطالعہ عشق مچل اٹھتا ہے، ایمان جھومنے لگتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ آپ پر فیضان مصطفیٰ کی بارش ہو رہی تھی اور آپ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر قلم چلاتے جا رہے تھے۔

(۱۶) دیہات میں جمعہ کی شرعی حیثیت:

ضلع سیتا مڑھی بہار میں کچھ کلاہ و پیرہن والے دیہات میں جدید جمعہ قائم کرنے لگے، کہیں جمعہ کے بعد ظہر ہوتی تو اس کے خلاف لب کشائی کرنے لگے، جمعہ کے بعد ظہر کے عدم جواز کے قائل ہوئے تو اس موقع پر متعدد مقامات سے آپ کے دارالافتا میں سوالات آئے، اسی طرح متعدد باران علاقوں میں آپ تشریف لے گئے تو اصل مذہب وحکم سے تقریراً آگاہ فرماتے رہے۔ پھر ایک مستقل ومفصل فتویٰ تحریر فرمایا، جس میں دلائل قاطعہ سے یہ ثابت فرمایا کہ اصل مذہب میں دیہات میں جمعہ جائز نہیں، وہاں ظہر ہی واجب ہے اور جہاں جمعہ پہلے سے قائم ہے اسے بند نہیں کیا جائے مگر ظہر بھی پڑھی جائے۔ اور جہاں جمعہ قائم نہیں وہاں جدید جمعہ قائم نہیں کیا جائے۔ یہ تفصیلی اور مدلل رسالہ آپ کے مجموعہ فتاویٰ ''فتاویٰ برکات'' میں شائع ہو چکا ہے۔ مفتی محمود صاحب قبلہ آپ کے اس فتویٰ کو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے مبارک کلمات وتائید کے ساتھ بنام دیہات میں جمعہ کے بعد ظہر کتابی شکل میں شائع کر چکے ہیں۔ جسے علما وطلبہ نے پسند کی نگاہوں سے دیکھا اور سراہا۔ ہاں کچھ لوگ بوکھلاہٹ کے شکار ہوئے اور قبول حق کی بجائے ان لوگوں نے مخالفت شروع کر دی۔ مولانا قیس رضا کوئی ہیں جنہوں نے مصباح الجمعہ کے نام سے رد لکھا ہے مگر اس جناب کو یہ یاد ہی نہیں رہا کہ وحشت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے۔ مصباح الجمعہ کی تائید مولانا عبدالمنان کلیمی جیسے لوگ تو کر سکتے ہیں مگر مسلک ومذہب کا درد رکھنے والے اہل علم کبھی اس جیسی کتاب کو تحسین کی نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ اسی موضوع پر حضور اشرف العلما علیہ الرحمہ نے ایک فتویٰ لکھا جس پر تائید وتصدیق حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے لینے کے لئے ایک مکتوب لکھا، جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا اس باب میں جو موقوف تھا ملک نیپال میں وہی موقوف حضور اشریف العلما علیہ الرحمہ کا تھا، بلکہ سوائے ایک دو کے اکثریت کا یہی موقف تھا، مگر برا ہو عصبیت کا ایک ہی موقوف کے ترجمان کی ہٹ دھرموں نے تائید کی یا چوں تک نہیں کیا، مگر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے وہ موقوف اپنے فتویٰ میں لکھا اور شائع ہوا تو مخالفین کے پیٹ میں درد ہونے لگا، ذہن وفکر کی اندھیر نگری میں زلزلہ آ گیا اور آنا تو تھا ہی کہ فتویٰ کس کا تھا؟ شیر اہل سنت کا تھا، رضا کے شیر کا تھا، فتویٰ نہیں بلکہ نیزے کی مار تھی جس سے گھائل تو بے راہ روؤں اور آزاد فکروں کو ہونا ہی تھا۔ حضور اشرف العلما علیہ الرحمہ اپنے مکتوب بنام حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ میں لکھتے ہیں:

''ایک فتویٰ بریلی شریف کا پیش خدمت ہے آپ اس پر اپنا دستخط کر دیں اس لئے کہ مظفر پور علاقہ میں کچھ مولوی دیہاتوں میں ظہر باجماعت بعد جمعہ رائجہ کی شدت سے مخالفت کر رہے ہیں اور یہ مخالفت عدم فہم سے ناشی ہے اور کچھ نفس پرستی و انانیت سے۔ میرا خیال ہے اس کی فوٹو کاپیاں تقسیم کی جائیں اور مزید علماء اعلام کے دستخط سے اسے مزین کرونگا۔ اور آپ اس کی ایک فوٹو کاپی لیکر جب بمبئی کی طرف تشریف لیجائیں تو اس پر علمائے کرام سے دستخط کرائیں اور پھر اسے شائع کر دیا جائیگا۔ میں ہجوم افکار اور کثرت کار اور قلت وسائل کی وجہ سے آپ کے دیدار سے رہ جایا کرتا ہوں۔ مگر آپ آپ کا روئے زیبا ہمیشہ میرے سامنے رہتا ہے۔۔۔۔ اپنی نیک دعاؤں میں اس عاجز فقیر بے نوا کو یاد رکھیں۔ مولیٰ عزوجل آپ کا اقبال زیادہ فرمائے۔''

جو کچھ حضور شیر نیپال نے اپنے فتویٰ میں لکھا اسے فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں اور کتب فقہیہ کے دلائل سے مزین کیا ہے ۔جو کچھ آپ نے لکھا ہے اسی پر شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے سیمینار میں علما وفقہا کا اتفاق ہوا، مفتی محمد ابوالحسن رضوری قادری استاذ جامعہ امجدیہ گھوسی نے بھی اس عنوان پر قلم اٹھایا ہے مگر برا ہو علاقائی تعصب پرستی و برادری پرستی کی کہ عداوت میں اندھے ہوکر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی مدلل و مبرہن کی کتاب وفتویٰ پر کور چشموں نے تنقید کی اور آپ کی ذات پر جملے کس کر خود کو شریعت کی نظر میں عتاب زدہ کرلیا۔ ایسے لوگوں سے بس اتنا ہی کہا جائے گا کہ

وحشت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے
کچھ تجھ کو خبر بھی ہے دیکھ آئینے میں صورت
او ترچھی نظر والے بھینگا نظر آتا ہے

(۱۷) بیس رکعت تراویح دلائل کی روشنی میں:

یہ کتاب غیر مقلدین کی دسیسہ کاری کے ردوطرد میں لکھی گئی ہے۔ دراصل یہ ایک استفتاء کا جواب ہے جس کے تطویل کا سبب حضرت مولانا محمد حسین ابوالحقانی کی فرمائش ہے، بلکہ مستفتی بھی آپ ہی ہیں اور مفصل و مدلل فتویٰ کا ذکر اپنے استفتا میں کیا تھا اس لئے ان کی فرمائش کی تکمیل اور غیر مقلدین کے فتنہ کا سد باب کرنے کے لئے آپ نے اس رسالہ کو تفصیل کے ساتھ اور دلائل و براہین سے مستند و معتبر بنادیا۔ اس کتاب میں کتب احادیث اور ان کی شروح اور فقہ کی مشہور کتابوں کے حوالوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ بیس رکعت تراویح سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی ہے، صحابہ کرام اور تمام ائمہ کا اسی پر اجماع و عمل ہے۔ اور باجماعت تراویح کا اہتمام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ہوا اور سرکار نے فرمایا ہے ’’علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین بعدی‘‘ اور آج بھی سعودی عرب کی بڑی بڑی مساجد بلکہ کعبہ معظّمہ میں بھی بیس رکعت ہی پڑھی جاتی ہے اور پوری دنیا میں اسے ہی ٹی وی پر نشر کیا جاتا ہے۔ کتاب کو کثرت دلائل نے مستند و معتبر اور جامع وخوبصورت بنادیا ہے، اپنے موضوع کے اعتبار سے کتاب نہایت وقیع اور معلومات سے لبریز ہے۔ مطالعہ کے دوران مصنف کی وسعت علمی، تبحر اور استحضار جزئیات کے ساتھ فن حدیث میں اعلیٰ مہارت پر بے اختیار صدائے تحسین نکلنے لگتی ہے۔

(۱۸) تذکرۃ الجیش:

ایک مختصر عربی رسالہ ہے جو آپ کی خودنوشت سوانح پر مشتمل ہے۔ مصر سے آپ کی مختصر سوانح حیات طلب کی گئی تھی، اس لئے آپ نے وہاں کے لئے لکھا تھا، لکھنے کے بعد آپ نے خود اس پر نظر ثانی فرمائی اور پھر مصر بھیج دیا، جو وہاں سے نکلنے والے رسالہ میں بھی شائع ہوا تھا۔ پھر اندور کے قیام کے زمانہ میں فقیر نے اس کے ساتھ آپ کے وہ تین عربی محاضرات بھی شامل کردئے جو آپ نے مصر کے سیمینار میں شرکت کے موقع سے دئے ہیں۔ اس رسالہ کا ایک ہی نسخہ حضور شیر نیپال کے پاس محفوظ تھا جو مجھے

کمپوزنگ کے لئے عطا فرمایا تھا،مگر افسوس کہ یہ مبارک رسالہ محفوظ نہیں رہ سکا۔جامعہ غوثیہ غریب نواز کے قیام کے دوران یہ رسالہ مجھ سے گم ہوگیا،تلاش بسیار کے بعد بھی دستیاب نہ ہوسکا۔البتہ اس کے اکثر مضامین ومواد ذہن میں محفوظ ہیں۔

(۲۰) داڑھی کی شرعی حدوحیثیت:

۱۰/محرم ۱۴۱۱ھ کو بمبئی سے ایک استفتاء آیا جس میں داڑھی کی حد،لمبائی اور داڑھی نہ رکھنے والے اور بے ریش کے پیر سے بیعت ہونے کا حکم دریافت کیا گیا تھا۔یہ کتاب اسی سوال کا تفصیلی جواب ہے،جس میں احادیث وآثار اور اقوال فقہاء ومحدثین کی روشنی میں داڑھی کی شرعی حدوحیثیت اور اس کا حکم خوب واشگاف فرمایا ہے۔یہ کتاب نہایت محققانہ اور بیش بہا معلومات کا ایک گراں قدر ذخیرہ ہے اور حقیقت تو یہی ہے کہ اس کی اہمیت وافادیت اور حسن ترتیب کا اندازہ قارئین کو مطالعہ کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔اس کتاب کی تخریج کا کام مولانا مختار احمد ضیائی جونپوری استاذ جامعہ غوثیہ غریب نواز اندور نے انجام دیا ہے اور نظر ثانی اور اصل کتاب سے مطابقت کا حضرت مفتی احمد حسین نے۔اللہ انہیں جزاء خیر عطا فرمائے۔اس کتاب کی اہمیت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ اس وقت اکثر مسلمان سرے سے داڑھی رکھتے ہی نہیں ہیں،پھر کچھ رکھتے ہیں تو ایک مشت سے کم رکھتے ہیں اور کچھ اہل علم اس مسئلہ میں یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ایک مشت سے کم رکھنے والے پر کوئی تعزیر نہیں ہے اور اعلیٰ حضرت سے اس مسئلہ میں تسامح ہوا ہے اور کہتے بھی وہی لوگ جن کی اپنی کوئی حیثیت نہیں یا علمی طور پر نے بونے ہوتے ہیں یا کسی آزاد فکر کے چیلے ہوتے ہیں۔

(۲۱) فاسق کی اقتدا میں نماز کا حکم:

یہ رسالہ دراصل ایک استفتا کا جواب ہے،جس میں فاسق کی اقتدا میں نماز کے حکم سے سوال کیا گیا ہے جس کا تفصیلی اور مدلل جواب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اپنے سیال قلم سے تحریر فرمایا ہے۔اس کی ترتیب وتدوین فقیر ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی نے کی ہے۔اس گراں قدر رسالہ کے مطالعہ کے دوران جہاں قارئین کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے،شکوک وشبہات کا ازالہ ہوتا ہے وہیں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے تبحر علمی،دقت نظر،فقہی بصارت،احادیث کریمہ کا ادراک،فرمودات نبویہ سے طرز استدلال اور فقہی جزئیات کا استحضار جیسی خوبیوں کا علم بھی ہوتا ہے۔اس کتاب میں فقہا کے دوقول کے مابین تطبیق دی گئی ہے اور دونوں اقوال کی تفہیم وتشریح بھی بہت سہل انداز میں دلائل کے انبار کے ساتھ کی گئی ہے۔اس کتاب کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یقیناً اس سے ان لوگوں کے لئے فسق وفجور کی راہ بھی بند ہوگی جو موجودہ آزاد فکری کے ماحول میں سانس لے رہے ہیں اور بے راہ روی کے شکار ہو رہے ہیں۔نیز اس سے عوام کی نماز بھی درست ہوگی اور فاسق امام کی اقتدا سے بچ کر اپنی نمازوں کو ضائع ہونے سے بچا سکتے ہیں۔اس کتاب میں موجود اکثر عربی عبارتیں ترجمہ سے خالی تھیں،فقیر نے انہیں ترجمہ سے آراستہ کردیا ہے اور دو چند احادیث کریمہ کا بھی موقع وموضوع کی مناسبت سے اضافہ کیا ہے۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ باحیات ہوتے تو ضرور اس خوبصورت اضافہ اور ترتیب سے بیحد مسرور ہوتے اور دعاؤں سے نواز کر حوصلہ افزائی بھی فرماتے،نیز اسے زیور طباعت سے آراستہ بھی

فرمادیتے۔ پھر بھی مجھے اس بات کا یقین ہے کہ آپ اپنی تربت اقدس میں میری سعی سے شاد ہوں گے اور اپنی دعاؤں سے روحانی طور پر نوازرہے ہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا درجہ واقبال خوب بلند فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۲۲) طلاق کے دو اہم باب:

اس کتاب میں غیر مقلدین کا ردبلیغ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دیدے تو صرف ایک ہی طلاق پڑے گی۔ اسی طرح اگر نشہ اور غصہ کی حالت میں طلاق دیدے تو طلاق نہیں ہوگی۔ آپ نے اس کتاب میں غیر مقلدین کی اس کج فکری کا نہایت محققانہ انداز میں ردفرمایا ہے اور فقہ حنفی کی تثبیت وترجمانی بھی فرمائی ہے۔ اور غیر مقلدین زمانہ کی دلائل مثل تارِ عنکبوت کی تضعیف کے بعد موقف اہل سنت کی تحقیق وتوضیح فرما کر مسلمانوں کو حرام کاری سے بچایا ہے۔ اس کتاب ورسالہ کی ترتیب وتقدیم اور برقی اشاعت کی سعادت فقیر کو ہی حاصل ہے اور اگر کسی معتقد کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو وہ ضرور طباعت کروا کر اپنے دامن میں خیر کثیر جمع کرنے والا ہوگا۔

(۲۳) برکات الاحادیث:

یہ کتاب مجموعۃ الاحادیث ہے، کئی اہم ابواب پر مشتمل یہ کتاب ہے، عقائد ومعمولات اور فقہیات کے بہت سے گوشوں کو یہ کتاب محیط ہے، فضائل وخصائص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس میں احادیث ہیں۔ مولانا ڈاکٹر مبشر حسن لکھتے ہیں:

''یہ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجموعہ ہے، جس میں مختلف ابواب اور ان میں منتخب احادیث قدسیہ ہیں۔ مثلاً کتاب الایمان، باب اسماء اللہ وصفاته، باب فیما بنی علیه الإسلام، باب فی کمال الإیمان، باب صفات النبی وفضائله، باب فی الإسراء، باب منزلة المومن عند ربه، باب من الإیمان الحب للہ والبغض للہ، باب ذکر الملائکة ووظائفهم، باب فی ابلیس وجنوده، باب فی فضل العلم، کتاب الصلاة، باب فرض الصلاة، الأذان وماجاء فی فضله، باب ما یقول من الذکر والدعاء عقیب الصلاة، باب فی الجمعة وفضلها، باب فیمن ترك الجمعة، باب فضل الاذان، کتاب الجنائز، باب عیادة المریض، باب فی العذاب فی القبر، باب زیارة القبور، باب إیصال الثواب، کتاب الزکاة، باب فیمن أطعم مسلما أو سقاه، کتاب الصوم، کتاب الحج، باب فضل الاضحیة وشهود ذبحها، باب فی المنجیات والمهلکات جیسے جامع ابواب ہیں۔

ابواب کی ترتیب، احادیث کا انتخاب، صحیح، حسن، ضعیف، موضوع وغیرہ احادیث کی تخریج وتمیز، علم حدیث میں تبحر علمی کی دلیل ہے۔ سب سے بڑھ کر علم حدیث میں آپکی برسوں کی خدمات جلیلہ اور ہزاروں تلامذہ محدثین، آپکی امارت فی الحدیث کے شواہد ہیں۔ آپ جب الجامعہ الحنفیہ جنکپور میں شیخ الحدیث رہے، ہزاروں طالبان علوم حدیث اکتساب فیض کرتے رہے، اسلیے یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ آپ تاج الشیوخ اور صدر الافاضل فی الحدیث تھے۔''(۱)

---

(۱) مضمون ڈاکٹر مبشر حسن مصباحی

(۲۴) چہل احادیث علم غیب:

میرے علم میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا یہ آخری رسالہ اور تصنیف ہے، جسے آپ نے اپنی حیات کے آخری سال میں کتب احادیث سے چالیس احادیث کریمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے ثبوت پر جمع کیا ہے، احادیث کا ترجمہ کرنے کے بعد آپ نے ان احادیث کی تشریح وتوضیح کا کام بھی شروع کیا جس میں شروح احادیث اور کتب تفاسیر سے استفادہ کرکے اس رسالہ میں چار چاند لگادئے ہیں۔ یہ رسالہ ۲۰۱۸ء تک مسودہ کی شکل ہی میں رہا، آپ کے وصال کے بعد خانقاہ برکات لہنہ شریف میں جانا ہوا تو اس رسالہ کے بارے میں پوچھا تو جانشین حضور شیر نیپال نے فرمایا کہ تلاشنا پڑے گا۔اس رسالہ کا مسودہ نظر فقیر سے گذر چکا ہے، مگر افسوس کہ اس کی طرف اب تک کوئی توجہ نہیں دی جاسکی۔

ندائے برکات کا اجرا:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے ملت اسلامیہ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت وتبلیغ اور تحفظ عقائد اہل سنت کے لئے ہر طرح کی خدمات انجام دی ہے اور ہر زاویہ سے آپ نے کامیاب کوشش فرمائی ہے۔ جہاں جیسی ضرورت محسوس ہوئی اسی انداز میں آپ نے کام کیا، جس دور میں جس چیز کا چیلینج پایا آپ نے اس کے مطابق اسلام وسنیت کو فروغ دینے کی بھرپور کوشش کی۔مناظرہ، مباحثہ، خطابت، تصنیف وتالیف، درس وتدریس، افتا وقضا، بیعت وارشاد یہ اس دعویٰ کی صداقت کی دلیل ہے۔آپ کی تبلیغی اور مسلکی خدمات کا ایک سنہرا خواب یہ تھا کہ ملک نیپال میں ایک دینی رسالہ نکالا جائے، تاکہ اس کے ذریعہ بھی اسلامی تعلیمات وافکار اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت وتبلیغ ہو اور نوجوان نسل فحش اور ذہن وفکر اور ایمان کو خراب کرنے والے رسائل و جرائد سے بچ کر مذہبی مضامین اور دنیا وعقبیٰ کو سنوارنے والے مواد سے استفادہ کرسکیں۔ایک ایسا رسالہ جس کے ذریعہ عقائد حقہ کی تبلیغ ہو، معاشرہ کی اصلاح کی کوشش ہو اور مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچار ہو۔ایک مدت سے یہ تمنا انگڑائیاں لیتی رہیں اور آپ کے لوح ذہن وفکر پر خاکہ تیار ہوتا رہا، بس دیر تھی اسے زمینی سطح اور عملی طور پر معرض وجود میں لانے کی۔کئی ایک نام بھی تجویز کئے گئے رسالے کے لئے اور کئی ایک شاگرد خدمت میں آکر یہ عارضی خوشخبری بھی سنا کر چلے گئے کہ وہ حضور کی صدارت وسرپرستی میں فلاں نام سے ایک رسالہ نکالنے جارہے ہیں اور پھر جانے کے بعد وہ رسالہ کبھی نہیں چھپا اور نہ دکھا اور نہ آپ کی اضطرابیت کو دور کرسکا اور نہ آپ کے خواب کو شرمندۂ تعبیر ہونے میں شراکت کی۔ایک صاحب تو ایک بار آپ کی خدمت میں آیا اور عزم مصمم کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ ایک رسالہ حضور کی سرپرستی میں شائع کریں گے۔عصر کا وقت تھا حضور کی خدمت سے مولانا قیس کے موبائل سے مجھے بھی فون لگایا اور حضرت سے بھی میری بات کرائی کہ ایک رسالہ نکالنے جارہا ہوں اس میں آپ ساتھ دیں۔میں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہر ممکن تعاون کے لئے میں تیار ہوں۔پھر اس کے بعد موصوف نے اس بارے میں نہ کچھ اطلاع دی اور نہ کسی سرگرمی کی بشارت اور نہ اب تک اس بات کا علم کہ وہ صاحب اب کہاں لاپتہ ہوگئے۔

بہرکیف اس کام کو انجام دینے والا کوئی شاگرد کھڑا نہیں ہوا جو حضور شیر نیپال کے اس سنہرے خواب کی تکمیل میں آپ

کے ساتھ مل کر اس کا آغاز کرے، جس میں ہر طرح کی مدد کے لئے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ تیار تھے، مالی مدد ہو کہ قانونی مدد یا اور کوئی مدد۔ اتفاق کہئے کہ لہان سے ایک بار خانقاہ میں حضور کی خدمت میں میں پہنچا، سلام ودست بوسی کے بعد آپ کے قریب ہو کر بیٹھ گیا، بہت سے امور وتجویزات پر تبادلہ خیال ہوا، جن میں ایک تجویز ایک دینی رسالہ کی اشاعت کی بھی تھی۔ میں نے امید دلائی کی اگر حضور کی کرم فرمائی رہی تو ان شاء اللہ خانقاہ برکات لہنہ شریف سے ایک دینی رسالہ جلد ہی شائع کیا جائے گا۔ اور پھر میں مفتی محمد احمد رضا ثقافی سے مشورہ کرنے کے بعد علمائے کرام کی ایک نشست رکھنے کے لئے پر عزم ہوا۔ چنانچہ ۲۹ رفروری ۲۰۱۷ء بروز اتوار بعد نماز ظہر چند مخصوص علماء کرام کی ایک ہنگامی میٹنگ خانقاہ برکات لہنہ شریف کے وسیع احاطہ میں فروغ اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت وترویج پر غور وخوض کرنے کے لئے رکھی گئی۔ سخت ٹھنڈی تھی، میٹنگ سے ایک دو روز قبل کئی احباب نے کہا کہ میٹنگ کی تاریخ ملتوی کر دی جائے کہ ٹھنڈی زیادہ ہونے کی وجہ سے شرکت مشکل ہے۔ مگر میں نے عرض کیا کہ جب تاریخ عزم مصمم کے ساتھ مقرر ہو گئی ہے تو اب جتنی بھی ٹھنڈی ہو اسی تاریخ میں میٹنگ ہوگی اور شرکت بھی۔ اور الحمد للہ اکثر حضرات جوش و جذبہ کے ساتھ اس میٹنگ میں شریک ہوئے اور اپنے مشوروں سے نوازا۔ اس نشست میں افتتاحی خطبہ دیتے ہوئے حضور شیر نیپال نے فرمایا کہ ’’ خانقاہ برکات کے نام سے ایک فلک بوس عمارت تعمیر ہو چکی ہے، اس کی تاسیس و بنا کا مقصد خلق خدا کو فائدہ پہنچانا، مسلمانوں کو دینی افکار ونظریات اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا ہے۔ عمدہ تعلیم وتربیت کا انتظام کرنا اور مسلک اعلیٰ حضرت کا پیغام ہر سنی مسلمان تک پہنچانا اس کا مشن ہے۔ اس کے لئے کیا کرنا چاہئے اور کن امور پر فوری توجہ کی ضرورت ہے آپ حضرات کو اسی لئے بلایا گیا ہے تا کہ ہم اس مشن کو شروع کر سکیں اور مقصد میں کامیاب بھی۔ آپ لوگ مشورہ دیجئے ان شاء اللہ ہر ممکن کوشش اور مدد کے لئے ہم تیار ہیں۔ جتنے لوگ یہاں آئے ہیں اگر اور لوگوں کی ضرورت ہے تو انہیں بھی بلایا جائے گا سب کے کھانے کا انتظام میں کروں گا۔ بہت سی چیزیں ایجاد ہو گئیں ہیں جن سے دین کی تبلیغ ہوتی ہے اور ہم انہیں نہیں جانتے ہیں اور آپ لوگوں کو ان کا علم ہے۔ انگلش، کمپیوٹر اور بھی دنیاوی تعلیم کا انتظام دینی تعلیم کے ساتھ کیا جائے گا مگر اس کی نشاندہی آپ لوگ کیجئے۔‘‘ اس کے بعد یکے بعد دیگرے تمام حاضرین علماء کرام نے اپنے قیمتی مشورے دیئے اور بہت سے اہم مسائل و امور پر مشورے ہوئے اور انہیں عملی طور پر انجام دینے پر اتفاق ہوا، جن میں سر فہرست سہ ماہی رسالہ رہا جس کا نام ندائے برکات حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے تجویز فرمایا جس کی تمام شرکا نے پذیرائی کی۔ ندا کا لفظ مختلف صیغوں کے ساتھ قرآن واحادیث میں وارد ہے اسی نسبت سے یہ تجویز کیا گیا کہ بابرکت نام ہے اور پھر حضور سید شاہ برکت اللہ کے مبارک نام کی نسبت سے برکات کا لاحقہ مزید بابرکات، اسی لئے اسی نام پر سبھوں نے اتفاق کیا۔ عصر کا وقت ہو چکا تھا مزید کچھ گفتگو ہوتی اس سے پہلے عصر کی نماز کی تیاری وادائیگی کے لئے سب کھڑے ہو گئے۔ عصر کی نماز حضرت کی اقتدا میں پڑھی گئی اور پھر چائے کے لئے بیٹھے۔ وقت کم ہونے کی وجہ سے گفتگو کچھ باقی رہ گئی اور شرکا روانہ ہونے لگے۔ میں حضرت کے کمرہ میں داخل ہوا اس وقت آپ پائجامہ پہننے کی تیاری فرما رہے تھے، میں نے عرض کی حضور ندائے برکات اسی سال نکلنا ہے اور دو ماہ کے بعد جو جلسہ برکات النبی ہونے والا ہے اسی میں اجرا بھی

ہونا ہے۔ حضرت یہ سن کر بہت مسرور ہوئے اور خوب دعائیں بھی دیں۔ میں نے عرض کی حضور 32000 روپے اس کے لئے دیا جائے، اسی وقت آپ نے اپنے شہزادہ کو بلوایا اور پیسہ ادا کرنے کو کہا، پیسے مجھے دیدئے گئے اور میں ایک لمحہ تاخیر کئے بغیر میں سلام و دست بوسی کے بعد روانہ ہو گیا۔

سہ ماہی ندائے برکات کے پہلا شمارہ کی تیاری خوب زور و شور کے ساتھ میں نے کر دی، اصحاب قلم سے رابطہ کر کے ان سے مضامین لکھوائے، صابری پریس پٹنہ سے رابطہ کیا اور الحمد للہ قلیل مدت میں ساری تیاریاں مکمل کر کے جلسہ برکات النبی کی پہلی شب کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ہاتھوں اور علما و مشائخ کی موجودگی میں ملک نیپال سے شائع ہونے والا پہلا سہ ماہی رسالہ کا اجرا ہوا، جس سے ارباب اہل سنت میں کافی خوشی محسوس کی گئی اور اصحاب فکر و نظر نے اس خدمت و پیش رفت کو خوب سراہا۔ اور پورے آن و بان اور شان و شوکت کے ساتھ یہ رسالہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا۔ مگر افسوس کہ یہ چند بہار دیکھنے کے بعد ہی بری نظر اور بے توجہی کا شکار ہو گیا۔ اس کی پوری تفصیل مع پس منظر و پیش منظر سہ ماہی ندائے برکات کے اس شمارہ کے اداریہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے، جو بند ہونے کے بعد پھر سے شائع ہونے کی امید کے ساتھ زندہ کیا گیا تھا۔ نیچے وہ اداریہ ملاحظہ کریں:

''شہر جنکپور سے تین ساڑھے تین کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں آباد ہے، جسے لہنہ شریف کہا جاتا ہے، اس گاؤں کو اس کے طول و عرض اور آبادی کے اعتبار سے قصبہ کہا جائے تو یقیناً یہ اس کا حق ہے، اس کثیر آبادی قریہ میں مکتب کے علاوہ تین دار العلوم ہیں اور کئی ایک مساجد بھی۔ یہ ایسا مردم خیز قریہ ہے جہاں ڈاکٹرس، پروفیسرز، انجینئرز، سیاسی بصیرت رکھنے والے افراد اور مذہبی قیادت کرنے والی شخصیات کی ایک لمبی فہرست ہے۔ اس وقت یہ قریہ جنکپور بلدیہ کا حصہ ہے۔ اور سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ اس قریہ کو ملک نیپال کی عبقری شخصیت، شان مملکت، آبروئے ملت مخدوم گرامی حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کا وطن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اسی قریہ میں تقریباً ستائیس سال قبل ایک خانقاہ بنام خانقاہ برکات کی بنیاد رکھی گئی۔ اس حوالے سے ایک گفتگو میں خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت مولانا محمد حسین ابوالحقانی صاحب قبلہ نے مجھ فقیر سے بتایا کہ قاضی القضاۃ حضرت شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کی توجہ خانقاہ کی بناء و تاسیس کی طرف انہوں نے ہی مبذول کرائی تھی تاکہ اس خانقاہ سے مذہب و مسلک کی اشاعت ہو، مریدین، متوسلین کی تربیت ہو، مستقبل میں طالبان علوم نبویہ کی علمی تشنگی بجھے، گاہے بگاہے جلسہ کی شکل میں عوام کو اسلام کی ہمہ گیر تعلیمات سے آگاہ کیا جائے، دینی جذبات اور مذہبی رنگ و مزاج ان کے اندر پیدا کیا جائے، مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت کا درس دیا جائے، دینی کتابوں اور رسائل کی اشاعت کی جائے، نفرت کی بجائے محبت کا جام شیر پلایا جائے اور ساتھ ہی پیران مارہرہ شریف کے فیوض و برکات کو عام کیا جائے اور بزرگوں سے مسلمانان اہل سنت کو قریب کر کے ان کے ایمان و عقیدے کی حفاظت کا سامان کیا جائے۔

خانقاہ برکات کے جس اسٹیج و پلیٹ فارم سے ان مقاصد کی تکمیل ہونے والی تھی یا جن کا آغاز ہونا تھا اس روحانی عمارت کی تکمیل میں سالوں لگ گئے، کیونکہ بانی خانقاہ حضرت مفتی اعظم نیپال مفتی جیش محمد صدیقی دامت برکاتہم القدسیہ کے دوش مبارک پر ایک نہیں کئی ایک ذمہ داریاں تھیں ان تمام ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دیتے ہوئے اس مشن کی تکمیل میں سالوں لگنا یقینی

تھا۔جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور کا تعلیمی وتعمیری و دیگر ذمہ داریاں،دعوت وتبلیغ،مختلف مقامات ومحاذ پر علما کی تقرری،ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے استفتا کا جواب اور کئی ایک مدارس کی سرپرستی یہ سب ایسی ذمہ داریاں تھیں جوتن تنہا آپ کونبھانی پڑ رہی تھی،ان ذمہ داریوں کی بھیڑ میں خانقاہ برکات کی تعمیر اور پھر تکمیل تک پہنچانا کسی کرامت یا جہاد سے کم نہیں۔

خانقاہ برکات کی تکمیل کے بعد اس کے مقاصد کو عملی رنگ میں رنگنے کے لئے ایک افتتاحی جلسہ بنام جلسہ برکات النبی ۲۰،۲۱/اپریل ۲۰۱۰ء میں منعقد کیا گیا جس میں مارہ شریف سے سید ملت حضرت نظمی میاں علیہ الرحمہ اور بریلی شریف سے نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت منانی میاں اور بھی جید علماء ومشائخ اور خطباو شعراء تشریف فرما تھے۔اور پھر ہر سال یہ دوروزہ جلسہ بہت ہی دھوم دھام اور تزک واحتشام کے ساتھ ہونے لگا۔مگر صرف جلسہ پر ہی اکتفا کر لینا خانقاہ کا مقصد نہیں تھا اور نہ صرف جلسہ ہی کو مقصد اصلی تصور کیا جاسکتا تھا اور نہ کوئی اس بات کو تسلیم کر سکتا تھا، بلکہ اس کے علاوہ اور بھی ضرورتیں تھیں اور بھی کئی ایک اہم دینی سماجی شعبے تھے جن کو اس خانقاہ کی عمارت واحاطہ سے انجام دینا وقت کا تقاضہ اور اس دور کی ضرورت تھی۔منصوبہ جات واہداف کی فہرست سازی کرنے کے بعد اہل علم،فعال،جواں فکر اور پرعزم افراد واشخاص کا انتخاب کر کے ان منصوبوں اور ٹارگیٹ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے غور وفکر کی ضرورت تھی۔

تقریبا سات سال تک یہ خاموشی رہی اور صرف سالانہ دوروزہ جلسہ ہی پر اکتفا کیا جاتا رہا اور دیگر مقاصد وضروریات منتظر توجہات تھیں۔اب وقت آ گیا تھا کہ سکوت کا روزہ توڑا جائے،وقت وحالات کی پکار پر لبیک کا نعرہ بلند کیا جائے،منصوبہ بند طریقے پر میدان عمل میں قدم رکھا جائے اور بعد مشاورت صحت منداور مثبت اقدام کیا جائے۔اس کے لئے ۲۹/فروری ۲۰۱۷ء میں خانقاہ برکات کے وسیع صحن میں چنیدہ علماء کرام کی میٹنگ رکھی گئی جس میں علمائے کرام نے اپنے آراء اور تجاویز پیش کئے اور پھر چند منصوبہ جات کی نشاندہی کر کے ان میں سے چند ایک پر فوری کام کرنے پر اتفاق ہوا۔جن میں سہ ماہی ندائے برکات کا اجرا سرفہرست تھا جسے زیور طبع آراستہ کر کے پہلے شمارہ کی رونمائی جلسہ برکات النبی کے موقع سے کی گئی۔

ملک نیپال میں سنیوں کا یہ پہلا سہ ماہی شمارہ تھا جو سہ ماہی ندائے برکات کی شکل میں وجود میں آیا،اس سے قبل مولانا عبد الجبار منظری صاحب کی کوشش سے حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کی سرپرستی میں ایک رسالہ فیض النبی جاری ہوا تھا،جو قارئین کی عدم دلچسپی اور خود منظری صاحب کی دیگر مصروفیات کے باعث دوام سے محروم رہا۔اور اس کے بعد ایک ششماہی رسالہ بنام الھادی براٹ نگر سے مولانا مبشر حسن بررمصباحی کی ادارت میں نکلا اور وہ بھی اس وقت نیم جاں ہے یا جاں بہ حق ہے۔ایسے وقت میں ملک نیپال میں اہل سنت کی ترجمانی کے لئے ایک سنی رسالہ کی کس قدر ضرورت تھی یہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔

مگر حیف صد حیف کہ ابھی رسالہ دو بہاریں ہی اپنی اشاعتی زندگی کے دیکھے تھے کہ ارکان وذمہ داران کی بے توجہی یا بے حسی کے سبب نزع کے عالم میں جا پہنچا۔سہ ماہی ندائے برکات کے فروغ و بقا کی امیدیں جن افراد سے وابستہ تھیں ان کرم فرماؤں نے اس قدر ہمت دلائی تھی کہ لگتا تھا کہ رسالہ اپنے ابتدائی دور میں ہی ان حضرات کی توجہ ورفاقت کی بنیاد پر ترقی کے اس

مینار کو چھولے گا کہ جس پر چڑھ کر بآواز بلند اذان صبح کی طرح کوئی یہ نوید سنائے گا کہ اب سہ ماہی ندائے برکات کی بجائے ماہنامہ ندائے برکات جاری ہونے والا ہے۔مگرافسوس یہ مژدۂ جاں فزا سننے کا لمحہ کانوں کو میسر نہیں آیا۔

بانی رسالہ نے ادارت وطباعت کی ذمہ داری اس فقیر کے دوش ناتواں پر رکھی ، نیابت کا سہرا مفتی احمد رضا ثقافی صاحب قبلہ کے سر سجایا گیا،مفتی مجیب الرحمن صاحب قبلہ میٹنگ میں شریک نہیں تھے ان سے رابطہ واطلاع کی ذمہ داری کے ساتھ ہرممکن معاونت سے رفیق سفر رہنے کا فرمان اس فقیر کے حوالے کر دیا گیا تھا۔تین شماروں کی طباعت کے اخراجات بانی محترم نے اپنی جیب خاص سے ادا کئے،حالانکہ پہلے شمارہ کے اخراجات دینے کے بعد ہی ارشاد ہوا تھا کہ اب آنے والے شمارے کے اخراجات کا انتظام ہم لوگ کریں گے۔مفتی احمد رضا صاحب سے میں نے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں رسالہ کبھی بھی اخراجات کے سبب بند نہیں ہوگا،میں اس کا انتظام کروں گا۔مفتی مجیب الرحمن صاحب قبلہ سے بھی ایک بار عرض کیا کہ حضرت نے طباعت کے روپے دینے بند کر دئے ہیں،مفتی احمد رضا صاحب نے بھی اس کی اطلاع دی تو انہوں سینہ کشادہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کتنے روپے چاہیے میں دوں گا۔مگر جب وقت آنے پر ان دونوں بزرگوں سے طباعت کے اخراجات کا مطالبہ ہوا تو دونوں صاحبان ایک دوسرے کو دیکھتے رہے اور پھر ایک دوسرے کی زیارت میں اس قدر محو رہے کہ ایک سال سے زائد کا عرصہ گذر گیا۔خیر مفتی مجیب الرحمن صاحب نے رسالہ کی طباعت کی طرف اپنی نظریں جمالیں ہیں مگر ایک کرم فرما اب تک لاپتہ،لگتا ہے ان کی گمشدگی کا اشتہار اخبار میں دینا ہوگا تا کہ معلوم ہو سکے کہ حضرت کہاں ہیں اور پھر ان سے کام لیا جائے۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی اہم افراد اور وابستگام دامن حضور شیر نیپال نے اس کے دوام کی دعا بھی کی ،امیدیں بھی دلائیں اور ان سے امیدیں وابستہ بھی تھیں۔مگر ان اہل وفا نے آج تک نہیں ایک رتی برابر کوشش کی اور نہ کچھ توجہ اور نہ دامے درمے قدمے سخنے وتحریرا معاونت کی،شاید وقت کی تنگی کے سبب ان کے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا ہو،لیکن یہ بھی میرا حسن ظن ہے اور حقیقت اس کے خلاف۔فیس بک پر،واٹسپ پر تبصرہ کرنے،پیغامات شیئر کرنے کے لئے وقت ہے،دس بیس اشعار پر مشتمل منقبت لکھنے اور گنگنانے کے لئے فرصت کے لمحات میسر ہو جاتے ہیں،آدھا گھنٹہ کرامات بیان کرنے کے لئے سفر کی صعوبتیں برداشت کر سکتے ہیں مگر مرشد گرامی کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے وقت نہیں۔

آج تک شاگردان وخلفاء شیر نیپال میں سے دو تین کے سوا کسی نے نہ ممبر بنایا، جہاں تک ممبر شپ لینے کی بات ہے تو شاگردان وخلفا میں بہ مشکل دس سے پندرہ افراد ہی اس شمارہ کے ممبر ہوں گے۔کچھ ان شاگردان شیر نیپال سے اس کی ممبری حاصل کرنے کے لئے اس فقیر نے گریہ وزاری بھی کی جن کی زبانیں کرامت بیان کرتے ،تہنیت کے اشعار گنگناتے اور یہ کہتے نہیں تھکتیں کہ ہم پر حضوشیر نیپال کا خاص کرم ہے،ان کا فیضان ہے،ان کی دعاؤں سے یہ ہوا وہ ہوا،وہ زمین مل گئی ،وہ مکان مل گیا،مقدمہ جیت گیا،قرض ختم ہو گیا وغیرہ وغیرہ،تو یہ کہہ کر مایوس کر دیا ارے ہم حضور کے شاگرد ہیں۔یہ کیا بات ہوئی بھائی شاگرد ہو تو رسالہ خرید کر پڑھنا شاگرد ہونے کے خلاف ہے،رسالہ کا ممبر بن جائیں یا دوسرے کو بنائیں گے تو آپ کی شاگردی کی سند منسوخ

ہوجائے گی یا آپ کی اس میں کسی طرح کی توہین ہے؟ یا سیدھے کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہم حضرت کے نام پر چندہ کرنا جانتے ہیں، ان کے نام پر دعوت کرنا جانتے ہیں، ان کے مریدین ومتوسلین کے یہاں محفلوں کو سجانا اور نذرانہ لینا جانتے ہیں، مرشد کی شان میں منقبت عوام کو سنا کر ان کی جیب خالی کرنا جانتے ہیں اور اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔

بے توجہی کی حد تو یہ ہے کہ تن تنہا مضامین کے لئے مضمون نگار سے رابطہ، کمپوزنگ، تصحیح، پیسے کا انتظامات، سیٹنگ، وغیرہ ان تمام دشوار مراحل سے گذر کر جب رسالہ چھپوا کر، بس میں ڈلوا کر بارڈر پر بھیجوانے کے بعد پندرہ بیس روز تک رسالہ بارڈر پر پڑا رہتا تھا۔ متعلقہ افراد سے رابطہ کرتا تو جلدی فون کا جواب نہیں دیتے اور دھوکہ سے کبھی بات ہوجاتی تو کہتے کہ ابھی فرصت نہیں ہے، وقت نہیں ہے، فلاں نہیں فلاں نہیں ہے، یہ ہوگیا وہ ہوگیا۔ جب کہ کرنا کچھ نہیں تھا ایک آدمی کو پانچ سو کی مزدوری پر رکھ کر منگوانا تھا مگر یہ آسان کام بھی کرنے کو تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے اور اقبال بلند فرمائے مفتی محمد اشرف رضا برکاتی اور مولانا اصغر امام آسوی برکاتی کا جب کوئی رسالہ بارڈر سے لانے کو تیار نہیں ہوتا اور ان دونوں حضرات سے اپنی پریشانی بتاتا تو مفتی صاحب اپنے شاگردوں کو بھیج کر اور آسوی صاحب بذات خود اس کام کو انجام دے دیا کرتے تھے۔

میں رسالہ کی ذمہ داری کے ساتھ ایک دارالعلوم کا صدر مدرس بھی تھا، طلبہ کو پڑھانا، غیر حاضر ہونے پر کمیٹی کو جواب دینا، گھریلو مسائل کی باگ ڈور، بیمار بیٹے کی فکر اور حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کے رسائل کی ترتیب ان سب کے باوجود ہر ممکن کوشش رسالہ کے فروغ ودوام کے لئے کرتا رہا۔ جو حضرات میرے توسل سے ممبر بنے ان تک رسالہ بھیجوانے کی پوری کوشش کرتا رہا۔ ایک جنون تھا، ایک امنگ تھی اور جذبہ تھا خانقاہ برکات کے مقصد کو اونچائی تک لیجانے کا اور مرشد گرامی کے مشن کو کامیابی کی منزل تک پہنچانے کا۔ یہ مرشد گرامی قدر کی ذرہ نوازی تھی کہ اس بے مایہ کو کسی لائق سمجھا اور اپنے اس ادنیٰ غلام کا انتخاب فرما کر میرے چراغ بخت کو فروزاں فرمایا۔

ملک نیپال کا شاید ہی کوئی کونہ ہوگا جہاں حضور شیر نیپال کے شاگردان اور مریدین ومتوسلین نہ ہوں، خصوصا مہوتری، دھنوشا، سرہا، سرلاہی ان تین ضلعوں کے ساتھ پورے پہاڑی علاقے میں مریدین کی کثرت اور ان علاقوں میں آپ کے شاگردوں کی موجودگی ہی اس رسالہ کے فروغ وتسلسل کے لئے کافی ہے۔ اگر تھوڑی سی توجہ شاگردان ومدح خوان شیر نیپال اس کی طرف دیدیں تو ایک ماہ کی محنت کے نتیجہ میں اس کے اتنے ممبران ہوجائیں گے کہ سہ ماہی سے دوماہی یا ماہنامہ کی شکل دینے میں کوئی تردد نہیں کیا جاسکتا ہے، مگر واہ رے بے توجہی، بے حسی اور عدم دلچسپی تیرے صدقے جائیں دنیا کے تمام کاہلان وبے رغبت۔

جب بے توجہی حد سے بڑھ گئی اور اگلے شمارہ کے لئے اخرجات نہیں رہے تو پھر تن تنہا ممبر سازی کے لئے پہاڑی علاقوں کا دورہ کرنے کا عزم کرلیا اور پھر رخت سفر باندھ کر روانہ ہوگیا۔ کڑاکے کی سردی تھی، ہر طرف کہرانے اپنی چادر پھیلا رکھی تھی۔ پہلا سفر نرائن گھاٹ کا کیا وہاں حضور شیر نیپال کے عقیدت مندوں اور مریدین کی کثرت ہے، آپ کے ایک جواں سال اور سچا پکا مرید جناب اعظم الدین سے رابطہ پہلے ہوچکا تھا، وہاں پہنچ کر حضرت کے نام پر بڑا احترام کیا، بڑی عزت دی اور خاطر تواضع میں کوئی

کسر نہ رکھی۔انہیں کے یہاں قیام رہا اور ہر دکان میں وہ خود مجھے لے جا کر میرا تعارف کرواتے اور آنے کا مقصد ظاہر کرتے ،جتنی بھی دکانوں میں گیا کہیں سے ناکام نہیں لوٹا کوئی سالانہ ،کوئی دوسال کا اور کوئی پانچ سال کی ممبر شپ کی رسید کٹوا کر پیرومرشد کے مشن کو فروغ دینے میں ایک سچے عاشق مرشد ہونے کا ثبوت دیا۔مگر وہاں کے دار العلوم میں چار مدرس تھے ان میں سے کسی صاحب نے ممبر شپ نہیں لی یہ بہت بڑا المیہ ہے۔

دوسرے سفر کے لئے دمولی، دولے گونڑا، پوکھرا اوران شہروں کے آس پاس کے علاقوں کا انتخاب کیا مگر یہ علاقہ میرے لئے نئے تھے،کبھی ان علاقوں میں گیا نہیں تھا اور ادھر کی زبان تو نیپالی تھی اور مجھے نیپالی زبان آتی نہیں تھی اور نہ مدرسوں میں اس قومی زبان کی تعلیم کے لئے کوئی انتظام۔اس لئے سب سے پہلے خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت مولانا محمد فیروز برکاتی صاحب قبلہ سے رابطہ کیا،انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور ہر طرح کی کوشش و مدد کی امید دلائی۔ان کے یہاں اس وقت پہنچا جب وہ فجر کی امامت کر رہے تھے،وضو کر کے نماز فجر ادا کی اور پھر ان سے ملاقات کی۔آپ نے مجھے ایک حجرہ میں ٹھہرایا، چائے پانی کا فوری انتظام کیا اور پھر کچھ دیر کے لئے آرام کرنے کے لئے مجھے تنہا چھوڑ دیا۔نو بجے جب بیدار ہوا تو ناشتہ کے لئے دسترخوان رکھا گیا اور پھر خیر و خبر اور گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔بہت سے موضوع پر تبادلۂ خیال ہوا۔بارہ سال کے بعد پہلی ملاقات جلسہ برکات النبی میں ہوئی تھی ،جس وقت آپ کو حضور شیر نیپال نے خلافت و اجازت سے نوازا اور تین سال بعد یہ دوسری ملاقات تھی۔آپ دولے گونڑا کے تقریباً ہر گھر اور مسلمانوں کی دکانوں میں لیجا کر رسالہ کے لئے ممبر شپ کے لئے کوشش کرتے رہے،کئی لوگ ان کی کوشش سے ممبر بنے، پھر انہوں نے مختلف مقامات پر اپنے شناسا ائمہ وعلما اور حضرت کے مریدین کو خبر کر دی اور پھر میں ان علاقوں کی طرف ان کی نشاندہی کے مطابق چل پڑا۔جہاں بھی گیا حضور شیر نیپال کے بہت سارے عقیدت منداور مریدین اس کے ممبر بنے ،کئی ایک نے تاحیات ممبر شپ بھی لی۔مگر اس سفر میں بھی ایک بھی امام اس کے ممبر نہیں بنے سوائے مولانا فیروز برکاتی صاحب قبلہ کے ۔انہوں نے ممبر شپ کی بجائے گیارہ سو کے تعاون کا وعدہ کیا،رقم ابھی باقی ہے ان سے کوئی لینے والا نہیں ہے۔ترائی کے بھی کئی ایک علاقوں کا دورہ کیا،حضرت کی شان میں منقبت پڑھنے والے،کرامت بیان کرنے والے اور گرج دار آواز میں نعرہ لگانے والے شاگردوں سے بھی رابطہ کیا مگر ان کے بہانے ایسے کہ بہانہ بھی شرمائے ،نہ خود ممبر بنے اور نہ کسی کو اس کی دعوت دی بلکہ یہ کہہ کر یہاں کوئی اردو پڑھنا نہیں جانتا میرے حوصلوں کو پست کرنے کی کوشش کر دی۔جبکہ اردو خواں وداں کی بہ نسبت نہ خواں نہ داں ہی اس کے زیادہ ممبر ہیں، یا تو اس لئے کہ اس میں چند مضامین ہندی میں بھی ہوتے ہیں یا اس لئے تاکہ خرید کر کسی عالم کو دیدیں یا اس لئے کہ ان کے مرشد اور پیر کی خانقاہ سے جاری ہونے والا رسالہ ہے جو ملک نیپال میں مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان ہے۔

ابھی رسالہ اپنی دوسری منزل طے کرنے کے بعد تیسری منزل میں قدم رکھنے ہی والا تھا کہ فقیر معاشی طور پر کمزور ہونے کی بنا پر، بیمار بیٹے کے علاج میں مطلوب رقم کے حصول یابی کی کوئی صورت نظر نہ آنے پر قطر کی سرزمین پر کسب معاش کی غرض سے آ گیا۔یہاں آ کر بھی شروع ہفتہ سے ہی رسالہ کو جاری رکھنے کی کوشش کرتا رہا۔آخری شمارہ مولانا سراج احمد برکاتی اور مولانا اسماعیل

برکاتی صاحبان کے مالی تعاون سے چھپا۔اس کے بعد جمود وتعطل ایسا رہا کہ پورے ایک سال تک رسالہ بند رہا،آفس کی مصروفیات کے باجود میں نے کوشش کی کہ رسالہ جاری رہے۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر تاج الشریعہ نمبر نکالنے کی پوری تیاری کر لی تھی،مضامین بھی اکٹھے کر لئے تھے،مضامین کی ترتیب بھی ہوگئی تھی حضور شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کی رضا بھی حاصل ہوگئی تھی مگر اخراجات طبع کے لئے کسی کا ہاتھ نہ بڑھنے کی وجہ سے کوششوں کی سرحدیہیں آکر محدود ہوگئی۔جن شخصیتوں نے کہا تھا کہ پورا انتظام کریں گے انہوں نے بھی دامن کھینچ لیا۔اب مایوسی کا بادل چھا گیا،محنت رائیگاں گئی اور جن سے امیدیں بندھی ہوئی تھیں انہوں نے سنی ان سنی،کہی ان کہی کردی اور بے توجہی و بے حسی کی چادر تان کر بستر غفلت پر دراز ہوگئے تو پھر میں بھی دل برداشتہ ہوکر اس کام کو ترک کردیا۔

خیر خدا خدا کر کے مفتی مجیب الرحمن صاحب قبلہ نے آخر کار سہ ماہی ندائے برکات کو پھر سے جاری کرنے کی تن تنہا ذمہ داری لے لی،اس کے لئے بڑی ہمت کر کے اپنا مالی تعاون پیش کیا ہے اور اپنی پوری ذمہ داری پر اس کام کو انجام دینے کا تہیہ کرلیا ہے،اللہ تعالیٰ اس راہ میں ان کی غیب سے مدد فرمائے۔ان سے پہلے ایک اور صاحب نے کہا تھا کہ وہ رسالہ کو جاری رکھیں گے اور اس کے اخراجات کو برداشت کریں گے،ان کے ادارہ کا بھی شائع کنندگان میں نام رہے گا،مگر اس کے بعد آج تک ان کا کوئی جواب ملا اور نہ اب تک ان کوئی خبر اس فقیر کو مل پائی۔

اب مفتی صاحب کی ذمہ داری ہے کہ پوری ذمہ داری،لگن،استقامت،حوصلہ اور جد و جہد کے ساتھ اس سلسلے کو برقرار رکھیں۔سب سے پہلے رجسٹریشن کروائیں،اس کے نام سے اکاؤنٹ کھلوائیں،اس کی ممبر شپ کی مہم چلائیں۔بہار سے مولانا مصلح الدین اور مولانا صابر القادری کو،مظفر پور،سیتا مڑھی سے بھی فعال و متحرک افراد کا انتخاب کریں،سرہا سے مفتی احمد رضا اور حافظ عطاء الرحمن صاحبان کو،سرلاہی،مہوتری اور دھنوشا سے بھی مناسب افراد کا انتخاب کر کے اس کی ذمہ داری ان کے حوالے کی جائے اور پہاڑی علاقوں سے مولانا فیروز برکاتی،مولانا عبد العلیم برکاتی،مولانا ساجد رضا برکاتی اور بھی دیگر مقامات سے افراد منتخب کریں۔

قارئین سے عاجزانہ عرض ہے کہ میرے بیمار و معذور بیٹے محمد معین الدین دلشاد کی صحت و شفا کے دعا کریں اور میرے حسن خاتمہ کی۔(۱)

نوٹ:اس مضمون کی اشاعت تک امید تھی کہ مفتی مجیب الرحمن صاحب میدان عمل میں اتر کر مجاہدانہ و بہادرانہ شان و شوکت کے ساتھ اس کام کو بحسن و خوبی انجام دیں گے مگر تاہنوز ان کے ذریعہ بھی یہ کام نہ ہوسکا۔یہ تو مفتی صاحب قبلہ ہی بتائیں گے کہ مجبوری کیا رہی ہوگی،مگر مجبوری ضرور رہی ہوگی ورنہ اتنے متحرک و فعال اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے معتمد و مرکز نگاہ سے اس کوتاہی کی امید تو قطعی نہیں تھی۔ہاں اگر شہزادگان حضور شیر نیپال ابھی بھی اس جانب عنان توجہ پھیر دیں اور مفتی صاحب قبلہ کا خلوص کے ساتھ ہر طرح کا تعاون پیش کرنے لگیں تو مجھے امید ہے کہ یہ کام بہت ہی آسانی اور خوبصورتی کے ساتھ اپنے جلوے بکھیر تا رہے گا۔(۳/۲/۲۰۲۴)

(۱) اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۹

چھٹا باب

خدمت خلق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

خدمت خلق

مخلوق خدا کی خدمت اسلام کی نظر میں بہت ہی اہمیت کی حامل ہے، جائز امور و معاملات میں اللہ کے بندوں کی اعانت و ہمدردی، انہیں کام آنا، انہیں سہارا دینا اسے خدمت خلق کہتے ہیں۔ اسلام نے ہمیں بحیثیت مسلمان اس کی تعلیم دی ہے اور بلا تفریق مذہب ہر ضرورت مند، پریشان حال اور اللہ کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک پر ابھارا ہے، اس کی فضیلتوں کو بیان بڑے اچھے انداز میں کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ کی زندگی دیکھیں ہمیں خدمت خلق کی جھلکیاں نظر آتی ہیں اور آپ کی تعلیمات و فرمودات کو پڑھئے کس طرح آپ ﷺ نے اس پر زور دیا ہے۔ خدمت خلق اللہ کی محبتوں، اس کی رحمتوں اور خوشنودی کو پانے کا ذریعہ ہے، ایمان کی روح اور دینا و آخرت میں عزت و کامیابی پانے کا اہم وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ-وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ-وَ السَّآىِٕلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ۔ الخ۔ (سورۂ بقرہ:۱۷۷)

ترجمہ: اس بات میں کوئی کمال اور نیکی نہیں ہے کہ تم اپنا رخ مشرق کی جانب کرو یا مغرب کی جانب، لیکن اصلی کمال اور نیکی تو یہ ہے کہ جو اللہ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتب سماویہ پر اور پیغمبروں پر اور وہ شخص مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں اپنے حاجتمند رشتہ داروں کو اور نادار مومنوں کو اور دوسرے غریب محتاجوں کو بھی اور بے خرچ مسافروں کو اور لاچاری میں سوال کرنے والوں کو اور قیدی اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں بھی مال خرچ کرتا ہو۔

ایک حدیث شریف میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: خیر الناس من ینفع الناس۔ لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو لوگوں کو نفع اور فائدہ پہنچائے (ترمذی)۔ حدیث شریف میں خلق خدا کو اللہ کا کنبہ کہا گیا ہے، اور ان کے ساتھ بھلائی و ہمدردی کو محبّت الٰہی کے حصول کا ذریعہ بتایا گیا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے" الخلق عیال اللہ فاحبّ الخلق الی اللہ من احسن الیٰ عیالہ" (مشکوٰۃ)۔

ترجمہ: ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو اللہ کے عیال کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آئے۔

حضور شیر نیپال رحمہ اللہ کی کتاب حیات اس زاویہ سے بھی تابناک ہے کہ آپ نے ہر طرح سے خدمت خلق کی ہے اور مخلوق خدا کو نفع پہنچایا ہے۔ علم و حکمت کے ذریعہ، فتاویٰ کے ذریعہ، تقریر و تحریر کے ذریعہ، پند و نصیحت کے ذریعہ، مالی تعاون کر کے، بیعت و ارشاد کے ذریعہ۔ مگر یہاں مقصود صرف بیان تعویذ نویسی ہے۔ جس کے ذریعہ آپ نے کثیر تعداد میں خلق خدا کو بلا امتیاز مذہب نفع پہنچایا ہے اور آپ کے در دولت پر روزانہ بھیڑ لگی رہتی تھی اور خاص طور پر جمعہ کے روز پریشان حالوں کا، ضرورت مندوں کا ازدحام ہوا کرتا تھا اور آپ ہر ایک کی حاجت سنتے اور پھر روحانی علاج فرماتے، پانی پر دم کر دیتے، تیل پڑھ

دیتے، دعائیں کر دیتے اور تعویذ بنا کر دیدیتے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعویذ میں شفا و تاثیر رکھی تھی لوگوں کے مسائل و مشاکل حل ہو جاتے تھے، پریشانیاں دور ہو جایا کرتیں اور بیماریوں سے شفامل جاتی تھی۔ روتے ہوئے مسکرانے لگتے، بدمعاش اولاد سے پریشان والدین خوش ہو جاتے، ظالم شوہر سے مظلوم بیوی کا مداوا ہو جاتا اور شوہر ظلم و زیادتی سے باز آجاتا، ستم گر پڑوسیوں کا ستم ختم ہو جاتا اور ہاسپیٹلوں میں زیر علاج بیماروں کے لئے دعا کر دیتے، تعویذ دیدیتے یا تیل و پانی پر دم کر کے دیدیتے تو جلد ہی انہیں بھی شفامل جاتی۔ اور اسی غرض سے آپ نے دعا و تعویذ کا سلسلہ شروع فرمایا بلکہ خلق کی بھیڑ و مراجعت نے آپ کی توجہ کو اس اہم خدمات پر گامزن کر دیا۔

جمعہ کے روز آپ سے تعویذ لینے والوں کی اس قدر بھیڑ ہو جاتی کہ تعویذ کم پڑ جاتی تھی، تیل کی شیشیاں کثیر تعداد میں آپ کے پاس لے کر آتے اور آپ سب پر دم کر دیتے۔ ہندو بھی ہوتے، مسلمانوں میں موافقین بھی ہوتے اور مخالفین بھی مگر آپ ان سب سے قطع نظر سب کے ساتھ یکساں سلوک فرماتے اور سب کو دعا و تعویذ عطا فرماتے۔

میرے عزیز دوست حضرت مولانا علاء الدین مصباحی برکاتی فرماتے ہیں کہ جب وہ ۲۰۱۹ء کی چھٹی میں اپنے گھر گئے تو کچھ دنوں بعد حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لئے خانقاہ برکات پہنچے، آپ نے دیکھا کہ حضرت کے برآمدہ پر بہت سارے مرد و زن جمع ہیں اور سب دعا و تعویذ کے لئے آئے ہوئے تھے، ان میں کچھ عورتیں بھمر پورہ سے آئی ہوئی تھیں۔ (جہاں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے مخالفین کی کثرت ہے، مگر عوام الناس میں نفرت کی جو ہوا پائی جاتی ہے تو وہ مخالف اہل علم کی کارستانیاں ہیں ورنہ تو عوام کو اس سے کیا لینا اور انہیں کیا معلوم) آپ نے ان سب عورتوں کو تعویذ دی، پانی اور تیل پر دم کر دیا اور سب کے مشاکل کے حل کے لئے دعائیں بھی کیں۔

مجھے یاد ہے کہ جب میں دار العلوم مدینۃ العلوم لہان میں تدریسی خدمات انجام دے رہا تھا، ایک روز ظہر کے بعد شوبھا پور سے ایک معمر شخص آیا، اس وقت مدرسین کے ساتھ میں کھانا کھا رہا تھا، اس نو وارد کو بھی دسترخوان پر بیٹھنے کو کہا، دیر تک ان سے گفتگو ہوتی رہی دوران گفتگو نہ جانے کیسے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے حوالے سے گفتگو چھڑ گئی، جب بات چھڑ گئی تو انہوں نے بتایا کہ ایک بار ان کا پوتا سخت بیمار ہو گیا، لہان میں علاج کیا مگر رو بہ صحت نہیں ہوا۔ وہاں سے جنکپور لے گیا، انچل اسپتال کے آس پاس کسی کلینک میں بچہ کو ایڈمٹ کروایا تھا، تقریبا تین یا چار روز تک علاج ہوتا رہا مگر طبیعت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ آخر ڈاکٹر نے ہی انہیں مشورہ دیا کہ یہیں قریب میں آپ کے دھرم گرو رہتے ہیں، بہت مشہور ہیں ان کے پاس جائیں اور ان سے دعا کروائیں۔ وہ شخص جامعہ حنفیہ غوثیہ حضور شیر نیپال کی خدمت میں پہنچا سلام و مصافحہ کیا، سامنے بچھی چٹائی پر اپنے دائیں جانب آپ نے بیٹھایا، پھر خیر و خبر دریافت کی، چائے پلائی اور گھر ٹھکانہ اور ادھر کہاں ہیں اور کیسے آنا ہوا سب دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ شوبھا پور سے آیا ہوں اور یہاں قریب ہی ایک کلینک میں پوتا کا علاج کروا رہا ہوں، مگر اب تک کوئی تبدیلی نہیں آئی اس لئے آپ کے پاس آیا ہوں۔ آپ نے جیسے ہی ان کا حال سنا ان کے پوتے کی صحت یابی کے لئے دعا کر دی، پانی اور تیل منگوا کر دم کر دیا اور ایک تعویذ بھی دیدی۔ وہ شخص سلام و مصافحہ کر کے مغرب کی نماز سے پہلے ہی کلینک اپنے پوتا کے پاس چلا گیا، تعویذ گلے میں ڈال دی، دم کیا ہوا پانی مریض کو پلایا، تیل سر پر اور چہرے پر لگایا۔ اب کیا تھا دھیرے دھیرے اس کے پوتے کی طبیعت رو بہ صحت ہونے لگی اور اس کے چہرہ پر جو اداسی تھی وہ ختم ہو گئی۔ دوسرے دن مکمل طور پر مریض مرض سے نجات پا گیا اور سب خوشی خوشی گھر آگئے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلے تو شیر نیپال کے پاس جانے سے گھبرا رہا تھا کہ گاؤں میں چند سالوں سے جو ماحول شیر نیپال کے حوالے

سے ذات برادری کے نام پر بنا دیا گیا تھا وہ اچھا نہیں تھا، بہت لوگ ان کے مخالف تھے اسی لئے میں جانے سے گھبرا رہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ گاؤں کا نام سن کر ناراض ہو جائیں اور بھگا دیں۔مگر جو حسن سلوک کا معاملہ انہوں نے کیا اس سے میں حیران تھا اور جو کچھ آپ کے بارے میں سنا تھا یا سنایا گیا وہ سب غلط نکلا۔آپ نے شوبھاپور کا نام سن کر ناراض ہونے کی بجائے خوشی کا اظہار فرمایا اور بڑی خاطر داری کی اور خوب دعاؤں سے نوازا۔

یہاں اس بات کی وضاحت کر دوں کہ لاکھ عوام الناس کو کوئی برادری کے نام پر برگشتہ کرنے کی کوشش کر لیں مگر آج بھی وہاں کے اکثر لوگوں میں حضور شیر نیپال کی عقیدت ومحبت کا چراغ روشن ہے۔برادری کی روٹی بوٹی توڑنے والے آج یہاں اپنا پیر جمانے کی کوشش کر رہے ہیں مگر برسوں پہلے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے یہاں کتاب وسنت کی تبلیغ وتوسیع کے لئے تحریک چلائی، مسلک اعلیٰ حضرت کی شمع فروزاں کیا اور علم دین کے باغ لگائے۔اس گاؤں میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے چاہنے والوں کے ساتھ آپ کے تلامذہ اور فیض یافتگان کی ایک فہرست ہے جو اسلام کی اشاعت کے لئے مختلف ذرائع ووسائل کو اپنا کر کوشاں رہتے ہیں۔

اسی طرح جب آپ اودے پور راجستھان تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے تو وہاں بھی خلق خدا کی بھیڑ اُمڈ پڑی، پریشان حال مسلمانوں نے اپنی پریشانی کے حل کے لئے آپ کی بارگاہ میں استدعا کی آپ نے کسی کو محروم نہیں رکھا، سب کے لئے دعائیں کیں، جنہوں نے تعویذ کا مطالبہ کیا انہیں تعویذ دی، جو پانی یا تیل دم کرانے کے لئے آئے ہوئے تھے ان کے پانی اور تیل پر دم کر دیا۔اسی بھیڑ میں ایک خاتون تھی جو ایک مدت سے ہاتھ کے درد میں مبتلا تھی، بہت علاج کرایا مگر کوئی اثر نہیں ہوا، آپ کی بارگاہ میں اپنے شوہر کے ساتھ جب اس درد کے بارے میں بتایا تو آپ نے کچھ پڑھا اور دور سے ہی دم کر دیا فوراً ہاتھ کا درد کافور ہو گیا اور اسی وقت اس خاتون کو درد سے نجات مل گئی اور مرض سے شفا اب اس کا ہاتھ بھی کام کرنے لگا، پہلے اٹھایا نہیں جاتا تھا اب اٹھنے لگا۔

اسی راجستھان کی بات ہے کہ ایک خاندان کے چند لوگ آپ کی بارگاہ میں پریشان حال، پژمردہ چہرہ لئے ہوئے حاضر ہوئے، سلام ومصافحہ ہوا، آپ نے آنے اور پریشانی کی وجہ دریافت کی تو بتایا کہ اس کے خاندان کے ایک فرد کو جھوٹا کیس میں پھنسایا گیا ہے، اسے سزائے موت ہونے والی ہے آپ اس کی براءت کے لئے دعا کر دیں۔آپ کو بے گناہ مسلمان کو پھنسانے کی خبر سن کر بیحد صدمہ ہوا اور اس کی برائت کے لئے دعا بھی کر دی اور ایک تعویذ لکھ کر یہ کہتے ہوئے عطا کر دیا کہ ایک سیاہ کپڑا میں سیاہ دھاگہ سے سل کر اس کے گلے میں لٹکا دو۔الحمد للہ کچھ ہی دنوں کے بعد اس پر جو الزام لگایا گیا تھا اس سے نجات پا گیا اور باعزت اسے رہا کر دیا گیا۔

اس بات کا گواہ میں خود ہوں کہ جب مدھیہ پردیش کے ایک ضلع وشہر نیمچ میں حضور شیر نیپال تشریف فرما تھے، میں بھی حاضر خدمت تھا صبح راجستھان سے آئے ہوئے وہی لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام ودعا کے بعد عرض کی حضور آپ کی دعا سے میرے خاندان کے فلاں شخص کو رہائی مل گئی۔

آپ جہاں چلے جاتے وہیں خلق کی بھیڑ ہو جایا کرتی تھی، اپنا درد ومسائل لے کر مخلوق خدا پہنچ جاتی اور اپنی پریشانیوں کے حل کے لئے دعا وتعویذ طلب کرتی تھی، اس لئے آپ تعویذ پہلے ہی سے بنا کر رکھے ہوتے تھے، بیگ میں ایک ڈبہ میں بند کر کے اکثر وبیشتر سفر میں بھی رکھتے تاکہ خلق کی حاجت روائی کی جائے، ان کی پریشانیوں کا حل قرآن کی آیتوں سے کیا جا سکے اور تعویذ نہ ہونے کی صورت میں مایوس نہ ہونا پڑے۔اس لئے بیگ سے نکال کر سب کو ایک ایک دیتے جاتے اور کسی کسی کو حسب ضرورت و

فرمائش زیادہ بھی دیدیا کرتے تھے۔جب ختم ہوجاتی تو تحریر کر کے دیدتے تھے۔

جامعہ میں جب آپ تھے تو اوردنوں کی بنسبت زیادہ بھیڑ ہوتی تھی اور آنے والوں میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوتی تھی اور آپ عورتوں کو اپنے پاس آنے نہیں دیتے تھے،اس لئے عورتوں کے لئے مسجد کی شمالی ومغربی دیوار سے متصل جو درخت لگا ہوا تھا اسی کے پاس تیل لے کر بیٹھنے کا انتظام ہوتا،کچھ وظیفہ عورتوں کو پڑھنے کے لئے بتادیتے اور پھر کچھ دیر بعد ان سے تیل پانی منگوا کر ان پر دم کر دیتے اور پھر انہیں گھر بھیج دیتے تھے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد عرس چہلم قطر میں برکاتی مشن کی جانب سے منعقد کیا گیا جس میں تقریبا بیس علمائے کرام تشریف فرما تھے اور سو کے قریب عوام۔سرپرستی خلیفہ حضور شیر نیپال مفتی محمد مدثر رضا برکاتی کی تھی اور صدارت اسیر مرشد فقیر ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی کی تھی اور نقابت مولانا محمد عالم اویسی شوبھاپوری کی۔نقابت کے دوران مولانا عالم صاحب نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا کہ میرے چھوٹے بھائی کے پیر میں برابر درد ہوتا تھا جس سے وہ بہت پریشان رہتا تھا،بہت علاج کرایا مگر درد ختم نہیں ہوا۔جب لہان کے ایک جلسہ میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی آمد تھی اور آپ دار العلوم مدینۃ العلوم میں قیام فرما تھے تو آپ کی قیام گاہ میں عقیدت مندوں کا ہجوم تھا،لوگ اپنی پریشانیاں بھی بیان کر رہے تھے اور اپنے حالات بھی اور مخدوم گرامی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خیر وخبر بھی۔مفتی عبد السلام کے توسط سے میں بھی حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنی عرضی پیش کی کہ میرے بھائی کے پیر میں درد رہتا ہے آپ دعاء شفا فرمادیں۔اسی وقت آپ نے میرے بھائی سے فرمایا کہ درد کی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھو،میرے بھائی نے ہاتھ رکھا اور آپ نے کچھ پڑھا اور پھر دور ہی سے دم کر دیا،اس طرح سے تین بار کیا۔اخیر میں فرمایا کہ اب درد کہاں ہورہا ہے؟میرے بھائی نے عرض کی اب درد نہیں ہورہا ہے۔الحمد للہ آپ کے دم کرنے اور دعا کر دینے کے بعد آج تک درد نہیں ہوا ہے۔

خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت مفتی رحمت اللہ مصباحی لوکہا کا بیان ہے ان کے ایک جاننے والے دبئی میں کسب معاش کی غرض سے چند سالوں سے مقیم تھے،ان کے مدیر کے ہاتھ یا جسم میں شدید درد ہوتا تھا،بہت علاج کروایا مگر صحیح نہیں ہوا۔ایک دن اس شخص نے اپنے مدیر سے کہا کہ ملک نیپال میں ایک عالم دین ہیں جو اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم دین ہیں،متقی او پرہیز گار ہیں آپ ان سے رابطہ کیجئے اگر انہوں نے دعا کر دی تو ان شاء اللہ درد ٹھیک ہوجائے گا۔چنانچہ اس کے مدیر نے نمبر لے کر حضور شیر نیپال کو فون لگایا،سلام وکلام کے بعد انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا حضور شیر نیپال نے فرمایا درد کی جگہ ہاتھ رکھئے،انہوں نے ہاتھ رکھا اور پھر حضور شیر نیپال نے چند آیات کریمہ پڑھ کر دم فرمادیا اور دعائیں کر دیں،کچھ ہی دیر کے بعد اسے شفا مل گئ۔ایک دو روز کے بعد اپنے اسی ملازم سے جس نے انہیں حضور شیر نیپال کے بارے میں بتایا تھا یہ تاثر دیا کہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ ملک نیپال میں بھی ایسی شخصیت موجود ہے۔

❁❁❁

ساتواں باب

رد بدعات ومنکرات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

رد بدعات و منکرات

بد مذہبوں کا رد:

مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو مسلمان ہو کر بھی کفار و مشرکین بعض مراسم مذہبیہ اور معمولات کفریہ کو اپنائے ہوئے ہیں یا کسی وجہ سے ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں، جن کی اجازت اسلام قطعی نہیں دیتا ہے اور نہ ایسے اعمال کفریہ ایمان کی صحت کے لئے کسی بھی صورت فائدہ مند ہیں، بلکہ سخت نقصان دہ ہیں اور ایمان کی دولت لازوال سے محرومی کے سوا کچھ ہاتھ آنا نہیں۔ اسی طرح اسلام کے نام پر کئی فرقے بھی اس وقت جنم لے چکے ہیں، جن کے عقائد و نظریات اسلامی عقائد و تعلیمات سے ہٹ کر ہیں، قرآن وسنت کے خلاف ان فرقوں نے عقائد و نظریات گڑھ لئے اور پھر ان نظریات کی اشاعت کر کے عوام مسلمین کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر انہیں گمراہ کرنے لگے، ان کے ایمان اور عقیدوں پر حملہ کرنے لگے۔ خود کو یہ فرقے مسلمان بتا کر مسلمانوں سے ایمان کی دولت چھننے لگے۔ اللہ و رسول اور انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیا و صلحا کی شان میں گستاخیاں کرنے لگے۔ سنی مسلمانوں پر کفر و شرک اور بدعت کے فتوے داغنے لگے۔ ان باطل فرقوں کے نظریات و افکار اور مزعومات و معتقدات نہایت خطرناک اور ایمان کش ہیں اس لئے ان سے دور رہنا اور سنی مسلمانوں کو ان کی صحبت و قرب سے دور رکھنا بھی ضروری ہے اور ان باطل فرقوں کا رد بھی۔

صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اب سمجھنا چاہئے کہ بدعقیدہ لوگوں کا ضرر فاسق کے ضرر سے بہت زائد ہے فاسق سے جو ضرر پہنچے گا وہ اس سے بہت کم ہے جو بدعقیدہ لوگوں سے پہنچتا ہے، فاسق سے اکثر دنیا کا ضرر ہوتا ہے اور بد مذہب سے تو دین و ایمان کی بربادی کا ضرر ہے اور بد مذہب اپنی بد مذہبی پھیلانے کے لئے نماز و روزہ کی بظاہر خوب پابندی کرتے تاکہ ان کا وقار لوگوں میں قائم ہو، پھر جو گمراہی کی بات کریں گے ان کا پورا اثر ہوگا۔ لہذا ایسوں کی بد مذہبی کا اظہار فاسق کے فسق کے اظہار سے زیادہ اہم ہے اس کے بیان کرنے میں دریغ نہ کریں۔ آج کل بعض صوفی اپنا تقدس یوں ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں کسی کی برائی نہیں کرنی چاہیے یہ شیطانی دھوکا ہے، مخلوقِ خدا کو گمراہوں سے بچانا یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔(۱)

ہمارے اسلاف اور اہل علم نے اپنے اپنے دور میں تحریرا و تقریرا رد بھی کئے اور مناظرہ و مباحثہ کر کے جواب بھی۔ اسی طرح حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے مسلمانوں کو مراسم کفریہ و معمولات ہندوانہ سے تحریر و تقریر کی روشنی میں دور رکھنے کی پوری سعی فرمائی۔ اسی طرح ان گمراہ فرقوں کا تعاقب و رد فرما کر اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ آپ کی حیات پر نور کا مطالعہ کرنے پر

(۱) بہار شریعت جلد سوم حصہ شانزدہم صفحہ 149 / 150 مطبوعہ فاروقیہ بک ڈپو دہلی

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جہاں اپنی پوری زندگی عقائد اہل سنت کی حفاظت واشاعت، مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ وتوسیع اور اسلام وسنیت کی دعوت وتشہیر میں وقف کردی وہیں بدعقیدوں، بدمذہبوں اور باطل فرقوں کے ردوتعاقب میں بھی کوئی کسر نہیں رکھی۔ آپ کی تحریر کو دیکھیں یا آپ کی تقاریر کو سنیں یا نجی محفلوں کا جائزہ لیا جائے ہر جا، ہر صورت اسلام وسنیت کا دفاع اور باطل قوتوں کو بے اثر کرتے رہے اور عوام اہل سنت کے ایمان وعقیدے کو بچاتے رہے۔ پوری شدت وزور اور مکمل علمی قوت وتوانائی کے ساتھ بدعقیدوں سے نبرد آزما رہے اور ان کے باطل وگندے عقائد سے پردہ ہٹا کر عوام وخواص کو ہوشیار وخبردار کرتے رہے اور اسلام وسنیت کی صحیح تصویر کشی میں کوشاں وکامیاب رہے۔

بدعقیدوں اور بدمذہبوں میں کئی ایک گروہ ہیں، جیسے وہابی (۱) دوسرا فرقہ دیوبندی کا ہے (۲) اور تیسرا فرقہ قادیانی کا ہے۔ اور بھی فرقے اور باطل جماعت ہیں مگر یہ تینوں فرقے زیادہ مشہور اور شاطر اور خبیث العقائد اور ایمان کے لئے خطرناک ہیں۔ فرقہ وہابیہ ایک ایسا فرقہ ہے جس نے مذہب اور احادیث کے نام مسلمانوں میں فساد وانتشار پیدا کیا، وہابیت کی شکل میں مسلمانوں کے مابین ایک نئے فتنہ کا وجود ہوا اور مسلمان آپس میں دست وگریباں ہوگئے، اس فتنہ نے اپنوں میں پھوٹ ڈال دیا، رشتوں کی عظمت کو پامال کردیا، اسلام وسنیت کی دیوار میں دیمک بن اسے کھوکھلا کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ ملت واحدہ جس کی عظمت واہمیت اور حقانیت وصداقت قرآن مقدس اور احادیث نبویہ میں مثل آفتاب وماہتاب چمک رہی تھی اسے گروہوں میں بانٹ دیا اور امت مسلمہ اس فتنہ کے باعث اعتقادی وفکری طور پر اضطرابیت کے شکار ہوگئی۔ مگر اہل حق نے اس فتنہ کے سرابھارتے ہی اپنے قلم وزبان سے کچلنے میں کوئی کسر نہ رکھی اور متفقہ فیصلہ علمائے اسلام نے اس کے باطل وغیر اسلامی ہونے پر دیا اور اس طرح اس فتنہ کی سیلاب سے مسلمانوں کی حفاظت کی۔ مگر اس کے باوجود یہ فتنہ آج بھی پورے طوفان شرانگیزی کے ساتھ اور نت نئے جالوں اور چالوں سے مسلمانوں کے مابین پنپ رہا ہے اور سنی عوام کو گمراہ کرنے، ورغلانے اور اپنے دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ مگر جس طرح ہمارے اسلاف نے ماضی میں اس فتنہ کی سرکوبی کی ہے اسی طرح تاہنوز کررہے ہیں اور تا قیامت اہل حق اپنے نوک زبان وقلم سے باطل وگمراہ جماعتوں کی سرکوبی اور انہیں انجام تک پہنچا کر مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت کرتے رہیں گے اور سنی مسلمانوں کو ان گمراہ وباطل پرست فرقوں سے ہر طرح سے دور رکھنے کی سعی مستحسن کرتے رہیں گے۔

ملک نیپال اور اس سے متصل بہار کے اضلاع وعلاقوں میں جب اس شیطانی گروہ وہابیت، اسی طرح دیوبندیت نے سر ابھارا اور سنی مسلمانوں کے عقائد پر حملہ کرنے کی جسارت کی تو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے خوب زبردست انداز میں اس کا رد بلیغ کیا، اس کے فاسد عقائد کو عوام کے سامنے رکھا اور دلائل وبراہین کی روشنی میں اس کے عقائد باطلہ کا رد فرمایا اور اہل سنت کی حقانیت کا پرچم لہرایا۔ تقریر کے ذریعہ تو آپ نے اس کا رد کیا ہی مگر فتاویٰ کے ذریعہ بھی رد فرمایا اور سنی مسلمانوں کو وہابیوں

---

(۱) اس فرقہ کا ایک لقب غیر مقلد بھی ہے اور ایک لقب اہل حدیث بھی ہے

(۲) وہابی اور دیوبندی دونوں فرقے عقائد ونظریات باطلہ میں متحد ہیں، صرف بعض فروعی مسائل میں مختلف ہیں

اور دیو بندیوں کے شر سے بچایا۔ جو لوگ وہابیوں اور دیو بندیوں کے یہاں رشتہ داری کرتے تھے، شادی بیاہ کرتے اور اس میں شرکت کرتے تھے اس کے غیر شرعی ہونے کا فیصلہ اور اس کے نقصانات سے آگاہ کر کے سنی عوام کی رہنمائی فرمائی اور وہابیوں و دیو بندیوں کے جال وچال میں بھنکنے سے روکا ہے۔ یہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی عظیم خدمات میں سے ہے اور ایسی کوشش جس سے ہزاروں سنی مسلمانوں کا ایمان وعقیدہ محفوظ ہو گیا اور ان کی دختر زنا جیسے عظیم گناہ سے بچ گئیں۔

فتاویٰ برکات تمام حصوں کا مطالعہ کریں، ہر حصہ میں آپ کو مع وہابی دیگر گمراہ فرقوں کا رد ملے گا، بطور خاص وہابی اور دیو بندی کا تو اکثر فتاویٰ میں اس کی خباثت و بد باطنی، بدفکری، مکاری اور بدعقیدگی کو ظاہر فرما کر اس کا رد فرمایا ہے، مسلمانوں کے دور رہنے کا حکم فرمایا اور اس سے بیزاری کی دعوت وتلقین فرمائی ہے۔ نکاح وطلاق کے باب میں تو اس کثرت سے فتاویٰ میں رد ہے کہ لگتا ہے کہ پورا فتاویٰ ان فرقوں کے وجود کو مٹانے میں قہر برپا کر رہے ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس زمانہ میں وہابیت و دیو بندیت کا فتنہ کس طرح شباب پر تھا اور لوگ کس طرح اس کی چال وجال میں پھنس رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس فتنہ کو کچلنے میں اور اس سے مسلمانوں کو بچانے میں آپ نے کوئی کسر نہ رکھی۔ (آگے ان شاء اللہ فرقہ وہابیہ مع دیو بندیہ سے شادی بیاہ کا حکم اور اس کے دینی ودنیوی اور اخروی نقصانات آپ کے فتاویٰ کی روشنی میں بیان کیا جائے گا)

اسی طرح اکابر علمائے دیو بند کی گستاخانہ عبارتوں اور ان فسادی مولویوں کا آپ نے تحریراً وتقریراً رد بلیغ فرمایا۔ شاید ہی کوئی ایسی تقریر آپ کی رہی ہو جس میں آپ نے شان خدواندی وشان رسالت مآب میں اہانت وگستاخی کرنے والوں کا رد نہ کیا ہو۔ اسی طرح آپ کے فتاویٰ کا مطالعہ کریں تو اکثر فتاویٰ میں ان دریدہ دہن مولویوں اور ان کی اتباع وحمایت کرنے والوں کا بھی رد کر کے عوام اہل سنت کو ان کی صحبت ومعیت اور رسم وراہ سے بچایا ہے اور مسلک حق وصداقت مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت کی دعوت دی ہے۔ علمائے دیو بند کے پہلے دستہ میں قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی شمار کئے جاتے ہیں، جنہوں نے باطل نظریات، فاسد معتقدات اور گستاخیوں پر مبنی تحریرات متعدی امراض کی طرح عوام الناس میں پھیلا دئے۔ ان بدفکروں اور بدمذہبوں کے عقائد ونظریات کے حوالے سے آپ تحریر فرماتے ہیں:

کبرائے دیابنہ تھانوی، گنگوہی، انبیٹھی، نانوتوی نے سرکار ذی وقار سلطان والا تبار باذنہ تعالیٰ دونوں عالم کے مالک ومختار، حبیب خدا سردار انبیاء علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء کی شان ارفع واعلیٰ میں صریح گستاخیاں کی ہیں۔ اول الذکر نے حفظ الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں پاگلوں چوپاؤں کے علم سے تشبیہ دی۔ دوم اور سوم نے شیطان کے علم کو براہین قاطعہ میں حضور پرنور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ بتایا۔ اور چہارم نے تحذیر الناس میں حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیا ہونے کا انکار کیا اور عوام کا خیال بتایا۔ یہ ایسی صریح گستاخیاں ہیں جن کی صحیح تاویل ممکن ہی نہیں۔ بنابریں علمائے عرب وعجم ہندوسندھ، مصروشام نے بالاتفاق ان مذکورہ بالا دیو بندی پیشواؤں کے بارے میں نام بنام فتویٰ صادر فرمایا کہ یہ سب کے سب بے دین کفار ومرتدین ہیں اور جو ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہو کر ان کے

کافر ہونے اور مستحق عذاب ہونے میں ادنیٰ شک وتردد کرے وہ بھی کافر ہے۔تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع والیقین محض باطل اورزنائے خالص۔

قال الله تبارك وتعالىٰ:

لاهن حل ولاهم يحلون لهن۔ نہ (مسلمان عورتیں) انہیں حلال (یعنی کافروں کو) اور نہ وہ کافر مرد انہیں (مسلمان عورتوں) کوحلال۔

قال الله تعالىٰ:

واما ينسينك الشيطن فلاتقعدبعد الذكرىٰ مع القوم الظٰلمين۔اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

وقال الله تبارك وتعالىٰ:

ولاتركنواالىٰ الذين ظلموافتمسكم النار ومالكم من دون الله من اولياء ثم لاتنصرون۔اوران ظالموں کی طرف نہ جھکوکہ تمہیں آگ چھوئے گی اوراللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ خدا کے نافرمانوں کے ساتھ یعنی کافروں، مرتدوں، بے دینوں اور گمراہوں کے ساتھ میل جول، رسم وراہ، مودت ومحبت، مجالست ومناکحت، مشاربت ناجائز وحرام۔دیوبندی پکے ہوں یا کچے آخر ہیں تو دیوبندی اور جب کہ دیوبندی پیشواؤں کی محبت ان کی گھٹی میں پل چکی ہے تو کچے کیوں کر ہوں گے۔کچھ وہ کہ بتایا جائے اسے کہ دیوبندیوں کے یہ کفری گندے عقیدے ہیں تو ہٹ نہ کرے فوراً تائب ہوجائے، عالم ناصح فریب خوردہ اور سنی مسلمانوں کو فریب دیتا ہے۔دیوبندی عقیدے والے خواہ کچے ہوں یا پکے مرتد ہیں اور مرتد کا نکاح تمام عالم میں کسی سے نہیں ہوسکتا، نہ مسلم سے نہ کافر سے، نہ اصلی سے نہ اس کے ہم مذہب کسی مرتد سے۔(۱)

پھر آپ مزید بالترتیب اکابر علمائے دیوبند کا نام بنام ان کی گستاخیوں اور پھر ان گستاخیوں کا ردبلیغ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

(1) قاسم نانوتوی کے صریح کفریات میں سے ایک کفریہ ہے کہ اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنیٰ آخرالانبیا ہونے کا انکار کیا ہے اور لکھا کہ آپ کا خاتم ہونا بایں معنی کہ آپ سب میں پچھلے نبی ہیں عوام کا خیال ہے۔چنانچہ تحذیرالناس ص:۳ پر لکھا ہے:

’’عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم اور تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقام مدح میں ’’ولكن رسول الله وخاتم النبيين‘‘ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے‘‘۔

(۱) فتاویٰ برکات

جب کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب میں پچھلے نبی ہونا نہ مانے وہ کافر ہے۔

فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۸۲ میں ہے:

اذا لم یعرف ان محمداً صلی الله علیه وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات۔

ترجمہ: جو شخص یہ نہ مانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر الانبیاء ہونا ضروریات دین سے ہے۔

(3-2) رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی کے کفریات صریحہ سے یہ ہے کہ دونوں نے براہین قاطعہ کے ص:۵۱ مطبوعہ ساڈھور پر لکھا کہ:

''الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ۔ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔''

اس کا حاصل یہ کہ شیطان اور ملک الموت کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک سے زیادہ ہے اور یہ نص سے ثابت ہے۔ حالانکہ اس پر بھی علمائے امت کا اجماع ہے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے کسی کا علم زیادہ بتائے وہ کافر ہے۔

حسام الحرمین شریف ص:۱۰۲ میں ہے:

من قال فلان اعلم منه صلی الله علیه وسلم فقد عابه ونقصه فهو ساب والحکم فیه حکم الساب من غیر فرق لانستثنی منه صورة وهذا کله اجماع من لدن الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم۔

ترجمہ: جو کسی کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتائے اس نے بے شک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضور کی شان گھٹائی تو وہ گالی دینے والا ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والا کا ہے۔ اصلاً فرق نہیں، اس میں ہم کسی صورت کا استثنا نہیں کرتے اور ان تمام احکام پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے اب تک برابر اجماع چلا آرہا ہے۔

(4) اور اشرف علی نے حفظ الایمان کے ص:۱۵ مطبوعہ دار الکتاب، دیوبند پر لکھا:

''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) ومجنوں (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے حاصل ہے''۔

اس میں تصریح ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چوپائے کو حاصل ہے۔ معاذ اللہ! اس عبارت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین ہے۔ اور امت کا اجماع اس پر بھی ہے کہ

جوحضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے وہ کافر ہے اور جو اس کو کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے۔ جیسا کہ شفاء شریف میں سیدنا قاضی عیاض اور ردالمحتار ج ۳ ص ۳۱۷ میں علامہ شامی نے تحریر فرمایا:

اجمع المسلمون علیٰ ان شاتمہ کافر وحکمہ القتل من شك فی عذابہ و کفرہ کفر۔

ترجمہ: مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین کرنے والا کافر ہے ایسا کہ جو اس کے کافر اور معذب ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

اوراعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز فتاویٰ رضویہ ج:۶ ص:۹۱ میں فرماتے ہیں:

جب ان کو مسلمان سمجھنا درکنار، ان کے کفر میں شک کرنا موجب کفر ہے تو معاذ اللہ! انہیں عالم دین یا پیرو سنت سمجھنا کس درجہ اخبث کفر ہوگا **وذالك جزاء الظالمين۔**

اورج:۶ ص:۵۵ پرفرماتے ہیں کہ:

''مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے۔ یہی وہ ہے کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے۔ خصوصاً وہابیہ، خصوصاً دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہل سنت کہتے، حنفی بنتے، چشتی نقشبندی بنتے، نماز وروزہ ہمارا سا کرتے، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ ورسول کو گالیاں دیتے ہیں، یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں۔

اوراسی کی ج:۶ ص:۳ پرتحریر فرماتے ہیں کہ:

کفراصلی کی ایک سخت قسم نصرانیت ہے اور اس سے بدتر مجوسیت، اس سے بدتر بت پرستی، اس سے بدتر وہابیت اور ان سے بدتر اور خبیث تر دیوبندیت......

پھرفرماتے ہیں:

اگرتمہاری نفرت اللہ کے لیے ہوتی تو افعال سے ایک درجہ ہی، بت پرستوں سے لاکھو درجہ ہوتی۔ اگر بت پرستوں سے لاکھ درجہ ہوتی دیوبندیوں سے کروڑ درجہ ہوتی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳)

اقول: فرقہ پھلواروریہ اس سے اربوں درجہ ہونی چاہیے کہ یہ دیوبندیوں سے بھی بدتر اور خبیث تر کہ یہ فرقہ پھلواروریہ حنفی، چشتی، نقشبندی بننے کے علاوہ قادری بھی بنتے ہیں اور عرس وفاتحہ اور میلاد وقیام سب کچھ کرتے اور عقائد کفریہ اور خیالات فاسدہ رکھتے، دیوبندیہ غیرمقلدیہ وغیرہما کے عقائد باطلہ اور اقوال ملعونہ پر مطلع ہونے کے باوجود ان کو مسلمان جانتے، پیروسنت گردانتے، متقی وپرہیزگار سمجھتے ہیں۔ **ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وشھدوا علیٰ انفسھم انھم کانو کافرین۔ معاذاللہ رب العٰلمین من شر المفسدین و کید الکافرین۔** (۱)

کتاب مذکور میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے بدمذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم اور فرق باطلہ کی رذالت وخساست

(۱) بدمذہبوں کے پیچھے نماز کا حکم ص 11 تا 15

اور ضلالت موشگاف کرنے کے بعد سنی بھائیوں کی رہنمائی فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''مسلمان بھائیوں کے فائدہ کے واسطے قدرے طول دیا ہے کہ دوست و دشمن کے درمیان فرق جانیں۔ پاک و ناپاک کے درمیان امتیاز کریں۔ تہتر فرقوں میں بہتر کو دوزخی سمجھیں اور ایک ہی جماعت کو برحق اور جنتی اعتقاد کریں اور عقیدہ رکھیں کہ بلاشبہ جنتی فرقہ فرقۂ اہل سنت وجماعت ہے اور دیوبندیہ، وہابیہ، پھلواروِیہ، قادیانیہ، خارجیہ، ناصبیہ، رافضیہ، نیچریہ، چکڑالویہ وغیرہا فرقہائے باطلہ سب ناری ہیں۔ سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی کے گستاخ اور بدگو یا ان کے حامی ہیں، اس اطراف میں دیوبندیوں، وہابیوں، پھلواروِیوں کا فتنہ سخت ہے۔ ان سب سے جدا رہنا، تعلق منقطع کرنا فرض اور اہم فرض ہے۔(۱)

پھر کتاب کے اختتام پر تحریر فرماتے ہیں:

''قرآن وحدیث کا فیصلہ ہے مسلمانو! ہوشیار رہو، بدمذہب کی صحبت سے بچو، اپنے ایمان کی حفاظت کرو، دشمن رسول سے کبھی برادری نہ کرو، تمہارا برادر وہی ہے جو تمہارا ہم مذہب ہے۔ وہابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف سے چڑھتا ہے۔ خداوند کریم اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریفیں کرتا ہے، قرآن پاک اور حدیث پاک حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف سے پر ہے لیکن اس کو دکھائی نہیں دیتا کیوں دیکھائی نہیں دیتا کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جلن ہے، عداوت ہے، دشمنی ہے اور جسے رسول سے دشمنی، ہو ان کی تعریف سے جلن ہو، کڑھ ہو تو مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔ مسلمانو! ابھی بھی ہوش سنبھالو! اپنے اور غیر کو پہچانو، جو تمہارا ہم مذہب ہے وہ تمہارا برادر ہے، جو تمہارا ہم عقیدہ اور ہم مذہب نہیں وہ تمہارا برادر نہیں۔ یہی قرآن وحدیث اور فقہ کی کتابوں سے ثابت ہے۔(۲)

غیر مقلدین کا رد:

غیر مقلدین وہابی یا اہل حدیث کے اعتقادی فسادات اور شان خدا رسول میں گستاخیوں سے پردہ پچھلے صفحات میں اٹھایا جا چکا ہے وہابی کے عنوان سے۔ غیر مقلد یا اہل حدیث بھی وہابی کو ہی کہا جاتا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ اعتقادی خباثت کے علاوہ فروعی اور فقہی مسائل میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے اصحاب کرام اور سلف صالحین کی مخالفت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ، احادیث کا سہارا لے کر احادیث کی کھلی مخالفت کرتے ہیں اور اس راہ سے بھی عوام کو ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسے قرآت خلف الامام کے نام پر اختلافات وگمراہیت پھیلاتے ہیں۔ جبکہ وہ کسی بھی امام کی تقلید اس باب میں نہیں کرتے، بلکہ وہ تقلید ائمہ پر شرک وکفر کا فتویٰ لگاتے ہیں (معاذ اللہ) مگر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے غیر مقلدین کا تعاقب کرنا یہاں بھی نہیں چھوڑا، بلکہ ایک تفصیلی فتویٰ میں زبردست انداز میں رد فرمایا ہے اور لاجواب کر دیا ہے۔ آپ امام کے پیچھے قرأت کے ناجائز ہونے کے سلسلے میں آیت واحادیث واقوال ذکر کرنے کے بعد رقم فرماتے ہیں:

(۱) بدمذہبوں کے پیچھے نماز کا حکم ص28
(۲) بدمذہبوں کے پیچھے نماز کا حکم ص32

’’مذکورہ بالا آیت قرآنیہ واحادیث نبویہ وآثار صحابہ واقوال ائمہ سے بفضل اللہ وبحمد اللہ وبکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت خلف الامام کی ممانعت ثابت اور مذہب حنفیہ کی حقانیت وصداقت آفتاب نیم روز کی طرح روشن ومبین۔ مخالفین غیر مقلدین کے پاس کوئی حدیث، کوئی دلیل ایسی نہیں جس کو ان دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے مقابل پیش کر سکے‘‘۔(۱)

اور پھر اس رسالہ مبارکہ کے اخیر میں غیر مقلدین کے استدلال سخیف اور اس کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

’’قرأت خلف الامام کی تائید میں سب سے زیادہ اعتماد جس حدیث پر کیا جاتا ہے جسے ان (غیر مقلدین) کا مدار مذہب کہا جائے تو بے جانہ ہوگا، صحیحین کی حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ ہے کہ نماز بے فاتحہ کے نہیں ہوتی‘‘

دوسری دلیل: حدیث مسلم شریف ’’من صلیٰ صلوۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج ہی خداج غیر تام۔ ترجمہ: جس نے کوئی نماز بے فاتحہ پڑھی وہ ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے۔

جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تمہارے لئے مفید نہ ہمارے لئے مضر۔ اس سے قرأت خلف الامام کا وجوب ہرگز ثابت نہ ہوگا۔ بلکہ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز تام نہیں ہوتی۔ ہم خود مانتے ہیں کہ بے فاتحہ امام کی ہو خواہ مقتدی کی نماز کامل نہیں ہوتی۔ مگر مقتدی کے حق میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لیے امام کی قرأت کافی ہے اور امام کا پڑھنا بعینہٖ مقتدی کا پڑھنا ہے کما مر سابقاً۔ یہ تم نے کہاں سے سمجھ لیا کہ مقتدی جب تک خود نہ پڑھے گا اس کی نماز بے فاتحہ رہے گی اور فاسد ہوجائے گی؟ جب امام قرأت کرے گا تو اس کی بھی قرأت حکماً ہوجائے گی۔ آخر ’’قرأۃ الامام قراءۃ لہ‘‘ کا کیا مطلب ہوگا؟ تو امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے سے قرآن وحدیث دونوں پر عمل ہوجاتا ہے۔ اور پیچھے قرأت کرنے سے آیت قرآن پر عمل نہیں ہوسکے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کرے۔ (احسن الکلام فی رد القرأۃ خلف الامام)

غیر مقلدین جو خود کو اہل حدیث کہتے ہیں اور ہر بات میں حدیث ہی کا حوالہ مانگتے ہیں ان کے رد کے بعد چند سوالوں کا حدیث کی روشنی میں جواب طلب فرمایا ہے جن کا جواب وہ مرتے دم تک نہیں دے سکتے۔ وہ سوال آپ بھی ملاحظہ فرمائیں اور غیر مقلدین سے ان کا جواب مانگیں، ان شاء اللہ صبح قیامت تک جواب ان سے نہیں بن پائے گا:

’’ان سے پوچھئے کہ (۱) کوئی رکوع میں امام کے ساتھ ملا اس کو وہ رکعت ملی یا نہیں؟ اگر ملی تو بے فاتحہ کیسے مل گئی؟ (۲) یہ فاتحہ شروع کیا کہ امام رکوع میں چلا گیا اب یہ فاتحہ پڑھے یا رکوع میں جائے؟ (۳) اس نے فاتحہ شروع کی اور امام نے ولا الضالین کہا یہ آمین کب کہے؟ (۴) درمیان فاتحہ میں اگر آمین کہے گا تو اس کا ثبوت کس حدیث میں ہے؟ (۵) اگر اپنی فاتحہ ختم کرنے کے بعد کہے گا تو امام کے ولا الضالین پر کیا کہے گا؟ جو جواب دو حدیث دیکھا کر دو۔ آمین کا ثبوت بخاری کے کس حدیث سے ہے؟‘‘(۲)

---

(۱) احسن الکلام فی رد القرأۃ خلف الامام

(۲) احسن الکلام فی رد القرأۃ خلف الامام

تراویح اور غیر مقلدین:

غیر مقلدین کے فتنوں میں سے ایک فتنہ اور ہتھکنڈا تراویح ہے۔صحابہ وتابعین اور ائمہ سلف وخلف کا بیس رکعات پر عمل و اجماع اور یہی سنت نبویہ علیٰ صاحبہا افضل التسلمیات ہے۔جبکہ غیر مقلدین بیس رکعات تراویح کو بدعت اور آٹھ رکعات کو سنت کا قول کر کے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی سازش کرتے رہتے ہیں اور رمضان شریف کے موقع پر ایک طوفان بدتمیزی پیدا کر دیتے ہیں۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اس منحوس فرقہ کے نظریات ومعتقدات اور آٹھ رکعات تراویح کے حوالے سے ان کے مظنونات وغیر مضبوط دلیلوں کا بلیغ انداز میں دلائل و براہین کا انبار لگا کر ایسا ردفرمایا ہے کہ اگر اس مبارک رسالہ کا مطالعہ دنیائے غیر مقلدیت تعصب کا عینک ہٹا کر کرلے تو ان کے دل وچشمہائے کور انوار ادلہ حنفیہ سے روشن ہو جائیں اور گمراہی وعصبیت کا اندھیرا ابھی چھٹ جائے۔بیس رکعات تراویح کے ثبوت اور غیر مقلدین کے افکار کاسدہ کے بطلان میں اتنے مضبوط دلائل جمع کر دئے ہیں اور پھر اپنی توضیحات کے ستاروں سے انہیں چکاچوند کر دئے ہیں کہ جہاں ایک ایک اقتباس کی سطر سطر سے مذہب حنفیہ کی حقانیت کی خوشبو محسوس ہوتی ہے وہیں آپ کے تبحر علمی، علم حدیث میں درک وملکہ اور مذہب ومسلک کی صداقت کو اجاگر کرنے کا جذبہ بیکراں بھی محسوس ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

آپ نے اپنی کتاب مستطاب برکات المفاتیح میں بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں دلائل انبار لگا دئے ہیں، کثرت دلائل کی چکاچوند سے غیر مقلدین کی آنکھیں بھی چوندھیا جائیں گی اور اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو ہدایت کا نور بھی میسر ہوگا ورنہ تو **ختم اللہ علیٰ قلوبھم** کا تازیانہ قیامت تک برستا رہے گا۔اہل سنت مقلدین کے موقف کہ تراویح بیس رکعات ہے اس سے کم (آٹھ نہیں ہے) کے ثبوت احادیث کریمہ اور ان مبارک احادیث کی توضیح میں محدثین کے اقوال پیش کرنے کے بعد اپنا علمی تبصرہ اس طرح لکھتے ہیں:

''ان احادیث کریمہ کے متون وشروح سے ثابت ہوا کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں لوگ بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔حضرت عثمان غنی اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں بیس رکعت صحابہ اور غیر صحابہ پڑھتے رہے۔اور بیس رکعت پر خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کا اجماع ہوا اور بیس رکعت تراویح پر جمہور علماء، فقہاء، صلحا، محدثین، عام مومنین مسلمین کا عمل رہا۔حرمین شریفین میں بیس رکعت تراویح اب تک پڑھی جاتی ہیں۔ان مذکورہ کتب معتبرہ اور احادیث صحیحہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اصل تراویح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اور بیس رکعت پڑھنا، ہمیشہ پڑھنا سنت صحابہ، سنت تابعین، ائمہ، مجتہدین اور فقہائے دین متین ہے۔حنفیہ، شافعیہ، حنبلیہ، مالکیہ کا عمل بیس پر ہے۔اہل مکہ مکرمہ اور اہل مدینہ منورہ زادہما اللہ شرفاً وتکریما کا عمل بیس پر رہا ہے اور اہل مدینہ نے بیس پر جو زائد سولہ پڑھی ہیں وہ در اصل نفل ہیں اور اہل مکہ کی مساوات کے لیے ہے کہ وہ ہر چار رکعت پر بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے، اہل مدینہ نے طواف کے بدلے چار چار رکعتیں نفل پڑھیں کہ وہاں طواف نہیں کر سکتے تھے۔اور وہ روایت کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابی ابن کعب اور تمیم

داری کو گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا اس روایت میں سخت اضطراب ہے۔ مؤطا امام مالک کی روایت میں اس حدیث کے راوی محمد بن یوسف سے گیارہ رکعتیں منقول ہوئیں اور محمد بن نصر مروزی نے انہیں سے تیرہ رکعات نقل کیں۔ محدث عبدالرزاق نے انہیں سے اکیس رکعتیں نقل کیں۔ کما مر عن فتح الباری فی شرح البخاری جلد چہارم، ص ۲۹۸ مضطرب حدیثیں لائق اعتبار نہیں ہوتیں۔ ابن عبدالبر نے فرمایا یہ روایت وہم ہے صحیح یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو بیس رکعت کا حکم دیا۔ یہ ہوسکتا ہے اولاً مع وتر گیارہ پڑھی، پھر تیرہ پھر بیس تراویح پر تمام صحابہ کا اتفاق ہوگیا، جیسا کہ لمعات میں گذرا۔"(۱)

پھر کتاب کے اختتام سے کچھ پہلے بیس رکعات تراویح کے ثبوت میں احادیث کی مستند کتابوں، محدثین کی کتب شروحات، فقہائے عظام کے اقوال اور سلف وخلف کے تعامل ومعمولات، یہاں تک کہ دیابنہ اور غیر مقلدین کے سرغنہ وپیشوا ابن تیمیہ کی عبارتوں کو پیش کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"ان مذکورہ بالا کتب احادیث کریمہ وکتب فتاویٰ فقہیہ اور ان کے شروح وحواشی، بخاری شریف، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، مؤطا شریف، عمدۃ القاری، فتح الباری، ارشاد الساری، مرقاۃ، اشعۃ اللمعات، شرح معانی الآثار، نور الایضاح، مراقی الفلاح، حاشیہ مراقی الفلاح، قدوری، حاشیہ قدوری، شرح وقایہ، کنز الدقائق، حاشیہ کنز الدقائق، ہدایہ، حاشیہ ہدایہ، شرح ہدایہ، فتح القدیر، کفایہ، عنایہ، المختار، در المختار، رد المحتار، در المنتقی، مجمع الانہر، فتاویٰ عالمگیریہ کتاب المیزان، کتاب الفقہ من المذاہب الاربعہ، فتاویٰ سراجیہ، بدائع الصنائع، فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ امجدیہ، فتاویٰ عبدالحئ، فتاویٰ دار العلوم دیوبند وغیرہا سے آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن ومنور کہ تراویح کی رکعتیں بیس ہیں اور بیس ہی مؤکدہ اور سنت عین ہیں۔ اور یہی راجح، یہی افضل، یہی وسط، یہی معمول بہا، اسی پر خلفاء راشدین، امیر المؤمنین، غیظ المنافقین، اعدل الاصحاب، الموافق رأیہ بالوحی والکتاب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ، وامیر المؤمنین، امام المتصدقین، عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وامیر المؤمنین، امام الواصلین، دفاع المعضلات والمصائب علی بن ابی اطالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع واتفاق۔ آٹھ کی بدعت غیر مقلدین خذلہم المولیٰ نے نکالی ہے۔ مسلمانو! یہ اپنے کو اہل حدیث بنتے ہیں مگر ان کا عمل حدیث پر نہیں اگر حدیث پر ہوتا تو بیس پڑھتے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔" کہ میری سنت کے مطابق عمل کرو اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو اپناؤ۔ اور خلفائے راشدین نے بیس پڑھی اور یہ اس کے مخالف ہیں۔(۲)

وہابی سے رشتہ اور شیر نیپال کا فتویٰ:

وہابی کے یہاں شادی بیاہ جائز ہے یا نہیں اور اس کے نقصانات کیا ہیں اس حوالے سے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ایک استفتا کے جواب میں تفصیل کے ساتھ کئی ایک احادیث کریمہ کی روشنی میں بیان فرمایا ہے، اس مبارک فتویٰ سے ان علمائے نیپال کو

---

(۱) بیس رکعات تراویح دلائل کی روشنی میں
(۲) بیس رکعت تراویح دلائل کی روشنی میں

استفادہ ونور حاصل کر کے اپنی فکر کو بالیدگی اور عقیدہ کو پختگی بخشنا چاہئے جو حالات زمانہ سے چشم پوشی کرتے ہوئے غلط تاویل کا سہارا لے کر وہابیوں کے ساتھ نکاح کو جائز ٹھہرانے ناپاک کوشش کرتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کے اس طرح کے فتویٰ سے سنیت کا کس قدر نقصان ہوگا اور وہابیت کے فروغ کے راستے کھلیں گے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اس کی صحبت میں دینا حرام اور سخت حرام ہے کہ یہ گمراہ اور گمراہ گر ہیں۔ ہر بے دینوں سے بڑھ کر بے دین، ہر ظالموں سے بڑھ کر ظالم، ہر کافروں سے بدتر کافر ہیں۔ شان الوہیت وشان رسالت کے گستاخ ہیں، سرکار دوعالم، مالک رقاب امم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم سے بھاگنے والے اور چڑھ رکھنے والے ہیں، خداوند کریم اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں۔ علمائے حرمین شریفین زادہم اللہ تعالیٰ شرفاً تعظیماً نے بالاتفاق ان پر کفر وارتداد کا فتویٰ دیا ہے، ان سے میل جول حرام بتایا ہے، شرع شریف سے بہت دلائل قائم ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین۔''

ترجمہ: نصیحت پانے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ اور وہابی سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:'' ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔'' میل نہ کرو ظالموں کی طرف کہ تمہیں دوزخ کی آگ چھوئے۔

(۱) حدیث شریف میں ہے:''لا تصاحب الا مومنا ولا یاکل طعامك الا تقی۔'' صحبت نہ رکھ مگر ایمان والوں سے اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار۔ رواہ احمد والترمذی وغیرہما۔

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:''انما مثل الجلیس الصالح وجلیس السوء کحامل المسك ونافخ الکیر فحامل المسك اما ان یحذیك واما ان تبتاع منه واما ان تجد منه ریحاً طیبة ونافخ الکیر اما ان یحرق ثیابك واما ان تجد منه ریحا خبیثة۔''

ترجمہ: نیک ہم نشیں اور بد جلیس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک کے پاس مشک ہے دوسرا دھکنی دھونک رہا ہے مشک والا یا تو تجھے مشک دے یا تو اس سے مول لے گا اور کچھ نہ سہی تو خوشبو تو آئے گی۔ اور وہ دوسرا یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو اس سے بدبو پائے گا۔

(۴) حدیث شریف میں ہے:''ایاك وقرین السو فانك به تعرف۔

ترجمہ: برے ساتھی سے بچ کہ تو اسی کے ساتھ پہچانا جائے گا۔

(۵) حدیث پاک میں:''لا تجالسوا اھل القدر۔''

ترجمہ: قدریہ کے پاس نہ بیٹھو اور نہ انہیں پاس بیٹھاؤ۔ اور وہابی تو اس سے بھی بدتر ہے، تو پھر اس کی پرورش میں بچی کو دینا

کیسے روا ہوگا۔

(۶) سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”**سیاتی قوم یسبونهم وینقصونهم فلا تجالسولهم ولاتشاربوهم ولا تآکلوهم ولاتنا کحوهم**۔“

ترجمہ: اور عنقریب ایک قوم آئے گی جو اصحاب اور اصہار کو برا کہے، گی ان کے شان کو گھٹائے گی تم ان کے پاس مٹ بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ کھانا کھانا، نہ شادی بیاہ کرنا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بُرا کہنے والوں کا یہ حکم ہے تو خدا اور سول کی جناب میں گستاخیاں کرنے والوں کی نسبت کس قدر سخت حکم چاہیے، عبرت پکڑو سنیو!

(۷) حدیث شریف میں ہے: ”**تقربوا الی اللہ ببغض اهل المعاصی والقوهم بوجوه مکفهرة والتمسوا رضا اللہ بسختطهم وتقربوا الی اللہ بالتباعد عنهم**۔“

ترجمہ: اللہ کی طرف تقرب کرو اہل معاصی کے بغض سے اور ان سے ترشروئی کے ساتھ ملو اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ان کی خفگی میں ڈھنڈو اور اللہ کی نزدیکی ان کی دوری سے چاہو۔ لڑکی کو وہابی کی پرورش میں دینا اس سے محبت کی دلیل ہے اور اس سے محبت زہر قاتل سے زیادہ برا کہ اس سے جان جاتی ہے اور اس سے ایمان۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: ”ومن یتولهم منکم فانه منهم۔“ جو تم میں ان سے دوستی کرے گا انہیں میں شمار کیا جائے گا۔

حدیث شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”**من احب قوماً حشرہ اللہ فی زمرتهم**۔“ جو جس قوم سے دوستی کرے گا اللہ اس کو انہیں کے گروہ میں اٹھائے گا۔ صحبت بد کا بہت برا اثر ہوتا ہے اسی لیے حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں:

صحبت صالح ترا صاحب کند صحبت طالح ترا طالح کن

تاتوانی دور شو از یار بد یا ربد بدتر بود از مار بد (فتاویٰ برکات)

اس فتویٰ کے اخیر میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے وہابیوں کے ساتھ شادی بیاہ کرنے والے سنی مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو بیدار کرنے کے لئے جو انداز اختیار فرمایا ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

”وہابیت کی آفت سب سے اشد جہاں دیکھو اس کی وجہ سے فتنہ۔ **العیاذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ**۔ کتنے شرم کی بات ہے کہ آدمی کے ماں باپ کو اگر کوئی گالی دے تو اس کی صورت دیکھنے کو روادار نہیں ہوتا اور خدا اور سول خدا کو برا کہنے والوں کو ان کی تعظیم سے بھاگنے کو روادار نہیں ہوتا اور خدا اور سول خدا کو برا کہنے والوں کو ان کی تعظیم سے بھاگنے والوں کو ایسا یار غار بنائے کہ بچی پرورش کو دے وہ کیسا سنی مسلمان ہے؟ **العیاذ باللہ**۔ (فتاویٰ برکات حصہ ہفتم)

اسی طرح فتاویٰ برکات حصہ ہشتم میں ایک مقام پر وہابی کو گمراہ وجہنمی ہونے پر چند احادیث کریمہ بیان کرنے کے بعد آپ اہل سنت کی روحوں کو جھنجھوڑتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''شادی بیاہ کرنے سے یا ان کے ساتھ کھانے پینے سے یا ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے حدیث پر عمل ہو ہی نہیں سکتا، لہٰذا مسلمانوں خدا کا خوف رکھو کہ وہ شدید العقاب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرماؤ کہ وہ شفیع ہیں ان کی بارگاہ میں سب کو جانا ہے۔ (فتاویٰ برکات ہشتم)

ایک حیلہ کا رد:

وہابی اور دیابنہ سے جو نکاح کے خواہاں ہوتے ہیں خواہ کسی بھی حرص کی وجہ سے تو اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایسے لوگ حیلہ تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کسی طرح بھی شادی بیاہ کرنے کا جواز مل جائے اور نفس وہوس کو تسکین کا سامان فراہم کریں، ناخواندہ لوگوں، باباؤں اور ٹھگ و بے شرع پیروں سے مسئلہ پوچھ کر جواز کا فتویٰ حاصل کر لیتے ہیں اور رشتہ داری کر کے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو خطرات ونقصانات اور ہلاکتوں کے گڈھوں میں ڈال دیتے ہیں۔ ایسے حیلہ و بہانہ اور خود ساختہ عذر کا رد کرتے ہوئے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''ایسے لوگ احکام شرع سے بے بہرہ ہیں ان کی باتوں پر عمل جائز نہیں۔ کیا علم ودانش کے دعویداروں اور ان پیروں کو خبر نہیں کہ جماعت وہابیہ، یا دیوبندیہ، رافضیہ وغیرہا فرقۂ باطلہ سے برادری کرنے میں نقصان ہی نقصان ہے اور دونوں جہاں کا خسران ہی خسران مثلاً پیر صاحب یا مدعی علم ودانش نے کسی وہابی یا دیوبندی کو اپنا برادر بنایا اس کی لڑکی سے اپنا لڑکا کا نکاح کیا۔ لڑکا دیوبندی، یا وہابی کا داماد بنا اس سلسلہ میں وہابیہ دیوبندیہ سے گفت وشنید ہوگی یا نہیں؟ ان سے سلام وکلام ہوگا یا نہیں؟ اس کا اس کے یہاں اور اس کا اس کے وہاں آنا جانا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا ہوگا یا نہیں؟ ضرور ہوگا اور یقینا ہوگا یہ بیمار پڑے یا وہ یہ مرے یا وہ عیادت اور جنازے کی شرکت کو جائے گا یا نہیں؟ ضرور جائے گا اور یقینا جائے گا، یہ سب باتیں حرام وناجائز ہیں یا نہیں؟ ضرور ہیں اور یقینا قطعاً اجماعاً حرام ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۹۰ پر فرماتے ہیں: ''ان سے (یعنی وہابیہ دیوبندیہ وغیرہا فرقۂ باطلہ سے) میل جول قطعی حرام، ان سے سلام وکلام حرام، انہیں پاس بیٹھانا حرام، ان کے پاس بیٹھنا حرام، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت حرام، مرجائیں تو مسلمانوں کا سا انہیں غسل وکفن دینا حرام، ان کا جنازہ اٹھانا حرام، ان پر نماز پڑھنا حرام، انہیں مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام، ان کے قبر پر جانا حرام، انہیں ایصال ثواب کرنا حرام، مثل نماز جنازہ۔'' (۱)

مذکورہ فتویٰ کو ارشادات اعلیٰ حضرت سے مزین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اور اسی کے جلد پنجم ص ۱۳۷ پر ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدمذہبوں کی نسبت فرمایا: ''**لا تؤاکلوھم و لا تشاربوھم و لا تنا کحوھم**۔'' یعنی ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور پانی نہ پیو اور بیاہ شادی نہ کرو۔ اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر سے نقل کی ہے کہ: ''ہر کہ با بدعتیاں انس و دوستی پیدا کند نور ایمان و حلاوت آں از وے برگیرند'' اور طحطاوی حاشیہ درمختار سے نقل کیا: ''**من کان خارجا من ھذہ المذاھب الاربعۃ فی ذلک الزمان فھو من اھل البدعۃ و**

(۱) فتاویٰ برکات حصہ ہفتم

النار۔‘‘ جواس زمانے میں ان چاروں مذہب سے خارج ہو وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔ بالجملہ اگر غیر مقلد عقیدہ کفریہ رکھتا ہوتو اس سے نکاح محض باطل وزنا ہے کہ مسلمان عورت کا کافر سے نکاح اصلاً صحیح نہیں اور اگر عقیدۂ کفریہ نہ بھی رکھتا ہوتو بدمذہب سے مناکحت بحکم آیت وحدیث منع ہے ملخصا (فتاویٰ برکات حصہ ہفتم)

پھر آگے آپ فتاویٰ رضویہ سے استفادہ کرتے ہوئے بلکہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک فتویٰ نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’اور اسی کے ص ۵، ص ۱۴۸ پر ہے:

’’بدمذہب کتا ہے یا نہیں؟ ہاں ضرور ہے۔ بلکہ کتے سے بھی بدتر و ناپاک تر، کتا فاسق نہیں۔ اور یہ اصل دین و مذہب میں فاسق ہے۔ کتے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب شدید کا مستحق ہے۔ میری نہ مانو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث مانو ابو حاتم خزاعی اپنے جزء حدیثی میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ’’اصحاب البدع کلاب اهل النار۔‘‘ بدمذہبی والے جہنمیوں کے کتے ہیں امام دارقطنی کی روایت یوں ہے: ’’حدثنا القاضی الحسین بن اسمٰعیل نا محمد بن عبد الله المخرمی نا اسمٰعیل بن ابان نا حفص بن غیاث عن الاعمش عن ابی غالب عن ابی امامة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اهل البدع کلاب اهل النار۔‘‘ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بدمذہب لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں۔ ابونعیم حلیہ میں انس ابن مالک رضی اللہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ’’اهل البدع شر الخلق والخلیقة الخلق الناس والخلیقة البهائم لاجرم۔‘‘ حدیث میں ان کی مناکحت سے ممانعت فرمائی۔ عقیلی وابن حبان حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ’’لاتجالسوهم ولاتشاربوهم الخ۔‘‘ بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، نہ کھانا کھاؤ، ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔ انتہی ملخصاً۔ اور ص ۱۴۷ پر ہے: ’’بدمذہب کی تعظیم حرام۔ متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ’’من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام۔‘‘ جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی اس نے اسلام کے ڈھا دینے میں مدد کی۔ رواه ابن عدی و ابن عساکر عن ام المؤمنین الصدیقة والحسن بن سفیان فی مسنده و ابو نعیم فی الحلیة عن معاذ بن جبل السجزی فی الابانه عن ابن عمرو کابن عدی عن ابن عباس والطبرانی فی الکبیر و ابونعیم فی الحلیة عن عبد الله بن بسر والبیهقی فی شعب الایمان عن ابراهیم بن میسرة التابعی المکی الثقة مرسلاً فالصواب ان الحدیث حسن بطرقه۔‘‘ علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ مبتدع تو مبتدع، فساق بھی شرعاً واجب الاہانت ہیں اور اس کی تعظیم ناجائز۔ علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں: ’’الفاسق العالم تجب الاهانته شرعاً فلا یعظم‘‘ امام علامہ فخر الدین زیلعی تبیین الحقائق پھر علامہ سید ابومسعود ازہری فتح المعین پھر علامہ سید احمد

مصری حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں: ''قد وجب علیهم اهانته شرعاً'' علامہ محقق سعد الملۃ والدین تفتازانی مقاصد و شرح مقاصد میں فرماتے ہیں: ''حکم المبتدع البغض والعداوۃ والاعراض عنه والاهانة والطعن واللعن''
(فتاویٰ برکات حصہ ہفتم)

اور اسی فتاویٰ برکات حصہ ہفتم میں ایک فتویٰ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''ہرگز ہرگز جائز نہیں کسی صورت روا نہیں، لڑکی اپنے باپ دادا کے مطابق مذہب وہابیہ پر ہے تو مرتدہ ہے اس کا نکاح عالم میں کسی سے نہیں ہوسکتا جس سے ہوگا باطل ہوگا اور زنائے خالص۔ کما فی الدر المختار و الهندیة و الفتاویٰ الرضویة وغیرها۔ اور اگر لڑکی مذہب وہابیہ، دیوبندیہ پر نہیں ہے، سنیہ ہے اپنے باپ دادا کے مذہب وہابیت و دیوبندیت سے بیزار ہے، ان کو ان کے کفریات کے باعث کافر و مرتد گردانتی ہے تو نکاح میں لائی جاسکتی ہے۔ لا باس به مگر یہ مستبعد ہے اور خلاف واقع۔ مشاہدات اور تجربات اس کے شاہد ہیں کہ اس سے مفاسد کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ محرمات شرعیہ میں مبتلا ہوکر دین و دنیا کا نقصان اٹھاتے ہیں۔ ولا حول و لا قوۃ الا باللہ جو لوگ اس طرح کا حکم دیتے ہیں وہ ناعاقبت اندیش ہیں اور مقاصد شرع سے سخت غافل یا احکام شرع سے سخت جاہل دانستہ یا نادانستہ فتنہ فساد کو ہوا دینے والے اور مذہب اہل سنت و جماعت کو نقصان پہنچانے والے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں سمجھ دے و توفیق و ہدایت۔ حدیث شریف میں ایسوں کے بارے میں ارشاد ہے۔ ''فضلوا و اضلوا'' یعنی بے علم فتویٰ دے کر خود گمراہ ہونگے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔ العیاذ باللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (۱)

یہاں ایک مسئلہ کی طرف توجہ اور اس کا حل شرعی رقم ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی وہابی کے یہاں کر دیا اور بعد کو معلوم ہوا تو اب کرنا چاہئے، اسی کے نکاح میں رہنے دینا چاہئے یا واپس لا کر کسی سنی صحیح العقیدہ سے نکاح کر دینا چاہئے؟ تو اس اشکال کا حل آپ نے فتاویٰ رضویہ سے کرتے ہوئے اہل سنت کو ایک عظیم پریشانی اور بلا سے حفاظت فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اپنے عظیم الشان فتاویٰ رضویہ کے جلد پنجم میں ص ۱۹۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حنفی اگر اس میں مبتلا ہوا ہو یعنی اپنی لڑکی کسی وہابی کے نکاح میں دیدیا ہو تو اپنی لڑکی اسی دعویٰ سے واپس لے کہ نکاح ہوا ہی نہیں کہ طلاق کی ضرورت پڑے۔ لہٰذا ہندہ کو اس وہابی کے گھر ہرگز نہ بھیجیں اور کسی سنی اپنے مذہب کے آدمی سے شادی کر دیں اور وہابی بد دین مفسدین سے بچتے رہیں۔ کیونکہ یہ ایمان و اسلام کے رہزن ہیں، ان رہزنوں سے اپنے ایمان کو بچاتے رہیں۔ ان کے دھوکے میں نہ پڑیں ان کے روزہ، نماز کو نہ دیکھیں۔ حدیث پاک میں ہے ان کا روزہ، ان کی نماز، ان کا حج، ان کی زکوٰۃ، کوئی چیز (نیکی) بھی خدا کی

(۱) فتاویٰ برکات حصہ ہفتم

بارگاہ میں مقبول نہیں، لہٰذا ہمیشہ ان سے دور رہیں، دوسروں کو دور رہنے کی تلقین کریں۔(۱)

دیوبندیوں کے باطل نظریات و مزعومات اور ان کا رد حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تحریر کی روشنی میں گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔ مزید یہاں چند اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں تا کہ اندازہ لگایا جا سکے کہ کس شد و مد کے ساتھ آپ نے اس باطل فرقہ اور برے مذہب کا رد فرمایا ہے اور قرآن و احادیث کی روشنی میں ان کے نقصانات بیان فرما کر عوام اہل سنت کے ایمان اور عقیدے کی حفاظت کا سامان مہیا فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''دیوبندیوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح گستاخیاں کی ہیں، جن پر علماء عرب و عجم، ہند و سندھ نے ان کے بارے میں یہ فتویٰ دیا کہ کافر و مرتد ہیں۔ حتیٰ کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انہیں کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے۔ قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کا انکار کیا۔ اس نے لکھا کہ ''آپ کا خاتم ہونا بایں معنی کہ آپ سب میں پچھلے نبی ہیں عوام کا خیال ہے۔ یہ مقام مدح میں ذکر کے لائق نہیں'' حالانکہ اس پر امت کا اجماع ہے کہ خاتم النبین کا معنیٰ آخر الانبیاء ہے اور جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء نہ مانے وہ کافر ہے۔ اگر چہ نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، حج کرے، قرآن پڑھے، پڑھائے۔ رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی نے براہین قاطعہ میں شیطان لعین کے لئے وسعت علم ثابت مانا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی وسعت کا انکار کیا۔ اور شیطان لعین کے علم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سے زیادہ بتایا۔ اس میں بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی توہین ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی یا ان کے برابر بتایا ہے۔ دونوں صورتوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین ہے۔ اس پر بھی امت کا اجماع ہے کہ جو شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے وہ کافر ہے۔ شفا شریف اور اس کی شرح اور رد المحتار میں ہے:

اجمع المسلمون علیٰ ان شاتم النبی کافر من شك فی عذابہ و کفرہ کفر۔ مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے ایسا کہ جو اس کے کافر ہونے میں اور مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم، ص: ۹۰ پر فرماتے ہیں:

طوائف مذکورین وہابیہ، نیچریہ و قادیانیہ و غیر مقلدین و دیوبندیہ و چکڑالویہ خذلھم اللہ تعالیٰ اجمعین اس آیت کریمہ کے مصداق بالیقین اور قطعاً یقیناً کفار و مرتدین ہیں۔ ان میں ایک آدھ اگر چہ کافر فقہی تھا اور صدہا کفر اس پر لازم تھے جیسے دھلوی مگر اب اتباع و اذناب میں اصلاً کوئی ایسا نہیں جو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر کلامی نہ ہوا ایسا کہ من شك فی کفرہ فقد کفر۔ جو ان کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، ان سے میل جول قطعی حرام، ان سے سلام و کلام حرام، انہیں پاس بٹھانا حرام، ان کے پاس بیٹھنا حرام، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت حرام، مر جائیں تو انہیں مسلمانوں کا سا غسل و کفن دینا حرام، ان کا جنازہ اٹھانا حرام، ان پر نماز پڑھنا حرام، انہیں مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام، ان کی قبر پر جانا حرام، انہیں ایصال

(۱) فتاویٰ برکات حصہ ہشتم

ثواب کرنا حرام ۔مثل نماز جنازہ کفر قال اللہ تعالیٰ واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پران ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں۔ وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ: لا تجالسوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم واذا مرضوا الا تعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم۔ نہ ان کے پاس بیٹھوں، نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ، نہ ان کے ساتھ پانی پیو، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، مرجائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ۔ نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

رب عز وجل فرماتا ہے: ولا تصل علیٰ احدٍ منھم مات ابداً ولا تقم علیٰ قبرہٖ۔ ان میں کبھی کسی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا، نہ اس کی قبر پر کھڑا ہونا۔ جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان سے محبت رکھے وہ انہیں کی طرح کافر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ومن یتولھم منکم فانہ منھم۔ (پ:٦ ع:١٢) تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے وہ بیشک انہیں میں سے ہے۔ اور ان کا حشر انہیں کافروں کے ساتھ ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من احب قوما حشرہ اللہ معھم۔ جو کسی قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اسی قوم کے ساتھ اس کا حشر کرے گا۔ جو ان کو عالم دین یا پیروئے سنت سمجھے قطعاً کافر و مرتد ہے۔ شفاء قاضی عیاض و ذخیرۃ العقبیٰ و بحر الرائق و مجمع الانہر و فتاویٰ بزازیہ و در مختار وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ جب اس کو مسلمان سمجھنا درکنار ان کے کفر میں شک کرنا موجب کفر ہے تو معاذ اللہ انہیں عالم دین یا پیروئے سنت سمجھنا کس درجہ اخبث کفر ہوگا وذالك جزاء الظلمین۔ اللہ عز وجل سب خبثاء کے شر سے پناہ دے اور مسلمان بھائیوں کی آنکھیں کھولے۔ اور دوست دشمن پہچاننے کی تمیز دے۔ انتہیٰ ملخصاً۔ (فتاویٰ برکات حصہ سوم)

فتنہ قادیانیت اور اس کا رد:

باطل فرقوں کی بات کریں تو ان فرقوں میں ایک اور فرقہ ہے جو نہایت دجالی فرقہ اور ایمان کش گروہ ہے۔ بلکہ وہ فرقہ نہیں وہ ایک اسلام سے ہٹ کر الگ مذہب ہے۔ اور وہ مذہب قادیانیت یا جماعت احمدیہ ہے، جس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ یہ پلید صفت انسان اللہ سبحان تعالیٰ کے دین کا کھلا دشمن، قرآن وسنت کا منکر، اللہ عز وجل کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ، عامۃ المسلمین کے عدو، ننگ دین اور بدترین مخلوق ہے، جس نے قادیانیت کے نام سے ایک شیطانی مذہب و جماعت کو قائم کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہوگیا۔ نئے نئے عقیدے گڑھ لئے اور جو مسلمہ عقائد تھے ان کا انکار کر بیٹھا اور اللہ و رسول اور انبیائے کرام اور حضرت بی بی مریم کی شان پاک میں سخت توہین کی ہے۔

جب اس فتنہ نے سر ابھارا تو سرخیل علمائے اہل سنت نے بہت ہی زبردست انداز میں اس کا رد فرمایا اور کتابیں لکھ کر، تقریریں کر کے اور مناظرہ و مباحثہ کر کے اس کی خباثت و شرانگیزی اور مکاریوں و فریب کاریوں سے پردہ ہٹایا اور عوام اہل سنت کو

اس فتنہ سے بچایا۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے بھی ملک نیپال سے اس فتنہ کو کچلنے کے لئے اپنے فتاویٰ میں اس کے باطل عقائد و نظریات واضح فرمادئے ہیں اور ان کا رد فرما کر مرتد و غیر مسلم ہونے کا شرعی حکم تحریر فرما کر عوام کو اس کے مکر وفریب سے بچایا ہے۔ اس وقت یہ فتنہ نیپال میں بھی سر ابھار رہا ہے اس لئے اس وقت آپ کے اس مبارک فتویٰ کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے، جس کے مطالعہ اور اس کے مطابق عمل کرنے سے مسلمان اپنے ایمان وعقیدوں کو بچا سکتے ہیں۔ آپ فرقہ قادیانیہ کے حوالے تحریر فرماتے ہیں:

''انہیں طائفہ خبیثہ (دیوبندیوں، وہابیوں) کی پیداوار فرقۂ قادیانیہ ملعونہ ہے۔ نانوتوی نے دروازۂ نبوت کھولا اور مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔

شفاء شریف ج:۲ ص:۲۴۷ میں ہے:

من ادعیٰ النبوۃ لنفسه او جوزا کتسابها و کذٰلك من ادعیٰ منهم انه یوحی الیه و ان لم یدعی النبوۃ الیٰ ان قال فهٰؤلاء کلهم کفار مکذبون للنبی صلی الله علیه وسلم لانه اخبر صلی الله علیه وسلم انه خاتم النبیین لا نبی بعده کما تقدم۔

یعنی جو شخص اپنے لیے نبوت کا دعویٰ کرے یا اس کے حصول کو ممکن جانے، ایسے ہی اس بات کا جو دعویٰ کرے کہ اس کے پاس وحی آتی ہے گرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے تو سب کے سب کافر ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والے ہیں۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مرزا نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ طرح طرح کے خرافات، لغویات، کفریات بکنے لگا، انبیائے کرام علیہم السلام کی شان پاک میں بالخصوص حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ صلاۃ اللہ اور انکی والدہ ماجدہ عفیفہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی شان جلیل میں نہایت بے باکی کے ساتھ گستاخیاں کرنے لگا۔ مرزا کا مدعی نبوت بنناہی اس کے کافر واکفر ہونے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنے کے لیے کافی تھا۔ ایسے شخص کے کافر و مرتد ہونے میں کسی مسلمان کو ہرگز شک نہیں ہوسکتا۔ اس کی کتاب میں فضولیات ولغویات کے انبار ہیں۔ اس شخص کے کفریات وہفوات بے شمار ہیں۔ بطور نمونہ اس کے اقوال بدتر از ابوال اسی کی کتابوں سے ذکر کردئے جاتے ہیں۔

(۱) ازالۂ اوہام ص: ۵۳۳ پر لکھتا ہے: خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔

(۲) انجام آتھم ص: ۵۲: اے احمد تیرا نام پورا ہوجائے گا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔

(۳) ص: ۵۵ پر لکھا ''تجھے خوش خبری ہو، اے احمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔''

(۴) توضیح مرام طبع ثانی ص: ۹ پر لکھتا ہے کہ: میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔

(۵) دافع البلا مطبوعہ ریاض ہندی ص: ۹ پر لکھتا ہے: سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(۶) ایک غلطی کا ازالہ ص: ۶۷۳ پر لکھتا ہے: میں احمد ہوں جو آیت مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمه احمد میں مراد ہے۔

(۷) انجام ص:۸۷ میں کہتا ہے: وما ارسلنك الا رحمة للعلمین۔ تجھ کو تمام جہاں کی رحمت کے واسطے روانہ کیا۔

(۸) دافع البلاص:۶ میں ہے: مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انت منی بمنزلة اولادی وانت منی وانا منك۔ یعنی اے غلام احمد! تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔

(۹) ازالۂ اوہام ص:۶۸۸ میں ہے: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام ووحی غلط نکلی تھیں۔

(۱۰) اور ص:۸ میں ہے: حضرت موسیٰ کی پیشینگوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پزیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھی تھیں۔ غایت مافی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیشینگوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔

(۱۱) ازالۂ اوہام: ص:۵۵۳ میں لکھتا ہے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چار پرندے کے معجزے کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے وہ بھی ان کا مسمریزم کا عمل تھا۔

(۱۲) اسی کے ص:۲۶ وص:۲۸ میں لکھتا ہے: قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں۔

(۱۳) اور ص:۵۳۳ میں لکھتا ہے: براہین احمد یہ خدا کا کلام ہے۔

(۱۴) اربعین ص:۲، ص ۱۳ پر لکھا: کامل مہتدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ

(۱۵) اور معیار ص:۱۳ پر ہے: اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔

(۱۶) ص:۱۳ وص:۱۴ میں ہے: خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔

(۱۷) کشتی ص:۱۳ میں ہے: مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔

(۱۸) نیز ص:۱۶ میں ہے: خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔

(۱۹) دافع البلاص:۲۰: اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو......اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(۲۰) انجام آتھم ص:۴۱ میں لکھتا ہے: مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔

(۲۱) کشتی ص:۵۶ میں ہے: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کلام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ شان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔

(۲۲) اعزاز احمدی ص:۱۴ میں ہے: عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں ان کی نبوت بھی ثابت نہیں۔

(۲۳) اسی کتاب کے ص:۲۴ پر لکھا کہ: کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے۔

مسلمانو! تمہیں معلوم ہے کہ شیطانی الہام کس کو ہوتا ہے؟ قرآن فرماتا ہے: تنزل علیٰ کل افاكٍ اثیمٍ۔ بڑے

بہتان والے سخت گنہگار پر شیطان اترتے ہیں۔

(۲۴) اسی صفحہ میں لکھا: ان کی پیشین گوئیاں غلطی سے پر ہیں۔

(۲۵) ص: ۱۴ پر لکھتا ہے: ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں صاف طور پر غلط نکلیں۔

غرض اس قادیانی دجال کے مزخرفات، ملعونہ کلمات، مردودہ ہفوات، ملعونہ کفریات، بہت زیادہ ہیں ان کے لیے دفتر چاہیے۔(۱)

قادیانی جماعت ومذہب اوراس کے بانی کے اسلام کے خلاف عقائد ونظریات باطلہ شمار کرانے کے بعد اس کے بانی پر شرعی حکم بیان کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

''مرزا اپنی کفریات کی بنا پر یقینا کافر ومرتد ایسا کہ وہی کافر بلکہ جو اس کے اس عقیدۂ ملعونہ اور اقوال مطرودہ پر مطلع ہوکر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، بلکہ جو اس میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر اور جو اس کی تکفیر میں چوں وچرا کرے وہ بھی کافر، بلکہ جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہوکر تاویلات کے جھوٹے حیلے، بہانے تلاشے وہ بھی کافر۔

شفاء شریف ج:۲،ص:۲۴۷ میں ہے:

نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل اووقف فیھم اوشك۔ ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے۔

صریح لفظوں میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے:

قال انا رسول اللہ اوقال بالفارسیة من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر۔

یعنی اگر کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہے یا کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں کافر ہوجائے گا۔(اس کی کوئی تاویل سنی نہیں جائے گی۔)

امام قاضی عیاض شفاء شریف ج:۲ ص:۱۹۱ پر فرماتے ہیں:

وقال احمد بن ابی سلیمان صاحب سحنون من قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان (معاذ اللہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اسود یقتل وقال فی رجل قیل لہ لاوحق رسول اللہ فقال فعل اللہ برسول اللہ کذا وذکر کلاماً قبیحاً فقیل لہ ماتقول یاعدو اللہ فقال اشد من کلامہ الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب فقال ابن ابی سلیمان للذی سئل اشھد علیہ وانا شریکك یرید فی قتلہ وثواب ذالك قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لایقبل۔

---

(۱) فتاویٰ برکات حصہ سوم

یعنی امام احمد ابن ابی سلیمان تلمیذ ورفیق امام سحنون رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) سیاہ فام تھے اسے قتل کر دیا جائے۔ انہیں سے ایک کمینہ شخص کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اس سے کہا گیا تھا کہ رسول اللہ کے حق کی قسم تو اس نے کہا اللہ رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور ایک قبیح کلام ذکر کیا، پھر اس مردک سے کہا گیا اے دشمن خدا تو رسول اللہ کے بارے میں کیا بکتا ہے؟ تو اس سے بھی سخت تر لفظ بکا پھر بولا میں نے تو رسول اللہ سے بچھو مراد لیا تھا۔ امام ابن ابی سلیمان نے فتویٰ پوچھنے والے سے فرمایا تم اس پر گواہ ہو جاؤ اور اسے سزائے موت دلانے اور اس پر جو ثواب ملے گا اس میں میں تمہارا شریک ہوں۔ (یعنی تم حاکم شرع کے حضور اس پر شہادت دو اور میں بھی سعی کروں گا کہ ہم تم دونوں بحکم حاکم اسے سزائے موت دلانے کا ثواب عظیم پائیں۔) امام حبیب ابن ربیع نے فرمایا یہ اس لیے کہ کھلے لفظ میں تاویل کا دعویٰ مقبول نہیں۔

اس مردک نے رسالت عرفی کو معنی لغوی کی طرف ڈھالا کہ بچھو کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلط کیا لیکن ایسی تاویل قواعد شرع کے نزدیک مردود ہے اس لیے کہ یہ تاویل نہایت دور کا ہے۔ جیسے کوئی اپنی عورت سے کہے تو طالق ہے اور کہے کہ میں نے تو یہ مراد لیا تھا کہ تو کھلی ہوئی ہے اور لغت کی آڑ لے کر کہے کہ لغت میں طالق کے معنی کشادہ ہیں (کھلی ہوئی) تو ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا۔

گنگوہی، انبیٹھی، نانوتوی، تھانوی، قادیانی کے اقوال کفریہ مذکورہ ایسے ہی صریحہ ہیں جن میں کوئی توضیح، کوئی تاویل نہیں ہوسکتی، نہ سنی جاسکتی، ایسے لوگوں سے دور رہنے کی احادیث کریمہ اور آیات قرآنیہ میں سخت تاکیدیں آئی ہیں۔(۱)

رد پھلواریت:

بہار و نیپال میں پھلواریت کا فتنہ بڑی تیزی سے پھیل رہا تھا، پیری مریدی کے نام پر پھلواریت کو فروغ دی جارہی تھی اور اس میٹھے طریقے سے بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو اپنے دام مکروفریب میں پھنسایا جارہا تھا۔ اس لئے ضرورت تھی کہ اس بڑھتے فتنہ کو قبل از وقت روکا جائے، گمراہیت کے اس اژدہا کو کچل دیا جائے، مگر ملک نیپال میں عملی طور پر کسی کی پیش رفت نہیں ہوئی، اللہ کی رحمتیں نازل ہوں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تربت اطہر پر جنہوں نے زمانہ طالب علمی ہی سے پھلواریت کی اصلیت، حقیقت اور اس کے افکار وعقائد کی تحقیق کرنی شروع کر دی اور بعد فراغت اس کے استیصال کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ پوری تندہی، جواب دہی اور جرأت و بہادری کے ساتھ اس فتنہ کا مقابلہ کرنے لگے اور اس کا بائکاٹ اور پھلواری پیروں سے جڑے لوگوں کو گمراہیت کی دلدل سے نکالنے لگے۔ ہندوستان کے اکابر علما سے رابطہ کرکے، فتاویٰ منگوا کر، جلسہ ومحافل کرکے تقریریں کرکے اور فتویٰ کے ذریعہ اس عظیم فتنہ کی بیخ کنی کرنے لگے۔ فتنہ پھلواریت کے خلاف ایک تحریک کا آغاز کیا اور پھر اہل حق علما نے بھی آپ کے اس تحریک اور مشن کا ساتھ دیا، آپ کو سراہا اور آپ کے فتویٰ کی حمایت وتصدیق کی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ملک نیپال میں اس فتنہ کو پروان چڑھنے سے روک دیا، اس کی جڑ کو اکھاڑ پھینکا اور جہاں جہاں وہ فتنہ پیر جما چکا تھا آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم لہرا دیا۔

---

(۱) ہدایت کا راستہ

پھلواریت کارد آپ کی ہر تقریر کا حصہ ہوتا، بلکہ یوں کہا جائے کہ پوری حیات دیگر فتنہ اور فرقہ کے خلاف محاذ آرائی کے ساتھ فتنہ پھلواریت کے خلاف قلمی اور تقریری جنگ آرائی کی اور فاتح کی حیثیت سے سنیت کا پرچم بلند کرتے اور سرخرو ہوتے رہے۔ 1393ھ میں ملک نیپال میں اپنی نوعیت کا پہلا جلسہ کروایا، جس میں ہند و نیپال کے درجنوں علما و مشائخ اور ہزاروں کی تعداد میں عوام اہل سنت نے شرکت کی۔ حضور سید العلما علیہ الرحمہ، مفتی سید عارف میاں رضوی علیہ الرحمہ، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ، شمس الاولیا علیہ الرحمہ، امین شریعت مفتی اعظم ہالینڈ مفتی عبدالواجد علیہ الرحمہ اور بھی دیگر مشہور و معروف اور علما و مشائخ شریک تھے۔ اس جلسہ میں پھلواریت کے رد میں تقریریں ہوئیں، عوام اہل سنت کو پھلواریت سے دور رہنے کی ہدایت و نصیحت کی گئی، پھلواری پیروں کی صحبت بد سے بچنے کی تلقین کی گئی اور سنی صحیح العقیدہ پیر طریقت کے ہاتھوں پر بیعت ہونے پر ابھارا گیا۔ بلکہ کثیر تعداد میں عوام اہل سنت نے حضور سید العلما علیہ الرحمہ کے مقدس ہاتھوں پر بیعت کی اور پھلواریت کی بیعت بھی توڑ دی اور اس سے توبہ بھی کی۔ جس سے وہ لوگ بوکھلاہٹ کے شکار بھی ہو گئے جو ملک نیپال میں پھلواریت کے مبلغ و حامی تھے۔ مختصر یہ کہ آپ نے فتنہ پھلواریت کو روکنے میں ایک ذرہ کوتاہی نہیں کی، جگہ جگہ تقریر پھلواریت کے خلاف کی، اپنے تلامذہ کا قافلہ اطراف و اکناف میں روانہ کیا اور فتویٰ کے شعلوں سے خرمن پھلواریت کو خاکستر کرنے کی سعی بلیغ کی۔

پھلواریت کے ٹھیکہ داروں اور عرس و چادر و گاگر کے نام پر اپنی پیری مریدی کا بازار گرام کر کے اپنے ظاہری وضع قطع اور اعتقادی سیاہ چہرے پر ظاہری سفید لبادہ اوڑھے اشخاص کی فہرست میں کئی ایک نام پھلواری پیروں اور ٹھگوں کے آتے ہیں، جن کی فکر و نظر اور اعتقادی غلط رویوں کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے انہیں پھلواری پیروں کے یہاں سے نکلنے اور شائع ہونے والے رسائل و کتب کی روشنی میں طشت از بام کیا ہے اور ان پر حکم شرعی بھی عوام اہل سنت کی رہنمائی کے لئے دلائل کی روشنی میں واضح فرما دئے ہیں۔ پیران پھلواری میں سے جس کے بارے میں بھی آپ نے لکھا دلائل کے ساتھ لکھا، انہیں کے یہاں سے شائع ہونے والی کتابوں میں چھپے ہوئے عقائد و افکار اور نظریات کی روشنی میں لکھا اور بہار کے معتمد و مستند علما و مشائخ اور مفتیان کرام کی شہادت کی روشنی میں لکھا۔ چنانچہ آپ اپنے ایک فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’پھر مجھے مفتی عبدالواجد صاحب مفتی ادارہ شرعیہ بہار نے بتایا کہ خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشین شاہ محی الدین کا بھی یہ مسلک تھا، وہ بھی علمائے دیوبند کی تکفیر کے قائل نہیں تھے۔ شاہ بدرالدین کے بارے میں مولانا عبیدالرحمن پوکھریروی نے بتایا کہ میرے سامنے شاہ بدرالدین سے علمائے دیوبند کے بارے میں دریافت کیا گیا تو جواب دیا کہ میں تفریق بین المسلمین نہیں چاہتا۔ اخیرین (شاہ محی الدین، شاہ بدرالدین) کے بارے میں مولانا مطیع الرحمن صاحب سابق مفتی ادارہ شرعیہ کی زبانی معلوم ہوا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے تھے کہ یہ بھی بگڑے ہوئے میں تھا یا بگاڑ بدرالدین سے شروع ہوا۔ دیگر معتبر ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علمائے پھلواروی علمائے دیوبند و فضلاء ندوہ و وہابیہ کے پیچھے نماز بشوق ادا کرتے ہیں اور ان سے راہ و رسم بھی رکھتے ہیں

اور رشتہ نکاح بھی کرتے ہیں اور ان کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی کھاتے ہیں۔‘‘(۱)

اپنے ایک فتویٰ میں پھلواریوں کے حوالے تحریر فرماتے ہیں:

’’رہا پھلواری والوں کا حال تو یہ بھی انہیں اشخاص مذکورہ کے ساتھی پراتی ہیں۔انہیں کی طرح یہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ لوگ پیری، مریدی کے ہرگز ہرگز لائق نہیں۔ ان سے دانستہ مرید ہونا کافر ہونا ہے۔ معاذ اللہ! واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ومنہ الہدایۃ والرشاد۔‘‘(فتاویٰ برکات حصہ چہارم)

سفر رد پھلواریت کے حوالے سے آپ اسی فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’پہلی دفعہ ۱۳۸۴ یا ۱۳۸۵ ہجری میں وہاں پہنچا عون احمد کے والد سے ملا کہ اس زمانہ میں وہی وہاں ہر اعتبار سے فائق مانے جاتے تھے۔ان سے گفتگو کی ابتدایوں ہوئی ان سے پوچھا گیا کہ بریلی حضرات اس خانقاہ سے کیوں چڑھ رکھتے ہیں؟ اس کا جواب بڑے طمطراق کے ساتھ یہ کہدیا کہ بریلی حضرات ہم سے ہی نہیں بلکہ اپنے آپ سے بھی چڑھ رکھتے ہیں اور میں بتاؤں کہ وہ اس خانقاہ سے کیوں چڑھ رکھتے ہیں اس لیے کہ ہم لوگ علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے۔اس کے بعد راقم السطور کو بولنے کا موقع ملا۔ میں نے کہا جب علمائے دیوبند نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کی ہے،تو ہین صریح کے وہ مرتکب ہوئے ہیں تو پھر آپ ان کی تکفیر نہیں کرتے تو اچھا نہیں کرتے۔اس پر وہ بولے توہین رسول کہاں کفر ہے قرآن وحدیث سے دلیل لائیے؟ آج کے کسی مفتی یا عالم کی بات ہرگز میں تسلیم نہیں کرتا اور نہ کسی فقیہ ومجتہد کی۔

اول میں نے قرآن شریف کی چند آیتیں اس مسئلہ سے متعلق پیش کیں۔ پھر حدیث پاک سنائی،مگر سب کے جواب میں یہی کہتے رہے کہ یہ دلیل قطعی نہیں ہے۔ میں نے دیکھا ضد اور ہٹ پر تلا ہوا ہے تو میں نے اخیر میں کہا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ لوگوں کے نزدیک خدا اور رسول کی توہین کرنے والا کافر نہیں ہے۔اس پر وہ بولا کہ میں نے کب کہہ دیا کہ خدا کی بھی توہین کرنے والا کافر نہیں ہے؟ میں نے کہا اس لیے کہ دلیل قطعی نہیں ہے۔ جواباً بولا کہ کیا لا الہ الا اللہ دلیل قطعی نہیں کہ یہ پڑھے اور اللہ کی توہین کرے تو وہ اس کی الوہیت کو ماننے والا ہی نہیں ہے؟ میں نے کہا اس کا دوسرا جز محمد رسول اللہ ہے تو جو یہ پڑھے اور رسول کی توہین کرے تو وہ اس کی رسالت کو ماننے والا ہی نہیں ہی۔فبھت الذی کفر۔

دوبارہ دوسرے سال عون احمد سے ملا،اسی عنوان پر گفتگو شروع کی تو کہا گذشتہ سال والد صاحب سے آپ کی گفتگو ہو چکی ہے۔ میں نے کہا ہوئی تو ضرور ہے مگر انہوں نے کہا کہ توہین رسول کفر نہیں ہے معاذ اللہ! تو عون صاحب بولے کہ نہیں توہین رسول کفر ہے مگر ہم لوگ علمائے دیوبند کی تکفیر کے قائل نہیں۔ان کی عبارتیں جو ان کی کتابوں میں ہیں گندی کہہ سکتے ہیں کفری نہیں اور میرے نزدیک اس کی تاویل ہے۔ میں نے کہا کیا تاویل ہے؟ تو کہا میرے پاس اتنی فرصت نہیں۔ پھر میں نے کہا علمائے دیوبند کی ان عبارتوں کو اپنے ماہنامہ المجیب میں لکھیں اور یہ بھی لکھ دیں کہ ان کی یہ عبارتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں

(۱) فتاویٰ برکات حصہ چہارم

گندی ہیں۔تو جواب دیا کہ یہ میرے سلف کا طریقہ نہ رہا ہے اور ہم لوگ کسی کے پیچھے نہیں پڑتے۔

تیسری بار پھر پھلواری گیا، اس مرتبہ فرد الحسن سے اس مسئلہ پر تبادلہ خیال ہوا۔ میں نے پوچھا کہ اس خانقاہ کا عقائد دیو بند کے بارے میں موقف کیا ہے؟ جواب دیا کہ علمائے دیو بند تفریط کی طرف گئے اور علمائے بریلوی افراط کی طرف اور ''خیر الامور اوساطھا'' میرا مسلک ہے اور یہی مسلک میرے سلف کا رہا ہے۔'' (فتاویٰ برکات حصہ 4)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اپنے اسی مبارک وقاطع پھلواریت فتویٰ کے اخیر کے تین پیراگراف میں تحریر فرماتے ہیں:

''بات دراصل یہ ہے کہ اہل پھلواری صلح کل ہیں کھلی توہین کرنے والا خواہ اشرف علی ہو یا گنگوہی یا نانوتوی یا انبیٹھی یا دہلوی یا رائے بریلوی، سب (پھلواری کے نزدیک) مسلمان ہیں اور خدمت حدیث اور اشاعت علوم دینیہ کے کرنے والے۔ جیسا کہ ان کی کتابوں میں مذکور ہے، اخیرین تو ان کے نزدیک پکے شہید ہیں کما لا یخفی علی الناظر فی کتبھم۔ حالانکہ توہین رسول کرنے والا ایسا کافر ہے کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

درمختار، ردالمحتار، شفا شریف وغیرہ میں یہ مسئلہ مصرح ہے اس پر امت کا اجماع ہے۔ اقوال پر مطلع ہو کر عدم تکفیر کے قائلین پر خواہ مجیبی ہو یا امانی، پھلواری ہو یا چھپراوی من شك فی كفرهم وعذابهم فقد كفر کا تازیانہ سب کو رسید ہوگا۔ سال گزشتہ ایک مجیبی پر فتویٰ حضرت علامہ اختر رضا خاں جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اور حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب نائب مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ نے صادر فرمایا ہے کہ نہ اس کی نماز نماز، نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز، اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر بلکہ اس سے بدتر اور اس کے عقائد سے واقف ہو کر پیر بنایا ہے تو کافر۔ جنوری ۱۹۸۸ء کے ماہنامہ اعلیٰ حضرت اور دسمبر ۱۹۸۷ء کے ماہنامہ المسعود میں مجیبیوں سے متعلق فتویٰ شائع ہو چکا ہے۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ وتقدس حق کا آفتاب آب وتاب کے ساتھ چمک اٹھے گا اور باطل کا وہم وگمان دھواں بن کے اڑ جائے گا۔ ان کے علاوہ مفتی قدرت اللہ، مفتی عبدالحفیظ صاحب ادارہ شرعیہ پٹنہ بہار کے فتاوے مجیبیوں پھلواریوں کے خلاف میرے جامعہ میں موجود ہیں، جن پر ہندوستان کے تقریباً سارے مفتیوں کے دستخط ثبت ہیں۔ آپ کے لئے اور ہر ہوشمند کے لئے جتنا مذکور ہوئے کافی وافی ہیں۔ شخص مذکور فی السوال کے پیچھے ہرگز نہ نماز جائز اور نہ اس سے بچوں کو تعلیم دلانا۔

جن لوگوں نے حضرت علامہ کے متعلق ایسا کہا ہے علامہ پر افتراء کیا ہے، کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ وہ در پردہ مجیبیوں کی حمایت کر رہے ہیں۔ کیا معاذ اللہ علامہ کفر پوشی کریں گے؟ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب بدمذہبی پھیلے یا فتنے ظاہر ہوں اور عالم اپنے علم کو ظاہر نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول فرمائے گا، نہ نفل۔ پھلواریوں کی بدمذہبی اور فتنے وہابیوں دیو بندیوں کی بدمذہبی اور فتنے سے ہزار گونہ زیادہ ہیں۔ ہر شخص پر اس سے جدا رہنا فرض ہے اور عالموں پر یہ بھی فرض ہے کہ عوام الناس کو ان کے شر سے بچائے۔ علماء پر افترا کرنے والے ناعاقبت اندیش ہیں۔ یہ بات کوئی جاہل سے جاہل بھی کہنا گوارہ نہ کرے گا کہ مجیبی لوگ معاذ اللہ مست ہیں، گویا مرفوع القلم ہیں، حکم شرع سے بالاتر نعوذ باللہ من ذالک۔ اگر یہ بات

مجیبیوں کے لیے کہی جائے گی تو پھر دیوبندیوں، وہابیوں، قادیانیوں اور رافضیوں، خارجیوں، غیر مقلدوں، چکڑالویوں، نیچریوں، کافروں، مشرکوں، یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں کے لیے کیوں نہ کہی جائے گی۔ پھر شریعت کیا رہے گی، بچوں کا کھیل جب چاہو بنالو جب چاہو بگاڑلو۔ العیاذ باللہ من ھٰذہ الجھالۃ والضلالۃ۔

علامہ نے پھلواروی کے عقائد باطلہ کا ذکر بار بار کیا ہے۔ ان کے خیالات فاسدہ کا تذکرہ حضرت علامہ مولانا سلطان المناظرین سید السالکین امین شریعت ادارہ شرعیہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی زبانی اپنے کانوں سے میں نے سنا ہے۔ تاجدار اہل سنت حضرت مفتی اعظم ہند اور حضور سید العلما سند الحکماء آفتاب مارہرہ رضی اللہ عنہم نے بے شمار مجیبیوں کو ان کے عقائد باطلہ سے توبہ کرا کر اپنی اپنی غلامی میں داخل فرمایا ہے، کیوں کہ مجیبی پھلواری ساری ناری جماعتوں سے اضر ہے اور بدتر۔ اس سے بچنے اور بچانے کی سخت ضرورت ہے۔ یہ آستین کے زہریلے سانپ ہیں۔ اگر کبھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو ایک مجیبی کا خط دیکھاؤں گا دیکھنے کے بعد آپ خود فیصلہ فرمالیں گے کہ ان لوگوں کو اہل سنت (بریلوی) سے کس قدر بغض وعناد ہے اور مذہب حق کو نیست ونابود کرنے کا کیسا نرالا ان کا پروگرام ہے۔ خداوند کریم ان کے اور ان کے حامیوں بلکہ سارے بے دینوں کے شر سے مسلمانوں کو اپنے حبیب رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقہ وطفیل محفوظ ومامون رکھے۔ آمین آمین آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین افضل الصلوات والتسلیمات یا ارحم الراحمین ویا رب العلمین۔" (۱)

اب چند باتیں شاہ امان اللہ کی فکری بے راہ روی اور بد اعتقادی کے حوالے سے حیطہ تحریر میں لانے کی کوشش کر رہا ہوں، کیوں کہ ان کے الجھے زلفوں کے اسیر نیپال میں بھی پائے جاتے تھے اور علاقہ میں ان کا آنا جانا بھی رہتا تھا اور یہاں کے ایک دو فرد ان سے لوگوں کو بیعت ہونے کی رغبت دلاتے تھے۔ شاہ امان کا نظریہ کیا تھا اس سلسلے میں درج ذیل اقتباسات ملاحظہ کریں:

☆ ہم لوگ نہ تو دیوبندی ہیں نہ بریلوی ہم لوگ ہمیشہ سے دونوں جماعت کے علماء کا احترام کرتے ہیں ہم لوگوں کا عقیدہ وہی ہے جو ہم لوگوں کے سلف صالحین کا رہا ہے، ہمارا ذی علم خاندان بریلویوں اور دیوبندیوں کے وجود سے پہلے ہے۔ (۲)

☆ ہمارے حضرت (شاہ امان اللہ) نہ دیوبندی تھے نہ بریلوی، فقہی طور پر ان دونوں میں سے کسی کے مسلک اور طرز عمل سے آپ کو کلیۃ اتفاق نہ تھا۔ (۳)

☆ ہمارے حضرت اقدس مولانا شاہ امان اللہ قادری سے بریلوی علماء کا یہی اصرار (فتاوی حسام الحرمین پر تصدیق کا) ظلم کی حد تک رہا لیکن آپ اپنے مسلک (عدم تکفیر دیابنہ، کف لسان، صلح کلیت) پر قائم رہے۔ (سوانح شاہ امان اللہ ص ۳۲۸)

☆ ستم یہ ہے کہ بریلوی حضرات اس بات پر ہمیشہ مصر رہے کہ علمائے پھلواری ان کے فتاوی پر مہر تصدیق ثبت کریں اور

---

(۱) فتاویٰ برکات حصہ چہارم
(۲) سوانح شاہ امان اللہ ص ۳۴۲ مطبوعہ ۱۹۸۹ء
(۳) سوانح شاہ امان اللہ ص ۳۲۸

اپنے سنی ہونے کے لئے مولانا احمد رضا خاں نیز ان کے متبعین سے سند حاصل کریں۔(۱)

ان اقتباسات سے خوب ظاہر ہے کہ ان کا عقیدہ کیا تھا، ان کے نزدیک علمائے اہل سنت جو ما انا علیہ واصحابی کے مصداق ہیں اور وہابی دونوں قابل تعظیم ہیں، ان پیشوایان دیابنہ کی تکفیر کے قائل نہیں تھے بلکہ اس معاملے میں وہ کف لسان کرتے تھے یہ جانتے ہوئے کہ دیوبندیوں کا عقیدہ کفریہ ہے۔ ان کے اسی عقیدہ کے سبب علمانے ان پر کفر کا فتویٰ دیا اور من شک فی کفرہ وعذابہ کا تازیانہ انہیں بھی رسید کیا اور جو ان کے اس عقیدہ سے باخبر ہوکر ان سے اتفاق رکھے، اور اس کی تکفیر میں شک وتردد کرے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ یہاں کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ ان کا نظریہ نہیں تھا بلکہ دوسرے افراد نے جو موقف ان کی طرف منسوب کیا ہے غلط ہے، مگر یہاں یہ عذر بھی نہیں چلے گا کیونکہ ان کی حیات ہی میں اس طرح کے موقف باطل کتاب اور خانقاہی رسالہ المجیب میں چھپ چکا تھا جس پر ان کی طرف سے کوئی ردعمل نہیں آنے پر من شک فی کفرہ فقد کفر کا حکم سنایا گیا۔ ان کی وفات کے بعد تعزیت لکھنے والے علما کا اپنی تعزیت سے رجوع کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ شاہ امان کا عقیدہ وہی تھا جو ان کی طرف سوانح شاہ امان میں منسوب ہے، عدم علم کا عذر جو فیصل بورڈ کے مقدمہ میں ہے وہ بھی کالعدم ٹھہرے کہ اس سلسلے میں خود فیصل بورڈ کو کچھ علم نہیں تھا تو پھر یہ صورتیں نکالنا یقینی تھا مگر جنہیں شاہ امان کے بارے میں علم تھا ان کے نزدیک یہ صورت مقبول نہیں۔

مفتی کوثر حسن رضوی تحریر فرماتے ہیں:

”شاہ امان اللہ صاحب کی طرف جو مسلک منسوب ہے وہ عدم تکفیر دیابنہ ہے اور ان کی طرف اس کی مسلک کی نسبت کا ثبوت بطور تواتر ہے کہ ان کے مریدین مجازین خلفاء وجانشین ان کے اہل خانہ وخانقاہ چھوٹے بڑے عالم جاہل سب کے سب یک زبان ومتفق اللسان یہی بیان دیتے رہے کہ ان کا مسلک عدم تکفیر دیابنہ ہے۔ ان کے چچا زاد بھائی جناب عون احمد صاحب نے جو شاہ محی الدین کے مرید خلیفہ اور حقیقی بھتیجا ہیں شاہ امان اللہ صاحب کے جانشینی کے بعد ان کی زندگی ہی میں ان کے والد اور مرشد ومقتدا جناب شاہ محی الدین صاحب کا مسلک چھاپ کر عام مشہور کر دیا۔“(۲)

اسی کتاب میں مذکور ہے:

”جناب امان اللہ صاحب سے علماء اہلسنت نے مواخذات کیے، رد شائع کیے، تحریری مناظرے کی دعوت دی، اشاعت رد و مواخذات و دعوت مناظرہ کے بعد وہ سالہا سال زندہ رہے، لیکن نہ تو ان سے کسی رد کا جواب بن پڑا اور نہ تحریری مناظرے میں بیٹھ کر گفتگو کرنے کی ہمت ہوئی اور نہ ہی اس نسبت سے انھوں نے انکار کیا۔ جب سے آج تک تو یہ ثبوت یقینی ہے کہ امان اللہ صاحب کا مسلک عدم تکفیر دیابنہ ہے، اب دیوبندیوں کی کفری ملعون طشت از بام وجہ نزاع مابین اہلسنت و دیابنہ عبارتوں پر آگاہی کے علم یقینی میں دربارۂ کاف لسان مشہور عدم کے احتمال کو متحقق سنی صحیح العقیدہ قرار دینے کا بہانہ قائم کرنا محض مکابرانہ ادعا ہے جو اس قلب سے

(۱) سوانح شاہ امان اللہ ص ۳۲۸ بحوالہ مفتی اعظم نیپال
(۲) احکام نورانی برامان وامانی ص ۲۲

متصور نہیں جسے الحب فی اللہ والبغض فی اللہ سے حصہ ملا۔‘‘(۱)

نیز ان کے اس باطل عقیدہ ونظریہ کے شاہد ان کے یہاں پڑھنے والے ہوشمند طلبہ بھی ہیں اور مزے کی بات یہ کہ مفتی اعظم کانپور مفتی رفاقت حسین بھی۔ چنانچہ مفتی ابو القیس مصباحی دار العلوم امجدیہ ناگپور مہاراشٹر ۲۸۔ربیع النور ۱۴۱۷ھ اپنے سابق فتویٰ سے رجوع کرنے کے بعد شاہ امان کے تعلق سے دوسرے وضاحتی فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’حضرت العلام مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قبلہ از ہری بریلی شریف نے عرس رضوی نوری کے موقع پر حضور مفتی اعظم مہاراشٹر سے بریلی شریف میں یہ بیان فرمایا کہ حضرت مفتی رفاقت حسین صاحب اشرفی مفتی اعظم کانپور علیہ الرحمہ نے یہ بیان کیا تھا کہ امان اللہ جانتے ہوئے مرتدین کی تکفیر کا قائل نہ تھا۔‘‘(۲)

اسی فتویٰ میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

’’امسال عرس رضوی نوری سے قبل حضرت علامہ مفتی حبیب یار خان صاحب اندور جب ناگپور آئے تو حضور مفتی اعظم مہاراشٹر سے انہوں نے یہ بیان کیا کہ نیپال میں میری ملاقات مولانا عبد الجبار صاحب منظری ناظم اعلی الجامعۃ الاسلامیہ برکاتیہ عربی کالج نیپال سے ہوئی تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں امان اللہ صاحب پھلواری کا مرید تھا اور خانقاہ مجیبیہ میں زیر تعلیم تھا، جب امان اللہ صاحب سے یہ کہتے سنا کہ بریلوی افراط کے شکار ہیں اور دیوبندی تفریط کے اور بزرگان پھلوری کا عمل خیر الامور اوساطھا پر رہا، اس لئے میں کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرتا، ہاں علماء دیوبند کی عبارتیں گندی اور پھوہڑ ہیں۔ میں ان لوگوں کو خاطی کہتا ہوں تو میں نے امان اللہ صاحب کا یہ عقیدہ ومسلک خود ان کی زبان سے سن کر بریلی شریف چلا گیا اور بعد میں ان کی بیعت توڑ دی۔ اور حضور سید العلماء سے بیعت ہوگیا لہٰذا میں شہادت دیتا ہوں کہ امان اللہ صاحب علماء دیوبند کی کفری عبارت پر مطلع ہونے کے باوجود ان کو اور ان کے متبعین کو مسلمان سمجھتے تھے۔‘‘(۳)

حضرت شیر نیپال فرماتے ہیں کہ:

’’مولانا قمر الہدیٰ قائل رضوی امام وخطیب مدینہ مسجد ساکن لہوریا شریف سیتا مڑھی بہار فاضل جامعہ منظر اسلام بریلی شریف نے میرے سامنے گواہی دی کہ میں نے اور چند اشخاص نے شاہ امان اللہ کی بیعت اس لئے توڑ دی کہ وہ دیوبندیوں کی تکفیر کا قائل نہیں تھا، مجھ سے کہا کہ دیوبندی بھی امام اعظم کے پیرو ہیں، میں دیوبندیوں کو مسلمان سمجھتا ہوں، آپ میرے عقیدے پر چلیں، آپ میرے مرید ہیں آپ کو میری پیروی لازم اور ضروری ہے۔ میں دیوبندیوں کے علماء کی اقتداء کرتا ہوں۔‘‘

اور پھر اپنا آنکھوں دیکھا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں:

’’آج سے پچیس سال پہلے کئی بار خانقاہ پھلواری ان کے عقائد معلوم کرنے کی غرض سے گیا شاہ امان کے عم وخسر اور عون

---

(۱) احکام نورانی بر امان وامانی ص ۲۶
(۲) مفتی اعظم نیپال حیات وخدمات
(۳) مفتی اعظم نیپال حیات وخدمات

احمد کے والد شاہ نظام الدین سے ملا، علماء دیوبند کے سلسلہ میں گفتگو ہوئی تو بتایا کہ ہم لوگ علماء دیوبند کی تکفیر کے قائل نہیں۔ پھر عون احمد سے ملا دیوبندیوں کی کفری عبارتوں کے بارے میں دریافت کرنے پر جواب دیا کہ ہم علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے اور ان کی عبارتوں کو گندی کہتے ہیں۔

پھر شاہ فرد الحسن ملاقات کی علماء دیوبند کے بارے میں پوچھا تو جواب میں کہا کہ علماء بریلوی افراط کی طرف گئے اور علماء دیوبند تفریط کی طرف گئے اور خیر الامور اوساطھا ہمارا مسلک ہے اور ہمارے سلف کا۔"

مولانا عبد الجبار منظری صاحب جو پھلواری کے یہاں پڑھ چکے ہیں اور شاہ امان اور ان کے اعوان کے حالات وعقائد کو بہت قریب سے دیکھ چکے ہیں لکھتے ہیں:

"لاریب شرعا یہ ثابت ہے کہ شاہ امان، شاہ عون پھلواری وغیرہ ان علماء دیوبند کے کفریات پر مطلع تھے جن علماء دیوبند پر علماء حرمین طیبین نے حسام الحرمین شریف میں نام بنام حکم کفر وارتداد نافذ فرمایا ہے اسکے باوجود شاہ امان، شاہ عون احمد پھلواری وغیرہ ان مرتدین کے تکفیر کے قائل نہیں تھے بلکہ وہ انہیں مسلمان سمجھتے تھے اس لئے حضرت العلام مفتی اعظم نیپال قبلہ مدظلہ العالی نے من شك فی کفرھم وعذابھم فقد کفر کے تحت ان علماء پھلواری پر حکم کفر وارتداد نافذ فرما کر اپنی شرعی ذمہ داری پوری کی ہے۔"

شارح بخاری کا فتویٰ:

شاہ امان کا عقیدہ کیا تھا اور ان پر شرعا کیا حکم عائد ہوتا ہے اب اسے ایک ایسے محقق فقیہ کے قلم روشنی میں ملاحظہ کریں جن کی تحقیق وفتویٰ پر ہمارے اکابر کو بھی ناز تھا اور تمام مفتیان کرام کو اعتماد بھی۔ شاہ امان کے بارے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

تحقیق سے ثابت ہے کہ شاہ امان اللہ پھلواری دیوبندیوں کے ان چارا کابر کو جنہوں نے ضروریات دین کا انکار کیا ہے اور حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کیں۔ یعنی رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی کو مسلمان نہ صرف مسلمان بلکہ عالم دین بزرگ مانتے تھے، ان کے ناموں کے ساتھ رحمۃ اللہ لگاتے تھے جب کہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں کفریات بکے ہیں۔ جن پر علمائے حل وحرم نے ان کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ کافر ہیں جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انہیں کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ ایسی صورت میں یہ بات واضح ہے کہ امان اللہ صاحب اپنے باپ دادا کی رسم منانے کے طور پر یا اپنی پیری مریدی کے کاروبار کو چمکانے کے لئے عرس نیاز وفاتحہ میلاد وغیرہ کرتے تھے اور اندر اندر ان کا عقیدہ وہی تھا جو دیوبندیوں کا ہے۔ انسان بزرگ اسی کو مانتا ہے جو اس کا ہم عقیدہ ہو، ایسی صورت میں امان اللہ پھلواری بلا شبہ کافر و مرتد، دین سے خارج تھے اور ان کا وہی حکم ہے جو دیوبندیوں کا ہے، جو لوگ ان سے مرید ہیں ان کی بیعت صحیح نہیں، ان سب پر واجب ہے کہ بیعت فسخ کر دیں اور کسی سنی صحیح العقیدہ جامع شرائط بیعت پیر سے مرید ہوں۔ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) فتاویٰ شارح بخاری ج ۳ ص ۵۱۲

تعزیت نامہ کا جواب:

شاہ امان کی حمایت اوران کی حقانیت کا ترانہ سنانے والے حق وصداقت کا گلہ گھونٹتے ہوئے اوران کی بیجا حمایت میں ان تعزیت ناموں کا بڑے فخر سے ذکر کرتے ہیں جو ان کی وفات کے بعد علمائے اہل سنت نے شاہ امان کے ظاہر سے دھوکہ کھا کر تحریر کیا تھا اور پھر انکشاف حقیقت کے بعد رجوع بھی کرلیا تھا۔آئے تعزیت نامہ کے حوالے سے کچھ تحریر کیا جائے ۔مولانا طارق انور کا معلومات وحقائق سے لبریز مضمون بعنوان: تعزیت نامہ پھلواروی: اسباب وعلل سے کچھ حصہ ملاحظہ کریں:

”مناظر اہل سنت، رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان ہمہ وقت فروغ اسلام وسنیت کے لئے کوشاں رہتے۔ انہوں نے تعمیری و تنظیمی تبلیغی خدمات سے مذہب اہل سنت و جماعت کو بہت عروج بخشا۔وہ علم وفضل کے ساتھ ایک عظیم مدبر تھے۔

تعزیت رقم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ خانقاہ مجیبیہ (پھلواری) کے اکثر مریدین ومعتقدین سنی صحیح العقیدہ تھے۔ان لوگوں کو مذہب حق پر قائم رکھنا مقصود تھا۔منت اللہ رحمانی کے اثر سے خانقاہ کے کچھ لوگ گرچہ دیوبندی جماعت کی طرف مائل ہو چکے تھے اور ان سے راہ ورسم شروع کر چکے تھے،لیکن اکثر مریدین ومعتقدین سنی تھے، پھر کچھ لوگ بعض اہل خانقاہ کی برائیوں سے متأثر ہو کر غلط راہ کی طرف جا رہے تھے۔ان کو اپنے قریب لانے اور مسلک حق پر قائم رکھنے کے لئے علامہ موصوف نے یہ حکمت عملی اپنائی۔

خانقاہ مجیبیہ (پٹنہ) کے ماقبل کے مشائخ سنی صحیح العقیدہ تھے۔امان اللہ پھلواروی کے بعد کے سجادہ نشیں عون احمد مجیبی نے منت اللہ رحمانی کے اثر سے دیوبندیوں سے علی الاعلان میل ملاقات شروع کیا،تب علمائے اہل سنت اہل پھلواری کے بارے میں تحقیق کرنے لگے۔علامہ ارشد القادری قدس سرہٗ العزیز نے امان اللہ پھلواری کی موت ۱۴۰۵ھ میں تعزیت نامہ لکھا،اس وقت تک اہل پھلواری کے حقائق مشکوک تھے،تحقیق نہیں ہوئی تھی۔امان اللہ پھلواروی نے اہل سنت کے مراسم ومستحبات کو ترک نہ کیا تھا، اس لئے لوگ اسے سنی سمجھتے رہے چوں کہ خانقاہ مجیبیہ (پٹنہ) سنی خانقاہ کے نام سے متعارف تھی،اس لئے بہت سے سنی حضرات بھی اس خانقاہ سے منسلک اور مرید تھے۔

امان اللہ پھلواروی کی موت ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء میں ہوئی اور شارح بخاری قدس سرہ العزیز نے ۲۰: محرم الحرام ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۷ اپریل ۲۰۰۰ء کے سوال کے جواب میں امان اللہ پھلواروی سے متعلق فتویٰ رقم فرمایا۔فتویٰ کے چند اقتباسات مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف)”تحقیق سے ثابت ہے کہ شاہ امان اللہ پھلواری دیوبندیوں کے ان چار اکابر کو جنہوں نے ضروریات دین کا انکار کیا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کی شان اقدس میں گستاخیاں کیں،یعنی رشید احمد گنگوہی،قاسم نانوتوی،اشرف علی تھانوی، خلیل انبیٹھوی کو مسلمان، نہ صرف مسلمان، بلکہ عالم دین بزرگ مانتے تھے۔ان کے ناموں کے ساتھ ”رحمۃ اللہ“ لگاتے تھے“۔(۱)

(ب)ایسی صورت میں یہ بات واضح ہے کہ امان اللہ صاحب اپنے باپ دادا کی رسم منانے کے طور پر یا اپنی پیری مریدی کے

(۱) جلد ۳،ص:۵۱۲

کاروبارکو چمکانے کے لئے عرس، نیاز وفاتحہ، میلاد وغیرہ کرتے تھے اور اندر اندر ان کا عقیدہ ہی تھا، جو دیوبندیوں کا ہے۔(۱)

(ج) ان کے مریدین میں جولوگ ان کے ظاہر حال عرس، نیاز، فاتحہ دیکھ کر یہ سمجھ کر کہ یہ سنی پیر ہے، مرید ہوگئے، وہ قابل درگزر ہیں۔ان کے ساتھ میل جول کرنے میں حرج نہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ ان لوگوں کو اصل حال سے واقف کیا جائے۔ان کو نرمی سے سمجھایا جائے۔حکم شرعی بیان کیا جائے۔امان اللہ کی تقیہ بازی کو بتایا جائے۔"(۲)

تعزیت نامہ کے الفاظ وعبارات:

کلام کی تشریح قائل کے معتقدات اور حالات کے اعتبار سے کی جاتی ہے۔علم بلاغت کا مشہور قانون ہے: (انبت الربیع البقل)

اگر مومن کہے تو ربیع کی جانب انبات کی نسبت مجازی ہوگی اگر یہی جملہ غیر مومن کہے تو ربیع کی جانب انبات کی نسبت حقیقی ہوگی۔علامہ موصوف کا مکمل تعزیت نامہ اور پھر ہر جملے کی تشریح مرقومہ ذیل ہے۔

مکرمی زیدت مکارم سلام مودت

یورپ اور سعودی عرب کے سفر سے واپسی پر کل اچانک اس عظیم حادثے کی خبر ملی، جس سے دل کو انتہائی صدمہ پہنچا۔مولیٰ تعالیٰ آپ حضرات کو صبر وقرار مرحمت فرمائے اور آپ کی ذات کو اس مقدس خانقاہ کی بزرگوں کا سرچشمہ بنائے۔تعزیت کے لئے میں جلد ہی حاضر ہونگا۔حضرت صاحب سجادہ کی ذات اس دور پرفتن میں اپنے اسلاف کا گراں قدر نمونہ تھی۔آہ! کہ یہ آخری چراغ بھی گل ہوگیا۔

شریک غم: ارشد القادری (جمشید پور)

(سوانح شاہ امان اللہ پھلواروی، ص: ۴۶۹۔مطبوعہ ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۹۸۹ء دارالاشاعت خانقاہ مجیبیہ پھلواری: پٹنہ)

(ا) علامہ اشد القادری قدس سرہٗ العزیز کے تعزیت نامہ کے الفاظ ظاہر کررہے ہیں کہ علامہ ممدوح کو امان اللہ پھلواروی اور اہل خانقاہ کے اعتقادی حالات کی اطلاع تھی، اسی لئے آپ نے محض اظہار افسوس کیا، اور اس کے لئے دعائے مغفرت، بلندی درجات اور عطائے جنت کی دعا سے گریز فرمایا، حالاں کہ تعزیتی خط میں عام طور پر متوفی کے لئے مغفرت وبخشش، درجات کی بلندی اور عطائے جنت کی دعا مرقوم ہوتی ہے، بلکہ یہ دعا تعزیت نامہ کا اہم حصہ ہوتی ہے۔علامہ ممدوح نے اس قدر احتیاط کیوں فرمائی۔جملہ درج ذیل ہے۔

<u>حضرت صاحب سجادہ کی ذات اس دور پرفتن میں اپنے اسلاف کا گراں قدر نمونہ تھی۔آہ! کہ یہ آخری چراغ بھی گل ہوگیا۔</u>

فلاں اپنے اسلاف کا نمونہ ہے۔اسی مفہوم کو اہل عرب (الولد سر لابیہ) سے تعبیر کرتے ہیں۔عام طور پر ایسے مقام پر اخلاق وکردار مراد لیا جاتا ہے۔ایسے مقام پر سلف وخلف کے دین ومذہب کی یکسانیت کا بیان نہیں ہوتا کہ فلاں آدمی اپنے اسلاف کی

---

(۱) ج: ۳، ص: ۵۱۲

(۲) فتاویٰ شارح بخاری جلد سوم، ص: ۵۱۲، ۵۱۳ رضوی کتاب گھر دہلی

طرح مومن یا کافر ہے۔نمونہ اسلاف کا مفہوم بہت وسیع ہے،مثلاً (۱)اخلاق و کردار (۲)عقل و دانشمندی (۳)شرافت و انسانیت (۴) علم وفضل (۵)مذہبی خدمات (۶)سماجی خدمات (۷)عدل و انصاف (۸)حق گوئی وحق پسندی وغیرہ۔بہت سے امور حسب موقع مراد ہوتے ہیں،یعنی اس کے اسلاف کا وصف مشہور مراد ہوتا ہے۔دین ومذہب مراد نہیں لیا جاتا ہے۔یہی اہل ہند کا عرف مشہور ہے۔

اب جب کہ علامہ موصوف نے مطلقاً نمونہ اسلاف فرمایا تو جو مفہوم علامہ ممدوح کے ایمان واعتقاد کے مطابق صحیح ثابت ہوگا، وہی مفہوم مراد لیا جاسکتا ہے۔علامہ ممدوح عالم وفاضل ہونے کے ساتھ اپنے عہد کے مناظر اعظم تھے۔اشخاص اربعہ کی تکفیر نہ کرنے والوں کو وہ کافر سمجھتے تھے۔ان کے مناظروں کی روداد پڑھ لی جائے جب علامہ موصوف کی نظر میں اہل پھلواری کے عقائد واضح تھے تو وہ امان اللہ پھلواروی کو اپنے اسلاف کی طرح مومن کیسے قرار دے سکتے ہیں۔جب اس کلام میں بہت سے معانی کا احتمال ہے تو وہی معنی مراد لینا متعین ہوگا،جو علامہ کے اعتقاد کے مطابق ہو۔اگر کسی کافر سیاسی لیڈر کی تعزیت میں کوئی لکھے کہ وہ اپنے اسلاف کا نمونہ تھا تو مراد یہی ہوگا کہ وہ اپنے اسلاف کی طرح سیاسی امور میں انتہائی بالغ نظر تھا۔یہ مراد نہیں ہوگا کہ وہ اپنے اسلاف کی طرح کافر تھا۔ ایسے مقام پر مذہب وملت کا ذکر نہیں ہوتا ہے،بلکہ اس شخص کے اسلاف کا کوئی وصف مشہور مراد ہوتا ہے۔

امر حاضر میں یہ مراد ہوسکتا ہے کہ امان پھلواروی اپنے اسلاف کی طرح مراسم اہل سنت کا پابند،یا دنیا سے بے نیاز وغیرہ۔

(۲)موجودہ سجادہ نشیں کے لئے سلام بھی مرقوم ہے۔تبلیغ دین کی ضرورت کے سبب یہ ہوا۔امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ کسی شرعی ضرورت کے سبب سلام کرنا جائز ہے۔عام حالات اس سے مستثنیٰ ہیں۔فتاویٰ افریقہ کی عبارت درج ذیل ہے۔

مسئلہ ۹۰:غیر مقلد یا رافضی اہل سنت کو سلام کرے تو اس کا جواب دے یا نہیں؟اور اگر دے تو کس طریقہ سے جواب دینے کا حکم ہے؟

الجواب: اگر خوف فتنہ نہ ہو، جواب کی اصلاً حاجت نہیں۔ ولا یقاسون علی ذمی، بل ولا حربی لان حکم المرتد اشد۔ اور خوف ہو تو صرف ''وعلیک'' کہے۔ درمختار میں ہے:

لو سلم یہودی او نصرانی او مجوسی علی مسلم فلاباس بالرد، ولکن لا یزید علی قوله "وعلیك" کما فی الخانیة۔

اب ایک صورت یہ رہی کہ اس قدر پر اقتصار میں بھی خوف صحیح ہو، یا معاذ اللہ کسی مسلمان کو انہیں ابتدائے سلام کی ضرورت و مجبوری شرعی ہو تو کیا کرے۔

اقول: پورا سلام کہے اور چاہے تو ''ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' بھی بڑھائے، اور اصلاً مضائقہ شرعیہ نہ آئے، اس کی کیا صورت ہے۔یہ کہ ہر شخص کے ساتھ اگرچہ کافر ہو، کراما کاتبین اور کچھ ملائکہ حافظین ہوتے ہیں: قال تعالیٰ:(کلا بل تکذبون بالدین و ان علیك لحفظین کراما کاتبین) قال:(وله معقبت من بین یدیه و من خلفه یحفظونه من امر الله) اپنے

جواب یا سلام میں ان ملائکہ پر سلام کی نیت کرے: والسلام، واللہ تعالیٰ اعلم‘‘۔(۱)

(۳) موجودہ سجادہ کے لئے دعا ہے: آپ کی ذات کو اس مقدس خانقاہ کی برکتوں کا سر چشمہ بنائے۔

یہ سنی خانقاہ تھی۔خانقاہی بزرگوں میں صالحین گزرے ہیں، اس لئے یہ دعا فرمائی کہ موجودہ سجادہ نشیں کو اس مقدس خانقاہ کی برکتوں کا سر چشمہ بنائے۔علامہ موصوف نے یہ نہیں تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ موجودہ سجادہ نشیں کے فیوض و برکات کو عام فرمائے، بلکہ موجودہ سجادہ نشیں کو اس مقدس خانقاہ کے حسنات و برکات کا سر چشمہ بنائے۔اس کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ موجودہ سجادہ کو اسلاف کے ایمان وعقیدہ پر قائم و مستحکم فرما کر اسے اس مقدس خانقاہ کی برکتوں کا سر چشمہ بنائے۔

ایمان وعقیدہ پر قیام واستحکام کی بات اس لئے تسلیم کرنی ہوگی کہ جب تک ایمان وعقیدہ صحیح نہ ہو،اس مقدس خانقاہ کی برکتوں کا ظہور موجودہ سجادہ سے نہیں ہوسکتا۔گمراہ مرتد سے وہ برکتیں کیوں کر ظاہر ہوسکتی ہیں جو صالحین سے ظاہر ہوتی ہیں۔

(۴) تعزیت کے لئے میں جلد ہی حاضر ہوں گا۔

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ زبردست عالم ومناظر تھے،ایسے لوگوں کو مذبذبین کے پاس تبلیغ کے لئے جانا ممنوع نہیں ہوگا۔ مذبذبین کے درمیان تبلیغ دین کی صرف ان کو اجازت ہوگی جو ایسے بدمذہبوں کے شبہات کا جواب دے سکے، جسے وہ راہ راست پر لانا چاہتا ہو۔عام مبلغین مذبذبین کے پاس نہ جائیں۔اسی طرح مذبذبین سے نرمی برتنے کا حکم ہے۔اہل پھلواری اس وقت مذبذبین کے حکم میں تھے۔اس وقت کے حالات کو عہد حاضر کے حالات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔مذبذبین کے احکام مندرجہ ذیل ہیں۔

عرض: حضور وہ شخص جب یہاں سے گیا تو راستہ ہی میں کہنے لگا کہ اعلیٰ حضرت مد ظلہم کی باتیں میرے دل نے قبول کیں اور اب میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا مرید ہوں گا۔

ارشاد: دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں، وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے۔اگر اس شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہ ہوتی، جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں، ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں۔یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں، ان سے بھی ابتداء بہت نرمی کی گئی، مگر چوں کہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہو گئی تھی اور مصداق (ثم لا یعودون) حق نہ مانا، اس وقت سختی کی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے: (یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم) اے نبی! جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو، اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے: (ولیجدوا فیکم غلظة) لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں۔(۲)

طارق انور مصباحی (کیرلا)

۲۶؍جمادی الاخریٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۴؍مارچ ۲۰۱۹ء

---

(۱) فتاویٰ افریقہ،ص:۱۴۳، ۱۴۴، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد پاکستان

(۲) الملفوظ ج:۱،ص:۳۷۔قادری کتاب گھر بریلی شریف

یہ تو تعزیت نامہ کی وضاحت تھی جو مولانا طارق انور صاحب نے کی اور بڑی حقیقت بیانی سے کام لیا ہے۔اور یہ بھی واضح رہے کہ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کا تعزیت نامہ کو بطور دلیل پیش کرنا شاہ امان و حافظ زاہد حسین کے لئے کچھ بھی مفید نہیں اس کی دوسری وجہ تو یہ ہے کہ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے اپنی حیات میں ہی رجوع فرمالیا تھا جیسا کہ مکتوبات بدرملت ص ۱۲۰ کے حاشیہ میں ہے:

''قائد اہل سنت حضرت علامہ مولانا ارشد القادری صاحب نے مرتد امان اللہ پھلواری کے تعزیت نامہ والی تحریر سے بفضلہ تعالیٰ رجوع فرمالیا۔اور آج مجھے حکم صادر فرمایا کہ میرا رجوع نامہ اپنی کتاب میں شائع کردیں مولیٰ تعالیٰ حضرت علامہ موصوف کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی حمایت و دفاع کے لیے ان کا سایۂ کرم دراز فرمائے اور جو لوگ دنیاوی مفاد اور شہرت و ناموری کے لیے بے دینوں و بد دینوں سے اتحاد منا رہے ہیں علامہ کے اس رجوع و توبہ سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اپنی غلطی و کوتاہیوں سے رجوع کر لینا اہل حق کا شیوہ ہے۔ہٹ دھرمی اور ضد و عناد اپنی رائے میں قائم رہنا ابلیسی وطیرہ ہے۔''فقط والسلام: عبد الصمد القادری خادم مدرسہ اہل سنت قادریہ رضویہ رضا نگر روڈ رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار) نزیل مدینہ مسجد گوونڈی ممبئی 26 ذی الحجہ 1419 سنہ ہجری

اور اس بات کے گواہ مفتی عابد حسین نوری مدرسہ فیض العلوم جمشید پور بھی ہیں کہ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے تعزیت نامہ سے رجوع فرمالیا تھا،تسکین قلب کے لئے ان کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے۔

نیز یاد رہے کہ جب شاہ امان کا مسلک عدم تکفیر دیابنہ طشت از بام ہوا تو جن علما کو اس کا علم یقینی ہوا انہوں نے ان کی تکفیر کی مثلاً شارح بخاری، مفتی کوثر حسن رضوی، مفتی قدرت اللہ، خواجہ مظفر حسین وغیرہم نے شاہ امان کی تکفیر کی ہے۔اور تکفیر کے لئے ضروری نہیں کہ جمیع بلاد اسلام اس کی اس ملعون حالت پر آگاہ ہوں، جیسے شفا ج ۲ ص ۲۹۷، نسیم الریاض ج ۴ ص ۵۳۶ پر حارث متبنی کا ایک واقعہ یوں مذکور ہے:

وقد قتل عبد الملك بن مروان الحارث المتنبی وصلبه وفعل ذلك غير واحد من الخلفاء والملوك بأشباههم واجمع علماء وقتهم على صواب فعلهم والمخالف فی ذلك من كفرهم كافر۔قال القاری لجحده كفرهم۔وقال الشهاب: لانه رضی بكفرهم۔

یعنی عبد الملک بن مروان نے حارث کو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا قتل کیا اور سولی دی۔اور کئی خلفاء اور بادشاہوں نے ایسوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا اور علمائے وقت نے اجماع کیا کہ یہ برتاؤ صحیح ہے اور اس برتاؤ میں ایسوں کے کفر کے اعتبار سے جو مخالفت کرے کافر ہے، کیونکہ اس نے ایسوں کو کافر نہ مانا اور ان کے کفر کو پسند کیا۔

شاہ امان اللہ پر جب علمائے محققین نے تکفیر کا حکم دیا تو اب از روئے شرع وہ کافر ہی رہا اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے اطلاع یقینی کے بعد اسے کافر نہ ماننا بجائے خود کفر ہے۔ولہٰذا ہر وہ فرد جو شاہ امان کو اطلاع یقینی کے باوجود کافر نہیں جانے

اور بعد اطلاع سوال کرنے پر بھی خاموش رہے تو یہ بھی کفر ہے۔فتاویٰ رضویہ میں ہے:

اسے کافر جانتا ہی نہیں تو خود اس کے کافر ہونے میں کیا کلام ہے کہ اس کے کفر کو کفر نہ جانا، تو ضرور کفر کو اسلام جانا۔(۱)

فتاویٰ رضویہ کی اسی عبارت کی روشنی میں مفتی کوثر حسن رضوی لکھتے ہیں:

''تو کسی متعین کافر کو کافر جاننا یوں ضروریات دین سے ہے کہ جو بھی اس متعین شخص کے انکار ضروری دینی پر مطلع ہے اس پر فرض ہے کہ اس شخص کو کافر جانے۔کیونکہ اس شخص کے انکار ضروری دینی پر مطلع ہو کر پھر اسے کافر نہ جانا تو اس نے انکار ضروری دینی کو ،جو کہ بالاجماع کفر ہے،کفر نہ جانا۔جب کہ کفر کو کفر جاننا ضروریات دین سے ہے۔تو جس نے کفر کو کفر نہ جانا وہ خود ضروریِ دینی کا منکر ومخالف ہوا،تو بے شک کافر ہوا۔''

ہندوانہ رسم ورواج کی اصلاح:

ایک وقت ایسا تھا کہ نیپال کے بہت سے مسلمان مرد وعورت غیر مسلم اوجھا کے پاس جا کر اپنی پریشانی کا حل انہیں سے نکلواتے ،ان کے دیوتاؤں کے نام سے منتیں مانتے ،استھان پر لڈو، دودھ، کبوتر اور خصی وغیرہ چڑھاتے۔ہولی مناتے ، ان کے مذہبی تہواروں میں شرکت کرتے ،اگر کسی کو اولاد نہیں ہوتی تو ان کے پاس جاتے ،کسی کے پیٹ میں درد ہو جاتا تو ان مشرک اوجھاؤں کو بلاتے ،ان سے جھاڑ پھونک کراتے ،بیٹھکی کراتے ،جھومر کراتے ایسے کئی کفریہ وشرکیہ مراسم میں ملوث تھے۔اس کی وجہ تو ایک یہی تھی کہ یہاں غیر مسلم حکومت ، جہاں ان کے معابد کی کثرت ، ہر طرف انہیں کا شور وغلغلہ۔اور دوسری وجہ علماء کی کمی جس کی وجہ سے مسلمان بے علمی اور علماء سے تعلقات نہ ہونے کی وجہ سے ان کفریہ بلا میں گرفتار تھے۔کہیں میلا دخواں بابا وغیرہ ملتے بھی تو ایسے کہ ہر انگلی میں انگشتری ،کان میں بالیاں ، پیٹھ پر لٹکتی زلفیں ، وہ خود جاہل تو دوسروں کی ہدایت کا سامان کیسے فراہم کر سکتے ؟ مگر حضور شیر نیپال جب فارغ ہو کر وطن لوٹے تو سب سے پہلے اپنی حکمت عملی سے ان کفریات وشرکیات ، مراسم فاسدہ اور عقائد باطلہ کی تردید میں اور عقائد حقہ اسلامیہ کی ترویج واشاعت اور اسلام کا مکمل تعارف کرانے میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔تحریر وتقریر کے ذریعہ مسلمانوں کو راہ راست پر لانے میں نہ رات دیکھی اور نہ دن ، نہ بارش کی پرواہ اور نہ شدت کی گرمی اور نہ بعد مسافت کا گلہ و بہانہ۔اس کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں میں اسلام سے متعلق بیداری پیدا ہوئی ،اپنے عقائد جاننے کا ذوق پیدا ہوا اور دھیرے دھیرے کفریات کے قعر عمیق سے نکل کر آفتاب اسلام کی روشنی میں آ گئے۔کوئی بھی مسئلہ پھنستا فوراً استفتا لیکر حضور شیر نیپال کی خدمت میں جواب کے لئے آ جاتے۔مگر شومیء قسمت کہ جس تاریکی سے نکالنے میں اتنی مشقتیں اٹھانی پڑیں آج جاہل مرد وعورتیں پھر اس عذاب میں مبتلاء دکھ رہے ہیں۔ان کفریہ مراسم سے متعلق حضور شیر نیپال کا نظریہ ملاحظ فرمائیں اور تفصیل کے لئے آپ کی کتاب'' فتاوی برکات'' کا مطالعہ کریں ان شاء اللہ آپ وہاں سے بہت سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں جن سے آپ کے ارد گرد کے

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج۹ص۵۷۸

ماحول کی اصلاح ہوسکتی ہے۔آپ تحریر فرماتے ہیں:

''بے دین کفار ومشرکین کے کسی دیوی دیوتاؤں سے مدد مانگنا، اسی طرح ان کا پوجنا قطعاً یقینا کفر ہے۔ جو بھی اس کا مرتکب ہو وہ بلا شبہ بے دین کفار ومشرکین ومرتدین سے ہے۔اس کی ساری نیکیاں برباد گئیں۔نماز وروزے،صدقہ وخیرات سب اکارت ہوگئے۔قتل کا مستحق اس دنیا میں اور عذاب نار کا مستحق اس دنیا میں ہوگیا۔بیوی اس کی نکاح سے نکل گئی،اس کے ساتھ سلام وکلام،اٹھنا بیٹھنا،کھانا پینا حرام ہوگیا۔بیمار پڑ جائے دیکھنے جانا،مرجائے تو نہلانا،کفنانا،اس پر نماز جنازہ پڑھنا،قبرستان دفنانا سب حرام،بلکہ گڈھا کھود کر کتے کی طرف مٹی کے نیچے دبادیں۔قرآن شریف میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے'' **فاولئك حبطت اعمالهم فى الدنيا والاخرة و اولئك اصحٰب النار فيها خالدين** ''(ان لوگوں کا یعنی مرتدین کا) کیا اکارت گیا دنیا اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں۔انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔(۱)

دیوالی منانے والے مسلمان پر کیا حکم ہے:

ہندوانہ وکافرانہ مراسم میں سے ایک رسم اور ہندوؤں کا تہوار دیوالی بھی ہے،اسلام مسلمانوں کو دیوالی منانے،اس کی مبارکبادی دینے سے بھی منع کرتا ہے کیونکہ یہ کافروں کا مذہبی تہوار ہے تو اس کی اجازت اسلام اپنے ماننے والوں کو کیسے دے سکتا ہے؟ایک طرف مسلمان ہونے کا دعویٰ اور دوسری طرف کفار ومشرکین کے تہوار منائیں،انہیں ان کی مبارک بادی دیں،یہ تو بلا شبہ دعوائے مسلمانی کے خلاف ہے۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے جب دیکھا کہ یہ وبا ملک نیپال میں مسلمانوں کے بیچ پھیل چکی ہے تو اس کے سد باب کے لئے آپ نے سعی بلیغ فرمائی۔باشعور مسلمانوں یا ان کے محلہ میں امامت وخطابت کا فریضہ انجام دینے والے ائمہ ومدرسین نے لوگوں کو اس گناہ عظیم اور وبا جسیم میں مبتلا دیکھا تو حضور شیر نیپال سے استفتا کرکے ان حضرات نے بھی اسلامی احکام سے ان مسلمانوں کو آگاہ کرنے کی کوشش کی اور اس بلا کو روکنے میں حتی الوسع کوئی کسر نہیں رکھی۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ غیر قوموں کا پرب دیوالی ہوتی ہے۔اس میں غیر قوم دیا جلا کر اپنے مکان اور جانور کے باندھنے کی جگہ پر رکھتے ہیں،اسی طرح ہمارے یہاں کے چند مسلمان دیوالی کے دن دیا وغیرہ جلا کر مکان اور جانور باندھنے کی جگہ رکھتے ہیں اور کپڑے کا گولہ بنا کر آگ جلا کر نچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں ہے۔ہم لوگ شوق سے ایسا کرتے ہیں تو ایسا کرنا مسلمانوں کے لئے درست ہے یا نہیں؟

جواب:یہ پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے دیوالی کے دن دیا وغیرہ جلا کر مکانوں پر رکھنا اور گولہ بنا کر آگ جلا کر نچانا درست ہے کہ نہیں؟**نعوذباللہ من ذالك ولاحول ولاقوۃ الاباللہ**۔یہ کیوں نہیں پوچھتے یہ افعال شنیعہ،قبیحہ اور اعمال خبیثہ کفریہ اور مراسم شرکیہ ہندویہ کتنی قباحتوں،شناعتوں،رذالتوں پر مشتمل ہیں۔ان کے ارتکاب کرنے والوں پر شریعت حقہ کا کیا حکم؟ایسے لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کو کیسا برتاؤ کرنا چاہئے،جو اتنے اشد اور اخبث کفر میں مبتلا ہیں۔ان کی بے حیائی،بے شرمی،بے

(۱) فتاویٰ برکات

غیرتی ڈھٹائی کتنی بڑھی ہوئی ہے کہ کہتے ہیں کہ ہم ان کفریات ملعونہ مذمومہ کوشوق سے کرتے ہیں۔ حیرت ہے پھراپنے کومسلمان کہتے ہیں۔ ٹیکی رکھ لیں، چندن ٹیکا لگالیں اور کہیں کہ ہم شوق سے رکھتے اور لگاتے ہیں۔ بت پوجیں، مہادیو کی لنگ پوجیں اور کہیں ہم شوق سے پوجتے ہیں۔ جنو پہنیں، بجرنگ کی جے بولیں اور کہیں کہ ہم شوق سے پہنتے اور بولتے ہیں۔ گوبر کھائیں، موت پئیں، کملا نہائیں، پرنیاشی منائیں اور کہیں کہ ہم شوق سے گوبر کھاتے، موت پیتے، کملا نہاتے، پرنیاشی مناتے ہیں۔ لیلا کریں گھنٹی بجائیں اور کہیں ہم شوق سے کرتے ہیں۔ دیوالی منائیں، ہولی کھیلیں اور کہیں ہم شوق سے مناتے ہیں اور کھیلتے ہیں۔ **العیاذباللہ من ھذہ الخرافات والواھیات والخبیثین و الخبیثات**۔ علمائے اعلام، مشائخ عظام، فقہائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ رسوم کفار اوران کے شیطانی تہوار ہولی، دیوالی وغیرہ ان کے مذہبی شعار جو بطور پسند کریں وہ کفر صریح میں مبتلا ہوکر کافر بلاشک وشبہ ہوگئے۔ ان کی عورت ان کے نکاح سے نکل گئی۔ ان کے اگلے سارے اعمال، ساری نیکیاں اکارت گئیں۔ ساری نمازیں، سارے روزے یکسر برباد ہوگئے۔ غضب جبار وقہر قہار وعذاب نار کے بالیقین سزاوار ہوگئے۔ بلاتوبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کوئی چارۂ کار نہیں۔ جب تک توبہ کرکے ازسرنو ایمان نہ لائے، اسلام کا کلمہ نہ پڑھے نہ ان کی نماز نماز، نہ ان کا روزہ روزہ۔ اور نہ عورت سے صحبت جائز بلکہ عورت سے صحبت زنائے خالص اوراس صحبت سے جو بچہ ہو وہ ولد الزنا (حرامی) نہ ان سے سلام کلام جائز، نہ ان کے ساتھ اٹھنا جائز، نہ ان کے ساتھ کھانا پینا جائز، نہ ان کے سلام کا جواب جائز۔ نہ ان کے ساتھ برادری جائز، بیمار پڑے تو نہ پوچھنے کو جانا جائز۔ مرجائے تو نہ بطریق سنت غسل جائز، نہ ان کا جنازہ کندھے پر اٹھانا جائز، نہ مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا جائز بلکہ ٹھیلے پر اٹھا کر بستی سے دور کسی گڈھے میں اس طرح جس طرح کسی کتے کی لاش کو دبا دیتے ہیں دبا دینے کا حکم ہے۔(۱)

اپنے مبارک فتویٰ کو دلائل وبراہین سے آراستہ کرنے کے بعد آگے یوں رقمطراز ہیں:

''الحاصل دیوالی کے دن جن لوگوں نے یہ مذموم حرکتیں کیں وہ اسلام سے باہر ہوگئے۔ ان کی بیوی نکاح سے نکل گئیں، توبہ کرکے ازسرنو اسلام لائیں۔ اسلام کا کلمہ پڑھیں اور دوبارہ اپنی عورتوں سے نکاح کریں ورنہ ان کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ حدیث صحیح میں ارشاد ہے: **ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم**۔ ان سے دور رہو ان کو دور کرو کہیں ایسا نہ ہو گمراہ کردیں اور فتنے میں ڈال دیں۔

دوسری حدیث میں ہے:

لاتجالسوھم ولاتواکلوھم ولاتشاربوھم واذا مرضوالاتعودوھم۔ واذا ماتو فلا تشھدو ھم ولا تصلواعلیھم ولا تصلوامعھم۔ نہ ان کے پاس بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ۔ نہ ان کے ساتھ پانی پیو،

---

(۱) فتاویٰ برکات حصہ سوم

بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، مر جائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ۔ نہ ان پر نماز پڑھو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

یہی حکم ہر بے دین مرتدین، موجودہ پھلواروِیہ، وہابیہ، دیوبندیہ، غیر مقلدین خذلہم المولیٰ تعالیٰ اجمعین کا بھی ہے بلکہ اشد ہے۔ خداوند کریم جل وعلیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقہ وطفیل ان خبثاء کے شر سے مسلمانوں کو بچنے کی توفیق دے۔ آمین۔ آمین بجاہ سید المرسلین شفیع المذنبین علیہ وآلہ افضل الصلوات واجمل التسلیمات یاارحم الراحمین۔ (فتاویٰ برکات حصہ سوم ملخصا)

ہندو اوجھا سے جھاڑ پھونک کروانے کا حکم:

اس وقت جو ماحول جاہل مسلمانوں کا ہے بہت ابتر ہے کہ غیر مسلم دھامی اور اجھاؤں کے پاس جا کر ان سے جھاڑ پھونک کرواتے ہیں، ذرا سی تکلیف بدن میں کیا ہوئی یا کسی پریشانی میں کیا مبتلا ہوئے کہ ڈاکٹروں سے علاج کی بجائے یا علمائے کرام سے دم کروانے کی بجائے ان غیر مسلموں سے دم کرواتے ہیں۔ جب اس وقت مسلمانوں کا یہ حال ہے تو پہلے کا کیا حال رہا ہوگا؟ دھیرے دھیرے اب یہ بیماری بہت پھیلتی جارہی ہے جسے روکنے کی سخت ضرورت ہے اور اہل علم کو اس جانب توجہ دینے کی ضرورت ہے، مسلمانوں کو سمجھا کر اس وبا سے روکنے کا فریضہ انجام دیں۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے مقدور بھر کوشش فرمائی ہے اس وبا اور فتنہ کو روکنے میں۔ تقریروں میں بھی اس سے روکتے اور فتویٰ کے ذریعہ بھی روکنے کی کوشش فرمائی ہے اور بہت سے لوگوں کو اس فتنہ اور غیر اسلامی فعل سے روکنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب آپ سے سوال ہوا کہ غیر قوم کے بھگتا سے مسلمانوں کو جھڑانا پھونکانا اور ان کے دیوتاؤں کے لئے چڑھانے کا سامان خرید کر دینا کیسا ہے؟ تو آپ نے اس کے جواب میں لکھا کہ:

''غیر مسلم کے جھاڑ پھونک کے الفاظ اور اس کے منتر تنتر کے کلمات کفریہ شرکیہ ہوتے ہیں۔ دیوی، دیوتاؤں، کالی، بھوانی، بجرنگ بلی وغیرہ سے معاذ اللہ مدد طلب کرتا ہے اور ان سے مدد مانگنا یقیناً شرک وکفر اور مدد مانگنے والا قطعاً کافر ومشرک اس سے جھاڑ پھونک کرانے میں اس کی عزت وتوقیر ہے۔ اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا بحوالہ فتاویٰ ظہیریہ وتنویر الابصار ودرمختار واشباہ والنظائر فرماتے ہیں: تبجیل الکافر کفر۔ یعنی کافروں کو عزت دینا کفر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من وقر صاحب بدعۃٍ فقد اعان علیٰ ھدم الاسلام۔ جس نے بدمذہب کی توقیر کی بے شک اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔

بدمذہب کی توقیر پر یہ حکم ہے تو مشرک کی تعظیم پر کیا ہوگا اور اس میں مشرک بھگتا کا پیش رو بننا اور جو وہ کہے وہی (معاذ اللہ) کرنا یہ سب حرام حرام ہے اور کفر اس کا انجام ہے۔

پھر آگے آپ نے قرآن کریم کی چند آیات کریمہ اور فقہا کی عبارات بطور دلیل پیش فرمانے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

''بالا بیان سے عیاں ہو گیا کہ اس سے جھاڑ پھونک کرانا اور دیوتاؤں کے واسطے سامان فراہم کرنا اور اس کی اطاعت کرنا

سب حرام حرام کفرانجام اور مخالفت حکم ذوالجلال والاکرام اور نبی علیہ والصلاۃ والسلام ہے۔ان افعال کے مرتکب توبہ کریں، تجدید ایمان اور تجدید نکاح کریں اگر بیوی رکھتے ہوں اور حج کریں اگر کر چکے ہوں کہ پہلا باطل ہو چکا۔''(۱)

غیر قوم سے دوستی کا حکم:

آج دیکھا جا رہا ہے کہ غیر مسلموں سے دوستی اور بھائی چارے کا نعرہ زور سے لگایا جا رہا ہے، جس کا ایک بہت بڑا خسارہ یہ ہو رہا ہے کہ اس کی آڑ میں ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا ہے، اظہار یکجہتی کے نام پر مسلمانوں کو اپنا فائدہ ضرور اٹھانا چاہئے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہونا چاہئے کہ اس نام پر اپنے ایمان کو ہی خطرے میں ڈال لیا جائے۔اور ہو یہی رہا ہے کہ ہندو مسلم بھائی بھائی کے نام پر غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت کی جانے لگی ہے، مبارک بادیاں دی جا رہی ہیں، ان کے مذہبی تہواروں میں تعاون کیا جا رہا ہے، جو کہ اسلامی تعلیمات خلاف ہے۔اس لئے جو لوگ اس بلا میں مبتلا ہیں انہیں ہوشیار ہو جانا چاہئے اور اپنے ایمان کو لٹنے سے بچانے کی فکر کرنی چاہئے۔اور اہل علم کو بھی چاہئے کہ حکمت کے ساتھ مسلمانوں کی رہنمائی کریں۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اس مسئلہ میں بھی مسلمانوں کی رہبری فرمائی ہے اور آج سے برسوں پہلے اپنے فتویٰ کے ذریعہ اس بلا میں مبتلا مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچانے کی سعی بلیغ فرمائی ہے۔چنانچہ جب آپ سے سوال ہوا کہ:

''غیر قوم سے دوستی کرنا، ان کے پرب و تہوار کی میٹھائی کھانا، ان کی صحبت میں اٹھنا بیٹھنا مسلمانوں کے لئے کیسا ہے؟ اس کا بھی جواب عنایت فرمائیں۔''

تو آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: ''ان سے دوستی کرنا حرام ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ۔(پ:۳)

مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں۔

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔(پ:۱۰)

اے ایمان والو اپنے باپ دادوں اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر ایمان پر وہ کفر پسند کریں اور تم میں جو ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

(۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ۔(پ:۶)

اے ایمان والو جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے، وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافر، ان میں سے

(۱) فتاویٰ برکات حصہ سوم ملخصا

کسی کو دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہ اگر ایمان رکھتے ہو۔

(۴) یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ۘؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (پ:۶)

اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بنا۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔

(۵) یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّی وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِیَاءَ۔ (پ:۲۸)

اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

(۶) تَرَىٰ كَثِیرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِینَ كَفَرُوا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ اللَّهُ عَلَیْهِمْ وَفِی الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ۔ وَلَوْ كَانُوا یُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِیِّ وَمَا أُنزِلَ إِلَیْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِیَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِیرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ۔ (پ:۶ ع:۱۴)

ترجمہ: تم ان میں بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں بے شک کیا ہی بری ہے وہ چیز جو خود انہوں نے اپنے لیے آگے بھیجی کہ ان پر اللہ کا غضب ہوا اور انہیں ہمیشہ ہمیشہ عذاب ہوگا اور اگر انہیں اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے۔ مگر ہے یہ کہ ان میں بہت سے فرمان الٰہی سے نکلے ہوئے ہیں۔

(۷) لَا تَجِدُ قَوْمًا یُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ یُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِیرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِی قُلُوبِهِمُ الْإِیمَانَ۔ (پ:۲۸ ع:۳)

نہ پاؤ گے انہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ ان سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ ورسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں، یہ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ ایمان نقش فرما دیا۔

یعنی مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا و رسول کے دشمن سے دوستی کریں۔ ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہر کافروں، بددینوں اور بدمذہبوں پھلواریوں، وہابیوں، دیوبندیوں خدا ورسول کی شان اقدس میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے محبت ومودت اور اختلاط وموالات ناجائز وحرام اور خدائے قہار کے غضب کا سبب اور عذاب نار کا باعث اور نفاق کی علامت۔ ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کافر کوئی بھی ہوں ان میں باہم کتنے ہی اختلاف ہو مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ سب ایک ہیں۔ **الکفرۃ ملۃ واحدۃ**۔ ان آیات مقدسہ میں یہ بھی بہت شدت وتاکید کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ یہود ہوں یا نصاریٰ یا مشرکین بلکہ ہر مخالفین دین اسلام سے علیٰحدگی اور جدا رہنا واجب ہے، کیوں کہ خدا کے دشمنوں سے دوستی کرنا ایمان دار کا کام نہیں۔

ہاں اگر جان و مال کا خوف ہوتو ایسے وقت صرف ظاہر برتاؤ کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔(۱)

تہوار کی میٹھائی اگران کی پوجا کی ہے تو لینا منع۔ کفار اگر اس کو بطور پرشادی بانٹ رہے ہوں جب تو ہرگز پاس نہ جائے کمافی الفتاویٰ الرضویۃ۔ اور الملفوظ حصہ اول ص:۱۱۵ میں ہے۔''عرض: کافر جو ہولی، دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟ ارشاد اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثاء کے تہوار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھ کر۔(۲)

(۱) خزائن العرفان

(۲) فتاویٰ برکات حصہ سوم

آٹھواں باب

افکار ونظریات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥

افکار ونظریات

اس باب میں ہم حضور شیر نیپال کے مذہبی، مسلکی افکار ونظریات اور سماجی، اصلاحی خدمات سے متعلق آپ کی تصنیفات و تالیفات سے چند اقتباسات نظر قارئین پیش کررہے ہیں، تاکہ آپ کا موقف واضح ہوجائے اور یہ بات خوب روشن تر ہوجائے کہ آپ افکار رضا کے حامل وحامی اور ناشر ومبلغ تھے۔ کسی کو یہ کہنے کا موقع قطعا نہ ملے کہ آپ کا کوئی نظریہ اہل سنت کے کسی موقف ونظریہ سے ہٹ گیا۔ اور یہ بھی آشکارا ہوجائے کہ آپ بدعقیدوں کے ردوطرد اور مراسم شرکیہ میں پھنسے مسلمانوں کو اس دلدل سے نکالنے میں زبان وقلم کا کس قدر استعمال کیا۔ نیز مستقبل میں کسی کو آپ کے افکار ومعتقدات حقہ اسلامیہ پر انگشت نمائی کی جرأت نہ ہو۔ کیونکہ آج کل ایسا ماحول بن گیا ہے کہ بلا وجہ اور کسی جرم وخطا کے بغیر کسی مؤقر ہستی کی تضلیل وتفسیق کرنے میں بعض لوگ کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

ائمہ اربعہ کے بارے میں آپ کا نظریہ:

چاروں مذاہب حقہ اہل سنت حفظہم اللہ تعالیٰ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کے عقائد یکساں ہیں۔ صرف اعمال میں باہم جزئی اختلاف ہے۔ چونکہ طہارت ونماز کے مسائل میں ایک بات ایک مذہب میں واجب دوسرے میں ممنوع، ایک میں مستحب دوسرے میں مکروہ، ایک کے نزدیک ایک امر ناقض وضو دوسرے کے نزدیک نہیں۔ تو جب امام کسی مذہب کا ہو اگر اس نے دوسرے مذہب کے فرائض، طہارت وصلاۃ کی رعایت نہ کی تو اس مذہب والوں کی نماز اس کے پیچھے فاسد وباطل اور اگر مراعات مشکوک ہو تو مکروہ۔ بنابریں محققین نے تصریح فرمائی موافق المذہب کی اقتداء اکمل وافضل تکمیل وتحسین کی تحصیل کے لئے خاص بیت اللہ شریف میں چار مصلے مقرر ہوئے۔ تاکہ سب اپنے اپنے مذہب کے امام کی اقتدا میں نمازیں ادا کریں اور اسی پر آٹھ سو برس یا زائد عامۂ مسلمین کا عمل مکہ معظمہ مدینہ طیبہ وغیرہ بلاد اسلام میں جاری وساری رہا۔ لیکن فی زماننا وہابیہ نے اسے بدعت وحرام قرار دے کر ختم کردیا ہے یہ ان کی جہالت وسفاہت ہے۔ بعض صورتوں میں نماز نہ ہونے کی صورت اوپر مذکور ہوئی لیکن جس کے عقائد بگڑے ہیں جیسے دیوبندی، وہابی، صلح کلی، پھلواروی یہ فی الحقیقت نہ حنفی ہیں، نہ شافعی، نہ مالکی، نہ حنبلی، نہ چار مصلے کا حقیقتاً ماننے والا بلکہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اسی لئے اس کے پیچھے نماز نہیں ہاں اگر عقائد صحیح ہوں اور چاروں مذاہب حقہ اہل سنت حفظہم اللہ تعالیٰ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کے عقائد یکساں ہیں صرف اعمال میں باہم جزئی اختلاف ہے۔ ایک مذہب والے دوسرے مذہب والے کی پوری رعایت رکھتے ہوں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۱)

---

(۱) فتاویٰ برکات

اولیاء اللہ کے بارے میں نظریہ:

اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خداوند ذوالجلال کی بارگاہ میں بڑی قدرومنزلت ہے، آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں اُن کی عظمت شان اور رفعت مکان کا برملا بیان موجود ہے۔ ان کے صدقہ میں خلق کے کام بنتے ہیں، مددیں ہوتی ہیں، روزیاں ملتی ہیں۔ وہ گذشتہ اور آئندہ کے غم واندوہ اور خطرات سے بےخوف ہیں۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ (سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے۔) اس پر شاہد عدل ہے: قال تعالیٰ: وھو یتولی الصلحین۔ وقال تعالیٰ: رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوا عَنْہُ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ ولیوں سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ولی وہ ہیں کہ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔ حدیث شریف میں ہے: لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ۔ اگر وہ کسی امر میں اللہ کی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پورا فرماتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے: وُجُوھھم نُورٌ علیٰ منابر من نور لایخافون اذا خاف الناس ولایحزنون اذا حزن الناس ثم تلا ان اولیاء اللہ۔ الخ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''اولیاء کے چہرے نورانی ہوں گے، نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے، انہیں کوئی خوف نہ ہوگا جب کہ عام لوگ خوف زدہ ہوں گے اور نہ وہ غمگین ہوں گے جب کہ اور لوگ غمگین ہوں گے۔ پھر حضور یہ آیت پڑھی سنو! بےشک اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔ اس کے علاوہ بہت آیات کریمہ اور احادیث کثیرہ سے ان کی صفات عالیہ اور مکانات رفیعہ ثابت ہیں۔

بدعقیدوں سے نفرت:

بدعقیدوں سے آپ کو کس درجہ نفرت وکراہت تھی وہ کسی سے مخفی نہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے دشمنوں، گستاخوں سے کسی رواداری، راہ ورسم اور سلام وکلام کے قائل ہی نہیں تھے اور نہ اس کی اجازت اپنے شاگردوں اور مریدین و متوسلین کو دیتے، بڑی سختی کے ساتھ بدمذہبوں سے سلام وکلام، رشتہ داری، ان کے پیچھے نماز پڑھنے، ان کی محفلوں میں جانے یا اپنی محفلوں میں بلانے سے منع کرتے تھے۔ کبھی تبلیغی جماعت کے لوگ ہندوستان سے نیپال میں آجاتے تو آپ انہیں جامعہ میں ٹھہرنے نہیں دیتے۔

ایک بار ہندوستان سے کچھ تبلیغی جماعت والے جامعہ میں آئے، رات کا وقت تھا، آپ نے فرمایا یہاں تبلیغی جماعت والوں کو رہنے کی اجازت نہیں ہے، ان لوگوں نے کہا ہمیں مسجد میں ہی رہنے دیا جائے، آپ نے فرمایا مسجد میں بھی نہیں رہ سکتے۔ بولے اتنی رات میں کہاں جائیں گے؟ آپ نے فرمایا کہیں بھی چلے جاؤ مگر یہاں رہنے کی اجازت نہیں، اسٹیشن چلے جاؤ وہاں رات گذارو۔ تم لوگ اتنا لمبا سفر کرکے کوئی کرناٹک سے، کوئی یوپی سے کوئی کہیں سے نیپال کیوں آئے ہو؟ بولے تبلیغ کرنے۔ آپ نے فرمایا ہندوستان سے نیپال میں آئے ہو تبلیغ کرنے کیا ہندوستان میں سب سدھر چکے کہ نیپال آگئے۔ تم لوگ تبلیغ نہیں کرتے بلکہ

سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان لوٹتے ہو، نماز و روزہ کے نام پر مسلمانوں کے ایمان چھین لیتے ہو۔

بدعقیدوں سے اس قدر نفرت تھی کہ ان کا نکاح تک نہیں پڑھاتے تھے، نکاح سے پہلے مکمل تحقیق و تفتیش کر لیتے تھے۔

حضرت منظری صاحب ایک واقعہ ''حضرت شیر نیپال اور ایک وہابی دولہا'' سرخی کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

''جنکپور میں آپ کا ابتدائی دور تھا ایک شادی کی بارات آئی تھی، جو وہابی اسحاق میاں جی کے دالان میں ٹھہری تھی اس دولہے کا نکاح لوگ حضرت سے پڑھوانا چاہتے تھے۔ دولہا کا تعلق وہابی فرقہ سے تھا حضرت کو یہ کہہ کر کہ دولہا سنی صحیح العقیدہ ہے نکاح کے لئے لے گئے۔ حضرت کو شبہ ہوا کہ دولہا صحیح العقیدہ نہیں لگ رہا ہے آپ نے نکاح خوانی سے قبل دولہا سے کہا آج آپ کے لیے خوشی کا وقت ہے، وضو کر لیجئے اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کر لیجئے۔ دولہا میاں وضو کر کے نماز کے لئے کھڑے ہوئے، جیسے ہی نماز کی نیت کر کے ہاتھ سینہ پر باندھا آپ نے دیکھا دولہا غیر مقلد وہابی کا مقلد اور پیروکار ہے۔ آپ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو ڈانٹا کہ آپ حضرات دھوکہ دے کر وہابی کا نکاح مجھ سے پڑھوانا چاہتے ہیں۔ لوگو! اللہ سے ڈرو، خوف کھاؤ، اپنے ایمان کی حفاظت کرو۔ وہابی کا نکاح کبھی بھی کسی سے نہیں ہو سکتا چاہیے جتنا بڑا عالم نکاح پڑھا دے۔ دانستہ وہابی کا نکاح پڑھانے والا، گواہ اور شریک نکاح سب حکم شرع کی زد میں آجائیں گے۔ وہابی کا نکاح نہ پڑھانے کی وجہ سے کچھ لوگ آپ کے سخت مخالف ہو گئے۔ مخالفت اس حد تک بڑھی کہ وہابی اور اس کے ہمنوا آپ کے جانی دشمن ہو گئے اور آپ کو اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو گیا، دماغی الجھنیں بڑھ گئیں۔ دشمنوں کی شرارت کی وجہ سے سخت گرمی میں بھی کمرہ کا دروازہ اور جھال بند کر کے سوتے تھے، حالاں کہ اس وقت آپ کے کمرہ میں بجلی پنکھا بھی نہیں تھا ان پریشانی کے دنوں میں آپ بطور وظیفہ قرآن کریم کی یہ آیت سَیُهۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَیُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ۔ (القمر، ۴۵) بکثرت پڑھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کی حفاظت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کو آپ سے دین متین کا کام لینا تھا اور آپ نے عقائد اہل سنت و جماعت کے تحفظ کے لئے جو خدمات انجام دیئے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں، مسلمانوں کی آنے والی نسلیں بھی یاد کریں گی کہ اللہ تعالیٰ نے شیر نیپال کی شکل میں مسلمانوں کو ایک عظیم رہنما عطا فرمایا تھا۔''(۱)

اکابر علمائے بدمذہب کے بارے میں آپ کا نظریہ:

بلاشک وشبہ کبرائے وہابیہ علمائے اربعہ ملاعنہ رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھی و قاسم نانوتوی و اشرف علی تھانوی اور مرزا غلام احمد قادیانی خذلھم اللہ تعالیٰ اپنے عقائد فاسدہ باطلہ اور کفریات واضحہ صریحہ کی بنا پر قطعاً اجماعاً بے دین کفار و مرتدین ہیں۔ ایسے کہ جو ان کے اقوال مردودہ ملعونہ پر مطلع ہو کر ان کے کافر ہونے اور معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ ان سفہائے مذکورین اور خبثائے مسطورین کے اقوال بدتر از ابوال کو دیکھ کر ۸۰ / برس پہلے علمائے حرمین شریفین مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً و مشاہیر فقہائے مصر و شام و مفتیان ہند و سندھ نے بالاتفاق نام بنام ان سب کی تکفیر کی اور صاف فرمایا من

شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ جو ان کے اقوال خبیثہ پر مطلع ہو کر ان کے کافر ہونے اور مستحق عذاب ہونے میں شک بھی کرے وہ خود بلاشبہ کافر دائرہ ایمان سے خارج۔ ان دین کے دشمنوں، زندیقوں، منافقوں نے انبیائے کرام، رسولان عظام علیہم الصلوۃ والسلام کی مقدس بارگاہ میں صریح گستاخیاں کی ہیں۔ بالخصوص سید کائنات فخر موجودات علیہ الصلوات والتسلیمات کی ارفع واعلیٰ شان میں سخت بیباکیاں وبدگوئیاں کی ہیں۔ (ہدایت کا راستہ)

بدمذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی؟

جس جماعت کے عقیدے حد کفر کو پہنچ چکے ہیں جیسے وہابی، دیوبندی، قادیانی، رافضی، غالی، پھلواروی، صلح کلی، چکڑالوی قاتلھم المولیٰ تعالیٰ ان میں سے کسی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ شخص مذکور فی السوال لائق امامت نہیں۔ اس کی اقتداء میں نماز درست نہیں۔ اس کے پیچھے نمازیں ہرگز ہرگز نہ پڑھیں۔ اور اس کی اقتداء میں جتنی نمازیں پڑھیں نہ ہوئیں توبہ صادقہ کریں اور سب کی قضا کریں کہ یہ فی الحقیقت قاسمی اور گھٹیے درجہ کا قطعاً یقیناً دیوبندی ہے۔ (۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اول خلق ہونے کے بارے میں نظریہ:

جب فرشتوں کی عمر کا اندازہ ہمارے مقدور سے بیروں ہے تو اول کائنات فخر موجودات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کی عمر نوری کا اندازہ کیوں کر ممکن ہوگا کیونکہ سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے ہی نور شریف کو پیدا فرمایا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ بہشت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتے تھے نہ عرش وکرسی، نہ زمین تھی نہ آسمان، نہ چاند وسورج اور نہ انسان وجنات۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی نور سے دیگر مخلوقات کو وجود بخشا۔ (۲)

مغیبات خمسہ کے بارے میں نظریہ:

خالق کائنات کے جود وعطا سے حضور پر نور شافع یوم النشور اشرف المخلوقات علیہ وآلہ وصحبہ افضل الصلوٰت والتسلیمات کے علمی مقامات ودرجات اور عرفانی فضائل وکمالات بہت ارفع واعلیٰ ہیں اور اس قدر کہ جن کی کوئی حد وانتہا نہیں۔ جن وانس یا کوئی ملک آپ کے علوم عظیمہ اور معارف جزیلہ کا حصر واحصا نہیں کر سکتے، سوائے خدائے علیم وخبیر جل وعلا کے کسی کو خبر نہیں۔ زمین وآسمان، لوح وقلم، عرش وکرسی آپ کی وسعت علمی سب کو محیط، ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ، گوشہ گوشہ اور جو کچھ ہو چکا، جو ہو رہا ہے، اور جو ہوگا، دلوں کے اسرار، کس کے دل میں کیا ہے، ایمان وایقان ہے یا کفر ونفاق، کون سعید ہے کون شقی، کون جنتی ہے، کون جہنمی، پس دیوار یا پیش دیوار کون کیا کر رہا ہے، قیامت تک بولی جانے والی زبانیں، جن وانس کی ہوں یا وحوش وطیور کی، ملائکہ کی ہوں یا دیگر مخلوقات کی، عربی ہوں یا عجمی، عبرانی ہوں یا سریانی، اردو ہوں یا ہندی، فرشی ہوں یا عرشی سب سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگاہ۔ لوح محفوظ میں کیا لکھا ہے، اولین وآخرین کے حالات کیا ہیں غرض ایک ایک بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے

(۱) بدمذہبوں کے پیچھے نماز کا حکم
(۲) شان مصطفی

ہیں۔ ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون وقاتلھم اللہ انی یوفکون۔(۱)

انگوٹھوں کو بوسہ دینے کے بارے میں نظریہ:

اذان میں نام پاک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا مستحب و مستحسن ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد دوم ص ۳۸۱ پر ہے:

حضور پر نور شفیع یوم النشور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز جس کے جواز پر مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم۔ اور خود اگر کوئی دلیل خاص نہ ہوتی تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا ہی جواز کے لئے دلیل کافی تھا۔ جو ناجائز بتائے ثبوت دینا اس کے ذمہ ہے کہ قائل جواز متمسک باصل ہے متمسک باصل محتاج دلیل نہیں۔ پھر یہاں تو حدیث وفقہ، ارشاد علماء وعمل قدیم سلف، صلحاء سب کچھ موجود۔(۲)

بغیر ثبوت تہمت زنا لگانے والوں کے بارے میں نظریہ:

اگر حقیقۃً ان دونوں (مرد وعورت) سے زنا ثابت نہ ہو تو زنا کا الزام یہ سخت گناہ ہے۔ کیونکہ بلا ثبوت کسی پر زنا کی تہمت رکھنا سخت حرام قطعی گناہ کبیرہ ہے۔ ایسی تہمت رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے بڑے عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل نے حکم فرمایا ہے ایسے شخصوں کو اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی نہ سنو اور وہ فاسق ہیں۔ چنانچہ ارشاد خداوند قدوس ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ (النور آیت ۴)

ترجمہ: جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، اور وہ لوگ فاسق ہیں۔(۳)

قادیانی کے بارے میں نظریہ:

جہاں فرقہ باطلہ اور شیطان لعین کے اتباع واذناب کی فہرست میں فرقہ دیابنہ اور وہابیہ وغیرہا کا ذکر فرمایا وہیں مرزا غلام احمد قادیانی کے بکواس وہذیان کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''انہیں طائفہ خبیثہ کی پیداوار فرقۂ قادیانیہ ملعونہ ہے۔ نانوتوی نے دروازۂ نبوت کھولا اور مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ مرزا نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ طرح طرح کے خرافات، لغویات، کفریات بکنے لگا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی شان پاک میں بالخصوص حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ صلاۃ اللہ اور ان کی والدہ ماجدہ عفیفہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی شان

(۱) فتاویٰ برکات، شان مصطفیٰ
(۲) شان مصطفیٰ
(۳) تباہی ان گناہوں کی

جلیل میں نہایت بے باکی کے ساتھ گستاخیاں کرنے لگا۔ مرزا کا مدعی نبوت بننا ہی اس کے کافر واکفر ہونے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنے کے لیے کافی تھا۔ ایسے شخص کے کافر ومرتد ہونے میں کسی مسلمان کو ہرگز شک نہیں ہوسکتا۔ اس کی کتاب میں فضولیات ولغویات کے انبار ہیں، اس شخص کے کفریات وہفوات بے شمار ہیں۔ (ہدایت کا راستہ)

اسی کتاب میں آپ مرزا پر یوں برق بار ہیں:

''مرزا اپنی کفریات کی بنا پر یقینا کافر ومرتد نہ ایسا کہ وہی کافر ہے، بلکہ جو اس کے اس عقیدۂ ملعونہ اور اقوال مطرودہ پر مطلع ہوکر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر۔ بلکہ جو اس میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر اور جو اس کی تکفیر میں چوں وچرا کرے وہ بھی کافر بلکہ جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہوکر تاویلات کے جھوٹے حیلے، بہانے تلاشے وہ بھی کافر۔

شفاء شریف ج:۲، ص:۲۴۷ میں ہے:

نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل اووقف فیھم اوشك۔

ترجمہ: ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے۔(۱)

شمع نیازیوں کا رد:

شیطانی گروہوں میں سے ایک گروہ کا نام شمع نیازی ہے جس کے عقائد ونظریات اہل سنت کے عقائد سے متصادم ہیں جن کا رد وقت کے اجلہ علماء ومشائخ نے کیا۔ اس فرقہ کو بھی آپ نے یونہی بے لگام نہ چھوڑا، بلکہ اس کا بھی رد حضور شیر نیپال نے فرمایا۔ شمع نیازیوں نے ایک شوشہ نکالا کہ کعبہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے، لوگ حج کے لئے نہیں بلکہ عرس میں جاتے ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کعبۃ اللہ مسلمانوں کا قبلہ ہے جس کا حج مسلمان پر فرض ہے۔ حضور شیر نیپال نے اس فکر باطل کا زبردست انداز میں رد فرمایا اور یہ ثابت کر دکھایا کہ کعبہ مزار آدم نہیں ہے بلکہ بیت اللہ اور قبلہ مسلمین ہے۔ آپ اپنی کتاب ''فتاویٰ برکات'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''تمام مسلمانوں، تمام عالموں، محدثوں، تمام فقیہوں، تمام امتوں کا اس امر پر اتفاق واجماع ہے کہ کعبہ شریف بیت اللہ وبیت عتیق ہے۔ بیت الحرام ومسجد حرام ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پسندیدہ قبلہ ہے۔ حج کرنے والوں کی زیارت گاہ اور مقام طواف ہے۔ آج تک کسی مسلمان کو اس کا وہم بھی نہ گذرا کہ معاذ اللہ ہزار بار معاذ اللہ لاکھوں کروڑوں بار معاذ اللہ کہ کعبہ شریف زادہا اللہ شرفا وتکریماً مسجد حرام نہیں قبر آدم علیہ السلام ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ! ولا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔''

کتب تفاسیر کی عبارات نقل کرنے کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں:

''ان تفاسیر روح المعانی، روح البیان، خازن، مدارک، جلالین، صاوی تنویر المقیاس اور کبیر کی عبارتیں مذکور ہوئیں،

(۱) ہدایت کا راستہ

سطر بسطر حرف بحرف پڑھ جائیں دیکھیں کہیں بھی اس امر کا شائبہ ہے جس کا وہ اخبث الخبثاء، اجہل الجہلا ادعاء کرتا ہے کہ وہ مبارک محترم، معزز ومکرم، طاعت وعبادت کا گھر، نمازیوں کا قبلہ، حاجیوں کی زیارت گاہ اور جائے طواف کعبہ نہیں قبر آدم علیہ السلام ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ابلیس لعین کے وسواس سے اپنی پناہ میں رکھے! آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات یا رب العلمین۔(۱)

نشہ کی حالت میں طلاق کے وقوع کے بارے میں نظریہ:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ نشہ کی حالت میں طلاق دی جائے تو طلاق نہیں پڑے گی۔ ان جاہلین کا رد کرتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

''طلاق دے کر پشیمان ہونے اور پچھتانے سے طلاق واپس نہیں ہوسکتی، شرمندہ ہونا اب لا حاصل ہے، ہوش و بے ہوش، خرد و بے خردگی کی گفتگو بے فائدہ ہے۔ عائشہ کو بلا شک وشبہ طلاق واقع ہوگئی زید نے ایک طلاق دی تو ایک، دو طلاق دی ہے تو دو، تین طلاق دی ہے تو تین، صریح دی ہے تو صریح، بائن دی ہے تو بائن۔ صریح کی صورت میں ایک دو طلاق تک رجعت عدت کے اندر اندر کر سکتا ہے۔ اور اگر عدت کی مدت گذر گئی ہو، یا طلاق بائن ایک یا دو دی ہو تو عائشہ کی رضا حاصل کر کے از سر نو نکاح لازم ہے۔ اور اگر نشہ کی حالت میں تین طلاق دی ہو تو وہ حرمت غلیظہ کے ساتھ مغلظہ ہوجائے گی اور بے حلالہ ہرگز جائز نہیں ہوسکتی۔ کما فی القرآن العظیم۔(۲)

غصہ میں دی گئی طلاق کے بارے میں آپ کا نظریہ:

لوگ طلاق بالعموم حالت غصہ ہی میں دیتے ہیں۔ درالمختار ص ۴۲۳، ردالمحتار وغیرہما کتب فقہیہ میں اس امر کی تصریح ہے کہ غصہ کی طلاق واقع ہے۔ ہاں غصہ اس حد تک ہو کہ ہوش وحواس ختم ہوجائے، عقل جاتی رہے، آسمان وزمین نہ جانے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ لیکن وہ صورت کہ عقل غصہ سے جاتی رہے بہت نادر ہے۔ لہذا جب تک اسکا ثبوت گواہان عادل سے نہ ہو محض سائل کے کہہ دینے پر اعتماد نہ ہوگا۔(۳)

طلاق ثلاثہ کے بارے میں آپ کا موقف:

غیر مقلدین بڑے شدومد کے ساتھ اس مسئلہ کو اچھالتے ہیں اور بڑی ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں کہ ایک ساتھ دی گئی تین طلاق تین نہیں بلکہ ایک ہی واقع ہوگی۔ اور بطور استدلال حدیث رکانہ پیش کرتے ہیں۔ علمائے اہل سنت نے ان فرقہ ملاعنہ کے مزاعم فاسدہ کا زبردست تعاقب کیا اور دلائل باہرہ سے ثابت فرمادیا کہ ایک ساتھ دی گئی تین طلاق سے یقینا تین واقع ہوگی۔

---

(۱) فتاویٰ برکات
(۲) طلاق کے دو اہم باب
(۳) فتاویٰ برکات

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے بھی اپنے رسالہ طلاق کے دواہم باب میں اس کا رد فرمایا اور اس بارے میں موقف حق کو واضح فرمایا اور فرمایا کہ تین طلاق کے وقوع کے سلسلے میں ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے، اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ رہی بات حدیث رکانہ کی تو اس کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

''صحیح یہ ہے کہ انہوں نے ایک ہی کا اقرار کیا تھا، تب سرکار نے رجعت کا حکم فرمایا تھا۔''

اما حدیث رکانه فمنکر و الاصح ما رواه ابو داؤد و الترمذی وابن ماجه ان رکانة طلق زوجته البتة فحلفه رسول صلی الله علیه و سلم انه ما اراد الا واحدة فردها الیه فطلقها الثانیة فی زمن عمر رضی الله عنه و الثالثة فی زمن عثمان رضی الله عنه۔ قال ابو داؤد و هذاا صح من حدیث ابن جریج ان رکانة طلق امرأته ثلاثا لانهم اهل بیته وهم اعلم به وحدیث ابن جریج رواه عن بعض بنی ابی رافع۔(۱)

ترجمہ: رہا حدیث رکانہ تو یہ منکر ہے اور صحیح وہی ہے جو امام بوداؤد اور امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے روایت فرمائی ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی۔ تو حضور ﷺ نے ان سے قسم لی کہ ان کی مراد اس سے ایک ہی طلاق تھی، تو آپ ﷺ نے ان کی بیوی ان کو لوٹا دی۔ پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دوسری طلاق دی اور تیسری طلاق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دی۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یہ ابن جریج کی اس روایت سے زیادہ صحیح ہے کہ انہوں نے تین طلاق دی تھی۔ کیوں کہ یہ لوگ رکانہ کے گھر والے ہیں جو گھر کے احوال کا علم زیادہ رکھتے ہیں۔ اور ابن جریج کی حدیث ابو رافع کی کسی اولاد سے مروی ہے۔

حاملہ بالزنا کا حکم:

جو عورت شادی شدہ ہو اور شوہر اس سے دور ہو مثلاً سعودی عرب رہتا ہو اور اس بیچ کسی غیر مرد سے اس کا ناجائز تعلق ہو جائے اور زنا سے حاملہ ہو جائے اور پھر شوہر اسے طلاق دیدے تو اس پر عدت ہے یا نہیں؟ اس بارے میں شرعی نقطہ نظر یہی ہے کہ اس پر عدت ہے، بغیر عدت اس کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا۔ چند سال قبل 2016ء میں نیپال میں اسی طرح کا ایک واقعہ پیش آیا تو دھنوشا ضلع سے تعلق رکھنے والے یک مفتی صاحب نے عدم عدت کا فتویٰ دیا تھا اور ان کی موافقت میں ان کے ہم پیالہ کئی ایک علما نے بھی اس فتویٰ کی تائید کی اور اپنے اسی موقف پر کئی ہفتہ تک قائم رہے اور اپنے موقف کو صحیح بتاتے رہے جو سراسر اسلامی نقطہ نظر کے خلاف بلکہ تحریف قرآن کی ابتدائی سعی تھی، جس کا رد کرنا اہل علم پر ضروری تھا، فقیر ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی اور مفتی احمد رضا ثقافی نے اس فتویٰ اور اس باطل موقف کا رد کیا اور مفتی کو نظر ثانی کرنے کرنے کو کہا، مگر کئی ہفتہ تک اپنے اسی موقف پر قائم رہے یہاں تک جامعہ اشرفیہ، بریلی شریف اور ادارہ شرعیہ پٹنہ سے بھی اس فتویٰ کے خلاف فتویٰ آیا پھر انہوں نے اپنی غلطی کا اقرار کیا۔ یہ مسئلہ

(۱) ابوداؤد ج ۱ ص ۳۰۰ مطبوعہ فیصل پبلیکیشنز دیوبند

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے بھی فرمایا کہ اس عورت پر عدت واجب ہے۔ پھر جب میں نے فتاویٰ برکات کا مطالعہ کیا تو اس موقف کی تائید میں آپ کے کئی ایک فتویٰ دیکھا، بلکہ ایک فتویٰ تو اسی نوعیت کا بھی نظر سے گذرا جس کا ذکر اوپر ہوا جس کے جواب میں مفتی صاحب نے عدم عدت کا حکم دیا تھا۔ حضور شیر نیپال کا نظریہ اس بارے میں اس لئے بھی یہاں بیان کیا جارہا ہے کہ مسئلہ چند سال قبل بہت نزاعی اور آپسی اختلاف وانتشار کا باعث بن چکا ہے۔ لیکن اس سے پہلے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک فتویٰ وموقف بھی یہاں پیش کیا جارہا ہے تاکہ عدم جواز کے قائل مفتی صاحب پر یہ واضح ہوجائے کہ ان کا موقف کس صورت میں جائز تھا اور ان سے کیا خطا ہوئی اور ان کے استدلال کی حیثیت وجہت کیا ہونی چاہئے وہ خود ہی اس فتویٰ کی روشنی میں متعین کرلیں۔ چنانچہ اعلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''جو عورت معاذ اللہ زنا سے حاملہ ہو اس سے نکاح صحیح ہے خواہ اس زانی سے ہو یا اس کے غیر سے، فرق اتنا ہے کہ زانی جس کا حمل ہے وہ اس سے قربت بھی کرسکتا ہے اور غیر زانی اگر نکاح کرے تو تا وضع حمل قربت نہیں کرسکتا۔

لئلا یسقی ماءہ زرع غیرہ ۱؎ درمختار، وصح نکاح حبلی من زنا ۲؎ تنویر الابصار۔

تاکہ دوسرے کی کھیتی کو اپنے پانی سے سیراب نہ کرے۔ درمختار، زنا سے حاملہ کا نکاح صحیح ہے۔ تنویر الابصار (ت)

عدت زن شوہر دار پر ہوتی ہے، جب شوہر مرے طلاق دے اور ذات زوج کا حمل زوج ہی کا ٹھہرتا ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الولد للفراش وللعاھر الحجر ۳؎ (بچے کا نسب نکاح والے کے لیے ہے زانی کو محرومی ہے۔ ت)

آیہ کریمہ میں ''اولات الاحمال'' سے یہی مراد ہے صدر کلام خاص صورت طلاق ارشاد ہوئی ہے اور اسی کی تفصیل فرمائی گئی۔

یایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن واحصوا العدۃ ۴؎۔

اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں کو طلاق دیتے وقت ان کی عدت کا پاس کرو اور عدت کا شمار کرو۔ (ت)

حوالہ جات:

۱؎ (درمختار شرح تنویر الابصار	فصل فی المحرمات	مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۹)
۲؎ (درمختار شرح تنویر الابصار	فصل فی المحرمات	مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۹)
۳؎ (صحیح مسلم باب الولد للفراش الخ	قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۷۰)	

۴؎ (القرآن ۶۵/۱)(۱)

اب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں، آپ سے سوال ہوا:

زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور کچھ مدت تک ساتھ رہا۔ اس کے بعد وہ عرب چلا گیا۔ یعنی زید کے چلے جانے بعد کچھ مدت کے بعد ہندہ نے بکر سے ناجائز تعلق پیدا کرلیا اور زنا میں ملوث ہوگئی۔ اب اسی بکر کے ذریعہ سے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا اقرار بکر و ہندہ

(۱) فتاویٰ رضویہ ج 11 کتاب النکاح مترجم

دونوں کو ہے اور دوسرا حمل بھی ہے۔اب زید عرب سے آیا اور ہندہ کو طلاق دیا اور ہندہ کا نکاح بکر سے ہی ہونے والا ہے تو اس حالت میں کیا ہندہ عدت گزارے گی یا نہیں؟

اس استفتا کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

”صورت مذکورہ میں ہندہ پر عدت کی مدت گزارنی بعد طلاق فرض قطعی ہے اور اس کی عدت وضع حمل ہے اور جب تک وضع حمل نہ ہوے بکر کا ہندہ سے نکاح حرام قطعی ہے اور زنائے خالص۔یہ احکام قرآن عظیم میں منصوص ہیں۔**قال اللّٰہ تعالیٰ وَأُولاتُ الأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔** (پ:۲۸ع:۱۷سورہ طلاق) اور حمل والیوں کی عدت یہ کہ اپنا حمل جن لیں۔اس آیت کریمہ کے تحت صدر الافاضل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔خواہ وہ عدت طلاق تین مہینے ہیں۔اوران کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا یعنی جو سن ایاس کو پہنچ گئی ہوں یا صغیرہ ہیں یا عمر تو بلوغ کی آگئی مگر ابھی حیض نہ شروع ہوا،ان سب کی عدت تین ماہ ہے اور اگر حائضہ ہیں تو ان کی عدت تین حیض ہے۔سورہ بقرہ میں ہے: **وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ** (پ:۲ع:۱۱) اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک۔اور اگر حاملہ ہیں تو ان کی عدت وضع حمل ہے۔جیسا کہ سوال نمبر ایک میں بیان ہوا۔اور اگر مطلقہ غیر مدخولہ ہے ان سے خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہے تو ان پر طلاق کی عدت نہیں ہے۔جیسا کہ سورۂ احزاب میں ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا۔** (پ:۲۲ع:۳) اے ایمان والو! جب تم مسلمانوں عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو ان پر تمہاری وجہ سے کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کرو۔قرآن عظیم میں ارشاد ہے: **وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔** (پ:۲ع:۱۴) اور تم میں جو مریں اور بیویاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔درمختار میں ہے: **وللموت اربعة اشهر وعشر مطلقاً وطئت اولا الحامل**۔اب بتائے کہ زن غیر مدخولہ جو اپنے شوہر کے پاس ایک آن کے لئے گئی بھی نہیں مگر وہ بھی چار ماہ دس دن عدت گزارے، آخر کیوں؟ یہاں کیا اشتباہ حمل ہے؟ یا جس عورت سے خلوت ہوئی مباشرت نہ ہوئی، وہ بھی عدت گزارے،اس کی وجہ کیا؟ صغیرہ بھی گزارے،سوسوا سو سال کی بوڑھی عدت گزارے،ضرورت؟ اور عدت وفات حیض نہ ہوکر چار مہنے دس دن کیوں قرار پائے،اگر ہوں تو تین ماہ کیوں نہ ہوں جس طرح آئسہ اور صغیرہ کے لئے تین حیض کی جگہ تین مہینے قائم فرمائے۔نماز،میں غور کریں صبح کی دو، مغرب کی تین،باقی کی چار چار رکعتیں کیوں ہیں؟۔غرض ایسے سوالوں کا دروازہ کھولنا علوم وبرکات کا دروازہ بند کرنا ہے۔مومن کو چاہئے کہ جو خدا اور سول خدا کا حکم ہو اس کے آگے خشوع وخضوع کے ساتھ دل سے اور سچے دل سے برضا ورغبت تسلیم وتصدیق کرتے ہوئے سرنیازخم کردیں۔چاہے عقل فہم سے قاصر رہے۔یہاں این وآں کرنا سخت محرومی سے اللہ جل شانہ ہدایت دے۔ آمین! مقاصد شرع کی بجا آوری اپنا مقصد رکھنا چاہیے اور ان احکام شرع کے مطابق عمل کرنے کی علت خود حکم شرع ہے اور ساری علتوں کا سمجھنا ماوشما کی سمجھ سے باہر ہے۔مگر بلا شبہ احکام میں بڑی حکمتیں اور نصیحتیں ہیں۔“(۱)

(۱) فتاویٰ برکات، کتاب الطلاق

انوار فقہیہ:

حاملہ بالزنا کی عدت کے حوالے سے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے خوب واضح انداز میں دلائل کی روشنی میں صحیح قرآنی موقف کی نمائندگی فرمائی ہے اور غلط فکر کی اصلاح بھی فرمادی ہے۔ میں کچھ انوار فقہیہ کی طرف ان حضرات کی رہنمائی کے لئے مزید اشارہ وتصریح کرنا چاہوں گا جو حاملہ بالزنا کے لئے عدت کے قائل نہیں ہیں اور اس سلسلے میں وارد احادیث وجزئیات فقہیہ کو اطلاق پر محمول کر کے اپنے اس موقف کی اشاعت کرتے ہیں جو خطاء فاحش کے مترادف اور گناہ عظیم کی اشاعت کا باعث ہے۔ جیسے فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

لَا تَجِبُ الْعِدَّةُ عَلَى الزَّانِيَةِ وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالَى كَذَا فِي شَرْحِ الطَّحَاوِيِّ."(۱)

اور مختصر اختلاف العلماء لأبي جعفر الطحاوی میں ہے:

فِي الزَّانِيَةِ هَل عَلَيْهَا عِدَّة؛ قَالَ أَبُو حنيفة فِي رجل رأى امْرَأَة تزني فَتَزَوجهَا فَلهُ أَن يَطأهَا قبل أَن يَسْتَبْرِءهَا وَقَالَ مُحَمَّد لَا أحب أَن يَطأهَا حَتَّى يَسْتَبْرِءهَا فَإِن تزوج امْرَأَة وَبهَا حمل من زنا جَازَ النِّكَاح وَلَا يَطأهَا حَتَّى تضع.(۲)

اور بدائع الصنائع میں ہے:

وَلَا عِدَّةَ عَلَى الزَّانِيَةِ حَامِلًا كَانَتْ أَوْ غَيْرَ حَامِلٍ؛ لِأَنَّ الزِّنَا لَا يَتَعَلَّقُ بِهِ ثُبُوتُ النَّسَبِ.(۳)

تو میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ جن آحادیث وفقہی جزئیات مذکورہ بالا میں حاملہ بالزنا سے عدت کی نفی کی گئی ہے تو یہ اس صورت میں ہے جب زنا سے حاملہ عورت کسی کے نکاح میں نہ ہو، کیونکہ اس صورت میں اگرچہ زنا جیسے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا گیا ہے مگر نکاح میں نہ ہونے کی وجہ سے اس پر عدت نہیں ہے۔ اس لئے کہ محل عدت ہے ہی نہیں تو عدت کا حکم کیوں کر لگایا جائے گا۔ یہی مستفاد او پر پیش کردہ فتویٰ اعلیٰ حضرت کا بھی اور دیگر کتب فقہ کی عبارت کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رکعات تراویح کے بارے میں آپ کا نظریہ:

رکعات تراویح میں بھی غیر مقلدین نے سہولت پیدا کی اور جتنے ثواب ملنے چاہئے اس سے اپنے ہمنوا کو محروم کرنے میں تمام تر قوتیں صرف کردیں۔ مگر یہاں بھی اہل سنت پر ان کا زور مکر نہ چل سکا۔ ہمارے علماء نے ان کی آٹھ رکعت مزعوم تراویح کا رد کیا اور ثابت کردکھایا کہ تراویح کی رکعت بیس ہے اور اسی پر صحابہ، تابعین اور ائمہ کا اجماع وعمل۔ اس بارے میں حضور شیر نیپال

---

(۱) كِتَابُ الطَّلَاقِ، الْبَابُ الثَّالِثَ عَشَرَ فِي الْعِدَّةِ، ۱/۵۲۶، ط: دار الفكر

(۲) (۲/۳۲۷، ط: دار البشائر الإسلامية-بيروت

(۳) كتاب الطلاق، فَصْلٌ فِي تَوَابِعِ الطَّلَاقِ، ۳/۱۹۲، ط: دار الكتب العلمية

کے فتاویٰ سے چند اقتباسات مندرجہ ذیل پر ایک نظر ڈالیں:

''تراویح بیس رکعت ہے اور سنت مؤکدہ سنت عین ہے۔ جماعتی مساجد میں اقامت سنت کفایہ اور بیس پر صحابہ کرام خلفائے راشدین مہدیین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ائمہ مجتہدین کا اجماع وفقہائے حنفیہ، شافعیہ، حنبلیہ، مالکیہ کا اتفاق۔ آج بھی حرمین شریفین مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کی مساجد میں نماز تراویح بیس رکعت ہی ہوتی ہیں خاص حرم شریف مسجد حرام میں بیس رکعت ہی پڑھی جاتی ہے۔''(۱)

ایک بار آپ کا ایک شاگرد مولانا عبداللہ نے غیر مقلد کی آٹھ رکعت تراویح کا ذکر کیا کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث سے ثابت ہے تو اس کے جواب میں آپ نے نقلی دلائل کے علاوہ عقلی جواب ارشاد فرمایا کہ ''ایک آدمی لندن جارہا ہے اس کے پاس کرایہ اور چند دنوں کے زادسفر ہیں اب وہاں جاکر اس کا سارا روپیہ ختم ہوگیا اور وہاں اس کا کوئی متعارف بھی نہیں جس سے مدد لے سکے، تو ایسی صورت میں وہ بے حد پریشان ہوجائیگا۔ اور اگر وہ اپنے ساتھ کچھ زائد روپے لے گیا ہوتا تو وہ اس پریشانی کے وقت اس کے کام آتا۔ اسی طرح جو آٹھ رکعت پڑھتے ہیں اگر میدان محشر میں حضور ﷺ نے فرمادیا کہ تراویح تو بیس رکعت ہی سنت تھی تو وہ جو کمی کی تھی اسے کیسے پورا کرے گا؟ اگر مان لو حقیقت تراویح آٹھ ہی رکعت ہے مگر بیس پڑھنے سے نیکیاں زیادہ ملیں گی اور وہ نیکیاں قیامت کے دن کام آئیں گی۔''

طریق صحابہ کی شرعی حیثیت:

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی سنتوں پر عمل کرنا خاص کر سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنتوں کے مطابق عمل کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی سنتوں پر عمل کرنا ہے اور ان کی سنت بیس رکعت (تراویح) ہے۔(۲)

حضرت عمر کے بارے میں آپ کی رائے:

آپ کی بلند شان وہ ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی آپ کا نام فاروق رکھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حق وباطل، ہدایت وضلالت کے درمیان فاروق بنایا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ''ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ۔'' اللہ تعالیٰ نے بلاشک وشبہ حق کو عمر کی زبان پر اور قلب پر کردیا اخرجہ الترمذی فی المناقب۔ آپ کی شان وہ ہے کہ کئی مقام پر آپ کی رائے کے مطابق قرآن شریف کی آیتوں کا نزول ہوا۔ مقام ابراہیم، حجاب، بدر کے قیدیوں کے بارے میں آپ کی رائے کے مطابق نزول ہوا۔ (حوالہ سابق)

مانع حمل دواؤں کے بارے میں نظریہ:

مدھیہ پردیش کے شہر اندور سے ایک استفتا آیا جس میں شادی بیاہ اور آئے دن کے بڑھتے اخراجات کے خدشہ

(۱) بیس رکعت تراویح دلائل کی روشنی میں

(۲) بیس رکعت تراویح دلائل کی روشنی میں

سے مالی حالت کمزور ہونے کے عذر کی وجہ سے حمل روکنے والی دواؤں کے استعمال سے متعلق سوال کیا گیا تھا آپ نے اس کا جواب آیات واحادیث سے آراستہ فرما کر دیا تھا اس جواب کا اول وآخر حصہ ملاحظہ کریں:

’’ضرورت قابل قبول شریعت ہو تو مانع حمل دوا کا استعمال جائز بلکہ اسقاط وعزل بھی روا۔ استفتاء میں مذکورہ صورت راقم السطور کے نزدیک ہرگز شرعی ضرورت نہیں۔ کھانے پینے کے اندیشہ سے مانع حمل شئ کا استعمال نص صریح کے خلاف ہے۔ قال تعالیٰ: ’’نحن نرزقکم و ایاھم‘‘ اور شادی میں پریشانی رسوم غیر شرعی کی پابندی کے باعث ہے، غیر ضروری مصارف کی بنا پر ہے، محرمات خرافات کے ارتکاب کی وجہ سے ہے۔ تکلفات بیجا سے مسلمان الگ ہو جائیں، صرف حدود شرعی میں رہ کر دعوت ولیمہ کریں۔ خویش واقارب اور دوسرے مسلمانوں کو کھانا کھلائیں یہ بھی بے قرض ممکن نہ ہو تو صرف دودھ کی شربت پر بس کریں، یہ بھی ممکن نہ ہو تو صرف ایجاب وقبول پر بس کریں۔ لین دین کی لعنت سے دور ہو جائیں تو کچھ پریشانی نہیں۔ شریعت کے موافق کیجئے کوئی حیرانی نہیں بلکہ دین ودنیا کی بھلائی ہے۔(۱)

استعانت بالغیر کے بارے میں نظریہ:

آپ سے سوال ہوا کہ دینے والا اللہ ہے پھر دوسرے سے مدد کیوں مانگیں؟ آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

یہ صحیح ہے اور ضرور صحیح ہے کہ سب کچھ کا دینے والا حق تعالیٰ ہے۔ مگر اس نے ذرائع اور اسباب پیدا فرمائے ہیں۔ اگر آپ پیاسے ہیں تو پانی کے پاس جا کر پیاس بجھائیں۔ بھوکے ہیں تو کھانا کھائیں اور اگر کھیت سے کچھ چاہتے ہیں تو ہل بیل اور مزدور کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اولاد کی حاجت ہے تو نکاح کی ضرورت پڑتی ہے۔ علم سیکھنا ہے تو علم والے کی، کوئی کاریگری جاننی ہے تو کسی کاریگر کی حاجت ہوتی ہے۔ غرض بے ذریعہ وواسطہ کے کسی چیز کا حاصل کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی اس کے حصول کے لئے اسباب پیدا فرمائے ہیں تو ان اسباب سے اعراض کرنا محرومی کا باعث ہوگا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے منصب دیا، حکومت دی، دولت دی، علم دیا اپنی ضرورتوں میں لوگ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں، کوئی اسے ناجائز نہیں کہتا۔ باپ سے بیٹا یا بیٹا سے باپ مانگا کرتا ہے، کوئی آپ سے مانگتا ہے اور آپ ضرورت پڑنے پر دوسروں سے مانگتے ہیں اس سے کوئی منع نہیں کرتا۔ پھر روحانی دنیا میں مرید اپنے پیر سے کچھ طلب کرے اور یہ سمجھ کر طلب کرے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے دھنی بنایا ہے، انہیں حاجت روائی کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ اور اللہ والوں سے مانگنا غیر سے مانگنا نہیں کہلاتا۔ ایک صحابی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں وضو کے وقت پانی اور مسواک پیش کیا ان کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مانگ لو مجھ سے جو مانگنا ہے، تو انھوں نے جنت میں ساتھ رہنا مانگا تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے علاوہ کی بھی خواہش ہے؟ قرآن شریف میں ہے ’’تعاونوا علی البر و التقویٰ‘‘ ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں۔ ان سے ثابت ہوا کہ نبی سے اور نبی کے سچے غلاموں سے مدد مانگنا جائز ہے۔ مثنوی شریف میں ہے:

---

(۱) فتاویٰ برکات

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ　　تیر جستہ باز گرداند ز راہ(۱)

اذان قبر کے بارے میں آپ کا نظریہ:

اذان قبر کو شرک وکفر ثابت کرنے میں بدعقیدہ حضرات بلکہ ہر معمولات اہل سنت کے متعلق یہ لوگ افراط وتفریط سے کام لیتے ہیں اور کسی بھی امر مستحب کو بھی بدعت کہنے سے جھجھک محسوس نہیں کرتے اور فوراً شرک وبدعت کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ یہی حال ان کا اذان قبر کے بارے میں ہے۔ اذان قبر کے جواز اور اس کے ستحباب وندب اور اس کے نفع بخش ہونے کے متعلق حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی یہ عبارت بغور پڑھیں:

''اذان علی قبر المومن بلاشک وشبہ مستحب ومستحسن ہے۔ قرآن وحدیث اور فقہ سے اس کا جواز واستحباب واستحسان ظاہر وباہر ہے۔ حدیثوں سے ثابت کہ مردے کو اس نئے مکان، تنگ وتاریک میں سخت دہشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے **الا مارحم ربی** اور اذان دافع وحشت و باعث اطمینان خاطر ہے کہ وہ ذکر خدا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے''**الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**'' آگاہ خدا کے ذکر سے دل چین پاتے ہیں۔ اور اذان ذکر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی ہے کہ اشہدان محمد رسول اللہ اس میں دو بار ہے اور اللہ جل مجدہ کا ذکر مع صفات سترہ بار ہے اور خدا ورسول جل وعلیٰ وصلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نزول رحمت کا باعث ہے۔ (فتاویٰ برکات)

رویت ہلال سے متعلق آپ کا نظریہ:

ملک نیپال میں چاند کے سلسلے میں علماء کا سخت اور بہت ہی ہنگامہ خیز اختلاف رہتا ہے جس کی وجہ سے عوام کے جذبات بھڑک جاتے ہیں اور علماء کو برا بھلا کہنے پر اتر آتے ہیں۔ بعض اہل علم حضرات بھی اس موقع پر عدل وانصاف کا گلا گھونٹنے میں بڑی ہمت دکھاتے ہیں اور وہ اس طرح کہ ہر کسی کی گواہ کی شہادت کو شرعی شہادت کا درجہ دیکر چاند ہونے کا اعلان کر اپنی واہ واہی بٹور نے میں لگ جاتے ہیں۔ مگر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ رویت ہلال کی شہادت کے سلسلے میں حزم و احتیاط کا دامن چھوٹنے نہیں دیتے اور جب تک مکمل تحقیق وتفتیش اور تسلی کر نہیں لیتے اس وقت تک چاند ہونے کا اعلان نہیں کرتے۔ شہادت کے معاملہ میں دیگر بعض علماء کی بے احتیاطی کی وجہ سے روزہ رکھنے اور عید وبقرعید آگے پیچھے ہونے کی وجہ سے عوام مزید مشتعل ہوجاتی ہے۔ دوسرے علماء یہ شکوہ کرتے ہیں کہ حضرت ہماری گواہی قبول نہیں کرتے بلکہ اپنی ہی بات منوانے پر تلے رہتے ہیں اور دوسرے علماء کے پاس گذری ہوئی شہادت پر یقین نہیں کرتے۔ رویت ہلال کے سلسلے میں آپ کا نظریہ اور موقف کیا ہے؟ اس کے لئے حضرت کی درج ذیل تقریر تقریباً من وعن ملاحظہ کریجئے۔ یہ تقریر ۳ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ جمعہ میں کی تھی آپ کی اس تقریر سے اس بات کا اندازہ بآسانی لگالیں گے کہ مسائل واحکام شرعیہ کی تبیین وتنفیذ میں آپ کس قدر شریعت کے پابند تھے اور اس کا بھی آپ کو علم ہوجائے گا کہ شرعی شہادت اور اس کے قبول کے شرائط کیا ہیں اور ان سے کون چشم پوشی کر رہا ہے؟ ملاحظہ ہو:

---

(۱) فتاویٰ برکات

پیارے مسلمانو! آج محرم الحرام کی تیسری تاریخ ہے، عاشورہ کا مہینہ ہے، امام حسین اور آپ کے رفقاء کی یاد کا مہینہ ہے۔ اسی مہینہ کی دسویں تاریخ کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین اسلام کے تحفظ و بقا کی خاطر جام شہادت نوش فرمایا۔ حدیث کی کتابوں میں یوم عاشورہ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ۲۹ر ذی الحجہ کو چاند ہوگیا ہے۔ اس حساب سے آج محرم کی تیسری تاریخ ہے، اس مہینہ میں جو غلط رسم و رواج رائج ہیں ان سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے اور شریعت کے مطابق اسے گذارنا چاہئے۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ میں کسی کی شہادت نہیں مانتا ہوں فلاں جگہ چاند ہوگیا، فلاں جگہ کے قاضی اور مولانا نے چاند ہونے کا اعلان کردیا ہے لہذا میں بھی اعلان کردوں۔ کہتے ہیں کہ میں دوسرے کی شہادت قبول ہی نہیں کرتا ہوں، میں دوسرے کی شہادت کیوں نہیں لوں؟ اگر شہادت شرع کے مطابق ہوگی تو میں ضرور ی قبول کروں گا اور اگر شریعت اس شہادت کے قبول کرنے کی اجازت نہیں دے گی تو میں خلاف شرع کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ میں طبیعت پر شریعت کو فوقیت و ترجیح دیتا ہوں۔ اگر شریعت کے خلاف طبیعت کا نقطہ نظر ہو تو میں اسے ہرگز قبول نہیں کرسکتا۔ اس لئے مسلمانو! مسائل شرعیہ، امور شرعیہ میں قرآن وسنت اور محدثین وفقہاء کے اصول وضوابط کو پیش نظر رکھیں۔ شریعت کے مطابق مسائل دینیہ کو پرکھنے کا مزاج بنائیں۔ کبھی بھی طبیعت کی کسوٹی پر احکام شریعت کو نہ جانچیں۔ لوگ شہادت شہادت چلاتے ہیں، شہادت کیا چیز ہوتی اس کی اہمیت کیا ہے ملاحظہ کیجئے:

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زرہ کھو گیا حضرت امام حسن نے اسے ایک یہودی کے ہاتھ میں دیکھا، آپ نے کہا کہ یہ میرے والد حضرت علی کا زرہ ہے مجھے دیدیں۔ یہودی نے کہا یہ میرے قبضہ میں ہے اس لئے یہ میرا ہے۔ مقدمہ قاضی کی عدالت شرعیہ میں پہنچا۔ قاضی نے یہودی کو بھی بلوایا اور حضرت علی کو بھی طلب فرمایا۔ حضرت علی بولے کہ یہ زرہ میرا ہے۔ یہودی نے کہا حضور یہ تو میرے قبضہ میں ہے اس لئے یہ میرا ہے۔ اگر حضرت علی کا ہے تو گواہ پیش کریں میں انہیں دیدوں گا۔ حضرت علی نے اپنے شہزادہ حضرت امام حسن کو گواہ کے طور پر پیش کیا۔ قاضی نے کہا کہ باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی معتبر نہیں اور حضور حسن آپ کا بیٹا ہیں اس لئے حکم شرع یہی ہے کہ زرہ یہودی کا ہے اور یہودی کے حق میں فیصلہ سنادیا۔ یہودی یہ فیصلہ سن کر دامن اسلام میں داخل ہوگیا اور زرہ حضرت علی کے حوالہ کردیا یہ کہتے ہوئے کہ واقعۃ یہ زرہ آپ ہی کا ہے۔

دیکھا آپ نے شہادت کی حقیقت؟ اب آپ مجھے بتائے کہ قاضی اسلام نے حضرت امام حسن کی شہادت کیوں نہیں قبول کی؟ کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ غیر معتبر تھے؟ کیا ان پر اعتماد نہیں تھا؟ ارے! صحابہ کرام سے زیادہ عدل وانصاف کا جامع کون ہو سکتا ہے؟ طبیعت تو یہی کہہ رہی تھی کہ حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک خاص نسبت حاصل ہے، اس لئے امام حسن کی شہادت قبول کرکے فیصلہ حضرت علی کے حق میں سنادیا جائے، مگر قاضی نے طبیعت کی ایک نہیں مانی اور طبیعت پر شریعت کو ترجیح دیکر فیصلہ یہودی کے حق میں سنادیا۔

اسی طرح ایک مرتبہ ملک شام میں جہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی گورنر کے عہدہ پر فائز تھے۔ ۲۹ر شعبان کو لوگوں نے چاند دیکھا اور اسی حساب سے یہاں والوں نے رمضان کے روزے رکھے۔ مگر مدینہ میں ۲۹ر شعبان کو چاند

نہیں دکھا اور نہ کوئی شہادت شرعیہ گذری۔ اس لئے مدینہ میں ۳۰؍ کے حساب سے روزۂ رمضان رکھا گیا۔ حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صحابی رسول ہیں اس وقت ملک شام ہی میں تھے۔ آپ وہاں سے چل کر رمضان میں مدینہ پہنچے اور گواہی دی کہ میں نے ۲۹؍ شعبان کو چاند دیکھا تھا۔ حضرت امیر معاویہ اور دوسرے حضرات نے بھی دیکھا تھا اس لئے آج ۳۰؍ رمضان ہو گئے سو کل عید منائی جائے۔ مگر قاضی اسلام نے فرمایا کہ شام والے کل عید منائیں، ہم نہیں منائیں گے۔ ہم تو ۳۰؍ روزے پورے کر کے عید کریں گے۔ اللہ اکبر! کس قدر شریعت کی پابندی ہے کہ معتمد صحابی رسول چاند ہونے کی شہادت دے رہے ہیں مگر قاضی قبول نہیں کر رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت کریب غیر معتبر تھے نہیں! ہرگز نہیں! بلکہ معاملہ یہ تھا کہ شریعت کو دو گواہ درکار تھے اور یہاں صرف ایک ہی گواہ ہے۔ اس لئے قاضی نے صرف ایک کی گواہی پر چاند ہونے کا اعلان نہیں کیا اور نہ عید منانے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ ہے شریعت کا مزاج اور صحابہ کرام کا طریقۂ عمل۔

مجھ سے لوگ فون کر کے کہتے ہیں کہ حضرت! ہم نے چاند دیکھ لیا ہے، فلاں جگہ بھی دیکھا ہے اس لئے عید منائی جائے۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ کون؟ جواب دیتے ہیں فلاں مولانا صاحب! پھر پوچھتا ہوں کہ آپ نے چاند دیکھا ہے؟ جی حضرت! دیکھا ہے۔ اچھا بتائے مفسدات نماز کیا ہیں؟ نواقض وضو کیا ہیں؟ چپ! کوئی جواب نہیں۔ آپ دیکھئے جسے اپنی نماز و وضو کی صحت کا علم نہیں میں اس کی گواہی کیسے قبول کر لوں؟ کیا یہی مزاج شریعت ہے؟ یہی اتباع شریعت ہے؟ شہادت شرعیہ کی روح تو وہ ہے جس کا بیان میں نے ابھی کیا ہے۔ صحابہ کا موقف و طریقہ تو وہ ہے جو مذکور ہوا۔

محرم کا مہینہ ہے، مسلمان ڈھول، تاشے بجاتے ہیں، گانے گاتے ہیں، اس پر رقص کرتے ہیں، شراب پی کر کودتے ہیں، تماشہ لگاتے ہیں، تعزیہ بناتے ہیں، اس پر مٹھائیاں پھینکتے ہیں، اس کے سامنے باادب کھڑے ہو کر منتیں مانگتے ہیں، طواف کرتے ہیں، نماز کی پرواہ نہیں، مرد عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، عورتیں بے پردہ نکلتی ہیں، ناچتی ہیں جھومتی ہیں، گاتی ہیں، نہ سر پر دوپٹہ، نہ بدن پر کپڑا۔ کچھ مولانا بھی ڈھول تاشے والوں کے ساتھ تماشہ میں شریک ہوتے ہیں، تلوار چلاتے ہیں، لاٹھیاں کھیلتے ہیں، تالیاں بجاتے ہیں، ان کے گھر کی عورتیں بھی ہوتی ہیں، بیوی اور بہنیں بھی ہوتی ہیں۔ اب اگر ایسے لوگ گواہی دیں تو میں ان کی گواہی پر کیسے اعتماد کروں، اسے کیسے قبول کروں؟ اگر ایسوں کی شہادت نہ لوں تو یہی شور مچاتے ہیں، افواہیں پھیلاتے ہیں کہ ہماری شہادت نہیں لیتے ہیں، ہمارے کہنے پر عید نہیں مناتے۔

مسلمانو! شریعت پر عمل کرو اور طبیعت کے پیچھے مت دوڑو، شریعت کے مطابق عمل کرو، اختلاف اور فساد سے بچو، ان غلط مراسم، خرافات و واہیات سے پرہیز کرو۔ یہ سارے خرافات حرام ہیں۔ اگر ہمارے پاس شریعت کے مطابق شہادت گذرے گی تو ہم رمضان، عید و بقر عید کریں گے، اعلان کریں گے۔ اور اگر شریعت کے مطابق شہادت نہیں رہی تو ہم اسے قبول نہیں کریں گے۔ بے ثبوت شرعی نہ روزہ رکھیں گے، نہ عید و بقر عید کریں گے، اگرچہ پوری دنیا کریں۔ اگر سب لوگ طبیعت کو چھوڑ کر شریعت کے مطابق چلیں تو ہر سال جو یہ اختلافات ہوتے ہیں یہ ہو ہی نہ۔ اللہ ہمیں طبیعت اور خواہش نفس کی پیروی سے بچائے اور شریعت

کے مطابق عمل کی توفیق عطافرمائے۔

آج ۳؍تاریخ ہے آنے والے جمعہ کودسویں تاریخ اور عاشورہ کا دن ہے۔خرافات سے ہٹ کراس دن روزہ رکھیں،امام حسین اور شہداء کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام ایصال ثواب اور فاتحہ کریں۔فقط والسلام وماعلینا الا البلاغ!

یہاں آپ کی تقریر کا خلاصہ ختم ہوا اور مزید گفتگو سے قبل حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغرض استفادہ پیش کی جارہی ہے جس کی طرف حضرت نے اپنی تقریر میں اشارہ کیا ہے۔

حدیث کریب:

أَنَّ أُمَّ الفضلِ بنتَ الحارثِ بعثَتْه إلى معاويةَ بالشامِ قال: فقدمتُ الشامَ. فقضيتُ حاجتَها واستهلَّ عليَّ رمضانُ وأنا بالشامِ. فرأيتُ الهلالَ ليلةَ الجمعةِ. ثم قدمتُ المدينةَ في آخرِ الشهرِ. فسألني عبدُ اللهِ بنُ عباسٍ رضي اللهُ عنهما. ثم ذكر الهلالَ فقال: متى رأيتُم الهلالَ فقلتُ: رأيناه ليلةَ الجمعةِ. فقال: أنت رأيتَه؟ فقلتُ: نعم. ورآه الناسُ. وصاموا وصام معاويةُ. فقال: لكنا رأيناه ليلةَ السَّبتِ. فلا تزال نصومُ حتى نكمل ثلاثين. أو نراه. فقلتُ: أو لا تكتفي برؤيةِ معاويةَ وصيامِه؟ فقال: لا هكذا أمرَنا رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ۔[1]

ترجمہ: حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہانے حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کواپنے ایک کام کے لیے حضرت معاویہ کے پاس ملک شام میں بھیجا۔حضرت کریب فرماتے ہیں کہ وہاں ہم نے رمضان شریف کا چاند جمعہ کی رات کودیکھا، میں اپنا کام کرکے واپس لوٹا یہاں میری باتیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہورہی تھیں۔آپ نے مجھ سے ملک شام کے چاند کے بارے میں دریافت فرمایا تو میں نے کہا کہ وہاں چاند جمعہ کی رات کودیکھا گیا ہے،آپ نے فرمایا تم نے خوددیکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں میں نے بھی دیکھا۔اورسب لوگوں نے دیکھا،سب نے بالاتفاق روزہ رکھا۔خود جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا۔آپ نے فرمایا ٹھیک ہے،لیکن ہم نے توہفتہ کی رات چاند دیکھا ہے،اور ہفتہ سے روزہ شروع کیا ہے،اب چاند ہوجانے تک ہم توتیس روزے پورے کریں گے۔یا یہ کہ چاندنظر آجائے میں نے کہا سبحان اللہ! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اوراہل شام نے چاند دیکھا کیا آپ کوکافی نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح حکم فرمایا ہے۔(اضافہ از: امجدی)

رویت ہلال سے متعلق آپ کے موقف شرعی کوجاننے کے لئے درج ذیل استفتاء اوراس کا جواب پڑھئے اور حضرت کی تمسک بالشرع کوداددیجئے اورفخر سے اپنا سراونچا کرکے ہر ہوس پرست اورطبیعت ونفس کے پجاری کویہ جواب دیجئے کہ ملک نیپال میں اب بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی زندگی کا یہ روشن پہلو آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔

---

[1] صحيح مسلم: 1087، سنن أبي داود: 2332، سنن النسائي: 2111، سنن الترمذي: 693، صحيح ابن خزيمه: 1916، السنن الكبرى للبيهقي: 8007، مسند أحمد: 2785، سنن الدارقطني: 2185\21

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ:

اگر ۲۹ ر رمضان کو کسی نے چاند نہیں دیکھا تو کل ہو کر لوگوں نے ریڈیو کی خبر سن کر ضد کیا کہ ہم ریڈیو کی خبر پر عید منائیں گے توامام نے روزہ کی حالت میں عید کی نماز پڑھائی وہ نماز ہوئی یا نہیں؟ اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد غلام محی الدین۔ دمولی بازار، ضلع تنہوں، نیپال

۱۱/۱۱/۱۴۰۹ھ ہجری

الجواب بعون الملک الوہاب: ہرگز نہ ہوگی۔ روزہ رکھ کر پڑھائے یا بے روزہ پڑھائے۔ جن لوگوں نے ریڈیو کی خبر پر عید کرلی، نماز پڑھ لی ان کی وہ عید اور نماز سب باطل ہوئی اور ان پر چار گناہ ہے:

اول گناہ عظیم روزۂ رمضان کا عمداً ترک کہ وہ دن ان کے لئے رمضان تھا۔

دوم: نفل کا بجماعت کثیرہ پڑھنا کہ وہ نماز عید کہ انہوں نے پڑھی نماز عید نہ تھی۔ نافلہ محضہ ہوئی اور نفل کا جماعت کثیر کر کے پڑھنا گناہ۔

سوم: واجب نماز عید کا ترک کہ دوسرے دن ان کے لئے عید تھی، اس دن نماز نہ پڑھی۔

چہارم: شریعت میں دل سے نیا حکم گڑھنے کا وبال شدید۔ گرچہ بعد کو تحقیق ہو جائے کہ جس دن انہوں نے نماز پڑھی تھی اسی دن عید تھی، کیونکہ رویت ہلال میں ریڈیو، تار، ٹیلیفون، بازاری افواہ، اخبار، اشتہار محض بے اعتبار۔

قال صلی اللہ علیہ وسلم صوموا لرؤیۃ وافطروا لروؤیۃ۔ اخرجہ الشیخان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید مناؤ۔ یہ حدیث بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں میں ہے۔ قال تعالیٰ: ولتکملوا العدۃ اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو۔ اس کے تحت خزائن العرفان میں ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے تو چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اگر انتیس رمضان کو چاند کی رویت نہ ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔ کتب فقہیہ میں تصریح ہے کہ خود رویت ہو، یا رویت بطریق موجب ثابت ہو جس کی تفصیل فرماتے ہیں کہ بشہادت ہو یا شہادت علی الشہادت علی الحکم یا استفاضہ مع التحقیق۔ مجرد حکایت اگرچہ متعدد ثقادت عدول کریں تصریح ہے کہ مقبول نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص: ۵۳۳) مذکورہ بالا بیان سے عیاں ہو گیا کہ جن لوگوں نے ریڈیو کی خبر پر عید کرنے کے لئے بضد ہوئے اور عید منالی سب گنہگار مستحق عذاب نار ہوئے صدق دل سے توبہ کریں کہ آئندہ شریعت میں بے باکی وجرات نہ کریں گے۔(۱)

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب

۲۶/ ۱۲/ ۱۴۰۹ھ ہجری

(۱) فتاویٰ برکات کتاب الصوم

اعلیٰ حضرت سے محبت:

حضور شیر نیپال رحمہ اللہ تعالیٰ مجدد دین وملت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیحد محبت فرماتے تھے، مریدوں ،شاگردوں اور عوام اہل سنت کو بھی اعلیٰ حضرت سے محبت کرنے اور آپ کے فرمودات وفتاویٰ پر عمل کرنے کی ہدایت وتاکید فرماتے تھے۔تحریر وتقریر، مجالس ومحافل اور ملاقاتی نشستوں میں بھی اس کی نصیحت کرتے تھے۔مسلک اعلیٰ حضرت پر اور موقف اعلیٰ حضرت پر بڑی شدت کے ساتھ عامل تھے، اسی مسلک حق کی اشاعت وتشہیر کرتے تھے اور مسلمانوں کو اسی پر قائم واستقامت کی دعوت دیتے تھے۔مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف بولنے والے یا نرم پہلو اختیار کرنے والے کو بالکل قبول نہیں کرتے اور نہ ایسے کج فکروں سے کوئی تعلق رکھنے کے روادار تھے۔آپ کی کوئی ایسی مجلس ہی نہیں جس میں حضور اعلیٰ حضرت کا بارہا تذکرہ نہ ہوتا۔آپ کسی بھی استفتاء کا جواب تحریر کرنے سے پہلے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کا بالالتزام مطالعہ کرتے تھے پھر دوسری کتابوں کی طرف رجوع کرتے تھے۔تقریباً اڑتالیس سال تک ملک نیپال اور بیرون ملک اعلیٰ حضرت کے علمی وروحانی فیض کو آپ تقسیم فرماتے رہے۔ اسی مسلک پر اپنے اہل عقیدت کو پابندی کے ساتھ کاربند رہنے کی تلقین کرتے رہے اور بیعت واجازت کے وقت مریدین وخلفاء سے تاحین حیات اس پر قائم ودائم رہنے کا عہد وپیمان لیتے۔

حضور شیر نیپال سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کس درجہ عقیدت ومحبت فرماتے تھے اور مسلک اعلیٰ حضرت کو کس جہت سے آپ دیکھتے تھے اور کس انداز میں اس پر عامل اور اس کے ناشر تھے ہندوستان ونیپال کے علما ومشائخ حتیٰ کہ عوام اہل سنت سے بھی مخفی نہیں ہے، آپ نے اعلیٰ حضرت کی خدمات وافکار کی اشاعت بھی کی اور ان کی حقانیت وصداقت کا اعتراف بھی کی۔آپ اپنے ایک رسالہ ہدیۃ الانام جواب السور ینام میں تحریر کرتے ہیں:

”اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا جنھوں نے دین متین کی سچی خدمت کی اور ناموس رسالت کی بھرپور حفاظت فرمائی تادم آخر ہر باطل کا مقابلہ کرتے رہے۔طوائف نجدیہ، وہابیہ، دیوبندیہ، چکڑالویہ، مرزائیہ اور ہر بے دین، مرتدین، غیر مقلدین خذلھم المولیٰ تعالیٰ کا قلعہ قمع کیا اور ان کے عقائد فاسدہ اور خیالات باطلہ سے بلاخوف لومۃ لائم لوگوں کو روشناش کرایا، ان کے مفاسد برملا بیان فرمائے، مسلمانوں کو ان کے مکروفریب سے آگہی بخشی۔اس لیے یہ لوگ آپ سے بغض وعناد اور سخت عداوت رکھتے ہیں اور طرح طرح کی بدگوئی اور گستاخی ان کی شان میں کرتے ہیں۔مگر اس کی ان سے کیا شکایت کہ وہ اعلیٰ حضرت کے بارے میں ایسا ویسا کہتے ہیں؟ جب کہ یہ لوگ شان الوہیت اور شان رسالت میں گستاخی کرنے سے ذرہ برابر نہیں ڈرتے۔ ان کے نزدیک ولی وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ابلیس لعین کے علم سے گھٹائے۔ یا بہائم وغیرہ کے علم سے تشبیہ دے۔ یا ان کے برابر یا ختم نبوت کا انکار کرے۔(۱)

اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے حضور شیر نیپال کے ارشادات وفرمودات بھی ملاحظہ

(۱) فتاویٰ برکات حصہ سوم، رسالہ ہدایت کا راستہ

کریں آپ نے مختلف محفلوں میں ہدایت ونصیحت اہل مجلس کو دئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

☆ جلسہ ہو اور بریلی نہ ہو تو وہ جلسہ کامیابی سے دور رہتا ہے اور کمی محسوس ہوتی ہے۔

☆ ہم سب اعلیٰ حضرت کے ماننے والے ہیں، امام احمد رضا کے ماننے والے ہیں، ہم اعلیٰ حضرت کو کیوں مانتے ہیں کہ وہ وہ عاشق رسول تھے، اپنی جان عزیز کو ناموس رسول خدا ﷺ پر نثاور کرتے تھے۔

☆ اعلیٰ حضرت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے تھے۔

☆ اللہ تعالیٰ فضل واحسان ہے کہ ہمارے ہاتھ میں اعلیٰ حضرت کے مسلک کا دامن ہے۔

☆ عزت چاہتے ہو، عظمت چاہتے ہو، بلندی چاہتے ہو تو اعلیٰ حضرت کے مسلک کو مضبوطی سے پکڑو۔

☆ اعلیٰ حضرت کا مشن مدینہ میں چل رہا ہے، مکہ میں چل رہا ہے۔

☆ ہم اعلی حضرت کے پیرو ہیں، مسلک اعلی حضرت کے پیرو ہیں۔ اسی مسلک میں نجات ہے اور دوسرا مسلک کوئی نجات دے نہیں سکتا۔

☆ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت محدث بریلوی قدس سرہ کے مسلک پر چوں چرا ضال ومضل کا کام ہے۔

☆ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے مسلک سے انحراف گمرہی اور بے دینی ہے۔

☆ مسلمانوں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ اس دور میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو اپنا مقتدیٰ، پیشوا مانیں، جانیں۔

☆ اعلیٰ حضرت کی تحقیق تحقیق ہے اس سے بڑھ کر کسی کی تحقیق نہیں ہوسکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی تحقیق پر ہمارا عمل ہے۔

☆ اعلیٰ حضرت کا فضل وکرم ہے کہ ہم آپ بریلی شریف سے تعلق رکھتے ہیں اور ان شاء اللہ ہمیشہ بریلی کا چراغ چمکتا ہی رہے گا، دمکتا ہی رہے گا۔

☆ امام اعظم کے مقلد بنو تو آنکھ بند کر کے ان کی تقلید کرو۔

☆ بڑا مدرسہ ہونے سے مرکز ہو جاتا ہے ایسا نہیں ہے بڑا علم ہونا چاہئے، بڑا تقویٰ ہونا چاہئے، قرآن کا علم ہونا چاہئے، حدیث کا علم ہونا چاہئے، اعلیٰ حضرت سے بڑا کس کا علم ہے؟۔

☆ سنی کا جلسہ جہاں ہو وہاں جاؤ، اعلیٰ حضرت کے نام کا جلسہ جہاں ہو وہاں جاؤ، اعلیٰ حضرت کے مسلک کا پرچار ہو صحیح معنوں وہاں جاؤ۔

☆ مارہرہ و بریلی سے جو جڑے گا وہ دنیا میں بھی کامیاب رہے گا اور آخرت میں بھی کامیاب رہے گا۔

☆ اعلیٰ حضرت وہ ہیں ان کی برابری کا ان کے زمانے میں عرب، عجم کہیں نہیں دیکھا گیا۔

(دوسوسے زائد ارشادات شیر نیپال اسی کتاب میں ''ارشادات وفرموادت شیر نیپال'' عنوان کے تحت ملاحظہ کریں)

❁❁❁

نواں باب

روحانیات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی

اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی

اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

روحانیات

رشد و ہدایت:

آپ کو سلسلہ ءعالیہ قادریہ برکاتیہ سے خلافت حاصل ہے اور اسی سلسلہ میں آپ لوگوں کو داخل کرتے تھے۔ ہندو نیپال میں کثیر تعداد میں آپ کے مریدین ومتوسلین ہیں۔ خلق خدا کی ہدایت ورہنمائی کے لئے آپ نے لوگوں کو بیعت میں داخل کرنے کا کام بھی جاری رکھا۔ اور بہت سے ایسے افراد جو فسق وفجور میں مبتلا تھے یا بدعقیدگی کے شکار ہو چکے تھے ان لوگوں کی اصلاح فرمائی، توبہ صادقہ کروا کر فسق وفجور اور بدعقیدگی کی تاریکی سے نکال کر نور ہدایت سے ان کے سینوں کو منور فرمایا۔ بڑے ذوق وشوق سے لوگ آپ سے مرید وبیعت ہوتے تھے اور آپ کی عقیدت وغلامی کا پٹہ گلے میں ڈال کر فخر محسوس کرتے۔

ایک بار گنور کے ایک شخص نے خواب میں حضرت گدا علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا، انہوں نے گدا علی شاہ کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور مرید ہونا چاہا۔ تو حضور نے فرمایا یہ مولانا جیش محمد ہیں ان سے مرید ہو جاؤ۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ حضرت گدا علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقبول ومحبوب تھے اور ہمارے اسلاف حضور شیر نیپال کی خدمات وکارناموں سے خوش ہیں۔

روز وشب کے معمولات ایک نظر میں:

☆ بعد نماز فجر بلا ناغہ قرآن شریف کی تلاوت۔

☆ بعد سلام درس حدیث وتفسیر۔

☆ گیارہ اور بارہ کے درمیانی وقفہ میں ناشتہ، افتاء۔

☆ ناشتہ کے بعد درس وتدریس اور ملاقاتیوں سے ملاقات۔

☆ بعد ظہر مہمانوں سے ملاقات، گفتگو، مجلس قضاء

☆ بعد مغرب کتب بینی، افتاء۔

☆ بعد عشاء اوراد ووظائف سے فراغت کے بعد عشائیہ، پھر کچھ دیر ہریالی پر چہل قدمی۔

نوٹ: محب گرامی حضرت مولانا محمد علاء الدین مصباحی برکاتی متوطن بہواڑ واضلع دھنوشہ جنکپور (نیپال) جنہیں کئی سال سفر وحضر میں حضرت کی خدمت کا زریں موقع ملا اور آپ کے شب وروز کے معمولات کو بہت قریب سے دیکھا، انہوں نے مجھے بتایا کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ رات تین حصوں میں گذارتے ہیں: (۱) رات کے پہلے حصے میں آپ کتابوں کا مطالعہ اور فتوی نویسی

کرتے۔(۲) دوسرا حصہ آپ کے آرام کے لئے مقرر ہوتا۔(۳) اور تیسرے حصہ کو آپ شب بیداری یعنی تہجد، نوافل، ذکر وفکر اور درود شریف میں گزارتے۔

منصب ولایت:

بندگان خدا، طاعت وبندگی، مراعات حدود شرعیہ، تقوی و پرہیز گاری اور شب روز کے مجاہدات وریاضات کے ذریعہ عنداللہ بلند ترین مراتب تک پہنچ جاتے ہیں۔ جو خاصان خدا قرب حق میں ارفع واعلیٰ مدارج پر فائز ہوجاتے ہیں اور ولایت کے تمغہ سے نوازے جاتے ہیں انہیں قرآن کریم کی اصطلاح میں اولیاء اللہ کہا گیا ہے، جنہیں اللہ رب العزت اپنے فضل وکرم سے منصب ولایت وصفوت سے سرفراز فرماتا ہے تاکہ عام لوگوں سے یہ نفوس قدسیہ ممتاز ومنفرد ہوجائیں۔ منصب ولایت اللہ رب العزت کی طرف سے محبوبان خدا کے لئے ایک عظیم انعام اور سرمایہ افتخار ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: **ان اللہ عز وجل اکرم امتی بالولایۃ۔**(۱)

امام قشیری رسالہ قشیریہ ص ۵۰۷ پر فرماتے ہیں کہ:

استاد ابو عبدالرحمٰن سلمی نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کے افعال لگاتار سنت وشریعت کی موافقت میں ہوں“

اولیاء اللہ کا مرتبہ عام مسلمانوں سے بہت زیادہ بلند ہوتا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ میں اپنے دوستوں کو انکساری، خوف، دلوں کے خضوع وخشوع اور تقویٰ سے مزین کرتا ہوں جن کا اثر ان کے جسموں پر نمایاں ہوتا ہے۔ یہی ان کا لباس ہے، یہی ان کا ظاہر اور یہی ان کا باطن ہے، یہی ان کی مطلوبہ نجات، تمنائیں، قابل فخر عزت اور پہچان ہے۔ جب تم ان سے ملو نرم برتاؤ کرو اور ان کے لئے دل اور زبان کو سراپا تواضع بناؤ۔ اور یاد رکھو! جس نے میرے کسی دوست کو خوفزدہ کیا اس نے مجھے جنگ کی دعوت دی اور میں قیامت کے دن اس پر غضبناک ہوں گا“

اور ایک حدیث میں ہے:

وُجُوهھم نُورٌ علیٰ منابر من نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس ثم تلا ”الا ان اولیاء اللہ۔ الخ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”اولیاء کے چہرے نورانی ہوں گے، نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے، انہیں کوئی خوف نہ ہوگا جب کہ عام لوگ خوف زدہ ہوں گے اور نہ وہ غمگین ہوں گے جب کہ اور لوگ غمگین ہوں گے۔ پھر حضور نے یہ آیت پڑھی ”سنو! بے شک اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے“۔ (تفسیر قرطبی)

غم دنیا ہے نہ ہے خوف زمانہ کوئی
ولی اللہ ہیں اللہ کی رحمت والے

(۱) مسند فردوس ج ۱ ص ۱۷۶

اولیاء اللہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت وولایت سے سرفراز فرمایا ہے اور جنہیں ہر خوف وخطر، غم واندوہ اور حزن وملال سے مامون رکھا ہے انہیں میں سے ایک تاجدار نیپال سیدی سرکار شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ بھی ہیں، جن کا دل ہر طرح کی کدورتوں اور سینہ بے کینہ تمام رذائل وکثافات سے پاک وصاف تھا۔ نفس کی متابعت، ہوا وہوس اور حرص وطمع سے دور رہتے۔ نام ونمود، شہرت طلبی اور خودستائی سے یکسر الگ تھلگ ہوتے۔ شریعت وسنت کی پابندی مجاہدۂ نفس ومخالفت خواہشات آپ کے خصائص میں سے تھے۔ آپ کی مطمح نظر اور مقصد زندگی فقط حق تعالیٰ کی ذات اور اس کی رضا وخوشنودی تھی اور یہی وجہ تھی کہ نور حق کا عکس آپ کی جبیں پر خوب نمایاں تھا اور آپ حدیث پاک ’’اذا رؤا ذکر الله‘‘ کی کھلی تفسیر تھے۔ آپ ان صفات وشرائط سے مکمل طور پر آراستہ وپیراستہ تھے جو اولیاء کے اندر ہوتے ہیں۔ مثلاً:

(۱) عیب پوش ہو، (۲) رحم دل ہو، (۳) شفیق ہو، (۴) رفیق ہو، (۵) حق پسند ہو (۶) حق گو ہو، (۷) نیکی کا داعی ومبلغ ہو، (۸) برائیوں سے روکنے والا ہو، (۹) شب بیدار ہو، (۱۰) عالم ہو، (۱۱) شجاع ہو (۱۲) اور غریب پرور ہو۔ (قلائد الجواہر)

اس بات سے شاید ہی کسی کو انکار ہوگا کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ان مذکورہ اوصاف کے جامع تھے۔ اگر وقت ہوتا تو میں ان مذکورہ اوصاف پر دل کھول کر روشنی ڈالتا اور اتنا لکھتا کہ عشاق جھوم اٹھتے مگر قطر کی سرزمین ہے، کمپنی کا کام کرنے سے وقت اتنا تنگ ہے کہ جس سے وہ لوگ بخوبی واقف ہیں جو قطر میں میرے ساتھ رہتے ہیں۔ بہر کیف حضور شیر نیپال عیب پوش بھی تھے، سنی مسلمانوں کے لئے مشفق ومہربان بھی تھے، حق گو بھی اور حق پسند بھی تھے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ بخوبی انجام دیتے تھے اور دین وسنیت کے مبلغ وداعی بھی تھے، دن میں جہاں لوگوں کے مسائل حل کرتے تھے، تعلیمی اداروں کا انتظام وانصرام کرتے تھے وہیں راتوں کو قیام وسجود، تسبیح وتہلیل اور کتب کے مطالعہ میں شب گذارتے تھے، عالم بھی تھے اور عالم گر بھی تھے، دین حق کے سپاہی ومجاہد اور حق گو عالم ربانی بھی تھے اور محتاجوں کی حاجت روائی کرنے والے بھی تھے۔ غرض کہ جن اوصاف کا ذکر ولایت کے مرتبہ پر فائز ہونے کے لئے ہوا ان سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوب نوازا تھا اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں۔ حضور شیر نیپال خود بھی صالح ہیں اور صالحین کی صحبت اختیار کرنے کی نصیحت اہل ارادت واہل سلسلہ سے کرتے رہتے۔ اور یہ مسلم ہے کہ جو بندہ صفت صالحیت اور اتقاء وورع سے متصف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے لطف وعنایات کے دروازے کھول دیتا ہے اور اسے اپنے فضل وکرم سے ولایت کے منصب عظیم پر فائز فرما دیتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے ’’ان اولیاء ہ الا المتقون‘‘ (انفال ۳۴) ایک جگہ اور ارشاد ہوا ’’**وھو یتولی الصالحین**‘‘ (سورۂ اعراف ۱۹۶)

اولیاء اللہ سے محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اعلیٰ کی محبت ہے اور ان سے بغض وعداوت اللہ ورسول سے اعلان جنگ ہے اور باعث خسران وہلاکت ہے۔ جو لوگ اولیاء اللہ کی شان میں گستاخی کرتے، ان پر طنز کرتے اور ان کا مذاق واستہزا کرتے ہیں انہیں اپنی اس حرکت شنیعہ سے باز آجانا چاہئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ’’**من اذی لی ولیا فقد استحل**

محاربتی ’’جس نے میرے ولی کو تکلیف دی اس نے میرے ساتھ جنگ کی (کشف المحجوب) اور ایک حدیث میں ہے ’’من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالحرب وانی لاغضب لاولیائی کما یغضب اللیث لجروہ‘‘ جس نے میرے ولی سے عداوت کی اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا اور میں اپنے دوستوں کے لئے ایسے غضبناک ہوتا ہوں جس طرح شیرنی اپنے بچوں کے لئے۔(۱)

اور حضرت ابوتراب بخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کا دل اللہ سے اعراض کرنے کا عادی ہوجائے تو وہ اولیاءاللہ پر نکتہ چینی کرنا شروع کردیتا ہے۔(رسالہ قشیریہ ص ۵۰۹ اردو) ؎

ذرا سنبھل کے فقیروں پہ تبصرہ کرنا
یہ لوگ پانی بھی سوکھی ندی سے لیتے ہیں

مقام محبوبیت:

منجانب اللہ مرتبہ محبوبیت پر وہی فائز ہوسکتا ہے جو شریعت وسنت کا پابند ہو، اللہ رب العزت کی اطاعت و بندگی خلوص کے ساتھ کرتا ہو، اور اس کے محبوب صاحب لولاک حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت وعقیدت رکھے اور ہر چیز اس کے محبوب کے اشارۂ ابرو پر ان کی خاطر قربان کردینے کا جذبہ رکھتا ہو۔ کیونکہ حب رسول کریم اور عشق نبی عظیم ﷺ کی سند کے بغیر محبوبیت کا خواب آنکھوں میں سجانا عبث اور بیکار ہے اور بغیر الفت شہ دیں کے حب الٰہی کا دعوی جھوٹ، فریب اور شعار یہود و نصاریٰ اور منافقین بدکردار ہے ؎

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

مگر حضور شیر نیپال کی باوقار شخصیت ہے جس کا سینہ عشق رسول کا مدینہ نظر آتا ہے اور ہر لمحہ ہر ادا سے عشق رسول کی خوشبو پھوٹتی تھی اور اسی عشق سرمدی کے سبب اللہ نے آپ کو محبوبیت کے تمغہ اور قربت و اختصاص کی خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور آج آفاقی شہرت کے حاملین میں آپ کا بھی نام آتا ہے۔ اور آج بھی بعد وصال جو عظمت وشہرت آپ کو حاصل ہے اس سے آپ کے مرتبہ محبوبیت پر فائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا۔ کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ شرف محبوبیت سے مشرف فرماتا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ اس کا اعلان کرواتا ہے اور تمام خلائق کے دلوں کو اس کی طرف متوجہ کردیتا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ’’بندہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میرا فلاں بندہ مجھے راضی کرنے کا خواہاں ہے، سنو! اس پر میری

(۱) روح البیان ج ۲ ص ۳۹۳

رحمتیں نازل ہوگئیں۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام اعلان کرتے ہیں کہ فلاں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوگیا ہے۔ پھر حاملین عرش اوران کے اردگرد کے فرشتے یہاں تک کہ ساتوں آسمان کے فرشتے یہی اعلان کرتے ہیں پھر زمین پر بھی یہ اعلان عام ہوتا ہے۔(۱)

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محبت اللہ تعالیٰ کی طرف اور شہرت آسمان سے اترتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام یہ اعلان کرتے ہیں کہ تمہارا رب فلاں سے محبت کرتا ہے اس لئے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر زمین پر اس کی محبت پھیل جاتی ہے۔(۲)

عشق رسول ﷺ:

اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت واطاعت ایمان کا جزء کامل ہے، ایک سچا مرد مومن ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری، محبت وعقیدت اور محبوب کے ہرحکم وادا پر قربان وفدا ہونے کا جذبہ کا ہونا ضروری ہے۔ جواس بات کا مدعی ہو کہ وہ محبوب خدا ﷺ کی محبت میں مست الست ہے تو اس پر یہ ضروری ہے کہ آپ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کردے اور مرکز عقیدت، محور جان وایماں ﷺ کے حکم وفرمان سے موئے سرانحراف وسرتابی نہ کرے۔ آپ کا نام بصد ادب واحترام لے، جیسے ہی آپ کا ذکر چھڑ جائے درود شریف میں مگن ہوجائے، آپ کی ہرادا پر مرمٹنے کا جذبہ پیدا ہوتب جا کر سچا عاشق رسول کہلانے کا مستحق ہوگا۔ صحابہ کرام کا جذبہ محبت ووارفتگی کا عالم یہ تھا کہ جب سرکار ﷺ کی بارگاہ میں ہوتے تو اس طرح خاموش اور باادب بیٹھتے کہ معلوم ہوتا کہ ان کے سروں پر پرندہ بیٹھا ہوا ہے، جب وضو فرماتے تو وضو کے پانی پر ایسا جھپٹتے کہ لگتا کہ جھگڑ لیں گے، آپ کے لعاب دہن کو اپنے چہروں پر ملتے اور ہمیشہ پست لب ولہجہ میں گفتگو کرتے۔ یہ ہے صحابہ کرام کی سرکار ابد قرار ﷺ کے ساتھ محبت وشیفتگی کا عالم۔ اوراسی محبت رسول کریم کے سبب وہ دونوں جہاں کی دولت وسعادت سے بہرہ ور ہوئے اور جس کسی نے سرکار سے محبت وعقیدت کی وہ زمانے میں ممتاز ہوتے گئے، اس کے سر پر تاج کرامت سجایا گیا اور اللہ نے اپنی اطاعت اوراپنے حبیب ﷺ کی محبت کے صدقہ ہزاروں دلوں کی عقیدت گاہ بنادیا۔ اوریہی وہ الفت ومحبت اور حضور ﷺ کے ساتھ سچی محبت وعقیدت اور عشق سرکار دوعالم ﷺ کی سوزش وتپش ہے کہ جس نے حضور شیر نیپال کو مقبولیت وہردلعزیزی اور سعادت وفیروز بختی کے ذروۂ منتہیٰ پر پہنچادیا۔ آپ کی ذات میں عشق نبی کا عنصر وافر مقدار میں پایا جاتا تھا، ہر ادا سے عشق نبی کی خوشبو محسوس ہوتی تھی بلکہ یوں کہا جائے کہ آپ کا جینا اللہ ورسول کے لئے اور اسی وارفتگی کے عالم میں تارزندگی ٹوٹنے کی آرزو دل میں انگڑائیاں لیتی رہی ؎

---

(۱) مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۹

(۲) مسند احمد ج ۵ ص ۲۶۳

میری زندگی کا یہی ہو کلام
پڑھوں مصطفی پر درود و سلام
میری تقویت ہے اسی میں نہاں
زباں پر رہے بس محمد کا نام

حضور رحمت عالم ﷺ سے عشق ومحبت کا عالم یہ تھا کہ آپ کی پوری زندگی حضور رحمت عالم ﷺ کے عشق ومحبت اور اتباع وعقیدت میں بسر ہوئی، عشق رسول اکرم ﷺ میں سرشار ہوکر آپ ﷺ کے دشمنوں اور گستاخوں کا تعاقب وردتحریر وتقریر کے ذریعہ کرتے رہے، آپ کی شان اقدس میں ایک ذرہ توہین وتنقیص بلکہ توہین وتنقیص کی بوتک پسند وگوارہ اور برداشت نہیں فرماتے تھے۔ آپ اپنے ایک فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

''حضور پرنور شفیع یوم النشور سرور کائنات فخر موجودات سید المرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمۃ للعلمین اللہ جل جلالہ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ وسلم کی شان پاک میں ادنی توہین یا تکذیب کفر صریح ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی قول وفعل وعمل کو جو بنظر حقارت دیکھے کافر ومرتد ہے، آپ کی مقدس بارگاہ میں چوں چرا کی گنجائش نہیں۔ سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم امت کے ہر فرد پر فرض عین ہے بلکہ تمام فرائض کی اصل ہیں۔ ؎

اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے(۱)

جب بھی کسی محفل میں حضور پاک ﷺ کا ذکر جمیل چھڑ جاتا محبوب کا نام سن کر آپ کا دل جھوم جاتا، روح کیف ومستی میں مچل اٹھتی اور زبان پر درود پاک کا نغمہ جاری ہوجاتا تھا۔ جب مدینے کا ذکر ہوتا تو ایسا لگتا کہ مدینے کا سارا منظر نگاہوں کے سامنے ہو۔ وہ روضے کی جالی، وہ ریاض جنت، وہ مسجد نبی، وہ سبز گنبد، وہ فلک بوس مینارے، وہ جنت البقیع، وہ منبر نبوی، مدینے کی گلیاں وبازار، درودیوار اور کھجوروں کی قطاریں یہ تمام چیزیں ذکر ونعت نبی ﷺ کے وقت آپ کی نگاہوں میں گردش کرنے لگتی تھیں۔ جب دوران تقریر حضور رحمت عالم، راحت عاشقاں ﷺ کے فضائل وکمالات کا ذکر کرنے لگتے تو آیات واحادیث کی کثرت سے اہل محفل جھوم اٹھتے، جب فتویٰ میں حبیب کبریا ﷺ کی شان بیان کرتے تو دلائل و براہین کے انبار لگادیتے۔ جب ایک عاشق کا دل اپنے محبوب کی یاد میں بے تاب ہونے لگتا ہے اور ذکر نبی سے قلب وجگر کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں، تب جا کر روح کو قرار ملتا ہے۔ حضور ﷺ کی ایک ایک ادا کو معراج زندگی تصور سمجھتے ہیں اور حتی الوسع اس پر چلنے اور عمل کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ باوضو سونا، مسواک کا اہتمام کرنا، ہمیشہ باوضو رہنا، خوشبو لگانا، مہمانوں کی خاطر تواضع کرنا، یتامی

(۱) فتاویٰ برکات حصہ نہم

سے محبت ،غرباء ،فقراء سے ہمدردی، بڑوں کی تعظیم، چھوٹوں پر شفقت ،ضعیفوں کے ساتھ ملاطفت ،اہل بیت کا احترام ،تواضع ،انکساری،سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب غذاؤں کا تناول کرنا، ربیع الاول شریف ،معراج شریف کے موقع پر محفل ذکر و نعت منعقد کرنا اور آپ کے فضائل و کرامات ،مکارم اخلاق ،محاسن حمیدہ، خصائل شریفہ ،مناقب و شمائل عظیمہ کا عشق و مستی میں سرشار ہو کر بیان کرنا ،مٹی کے برتن میں کھانا تناول کرنا ،مٹی کے گلاس میں پانی پینا ،مٹی ہی کے کپ میں چائے نوش کرنا ،بچوں سے پیار کرنا اور اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیاروں ، چہیتوں سے دوستی اور گستاخوں سے نفرت و بیزاری یہ وہ امور و خوبیاں ہیں جن سے یہ اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہو جاتی ہے کہ آپ کے دل میں حضور علیہ السلام کی محبت و الفت کس قدر تھی ۔ بلا شک و شبہ آپ کا سینہ عشق نبی کا خزینہ اور آپ کو حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گہری محبت و عقیدت تھی ۔ ہر سال ۲۷ ویں رجب شریف کے موقع پر مہمانان رسول کے لئے کدو شریف پکواتے اور ان موقعوں پر جامعہ کی تمام عمارتوں اور میدان کو جھنڈیوں اور جھالروں سے آراستہ کرواتے ۔ حضور شیر نیپال کے جذبہ عشق رسول کا عالم یہ تھا کہ جس کو بھی سرکار سے نسبت حاصل تھی اسے بھی آپ تاج سر تصور کرتے تھے اور جس سے سرکار نے بیزاری کا اظہار فرمایا اس سے خود بھی دور و نفور رہتے اور اہل عقیدت و اہل سلسلہ کو دوری اختیار کرنے کی تلقین و تاکید کرتے رہتے تھے ۔ منافقین جو دعوائے مسلمانی کی آڑ میں ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی دل آزاری میں رہتے سرکار نے ان کے مکر و فریب سے آگاہ فرمایا اور اپنے جان نثاروں کو ان سے مقاطعہ کا حکم دیتے رہے بلکہ ایک موقع پر ان بد باطنوں کو نام بنام مسجد سے باہر کر دیا اور اب آپ کا ایک وفا شعار غلام براہ تحریر و تقریر اس سنت پر تا حیات قائم رہے اور بزبان رضا یوں گویا رہے ؎

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں سے کیا مروت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام
چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
ایسے برے مذہب پہ لعنت کیجئے

تعظیم موئے مبارک:

جب آپ جامعہ حنفیہ غوثیہ میں تعلیمی خدمات انجام دے رہے تھے مسجد کے عقب میں بجانب جنوب اس سے متصل قدیم دو منزلہ عمارت تھی اس کی دوسری منزل پر ایک کمرے میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موئے مبارک رکھا ہوا تھا ،جس کمرے میں سرکا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس بال رکھا تھا اسے خوب سجایا اور آراستہ کیا گیا تھا، ہر سال ربیع الاول شریف کے موقع پر موئے مبارک کی زیارت

کرائی جاتی تھی۔اس کمرے کا آپ بے حد ادب واحترام کرتے تھے، یہاں تک کہ طلبہ کو یہ تاکید کردی جاتی کہ اس کے سامنے اس حجرے کی طرف پشت کر کے نہ بیٹھیں اور نہ تیز آواز میں پڑھیں،اس حجرے کے اوپر چھت پر اینٹیں چاروں طرف سے رکھ دی گئیں تھیں تاکہ اس پر کسی کا پیر نہ لگے اور موئے مبارک کی بے ادبی نہ ہو پائے۔چھت کے اس حصے سے کسی کو گذرنے کی اجازت نہیں تھی، نہ چپل جوتے لیجانے کی اجازت۔جب آپ اپنے آبائی وطن لہنہ شریف تشریف لے آئے تو سرکار دوعالم ﷺ کا موئے مبارک بھی یہیں خانقاہ برکات میں رکھا ہوا ہے اور خانقاہ کے سالانہ جلسہ کی صبح اس کی زیارت کرائی جاتی ہے۔

حضور شیر نیپال حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ کا اور آپ سے منسوب ہر فرد وشئی کا غایت درجہ احترام کرتے تھے اور سچا دیوانہ محمد ﷺ کی ادا یہی ہوتی ہے کہ آپ سے محبت وعقیدت کا اظہار کریں اور آپ سے منسوب ہر شئی کا بھی پاس ولحاظ رکھے، اسی میں عاشق صادق کی معراج ہے۔کیونکہ نسبت سے ہر چیز ممتاز ہوتی ہے، یہی اسلاف کا دیا ہوا سبق ہے کہ ؎

با ادب با نصیب بے ادب بد نصیب

مدینہ شریف کے کھجور کی گٹھلی کا احترام:

حضور شیر نیپال کو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی یہ کسی سے مخفی نہیں،حضور ﷺ کی ہر ادا سے آپ بیحد محبت کرتے تھے، ہر سنت پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتے تھے،حضور ﷺ سے منسوب ہر شخص اور ہر چیز سے آپ پیار کرتے تھے۔جب پہلی بار زیارت حرمین شریفین سے یعنی حج وعمرہ سے شرف یاب ہوئے اور جب واپس اپنے وطن پہنچے تو علما ومشائخ ،عوام وخواص آپ کو اس پر مبارک بادی دینے کے لئے اور آپ سے ملاقات کرنے کے لئے جامعہ حنفیہ غوثیہ آتے ۔حضرت مفتی محمود عالم خان نوری کماوی اور حضرت مولانا عبد الہادی خان کماوی یہ دونوں اہل علم حضور شیر نیپال رحمہ اللہ سے خوب عقیدت رکھتے ہیں، ملاقات وزیارت اور مبارکبادی دینے کے لئے آپ کی خدمت میں جنکپور پہنچے،ان دونوں کی آمد پر حضور شیر نیپال رحمہ اللہ بہت خوش ہوئے اور مدینہ شریف سے جو کھجور لائے تھے ان میں سے چند کھجور ان کے سامنے رکھ کر سنت ضیافت عمل کرنے کا ثواب حاصل کیا۔حضرت مفتی محمود عالم خان صاحب کھجور تناول کرنے کے بعد گٹھلی جامعہ کے صحن میں پھینک دی،حضور شیر نیپال کی نگاہ اس پر پڑی، آپ فوراً اٹھ کر کھجور کی ان گٹھلیوں کو چن لیا اور اپنے پاس رکھ لیا، پھر فرمایا مفتی صاحب یہ آقا ﷺ کے دربار کے کھجور کی گٹھلیاں ہیں، آپ نے انہیں اس بے دردی سے پھینک دیا ہے، میں تو دیار حبیب ﷺ کے کھجور کھا کر گٹھلیاں بھی کسیلی (سپاری) کی طرح چوس لیا کرتا ہوں اور چبا جایا کرتا ہوں۔یہ کلمات سن کر مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ میں بہت شرمندہ ہوا اور دل میں خیال آیا کہ آپ مدینہ شریف کے کھجور کی گٹھلیوں کا اس قدر احترام کرتے ہیں تو دیار حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کس قدر احترام وادب کرتے ہوں گے۔یہ ہے آپ کا عشق رسول ﷺ کہ حضور رحمت عالم ﷺ سے منسوب ہر چیز سے محبت کرتے ہیں اور پاس ادب ملحوظ رکھتے ہیں۔

نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم:

حضور شیر نیپال رحمہ اللہ تعالیٰ شاہ خوباں، جان ایماں، تسکین دل و جاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر محبت کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق ووارفتگی کا عالم تھا اس کا اندازہ لگانے کے لئے ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

غالبا ۲۰۰۱ء کا واقعہ ہے ربیع الاول شریف کا مبارک مہینہ تھا مغرب کی نماز سے فراغت کے بعد آپ مسجد سے متصل دومنزلہ عمارکی چھت پر ذکر واذکار کرتے ہوئے ٹہل رہے تھے، اتنے میں کیا دیکھتے ہیں جانب مغرب آسمان میں بادل نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک نام محمد کی شکل اختیار کر لیا ہے اور بادل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک نام واضح طور پر نظر آرہا تھا۔ جیسے ہی آپ نے یہ منظر دیکھا اس وقت آپ پر جو عالم طاری ہوا ہوگا اسے کس طرح بیان کیا جائے، اس وقت تو آپ عشق میں مچل رہے ہونگے، آپ کا دل اور ذہن وفکر یادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبت وعشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جھوم رہا ہوگا اور لبوں پر درود وسلام کا گلدستہ رہا ہوگا۔ اس روح افزا اور ایمان کو تر وتازہ کر دینے والے منظر سے آپ کی روح جھوم رہی ہوگی۔ اس حسین منظر کو آنکھوں سے دیکھنے اور دل میں اتارنے کے لئے طلبہ کو بلایا، تمامی طلبہ حاضر ہونے لگے کچھ نے اس منظر کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیا اور جب تک دیگر طلبہ آئے آئے وہ منظر او جھل ہو گیا۔ اب کرنا کیا تھا آپ نے تمام طلبہ کو صف بندی کرنے کا حکم دیا، اساتذہ بھی بلائے گئے اور آپ بھی اداب واحترام سے کھڑے ہوگئے اور سب نے مل کر عاشق رسول، مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لکھا ہوا سلام اور کعبہ کے بدر الدجیٰ پڑھ کر بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خراج عقیدت اور گلہائے عشق ومحبت پیش کئے۔

درود شریف کی کثرت:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ درود شریف سے بیحد لگاؤ اور حد درجہ عشق تھا۔ خوب کثرت کے ساتھ درود شریف کا ورد کیا کرتے تھے، سفر وحضر میں بھی زبان پر درود شریف ورد لب رہتا، یہاں تک کسی کی زبان سے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک سن لیتے تو درود شریف ضرور پڑھتے۔ یا خود نام پاک شہ والا لیتے تو درود شریف کا ورد ضرور کرتے۔ اپنی تحریر میں بھی اس بات کا التزام کرتے۔ درود شریف میں دلائل الخیرات اور درود تاج کا ورد بطور خاص فرماتے۔ درود تاج سے اس قدر عشق ومحبت تھی کہ درود تاج پڑھنے کے لئے چھوٹے چھوٹے بچوں کی ایک ٹیم بھی تیار کر دی تھی۔ اکثر اس ٹیم سے محفلوں میں اجتماعی ورد کرایا جاتا، جب ٹیم درود تاج پڑھ کر سناتی تو اس وقت آپ پر وجد طاری ہو جاتا اور حاضرین بھی جھوم اٹھتے۔ جب آپ کا وصال پر ملال ہو گیا اور جسد مبارک خانقاہ برکات شریف میں لایا گیا تو طلبہ کی وہ ٹیم (جسے آپ نے درود تاج زبانی یاد کروایا تھا اور اکثر محافل میں ان میں سے ہر ایک سے درود شریف کی تلاوت کرواتے) آپ کے جسد مبارک کے سامنے درود تاج پڑھنے لگے، درود شریف اس انداز میں پڑھ رہے تھے جیسے شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہے۔ اس وقت ایسا لگ رہا تھا کہ مانو آسمان سے انوار وتجلیات کی بارشیں ہو رہی ہوں، حجرہ

میں ایسا لگتا تھا کہ نورانی مخلوق کی آمد ہو چکی ہے۔(۱)

اتباع سنت:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سنتوں پر عمل کے بڑے دلداہ اور عاشق تھے، آپ کی کتاب حیات کا ہر صفحہ منور و درخشاں نظر آتا ہے، آپ کا ہر عمل رضائے الٰہی اور اتباع نبوی کے لئے ہوتا تھا۔ آپ پوری کوشش فرماتے کہ کوئی لمحہ یا کوئی بھی کام شریعت و سنت کے خلاف نہ ہو اس کا مکمل اہتمام و خیال رکھتے اور اس پر خاص توجہ ہوتی، اعمال کے سلسلے میں آپ خود کا محاسبہ بھی فرماتے۔ اتباع سنت اور اس سے محبت کے چند نمونے پیش کئے جارہے ہیں۔

اونٹ کی سواری:

اونٹ کی سواری یہ حضور علیہ السلام کی سنت ہے، اس سنت پر عمل کرنے کی تمنا حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے دل میں ایک عرصہ سے انگڑائیاں لے رہی تھی کہ کاش اس سنت پر بھی عمل کر کے پیارے نبی ﷺ کی رضا حاصل ہو۔ جب انسان اپنی نیت میں مخلص ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندے کی ہر نیک آرزو کی تکمیل کی راہ ہموار فرما دیتا ہے اور اسباب بھی مہیا فرما دیتا ہے اور یہی ہوا حضور شیر نیپال کے ساتھ، جو آرزو لئے ایک مدت سے آپ جی رہے تھے اور جس سنت نبوی پر عمل کرنے کے لئے آپ ایک عرصہ سے بیتاب تھے اس کی تکمیل بھی ہوگئی اور اس پر عمل کرنے کا شرف حاصل ہوا اور اتنی دھوم اور عزت و احترام کے ساتھ کہ ایسا موقع ہر کسی کو میسر نہیں ہوتا۔ ہوا یوں کہ چیت ۲۰۶۶ء بکرمی میں نرائن گھاٹ میں آپ کی صدارت و سرپرستی میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا، اسی جلسہ میں شرکت کرنے کی غرض سے آپ تشریف لے گئے، آپ کی آمد سے قبل ہی مقامی اور قرب و جوار کے باشندوں نے آپ کے استقبال کی تیاری مکمل کر لی تھی، کیونکہ جب بھی شہر نرائن گھاٹ میں آپ تشریف لے گئے ہیں عقیدت مندوں نے جلوس کی شکل میں آپ کا استقبال کیا اور جلوس کے منظر اور آپ کے چمکتے چہرہ کی تابانیوں اور نورانیت کو دیکھ کر غیر مسلم بھی بہت متاثر ہوتے تھے اور مسلمانوں کے حوالے سے ایک اچھا تاثر لوگوں میں پیدا ہوتا تھا۔ چنانچہ اس بار آپ کے استقبال کے لئے جو تیاری کی تھی اس میں اونٹ کی سواری بھی تھی جس پر آپ کو بیٹھا کر قلب شہر سے ہوتا ہوا قیام گاہ تک جلوس کی شکل میں آپ کو لایا گیا۔ اونٹ کی سواری سے اس قدر خوش ہوئے کہ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ جو آپ کی تمنا تھی اس سنت پر عمل کرنے کی اس پر عمل ہوگیا۔

تلاوت قرآن:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا آخری کلام قرآن کریم کی صورت میں اپنے آخری نبی محمد مصطفی ﷺ پر اتارا، یہ کتاب حکمت احکام و قوانین اور بے شمار دینوی و اخروی فوائد کے ہزار ہا سمندروں کو اپنے اندر سموئے ہوا ہے۔ قرآن سے محبت، اس کے

---

(۱) براویت مولانا عارف برکاتی

احکام کی ترویج و اشاعت ،ان احکام پر عمل اور صبح و مسا اس کی تلاوت سے رب کی رضا حاصل ہوتی ہے،دل کو سکون میسر ہوتا ہے،روح پر نور ہوتی ہے،فکر پاکیزہ ہوتی ہے،ایمان تازہ ہوتا ہے، بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے، جنت کا مژدہ ملتا ہے،آتش دوزخ سے نجات کا سامان ہوتا ہے،روز قیامت یہ قرآن رب کی بارگاہ میں اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا جس کی شفاعت قبول ہوگی اور بہشت بریں میں اونچا مقام ودرجات ملیں گے۔جس نے بھی اس سے محبت کی ہدایت پا گیا،جس نے بھی اس کی تلاوت پر مداومت کی اس کا اقبال بلند ہوا۔جو اللہ والے ہوتے ہیں وہ قرآن کو اپنے سینے سے لگاتے ہیں،جو مقرب ہوتے ہیں وہ اس کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور اس کے احکام پر عمل بھی کرتے ہیں۔اور جن ہستیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی توفیق سے قرآن کی محبت عطا فرمائی،قرآن کا علم عطا فرمایا،قرآن کی باریکیوں کو سمجھنے اور سمجھانے کا ہنر عطا فرمایا،اس کے پیغامات وبرکات کو عام کرنے کے لئے منتخب فرمایا ان پاکیزہ نفوس قدسیہ میں سے ایک عظیم وروحانی شخصیت حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ذات ہے۔

آپ قرآن کریم سے بیحد محبت وانسیت رکھتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ آپ حفظ قرآن جیسی نعمت لازوال سے بھی مشرف ہوئے ،حفظ قرآن شریف سے آپ فارغ ہوئے تو اس کے معانی ومطالب کو سمجھنے،اس میں بیان کردہ احکام واصول کی گہرائی تک رسائی حاصل کرکے عوام الناس تک پہنچانے کے لئے درس نظامی میں داخلہ لیا اور اپنے وقت کے ماہر اساتذہ کی بارگاہوں میں زانوئے تلمذ تہہ کرکے علم قرآن اور دیگر علوم میں درک وملکہ حاصل کیا۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ فراغت کے بعد سے ہی قرآن شریف کے احکام کی تبلیغ وترویج میں مصروف ہوگئے اور پوری زندگی تقریر وتحریر،خلوت وجلوت میں اس کی نشر واشاعت میں گذار دی۔جامعہ حنفیہ غوثیہ میں قرآن کے فیضان کو عام وتام کرنے کے لئے شعبہ حفظ وقرات قائم فرماکر سینکڑوں حفاظ وقرا پیدا کئے،درس نظامی قائم فرماکر حدیث اور دیگر علوم کے ساتھ تعلیمات قرآن کو بھی عام فرمایا ،اپنے فتاویٰ میں آیات قرآنیہ سے استدلال کرکے قرآن کی اہمیت وافادیت کو بھی اجاگر فرمایا،یہی نہیں بلکہ جس طرح آپ نے طلبہ کو قرآن کا درس دیا اور اس کے لئے انتظام فرمائے اسی طرح طالبات کے لئے بھی اس کا انتظام فرمایا،چنانچہ خانقاہ برکات کے احاطہ میں جامعہ برکات الزاہر قائم فرماکر لڑکیوں کے لئے قرآن کے علوم وتعلیمات اور پیغامات حاصل کرنے کا ایک عظیم فریضہ بھی انجام دیا۔

قرآن واحادیث میں قرآن شریف کی تلاوت مع آداب تجوید وقرأت کرنے کا حکم ہے اور قرآن شریف کی تلاوت نبی کریم ﷺ کی پیاری سنت بھی ہے۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا عمل اس سنت مبارکہ پر بھی دائمی رہا،حضر میں ہوتے پھر بھی بلاناغہ اس پر عمل کرتے اور سفر میں ہوتے تو اس حالت میں بھی قرآن شریف کی تلاوت ضرور کرتے ،کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ سفر میں قیام گاہ پر قرآن شریف کی تلاوت نہیں کر پاتے تو گاڑی پر جب ہوتے تو اسی وقت قرآن شریف کی تلاوت کرلیا کرتے تھے۔میں نے خود کئی بار اس کا مشاہدہ کیا ہے روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کی جو مقدار مقرر ہوتی اس مقدار میں تلاوت کرنے کے بعد ہی کسی سے مخاطب ہوتے اور کسی کی گفتگو کا جواب دیتے۔

ربیع الاول ۱۴۳۹ھ میں آپ لوکہا سے متصل ایک گاؤں میں کسی جلسہ میں شرکت کی غرض سے تشریف فرما تھے، صبح فجر کی نماز کے بعد جلد ہی روانہ ہونا تھا، پروانوں کی بھیڑ بھی تھی، سب سے ملاقات وگفتگو سے جلد فارغ ہوئے اور خانقاہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ پودما بہار ہوتے ہوئے آپ واپس ہو رہے تھے، پورا راستہ قرآن شریف کی تلاوت، درود شریف، شجرۂ طیبہ اور دیگر اورادو وظائف میں طے کیا۔ جب تک آپ تلاوت اور اورادو وظائف میں مشغول رہے کسی سے کلام نہیں کیا، جب فارغ ہو گئے تو پھر گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا اور گفتگو بھی ایسی جس میں خیر تھی، ہدایت تھی اور رہنمائی تھی۔ گاڑی آپ کے مرید وشاگرد مولانا غلام یاسین برکاتی لہان والے کی تھی جسے ان کے صاحبزادے ہاشم برکاتی چلا رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور میں خواب بہت ڈراونا دیکھتا ہوں اور پھر ایک خواب بیان کرنے کا ارادہ کیا آپ نے فرمایا غلط خواب بیان مت کرو۔ جب غلط خواب دیکھو تو لاحول پڑھ لیا کرو اور کروٹ بدل لو۔

حافظ غلام مرتضیٰ لہوی بتاتے ہیں کہ ایک بار حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی معیت میں بمبئی جانے کا اتفاق ہوا، بہار سے گاڑی پر بیٹھا حضرت ٹرین میں بیٹھنے کے بعد قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف ہو گئے اور پورا راستہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہے۔

طلبہ حفظ سے قرآن سننے کی سنت:

قرآن شریف کی تلاوت اور سماعت دونوں کی فضیلت قرآن واحادیث میں وارد ہے، بڑے ہی سعادت مند ہیں وہ لوگ جن کی زبان وسماعت قرآن شریف لطافت وحلاوت اور روحانیت سے محظوظ ہوتی ہیں۔ قرآن شریف کی تلاوت وسماعت دونوں ہی سنت ہیں۔ حضور شیر نیپال رحمہ اللہ تعالیٰ عالم شریعت کے ساتھ قرآن مجید کے حافظ بھی تھے اور اس کے احکام کے شارح و مبلغ بھی اور ان پر عامل بھی تھے۔ اکثر اوقات آپ قرآن شریف کی تلاوت اور تاحیات فتویٰ وتقریر کے ذریعہ اس میں مذکور احکام وقوانین کی اشاعت میں مصروف عمل رہے۔ قرآن شریف کی تلاوت کا خوب ذوق وشغف رکھتے تھے اور ساتھ ہی درجہ حفظ کے طلبہ سے اس کی تلاوت سنتے بھی تھے۔ مقصد یہی ہوتا کہ طلبہ کی اصلاح بھی ہو جائے اور قرآن سننے کی سنت پر عمل بھی ہو جائے۔ خوب صاف آواز اور خوش الحانی وترتیل کے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت فرماتے، جب آپ تلاوت فرماتے تو پوری توجہ وحضور قلب کے ساتھ تلاوت فرماتے، تلاوت کے دوران کسی سے کلام نہیں کرتے، اگر کوئی اس دوران آجاتا تو اشارہ سے بیٹھنے کو کہتے اور پھر تلاوت کا جو مقدار متعین تھا اسے مکمل کرنے کے بعد ہاتھوں کو اٹھا کر دعائیں کرتے، قرآن شریف کو بوسہ دے کر سر پر رکھتے اور رحل کو بوسہ دے کر سینے سے لگا لیتے پھر اسے اپنے حجرہ میں بلند مقام پر رکھ دیتے۔

ایک بار جب میں جامعہ حنفیہ جنکپور میں زیر تعلیم تھا، صبح کا وقت تھا میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ برآمدہ پر بیٹھا ہوا تھا، اس وقت آپ قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف تھے، اسی دوران جماعت ثانیہ کا طالب علم رخصت کی درخواست لے کر آپ کے پاس پہنچا، آپ تلاوت میں مستغرق تھے اس لئے کچھ بولے بغیر سامنے ادب سے بیٹھ گیا، دوران تلاوت آیت سجدہ آئی، آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد آپ نے سجدۂ تلاوت کیا، پھر اس طالب علم سے فرمایا کہ آیت سجدہ کی تلاوت آپ نے سنی ہے اس

لئے آپ پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہے، وضو کر کے سجدۂ تلاوت کرو پھر رخصت ملے گی۔

مٹی کے برتن کا استعمال:

حضور شیر نیپال رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر و بیشتر مٹی کا برتن ہی استعمال فرماتے تھے، کھانے کی پلیٹ، پانی پینے اور چائے پینے کا پیالہ بھی مٹی کا ہوتا، سفر میں بھی زیادہ تر مٹی کا پیالہ ہی استعمال فرماتے تھے، آپ کے سامان سفر میں مٹی کا پیالہ ضرور ہوتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے استعمال فرمایا ہے اور پسند بھی، اس لئے محض اس نیت سے آپ مٹی کا برتن استعمال کیا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں کھایا ہے اور پسند بھی فرمایا ہے۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پختہ مٹی کے برتن سے پانی پیتے ہوئے دیکھا (معرفۃ الصحابہ ج ۲ ص ۱۷۴) اور اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تانبے، پیتل کے برتنوں میں کھانا پینا ثابت نہیں، مٹی یا کاٹھ کے برتن تھے اور پانی کے لئے مشکیزے بھی۔ (۱)

عمامہ اور ٹوپی:

عمامہ شریف اور ٹوپی دونوں سنت ہیں، حضور شیر نیپال دونوں ہی سنتوں کے بڑے پابند اور عاشق تھے، مختلف رنگوں کے خوبصورت عمامہ سر پر سجائے رہتے تھے، جس سے آپ کے چہرے کا حسن مزید دو بالا ہوجاتا۔ جب آپ عمامہ سر پر لگا کر جلوہ فرما ہوتے تو ایسا لگتا تھا کہ آپ کے چہرے سے نور برس رہا ہے، آپ کا مبارک چہرہ حسن و جمال رخ مصطفائی کا عکس معلوم ہوتا تھا۔ درسگاہ میں حدیث کی کتابوں کا درس دینے کے لئے تشریف فرما ہوتے پہلے باوضو ہو کر عمامہ اور خوشبو ضرور لگاتے، کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو اس سنت کی چمک سے اپنے سر کو سجا کر ہی جاتے تھے، جب عمامہ شریف لگا کر بر اسٹیج ہوتے تو سب کی نظریں آپ کی طرف ہوتیں اور آپ کے دیدار میں محو و مگن رہتے۔ نماز کے لئے بھی مسجد تشریف لے جاتے تو زیادہ تر عمامہ شریف لگا کر ہی جاتے، رنگوں میں سیاہ، سفید، زعفرانی، زرد اور سرخ کلر کا عمامہ زیادہ تر استعمال فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ مختلف ڈیزائن کی مگر سادہ ٹوپی بھی استعمال کرتے، ٹوپیوں میں زیادہ تر سفید گول ٹوپی اور دو پلی نوری ٹوپی ہی استعمال کرتے تھے۔

مسواک کرنا:

مسواک کرنا یہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری سنتوں میں سے ہے، یہ ایسی سنت ہے کہ اس کی فضیلت متعدد احادیث میں آئی ہے، مسواک کرنے کے بے شمار دینی، دنیاوی اور طبی فوائد ہیں۔ حضرت صدر الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہار شریعت میں لکھا ہے کہ مشائخ کرام فرماتے ہیں: جو شخص مسواک کا عادی ہو مرتے وقت اسے کلمہ نصیب ہوگا۔ (۲)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پیاری سنت پر حضور شیر نیپال اس قدر عامل تھے کہ جتنی بار آپ وضو کرتے ہر بار مسواک

---

(۱) فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۱۲۹

(۲) بہار شریعت ج ۱ ص ۲۸۸ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ

ضرور کرتے، رات کو سونے سے پہلے بھی مسواک کرتے اور تا حیات آپ اس مبارک سنت کی پابندی کرتے رہے۔ سفر میں بھی اس سنت کو ترک نہیں کرتے تھے، ساتھ میں مسواک ضرور رکھتے۔

جملہ مسلمانوں کو بالعموم اور حضور شیر نیپال رحمہ اللہ کے خلفا و تلامذہ اور مریدین و متوسلین کو چاہئے کہ دیگر سنتوں پر عمل کرنے کے ساتھ حضور رحمت عالم ﷺ کی ان دونوں پیاری سنتوں پر بھی مداومت کر کے دینی واخروی فوائد سے وافر حصہ حاصل کریں۔ حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا بیٹا! اگر تم ہمیشہ باوضو رہنے کی استطاعت رکھو تو ایسا ہی کرو، کیونکہ ملک الموت جس بندے کی روح حالت وضو میں قبض کریں اس کے لئے شہادت لکھ دی جاتی ہے۔(۱)

اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

بعض عارفین نے فرمایا: جو ہمیشہ باوضو رہے اللہ پاک اسے سات فضیلتوں سے مشرف فرمائے (۱) ملائکہ (فرشتے) اس کی صحبت میں رغبت کریں، (۲) قلم اس کی نیکیاں لکھتا رہے، (۳) اس کے اعضا تسبیح کریں، (۴) اس سے تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو، (۵) جب سوئے اللہ کچھ فرشتے بھیجے کہ جن و انس کے شر سے اس کی حفاظت کریں، (۶) سکرات موت اس پر آسان ہو، (۷) جب تک باوضو ہو امان الٰہی میں رہے۔(۲)

باوضو سونا:

حضور شیر نیپال رحمہ اللہ ہمیشہ باوضو رہتے تھے اور اس کے آپ بڑے پابند تھے، سفر ہو یا حضر، گھر پر ہوں یا جامعہ میں یا کہیں بھی ہر وقت اور ہر جگہ آپ باوضو رہتے تھے، جب بھی بے وضو ہو جاتے تو بلا تاخیر مسنون طریقہ پر وضو کر لیتے۔ ناشتہ یا کھانا سے پہلے بھی وضو کر لیتے اور سونے سے قبل بھی آپ وضو کر لیتے تب ہی بستر استرحت پر تشریف لے جاتے۔ مسواک اور وضو کا رشتہ آپ سے ایسا ہی تھا جیسے دامن چولی کا ایک دوسرے سے۔ آپ وضو کرتے تو مسواک ضرور کرتے اور جب مسواک کرتے تو وضو بھی ضرور کرتے، آپ کے لئے دونوں لازم و ملزوم کے درجے میں تھے۔

خوشبو کا استعمال:

خوشبو لگانا یہ پیارے آقا ﷺ کی پیاری سنت ہے اور ایسی سنت جو باعث عزت بھی ہے اور دونوں جہاں میں باعث سعادت بھی۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ دیگر مبارک سنتوں سے جس والہانہ طور پر محبت فرماتے تھے اور ان پر عمل کرتے تھے اسی طرح خوشبو کو بھی خوب پسند کرتے تھے اور روزانہ صبح و مسا استعمال کیا کرتے تھے۔ خوشبو میں آپ مشک، عنبر، عود اور کستوری پسند فرماتے تھے۔ مشک و عود کثرت سے استعمال فرماتے تھے۔ ہر وقت آپ کے مبارک جسم سے خوشبو آتی تھی۔ جس راہ سے آپ

(۱) شعب الایمان ج ۳ ص ۲۹ حدیث نمبر ۲۷۸۳

(۲) فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۷۰۲

گذرجاتے راستہ مہک جاتا، فضا مشکبار ہو جاتی، جو بھی آپ سے مصافحہ کر لیتا اس کا ہاتھ بھی خوشبو سے مہک اٹھتا تھا۔

سفید کپڑا استعمال کرنا:

لباس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفید لباس کو زیادہ پسند فرماتے تھے اور اکثر آپ ﷺ سفید لباس ہی زیب تن فرماتے تھے۔ حضور شیر نیپال رحمہ اللہ اپنے آقا کریم ﷺ سے اس قدر محبت فرماتے تھے کہ لباس میں حضور کی پسند اور سنت کو ترجیح دیتے تھے، اس لئے آپ بھی اکثر و بیشتر سفید لباس ہی زیب تن کرتے، آپ کا کرتا، شروال اور ٹوپی کا رنگ بھی سفید ہوتا۔ ٹھنڈی کے موسم میں دوسرے رنگ کا دبیز کپڑے کا کرتا بھی سلوا کر زیب تن کیا کرتے تھے، مگر اس کا رنگ زیادہ بھڑک دار نہیں ہوتا بلکہ سادگی سے بھرا ہوا ہوتا۔

صوفی باصفا، پیر طریقت، رہبر شریعت، عاشق مصطفی حضرت علامہ الحاج مفتی حافظ وقاری جیش محمد صدیقی برکاتی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مذکورہ بالا خصائل وعادات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ آپ کو حضور رحمت عالم ﷺ کی سنت و پسند کی چیزوں سے کس قدر محبت تھی اور آپ کس طرح سنتوں کے مختلف رنگوں میں اپنے لباس زندگی کو رنگے ہوئے تھے۔ یقینا جو حضور ﷺ کی مذکورہ سنتوں پر عامل ہو جائے وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ کا مقبول و محبوب ہوگا اور وہ دونوں جہاں میں سرخرو اور کامیاب و بامراد ہوگا۔ ضرورت ہے کہ ہم صرف انہیں پڑھنے اور سننے کی حد تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ جس طرح ہمارے مرشد گرامی ان سنتوں پر عمل کرتے تھے، ہم پیر و مرشد کی اتباع میں ان سنتوں پر مداومت کر کے اپنی زندگی کو پرنور بنائیں۔

حضور رحمت عالم ﷺ کی انہیں مبارک سنتوں پر عمل کرنے کی برکت کہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقبول ہر خاص وعام کر دیا، خلق خدا آپ سے بیحد محبت کرتی تھی اور آپ کی زیارت کو سعادت تصور کرتی تھی۔ عقیدت مندوں کا کیا کہنا بلکہ اکثر حاسدین بھی آپ کی عزت و تکریم کرتے تھے اور اپنے اکثر معاملات میں رجوع کرتے تھے۔ کچھ مخالفین تو ایسے بھی تھے اور اب بھی موجود ہیں جو زبان سے بھلے ہی بغض و عداوت ظاہر کرتے ہیں مگر ان کے لوح دل پر آپ کے فضل و شرف اور عظمت و کرامت کے جلوے گھر کئے ہوئے ہیں۔ کاش وہ اپنی زبان کو دل کے تابع کر لیں اور اللہ ایسی توفیق بخش دے۔

تقویٰ:

حضور شیر نیپال رحمہ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنے علم و عمل میں بے مثال تھے اسی طرح تقویٰ و طہارت میں بھی بے نظیر تھے، شریعت کے اصول و ضوابط کا پاس و لحاظ رکھتے تھے، حلال و حرام میں خوب تمیز رکھتے تھے، شبہ والی چیز کے استعمال سے بھی پرہیز کرتے تھے، سفر کے دوران ہوٹلوں میں نہ کچھ تناول کرنے کے لئے جاتے اور نہ گوشت منگوا کر کھاتے تھے۔

جب آپ پہلی بار مصر کے ایک سیمینار میں تشریف لے گئے جہاں بڑے بڑے علما و مشائخ، پروفیسر اور دانشواران بھی عرب ممالک اور غیر عرب سے آئے ہوئے تھے۔ ان لیکچرار و پروفیسر ز اور علما و دانشوران میں خواتین بھی تھیں، خواتین دیگر پروفیسر ز

اور علما سے مصافحہ کر رہی تھیں مگر جب آپ کی طرف سلام کرتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے مصافحہ کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ غیر محرم سے ہاتھ ملانا جائز نہیں۔ اس منظر سے عرب کے دیگر مشائخ بہت متاثر ہوئے اور سب نے آپ کے تقویٰ اور شریعت پر استقامت وتصلب کو خوب سراہا۔

مولانا ذاکر حسین کو سند نہیں دی:

میرے عم محترم حضرت مولانا محمد ذاکر حسین نوری حضور شیر نیپال رحمہ اللہ کے قدیم شاگردوں میں سے ہیں اور انہوں نے حضور شیر نیپال کی سرپرستی ونگرانی میں کوشش بھر خوب دینی کاموں کو انجام دیا ہے، کشمیر میں امامت کی ہے، نیپال کے مختلف گاؤں میں بھی امامت اور مکتب کی تعلیم کا فریضہ انجام دیا ہے، ایک زمانہ تھا کہ تین ضلع میں آپ کو لوگ جانتے تھے، کئی ایک مدارس میں رہ کر ناظم اعلیٰ اور صدالمدرسین کے منصب پر بھی فائز رہے ہیں دارالعلوم انوار مصطفیٰ مجھاؤ میں تدریسی خدمات دے چکے ہیں، دارالعلوم گلشن مدینہ اٹہروا کھریانی کو بھی بام عروج کو پہنچایا ہے جو اب زوال پذیر ہو چکا ہے یا ختم ہو چکا ہے، دارالعلوم امجدیہ اٹہروا کھریانی کی بنیاد حضرت مفتی محمد امین الدین نور قدس سرہ کے ساتھ مل کر آپ نے ہی ڈالی۔ علاقہ میں بہت شاگرد انہوں نے پیدا کئے، کئی جلسہ بھی آپ کرا چکے ہیں۔ ملک نیپال میں حضور شیر نیپال کی شخصیت غیر معمولی شہرت اور علم وعمل کی حامل تھی اس لئے بھی اور شاگرد ہونے کی حیثیت سے بھی حضور شیر نیپال سے محبت کرتے ہیں۔ جب دبئی کسب معاش کی غرض سے گئے تو وہاں آپ کی وضع قطع سے متاثر ہو کر امامت متوقع تھی جس کے لئے سند کی ضرورت تھی جو اس وقت آپ کے پاس نہیں تھی۔ آپ جامعہ فاروقیہ بنارس سے فارغ التحصیل تھے، فضیلت کی سند بوسیدہ ہو چکی تھی یا دیمک کی خوراک ہو چکی تھی۔ آخر کار آپ نے والد محترم حضرت مولانا محمد ضمیر الدین قادری صاحب کو حضرت کی خدمت میں سند کے لئے بھیجا، والد صاحب نے سارا قصہ سنایا اور سند عطا کرنے کی التجا کی۔ حضور شیر نیپال نے فرمایا کہ آپ کا بھائی میرے ادارہ جامعہ حنفیہ غوثیہ میں پڑھے ضرور ہیں مگر فضیلت کی تکمیل یہاں سے نہیں کی اور سند فضیلت پوری مدت تعلیم اسی ادارہ میں کرنے کے بعد ہی دی جاتی ہے اور اس کے بغیر دینا جھوٹ اور دھوکہ ہے جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی ہے، اس لئے سند فضیلت نہیں دی جاسکتی۔ ہاں اس بات کی شہادت تحریری شکل میں جامعہ کے لیٹر ہیڈ پر دی جاسکتی ہے کہ یہ میرے ادارہ میں فلاں جماعت تک تعلیم حاصل کر چکے ہیں اور ان کے حسن اخلاق وکردار کے بارے میں لکھ کر دیا جاسکتا ہے مگر سند فضیلت نہیں۔ حضور شیر نیپال نے سند فضیلت کی بجائے عربی زبان مین جامعہ کے لیٹر پیڈ پر مع دستخط ومہر شہادت نامہ تحریر فرما کر عطا فرما دیا۔

میرے والد اور عم محترم صاحبان دونوں کو اس بات پر رنج ہوا تو ضرور مگر جب بعد میں انہیں احساس ہوا کہ واقعی سند فضیلت دینا صحیح نہیں تھا تو آپ کے دلوں میں حضور شیر نیپال کی عقیدت ومحبت پہلے سے زیادہ گھر کر گئی اور میں نے انہیں اس واقعہ کا ذکر اور اس کی روشنی میں شریعت پر چلنے اور تقویٰ کو بیان کرتے ان کی زبانی بارہا دیکھا ہے۔

سیپ کا چونا استعمال نہیں کیا:

سیپ کے چونا کے حوالہ سے فتاویٰ رضویہ شریف جلد ایک صفحہ ۱۰۷ میں ہے کہ سیپ کا چونا حرام ہے، جس پر پان لگا ہوا ہو اس کا کھانا حرام۔

ایک بار حضور شیر نیپال ایک محفل میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے جہاں آپ کے علاوہ اور بھی علما تھے، صبح علما کی خدمت میں پان پیش کیا گیا، آپ کی خدمت میں بھی پیش کیا گیا، آپ کھانے سے پہلے دریافت فرمایا کہ اس میں کونسا چونا ہے؟ پان پیش کرنے والے نے بتایا سیپ کا چونا لگا ہوا ہے آپ نے فرمایا سیپ کا چونا استعمال کرنا ممنوع ہے اس لئے میں یہ پان نہیں کھا سکتا۔ جبکہ دوسرے علمانے سیپ کے چونا والے پان کو بشوق کھایا۔

مولانا عبدالجبار منظری صاحب لکھتے ہیں:

''حضور شیر نیپال جب جنکپور تشریف لائے اس زمانہ میں سیپ کا چونا کھانے کا عام رواج تھا، مسلم وغیرہ سب سیپ کا چونا کھاتے تھے۔ آپ کو پان کھانے میں دشواری ہوئی اور مدرسہ کا خزانچی جناب محمد مسلم ادریسی سے فرمایا کہ پتھر کے چونا کا انتظام کیجئے اور آپ بھی سیپ کا چونا مت کھایئے۔ خزانچی صاحب نے پتھر کا چونا انتظام کیا حضرت نے محمد طیب انصاری پان والے کو بلایا اور چونا دیا کہ میرے پان پر یہ چونا لگانا اور اس کے لئے علاحدہ برتن اور پان لگانے کے لئے جو لکڑی استعمال کرتے ہو وہ سب الگ رکھنا، کتھا بھی الگ رکھنا جس سے سیپ کا چونا استعمال کرتے ہو وہ چونا اور کتھا میں نہیں لگنا چاہیے اور سمجھایا کہ سیپ کا چونا کھانا حرام ہے تو کسی کو کھلانا بھی حرام ہے اس لئے پتھر کا چونا استعمال کرو۔ اور آپ نے جمعہ کی خطابت میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی اور مسلمانوں نے حضرت کی بات پر عمل کرتے ہوئے سیپ کا چونا کھانا ترک کر دیا۔ غیر مسلم پان دکاندار پریشان ہونے لگے، مسلمان پان دکان پر جاتا تو پہلا سوال کرتا کہ چونا کون سا ہے سیپ کا ہے یا پتھر کا؟ جب دوکانداروں کو معلوم کرایا گیا کہ سیپ کا چونا کھانا حرام ہے، حضرت شیر نیپال نے اعلان کیا ہے اور مسئلہ کی وضاحت کی ہے تو غیر مسلم دوکاندار بھی پتھر کا چونا استعمال کرنے لگے۔ اور عوام میں مسئلہ پھیل گیا۔ سکریٹری عبدالوہاب راعین بھر پورہ تشریف لائے سکریٹری صاحب دونوں بھائی پان کے عادی تھے اس لئے وہ پان لوازمات کے ساتھ اپنے پاس رکھتے تھے، حضرت کے مسئلہ بیان کرنے سے ان لوگوں نے بھی سیپ کا چونا کھانا بند کر دیا اور اس مسئلہ کو سکریٹری عبدالوہاب صاحب نے اپنے مدرسہ کے مدرسین کے سامنے بیان کیا تو مدرسین سکریٹری صاحب کی بات ماننے کو تیار نہیں ہوئے اور شیر نیپال پر طنز کرنے لگے کہ نئی نئی بات نکال کر لائے ہیں۔ سکریٹری عبدالوہاب صاحب نے حضرت کے پاس آکر اپنے مدرسہ کے مدرسین کا حال بیان کیا تو حضرت نے جواباً فرمایا یہ نئی بات نہیں، کسی مسئلہ پر علماء اور عوام عمل کرنا چھوڑ دے یا ان کو مسئلہ معلوم نہ ہو اور کوئی عالم بیان کرے کہ مسئلہ یہ ہے اور مسلمانوں کا یا علماء کا عمل مسئلہ کے خلاف ہے تو کیا یہ نئی بات ہو جائے گی؟ حضرت نے اپنے عالمانہ وقار کے ساتھ فرمایا سکریٹری صاحب سنئے اس مسئلہ کو سرکار اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ جلد اوّل باب تیمم میں ص ۱۰۷ پر بیان

فرمایا ہے اور حاشیہ پر مرقوم ہے کہ جس پان پر وہ چونا لگا ہو اس کا کھانا حرام ہے۔ میں اپنی طرف سے مسئلہ نہیں بیان کر رہا ہوں، یہ اعلیٰ حضرت کی تحقیق ہے۔ سکریٹری عبدالوہاب صاحب پھر جب اپنے مدرسہ گئے اور بیان کیا کہ اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے، حضرت شیر نیپال نے کوئی نئی بات اپنی طرف سے نہیں بیان کیا ہے اس بات پر مدرسہ کے صدر مدرس کہنے لگے اگر اعلیٰ حضرت نے ایسا لکھا ہے تو میں مانتا ہوں مگر اس مسئلہ کو بیان کرنے اور عمل کرانے میں عموم بلویٰ ہے، اس لئے ایسا مسئلہ بیان نہیں کرنا چاہئے۔ سکریٹری صاحب کی بات سن کر حضرت نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔‘‘(۱)

اوجھڑی والا گوشت:

خلیفہ حضور شیر نیپال الحاج مفتی احمد حسین برکاتی دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ ایک بار حضور شیر نیپال رحمہ اللہ ایک محفل میں تشریف لے گئے، صبح ناشتہ میں صاحب خانہ نے روٹی اور گوشت کا انتظام کیا تھا، تمام علما کے سامنے دسترخوان لگا دیا گیا، آپ کے لئے بھی دسترخوان لگایا گیا، دسترخوان پر گوشت کا پیالہ اور ساتھ روٹی بھی پیش کر دئے گئے۔ تمام علما گوشت روٹی کے مزے لینے لگے، حضور شیر نیپال نے جیسے ہی پیالہ سے گوشت نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ کی نظر پیالہ میں پڑی اوجھڑی پر پڑ گئی، فوراً آپ نے ہاتھ پیالہ سے کھینچ لیا اور صاحب خانہ سے فرمایا کہ نمک لے کر آؤ۔ صاحب خانہ حیرت میں پڑ گیا کہ آخر بات کیا ہے، ناشتہ میں کیا کمی رہ گئی، گوشت بھی لذیذ ہے، بنا بھی اچھا ہے پھر حضور گوشت تناول کیوں نہیں فرمانا چاہتے ہیں؟ دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ گوشت میں اوجھڑی ہے اور اس کا کھانا مکروہ تحریمی ہے اس لئے اسے نہیں کھا سکتا۔

محفل سے جاندار کی تصویر ہٹوا دی:

۱۹۷۶ء میں عید کی رات بہار ضلع سیتا مڑھی کے ایک مردم خیز قصبہ کما کے چوراہے پر رات بھر میلاد شریف کا پروگرام رکھا گیا تھا، ذکر ونعت کا سلسلہ جاری تھا، بہت سارے لوگ اس محفل میں شریک تھے، علمائے کرام کے بیانات سن رہے تھے، حضور شیر نیپال کے شاگرد حضرت علامہ مفتی محمود عالم خان نوری صدر شعبہ افتا مدرسہ خانم جان عربک اسکول بنارس اور حضرت مولانا عبد الہادی خان صاحب قبلہ بھی موجود تھے، محفل ابھی شباب پر تھی، لوگ محو ذکر ونعت تھے، رات کے تقریباً تین بج چکے تھے کہ حضور شیر نیپال کی مبارک آمد ہوئی، جیسے ہی لوگوں کی نگاہیں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ پر پڑی لوگوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ابھی آپ رکشہ پر ہی تھے کہ آپ کی نگاہ اسٹیج کے اوپر لٹکی ایک بورڈ پر پڑی جس پر جاندار کی تصویر تھی اور اسی کے نیچے نعت خوانی ہو رہی تھی ،آپ نے حضرت مولانا مفتی محمود عالم کو رکشہ کے قریب بلایا، ابھی مفتی صاحب قبلہ بچپن کے مرحلہ ہی میں تھے، مگر حضور شیر نیپال نے ان کی پیشانی کو دیکھ کر ان کی فہم وفراست کا اندازہ لگا لیا تھا اسی لئے اس بھیڑ میں انہیں کا انتخاب فرمایا۔ ان کا نام پوچھا اور پھر فرمایا کہ آپ لوگ سنی صحیح العقیدہ ہو کر جاندار کی تصویروں کی نیچے بیٹھ کر نعت مصطفیٰ پڑھ رہے ہیں؟ پھر تصویر ہٹا دی گئی، تقریباً ایک

(۱) نقوش حیات ص ۷۵ تا ۷۶

گھنٹہ آپ وہاں رکے رہے اور لوگ کسب فیض کرتے رہے۔

نماز سے محبت:

آپ کو نماز سے بیحد محبت تھی، اوقات پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ کسی بھی حال میں نماز نہیں چھوڑتے تھے، سفر ہو یا حضر ہر جگہ آپ نماز اس کے وقت پر ادا کرتے تھے۔

۳۱؍دسمبر ۲۰۱۷ء کا واقعہ ہے کہ آپ بڑا کھریانی پروگرام سے لہان تشریف لے جارہے تھے ابھی کھریانی سے نکلنا ہی چاہ رہے تھے کہ معلوم ہوا کہ اورنگ کے حمزہ صاحب کے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ مجھ سے فرمایا کہ اب لہان کی بجائے پہلے اورنگ چلنا چاہئے اور جنازہ میں شرکت کے بعد لہان چلیں گے۔ اورنگ حضرت تشریف لے گئے، کافی تھکاوٹ مسلسل سفر کی وجہ سے ہوگئی تھی اور ٹھنڈی بھی لگ گئی تھی۔ وہاں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے آپ نے وضو فرمایا اور اذان واقامت کے ساتھ باجماعت نماز ظہر ادا کی۔ پھر جنازہ میں شرکت کے بعد لہان کے لئے روانہ ہوئے۔ کافی تھکاوٹ تو تھی اور راستہ میں بخار کا بھی حملہ ہو گیا، بخار اس قدر تیز تھا کہ تپش سے آپ کراہنے لگے۔ میں نے حاجی غلام یاسین صاحب کو فون کر دیا کہ حضرت کی طبیعت ناساز ہے پہلے ڈاکٹر سے وہاں دیکھا دیا جائے، انہوں نے کہا گھر پر ہی ڈاکٹر بلوا لیتے ہیں آپ سیدھا میرے غریب خانہ پر حضرت کو لیکر پہنچئے۔ وہاں پہنچا تو حاجی صاحب نے عرض کیا حضور ڈاکٹر بلا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا پہلے جا نماز بچھاؤ نماز پڑھنے کے بعد بیماری ختم ہو جائے گی۔ آپ نے سب سے پہلے نماز عصر ادا کی۔ نماز کے بعد الحمدللہ آپ کو بہت حدت راحت ملی۔ ڈاکٹر آیا چیک کیا اور دوا وغیرہ دیا۔

اکتوبر ۲۰۰۸ء میں لوکہا ایک پروگرام میں تشریف لے جارہے تھے۔ لہرنیا میں عصر کا وقت ہو گیا، ایک معتقد کے دروازہ کے سامنے گاڑی رکوائی ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد مسنون طریقے پر وضو فرمایا اور پھر جماعت کے ساتھ نماز عصر ادا فرمائی اور کچھ دیر مقامی حضرات سے ملاقات وبات کے بعد لوکہا کے لئے روانہ ہو گئے۔

۱۰؍محرم الحرام ۱۴۳۹ھ کو لہان کے نوجوانوں کی طرف سے ایک جلسہ بنام ذکر شہداء کربلا کانفرس انعقاد ہوا، سرپرستی و صدارت حضور شیر نیپال کی ہی تھی۔ بڑے دھوم دھام اور تزک واحتشام کے ساتھ جلسہ منعقد ہوا، لہان میں برسوں سے تعزیہ داری کی بدعت مروج تھی نوجوانوں نے اپنے شہر کے علماء کی مدد سے حضور شیر نیپال کی دعا سے اس بدعت کو بند کروا کر اس کی جگہ شہداء کربلا کی یاد میں جلسہ منعقد کیا تھا جس میں خرچ کم اور فائدہ زیادہ۔ کثیر تعداد میں سامعین موجود تھے اور تین بجے رات تک موجود رہے۔ آپ شرکت کے لئے عصر کی نماز پڑھ کر لہان کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں نماز مغرب کا وقت ہو گیا۔ جب گاڑی بریندر بازار میں پہنچی تو گاڑی رکوا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور تمام اوراد ووظائف سے فراغت کے بعد پھر عشا سے پہلے لہان تشریف لائے۔

ایک بار حضرت مولانا محمد مصلح الدین برکاتی بیراوی نے اپنے گاؤں میں ایک جلسہ بنام شیر نیپال کانفرس رکھا جس میں شرکت کے لئے آپ ٹرین سے جے نگر پہنچے۔ مغرب کا وقت ہو گیا آپ حضرت مولانا مفتی عبدالحفیظ علیہ الرحمہ کے یہاں پہنچے اور

نماز مغرب جماعت کے ساتھ ادا فرمائی پھر بیرا کے لئے روانہ ہو گئے۔ ابھی کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ جس گاڑی پر جئے نگر سے بیرا جا رہے تھے وہ خراب ہو گئی۔ آپ گاڑی میں ہی بیٹھے رہے اور ذکر واذکار میں مصروف ہو گئے۔ جب گاڑی بن گئی تو پھر بیرا تشریف لے گئے۔

اسی طرح ایک بار تاراپٹی میرے دادا مرحوم کے چالیسویں کی محفل میں شرکت کے لئے جنکپور سے روانہ ہوئے، اس وقت چار چکہ کا انتظام نہیں تھا۔ اس لئے رکشا پر ہی تشریف لائے۔ بازار آتے آتے مغرب کا وقت ہو گیا اور قریب تھا کہ مستحب وقت نکل جائے اور قدرے تاخیر ہو جائے، بازار کا دن تھا۔ بازار پر شمالی جانب میں ایک سرکاری عمارت (پنچایت بھون) ہے وہیں پر آپ نے وضو فرما کر آپ کے ساتھ جو علما تھے ان کے ساتھ جماعت کے ساتھ نماز ادا کر لی۔

دسمبر ۲۰۱۶ء میں جب قطر تشریف لے گئے تو ایر پورٹ سے جیسے ہی قیام گاہ پر پہنچے فوراً آپ نے معتقدین سے فرمایا کہ مغرب کی نماز پڑھنی ہے، چنانچہ انتظام کیا گیا اور آپ نے سب سے پہلے نماز مغرب پڑھی پھر ملاقات اور ناشتہ چائے وغیرہ لیا۔

مولانا مظہر علی برکاتی بیراوی کا بیان ہے کہ ایک بار مجھے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے مظفر پور سے لہنہ شریف گاڑی لانے کا حکم فرمایا۔ آپ کو پٹنہ ایئر پورٹ پہنچنا تھا، حکم پاتے ہی میں مظفر پور سے بولورو لے کر خانقاہ معظم دائرہ برکات لہنہ شریف پہنچا۔ حضور علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ پٹنہ ائر پورٹ جانا ہے، گاڑی پٹنہ کے لئے روانہ ہوئی جب ہم ٹکٹار پہنچے تو ظہر کی اذان ہوئی، حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے فرمایا گاڑی روکو نماز پڑھنی ہے۔ میں عرض گذار ہوا حضور آپ مسافر ہیں اور وقت پہ ائر پورٹ نہیں پہنچے تو فلائٹ مس ہو جائیگی۔ اتنا کہنا تھا کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا چہرا پر جلال ہو گیا اور فرمانے لگے کہ کیا میں اپنے پروردگار کا سجدہ چھوڑ دوں؟ ہرگز نہیں، فلائٹ چھٹتی ہے تو چھٹ جائے میں اپنے رب کا سجدۂ عبادت نہیں چھوڑوں گا۔ پھر آپ نے نماز ظہر ادا فرمائی اور اس کے بعد ائیر پورٹ کے لئے روانہ ہو گئے۔

مختصر یہ کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو نماز و عبادت سے بیحد لگاؤ تھا، نماز کے بڑے پابند تھے اور کسی بھی حال میں نماز ترک نہیں فرماتے۔

❁❁❁

دسواں باب

اعزازات واکرامات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ

عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ

اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۵

اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی

اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰٓی

اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ

اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۵

اعزازات واکرامات

فقیہ بے بدل، عالم متورع، عابد شب زندہ دار، صاحب علم وفضل، ذوالمحاسن الکثیر ہ، سیدی، سندی، استاذی، مرشدی حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ کواللہ تعالیٰ نے فضل وکمال، شرف ومجد، عزت وعظمت اور مقبولیت ومحبوبیت سے سرفراز فرمایا ہے، آپ کی شخصیت اتنی پرکشش ہے کہ وقت کے جلیل القدر، اعاظم علمائے اہل سنت، عالم گیر شہرت یافتہ مشائخ اہل سنت نے قدرومنزلت سے نوازا، دعاؤں کے خوب صورت پھولوں کی مہک سے آپ کے غنچۂ قلب وجگر کو معطر فرمایا، آپ کی جبیں کی لمعہ وتابانی اور دینی، ملی خدمات وکارناموں کو سراہتے ہوئے گراں قدر القاب واعزازات اور تمغہ جات سے نوازا۔ آپ کو حوصلہ عطا کرنے والوں، دعاؤں اور قلبی تاثرات سے نوازنے والوں میں سادات مارہرہ واجمیر، مشائخ بریلی، شیوخ حرمین شریفین، فضلاء مصر وعمان، ہم عصر علماء اور مشفق اساتذہ بھی ہیں، جنہوں نے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کی تحسین فرمائی اور آپ کے کارناموں کو قابل تقلید، لائق تبریک وتہدیہ تسلیم بھی کیا اور عزت وعظمت، اعزاز واکرام کی تحریری وزبانی سندیں بھی عطا کیں ہیں۔ ان بزرگوں نے جن القاب وآداب سے آپ کو نوازا ہے ان کی حلاوت درج ذیل سرخیوں کے ماتحت تحریروں سے آپ بھی محسوس کرسکتے ہیں۔

مسلک اعلیٰ حضرت ایوارڈ:

پورے نیپال میں مسلک اعلیٰ حضرت کی پاسبانی وحفاظت اور اشاعت وتشہیر کا کام حضور شیر نیپال نے جس جرأت و بہادری اور بلند ہمتی کے ساتھ کیا ہے یقینا آپ کی یہ کاوش قابل تبریک وتوصیف ہے۔ اور فروغ رضویات میں اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت وتشہیر میں جو قربانیاں آپ نے دی ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں ہیں۔ بلاشبہ آپ کے اس عظیم کارنامہ سے ہندو نیپال کے علماء ومشائخ اور عوام بھی واقف ہیں۔ اور آپ کی اس خدمت کو علماء ومشائخ نے خوب سراہا ہے، یہی وجہ ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں مثالی کردار ادا کرنے کے صلہ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس صد سالہ کے حسین وزریں موقع سے آپ کو جامعہ نوریہ بریلی شریف میں مسلک اعلیٰ حضرت ایوارڈ سے نوازا گیا اور سپاس نامہ بھی پیش کیا گیا۔ سپاس نامہ کی تحریر ملاحظہ ہو:

’’شیر نیپال حضرت العلام مولانا مفتی جیش محمد صدیقی صاحب دنیائے سنیت کی مشہور ومعروف ومایہ ناز شخصیت ہیں، ان کی دینی خدمات کا سلسلہ چار دہائیوں کو محیط ہے، آپ پورے اخلاص کے ساتھ مسلک وملت کا کام کررہے ہیں۔ خانقاہ رضویہ سے آپ کی محبت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے کی گئی آپ کی کاوشوں کے اعتراف میں اعلیٰ حضرت مجدد اسلام مولانا شاہ امام احمد رضا

خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس صد سالہ کے مبارک موقع سے جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کی جانب سے آپ کو مسلک اعلیٰ حضرت ایوارڈ سے نوازا جا رہا ہے۔''

نبیرۂ اعلیٰ حضرت
محمد منان رضا منانی، درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف
نبیرۂ اعلیٰ حضرت
محمد عمران رضا خان سمنانی درگاہ اعلیٰ حضرت

قائد اہل سنت ایوارڈ:

قائد اہل سنت ،مفکر اسلام، مناظر اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ افق ہند سے طلوع ہونے والے اس بدر منیر کا نام ہے جس کی روشنی نے دنیائے اہل سنت کو چکا چوند کیا، جس کی فکری و قائدانہ صلاحیتوں نے امت مسلمہ کی قیادت و رہنمائی کی، جس کی علمی رعونت و دبدبہ نے باطل کو ہمیشہ مبہوت رکھا، جنھوں نے انقلاب آفریں خدمات انجام دے کر اہل سنت کے سر کو ہمیشہ کے لئے اونچا کر دیا، جس کے سینے میں قوم مسلم کے لئے دھڑکتا دل تھا، جسے ہمیشہ اپنی قوم کی فلاح و بہبود کی فکر تھی اسی ہمہ جہت سیماب شخصیت کی ذات سے منسوب ''قائد اہل سنت ایوارڈ'' کے لئے آپ کی روحانیت نے حضور شیر نیپال کی شخصیت کا انتخاب کیا اور آپ کے سالانہ عرس میں علما و مشائخ کی موجودگی میں بتاریخ ۱۵ر صفر المظفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶ر نومبر ۲۰۱۶ء ار گتے اگہن ۲۰۷۳ بکرمی قائد اہل سنت نیپال کو قائد اہل سنت کا ایوارڈ آپ کے دینی خدمات کے اعتراف میں پیش کیا گیا۔

مرجع الافتا والارشاد:

حضور شیر نیپال ملک نیپال میں تحریر و تقریر کے ذریعہ رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے، فتویٰ کے ذریعہ بھی قوم کے مسائل کا حل فرمایا اور انہیں مسائل شرعیہ سے آگاہی بخشی اور مشائخ مارہرہ مطہرہ و بریلی شریف سے جن سلاسل کی اجازت و خلافت آپ کو عطا کی گئی ان کے ذریعہ بھی مسلمانوں کو داخل سلسلہ کر کے ان کے ایمان و عقیدے کی حفاظت فرمائی ہے۔ قوم کے شرعی مسائل کے لئے دارالافتا و دارالقضا قائم فرمایا اور ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے تمام مسائل کا شرعی جواب عنایت فرمایا ہے جس پر فتاویٰ برکات شاہد ہے اور علما و مشائخ بھی آپ کی فقہی بصیرت اور دینی تبلیغی خدمات سے واقف ہیں اور اس بات کے معترف بھی کہ ملک نیپال میں آپ کی شخصیت علمی و روحانی مرکز کی حیثیت رکھتی تھی، اسی لئے عرس علامہ ارشد القادری منعقدہ ۱۵ر صفر المظفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶ر نومبر ۲۰۱۶ء ار گتے اگہن ۲۰۷۳ بکرمی میں آپ کو مرجع الافتاء والارشاد کا تکریمی خطاب بھی دیا گیا۔

اس ایوارڈ و تکریمی خطاب کی تحریر درج ذیل ہے، جس میں آپ کی خدمات اور علمی و روحانی شخصیت کا اعتراف ہے۔ ملاحظہ ہو۔

سپاس نامہ

شیر نیپال حضرت مفتی جیش محمد برکاتی مصباحی

ممدوح مکرم، پیر طریقت، حضرت علامہ مفتی جیش محمد صاحب لوہنہ ء جنکپور، دھام نیپال کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ بیک وقت ہندوستان اور نیپال دونوں ممالک میں غیر معمولی قدر و منزلت، شہرت و عزت اور علم و عظمت سے مشرف ہیں۔ درس و تدریس میں مہارت تامہ رکھتے ہیں، افتاء و ارشاد کے حوالے سے معتمد و مستند سمجھے جاتے ہیں، وعظ و خطابت میں اچھوتے لب و لہجے کے مالک، دعوت و تبلیغ کے نشیب و فراز سے واقف، مساجد و مدارس کے بانی، تصنیف و تالیف کے میدان کے شہسوار، اور رشد و ہدایت کے امین۔۔۔۔۔ کیا کیا خوبیاں شمار کرائی جائیں، موصوف ہر زاویہ نگاہ سے ایک نرالی شان کے مالک ہیں۔ آیئے بصد ادب و احترام آپ کی خدمات جلیلہ کو سراہتے ہوئے ہم خدمت عالیہ میں ''قائد اہلسنت ایوارڈ'' برائے ۱۴۳۸ھ، اور ''مرجع الافتاء والارشاد'' کا تکریمی خطاب پیش کرنے کی سعادتیں حاصل کرتے ہیں۔

خیر اندیش

ڈاکٹر غلام زرقانی قادری چرمین علامہ ارشد القادری چیئر، انٹرنیشنل

۱۵ر صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ نومبر ۲۰۱۵ء

شاہ برکۃ اللہ ایوارڈ:

سرزمین اولیاء، معدن اصفیا، مدفن ہفت اقطاب، مارہرہ شریف پورے ہندوستان میں مشہور و معروف اور روحانی مرکز کی حیثیت کا حامل ہے، جہاں اعلیٰ حضرت سرکار کا پیر خانہ اور آل رسول کا گھرانہ ہے۔ اسی سرزمین پر نور پر امام السلسہ، صاحب البرکات سید شاہ برکات اللہ مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ آرام فرما ہیں۔ اس سرزمین مبارک کی در و دیوار سے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ غایت درجہ محبت فرماتے تھے، تمام مشائخ مارہرہ مطہرہ کی محبت و عقیدت کی شمع آپ کے سینہ میں فروزاں تھی، اس سرزمین سے آپ کے روحانی دور کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور یہاں کے مشائخ عظام کی عنایتوں، کرم نوازیوں اور برکات نظر نے اوج ثریا تک پہنچایا ہے۔ جہاں سرزمین ماہرہ شریف کے تین مشائخ کرام سے آپ کو خلافت و اجازت حاصل ہے وہیں امام السلسلہ سید شاہ برکت اللہ علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات سے منسوب شاہ برکۃ اللہ ایوارڈ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ کو مطابق دسمبر ۲۰۱۶ء، ۲۳ر گتے اگہن ۲۰۷۳ بکرمی میں قطر کی سرزمیں پر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

شیر بیشۂ اہل سنت ایوارڈ:

۱۳۱۹ھ میں شہر لکھنؤ کے افق پر ایسا تارہ چمکا کہ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی روشنی اپنی چمک دمک سے اکناف ہند و پاک پر

قابض ہوگئی، جس کے چمکنے سے اہل اسلام کا نور ایمان مزید دوبالا ہوگیا، قصر اہل سنت جگمگانے لگا۔ اس ستارے کا نام والدین نے محمد حشمت علی رکھا، اعلیٰ حضرت نے اس کی پہلی فتح پر ابوالفتح کا لقب دیا اور اکابر نے شیر بیشۂ اہل سنت کے بھاری بھرکم لقب سے یاد فرمایا، جن کے چہرے پور ضیا پر نور ولایت ہویدا تھا، جن کی مناظرانہ شان وشوکت، علمی کروفر، شیر دلی، ہیبت اور حاضر جوابی پر جہاں سنی نازاں تھا وہیں ایوان باطل لرزاں تھا۔ آپ کی تبلیغی خدمات سے اسلام کو تقویت ملی، مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب اشاعت ہوئی اور بدعقیدگی و صلح کلیت کی اہانت وذلت اور پسپائی ہوئی۔ ایسی ذات بابرکات سے منسوب تمغہ واعزاز اسی عظیم ہستی کا نصیبہ ہوتا ہے جو آپ کے نقش قدم پر چل کر اسلام وسنیت کی تبلیغ واشاعت میں سرگرم رہے اور جس کی دینی خدمات کی روشنی ہر چہار جانب پھیلا ہو۔ اور یہ اعزاز وشرف ملک نیپال میں اس عظیم شخصیت کو حاصل ہے جسے آج دنیا شیر نیپال کے نام سے جانتی ہے، جن کی دینی خدمات کا دائرہ نہ صرف نیپال کو محیط ہے بلکہ ہند کو بھی روشن کئے ہوا ہے۔ یہ ایوارڈ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ مطابق دسمبر ۲۰۱۶ء، ۲۳ر گتے اگہن ۲۰۷۳ بکرمی میں اہل سنت کی ایک فعال تنظیم جماعت رضائے مصطفی قطر کی جانب سے جو بریلی شریف کی شاخ ہے آپ کی دینی ملی اور سماجی خدمات کے اعتراف میں آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

تاج الشریعہ ایوارڈ:

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، جان سنیت، امیر بزم اہل سنن، رئیس صاحبان فکر وفن سیدی سرکار تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضور شیر نیپال کو حد درجہ محبت تھی، آپ کی تحقیق پر کامل اعتماد تھا، آپ کے موقف کے مصدق ومؤید تا حیات رہے اور حضور تاج الشریعہ کو بھی حضور شیر نیپال سے بہت انس ومحبت تھی، آپ کے فتاویٰ سے متفق تھے اور بہت پسند بھی فرماتے تھے، نیپال میں آپ کی دینی ملی خدمات اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت میں جو مثالی کارنامہ انجام دیا ہے اس کے آپ بھی قائل تھے اور انہیں وجوہات کی بنا پر ملک نیپال کے علماء اعلام میں آپ سے بیحد محبت فرماتے تھے اور آپ کی خدمات سے اس قدر شاداں وفرحاں تھے کہ ایک بار نیپال کی سرزمین پر ایک مجمع عام سے خطاب کے دوران فرمایا:

''مفتی جیش محمد، محمد کا لشکر اسلام ہیں، جو آج ان کے جھنڈا کے نیچے رہے گا وہ کل قیامت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈا کے نیچے رہے گا''

ملت کے اسی عظیم سرمایہ افتخار حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ذات سے منسوب ایوارڈ ۲۰ر فروری ۲۰۱۷ء میں دامن گیرا کرناٹک میں فخر ازہر کمیٹی کی طرف سے تاج الشریعہ ایوارڈ پیش کیا گیا۔

❁❁❁

گیارہواں باب

ارشادات وفرمودات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

ارشادات وفرمودات

بزرگوں کے ارشادات وفرمودات رشد وہدایت، پند ونصیحت، خیر وصلاح، فوز وفلاح، حکمت ومصلحت، دوراندیشی، دور بینی، خیراندیشی اور بے شمار دینی، دنیوی واخروی منافع وفوائد اور ناقابل احصاء وشمار نکتہ آفرینیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ان کی زبان فیض ترجمان سے نکلا ہوا ہر جملہ بلکہ ہر ہر لفظ جواہر غالیہ اور سیم وزر سے بیش قیمت اور جامع ہوا کرتا ہے۔لفظ قلیل اور معنی کثیر، ہر بات پراثر اور فکر انگیز ہوتی ہے۔اس لئے لوگ بڑی دلچسپی اور رغبت کے ساتھ پڑھتے ہیں اور ان سے عبرت بھی حاصل کرتے ہیں۔ان ہدایات پر مبنی اقوال کی روشنی میں اپنی حیات کا سفر رواں دواں رکھتے ہیں اور کامیابی کی منزل سے قریب تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ہمارے لئے ان عالم مطاع متبع شریعت، پیکر خلوص وللّٰہیت شیوخ واکابر اور اسلاف کے اقوال ونصائح کو مشعل راہ ومصباح زندگی تصور کرنا چاہئے۔ان اقوال کے پڑھنے سے عقائد کی جہاں اصلاح ہوتی ہے وہیں عقائد واعمال صالحہ میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔تصوف وسیرت کی کتابوں میں ان بزرگوں کے اقوال وفرمودات باالتزام لکھے جاتے ہیں تاکہ قارئین ان سے استفادہ کر سکیں۔ان لائق تقلید عبقری، خداترس، خدارسیدہ اولیاء امت، صلحائے امت کے اقوال وارشادات اور جامع تحریری وتقریری فرامین کو نہایت دیانتداری اور حفاظت کے ساتھ محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا گیا اور اخلاف کے لئے انہیں ایک عظیم ترکہ کی حیثیت دی گئی۔اصفیاء صالحین اور اخیار مخلصین کی فہرست میں ایک نام پیر طریقت حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا ہے، جنہوں نے اسلاف کے مشن کو آگے بڑھانے میں کلیدی کردار ادا فرمایا۔وعظ ونصیحت ہو یا تقریر وتحریر، ہر طرح سے قوم کی فلاح وبہبودی کی فکر آپ کو رہی اور ہر زاویہ سے آپ قوم مسلم کو راہ راست پر لانے کے لئے کامیاب کوشش کرتے رہے۔آپ کے چند نصیحت آمیز اقوال وارشادات اور درس عبرت سے لبریز فرامین درج کئے جارہے ہیں۔جن میں ایمان کی حفاظت کا سامان بھی ہے، اسلامی تعلیمات کا رنگ بھی، عشق نبوی کی مہکار بھی ہے اور بزرگان دین کی روشن حیات کے جلوؤں کے اشاریات بھی۔کفر وشرک سے بچنے کی تلقین بھی ہے اور وہابیوں دیوبندیوں اور دوسرے بدعقیدوں سے ایمان وعقائد کو بچائے رکھنے کی نصیحت بھی اور ان سے دوری اختیار کرنے کی ہدایات بھی ہیں۔ان ارشادات وفرمودات کو پڑھئے بھی اور جھومئے بھی اور ان پر عمل کرکے اپنی فکر وحیات کو روشن ومنور بھی کیجئے۔

۱۔جو انسان جرم سے توبہ کر لیتا ہے وہ اس سے بری ہو جاتا ہے۔

۲۔توبہ تو سارے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور توبہ کی توفیق تو سعادت مند کو ہی حاصل ہوتی ہے، شقاوت والے توبہ سے محروم رہتے ہیں۔

۳۔ جو انسان پڑھنے کے زمانہ میں محنت کرتا ہے آگے چل کر وہی کامیاب ہوتا ہے۔

۴۔ مخالفتوں کے جواب میں الجھنا ہدف سے بھٹکنے کے مترادف ہے۔

۵۔ جب تک طاقت ہو خاموشی جائز نہیں، اظہار حق بحسب الامکان فرض ہے۔

۶۔ ایمان و اسلام حق کو حق اور باطل کو باطل جاننے اور ماننے کا نام ہے۔

۷۔ مرتد کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ مقدس اور نیک بندے ایسے بھی ہیں جو اپنی خواہش کو شریعت کے مقصدوں پر قربان کرنے کو ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

۹۔ مسئلہ ایرے غیرے سے نہیں پوچھا جاتا بلکہ دریافت کرنے کے لئے ایسا عالم چاہئے جس پر علماء کو بھروسہ ہو۔ جس کا علم ٹھوس ہو، جس کا عمل محکم ہو، جس کا اعتقاد و ایمان صحیح ہو، جو نفس کی لذات کو ٹھوکر مارتا ہو۔

۱۰۔ عالم کے لئے علم ہونا چاہئے مکتب اور مدرسہ میں ہونا کوئی چیز نہیں، بلکہ سند بھی کوئی چیز نہیں۔

۱۱۔ عالم قرآن وحدیث کے ضروری مسائل کو جاننے والے اور اس کے مطابق عمل کرنے والے کو کہتے ہیں۔

۱۲۔ عالم جو بھی ہو چاہے مکتب یا مدرسہ کا ہو یا نہ ہو قابل تعظیم و تکریم ہے، اہانت فسق ہے۔

۱۳۔ وہابی کو لڑکی دینا ہندو کے دینے سے بدتر ہے۔

۱۴۔ مومن وہ ہے کہ قتل ہونا پسند ہو، آگ میں جلنا پسند ہو، مرنا پسند ہو مگر کفر ہرگز ہرگز کسی حال میں کسی آن میں پسند نہ ہو۔

۱۵۔ مسلمانو! ہوشیار رہو، بدمذہب کی صحبت سے بچو، اپنے ایمان کی حفاظت کرو۔

۱۶۔ مسلمانو! ابھی بھی ہوش سنبھالو اپنے اور غیر کو پہچانو، جو تمہارا ہم عقیدہ اور ہم مذہب نہیں وہ تمہارا برادر نہیں۔

۱۷۔ غیر مقلدین کے پاس نہ بیٹھنا اٹھنا جائز نہ ان کی بیمار پرسی جائز، مرجائے تو نہ جنازہ کی نماز جائز اور نہ مسلمانوں کی قبر میں دفنانا جائز۔

۱۸۔ توبہ ہو تو سچے دل سے ہو، مکاری ریاکاری سے نہ ہو۔

۱۹۔ توبہ کے بعد کردار گفتار کے مطابق ہوجائے۔

۲۰۔ ایک سادہ دل، راست گو سے اگر کوئی گناہ ہوجائے پھر وہ توبہ کرلے تو اس کے صدق پر جلد مطمئن ہوجائیں۔ اور دروغ گو مکار کی توبہ پر اعتبار نہ کریں اگرچہ ہزار مجمع میں تائب ہوا ہو۔

۲۱۔ رسول اللہ کو سلام کرنا بھی عبادت ہے اور رسول پر درود پڑھنا بھی خدا کی عبادت ہے۔

۲۲۔ آدمی جس سے محبت کرتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔

۲۳۔جو رسول اللہ کی توہین کرے گا کافر ہو جائے گا اور کافر جنت میں نہیں جائے گا۔

۲۴۔جنتی وہ ہے جو اللہ کو بھی مانے اور اللہ کے محبوب کو بھی مانے، اللہ کی تعظیم کرے اور اللہ کے محبوب کی بھی تعظیم کرے۔

۲۵۔ہم اعلی حضرت کے پیرو ہیں، مسلک اعلی حضرت کے پیرو ہیں۔اسی مسلک میں نجات ہے اور دوسرا مسلک کوئی نجات دے نہیں سکتا۔

۲۶۔سب سے پہلے ایمان کی درستگی ہو پھر عمل کی درستگی کی طرف جائیں۔

۲۷۔ایمان کی حفاظت اپنی جان سے بھی زیادہ ہو۔

۲۸۔ساری چیزوں سے زیادہ پیارا ایمان ہو۔

۲۹۔اپنی زمین جائداد، اپنے مکان، اپنی دکان، اپنے مال واولاد، اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ پیارا ایمان ہو۔

۳۰۔اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت محدث بریلوی قدس سرہ کے مسلک پر چوں چرا ضال ومضل کا کام ہے۔

۳۱۔امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے مسلک سے انحراف گمرہی اور بے دینی ہے۔

۳۲۔مسلمانوں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ اس دور میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو اپنا مقتدیٰ، پیشوا مانیں، جانیں۔

۳۳۔مشتبہ اشخاص، مشتبہ اشیاء ان سے بھی جدا رہنا لازم وضروری ہے۔

۳۴۔پیر عیار نہیں ہوتا، پیر مکار نہیں ہوتا، پیر ضال ومضل نہیں ہوتا، پیر فریب دہ نہیں ہوتا۔

۳۵۔پیر رسول خدا کا سچا پیرو ہوتا ہے۔

۳۶۔پیر سنت کے مطابق چلتا پھرتا، اٹھتا بیٹھتا، سوتا جاگتا ہے۔

۳۷۔آداب شرع سے ناواقف شخص پیری کے لائق نہیں۔ایسے غافل جاہل شخص سے مرید ہونا ہرگز جائز نہیں۔

۳۸۔پیر کا منصب ہدایت ورہبری ہے نہ کہ ضلالت وگمرہی۔

۳۹۔تکلفات بیجا سے مسلمان دور ہو جائیں صرف حدود شرعیہ میں رہ کر دعوت ولیمہ کریں۔

۴۰۔غلطی پر ٹوکنا ضروری ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر حکم قرآن ہے۔

۴۱۔کسی بھی عالم اہل سنت کی اہانت سے باز رہیں کہ مفتی اہل سنت وعالم اہل سنت کا مقام بہت بلند ہے۔

۴۲۔داڑھی ایک مشت سے نیچی رکھنی بحکم احادیث صحیحہ وارشادات ائمہ واجب ولازم اور اس کا تارک فاسق وآثم۔ داڑھی کا مونڈنا اور ایک مشت سے کم کرنا حرام وگناہ اور اس کی عادت کھلا فسق ہے۔

۴۳۔جس کا اسلام ہی صحیح ودرست نہیں اس کی نماز کیوں کر صحیح ودرست ہو سکتی ہے۔

۴۴۔غیر مقلدین وہابیہ ایسے ہیں کہ مسلمانوں کا ان سے ملنا جلنا جائز نہیں۔

۴۵۔سارے باطل فرقے وہابی، دیوبندی چکڑالوی، رافضی، تبلیغی، قادیانی وغیرہم سے دور رہو، ان کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ اور بے دین نہ کر دیں، کہیں آپس میں فتنہ وفساد برپا نہ کر دیں۔

۴۶۔اچھے پیر سے مرید ہونے میں بہت فائدے ہیں اور وہ دنیا وآخرت میں کارآمد ہوتے ہیں۔

۴۷۔محبوبان خدا ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس عقیدت وارادت سے بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔

۴۸۔نبی سے اور نبی کے سچے غلاموں سے مدد مانگنا جائز ہے۔

۴۹۔تارک نماز فاسق ہے، مردود الشھادۃ ہے، مستحق عذاب نار وقہر قہار ہے۔

۵۰۔ولی اللہ بننے کے لئے ضروری ہے تقوی وطہارت کی راہ اختیار کرے، اپنا قول وفعل، چال چلن شریعت کے مطابق کرے، بری باتوں سے دور رہے، خواہشات نفسانی سے الگ ہو جائے۔

۵۱۔درود شریف کی کثرت کیجئے، ممکن ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرمائیں اور زیارت نصیب ہو۔

۵۲۔اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں ممکن نہیں، ہاں دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے۔

۵۳۔جو حق پر ہو اس کا ساتھ دیں، مرید ہو یا نہ ہو دونوں سے اچھا سلوک کریں۔

۵۴۔ماں باپ سے محبت کریں، ان کی خدمت کریں، ان کو دکھ کی بات نہ کہیں، ان کے پاؤں کے نیچے جنت جانیں، ان سے نہ الجھیں، غلطی کی معافی مانگیں۔

۵۵۔سنی رسول کائنات علیہ الصلاۃ والسلام کے مداح کو کہتے ہیں، ان سے سچی محبت کرنے اور ان کے گن گانے والے کو کہتے ہیں۔

۵۶۔شہیدان کربلا کے نام قرآن شریف کی تلاوت کرنی چاہئے، نوافل پڑھ کر ان کے نام ایصال ثواب کرنا چاہئے، ان کے نام غریبوں کو کھانا، پیاسوں کو پانی اگر ممکن ہو تو شربت پلانا چاہئے۔

۵۷۔اگر پنجتن پاک سے آپ کی محبت وعقیدت سچی ہے تو ضرور اس کا ثمرہ ملے گا۔

۵۸۔جو فرائض وواجبات ہیں، سنن ومستحبات ہیں ان کو ادا کریں، جن کا شریعت نے مکلف نہ کیا ان کے پیچھے مت پڑیں، ورنہ نقصان اٹھائیں گے۔

۵۹۔داڑھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت دائمہ اور اسلام کے شعائر سے ہے۔

۶۰۔صحابہ تابعین، ائمہ مجتہدین وعلمائے صالحین وفقہائے مکرمین کی اطاعت وپیروی امام اعظم وغوث اعظم کی اطاعت و پیروی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دراصل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی اطاعت وپیروی ہے۔

۶۱۔جو اللہ کی راہ میں تواضع کرتا ہے اللہ اس کو بلندی عطا فرماتا ہے اور جو غرور کرتا ہے اللہ اس کو پستی میں پھینک دیتا ہے۔

۶۲۔مسلمانوں پر لازم ہے کہ شرع کے حکم کو جان سے زیادہ عزیز سمجھیں، خواہشات نفسانی کے پیچھے نہ چلیں۔

۶۳۔اچھوں کے ساتھ رہیں، بروں سے دور رہیں، گناہ کے کام پر کسی کا ساتھ نہ دیں۔

۶۴۔کسی مرد مومن کی تحقیر وتذلیل اس کی ایذا رسانی ہے، اس پر شریعت میں عذاب الیم کی وعید شدید ہے۔

۶۵۔جن لوگوں کے سامنے کسی مسلمان کو ذلیل کیا گیا اور وہ لوگ خاموش رہے اور ذلیل کرنے والے کو باوصف قدرت ذلیل کرنے سے باز نہیں رکھا تو ان لوگوں پر بھی عذاب وعقاب کا وعدہ ہے۔

۶۶۔جسے رسول سے دشمنی ہو، ان کی تعریف سے جلن ہو، کڑھ ہو تو وہ مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔

۶۷۔اس مولوی کی بات ہرگز نہ مانو جو تمہارے مذہب کے خلاف کرتا ہے، بلکہ وہ مولوی نہیں ہے جس کا عمل ٹھیک نہیں، جسے اپنے مذہب کا پاس ولحاظ نہیں ہے۔

۶۸۔مسلمانو! خدا کا خوف رکھو کہ وہ شدید العقاب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرماؤ کہ وہ شفیع ہیں، ان کی بارگاہ میں سب کو جانا ہے۔

۶۹۔وہابی بددین مفسدین سے بچتے رہیں کیونکہ یہ ایمان واسلام کے رہزن ہیں۔ان رہزنوں سے اپنے ایمان کو بچاتے رہیں، ان کے دھوکے میں نہ پڑیں، ان کے روزہ، نماز کو نہ دیکھیں۔

۷۰۔کھاتے وقت کلام کرنا اچھا ہے، بالکل چپ رہنا اچھا نہیں۔ہاں فضول بکواس نہ ہو اور بے ہودہ باتیں تو کسی وقت درست نہیں۔

۷۱۔موت وحیات اللہ جل مجدہ کے دست قدرت میں ہے، جب چاہے زندہ رکھے، جب چاہے مارے۔جو اس نے وقت متعین کیا ہے اس سے ایک آن نہ آگے ہو سکتی ہے نہ پیچھے۔

۷۲۔جادو کا اثر اسی وقت ہے جب موت ہوگی، ورنہ کوئی لاکھ جادو کرے اگر موت کا وقت نہیں ہے تو جادو اثر ہرگز ہرگز نہیں کر سکتا۔

۷۳۔علم درخت ہے عمل اس کا پھل، بڑا بدنصیب ہے وہ شخص جو اپنے درخت کا پھل خود نہ کھائے۔

۷۴۔عالم پر فرض ہے کہ عوام کو گمرہی اور بے دینی سے بچائے، بدمذہبی کو پھیلنے سے روکے۔

۷۵۔توبہ ایسی نہ ہو کہ بت پرستی سے توبہ کرے اور جنیو پہنے رہے، عیسائیت سے توبہ کرے اور گرجا گھر جاتا رہے، دیوبندیت سے توبہ کرے اور اس کی ٹوپی سر پر رہے۔، وہابیت سے توبہ کرے اور نجد کا لباس زیب تن رہے، پھلوارویت سے توبہ کرے اور اس کا لنگر کھانا اترے اور جس سے توبہ کیا ہے اسی کو فروغ دینے کی کوشش کرتا رہے۔

۷۶۔داڑھیاں لمبی رکھنی اور مونچھیں پست کرنی واجب ولازم ہے۔

۷۷۔مسلمان کا خود اپنے منہ کے ساتھ مثلہ کرنا اور داڑھی مونڈا کر عورتوں کی مشابہت اختیار کرنی حرام حرام اور اشد حرام

موجب لعنت ہے۔

۷۸۔بے دین کفار و مشرکین کے کسی دیوی دیوتاؤں سے مدد مانگنا، اسی طرح ان کا پوجنا قطعاً یقیناً کفر ہے جو بھی اس کا مرتکب ہو وہ بلاشبہ بے دین کفار و مشرکین و مرتدین سے ہے۔ اس کی ساری نیکیاں برباد گئیں۔ نماز و روزے صدقہ و خیرات سب اکارت ہو گئے۔

۷۹۔مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے۔

۸۰۔جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔

۸۱۔جو کسی کافر کے لیے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی مردہ مرتد کو مرحوم یا مغفور یا کسی مردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی کہے وہ خود کافر ہے۔

۸۲۔توبہ کرنے والے پر یہ بھی ضروری ہے کہ جس گناہ میں وہ مبتلا ہو اس خاص گناہ سے توبہ کرے۔

۸۳۔مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور نہ ہی ایمان اس کو گوارا کرتا کہ خدا اور سول کے دشمن سے دوستی کرے۔

۸۴۔دشمن رسول سے کبھی برادری نہ کرو، تمہارا برادر وہی ہے جو تمہارا ہم مذہب ہے۔

۸۵۔سنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ سے نفرت و عداوت رکھنے والے کو کہتے ہیں۔ سنی صحیح العقیدہ ہی درحقیقت مسلمان ہیں۔

۸۶۔شریعت شریعت ہے، قانون الٰہی ہے، ہم اس کے مامور ہیں، اس کی بجا آوری میں دونوں جہاں میں ہمارا فائدہ ہے۔ ہم سب کو ذوق و شوق، دلچسپی اور لگن کے ساتھ اس کا عامل بننا چاہئے۔

۸۷۔میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا کوئی نیک شخص ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ چلنا نفل نماز سے افضل ہے۔

۸۸۔جنازہ کی شرکت شرع شریف کو محبوب و مقبول ہے، مسلمان بھائی کے حقوق کی ادائیگی ہے، شمولیت میں جنت کی بشارت ہے، خدائے عزوجل مجدہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی ہے۔

۸۹۔صحبت بد کا بہت برا اثر ہوتا ہے۔

۹۰۔ایمان و اسلام حق کو حق اور باطل کو باطل جاننے اور ماننے کا نام ہے۔

۹۱۔کسی بھی مفتی اسلام کی توہین کرنے سے بلکہ کسی بھی عالم اہل سنت کی اہانت سے باز رہیں کہ مفتی اہل سنت و عالم اہل سنت کے مقام بہت بلند ہے۔

۹۲۔آدمی اشرار کے پاس بیٹھنے سے نقصان اٹھاتا ہے۔

۹۳۔اللہ خوش ہوتا ہے ماں باپ کے خوش ہونے سے۔

۹۴۔ماں باپ کے پاؤں تلے جنت ہے۔

۹۵۔ اللہ ناراض ہوتا ہے ماں باپ کے ناراض ہونے سے۔

۹۶۔ شیطان آپے بھاک جائے اگر سب کام بسم اللہ پڑھ کر کریں گے۔

۹۷۔ احمد کا معنیٰ ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور محمد: جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی اسے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہتے ہیں۔

۹۸۔ آفتاب نکلنے تک جو سویا رہتا ہے اس کے کان میں شیطان پیشاب کرتا ہے۔

۹۹۔ دین کی خدمت کریں، کسی کی جھوٹی تعریف نہ کریں۔

۱۰۰۔ خدا کے دشمنوں سے دوستی کرنا ایماندار کا کام نہیں۔

۱۰۱۔ مظلوم بنو ظالم نہ بنو

۱۰۲۔ مومن صبر کرے اس میں بھی فائدہ، شکر کرے اس میں بھی نفع اور توبہ کرے اس میں بھی نفع۔

۱۰۳۔ جلسہ ہو اور بریلی نہ ہو تو وہ جلسہ کامیابی سے دور رہتا ہے اور کمی محسوس ہوتی ہے۔

۱۰۴۔ ہم سب اعلیٰ حضرت کے ماننے والے ہیں، امام احمد رضا کے ماننے والے ہیں، ہم اعلیٰ حضرت کو کیوں مانتے ہیں کہ وہ وہ عاشق رسول تھے، اپنی جان عزیز کو ناموس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نثار کرتے تھے۔

۱۰۵۔ کسی سنی کا کفو وہابی نہیں ہوسکتا۔

۱۰۶۔ اعلیٰ حضرت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے تھے۔

۱۰۷۔ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ ہمارے ہاتھ میں اعلیٰ حضرت کے مسلک کا دامن ہے۔

۱۰۸۔ عزت چاہتے ہو، عظمت چاہتے ہو، بلندی چاہتے ہو تو اعلیٰ حضرت کے مسلک کو مضبوطی سے پکڑو۔

۱۰۹۔ اعلیٰ حضرت کا مشن مدینہ میں چل رہا ہے، مکہ میں چل رہا ہے۔

۱۱۰۔ مسلمان رہو مسلمان مسلمان سے واسطہ رکھے، مسلمان جنتی ہے جنتی جنتی سے واسطہ رکھے، دوزخی سے واسطہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۱۱۔ جتنی تکلیف اتنی ہی نیکی۔

۱۱۲۔ اللہ کی راہ میں ل ایک خرچ کرو دس ملے گا، یقینی ملتا ہے۔

۱۱۳۔ ہم لوگ بزرگوں کو ماننے والے ہیں کھاتے ہیں، پیتے ہیں بزرگوں کے طفیل، اپنا کہاں، ان سے عقیدت محبت رکھنی چاہئے، سرکار سے محبت ہو سرکار کو جو مانے ان سے محبت، ذات (والا) مانتا ہو تو اس سے محبت ہو، نہیں مانتا ہو تو نہیں محبت۔

۱۱۴۔ ہم کو شریعت سے محبت ہے طبیعت سے نہیں، شریعت جو کہے وہ کرو اور طبیعت جو کہے نہ کرو۔

۱۱۵۔شریعت کے مطابق چلے اسی عالم کے پیچھے چلو اور جو شریعت کا مخالف ہو اس کے پیچھے چلنے کا حکم نہیں ہے۔

۱۱۶۔وہ عالم ہی نہیں ہے جو پابند شرع نہیں ہے۔

۱۱۷۔عالم ہے اللہ سے نہ ڈرے وہ عالم ہی نہیں ہے، عالم بنے اور حق نہ بولے وہ گونگا شیطان ہے، عالم نہیں ہے۔

۱۱۸۔اعلیٰ حضرت کی تحقیق تحقیق ہے اس سے بڑھ کر کسی کی تحقیق نہیں ہوسکتی ہے۔اعلیٰ حضرت کی تحقیق پر ہمارا عمل ہے۔

۱۱۹۔اعلیٰ حضرت کا فضل وکرم ہے کہ ہم آپ بریلی شریف سے تعلق رکھتے ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ بریلی کا چراغ چمکتا ہی رہے گا، دمکتا ہی رہے گا۔

۱۲۰۔امام اعظم کے مقلد بنو تو آنکھ بند کر کے ان کی تقلید کرو۔

۱۲۱۔بڑا مدرسہ ہونے سے مرکز ہوجاتا ہے ایسا نہیں ہے بڑا علم ہونا چاہئے، بڑا تقویٰ ہونا چاہئے، قرآن کا علم ہونا چاہئے ،حدیث کا علم ہونا چاہئے، اعلیٰ حضرت سے بڑا کس کا علم ہے؟۔

۱۲۲۔سنی کا جلسہ جہاں ہو وہاں جاؤ، اعلیٰ حضرت کے نام کا جلسہ جہاں ہو وہاں جاؤ، اعلیٰ حضرت کے مسلک کا پرچار ہو صحیح معنوں وہاں جاؤ۔

۱۲۳۔ہر جلسے میں مت جاؤ، ہر بڑے کے پاس مت جاؤ، جو حق کی جماعت ہے سچی جماعت ہے، جس کے بارے میں قرآن نے کہا ''**کونوا مع الصدقین**'' سچوں کے ساتھ رہو اور سچی جماعت تلاش کرو تو بریلی میں ہے۔

۱۲۴۔عالم سے دوستی کرو، علم سے دوستی کرو۔کون سا علم؟ جو علم تم کو انسان بنائے، جو علم تم کو انسانیت کا درس دے۔وہ علم نہیں جو تم کو جانور سے بدتر بنادے۔

۱۲۵۔محبت کرو عالم دین سے، جو عالم دین اپنے اوقات دین کی خدمت میں صرف کرتے ہیں، قرآن اور حدیث کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ان سے محبت کرو، وقت ملے تو جا کر صحبت میں بیٹھ رہو۔

۱۲۶۔حضور فرماتے ہیں: جو عالم کی صحبت میں بیٹھے گا وہ عالم ہی کی صحبت میں نہیں بیٹھا وہ میری صحبت میں بیٹھا۔

۱۲۷۔حق گو عالم کی صحبت میں بیٹھو، ان سے مصافحہ کرو اس لئے کہ وہ رسول اللہ کے سچا غلام ہیں۔

۱۲۸۔دین کی پڑھائی سب پڑھائی سے بہتر ہے، اعلیٰ ہے، بالا ہے، جنت میں لیجانے والی ہے۔

۱۲۹۔دین کی پڑھائی باپ کا ادب سیکھاتی ہے، دین کی تعلیم ماں کا ادب سیکھاتی ہے۔

۱۳۰۔دین کا علم طلب کرنا مرد وعورت دونوں پر فرض ہے۔

۱۳۱۔بیٹی، بیٹا کو پڑھاؤ، یہ نہیں کہ نرس بنے۔

۱۳۲۔ہر لڑکے کو (غور کرنا) چاہئے کہ ہماری بیوی قرآن پڑھتی ہے کہ نہیں، حدیث پڑھتی ہے کہ نہیں، نماز پڑھتی ہے کہ نہیں۔

۱۳۳۔ ہماری شریعت میں سب کا الگ الگ درجہ ہے۔ پاؤں کو جوتا چاہئے اور سر کو ٹوپی، عمامہ چاہئے۔ سر اونچا ہے تو اس کی چاہت اونچی اور پیر نیچا ہے تو اس کی چاہت نیچی۔

۱۳۴۔ عالم سے دین کو نفع بھی ہے اور عالم ہی سے دین کو نقصان بھی۔

۱۳۵۔ خانقاہ کے قریب رہنے والوں کو چاہئے کہ مہمان پر خرچ کریں۔

۱۳۶۔ بلند کی چاہت بلند اور پست کی چاہت پست۔

۱۳۷۔ اللہ نے حافظ قرآن بنا دیا تو اس کا زیادہ شکریہ ادا کرو۔

۱۳۸۔ مارہرہ و بریلی سے جو جڑے گا وہ دنیا میں بھی کامیاب رہے گا اور آخرت میں بھی کامیاب رہے گا۔

۱۳۹۔ بڑوں کو وقعت کی نظر سے نہ دیکھنا اپنے ہی کو سمجھنا یہ دلیل ناسمجھی کی ہے۔

۱۴۰۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے سے ہٹ گئے ان کے ساتھ بیٹھو نہیں۔

۱۴۱۔ وہ ہمارا نہیں ہے جو رسول اللہ کا نہیں ہے۔

۱۴۲۔ خبیث لوگ مرجائیں تو جنازہ بھی نہ پڑھو، چاہے وہ تمہارا باپ ہو۔

۱۴۳۔ شریعت پر نہیں ہے تو ہٹ جاؤ برادری نہ دیکھو۔

۱۴۴۔ اللہ تعالیٰ کو جو مذہب پسند ہے وہ اسلام ہے اور اسلام ہی کسی کو جنت میں لیجائے گا۔

۱۴۵۔ لاکھوں برس شیطان نے عبادت کی اور آدم علیہ السلام جب پیدا ہوئے تو حکم دیا سب ان کا سجدہ کو تو کینہ، حسد شروع ہو گیا، سب نے سجدہ کیا مگر یہ خبیث (ابلیس نے) نہیں کیا، اتنی عبادت کرنے والا صرف سجدہ نہ کیا آدم علیہ السلام کا تو کافر ہو گیا اور یہ سجدہ تعظیمی تھا۔

۱۴۶۔ اچھی بات کوئی کرے اچھی ہے۔ نماز پڑھنا فرض ہے بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ (یعنی اس کے لئے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں)

۱۴۷۔ اتفاق کرنا فرض ہے اتفاق سے رہنا ضروری ہے۔

۱۴۸۔ سب میں شریعت پہلے، طبیعت کو منا لیں شریعت کے مطابق۔

۱۴۹۔ مفتی امین الدین کو جتنی احادیث زبانی یاد تھیں میری دانست میں اتنی نیپال کسی کو یاد نہیں تھیں۔

۱۵۰۔ دین کا کام کیجئے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے، کوئی ڈرائے تو ہراساں نہیں ہونا ہے۔

۱۵۱۔ پاک کام کرنے کے لئے مسجد بنائی جاتی ہے۔ اتفاق و اتحاد کے ساتھ مل جل کر نماز پڑھنے کے لئے مسجد بنائی جاتی ہے۔ مسجد بنائی جاتی ہے کہ ایمان کو قوت پہنچے۔

۱۵۲۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پتھر پوجتے ہو یہ پتھر پوجنے کے لائق نہیں ہے۔جو پوجنے کے لائق ہے وہ ہے جس نے زمین بنائی، آسمان بنایا، ساری کائنات کو جس نے وجود بخشا وہی پوجنے کے لائق ہے۔یہ پتھر پوجنے کے لائق نہیں ہے۔

۱۵۳۔لاالٰہ الا اللہ، اللہ ہی پوجنے کے لائق ہے، پتھر نہیں، مٹی نہیں، درخت نہیں، سمندر نہیں، پہاڑ نہیں اللہ ہی پوجنے کے لائق ہے۔

۱۵۴۔معبود اللہ ہی ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، پرستش اسی کی ہوگی، عبادت اسی کی ہوگی۔

۱۵۵۔موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگا دیا قارون نے تو زمین کو حکم ہوا کہ یاارض خذی زمین پکڑ۔آہ وزاری کرتا ہے مگر موسیٰ علیہ السلام ہیں، ان کا جلال ہے، نہیں یہ (قارون) رحم کے لائق نہیں ہے۔

۱۵۶۔رسول اللہ کو اللہ نے اختیار دیا ہے جو چاہیں کریں۔زمین کو حکم دیا پکڑ پکڑ لیا کہا چھوڑ تو چھوڑ دیا۔اس لئے کہ میرے آقا مالک ومختار ہیں۔

۱۵۷۔جو رسول مالک ومختار نہیں مانے اس کا عقیدہ ناپاک ہے، ہمارا عقیدہ پاک ہے، ہمارا خدا پاک ہے، ہمارا رسول پاک ہے، ہماری نماز پاک ہے، ہمارا روزہ پاک ہے۔

۱۵۸۔ہر مسجد ہر مدرسہ دین کے فروغ کے لئے نہیں ہے۔

۱۵۹۔مسجد تو وہی ہے جو رسول اللہ کی ہے۔ایک مسجد رسول اللہ کی ہو اور ہزاروں مسجد منافق کی ہوں وہ مسجد مسجد نہیں ہیں مسجد تو رسول اللہ کی ہے۔

۱۶۰۔بدعقیدہ کون جو اپنا عقیدہ پاک نہیں رکھتے۔پاک چیز میں ناپاک نہیں ملنی چاہئے، پاک ناپاکی کو نہیں چاہتا۔

۱۶۱۔اعلیٰ حضرت وہ ہیں ان کی برابری کا ان کے زمانے میں عرب، عجم کہیں نہیں دیکھا گیا۔

۱۶۲۔بڑے کو بڑا سمجھے گا تب بڑا بنے گا۔

۱۶۳۔جس کا تقویٰ زیادہ بلندی اس کی زیادہ۔

۱۶۴۔پہلوان بنو تو طاقت رکھو۔

۱۶۵۔مفتی کے ضروری ہے کہ مفتیٰ فیہ قول پر فتویٰ دے۔قول مفتی بہ کی تحقیق کرے۔اور اگر قول مفتی بہ کے خلاف فتویٰ دے ڈرے، لرز جائے۔

۱۶۶۔مالدار کی مالداری سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے۔

۱۶۷۔گالی کا جواب گالی سے نہیں چاہئے سنجیدگی سے چاہئے۔

۱۶۸۔حق کا ساتھ حق والے ہی دیتے ہیں، غلط کا ساتھ غلط والے ہی دیتے ہیں۔

۱۶۹۔مسئلہ میں لچک پیدا کرنا، دوسری راہ اختیار کرنا اور حق چھپانا نہیں چاہئے۔

۱۷۰۔جس کو خدا توفیق دیتا ہے وہی قران واحادیث کو سینے سے لگا تا ہے۔

۱۷۱۔جو بڑوں کی بڑائی کو مانا اللہ نے اس کو اونچائی تک پہنچا دیا۔

۱۷۲۔شریعت کی بات پر عامل ہو اور دل سے ہو۔

۱۷۳۔بروں کی صحبت اور اس سے بدتر ہے گمراہوں کی صحبت۔

۱۷۴۔اسلام نام ہے حق کو حق کہنے کا اور باطل کو باطل کہنے کا۔

۱۷۵۔اپنا ایمان جان سے بھی زیادہ عزیز ہونا چاہئے، بال بچوں سے، ملک سے بھی زیادہ عزیا ہونا چاہئے۔

۱۷۶۔حضور کی انگلی میں وہ طاقت ہے کہ ڈوبے ہوئے سورج کو حکم دیا تو واپس آ گیا، کسی وہابی میں ہے یہ طاقت؟

۱۷۷۔نبی کی ذات بڑی اونچی ذات ہے، بیٹا باپ کے برابر نہیں ہو سکتا تو امتی نبی کے برابر کیسے ہو سکتا ہے۔

۱۷۸۔جو مشکل ہوں سامنے رکھیں اور پڑھیں ”مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے، کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے۔“

۱۷۹۔ماں باپ کو محبت سے دیکھئے تو ثواب ہوتا ہے۔قرآن کو دیکھئے محبت سے تو بھی ثواب ہوتا ہے۔

۱۸۰۔کچھ باتوں کے ثبوت کے لئے سننا ہی کافی ہے۔

۱۸۱۔اس بات کا یقین رکھیں کہ غوث پاک کے مرید کا خاتمہ ایمان پر ہوگا، غوث پاک نے اس بات کی گارنٹی لی ہے۔

۱۸۲۔اچھا کام کرنا فرض ہے۔

۱۸۳۔بال بچوں کو کھلانا فرض ہے۔

۱۸۴۔بزرگ لوگ (اللہ والے) ہم کو بہت زیادہ بچاتے ہیں۔

۱۸۵۔تعبیر خواب کی اچھی نکالنا چاہئے، کتنوں خطرناک خواب دیکھئے اچھی تعبیر نکالیں گے تو اچھا ہی ہوگا۔

۱۸۶۔ایک خواب شیطانی ہوتا ہے جو شیطان کے وسوسہ سے ہوتا ہے یہ برا ہوتا ہے۔اور ایک خواب رحمانی، سب سے اچھا خواب رحمانی ہے۔

۱۸۷۔نبی کا جو درجہ ہے، مقام ہے اتنا اونچا ہے کہ کوئی کتنا نماز پڑھ لے ان کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

۱۸۸۔کسی نبی کے برابر کوئی نہیں پہنچ سکتا ہے۔

۱۸۹۔جس کی قسمت میں ہدایت ہے تو اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کی قسمت میں گمراہی ہے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

۱۹۰۔چوبیس نمبر والا بڑا بے ادب ہوتا ہے اور چوہیا بھی بڑا بے ادب ہے۔

۱۹۱۔عقیدت سے میلاد کرنا چاہئے، اچھے لوگوں کو بلانا چاہے اس سے بلا بھاگتی ہے۔

۱۹۲۔کوئی الیکشن میں جیت جاتا ہےاور کوئی ہار جاتا ہے،کوئی بندوق سے مار دیتا ہےتو جیتنا اچھا کہ ہارنا اچھا؟۔

۱۹۳۔بلا آئے،مصیبت آئے تو صبر کرے اور اللہ پر بھروسہ رکھے کوئی خسارہ نہیں ہوگا۔

۱۹۴۔شیطان کو دکھ دینے میں ثواب ہے اور انسان کو سکھ دینے میں ثواب ہے۔

۱۹۵۔برے نام والا ہونا بھی برا ہے۔

۱۹۶۔پریشانی سے صبر کرتا ہے تو ثواب ملتا ہے، جنت ملتی ہے۔

۱۹۷۔تکلیف ہوتی ہے تو گناہ مٹتا ہے۔

۱۹۸۔ہمیشہ پڑھتے رہے اللہ الصمد آرام ہوگا، پریشانی دور ہوگی۔

۱۹۹۔دنیا پریشانی کی جگہ ہے، جتنی تکلیف نبیوں نے اٹھائی کسی نے نہ اٹھائی۔اور سب سے زیادہ ہمارے آقا مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھائی۔

۲۰۰۔تمہارے ہمارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا جو اللہ چاہے گا وہی ہوگا۔

۲۰۱۔نیند نہ آئے تو **وجعلنا نومکم سباتا** پڑھتا رہے نیند آجائے گی۔اور درود شریف پڑھنے سے بھی نیند آجائے گی۔

۲۰۲۔یتیم کی پرورش بڑی سعادت کی بات ہے۔

۲۰۳۔گھر میں اولاد پیدا ہولڑ کا ہو یا لڑکی سب اپنی قسمت لے کر آتا ہے، رزق حلال کا مالک اللہ ہے۔

۲۰۴۔شادی میں جو بھی پیسہ لیتا ہے کبھی میں نے نہیں دیکھا کہ اس میں بھلائی ہو، کوئی نہ کوئی بگاڑ آجاتی ہے۔

۲۰۵۔کسی غلط کام کے لئے آپ کسی کا سہارا لیجئے گا اس میں برکت نہیں ہوگی۔

۲۰۶۔اللہ تعالیٰ نے بڑائی آدم کو دی ہے تو آدم بڑے ہیں۔

۲۰۷۔اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی سر کو تو سر بڑا ہے جو اس کی عظمت ہے وہ پاوں کو نہیں ہے۔

۲۰۸۔سرکار کے میلاد کا ذکر اللہ کرتا ہے اور یہ (بدعقیدے) کہتے ہیں کہ بدعت ہے۔

۲۱۰۔میلاد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے، درود شریف پڑھا جاتا ہے، قرآن پڑھا جاتا ہے کیا یہ سب بدعت ہیں؟

۲۱۱۔یہ کہتے ہیں کہ میلاد حضور کے زمانے میں نہیں تھا، کیا درود حضور کے زمانے میں نہیں پڑھا جاتا تھا؟ قرآن حضور کے زمانے میں نہیں پڑھا جاتا تھا؟ تو یہ بدعت کیسے ہوگیا؟

۲۱۲۔صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین وعلمائے صالحین وفقہائے مکرمین کی طاعت وپیروی امام اعظم وغوث اعظم کی اطاعت وپیروی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دراصل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی اطاعت وپیروی ہے۔ورنہ قرآن شریف کی اس آیت کریمہ کا مطلب کیا ہوگا۔ یَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ۔"

ترجمہ:اے ایمان والو!اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اطاعت کرو اولی الامر کی یعنی علمائے دین و امرائے صالحین کی۔اور اس حدیث کے کیا معنی ہے؟

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یعیش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخفاء الراشدین المھدیین۔"

ترجمہ: جو تم میں کا میرے بعد زندہ رہے گا وہ کثیر اختلاف دیکھے گا،تو تم مسلمانوں پر لازم ہے میرے طریق کو اپنانا اور خلفائے راشدین مہدیین کی پیروری کرنا۔

۲۱۳۔جو عالم ہدایت پر ہو،متبع شریعت ہو،سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا پیرو ہو،اطاعت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس کا شیوہ ہو،اس کے لمحات طہارت وتقویٰ میں گذرتے ہوں اور اوامر کو بجالاتا ہو،نواہی سے بچتا ہو،امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عامل ہو،خود ناپاکیوں سے بچتا ہوا اور لوگوں کو بچاتا ہوا اور پاکیوں کو اپناتا اور دوسروں کو ان کی طرف رہنمائی کرتا ہو،سنی ہو وہابی،دیوبندی،پھلواروی وغیرہ فرقۂ باطلہ سے بیزار ہو اور اس سے سخت نفرت کرتا ہو اور دوسروں کو ان خبثائے مذکورہ سے نفرت دلاتا ہو اور لوگوں کے ایمان کی حفاظت کرتا ہو تو یقینا بلا شک وشبہ ایسا عالم نبی کا وارث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا نائب ہے۔

۲۱۴۔اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خداوند ذوالجلال کی بارگاہ میں بڑی قدر ومنزلت ہے۔آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں اُن کی عظمت شان اور رفعت مکان کا برملا بیان موجود ہے۔ان کے صدقہ میں خلق کے کام بنتے ہیں،مددیں ہوتی ہیں،روزیاں ملتی ہیں،گذشتہ اور آئندہ کے غم واندوہ اور خطرات سے بے خوف ہیں۔الا ان اولیاء اللہ الخ۔اس پر شاہد عدل ہے۔

۲۱۵۔اللہ کے ولی ڈوبتے کو تیرانے والے اور غرقاب کا بیڑا پار لگانے والے ہیں اور ہم ان کے در کے محتاج ہیں۔ان کے رتبے بلند ہیں،ایک ایک سے افضل ہیں،انہیں میں سے حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی سنجری ثم اجمیری رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا ہیں۔

۲۱۶۔عالم کی شان تو ارفع واعلیٰ ہے کسی مسلمان جاہل کو بھی بے اذن شرع گالی دینا حرام قطعی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:"سباب المسلم فسوق"،مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔

۲۱۷۔جو مسلک اعلیٰ حضرت کا نہیں وہ میرا نہیں۔

۲۱۸۔اللہ ورسول کی شان میں جسے جرأت کرتے دیکھو اس سے دور ہو جاؤ اور جو عاشق رسول ہے اسے گلے لگاؤ۔

۲۱۹۔حضور پر نور شفیع یوم النشور سرور کائنات فخر موجودات سید المرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمۃ للعلمین اللہ جل جلالہ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ وسلم کی شان پاک میں ادنی توہین یا تکذیب کفر صریح ہے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی قول وفعل وعمل کو جو بنظر حقارت دیکھے کافر ومرتد ہے،آپ کی

مقدس بارگاہ میں چوں چرا کی گنجائش نہیں۔ سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم امت کے ہر فرد پر فرض عین ہے بلکہ تمام فرائض کی اصل ہیں۔

۲۲۰- جو مسجد ابتداءً اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لے نہ بنائی گئی بلکہ پرانی مسجد کو نقصان پہنچانے اور اس کے نمازیوں کو متفرق کرنے کے لئے، یا مسلمان کے درمیان تفرقہ ڈالنے اور فساد برپا کرنے کے لئے بنائی گئی تو وہ مسجد نہ ہوئی بلکہ مسجد ضرار ہوئی۔

۲۲۱۔ دیوبندیوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں کھلی گستاخیاں کی ہیں۔ حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم پاک کو بہائم وغیرہا کے علم سے تشبیہ دی ہے۔ براہین میں علم حضور کو شیطان کے علم سے کم بتایا، تحذیر الناس میں خاتم النبین کے معنی تمام انبیاء ورسل سے زماناً متاخر ہونے کو عوام کا خیال بتایا، تقویۃ الایمان میں مسئلہ شفاعت کا انکار کیا۔ بلکہ اس کو شرک ثابت کیا۔ ان کے کفریات کی تفصیل دیکھنی ہو تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصنیفات 'سبحان السبوح'، 'فتاویٰ حرمین'، 'حسام الحرمین'، 'تمہید ایمان'، 'انباء المصطفیٰ'، 'خالص الاعتقاد' وغیرہا کا مطالعہ کریں۔ ان کے چند کفریات کو علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً نے دیکھ کر فتویٰ صادر فرمایا۔ ''من شك فى كفره و عذابه فقد كفر'' جو ان کے اقوال ملعونہ پر آگاہی پاکر ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

۲۲۲۔ مدرسوں کو قائم کرو۔

۲۲۳۔ اپنے اپنے علاقے میں دینی تعلیم کو فروغ دیا کرو۔

۲۲۴۔ لوگوں کو بدمذہبوں کے کارنامے اور ان کی (اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں کھلی) گستاخیوں سے باخبر کرو۔

۲۲۵۔ ہمیشہ مسلک رضا پر قائم ودائم رہو۔

۲۲۶ آنے والی نسلوں کے دلوں کو عشق مصطفی ﷺ سے بھر دو۔

۲۲۷۔ اپنی اپنی ذمہ داری کا خیال رکھا کرو۔

۲۲۸۔ بائیں طرف ہمارے اور آپ کے شیطان رہتا ہے، تو تھوکنا ہو تو بائیں طرف تھوکو، دائیں طرف نہیں تھوکو، بائیں طرف تھوکو، کیونکہ بائیں طرف شیطان اور شیطان نے بے ادبی کیا، آدم علیہ السلام کا سجدہ نہیں کیا۔

۲۲۹۔ نبوت جسے مل جاتی ہے وہ ساری دنیا سے اعلیٰ وبالا ہو جاتا ہے۔

۲۳۰۔ جسے اللہ تعالیٰ عزت دے، عظمت دے، بلندی دے اس کی عزت ہم آپ کریں۔

۲۳۱۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو سارے عالم پر فوقیت عطا فرمائی ہے۔ اور سب رسولوں سے افضل واعلیٰ ہمارے آقا ومولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

۲۳۲۔ نماز پڑھو، اللہ کی عبادت کرو اور اس میں نبی کو سلام کرو۔ سلام کرنے کے بعد پھر درود پڑھو، تب تمہاری نماز کامل

ہوگی۔اور اگر سرکار کو سلام نہیں کروگے، التحیات للہ، والصلوات والطیبات، السلام علیك أیها النبی ورحمة اللہ وبرکاته نہیں کہو گے تو تمہاری نماز ناقص، درود شریف نہیں پڑھو گے تو تمہاری نماز ناقص۔امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک نماز ہوئی نہیں۔

پیغام برکات:

پیر طریقت، مفتی اعظم نیپال، حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ حضرت منصور بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عربی فرامین کا ترجمہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت منصور بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

☆ جو اپنے عیب پر نظر رکھے گا وہ دوسروں کی عیب جوئی میں نہیں پڑے گا۔

☆ جو شخص تقویٰ کے لباس سے عاری ہوگا اس کا ننگا پن کسی سے نہ چھپے گا۔

☆ جو اللہ تعالیٰ کی عطا پر راضی ہوگا وہ دوسرے کی دولت سے غمزدہ نہ ہوگا۔

☆ جو بغاوت کی تلوار اٹھائے گا وہ اپنا ہی ہاتھ کاٹے گا۔

☆ جو اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودتا ہے اس میں وہ خود گرتا ہے۔

☆ جو دوسروں کی پردہ دری کرے گا وہ خود بے پردہ ہوجائے گا۔

☆ جو اپنی لغزشوں کو بھولے گا وہ دوسرے کی لغزش کو بہت بڑا سمجھے گا۔

☆ جو ناقابل برداشت امور کا ارتکاب کرے گا وہ پریشان و ہلاک ہوجائے گا۔

☆ جو خود کو خطرے میں ڈالے گا وہ ہلاکت میں پڑے گا۔

☆ جو اپنی عقل پر ناز کرے گا وہ ٹھوکر کھائے گا۔

☆ جو تکبر کرے گا وہ ذلیل ہوگا۔

☆ تعمق فی العمل ملال کا سبب ہے۔

☆ جو فخر کرے گا پست ہوجائے گا۔

☆ جو دل کا احمق ہے وہ ذلیل ہوگا۔

☆ رزیلوں کی صحبت والا ذلیل ہوگا اور نیک عالم کی صحبت میں رہنے والا عزت پائے گا۔

☆ جو بری جگہ جائے گا بدنام ہوگا۔

☆ جو دین میں کوتاہی کرے گا گھاٹے میں رہے گا۔

☆ جو لوگوں کے مال پر بھروسہ کرے گا محتاج ہی رہے گا۔

☆ جو آرام کا منتظر ہے صبر سے کام لے۔

☆ جو اپنے قدم کو جہالت کی جگہ میں رکھے گا ندامت اٹھائے گا۔

☆ جو اللہ سے ڈرے گا وہ کامیاب ہوگا۔

☆ جو تجربے سے کام نہیں کرے گا دھوکہ کھا جائے گا۔

☆ جو اہل حق کو نیچا دکھائے گا وہ خود ہی نیچا ہوگا۔

☆ اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھانے والا تھک جاتا ہے۔

☆ جو اپنے وقت کی پہچان رکھے گا اس کی آرزو کم ہو جائے گی۔

جو جہالت کی راہ پر چلنے کی عادت بنائے گا وہ انصاف کے راستے کو چھوڑ دے گا۔(۱)

❁❁❁

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔ www.barkatussunnah.com اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کر سکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ وتحقیق کتابیں اپ لوڈ کر دی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

(۱) تنبیہ الغافلین ص ۲۷۰

بارہواں باب

سادات ومشائخ علماء

سے عقیدت ومحبت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

سادات ومشائخ علماء سے عقیدت ومحبت

حضور شیر نیپال جہاں اصاغر نواز عالم ربانی تھے وہیں اکابر شناس شیخ طریقت بھی تھے، بزرگوں سے محبت والفت اوران کی تعظیم وتکریم آپ کے اعلیٰ اخلاق میں سے تھی۔اسی لئے آپ سادات کرام اور ہم عصر علماء ومشائخ سے بیحد محبت فرماتے تھے اور غایت درجہ ان کا ادب واحترام کرتے تھے،ان کی خدمات وشخصیات پر خلوت وجلوت میں وقتاً فوقتاً روشنی ڈالتے تھے۔کسی بھی بزرگ اور عالم باشرع سے کبھی نہ نفسیاتی اختلاف رکھا نہ مشائخ میں سے کسی سے حقد وحسد۔اور یہی وجہ ہے کہ ہند ونیپال کے سادات ومشائخ بھی آپ کی قدر کرتے،محبتوں کا اظہار فرماتے اور خلوت وجلوت میں آپ کا ذکر کرتے تھے۔

حضور سید العلماء،حضور احسن العلماء،حضور حافظ ملت،علامہ عبد الرؤف بلیاوی،مجاہد دوراں سید مظفر حسین کچھوچھوی،سید ملت حضور نظمی میاں،علامہ ارشد القادری، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی،شمس الاولیا مفتی شمس الحق رضوی باڑالھور یا امین شریعت مفتی عبدالواجد نیر رضوی اور شیر بہار حضرت مفتی محمد اسلم رضوی علیہم الرحمۃ والرضوان وغیرہم سادات ومشائخ اور فقہاءعظام آپ سے بیحد محبت فرماتے تھے اوران نفوس ذکیہ سے آپ کے بڑے گہرے روابط تھے۔اور آپ ان مشائخ ربانیین سے اتنی عقیدت و محبت کرتے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا، بڑا ادب کرتے اور تعظیم وتوقیر سے پیش آتے تھے۔اپنے استاذ کا اتنا ادب واحترام کرتے تھے کہ ان کے سامنے ضرورت سے زیادہ کلام نہیں کرتے۔

سادات مارہرہ سے محبت:

سادات مارہرہ جو سرکار ﷺ کی اولاد امجاد اور آل اطہار ہیں ان کا بھی اور دوسرے سادات کا بھی خوب ادب اور تعظیم و توقیر کرتے تھے اور بیحد محبت وعقیدت سے پیش آتے تھے۔اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

۲۰، ۲۱، ۲۲ / ربیع الاول ۱۳۹۴ھ میں حضور سید العلماء سید آل مصطفی علیہ الرحمہ مارہرہ مطہرہ سے آپ کی دعوت پر جنکپور ایک اجلاس عظیم ”سرکار مدینہ کانفرنس“ میں تشریف لائے تھے اور غالباً یہ آپ کا پہلا دورۂ نیپال تھا۔یہ تو سرزمین نیپال کی خوش نصیبی ہے کہ اسے اللہ کے ایک ایسے ولی کامل اور پیکر خلوص ووفا عالم ذیشان کے مبارک قدموں کو بوسہ لینے کا شرف حاصل ہوا ،جن کو سرکار ابد قرار ﷺ سے خونی نسبت حاصل ہے۔اس موقع پر حضور سید العلماء جامعہ حنفیہ غوثیہ ہی میں فروکش تھے اور مسجد کے عقب اور جامعہ کے صحن میں حضور شیر نیپال کے حجرہ کے سامنے برآمدہ سے متصل ایک حصہ میں وضو فرماتے۔مگر مرور ایام وذہول اذہان کی وجہ سے یہ بات کسی کے پردۂ ذہن پر ثبت نہ رہ سکی جس کی وجہ سے اس جگہ کا احترام نہیں ہوتا رہا،اسی جگہ آنے والے

جوتے، چپل اتارتے۔ بعد میں ایک قابل اعتماد مولانا کو خواب میں ایک نورانی چہرہ والے بزرگ کی زیارت ہوئی، وہ بزرگ اس جگہ کی حرمت کی طرف اشارہ کررہے تھے۔ انہوں نے یہ خواب دو تین بار دیکھا اور حضور شیر نیپال سے اس کا تذکرہ بھی کیا مگر پھر بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہ ہو سکی اور خواب خواب ہی ہو کر رہ گیا۔

جب کئی ایک لوگوں نے اسی طرح کا خواب دیکھا اور آپ سے اس کا بیان کیا تو آپ نے اس کی طرف توجہ دی اور بات ذہن میں آئی کہ حضور سید العلماء نے اس جگہ وضو فرمایا تھا اور آج اس جگہ کی حرمت پامال ہو رہی ہے۔ بس آپ نے اس خواب کے اشارہ پر اس جگہ دار الحدیث کے قیام کا عزم مصمم کر لیا تاکہ اس جگہ کی حرمت ملحوظ رہے اور جس جگہ ایک آل رسول کے وضو کا پانی بہا ہو اس کی بے ادبی نہ ہو۔

یہ فیضان حضور سید العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے کہ آج الحمد للہ اس جگہ سہ منزلہ دار الحدیث تعمیر ہو چکا ہے جو خوب صورت محراب وستون سے مزین ہے۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ آج اس جگہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جیسی کوئی شخصیت نہیں جو اس جگہ مسند نشیں ہو کر درس حدیث دے سکے، آل رسول محترم کی محبتوں کی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر کر سکے۔

☆ جب پہلی بار ۲۰، ۲۱ اپریل ۲۰۱۰ء میں جلسہ ء برکات النبی خانقاہ برکات لہنہ شریف میں منعقد ہوا جس میں کثیر تعداد میں علماء وسادات ومشائخ کرام تشریف لائے ہوئے تھے۔ گل گلزار سادات سید ملت آل رسول حضور نظمی میاں علیہ الرحمہ بھی بطور تبرک تشریف فرما تھے۔ آپ کے لئے ہر اعتبار سے اعلیٰ اور عمدہ انتظام کیا گیا تھا تا کہ کسی طرح آپ کو تکلیف نہ ہو۔ جس کمرہ میں آپ ٹھہرے ہوئے تھے اور جس بیڈ پر آپ نے آرام فرمایا تھا اس میں سوائے سادات کے کسی کو بیٹھنے تک کی اجازت نہیں تھی۔ حصول برکت کے لئے اس حجرہ میں آپ اور دوسرے علما جاتے تھے۔

شاگرد حضور شیر نیپال محب گرامی مولانا محمد جمال الدین برکاتی ابدالی کا بیان ہے کہ ۹ ربیع الاول شریف ۱۴۳۸ھ ۷ ردسمبر ۲۰۱۶ء میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی آمد پر بہار دولت قطر میں ہوئی، جہاں آپ کا قیام ایک ہفتہ رہا اور اس عرصہ آپ مختلف نجی محفلوں میں شرکت کرتے رہے، یہاں شاگردان شیر نیپال جو خدمات انجام دے رہے تھے ان کا جائزہ بھی لیتے رہے اور کچھ ہدایات بھی دیتے رہے۔ یہاں آپ نے ایک تنظیم کی بنیاد ڈالی جس کا نام آپ نے مشائخ وسادات مارہرہ مطہرہ شریف کی نسبت سے برکاتی مشن رکھا۔ تقریبا ایک سال کی مدت کے بعد برکاتی مشن کے ارکان وممبران نے اس مشن کے مقاصد و خدمات وحاصلات سے ملک نیپال کے باشندوں کو آگاہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کانفرنس کا ارادہ کیا۔ اس کے لئے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے مشورہ لیا گیا اور آپ کی اجازت سے انعقاد کانفرنس یقینی ہو گیا تو حضور امین ملت علیہ الرحمہ ۲ رمحرم الحرام ۱۴۳۸ھ، مطابق ۲۳ رستمبر ۲۰۱۷ء موافق ۷ ر گتے آسین ۲۰۷۴ بکرمی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ جن علما ومشائخ کو مدعو کرنا تھا ان کی لسٹ تیار کر لی گئی۔ سب سے پہلے دعوت کے لئے ارکان حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچے۔ جب دعوت دی گئی تو

آپ نے فرمایا کہ پہلے شہزادۂ حضور احسن العلما علیہ الرحمہ حضرت امین ملت دامت برکاتہم القدسیہ کی خدمت میں دعوت پیش کی جائے، کیونکہ آپ سید وآل رسول ہیں، ان کا مقام بہت اونچا ہے، ان کی تعظیم اور ہر معاملہ میں انہیں مقدم رکھنا ادب ہے۔اس لئے سب سے پہلے انہیں دعوت دیجئے پھر مجھے۔

یہ ہے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا اپنے پیر گھرانہ کے افراد اور آل رسول سے عقیدت ومحبت کا عالم تھا جو کہ قابل رشک بھی تھا اور لائق تقلید بھی۔اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو آل رسول سے اتنی عقیدت ومحبت رکھتا ہو وہ جان ایمان رسول عربی ﷺ سے کس قدر عشق ومحبت کرتا ہوگا۔

ایک بار حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ سارسر ضلع سرہا میں ایک پروگرام میں تشریف لائے ہوئے تھے اور آپ بھی اس جلسہ میں شریک تھے بلکہ اس جلسہ کے روح رواں آپ ہی تھے۔حضور بحر العلوم کی تقریر ہونی تھی اور آپ کی بھی ۔مگر ادب واحترام اور تعظیم ومحبت کی ایسی مثال آپ نے پیش کی کہ دیکھنے والے، سننے والے دنگ رہ گئے۔ہوا یوں کہ بحر العلوم کی تقریر پہلے ہوگئی اس کے بعد حضور شیر نیپال کو خطاب کی دعوت دی گئی مگر آپ ایک لفظ بولنے کے لئے تیار نہیں ہوئے اور فرمایا کہ میں اپنے استاذ کی تقریر کے بعد کچھ بولنا خلاف ادب اور سوء ادب تصور کرتا ہوں، میرے اندر مجال نہیں کہ میں ان کے بیان کے بعد کچھ بولوں۔استاذ محترم نے تقریر میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کہ مزید کچھ عرض کرنے کے لئے ایک شاگرد کھڑا ہو۔بس میرے استاذ کی تقریر کافی ہے۔

صرف ان بزرگوں سے ہی آپ محبت نہیں فرماتے اور صرف ان کا ہی ادب واحترام نہیں کرتے بلکہ ان سے وابستہ ہر شخص کی قدر کرتے، ان کے شہزادگان کا بھی بڑا ادب اور خیال رکھتے تھے۔سیدزادہ حضرت مولانا محمد سبطین میاں کا بہت ادب کرتے تھے، جب بھی ان سے ملاقات ہوتی ان کے لئے تعظیما کھڑے ہوکر ادب بجالینا آپ کی فطرت رہی ہے۔مفتی عبد الواجد صاحب قبلہ کا صاحبزادہ حضرت مولانا فیضان المصطفیٰ سبحانی میاں جب آپ کے یہاں زیر تعلیم وتربیت تھے تو ان کے لئے الگ سے ایک بہترین روم کا انتظام اپنے حجرہ سے متصل کردیا تھا جس میں دو تخت تھے، تمام تر سہولتیں ان کے لئے مہیا کروادی تھیں اور ان کا خوب خیال رکھا جاتا تھا۔

عارف باللہ شمس الاولیا مفتی محمد شمس الحق اور آپ کے مابین بھی بڑے گہرے تعلقات تھے اور بہتر روابط بھی۔آپ شمس الاولیا کو پیر صاحب سے یاد کرتے تھے۔ان کے ساتھ گذرے ایام اور تعلقات محبتانہ کا ذکر گاہے بگاہے عقیدت مندوں کی محفل میں کیا کرتے تھے۔اور حضور شمس الاولیا کو بھی آپ سے حد درجہ محبت تھی اور آپ کا بہت ادب واحترام کیا کرتے تھے، جب بھی کوئی خط آپ کے پاس لکھتے تو شایان شان اچھے القاب وآداب سے خط کا آغاز کرتے۔خط وکتاب اور احباب کی زبانی آپ کی خیر خبر لیتے ہی رہتے۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ حضور شیر نیپال جب پہلی بار زیارت حرمین سے مشرف ہوکر نیپال آئے تو کچھ دنوں بعد آپ سخت

علیل ہو گئے، آپ کو معلوم ہوا تو عیادت کے لئے جنکپور تشریف لائے، مزاج پرسی کی اور آپ کی صحت وشفا کے لئے دعا بھی کی۔ اسی موقع سے آپ نے فرمایا کہ ''ابھی آپ مرنے والے تھوڑے ہیں، ابھی آپ سے بہت دینی کام لینا ہے، آپ کی ضرورت دین اور قوم کو بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ میری زندگی سے دس سال کاٹ کر آپ کو عطا فرمائے''

غالباً ۱۹۹۹ء کی بات ہے جس وقت میں جامعہ حنفیہ غوثیہ میں زیر تعلیم تھا، بعد عصر حضور شیر نیپال معمول کے مطابق اپنی نشست گاہ میں تشریف فرما تھے، عقیدت مندوں اور زائرین کا ہجوم تھا، دینی مسائل پوچھنے والوں کی کثرت تھی، چائے پان سے مہمانوں کی خاطر تواضع کی جارہی تھی، کہ اچانک ایک نورانی چہرہ والے بزرگ کو صحنِ جامعہ میں داخل ہوتے دیکھا، جن کی پیشانی سے نور کی برسات ہو رہی تھی، آنکھوں میں خوف وخشیت ربانی کے آثار جھلک رہے تھے، ہونٹوں پر ذکر الٰہی کا ورد تھا، چال میں طمانیت ووقار نمایاں تھا، کپڑے میں سادگی تھی اور خود پیکر تواضع تھے۔ ازیں قبل ان بزرگ کو دیکھا نہیں تھا۔ جیسے ہی حضور شیر نیپال رحمہ اللہ کی نظر اس بزرگ پر پڑی مسند چھوڑ دئے، نشست گاہ سے اٹھے اور تیز قدموں سے چل کر ان کی طرف یہ کہتے لپک پڑے کہ پیر صاحب تشریف لائے ہیں، آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا، سلام ومصافحہ اور معانقہ ہوا، بازو تھامے اپنی نشست گاہ میں بیٹھایا، اپنی مسند پیش کی اور چائے پانی سے ضیافت کی۔ یہ وہ بزرگ تھے تھی جنہیں دنیا شمس الاولیا علیہ الرحمہ کہتی ہے۔

حضرت شمس الاولیاء علیہ الرحمہ کو آپ کے علم کی گہرائی، تحقیق وتدقیق، فقہ وافتا اور آپ کے معلومات پر اتنا کامل وثوق و اعتماد تھا کہ آپ کے حوالہ سے کوئی مسئلہ حضور شمس الاولیا کے سامنے بیان کیا جاتا تو آپ اس کی تائید فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ مفتی جیش محمد صدیقی نے جو لکھا یا بیان کیا ہے وہ صحیح ہے۔ آپ کے اکثر فتاویٰ پر آپ کی تصدیق وتائید ہے اور الجواب صحیح لکھ کر آپ نے دستخط فرمایا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان دونوں بزرگوں میں کس قدر محبت تھا اور کتنا مضبوط ایک دوسرے ربط تھا۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا طریقہ تھا جب حضور شمس الاولیا تشریف لاتے تو اپنے لکھے ہوئے فتاویٰ انہیں دیکھاتے جنہیں پڑھنے کے بعد حضور شمس الاولیا ان پر تائیدی دستخط ثبت فرما دیتے۔ ایک بار کسی نے کہا کہ حضرت تفسیر نعیمی میں ایک مسئلہ اس طرح ہے اور فتاویٰ برکات میں شیر نیپال نے ایسا لکھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مفتی جیش محمد صاحب نے جو لکھا ہے وہی ٹھیک ہے جب دیکھا گیا تو جو مسئلہ حضور شیر نیپال نے لکھا تھا وہ عین فتاویٰ رضویہ کے مطابق تھا۔

مگر حیف صد حیف! کچھ اہل علم کو اپنی تقریر میں بیان کرتے سنا گیا ہے کہ حضور شمس الاولیا سے شیر نیپال جلتے تھے اور دونوں بزرگوں میں دوری تھی۔ اس طرح کے زہر آلود جملوں سے لوگوں میں بدظنی کا بازار گرم کرتے ہیں خصوصا ان علاقوں میں جہاں حضور شمس الاولیا کے مریدین ہیں۔ جتنی محبت والفت حضور شمس الاولیا شیر نیپال سے فرماتے تھے شاید اتنی محبت نیپال کے کسی عالم سے نہیں فرماتے تھے۔ آپ جانتے تھے کہ شیر نیپال کو اللہ رب العزت نے علم ظاہر سے بھی نوازا ہے اور علم باطن سے بھی نوازا ہے جو اللہ والوں کا خاصہ ہے۔ اسی لئے تو اپنے صاحبزادے حضرت حافظ غلام جیلانی کو آپ کی خدمت اقدس میں علم ظاہری اور علم

باطنی حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔آپ نے بھیجنے سے قبل ہر طرف نظر دوڑائی ہوگی کہ کون ایسی ہستی ہے جو ظاہری اور باطنی دونوں علم اور کمال وخوبیوں کا جامع ہے، جب آپ کی نظر شیر نیپال پر پڑی اور دل نے پکارا کہ یہی شخصیت علم ظاہر اور علم باطن کا مرکز ہے اسی لئے ان کی نظر ولایت نے آپ کا انتخاب کیا سچ ہے کہ ''ولی را ولی می شناسد''

ذرا محبتوں سے لبریز شمس الاولیا کا یہ خط پڑھئے، ایک ایک لفظ اور جملہ کو بنظر غائر پڑھئے اور آپ خود فیصلہ کیجئے کہ ان دونوں بزرگوں میں دوری تھی یا قربت، محبت تھی یا نفرت، عقیدت تھی یا عداوت؟

۷۸۶/۹۲

گرامی قدر علامہ مولانا شیخ الحدیث وشیخ طریقت، رہبر شریعت، حامی ملت، قاضی شریعت، مفتی اعظم نیپال حافظ وقاری جیش محمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

گذارش خدمت اقدس اینکہ ۲۰/ذی الحجہ کو بارش ہونے لگی اس لئے حاضر نہ ہوسکا، حافظ غلام جیلانی سلمہ ربہ کو خدمت عالیہ میں بھیج رہا ہوں، کاشت کاری کچھ باقی ہے کچھ دنوں بعد ان شاء اللہ تعالیٰ وبکرمہ حبیبہ اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر خدمت ہوں گا۔ مجھاؤ والے کو میں خط لکھا تھا وہ لوگ آئے یا نہیں معلوم نہ ہوسکا۔ میرا خیال ہے کہ دو روز کے لئے آؤں گا اور وہیں سے ان لوگوں کو بلوا کر ہم لوگ تنازعہ دور کر دیں گے۔ غلام جیلانی کو علم ظاہر وباطن سے نوازیں۔ زیادہ لکھنا آپ کے نزدیک اچھا نہیں۔ آپ کے حوالہ ہے بس باقی عند الملاقات۔

۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ محمد شمس الحق رضوی اور حضرت مولانا محمد داؤد حسین آرہے ہیں۔ السلام علیکم۔ ایک خوشی کی بات یہ ہے کہ لہوریا کے سرپنچ صاحب پھلواری سے توبہ کر کے بیعت سید صاحب سے ہوگئے ہیں۔ (مکتوب حضور شمس الاولیا)

علماء ومشائخ بہار میں ایک نام مفتی عبد الجلیل ضلع مدھوبنی بہار علیہ الرحمہ کا ہے، جن کی خدمات جلیلہ اور تبلیغ ومساعی سے علاقہ کے لوگوں نے ہدایت کا نور حاصل کیا اور ایمان میں بالیدگی وحلاوت پائی۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اور آپ کے درمیان اچھے تعلقات تھے، اکثر وبیشتر علاقہ کے پروگراموں میں ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی تھی اور دونوں بزرگ ایک دوسرے کی خیر وخبر دریافت کرتے تھے اور ایک دوسرے کی خدمات وشخصیت سے بھی خوب متاثر تھے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے آپ کے وصال کے بعد ایک مختصر مضمون لکھا جس میں مفتی عبد الجلیل ہمہ جہت شخصیت اور خدمات کا اعتراف واظہار کیا، جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ بزرگوں اور اپنے ہم عصر حاملین افکار رضا اہل علم سے کس درجہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ اس مضمون کی تحریر درج ذیل ہے:

باسمہ تعالیٰ وتقدس

مفتی عبد الجلیل علیہ الرحمہ مدھوبنی، صوبہ بہار کے باصلاحیت علمائے اہل سنت وفضلائے دین وملت میں شمار کئے جاتے

تھے، دینی ،ملی ، مذہبی تحریکات وتنظیمات کے رہبر ورہنما تھے،روشن خیال ،علم دوست ،اصاغر نواز عالم تھے۔اسلام وسنیت کے داعی ،سلف وخلف کے خیالات ونظریات کے زبر دست مبلغ تھے۔عوام وخواص میں یکساں مقبول تھے،ترویج دین حق ،اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان آپ کا بہترین مشغلہ تھا۔

بدمذہبوں ،بدعقیدوں اورنجدیوں کی گھٹاٹوپ تاریکیوں میں آپ نے دین وایمان کے تحفظ کے لئے مینارۂ نور،شمع انجمن ،چراغ مجلس علم کا ایک ادارہ بنام مدرسہ اسلامیہ نوریہ سرزمین پچھی ضلع مدھوبنی بہار ہند میں تعمیر فرمائی، جہاں سے فارغ شدگان آپ کے تلامذہ اور باصلاحیت شاگردوں کی انقلاب آفریں فوج آپ کے مشن کے کی تکمیل اور منصوبوں کوعملی جامہ پہنانے میں مصروف ہیں۔ یہ سب ہندو نیپال میں اپنے اپنے طور پر سنیت ومسلک اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ترویج واشاعت میں لگے ہوئے ہیں۔ دربھنگہ ،مدھوبنی نیز نیپال کے اکثر مجلسوں ،جلسوں ،کانفرنسوں میں میری آپ سے ملاقات ،بات ہے،طرز گفتگو بہترین ،انداز بیاں نرالا،معاملہ فہمی وفکری بصیرت میں آپ یگانہ ویکتا ،نجدیت کی کاٹ،فرقہ باطلہ کا رد وطرد بڑی دانائی سے کرتے تھے۔فروغ مسلک اعلیٰ حضرت آپ کی غرض وغایت ،آپ کا بہترین علمی سرمایہ آپ کا مدرسہ اوراس سے علوم دینیہ حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات قراء،حفاظ،علما،فضلا،کملا،مقررین، مدرسین ،مبلغین کی فوج درفوج جماعت ہے۔

میں ان کی خطابت ،قیادت ،سیادت ،سیاست،امامت ،رفاقت ،نظامت ،حمایت ،درایت ،فصاحت و بلاغت سے متاثر رہااور رہوں۔جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

دعاہے کہ آپ کی قبر پرنور ونکہت کی بارش ہوتی رہے۔

دعاگو

جیش محمد صدیقی برکاتی

شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ وصاحب سجادہ لہنہ شریف

اسی طرح اشرف العلما مفتی محمد اشرف القادری تیغی علیہ الرحمہ اورآپ میں گہرے تعلقات وروابط تھے۔مفتی اشرف القادری علیہ الرحمہ اگرچہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے تقریبا دس سال جونیئر تھے مگر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اس کے باوجود ان سے بیحد محبت فرماتے اور ان کی قدر کرتے ۔مفتی اشرف القادری علیہ الرحمہ بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ غایت درجہ احترام واکرام کرتے ۔ایک بار حضور شیر نیپال کی آمد آپ کے ادارہ دارالعلوم رشیدیہ قادریہ جلیشور میں ہوئی تو آپ کی آمد سے قبل پورا ادارہ صاف وستھر کروادیا گیا اور اعلان کروادیا گیا کہ حضرت شیر نیپال کی آمد ہونے والی ہے۔اور جب حضرت شیر نیپال کی آمد ہوئی تو خوب پرجوش انداز میں آپ کا استقبال کیا گیا اور خاطر تواضع میں کوئی کسر نہیں رکھی۔

حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ بھی آپ کا بیحد احترام کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ جب گوبن پر ایک دینی

محفل میں آپ شریک تھے ہجوم کے باوجود اشرف العلما کی عزت ووقعت، رفعت وشوکت اور آپ کی تعریف وتوصیف اور علمی وسعت اور دینی ملی کارناموں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے قلبی تاثرات فقیر کے ذریعہ املا کروایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

عزیز مکرم! مولانا صدر عالم! بعد سلام

بڑے افسوس اور حسرت سے یہ الفاظ ادا کر رہے ہیں کہ آپ کے والد گرامی اشرف العلما قاضی ضلع مہوتری مفتی محمد اشرف القادری اس دنیا میں اب نہ رہے، لوگوں کو ماتم کدہ چھوڑ گئے اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے، جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پس ماندہ کو صبر جمیل، اجر جزیل عطا فرمائے۔ آپ کے دینی خدمات عوام وخواص پر ظاہر و باہر ہیں۔ نیپال و ہندوستان کے طول وعرض میں دین متین اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں قابل فخر رول ادا فرمایا ہے، بے خوف وخطر اپنے قلم حق رقم سے حقانیت کا اظہار فرمایا ہے۔ اہل حق کی تائید، باطلوں کی سرکوبی، کتاب وسنت کی ترویج، مسلک کا فروغ، مسلمانوں کی خدمت ان کا مشغلہ تھا، بد مذہبوں کے رد وطرد کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے۔ ان کی فکر وسیع تھی، قلم سیال تھا، قلت وسائل کے سبب بر وقت ان کی جملہ تالیفات وتصنیفات ہامہ نافعہ قاطعہ مطبوع نہ ہو سکے۔ ان کے مشن کو آپ جملہ برادران اور اشرف العلما کے تلامذہ وفیض یافتگان آگے بڑھائیں، ان کے قلمی خدمات کو طبع کرائیں۔ میری نظر میں ان کی بڑی قدر ووقعت تھی اور ہے اور میں ان کے لئے دعا گو ہوں۔ ہم دونوں میں بڑے گہرے تعلقات تھے، وہ میرے افکار صحیحہ کے حامی ومؤید تھے، حق کی تائید کے لئے ہمہ وقت کمربستہ رہتے تھے، جب بھی میں نے آواز دی انہیں تیار پایا۔ میں ان کی جو بھی تعریف کروں ان کے شایان شان نہیں ہو سکتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائے۔ آپ کے کئی خطوط میرے پاس ہیں جن سے ان کی جرأت، محبت، خلوص اور حق کی تائید کا اظہار ہوتا ہے۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے بڑی محبت کرتے تھے اور حد درجہ احترام۔ ہم دونوں اپنی جگہ دینی کاموں میں مصروف ہونے کے باجود ملاقات وبات کا گاہے بگاہے وقت نکال لیتے تھے۔ جب بھی جنکپور آپ کا آنا ہوتا پیشگی اطلاع کر دیتے اور پوری کوشش ان کی اس گدائے برکاتی سے ملاقات وبات کی ہوتی۔ جب بھی ہم دونوں کا اجتماع ہوتا تو دینی امور ومسائل پر تبادلہء خیال ضرور ہوتا۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت، اہل سنت کے مابین اتحاد واتفاق کی بڑی فکر ان کو رہتی تھی۔ پٹنہ میں بدعقیدوں نے امارت شرعیہ قائم کر کے مسلمانوں کی ضلالت چاہی تو میں نے آپ کو نیپال میں ان کے آبائی وطن نینہی میں امانت شرعیہ قائم کرنے کا مشورہ دیا اور ضلع مہوتری کا قاضی بھی میں نے آپ کو منتخب کیا اور آپ نے چند ماہ بعد ایک ادارہ کھولا بھی، جہاں سے دینی ملی اور ہدایت ورہبری کا کام اب تک انجام پاتا رہا۔ امید ہے کہ آپ جان ودل سے ان کے خواب ومشن کو پورا کریں گے اور ان کے قائم کردہ ادارہ کو فروغ دیں گے۔ کثرت مصروفیات کے سبب زیادہ قلبی تاثرات ادا نہیں کر سکا۔ اس وقت گوبن پور ایک جلسہ میں ہوں، ملاقاتیوں کا ہجوم ہے اس کے

باوجود مولانا مفتی عبد السلام امجدی کو چند سطور لکھوا دئے ہیں۔ اشرف العلماء سے فقیر کو قلبی لگاؤ تھا اور ان سے محبت تھی بس اسی محبت اور فکری ہم آہنگی کی کشش ہے کہ میں جذبات دل ادا کرتا گیا اور عزیز القدر مولانا عبد السلام کاغذ پر لکھتے گئے۔ میں اور آپ کے ابا مفتی اشرف القادری علیہ الرحمہ مسلک اعلیٰ حضرت کے سلسلے میں ایک دل اور ایک زبان تھے۔ ان کی رحلت سے مجھے بیحد قلق ورنج اور غم ہوا اور اہل سنت کو بیحد صدمہ۔ اللہ تعالیٰ ان کی تربت پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور آپ سب کو صبر جمیل اور اجر جزیل۔

فقط والسلام

شریک غم:

جیش محمد صدیقی برکاتی

خانقاہ برکات لہنہ شریف، نزیل گوبن پور سرہا

۲۸/۵/۱۴۳۸ھ، ۲۵/فروری ۲۰۱۷ء

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔ www.barkatussunnah.com اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کر سکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ وتحقیق کتابیں اپ لوڈ کر دی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

تیرہواں باب

اسفار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o

اسفار

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے دین اسلام اور علم دین کی اشاعت وترویج اور دینی وعلمی محافل اور مقدس مقامات کی زیارت کے لئے ملک و بیرون ملک مختلف ومتعدد اسفار کئے ہیں۔آپ نے اپنی حیات طیبہ میں دین کی تبلیغ واشاعت اور مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے جو اسفار کئے ہیں ان کی تعداد زیادہ ہے، بلکہ نیپال و ہند میں جو اسفار کئے ہیں ان کی تعداد شمار سے زیادہ ہیں۔اس لئے ہند و نیپال کے اسفار کی تفصیل سے قطع نظر کرتے ہوئے نیپال و ہند کے علاوہ اسفار کے اجمالا ذکر پر اکتفا کیا جارہا ہے اور یہ تمام اسفار تاریخی ، روحانیت کی شیرینی سے لبریز، عشق وعرفان سے عبارت ہیں۔حرمین شریفین کے اسفار کے برکات کیا کہنے ان کا تو جواب ہی نہیں، اللہ تعالیٰ کی نوازشات وکرم نوازیوں سے لے کر حضور رحمت عالم ﷺ کی شفقت وذرہ نوازی اور پھر محبوبان خدا ورسول خدا کی بارگاہ میں مقبولیت کی داستان لئے ہوئے ہیں۔

سفر مصر:

مصر کا سفر آپ نے تین بار کیا پہلا سفر ربیع الاول ۱۴۲۸ھ، مطابق مارچ ۲۰۰۷ء، چیت ۲۰۶۳ بکرمی میں، ربیع الاول ۱۴۲۹ھ، مطابق مارچ ۲۰۰۸ء، چیت ۲۰۶۴ بکرمی میں مصر کا دوسرا سفر اور تیسرا سفر ۵۔۸ مارچ ۲۰۰۹ء، پھاگن ۲۰۶۵ بکرمی میں کیا یہ تین سفر آپ نے مصر کے کئے ہیں اور ہر بار کا سفر انتہائی وقیع ودلچسپ، بہت سی یادوں اور روحانیت کی نورانیت سے جگمگ جگمگ ہیں۔ یہ تینوں سفر صدر جمہوریہ مصر سید حسنی اور ان کے اعوان کی دعوت پر فرمایا اور بہت ہی یادگار سفر رہے ہیں، کبار علماء و اسکالرس سے ملاقات، علمی وروحانی موضوع پر تبادلہ خیال فرمایا اور آپ کی شخصیت سے علماء ومشائخ مصر کا آپ کو سراہنا، اس کے علاوہ مصر کے مقدس مقامات کی زیارت اور اولیاء مصر کی بارگاہ میں حاضری یہ سب اسفار مصر سے جڑی ہوئی ہیں۔مصر کے سیمیناروں میں شرکت کے موقع پر آپ نے دیکھا کہ مندوبین میں علما بھی ہیں اور عالمات بھی۔اسلامی جامعات ومدارس میں مدرسین بھی اور عصری تعلیم گاہوں، کالجز اور یونیورسیٹیز کی خاتون اساتذہ بھی اور بہت سے مرد وخواتین سلام کرتے وقت ایک دوسرے سے مصافحہ بھی کرتے تھے مگر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے جن خاتون مندوبین نے سلام کیا تو سلام کا جواب آپ نے دیا مگر مصافحہ کے لئے بڑھائے گئے ہاتھ کے لئے آپ نے اپنا ہاتھ نہیں بڑھایا جس کی وجہ سے سارے مندوبین اہل علم واسکالرس اس بات کے معترف ہوئے کہ یہ عالم دین جو ملک نیپال سے آئے ہوئے ہیں اور کسی بھی خاتوں مندوب سے مصافحہ نہیں کرتے ہیں بڑے متقی پرہیزگار ہیں اور اسلام کی انہیں تعلیمات پر عمل کررہے ہیں جو احادیث میں موجود ہیں، ایسے لوگ اس دور میں خال خال ملتے ہیں۔

سفر پاکستان:

شوال ۱۴۰۳ھ، مطابق جولائی ۱۹۸۳ء، آساڑھ ۲۰۴۰ بکرمی میں پاکستان کا پہلا تبلیغی سفر کیا اور اسی سفر میں حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ سے کراچی میں میزبان جناب حاجی عبد الرحیم صاحب کے دولت کدہ پر ملاقات ہوئی جہاں حضور احسن العلماء نے آپ کو اعزازی خلافت عطا فرمائی اور آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے خوب دعاؤں سے نوازا۔اس کا ذکر خود حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اپنے خود نوشت سوانحی عربی رسالہ تذکرۃ الجیش میں کیا ہے۔اور ایک بار جب فقیر حضور کی خدمت میں

جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور حاضر تھا تو اس موقع سے فرمایا کہ سفر پاکستان پر میں گیا تو وہاں سے عربی کتابیں خریدیں اور سر پر اٹھا اٹھا کر وہ کتابیں نیپال لایا، ان کتابوں میں فتاویٰ شامی کامل جلدیں بھی تھیں۔ داتا ہجویری علیہ الرحمہ کے مزار مقدس پر بھی آپ نے حاضری دی اور اس دوران مزار مقدس سے متصل جامعہ مسجد میں پاکستان کے بڑے بڑے علما و مشائخ کی موجودگی میں بلکہ انہیں عظیم شخصیات کی فرمائش پر ایک وقت کی نماز کی امامت بھی فرمائی۔

سفر حرمین شریفین:

حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کے سفر کی سعادت ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار یہ شرف آپ کو حاصل ہوا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلا سفر حرمین شریفین:

۱۴۱۳ھ، مطابق ۱۹۹۳ء، ۲۰۵۰ بکرمی میں پہلا سفر حج وعمرہ کیا۔ اس سفر میں خادم الحجاج آپ ہی تھے، معلم حج آپ کو امیر الحجاج سے یاد کرتے۔

دوسرا سفر حرمین شریفین:

۲۰/شعبان، رمضان ۱۴۳۴ھ، مطابق ۳۰/جون ۲۰۱۳ء، ۱۶/ر گتے آساڑھ ۲۰۷۰ بکرمی میں دوسرا عمرہ کیا اور ۱۰/رمضان ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۸/جولائی ۲۰۱۳ء، ۳/ساون ۲۰۷۰ بکرمی بروز جمعرات واپسی ہوئی۔

تیسرا سفر حرمین شریفین:

ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق دسمبر ۲۰۱۵ء ۱۲/ر گتے پوش ۲۰۷۲ بکرمی میں تیسری بار زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہوئی۔

چوتھا سفر حرمین شریفین:

شعبان ۱۴۳۸ھ مطابق مئی ۲۰۱۷ء جیٹھ ۲۰۷۴ بکرمی میں چوتھی بار عمرہ کا شرف حاصل ہوا۔

پانچواں اور آخری سفر حرمین شریفین:

ربیع الاول شریف ۱۴۴۱ھ مطابق نومبر ۲۰۱۹ء کے پہلے ہفتہ کو پانچویں بار عمرہ کی نیت سے حرمین شریفین میں حاضری ہوئی اور اس مقدس حاضری کے بعد جب ہندوستان واپس ہوئے تو شہر ناسک میں سخت علیل ہو گئے اور اسی علالت کی حالت میں جب لیلاوتی ہاسپٹل سے ڈسچارج کر کے گھر وطن عزیز نیپال لائے جا رہے تھے تو راستہ میں آپ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

سفر بغداد:

دو بار آپ کو بغداد شریف کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ پہلی بار ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق جنوری ۲۰۱۸ء میں اور دوسری بار ۸/ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۲۰۱۸ء، ۲۹/ر گتے اگہن ۲۰۷۵ بکرمی بروز ہفتہ کو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے اور اس مبارک سفر میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ کا فیض حاصل کرنے کے ساتھ بغداد معلیٰ میں آرام فرما اور بھی اولیا کرام کی چوکھٹوں پر حاضری دی اور اپنے دامن میں ان بزرگوں کا فیض جمع کرتے رہے۔

چودھواں باب

کشف وکرامات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ
عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ
اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ؕ
اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰٓی
اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ
اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ؕ

کشف وکرامات

اللہ والوں سے کرامات کا ظہور یہ کوئی نئی بات نہیں اور نہ ہی عقلا وشرعا مستبعد و مستنکر بلکہ اس کا انکار گمراہی و جہالت ہے۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور بہت ہی کمالات سے اللہ تعالیٰ نے نوازا تھا،تو ایسی ذات سے کشف وکرامات کا ظہور میں کوئی شبہ نہیں پیدا کرتا بلکہ اللہ والوں سے قریب کرنے کا ذریعہ وسبب ہے۔اسی لئے یہاں آپ کے کشف وکرامات کا بھی ذکر جمیل ہوگا،اس سے پہلے کچھ کلام کرامات پر ہو جائے۔

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

زمانہ نبوت سے آج تک کبھی بھی اس مسئلہ میں اہل حق کے درمیان اختلاف نہیں ہوا کہ اولیاء کرام کی کرامتیں حق ہیں اور ہر زمانے میں للہ والوں کی کرامتوں کا صدور وظہور ہوتا رہا اور ان شاء اللہ قیامت تک کبھی بھی اس کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا۔ بلکہ ہمیشہ اولیاء کرام سے کرامات صادر وظاہر ہوتی رہیں گی۔اور اس مسئلہ کے دلائل میں قرآن مجید کی مقدس آیتیں اور احادیث کریمہ نیز اقوال صحابہ وتابعین کا اتنا بڑا خزانہ اوراق کتب میں محفوظ ہے کہ اگر ان سب موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا جائے تو ایک ایسا گراں قدر وبیش قیمت ہار بن سکتا ہے جو تعلیم وتعلم کے بازار میں نہایت ہی انمول ہوگا اور اگر ان منتشر اوراق کو صفحات قرطاس پر جمع کر دیا جائے تو ایک ضخیم وعظیم دفتر ہو سکتا ہے۔

کرامت کیا ہے: مومن متقی سے اگر کوئی ایسی نادر الوجود وتعجب خیز چیز صادر وظاہر ہو جائے جو عام طور پر عادتاً نہیں ہوا کرتی تو اس کو کرامت کہتے ہیں۔(۱)

کرامت کی قسموں کی تعداد تقریبا سو سے زائد ہیں جنہیں علامہ تاج الدین سبکی نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں ذکر کیا ہے۔ان میں سے ایک قسم شفائے امراض اور ایک قسم قبولیت دعا ہے۔

ولی کے لئے کرامت کا ہونا ضروری نہیں ہے۔یعنی ایسا نہیں کہ اگر کسی بزرگ سے کرامت کا ظہور نہ ہو تو اسے ولی نہ کہا جائے،۔ولی ہونے کے لئے تقویٰ،طہارت،اتباع شریعت وسنت کافی ہے۔قرآن میں ولایت کے لئے تقویٰ کو ہی مدار و میزان ٹھہرایا ہے۔ان اولیاء ہ الا المتقون۔یعنی اللہ والے تو متقی اور پرہیزگار ہی ہوتے ہیں۔اور استقامت کو کرامت پر فوقیت و

(۱) کرامات صحابہ ص ۲۰

ترجیح دی گئی ہے۔مقولہ مشہور ہے ’’الا ستقامۃ فو ق الکرامۃ ‘‘جو تقویٰ وطہارت ، زہد وورع اور اتباع شریعت وسنت کو اختیار کرتا ہے اللہ اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرما دیتا ہے اور اسے معرفت کے نور سے مالا مال فرماتا ہے۔حضرت سیدی ابوالعباس احمد بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سیدالطائفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقران سے ہیں فرماتے ہیں:

من الزم نفسه آداب الشريعة نور الله تعالیٰ قلبه بنور المعرفة ولامقام اشرف من مقام متابعة الحبيب ﷺ فی اوامره و افعاله واخلاقه۔ (۱)

یعنی جوخود کو آداب شریعت کا پابند بنالے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو معرفت کے نور سے منور فرما دیتا ہے اور کوئی مقام اس سے بڑھ کر معظم نہیں کہ نبی ﷺ کے احکام، افعال وعادات سب میں حضور کی پیروی کی جائے۔اور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ بندۂ مومن فرائض کے بعد سنن ونوافل کا اہتمام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ کا اتنا قریب بنالیتا ہے کہ اس کے کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پیر میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت ظاہر فرما دیتا ہے۔(مفہوم)

تو جب بندہ اس مقام پر فائز ہوجاتا ہے تو اس سے ایسے ایسے محیرالعقول اور عجیب وغریب باتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں کہ انسانی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں اور جنھیں عرف شرع میں کرامت سے تعبیر کرتے ہیں۔ان محیرالعقول اور خارق عادت افعال سے حق وصداقت کا اظہار ہوتا، دین کی اشاعت ہوتی ہے، حقانیت کی روشنی حق کے متلاشیوں کو ملتی ہے اور متمردین ومتعاندین کے تمرد وعناد کا مداوا بھی اور خلق خدا کو نفع بھی۔

الحمدللہ ہم نیپال کی جس عظیم شخصیت کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کے پھول نچھاور کرتے ہیں اللہ رب العزت نے اس مایہ ناز اور سرمایہ افتخار اہل سنت کو اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقہ اور تاجدار بغداد حضور غوث صمدانی محبوب جیلانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طفیل کرامت سے بھی نوازا ہے اور آپ یقینا بفضلہ تعالیٰ صاحب کرامت، مستجاب الدعوات ولی صفت ہی نہیں بلکہ ولی کامل عالم دین اور فقیہ متورع تھے اور آپ کی سب سے بڑی کرامت سنتوں پر عمل اور شریعت پر استقامت تھی اور اس سے بڑھ کر کوئی کرامت ہی نہیں۔جیسا کہ اصفیاء کرام سے منقول ہے: **الاستقامۃ فوق الکرامۃ**۔ (۲)

جو کرامتیں آپ سے صادر ہوئی ہیں ان میں سے چند کی طرف فقیر سراپا تقصیر بس اشارہ پر ہی اکتفا کرتا ہے تفصیل کے لئے مولانا محمد جمال الدین برکاتی ابدالی کی تالیف ’’تعلیمات وکرامات شیر نیپال‘‘ کا مطالعہ کریں جو اس فقیر سے استفادہ کر کے ترتیب دی گئی ہے اور ان اشارات کی تفصیل کردی ہے جو اس کتاب میں کئے گئے ہیں۔ہاں اشارات کے بعد یہاں چند کرامات

---

(۱) فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۲۱ ص ۵۱۲
(۲) تفسیر مظہری ج ۳ ص ۴۹۳

قدرے تفصیل سے بیان کئے جائیں گے۔

حضور شیر نیپال کی کرامات میں سے ہے کہ آپ کی دعا سے بیماروں کو شفا ملی ہے، کم کھانا آپ کی دعا اور نظر کرم سے کثیر افراد کے لئے کافی ہوا، دعا کر دی تو پیٹ کے جس حمل کے بارے میں ڈاکٹر ویڈیو ایکسرا کے ذریعہ بتایا کہ بیٹی ہے تو آپ کی نظر ولایت سے اللہ نے بیٹی کو بیٹا سے تبدیل فرما دیا، پریشان حال کے لئے دعا کر دی تو مصیبتوں سے آزاد ہو گیا اور آج ایک متمول دیندار مسلمان کی حیثیت سے خوشحالی کی زندگی گذار رہا ہے۔ایک پریشان حال باپ نے موت وزیست سے لڑنے والے نومولود بیٹے کے لئے دعا کی عرضی کی تو اسے شفا مل گئی۔لہان کے ایک شخص نے عرض کی حضور میرا پوتا پڑھنے نہیں جاتا ہے اس کے لئے دعا کر دیں، آپ نے دعا کر دی تو اس شخص کا بیان ہے کہ وہ بچہ جب تک مدرسہ پڑھنے کے لئے چلا نہیں جاتا اسے چین وسکون نہیں ملتا۔ایک شخص نے عرض کی میرا بیٹا ایس، ایل، سی کر چکا ہے مگر کوئی کام نہیں کر رہا ہے، آپ نے اس کے لئے دعا کر دی کچھ ہی دنوں کے بعد اس نے کاروبار شروع کر لیا۔ایک مرید پر دشمنوں نے پیچھے سے خنجر سے وار کیا تو یا شیخ المدد کہا تو کہتے ہی جان بچ گئی اور اس خنجر سے حملہ آور خود زخمی ہو گیا۔کھریانی کا ایک شخص مالی اعتبار سے پریشان تھا آپ کی دعا سے اس کی پریشان دور ہو گئی اور مالی اعتبار سے ابھی وہ بہت مضبوط ہے۔ایک لڑکا جس کے گھٹنے میں تقریباً ایک ڈیڑھ سال سے شدید درد تھا دعا کر دی تو فوراً شفا مل گئی اور یہ کہتے ہوئے واپس ہوا کہ اب درد بالکل ختم ہو گیا۔ایم پی کے ایک شخص جس پر غلط الزام لگا کر جیل کروا دیا گیا تھا جسے پھانسی ہونے والی تھی ایک نقش عطا فرما دی تو پھانسی کی سزا سے بچ گیا اور قید وبند کی صعوبتوں سے رستگاری مل گئی۔لہان کی ایک افتادہ زمین کے بارے میں اپنے ایک مرید سے فرمایا کہ یہ زمین لے لو فائدہ ہوگا، اس نے عرض کی حضور روپے نہیں ہے آپ نے فرمایا لے لو فائدہ میں رہو گے، اس نے لے لی آج اس زمین کی قیمت کروروں ہے۔روضہ گڑھی کی ایک بانجھ عورت کے لئے دعا کر دی جو اولاد سے بالکل محروم ہو چکی تھی آپ کی دعا سے اللہ عزوجل نے اسے اولاد نرینہ عطا فرمایا۔ایک شخص جس کا پورا محلہ مخالف تھا اور اس پر طرح طرح کے جھوٹے الزامات لگا کر اسے بدنام کرنے کی سازشیں رچی جا رہی تھیں اس کے لئے دعا کر دی اور فرمایا کہ اللہ آپ کو بلند وباعزت رکھے آج وہی لوگ جو مخالف تھے اس کے حمایتی ہو گئے۔ایک شخص نے اپ کو برا بھلا کہا اور کسی شخص کے اکسانے پر آپ کی شان میں توہین کی تو وہ شخص کینسر کی بیماری میں مبتلا ہو کر لقمہ اجل ہو گیا، جس کی موت دوسروں کے لئے عبرت بنی اور ہر ایک نے یہی کہا کہ اس پر یہ عذاب اس لئے نازل ہوا ہے کہ اس نے چوراہے پر لوگوں کی موجودگی میں ولی باکمال حضور شیر نیپال کی توہین کی تھی۔ایک شخص نے گستاخی کی تو اس کا منہ ٹیڑھا ہو گیا پورے بدن میں قابل نفرت داغ ونشانیاں پیدا ہو گئیں اور آج جو بھی اسے دیکھتا ہے تو یہی کہتا ہے کہ یہ شیر نیپال کی توہین وگستاخی کی سزا ہے۔

اس طرح کے کئی ایک واقعات ہیں یہ تو ایک اشاریہ ہے۔یقیناً آپ ان اللہ والوں میں سے تھے جنہیں دیکھنے کے بعد

خدا یاد آجاتا ہے، جن کی علامت یہ بتائی گئی کہ اذا رؤا ذکر اللہ"اللہ کے ولی وہ ہوتے ہیں جنہیں دیکھنے کے بعد خدا یاد آجائے۔ اللہ اپنے ولیوں کے چہروں کو اپنے نور و جمال بے مثالی کا مظہر بنا دیتا ہے، جس نور کے لمعہ وتابانی سے دل بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ بخدا یہ نورانی چہرہ تو اللہ والے کا ہے۔ اللہ والے کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ ان کی محفل میں بیٹھو تو خدا کا ذکر زبان پر جاری ہو جائے یہ بات مستفاد ہے "اذا رؤا ذکر اللہ" سے۔ یعنی اللہ والے وہ ہوتے ہیں جنہیں دیکھو تو خدا کا ذکر کیا جائے۔

میرا خود مشاہدہ ہے کہ بتاریخ ۸/ذی القعدہ ۱۴۳۷ھ، مطابق ۱۳/اگست ۲۰۱۶ء، ۲۹/رگتے ساون ۲۰۷۳ بکرمی کو لہان میں ''رحمت خدا کانفرنس'' منعقد ہوئی جس میں صدر و سرپرست کی حیثیت سے حضور مدعو تھے۔ آپ کو لانے کے لئے ایک نئی گاڑی خانقاہ برکات لہنہ شریف بھیج دی گئی، ساتھ میں فقیر اور جناب عبدالمنان خان صاحب بھی تھے، عصر کی نماز پڑھ کر حضرت گاڑی میں بیٹھے، سوار ہوتے وقت سوار ہونے کی دعا پڑھی اور آپ ذکر اللہ میں مصروف ہو گئے۔ یہ منظر دیکھ کر جو لوگ گاڑی میں تھے سبھوں کی زبان پر ذکر اللہ جاری ہو گیا۔ اس دن مجھے سمجھ میں آیا کہ حدیث رسول ﷺ "اذا رؤا ذکر اللہ" کی ایک تفسیر یہ بھی ہے۔ اور ایسے ہی بندگان خدا کے حوالے سے مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مثنوی میں لکھا ہے ؎

بشکل شیخ دیدم مصطفی را ندیدم مصطفی را بل خدا را

پھانسی کی سزا ٹل گئی:

مارچ ۲۰۱۳ء کو حضور شیر نیپال نیچ میں تشریف لائے ہوئے تھے، آپ کے ساتھ آپ کے خلف اصغر حضرت حافظ وقاری مولانا محمد فداء المصطفیٰ برکاتی اور بھی کئی خدام تھے، آپ نے اس فقیر کو یاد فرمایا، میں نیچ شہر سے دوسو باون کلومیٹر کا فاصلہ تھا جمعرات کی شب تھی، مولانا فداء المصطفیٰ کا فون آیا کہ حضرت آپ کو یاد فرما رہے ہیں، رات میں کوئی گاڑی نہیں تھی میں نے عرض کی کل ان شاء اللہ حاضری ہوگی، جمعہ کی نماز پڑھی، بس کا پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ رات میں بس ہے، ٹکٹ دن ہی میں لے لی اور رات کو بس پکڑ کر علی الصباح خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ جس وقت حاضر ہوا آپ تمام اوراد و وظائف سے فراغت کے بعد آرام فرما رہے تھے، ابھی کچھ دیر ہوئے تھے آرام کئے۔ میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ نیند میں خلل ہو، ارادہ کیا کہ کچھ دیر رکا جائے مگر پھر خیال آیا کہ آپ نے یاد فرمایا تھا اس لئے خادم سے کہا حضرت کو بیدار کر دو، خادم میں ہمت نہیں ہو رہی تھی، میں نے کہا بیدار کرو کچھ نہیں کہیں گے، بڑی ہمت کر کے بیدار کیا حضرت نے آنکھ کھول دی، میں نے بلا وقفہ قدم بوسی اور دست بوسی کا شرف حاصل کیا ، آپ کے چہرے پر بشاشت تھی، خوشی تھی اور لبوں سے ماشاء اللہ اور دعائیہ کے کلمات تھے۔ خیر وخبر دریافت کی اور پھر نمکین وغیرہ جو اس وقت حجرہ میں حاضر تھا دسترخوان بچھوا کر لگوا دیا اور پھر گویا ہوئے کہ کچھ لے لیں، کچھ تبرک سمجھ کر کھایا اور پھر تھوڑی دیر بعد چائے بھی منگوا دی، میں نے چائے پی لی اور پھر آپ نے فرمایا طویل سفر کر کے آئے ہیں پہلے کچھ دیر آرام کر لیں، حکم کی تعمیل کرتے

ہوئے ایک حجرہ میں جا کر آرام کرنے لگا۔ دو گھنٹہ آرام کرنے کے بعد جب بیدار ہوا تو فریش ہو کر خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو اس فقیر کا منتظر پایا۔ پھر گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا، موقع کو غنیمت جانا اور کاغذ قلم بیگ سے نکالا اور عرض کی کہ کچھ املا کروا دیں، آپ نے کنز الایمان شریف منگوا کر چند آیات مع ترجمہ املا کروایا اور پھر چند آحادیث بھی، موضوع تھا ''حضور کی اطاعت کی اہمیت اور نافرمانی وگستاخی کا انجام''، مکمل ہونے کے بعد جو آپ نے املا کروایا تھا اسے ''توہین رسول سنگین جرم'' کے نام سے رسالہ مرتب ہوا اور فقیر نے اپنی کوشش سے ہندی اور اردو میں چھپوایا۔

ابھی آپ سے گفتگو چل ہی رہی تھی، آپ کچھ لکھوا ہی رہے تھے کہ کچھ عقیدت مند راجستھان سے حاضر ہوئے، سلام و کلام ہوا، سب کے لئے آپ نے چائے ناشتہ کا انتظام کروایا۔ دوران گفتگو ان لوگوں نے تعویذ عطا کرنے کی درخواست کی اور پھر عرض گذار ہوئے کہ حضور آپ نے ایک صاحب کو جسے پھانسی کی سزا ہونے والی تھی جو تعویذ دی تھی اور آپ نے براءت کے لئے جو دعا کی تھی اس کی برکت سے اس آدمی کی سزا ٹل گئی اور وہ شخص پھانسی سے بچ گیا اسی لئے ہم لوگ آپ سے دعا لینے اور تعویذ لینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے ان سب کو دعائیں بھی دیں اور جاتے وقت سب کو تعویذ بھی دی۔

دل کا مریض صحیح ہو گیا:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ایک کرامت کا ذکر تلمیذ حضور شیر نیپال، خلیفہ حضور محدث کبیر حضرت مولانا مفتی محمد رحمت علی امجدی برکاتی (ناسک) فرماتے ہیں:

بتاریخ ۱۴ نومبر ۲۰۲۰ء کو پہلا سالانہ عرس حضور شیر نیپال کے موقع پر قصبہ سکینہ کی مدینہ مسجد میں محب گرامی قدر حضرت مولانا عبد الرشید صاحب کی دعوت پر فقیر محمد رحمت علی امجدی کو تقریر کے لئے جانے کا اتفاق ہوا، جس میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے مریدین ومعتقدین اپنے پیر کی بارگاہ میں خراج عقیدت ومحبت پیش کرنے کے لئے اچھی خاصی تعداد میں جمع ہوئے۔ پروگرام طے شدہ وقت پر کامیابی سے ہم کنار ہوا۔

پروگرام کے بعد جب سکینہ سے ناسک کے لئے گاڑی روانہ ہوئی تو دوران سفر حضور شیر نیپال کے جاں باز مرید جناب عبد الحمید صاحب ساکن سکینہ اپنا واقعہ مجھ سے سنانے لگے کہ ۲۰۱۵ء میں ایک مرتبہ میں اندور سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے ناسک آرہا تھا اسی دوران مجھ پر دل کا دورہ پڑا، ناسک آنے کے بعد دل کے ماہر ڈاکٹروں کے مشورے کے مطابق رپورٹ نکلوایا، رپورٹ کئی ایک ماہر امراض قلب ڈاکٹروں کو دکھایا، دیکھنے کے بعد سب نے یہی کہا کہ ۹۰/ نوے فیصد تین نسین جام ہو چکی ہیں اس لئے آپ کو آپریشن کرانا ہی ہوگا۔ ڈاکٹروں نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر آپ کا آپریشن نہیں کیا گیا تو کچھ گھنٹوں کے بعد جان سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ میں ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق آپریشن کے لئے تیار نہیں ہوا اور آپریشن نہیں کرایا، بلکہ مجھے اپنے

پیر پر کامل یقین تھا کہ ان کی دعاوں سے میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اسی زمانے میں میرے پیر حضور شیر نیپال کی سکینہ آمد ہوتی ہے بارگاہ شیخ میں حاضر ہو کر صحت یابی کے لئے درخواست کی، حضرت نے میرے لئے دعا فرمائی اور پانی پر دم کر کے دینے کے بعد فرمایا پانی پیتے رہنا اور فرمایا عبدالحمید تم ان شاء اللہ عزوجل آپریشن کے بغیر ٹھیک ہو جاؤ گے اور یاد رکھنا آپریشن مت کرانا۔ الحمد للہ میرے پیر کے دعا فرمانے کے بعد سے لیکے اب تک ۵ / سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن ابھی تک میں صحت مند ہوں۔

مذکورہ بالا واقعہ سے معلوم ہوا کہ آپ مستجاب الدعوات بھی تھے اور جو بول دیتے تھے وہ بات پوری ہو جاتی تھی اور کیوں نہ ہو کہ اللہ والوں کی یہی شان ہوتی ہے ؎

جو ان کے منہ سے نکلا وہ بات ہو کے رہی
کہا جو دن کو کہ شب ہے تو رات ہو کے رہی

جھوٹے مقدمہ سے رہائی:

حضرت مولانا عبدالجبار منظری صاحب اپنی کتاب نقوش حیات میں دو کرامتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سالوں پہلے کی بات ہے کہ حضرت کے ہمراہ عرس ماہرہ شریف میں شرکت کے بعد واپسی پر مہسول چوک سیتامڑھی پہنچا ،صبح کا وقت تھا۔ ایک آدمی حضرت سے آکر ملا اور چائے نوشی کی گزارش کی تو حضرت نے قبول فرمالی، وہ آدمی مسجد کے شمالی جانب گلی میں ایک چائے کی دکان پر لے کر آیا۔ میں بھی ساتھ تھا کچھ پھل بھی تراش کرلایا، چائے نوشی سے فارغ ہوکر وہ حضرت کو فوراً اپنی جائے قیام پر لے کر آ گیا کہ آپ کو ضرورت سے زیادہ دکان پر بیٹھنا پسند نہ تھا۔ کچھ دیر میں وہ واپس ہوئے اور ہم دونوں چائے دکان پر ہی گفتگو کرنے لگے۔ انھوں نے اپنا حال بیان کیا کہ مجھے میرے مخالفین نے ایک جھوٹے سنگین مقدمہ میں پھنسا دیا تھا پولیس میری تلاش میں تھی اور میں گرفتاری کے خوف سے اپنی دکان بند کر کے ادھر اُدھر چھپا پھرتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت شیر نیپال ضلع روتہٹ نیپال کے جلسہ سے آج کسی ٹرین سے واپس ہو رہے ہیں، میں ریلوے اسٹیشن چلا گیا اور حضرت کا انتظار کرنے لگا ۔ٹرین آئی حضرت ٹرین کی بوگی سے باہر تشریف لائے میں نے سلام پیش کیا اور دست بوسی کی، میں آبدیدہ تھا صحیح سے میں بات بھی نہیں کر پا رہا تھا، حضرت نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا ماجرہ کیا ہے بتایئے تو؟ میں نے اپنا حال بیان کیا کہ میں سنی صحیح العقیدہ ہوں مہسول چوک پر میری دکان ہے، کاروبار اچھا چل رہا تھا، دشمنوں کی نظر لگ گئی اور ایک سنگین جھوٹے کیس میں میرا نام تھانہ میں درج کروا دیا ہے۔ پولس گرفتاری کے لئے مجھے تلاش رہی ہے اور میں ہفتوں سے دکان بند کر کے گرفتاری کے ڈر سے چھپا پھر رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا آپ گھبرائیں نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ آیئے آپ کی دکان چلتے ہیں، میں خوف زدہ تھا کہ میری دکان تو چورا ہے پر ہے، پولس کی نظر پڑے گی تو مجھے گرفتار کر لے گا۔ مگر اسی خوف کی حالت میں حضرت کے ہمراہ میں اپنی دکان آیا، دکان کھولا

حضرت کچھ کلمات پڑھتے ہوئے دکان میں داخل ہوئے۔ میں نے چائے کا حکم دیا چائے آئی، ابھی حضرت چائے سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ داروغہ کی جیپ پہنچ گئی۔ پولس والے نے مجھے اشارہ کیا داروغہ صاحب آپ کو بلا رہے ہیں، میں ڈر رہا تھا مگر حضرت نے فرمایا آپ جایئے دیکھئے کیا کہتا ہے۔ میں دکان سے اٹھ کر داروغہ کے پاس آیا انہوں نے پوچھا دکان میں بیٹھے ہوئے کون بزرگ ہیں؟ میں نے کہا وہ حضرت شیر نیپال ہیں میرے گرو (پیرومرشد) ہیں داروغہ حضرت کا نام سن رکھا تھا کبھی دیکھا نہیں تھا داروغہ گاڑی سے اترا یہ کہتے ہوئے کہ نام تو شیر نیپال کا بہت سنا ہے ہماری ڈائری میں بھی ہے، آج اُن کی زیارت کرلوں۔ حضرت کے پاس آکر سلام کیا اور اپنی ترقی کے لئے دعا کی درخواست کی اور مجھ سے کہا کہ تم تھانہ آنا، میں تمہارا نام مقدمہ کے لسٹ سے نکال دوں گا اور فائل بند کردوں گا، تم بے گناہ ہو، دشمنوں نے پھنسایا ہے۔ تم ڈرنا نہیں میں نے کہا کہ آج میرے یہاں میرے گرو جی (پیرومرشد ہیں) میں کل آؤں گا۔ داروغہ نے کہا ٹھیک ہے کل دس بجے آجانا اور ضرور آنا اور دیر نہ کرنا ورنہ میں باہر نکل جاؤں گا تو ملاقات نہیں ہو پائے گی۔ داروغہ جی چلے گئے حضرت نے میرے لئے دعا کی اور کچھ کلمات طیبات پڑھ کر مجھ پر دم کردیا اور فرمایا ٹھیک ٹائم پر تم داروغہ کے پاس کل جانا ڈرنا نہیں سب ٹھیک ہوجائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ کل ہو کر صبح دس بجے میں تھانہ گیا، داروغہ صاحب سے ملاقات کی انھوں نے فائل نکالا اور کچھ تحریر کیا اور مجھ سے دستخط کرالیا اور کہا کہ جاؤ اپنی دکان کھولو جھوٹے مقدمہ میں تم کو لوگوں نے پھنسانا چاہا تھا، میں نے نوٹ لکھ کر ہمیشہ کے لئے فائل بند کردیا ہے تاکہ میرے بعد تمہیں کوئی پریشان نہ کرے۔ اور ہاں حضرت سے جب ملاقات ہو تو میرا اسلام کہنا اور میرے لئے دعا کرانا۔ صاحب حال اپنی سرگزشت بیان کرتے کرتے آب دیدہ ہوگیا اور کہنے لگا کہ منظری صاحب اس روز سے میں حضرت کا عقیدت مند ہوگیا حضرت کی محبت میرے دل میں رچ بس گئی اور پھر ایک ملاقات میں حضرت کا میں مرید ہوگیا اور حضرت کے مریدوں کی فہرست میں میرا نام درج ہوگیا اور برکاتی ہونے پر فخر کرتا ہوں اور عرس ماہرہ کی آج حاضری نصیب ہورہی ہے، جو میں بیان کیا ہے یہ میری آپ بیتی اور حضرت شیر نیپال کی کرامت ہے ورنہ اس مقدمہ سے رہائی کی کوئی صورت نہیں تھی۔'' (۱)

تنازع سے راحت:

ایک اور کرامت کا ذکر کرتے ہوئے منظری صاحب لکھتے ہیں:

''اسی طرح حضرت شیر نیپال کے ایک عقیدت مند مجھے کاٹھمنڈو باغ بازار پان دکان پر ملے جو بھانڑسر ضلع سرلاہی کے رہنے والے مکرانی برادری سے تعلق رکھتے ہیں، نول پور میں بھی ان کی زمین جائداد ہے، مکان ہے اور برکاتی پیٹرول پمپ کا مالک

(۱) نقوش حیات

بھی ہے۔ مجھے سلام کیا اور پوچھا آپ منظری صاحب ہیں؟ میں نے کہاہاں میں منظری صاحب ہوں۔ پھر وہ نزدیک کی چائے دکان پر چائے نوشی کے لئے لے گئے اور کہنے لگے کہ آپ سے میری ملاقات بھانڑسر اور بیل بانس میں ہوچکی ہے اور ہریون جلسہ میں بھی آپ سے ملاقات ہوئی تھی اور حضرت شیر نیپال آپ کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔ پھر وہ چائے کے ٹیبل پر ہی اپنا حال اور حضرت شیر نیپال کی کرامت اور اپنی سرگزشت بیان کرنے لگے۔ان کا نام ذکی احمد مکرانی ابن شفیع احمد مکرانی ہے، ذکی صاحب نے بیان کیا کہ میں پیٹرول پمپ کے لئے بہت دنوں سے کوشش کر رہا تھا مگر جس زمین پر مجھے پیٹرول پمپ لگانا تھا اس سے متصل ایک غیر مسلم کی زمین تھی، اس نے تنازع پیدا کردیا تھا کسی طرح وہ صلح کے لئے راضی نہیں تھا۔ میں کافی پریشان تھا، لائسنس کا ڈیٹ ختم ہو رہا تھا، کوئی صورت بظاہر نظر نہیں آرہی تھی۔ میں پریشانی کے عالم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال زار سنایا، حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا آپ نے حضور صاحب البرکات کی نسبت سے پیٹرول پمپ کا نام رکھا ہے جایئے ان شاء اللہ سب ٹھیک ہوجائے گا۔حضرت نے دعا کی اور میں حضرت سے اجازت لے کر نول پور آ گیا۔ایک روز میں ٹہل رہا تھا اور پیٹرول پمپ کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس غیر مسلم نے خود ہی مجھے بلایا اور میں جیسا چاہتا تھا اسی طرح صلح کرنے کے لئے راضی ہوگیا اور صلح کرلیا اور پیٹرول پمپ میرا الگ گیا۔ یہ ہے فیضان حضور صاحب البرکات اور حضرت شیر نیپال کی کرامت ہے۔''(۱)

❁❁❁

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔www.barkatussunnah.com

اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کرسکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ وتحقیق کتابیں اپ لوڈ کردی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

(۱) نقوش حیات

پندرہواں باب

شیر نیپال ارباب علم و دانش کی نظر میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی محمد
وعلی آل محمد کما صلیت
علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم
انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد وعلی
آل محمد کما بارکت علی
ابراھیم وعلی آل ابراھیم
انک حمید مجید

شیر نیپال ارباب علم ودانش کی نظر میں

مشائخ واکابر علمائے اہل سنت:

☆حضور حافظ ملت علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور (یوپی)

''مولانا جیش محمد صدیقی ایک قابل عالم دین ہیں ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس علاقہ میں ان کے ذریعہ سنیت کی تبلیغ واشاعت ہوگی''۔ (جلسہ سرکار مدینہ کانفرنس منعقدہ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ)

☆افضل الشعراء، حضرت علامہ سید آل رسول حسنین میاں نظمی برکاتی علیہ الرحمہ (مارہرہ شریف)

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ الکریم

امابعد!

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
شور مہ نو سن کر تجھ تک میں دواں آیا
ساقی میں تیرے صدقے مے دے رمضاں آیا

جب مجھے معلوم ہوا کہ میرے والد ماجد حضور سید العلماء اپنی حیات ظاہری کے آخری دور میں نیپال کے دورے پر تشریف لائے، جہاں سے جانے کے بعد میرے ابا کا انتقال ہوگیا وہ آخری دورہ تھا میرے والد ماجد کا۔ میں نے سوچا کہ ابا نے نیپال کو کیوں چنا؟ نیپال بھر میں شیر نیپال کو کیوں چنا؟ تو جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ ایک مصطفیٰ نے صدیق کو چنا تھا تو آل مصطفیٰ نے صدیقی کو چنا۔ تو وہ ابا کا انتخاب میرے والد ماجد کا انتخاب، آبروئے خانوادۂ برکات کا انتخاب یقیناً ایسا ویسا نہیں ہوسکتا۔ اور میں آپ سب حضرات کو گواہ بنا کر آج اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ حضور جیش محمد صدیقی صاحب شیر نیپال کی مخالفت کرنے والا ہم برکاتیوں کا مخالف ہے، وہ خاندان برکات کا مخالف ہے، ہمارا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اور میں مفتی صاحب کو یہ بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مفتی صاحب آپ اپنا مشن آگے بڑھاتے رہئے پورا خاندان برکات آپ کی پشت پر ہے، آپ کا پسینہ جہاں گرے گا میرا خون وہاں گرے گا۔ سید کا خون سستا نہیں ہے اور سیدوں میں بھی نظمی کا خون بہت اعلیٰ ہے۔ میرے خون کا گروپ (NEGATIVE 0) ہے۔ ایک ہزار آدمی میں ایک آدمی کا ملتا ہے بس۔ اتنا مہنگا خون رکھتا ہوں اپنی رگوں میں۔ آل نبی کا

خون تو ہے ہی مہنگا لیکن اس خون میں بھی مہنگا ترین خون میرا ہے اور وہ آپ کی نذر ہے۔ جس وقت آپکو ضرورت ہو نظمی کی اولاد آپ پر قربان ہے۔ میں سپوت ہوں کپوت نہیں ہوں۔ میرے باپ نے آپ کو اپنایا ہے تو یہ میرا فرض ہے کہ میں آپ کو اپناؤں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ باپ کے اپنانے سے کچھ نہیں ہوتا، باپ کے اپنانے سے ہی کچھ نہیں ہوتا آپ کو تو باپ کے باپ نے یعنی ہم سب کے باپ نے اپنایا ہے، حبیب کبریا آپ کے ساتھ ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کا ساتھ دے رہا ہے۔ یہ خوش قسمتی ہر ایک کے حصے میں نہیں آتی۔ لوگ تو بہت گھوم رہے ہیں، مفت کے مفتی بھی گھوم رہے ہیں۔

جانے کیسے کیسے، ایسے ویسے ہوگئے
ایسے ویسے ، کیسے کیسے ہوگئے

لیکن معاملہ آج جو ہے ہر شخص دلیل چاہتا ہے، پورے ثبوت چاہتا ہے اور آپ نے وہ ثبوت خانقاہ کی صورت میں دے دیا ہے اور مدرسہ (حنفیہ غوثیہ) جنکپور کی صورت میں پیش کیا ہے۔ یہ جو اللہ کے سپاہیوں کا لشکر بیٹھا ہے یہ آپ ہی کی چھاؤنی سے نکلا ہے۔ یہ علم دین کا کارواں جتنا آگے بڑھے گا، جو ثواب انہیں ملے گا وہ سارا ثواب آپ کو ملے گا۔ میں بہت خوش ہوں، بہت خوش ہوں کہ میرے والد کا روحانی بیٹا، میرا روحانی بھائی الحمدللہ کہ چراغ سے چراغ جل رہا ہے، یہ برکاتی چراغ ہے، یہ مشعل برکاتیت ہے، اس کی شعائیں یہاں سے ہندوستان کے کشمیر سے کنیا کماری تک ہیں۔ الحمدللہ رب العالمین شیر نیپال کی سرگرمیاں صرف نیپال تک نہیں بلکہ سرحدوں کے پار بھی پہونچی ہیں، ان شاء اللہ اور اس سے بھی آگے پہونچیں گی۔ ابھی تو نکلے ہیں ابھی تو ان کا رنگ دنیا نے دیکھا ہے، ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ دیکھئے کہ کس طرح سے شیر نیپال دنیا کو مسخر کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے میری دعا ہے جس خانقاہ برکات کا افتتاح ہوا ہے تو یہ خانقاہ برکاتیہ کا صحیح معنیٰ میں عکس ثابت ہو ان شاء اللہ۔ اور ان بزرگوں کا ایک چھت کے نیچے جو سات قطب لیٹے ہوئے ہیں ان کا فیض جاری وساری رہے۔ (۱) وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

☆ تاج الشریعۃ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا علیہ الرحمہ

بانی مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف (یوپی)

حضرت شیر نیپال جیش محمد یہ تنہا ایک آدمی ہیں، یہ جیش محمد ہیں جیسا ان کا نام ہے وہ اپنے نام کے مطابق جیش محمد ہیں۔ محمد کا لشکر ہیں، محمد رسول اللہ کے دین کے سپاہی نہیں بلکہ دین کے لشکر ہیں۔ یہ جوانہوں نے اس دیار میں پہچان مسلک اعلیحضرت کی قائم کر رکھی ہے اس پہچان کو آپ لوگ بھی قائم رکھیں۔ اور انہوں نے مسلک اعلیحضرت کا جو جھنڈا بلند کیا ہے اس جھنڈے کے نیچے رہو۔ آج جو ان کے جھنڈے کے نیچے رہے گا کل وہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے کے نیچے رہے گا۔

☆ قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ جمشید پور

ملک نیپال میں مسلک اعلیٰ حضرت کا تنہا پاسبان شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی صاحب ہیں۔

---

(۱) جلسہ برکات النبی کا خطاب منعقدہ ۲۰-۲۱ اپریل ۲۰۱۰ء

☆صوفیٔ باصفا حنیف ملت حضرت علامہ مفتی محمد حنیف قادری علیہ الرحمہ (گلاب پور کٹیا، مہوتری نیپال)

حضرت شیر نیپال علم و عمل تقویٰ و طہارت اتباع سنت میں اپنی مثال آپ ہیں، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت ہیں۔ مذہب ومسلک کا جو کام ہمارے ہم عصر علما کو کرنا چاہیے تھا وہ نہ کرسکے۔ ہمارے ہم عصر علما تحفظ عقائد اہل سنت ومسلک اعلیٰ حضرت کا کام کئے ہوتے تو وہابیت و دیوبندیت نیپال میں نہ پھیلتی۔ اللہ کریم کا کرم اور احسان ہے کہ حضرت شیر نیپال جیسا عالم مسلمانان نیپال کو عطا فرمایا۔ جو درس وتدریس، تبلیغ دین حنیف، احقاق حق، ابطال باطل اور مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل میں امتیازی شان رکھتے ہیں۔ صرف چند سالوں میں اپنی للّٰہیت وخلوص اور حسن عمل کی وجہ سے نیپال کی فضاء پر چھاگئے ہیں، جس کا اعتراف مخالفین بھی کرتے ہیں۔ (درمیان گفتگو جذباتی لحظہ میں فرمانے لگے) کوئی مانے یا نہ مانے میں کہتا ہوں حضرت مفتی جیش محمد نیپال میں اسلام وسنت کا معجزہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کے فیوض وبرکات جاری وساری رہے۔ حضرت شیر نیپال نے صحرائے نیپال میں گلاب کی کھیتی کی ہے، سنگلاخ زمین پر گلاب کی کھیتی کرنا سب کے بس کی بات نہیں۔ حق تو یہ ہے کہ جنکپور علاقہ کے مدارس جن میں بیرونی طلبہ مطبخ میں ہوتے تھے حضرت شیر نیپال کے الجامعۃ الحنفیہ الغوثیہ میں طلبہ کی کثرت کو دیکھ کر اپنے مدرسوں میں طلبہ کی تعداد بڑھا دیا ہے اور علاقہ کے مدارس الجامعۃ الحنفیۃ کی تعمیری وتعلیمی کام کو دیکھ کر متاثر ہوئے اور اپنے مدرسہ کے تعلیمی اور تعمیری کام کو ترقی دیا ہے۔ (۱)

☆حضور جمال ملت علامہ جمال رضا خاں صاحب قبلہ (بریلی شریف)

قطب مدینہ کے شہزادۂ گرامی قدر مولانا فضل الرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک سلسلہ صرف چار واسطوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے جاملتا ہے، تو اس سلسلے کی خلافت واجازت شیر نیپال کو عطا فرمائی۔ یہ سلسلہ معمریہ ہے تو سلسلہ معمریہ کی تو الحمد للہ اس فقیر کو بھی اجازت، شیر نیپال کو بھی اجازت۔ شیر نیپال کا دامن پکڑو گے تو مصطفی کی بارگاہ میں غوث اعظم کے وسیلے سے پہنچو گے، غریب نواز کے وسیلے سے پہنچو گے اور پانچ واسطوں سے سلسلہ معمریہ میں حاضر ہوجاؤ گے۔ العلماء ورثۃ العلماء'' علماء نبیوں کے وارث ہیں گویا کہ جو کام یعنی اللہ تبارک وتعالی کا راستہ دکھانا اور شیطان کے مکروفریب سے بچانے کے لئے ہدایت نبیوں کا کام تھا وہ کام اللہ کے حکم سے نبی نے اپنی امت کے علماء کو سپرد کردیا۔ اب جہاں شیر نیپال ہوگا وہاں کوئی دیوبندی شیطان کے فریب میں بہکانے والا نہیں آئے گا۔ اگرچہ دیوبندی وہابی ہو یا صلح کلی ہو۔ اور یقین جانو یہ (شیر نیپال) ہمارے ہیں اور ان کا جو کچھ ہے وہ ہمارا ہے۔ میں اعلیٰ حضرت کی جوتیوں کو بوسہ دے کر کہتا ہو، مفتی اعظم کے نعلین، مفتی اعظم کی جوتیوں کو بوسہ دے کر کہتا ہوں کہ ہمارے بریلی کے علماء اور مشائخ کی نیابت کا حق اگر کررہا ہے کوئی نیپال کی سرزمین پر تو وہ شیر نیپال کی ذات ہے۔ جو ان کا مرید ہے وہ ہماری معرفت مرید ہے اور جو ہمارا مرید ہے وہ ان کا مرید ہے۔ مسلمانو! ایک عالم دین طریقت میں بھی تمہارا رہبر ہے اور شریعت میں بھی تمہارا رہبر ہے۔

---

(۱) نقوش حیات

☆ **شیخ طریقت حضرت علامہ سید محمد عارف میاں صاحب قبلہ رضوی علیہ الرحمہ**

سابق شیخ الحدیث جامعہ منظر اسلام بریلی شریف

حضرت مولانا موصوف نے ہر ہر مسئلہ پر اس قدر ذمہ دارانہ انداز میں قلم اٹھایا ہے کہ بعض بعض مقامات پر تو بے ساختہ دل سے صدائے داد وتحسین نکل پڑی۔ اہم مسائل کی تحقیق میں آپ نے دلائل لانے میں اپنے اسلاف بالخصوص سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کو بنیاد قرار دے کر استدلال میں جو ندرت اور دلائل کی کثرت فرمائی ہے وہ حضرت ممدوح کا اپنا حصہ اور آپ کی عبقریت کی دلیل ہے۔ ساتھ ہی جوابات میں ہر مسئلہ پر عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے سائل نے سوال میں جس چیز کو چھوڑ دیا ہے مولانا نے اسے بھی جامۂ تکمیل عطا فرمایا ہے۔ یوں تو میں ذاتی طور پر قاضی نیپال سے واقف ہی نہیں بلکہ ان کے علم وحلم اور ان کی بالغ النظری کا بہت ہی قریب سے عارف ہوں، تاہم فتاویٰ برکات میں آپ کے جس تبحر علمی کا ثبوت ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔(۱)

☆ **شمس الاولیا حضرت مفتی محمد شمس الحق علیہ الرحمہ باڑالہوریا**

حضرت علامہ مفتی اعظم نیپال کے بارے میں جو لوگ کہتے ہیں کہ سنی عالم پر کفر کا فتویٰ دیتے ہیں یہ الزام بے بنیاد ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت پر چلنے والا اس علاقہ میں ان سے بڑھ کر نہیں دیکھ رہا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں اعلیٰ حضرت کا نام لیا جائے اور دیکھو کہ وہ نام سن کر خوش نہیں ہے تو سمجھو کہ وہ گڑبڑ ہے اور نیپال میں شیر نیپال کا نام سن کر جو ناخوش ہو تو سمجھو کہ گڑبڑ ہے۔

☆ **محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ گھوسی**

شیر نیپال مفتی جیش محمد متقی، پرہیزگار اور محتاط عالم دین ہیں۔ عالم ہو تو شیر نیپال جیسا۔

☆ **مفتی اعظم ہالینڈ حضرت علامہ مفتی عبد الواجد علیہ الرحمہ دربھنگہ (بہار)**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریباً چالیس سال قبل کی بات ہے جب کہ ۱۳۹۴ھ ماہ ربیع النور میں مدرسہ حنفیہ جنکپور دھام میں مدرسہ ہذا کے زیر اہتمام عظیم الشان فقید المثال جلسہ ہوا۔ جس میں قوم وملت سے خطاب فرمانے کیلئے سرکار مارہرہ مطہرہ حضور سید العلماء عمدۃ المتکلمین علامہ سید شاہ آل مصطفیٰ صاحب صدر سنی جمیعۃ العلماء بمبئی، جلالۃ العلم استاذ العلماء حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث مرادابادی اور مجاہد جلیل حضرت علامہ مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی ممبر پارلیامینٹ وغیرہم نے تشریف ارزانی فرمائی تھی۔ اس وقت نیپال کے افق پر شیر نیپال عالم خوش خصال مولانا حافظ شاہ جیش محمد صدیقی کے برکات علم وفضل کا سورج طلوع کر چکا تھا اور اس کی کرنیں ترائی نیپال سے مغلان کے حدود اربعہ پر چمکنے لگی تھیں۔ مذکورہ فقید المثال جلسہ کا ذمہ اسٹیج پورے طور پر فقیر بے مایہ کے کنٹرول میں تھا۔ اور میرے خیال میں اس جلسہ کو نیپال کی تاریخ میں بہرنوع تاریخی حیثیت حاصل ہوئی۔ اسی وقت سے

---

(۱) تاثر بر فتاویٰ برکات دوم

اس مدرسہ نے ’’جامعہ حنفیہ غوثیہ‘‘ کا لباس زریں زیب تن کیا، جو روز افزوں روشن وتابناک ہوتا گیا۔ اس مبارک ومسعود موقعہ سے خصوصی طور پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اس فقیر سراپا تقصیر کو طلب فرمایا اور نصیحت فرمائی کہ ’’مولانا جیش محمد صدیقی ایک قابل عالم دین ہیں ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں مجھے امید ہے کہ اس علاقہ میں ان کے ذریعہ سنیت کی تبلیغ واشاعت ہوگی لہٰذا آپ ان کا ساتھ دیتے رہیں گے‘‘ میں نے عرض کیا حضور! میں تو ان کا ساتھ دیتا ہی ہوں۔ آپ نے فرمایا ’’میں نے مستقبل کے لئے آپ کو یہ مشورہ دیا ہے‘‘ میں نے عرض کیا ان شاء اللہ تعالیٰ میں اس حکم پر کاربند رہوں گا۔ چنانچہ جب سے اب تک میں اسی حکم کے تحت شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی زید مجدہ کے قدم بہ قدم ہوں۔ (۱)

☆ نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا قاری تسلیم رضا صاحب قبلہ بریلی شریف

حضرت شیر نیپال، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے، شفائے کلی روحانی جسمانی قائم دائم عطا فرمائے، ان کا سایہ عاطفت ہم سب غربائے اہل سنت پر تادیر قائم دائم عطا فرمائے۔ پورے نیپال میں الحمدللہ اتنا کام کیا ہے سنیت کا اور مسلک اعلیٰ حضرت کا اور پورے نیپال میں میرے عم محترم حضرت تاج الشریعہ حضور اختر رضا خان دامت برکاتہم القدسیہ بہت پہلے تشریف لائے تھے۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ شیر نیپال کے جھنڈے تلے آجاؤ یہ سرکار دوعالم ﷺ کے جھنڈے تلے پہنچادیں گے۔ بہت بڑی بات ہے، بہت بڑا منصب ہے میرے شیر نیپال کا۔ حضرت نے بہت کام کیا ہے، انتھک محنت کی، بہت محنت کی ہے، ماشاء اللہ بہت کام کیا ہے انہوں نے۔ پورے نیپال میں حضرت کی شخصیت اور ہندوستان میں بھی اکثر جگہوں پر حضرت کا بڑا چرچا ہے۔ بہت مریدین، بہت چاہنے والے ہیں۔ اور ان کے شہزادگان بھی بڑے ہونہار ہیں۔ ان کے ذریعہ اگر آپ لوگ جڑے رہیں اور اختلاف میں نہیں پڑیں گے تو آپ کا اور ہمارا بیڑا پار ہوجائے گا ان شاء اللہ۔ ہمارے اندر اگر اتفاق ہوگا، متفق اگر ہم ہوں گے تو ان شاء اللہ یہ کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اتحاد زندگی ہے اور اختلاف موت۔ اتحاد سے رہنا چاہئے اور ہمارے قائد ہمارے رہبر مشفق اور پورے نیپال کے سرپرست حضرت شیر نیپال ہیں اور ہندوستان کے ہی نہیں بلکہ دینا بھر کے آج ہمارے عمید ہمارے تاج تاج الشریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔

☆ عطائے خواجہ حضرت علامہ مولانا انوار احمد قادری برکاتی دام ظلہ العالی

سربراہ اعلیٰ جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ، اندور (ایم پی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ’’اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا‘‘ (سورہ فاطر ۲۸) ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (کنزالایمان)

(۱) ۱۰؍جمادی الآخر ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۱؍اپریل ۲۰۱۳ء کا تحریر کردہ تاثر

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''العلماء ورثۃ الانبیاء ''یعنی عالم ربانی نبی کے وارث ہو تے ہیں۔اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد و بیان کی روشنی میں مخدوم اہل سنت، عالم ربانی، یادگار اسلاف، ناشر رضویات، فدائے برکاتیت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی جیش محمد صاحب قبلہ برکاتی دام ظلہ العالی والنورانی عالم ومفتی اور خطیب ذیشان کے ساتھ صاحب تقویٰ اور عابد شب زندہ دار ہیں۔مسلک حق مسلک اعلی حضرت کے آپ سچے مبلغ وترجمان ہیں۔ آپ کی محفل میں بیٹھنے والا اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، غوث وخواجہ، شاہ برکات، اعلیٰ حضرت ومفتی اعظم ہند اور سید العلماء و بزرگان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے کردار وعمل کا شناسا اور ان کے عشق ومحبت کا جام پی کر سنی صحیح العقیدہ متقی پرہیزگار جنتی مسلمان بنتا نظر آتا ہے اور یہی ایک سچے عالم باعمل عاشق رسول کی صحبت کی پہچان ہے۔

نیپال کے تقریباً ہر سنی مسلمان پر اور خاص طور پر علماء اہل سنت پر آپ کی محبت وعنایت کی برسات ہوتی ہے۔آپ کی ذات اہل حق کے لئے ابر رحمت ہے اور اہل باطل دیوبندی، وہابی، اہل حدیث اور اعلی حضرت کے دشمنوں ومخالفوں کیلئے برق الٰہی ہے۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں سے کیا مروت کیجئے

گدائے غوث وخواجہ انوار احمد قادری برکاتی رضوی خادم الجامعۃ الغوثیہ نے آپ کی ذات ستودہ صفات کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا مگر جب دیکھا تو اس سے بہتر پایا۔آپ نے کرم فرمایا ۴/ مارچ ۲۰۱۲ء الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز میں قدم رنجہ فرمایا اور اپنی نیک دعاؤں سے طلبہ ومدرسین، معاونین کو سرفراز کیا اور جامعہ کے حق میں نیک خواہشات کا اظہار فرمایا اور پھر شب میں تاریخ ساز ''تاجدار اولیاء کانفرنس'' میں جو خطاب آپ نے کیا اس بے مثل خطاب نے بزرگوں کی محفلوں کی یاد دلادی۔

مدت کے بعد ہو تے ہیں کہیں پیدا وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

اللہ تعالی حضرت مفتی اعظم نیپال مفتی جیش محمد صدیقی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی والنورانی کو صحت وسلامتی کے ساتھ تادیر زندہ رکھے اور اسی طرح ایک عالم آپ کے فیض وکرم سے مالامال ہوتا رہے۔(تقریظ تاجدار نیپال)

☆**خلیفہ ونائب حضور شیر نیپال حضرت مفتی احمد حسین برکاتی**

کسی انسان کی عظمت و بزرگی اس کے کردار وعمل کے آئینہ میں دیکھا جاتا ہے۔جو لوگ کردار وعمل کے دھنی ہوئے ہیں ان کی فوقیت وبرتری تسلیم کی جاتی ہے۔انہیں کا نام خلق خدا کی بستی میں سکۂ رائج الوقت کی طرح چلتا ہے، انہیں نام ونمود اور دنیوی شہرت ومقبولیت کی طلب نہیں ہوتی۔ان کا ہر کام رضائے الٰہی کے لئے ہوتا ہے، ان کے ہر کام میں خلوص وللّٰہیت ہوتی ہے۔ان کی زندگی کی ہر ساعت خلق خدا کی خدمت عین وملت اور مذہب ومسلک کی حفاظت وصیانت اور ترویج واشاعت میں گذرتی ہے۔یہ امر اپنی جگہ مسلم ہے کہ ایسی شخصیتیں بہت نادر ہیں۔قاضی القضاۃ، مفتی اعظم نیپال دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات بابرکات انہیں

پاکیزہ نفوس شخصیتوں میں سے ہیں جن کے بارے میں بلا جھجک یہ کہا جا سکتا ہے کہ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

تقریباً چالیس سال سے جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں حضرت کی خدمت میں رہ کر بہت قریب سے ان کو دیکھ رہا ہوں ۔میں نے ان کی خلوت وجلوت دیکھی ہے ان کی صبح وشام دیکھی ہے، میں نے ان کو سفر وحضر میں دیکھا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ خلوص وللّٰہیت کے پیکر ہیں ۔الحب فی اللہ والبغض فی اللہ آپ کی رگ رگ میں سمایا ہوا ہے۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جذبہ بیکراں رکھتے ہیں اور اصلاح عمل وعقیدہ میں ہر وقت مصروف رہتے ہیں۔خود اپنے اعمال وکردار، رفتار وگفتار اور اشتغال واوراد میں استقامت فی الدین کے کوہ گراں ہیں۔یہ وہی استقامت ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ یعنی دینی امور میں پائیداری اور ثابت قدمی ظہور کرامت سے بڑھ کر اور عظیم ہے۔درس وتدریس کا گرتا ہوا معیار کسی پر مخفی نہیں، نہ طلبہ میں شوق اور نہ اساتذہ میں خلوص الا ماشاء اللہ۔عموماً یہ ہوتا ہے کہ طلبہ مجبوراً پڑھتے ہیں اور اساتذہ بھی محض ڈیوٹی سمجھ کر اپنا فرض نبھاتے ہیں ۔اس کے برعکس آپ کا انداز درس وتدریس نہایت مخلصانہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج کل تعلیم کے ساتھ تربیت اور طلبہ کی عملی زندگی میں نکھار پیدا کرنے کا جذبہ تقریباً مفقود ہے۔آپ کی شخصیت اس حیثیت سے بھی ممتاز نظر آتی ہے۔ہر طالب علم پر نماز کی پابندی، سچ بولنے کی ترغیب، اساتذہ کرام کا احترام، کتابوں کی قدر حتی کہ عام بول چال میں بھی حد درجہ احتیاط کی ترغیب، یہ وہ اوصاف ہیں کی جن کی بنا پر آپ کے تلامذہ کی عملی زندگی میں کافی حد تک نکھار آجاتی ہے۔غرض آپ نے جامعہ میں ایسا ماحول بنایا کہ ملک ہی نہیں بلکہ بیرون ملک میں بھی جامعہ کی تعلیم وتربیت کا شہرہ ہوگیا۔طلبہ کی تعلیم وتربیت میں پختگی لانے کے لئے شب وروز جدوجہد کرتے رہتے ہیں ،انہیں بدمذہبوں اور گمراہ فرقوں کے عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ سے آگاہ فرماتے رہتے ہیں اور انہیں انکی تردید کا طریقہ سکھاتے ہیں، اہل سنت وجماعت کے عقائد حقہ کی حقانیت سے روشناس کرا کے طلبہ کو احقاق حق وابطال باطل کا ایسا نرالا طور اختیار فرماتے ہیں کہ اپنوں پر اہل سنت کی حقانیت اور اہل باطل کا بطلان روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہوجاتا ہے اور غیروں پر ایسی ہیبت طاری ہوجاتی ہے کہ ان کی زبان مقال گنگ اور ششدر رہ جاتی ہے۔تلامذہ میں جو بھی خامیاں ملاحظہ فرماتے ہیں عمدہ طریقہ سے اس پر تنبیہ فرماتے ہیں، اسی طرح مریدین، معتقدین، متوسلین میں بھی عقیدہ وعمل کی جو بھی خامی کا کمزور پہلو پاتے ہیں بلاخوف لومہ لائم اس پر تنبیہ وتہدید فرماتے اور اس کی اصلاح کرتے ہیں۔الغرض ہر وقت اپنے قول وعمل، گفتار وکردار سے اہل سنت کی تعمیر واصلاح ہی کی دھن میں مست ومگن رہتے ہیں۔آپ کا مشن اور زندگی کا نصب العین مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترویج واشاعت ہے، اس لئے کہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت کی چاشنی عطا فرمانے والے سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ سے آپ کو سچا عشق ہے، جس پر آپ کی تصنیف لطیف فتاویٰ برکات شاہد عدل ہے۔جس کا ہر فتویٰ مسلک اعلیٰ حضرت کا آئینہ دار ہے۔آپ اپنی تحریر وتقریر واور تعلیم وتدریس سے طلبہ اور مسلمانان اہل سنت کو خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور

فرمانبرداری کا درس دیتے ہیں تو دوسری جانب گستاخان الوہیت وشان رسالت یعنی دشمنان خدا اور رسول اور جھوٹے مدعیان اسلام و سنیت وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، نجدیوں، صلح کلی پھلواریوں، مجیبیوں اور دیگر مذاہب باطلہ کے مکروفریب اور ان کے عقائد باطلہ فاسدہ کی دھجیاں بکھیرتے ہیں اور عوام اہلسنت کو ان سے دور ونفور رہنے کی تاکیدیں بھی فرماتے ہیں۔

مفتی اعظم نیپال کی عظیم شخصیت دنیائے سنیت میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی شخصیت مہر نیم روز کی طرح آشکارا ہے۔ استقامت فی الدین میں آپ کا مقام ممتاز ہے۔ اس ارفع واعلیٰ مقام پر بہت کم علماء فائز ہوتے ہیں، دین کی صداقت وحقانیت ایسے ہی علماء سے جانی اور پہچانی جاتی ہے۔ ملت ایسے ہی شخصیت پر ناز کرتی ہے، طریقت ایسے ہی مرد کامل اور شیخ طریقت پر فخر کرتی ہے، شریعت ایسے ہی ذات بابرکات سے فروغ پاتی ہے۔ آپ دینی صلابت، رشد وہدایت، اخلاص وعمل، تقویٰ وطہارت، عمل بالشریعۃ سے ایسے معمور ہیں جس کی دور حاضر میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ کی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ دین متین کی ترویج واشاعت اور مذہب مہذب کی حمایت وتائید میں مصروف ہے۔ زندگی کی ایک ایک ساعت فرق باطلہ وگروہ ضالہ کے ردوطرد اور کفر وشرک کے ابطال وتردید میں گذر رہی ہے۔ آپ کی ذات جامع صفات، منبع فیوض وبرکات اور تبحر علمی وتفکر اسلامی کے اعلی مقام پر فائز ہے، جو اپنی خصوصیت میں علمی وقار اور عالمانہ شان رکھتی ہے۔ آپ کی ذات میں فکر وفن کی گہرائی، تبحر علمی، تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت اور دین میں کامل بصیرت پائی جاتی ہے۔ آپ نے اپنے زمانے کے جن علماء راسخین ومشائخ کاملین سے فیوض وبرکات حاصل کیا ہے ان میں خاص طور پر قابل ذکر تاجدار اہل سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان، بحر العلوم حضرت علامہ سید افضل حسین صاحب مونگیری، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، حضرت علامہ حافظ عبدالرؤف صاب نائب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مولانا کاظم علی بستوی شیخ الحدیث دارالعلوم علیمیہ دامودر پور، حضرت علامہ مولانا قاری محمد ظہیرالدین صاحب اعظمی علیہم الرحمۃ والرضوان سے بہت زیادہ علمی فیضان اور رشد وہدایت اور استقامت فی الدین حاصل فرمایا اور اس قیمتی سرمایہ کو اپنے سینۂ بے کینہ میں مثل نگینہ محفوظ رکھا اور اپنے زمانے میں انہیں خصوصیات کی وجہ سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ آپ نے اپنی ذات کو جس رنگ میں رنگ لیا ہے اپنے معتقدین، متوسلین اور تلامذہ کو بھی اسی رنگ میں رنگنے کی سعی شب وروز کر رہے ہیں۔ اپنوں کی محفل ہو یا غیروں کی بزم، نرغہ اغیار ہو یا دشمنان دین ومذہب کی سازشیں جب بھی کسی نے شریعت مطہرہ کے خلاف زبان کھولا یا مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف بکواس کیا تو اسی وقت اس شیر سنیت کی للکار نے مخالف کا جبڑا چیر دیا اور باطل کا کلیجہ پھاڑ دیا ہے۔ غرض ہر طرح سے آپ نے دین وملت اور مذہب ومسلک کی بے لوث خدمت وحفاظت کی ہے۔

اظہار عقیدت علماء اہل سنت:

☆وقار اہل سنت حضرت محمد عارف برکاتی صدر المدرسین جامعہ غوثیہ غریب نواز اندور

وہ ذات جس کا ماضی اسلام کی خدمات سے معمور ہے، حال اس کے دینی کارناموں کی چمک سے جگمگا رہا ہے، مستقبل

کے لئے جس نے ہزاروں علماء وفضلاء وحفاظ کو جیش محمدی کے طور پر ہندونیپال میں پھیلا رکھا ہے، جو گلشن علم کی بہار ہے، اہل سنت کا وقار ہے، آ گہی کا لالہ زار ہے، اسی عالم ربانی کا نام شیر نیپال محمد جیش ہے۔ شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی ذات برصغیر کے لئے چراغ ہدایت خصوصاً نیپال میں آپ کا وجود شب دیجو میں روشن چاند کی طرح ہے۔ مردہ سنت کو زندہ کرنے والا سوشہیدوں کا ثواب پاتا ہے، آپ نے تو نیپال میں شعائر اسلام کو حیات دوام بخشی ہے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ کے اجر وثواب کو۔

☆حضرت مولانا رضی الدین احمد فیضی برکاتی جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ اندور

بلاشک وارتیاب ساری کائنات کا خالق ومالک خدائے وحدہ لاشریک کی پاک ذات ہے، وہی بندوں کی رشدوہدایت کا ضامن تنہا ہے۔ کبھی انبیاء ومرسلین کی بعثت سے اور کبھی اولیاء، وصالحین کی قدوم رحمت سے، تو کبھی علمائے ربانیین کی اثر صحبت سے اپنے بھٹکے ہوئے بندوں کے لئے راہ نجات ومغفرت، صلاح وفلاح کا سامان مہیا کرتا ہے۔ اور علمائے ربانیین اپنی وراثت انبیاء کے مصباح منیر سے تاریک دلوں کو جگمگا دیتے ہیں اور انہیں علم شریعت کے ذریعہ جادۂ رشدوہدایت سے مربوط کر دیتے ہیں۔ انہیں علمائے ربانیین میں ایک تبسم کناں ذات بقیۃ السلف، نمونۂ اسلاف، قائد اعظم نیپال، علام شریعت، پیر طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ المفتی جیش محمد صدیقی برکاتی الملقب بہ شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ہے۔ جنہوں نے مسلمانان نیپال کی خمیدہ تقدیر کو اپنے مسیحائی ید طولیٰ سے بدل دیا، اپنے آپ کو اسلاف کی ایسی سچی تصویر بنا کر ان کے روبرو پیش کر دیا کہ انہیں حق وصداقت کے اس آئینے میں اپنی الجھی ہوئی بخت پیچیدہ نظر آ گئی۔ پھر تو انہوں نے اس مرد خدا کے دامن کو اپنا سائبان بنالیا، ان کے قدوم میمنت لزوم کو رحمت وبرکت کا خزینہ مان لیا، ان کے ہاتھوں کو توبۂ نصوح کا ذریعہ تصور کر لیا، ان کے فکر وخیال کو صالحین کی فکری صلابت کا حصہ مختص کر لیا، ان کی نظر کو نگاہ کیمیا اثر کا درجہ دے دیا، ان کے دلی رجحان کو قلوب مردان خدا کے جھکاؤ سے ہم آہنگ کر دیا۔ غرضیکہ آپ کی پوری ذات کو اپنے لئے دونوں جہاں میں فوز وفلاح کی کشتی کا ساحل نجات یقین کر لیا۔ حضور شیر نیپال کی حیات کا ہر گوشہ مہر درخشاں سے زیادہ روشن وتابناک اور آپ کی سیرت وکردار، گفتار ورفتار، انداز تبسم وکلام حیات پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکمل آئینہ دار ہے اور اسی تمسک بالشرع واتباع سنت سید الانام علیہ وآلہ افضل الصلاۃ واکمل التسلیم کی برکت وفیضان سے عوام وخواص، علماء ومشائخ میں قبولیت عامہ تامہ حاصل ہے۔ آپ نے جو ملی، قومی، سماجی اور تبلیغی واصلاحی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں وہ رہتی دنیا تک فراموش نہیں کئے جائیں گے، بلکہ جریدۂ عالم پر ان خدمات جلیلہ کی بناء پر ایسے ہی جگمگاتے رہیں گے جیسے آفتاب وماہتاب آسمان دنیا پر۔ اللہ تعالیٰ آپ کا فیضان اہل سنت پر بالعموم اور مسلمانان نیپال پر بالخصوص جاری فرمائے اور آپ کے مراتب ودرجات کو خوب علو ورفعت عطا فرمائے آمین۔

☆حضرت مفتی محمد احمد رضا ثقافی لہان

شیر نیپال محدث اعظم نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی ملک نیپال کے جید قدیم معمر ذات استعداد عالم دین

ہیں جن کے علمی وروحانی فضل وکمال کی جلوہ ریزیوں سے مسلمانان ہند و نیپال لطف اندوز ہو رہے ہیں۔آپ ہی کی دینی ملی مذہبی خدمات جلیلہ کا نتیجہ ہے کہ آج ملک نیپال میں سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ بلند ہو رہا ہے۔اس وقت ملک نیپال میں جتنے علماء کرام ہیں اکثر بلا واسطہ یا بالواسطہ حضرت ہی کے شاگرد ہیں۔آپ کی زندگی دین متین کی خدمات میں گذری ہے۔آپ نے علماء سے لے کر عوام الناس تک حق و باطل کا پیغام واضح طور پر پہنچا کر مسلمانوں کو گمرہی و بدعقیدگی سے بچایا ہے۔مذہب وملت کے اصول وضوابط وقوانین شرعیہ وعقائد دینیہ کی تبلیغ ملک و بیرون ملک میں تحریر وتقریر اور تصنیف اور مناظرہ کے ذریعہ اور شاگردان و خلفاء کا قافلہ ملک و بیرون ملک کے مختلف خطوں اور علاقوں میں روانہ فرما کر اعلیٰ پیمانہ پر کی ہے اور ایسی خدمات جن کا اعتراف ہر منصف کو ہے۔خصوصاً آپ نے بنیادی طور پر ان باتوں پر توجہ دی جن پر ایمان کا دارومدار ہے۔اس طرح آپ نے ملک کے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کی اور بروں کو آئینہ دکھلا کر برا ثابت کیا۔مسلمانوں کو عقائد صحیحہ اور عقائد باطلہ کی پہچان بتا کر عقائد باطلہ سے کوسوں دور رہنے کا پیغام دیا۔لقولہ علیہ السلام ایاکم و ایاکم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔آپ کی ذات تفقہ فی الدین، امعان نظر، وسعت مطالعہ اور ژرف نگاہی اور علوم قرآن واحادیث پر کامل گرفت کی بنیاد پر ایک بحر کی حیثیت رکھتی ہے، جس کی تہہ سے موتی نکالنے میں بڑے بڑے غواص بھی ناکام ہیں۔

☆مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی جامعہ غوثیہ غریب نواز، اندور (ایم پی)

حضور شیر نیپال کی علمی تحقیق، دینی، مذہبی اور ملی خدمات کی بنیاد پر اکابر علمائے کرام نے آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا اور اجازت وخلافت سے بھی نوازا اور ہم عصر واصاغر علمائے کرام نے آپ کو ایک قائد ورہنما تسلیم کیا۔نورانی چہرہ، روشن وتابناک پیشانی، جمال وجلال کا حسین سنگم، اخلاق وکردار کا پیکر، صبر واستقامت کا مجسم اور حامل فضائل وکمال حضور شیر نیپال کی ذات یقیناً قابل صد مبارکباد ہے۔بے بنیاد اختلافات سے دور اور ترویج وتبلیغ اہل سنت و جماعت ومسلک اعلیحضرت کی دھن ولگن آپ کی ذات کو ممتاز کرتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ تمام بڑی خانقاہوں میں یکساں مقبول ومعظم نظر آتے ہیں۔حضور شیر نیپال کے علمی وتبلیغی فیضان سے ہند و نیپال مستفیض ہوا ہے۔لیکن خصوصی طور پر ملک نیپال پر جو آپ کا علمی ودینی فیضان ہوا ہے اور وصال کے بعد بھی جاری ہے وہ قابل دید ہے۔علمائے نیپال وشرفائے نیپال آپ کی ان عظیم خدمات پر جتنا خراج عقیدت پیش کریں کم ہے۔

☆حضرت مولانا محمد شاہد رضا فیضی جامعہ غوثیہ غریب نواز، اندور (ایم پی)

علامہ جلیل، فضیلۃ الاستاذ الکبیر، اللہ عزوجل کے محب حقیقی، رسول اکرم نور مجسم ﷺ کے عاشق صادق، مبلغ اسلام حضرت الحاج مفتی الشاہ جیش محمد قادری صاحب قبلہ علیہ الرحمہ المعروف بہ شیر نیپال صاحب قبلہ جو کہ ایک عظیم الشان علمی وروحانی شخصیت کا نام ہے۔جنہوں نے اپنی تعلیم وتبلیغ اور رشد وہدایت سے ایک زمانہ کو فیضیاب فرمایا ہے اور لاکھوں بندگان الٰہی کے ایمان وعقیدہ کے ڈاکوؤں سے حفاظت فرمائی۔جنکی صلاحیت، عفت، زہد، پاکیزگی، تقویٰ، طاعت، عبادت، قناعت، مروت، جواں مردی، دیانت، حفاظت، امانت واخلاص، خشوع وخضوع، عاجزی، تواضع وتحمل، برداشت، عفو اور چشم پوشی، مہربانی وانفاق

فی سبیل اللہ، ایثار، اطعام طعام، اکرام واحسان، خدا کی عبادت میں اخلاص وانہاک، سچائی وصبر، خاموشی وبردباری، رضا وحیاء، سخاوت ووفاداری، خوف وامید، ریاضت ومجاہدہ اور مراقبہ جیسی بیش بہا صفات کا ایک عالم معترف ہے۔ حضور شیر نیپال اہل سنت و جماعت کی اس قابل فخر ومقتدر شخصیت کا نام ہے جس نے اپنے روز وشب کو فروغ اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے لئے وقف کردیا۔ اور جن کے بیش بہا کارنامے سے ملک نیپال وہند زیر بار احسان ہیں۔

☆حضرت مولانا مختار احمد فیضی جونپوری جامعہ غوثیہ غریب نواز، اندور (ایم پی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلام کی نشر واشاعت کا تاج خیر امت کے اولیاء وصلحاء اور علماء کے سر پر سجایا گیا۔ رواں صدی میں وقت کے جلیل القدر عبقری شخصیتیں اس کار اہم میں فعال ومتحرک نظر آرہی ہیں۔ ان قابل رشک ہستیوں کی فہرست میں ایک نام بہت نمایاں نظر آتا ہے جسے نیپال وہند کے باشندے اور اہل عقیدت ومحبت حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ کے نام سے جانتے ہیں۔ آپ سے متعارف ہونے کا پہلا ذریعہ آپ کی وہ تصنیفات وتالیفات ہیں جن پر تحقیقی وتخریجی خدمات انجام دینے کے لئے مجھ بے بضاعت کا انتخاب حضرت مولانا محمد عبدالسلام امجدی نے کیا۔ پھر جب ۴/مارچ کی صبح جب کہ آپ اندور ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تو جامعہ غوثیہ غریب نواز میں بھی آپ کی آمد ہوئی اور میرے لئے آپ کی زیارت سے مشرف ہونے کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ آپ کی نورانی، بارونق اور انوار وتجلیات میں غریق صورت علمی وجاہت اور سادگی دیکھ کر بے حد متأثر ہوا۔ حضور شیر نیپال شریعت کے پابند، اور مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت کے ناشر ومبلغ، اہل سنت کا نقیب ساتھ ہی بااخلاق، خوش مزاج وخوش خصال اور بہت سی گونا گوں محامد ومحاسن کے حامل تھے۔ آپ کے علم وفضل، تقوی وطہارت، بصیرت وفراست، ذہانت وذکاوت اور عشق ووجدان کی لطافتوں وطہارتوں کو دیکھ کر اگر میں یہ کہوں کہ آپ کی ذات اس حدیث پاک کے مصداق ہیں کہ ''اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجائے'' تو بیجا نہ ہوگا۔

❁❁❁

☆ادیب شہیر حضرت علامہ مفتی غلام طٰہٰ صاحب قبلہ باڑاھوریا، سیتامڑھی (بہار)

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے مجھے خرید کر انمول کردیا

سنہ ۱۹۹۸ء میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے فراغت کے بعد تحصیل علم وفن کا جذبہ اور شوق عربی ادب نے ہمیں دہلی راجدھانی پہنچا کر چھوڑا۔ تلاش منزل شوق میں جانفشانی میری عادت بن چکی تھی ہاں مگر حالات کے نشیب وفراز سے دوچار ہوکر میں اپنے وطن مالوف مدینۃ العلماء باڑا شریف آیا ہوا تھا اسی درمیان کل نیپال شہرت یافتہ پہلوان سلیمان خلیفہ دیپرارو پیپٹھا جنکپور نیپال کا انتقال پُر ملال ہوگیا جو رشتے میں ہمیں پھوپھا اور فیضان ابدالیہ مشن کے بانی مولانا جمال الدین قادری برکاتی کے بڑے چچا جان تھے نماز جنازہ کے وقت معین میں اتنی گنجائش تھی کہ ہمیں نماز جنازہ میں شرکت کا موقع دستیاب ہوگیا۔

ہمارے والد محترم عالی جناب عبدالستار شاہ رضوی یہ فرماتے ہوئے جانے کا حکم دیا کہ خلیفہ مرحوم چونکہ حضرت شیر نیپال کے شیدائی اور سچے عقیدت مند دیوانے تھے اس لئے حضرت شیر نیپال کی تشریف آوری بالیقیں ہوگی۔ والد محترم کے ان جملوں سے حضرت والا کی زیارت کا شوق شعلہ بن کر بھڑک اٹھا اور ہم چند احباب خاص کر میرے برادر اکبر مولانا محمد حبیب الرحمن زخمی منظری نماز جنازہ میں شرکت کیلئے دیوانہ وار سائکل ہی سے چلدیئے۔ اگرچہ مسافت لمبی تھی لیکن دیدار شیخ کی چنگاریاں تھکن کی ساری کلفتوں کو خاکستر کرتی رہیں اور سفر طے ہوتا رہا بالآخر مرحوم کی جنازہ گاہ پر کچھ وقت رہتے ہی پہنچ گئے۔ مرحوم کے پسماندگان سے بعد سلام گفت وشنید سے معلوم ہوا کہ حضرت شیر نیپال کی آمد یقینی ہے اور فیضان ابدالیہ مشن کے بانی مولانا جمال الدین قادری برکاتی کے والد ماجد مولانا محمد ہاشم برکاتی نے بتایا کہ مرحوم حضرت شیر نیپال سے نماز جنازہ پڑھانے کی گذارش کررکھی تھی اس لئے حضرت والا ضرور بالضرور تشریف لائیں گے۔ ابھی آپس میں اس طرح کی باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ حضرت والا طلبہ کی نورانی جماعتوں کے ساتھ جلوہ فگن ہو گئے حضرت کی تشریف آوری کے بعد ہی لوگ دیدار و مصافحہ اور دست بوسی کے لئے ٹوٹ پڑے۔

حضرت موصوف کی زیارت سے چونکہ میں پہلی بار مشرف ہو رہا تھا اس لئے دل جی بھر زیارت کرنے کو کہہ رہا تھا لیکن نماز جنازہ پڑھائی جانی تھی اس لئے صف بندی کا اعلان ہوا، صف کی درستگی کے بعد حضرت والا نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں میرے دل مضطر میں شرف تکلم کا شوق ابھرا چلا جا رہا تھا۔ چونکہ ہر کوئی اپنا حال دل سنانے کے لئے بے چین و بے قرار تھا، اس لئے میں اپنی مراد کو نہیں پہنچ پایا اور حضرت اپنے جامعہ کو چلدیئے۔ دل بیتاب نے مشورہ دیا کہ ایسا کیوں نہ ہو کہ حضرت کی خدمت سے فیضیاب ہونے کے لئے جامعہ حنفیہ کو پہنچا جائے۔ بس کیا تھا، دل کے اسی فیصلے پر اتفاق ہوا عقیدتمندوں کی بھیڑ میں بالآخر ہم سب جامعہ حنفیہ پہنچ ہی گئے، پہلی نظر جب حضرت کی درسگاہ پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اپنی مسند افتاء وتبلیغ پر عالمانہ جاہ وجلال کے ساتھ سر پر عمامہ سجائے، حسیں جبہ میں رونق افروز ہیں، سبھوں کی ضرورت سماعت فرما کر مسئلے کا حل بتا رہے ہیں۔ ہم سب بھی دیوانوں کی اسی جھرمٹ میں جا بیٹھے۔ حسیں اخلاق کے پیکر حضرت موصوف گرچہ مصروف تھے لیکن ہم سبھوں کو قریب بلا کر بیٹھنے کو فرمایا۔ پھر پتہ وغیرہ پوچھنے لگے گویا کہ اب ہم سبھوں کو شرف تکلم حاصل کرنے کا موقع عنایت فرما کر نگاہ مرد مومن کی ترجمانی فرما رہے ہیں اور دل ہم سے کہہ رہا تھا کہ دیکھو بن بتائے حضرت نے راز سر بستہ جان لیا ہے تبھی تو تمہاری طرف توجہ فرما کر تمہارا حال دل سماعت فرما رہے ہیں۔

لاؤڈ اسپیکر پر نماز:

ہوا یہ کہ حضرت ہم سے جائے فراغت اور تعلیم پوچھ ہی رہے تھے کہ کسی نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا مسئلہ پوچھ دیا، ہم نے دیکھا اور سنا کہ حضرت نے بڑی آسانی سے مسئلہ کو ایسا سمجھایا کہ اسلاف کے تبحر علمی کی یاد تازہ ہو گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد جامعہ حنفیہ میں خدمت تدریس کے لئے اپنے دامن کرم میں جگہ دینے کی بات فرما کر میرے پست حوصلے کو اوج ثریا سے بھی بالاتر کر دیا اور بطور شفقت واختبار جمعہ کے دن آکر جمعہ میں خطاب کرنے کو فرمایا۔

جامعہ میں تقرری اور کیمیائی نظر:

جمعہ کو جامعہ پہونچا اور بحکم حضرت من آنم کہ من دانم" کا اعتراف کرتے ہوئے بغرض اصلاح خود کچھ دیر بیان کیا پھر بعد جمعہ حضرت والا نے خدمت تدریس کی اجازت فرما کر ممنون ومشکور بنا لیا۔

زمانہ تدریس میں کرم فرمائی اور اصلاح:

جب نظام الاوقات تیار کیا گیا تو حضرت والا کے بطور شفقت کتاب کے متعلق پوچھنے سے میرا حوصلہ بایں وجہ بہت بلند ہوتا چلا گیا کہ حضرت نے ناچیز کو کسی لائق سمجھا ہے ورنہ کوئی ابتدائی کتاب دے دیتے۔ بہرصورت حضرت نے ایام تدریس میں درجہ سادسہ تک کی کتاب دے کر مجھ پتھر کو جوہر بنا دیا۔

زمانۂ تدریس میں کچھ پوچھ کر اصلاح فرمانا:

زمانہ تدریس کے سال اول جب میں نے شرح جامی پڑھائی تو حضرت والا نے حاصل ومحصول کی بحث کا خلاصہ بیان کرنے کو فرمایا، بایں وجہ کہ میری بھی اصلاح ہو جائے۔ میں نے اپنی معلومات کے مطابق اس پر بیان دیا۔ حضرت نے تصحیح فرماتے ہوئے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور اس طرح خود مجھے اپنی ذات پر اعتماد بڑھا اور طالب علموں کا مجھ پر وثوق جما۔ گویا کہ حضرت جامعہ کا منصب صدارت کا فرض نبھاتے ہوئے ہمیں سنوار رہے تھے۔

امر حاضر مے باشد مگر معروف:

کسی ایک دن میں علم الصیغہ پڑھا رہا تھا، چھٹی کی گھنٹی لگ چکی تھی لیکن جاری سبق کا ماحصل بیان کرنا باقی تھا حضرت والا نے جس لڑکے کو طلب فرمایا وہ ہماری درسگاہ میں حاضر تھا۔ ادھر ماحصل بھی بیان ہو ہی چکا۔ وہ طالب علم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے پوچھا کون سی کتاب تھی اور کیا پڑھ رہا تھا؟ طالب علم نے جواب دیا کتاب علم الصیغہ تھی اور سبق ''امر حاضر مے باشد مگر معروف'' حضرت نے پوچھا کیا تم نے سبق سمجھ لیا؟ طالب علم نے اپنے ٹوٹے پھوٹے انداز میں سمجھنے کی ہاں بھری۔ کچھ دیر بعد میں بھی حاضر خدمت ہوا حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ امر حاضر مے باشد مگر معروف کا خلاصہ کیا ہے؟ اور کیسے سمجھایا۔ میں نے جو کچھ بیان کیا اس پر حضرت نے حوالہ پیش کرنے کی مہلت دی۔ سبحان اللہ! حضرت کے اصلاحی طریقہ سے میری خوشی کی انتہاء نہ رہی۔ بہرحال میں نے حوالہ دیا، حضرت نے داد وتحسین سے نوازتے ہوئے مزید اصلاح بھی فرما دی۔

مکہ شریف میں ایک نیکی پر ایک لاکھ ثواب جبکہ مدینہ شریف میں ایک نیکی پر صرف پچاس ہزار:

حضرت کسی دن مشکوۃ شریف پڑھا رہے تھے کسی کام سے میں حاضر خدمت ہوا حضرت والا نے مکہ شریف میں ایک نیکی پر ایک لاکھ اور مدینہ شریف میں ایک نیکی پر صرف پچاس ہزار ثواب کی علت اور وجہ ڈھونڈنے کو فرمایا، میں تلاش وجستجو میں مصروف ہی تھا کہ حضرت نے خود ہی وجہ تلاش لی اور فرمایا وجہ یہ ہے کہ مکہ شریف میں جلال باری تعالیٰ ہے اس لئے اگر ایک نیکی پر ایک لاکھ ثواب ہے تو ایک گناہ پر ایک لاکھ عذاب بھی ہے اور مدینہ شریف جائے رحمت مصطفیٰ ﷺ ہے اس لئے ایک نیکی پر پچاس ہزار ثواب تو ہے

لیکن ایک گناہ پر ایک ہی عذاب ہے۔ سبحان اللہ ماشاءاللہ۔ ماھذا شان المدینۃ المنورۃ۔

نعت گوئی کی اصلاح:

الحمدللہ! چند بند کہہ لینے کا شرف مجھ ناچیز کو بھی حاصل ہے، چنانچہ جامعہ حنفیہ میں رہتے وقت بھی نعتیہ کلام کے چند بند لکھ کر میں لڑکوں کو دے دیا کرتا تھا اور لڑکے محفلوں میں پڑھا کرتے تھے، انہیں دنوں میں نے ایک کلام لکھا تھا جسکا مطلع تھا ؎

میرے نبی پاک کا کتنا اونچا مقام ہے
وہ ہیں حبیب کبریا انکا محمد نام ہے

اور مقطع تھا ؎

چل اے حمیدی طیبہ چل گاڑی نہیں تو پیدل
آقا کے گھر کو جانے کا کتنا حسیں نظام ہے

تو جب حضرت کے سامنے مقطع پڑھا گیا تو حضرت نے فوراً فی البدیہہ اصلاح فرمائی کہ عشق کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ گاڑی نہ ملنے پر پیدل چلا جائے بلکہ عشق تو یہ کہتا ہے کہ ساری سہولتوں کہ باوجود پیدل بھی نہ چلا جائے بلکہ سر کے بل چلا جائے اور مقطع یوں کہا جائے ؎

چل اے حمیدی طیبہ چل پیدل نہیں رے سر کے بل
کوئے نبی میں جانے کا دلکش حسیں نظام ہے

(ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ) یقیناً حضرت کی ذات مجمع الفضائل اور مخزن البرکات ہے جس میں اخلاق کی خوشبو بھی پائی جاتی ہے، تواضع وانکساری کے ساتھ عالمانہ کروفر بھی پایا جاتا ہے، سیاست حاضرہ سے آگاہی کے علاوہ علم نحو، علم صرف، علم منطق، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ میں مہارت تامہ انکی شان ہے۔ اصلاح معاشرہ پر گہری نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ مسند افتاء کی زیب وزینت ہے اسی لئے میرے دل کی یہ آواز ہے کہ ؎

رتبہ میرے شیخ کا میری سوچ سے ہے بالا

رب قدیر اس عظیم نعمت کا روحانی سایہ کرم اہلسنت پر قائم ودائم رکھے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دل منور ہے یقیناً نورانی برکات سے — آپ ہیں برکاتی برکت مفتی اعظم نیپال
ہے حمیدیؔ شمع روشن سنیت آباد ہے — خوب کی ہے دینی خدمت مفتی اعظم نیپال

العبد العاصی
غلام طٰہٰ برکاتی حمیدی
باڑاوی معلم مڈل اسکول چاند پورا اردو پر یہار، سیتامڑھی بہار
موبائل ۹۵۲۵۷۰۱۷۶۸

سولہواں باب

حضور شیر نیپال:

آئینۂ ایام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰۤی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰۤی
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

حضور شیر نیپال: آئینۂ ایام

☆ ۲۸/صفر ۱۳۶۲ھ، مطابق ۵/مارچ ۱۹۴۳ء، ۲۲/پھاگن ۱۹۹۹ بکرمی بروز جمعہ آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

☆ ۱۳۶۵ھ، مطابق ۱۹۴۶ء، ۲۰۰۳ بکرمی میں والد محترم عالی جناب محمد جاشم صدیقی مرحوم نے رسم تسمیہ خوانی ادا کرائی اور یہیں سے آپ کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہوا۔

☆ شعبان ۱۳۷۷ھ، مطابق مارچ ۱۹۵۸ء، پھاگن ۲۰۱۴ بکرمی میں مدرسہ اشرف العلوم شمسی کنہواں بہار میں بہت قلیل مدت میں کلام ربانی قرآن مجید کا حفظ مکمل کیا۔

☆ رمضان ۱۳۷۷ھ، مطابق مارچ ۱۹۵۸ء، چیت ۲۰۱۴ بکرمی میں اپنے ہی گاؤں میں محلہ کے مسجد میں پہلی تراویح سنائی۔ روزانہ ایک ایک سپارہ سناتے اور انتیس رمضان المبارک کی شب کو پورا قرآن شریف خوبصورت آواز اور پورے اطمینان و وقار کے ساتھ سنایا۔ جبکہ ابھی آپ نے دور سنایا بھی نہیں تھا۔

☆ ۱۳۷۷ھ، مطابق ۱۹۵۸ء، بیساکھ ۲۰۱۵ بکرمی میں مکتب میں حفظ قرآن کے بعد استاذ کے مشورہ سے مولوی کی تعلیم کا ارادہ کیا، چنانچہ اپنے چچا محترم مولوی جمشید صدیقی کے پاس اعدادیہ کی کتاب شروع کی اور انہیں کے پاس جماعت اعدادیہ کی جملہ کتابیں پڑھیں۔

☆ شوال ۱۳۷۸ھ، مطابق اپریل ۱۹۵۹ء، بیساکھ ۲۰۱۶ بکرمی میں مدرسہ اشرف العلوم کنہواں میں جماعت اولیٰ کے لئے داخلہ لیا اور ایک سال یہاں رہ کر جماعت اولی کی تعلیم حاصل کی۔

☆ شوال ۱۳۷۹ھ، مطابق اپریل ۱۹۶۰ء، چیت ۲۰۱۷ بکرمی میں مدرسہ اشرف العلوم کنہواں بہار میں ایک سال اولیٰ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دار العلوم علیمیہ مقصود پر ضلع مظفر پور آ گئے اور یہاں آپ جماعت ثانیہ میں داخلہ لیکر تحصیل علم میں مصروف ہو گئے۔

☆ شوال ۱۳۸۰ھ، مطابق مارچ ۱۹۶۱ء، پھاگن ۲۰۱۷ بکرمی میں تعطیل کلاں کے بعد پھر دار العلوم علیمیہ ہی میں جماعت ثالثہ کی تکمیل کے لئے تشریف لائے۔

☆ شوال ۱۳۸۱ھ، مطابق مارچ ۱۹۶۲ء، پھاگن ۲۰۱۸ بکرمی میں دار العلوم علیمیہ میں رابعہ جماعت میں داخلہ لیا۔

☆ شوال ۱۳۸۲ھ، مطابق مارچ ۱۹۶۳ء، پھاگن ۲۰۱۹ بکرمی میں تعطیل کلاں کے بعد اسی دار العلوم علیمیہ جماعت خامسہ کی تکمیل کے لئے حاضر ہوئے۔

☆ شوال ۱۳۸۳ھ، مطابق فروری ۱۹۶۴ء، پھاگن ۲۰۲۰ء بکرمی میں مرکز اہل سنت دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں جماعت سادسہ داخلہ لیا۔

☆ شوال ۱۳۸۴ھ، مطابق فروری ۱۹۶۵ء، پھاگن ۲۰۲۱ء بکرمی میں جب مرکز اہل سنت دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے سادسہ کی تعلیم مکمل کر کے شعبان میں جب گھر جانے سے پہلے اساتذہ نے مبارکپور حضور حافظ ملت کی بارگاہ میں حاضری کا مشورہ دیا آپ نے سر تسلیم خم کیا اور جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں پہنچ کر جماعت سابعہ داخلہ لیا اور ایک سال تک حضور حافظ ملت اور دوسرے اساتذہ سے خوب جی بھر کر علمی جام وسبو نوش کرتے رہے اور پھر شعبان کی چھٹی میں گھر تشریف لے آئے۔

☆ شوال ۱۳۸۵ھ، مطابق فروری ۱۹۶۶ء، پھاگن ۲۰۲۲ء بکرمی میں تعطیل کلاں گذارنے اور تراویح سنانے کے بعد پھر جامعہ اشرفیہ حاضر ہوئے اور جماعت فضیلت میں داخلہ لیا اور ایک سال پھر رہ کر درس نظامی کی آخری جماعت مکمل کی اس طرح سے کل دو سال جامعہ اشرفیہ میں رہ کر آپ نے تعلیم حاصل کی اور حضور حافظ ملت اور علامہ عبد الرؤف بلیاوی سے خوب فیض یاب ہوتے رہے۔

☆ ۱۰ر شعبان ۱۳۸۶ھ، مطابق ۲۴ر نومبر ۱۹۶۶ء، ۹ر اگہن ۲۰۲۳ء بکرمی میں جامعہ اشرفیہ کے جلسہ میں آپ کے سر پر دستار فضیلت حضور حافظ ملت اور سید مظفر حسین کچھوچھوی کے مقدس ہاتھوں باندھی گئی۔

نوٹ: جس وقت آپ فارغ التحصیل ہوئے اس وقت آپ کی عمر شریف ۲۳ر سال ۷ر ماہ ۷ر دن کی تھی۔

☆ ۱۰ر شوال ۱۳۸۶ھ، مطابق ۲۱ر جنوری ۱۹۶۷ء، ۸ر ماگھ ۲۰۲۳ء بکرمی میں مادر علمی دار العلوم علیمیہ مقصود پر بہار میں مدرس متعین ہوئے اور یہیں سے آپ نے اپنی تدریسی خدمات کا سفر شروع کیا۔ یہاں آپ نے صرف ایک سال ہی تدریسی خدمات انجام دی مگر بڑی ذمہ داری، جدوجہد اور لگن کے ساتھ۔

☆ ۲۳ر شعبان ۱۳۸۷ھ، مطابق ۲۵ر نومبر ۱۹۶۷ء، ۹ر اگہن ۲۰۲۴ء بکرمی میں مکتب اصلاح المسلمین جنکپور میں ارکان وممبران کی پیش کش پر مدرس منتخب ہوئے۔

☆ ۱۳۹۴ھ، مطابق ۱۹۷۴ء، ۲۰۳۱ء بکرمی میں شہر جنکپور میں ایک عظیم مرکزی ادارہ جامعہ حنفیہ کی داغ بیل ڈالی۔

☆ ۱۳۹۴ھ، مطابق ۱۹۷۴ء، ۲۰۳۱ء بکرمی میں کاٹھمانڈو شاہی کشمیری مسجد کے منتظمین کے اصرار پیہم پر امام مقرر ہوئے اور چند ماہ یہاں امامت کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔

☆ ذو قعدہ ۱۳۹۵ھ، مطابق نومبر ۱۹۷۵ء، کارتک ۲۰۳۲ء بکرمی میں کاٹھمانڈو شاہی کشمیری مسجد کی امامت سے بخوشی برطرف ہو کر پھر جنکپور میں آپ کا ورود ثانی ہوا جہاں آپ جیسے عظیم قائد کا بے صبری سے ہر خاص وعام انتظار کر رہا تھا۔

☆ ۲۰/۲۱/۲۲ر ربیع الاول ۱۳۹۴ھ، مطابق ۱۲ر، ۱۳ر، ۱۴ر اپریل ۱۹۷۴ء، ۳۰ر چیت ۲۰۳۰ء بکرمی میں پورے نیپال میں تاریخ ساز سرکار مدینہ کانفرنس کرایا، جس میں خصوصی طور پر حضور سید العلماء سید الشاہ آل مصطفی مارہروی، جلالۃ

العلم حضور حافظ ملت شاہ عبد العزیز مبارک پوری، سابق ممبر آف پارلیمینٹ مجاہد اہل سنت حضرت علامہ سید شاہ مظفر حسین کچھوچھوی کے علاوہ سیکڑوں علماء وعمائدین تشریف فرما تھے اور ہزاروں کی تعداد میں سامعین شریک اجلاس تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ اتنا بڑا مجمع اب تک کسی کانفرنس میں جمع نہیں ہوا تھا۔

☆ ۱۴۰۸ھ، مطابق ۱۹۸۷ء، ۲۰۴۴ بکرمی میں جنکپور میں دوسرا عظیم الشان جلسہ کرایا جس میں آفتاب مارہرہ حضور احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ کی خصوصی دعوت تھی، مگر آپ اس اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ مظفر پور تشریف لے آئے تھے مگر جیپ وقت پر نہیں پہنچ پائی جس کی وجہ سے آپ واپس ہو گئے۔ مگر آپ نے اپنے خلیفہ کے دینی کارناموں کو سراہا اور دعاؤں سے نوازا، آپ ہی نے جامعہ حنفیہ کے ساتھ غوثیہ کا اضافہ فرمایا اور آج اسی نام کے ساتھ وہ ادارہ معروف ومشہور ہے۔ یعنی ''جامعہ حنفیہ غوثیہ'' کے نام سے۔

☆ ۲۵/ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ، مطابق ا/جنوری ۱۹۷۳ء ۱۷/پوش ۲۰۴۸ بکرمی میں باسوپٹی ضلع مدھوبنی بہار میں غیر مقلد سے میلاد وقیام کے موضوع پر مناظرہ کیا جس میں اہل سنت کو کامیابی ملی اور باطل کو شکست وہزیمت۔

☆ ۱۳۹۰ھ، مطابق ۱۹۷۰ء، ۲۰۲۶ بکرمی میں حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کے مقدس ہاتھوں پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

☆ ۱۳۹۴ھ، مطابق ۱۹۷۴ء ۲۰۳۰ بکرمی میں حضور سید العلماء نے آپ کو تمام سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

☆ ۱۷/جمادی الاول ۱۴۱۴ھ، مطابق ۲/نومبر ۱۹۹۳ء، ۱۷/کارتک ۲۰۵۰ بکرمی میں تاج الشریعہ نے خلافت عطا فرمائی۔

☆ شوال ۱۴۰۳ھ، مطابق جولائی ۱۹۸۳ء، آساڑھ ۲۰۴۰ بکرمی میں ۴/بج کر ۲۵/منٹ پر جب پاکستان کے دورہ پر تھے تو پاکستان ہی میں حضور احسن العلماء نے خلافت عطا کی۔

☆ ۲۱/ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ، مطابق ۲۰/جنوری ۱۹۸۶ء، ۷/ماگھ ۲۰۴۲ بکرمی میں بروز جمعہ قاضی اہل سنت دہلی حضرت علامہ مفتی محمد میاں ثمر دہلوی نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی خلافت واجازت عطا کی۔

☆ ۱۴۰۶ھ، مطابق ۱۹۸۶ء، ۲۰۴۲ بکرمی میں اجمیری شریف بارگاہ خواجہ غریب نواز میں حاضری کے موقع پر خادم آستانہ حضرت مولانا سید شاہ محمد علی دام ظلہ العالی نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

☆ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ، مطابق مئی ۱۹۹۳ء، بیساکھ ۲۰۵۰ بکرمی میں زیارت حرمین شریفین کے موقع پر شہزادۂ قطب مدینہ مولانا فضل الرحمٰن نے مدینہ منورہ کی پاک سرزمین پر خلافت عطا کی۔

☆ ۲۸/جمادی الاولی ۱۴۰۶ھ، مطابق ۷/فروری ۱۹۸۶ء ۲۵/ماگھ ۲۰۴۲ بکرمی میں افضل الشعراء سید شاہ آل رسول حسنین نظمی میاں علیہ الرحمہ نے خلافت عطا فرمائی۔

☆ ۱۵/جمادی الاول ۱۴۳۲ھ، مطابق ۲۰/اپریل ۲۰۱۱ء، ۷/بیساکھ ۲۰۶۸ بکرمی میں خانقاہ برکات لہنہ شریف کی تکمیل کے موقع پر جشن افتتاح خانقاہ برکات کے نام سے پہلے جلسہ کا انعقاد ہوا۔

☆شوال ۱۴۰۳ھ، مطابق جولائی ۱۹۸۳ء، آساڑھ ۲۰۴۰ بکرمی میں پاکستان کا پہلا تبلیغی سفر کیا اور اسی سفر میں حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ سے کراچی میں میزبان جناب حاجی عبد الرحیم صاحب کے دولت کدہ پر ملاقات ہوئی جہاں حضور احسن العلماء نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

☆ربیع الاول ۱۴۲۸ھ، مطابق مارچ ۲۰۰۷ء، چیت ۲۰۶۳ بکرمی میں مصر کا پہلا سفر فرمایا جس میں آپ کی شرکت پر صدر جمہوریہ مصر نے پرتپاک انداز میں استقبال کیا.

☆ربیع الاول ۱۴۲۹ھ، مطابق مارچ ۲۰۰۸ء، چیت ۲۰۶۴ بکرمی میں مصر کا دوسرا سفر صدر جمہوریہ مصر سید حسنی کی دعوت پر فرمایا۔

☆ ،۵۔۸ مارچ ۲۰۰۹ء، پھاگن ۲۰۶۵ بکرمی میں مصر کا تیسرا سفر فرمایا جب صدر مصر اور دوسرے اراکین نے شرکت ومقالہ کی دعوت دی۔ آپ کا تیار کردہ مقالہ مصر سے شائع ہونے والا مجلہ ''المنار'' میں شائع بھی ہوا۔

☆۱۴۱۳ھ، مطابق ۱۹۹۳ء، ۲۰۵۰ بکرمی میں پہلا سفر حج وعمرہ کیا۔ اس سفر میں خادم الحجاج آپ ہی تھے، معلم حج آپ کو امیر الحجاج سے یاد کرتے۔

☆۲۰/شعبان، رمضان ۱۴۳۴ھ، مطابق ۳۰/جون ۲۰۱۳ء، ۱۶/گتے آساڑھ ۲۰۷۰ بکرمی میں دوسرا عمرہ کیا اور ۱۰/رمضان ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۸/جولائی ۲۰۱۳ء، ۳/ساون ۲۰۷۰ بکرمی بروز جمعرات واپسی ہوئی۔

☆ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق دسمبر ۲۰۱۵ء ۱۲/گتے پوش ۲۰۷۲ بکرمی میں تیسری بار زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہوئی۔

☆شعبان ۱۴۳۸ھ مطابق مئی ۲۰۱۷ء جیٹھ ۲۰۷۴ بکرمی میں چوتھی بار عمرہ کا شرف حاصل ہوا۔

☆ربیع الاول شریف ۱۴۴۱ھ مطابق نومبر ۲۰۱۹ء کے پہلے ہفتہ کو پانچویں بار عمرہ کی نیت سے حرمین شریفین میں حاضری ہوئی۔ اور اس مقدس حاضری کے بعد جب ہندوستان واپس ہوئے تو شہر ناسک میں سخت علیل ہو گئے اور اسی علالت کی حالت میں جب لیلاوتی ہاسپٹل سے ڈسچارج کر کے گھر وطن عزیز نیپال لائے جا رہے تھے تو راستہ میں آپ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

☆۱۴۰۸ھ، مطابق ۱۹۸۷ء، ۲۰۴۴ بکرمی میں آپ کو مجمع عام میں علماء ہندوستان ونیپال نے قاضی نیپال کا عہدہ سونپا۔

☆۲۹/رجب المرجب ۱۴۱۲ھ مطابق ۳/فروری ۱۹۹۲ء، ۲۰/ماگھ ۲۰۴۸ بکرمی میں صدر العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد تحسین رضا علیہ الرحمہ بریلی شریف نے آپ کو مناظر اسلام کا خطاب عطا فرمایا۔

☆ربیع الاول ۱۴۲۸ھ، مطابق مارچ ۲۰۰۷ء، چیت ۲۰۶۳ بکرمی میں آپ کو مفتی اعظم نیپال کا خطاب دیا گیا۔

☆۲۵/ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ، مطابق ۱/جنوری ۱۹۷۳ء، ۱۸/پوش ۲۰۲۹ بکرمی میں آپ کو باسوپٹی مناظرہ میں فتح مبین حاصل کرنے کے بعد علماء اہل سنت نے آپ کو شیر نیپال کا لقب عطا کیا۔ اس مناظرہ میں حضور شارح بخاری مفتی

محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اور حضور بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ بھی تشریف فرما تھے۔

☆۲۵ر جمادی الآخر ۱۴۱۲ھ،۱ مطابق رجنوری ۱۹۹۲ء، ۱۷ر پوش ۲۰۴۸ بکرمی میں علم حدیث میں زبردست مہارت ولیاقت اور اس فن کے رموز واسرار کی معرفت وادراک رکھنے کے سبب آپ کو محدث کا عظیم لقب عطا کیا گیا۔

☆۲ر رجب ۱۴۲۳ھ، مطابق ۹ر ستمبر ۲۰۰۲ء، ۲۴ر بھادو ۲۰۵۹ بکرمی میں آپ کے والد محترم جناب شیخ محمد جاسم صاحب کا وصال ہوا۔

☆۱۳۸۴ھ، مطابق ۱۹۶۵ء، مطابق ۲۰۲۰ بکرمی زمانہ طالب علمی میں ہی آپ نے پٹنہ پھلواری کا پہلا سفر کیا تھا تا کہ معلوم کیا جا سکے کہ پھلواری والوں کی حقیقت کیا ہے اور ان کے عقائد ونظریات کیا ہیں؟۔

☆۱۳۸۵ھ، مطابق ۱۹۶۶ء، ۲۰۲۱ بکرمی میں پھر آپ نے پھلواری کا دوسرا سفر کیا اور اس خانقاہ کے سجادگان کے افکار ونظریات کی تفتیش کی اور موجودہ سجادہ نشیں سے بحث بھی ہوئی۔

☆۱۳۸۶ھ، مطابق ۱۹۶۶ء، ۲۰۲۳ بکرمی میں آپ کی بڑی صاحبزادی محترمہ راشدہ خاتون کی ولادت ہوئی۔

☆۸ر رجب ۱۳۸۷ھ، مطابق ۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۷ء، ۲۶ر آسن ۲۰۲۴ بکرمی میں آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد ضیاء المصطفی برکاتی ازہری کی ولادت ہوئی۔

☆۹ر ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ، مطابق ۱۶ر فروری ۱۹۷۰ء، ۵ر پھاگن ۲۰۲۶ بکرمی میں آپ کی چھوٹی شہزادی محترمہ ساجدہ خاتون کی ولادت ہوئی۔

☆۱۳۹۴ھ، مطابق ۱۹۷۴ء ۲۰۱۳ بکرمی میں دوسرے صاحبزادہ محمد ذکاء المصطفی کی ولادت ہوئی۔

☆۲۰ر رجب ۱۳۹۶ھ، مطابق ۱۸ر جولائی ۱۹۷۶ء، ۳ر ساون ۲۰۳۳ بکرمی میں آپ کے تیسرے صاحبزادہ حافظ وقاری محمد رضاء المصطفیٰ برکاتی کی ولادت ہوئی۔

☆۱۶ر ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ، مطابق ۱۹ر اکتوبر ۱۹۷۸ء، ۲ر کارتک ۲۰۳۵ بکرمی میں آپ کے چوتھے صاحبزادے محترم ثناء المصطفی برکاتی کی ولادت ہوئی۔

☆۴ر محرم ۱۴۰۳ھ، مطابق ۲۱ر اکتوبر ۱۹۸۲ء، ۴ر کارتک ۲۰۳۹ بکرمی میں سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت حافظ وقاری مولانا محمد فداء المصطفی برکاتی کی ولادت ہوئی۔

☆۲ر شوال ۱۴۰۷ھ مطابق ۳۱ر مئی ۱۹۸۷ء ۱۷ر گتے جیٹھ ۲۰۴۴ فکرمی بروز اتوار حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ نے آپ کی پہلی کتاب فتاوی برکات پر تقریظ لکھی جس کی تحریر یہ ہے:

۷۸۶/۹۲

اس فقیر ہیچ مداں وہیچ میرز بے بضاعت نے اس کتاب میں درج دینی فتاوائے مبارکہ کی نقول کی زیارت کی جواخی فی

اللہ ذی المجد والجاہ مولانا مفتی حافظ محمد جیش صاحب صدیقی برکاتی زید مجدہم السامی شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ شہر جنکپور جام نیپال راج نیپال کے قلم حق رقم کی کاوش کا ثمرہ ہیں۔ اپنے ٹوٹے پھوٹے علم کے مطابق ان مبارک فتاویٰ دینیہ کو میں نے مسائل صحیحہ حقہ رجیحہ پر مشتمل پایا اور اپنی کم نظری کے پیش نظر اغلاط شرعیہ سے پاک اور صاف۔ رب قدوس جل جلالہ بطفیل حبیب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سب کو توفیق خیر رفیق فرمائے۔ ہم ان پر سچے دل سے عمل کریں اور اپنے لئے انہیں مشعل راہ بنائیں۔ ہذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ وانا الفقیر الحقیر الحافظ السید الشاہ مصطفیٰ حیدر المعروف بحسن البرکاتی عفی عنہ سجادہ نشیں درگاہ برکاتیہ مارہرہ ضلع ایٹہ نزیل بمبئی دوم شوال ۱۴۰۷ھ۔

☆۲۶/ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ مطابق ۲۲/اگست ۱۹۸۷ء/۶/گتے بھادو ۲۰۴۴ء بکرمی بروز ہفتہ آپ نے اپنی پہلی کتاب فتاوی برکات میں مقدمہ تحریر فرمایا۔

☆۱۲/جمادی الاولی ۱۴۱۴ھ، مطابق ۱۹/نومبر ۱۹۹۱ء ۳/اگہن ۲۰۴۸ء بکرمی میں کعبہ یا مزار آدم کتاب کی تصنیف فرمائی۔

☆۲۶/ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ، مطابق ۹/اگست ۱۹۸۸ء، ۲۵/ساون ۲۰۴۵ء بکرمی میں ہدیۃ الانام فی جواب السرینام کی تصنیف فرمائی جو امریکہ سے آئے ہوئے استفتاء کا تفصیلی اور تحقیقی جواب ہے۔

☆۲۹/ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ، مطابق ۲/اپریل ۲۰۱۱ء، ۱۹/چیت ۲۰۶۷ء بکرمی میں تحفہ برکات کی تصنیف فرمائی اور محرم ۱۴۳۵ھ مطابق نومبر ۲۰۱۳ء میں اس میں کچھ اضافہ فرمایا جو ربیع الاول ۱۴۳۵ھ، مطابق جنوری ۲۰۱۴ء میں چھ ہزار کی تعداد میں چھپ کر منظر عام پر آئی۔

☆محرم ۱۴۱۱ھ، مطابق اگست ۱۹۹۰ء، ساون ۲۰۴۷ء بکرمی میں داڑھی کی شرعی حدو حیثیت کی تصنیف سے فارغ ہوئے۔

☆۲/ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ، مطابق ۲۷/جولائی ۱۹۸۷ء ۱۱/ساون ۲۰۴۴ء بکرمی میں تنویر الابصار لاقامۃ الاخیار کی تصنیف سے فارغ ہوئے۔

☆۲۹/ربیع الآخر ۱۴۰۷ھ، مطابق ۳۰/دسمبر ۱۹۸۶ء ۱۵/پوش ۲۰۴۳ء بکرمی میں اذان خطبہ سے متعلق ایک استفتاء کا تحقیقی اور جامع جواب تحریر فرمایا۔ تنویر الابصار لاقامۃ الاخیار اور ذان خطبہ دونوں کو یکجا کر کے بنام اذان خطبہ اور اقامت کے مسائل ہندی میں فقیر کی کوشش سے بزبان ہندی منظر عام پر آئی۔ اور الحمد للہ اس وقت اردو میں اس کتاب کی کمپوزنگ مکمل ہوگئی ہے۔

☆۶/شوال ۱۴۰۶ھ، مطابق ۱۳/جون ۱۹۸۶ء ۲۴/پوش ۲۰۷۰ء بکرمی میں بیس رکعت تراویح دلائل کی روشنی میں کی تصنیف کی جس میں دلائل قاطعہ کا انبار ہے۔

☆۱۴۰۷ھ، مطابق/۱۹۸۶ء، ۲۰۴۳ء بکرمی میں طلاق کے دو اہم باب کی تصنیف فرمائی جو غیر مقلد کے رد میں

ایک خوب صورت گلدستہ ہے۔

☆ ۱۴۰۸ھ، مطابق ۱۹۸۶ء ۲۰۴۳ بکرمی میں فتاویٰ برکات حصہ اول کی طباعت ہوئی اور ملک نیپال کی تاریخ میں سب سے پہلا مجموعہ فتاوی ہے جو شائع ہوئی اور عوام وخواص میں کافی پذیرائی ہوئی۔

☆ ۲۸/ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ، مطابق ۱۷/نومبر ۲۰۰۹ء ۲/اگہن ۲۰۶۶ بکرمی میں فتاویٰ برکات حصہ دوم کی طباعت ہوئی جس میں حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا علیہ الرحمہ کی تقریظ کے ساتھ دوسرے علمائے اہل سنت کی تصدیقات بھی ہیں۔

☆ ۱۳/رجب ۱۴۰۹ھ، مطابق ۱۸/فروری ۱۹۸۹ء، ۷/پھاگن ۲۰۴۵ بکرمی میں پھلواری کے رد میں آپ نے پہلا فتوی تحریر فرمایا جس سے بہت سے سنی مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت ہوگئی۔

☆ ۲۳/صفر ۱۴۱۶ھ، مطابق ۲۰/جولائی ۱۹۹۵ء، ۴/ساون ۲۰۵۲ بکرمی میں پھلواری کے رد میں دوسرا تفصیلی فتوی تحریر فرمایا جس سے علماء نیپال اور علماء بہار نے حقائق کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور ببانگ دہل ''الحق یعلو ولا یعلیٰ'' کا نعرہ بلند کیا۔

☆ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ، مطابق جنوری ۱۹۸۱ء، پوش ۲۰۳۷ء بکرمی میں بیع سلم سے متعلق حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ کے دارالافتاء میں ایک استفتاء بھیجا جس کا جواب ۱۸/ربیع النور ۱۴۰۱ھ، ۲۵/جنوری ۱۹۸۱ء، ۱۲/ماگھ ۲۰۳۷ بکرمی میں تحریر فرما کر آپ کے پاس روانہ فرمایا۔ استفتاء یہ ہے:

''محترم المقام لائق صد احترام حضرت مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم! عرض یہ ہے کہ ایک شبہ کا ازالہ فرمادیں کرم ہوگا۔ وہ یہ کہ بہار شریعت حصہ یازدہم ص ۱۷۵ پر بیع سلم کے سلسلہ میں مرقوم ہے کہ مسلم فیہ وقت عقد سے ختم میعاد تک برابر دستیاب ہوتا رہے الخ۔ اور ص ۱۷۷ پر ہے کہ نئے گیہوں میں سلم کی اور ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں یہ نا جائز ہے۔ یہی اردو عالمگیری ص ۱۱ میں لکھا ہے، قانون شریعت میں بھی یہی تحریر ہے اور ہدایہ جلد دوم باب سلم میں جو حدیث شریف مروی ہے نیز صاحب ہدایہ کی تعلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ بیع سلم اس نئے دھان میں جائز نہ ہونا چاہئے جو ابھی موجود نہ ہوئے ہیں۔ قدوری وغیرہ میں بیع سلم کے جواز سے متعلق جو شرائط مذکور ہیں ان سے یہی پتہ چلتا ہے کہ ہمارے اطراف میں اگہن آنے سے ایک دو ماہ قبل نئے دھان پر روپیہ دیتے ہیں وہ جائز نہ ہو۔ کیونکہ مسلم فیہ وقت عقد موجود نہیں ہے، نہ بازار میں نہ گھر میں۔ بلکہ کھیت میں پودا کی صورت میں ہے۔ اور بہار شریعت نیز عالمگیری، ہدایہ، قدوری وغیرہ کی عبارت سے ظاہر ہے کہ جائز نہ ہو۔ اور آپ نے اپنی کتاب انوار الحدیث میں یہ عبارت تحریر فرمائی ہے'' مثلاً زید نے فصل تیار ہونے سے پہلے بکر سے کہا کہ آپ سو روپے ہمیں دیجئے الخ''۔ بخاری اور مسلم کی جن حدیثوں کو آپ نے پیش کیا ہے ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بیع سلم نئے دھان اور نئے گیہوں وغیرہ میں جو ابھی پیدا نہ ہوئے ہیں جن کی فصل تیار نہ ہوئی ہے جائز ہے لہٰذا رفع اشکال کی کیا صورت ہوگی تحریر فرمائیں۔

نوٹ: اس استفتاء کا جواب فتاوی فیض الرسول ج ۲ ص ۴۰۷ پر ملاحظہ کر سکتے ہیں، نیز معارف حضور شیر نیپال میں بھی

مکتوبات کے باب میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

☆ جمادی الاولی ۱۴۰۱ھ، مطابق اپریل ۱۹۸۱ء، چیت ۲۰۳۷ بکرمی میں پھر دوسرا استفتاء حضور شیر نیپال نے حضور فقیہ ملت کے پاس بھیجا جس کا جواب ۲/جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ، مطابق ۷/اپریل ۱۹۸۱ء، ۲۵/چیت ۲۰۳۷ بکرمی میں ملا۔ وہ استفتاء یہ ہے:

فیض مآب حضرت علامہ مفتی دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف دامت فیوضکم العالیہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ! حضرت کا فتویٰ مع نامہ ایک ہفتہ قبل تشریف لا کر نظر نواز ہوا، ذرہ نوزی کا بہت بہت شکریہ۔ مطالعہ کے بعد ایک شبہ کا ازالہ ہوا اور ایک کا اضافہ۔ وہ یوں کہ اگر کھیت کی قابل انتفاع شئی کو (جو ابھی بازار میں نہیں ملتی ہے) بازار میں موجود ہونے کا حکم دیا جائے جیسا کہ حضرت کے فتویٰ سے مفہوم ہوتا ہے، تو جو شئی گھر میں موجود ہے اور بازار میں نہیں ملتی اسے بدرجہ اولیٰ بازار میں موجود ہونے کا حکم دیا جا سکتا ہے کہ مقدور التسلیم ہے۔ حالانکہ بہار شریعت حصہ یازدہم ص ۱۷۵ پر موجود ہونے کا یہ معنی بیان فرمایا ہے کہ بازار میں ملتا ہو اور اگر بازار میں نہ ملتا ہو اور گھروں میں ملتا ہو تو موجود ہونا نہ کہیں گے۔ تو فتویٰ اور بہار شریعت کی اس عبارت میں ٹکراؤ مفہوم ہوتا ہے اندفاع کی صورت تحریر فرمائیں۔

نوٹ: اس استفتاء کا جواب فتاوی فیض الرسول ج ۲ ص ۴۰۸ اور کتاب مافی الید کے مکتوبات کے باب میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

☆ ۱۱/جمادی الآخر ۱۳۹۴ھ ۱/جولائی ۱۹۷۴ء ۱۷/آساڑھ ۲۰۳۱ بکرمی میں آپ کے پیر و مرشد حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا۔

☆ ۱۹/محرم ۱۴۱۶ھ، ۱۵/جون ۱۹۹۵ء ۲۲/جیٹھ ۲۰۵۲ بکرمی میں حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ نے آپ کے نام ایک خط لکھا جس میں پھلواروی سے متعلق مشورہ دیا تھا اور اس بات کا بھی ذکر کیا تھا کہ امان اللہ پھلواروی کی تحریر آپ نے بریلی شریف میں حاصل کی تھی جس کے ذریعے پھلواری کے سیکڑوں مریدین کی بیعت تڑوائی اور مشائخ اہل سنت سے مرید کرایا۔

☆ ۳/ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ، مطابق ۲۸/نومبر ۱۹۷۴ء ۱۳/اگہن ۲۰۳۱ بکرمی میں حضور سید العلماء نے آپ کے نام ایک خط لکھا۔

☆ ۲۲/ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ، مطابق ۱۷/جنوری ۱۹۷۴ء، ۴/ماگھ ۲۰۳۰ بکرمی میں ایک اور خط تحریر فرمایا۔

☆ ۲۰/صفر المظفر ۱۳۹۴ھ، مطابق/ ۱۳/مارچ ۱۹۷۴ء، ۳۰/پھاگن ۲۰۳۰ بکرمی میں بھی ایک خط تحریر فرمایا۔

☆ ۶/رجب المرجب ۱۳۹۴ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۷۴ء، ۱۰/ساون ۲۰۳۱ بکرمی میں حضور نظمی میاں نے ایک خط آپ کے پاس روانہ کیا جو اس خط کے جواب میں تھا جسے حضور شیر نیپال نے حضور سید العلماء کے وصال کی تعزیت میں لکھا تھا۔ حضور نظمی میاں نے اس خط میں آپ کو ۲۰/۲۱/رجب ۱۳۹۴ھ، ۹/۱۰/اگست ۱۹۷۴ء، ۲۵/۲۶/ساون ۲۰۳۱ بکرمی کے حضور سید العلماء کے عرس چہلم میں شرکت کی دعوت بھی دی تھی۔

☆۸؍جمادی الآخر ۱۴۰۷ھ، مطابق ۸؍فروری ۱۹۸۷ء، ۲۵؍ماگھ ۲۰۴۳ بکرمی میں بھی حضور نظمی میاں نے آپ کے نام ایک خط تحریر فرمایا تھا جس کی تحریر یہ ہے:

محترم مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ والد ماجد حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کا عرس انشاء اللہ تعالی ۱۰/۱۱؍مارچ ۱۹۸۷ء کو آستانہ عالیہ مارہرہ مطہرہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ خصوصی دعوت نامہ حاضر ہے امید ہے شرکت فرما کر فقیر برکاتی کو ممنون فرمائیں گے اور اپنے حلقہ میں عام اعلان فرمادیں جملہ برکاتی احباب کو سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ والسلام۔ سید آل رسول حسنین سجادہ نشیں آستانہ برکاتیہ نوریہ مارہرہ مطہرہ۔ ۸؍جمادی الآخر ۱۴۰۷ھ، مطابق ۸؍فروری ۱۹۸۷ء

☆۱۳۸۹ھ، مطابق ۱۹۶۹ء میں آپ کے جد امجد الحاج محمد اصغر علی مرحوم کی وفات ہوئی۔

☆۱۴؍محرم ۱۴۲۳ھ، مطابق ۲۸؍مارچ ۲۰۰۲ء، ۱۵؍چیت ۲۰۵۸ بکرمی میں حضرت علامہ مفتی محمد مجیب الرحمٰن برکاتی کی کتاب ''پیغام شریعت'' پر تقریظ لکھی۔

☆۱؍ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ، ۱۹؍اکتوبر ۲۰۰۹ء، ۲؍کارتک ۲۰۶۶ بکرمی میں ''جنت کی خوشبو'' پر دعائیہ کلمات تحریر فرمائے۔

☆۱۰؍محرم ۱۴۳۲ھ، مطابق ۱۶؍دسمبر ۲۰۱۰ء، ۱۲؍اگہن ۲۰۶۷ بکرمی میں ''سورہ اخلاص اور کلمہ شریف کے فضائل'' پر تقریظ تحریر فرمائی۔

☆۱۵؍جمادی الاولی ۱۴۳۴ھ، ۲۸؍مارچ ۲۰۱۳ء، ۱۵؍چیت ۲۰۶۹ بکرمی میں آپ نے مجمع البرکات فاؤنڈیشن قائم فرمایا۔

☆۲۴؍رجب المرجب ۱۳۹۳ھ، مطابق ۲۴؍اگست ۱۹۷۳ء میں آپ نے حضرت حسن المنیاوی آفندی مصری کے نام ایک عربی خط تحریر فرمایا جس کی تحریر اس طرح ہے:

معدن الجود ولعطاء بحر الكرم والسخاء حضرة حسن المنياوى آفندى لازالت بدور اقبالكم بازغة و شموس افضالكم طالعة اما بعد! فقد وصلنى كتابكم الكريم فنولته بكل توقير و تعظيم كيف اصف لكم السرور والفرح عند تلاوة كتابكم العظيم و كيف اعبرك لكم عما دخلنى من البسط والانشراح عند ما علمت بما اطلعتموه وهديتموه فحمدنا الله تعالىٰ حمدا كثيرا وشكرت شكر اعظيما وادعو لكم بلسان الاخلاص انشاء الله المولىٰ لا انساه هذا الاحسان ابدا ولا يمل لسانى قط ذكركم۔ فى الاسبوع والاسبوعتين ازوركم ان شاء الله تعالىٰ وبارك۔ والسلام ۔ محمد جيش صديقى صدر المدرسين دار العلوم حنفيه جنكفور دام نيفال۔ تحريرا فى اربعة و عشرين من شهر رجب المرجب سنة ثلثة و تسعين و ثلثمأة و الف من الهجرة النبوية الموافقة اربعة عشرين من اغسطس من العيسوية۔

☆۱۳؍رجب المرجب ۱۴۱۷ھ، مطابق ۲۵؍نومبر ۱۹۹۶ء، ۱۰؍اگہن ۲۰۵۳ بکرمی میں حضرت علامہ مفتی محمد کوثر

رضوی خلیفہ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے نام ایک خط تحریر فرمایا اس خط کی تحریر درج ذیل ہے:

۹۲/۸۶ ۷

عظیم المرتبت، رفیع الدرجت، قاطع دین پھلواریت، شیدائے مسلک اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت، صوفی دوراں، محقق زماں، قدوۂ ہمعصراں حفظہ وسلمہ الرحمٰن فی کل آن وحال وشان

السلام علیکم ورحمۃ المولیٰ تعالیٰ وبرکاتہ

بخیر وطالب خیر۔

آپ کا والا نامہ تشریف لایا، خوشی ومسرت کا باعث بنا۔ ضمیمہ دیکھ کر انتہائی شادمانی ہوئی، دل سے دعا نکلی کہ خداوند کریم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقہ وطفیل دائما مامون ومحفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین اور آپ کے جواہر پاروں سے ہر انصاف پسند فیض پائے اور جہالت وضلالت والے ہدایت آمین۔ آپ نے قوم کو گمرہی سے بچانے کے لئے انوار کے بلند منا پیش فرمائے ہیں۔ گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم، چشمۂ آفتاب را چہ گناہ؟ میں آپ کی ہر دینی رائے اور حکمت وموعظت سے من کل الوجوہ متفق ہوں۔ والسلام مع الاحترام۔

طالب دعا جیش محمد صدیقی برکاتی ۱۳/۷/۱۴۱۷ھ

☆ ۱۲/جمادی الاول ۱۴۳۴ھ، ۲۵/مطابق مارچ ۲۰۱۳ء، ۱۲/چیت ۲۰۶۹ بکرمی کو آپ نے حضرت علامہ مولانا انوار احمد قادری بانی جامعہ غوثیہ غریب نواز (اندور) کو حضور احسن العلماء ایوارڈ اور محبوب الاولیاء کا لقب عطا فرمایا۔ اور ۲۴/جمادی الاولی ۱۴۳۴ھ، ۲۷/مارچ ۲۰۱۳ء، ۱۴/چیت ۲۰۶۹ بکرمی کو توصیف نامہ تحریر فرما کر فقیر کی معرفت روانہ فرمایا۔ توصیف نامہ کی تحریر یہ ہے:

۹۲/۸۶ ۷

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و اٰلہ و صحبہ اجمعین

حضرت علامہ مولانا المکرم مفتی محمد انوار احمد قادری برکاتی رضوی مدظلہ العالی سربراہ اعلیٰ جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ (اندور) کی دینی ملی مذہبی خدمات جامعہ جا کر دیکھا۔ دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا بے شک آپ کی دینی سرگرمیاں قابل ستائش اور لائق تحسین ہیں۔ خداوند کریم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقہ آپ کو صحت وسلامتی کے ساتھ مزید در مزید دینی خدمات کے مواقع عطا فرمائے آمین۔ ملک نیپال جلسہ ''قاسم نعمت کانفرنس'' منعقدہ ۲۴/۲۵/مارچ ۲۰۱۳ء میں شرکت کی غرض سے تشریف لائے۔ ۲۵/مارچ کو آپ کو ''احسن العلماء ایوارڈ'' اراکین جلسہ کی جانب اور ''محبوب الاولیاء'' کا خطاب راقم کی جانب

اور ممبر نور پر تشریف فرما علماء کرام کی جانب سے پیش کیا گیا اور آپ نے قبول کیا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

دعا گو

گدائے برکاتی محمد جیش محمد صدیقی برکاتی

شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور نیپال

وصاحب سجادہ خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)

۱۴/ ۵/ ۱۴۳۴ھ، ۲۷/ ۳/ ۲۰۱۳ء۔

☆۱۲/محرم ۱۴۳۵ھ، مطابق ۱۳/نومبر ۲۰۱۳ء، ۲۷/کارتک ۲۰۷۰ بکرمی میں آپ نے اپنے معتمد وخاص شاگرد حضرت مولانا الحاج مفتی احمد حسین مصباحی کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی خلافت واجازت عطا فرمائی۔

☆۱۰/ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ، ۴/مطابق مارچ ۲۰۱۲ء، ۲۱/پھاگن ۲۰۶۸ بکرمی کو حضرت علامہ مولانا محمد عارف صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی کو خلافت واجازت عطا فرمائی۔

☆۱۶/محرم ۱۴۳۵ھ، ۱۷/مطابق نومبر ۲۰۱۳ء، ۲/اگہن ۲۰۷۰ بکرمی میں مجھ فقیر گدائے مصطفی ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی کو خلافت واجازت عطا فرمائی اور 21 اپریل 2013 کو جلسہ برکات النبی میں دستار خلافت فرمائی اور اعلان بھی فرمایا۔

☆۲۱/اپریل ۲۰۱۴ء میں خلف اکبر حضرت مولانا ضیاء المصطفیٰ برکاتی ازہری کو خلافت وسجادگی بعد نماز عصر ختم بخاری کے بعد عطا فرمائی اور اسی تاریخ کو شب کے جلسہ میں اس کا اعلان فرمایا اور خرقہ بھی پہنایا۔

☆۲۱/اپریل ۲۰۱۴ء جلسہ برکات النبی میں مفتی احمد حسین برکاتی کو خلافت واجازت عطا فرمائی۔

☆۱۸/ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ، ۱۴/فروری ۲۰۱۴ء میں میری ایک تصنیف کے مطالعہ کے بعد میری ہمت افزائی کرنے کے لئے آپ نے فقیر کے نام ایک خط بھیجا اسے بھی ملاحظہ کریں:

عزیز القدر مفتی صاحب زید مجدکم السامی! السلام علیکم!

مرسلہ تحفہ موصول ہوا، جو بھی دیکھا آپ کو سراہا، آپ کی تعریف کی اور بہت ثنا کی۔ فصاحت وبلاغت اور بیان کو پڑھ کر بہت داد دی۔ میں مشکور ہوں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ''سلام کو سلامت رکھے'' آمین اور دینی خدمات کے زیادہ سے زیادہ مواقع عطا فرمائے آمین......والسلام والدعاء

دعا گو :جیش محمد صدیقی برکاتی

۱۸/ ۴/ ۱۴۳۵ھ

☆ ۱۵/صفر المظفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶/نومبر ۲۰۱۶ء ۱/گتے اگہن ۲۰۷۳ بکرمی جمعرات کو عرس علامہ ارشد

القادری میں قائد اہل سنت ایوارڈ سے نوازے گئے اور سی موقع سے آپ کو مرجع الافتا و الارشاد کا تکریمی خطاب بھی دیا گیا۔

☆ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ کو مطابق دسمبر ۲۰۱۶ء، ۲۳؍ گتے اگہن ۲۰۷۳ بکرمی میں جماعت رضائے مصطفی قطر کی جانب سے آپ کو شیر بیشہ اہل سنت ایوارڈ پیش کیا گیا۔

☆ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ کو مطابق دسمبر ۲۰۱۶ء، ۲۳؍ گتے اگہن ۲۰۷۳ بکرمی میں برکاتی مشن قطر کی جانب سے آپ کی خدمت میں شاہ برکت اللہ ایوارڈ پیش کیا گیا۔

☆ ۲۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ، مطابق ۲۰؍ فروری ۲۰۱۷ء، ۱؍ گتے پھاگن ۲۰۷۳ بکرمی دامن گیرا کرناٹک میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت، خلق کی رشد و ہدایت اور اسلام کی آبیاری میں مثالی کارنامہ انجام دینے کے صلہ میں فخر از ہر کمیٹی کی طرف سے تاج الشریعہ ایوارڈ پیش کیا گیا۔

☆ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق جنوری ۲۰۱۸ء میں پہلی بار بغداد شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

☆ ۸ ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۲۰۱۸ء، ۲۹؍ گتے اگہن ۲۰۷۵ بکرمی بروز ہفتہ کو دوسری بار سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔

☆ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ میں عرس صد سالہ کے موقع سے جامعہ نوریہ رضویہ کی جانب سے آپ کی خدمت میں مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمات کے اعتراف میں مسلک اعلیٰ حضرت ایوارڈ پیش کیا گیا۔

☆ ۲۸؍ ربیع النور شریف ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۶؍ نومبر ۲۰۱۹ء 10 گتے اگہن 2076 بکرمی میں آپ کا وصال پر ملال ہوا۔

☆ 29؍ ربیع النور شریف ۱۴۴۱ھ مطابق 27 نومبر ۲۰۱۹ء 11 گتے اگہن 2076 بکرمی میں خانقاہ برکات کے احاطہ میں تدفین کی گئی۔

❁❁❁

سترہواں باب

تنقدات وتعاقبات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ
عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ
اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ؕ
اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰٓی
اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ
اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ؕ

تنقدات وتعاقبات

حاسدین کی نظر بد:

یہ تو ہمیشہ سے رہا ہے کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بندے کو عظمت ورفعت سے نوازتا ہے، قربت واختصاص سے سرفراز فرماتا ہے تو کوئی نہ کوئی اس بندۂ خدا کا معاند ومخالف بن کر کھڑا ہو جاتا ہے جس کا دل حسد کی آگ سے راکھ ہونے لگتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جب اللہ نے پیدا فرمایا تو تمام فرشتوں کو بشمول ابلیس لعین سجدۂ تعظیمی کا حکم ہوا، سب فرشتے سجدہ ریز ہو گئے مگر ابلیس نے حسد وتکبر میں سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی توہین وتصغیر کی اور خود کو بڑا سمجھ بیٹھا۔ جب پیغمبر آخر الزماں ﷺ خدا کا داعی ومصلح اور آخری نبی بن کر مبعوث ہوئے تو جہاں کفار ومشرکین جل بھن اٹھے اور آپ کے خلاف محاذ آرائیاں شروع کر دیں وہیں یہود حسد وعناد کے مریض ہو گئے اس وجہ سے کہ ان کے زعم کے مطابق نبوت کا آخری آفتاب اہل کتاب میں طلوع ہونا تھا نہ کہ خاندان بنو ہاشم میں۔ اسی طرح چودہویں صدی میں جب اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجدد اسلام بن کر اسلام کی تجدید کاری اور قلع وہابیت وبدعقیدگی کی مسماری کرنے لگے تو اعداء کے علاوہ حاسدین نے بھی آپ کا تعاقب کرنا شروع کر دیا، مگر رضا کے نیزے کی مار اور ضرب کاری نے قلب اعداء وحاسدین کو زخمی کر کے اعلان کر دیا ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تجھ سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

پندرہویں صدی میں ملک نیپال کی تاریکی میں عشق نبی ﷺ کا چراغ روشن کرنے، اسلام کی نشر واشاعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تشہیر وتبلیغ کے لئے اللہ نے جس ذات کو منتخب فرمایا وہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات تھی جس کی مساعی جمیلہ، ان تھک کوششوں اور بے باک ترجمانی سے بہت سے وہ علاقے بدمذہبوں کے خونی چنگل سے آزاد ہو گئے جہاں بھولے بھالے، سادہ لوح مسلمان ان گستاخان بارگاہ رسالت کے جھانسے میں آ گئے تھے۔ آپ نے پوری دیانت وصدق وخلوص کے ساتھ اسلام کے پیغامات واحکامات کی اشاعت میں رات ودن ایک کر دئے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم شان وشوکت اور عظمت وبلندی سے نوازا، ملک کے گوشے گوشے میں آپ کی خدمات کا آوازہ پھیلنے لگا اور عوام وخواص میں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ مگر کچھ لوگوں کو یہ مقبولیت وہر دلعزیزی راس نہ آئی اور پس پشت آپ پر ہر طرف سے حملہ کرنے لگے، آپ کے خلاف غلط پروپیگنڈہ

شروع کرنے لگے، آپ کی دل آزاری اور بے بنیاد الزامات لگانے کی ناپاک کوششیں کرنے لگ گئے۔مگر ایسے نازک اور حوصلہ شکن ماحول میں بھی آپ نے ہمت نہیں ہاری بلکہ پوری جرأت واستقلال،شجاعت وبہادری کے ساتھ اسلاف اور انقلاب آفریں شخصیتوں کی زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اسلامی تبلیغی مشن میں ہمہ تن کوشاں رہے اور اعلان کرتے رہے کہ جس چمن کو بسانے اور گل گلزار کرنے میں میں نے خون پسینے بہائے ہیں اسے ویران وبرباد نہیں ہونے دیا جائے گا، دین کا ڈنکا ہر سمت بجاتا رہوں گا اور آخری دم تک اس کی آرائش وزیبائش میں کوشش کرتا رہوں گا اور زبان پر یہی نعرہ رہے گا۔

خون دل دے کر نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے تو گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

جہاں ہندو نیپال، مدینہ منورہ اور مصر کے علماء ومشائخ نے آپ کی خدمات سے متاثر ہوکر آپ کو سراہا،نوازا اور قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا وہیں حساد پوری قوت وتوانائی کے ساتھ آپ کے تعاقب میں رہے اور ہر طرح سے آپ کو زک پہنچانے کی ناپاک کوشش اور منصوبہ سازی کرتے رہے،کبھی بدعقیدوں کے ایمان فروش علماء سو،تو کبھی اپنی ہی جماعت کے علما مگر حالات سے گھبرانے کی بجائے آپ اعلیٰ حضرت کے اسی شعر کو ورد لب رکھا۔

اک طرف اعداء دیں اک طرف حاسدیں
بیچ میں ہے تنہا رضا تم پہ کروروں درود

کیچڑ اچھالنے والے،ہفوات وواہیات سے اپنی زبان ودل کو پراگندہ کرنے والے کامیاب تو نہیں ہوسکے ہاں تھک ہار کر اس بات کا تمغہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے کہ۔

مجھے معلوم ہے اس کا ٹھکانا پھر کہاں ہوگا
پرندہ آسماں چھونے میں جب ناکام ہوجائے

مجھے یاد آرہا ہے کہ غالباً ۱۴۱۹ھ کا واقعہ ہے جس وقت میں آپ کے یہاں جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں زیر تعلیم تھا۔سیتا مڑھی ضلع کے ایک گاؤں بھیموا میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا، یہ جلسہ آپ کی سرپرستی میں تھا،اطراف واکناف سے عقیدت مند آپ کا نام سن کر ہی سیل رواں کی طرح امڈ آئے تھے،آپ کی زیارت کے مشتاق اپنی بے تابی کی پیاس بجھانے کے لئے دور دراز کے گاؤں اور شہروں سے آئے ہوئے تھے۔علماء بارعین بھی شریک اجلاس تھے، ائمہ مساجد واساتذۂ مدارس ومکاتب بھی زینت اسٹیج تھے اور حضور شیر نیپال پوری عظمت وجلال، رعونت ووقار کے ساتھ نورانی چہرہ لئے بنفس نفیس جلوہ بار تھے۔جلسہ شباب

پر تھا، قرآن وسنت کی باتیں گوش گذار کی جارہی تھیں، سامعین اپنے ذہن وفکر کے دریچے کھول کر علماء کے نورانی بیانات سے مستفیض ومحظوظ ہورہے تھے، جملہ حاضرین اپنی اپنی استعداد کے مطابق دلوں میں پند ونصائح کی باتیں اتار کر سعادت دارین سے جھوم رہے تھے، اللہ رب العزت اور پیغمبر اعظم محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر جمیل سے دلوں کے زنگ صیقل کر رہے تھے، فرشتوں کی نورانی جھرمٹ میں محصور ہوکر رحمت وانوار کی بارش میں نہار ہے تھے، خدا کے ابر کرم سے اپنے گناہوں کے میل دھورہے تھے، رونق اسٹیج خدا کے مقبول ومحبوب بندوں کی زیارت سے بار یاب ہوکر آثام ومنکرات اور معاصی ومناہی کے ارتکاب کرنے سے توبہ اور نیکیوں کی مداومت کا عہد بھی کر رہے تھے، خدا کی حفاظت وپناہ اور اس کے مقدس رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایتوں کے سایہ میں بیٹھ کر بہجت وسرور سے قلب وجگر کے اضطراب وبے چینی دور کر رہے تھے، کھلی فضاؤں میں، معطر ہواؤں میں، چاندنی رات کے دلکش نظاروں میں، رحمت کے شامیانوں میں، پرنکہت بہاروں میں اتحاد واتفاق، محبت واخلاص، اخوت وبھائی چارگی اور ادائیگی حقوق اللہ وحقوق العباد کی دل گداز ومؤثر تقاریر اور مہذب محاضرات حاضرین کی سماعتوں کے پردوں پر دستک دے رہے تھے اور ان کے ذہن وفکر کو جمود وتعطل توڑ کر جولانیت عمل کے میدان میں آنے کی دعوت دے رہے تھے۔ شعرائے کرام اپنی اپنی میٹھی، مدھ بھری آواز سے نعت نبی سنا کر تصور ہی تصور میں شاہ خوباں کے مقدس شہر کی گلیوں کی زیارت کروا رہے تھے۔ مگر کچھ لوگ اس قدسی صفات عفت مآب شخصیت کے خلاف سازش بھی کر رہے تھے، جس ہستی کے قدوم میمنت لزوم کی برکتوں اور تشریف ارزانی کے سبب یہ آب وتاب، چمک دمک اور خلائق کا انبوہ تھا۔

ہوا یوں کہ چند شر پسند عناصر نے پولیس والوں کو یہ غلط اطلاع دیدی کہ ایک پاکستانی بارڈر کے راستے نیپال داخل ہونے والا ہے۔ پولیس عملہ خبر موصول ہوتے ہی چاق وچوبند ہوگئے اور جیسے ہی اگلے روز حضور شیر نیپال قدس سرہ کی گاڑی قریب آئی آپ کو حراست میں لے لیا۔ قصور کیا تھا؟ صرف اتنا کہ آپ خلق خدا کی اصلاح کا فریضہ انجام دے رہے تھے، اللہ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے قریب کر رہے تھے، بھٹکے ہوئے آہوؤں کو سوئے حرم لا رہے تھے، غفلت میں پڑے لوگوں کو جگا رہے تھے، اللہ کی رضا جوئی اور پیارے مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ومحبت کے سبب ملی شہرت ومقبولیت ہی خطا تھی، اللہ اکبر! جیسے ہی یہ خبر گرد ونواح کے علاقوں میں بجلی کی طرح پہنچی جو جہاں جس حال میں یہ خبر سنتا اسی حال میں جائے وقوع کی طرف افتاں وخیزاں پہنچ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے عشاق کی بھیڑ جمع ہوگئی۔ راوی کا بیان ہے کہ کچھ عورتیں تو جھاڑ ولیکر آگئیں۔ تھانہ انچارج اور دوسرے پولیس اہلکار نے جب یہ منظر دیکھا تو سراسیمہ ہوگئے اور ناچار بلا کسی مزاحمت کے اسی روز بعد نماز مغرب باعزت واحترام رہا کر دیا۔ عصر اور مغرب کی نماز تھانہ ہی میں اذان واقامت کے ساتھ باجماعت پڑھی۔

اس دوران سب سے زیادہ حیرت انگیز بات پولیس والوں کے لئے آپ کا نماز پڑھنا ہی رہا۔ پولیس والے بندوق تانے چاروں طرف سے حصار کئے ہوئے تھے۔ مگر آپ سب سے بے نیاز ہو کر اپنے خالق و مالک کی یاد میں محو رہے، خوف و ہراس کا نام و نشان تک نہیں، نہ چہرہ پر ملال وافسردگی اور نہ دل میں کوئی بے چینی واضطرابی۔ اور ہو بھی کیوں کہ اللہ کا جو ولی ہوتا ہے اسے دنیا کا خوف بالکل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون"

غم دنیا ہے نہ ہے خوف زمانہ کوئی

ولی اللہ ہیں اللہ کی رحمت والے

آپ کے سامنے حضور ﷺ کی مکی مدنی اور داعیانہ زندگی مکمل نمونہ کے طور پر تھی۔ آپ بخوبی جانتے تھے کہ دین اسلام کی تبلیغ میں حضور سرور کائنات کو کتنی تکالیف اٹھانی پڑیں، کتنے طعنے سننے پڑے، کس قدر اذیتیں پہنچائی گئیں، کافروں نے جسم اقدس پر غلاظت رکھ دی، گلے میں رسی کا پھندا، ڈالا، مجنون کہا، دیوانہ کہا، منقطع النسل کہا، ہجرت کی رات اوباشوں نے آپ کے کاشانہ نبوت کو گھیر لیا تا کہ سب مل کر ایک ساتھ حملہ آور ہو کر معاذ اللہ آپ کو شہید کر دیں، شعب ابی طالب میں محصور کر دیا، تمام تعلقات منقطع کر لئے۔ مگر آپ ﷺ مسکراتے رہے، بددعاء کی بجائے لبوں پر دعاء ہدایت کے پھول کھلتے رہے، مکہ سے نکلنے پر جن لوگوں نے مجبور کر دیا تھا آج جب رسول پاک ﷺ فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں تو کفار خوف و ہراس سے سہمے ہوئے ہیں کہ آج ہمیں قتل کر دیا جائے گا مگر پیغمبر اعظم ﷺ نے جب یہ اعلان فرمایا "لا تثریب علیکم الیوم" تو ان کفار کی حیرت کی انتہا نہ رہی اور اپنے کئے پر نادم ہوئے۔ تلوار اٹھانے والوں پر آپ نے اخلاق وشفقت کی چادر کا سایہ کر دیا اور راہوں میں کانٹے بچھانے والوں کے راستوں میں آپ نے گل ہدایت بکھیر دیئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس پیغمبرانہ حسن اخلاق و بے مثال کردار نے ہر دل پر علم فتح نصب کر دیا۔ جو جان کے دشمن تھے دامن اسلام سے وابستہ ہو کر شرف صحابیت کا عظیم تمغہ حاصل کر لیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھیں آپ پر آزمائشوں کے کتنے پہاڑ گرے، ابتلاء وآزمائش کے کس کس پرخار وادی سے گذرے کسی پر مخفی نہیں۔ نمرود نے آگ میں ڈال دیا مگر آپ نے اف تک نہ کہی، خدا کی رضا اور مشیت ایزدی پر راضی رہے، فرشتے مدد کی پیش کش کی آپ نے انہیں واپس کر کے توکل علی اللہ کی وہ عظیم مثال قائم کر دی کہ جس کی مثال دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔

انبیاء کرام کی اسی سنت سنیہ، اخلاق وکردار اور تبلیغی زندگی کو سینے سے لگا کر حضور شیر نیپال قدس سرہ بھی ہمیشہ مخالفین کی غلط بیانی، ناپاک سازش سے بے پرواہ ہو کر خوش اخلاقی کی اعلیٰ مثال پیش کرتے رہے اور ہر مشکل وقت اور صبر آزما ساعتوں میں خدائے وحدہ لاشریک لہ کی رضا پر راضی رہے، تمام کلفتوں کو برداشت کر کے دین کی تبلیغی مشن میں مصروف رہے اور جرأت و

شجاعت اور ہمت وحوصلہ کے ساتھ ہر طوفان کا مقابلہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔

جو ہر اپنی شجاعت کے دیکھاتے رہے
نرغہ اعداء میں بھی رہ کر مسکراتے رہے

اور مفتی عثمان برکاتی صاحب کے ایک معتقد نے ان کے حوالے سے بتایا کہ اس طرح کی گھناؤنی حرکت اپنی ہی جماعت کی ایک خاص برادری کے کچھ جبہ ودستار والے بھی کر چکے ہیں، آپ کو گرفتار کرانے کی سازش رچی تھی، آپ کے خلاف غلط پرو پیگنڈہ کیا تھا مگر اس بار بھی وہ ناکام ہوئے اور ہر بار ناکام ہوئے اور قیامت تک ایسے بدفکر و بدخواہ ناکام ونامراد ہوتے ہی رہیں گے اور اللہ والے، دین کے سپاہی، مسلک اعلیٰ حضرت کا محافظ اور کتاب وسنت کا داعی ہر محاذ پر کامیاب وکامران ہوتے رہیں گے۔

جو دور ہیں جیشِ ملت سے
محروم ہیں باغِ جنت سے
مرشد کو خوب محبت تھی
شرعِ اسلام و سنت سے
عشاقِ نبی محظوظ ہوے
ان کی سیرت اور صورت سے
کیا ان کے ہوں جو دور رہے
خود مسلکِ اعلی حضرت سے
شیرِ نیپال تھے بہرہ ور
تبلیغِ دین و شریعت سے
اللہ و رسول بھی راضی ہیں
میرے مرشد کی خدمت سے

تنقیدات کا تحقیقی جائزہ:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جب فارغ ہوکر اپنے وطن تشریف لائے، اس وقت اچھے علما کی تعداد بہت کم تھی اور دینی ملی اور مسلکی خدمات پر توجہ اور کام کرنے کی ضرورت زیادہ محسوس کی جارہی تھی۔ اس لئے آپ نے یہ ذہن بنالیا کہ ملک نیپال میں مسلک

اعلیٰ حضرت کی اشاعت اور قوم مسلم کی ہدایت و رہبری اور انہیں صراط مستقیم پر گامزن رکھنے کے لئے علما کی ٹیم تیار کرنی ہے۔ دار العلوم علمیہ بہار میں ایک سال تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد شعبان کی تعطیل کلاں میں مستعفی ہوکر گھر تشریف لے آئے ،تاکہ ملک نیپال میں اسلامی تعلیمات کو فروغ دیا جائے۔شہر جنکپور کے مکتب کے اراکین کی پیش رفت پر آپ یہاں بحیثیت مدرس تدریسی اور تبلیغی خدمات انجام دینے پر مامور ہو گئے اور اپنے اہداف و مقاصد کی تکمیل کے لئے شب و روز کوششیں بھی تیز کرتے رہے۔جو ترقی اس شہر کو علمی و دینی اور تعمیری اعتبار سے دی وہ کسی سے مخفی نہیں ملک و بیرون کے ارباب اہل سنت اور مخالفین اہل سنت سبھی اس سے واقف ہیں۔

لیکن جس شہر کو علم سے آباد کیا،جس کے لئے رات و دن آپ نے ایک کردی اور اپنے خون جگر سے جس جامعہ کو سینچا اور پروان چڑھایا، جہاں بے شمار علما و فقہا،حفاظ و قرا اور مبلغین اسلام پیدا ہوئے اسی شہر میں کچھ اپنے اور کچھ بیگانے آپ کی عزت نفس پر زبان و قلم کے نشتر چلانے لگے، بے وجہ کی تنقدات کا بازار گرم کیا جانے لگا اور طرح طرح کے ہتھکنڈے آپ کی توہین و تحقیر کے لئے آزمائے جانے لگے اور ایک وقت ایسا آیا کہ وہ جگہ آپ کے لئے تنگ ہوگئی اور ماحول ایسا پیدا ہوگیا کہ خوں آشام جنگ چھڑ سکتی تھی اور یہ آپ کی طبیعت کو گوارا نہیں اس لئے خواہی نخواہی اس شہر کو خیر آباد کہہ کر اپنی خانقاہ تشریف لے آئے ،جبکہ دل نہیں چاہتا تھا کہ اس ادارہ اور شہر کو چھوڑے جہاں اپنی جوانی سے لے کر بڑھاپا کے اکثر ایام گذار دئے ،جس جامعہ کے در و دیوار پر آپ کے احسانات کے نشاں تھے،جس جامعہ کی ہر چیز آپ کی جدائی کو برداشت کرنے کی تاب سے عاجز تھی ،اسی جامعہ کو چھوڑنے کے لئے آپ کا دل بھی اجازت نہیں دے رہا تھا۔مگر کیا کریں جب اپنے ہی باغی ہو جائیں ،اپنے پروردہ ہی سازش کی جال بننے لگیں تو پھر ایک دل کیا کرے ،اسے بھی ایسے ماحول و حالات میں سکون کہاں سے میسر ہوگا۔اور جب بات اہل سنت کے مابین افتراق و اختلاف اور آپسی انتشار کے خوف کی ہو تو ایسے حالات میں چھوڑنا ہی بہتر ہے۔اس لئے اس شہر کو چھوڑ دیا اور اپنے بسائے ہوئے گلشن کو بھی ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر سامان ارتحال باندھ لئے۔

آپ کی عمر کے آخری دہائی فتنہ پروروں اور تخریب کاروں کی تنقیدات کے نذر رہی ،جن میں کچھ سیاسی مفادات پرست بھی شامل ہیں اور کچھ شہرت طلب اور برسوں سے موقع کی تاک میں لگے جبہ و دستار والے بھی ملوث تھے۔کچھ بیگانے تھے تو احسان فراموش پروردہ بھی۔اور اس کی وجہ روز بہ روز آپ کی ترقی ،مقبولیت ،شہرت، خانقاہ برکات لہنہ شریف کی وسیع و عریض اراضی میں بنی ہوئی فلک بوس عمارت اور دولت و ثروت کی نوازشات ربانی تھی اور بدنگاہوں ،ہوس پرستوں اور ضمیر فروشوں کی خود غرضی،جلن ،جامعہ کے معاملات میں دخل اندازی کی خواہش اور جامعہ میں سرکاری ملازمت کی حرص و طمع بھی تھی اور اپنے مطلب و

مفاد کے لئے جامعہ اور اس سے متصل جامع مسجد کا استعمال کے عزائم بھی۔ خاص طور پر جامعہ سے منسوب زمین محور تنقید رہی جس کی حقیقت و ماہیت سے اکثر غافل وانجام تھے اور اس سے باخبر زمین دینے والے اور تنہا حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ تھے۔

حیات مبارکہ کی آخری دہائی میں تو جنکپور کی زمین رہی، ساتھ ہی حافظ زاہد حسین کے مشتبہ ومتہم کا وہ حکم بھی جو فیصل بورڈ کے ارکان نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں ان کی تائید وتوثیق کے ساتھ نافذ و جاری کیا تھا۔ اور یہی موخر الذکر آپ کے وصال پر بھی تنقید وتحقیر کا سبب خاص رہا جس میں ایک مخصوص برادری کے علما نے آپ کے ایمان واسلام پر حملہ کرنے کی ناکام کوشش کی جس کا جواب جہاں علمائے حق گو اور فقہا حق بین نے زبردست طریقے پردے کر مخالفین وحملہ آور کا ناطقہ بند کردیا وہیں اہل خانوادہ کی خاموشی اور ضبط وتحمل بمطابق جواب جاہلاں باشد خاموشی نے جو ضرب کاری کی وہ جگ ظاہر ہے۔ نیز آپ کے جنازہ میں عوام و خواص اہل سنت کی لاکھوں کی تعداد میں شرکت اور ملک و بیرون ملک کی عظیم علمی وروحانی شخصیات کے تعزیت کرنے نے مخالفین کے باطل ہونے اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حقانیت وصداقت پر مہر لگادی اور یہ ایسا جواب تھا کہ مخالفین کے زندگی بھر کے سارے اعتراضات وایرادات اور سوالات کا آپریشن ہوگیا۔

تکفیری سازشیں اور ان کا انجام:

وصال حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ پر تحریر وتقریر کے ذریعہ مخالفین کی طرف سے جو محاذ آرائیاں کی گئیں، پرچہ بازیاں ہوئیں، حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا اور جنازہ میں شرکت کرنے والوں پر تجدید ایمان ونکاح کا حکم جاہلانہ دیا گیا یہ سب نہایت گری ہوئی، غیر شرعی اور مذموم حرکت تھیں۔ جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے ان میں مولانا عبد المنان کلیمی صاحب بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے ہیں۔ یہ جناب تو حیات شیر نیپال میں ہی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے وصال سے دو یا تین سال قبل کفر کا بم گرا کر شرعی اصول وضوابط کی مضبوط عمارت مسمار کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ جبکہ دو تین سال قبل ان کا خاموش رہنا ان کی بدباطنی اور بدنیتی کو بھی واضح کرتا ہے۔ آخر کس لالچ میں یا کس دباؤ میں یہ صاحب ایسی حرکت کر رہے تھے وہ تو وہی بتائیں گے مگر عوام وخواص نے جو اندازہ لگایا ہے وہ بھی یکسر غلط نہیں ہے۔ کلیمی صاحب کی ذات اور ان کے دیگر افعال وکردار پر کچھ تبصرہ نہ کرکے ان کے ان آڈیوز کا جواب جو علما نے دیا ہے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مگر اس سے قبل چند فقہی باتیں ان لوگوں کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جنھوں نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور جنازہ میں شرکت کرنے والوں کے لئے تجدید ایمان و نکاح کا حکم لگایا(۱) تاکہ وہ لوگ اب بھی اپنی تکفیری تحریر وروش پر نظر ثانی کرلیں اور اپنی برادری کی عوام کو بھی شریعت کے زد میں

(۱) جبکہ ان کی پرچہ بازی اور تکفیری بم کو جنازہ میں شریک عوام وخواص کی بھیڑ نے ڈسپوز کردیا۔

آنے سے بچا سکیں، نیز تکفیر حافظ زاہد حسین کی نسبت حضور شیر نیپال کی طرف کر کے آپ پر کفر لوٹنے والی جو تحریر شائع کی تھی جبکہ اپنے دعویٰ کو مضبوط وقاطع دلائل کی روشنی میں ثابت نہیں کر سکے جو جگ ظاہر ہے، اس لئے تجدید ایمان ونکاح کا مزاحیہ قول کرنے والے انہیں پرچہ بازوں پر انہیں کا یہ حکم عائد ہوتا ہے، اس لئے اب انہیں چاہئے کہ اپنا ایمان رینیو کریں اور نکاح بھی اور تحریرا و تقریرا اس کا اعلان بھی کریں۔ یہ تو معلوم ہے کہ جن لوگوں نے تکفیری فتویٰ بازی اور پرچہ بازی کی ہے ضد وحسد کے سمندر میں اس قدر غوطہ زن ہیں کہ ہزاروں دلیلیں دیں پھر بھی وہ ماننے کو تیار نہیں ہوں گے اور نہ سچ کو کبھی وہ قبول کریں گے۔

سچ بات کو بھی آپ غلط بات کہیں گے
ہماری سوچ سے مُتضاد ہے سوچ آپ کی
ہم دِن کو دِن کہیں گے، آپ رات کہیں گے
سچ بات کو بھی آپ غلط بات کہیں گے

اگر حقیقۃً وہ لوگ انصاف پسند اور حق وصداقت کو قبول کرنے والے ہیں تو حضور محدث کبیر دامت برکاتہم القدسیہ جو کہ فیصل بورڈ کے ایک رکن عظیم ہیں ان کی صوتی تعزیت نیز خیر الاذکیا علامہ محمد احمد حسین مصباحی دامت برکاتہم العالیہ کی تعزیت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا محاسبہ کریں اور جو حق ہے اس کو قبول کرلیں۔ مصباحی صاحب قبلہ بھی فیصل بورڈ کے ایک رکن ہیں تو ان بزرگوں کی نظر میں شیر نیپال علیہ الرحمہ کا علمی وروحانی مقام بلند ومسلم اور ان میں سے کسی کا ایسا موقف شیر نیپال علیہ الرحمہ کے بارے میں نہیں جو منافی ایمان ہو۔ اس کے باجود نیپال کے چند گروہی حضرات کا پرچہ کیا اہمیت رکھتا ہے اسے سب جان چکے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک استفتا کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

بیشک اُس (عیسائی) کے جنازہ کی نماز اور مسلمانوں کی طرح اس کی تجہیز وتکفین سب حرامِ قطعی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (پ۱۰، التوبۃ: ۸۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا، نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔

مگر نماز پڑھنے والے اگر اس کی نصرانیت پر مُطّلع نہ تھے اور بَربِنائے علمِ سابق اسے مسلمان سمجھتے تھے، نہ اس کی تجہیز وتکفین ونماز تک اُن کے نزدیک اس شخص کا نصرانی ہوجانا ثابت ہوا، تو اِن اَفعال میں وہ اب بھی مَعذور و بے قصور ہیں کہ جب اُن کی دَانست (سمجھ) میں وہ مسلمان تھا اُن پر یہ اَفعال بجالانے بزُعمِ خود شرعاً لازم تھے، ہاں اگر یہ بھی اس کی عیسائیت سے خبردار تھے پھر نماز وتجہیز وتکفین کے مُرتکِب ہوئے قطعاً سخت گنہ گار اور وبالِ کبیر میں گرفتار ہوئے۔ البتہ اگر ثابت ہوجائے کہ اُنہوں نے اُسے

نصرانی جان کر نہ صرف بوجہِ حماقت وجہالت کسی غرضِ دُنیوی کی نیّت سے بلکہ خود اسے بوجہِ نصرانیت مستحقِ تعظیم وقابلِ تجہیز وتکفین ونمازِ جنازہ تصور کیا تو بیشک جس جس کا ایسا خیال ہوگا وہ سب بھی کافر ومرتد ہیں اور ان سے وہی معاملہ برتنا واجب جو مرتدین سے برتا جائے اور ان کی شرکت کسی اور طرح روا نہیں اور شریک ومعاون سب گنہگار۔(فتاویٰ رضویہ، ۹/ ۱۷۰)

دیکھیں کس احتیاط سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ نے حکم لگایا ہے، نہ حد اعتدال سے تجاوز، نہ کسی ذاتی رنجش کی جھلک اور نہ قلم حق رقم کی بے لگامی اور یہ سب تو اعلیٰ حضرت کے لئے تصور کرنا ہی غلط ہے۔مگر نیپال کے کچھ فتویٰ باز علم کے دعویداروں کے فتویٰ کا تیور تو دیکھیں کس دھاندلی اور دادا گری کے ساتھ فتویٰ لگا کر خود کو ''شرم نبی نہ خوف خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں'' کے مصداق بنالیا ہے۔

(1) سب سے پہلے شہزادۂ صدر شریعت حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ کا صوتی پیغام ملاحظہ کریں جو مخالفین کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس حادثۂ فاجعہ کی خبر سن کر کہ حضرت علامہ مولانا جیش محمد صاحب برکاتی علیہ الرحمہ دنیا سے کوچ فرما گئے، مجھے اور میرے تمام متعلقین کو سخت صدمہ اور افسوس ہے مگر حکم الٰہی کے سامنے ہم سب کو اپنے صبر ورضا اور استقامت پر قائم رہنا ضروری ہے، اس لئے میں اب یہاں تعزیت کرتے ہوئے بھی کچھ باتیں عرض کروں گا وہ بھی اس لئے کہ کچھ حضرات جھوٹی باتیں ہماری طرف منسوب کرتے ہیں۔وہ بات یہ ہے کہ حضرت مولانا مفتی جیش محمد صاحب بیشک مسلک اعلیٰ حضرت کے بہت مظبوط داعی اور وہ پوری زندگی مذہب حق اہلسنت وجماعت میں صرف کرتے رہے۔کچھ مخالفین ان کی مخالفت بھی کرتے تھے مگر اس کی انہوں نے پرواہ نہیں کی ، بلکہ مذہب حق کی اشاعت پر وہ جٹے رہے۔رہ گیا یہ معاملہ کہ حافظ زاہد حسین کے بارے میں جو ہم لوگوں کو دونوں طرف کے لوگوں نے حکم بنایا تھا اس میں کافی جدوجہد کے بعد ہم لوگوں نے جو مسائل سمجھے اس کی رو سے (1) حافظ زاہد حسین کے خلاف ہی فتویٰ نکلا اور اس کو ہم تینوں آدمی یعنی میں (علامہ ضیاء المصطفیٰ محدث کبیر) مفتی مطیع الرحمن اور حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی یہ تینوں حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں پہنچ کر اپنے کئے ہوئے فیصلے کو انہیں سنا کر ان سے تصدیق بھی کی ،(2) مگر اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہوا کہ مولانا جیش محمد اور ان کے ساتھیوں پر کفر کا فتویٰ صادر ہوتا ہے یا ان کے اوپر کوئی اور شرعی تہمت عائد ہوتی ہے یہ کہیں بھی اس فتوے میں نہیں ذکر ہے (3) البتہ زاہد حسین کے بارے میں ضرور ذکر تھا کہ وہ متہم ہیں یعنی ان کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟ اس لئے ایک مشتبہ چیز ہے اس لئے ان سے بچنا، ان سے دور رہنا، ان کا عرس منانا یہ سب ناجائز ہے، ان سے بچنا ضروری ہے، ان کا عرس منانا یہ ناجائز ہے۔یہ اس میں تھا خواہ مخواہ ہماری طرف لوگ جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں، اگر ان کے پاس دم خم ہے تو اس طرح کی جھوٹی

باتیں پھیلانے کے بجائے وہ لوگ ہمارے فیصلے کو اور حضرت تاج الشریعہ کی تصدیق کو پڑھ کر لوگوں کو سنائیں یا وہ بعینہ جو فیصلے کی نقلیں میں نے اپنی دستخط سے ان لوگوں کو دیں ہیں ان فیصلوں کی نقلوں ہی کو شائع کردیں تو دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔ بہر حال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صاحب علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ سے روکنا خود جرم ہے، چاہئے یہ کہ لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں ان کے جنازے میں شرکت ہوں۔ اور تعزیت میں ان کے جملہ پسماندگان کو متوسلین مریدین کو اور ان کے تمام تلامذہ کو اور ان کے جملہ متعلقین کو اس میں اپنے غم واندوہ کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ میں بھی آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب کو صبر جمیل اجر جزیل عطا فرمائے اور مولانا علیہ الرحمہ کو اونچے سے اونچا مقام عطا فرمائے اور ان کی آخرت اور قبر کے معاملے کو بہت خوبصورت رکھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی خدمتوں کی جزائے خیر دے ان کو مالا مال فرماتا رہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وقاسم رزقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

میں ضیاء المصطفیٰ قادری ابن حضرت صدر الشریعہ ساکن گھوسی ضلع مئو یہ اپنا پیغام نشر کر رہا ہوں اور میں ان لوگوں میں ایک حکم تھا اور حکم کا قائد بھی تھا جو لوگ کہ حافظ زاہد حسین کے مقدمے کی سماعت کر رہے تھے۔ **وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وقاسم رزقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین**

تبصرہ: یہ صوتی پیغام سوشل میڈیا مثلا فیس بک اور یوٹیوب پر آج بھی موجود ہے اور اپنے بیگانے سبھوں نے سنا۔ اب جن لوگوں نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ پر کفر کا فتویٰ لگایا کیا وہ حضور محدث کبیر دامت برکاتہم القدسیہ پر کفر اور تجدید ایمان ونکاح کا حکم لگانے کی جرأت کرسکتے ہیں؟ کلیمی صاحب کے جگر میں دم خم ہے کہ شیر نیپال علیہ الرحمہ کے لئے رحمت ومغفرت کی دعا کرنے والے اپنے استاذ گرامی قدر حضور محدث کبیر اور اسی طرح درجنوں علما وفقہا اور مشائخ کے لئے یہی حکم لگائیں جو حکم انہوں نے علی پٹی اور بیلا کے جلسوں میں لگایا تھا؟ خود جس معتبر ومستند ادارہ شرعیہ کے امین ہیں اس کے صدر مفتی، فقیہ اہل سنت مفتی حسن رضا نوری صاحب اور اس کے سربراہ اعلیٰ حضرت مولانا غلام رسول بلیاوی صاحب پر کفر اور تجدید ایمان ونکاح کا فتویٰ لگائیں گے؟ اور مرض الوصال کی خبر سن کر جن مخالفین علما نے پرچہ بازی کی تھی اور شرکت کرنے والوں پر تجدید ایمان ونکاح کا جاہلانہ حکم لگایا تھا کیا وہ بھی اپنے سینے میں ایسا جگر رکھتے ہیں کہ وہ ان حضرات پر کفر وتجدید ایمان ونکاح کا غیر شرعی فتویٰ ٹھونکیں؟ بلاشبہ نہ کلیمی صاحب کے اندر تاب ہے اور نہ پرچہ باز علم کے دعویداروں کے اندر سکت وہمت ہے۔ اور یہ دنیا جانتی ہے کہ فتویٰ بازی اور پرچہ بازی کا گیم کھیلنے والوں کی حیثیت حضور محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ کی ذات وعلم کے مقابل میں کیا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ فیصل بورڈ کے فیصلہ میں حافظ زاہد حسین کے بارے میں مشتبہ ومتہم کا حکم ہے اس سے کیا

مراد ہے حکم لگانے والے فقہا اور ارکان فیصل بورڈ نے خود واضح کر دیا ہے، لہٰذا اب اس کے خلاف کوئی معنیٰ ومفہوم قابل قبول نہیں ہوگا۔ نیز جب حافظ زاہد حسین کا معاملہ فیصل بورڈ کے سامنے پیش کیا گیا اور فیصل بورڈ نے متفقہ طور پر حافظ زاہد حسین پر مشتبہ ومتہم کا حکم دیا اور انہیں اہل سنت کا مقتدا و پیشوا نہ ماننے کا بھی حکم دیا اور عرس لگانے سے بھی منع کیا ہے، مگر ان مقدس ہستیوں نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ پر کوئی حکم نہیں لگایا نہ توبہ وتجدید نکاح کا اور نہ کفر پلٹنے کا، پھر شیر نیپال پر دو تین دہائی بعد کفر پلٹنے کا قول کرنا چہ معنی دارد؟ اللہ تعالیٰ پرچہ بازوں کی ٹولی کو ہدایت وفہم سلیم عطا فرمائے۔

(2) مفتی محمد عثمان برکاتی مصباحی، مہتمم مدرسہ فیضان مدینہ، جنکپور (نیپال)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا جب وصال پر ملال ہوا اس وقت مفتی صاحب ایک لمبے سفر پر تھے، سفر ہی میں مخالفین کی پرچہ بازی کا علم انہیں بذریعہ مبائل فون ہوا، علاقہ کے متعدد افراد نے اس بارے میں ان سے سوال کیا اور حضور شیر نیپال کے وصال سے مطلع کیا۔ مولانا محمد شمس الدین امجدی، جنکپور نیپال نے بھی ان سے فون پر رابطہ کیا جو کچھ امجدی صاحب نے مفتی صاحب سے سوال کیا، مفتی صاحب نے ایک ذمہ دار عالم ہونے کی حیثیت سے پورے احتیاط کے ساتھ جواب دیا ہے۔ عالم کی ذمہ داری ہے کہ جب ان سے سوال کیا جائے تو پوری دیانت داری کے ساتھ اپنے فرض منصبی کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے غیر جانبدارانہ جواب سے سائل کو مطمئن کریں۔ مفتی صاحب نے وصال حضور شیر نیپال کے موقع پر مخالفین کی دسیسہ کاریوں اور غیر شرعی چال درویوں کا شرعی جواب دے کر اپنی ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ حیات شیر نیپال میں اسٹیجوں پر اور ایک دو تحریروں میں اس مسئلہ میں منفی کردار بھی ادا کیا ہے۔ اب کا سائل کا ٹیلیفونی سوال اور مفتی صاحب کا صوتی جواب یہاں تحریری شکل میں ملاحظہ کیا جائے۔

پہلی آڈیو: جو چار منٹ پچاس سکنڈ کی ہے۔

سائل: حضرت کے بارے میں معلوم ہوگا، شیر نیپال کے بارے میں؟

جی ہاں معلوم ہو چکا ہے وصال فرما چکے ہیں اور کل دو بجے بعد ظہر جنازے کی بھی اطلاع ہے میرے پاس۔

سائل: اچھا کب تک آجائیں گے آپ؟

جواب: انشاء اللہ العزیز میں زیادہ کوشش کرتا ہوں جلدی پہنچنے کی پھر بھی لگتا ہے دو تین بج جائیں گے، چونکہ سفر لمبا ہے دو تین بجے تک ان شاء اللہ جنکپور پہنچنے کی بھرپور کوشش کر رہا ہوں آج ہی۔

سائل: لیٹر پیڈ وغیرہ پر کچھ لوگ افواہ اڑا رہے ہیں کہ اگر ان کی نماز جنازہ میں شامل ہوئے تو نکاح ٹوٹ جائے گا وغیرہ وغیرہ اس کے بارے میں کچھ جانکاری ہے اپنے پاس؟

جواب: ہاں آپ سے پہلے بھی کچھ لوگوں نے اس طرح کی باتیں کی ہیں میرے پاس اور میرے واٹس ایپ چالو نہیں ہے، میرا بند ہے، لیکن کئی فون آیا ہے جس میں ان باتوں کا تذکرہ ہے جو آپ فرمارہے ہیں۔ تو یہ دراصل شریعت سے ناواقفی ہے اور احکام شریعت سے نابلد ناآشنا ہیں یہ لوگ اور مسئلہ تکفیر کی نزاکت کو، اس کے طویل جزئیات کو یہ لوگ جانتے نہیں ہیں، جس کی وجہ سے اس طرح نادانی یہ لوگ کررہے ہیں۔ شریعت مطہرہ نے کہا کہ بیدہ عقدة النکاح شوہر کے ہاتھ میں نکاح ہے، تو یہ لوگ نکاح توڑنے والے کون ہوگئے؟ یہاں تو شوہر کے طلاق دینے سے نکاح ٹوٹتا ہے یا پھر کافر ہوجانے سے نکاح ٹوٹتا ہے تو شیر نیپال علیہ الرحمہ والرضوان علاقے کے ایک متبحر عالم دین اور بزرگ عالم دین، پرانے عالم دین اور ان کی بے شمار خدمات ہیں اور کسی مستند معتمد عالم نے یا علماء کی جماعت نے ان کی تکفیر نہیں کی تو یہ کون لوگ ہوتے ہیں جو ان کی تکفیر کی باتیں کررہے ہیں من مانی، بچوں کا کھیل بنادیا ہے ان لوگوں نے شریعت کو۔ خدا تعالی ہدایت دے ان لوگوں کو۔ یہ نرے جاہل لوگ لگتے ہیں، جو اس طرح کی افواہیں پھیلا رہے ہیں۔ مسئلہ تکفیر بڑا نازک مسئلہ ہے نا؟ اس میں تو بہت ہی زیادہ پھونک پھونک کے قدم رکھنا پڑتا ہے۔ ان کے جنازے میں شریک ہونے والوں کے لئے نکاح ٹوٹنے کا حکم لگانا گویا کہ ان کو کافر کہنا ہے، تو یہ (مخالفین) مسئلہ تکفیر کی نزاکت کو یہ لوگ جانتے ہی نہیں ہیں، اس کا مطلب خواہ مخواہ کے یہ لوگ مفتی بنے پھرتے ہوں گے، ورنہ جن کے اندر تفقہ ہوگا وہ اس طرح کی لایعنی باتیں ہرگز ہرگز نہیں کرسکتے ہیں۔ یقیناً ان کے جنازے میں بلاشبہ شریک ہوا جائے اور الحمدللہ میں بھی شریک ہوں گا، اس لیے میں سفر کو تیز گام بنادیا ہوں اور ان شاء اللہ میری حاضری ہوگی، میں شریک ہوں گا۔ میں تمام اپنے احباب سے، متعلقین سے، وابستگین سے کہتا ہوں کہ وہ شوق سے جنازے میں شرکت فرمائیں اور ان لوگوں کی فتویٰ بازی کی کوئی پرواہ نہ کریں، جو لوگ اس طرح کی باتیں کررہے ہیں وہ علم شریعت سے ناواقف لوگ ہیں اس لئے ان کی باتوں پر بالکل توجہ نہ دی جائے۔

مسئلہ فقہیہ میں کسی مسئلے میں اختلاف ہونا، نظریات کا فرق ہونا یہ الگ بات ہے کسی کو کافر کہہ دینا لاحول ولاقوۃ یہ تو بہت ناپاک جسارت ہے، خدا ایسی ناپاک جسارت سے مسلمانوں کو بچائے۔ ہمارا بھی ان سے (حضرت شیر نیپال سے) کسی مسئلہ میں نظریاتی اختلاف رہا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں ان کے بارے میں اس طرح کا باطل گمان کروں، فاسد گمان کروں اور ان کے لئے کفر کی باتیں کروں جو آخری منزل ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ ہمارے ساتھ ان کے نظریاتی اختلاف ایک دو مسئلے میں تھا لیکن اس کے باوجود بھی آج بھی ہمارے وہ محترم ہیں، کل بھی وہ ہمارے محترم تھے اور مخدوم اہلسنت کل بھی رہے ہیں آج بھی ان کا نام سنہرے حرفوں میں لکھا جائے گا۔ یہ بکواسی لوگ ہیں جو بکواس کرتے ہیں، بکواس پر کوئی دھیان نہ دیا جائے اور شوق سے ان کے

جنازے میں شریک ہو یا جائے۔(۱)

دوسری آڈیو:

سائل: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتی عثمان صاحب: وعلیکم السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ

سائل: حضور میں ارشاد رضا بول رہا ہوں گلاب پور سسوا کٹیا مہوتری نیپال سے

مفتی عثمان صاحب: مولانا ارشاد رضا خیریت سے ہیں؟

سائل: جی حضور الحمد للہ، آپ کیسے ہیں؟

مفتی عثمان صاحب: الحمد للہ علی کل حال اچھا ہوں اللہ کا شکر ہے

سائل: مولانا عبد المنان کلیمی نے جو بیان دیا ہے حضور شیر نیپال رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے حضور اس تعلق سے آپ کیا کہتے ہیں؟

مفتی عثمان صاحب: دیکھئے اس کا بیان میں نے سنا ہے اور اس بیان میں دو تین باتیں ایسی ہو گئیں ہیں کہ تضاد بیانی کے شکار ہو گئے ہیں وہ، جیسا کہ اس بیان کا ایک حصہ یہ بتا رہا ہے کہ اِنہوں نے شیر نیپال صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے جنازے میں جانے والوں کو میں منع نہیں کرتا ہوں روکتا نہیں ہوں جو جائیں ان کو روکتا نہیں ہوں جو نہ جائیں ان کو کہتا نہیں ہوں یعنی ''سکوت'' کی بات آئی کہ منع نہیں کرتا ہوں۔

ارشاد رضا: حضور مجھے ایک بات یاد آرہی ہے کہ کچھ دنوں پہلے حضور شیر نیپال کو انہوں نے (مولوی عبد المنان کلیمی) ایک اسٹیج پر بر سر عام کافر بھی کہا اپنی تقریر میں۔

مفتی عثمان صاحب: جی اسی لئے میں نے تضاد بیانی کی بات کی ہے مجھے بھی پتہ ہے کہ انہوں نے چند دنوں یا چند مہینہ پہلے حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کو اپنے بیان میں کافر تک کہا ہے، تو اب ظاہری بات ہے کہ کافر جب وہ کہہ چکے ہیں، پھر وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے جنازے میں جانے والے کو روکتا نہیں ہوں تو گویا کہ مطلب یہ ہوا کہ وہ کافر کے جنازے میں جانے

---

(۱) یہ آج تک سمجھ میں نہیں آیا کہ مفتی صاحب کا حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے کس مسئلہ میں نظریاتی اختلاف رہا ہے یا تو اسے بیان کر دینا چاہئے یا بیان نہیں کر سکتے ہیں تو اس کا ذکر ہی سرے سے نہیں کرنا چاہئے۔ اور اس جملہ سے حضور والا کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں خدا ہی جانے۔ نیز جو نرم گوشہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے بارے میں آپ نے اختیار کیا ہے اگر یہی رویہ وسلوک حیات شیر نیپال کے آخری دہائی میں ہوتا اور اعلان حق نامی کتاب میں جو ان کی تحریر ہے اور اسی طرح مولوی عطاء النبی کی کتاب میں جو ان کے تاثرات کے بعض کلمات ہیں اس میں کچھ حق بینی و دور اندیشی کا مظاہرہ کیا ہوتا تو نظارہ کچھ اور ہی ہوتا اور فضا بہت ہی ساز گار و خوشگوار ہوتی، خیر دیر آید درست آید۔ امجدی

والوں کو جانے کی اجازت بھی دیتے ہیں اور کافر کے جنازے میں جانے کی اجازت دینا یہ ایک بہت ہی بڑا امر ہے اس کا جواب ان کو دینا پڑے گا، یہ ان پر تضاد بیانی کا الزام آتا ہے۔ جب کافر سمجھ چکے ہیں کہہ چکے ہیں وہ بھی تنہائی میں نہیں بلکہ مجمع عام میں تو پھر آپ مجمع عام ہی میں یعنی واٹس ایپ پہ گروپ میں آپ ان کے جنازے میں جانے کی اجازت کیسے دے رہے ہیں؟ کافر کی نماز جنازہ میں جانے کی اجازت دینا یہ ازروئے شرع کیسا ہے؟ اس کی جواب دہی ان کے اوپر آجاتی ہے۔

دوسری چیز انہوں نے (کلیمی صاحب) اپنے اسی وائس میں دونوں کو بزرگ کہہ کے شیر نیپال کو بھی بزرگ انہوں نے مان لیا ہے، دونوں بزرگ کے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے۔ دونوں بزرگ میں سے ایک بزرگ تو ان کی مراد ہے حافظ زاہد حسین اور دوسرے بزرگ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان۔ اب ان کو بزرگ بھی انہوں نے کہہ دیا تو بزرگ کی جنازے میں جانے کی اجازت نہ دینا یا جانے کے لئے نہ کہنا یہ بھی ایک بات ہے، اس کا جواب بھی ان کو دینا پڑے گا۔(۱)

اور پھر دوسری بات یہ کہ جن کو یہ کافر کہہ چکے ہیں ان کو یہ بزرگ کیسے مان لئے؟ چند ماہ میں ان کا حکم بزرگی کی طرف کیسے آ گیا؟ تو زندگی میں انہوں نے کافر کہہ دیا اس کے بعد ان کو بزرگ مان رہے ہیں، پھر ان کے جنازے میں جانے والوں کو روکتے بھی نہیں ہیں، جنازے میں جانے کے لئے کہتے بھی نہیں ہیں۔ اس قول کو انہوں نے اس طرح سے اور زیادہ وزنی بنانے کی کوشش کی ہے کہ میں غیر جانب دار ہو کر ادارہ شریعہ بہار کا امین شریعت ہونے کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں، تو کیا امین شریعت کا یہ بیان کہ جن کو کافر کہہ رہے ہیں ان کے جنازے میں جانے سے روکتے نہیں ہیں یہ بیان کہاں تک صحیح ہے؟ اور شرعی حیثیت اس کی کیا ہوگی؟ شرعی پکڑ ان پر کیا آئے گی؟ وہ ساری چیزیں ہیں جو قابل غور ہیں اور ان باتوں کا جواب ان پر لازم ہے، یہ اپنے باتوں میں

---

(۱) حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو بزرگ مان کر پوچھے جانے پر جنازہ میں شرکت کا مسئلہ نہ بتانا یہ کتمان علم ہے جو کہ شرعا جرم ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰى بیشک وہ لوگ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں۔ اور فرمان رسالتمآب ہے: جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی جسے وہ جانتا ہے لیکن وہ اسے چھپاتا ہے تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام دی جائے گی۔'' (ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی کتمان العلم، ۴/ ۲۹۵، الحدیث ۲۶۵۸) دوسرا جرم کلیمی صاحب کا یہ ہے کہ جس کو وہ اپنی کم علمی اور حسد کی وجہ سے مجمع عام میں کافر کہہ چکے ہیں بعد وصال بزرگ کہہ کر مسلمان بھی کہہ رہے ہیں اور یہ سب کو معلوم ہے کہ کافر کو مسلمان کہنا کفر ہے تو کفر کی زد میں یہاں کلیمی صاحب آ گئے۔ بہار شریعت میں ہے:" جو کسی کافر کے لیے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے، یا کسی مردہ مرتد کو مرحوم یا مغفور، یا کسی مردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی (جنّتی) کہے، وہ خود کافر ہے''(بہار شریعت: جلد اول، ح:۱ ،ص: ۱۸۵، ایمان و کفر کا بیان، مکتبہ مدینہ) کوئی یہ نہ سمجھے کہ بہار شریعت میں تو اس صورت میں کافر کہا کہ جب مغفرت کی دعا کرے یا مرحوم کہے اور کلیمی نے تو ایسا نہیں کہا ہے، تو یہ تاویل بھی درست نہیں کیونکہ جس طرح مرحوم کہنا مسلمان ماننا ہے اسی طرح بزرگ کہنا بھی مسلمان ماننے کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ شارح بخاری فتاویٰ شارح بخاری میں تحریر فرماتے ہیں: اور کافر کو مرحوم کہنا بھی کفر ہے، مرحوم کہنے کا مطلب ہے کہ وہ مسلمان ہے اس لیے کہ اس کے معنی ہے رحم کیا ہوا۔ کفار مغضوب ہیں، مرحوم نہیں۔ اللہ کی رحمت میں کافروں کا کوئی حصہ نہیں۔ (فتاوی شارح بخاری، ص ۳۹۴) اور بزرگ کہہ کر مسلمان کہنے کی صورت میں ان کے ہم پیالہ علما جنہوں نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تکفیر کی اور کفر کا پرچہ جگہ جگہ بانٹا وہ بھی کلیمی صاحب کے اس دوسرے موقف کی روشنی میں کافر ہوئے۔ امجدی)

جو تضاد پیش کر رہے ہیں اس طرح تضاد کا دفاع وہ کیسے کریں گے؟ تو ان سے پوچھا جائے کہ جن کو آپ نے کافر جانا ان کے جنازے میں جانے کی اجازت دینا کیا معنی؟ جن کو آپ نے کافر جانا انہیں کو بزرگ کہنے کا کیا معنی؟ یہ بیان انتہائی تضاد پر مشتمل بیان ہے اور اس کی جواب دہی ان کے سر ہے اور اس کا حکم شرعی کیا ہوگا ان شاء اللہ اس پر بھی ہم لوگ غور خوض کر رہے ہیں۔(۱)

سائل: جی حضور جو میں آپ کی بات ریکارڈنگ کر رہا ہوں اگر اجازت ہو تو اس کو واٹس ایپ گروپ وغیرہ میں ڈال دوں؟

مفتی عثمان صاحب: ہاں میں تو جو باتیں کرتا ہوں الحمدللہ جو تنہائی میں کرتا ہوں وہی مجمع میں آپ چاہیں تو اس کو شیئر بھی کر سکتے ہیں، پھیلا بھی سکتے ہیں ان (کلیمی) تک بھی پہنچا سکتے ہیں اس کی اجازت ہے آپ کو۔

سائل: میری پرسوں ان سے بات ہوئی تھی، لیکن تب سے ابتک پھر میں فون لگا یا وہ میرا فون ریسیو ہی نہیں کرتے ہیں کلیمی صاحب۔(یہاں دوسری آڈیو ختم ہوئی)

(3) مفتی محمد اشرف رضا برکاتی

صدر المدرسین دار العلوم قادریہ رشیدیہ، جلیشور (نیپال)

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں (حافظ محمد ارشاد رضوی) اس وقت ملک نیپال کی ایک عبقری شخصیت، خطیب اہل سنت، مفکر قوم وملت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، عمدۃ الخطباء، خلیفۂ حضور قاضی شرع بنارس حضرت علامہ مفتی محمد اشرف رضا برکاتی صدر المدرسین دار العلوم قادریہ رشیدیہ جلیشور مہوتری نیپال کے قریب بیٹھا ہوں۔ میں حضور مفتی صاحب قبلہ سے ایک سوال کرنے جا رہا ہوں اور پہلے میں مفتی صاحب کی بارگاہ میں سلام پیش کر رہا ہوں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

---

(۱) یہاں تک کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ کلیمی صاحب حیات میں بہانگ دہل مجمع عام میں حضور شیر نیپال جیسے محافظ شریعت، مسلمانوں کے ایمان وعقائد کے پاسبان کی تکفیر کر چکے ہیں اور وصال کے بعد سکوت بھی کر رہے ہیں، جانے والوں کو نہ روک رہے ہیں اور نہ جانے والوں پر کوئی حکم لگا رہے ہیں۔ جبکہ ایسا شخص جس کا کافر ہونا کسی کے نزدیک یقینی ہو ان کے بارے میں پوچھا جائے تو کافر جاننا ضروریات دین میں سے ہے اور کافر کو کافر نہ کہنا یہ خود کفر ہے، تو کلیمی صاحب خود اپنے نظریہ کے مطابق کفر کے پھندے پر لٹک گئے۔ پھر ان کا کافر نہیں کہنا یہ بھی نیپال کے تکفیری پرچہ باز مولویوں کے لئے چابک ہے اور شرعا ان سب کو مجرم ثابت کر رہا ہے۔ ایسے ان پرچہ بازوں کو پرچہ بازی سے قبل حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی ان اردو عبارات کو پڑھ لینا اور سمجھ کر اپنی حرکت پر نظر ثانی کر لینی چاہئے:
''اس آیت سے ثابت ہوا کہ کافر کے جنازے کی نماز کسی حال میں جائز نہیں اور کافر کی قبر پر دفن وزیارت کے لئے کھڑے ہونا بھی ممنوع ہے۔ جس شخص کے مؤمن یا کافر ہونے میں شُبہ ہو اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جائے۔
(خزائن العرفان، پ۱۰، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۸۴)(امجدی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ

حضور آج آل نیپال سنی جمیعت علماء کے کچھ نام نہاد مولویوں کی طرف سے حضور شیر نیپال مفتی اعظم نیپال علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی نماز جنازہ میں شریک ہونے سے جوروکا جارہا ہے اور پرچہ بازی کر کے اس پر پابندی عائد کی جارہی ہے، اقوال فقہاء وعلماء کی روشنی میں کہاں تک یہ قول صحیح ہے؟ برائے کرم وضاحت فرمائیں۔

جواب

الحمدلله كفى وسلام على عبادہ الذين اصطفى اما بعد

فاعوذ باالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدللہ ثم الحمدللہ جماعت اہل سنت کے معتمد، مستند، معتبر اور مقتدر علماء دین وملت وفقہاء شریعت خصوصا محدث کبیر، سلطان الاساتذہ، شہزادہ حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد ضیاء المصطفی صاحب قبلہ قادری دام ظلہ النورانی کی تائید و توثیق حضور شیر نیپال، مفتی اعظم نیپال، مرشد اعظم، نیپال حافظ وقاری، مفتی، محدث، محقق، علامہ جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمۃ و الرضوان کی ذات بابرکات اور مبارک شخصیت کو روز روشن کی طرح واضح و واشگاف کردیا ہے کہ ملک نیپال کے اعلم العلماء، افقہ الفقہاء، افضل الفضلاء، سیدالاتقیاء حضور شیر نیپال ایک مایہ ناز مرشد، بلند پایہ مفتی، عالمی شہرت یافتہ فقیہ اور اس دور قحط الرجال میں گونا گوں صلاحیتوں اور بے شمار خوبیوں کے بحر بیکراں، نیر تاباں اور قدآور شہنشاہ نیز جماعت اہلسنت کے بے تاج بادشاہ اور کامل و اکمل رہبر ورہنما ہیں۔لہٰذا حضور والا کی نماز جنازہ میں شریک ہونا فقط باعث اجر وثواب ہی نہیں بلکہ بروز محشر ذریعۂ نجات وبخشش بھی ہے۔لہٰذا نام نہاد آل نیپال نہیں بلکہ وبال نیپال کے چند ناعاقبت اندیش، حماقت کیش، جہالت بیش اور ہٹ دھرمی میں پیش پیش مولویوں کا شور مچانا اور مسلمانان اہلسنت وجماعت کو نماز جنازہ سے روکنا یہ ان کی نری جہالت اور خالص حماقت، من کل الوجوہ سفاہت پر مبنی ہے اور ایک جلیل القدر، ہمہ گیر اور متبحر عالم باعمل کی عداوت اور بغض پر بھی مبنی ہے۔اور ایسا گھٹیا بیان وہی دے سکتا ہے جو علم وفضل اور فکر ونظر سے بالکل نابلد اور ناآشنا ہو۔نیز بے غیرتی، بے حیائی، بے شرمی، بدتمیزی اور بدتہذیبی جس کا شیوہ وطیرہ جس کا نسب العین ہو اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے ناعاقبت اندیش مولویوں کو اور قوم وملت کے غداروں کو ھدایت وافی عطا فرمائے۔اللہ تبارک وتعالیٰ حضور شیر نیپال، مفتی اعظم نیپال، محدث اعظم نیپال، محقق اعظم نیپال، مفکر اعظم نیپال، حافظ قاری مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کو غریق رحمت فرمائے اور ان کے درجات ومراتب کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور ان کے تمام تر

فیوض وبرکات سے عاشقان حضور شیر نیپال بلکہ دنیائے سنیت کے تمام عوام اہلسنت کو مالا مال فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین

(4) مفتی محمد فیروز القادری مصباحی، ضلع مدھوبنی (بہار)

نیپال کی سرحد سے متصل ضلع مدھوبنی بہار کے ایک قابل فخر عالم دین، معتبر فقیہ و مفتی شرع متین خلیفہ حضور گلزار ملت حضرت مولانا مفتی محمد فیروز القادری صاحب قبلہ نے بھی اپنے ایک فتویٰ میں مخالفین کی ہفوات وغیر شرعی حرکات کا کم لفظوں میں مگر جامع اور دندان شکن جواب دیا ہے۔سائل کا سوال اور پھر آپ کا جواب ملاحظہ کریں:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جی مفتی صاحب قبلہ عرض کرنا یہ ہے کہ جمعیت علمائے نیپال کی جانب سے ایک لیٹر پیڈ شائع ہوا ہے جس میں بہت ساری باتوں کے ساتھ نیچے ان باتوں کا خلاصہ کیا گیا ہے کہ حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی صاحب قبلہ کے جنازے میں ہرگز ہرگز نہ جایا جائے، جو جائے گا اس کی بیعت ٹوٹ جائے گی، اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا اور اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔تو اس بارے آپ کیا فرماتے ہیں وضاحت کر دیں کرم ہوگا۔

سائل: محمد سیف علی خان سمردہی (نیپال)

الجواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چاہے جس لیٹر پیڈ پر بھی اس طرح کی باتیں لکھی گئیں ہیں وہ جہالت پر مبنی ہیں، شریعت اسلامیہ کے اصولوں سے ناواقفیت کی واضح دلیل ہے اور اپنی آخرت تباہ و برباد کرنے کی طرف اٹھایا گیا ایک قدم ہے۔جن لوگوں نے اس پر تائیدی دستخط کئے ہیں سب پر توبہ لازم۔شیخ طریقت، رہبر راہ شریعت، حضور شیر نیپال صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک سچے سنی صحیح العقیدہ ہونے کے ساتھ عالمی شہرت یافتہ متبحر عالم دین، مفتی شرع متین تھے، قاضی القضاۃ نیپال تھے، شیخ طریقت تھے، سچے عاشق رسول تھے، محبوب بارگاہ الٰہی تھے، بزرگوں کے سچے وارث بلکہ ولی کامل تھے۔تمام خانقاہ اہل سنت خصوصاً خانقاہ مارہرہ و بریلی شریف کی آنکھوں کے نور تھے، اس لیے ان کی نماز جنازہ میں شریک ہونا نہ صرف باعث اجر و ثواب بلکہ باعث نجات و بخشش ہے۔

کتبہ

محمد فیروز القادری مصباحی، بانی جامعہ نبویہ ازہری محلہ، رام پور مدھواپور، مدھوبنی (بہار)

صدر اعلی الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) رامپور

(5) یکے از فیض یافتگان حضور شیر نیپال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جیشی زاہدی اختلاف کی امامت کرنے والے مولانا عبدالمنان کلیمی صاحب کے تین آڈیوز میں نے سنے، اس میں مجھے تیرہ غلطیاں نظر آئیں وہ سامعین کو بتادوں تاکہ کلیمی صاحب کی علمی عملی عقلی عرفی اور شرعی حیثیت کا اندازہ لگایا جاسکے۔

(1) پہلی غلطی: انہوں نے اپنے آڈیو میں یہ کہا کہ شیر نیپال صاحب کا فر ثابت نہ کرسکے تو ظاہر ہے کہ وہ مسلمان ہیں یعنی حافظ زاہد حسین کو کافر ثابت نہ کرسکے تو وہ مسلمان ہوئے۔ یہ جملہ اس لیے باطل ہے کہ فیصل بورڈ میں انہیں مسلمان نہیں مشتبہ کہا گیا اور اسی پوائنٹ کو لے کر کے انہوں نے شیر نیپال کو کافر بھی کہا دلیل میں مفتی غلام محمد صاحب ناگ پوری کا حوالہ بھی دیا یہ بھی باطل ہے۔ چونکہ اس فیصلے میں حضور محدث کبیر اور دیگر حکم نے شیر نیپال پر کوئی حکم عائد نہیں کیا۔

(2) دوسری غلطی: عرس زائد ملت میں مفتی جیش محمد صاحب کو انہوں نے علی الاعلان اپنی تقریر میں کافر کہا تھا، جبکہ اس کی کوئی دلیل، کوئی ثبوت اور کوئی گواہ ان کے پاس نہیں ہے۔

(3) تیسری غلطی: شیر نیپال صاحب کے معاملے میں سکوت اختیار کیا، اگر وہ ریئل میں کافر تھے اور ان کے پاس دلیل تھی تو سکوت اختیار کرنا باطل ہے۔ چونکہ انھوں نے ایک آڈیو میں یہ کہا ''ان دونوں بزرگوں کو چھوڑ دو'' اور پھر بزرگ کے دس معنی فیروز اللغات کے حوالے سے بتائیں۔ ان کی بارگاہ میں یہ عریضہ ہے کہ بزرگ اپنے دس معانی میں سے جس معنی میں بھی استعمال کرے دو حال سے خالی نہیں یا وہ خیر کے معنی میں ہوگا یا غیر خیر کے معنی میں on the word وہ بزرگ کا اچھا معنی لے یا خراب معنی لے، اگر اچھا معنی لے تو چھوڑنے کا حکم کرنا یہ باطل ہے اور اگر خراب معنی ہے تو حافظ زاہد حسین اور شیر نیپال کو خراب کہنا یہ بھی غلط ہے۔

(۵) پانچویں غلطی: ایک آڈیو میں انہوں نے یہ کہا کہ ''توقف والے نظریے سے بھی رجوع کرنے کے لئے تیار ہوں'' اس کا مطلب یہ ہوا کہ ابھی تک ان کے پاس کوئی معتبر اور یقینی دلیل نہیں ہے، اس لیے یہ رجوع کرنے کے لیے بھی تیار ہیں۔ یعنی یہ خود مشکوک ہیں اور شک کے دائرے میں ہونے کی وجہ سے خود ان پر شرعی حکم یہ عائد ہوتا ہے کہ یہ ساقط الاعتبار ہے کیونکہ یہ مشکوک ہوئے اور جو مشکوک ہوتا ہے اس کا حکم اثبات ونفی کسی کی طرف نہیں ہوتا ہے، لہٰذا مولانا عبدالمنان کلیمی صاحب قرآن وحدیث کی روشنی میں زاہدی جیشی موضوع پر ساقط الاعتبار ہیں، ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ جیسا کہ پانچ باتیں میں نے ان کی آڈیو سے صرف اس معاملے میں بتایا کہ شیر نیپال کو کبھی کافر کہہ رہے ہیں، کبھی سکوت اختیار کر رہے ہیں، کبھی بزرگ کہہ کے چھوڑنے کا حکم دے رہے ہیں۔ ساقط الاعتبار کا معنی دیکھنے کے لئے کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام جلد تین کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

(6) چھٹی غلطی: انہوں نے ایک آڈیو میں یہ کہا کہ توضیح القول لما لا یرضی بہ القائل کا مطلب جھنڈا بردار نہیں سمجھ پائیں گے، یہ کسی کے بارے میں سوئے ظن کے شکار ہیں، جبکہ قرآن شریف میں آیا ہے ''اِجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ''اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ظنوا المومنین خیرا' یہ قرآن وحدیث دونوں کی مخالفت کررہے ہیں یہ کہہ کے کہ جھنڈا بردار میری اس بات کو نہیں سمجھ پائیں گے، جبکہ ایسا نہیں ہے شیر نیپال کے مریدین اور شاگردوں میں بڑے قابل اور جید علماء بھی ہندو نیپال میں موجود ہیں۔

(8،7) ساتویں اور آٹھویں غلطی: ساتویں اور آٹھویں غلطی ان کی وہی تھی جو حضور محدث کبیر کے تعلق سے انہوں نے بہتان اور الزام تراشی کی، میدان محشر میں اس کا سخت حساب دینا ہوگا، کیونکہ بغیر دلیل کے انہوں نے ممتاز الفقہاء حضور محدث کبیر پر بہتان باندھا کہ انہوں نے حقائق اور نکات سے صرف نظر کیا۔آپ لوگوں کو یہ بتادوں کہ حضور محدث کبیر دام ظلہ علینا ہمارے شیخ بھی ہیں اور شیخ الشیوخ بھی ہیں اور یہاں شیخ اصطلاح حدیث کے اعتبار سے جس کا معنیٰ کلیمی صاحب سمجھ رہے ہوں گے۔ایک جگہ انہوں نے یہ کہا کہ جھنڈا برداروں میں یعنی شیر نیپال کے جھنڈا برداروں میں کوئی میرا نظیر نہیں، یہ اس کو کبر کہتے ہیں، غرور اور نخوت کہتے ہیں۔اس کی مذمت میں'' اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان'' کا مطالعہ کرنا چاہئے اور ساتھ ہی میں امام غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب احیاء العلوم بھی بہت مفید ثابت ہوگی۔

(9) نویں غلطی: انہوں نے یہ کہا ایک آڈیو میں کہ'' مخالفین کے تعلق سے سیکڑوں غلطیاں نکال سکتا ہوں، سب کی فائل میرے پاس موجود ہے'' دوسروں کی برائیوں کی فائل اپنے پاس رکھنا یہ عبادت وریاضت اور طاعات سے نہیں ہے، بلکہ علماء اور اولیاء کا کام ہے برائیوں کو دور کرنا، عیب کو دور کرنا، اس کا لسٹ بنا کر اپنے پاس رکھنا اور موقع پا کے انکو بیان کر کے انتقام لینا یہ ایک داعی اور عالم کا شیوہ نہیں ہے۔

(10) دسویں غلطی: انہوں نے یہ کہا کہ دونوں کے درمیان مصالِحت چاہتے ہیں، اب آپ لفظ پہ غور کریں جس شخص کا یہ دعویٰ ہو کہ سیکڑوں غلطیاں نکال سکتا ہوں وہ مصالحت باب مفاعلت کے عین کلمہ کو مجرور پڑھ رہے ہیں، مکسور پڑھ رہے ہیں۔آپ اندازہ لگا سکتے ہیں ان کی علمی لیاقت کیا ہے، جبکہ باب مفاعلت کا عین کلمہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مفتوح ہوتا ہے اور یہ صاحب مکسور پڑھ رہے ہیں۔

(11) گیارہویں غلطی: ''قاضی نیپال کو میں بخشوں گا نہیں'' یہ جملہ ایک آڈیو میں انہوں نے کہا قاضی نیپال سے مفتی عثمان کپٹول والے مراد ہیں، قاضی نیپال کو میں بخشوں گا نہیں، یہ بھی ایک داعی اور مصلح کا تیور نہیں ہوتا، یہ منتقم کا شیوہ ہوتا ہے اور انتقام لینا یہ جاہل کا کام ہے عالم کا کام نہیں۔قرآن شریف میں ہے وَالۡكٰظِمِيۡنَ الۡغَيۡظَ وَالۡعَافِيۡنَ عَنِ النَّاسِ‌ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ‌ۚ یہ جملہ کہہ کے عبد المنان کلیمی صاحب نے قرآن کی اس آیت کی مخالفت کی۔

(12) بارہویں غلطی: انہوں نے اپنے اسناد، ڈگریز، پوسٹ بتاتے ہوئے یہ کہا کہ فتاوی امجدیہ کے ہر ہر فتوے کو تنقیدی نظر سے دیکھا۔ لفظ تنقید پہ آپ لوگ غور کریں، جبکہ قاعدہ ہے منقد کا منقد علیہ سے جہت تنقید میں اعلم ہونا ضروری ہے، فتاوی امجدیہ علامہ صدر الشریعہ خلیفۂ اعلی حضرت کی کتاب ہے اور ان کے فتوے کو تنقیدی نظر سے یہ صاحب دیکھ رہے ہیں، جبکہ علم میں ان کے سامنے طفل مکتب کے قابل بھی نہیں ہیں۔

(13) تیرہویں غلطی: (کلیمی صاحب نے کہا کہ) میری حیثیت متنازع نہیں ہے، جنہوں نے نیپال میں زاہدی حبیشیوں کے درمیان یہ کہا کہ میری حیثیت متنازع نہیں ہے حالانکہ سب سے زیادہ نیپال میں اختلاف انہیں کی وجہ سے ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ زاہدی حبیشی موضوع جب ختم ہو جاتا ہے تو یہ صاحب جا کے کسی کو کافر اور کسی کو مسلمان ثابت کر کے لکڑی پہ پٹرول ڈال کے ماچس لگا دیتے ہیں۔ سب سے زیادہ اختلاف انہیں کی وجہ سے ہوا ہے، مگر اس کے باوجود یہ دعوی ہے کہ میری حیثیت متنازع نہیں ہے۔ ہم چوں من دیگر نیست اسناد بتاتے ہوئے ڈیگریز کافی بتائیں۔ ان کی بارگاہ میں یہ عریضہ ہیکہ کاش آپ شیخ سعدی کے گلستاں پر عمل کرتے تو اپنے وقت کے آپ بھی ولی ہوتے اور یہ جملے نہیں نکلتے، کیونکہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید'' بس میں یہی کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ مولانا عبد المنان کلیمی صاحب کو علم کے ساتھ ساتھ عمل اور اس سے بھی کہیں زیادہ عقل سلیم عطا فرمائے۔ کیونکہ یہی شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں کہ یک من علم را دہ من عقل باید۔ جوش اور جذبات میں کوئی کام نہ کریں، دنیا بیوقوف نہیں ہے، ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست شاید کہ پلنگ خفتہ باشد، وہ کہیں بھی نکل کے چیر پھاڑ سکتا ہے آپ کو۔ آپ کی حیثیت کو ہندوستان اور نیپال کے علماء اچھے سے جانتے ہیں، لہٰذا کسی پر انگلی اٹھانے سے پہلے اپنا محاسبہ کریں، اپنے ایمان کے سلامتی کی خیر کریں، پروردگار عالم ہم سب کو رشد وہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (آڈیو کی گفتگو ختم)

(14) مولانا احمد رضا صابری پٹنہ

حضرت مولانا احمد رضا صابری، مدیر الرضا انٹرنیشنل، پٹنہ بہار اپنی مختصر تحریر میں بہت ہی خوبصورت انداز میں مخالفین، تکفیری گروہ اور پرچہ بازوں کی خبر گیری کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کچھ شر پسند عناصر سوشل میڈیا پر حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کے جنازے میں شرکت کے متعلق کچھ لایعنی بکواس کر سنیت میں اضطراب کا ماحول پیدا کر رہے ہیں۔ میں ان کی کڑے لفظوں میں مذمت کرتا ہوں اور آگاہ کرتا ہوں کہ وہ جہلاء یا علوم شرع سے ناواقفوں کی ایک جماعت ہے جسے مسائل تکفیر کی سنجیدگی، گہرائی اور تقاضے کا قطعاً علم نہیں اور ایک عبقری شخصیت وعالم دین کے متعلق اس طرح کا بھرم پھیلا کر اپنی دنیا وآخرت کو تباہ کر رہے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ بکواس وہ لوگ کر رہے ہیں جن کو ان کی گلی کے

چارلوگ بھی بمشکل جانتے ہوں اور ان کے بارے میں کر رہے ہیں جن کو ہندو نیپال کی تمام علم وفضل کی درسگاہ سمیت تمام سنی خانقاہ بشمول خانوادۂ بریلی شریف، مارہرہ مقدسہ، کچھوچھہ مقدسہ، بدایوں شریف، امجھر شریف، کالپی شریف کے علماء مشائخ نے آنکھوں پر بٹھایا ہے اور ان کے علمی کمالات کی معترف رہی ہے۔ میں اس نام نہاد تنظیم اور اس کے ارکان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس عاقبت نا اندیش تحریر کا رجوع نامہ فوری طور پر شائع کریں اور عوام اہل سنت سے گذارش ہے کہ اس پر قطعاً دھیان نہ دیں اور حضرت کے جنازے میں شرکت کی سعادت عظمی سے سرفراز ہوں۔ (احمد رضا صابری (مدیر الرضا انٹرنیشنل، پٹنہ)

شیر نیپال پر تکفیری فتویٰ محض ایک انتقام:

یہاں میں یہ عرض کر دینا بہتر سمجھتا ہوں کہ حیات شیر نیپال میں مولانا عبد المنان کلیمی وافراد دیگر نے اور بعد وصال جن لوگوں نے شیر نیپال کی تکفیر کی ہے سب نے بلا دلیل اور شواہد قطعیہ کے بغیر کی ہے، برادری عصبیت اور جوش انتقام کے نتیجہ میں ایسی حرکت کی گئی ہے اور یہ کتنا بڑا جرم ہے شریعت کی نظر میں اہل علم اس سے اچھی طرح واقف ہیں۔ مفتی عبد القیوم ہزاروی اپنے ایک فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

''جب ایک مسلمان دوسرے کو بغیر ثبوتِ شرعی کے محض دشمنی ومخالفت یا غرور وتکبر کی بنا پر کافر کہتا ہے تو یہ کلمہ اس شخص پر چسپاں ہونے کے لئے جاتا ہے لیکن درحقیقت وہ کافر نہیں مسلمان ہوتا ہے تو کہنے والے پر واپس آکر چسپاں ہو جاتا ہے۔ جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا۔ (۱)

جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی سے کہے، اے کافر! تو ایک ان میں سے کافر ہوتا ہے۔

یہی روایت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان الفاظ سے بیان کی ہے:

أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا۔

جو شخص بھی اپنے مسلمان بھائی سے اے کافر کہے تو وہ کفر ان میں سے ایک کی طرف ضرور لوٹے گا۔

امام مسلم کی روایت میں درج ذیل الفاظ کا اضافہ ہے:

إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ۔ (۲)

---

(۱) بخاري، حدیث نمبر: 5752، بیروت، لبنان

(۲) مسلم، کتاب ال ایمان، باب بیان حال ایمان من قال لأخیہ المسلم یا کافر حدیث نمبر ۶۰ بیروت، لبنان

اگر وہ شخص واقعی کافر ہو گیا تھا تو ٹھیک ہے ورنہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گا۔

علامہ بدرالدین محمود بن احمد العینی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

لِأَنَّهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا فِي نَفْسِ الْأَمْرِ فَالْمَقُوْلُ لَهُ كَافِرٌ، وَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَالْقَائِلُ كَافِرٌ لِأَنَّهُ حَكَمَ بِكَوْنِ الْمُؤْمِنِ كَافِرًا أَوِ الْإِيمَانِ كُفْرًا.(۱)

اس لئے کہ کافر کہنے والا حقیقت میں سچا ہے تو اس کی بات ٹھیک کہ دوسرا شخص کافر ہے اور اگر جھوٹا ہے تو کہنے والا کافر ہو گیا کہ اس نے مومن پر کفر کا حکم لگایا ہے یا ایمان کو کفر کہا۔

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ دوسروں پر تکفیر کے فتوے لگانے والا خود اپنا ایمان بھی کھو بیٹھتا ہے۔ اس لیے مذکورہ شخص کو درج بالا فرامینِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگاہ کریں۔ اگر وہ باز نہیں آتا اور فتنہ وفساد جاری رکھنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لائیں۔(۲)

مخالفین وحاسدین نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ پر محض جذبہ انتقام میں کسی دلیل وثبوت قطعی شرعی کے بغیر کفر لوٹنے کا فتویٰ و پرچہ شائع کیا ہے، اس لئے مذکورہ بالا دلائل وبراہین کی روشنی میں کفر خود انہیں مخالفین وحاسدین کی طرف لوٹنا چاہئے اور انہیں ہی توبہ وتجدید ایمان ونکاح کی ضرورت ہے۔ اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہوتے تو مضبوط دلائل وشواہد پیش کرتے۔ پھر ان علما ومشائخ کے بارے میں کیا فرمائیں گے جنھوں نے فیصل بورڈ کے فیصلہ کو جانتے ہوئے بھی شیر نیپال علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر سن کر تعزیت کی ہے، دعائے مغفرت اور ترقی درجات کے لئے دعائیں کی ہیں خاص طور پر فیصل بورڈ کے دو رکن حضور محدث کبیر اور صدر العلما علامہ احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ کے بارے میں؟

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہمارے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اگر کسی کلام میں 99 اِحتمال کُفر کے ہوں اور ایک اسلام کا تو واجب ہے کہ احتمالِ اسلام پر کلام محمول کیا جائے جب تک اس کا خلاف ثابت نہ ہو۔(۳)

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

---

(۱) (عمدة القاري، ج ۲۲ ص ۱۵۷ بیروت: دار احیاء التراث العربي)

(۲) (fatwa.com)

(۳) فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۰۴، ۶۰۵

''کسی کلام میں چند معنے بنتے ہیں بعض کفر کی طرف جاتے ہیں بعض اسلام کی طرف تو اُس شخص کی تکفیر نہیں کی جائے گی ،ہاں اگر معلوم ہو کہ قائل نے معنیٔ کفر کا ارادہ کیا مثلاً وہ خود کہتا ہے کہ میری مُراد یہی ہے تو کلام کا مُحتمل ہونا نفع نہ دیگا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ کلمہ کے کفر ہونے سے قائل کا کافر ہونا ضرور نہیں۔''(۱)

نیز حضور صدر الشریعہ نے بہار شریعت 20 میں کفر پلٹنے والی بات کی مکمل واضح تشریح فرمادی ہے کہ کب کفر پلٹے گا اور کب نہیں پلٹے گا، مخالفین کو چاہئے کہ ظاہر و باطن دونوں آنکھیں پھاڑ کر اس کا مطالعہ کریں اور اپنی آخرت اور اپنا ایمان بچانے کی جیتے جی ہی کوشش کرلیں۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''ہاں اگر اوس شخص میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے جس کی بنا پر تکفیر ہو سکے اور اوس نے اسے کافر کہا اور کافر جانا تو کافر نہ ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار) یہ اوس صورت میں ہے کہ وہ وجہ جس کی بنا پر اوس نے کافر کہا ظنی ہو یعنی تاویل ہو سکے تو وہ مسلمان ہی کہا جائیگا مگر جس نے اوسے کافر کہا وہ بھی کافر نہ ہوا۔(۲)

اور بالکل اسی کے مطابق پلٹنے والی حدیث کی تشریح حضور محقق مسائل جدیدہ نے کاٹھمنڈو کی مجلس میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں فرمائی اور آپ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ ''کسی مسلمان کو کافر کہا اگر سامنے والا کافر نہ ہو تو یہ قول قائل پہ پلٹ جائے گا۔ اور اگر کسی مسلمان کو کافر دلائل اور شواہد کی بنیاد پہ کہا، اور سامنے والا کافر ہے تو ٹھیک ورنہ یہ قول قائل پہ نہیں پلٹے گا بلکہ وہ قول دلائل وشواہد کی وجہ سے پلٹ کر خود بخود وہیں ختم ہو جائے گا اور قائل پہ کوئی حکم نہیں لگے گا۔''(۳)

مخالفین وحاسدین کی برادری کے علما میں سے خود ایک مولانا شوکت صاحب نے جو لکھا ان تکفیر باز مولویوں کے لئے زبردست طمانچہ ہے۔ وہ مخالفین گروہ سے ایک مولوی کی منہ زوری کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزی جناب مولانا امن رضوی صاحب! تکفیر زاہد ملت علیہ الرحمہ سے حضرت علامہ شیر نیپال کا رجوع فیصلہ نامہ سے ثابت ہے کہ فریقین نے اقرار کیا جو فیصلہ آئے گا مانیں گے۔ تصدیقی دستخط بھی ان سے ارکان فیصلہ نے لیا۔ جب فیصلہ آ گیا عدم تکفیر کا

---

(۱) بہارِ شریعت حصّہ ۹ ص ۱۷۳

(۲) بہار شریعت جلد دوم، حصہ نہم، ص 408، مسئلہ نمبر 20

(۳) مفہوم، بروایت مفتی محمد کلام الدین نعمانی بنوٹا، مہوتری نیپال، مقیم حال دوحہ قطر

تو رجوع بھی ثابت ہوگیا، اس کا انکار ممکن نہیں۔ رہا آپ کا یہ دعویٰ کہ وہ تکفیر مسلمین کرتے تھے بعد افہام وتفہیم بھی اور اس کو آپ نے حد شہرت تک پہنچا دیا، یہ کیسا دعویٰ ہے آپ کا، اس کا علم مجھے نہیں ہے۔ میں تکفیر مسلمین کا الزام ان پر نہ دیکھا۔ آپ کو کس نے بتایا ؟ کس نے سنایا؟ مجھے معلوم نہیں آپ نے حد شہرت کا دعویٰ کیا، آپ کے نزدیک حد شہرت کیا ہے؟ مقدار بیان کیجئے۔ دس آدمی؟ یا پانچ آدمی؟ کتنے آدمی سے یہ دعویٰ آپ نے سنا؟ افواہ رجال کا کوئی اعتبار نہیں، حکم کفر صادر کرنے کے لئے حتمی یقینی غیر محتمل دلیل چاہئے اور یہاں افواہ رجال کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ غیر معتبر ولایعنی باتوں کا کوئی ماحصل نہیں۔ اس لئے اس ادعا سے گریز کریں۔''

کتبہ: محمد شوکت علی مصباحی، گلشن اجمیری، جنکپور

گروہ مخالف کے ایک دوسرے مولانا محبوب رضا مصباحی پرساہی نیپال (مقیم بمبئی) نے مولانا محمد شہاب الدین حنفی کے ساتھ واٹساپ پر مکالمہ کے دوران لکھا کہ:

''فیصلہ کے بعد کافر کہنا یہ میرے نزدیک ثابت نہیں ہے اور نہ میں نے شیر نیپال سے کبھی سنا، جبکہ کئی مرتبہ ملاقات ہوئی بلکہ بعض دفعہ تھوڑی سی علمی بحث بھی ہوگئی۔ البتہ اس کے متعلق میرے پاس صرف زاہدی علماء کی روایت ہے اور یہ بناء حکم اس لئے نہیں کہ یہ لوگ شیر نیپال کے مخالف ہیں اور مخالف کی گواہی شرعاً معتبر نہیں، اگر چہ اس مسئلہ میں میں بھی شیر نیپال کے موقف کا مخالف ہوں۔ ہاں شیر نیپال علامہ زاہد حسین اور ان کے حامی علماء کو پھلواری کہتے تھے، یہ شرعاً ثابت ہے۔''

یہاں یہ بات بتادوں کہ حافظ زاہد حسین علیہ ماعلیہ کے حوالے سے حضور تاج الشریعہ، مفتی قدرت اللہ اور حضور شارح بخاری علیہم الرحمہ کے فتاویٰ شائع اور نشر ہو چکے ہیں جن سے اہل علم اچھی طرح واقف ہیں اور معتبر مفتیان کرام نے ان فتاویٰ کی تصدیق کی ہے۔ احکام شرع ان میں واضح طور پر بیان کئے جا چکے ہیں، اسی طرح فیصل بورڈ کا آخری فیصلہ بھی موجود ہے، حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے اس مسئلہ میں کسی نے جب بھی سوال واستفسار کیا تو آپ فیصل بورڈ کا وہ فیصلہ دکھاتے یا پڑھ کر سناتے اور فیصلہ سائلین پر چھوڑ دیتے کہ اب کیا کرنا ہے۔ اور احتیاط یہی ہے کہ فیصل بورڈ کے فیصلہ پر ہر شخص عمل کرے اسی میں عافیت وسلامتی ایمان ہے۔ اور اس کے خلاف ورزی کر کے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ پر کفر پلٹنے کا قول کرنا جہالت ونادانی اور شریعت پر زیادتی ہے جو وبال ہی وبال ہے۔

نوٹ: حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے خلاف گروہ مخالف کے کئی فنکاروں نے خامہ فرسائی کر کے ہرزہ سرائیاں کی ہیں اور ''ہر مخالفت کا جواب کام ہے'' پر عمل کرنے والے عاشقان حضور شیر نیپال کی خاموشی کو کچھ اور جہت سے دیکھنے لگے، اس لئے خواہی نخواہی ان تحریروں کے رد میں اور حافظ زاہد حسین کے حوالے سے کچھ حقائق سپرد قرطاس کی تھی، مگر میرے بعض احباب ذی علم نے مشورہ دیا کہ ایک مدت سے اختلافات کی آگ میں دھنوشا مہوتری والے جھلس رہے ہیں اور اس وقت ہندو سمراٹ سینا

والے مسلمانوں کے خلاف زہر افشانی کرنے اور نقصان پہنچانے میں اپنی پوری توانائی صرف کر رہے ہیں، اس لئے حالات کے مد نظر رکھتے ہوئے یہ مضمون شائع نہیں کیا جائے۔ لہٰذا ان کرم فرماؤں کے مشوروں پر عمل کرتے ہوئے وہ مضمون شامل نہیں کیا گیا جو حافظ زاہد حسین کے خطوط، فکر واعتقاد، مولانا اسرائیل صاحب کے فتویٰ، مولانا عثمان رضوی لادو بیلا اور دیگر مخالفین کی کتابوں کے تعاقب پر مشتمل ہے اور یہ کہہ کر خود کو تسلی دے لی کہ ۔

تمہیں ہم بھی ستانے پر اتر آئیں تو کیا ہوگا
تمہارا دل دکھانے پر اتر آئیں تو کیا ہوگا
ہمیں بدنام کرتے پھر رہے ہو اپنی محفل میں
اگر ہم سچ بتانے پر اتر آئیں تو کیا ہوگا

بشنپور جلیشور میں توہین شیر نیپال کا عوامی رد عمل:

۱۹/ جون ۲۰۲۳ء کو جلیشور مہوتری نیپال کے قریب کے ایک گاؤں پٹیلی بشنپور میں ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں مشاہد چترویدی نامی ایک دریدہ دہن، فاتر العقل، خبیث الفکر، اور بے لگام مقرر نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی شان میں توہین کی، آپ کو گالیاں دیں اور آپ کی والدہ عفت مآب کو بھی گالیاں دیں، اس کے علاوہ بھی کئی جرم کا ارتکاب اس منحوس نے اپنی غیر شرعی وغیر مفید تقریر میں کیا۔ وہ کم ظرف و پلید خیال اس وہم میں تھا کہ ہر بار کی طرح دوسرے بدگوئیوں کی طرح اسے بھی بخش دیا جائے گا اور شیر نیپال کے غلام اور غیرت مند سنی مسلمان اسے کچھ نہیں کہے گا اور اسے داد و دہش، نعروں اور نوٹوں سے استقبال کریں گے، مگر اسے کیا معلوم کہ اب عوام اہل سنت بیدار ہو چکی ہے، اب عوام جلسوں میں علما ومشائخ اہل سنت کے خلاف ایک لفظ سننا نہیں چاہتی اور نہ جلسے اس لئے ہوتے کہ علما ومشائخ کو گالی دی جائے۔ جیسے وہ دریدہ دہن اپنی زبان سے گندگی باہر کرنے لگا، ملک نیپال کی ایک عظیم شخصیت، ولی صفت فقیہ اہل سنت مفتی اعظم نیپال حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی شان میں گستاخی کی تو بعض بے غیرت جبہ وکرتا اور کلاہ والے ہاتھ اٹھا کر داد تو دے رہے تھے مگر عوام اہل سنت نے جو رد عمل دکھایا اس سے وہ حمار نماں فرضی چترویدی ذلیل ہوا ہی ساتھ ہی ویڈیو کلپ سے معلوم ہوا کہ جو علم کے دعویدار اسٹیج پر بیٹھے تھے ان کی بھی جم کر رسوائی ہوئی اور عوام نے عزت دینے کی بجائے ذلت وخواری کا انعام دیا، ان دشمنان حضور شیر نیپال کو لوگوں کی نفرت اور ملامت کا سامنا کرنا پڑا۔ مارنے کے لئے لوگ دوڑ رہے تھے، اسٹیج پر سے بھگانے اور نیچے اتارنے کے لئے آگے کی طرف لپک رہے تھے، اب اس سے بڑھ کی جگ ہنسائی کیا ہوگی۔ اسی لئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ”سود ستر گناہوں کا مجموعہ ہے اور ان میں سب سے کم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی

ماں سے بدکاری کرے اور سود سے بڑھ کر گناہ مسلمان کی بے عزتی کرنا ہے۔'' اور ایک دوسری حدیث پاک میں فرمانِ مصطفیٰ ﷺ ہے''جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد پر قادِر ہو اور مدد کرے، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی مدد کرے گا اور اگر باوُجودِ قدرت اس کی مدد نہیں کی تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسے پکڑے گا۔'' دنیا نے دیکھا کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی توہین کرنے والے خود عوام کی نظروں میں گر گئے، رسوا ہوئے اور بے آبرو ہو گئے اور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی عظمت کا پرچم حاسدین کے مجمع میں بھی لہرا رہا تھا، آپ کی عزت واحترام کا نعرہ وہاں بھی لگ رہا تھا۔ اور ان شاء اللہ ہر وہ شخص جو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جیسے عالم ربانی، فقیہ اہل سنت، ولی کامل عاشق خیر الوریٰ ﷺ کی اہانت کرے گا، گالیاں دے گا، لعن وطعن کرے گا، بغض وعداوت رکھے گا اور اپنی زبان وقلم سے اذیت کے درپے ہوگا وہ یونہی ذلیل وخوار ہوتا رہے گا، اللہ کے عذاب وعقاب کا سزاوار ہوگا اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا اقبال بلند ہوتا رہے گا۔

جو رکھتے ہیں دلوں میں بغض و کینہ جیشِ ملت سے
یقیناً ہیں وہ عاری عقل سے، فہم و فراست سے
عظیم الشان داعی تھے، مبلغ تھے مرے مرشد
محبت تھی انہیں اسلام سے، دین و شریعت سے
وہ حامی ہو نہیں سکتا کبھی بھی جیشِ ملت کا
جسے نفرت ہی نفرت ہو شعارِ اہل سنت سے
بہت اعلیٰ ہے ان کی شان و رفعت منکرو، سن لو
کوئی بھی آنچ آ سکتی نہیں ایسی عداوت سے
عدوِ جیشِ ملت چھوڑ دے گستاخیاں، ورنہ
بچائے گا تجھے پھر کون رب کے قہر و ذلّت سے

اللہ تعالیٰ ہمارے علمائے اہل سنت اور مشائخ طریقت کو پلید دہنوں کی اذیت سے محفوظ رکھے اور گستاخان اولیا کو ہدایت نصیب فرمائے۔

اٹھارہواں باب

مکتوبات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاہِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاہِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

مکتوبات

اس باب میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے چند مکتوبات، نیز علما و مشائخ کے مکتوبات بنام حضور شیر نیپال من وعن ذکر کئے جائیں گے۔ جتنے مکتوبات بآسانی تنہا فقیر کی کوشش سے دستیاب ہو سکے ہیں وہ پوری دیانت داری کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ پہلے وہ مکتوبات جو آپ نے علمائے اہل سنت کے نام لکھے ہیں، پھر وہ مکتوبات ذکر کئے جائیں گے جو علما و مشائخ اہل سنت نے آپ کے نام لکھے ہیں۔ اگر دو چند افراد اس کام کی تکمیل میں ساتھ دیتے تو تلاش وجستجو کے بعد بہت سے مکتوبات حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ حاصل کئے جا سکتے تھے، مگر تنہا ہونے کی وجہ سے یہ کام تشنہ رہ گیا۔

پہلا مکتوب بنام مفتی کوثر حسن رضوی دامت برکاتہم القدسیہ (رامپور یوپی، انڈیا)

۹۲/۷۸۶

عظیم المرتبت، رفیع الدرجت، قاطع دین پھلواریت، شیدائے مسلک اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت، صوفی دوراں، محقق زماں، قدوۂ ہمعصراں حفظہ وسلمہ الرحمٰن فی کل آن وحال وشانس

السلام علیکم ورحمۃ المولیٰ تعالیٰ وبرکاتہ

بخیر وطالب خیر۔

آپ کا والا نامہ تشریف لایا، خوشی ومسرت کا باعث بنا۔ ضمیمہ دیکھ کر انتہائی شادمانی ہوئی، دل سے دعا نکلی کہ خداوند کریم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقہ وطفیل دائما مامون ومحفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین اور آپ کے جواہر پاروں سے ہر انصاف پسند فیض پائے اور جہالت وضلالت والے ہدایت آمین۔ آپ نے قوم کو گمرہی سے بچانے کے لئے انوار کے بلند منار پیش فرمائے ہیں۔ گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم، چشمۂ آفتاب را چہ گناہ؟ میں آپ کی ہر دینی رائے اور حکمت وموعظت سے من کل الوجوہ متفق ہوں۔ والسلام مع الاحترام۔

طالب دعا جیش محمد صدیقی برکاتی ۱۳/۷/۱۴۱۷ھ

❁❁❁

دوسرا مکتوب: بنام ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی (تاراپٹی، دھنوشا نیپال)

عزیز القدر مفتی صاحب زید مجدکم السامی! السلام علیکم!

مرسلہ تحفہ موصول ہوا، جو بھی دیکھا آپ کو سراہا، آپ کی تعریف کی اور بہت ثنا کی۔ فصاحت وبلاغت اور بیان

کو پڑھ کر بہت داد دی۔ میں مشکور ہوں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ''سلام کو سلامت رکھے'' آمین اور دینی خدمات کے زیادہ سے زیادہ مواقع عطا فرمائے آمین ......

والسلام والدعاء

دعا گو: جیش محمد صدیقی برکاتی

۱۸/۴/۱۴۳۵ھ

❁❁❁

دوسرا عربی مکتوب: بنام شیخ حسن المنیاوی (مصر)

معدن الجود ولعطاء بحر الکرم والجسخاء حضرة حسن المنیاوی آفندی لازالت بدور اقبالکم بازغة و شموس افضالکم طالعة اما بعد! فقد وصلنی کتابکم الکریم فنولته بکل توقیر و تعظیم کیف اصف لکم السرور والفرح عند تلاوة کتابکم العظیم و کیف اعبرك لکم عما دخلنی من البسط والانشراح عند ما علمت بما اطلعتموه وهدیتموه فحمدنا الله تعالیٰ حمدا کثیرا وشکرت شکر اعظیما وادعو لکم بلسان الاخلاص انشاء الله المولیٰ لا انساه هذا الاحسان ابدا ولا یمل لسانی قط ذکر کم۔ فی الاسبوع والاسبوعتین ازور کم ان شاء الله تعالیٰ وبارك۔ والسلام۔

محمد جیش صدیقی صدر المدرسین دار العلوم حنفیه جنکفور دام نیفال۔

تحریرا فی اربعة و عشرین من شهر رجب المرجب سنة ثلثة و تسعین و ثلثمأة و الف من الهجرة النبویة الموافقة اربعة عشرین من اغسطس من العیسویة۔

❁❁❁

مکتوبات مشائخ اہل سنت بنام حضور جیش ملت:

مکتوب گرامی حضور شمس الاولیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۷۸۶/۹۲

گرامی قدر علامہ مولانا شیخ الحدیث وشیخ طریقت، رہبر شریعت، حامی ملت، قاضی شریعت، مفتی اعظم نیپال حافظ وقاری جیش محمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

گذارش خدمت اقدس اینکہ ۲۰ر ذی الحجہ کو بارش ہونے لگی اس لئے حاضر نہ ہوسکا حافظ غلام جیلانی سلمہ ربہ کو خدمت عالیہ میں بھیج رہا ہوں، کاشت کاری کچھ باقی ہے کچھ دنوں بعد ان شاء اللہ تعالیٰ بکرمہ حبیبہ اعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر خدمت ہوں گا۔ مجھاؤ والے کو میں خط لکھا تھا وہ لوگ آئے یا نہیں معلوم نہ ہوسکا۔ میرا خیال ہے کہ دو روز کے لئے آؤں گا اور وہیں سے ان لوگوں کو بلوا کر

ہم لوگ تنازعہ دور کردیں گے۔ غلام جیلانی کو علم ظاہر و باطن سے نوازیں۔ زیادہ لکھنا آپ کے نزدیک اچھا نہیں۔ آپ کے حوالہ ہے بس باقی عند الملاقات۔ ۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ محمد شمس الحق رضوی اور حضرت مولانا محمد داؤد حسین آرہے ہیں۔

السلام علیکم۔ ایک خوشی کی بات یہ ہے کہ لہوریا کے سرپنچ صاحب پھلواری سے توبہ کرکے بیعت سید صاحب سے ہوگئے ہیں۔

❁❁❁

مکتوب گرامی: خطیب البراہین، حضرت صوفی محمد نظام الدین علیہ الرحمہ (امرڈوبھا، یوپی)

۹۲/۸۶ے

مولانا المکرم ذوالمجد والحشم حضرت علامہ مفتی صاحب زید حبکم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

گرامی نامہ موصول ہوا، یادآوری کا شکریہ

بہت افسوس کے ساتھ تحریر کررہا ہوں کہ آپ کا خط ۲۱ ربیع النور کی شام کو ملا اور آپکا پروگرام ۲۰۔۲۱ ربیع الاول شریف کو ہی منعقد ہورہا ہے جس میں شرکت کسی بھی طرح سے نہیں ہوسکتی۔

ویسے میں نے مارہرہ شریف میں ہی کہہ دیا تھا کہ تاریخیں خالی نہیں ہیں اور آپ کا خط بھی مجھے اس وقت ملا جبکہ پروگرام کا آخری اجلاس بھی ختم ہوچکا تھا، لہٰذا مجھے معذور سمجھیں۔ اساتذہ دارالعلوم سے بھی سلام مسنون کہیں۔

مولانا محمد محسن صاحب نظامی بھی سلام کہتے ہیں۔ فقط والسلام

۹۲ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا، ضلع بستی

۱۵ نومبر ۸۷ء

❁❁❁

۹۲/۸۶ے

حضرت علامہ مفتی نیپال زید لطفہ

مکتوب گرامی: حضور قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ (جمشید پور)

۹۲/۸۶ے

شیر نیپال، مجاہد اہل سنت حضرت مولانا مفتی محمد جیش صاحب دامت برکاتہ

تہدیہ سلام ورحمت، مزاج گرامی

حضرت مولانا عبدالجبار صاحب منظری کے ذریعہ آپ کی دعوت پہنچی۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ آپ کے اجلاس ۱۴ نومبر کو میں

شریک ہو رہا ہوں۔اس تاریخ میں ۹۱۸ نمبر اکسپریس سے دس بجے دن کو میں مظفر پور پہنچوں گا۔از راہ کرم اسٹیشن پر گاڑی کا انتظام رکھئے گا تاکہ مجھے کوئی تکلیف نہ ہو۔مستعد اور متعارف آدمی گاڑی کے ساتھ بھیجئے گا۔آدمی سیڑھی پر سامنے موجود رہے۔والسلام

آپ کا مخلص ارشد القادری خادم ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ، ۳/۱۱/۸۷

❁❁❁

مکتوب گرامی: مجاہد اہل سنت، حضرت سید مظفر حسین علیہ الرحمہ (کچھوچھہ شریف)

عزیزی مولانا محمد جیش و روشن القادری صاحبان

سلام ودعا

میں آج در بھنگہ سے لوٹ کر دامودر پور آیا اپنے پروگرام پر جا رہا ہوں 13 اپریل کو شب میں جون پور تقریر کر کے بائی کار بنارس پہنچ کر 3 بجے بھور میں چھپرہ کے لئے گاڑی پکڑوں گا جو دس بجے دن کو چھپرہ پہنچ جاتی ہے وہاں سے بذریعے ٹیکسی یا بس 2 بجے مظفر پور بس اسٹینڈ پہنچونگا، اگر آپ نے اپنے جلسے کے لئے کوئی ایسا انتظام کیا ہو جو مہمانوں کو مظفر پور جنک پور بائی کار پہنچائے تو اس کا انتظام رہنا چاہئے یا پھر کسی آدمی کا آپ انتظام کر دیں یا مدرسہ علیمیہ دامودر پور سے انتظام کروا دیں، تاکہ مجھے پہنچنے میں آسانی ہو۔آپ کے لکھنے کی وجہ سے میں صرف ایک ہی یوم کے جلسے میں شرکت کرونگا۔اجمل سے میری ملاقات نہیں ہوئی اس لئے آپ براہ راست خود خط و کتابت کر لیجئے۔فقط

مظفر حسین کچھوچھوی

۱۸/اپریل ۷۴ء

❁❁❁

مکتوب گرامی: حضرت علامہ مفتی قاضی فضل کریم علیہ الرحمہ (ادارہ شرعیہ پٹنہ)

۸۷/۱۱/۱۸

۹۲/۸۶ء

مجمع مکارم اخلاق حضرت علامہ محمد جیش صاحب لازال فیوضکم

ہدیہ سلام و تحیت!

داعی الخیر مع الخیر ہے گذارش ہے کہ میں اپنی دیرینہ طویل علالت کی بنا پر جلسہ کی شرکت سے معذور رہا اور اپنی مجبوری کے سلسلہ میں ایک خط اور زادراہ کی رقم حافظ محمد شہاب الدین مبلغ و محصل ادارہ شرعیہ کے حوالہ کر دیا موصوف علامہ ارشد القادری کے ساتھ

آپ کے جلسہ میں شریک ہونے کا حتمی وعدہ کیا اور کہا کہ علامہ جمعہ کو چھپرہ کے پروگرام سے واپس ہو کر مجھے ساتھ لیکر جنکپور دھام تشریف لے جائینگے۔ چنانچہ میں نے خط ورقم ان کو دیدیا کہ مولانا کو دیدینگے اور میری مجبوری ومعذوری کا تفصیلی حال ان سے کہہ دینگے۔

بہر حال وہ چھپرہ گئے مولانا ارشد القادری نے انہیں پٹنہ واپس بھیج دیا اور خط ورقم ان سے لیکر یہ کہا کہ میں جارہا ہوں مولانا کو یہ خط ورقم دیدونگا۔ غرضیکہ علامہ تشریف لے گئے کل مجھے معلوم ہوا کہ علامہ سیتا مڑھی پہونچ کر واپس آگئے، ان کو ہاں لوگوں نے بتایا کہ جنکپور دھام جانا بہت مشکل ہے، راستہ برسات کیوجہ سے اس قدر خراب ہوگیا ہے کہ وہاں تک پہنچنا ممکن نہیں۔ چنانچہ واپس آئے مجھے ملاقات نہ ہوئی۔ حافظ شہاب الدین سے معلوم ہوا علامہ اسی روز پٹنہ سے جمشید پور چلے گئے اور خط ورقم بھی ساتھ لیتے گئے۔ اب مجھے فکر یہ ہے کہ آپ میرے متعلق کیا خیال فرمائیں گے۔ بہر حال وہ رقم آپ کی جلد ہی واپس بھیجدونگا۔ اطمینان رکھیں اور جلسہ تفصیلی حالت سے آگاہ فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

خیر اندیش

محمد فضل کریم غفرلہ خادم دار القضا ادارہ شرعیہ پٹنہ بہار

❁❁❁

مکتوب گرامی: حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ (مبارکپور)

مکتوب نمبر 1

از: دار العلوم اشرفیہ مبارکپور

۲۴ رصفر ۹۴

۸۶ء

محب محترم جناب مولانا محمد جیش صاحب زیدحبہ!

سلام مسنون

محبتنامہ وصول ہوا ۱۹/۲۰/۲۱ ربیع الاول کو کلکتہ مدعو ہوں پہلے ہی وہاں منظوری دے چکا ہوں اس لئے آپ کے اجلاس میں شریک ہونے سے معذور ہوں۔ آپ کے اجلاس کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔ حضرت سید العلما صاحب دامت برکاتہم اور تشریف لانے والے دیگر علما کرام سے میرا سلام عرض کر دیں۔ والسلام

عبد العزیز

❁❁❁

مکتوب نمبر 2

از: دار العلوم اشرفیہ مبارکپور

۲۷ صفر ۹۴ھ

۷۸۶

محب محترم صاحب الفضل والحشم زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمہ

مزاج شریف! آج آپ کا خط ملا جس میں اجلاس منعقدہ ۱۳ / ۱۴ / ۱۵ / اپریل سنہ رواں کی دعوت دی ہے جوابا عرض ہے یہ تاریخیں کلکتہ رحمت عالم کانفرنس کے لئے زیادہ روز سے متعین ہیں اس لئے معذوری ہے ورنہ میں آپ کی دعوت پر ضرور لبیک کہتا حاضر ہوتا۔ اب دعا کرتا ہوں خداوند کریم آپ کے اجلاس کا میاب فرمائے، آپ کی دینی خدمات میں برکت و وسعت دے، آپ کو اور آپ کے شرکاء کار کو بصحت و سلامتی شاد و آباد رکھے۔ آمین والدعا والسلام فقط

عبد العزیز عفی عنہ

❁❁❁

مکتوب نمبر 3

از دار العلوم اشرفیہ، مبارکپور

۱۶/ ربیع الاول ۹۴ھ

۷۸۶

محب محترم جناب مولانا محمد جیش صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمہ

مزاج شریف! آپ کے متعدد خطوط آئے ہر خط میں اصرار ہے کہ میں آپ کے اجلاس میں حاضر ہوں اگر کلکتہ کی کانفرنس کا وعدہ نہ ہوتا تو میں ضرور ضرور حاضر ہوتا لیکن تاریخ وہی ہے۔ میں انتہائی کوشش کروں گا کہ آپ کے اخیر اجلاس میں شریک ہوسکوں۔ لیکن بڑی منحوس خبر یہ ملی ہے کہ 11 اپریل اور 15 اپریل سے کل ٹرینیں بند ہو رہی ہیں خدا کرے یہ خبر غلط ہو۔ اگر ٹرینیں چلتی رہیں میں کلکتہ سے چل کر آپ کے 15 اپریل کے اجلاس میں حاضر ہو جاوں گا۔ جملہ احباب و اراکین جلسہ کو سلام و دعا۔ فقط

❁❁❁

مکتوب گرامی: حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ

۹۲/ ۸۶ء

مولانا المحترم ذوالمجد والکرم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

عوافی مزاج

آپ کا پرخلوص دعوت نامہ ملا، سرکار مارہرہ حضرت احسن العلما دامت برکاتہم القدسیہ کا کرم ہے۔

کریماں کہ در فضل بالاترند

سگاں پرورند و چناں پرورند

میں کیا عرض کروں میں خود حاضر ہوتا لیکن آپ کے یہاں کا سفر اتنا پیچ در پیچ ہے کہ موجودہ حالت میں میرے لئے ناممکن ہے۔ میرا حال یہ ہے کہ مارہرہ شریف کے لئے ہمت کی تھی مگر ایک دن پہلے ٹھنڈے پانی سے غسل کرلیا تو عضو ماوف پر درد ہونے لگا اس لئے ہمت جواب دے گئی۔ تھوڑی بہت سردی بھی شروع ہوچکی ہے اور آپ کے یہاں کی مسافت طویل ہے، گاڑی کے ساتھ بسوں کا بھی سفر ضروری ہے۔ اس لئے سوائے معذرت کے اور کوئی چارہ کار نہیں۔

عثمان کو تلاش کرایا پتہ نہیں چلا شاید گھر گیا ہو۔ حضرت جلسے میں تشریف لائیں تو سلام وقدمبوسی عرض کردیں۔ جملہ احباب اہل سنت سے سلام کہہ دیں۔

محمد شریف الحق امجدی

۱۵؍ربیع الاول ۱۴۰۸

❁❁❁

دوسرا مکتوب گرامی: حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ

۹۲/ ۸۶ء

عزیز گرامی قدر زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ

مزاج عوافی

آپ کا پرخلوص دعوت نامہ موصول ہوا آپ کے مجاہدانہ کارناموں کو سامنے رکھتے ہوئے دعوت منظور ہے۔ البتہ مسلسل پروگرام کی وجہ سے میں صرف 14 / 15 اپریل کو شریک ہوسکتا ہوں۔ 13 اپریل کو برونی اکسپریس سے روانگی ہوگی اور 14 کی صبح کو

مظفر پور پہنچ جاؤں گا۔ اب آپ بتائیں کہ مظفر پور سے آگے کا کیا راستہ ہے۔ اور سمستی پور سے آسانی ہو تو اسے لکھیں۔ گاڑیاں بہت سی بند ہیں اس لئے ٹائم ٹیبل سے کچھ طے نہیں کیا جاسکتا۔ آپ مقامی طور پر معلومات کر کے مطلع کریں۔ جملہ احباب سے سلام کہہ دیں۔

فقیر امجدی

۲۳؍مارچ ۷۴ء

❁❁❁

مکتوب گرامی: حضرت مولانا محمد امیر الدین رضوی صاحب الجامعۃ الرضویہ (پٹنہ)

۹۲/ ۸۶ء

بحر العلوم قاضی شریعت نیپال استاد مکرم صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قدر خیر و عافیت سے ہوں امید کہ مزاج مقدس بھی بخیر ہوگا۔ جنکپور سے گھر گیا، گھر سے پٹنہ بخیر پہنچ گیا۔ عدم فرصت کی وجہ کہ جلد مطلع نہ کرسکا۔ مدرسہ پہنچنے کے بعد فورا بعد ان دونوں بچوں کو بلایا جو ہمارے ساتھ جنکپور جلسہ میں گئے تھے۔ پوچھا کہ اجی جنکپور مدرسہ میں کتنے کاٹون رکھے تھے؟ دونوں بچوں نے یک زبان ہو کر جواب دیا کہ پانچ کاٹون مدرسہ میں رکھے تھے اور 59 / 69 کتاب ایک آدھ کاٹون مولانا صاحب کو دئے تھے اس سے بھی واضح ہے کہ آپ کے مدرسہ میں پانچ کاٹون رکھا گیا ہے۔ رہ گیا بوجھ اٹھانا تو آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں اس لائق نہیں کہ چار ہزار روپئے کا بار گراں میں اٹھالوں یہ ہم سے نہیں ہوسکتا ہے۔ ابھی تک ہم نے سید صاحب سے اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے، ہوسکتا وہ اپنے تئیں کچھ سونچیں لہٰذا اس کی اصلیت حال سے جلد آگاہ کریں گے اور اس کے متعلق ایک استفتا جاچکا ہے ابھی تک جواب نہیں ملا، جلد عنایت فرمائیں شرع کا جو حکم ہو سر اور آنکھوں پر، سید صاحب نے کئی دفعہ روپئے کا تقاضہ کئے مگر میں یہ کہہ کر ٹال دیتا ہوں کہ بکنے پر ضرور رقم آجائے گی، باقی خدا حافظ

محمد امیر الدین رضوی

صدر المدرسین جامعہ ہذا

۱۳/ ۲/ ۸۸

❁❁❁

مکتوب گرامی: حضرت مولانا سید ولی الدین رضوی ناظم اعلیٰ الجامعۃ الرضویہ (پٹنہ)

۹۲/ ۸۶ء

قاضی شریعت ذوالمجد والکرم! ہدیہ سلام و نیاز

خیریت طرفین نیک مطلوب! ضروری تحریر یہ ہے کہ ۱۲؍مارچ ۸۹ کو الجامعۃ الرضویہ کے زیر اہتمام کانفرنس ہونے جارہی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ آپ ۱۳؍مارچ کو پٹنہ تشریف لا رہے ہیں اس لئے آپ سے گذارش ہے کہ 13 کو نہ آکر اگر 12 ہی

مارچ کو تشریف لے آئیں تو کانفرنس میں شرکت بھی ہو جائے گی اور ہماری عزت افزائی بھی ہو جائے گی۔ بہت کرم ہوگا اگر آپ تشریف لے آئیں۔ یہاں کے حالات ہر طرح ٹھیک ہیں امید ہے کہ آپ کے یہاں بھی حالات ٹھیک ہوں گے۔ اور آپ بھی بخیر ہونگے۔ آپ تشریف لائیں گے تو کچھ ضروری باتیں بھی ہو جائیں گی۔ آپ کا انتظار رہے گا۔

فقط والسلام

سید ولی الدین رضوی (ناظم اعلیٰ جامعہ ہذا)

۸۴/۲/۲۴

❁❁❁

مکتوب گرامی: حضور شیر بہار مفتی محمد اسلم رضوی علیہ الرحمہ

۲۳ رصفر المظفر ۹۴ھ

۹۲/۷۸۶

محترم مفتی نیپال زید لطفہ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

ابھی آپ کا بند لفافہ موصول ہوا۔ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ ہر سہ اجلاس کو کامیاب فرمائے آمین ۔سید العلما اور حضرات علمائے کرام اور آپ کے فیوض و برکات سے علاقہ و بیرون علاقہ جات متمتع فرمائے۔ آمین ۱۹ / ۲۰ ربیع الاول ۹۴ھ مہسی کے پاس مادھو پور ایک مقام ہے وہاں کے لوگ سرکار مفتی اعظم ہند مدظلہ کو بلوا رہے ہیں، اگر حضرت کی تشریف آوری ہوئی تو بہر صورت مادھو پور حاضری لازمی ہے۔ اس کے بعد ہی ان شاء المولیٰ تعالیٰ شرکت ہوگی۔ ورنہ تاریخ پر ضرور بالضرور حاضری ہوگی۔ آپ کے جامعہ کی حالت بحمدہ تعالیٰ بہتر ہے دعا کی ضرورت ہے۔

علمائے مدرسہ وطلبا واحباب اہل سنت کی خدمت عالیہ میں ہدیہ سلام مسنون۔ فقط والسلام

محمد اسلم رضوی غفرلہ

جامعہ قادریہ مقصود پور

❁❁❁

دوسرا مکتوب گرامی: حضور شیر بہار مفتی محمد اسلم رضوی علیہ الرحمہ

۹۲/۷۸۶

حضرت علامہ مفتی نیپال زید لطفہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرصہ سے خیریت نہیں معلوم ہو سکی ضرورت شدیدہ کے باعث عریضہ حاضر خدمت ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ کشمیری مسجد

کاٹھمنڈو میں امامت کی جگہ خالی ہے۔اورنظم آپ کے سپرد ہے،اس کے لئے اپنے بڑے ابا حضرت شیر گجرات مدظلہ کو پیش کر رہا ہوں۔ویسے حضرت شیر گجرات داموردصادق علی صاحب کے مدرسہ میں علاوہ طعام وراہ ڈیڑھ سوروپے تنخواہ پارہے ہیں۔لیکن ان کی دلی خواہش ہے کہ وہ جگہ حاصل ہوجائے۔غالبا آپ کے پاس خط لکھ چکے ہیں ملا ہوگا۔ہماری بھی گزارش ہے کہ اولیں فرصت میں حضرت شیر گجرات کے لئے منتخب فرمادیں۔امید کہ جواب سے جلد نوازیں گے،نوازش ہوگی۔اساتذہ کرام واحباب اہل سنت و طلباء کرام کی خدمت عالیہ میں ہدیہ سلام مسنون ودعائے مسنون۔فقط والسلام

محمد اسلم رضوی غفرلہ

جامعہ قادریہ مقصودپوراورئی مظفرپور (محررہ ۵؍صفر ۱۳۹۴ھ)

❁❁❁

مکتوب گرامی: علامہ سید عارف رضوی نانپوری علیہ الرحمہ

شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف

حضرت محترم قاضی نیپال مفتی عظیم اسلام محدث لاکلام،گرامی مرتبت جناب مستطاب مولانا مفتی جیش محمد صاحب صدیقی قادری رضوی برکاتی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولیٰ تعالیٰ آپ کواور مجھے وجملہ اہل اسلام کو ہرآفت وبلاء ارضی وسماوی سے ہمیشہ محفوظ مامون رکھے آمین ثم آمین۔اور یہ سال نویعنی 92ء جواہل اسلام کے لئے اپنے عدد کے اعتبار سے متبرک ہے مسلمانوں کے لئے۔۔۔۔۔۔اورآپ کے لئے خیرات وبرکات دارین اورفتوح وظفر اہل اسلام کا سبب بنے اوراس طرح اللہ تعالیٰ سال کو ہمیشہ ہمارے اورآپ کے لئے مبارک فرمائے آمین۔بخیر ہوں اورآپ سب کے لئے طالب خیر ہوں۔جلسہ کی تاریخ معلوم نہ ہوسکی،حضرت مولانا عبدالجبار صاحب منظری کسی مجبوری کی وجہ مجھ سے ملے بغیر چلے گئے۔کتاب کا مطالعہ وقتا فوقتا وقت نکال کرکرتارہتاہوں،سوالات وجوابات اس قدر دلچسپ وقیع ہیں کہ ہر ہر حرف پرداد وتحسین دینی پڑرہی ہے،دلائل کی گیرائی وگہرائی اورآپ کی اپنی انفرادیت انتخاب دلائل میں بہت ہی گہرے مطالعہ اور بہترین کاوش وکارافتاء کی ذمہ داریوں کوذمہ دارانہ انداز میں پورا کرنے پر شاہد عدل ہیں۔متصلا مطالعہ کا وقت نہ ملنے کی وجہ سے اب تک اس پرکچھ لکھ نہ سکا ہوں۔دستار بندی کے بعد کچھ تو علالت اور کچھ مصروفیت کے سبب ایسا ہوا ہے تاہم جلد تکمیل حکم کروں گا۔امید ہے کہ ان شاء المولیٰ تعالیٰ 13 / 14 / 15 شعبان کومغربی دیناجپور کی کانفرنس میں شرکت کرکے واپسی میں جنک پوردھام آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوں اورتکمیل حکم کروں۔آپ جواب لکھئے کہ ان تواریخ کے متصلا بعد

آپ کا قیام و پروگرام کہاں کا ہے۔ آپ ہی نہ ملیں تو بقیہ احباب آپ کے توسط سے ہیں پھر تو بڑی کمی محسوس ہوگی۔

فقط والسلام

سید محمد عارف رضوی

۹۲/۱/۱

❁❁❁

دوسرا مکتوب گرامی: علامہ سید عارف رضوی نانپوری علیہ الرحمہ

شیخ الحدیث دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف

۷۸۶

حضرت قاضی نیپال، شیر نیپال و مفتی نیپال حضرت مولانا مفتی جیش محمد صاحب قبلہ صدیقی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ کرم ہم سب اہل سنت پر قائم و دائم رکھے آمین ثم آمین

الحمد للہ ہم سب متعلقین بریلی شریف بخیر ہیں اور خیریت کے طالب ہیں۔ عزیزم حیدر علی سلمہ آرہے ہیں انہیں میری چادر دیدیں اور خیریت کا خط بھی ان کی معرفت جملہ مفصل حالات کے ساتھ قلمبند فرما کر ارسال فرمائیں۔ عزیز القدر صاحب علی و دیگر اہل سلسلہ و اہل محبت کو بہت بہت دعائیں وسلام مسنون عرض ہے۔ حضرات اساتذۂ کرام و طلبہ کرام کو ہدیہ سلام مسنون پیش کردیں۔

اعجاز علی عرف سید محمد عارف رضوی

۲۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ

❁❁❁

تیسرا مکتوب گرامی: علامہ سید عارف رضوی نانپوری علیہ الرحمہ

شیخ الحدیث دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف

۷۸۶

حضرت محترم قاضی نیپال مولانا جیش محمد صاحب برکاتی السلام علیکم

مولیٰ تعالیٰ آپ کو ہر آفت سے محفوظ رکھے آمین۔ اور آپ سے زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت لے آمین۔ آج کشن گنج جاتے ہوئے یہ عریضہ لکھ رہا ہوں۔ میں آپ سے رخصت ہو کر نیپال گنج پھر وہاں سے نانپارہ پھر بہرائچ اور اس طرح تیسرے دن یا

چوتھے دن بریلی شریف پہنچا۔اس تاخیر کا نتیجہ یہ ہوا کہ کام بہت بڑھ گیا۔بخاری شریف ثانی ختم کرانا ہے جس کے لئے وقت تنگ ہو گیا ہے،دن ورات کوشش کر رہا ہوں۔اس اہم مصروفیت کے باعث آپ کے حکم کی تکمیل نہ کر سکا۔ایک دو صفحے لکھنا تو بڑی بات دو سطر اپنے گھر بھی لکھنا دشوار تھا، یہ تو سفر میں چند لمحے مل گئے ہیں تو لکھ رہا ہوں، لہٰذا معذرت خواہ ہوں۔جمادی الاولیٰ کی 20 تاریخ کے بعد اگر آپ فرمائیں تو تفصیلی رپورٹ لکھ کر روانہ کر سکتا ہوں اور کیا لکھوں دعاں کا طالب ہوں۔جملہ مخلصین کو ہدیہ سلام مسنون عرض،حضرات مدرسین کرام وطلبہ کرام کو بہت بہت ہدیہ سلام مسنون معروض ہے، بھائی صاحب علی کو بھی سلام و دعا کہہ دیں، نیز ڈاکٹر معین الدین صاحب یعنی جن ڈاکٹر صاحب کے یہاں دوپہر کا کھانا کھایا گیا تھا نیز دیگر منتظمین حضرت کو بہت بہت سلام عرض ہے۔والسلام

عارف رضوی

۷/۱۲/۸۷

میں جمعرات کو صبح کشن گنج سے چل دوں گا اور شام کو مظفر پور سے گذروں گا۔

❁❁❁

مکتوب گرامی: حضور نظمی میاں علیہ الرحمہ مارہرہ شریف

محترم مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

والد ماجد حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کا عرس ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۰/۱۱/مارچ ۱۹۸۷ء کو آستانہ عالیہ مارہرہ مطہرہ میں منعقد ہو رہا ہے۔خصوصی دعوت نامہ حاضر ہے امید ہے شرکت فرما کر فقیر برکاتی کو ممنون فرمائیں گے اور اپنے حلقہ میں عام اعلان فرمادیں جملہ برکاتی احباب کو سلام مسنون۔امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔والسلام۔سید آل رسول حسنین سجادہ نشیں آستانہ برکاتیہ نوریہ مارہرہ مطہرہ۔

۸/جمادی الآخر ۱۴۰۷ھ، مطابق ۸/فروری ۱۹۸۷ء

❁❁❁

مکتوب گرامی: حضور شمس الاولیاء باڑاوی علیہ الرحمہ

۹۲/۸۶/ ۷

گرامی قدر علامہ مولانا شیخ الحدیث وشیخ طریقت، رہبر شریعت، حامی ملت، قاضی شریعت، مفتی اعظم نیپال حافظ وقاری جیش محمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

گذارش خدمت اقدس اینکہ ۲۰/ذی الحجہ کو بارش ہونے لگی اس لئے حاضر نہ ہو سکا، حافظ غلام جیلانی سلمہ ربہ کو خدمت عالیہ میں بھیج رہا ہوں، کاشت کاری کچھ باقی ہے کچھ دنوں بعد ان شاء اللہ تعالیٰ وبکرمہ حبیبہ اعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر خدمت ہوں گا۔مجھا وَ

والے کو میں خط لکھا تھا وہ لوگ آئے یا نہیں معلوم نہ ہو سکا۔ میرا خیال ہے کہ دو روز کے لئے آؤں گا اور وہیں سے ان لوگوں کو بلوا کر ہم لوگ تنازعہ دور کر دیں گے۔ غلام جیلانی کو علم ظاہر و باطن سے نوازیں۔ زیادہ لکھنا آپ کے نزدیک اچھا نہیں۔ آپ کے حوالہ ہے بس باقی عند الملاقات۔ ۲۲ر محرم الحرام ۱۲ھ محمد شمس الحق رضوی اور حضرت مولانا محمد داؤد حسین آ رہے ہیں۔ السلام علیکم۔ ایک خوشی کی بات یہ ہے کہ لہوریا کے سرپنچ صاحب پھلواری سے توبہ کر کے بیعت سید صاحب سے ہو گئے ہیں۔

❁❁❁

مکتوبات اشرف العلما مفتی محمد اشرف القادری علیہ الرحمہ (نینھی شریف، نیپال)

پہلا مکتوب گرامی: محررہ: رجب ۱۴۱۰ھ

۹۲/۸۶ء

حضرت علامہ مولانا جلیل الشان جیش محمد صاحب قبلہ انار المولیٰ القدیر براھینکم۔

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

بفضلہٖ تعالیٰ خیریت ہے امید کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

عرض مدعا یہ ہے کہ حاضری ہوئی تھی مگر حضرت رونق افروز نہیں تھے اور کثرت کار و ہجوم افکار کی بنا پر ملاقات کا تسلسل برقرار نہیں رہتا۔ یوں اکثر آنجناب کی یاد مجلسوں میں ہوتی رہتی ہے۔ ان شاء اللہ المولیٰ القدیر جل شانہ بروز شنبہ مورخہ ۲۰ر رجب المرجب ۱۴۱۰ھ ۱۱ر بجے دن سے ۱ر بجے تک حاضری کا ارادہ ہے اور پھر وہیں سے ملنگوا جانا ہے پھر وہاں سے پٹنہ۔ دعاؤں میں یاد فرمائیں مولیٰ عزوجل کونین میں شادکام فرمائے آمین بجاہ النبی الامین علیہ السلام

طالب دعا

اشرف القادری الاحمدی النوری السنی الحنفی عفی عنہ

صدر المدرسین دار العلوم ھٰذہ

نوٹ: سنا ہے کہ حضرت علامہ اختر رضا ازہری قبلہ جنکپور تشریف لانے والے ہیں، اگر ایسا ہے تو حضرت سے گذارش ہے کہ کچھ دیر کے لئے جلیشور میں بھی تشریف آوری کا موقع نکالا جائے اور یہ حضرت پر مشکل نہیں، یہاں تشریف لانا یہاں والوں کے لئے اور علاقہ کے لئے بڑا فائدہ مند ہوگا۔ اور ساتھ آپ بھی جلوہ افروز ہوں گے۔

❁❁❁

دوسرا مکتوب گرامی، محررہ: ۲ر ربیع الآخر ۱۴۱۲ھ

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ مولانا جیش محمد صاحب قبلہ زید مجدہ ومدظلہ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

عرض مدعا یہ ہے کہ دار العلوم ھٰذہ کے حالات حضرت پر پوشیدہ نہیں۔ تعمیری کاموں کی وجہ سے روپے کی کمی ہو گئی ہے۔

گذشتہ سال کی طرح امسال بھی جنکپور میں چندہ وصولی کے لئے آدمی بھیج رہا ہوں۔ یہ مدرسہ کے مدرس مولانا جسیم الدین ہیں۔ حضرت سے گذارش ہے کہ کسی ہوشیار طالب علم کو بطور کمک ساتھ کردیں اور اپنی عنایتوں اور دعاؤں سے نوازتے رہیں۔ جنکپور مارکیٹ میں وصول کے لئے آپ کے حکم وارشاد کی اہمیت ہے اور آپ کا ارشاد کافی ہے۔ حاضر باشوں کو میری طرف سے سلام عرض ہے۔

طالب دعا وخیر اندیش

اشرف القادری الاحمدی النوری عفی عنہ

صدر المدرسین دار العلوم ھٰذہ

❁❁❁

تیسرا مکتوب گرامی: محررہ ۱۹؍شعبان المکرم ۱۴۱۲ھ

چراغ مسلک اہل سنت، عز وناز مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، نور دیدۂ امام حسن بصری وعلامہ ابو الحسن اشعری و علامہ ابو المنصور ماتریدی وامام ہمام ابو حنیفہ وغوث اعظم انام سرکار قادریت محی الدین جیلانی وخواجہ خواجگان چشت معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری وعلامہ فضل حق خیر آبادی وعلامہ فضل رسول بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنھم حضرت علامہ محتشم ومکرم ومعظم مولانا جیش محمد صدیقی دامت علی الخلائق ظلالھم المبارکۃ وبرکاتھم العالیۃ ولا زالت شموس اقبالھم بازغۃ واقمار افضالھم طالعۃ.......... السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

حضرت والا کی نیک دعاؤں کی برکات سے احوال زندگی بخیر ہیں، امید کہ جناب والا بھی بخیر ہوں گے۔ علاقہ کے واردات معلوم ہیں لیکن بفضلہٖ تعالیٰ حق کے مخالف ومعاند ذلیل ہونگے۔ میرے دل کے تاثرات واثرات علیم وخبیر جل شانہ کو معلوم ہیں۔ آپ کی جبین باطل شکن پر اعداء وحاسدین کے سب وشتم سے کوئی شکن نہ آئے۔ میں نے بہتوں سے کہا کہ نا اہلوں اور نابیناؤں کی گالیوں سے شیر الٰہی کو کوئی ملال نہیں ہے اور آفتاب حق پر غبار کا کوئی اثر نہیں ہے۔ یہ گالی دے رہے ہیں مگر امام احمد رضا کی بارگاہ سے، نبی عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سرکار اعظم میں مولانا جیش محمد صاحب قبلہ کی عزت بڑھ رہی ہے۔ مجھے اس امر کا افسوس ہے کہ (حضرات) قمر رضا وتوصیف رضا (صاحبان) ان کے جلسہ میں کیوں شریک ہوئے۔ اور ان حضرات نے ان ہاتھوں کی عظمت کو کیوں نظر انداز کیا جن پر فاضل بریلوی وسرکار مفتی اعظم ہند کے مبارک ہاتھ ہیں۔ ان کی شرکت سے عوام میں غلط فہمی پیدا ہوئی ہے اور میں نے کہنے والوں کو وہ جواب دیا کہ ہوش میں آگئے۔ آپ ہمت سے اپنا فرض ادا کریں، میرا دل میرا دماغ آپ کے ساتھ ہے اور حمایت حق کی راہ میں مجھے مخالفوں کی پرواہ نہیں۔ ایک فتویٰ بریلی شریف کا پیش خدمت ہے، آپ اس پر اپنا دستخط کردیں۔ اس لئے کہ مظفر پور علاقہ میں کچھ مولوی دیہاتوں میں ظہر باجماعت بعد جمعہ رائجہ کی شدت سے مخالفت کررہے ہیں اور یہ مخالفت عدم فہم سے ناشی ہے اور کچھ نفس پرستی وانانیت سے۔ میرا خیال ہے اس کی فوٹو کاپیاں تقسیم کی جائیں اور مزید علماء اعلام کے دستخط سے اسے مزین کرونگا۔ اور آپ اس کی ایک فوٹو کاپی لیکر جب بمبئی کی طرف تشریف لیجائیں تو اس پر علمائے کرام سے

دستخط کرائیں اور پھر اسے شائع کر دیا جائیگا۔ میں ہجوم افکار اور کثرت کار اور قلت وسائل کی وجہ سے آپ کے دیدار سے رہ جایا کرتا ہوں۔مگر آپ کا روئے زیبا ہمیشہ میرے سامنے رہتا ہے۔۔۔۔اپنی نیک دعاؤں میں اس عاجز فقیر بے نوا کو یاد رکھیں۔مولیٰ عز وجل آپ کا اقبال زیادہ فرمائے۔

طالب دعا وخیر اندیش

عاجز فقیر الیٰ ربہ القدیر

اشرف القادری الاحمدی النوری عفی عنہ

صدر المدرسین دار العلوم ھٰذہ

❁❁❁

چوتھا مکتوب گرامی ،محررہ:۲۹/مارچ ۲۰۰۹ء

۹۲/۷۸۶

حضرت علامہ شیر نیپال صاحب مدظلہ العالی

سلام ورحمت

عرض خدمت عالیہ میں یہ ہے کہ ۲۷/اپریل ۲۰۰۹ء کو رات میں خانقاہ قادری امانت شرعیہ نینھی شریف میں کانفرنس ہونے والی ہے اس میں حضرت کی شرکت میرے لئے باعث صد افتخار ہوگی۔ مجھے البحرین کانفرنس میں عدم شرکت کی وجہ افسوس ہوا اور حاضرین کو تکلیف۔اس بار حضرت شرکت فرما کر تلافی مافات فرمائیں عنایت خسروانہ ہوگی۔

الداعی

فقیر قادری اشرف القادری

امانت شرعیہ

۲۰۰۹/۳/۲۹

❁❁❁

حضور فقیہ ملت اور حضور جیش ملت کے مابین علمی گفتگو بذریعہ مراسلات

حضو شیر نیپال علیہ الرحمہ اپنے بزرگوں کا بہت ہی ادب واحترام کرتے تھے اور ان سے کوئی علمی گفتگو بھی فرماتے تو ادب و احترام کا خوب خیال رکھتے۔اس کی ایک جھلک درج ذیل خطوط میں ملاحظہ کر سکتے ہیں ،جن میں آپ کے اور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ کے مابین بیع سلم کے مسئلہ میں بذریعہ خط وکتابت علمی گفتگو ہوئی ہے۔

مکتوب حضور جیش ملت بنام حضور فقیہ ملت

محترم المقام لائق صد احترام، حضرت مفتی صاحب قبلہ!

السلام علیکم۔

محترم المقام لائق صد احترام حضرت مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم! عرض یہ ہے کہ ایک شبہ کا ازالہ فرمادیں کرم ہوگا۔ وہ یہ کہ بہار شریعت حصہ یازدہم ص ۱۷۵ پر بیع سلم کے سلسلہ میں مرقوم ہے کہ مسلم فیہ وقت عقد سے ختم میعاد تک برابر دستیاب ہوتا رہے الخ۔ اور ص ۱۷۷ پر ہے کہ نئے گیہوں میں سلم کی اور ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں یہ ناجائز ہے۔ یہی اردو عالمگیری ص ۱۱ میں لکھا ہے، قانون شریعت میں بھی یہی تحریر ہے اور ہدایہ جلد دوم باب سلم میں جو حدیث شریف مروی ہے نیز صاحب ہدایہ کی تعلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ بیع سلم اس نئے دھان میں جائز نہ ہونا چاہئے جو ابھی موجود نہ ہوئے ہیں۔ قدوری وغیرہ میں بیع سلم کے جواز سے متعلق جو شرائط مذکور ہیں ان سے یہی پتہ چلتا ہے کہ ہمارے اطراف میں اگہن آنے سے ایک دو ماہ قبل نئے دھان پر روپیہ دیتے ہیں وہ جائز نہ ہو۔ کیونکہ مسلم فیہ وقت عقد موجود نہیں ہے، نہ بازار میں نہ گھر میں۔ بلکہ کھیت میں پودا کی صورت میں ہے۔ اور بہار شریعت نیز عالمگیری، ہدایہ، قدوری وغیرہ کی عبارت سے ظاہر ہے کہ جائز نہ ہو۔ اور آپ نے اپنی کتاب انوار الحدیث میں یہ عبارت تحریر فرمائی ہے ''مثلاً زید نے فصل تیار ہونے سے پہلے بکر سے کہا کہ آپ سو روپے ہمیں دیجئے الخ''۔ بخاری اور مسلم کی جن حدیثوں کو آپ نے پیش کیا ہے ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بیع سلم نئے دھان اور نئے گیہوں وغیرہ میں جو ابھی پیدا نہ ہوئے ہیں جن کی فصل تیار نہ ہوئی ہے جائز ہے لہٰذا رفع اشکال کی کیا صورت ہوگی تحریر فرمائیں۔

جواب مکتوب بنام حضور جیش ملت از قلم حضور فقیہ ملت:

حضرت مولانا المحترم زید احترامکم، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بیشک بیع سلم کی صحت کے شرائط میں سے ہے کہ مسلم فیہ وقت عقد سے ختم میعاد تک برابر دستیاب ہوتا رہے اس لئے کہ پوری میعاد میں مسلم فیہ کے تسلیم پر بائع کا قادر ہونا ضروری ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ پیدا ہونے سے پہلے نئے گیہوں اور دھان میں بیع ناجائز ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ گیہوں یا دھان جب تک کہ قابل انتفاع نہ ہوں ان کی بیع سلم جائز نہیں اور جب قابل انتفاع ہوگئے تو جائز ہے، اگرچہ وہ ابھی کھیت سے نہ کاٹے گئے ہوں۔ اس لئے کہ بائع مسلم فیہ کے تسلیم پر قادر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لا تسلفوا فی الثمار حتی یبدو صلاحہا**۔ یعنی پھلوں کی درستگی ظاہر ہونے سے پہلے ان کی بیع سلم مت کرو۔ ثابت ہوا کہ جب پھلوں کی درستگی ظاہر ہوجائے یعنی وہ قابل انتفاع ہوجائیں تو ان کی بیع سلم جائز ہے، مگر شرط یہ ہے کہ اس حالت میں ہلاک نادر ہو۔ **لان النادر کالمعدوم** اور اگر قابل انتفاع ہونے کے بعد بھی اکثر ہلاک ہو جاتا ہو جیسے کہ بعض نشیبی علاقوں میں دھان وغیرہ سیلاب سے اکثر ہلاک ہوجاتے ہیں، تو اگر اس صورت میں بازاروں میں دھان نہ ملتے ہوں تو جب تک کھیت سے کاٹ کر محفوظ نہ کر لئے جائیں ان کی بیع سلم ناجائز ہے۔ **لان الغالب فی احکام الشرع**

کالمتیقن۔ لہٰذا آپ کے اطراف میں اگر قابل انتفاع ہونے سے پہلے نئے دھان کی بیع سلم کرتے ہیں اور اس وقت نئے دھان بازاروں میں نہیں پائے جاتے تو اس طرح بیع سلم کرنا ناجائز ہے، اس لئے کہ اس صورت میں بائع نئے دھان کے تسلیم کرنے پر قادر نہیں۔ ہاں اگر نئے دھان کی قید نہ ہو بلکہ متعاقدین میں یہ طے ہو کہ بائع دھان دے گا خواہ نیا دے یا پرانا، مشتری کو اعتراض نہ ہوگا تو اس صورت میں اگہن سے ایک دو ماہ پہلے دھان کی بیع سلم جائز ہے۔ بشرطیکہ دھان اس علاقہ کے بازاروں میں اس وقت مل سکتا ہو:

لان البائع قادر علی تسلیم المسلم فیہ اور انوار الحدیث میں جو لکھا ہے کہ زید نے فصل تیار ہونے سے پہلے الخ۔ تو اسے مراد یہ ہے کہ قابل انتفاع ہونے کے بعد اور کٹنے سے پہلے الخ۔ اور بخاری و مسلم کی جو حدیث شریف کتاب میں لکھی ہے اگر چہ بظاہر اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جو چیز بھی پیدا نہ ہوئی تو اس کی بیع سلم جائز ہے مگر دوسری حدیثوں میں پیدا ہونے سے پہلے بیع سلم کرنے کو صراحۃ منع کیا گیا ہے جیسا کہ وہ حدیث جو اوپر مذکور ہوئی اور بخاری شریف میں ہے: عن البختری قال سألت ابن عمر عن السلم فی النحل قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع النخل حتی یصلح وسألت ابن عباس رضی اللہ عنہما عن السلم فی النخل فقال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع النخل حتی یو کل منہ۔ اور ابو داود و ابن ماجہ میں ہے: عن ابی اسحاق عن رجل نجرانی قلت لعبد اللہ بن عمر اسلم فی نخل قبل ان تطلع قال لا. وھو تعالی اعلم۔ ورسولہ الاعلی اعلم.

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی ۱۸ ربیع النور ۱۴۰۱ھ

❁❁❁

دوسرا مکتوب جیش ملت بنام حضور فقیہ ملت:

فیض مآب حضرت علامہ مفتی دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف دامت فیوضکم العالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ!

حضرت کا فتویٰ مع نامہ ایک ہفتہ قبل تشریف لا کر نظر نواز ہوا، ذرہ نوازی کا بہت بہت شکریہ۔ مطالعہ کے بعد ایک شبہ کا ازالہ ہوا اور ایک کا اضافہ۔ وہ یوں کہ اگر کھیت کی قابل انتفاع شئی کو (جو ابھی بازار میں نہیں ملتی ہے) بازار میں موجود ہونے کا حکم دیا جائے جیسا کہ حضرت کے فتویٰ سے مفہوم ہوتا ہے، تو جو شئی گھر میں موجود ہے اور بازار میں نہیں ملتی اسے بدرجۂ اولیٰ بازار میں موجود ہونے کا حکم دیا جا سکتا ہے کہ مقدور التسلیم ہے۔ حالانکہ بہار شریعت حصہ یازدہم ص ۱۷۵ پر موجود ہونے کا یہ معنی بیان فرمایا ہے کہ بازار میں ملتا ہو اور اگر بازار میں نہ ملتا ہو اور گھروں میں ملتا ہو تو موجود ہونا نہ کہیں گے۔ تو فتویٰ اور بہار شریعت کی اس عبارت میں ٹکراؤ مفہوم ہوتا ہے اندفاع کی صورت تحریر فرمائیں۔

الجواب: مولانا المکرم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کھیت کی قابل انتفاع شی کو بازار میں موجود ہونے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ جب وہ قابل انتفاع ہے تو بائع اس کی تسلیم پر قادر ہے اور بہار شریعت کی عبارت کہ بازاروں میں نہ ملنے اور گھروں میں پائے جانے کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ فروخت نہ ہوتی ہو اور بازاروں میں ملنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ فروخت ہوتی ہو۔ لہٰذا گھروں میں جو شی موجود ہے اگر فروخت ہوتی ہے تو بیشک اسے بھی بازاروں میں ملنا کہیں گے۔ اس لئے کہ وہ مقدور التسلیم ہے اور اگر بازاروں میں ہے مگر فروخت نہیں ہوتی تو اسے بازاروں میں ملنا نہ کہیں گے، اس لئے کہ بائع اس کی تسلیم پر قادر نہیں۔ اصل یہ ہے کہ بیع سلم کے صحیح ہونے کی ایک شرط قدرت علی التحصیل ہے جیسا کہ ہدایہ باب السلم جلد ثالث ص ۸۱ میں ہے: اور قدرت علی التحصیل سے مراد عدم انقطاع ہے جیسا کہ فتح القدیر جلد سادس ص ۲۲۹ میں ہے:

اما القدرۃ علی تحصیلہ فالظاھر ان المراد منہ عدم الانقطاع۔

لہٰذا جب مسلم فیہ کھیت، بازار یا گھر کہیں سے حاصل ہو سکے تو عدم انقطاع کی شرط پائی گئی بیع سلم صحیح ہے اور اگر کہیں سے نہ مل سکے تو صحیح نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی ۲ جمادی الاخری ۱۴۰۱

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔ www.barkatussunnah.com اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کر سکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ وتحقیق کتابیں اپ لوڈ کردی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

انیسواں باب

خلفاء حضور شیر نیپال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علی محمد

وعلی آل محمد کما صلیت

علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم

انک حمید مجید ۵

اللّٰھم بارک علی محمد وعلی

آل محمد کما بارکت علی

ابراھیم وعلی آل ابراھیم

انک حمید مجید ۵

خلفاء حضور شیر نیپال

فاتح نیپال گنج مولانا عبدالجبار منظری صاحب

حضرت مولانا عبدالجبار منظری صاحب ملک نیپال کے ایک ایسے سپوت کا نام ہے جس نے ملک نیپال میں مسلمانوں کو ایک الگ پہچان دلائی، جس نے اپنے کارناموں کی بنا پر حکومت نیپال کی نظر میں ایسا مقام حاصل کیا جو شاید علمائے اہل سنت نیپال میں کسی کو ملا ہو، جس نے اپنے سیاسی اثر ورسوخ کا استعمال کر کے مسلمانوں کے حقوق کے لئے آواز اٹھائی اور سنی مسلمانوں کی آواز بن کر ایوان سیاست میں بلند ہوتے رہے اور مسلمانوں کے مسائل کی نمائندگی کرتے رہے۔آپ خلفائے حضور شیر نیپال میں نمایاں خدمات وصفات کے حامل ہیں۔ بارگاہ شیر نیپال میں بڑی قبولیت ومحبوبیت کے درجہ پر فائز تھے۔آپ کی ذات پر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو فخر وناز تھا، آپ کے مجاہدانہ کردار وخدمات سے کافی مسرور تھے۔حضور شیر نیپال نے آپ کو ملک نیپال میں اسلام وسنیت کی تبلیغ واشاعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ وتشہیر کے لئے انتخاب فرمایا اور بطور خاص آپ کی تربیت فرما کر ملک کے مختلف اضلاع ومقامات پر روانہ فرمایا۔ پھر جب آپ تجربہ کار مدرس، کامیاب مبلغ، باکمال خطیب اور تمام محاذ کو بخوبی سر کر لینے کی صلاحیتوں کے حامل ہو گئے تو نیپال گنج واطراف کی پرخار وادیوں کو اسلام وسنیت کے سبزہ زاروں سے لہلہانے کے لئے ایک عظیم مشن پر روانہ فرمایا۔حضور شیر نیپال نے ہمیشہ آپ کی ہمتوں کو سراہا، آپ کے جذبات دینیہ کی قدر کی، حوصلوں کو پر دیا، مشکلات پر صبر واستقامت کی تلقین کی، اپنی دعائے نیم شبی میں یاد رکھا اور منزل کی طرف تیز گامی کے ساتھ بڑھتے رہنے پر ابھارا اور پھر جو خدمات وکارہائے نمایاں آپ نے انجام دئے جگ ظاہر ہیں۔منظری صاحب کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے حد درجہ عشق ہے، آپ سے محبت وعقیدت کیفیت نہ پوچھئے، تن من دھن سے آپ پر قربان ہونے کو تیار رہتے تھے، آپ کے مشن کو انجام تک پہنچانے کے لئے ہمہ وقت کمربستہ رہتے تھے، نہایت ہی مخلص اور باوفا تھے، دس سال حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ساتھ جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں درس وتدریس کا فریضہ بھی بڑی ذمہ داری کے ساتھ انجام دیا، درس وتدریس سے فارغ ہونے کے بعد قرب وجوار کے علاقوں کا دورہ کرتے، چھٹی کے ایام میں دھنوشا، مہوتری، سرہا، سرلاہی اور بہار کے سرحدی علاقوں کا بھی دورہ کرتے تھے، جامعہ کے لئے مالی فنڈ جمع کرتے، دیہی باشندوں کو بچوں کی تعلیم پر ابھارتے اور دینی ملی وتعلیمی مہم کے ذریعہ سچے عالم دین ومبلغ کا کردار نبھاتے اور آج بھی حضور شیر نیپال کی محبت وعقیدت کا چراغ اسی چمک دمک کے ساتھ جل رہا ہے جو پہلے تھا اور ہر

سال عرس حضور شیر نیپال میں حاضر ہو کر جملہ تقریبات عرس میں شرکت فرما کر اپنی وفا کا ثبوت فراہم کرتے ہیں اور حضور شیر نیپال کے خانوادہ و محبین کے دلوں کو سکون فراہم کرتے ہیں۔

حضرت منظری صاحب قبلہ نے ملک نیپال کی تعمیر و ترقی میں جو قربانی دی ہے، جو خدمات انجام دی ہیں وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ تعلیم کا میدان ہو یا کہ تبلیغ کا میدان، سیاست کا میدان ہو کہ قومی و سماجی فلاح و بہبود کا میدان، ہر میدان میں آپ نے جلوے بکھیرے ہیں اور تاریخ ساز خدمات انجام دئے ہیں۔ مسلمانوں کے حقوق کے لئے آواز اٹھائی، میمورنڈم حکومت وقت کو سونپی، وزیر تعلیم سے مل کر مدارس کو منظوری دلائی، اپنی سیاسی بصیرت و نظریہ کی چمک سے مسلمانوں کو ملک میں ایک پہچان دلائی اور سیاسی رہنماؤں کے بیچ میں رہ کر مسلمانوں کے لئے آواز بلند کر کے ارباب سیاست کی توجہ مسلمانوں کی طرف مبذول کرائی۔ اپنی دور اندیشی اور سیاسی اثر و رسوخ کا استعمال کر کے کئی علاقوں میں مساجد تعمیر کی اور کئی مسجدوں کو بد مذہبوں کے چنگل سے آزاد کر کے اہل سنت کے حوالے کرائی۔ اور کئی علاقوں سے تو بد مذہبوں کا پتا ہی صاف کر دیا اور مسلک اعلیٰ حضرت جو مسلک اہل سنت بلکہ مذہب اسلام کی سچی تعبیر کا نام ہے اس کا پرچم لہرایا۔ اسلامی تہواروں کے مواقع پر سرکاری تعطیل کے لئے جد و جہد کی، جسے حکومت نے منظور کیا اور ایسے دن میں سرکاری تعطیل کا اعلان ہوا کہ مہینہ ربیع الاول شریف کا تھا، تاریخ دس تھی اور گھر میں اہلیہ کی لاش اور تعزیت کرنے والوں کا ہجوم۔

ان چند اشارتی سطور کے بعد یہ کہنا کوئی مبالغہ نہیں کہ ابنائے نیپال میں آپ کی شخصیت ایسی ہے جس پر ملک نیپال کو بھی ناز و فخر ہونا چاہئے اور ایسی باوزن شخصیت کی سنہری خدمات و کردار تاریخ کے صفحات پر ثبت کر کے مورخ کو مورخ ہونے کا حق ادا کرنا چاہئے۔ اس کے باوجود کوئی شخص نیپال کی تاریخ جس جہت سے بھی لکھے اور آپ کا تذکرہ نہ کرے تو قوم یہی کہے گی کہ لکھنے والا نے تاریخ کے ساتھ انصاف نہیں کیا یا اپنی محدود فکری کا ثبوت دیا ہے یا عصبیت کا شکار ہے، نیز قوم بھی اور آنے والی نسلیں بھی ایسے تاریخ نویس پر انگشت نمائی کریں گی۔ کیونکہ جس طرح ارباب سیاست کے لئے آپ کا چہرہ نیا نہیں اسی طرح ارباب علم و فن اور نیپال کے مصنفین و مرتبین اور قلمکاروں کے لئے آپ غیر متعارف نہیں۔ پچھتر سے زیادہ کی عمر ہے، فراغت کے ابتدائی دس سال جنکپور اور مضافات میں تدریس و تبلیغ میں گذارے، پھر نیپال گنج میں برسوں گذار دئے، حج کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے، کئی اداروں نے ایوارڈ دئے پھر بھی کہنا کہ نہیں جانتے ہیں یا اس زمرے سے آپ باہر ہیں جو زمرہ تاریخ کی کتابوں کے لئے تیار کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ فکر صالح اور انصاف کے خلاف ہے۔

پیدائش: آپ کی ولادت نیپالی قومی شناختی کارڈ (ناگرکتا) کے مطابق ۲۰ / گتے جیٹھ ۲۰۰۷ بکرمی، مطابق ۲ / جون ۱۹۵۰ء میں ہوئی۔

جائے ولادت: دھبولی، جلیشور نگر پالیکا ضلع مہوتری نیپال

نام ونسب: عبدالجبار صافی منظری بن محمد اسماعیل صافی بن محمد امیر صافی

آلقاب:

بزرگوں نے آپ کو کئی ایک اعلیٰ خطاب والقاب سے یاد کیا اور نوازا ہے اور مشہور ترین لقب فاتح نیپال گنج ہے۔

فاتح نیپال گنج: اس لقب سے آپ کے فاتحانہ پیش رفت کی بنا پر مفتی اعظم نیپال حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ نے نوازا۔

مجاہد اہل سنت: اس عظیم خطاب سے مفتی اعظم کانپور مفتی رفاقت حسین علیہ الرحمہ نوازا۔

مجاہد اسلام: مفتی اعظم نانپارہ حضرت مفتی رجب علی علیہ الرحمہ نے مجاہد اسلام جیسے خطاب سے یاد فرمایا۔

غازی اہل سنت: اس پر مغز خطاب سے آپ کو جانشین حضور محدث اعظم ہند شیخ الاسلام حضرت سید مدنی میاں کچھوچھوی دامت برکاتہم القدسیہ نے نوازا۔

فخر نیپال: علی پٹی میں جو پہلا جلسہ ہوا تھا اس سے چند ماہ قبل سرزمین آرہ پر ایک جلسہ ہوا تھا جس میں بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ بھی تشریف فرما تھے، اسی جلسہ میں حضور بحر العلوم علیہ الرحمہ نے آپ کو فخر نیپال کے خطاب سے نوازا۔

نائب شیر نیپال: حضرت علامہ سید شاہ اصغر میاں علیہ الرحمہ سجادہ نشیں خانقاہ صمدیہ پھپھوند شریف ضلع اٹاوہ یوپی نے مدھوبن نوری پورہ متصل نانپارہ ضلع بہرائچ کے جلسہ میں نائب شیر نیپال کے خطاب سے فرمایا اور اس خطاب سے نوازتے وقت آپ نے یہ بھی فرمایا کہ شیر نیپال کا شیر مجھے کھڑے ہو کر خطاب کرنے پر مجبور کر دیا اب میں کھڑے ہو کر تقریر کروں گا۔

ان القاب وآداب کے حوالے سے آپ خود اپنی کتاب ''نقوش حیات شیر نیپال'' میں لکھتے ہیں:

''یوں تو اکابر علمائے کرام اہل سنت وجماعت نے نیپال گنج کی سرزمین ومضافات میں میری دینی خدمات کی وجہ سے مجھے کافی سراہا دعاؤں اور القاب وخطابات سے نوازا کچھ کا ذکر تحدیث نعمت کے طور پر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کس نے کیا کہا؟ بطور تحدیث نعمت عرض ہے۔

رب تعالیٰ کا ارشاد ہے: **واما بنعمت ربك فحدث۔**

(۱) حضور امین شریعت مفتی اعظم کانپور علامہ شاہ مفتی رفاقت حسین صاحب قبلہ کانپور معرفت حضرت مولانا محمد مشتاق احمد مصباحی سابق صدر المدرس دار العلوم فیض النبی نیپال گنج مولانا عبدالجبار منظری میں اس کے نام کی تاثیر ہے انھوں نے مجاہدانہ کام کیا ہے نیپال میں مجاہد اہل سنت ہیں؟

(۲) بلبل ہند مفتی اعظم نانپارہ حضرت علامہ شاہ مفتی رجب علی علیہ الرحمۃ نے ''مجاہد اسلام'' کا خطاب عطا فرمایا اور اپنے مدرسے کے جلسہ کے پوسٹر میں شائع کر دیا۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں قبلہ جب بہرائچ الجامعۃ الاشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ کے جلسہ میں تشریف لائے اور حضرت علامہ خادم رسول علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث جامعہ اور حضرت مولانا مفتی محمد شمس الدین قبلہ موجودہ شیخ الحدیث جامعہ اور حضرت مولانا صدیق حسن صاحب قبلہ قادری رضوی نے علامہ مدنی میاں سے نیپال گنج کی روداد سنایا اور میرے خدمات کو بیان کیا تو حضرت نے فرمایا سرکار سید سالار مسعود غازی کے پڑوسی ملک نیپال میں اللہ تعالیٰ نے منظر کو ''غازئ اہل سنت'' پیدا کیا ہے اس غازی کو بلائے میں اس کی زیارت کرنا چاہتا ہوں علمائے کرام نے فرمایا ان کی بھی دعوت ہے وہ جلسہ میں آئیں گے اور پھر جب حضرت علامہ مدنی میاں کی زیارت سے میں مشرف ہوا تو آپ نے فرمایا آپ ہیں ''غازئ اہل سنت'' آپ کے خدمات کے بارے میں ان علمائے کرام کی زبانی سن کر بے حد خوشی ہوئی اور آپ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی اور پھر دعاؤں سے نوازا (۳) حضرت علامہ سید شاہ اصغر میاں صاحب قبلہ (علیہ الرحمہ) سجادہ نشیں خانقاہ صمدیہ پھپھوند شریف ضلع اٹاوہ، یوپی نوری پورہ مدھوبنی متصل نانپارہ کے جلسہ میں ''نائب شیر نیپال'' کے خطاب سے نوازا (۴) حضور شیر نیپال نے ''فاتح نیپال گنج، کا خطاب دیا۔

(۵) اور ادارۂ حقوق انسانی نیپال کا موجودہ چیرمین مسٹر انوپ راج شرما نے عالمی ادارہ انسیک کی جانب سے ''پرکاش کا فلے ایوارڈ'' ۲۰۷۲ بکرمی اور پچاس ہزار روپے کا نقد انعام سدھارتھ ہوٹل کے ہال میں ایک بڑا پروگرام منعقد کر کے مجھے عنایت کیا تھا اسی موقع پر اپنی تقریر میں میرے متعلق کہا تھا کہ آپ لوگ صرف مولانا عبد الجبار منظری کو جانتے ہیں (۶) اور میں تو انہیں ان کے کاموں کی وجہ سے انہیں جبر بھی کہتا ہوں اور نیپال کا شیر ببر بھی کہتا ہوں اس موقع پر انسیک ادارہ نے بانکے ضلع کے علما وکلا، صحافی الکٹرانک میڈیا اور سیاسی کمانڈر اور اعلیٰ افسران کو مدعو کیا تھا اور کہا کہ آپ حضرات خلوص سے کام کریں کام کا موازنہ نہ ہوگا اور اپنے کام کی وجہ سے آپ بھی اس ایوارڈ کے حقدار ہو سکتے ہیں کسی نے آپ میں سے سونچا بھی نہ ہوگا کہ اتنا بڑا ایوارڈ ایک مولانا کو ملے گا جو پورے ملک سے منتخب کر کے سال میں صرف ایک شخص کو دیا جاتا ہے بورڈ فیصلہ کرتا ہے کہ اس سال کا ایوارڈ کس کو دیا جائے گا اور خدمات کی بنا پر منتخب کرتا ہے: آپ لوگ کام کیجئے اور منظری صاحب کا مقام حاصل کیجئے'' (نقوش حیات ص ۱۰۲۔۱۰۳)

بسم اللہ خوانی: چار سال کی عمر آپ کے عم محترم مولوی یوسف صافی نے رسم بسم اللہ خوانی ادا کرائی۔

تعلیم: آپ نے ابتدائی تعلیم اسلامیہ مکتب جلیشور میں حاصل کی، اعدادیہ تا رابعہ شمالی بہار کی مشہور درسگاہ اہل سنت و جماعت الجامعۃ الاسلامیہ قصبہ کنہواں ضلع مظفر پور حال ضلع سیتامڑھی بہار میں حاصل کی۔ اور دو سال خامسہ تا سادسہ دار العلوم مجیبیہ خانقاہ پھلواری پٹنہ بہار میں۔ دو سال سے زیادہ یہاں تعلیمی سلسلہ جاری نہ رکھنے کی وجہ اس ادارہ و خانقاہ کے علما و سجادہ نشیں کا

بدعقیدگی کی طرف میلان اور صلح کلیت دماغ وفکر ہے۔ ظاہری بات ہے جو حلوہ کو بھی پاک اور گو بر و گوہ کو بھی پاک کہے وہ صحیح الدماغ کیسے کہا جا سکتا ہے، یہی حال دار العلوم مجیبیہ اور اس خانقاہ کے سجادہ نشین وبعض اساتذہ کا تھا، جماعت وہابیہ دیابنہ کے اکابر علما کی تکفیر کے قائل نہیں تھے اس لئے ایمان کی حفاظت کی خاطر منظری صاحب نے اس ادارہ کو خیر آباد کہہ دیا اور فضیلت کی تعلیم کے لئے ۱۹۶۷ء میں مرکز اہل سنت جامعہ منظر اسلام بریلی شریف کے لئے پابہ رکاب ہو گئے۔

شہر عقیدت کی طرف روانگی کے وقت آپ کا دل نہایت مسرور تھا، روح جھوم رہی تھی اور طبیعت اس بات پر مچل رہی تھی کہ ایک ایسے شہر میں تعلیم کے مواقع میسر آئیں گے جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے ولادت ہے، جو سنیوں کے امام کا دیار ہے، ایسا دربار جہاں سے ہزاروں فقیہان اسلام اور علمائے ذوی الاحترام کا قافلہ تیار ہوا، جو علوم وفنون کا کارخانہ اور علمی دنیا میں یگانہ ہے۔ جی ہاں! جہاں سے صدر الشریعہ، ملک العلما، محدث اعظم پاکستان، محدث اعظم ہند، مفتی اعظم ہند، مجاہد ملت، شیر بیشہ اہل سنت، صدر الافاضل اور ملک نیپال کی بات کریں تو شیر نیپال مفتی اعظم نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ جیسی عباقر شخصیات پیدا ہوئیں۔

بریلی شریف جامعہ منظر اسلام میں پہنچ کر آپ نے جماعت سابعہ میں داخلہ لیا اور دو سال یہاں رہ کر یہاں کے متبحر اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔ بیضاوی شریف، جلالین شریف، بخاری شریف، مسلم شریف، ہدایہ، مشکوٰۃ شریف، مرقاۃ الفرائض، ملاحسن، میبذی وغیرہ کتب پڑھی۔

فراغت: ۱۹۶۷ء اور ۱۹۶۸ء دو سال یہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۷؍ جمادی الاولی ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۲؍ ۱۹۶۸ء میں آپ کے سر پر دستار فضیلت علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں سے باندھی گئی اور سند فضیلت سے آپ نوازے گئے۔

بیعت: زمانہ طالب علمی میں ہی ۱۹۶۵ء میں شاہ امان اللہ پھلواری سے بیعت ہو گئے تھے مگر جب ان کی اور خانقاہ مجیبیہ کے علما کے عقائد وافکار میں کجی آئی، صلح کلیت کی بو آ گئی تو فسخ بیعت کر کے حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ کی رہنمائی میں دوبارہ حضور سید العلما علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

تدریسی خدمات:

فراغت کے بعد ایک سال تک مدرسہ مظہر اسلام بیلا متصل جنکپور میں تدریسی خدمات انجام دی۔ بعدہ حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ کی خواہش پر مدرسہ حنفیہ اصلاح المسلمین جنکپور میں مدرس منتخب ہوئے اور تدریسی خدمات کا فریضہ محنت ولگن کے ساتھ انجام دینے لگے۔ اس ادارہ میں آپ جیسے محنتی ومخلص اور مجاہد صفت شخصیت کی ضرورت تھی اور ایسی شخصیت کی جو شانہ بشانہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ساتھ ملک نیپال کو اسلامی تعلیمات کی روشنی سے منور کر سکے، ایک ایسی ہستی کی جو دین ومسلک کی تبلیغ و اشاعت میں نہ رات دیکھے، نہ دن دیکھے، جب جہاں ضرورت ہو ہمہ وقت کمر بستہ رہے۔ ایک ایسی ذات جس میں داعیانہ اوصاف

بھی ہوں، خدمت دین کا جذبہ بھی ہو اور سیاسی بصیرت بھی ہو۔ اور یہ سب خوبیاں مفتی اعظم نیپال حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ آپ کے اندر ملاحظہ کر چکے تھے اور جنکپور جیسے شہر میں ضرورت بھی تھی اس لئے اپنے ساتھ ادارہ مذکورہ میں رکھ لئے۔ دس سالوں تک عرق ریزی اور دیانت داری واخلاص کے ساتھ یہاں آپ نے تدریسی خدمات کا فریضہ انجام دیا اور ساتھ ہی قریب و بعید کے علاقوں کا دورہ بھی کیا، جہاں آپ نے تعلیمی بیداری کی روح پھونکی، دین کی دعوت کا کام انجام دیا اور لوگوں کو اسلامی تعلیمات و مراسم سے آشنا کیا۔ جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور کے عروج وارتقا میں آپ کا مثالی کردار رہا ہے۔ آپ اپنی خودنوشت سوانح میں لکھتے ہیں:

''فراغت کے بعد ایک سال مدرسہ مظہر اسلام بیلا متصل جنکپور میں ۱۳۸۹ھ تک بعدہ حضرت شیر نیپال کی خواہش کی بنا پر مدرسہ حنفیہ اصلاح المسلمین جنکپور میں بحیثیت مدرس تقریباً دس سال خدمات دیتا رہا، حنفیہ کا ابتدائی دور تھا، عقائد اہل سنت کا تحفظ اور عوامی روابط کے لئے ضلع دھنوشا، مہوتری، سرلاہی، ضلع سرہا اور سابق ضلع مظفر پور، دربھنگہ حال کا ضلع سیتامڑھی، ضلع مدھوبنی بہار کے کچھ علاقہ جات کا دورہ اس وقت میں سائیکل سے کرتا رہا۔ اس دس سال میں علاقہ کی سنیت کافی پختہ ہوگئی، عوامی روابط وتعلقات حنفیہ سے بڑھے اور ہر چہار جوانب سے طلبہ حصول علم کے لئے آنے لگے، مدرسہ حنفیہ کی عمارت تعلیم وتعلم اور طلبہ کی رہائش کے لئے تنگ ہوگئی۔ سالانہ جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر حضرت شیر نیپال نے حنفی جامع مسجد اور مدرسہ حنفیہ کو تعمیر وتوسیع کا منصوبہ قوم کے سامنے رکھا اور سامعین نے تائید کی اور زمین کی خریداری کی تحریک شروع ہوئی، الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تحریک کامیاب رہی، زمین کی خریداری بھی ہوئی، تعمیری کام بھی ہوا، طلبہ کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا، دارالاقامہ میں طلبہ کی تعداد دوسو تک پہنچ گئی اور تعلیمی عروج تبلیغی دور، درس وتدریس کی وجہ سے مدرسہ حنفیہ مدرسہ سے دارالعلوم اور پھر بتدریج الجامعۃ الحنفیۃ الغوثیہ بقلم حضور سید العلما علیہ الرحمۃ الرضوان ہوگیا۔ حضرت مولانا عبدالحفیظ، حضرت مولانا محمد حسین ابوالحقانی، مولانا عقیل احمد اسی ابتدائی دور اوز مانہ کے تعلیم یافتہ ہیں۔

الجامعۃ الحنفیہ کو بام عروج تک پہنچانے کے لئے میں سرلاہی ضلع صدر مقام ملنگوا بازار، بھانرسر، سندر پور، پیپریا، بیل بانس اور سرہا ضلع کے بلکوا بازار، لہان بازار، شوبھاپور پہاڑ کی وادی اور لوکہا، جے نگر، باسوپٹی بازار، کمتول وغیرہم کا سفر میں ان دنوں سائیکل سے کرتا تھا۔ ان اسفار سے الجامعۃ الحنفیہ کو مالی فائدہ پہنچا اور عوامی روابط بڑھے اور عقائل اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت بھی ہوئی اور حضرت شیر نیپال اپنے مشن میں کامیاب ہوئے اور تقریباً دس سال حضرت شیر نیپال کے شانہ بشانہ ہر محاذ پر میں ساتھ رہا اور حضرت اپنے مشن میں کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتے رہے اور دورۂ حدیث کی تعلیم حنفیہ میں ہونے لگی اور درجہء فضیلت کے طلبہ سند فراغت سے فیضاب ہونے لگے۔ (خودنوشت سوانح عمری فاتح نیپال گنج)

نیپال گنج کے لئے منظری صاحب کا انتخاب اوران کی خدمات:

۱۳۹۷ھ کے اواخر میں نیپال گنج سے کچھ دردمند حضرات نے آپس میں مشورہ کیا کہ نیپال گنج اور اطراف میں تبلیغی

جماعت اپنا پیر جما چکی ہے، سنی عوام اس کے دام مکر وتزویر میں آرہی ہے اگر اس سیلاب کو روکا نہیں گیا تو سارے سنی اس میں بہہ جائیں گے۔ سنیت کی کمزوری اور دیوبندیت کی تقویت کو لے کر جب یہ حضرات متفکر ہوئے تو باہم مشورہ سے یہ طے پایا کہ اس کام کے لئے کسی سنی عالم دین کا انتخاب کیا جائے، مگر افسوس کہ اس شہر میں کوئی ایسا سنی عالم نہیں تھا، رمضان شریف کے موقع پر باہر سے علما آتے اور چندہ کر کے چلے جاتے، ان میں سے کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ آخر کار کسی نے مشورہ دیا کہ اس کام کو ایک ہی شخص انجام دے سکتا ہے اور وہ ہے شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی صاحب جو اس وقت جنکپور میں رہتے ہیں، ان کی خدمت میں جا کر سارا ماجرا سنایا جائے وہ ضرور پیش قدمی کریں گے اور سنیت کی حفاظت کے لئے مضبوط اور ٹھوس اقدام کریں گے۔ چنانچہ چند حضرات پر مشتمل ایک وفد حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت میں جنکپور میں پہنچا اور نیپال گنج واطراف کا سارا قصہ سنایا۔ وہاں کی داستان سن کر حضور شیر نیپال بہت ہی متفکر ہوئے اور فورا وہاں کی سنیت کی حفاظت اور دیوبندیت کی اماتت و استیصال کے لئے مولانا عبدالجبار منظری صاحب کے ساتھ مل کر غور وفکر کرنے لگے۔ آپ نے منظری صاحب کو رات کے وقت جب وہ اپنے کمرے میں سو رہے تھے اٹھا کر اپنے روم میں بلائے اور پھر اس معاملہ پر دونوں شخصیتیں ہر جہت سے غور وفکر کرنے لگیں۔ آپ نے فرمایا دونوں آدمی چلتے ہیں اور وہاں سنیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ آپ نے منصوبہ بنایا، خاکہ تیار کیا، وہاں کس کے یہاں ٹھہرنا ہے اور وہاں کے با اثر لوگوں سے کس طرح ملاقات کر کے اپنی حمایت کے لئے راضی کرنا ان سب پہلوؤں پر غور کرنے لگے۔ آپ کی نظر میں کئی افراد تھے جنھیں نیپال گنج کے اس مہم کو سر کرنے کے لئے بھیجنا تھا، مگر جو تجربہ اور جذبہ آپ نے منظری صاحب کے اندر دیکھا وہ کسی میں نظر نہیں آیا، اس لئے اس کام کے لئے آپ نے منظری صاحب کو منتخب کیا اور وفد کے ساتھ نیپال گنج تبلیغ دین کے لئے یہ کہہ کر روانہ فرمادیا کہ آپ جائیں چند دنوں بعد میں بھی آتا ہوں۔

منظری صاحب شیر نیپال کے نمائندہ کی حیثیت سے نیپال گنج پہنچ گئے اور وہاں کی عوام وخواص سے مل کر سنیت کی تبلیغ میں مصروف ہو گئے، کچھ ہی دنوں بعد ۲۶ یا ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ کو قائد اہل سنت حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ بھی پہنچ گئے، تقریبا ایک ہفتہ قیام رہا اور اس ایک ہفتہ میں آپ نے مختلف محافل ومجالس سجا کر جو سنیت کی تبلیغ کی اس سے سنیت کے باغوں میں بہار آ گئی، سنی عوام وخواص کے دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع سے روشن ہو گئے اور بدعقیدگی کا جنازہ نکلنے لگا۔ جب حضور شیر نیپال نے دیکھا کہ یہاں اب سنیت مضبوط ہوگئی ہے، عوام وخواص میں سنیت کے تئیں بیداری آچکی ہے، ایک مسجد سنیوں کے قبضہ میں آچکی ہے، اب سنیوں کو ورغلانا بدعقیدوں کے لئے آسان نہیں رہ گیا، بلکہ تبلیغی جماعت کی انٹری پر حکومتی طور پر پابندی عائد ہو چکی ہے تو مولانا ادریس نوری کو چھوٹی مسجد کا امام مقرر کر کے منظری صاحب کو اپنے ساتھ جنکپور لے آئے۔

نیپال گنج کے سنی مسلمانوں کی درخواست پر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اپنے خلیفہ حضرت مولانا عبدالجبار منظری

صاحب کو پہلی بار ذی الحجہ 1397ھ میں نیپال گنج میں دین کی تبلیغ واشاعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی توسیع وتشہیر، وہاں کے سنی مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت اور بدعقیدوں کی اماتت کے لئے چند دنوں کے لئے بھیجا تھا اور حضرت کی ہدایات کے مطابق انہوں نے خوب لگن اور سعی پیہم کے ساتھ دینی اور مسلکی مشن کو فروغ دیا اور اپنی پر خلوص کوششوں سے شاخ سنیت کو ہرا بھر اور پھلوں کو تر وتازہ کر دیا اور مسلک اعلیٰ حضرت کے باغ کی خوب اچھی طرح باغبانی بھی کی۔ پہلی بار جب آپ حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کے حکم پر نیپال گنج تشریف لائے تو 22 دن قیام رہا اس عرصہ میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی بھی آمد ہوئی اور چندروزہ قیام کے دوران متعدد مجالس ومحافل کا انعقاد کروا کر سنیت کی خوب خدمات انجام دیا اور لوگوں کو دین سے قریب کیا اور مسلک اعلیٰ حضرت کا عاشق بنایا۔ اور جب 22 دنوں کے بعد انہیں حضور شیر نیپال اپنے ساتھ جنکپور لے آئے اور ان کے جانے کے بعد پھر بدعقیدوں نے شر انگیزی کی تو یہاں کے با اثر سنی مسلمانوں کے اصرار پر انہیں مستقل نیپال گنج میں دین ومسلک کی اشاعت و حفاظت کی غرض سے رہنے کی اجازت دیدی ہے اور پھر انہوں نے شہر نیپال گنج اور اطراف میں انہوں نے پوری تندہی کے ساتھ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے کھینچے ہوئے خطوط اور بنائے گئے پروگرام ومنصوبہ کے مطابق دین وسنیت اور مسلک کی اشاعت وتبلیغ اور عوام اہل سنت کے رشد وہدایت کا فریضہ انجام دینے لگے۔ لوگوں کو وعظ ونصیحت کے ذریعہ دین وسنیت کے قریب سے قریب تر کرتے گئے اور لوگ دیوانہ وار، مثل پروانہ دین کے لئے اپنی مالی قربانی پیش کرتے رہے، اپنے بچوں کو دینی تعلیمات کے لئے آپ کے پاس بھیجنے لگے، دین کی باتیں سیکھنے کے لئے آپ کے اردگرد جمع ہونے لگے۔ بزرگوں کی محبت کا جو چراغ مدھم ہوگیا تھا وہ پھر روشن ہونے لگا، بدمذہبوں نے جو خرافات بھولے بھالے مسلمانوں کے ذہن میں ڈال دیا تھا وہ اب زائل ہونے لگے تھے، دیوبندیوں کے لئے جو کچھ جگہ ان کے دلوں میں تھی وہ ختم ہو چکی تھی، مسلک اعلیٰ حضرت اور سنیت کے حوالے سے جو شکوک وشبہات کا زہر انہیں پلایا جا چکا تھا عشق مصطفیٰ اور عقیدت مسلک اعلیٰ حضرت کے تریاق نے اسے بے اثر کر دیا تھا اور اب متصلب سنی بن گئے۔ پھر کیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے سنیت کا غلبہ ہوا، مسلک اعلیٰ حضرت کا علم بلند ہوا، سنیت کا نور ہر سو پھیل گیا، بچہ بچہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیدائی ہوگیا، اعلیٰ حضرت کا فدائی ہوگیا، شیر نیپال کا احسان مند ہوگیا، منظری صاحب کا باوفا رفیق بن گیا، شہر آپ کے ساتھ تھا، ارباب حکومت کی تائید تھی، بزرگان دین کا روحانی فیضان تھا، ماں باپ کی دعاؤں کا سایہ تھا، محسن ملت حضور شیر نیپال کی برکات تھیں، ان کی پشت پناہی تھی، دعاء نیم شبی تھی، سرکار مارہرہ کی روحانی طاقت تھی، اعلیٰ حضرت کا کمال تھا اور نیپال گنج واطراف کے مسلمانوں کا دین کے تئیں جوش وجذبہ اور لگاؤ تھا کہ ہر طرف اب سنیت کا آوازہ ودبدبہ تھا۔ اب شہر نیپال گنج میں اہل سنت کی کئی ایک مساجد، مدارس وجامعات، مکاتب وتربیت گاہ اور انجمن وفلاحی تنظیمیں ہیں، جہاں سے دعوت وتبلیغ، احقاق حق، ازہاق باطل، رشد وہدایت، تعلیم وتدریس اور سماجی خدمات انجام دئے جاتے ہیں۔ تقریبا سینتالیس سالوں سے اس شہر ومضافات کو

حضرت منظری صاحب اسلام وسنیت کے گلشن کو مہکار ہے ہیں اور اسلام کے خوبصورت باغ کو سینچ رہے ہیں اور تا ہنوز حضور شیر نیپال کے مشن کو فروغ دینے میں مصروف عمل ہیں۔

تلامذہ:

آپ کے تلامذہ کی فہرست لمبی ہے، چند تلامذہ کے اسما درج ذیل ہیں:

مفتی احمد حسین نائب شیر نیپال (بکھری بہار)،مفتی محمد مجیب الرحمن برکاتی (برداہا)،مولانا محمد نظام الدین (لہنہ شریف)،مولانا محمد نعیم الدین ازہری (لہنہ شریف)،مولانا عبدالغفار (لہنہ شریف)،مولانا محمد اخلاق برکاتی (لہنہ شریف)،مولانا نذیر احسن القادری برکاتی (دھبولی)،مولانا محمد تسلیم الدین برکاتی (کھونٹا) مولانا محمد عزرائیل برکاتی ازہری (کھونٹا)،مولانا محمد امجد علی برکاتی (پرریا)،مولانا محمد علیم الدین (شیہپور)،مولانا محمد مستقیم برکاتی (جنکپور)،مولانا محمد زاہد حسین (نرھیا)،مولانا محمد عیسیٰ برکاتی (کپٹول)،مولانا محمد سلیمان برکاتی (شوبھاپور)،مولانا منظور احمد (لہرنیا)،مولانا صابر القادری (سیراہی)،مولانا حافظ و قاری غلام سرور (نیپال گنج) قاری بدیع الزماں (لہنہ شریف)مولانا عبدالمنان برکاتی (دیودھا)

دینی ملی سماجی وسیاسی خدمات:

آپ کی ہمہ جہت خدمات وکارہائے نمایاں کا دائرہ بہت وسیع ہیں، جو خدمات قوم وملت اور ملک نیپال کے لئے انجام دی ہیں شاید علمائے نیپال میں سے کسی اور نے اس پیمانہ پر انجام دئے ہوں۔مثلاً:

(۱) کئی مدارس کی بنیاد ڈالی اور کئی ایک کی نشاۃ ثانیہ کی اور اپنی کارکردگی اور جہد مسلسل سے انہیں ترقی دی۔مثلا مدرسہ فیض النبی، مدرسہ غوثیہ برکات النبی (نیپال گنج)

(۲) فیض النبی جونیئر ہائی اسکول، برکاتیہ ہائی اسکول ازنرسری تا جماعت دہم (نیپال گنج)

(۳) کئی مساجد کی تعمیر۔

(۴) کئی مساجد وعیدگاہ کو قانونی چارہ جوئی کے ذریعہ بدمذہبوں کے قبضہ سے آزاد کرا کر اہل سنت کا پرچم لہرایا، جس میں نیپال گنج کی جامع مسجد سرفہرست ہے اور ۲۰۳۰ھ میں نیپال گنج کی عیدگاہ کو باطل فرقہ کے تسلط سے آزاد کرایا اور پھر اس سے متصل زمین کو حاصل کیا اور جدید تعمیر کا کام انجام دیا۔

(۵) مسلمانوں کے حقوق کے لئے آپ نے ایوان سیاست میں آواز اٹھائی اور حکومت نیپال سے مسلمانوں کے حقوق کے مطالبات کر کے مسلمانوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کی۔آپ خود اپنی خودنوشت سوانح میں لکھتے ہیں کہ:

’’ملک نیپال میں سب سے پہلے مسلم اتحاد سنگھٹن کی طرف سے ۱۲ نکاتی مطالبات کا اشتہار میں نے شائع کیا تھا اور

مطالبات کی ایک کاپی اس وقت کے وزیر داخلہ مسٹر بام دیو گوتم کو دیا تھا۔ آج بھی پوسٹر میرے پاس موجود ہے، پھر ملک کے دیگر مسلم تنظیموں نے بھی مسلمانوں کے مطالبات حکومت کو پیش کئے کچھ ترمیم کے ساتھ (خودنوشت مسودہ)

(۶) اپنے سیاسی اثر و رسوخ کا صحیح استعمال کر کے کئی مسلم نوجوانوں کو ڈاکٹر، انجینیر بنایا۔

(۷) متعدد نوجوانوں کو سرکاری شعبہ جات میں ملازمت دلوائی۔

(۸) مدارس اسلامیہ کی تحریک چلا کر مدرسوں کو وزات تعلیم سے پانچویں کلاس تک منظوری دلائی اور ان میں سے اکثر مدارس کو سرکاری سہولیات بھی فراہم کروائی۔

(۹) ۲۰۴۸ء بکرمی میں مردم شماری کے موقع پر مسلمانوں میں بیداری تحریک چلائی تا کہ حکومتی رعایتوں سے محروم نہ رہ سکیں۔

(۱۰) ملک کی راجدھانی کاٹھمانڈو میں امام احمد رضا ٹرسٹ کا قیام۔

(۱۱) متعدد طلبہ کو تیار کر کے مصر کی عظیم درسگاہ جامعۃ الازہر بھیجا۔

(۱۲) جب ۲۰۶۱ء بکرمی میں حج کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے تو حاجیوں کا پاسپورٹ مفت کروایا اور جب ۲۰۶۷ء بکرمی میں دو سال کے لئے چیئرمین منتخب ہوئے تو حاجیوں کے پاسپورٹ کا روپیہ واپس کراوتے رہے جو کہ اب بند ہے۔

(۱۳) آپ نے اپنے زمانہ صدارت میں حاجیوں کی راحت کے لئے امدادی طور پر تین کروڑ روپیہ کی منظوری وزارت عظمیٰ سے کروائی مگر افسوس کہ ایک متعصب بد مذہب وزیر کی مخالفت کی وجہ سے منظور شدہ رقم حاجیوں کو نہیں مل سکی۔

(۱۴) نیپال گنج میں مسلم نوجوانوں میں بیداری کی روح پھونکی اور سماج و شریعت کی خدمت کے لئے چاق و چوبند رکھنے کے لئے سنی یوا کمیٹی کے نام سے ایک تنظیم بنائی۔

(۱۵) محرم ۱۴۰۱ھ میں ملک نیپال کا پہلا اسلامی رسالہ ماہنامہ فیض النبی کی اشاعت کی، جس کی رونمائی بدست حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ ہوئی مگر افسوس کہ اہل علم کی بے توجہ کا شکار ہو کر یہ رسالہ موقوف ہو گیا۔

(۱۶) ۱۴۲۰ھ میں دار العلوم فیض النبی کے احاطہ میں امام احمد رضا ہال تعمیر کروایا اور ادارہ کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر ہندوستان کی عظیم شخصیت نبیرۂ اعلیٰ حضرت ڈاکٹر قمر رضا علیہ الرحمہ کو بطور خاص مدعو کیا اور اسی موقع پر امام احمد رضا ہال کا افتتاح ہوا۔

(۱۷) ۱۴۳۹ھ میں عید میلاد النبی کی عام تعطیل وزیر داخلہ کو کہہ کر حکومت نیپال سے دلائی۔

(۱۸) عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر جلوس محمدی کا آغاز ۱۴۰۰ھ میں مدرسہ فیض النبی نیپال گنج سے کیا جو آج ملک گیر پیمانے پر نکالا جاتا ہے۔

(۱۹) ۲۰۶۴ء بکرمی میں مدرسہ اسلامیہ سنگھ نیپال (اسلامیہ تنظیم المدارس نیپال) نیپال کی راجدھانی کاٹھمانڈو میں

رجسٹرڈ کرایا اور اپنی صدارت وقیادت میں مدارس اسلامیہ نیپال کی تحریک چلائی جو کہ کامیاب رہی۔

(۲۰) نیپال سے جب شاہی حکومت کا خاتمہ ہوا تو اسلامی تہواروں کی چھٹی کے لئے بڑے پیمانہ پر آواز اٹھائی، جس سے پورے ملک کے مسلمان ہم آواز ہو گئے اور پھر دوسرے سال سرکاری طور پر عید و بقرہ عید کے سرکاری تعطیل کی منظوری ملی۔ اس حوالے سے آپ تحریر فرماتے ہیں:

''نیپال سے راجہ کی شخصی حکومت کے خاتمہ کے بعد دستوری طور پر جب نیپال ایک غیر مذہبی عوامی جمہوریہ نیپال ہوا تو ہر مذہب کے تہواروں کی چھٹی حکومت نے دی، مگر مسلمانوں کی عید الفطر، عید الاضحیٰ، عید میلاد النبی ﷺ اور یوم شہید اعظم (یوم عاشورہ کی چھٹی نہیں دی) اس کے لیے میں نے مسلم اتحاد سنگھ کے زیر اہتمام عید الفطر کے دن احتجاج کے طور پر ہاتھ پر کالی پٹی باندھ کر دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ نماز عید ادا کی، اخبارات و رسائل اور الکٹرانک میڈیا نے اسے زور وشور سے تشہیر کی اور ملک و بیرون ملک یہ آواز پھیل گئی، عید الاضحیٰ کے موقع پر تو پھر پورے ملک کے مسلمانوں نے اس احتجاج کے پرامن طریقہ کو اپنا، یا پھر سبھوں نے ہاتھ پر کالی پٹی باندھ کر عید الاضحیٰ کے موقع پر عام تعطیل کا اعلان کیا۔ ۱۴۳۹ھ میں ۱۰/ربیع الاول بروز جمعرات بعد نماز مغرب اپنے غمخواروں کے ساتھ گھر کے باہر میں بیٹھا تھا، اسی روز بوقت فجر میری اہلیہ کا انتقال ہوا تھا، ہمدرد قوم وملت جناب ڈاکٹر قدوائی صاحب، مولانا منظور عارفی صاحب اور دیگر علمائے کرام اور احباب تعزیت کے لیے جمع تھے، گھر میں اہلیہ کی لاش تھی، ۱۱/ربیع النور بعد نماز جمعہ جنازہ ہونا تھا، وزیر داخلہ سے میں نے رابطہ کیا اور پوچھا کہ عید میلاد النبی ﷺ کی چھٹی آپ کب دیں گے؟ انہوں نے کہا حضرت (محمد ﷺ) کے شوبھ جنم دن کی تاریخ مجھے معلوم نہیں، میں نے کہا کل بروز جمعہ ۱۱/ربیع الاول کو عید میلاد النبی کی تعطیل عام کا اعلان کیجیے، شنبہ (سنیچر) کو تو عام تعطیل رہتی ہی ہے، کیسے لوگوں کو معلوم ہوگا کہ حکومت نے عید میلاد النبی کی عام چھٹی دی ہے؟ میری باتوں کو تسلیم کرتے ہوئے ۱۱/ربیع الاول کو ۱۲ مان کر عید میلاد النبی ﷺ کی عام تعطیل کا اعلان کر دیا اور رؤیت میں اختلاف کی وجہ سے کوئی ۱۱/ تو کوئی ۱۲/ مان رہے تھے، میں نے بھی ۲۹ کی رویت مان کر تعطیل کا اعلان کروا دیا اور خدائے کریم غفور ورحیم کی بارگاہ میں آبدیدہ آنکھوں دعاء کی کہ رب کریم میری اہلیہ مرحومہ کی لاش گھر میں ہے، اگر میرا یہ عمل تیری بارگاہ میں پسندیدہ ہے تو میری اہلیہ امینہ منظری مرحومہ کی عید میلاد النبی ﷺ کے صدقے مغفرت فرما''۔(۱)

(۲۱) اسی طرح جب نیپال کے دستور اساسی میں مسلمانوں کو مدھیشی زمرے میں داخل کر کے ان کی خصوصی حیثیت سے محروم کرنا چاہا تو سب سے پہلے آپ نے اس تجویز کے خلاف آواز اٹھائی اور ملک گیر پیمانہ پر احتجاج کر کے مسلمانوں کو بحیثیت مسلم پہچان دلوائی۔ آپ خود اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں:

---

(۱) خودنوشت سوانح

''نیپال کے دستور اساسی میں مسلمانوں کو مدھیش میں رکھنا چاہتے تھے، میں نے سب سے پہلے اس کی مخالفت کی کہ مسلمان کی آبادی مدھیش، ترائی، پہاڑ، ہمال ہر جگہ ہے، اگر مدھیش کے باشندے مسلمان مدھیشی ہے تو پہاڑ، ہمال کے مسلمان کس خانہ میں ہے۔ مسلمانوں کی اپنی پہچان ہے، ان کی اپنی خصوصیت ہے، مسلمانوں کی پہچان بحیثیت مسلم ہونا چاہئے کسی دوسرے مذہب وملت کے ساتھ نہیں۔ کانتی پور اخبار روز نامہ میں میرا انٹرویو شائع ہے، اخباری نمائندہ مجھ سے پوچھا اگر مسلمانوں کی الگ پہچان نہیں دی گئی تو آپ کیا کریں گے؟ میں نے کہا اگر ایسا ہوا میں مسلمانوں کو لیکر سڑک پر آؤں گا، احتجاج ومظاہرہ کروں گا اور ضرورت پڑی تو بغاوت پر اتر آؤں گا۔ اور مختلف سیاسی جماعتوں سے منسلک مسلم رہنماؤں کی نیپال گنج میں ایک متحدہ محاذ قائم کیا جسے دیکھ کر پھر مسلم ممبران دستور زمانہ مرکزی متحدہ محاذ کاٹھمنڈو میں جناب صدر الحق یہاں کی صدارت میں تشکیل دی اور پھر پورے ملک میں احتجاج نعرہ جلوس مظاہرہ ہونے لگا، اور پورے ملک میں تحریک پھیل گئی۔ ضلع مہوتری کے عام احتجاجی اجلاس میں خطاب کے لیے میں خود بھی نیپال گنج سے آیا تھا، مدرسہ انوار رضا موتی گیر پرسا کے جلسہ میں تقریر کرتے مسلمانوں سے پرزور اپیل کی تھی کہ تاریخ مقررہ پر ضلع کے صدر مقام جلیشور پہنچیں، ملک کے عام مسلمانوں کے ساتھ مہوتری کے مسلمانوں نے پر جوش مظاہرہ کیا اور اپنی اتحادی طاقت کا استعمال کرتے ہوئے ہر چہار جانب سے بسوں میں، ٹرکوں پر، ٹریکٹر پر، موٹر سائیکل اور سائیکل سے پا پیادہ نعرہ جلوس کے ساتھ جلیشور کے عام اجلاس میں شریک ہوئے۔ اور ایسا ہی اس تاریخ میں پورے ملک کے مسلمانوں نے کیا جس کا پھل مسلمانوں کو ملا اور دستور اساسی میں مسلمانوں کو بحیثیت مسلم تسلیم کیا گیا۔ یہ نیپال کے مسلمانوں کی بہت بڑی کامیابی تھی ۔ فالحمد للہ علی ذالک''۔

اعزاز وایوارڈ:

آپ کی سیاسی، سماجی اور مختلف نوعیت کے کارناموں کی وجہ سے ۲۰۷۲ بکرمی عالمی ادارۂ حقوق انسانی انسیک کی جانب سے پرکاش کافلے ایوارڈ اور پچاس ہزار نیپالی نقد کا انعام اور اعزازی توصیف نامہ سے نوازا گیا۔ اس موقع پر سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس نے آپ کی خدمات وکارناموں کو سراہتے ہوئے نیپال کے شیر ببر جیسے اعلیٰ لقب سے یاد کیا تھا۔ اس کے علاوہ ملکی اور غیر ملکی تنظیموں نے کئی ایک ایوارڈ واعزازات پیش کئے ہیں۔ ایوارڈ کے حوالے سے جب میں نے موبائل فون پر گفتگو کی تو آپ نے فرمایا جو ایوارڈس اور اعزازات مجھے حکومتی، غیر حکومتی، ملکی اور غیر ملکی تنظیموں کی طرف سے تعمیری، سماجی، سیاسی اور معاشرہ میں امن وآشتی اور آپسی رواداری قائم رکھنے جیسی خدمات کے اعتراف میں دئے گئے ہیں ان کی تعداد تقریباً ۱۷ ہیں۔ بلکہ آپ اپنی کتاب نقوش حیات شیر نیپال میں لکھتے ہیں:

''قارئین! آج میں دار العلوم برکاتیہ ہائی اسکول کے آفس گیا گنتی کی تو دیکھا کہ حکومت نیپال کی وزارت تعلیم سے لے

کر ملکی و غیر ملکی مختلف اداروں نے ۷ ارتوصیفی سند اور ایوارڈ سے اس ناچیز کو نوازا ہے: فالحمد للہ علی ذالك وَلَا فَخْرَ ۔"(۱)

تاثرات مشائخ کرام:

(۱) مولانا عبد الجبار منظری میں ان کے نام کی تاثیر ہے، انہوں نے مجاہدانہ کام کیا ہے، نیپال میں مجاہد اہل سنت ہیں۔ (مفتی اعظم کانپور، مفتی رفاقت حسین)

(۲) سرکار سید سالار مسعود غازی کے پڑوسی ملک نیپال میں اللہ تعالیٰ نے منظری کو غازی اہل سنت پیدا کیا ہے، اس غازی کو بلائے میں اس کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ (شیخ الاسلام مدنی میاں)

(۳) شیر نیپال کا شیر مجھے کھڑے ہو کر خطاب کرنے پر مجبور کر دیا اب میں کھڑے ہو کر تقریر کروں گا۔(۲)

اللہ تعالیٰ نے ایک منظری عطا فرمایا ہے، اگر دو منظری عطا فرما دے تو وہابیت و دیوبندیت کا جنازہ ملک نیپال سے نکال دوں گا۔ (حضور شیر نیپال)

محاسن واوصاف:

حضرت منظری صاحب قبلہ کے اخلاق و کردار مثل آئینہ صاف وشفاف ہیں، بڑوں کا ادب واحترام، چھوٹوں پر شفقت و پیار کے گلہائے معطر بکھیرنا آپ کی پہچان، گفتگو میں میٹھاس، چال میں اعتدال، زبان میں بلا کی تاثیر ہے۔ غریب پرور، مسکین نواز، عبادت گذار، پابند صوم وصلاۃ، عاشق رسول محب اعلیٰ حضرت، اسیر سرکاران مارہرہ اور شیدائی اولیاء امت ہیں۔ وطن کے وفادار و معمار، قوم کے مصلح و خیر خواہ، حق کے مؤید، باطل سے متنفر، دین کے سپہ سالار، اخوت و یکجہتی کے ترجمان، امن و آشتی کے پرچارک، رنجش وحسد سے پاک، میان دوستاں لطیف ومہربان، میان بدعقیداں برق بار، حق بیں، حق گو۔ خلوص ووفا کے پیکر، صبر و رضا سے مزین اور ضعف ونقاہت کے باوجود دین وملت اور قوم وطن کی فلاح و بہبود اور تعمیر وترقی کے لئے مسلسل جہد کرتے رہتے ہیں۔

حلیہ:

مسکراتا چہرہ، ساؤں لا رنگ، طویل القامت، دبلا جسم، بڑی اور مجاہدانہ مونچھیں، یک مشت سے قدرے زائد سرخ ریش، قدرے دھنسی آنکھیں، ہتھیلی کچھ سخت (قلت گوداکے سبب)، دونوں ہاتھ لمبے، سینہ نہ زیادہ کشادہ اور نہ زیادہ تنگ، لباس کرتا پائجامہ گچھا اور سر پر نیپالی ٹوپی۔

قلمی کاوشیں:

(۱) مختلف موضوعات وعناوین پر مقالہ جات (۲) نقوش حیات شیر نیپال

---

(۱) نقوش حیات شیر نیپال ص ۱۰۳

(۲) سید شاہ اصغر میاں کچھوچھ شریف

آپ نے اپنی کتاب نقوش حیات شیر نیپال پر تاثرات لکھنے کے لئے مجھ فقیر کو حکم فرمایا، آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فقیر نے ایک تاثر لکھا تھا، جو تاخیر اور طویل ہونے کے سبب شامل کتاب نہ ہوسکا جس کا افسوس آپ کو اور مجھے بھی بہت ہوا۔ آپ کے تذکرہ کے ضمن میں یہاں وہ تاثر بعنوان ''ذات لاجواب کتاب لاجواب'' شامل کیا جارہا ہے۔

ذات لاجواب کتاب لاجواب:

حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ اپنے دور میں ملک نیپال میں متمکن عرش ولایت تھے، جلیل القدر عالم دین، وسیع الفکر فقیہ، بالغ النظر مفتی، بت شکن داعی، شب دیجور میں مصباح منیر مقبول بارگاہ رب قدیر، محبوب سرکار بشیر و نذیر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کے صلہ میں ایسا قابل رشک مقام و مرتبہ اور مقبولیت سے نوازا جسے اہل بصیرت نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور بعد وصال تو عوام و خواص سبھوں نے ماتھے کی نگاہوں سے ملاحظہ کرلیا۔

آپ ان اہل صفا میں سے تھے کہ جہاں عشاق کے مجمع میں ان کا تذکرہ جمیل ہوتا اور بزم اہل عقیدت میں ان کی مدحت و توصیف ہوتی ہے، وہیں ملاء اعلیٰ میں بھی ان کا چرچا ہوتا ہے، جس پر فرمان باری تعالیٰ ''فاذکرونی اذکرکم'' اور اس کی تفسیر و توضیح میں وارد حدیثیں شاہد ہیں۔ مگر آپ کی یہ شہرت و مقبولیت سے کچھ لوگ دکھی ہوگئے۔ اگر مجھے شدت آمیز جملے مخالفین کے نذر کرنے کا ذوق ہوتا تو میں یوں لکھتا کہ جب حساد ذوعناد نے دیکھا کہ والذین اوتوا العلم کے مطابق دن بہ دن فلک فضل و کمال میں آپ کا طالع عزوشرف مثل بدر منیر درخشاں اور تاباں ہے، بفحوائے ''ان اولیاءہ الا المتقون'' آپ کی ولایت کا چرچا چار دانگ عالم میں پھیل رہا ہے، آپ کے تقویٰ و طہارت اور پارسائی کی خوشبو ہندو نیپال کے خطوں میں محسوس کی جارہی ہے اور آپ کے علمی و روحانی کمال کا ڈنکا ملک و بیرون بجنے لگا ہے تو ان مخالفین و حاسدین کی چھاتیوں پر سانپ لوٹنے لگا، وہ ہر وقت درپے آزار رہنے لگے۔ جھوٹ و بہتان کے ذریعہ آپ کو بدنام کرنے اور قوم میں جو وقار تھا اسے ختم کرنے کی کوشش کرتے رہے اور بہت سی ایسی باتیں آپ کی طرف منسوب کرنے لگے جن سے آپ کی ذات کا دور دور تک واسطہ نہیں اور نہ حقیقت سے کوئی ان ہفوات کا علاقہ تھا۔ مخالفین جس وقت آپ کے ہجو میں مگن تھے اس وقت عاشقان شیر نیپال یوں ترنم ریز تھے۔

جس دل کو ہے حسد مرے شیر نیپال سے
چھٹکارا پھر کہاں اسے، حزن و ملال سے

مخالفین کائدین، معاندین خائبین اور حاسدین خاسرین نے افترا و اتہام کے ذریعہ حضور شیر نیپال کے دامن کو داغ دار کرنے کی جو سعی مہمل کی تھی اس میں تو وہ کامیاب نہیں ہوسکے مگر اسیران زلف شیر نیپال نعرہ زن ہوئے کہ۔

عاشقانِ جیش ملت ہر گھڑی مسرور ہیں
دشمنانِ جیش ملت غم سے چکنا چور ہیں

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کون تھے؟ ملک نیپال کے قابل فخر سپوت تھے، مسلمانوں کے محسن، حضور حافظ ملت کے پروردہ حضور سید العلما کے فیض یافتہ اور علما و مشائخ کے معتمد اور مذہب اسلام کے عظیم سرمایہ تھے۔ حضور سید العلما کی صحبت نے کندن بنا دیا تھا، حافظ ملت کی خاص عنایتوں نے گوہر آبدار بنا دیا تھا، اساتذہ کی نگہداشت نے پارس بنا دیا تھا، بزرگوں کے روحانی فیض نے قدم بہ قدم یاوری کی تھی، اعلیٰ حضرت کے باطنی توجہات نے دین وسنت کا ترجمان اور مسلک کا نقیب و پاسبان بنا دیا تھا۔ خوش اخلاق و بلند فکر تھے، کردار ساز تھے، عشق و محبت کا آبشار تھے، علمائے اہل سنت نیپال کے تاجدار، میدان خطابت کے شہوار اور رزم گاہ حق و باطل کے مجاہد و غازی تھے۔ آپ کا سینہ خوفِ خدا سے معمور تھا اور آنکھیں تجلیات کے نور سے منور تھیں۔ قول کے سچے، عہد کے پکے اور علم و عرفان کے بحر ناپیدا کنار میں غوطہ زن تھے۔ ملک نیپال میں آپ کی ذات شب دیجور میں ستارہ تھی، ایوان نجدیت کے لئے زلزلہ تھی، صلح کلیت کے لئے دھار دار تلوار تھی، پھلواریت کے کٹیہ میں شبخوں مارنے والے سپاہی تھی اور اہل سنت کے لئے مضبوط قلعہ تھی۔

آپ نے فراغت کے بعد سے درس و تدریس، دعوت و تبلیغ، رشد و ہدایت اور دینی عمارتوں کی تعمیر کا جو سلسلہ شروع کیا آخری سانس تک اسے جاری رکھا۔ جب اہل علم کی ملک نیپال میں کمی شدت سے محسوس کی جا رہی تھی اس وقت علما کی ٹیم تیار کرنے کا تہیہ کر لیا اور چند ہی سال میں ملک نیپال کو علمی جیالے عطا کئے، رابطہ عامہ کے ذریعہ اطراف ملک میں مساجد و مدارس اور مکاتب قائم کئے اس سے فرقہ باطلہ حیران و پریشان تھے۔ درجنوں مساجد و مکاتب اور مدارس آپ کی کوششوں سے وجود میں آئے اور بے شمار علما پیدا ہوئے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ذات ایسی یکتائے روزگار اور گوناگوں خوبیوں کے حامل تھی کہ اگر ان سب کا احاطہ کیا جائے تو دفتر کے دفتر سیاہ ہو جائیں۔ اب تک جو کچھ آپ کی حیات و خدمات کے حوالے سے لکھا گیا ہے وہ آپ کی زندگی اور روشن خدمات کا ایک باب بھی نہیں۔

نقوش حیات شیر نیپال ایسی عظیم شخصیت کے محتاط قلم سے معرض وجود میں آئی ہے جس نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا دور طالب علمی بھی بہت قریب سے دیکھا ہے، زمانہ تدریس کے تقریباً ابتدائی دس سال کا بھی خوب مشاہدہ کیا ہے اور باقی ادوار کے حالات سے بھی باخبر و آشنا ہیں۔ اس لئے جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ کسی حوالہ کا محتاج نہیں بلکہ خود حوالہ ہے، استناد ہے اور ہر طرح کی فضولیات و مبالغہ آرائیوں سے محفوظ ہے۔ جو دیکھا اسے لکھ دیا ہے، جو مبنی بر حقیقت تھا اسے پوری دیانت وایمانداری کے ساتھ قرطاس و قلم کے حوالے کر دیا۔ منظری صاحب نے لکھا ہے اور خوب لکھا ہے، لفظ لفظ موتی ہے، ہر جملہ صداقت کا عکاسی کرتا ہے، ہر پیراگراف میزان عشق اور قسطاس حقیقت و عقیدت میں تل کر لباس ہست میں ملبوس ہے۔ ہر واقعہ شیر نیپال کی عبقریت، شرافت، نجابت، حق شناسی، حق گوئی اور بے باکی وغیرہ اوصاف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کتاب لاجواب ہے، لکھنے والا بے مثال ہے، جس شخصیت پر لکھی گئی وہ ذات بھی

یکتائے روزگار اور باکمال ہے۔حقیقت کے ترازو میں تول کر لکھی گئی کتاب ہے، ذوق وجنوں کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر تحریر کی گئی کتاب ہے۔مصنف حقیقت شناس نے جملوں کا انتخاب کیا ہے مگر بے تکلف ہو کر، اردو کے شیریں الفاظ ومحاروں کو نوک قلم سے کاغذ کے سینے پر ثبت کیا ہے مگر بغیر اٹکے ہوئے۔

حضرت منظری صاحب ملک نیپال کے لئے کوئی ایسی ذات نہیں جس کا تعارف کرایا جائے تو اہل علم اور دانشواران ملک اسے پہچانیں، مسلم وغیر مسلم سبھی انہیں جانتے ہیں، ارباب بست وکشاد ان کے بارے میں اچھی معرفت رکھتے ہیں، اہل علم ان سے خوب واقف ہیں، ارباب اقتدار اور میدان سیاست کے ماہرین بھی قریب سے جانتے ہیں، راج دربار سے سیاسی دربار وہال کی آپ زینت ہیں۔ان کی علمی، دینی، سماجی، سیاسی، تنظیمی اور تعمیری کارناموں سے پورا ملک بالعموم اور نیپال گنج اور اطراف واکناف والے بالخصوص بہت قریب سے جانتے ہیں اور ان کی ہمہ جہت شخصیت سے آشنا ہیں۔

خلیفہ حضور شیر نیپال، فاتح نیپال گنج حضرت مولانا عبد الجبار منظری صاحب نے اپنی کتاب "نقوش حیات شیر نیپال" میں کچھ ایسے حقائق بیان کئے ہیں جن سے آئینہ حق نما نامی کتاب کے مصنف کی بعض کذب بیانی اور الزام تراشی طشت از بام ہو جاتی ہے۔وقت ہوتا تو ان سب پر تفصیلی روشنی ڈالتا مگر یہ کتاب ایسے وقت میں طباعت سے آراستہ ہونے جارہی ہے جبکہ میری کتاب "معارف شیر نیپال" تکمیل کے بعد باز دید کے لئے پر تول رہی تھی۔اس لئے اس کتاب سے استفادہ کے لئے اپنی کتاب کی اگلی پروسیسنگ موقوف کر دی گئی ہے۔اب اس کتاب سے استفادہ کے ساتھ ان چند گوشوں کی طرف اشارہ اپنی کتاب میں ہی کروں گا۔

یہاں اس بات کا تذکرہ کر دوں کہ کتاب مذکور کے محرک حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے دو اجلہ شاگرد اور معتمد خلفا نائب شیر نیپال حضرت علامہ مفتی احمد حسین برکاتی اور عالم باکمال، خوش خصال وشیریں مقال حضرت علامہ مفتی محمد مجیب الرحمن برکاتی صاحبان ہیں، ورنہ تو سچ پوچھیں تو منظری صاحب کے ضعف ونقاہت اور مصروفیات وکثرت مشاغل کی بنا پر ان سے اس کی توقع نہیں تھی کہ ایسی کتاب عقیدت مندوں کی آنکھوں کا سرمہ بنے۔اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں کا سایہ دراز فرمائے۔

گدائے مرشد

ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی عفی عنہ

29 صفر المظفر 1443ھ مطابق 6 اکتوبر 2021ء

حفیظ ملت حضرت مفتی عبد الحفیظ علیہ الرحمہ

مفتی عبد الحفیظ علیہ الرحمہ ایک قد آور شخصیت اور علم و فضل کے سنگم کا نام ہے، آپ نہایت متدین عالم دین، باریک بیں فقیہ، نکتہ رس و جادو بیاں اور حق گو خطیب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے معلومات کا خزانہ آپ کے سینہ میں ودیعت کیا تھا، علم کے جواہر غالیہ سے آپ کا وجود چمکتا تھا۔ جرأت و بیباکی میں اپنی مثال آپ تھے، مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی و ترجمان، اہل سنت کے خیر خواہ، مسند افتا و تدریس کی زینت، جلسہ و کانفرنس کی شان اور علما و مشائخ کے محبوب و منظور تھے۔

علاقہ کے جلسوں اور کانفرنسوں میں آپ کی شرکت کامیابی سمجھی جاتی تھی، آپ کا خطاب دلوں کو مسحور کر دینے والا، ذہن و فکر کو جھنجھوڑ دینے والا اور دلوں میں اترنے والا ہوتا تھا۔ آپ اہل علم کے قدرداں اور طلبہ کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی فراخدلی سے کیا کرتے تھے۔ آپ کی گفتگو شیریں اور متانت و سنجیدگی سے بھرپور اور معنیٰ خیز ہوتی تھی۔ آپ کی نجی محفل میں بیٹھنے والا کبھی اکتاہٹ نہیں محسوس کرتا، دکھی دلوں کو اپنی مدھ بھری باتوں سے تسلی دیتے تو دکھ درد کافور ہو جاتا اور پریشان حال شخص کا ذہن و دماغ ہلکا ہو جاتا۔ آپ مہمان نواز، سچے اور سادہ مزاج و لباس بزرگ تھے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے چہیتے اور بہت ہی قریبی شاگرد اور اول خلیفہ تھے، بلکہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے علوم کے امین و مظہر کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ شیر نیپال علیہ الرحمہ کے لئے حد درجہ مخلص و وفادار اور ہمہ وقت آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے کمر بستہ رہتے تھے۔ اپنے استاذ گرامی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے ٹوٹ کر محبت کرتے تھے، آپ کے خلاف اٹھنے والی آواز کو دبانے میں ایک لمحہ لیت و لعل نہیں کرتے تھے، مخالفین کا دنداں شکن جواب دے کر منہ پر تالا لگا دیتے تھے۔ بارگاہ جیش ملت کے اتنے مقبول و محبوب اور معتمد تھے کہ ہندوستان میں منعقد ہونے والے سیمناروں میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا کرتے تھے۔ آپ کے علم پر اتنا اعتماد و وثوق تھا کہ قضا کے اکثر مسائل عدیم الفرصتی کے سبب آپ ہی کے پاس ہی بھیج دیا کرتے تھے۔

حضور شیر نیپال اور حضور حفیظ ملت علیہما الرحمہ کے مابین جو تعلقات و روابط تھے وہ قابل رشک اور خوشگوار تھے، عقیدت و محبت، شفقت و پیار، عزت و تکریم اور جذبہ ایثار و قربانی سے عبارت تھی۔ دونوں بزرگ اکثر ایک دوسرے کے ساتھ محافل و کانفرنسوں میں شرکت کرتے تھے، اپنی اپنی صدارت و سرپرستی میں ہونے والے پروگراموں میں ایک دوسرے کو ضرور مدعو کرتے تھے۔ استاذ و شاگرد کا یہ گہرا رشتہ اتنا دل آویز تھا کہ محسوس کرنے کے لائق تھا۔

جب بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو جنک نگر سے گزرنا ہوتا تو حضرت مفتی عبدالحفیظ علیہ الرحمہ کے ادارہ میں ضرور تشریف لیجاتے، ملاقات و بات ہوتی اور اگر آرام کی حاجت ہوتی تو آرام بھی کچھ دیر کرتے اور پھر سفر کے لئے رخصت ہوتے۔ اسی طرح جب حضور حفیظ ملت علیہ الرحمہ جنکپور اور قرب وجوار میں تشریف لاتے تو مخدوم گرامی وقار حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے ملاقات ضرور کرتے۔ جب بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت میں آتے تو پیکر عجز و تواضع بن کر آتے، سلام و مصافحہ کے بعد باادب بیٹھ جاتے اور حسب ضرورت ہی کلام کرتے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ آپ کا بیحد اکرام اور خاطر تواضع کرتے۔ آپ نے جو دینی اور سماجی خدمات انجام دئے ہیں ان کی بدولت آپ رہتی دنیا تک انصاف پسندوں اور حقیقت بینوں کے دلوں پر راج کرتے رہیں گے۔

ولادت: 23/ستمبر 1951ء، 21 ذی الحجہ 1370 ہجری اتوار

نام ونسب: مفتی عبدالحفیظ بن شیخ محمد قلب حسین بن شیخ محمد نصر الدین بن شیخ غلام رسول۔

تعلیمی سفر: آپ کے تعلیمی سفر پر روشن ڈالتے ہوئے ڈاکٹر محمد حسین مصباحی جئے نگر مدھوبنی بہار لکھتے ہیں:

''آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں (چتری، نیپال) میں حضرت مولانا داؤد صاحب علیہ الرحمہ بیتھاوی کے پاس حاصل کی، متوسطات کی تعلیم مدرسہ شمس العلوم، باڑا، ضلع سیتا مڑھی، بہار میں حاصل کی۔ وہاں آپ نے ایک صوفی منش بزرگ حضور شمس الاولیا حضرت مولانا شمس الحق علیہ الرحمہ (1933ھ 2001ء) سے متوسطات کی چند کتابیں پڑھی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے مدرسہ علیمیہ انوار العلوم سرکاہی شریف مظفر پور کا رخ کیا۔ پھر 6 مہینے آپ نے حضور شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور نیپال سے چند کتابیں پڑھیں۔ درس حدیث کے لیے آپ نے عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم (موجودہ نام: جامعہ اشرفیہ مبارک پور) کا قصد کیا۔ یہاں آپ کو استاذ العلما حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی (1396ھ/1976ء) کی شاگردی اور خوشہ چینی کا شرف ملا۔ جامعہ اشرفیہ اور اساتذۂ اشرفیہ کی بافیض تعلیم وتربیت سے شادکام ہوے۔ آپ زمانہ طالب علمی ہی سے نہایت ذہین اور محنتی تھے۔ درس میں اکثر عبارت خوانی آپ ہی کیا کرتے تھے۔''(۱)

فراغت:

10/شعبان المعظم 1392ھ مطابق 18 ستمبر 1972ء میں ہوئی اور علما و مشائخ کے ہاتھوں آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی گئی۔

(۱) mohammadhussainblogspot

مادارانِ علمی:

ابتدائی درجہ سے لے کر منتہی درجات تک جن اداروں میں آپ نے تعلیم حاصل کی ان کے اسماء یہ ہیں:

(1) گاؤں کا مکتب، (2) مدرسہ رضویہ شمس العلوم باڑا، (3) مدرسہ علیمیہ انوار العلوم سرکانہی شریف مظفر پور، (4) جامعہ حنفیہ غوثیہ جنک پور، (5) الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور۔

اساتذۂ کرام:

جلالۃ العلم حضور حافظ ملت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ بانی جامعہ اشرفیہ (مبارک پور)، حضرت علامہ مولانا حافظ عبد الرؤف علیہ الرحمہ بلیاوی (مبارک پور)، حضرت مولانا قاضی محمد شفیع اعظمی علیہ الرحمہ سابق ناظم اعلی جامعہ اشرفیہ (مبارک پور)، حضور بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان مصباحی اعظمی علیہ الرحمہ (مبارک پور)، حضور شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ لہنہ شریف (نیپال) حضرت علامہ جید القادری علیہ الرحمہ (مظفر پور)، پیر طریقت حضرت مولانا مفتی شمس الحق صاحب علیہ الرحمہ (باڑاوی)، حضرت مولانا محمد داؤد صاحب علیہ الرحمہ (بیتھاوی)۔

درس وتدریس:

علم کے زیور سے آراستہ ہونے کے بعد آپ نے بساط درس وتدریس بچھائی اور طالبان علوم نبویہ کو علمی جام وسبو سے سیرابی بخشنے میں مصروف ہوگئے۔ تعلیم کے ساتھ طلبہ کی تربیت بھی فرماتے اور ان کے اخلاق وکردار کو بھی سنوارتے۔ درس وتدریس کا فریضہ بڑی ایمانداری کے ساتھ آپ انجام دیتے، وقت کی قدر کرتے اور طلبہ کو بھی اس کی اہمیت سے باخبر کرتے۔ آپ کی درسگاہ میں طلبہ بڑی دلچسپی سے حاضر ہوتے اور جی بھر بھر کر اپنی بساط بھر علم دین کا فیضان حاصل کرتے۔ جن اداروں میں آپ نے درس وتدریس کی خدمات انجام دئے ہیں ان کے نام یہ ہیں:

(1) مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع، مئو یو۔ پی، (2) مدرسہ اسلامیہ بحر العلوم بلڈیہا جے نگر، (3) دار العلوم جیش رضا شعبۂ دار القضا ادارۂ شرعیہ جے نگر ضلع، مدھوبنی بہار۔

درس وتدریس کے حوالے حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حسین لکھتے ہیں:

''جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے 1972ء میں تکمیل فضیلت کے بعد آپ نے چند مہینے گونڈہ (یو۔ پی) کے کسی مدرسے میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ 1974 میں ہندو نیپال کے سنگم پر واقع ایک معروف تجارتی قصبہ جے نگر (Jaynagar) تشریف لائے۔ ان دنوں جے نگر میں جہالت کا دور دورہ تھا، مسلمانوں کی اکثریت دینی تعلیم بلکہ دنیاوی تعلیم سے بھی محروم تھی۔ قاضئ شریعت حضرت علامہ شاہ مفتی عبد الحفیظ علیہ الرحمہ نے سب سے پہلے مسلم بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے ایک دینی ادارے

کے قیام کی طرف توجہ دی۔ چنانچہ 1969ء میں کاغذی طور پر تسلیم شدہ سرکاری مدرسے کو آپ نے 1973ء میں مدرسہ اسلامیہ بحر العلوم کے نام سے پیکر محسوس میں لا کھڑا کیا اور آپ ہی اس کے صدر المدرسین ہوئے۔''(۱)

سفرِ حج:

آپ کو سفر حرمین شریفین کی سعادت بھی حاصل ہے۔ 2007 میں حج کی سعادت سے مشرف ہونے کا آپ نے ارادہ کیا اور اس کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے، سفر کے تمام لوازمات مکمل کرنے کے بعد مناسب سمجھا کہ ادارہ کے اراکین کو بھی اس کی اطلاع دیدی جائے، جتنی مدت حج کی رخصت چاہئے تھی تحریری طور پر دے کر کمیٹی کو اطلاع کردی۔ اور پھر 15/نومبر 2007ء بروز جمعرات 5 ذوالقعدہ 1428ھ کو حج کے لئے روانہ ہوگئے۔

مکتوب بموقع حج:

حج کے موقع پر جو خط مدرسہ اسلامیہ بحر العلوم کے اراکین کو لکھا تھا وہ خط بعینہ نقل کیا جارہا ہے۔ مکتوب سادگی سے بھرپور ہے، لفاظی اور ادھر ادھر کی باتوں اور بیجا تمہید سے بالکل خالی ہے۔ مکتوب میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے کمیٹی کی چاپلوسی مفہوم ہو، سیدھا اپنا مقصد بیان کرتے ہیں اور پھر اختتام۔ ملاحظہ ہو خط

92/786

منجانب عبد الحفیظ مدرس مدرسہ اسلامیہ بحر العلوم جئے نگر

بخدمت عالیہ جناب محمد ادریس صاحب! صدر منتظمہ کمیٹی مدرسہ اسلامیہ بحر العلوم جئے نگر

مورخہ 14/11/007 سے مورخہ 1/008 تک فرصت کی منظوری کے بارے میں

جناب عالی

ضروری احوال اینکہ بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم میں زیارت حرمین شریفین کے لئے حاضری دینے جارہا ہوں۔ لہذا مذکورہ بالا مدتوں کی منظوری دی جائے اور میری اس فرصت کو ای ایل کی فرصت میں ضم کردیا جائے۔

آپ کا: عبد الحفیظ

صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ بحر العلوم جئے نگر

007/11/14

---

(۱) mohammadhussainblogspot

بیعت وارادت:

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان۔

اجازت وخلافت: خلیفۂ حضور سید العلما الحاج سید شاہ آل مصطفیٰ قادری برکاتی سرکار کلاں مارہرہ حضرت علامہ شاہ مفتی محمد جیش صدیقی برکاتی المعروف بہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ، قاضیٔ شہر بنارس خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی غلام یٰسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی بنارس یوپی، حضور خالد میاں صاحب علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

ب: فاطمہ خاتون بنت محمد حنیف صاحب (مرحوم) بھیمواں۔

اولاد: ایک شہزادے، پانچ شہزادیاں۔

تعمیری خدمات وتنظیمی سرگرمیاں:

(1) مدرسہ بحر العلوم بلڈیہا جے نگر ضلع، مدھوبنی، بہار۔ سن قیام 1973ء۔

(2) دار العلوم جیش رضا، سیمتی بازار، جے نگر، مدھوبنی بہار۔

نوٹ: یہ ادارہ کئی سالوں سے بند پڑا ہوا تھا، ادارہ کی اس عمارت میں ہاسپیٹل چلایا جارہا تھا بعد میں ہاسپیٹل بھی بند ہوگیا۔ یہ نہایت افسوس کی بات تھی کہ جس ادارہ کو دین وسنیت کی اشاعت کے لئے قائم کیا گیا، جہاں سے قرآن واحادیث کے حیات بخش وانقلاب آفریں پیغامات نشر ہونے تھے، جہاں سے علما کی شکل میں اسلامی فوج تیار کرکے ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیلایا جانا چاہئے تھا وہ ادارہ تنزلی اور خستہ حالی کا شکار ہوکر بند ہوگیا۔ مگر ایک مدت کے بعد جب یہ خبر سوشل میڈیا کے ذریعہ موصول ہوئی کہ اب پھر سے اس ادارہ کے در ودیوار میں روح پھونکی جانے والی ہے، نشاۃ ثانیہ کا بادل اس پر سایہ فگن ہونے والا ہے اور بہت ہی جلد علاقہ کے علما وذمہ داران کی میٹنگ ہونے والی ہے تو اس خبر کو پڑھ کر اور سن کر دل جھوم اٹھا۔ اور پھر جب 26 ستمبر 2021ء کو اس عمارت کے اندر ارباب بست وکشاد کی میٹنگ ہوئی اور سبھوں نے اپنی اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور ہر طرح کے تعاون سے ادارہ کے ذمہ داران کو حوصلہ دیا تو اور زیادہ مسرت ہوئی۔ اس موقع سے حضور حفیظ ملت کے نام سے سوشل میڈیائی واٹسپ گروپ میں علمانے اپنے آرا کا اظہار کیا اور ادارہ کی ترقی وخوشحالی کے لئے دعائیں بھی کیں، اسی موقع سے فقیر نے بھی ایک مختصر تحریر گروپ میں قارئین کی نذر کی تھی تاکہ ذمہ داران ادارہ اور ادارہ کے لئے کوشاں افراد کو حوصلہ ملے۔ وہ تحریر درج ذیل ہے:

''کئی دنوں سے یہ خبر متعدد گروپ میں گردش کر رہی ہے کہ خلیفہ ومعتمد حضور شیر نیپال، فقیہ عصر، خطیب باکمال، داعی کتاب وسنت، سابق قاضی ضلع مدھوبنی، کریم الاخلاق، متقی وپارسا حضرت علامہ مفتی محمد عبد الحفیظ علیہ الرحمہ نے جس ادارہ کی داغ بیل شہر جئے نگر میں اسلام وسنیت کی اشاعت اور انوار علم کو ہر چار سو پھیلانے کے لیے ڈالی تھی، جو چند سالوں سے معطل رہا ہے پھر

سے اسے زندہ کر کے چند باہمت افراد نے زندگی کی رمق اس کے اندر ڈالنے کے لئے کمر کس لی ہے اور پھر سے اسے دینی تعلیم کی آماجگاہ بنایا جانے والا ہے۔ یہ نوید مسرت سن کر روح وقلب کو جو سکون ملا یقینا اس مژدہ جانفزا سے میری طرح ہر صاحب دل کا سینہ ٹھنڈا اور کشادہ ہو گیا ہوگا اور ہر ایک نے اس کی آبادکاری کے لئے دعائیں کی ہوں گی اور نیک خواہشات کا اظہار بھی۔ اور پھر آج کے اعلان سے دل جھوم اٹھا اور زبان ودل سے اس کے عروج وارتقا کے لئے بے ساختہ یہ دعا نکلی کہ مولیٰ تعالیٰ اسے ہمیشہ شاد وآباد رکھ اور اسلامی تعلیمات کا منبع بنا اور مسلک اعلیٰ حضرت کا مستحکم قلعہ۔ غالبا 1999ء میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی معیت میں پہلی اور آخری بار اس ادارہ میں حاضر ہوا تھا، بانی ادارہ حضرت حفیظ ملت مفتی عبد الحفیظ علیہ الرحمہ کو لنگی اور دراز نیل آمیزش پیرہن میں مسکراتا ہوا اور اپنے استاذ ومربی کا استقبال کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں نے بھی آگے بڑھ کر دست بوسی کی اور پھر کنارے کھڑا ہو کر استاذ وشاگرد کی شیریں ودلنواز گفتگو سننے میں محو ہو گیا۔ شہزادہ حفیظ ملت ومتعلقین اور اہالیان شہر کے ساتھ مسلمانانِ اہل سنت کی ذمہ داری ہے کہ دامے درمے قدمے سخنے ادارہ کی نشأۃ ثانیہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور ادارہ کے ذمہ داروں کی ذمہ داری ہے کہ ایسے افراد کو ہرگز ورکنگ کمیٹی میں شامل نہ کریں جو فکری طور پر غربت زدہ ہوں اور عملی میدان مثل تودۂ برف ہوں اور زبانی طور پر فتنہ پرور ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس گلشن کو علمی ہریالی بخشے اور لحہ بہ لحہ ترقی کی راہ پر گامزن رکھے۔ قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جن کی کدوکاوش اور تعاون سے یہ عظیم کام ہونے جا رہا ہے اللہ سب کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ (۱)

(3) مدرسہ کنز العلوم غوثیہ کیتھائی، مدھوبنی بہار۔

(4) دار العلوم انوار رضا بڑا بازار، مدھوبنی بہار

(1) نوری جامع مسجد بھلوا چوک، جے نگر کی تعمیر جدید 1983ء میں۔

(2) اسلام پور نزد کلواہی کی مسجد۔

(3) مئواہی (راج نگر سے پورب ایک گاؤں) کی مسجد،

(4) اصلاح معاشرہ اور عوام اہل سنت کی دیگر دینی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے ضلع کے تمام سنی ائمہ مساجد کی موجودگی میں 2005 میں اس کی داغ بیل ڈالی گئی۔

آپ کو ادارۂ شرعیہ بہار کے امین شریعت دوم مفتی انیس عالم علیہ الرحمہ والرضوان نے 2 جمادی الاولی 1415ھ/ 9 اکتوبر 1994ء کو پوکھریرا شریف (سیتامڑھی، بہار) میں منعقد ایک کانفرنس میں تحریری طور پر مدھوبنی ضلع کا قاضی مقرر کیا۔

---

(۱) ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی دوحہ قطر 25 نومبر 2021ء

تلامذہ:

حضور حفیظ ملت علیہ الرحمہ کے تلامذہ کی تعداد تو بہت ہے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

(۱) نائب شیر نیپال مولانا مفتی الحاج احمد حسین برکاتی مصباحی خانقاہ برکات، لہنہ شریف نیپال (۲) حافظ احادیث کثیرہ، مولانا الحاج محمد حسین ابوالحقانی برکاتی قدس سرہ لوکہا بازار، ضلع مدھوبنی بہار (۳) امین شریعت، مولانا مفتی محمد امین الدین نوری قدس سرہ اٹھروا کھریانی، ضلع دھنوشا (نیپال) (٤) خطیب اہل سنت، مولانا الحاج محمد سلیم اختر بلالی مصباحی پرنسپل مدرسہ اسلامیہ امانیہ لوام، دربھنگہ کمشنری (بہار) (٥) خلیفۂ شیر نیپال، مولانا مفتی محمد اظہار احمد نوری برکاتی بھیمواں (٦) خلیفۂ شمس الاولیا، مولانا عبدالمنان شمسی بلہا، ضلع دھنوشا نیپال (۷) خطیب شہیر، مولانا محمد صابر القادری سیراہی، ضلع مدھوبنی بہار (۸) خلیفۂ شیر نیپال، مولانا حافظ محمد مصلح الدین برکاتی بیرا جے نگر، ضلع مدھوبنی بہار (۹) مولانا محمد سالم رضا برکاتی چتری، ضلع سرہا (نیپال) (۱۰) خلیفۂ حضور اشرف العلما، مولانا محمد مصلح الدین برکاتی چتری، ضلع سرہا (نیپال) (۱۱) مولانا محمد عرفان رضا برکاتی بیرا جے نگر، ضلع مدھوبنی بہار۔

وصال:

22 / ذی الحجہ 1429ھ مطابق 2 / جنوری 2008ء بروز بدھ 9۔بجکر 25 منٹ پر آپ کا وصال پر ملال ہوا۔ وفات کی خبر جہاں جہاں پھیلتی گئی غم واندوہ کا بادل چھاتا گیا، ہر شخص نمدیدہ اور اشک بار ہوتا گیا۔ آپ کے متعلقین ومریدین اور وابستگان غم سے نڈھال ہو گئے، علما میں صف ماتم بچھ گئی، جے نگر کی عوام پر سکتہ طاری ہو گیا۔

میرے عزیز دوست حضرت مولانا محمد علاء الدین برکاتی صاحب کا بیان ہے کہ جب یہ خبر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ تک پہنچی خبر سنتے ہی آپ کو بیحد رنج وملال ہوا اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہنے لگی۔ ان کا بیان ہے کہ حضور شیر نیپال کو کبھی بھی روتے ہوئے نہیں دیکھا، مگر حفیظ ملت کی وفات کی خبر سن کر آپ آبدیدہ ہو گئے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور شیر نیپال کو آپ کے وصال سے کس قدر افسوس ہوا ہوگا اور اہل سنت کا کتنا بڑا خسارہ ہوا۔ نیز آپ کی نظر میں حضرت حفیظ ملت کا کیا مقام تھا اور کس قدر آپ ایک دوسرے سے محبت کیا کرتے تھے۔

جنازہ:

آپ کے جنازہ کی نماز آپ کے استاذ ومربی حضور شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔

مدفن: آپ کا مدفن بیرا ضلع مدھوبنی بہار میں ہے، مزار شریف کی تعمیر بھی ہو چکی ہے اور اب ہر سال عرس حفیظ ملت کا انعقاد ہوتا ہے، جس میں اہل علم اور اہل عقیدت ومحبت کی شرکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تربت انوار پر رحمت وانوار کی بارشیں قیامت تک برساتا رہے۔

حفیظ ملت اہل علم کی نظر میں:

حضرت علامہ نصیر الدین عزیزی صاحب قبلہ استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے ایک مرتبہ مولانا محمد حسین سے بیان فرمایا کہ:

''مولانا عبد الحفیظ کافی ذہین تھے درس میں اکثر عبارت وہی پڑھتے تھے یا پھر میں پڑھتا تھا، اچھی صلاحیت کے مالک تھے اور ان کی گفتگو بڑی شیریں ہوتی تھی، کبھی بھی ناراض نہیں ہوتے تھے اور غصہ کرنا ان کو آتا ہی نہیں تھا۔(۱)

حضرت علامہ محمد تحسین رضا (بریلی شریف)

حضرت مولانا مفتی قاضی عبد الحفیظ صاحب رضوی صدر المدرسین مدرسہ بحر العلوم جے نگر ضلع مدھوبنی (بہار) ہمارے معتمد و مستند ہیں، جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے فارغ ہیں، عرصۂ دراز سے دینی و مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ لہذا مفتی صاحب کو بریلی شریف کی طرف سے پوری اجازت ہے کہ مسلک حنفی کے مطابق احکام شرع کو بتائیں۔

محمد تحسین رضا غفرلہ

۱۷/ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ

حضرت علامہ مفتی محمد فاروق نوری (بریلی شریف)

۹۲/۸۶ھ

حضرت مولانا مفتی قاضی عبد الحفیظ صاحب رضوی ہمارے معتمد و مسلم الثبوت عالم و مفتئ اہلسنت ہیں۔ مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام محلہ سوداگراں رضا نگر بریلی شریف سے فارغ ہیں، مدت سے اپنے علاقہ ضلع مدھوبنی بہار میں مسلک مذہب اہلسنت (حنفیہ) کی اشاعت وحفاظت فرمارہے ہیں۔ عوام اہلسنت کو حنفی مذہب پر گامزن رہنے اور مذہب مہذب کے حکم پر عمل کرنے کی تاکید فرماتے رہتے ہیں۔ علاقہ کے عوام اہلسنت وعلماء کرام موصوف پر پورا پورا اعتماد کرتے ہیں نہایت پرہیزگار بزرگ شخصیت ہیں انہیں سب وجوہ معتمدہ کے سبب حضرت موصوف مولانا مفتی قاضی عبد الحفیظ صاحب رضوی کو اجازت ہے کہ حنفی مذہب مہذب کے مطابق احکام شرع کو بتائیں اور جو خدمت قاضئ شرع کے متعلق ہوتی ہے اس خدمت کو انجام دیں۔ وما توفیقی الا باللہ وھو الھادی عز اسمہ وھو العلیم الخبیر۔

فقیر قادری محمد فاروق نوری غفرلہ

خادم الافتاء منظر اسلام (بریلی شریف)

نوٹ: باقی تاثرات اہل علم آپ کی حیات و خدمات پر مشتمل مستقل کتاب ''حفیظ ملت حیات و خدمات'' میں بعد طباعت ملاحظہ کریں۔

---

(۱) بحوالہ ڈاکٹر محمد حسین

نائب حضور شیر نیپال مفتی احمد حسین برکاتی

الحاج الشاہ مفتی احمد حسین برکاتی دام ظلہ العالی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے تلامذہ وخلفا میں حد درجہ محنتی، معتمد، خدمت گزار، تقویٰ شعار اور پابند کتاب وسنت شخصیت کا نام ہے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ آپ پر بہت اعتماد کرتے تھے، آپ کی خدمات اور قربانیوں سے بہت خوش اور متاثر تھے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جیسے مشفق استاذ ومربی کے نور نظر اور پروردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گوناگوں خوبیوں سے نوازا ہے۔ آپ قابل اعتماد عالم دین، معتبر فقیہ، کہنہ مشق مفتی اور متبع شریعت وسنت شیخ طریقت بھی ہیں۔

چہرہ نہایت حسین ومنور اور پر جلال، پیشانی چوڑی اور چمکتی ہوئی، آنکھیں بڑی اور سینہ کشادہ، لباس مطابق شریعت اور گفتار کبھی شیریں ونرم اور کبھی سختی لئے ہوئے اور چال پر وقار اور نگاہیں نیچی ہوتی ہیں۔ اور مزاج میں تندی وسختی اور عقائد میں تصلب اور شریعت پر استقامت یہ آپ کا کمال وحقیقی تعارف ہے۔

آپ کم وبیش ملک نیپال میں چالیس سال سے زائد عرصہ سے دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ واشاعت میں مصروف ہیں۔ سینکڑوں علماوفقہا اور مصنفین ومرتبین اور مفکرین ومدبرین آپ کی کوششوں سے پیدا ہوئے۔ ہزاروں سنی مسلمانوں کو ایمان وعقیدے کی حفاظت فرمائی اور اپنے مخصوص لب ولہجہ والی تقریروں سے باطل کے کلیجے پر حملہ کیا اور سنیوں کے اعتقادی افکار کی پہرہ داری کی۔ اپنے ادائے تصلب فی الدین اور استقامت علی الشریعت سے مسلمانوں کے دلوں میں شریعت وسنت کی محبت پیدا کردی اور مسلک اعلیٰ کی شمع سے ان کے سینوں کو روشن کیا۔ نیپال کے مختلف علاقہ جات اور اضلاع اور دیہاتوں کا پر مشقت دورہ کر کے وہاں کے مسلمانوں میں دینی امنگ اور اسلامی رنگ بھر دیا۔ ملک نیپال میں مدتوں تک اسلام وسنیت کی حفاظت وتوسیع کے لئے جو خدمات انجام دئے ہیں اور جو مشقتیں برداشت کی ہیں انہیں بھلایا نہیں جاسکتا اور اگر کسی بھی غیر شرعی وجہ سے تاریخ نویس دیگر نوخیز نیپال کے علما کی ایک دو کتاب کی تصنیف وتالیف کی بنا پر اپنی کتاب میں تذکرہ کریں اور نائب شیر نیپال جن کی خدمات کی کرنوں کی روشنی دور دور تک پھیلی ہے ایسی شخصیت کا تذکرہ نہ کرے حق بیں اور انصاف پسندوں کی دنیا میں اسے متعصب بھی کہا جائے گا اور احسان فراموش بھی۔

نام ونسب: احمد حسین ابن الحاج مولوی دین محمد برکاتی بن غلام طٰہٰ

لقب: نائب شیر نیپال، حاجی صاحب

ولادت: ۲۴ر رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۶ر جنوری ۱۹۶۵ء

ابتدائی تعلیم:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم مولوی دین محمد برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنے دولت خانہ پر ہی لی۔ والد صاحب آپ کی تعلیم وتربیت کا بہت خاص خیال رکھتے تھے، بچپن سے ہی آپ کو اسلامی ماحول دیتے رہے، تاکہ اسلامی رنگ آپ پر چھوٹی عمر سے ہی غالب رہے۔ آپ بچپن سے ہی صاف وستھرائی کو پسند رکھتے تھے اور مخرب الاخلاق کاموں اور غلط روش والے بچوں کی صحبت سے دور ونفور رہے، اس لئے آپ کی طبیعت میں پاکیزگی اور نظافت کا غلبہ ہے۔

اعلیٰ تعلیم:

والد مرحوم سے ابتدائی اردو وفارسی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے ذوق وجنوں کی تکمیل کے لئے گھر سے باہر کسی اچھے ادارہ کا رخ کرنے کا ارادہ کیا۔ والد صاحب مرحوم نے آپ کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کردیا اور آپ کے حوالے کرکے اپنے گھر کو روانہ ہوگئے۔ انہیں معلوم تھا کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جیسی عبقری اور یگانہ روزگار شخصیت کے سایہ شفقت وتربیت میں رہ کر اعلیٰ تعلیم کے ساتھ عمدہ تربیت کی دولت سے بھی سرفرازی ہوگی۔ جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں جماعت اولی سے جماعت رابعہ تک کی تعلیم حاصل کی۔ ان چار سالوں میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے آپ کو ہر طرح سے سنوار اور نکھار دیا تھا۔ اس زمانے میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا ہر چہار جانب چرچا تھا، وہاں کے تعلیمی نظم ونسق سے اہل علم بخوبی واقف تھے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے بھی اسی ادارہ میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ، حضور علامہ عبدالرؤف بلیاوی، بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ وغیرہم عباقر علما واساتذہ کی خدمت میں رہ کر فضیلت تک تعلیم حاصل کی تھی۔ اس لئے اپنے اس ہونہار اور عزیز شاگرد کو وہیں داخلہ کرایا تاکہ جامعہ اشرفیہ کے بلند پایہ علماء کرام کے شرف تلمذ سے مشرف ہوں۔ جامعہ اشرفیہ میں آپ کا داخلہ جماعت خامسہ میں ہوا، خامسہ سے جماعت ثامنہ تک کی تکمیل یہیں چار سال رہ کر کی۔ اور اسی عالم گیر شہرت یافتہ ادارہ سے سند فضیلت سے نوازے گئے۔

فراغت: آپ کی فراغت ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۹۸۲ء میں جامعہ اشرفیہ سے ہوئی۔

اساتذہ:

بحر العلوم حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ، مبارکپور (یوپی)

مفسر قرآن حضرت مفتی عبداللہ خان علیہ الرحمہ بستی (یوپی)

مفتی اعظم نیپال حضرت مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی معروف بہ شیر نیپال علیہ الرحمہ

محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی قادری بانی جامعہ امجدیہ گھوسی (یوپی)

نصیر ملت علامہ نصیر الدین قادری جامعہ اشرفیہ مبارکپور (یوپی)

حفیظ ملت علامہ مفتی عبد الحفیظ علیہ الرحمہ، بیرا مدھوبنی (بہار)

حضرت مولانا عبد الجبار منظری برکاتی، نیپال گنج (نیپال)

تدریسی خدمات:

فراغت کے فورا بعد آپ تدریسی خدمات سے جڑ گئے اور اپنی تدریسی خدمات کا آغاز اپنے استاذ گرامی قدر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے حکم پر ملک نیپال کے مرکزی ادارہ جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور سے کیا۔ اس ادارہ کی ترقی وعروج کے لئے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے شانہ بشانہ رہے، نہ رات دیکھی اور نہ دن دیکھا انتھک محنت وکوشش کرتے رہے۔ ادارہ کے کسی بھی ضروری کام کے لئے حضور شیر نیپال نے یاد فرمالیا، جہاں بھی اس کے لئے جانے کا حکم مل گیا ایک لمحہ کی تاخیر کئے بغیر فورا آپ بیگ اٹھاتے اور بتائے ہوئے کام کی تکمیل کے لئے سفر شروع کر دیتے۔

2008ء کی بات ہے عرس حافظ ملت میں شرکت کے لئے آپ مبارکپور آئے ہوئے تھے، وہاں سے آپ کو دہلی جانا تھا جامعہ حنفیہ کے کسی کام کے لئے اور حکم تھا مخدوم گرامی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا۔ اگلے روز عرس حافظ ملت کے اختتام پر صبح سویرے اعظم گڑھ پہنچے، ساتھ میں میں بھی تھا، کیونکہ مجھے لکھنو جانا تھا۔ اسٹیشن پر جب پہنچا تو وہاں بھیڑ زیادہ تھی، ٹکٹ لینا بہت مشکل ہو رہا تھا، مولانا علاء الدین برکاتی صاحب ساکن بہوارا جو اس وقت جامعہ اشرفیہ میں جماعت سابعہ میں پڑھ رہے تھے، بھیڑ میں گھس کر کسی طرح جنرل ڈبہ کی دو ٹکٹ لئے، گاڑی آتے ہی ایک ڈبہ میں جس میں بھیڑ کم تھی ہم دونوں سیٹ پر بیٹھ گئے۔ کچھ ہی دور پہنچے کہ پولیس والے آئے اور جتنے مرد مسافر تھے انہیں دوسرے ڈبہ میں جانے کے لئے بولے کہ یہ ڈبہ خواتین کے لئے خاص ہے۔ پھر ہم لوگ دوسرے ڈبہ میں چلے گئے، جس میں بیٹھنے کی جگہ کی بات چھوڑئے کھڑا ہونا بھی بہت مشکل تھا۔ کچھ دور جانے کے بعد جب دیکھا کہ اس جنرل ڈبہ میں کھڑے ہو کر سفر کرنا مشکل ہے تو پھر ہم دونوں سلیپر میں چلے گئے، جس میں بھیڑ تو تھی مگر کچھ دور جانے کے بعد آپ کو بیٹھنے کی جگہ مل گئی۔ ٹی ٹی والا آیا اسے سلیپر ڈبہ کا کرایہ دے کر رسید حاصل کر لئے۔

تو اس طرح سے بھی آپ نے جامعہ کے لئے سفر بامشقت کیا ہے اور اسے بام عروج پر لیجانے میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ساتھ ہر طرح کی کوشش کی ہے۔ اگہنی وصولنے کے لئے، اسی طرح گیہوں کی کٹائی کے بعد دیہاتوں کا دورہ کرتے اور جامعہ کے لئے دھان، گیہوں جمع کر کے جامعہ میں لاتے۔ جامعہ حنفیہ کی ترقی کے لئے آپ نے بھی بڑی قربانیاں پیش کی ہیں، جامعہ کی در و دیوار سے آپ کی بے مثال قربانیوں اور خدمات واحسانات کی خوشبو آج بھی محسوس کی جا سکتی ہے، ہاں جس کی قوم

شامہ اور حس ہی حسد وعناد کے سبب زائل ہو گیا ہو تو اس سے کوئی شکوہ نہیں۔ جامعہ میں رہتے ہوئے کچھ ایسے بھی حالات پیدا ہوئے جو آپ کے لئے ناقابل برداشت تھے مگر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی عقیدت اور آپ کے حکم کی تعمیل میں رکے رہے۔ آپ کے پاس متعدد مقامات و بلاد سے بڑے بڑے ادارہ والوں نے اپنے اداروں میں آپ کی خدمات حاصل کرنے کی درخواستیں کیں مگر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے جدا ہونا نہیں چاہتے تھے یا حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اور جامعہ حنفیہ غوثیہ سے قلبی لگاؤ نے آپ کے پاؤں میں زنجیر ڈال دیا۔ جامعہ حنفیہ غوثیہ میں ۱۴۰۲ھ سے ۱۴۳۶ھ یعنی تقریباً ساڑھے پینتیس سال تعلیمی و تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ جب حالات زیادہ ناگفتہ بہ ہو گئے اور احسان فراموشوں نے اپنی اصلاح کی بجائے آپ کی راہوں میں کانٹے بچھانے شروع کردئے تو استاذ گرامی سے اجازت لے کر جامعہ کو خیر آباد کہہ کر اپنے وطن چلے گئے۔

جامعہ سے سبکدوش ہونے کے بعد آپ کا ارادہ تو یہی تھا کہ گھر پر بیٹھ کر یا سرسنڈ اپنی عمارت میں ایک روم میں اطمینان سے دین وسنت کا فریضہ انجام دیں گے، یہیں سے دعوت وتبلیغ اور اصلاح معاشرہ کے لئے بھرپور سعی کرتے رہیں گے، تصنیف و تالیف میں اپنے ایام زندگی گزاریں گے اور ایک اسلامی میگزین جاری کر کے بذریعہ صحافت بھی دین کی دعوت عام کریں گے۔ مگر ایسا ہوا نہیں، اطراف واکناف کے علاوہ دور ودراز کے ادارہ والوں کو علم ہوا کہ آپ جامعہ سے برطرف ہو گئے ہیں اور فی الحال خانہ نشیں ہیں تو اپنے اپنے اداروں میں آپ کو رکھنے کے لئے کوشش کرنے لگے۔ ان میں دارالعلوم غریب نواز باسکی بہاری ضلع مدھوبنی بہار کے ناظم اعلیٰ اور دیگر اراکین بھی تھے، منتظمین نے صدرالمدرسین اور سربراہ اعلیٰ کے عہدہ اس امید کے ساتھ پیش کیا تا کہ آپ اس ادارہ میں رہ کر ادارہ کو بام عروج کو پہنچادیں۔ ان کے پیہم اصرار پر چند شرطوں کے ساتھ ادارہ میں اپنی خدمات دینے پر رضامند ہو گئے۔ کیونکہ اکثر ادارہ کا حال یہ ہے کہ جب تک ادارہ کے منتظمین کے ہاں میں ہاں ملاتے رہیں، ان کے سیاہ وسفید پر کچھ بھی ہدایت ولب کشائی نہ کریں تو اس وقت تک مدرسین کی تدریسی عمر طویل رہتی ہے اور جیسے ہی حق گو علما و مدرسین اراکین و منتظمین کی غلط روی کی مارکنگ کرتے ہیں فوراً انہیں تنگ کر کے معزول کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر چندہ نہیں کریں اساتذہ تو اس پر بھی کمیٹی کا عتاب نازل ہو جاتا ہے۔ اس لئے آپ نے کچھ شرطیں رکھیں، ان میں سے ایک شرط چندہ نہ کرنے کی بھی تھی۔ ادارہ والوں نے آپ کی یہ شرط منظور کر لیا اور پھر آپ وہاں سربراہ اعلیٰ اور صدرالمدرسین کے عہدہ پر رہ کر اس ادارہ کی تعلیمی ترقی کے لئے رات ودن جفاکشی کرتے رہے۔ چندہ نہ کرنے کی شرط تھی مگر پھر بھی ادارہ کی ہمدری اور طلبہ کے لئے بہترین انتظام وانصرام کی خاطر چندہ کر کے ادارہ کو مالی فنڈ مہیا کرتے رہے۔

دارالعلوم غریب نواز میں آپ کیا پہنچے کہ اس میں بہار کے دن آ گئے، درو دیوار نے آپ کا استقبال کیا، اہل محلہ نے پلکیں بچھادیں، اہل دل آپ کے قدموں میں دل نچھاور کرنے لگے، فضا مشک بار ہو گئی، نظام تعلیم بہتر ہو گیا، اساتذہ وطلبہ سب کے لئے

قانون بن گئے، محنت و ذوق مطالعہ پر شباب ہوگیا، اطراف و اکناف میں آپ کی آمد کی دھمک سنائی دینے لگی اور بہترین تعلیم کے شیدائی کشاں کشاں ادارہ کی طرف رخ کرنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے طلبہ کی کثرت ہوگئی اور جیسے ایک مدت کے بعد کسی گھر میں پہلے بچہ کی ولادت پر گھر کا ہر فرد خوشی سے مچلنے لگتا ہے، گھر کی در و دیوار نومولود کی کلکاریوں سے گونجنے لگتی ہے اسی طرح آپ کی آمد با برکات سے جب ابتدائی جماعت سے درجہ علیا تک کے طلبہ کی آمد ہوگئی تو ادارہ کی در و دیور جھوم اٹھی اور قال اللہ و قال الرسول کی صدائے شیریں سماعتوں میں رس گھولنے لگی۔

دارالعلوم غریب نواز میں ۱۲ر فروری ۲۰۱۶ء تا ۱۱ر جون ۲۰۱۹ء تین سال تین ماہ چار ہفتہ دو دن آپ کے تعلیمی ایام ہیں۔ چونکہ یہاں جن شرائط پر اتفاق ہوا تھا اور جن شرطوں کے ساتھ آپ اپنی خدمات دینے کے لئے رضا مند ہوئے تھے ان کی خلاف ورزی کمیٹی کی طرف سے ہونے لگی، مدرسہ کے معاملوں میں ناظم اعلیٰ من مانی کرنے لگے جس کی وجہ سے تعلیم و تدریس اور نظام ادارہ درہم برہم ہونے لگا، اس لئے یہاں سے مستعفی ہو گئے۔ آپ اپنے عہد پر اس قدر قائم تھے کہ جب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے خانقاہ برکات لہنہ شریف کے تعلیمی ادارہ جامعہ برکات النبی میں تدریس کی پیش کش کی تو یہ کہہ کر معذرت طلب کر لی کہ دارالعلوم غریب نواز والوں کے ساتھ معاہدہ ہے اور وہ لوگ آنے نہیں دیں گے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کب چاہتے تھے کہ وعدہ خلافی اور عہد شکنی کریں اس لئے معذرت قبول کر لی گئی۔ مگر جب خود ادارہ والوں نے ادارہ و تعلیم کے معاملات میں دخل اندازی کی اور عہد شکنی کی تو اب استعفا دینے اور ادارہ کو ترک کرنے میں شرعا کوئی ممانعت نہیں رہی اس لئے اس ادارہ کو خیر آباد کہہ دیا۔

حاجی صاحب قبلہ جن اداروں میں بھی جتنی مدتوں کے لئے تدریسی خدمات پر مامور رہے کامل اخلاص کے ساتھ پیکر وفا بن کر رہے، دیانت و امانت کے سانچے میں خود کو ڈھال کر رکھا اور اداروں کی تعمیر و ترقی کے قابل رشک جدوجہد کی اور نا قابل فراموش کارنامے انجام دئے۔ کسی بھی ادارہ میں آپ نے اس ادارہ کے مقاصد کی تکمیل میں کسی طرح کی لا پرواہی نہیں دکھائی اور نہ بے وفائی کو قریب ہونے دیا اور نہ کسی بھی ادارہ والوں کی چاپلوسی کی اور نہ حق گوئی سے چشم پوشی کی۔

جامعہ برکات النبی میں ورود:

۲۶ر نومبر ۲۰۱۹ء کو عالم اسلام اور دنیائے سنیت میں ایک نہایت ہی اندوہناک، شیشہ دل کو پارہ پارہ کر دینے اور روح کو تڑپا دینے والا واقعہ رونما ہوا اور وہ ہے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا وصال، جس سے عوام و خواص کو قلبی صدمہ ہوا اور آپ کی رحلت سے ایسا خلا ہوا جس کی تلافی مستقبل قریب میں مشکل نظر آرہی ہے۔ اس حادثہ سے حضرت حاجی صاحب قبلہ کا قلب حزیں کچھ زیادہ ہی متاثر اور رنجور ہوا۔ وصال حضور شیر نیپال سے جو کیفیت آپ پر طاری تھی اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ذاتی طور پر آپ کو زیادہ رنج و ملال ہوا اور اس حادثہ کا بھلانا آپ کے لئے بہت ہی مشکل تھا، مگر حکم الٰہی کے مطابق صبر و رضا کے پیکر بنے رہے۔ اس کے بعد

خانوادۂ حضور شیر نیپال نے آپ کو خانقاہ برکات میں اپنی خدمات دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی درخواست کی، اس لئے آپ خانقاہ برکات میں مقیم ہو گئے، وہیں درس وتدریس کا فریضہ انجام دینے لگے اور آج تک خلوص و وفا کے ساتھ درس وتدریس کا فریضہ یہاں انجام دے رہے ہیں، تشنہ لبوں کو علم کا جام پلا رہے ہیں، طلبہ کو عشق شیر نیپال اور مسلک اعلیٰ حضرت کا میٹھا شربت پلا رہے ہیں۔

حاجی صاحب قبلہ کا جامعہ برکات النبی لہنہ شریف میں تعلیمی خدمات پر مامور ہونا عشاقان حضور شیر نیپال کے لئے باعث مسرت اور تسکین قلوب کا سامان ہوا۔ مگر جہاں عقیدت مندان حضور شیر نیپال کو خوشی ہوئی وہیں کچھ افراد کو رنج و ملال بھی ہوا۔ جو تصلب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ میں دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے پایا جاتا تھا اس کی جھلک آپ کی ذات میں پائی جاتی ہے اور اس تصلب واستقامت کو کچھ افراد غرور وتکبر سے تعبیر کر کے اپنی کج فکری اور تنگ نظری کی دلیل فراہم کرنے لگے۔ کچھ اہل علم حضرات تو اس قدر بوکھلاہٹ کے شکار ہو گئے کہ نہ جانے کن کن الفاظ سے صراحۃ وکنایۃ آپ کو یاد کیا مگر آپ اپنی جگہ چٹان کی طرح قائم رہے اور مخالفین وحاسدین کو پر مارنے کی مہلت نہیں دی جو پہلے ہی سے تاک میں تھے۔

تعمیری خدمات:

جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور کی تعمیر وترقی میں جس قدر خلوص وللّٰہیت کے ساتھ حصہ لیا ہے اور رات ودن اس کی تعمیری کاموں کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے قربانیاں دی ہیں انہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جامعہ کے تعمیری کاموں میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور خوب تگ ودو بھی کی ہے، اس بنا جامعہ حنفیہ کی نئی عمارتوں کی تعمیراتی کاموں کو آپ کی تعمیری خدمات کا حصہ کہا جا سکتا ہے۔ جامعہ سے محبت کس قدر آپ فرماتے تھے اس کا اندازہ اس نظم سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے جامعہ کی عظمت وقربانیوں اور خدمات کا شمار کراتے ہوئے لکھے ہیں۔ اس سے یہ بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کو شعر وسخن میں مہارت ہے۔ وہ ترانہ جامعہ سے موسوم ہے اس نظم کو یہاں آپ کی کتاب مفتی اعظم نیپال حیات وخدمات سے نقل کیا جاتا ہے ۔

اللہ اللہ جامعہ کی کیا نرالی شان ہے
اس کی مطبوعات سے روشن میرا ایمان ہے

جامعہ حنفیہ تو ہم سنیوں کی جان ہے
جامعہ حنفیہ کی اپنی الگ پہچان ہے

سر جھکاتے ہیں جہاں اہل ادب اہل قلم
بالیقیں یہ قاضی نیپال کا فیضان ہے

جل گئے لاکھوں دئے گھر گھر میں علم وفضل کے
ہر مسلماں جامعہ حنفیہ پر قربان ہے

سر اٹھا کر کیسے آئے کوئی تیرے سامنے
اعلیٰحضرت کی ضیا سید میاں کی شان ہے

جامعہ حنفیہ نے رستہ دکھایا دین کا
اے پیارے جامعہ تیرا بڑا احسان ہے

سنیو! پکڑے رہو دامن اسی کا عمر بھر
درسگاہ دین ہے اور سنیت کی شان ہے

ایک طرف ہیں بو حنیفہ ایک طرف ہیں غوث پاک مذہب و مشرب تیرا اے جامعہ ذی شان ہے
حافظ و قاری و عالم اور فاضل بے شمار کردیا تیار تونے یہ تیرا احسان ہے
باادب کرتے ہیں ہم تیرے تقدس کو سلام تومکرم تو معظم یہ فضل رحمان ہے
باسلامت رکھے مولیٰ تجھ کو تو اپنے فضل سے
اے حسین یہ مال و زر کیا جان بھی قربان ہے(۱)

ایک مدت سے اپنے علاقہ میں ایک ادارہ قائم کرنے کا آپ ارادہ رکھتے تھے مگر جامعہ حنفیہ سے وفا کرتے کرتے آپ کی یہ آرزو زمینی سطح سے محروم ہی رہی۔ مگر جب آپ جامعہ حنفیہ سے مستعفی ہوگئے تو پھر اس کے لئے آپ نے جدو جہد شروع کردی اور پھر سرسنڈ جیسے قصبہ میں خاص اپنی زمین پر اسلامی شہزادیوں کے لئے ایک بنات بنام جامعہ برکات الصالحات کی داغ بیل ڈالی۔ اور سرسنڈ شہر میں ایک خوبصورت جامعہ مسجد کی تعمیر کا بھی منصوبہ آپ نے بنایا ہے، مجوزہ نقشہ آپ کے ادارہ سے شائع ہونے والے کلینڈر میں دیکھا جاسکتا ہے اور عنقریب ہی مسجد کی تعمیر شروع ہوجائے گی۔

حج و عمرہ:

حرمین شریفین کی زیارت باعث صد افتخار اور وجہ سعادت و فیروز بختی ہے۔ جسے یہ سعادت مل گئی سمجھو اسے سب کچھ مل گیا۔ عشاق کی آنکھیں حرمین شریفین کے جلوں کو دیکھنے کے لئے ترستی رہتی ہیں اور دل اس جذبہ کی چنگاڑی کو کم کرنے کے لئے بیقرار رہتے ہیں۔ حاجی صاحب قبلہ اپنے استاذ گرامی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت وصحبت میں اپنی زندگی کا طویل عرصہ گزار کر عشق نبی اور حب الٰہی کا جام شیریں نوش کرتے رہے اور یہی سبب ہے کہ خانہ کعبہ اور گنبد خضرا اور ان دونوں مبارک شہروں میں برس رہی انوار و تجلیات کے ایمان افروز مناظر کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترس رہی تھیں، دل بے قرار و بے چین تھا، روح مچل رہی تھی۔ اور پھر وہ سعادت میسر ہوئی، وہ لمحہ بلکہ کئی ایک لمحہ آپ کی حیات میں بخت خفتہ کو جگانے اور چمکانے کے لئے بفضلہ تعالیٰ جلوہ نما ہوئے کہ حرمین شریفین اور مقامات مقدسہ کی زیارت سے فرحت جاں اور سکون قلب حیراں سے شادکام ہوئے۔ ابھی تک تین بار یہ سعادت آپ کو حاصل ہوچکی ہے۔

پہلا حج وعمرہ: ۱۹۹۳ء میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ہمراہ۔

دوسرا حج وعمرہ: ۱۹۹۵ء میں والد گرامی مرحوم کے ساتھ

تیسرا حج وعمرہ: ۲۰۰۶ء اپنے سب بھائیوں کے ساتھ

(۱) مفتی اعظم نیپال حیات وخدمات

چوتھا عمرہ: چوتھی بار آپ نے حرمین شریفین کے زیارت کے لئے شعبان ۱۴۴۵ھ مطابق فروری ۲۰۲۴ء میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ حاضری دی اور عمرہ وزیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے۔

بیعت وارادت:

۲۰/۲۱/۲۲ ماہ نور ربیع الاول شریف ۱۳۹۴ھ جامعہ حنفیہ غوثیہ کی جانب سے ملک نیپال میں ایک عظیم الشان تاریخی جلسہ بنام جلسۂ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔ جس کی سرپرستی حضور سید العلماء سند الحکماء سید آل مصطفی قادری برکاتی سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف صدر الصدور آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمائی اور صدارت جلالت العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی محدث مرآدآبادی نے اور سارا اہتمام مخدوم ذی وقار قائد ملت مفتی اعظم نیپال حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا تھا، اسی پرنور موقع پر آپ نے حضور سید العلما علیہ الرحمہ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔

اجازت وخلافت:

آپ کو اجازت وخلافت اپنے استاذ گرامی قدر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی حاصل ہے۔ ۱۲/محرم الحرام ۱۴۳۵ھ، ۱۳/نومبر ۲۰۱۳ء میں تقریبا ۱۱/بجے دن جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اجازت وخلافت سے نوازا، اس وقت میں بھی اس محفل میں موجود تھا۔ پھر سر پر دستار خلافت اور اعلان اسی سال منعقد ہونے والے سالانہ جلسہ جلسہ برکات النبی میں ہوا۔ اپنی اجازت وخلافت کا تذکرہ کرتے ہوئے خود آپ اپنی کتاب مفتی اعظم نیپال حیات وخدمات میں یوں رقمطراز ہیں:

۱۲/محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۳/نومبر کو حضرت کی بارگاہ میں حاضر تھا اور کچھ ضروری مشورہ کی غرض سے انیس الکلام حضرت مولانا عبد السلام جامعہ آئے، دوران گفتگو میری خلافت واجازت کا ذکر ہوا تو از خود حضرت نے فرمایا ان کے بارے میں کئی بار سوچا اور ارادہ بھی بنایا اس بار رمضان شریف میں جب عمرہ کے لئے حرمین شریفین حاضر ہوا تو ان کی خلافت واجازت نامہ تحریر کرنے کے لئے کاغذ وقلم ہاتھ میں لیا مگر بھیڑ اتنی تھی کہ لکھ نہیں پایا۔ آج میں انہیں اس کی اجازت دیتا ہوں اور ان تمام اوراد ووظائف کی بھی اجازت دیتا ہوں جن کی اجازت مجھے حضور سید العلماء نے عطا کی ہے۔ اور حجرے کی الماری سے خلافت نامہ جو مطبوع تھا منگوا کر ایک مجھے عطا فرمایا اور فرمایا کہ اس میں آپ اپنا نام لکھ لیجئے۔ اور ۱۶/محرم ۱۴۳۵ھ کو جب دوبارہ مولانا عبد السلام برکاتی حضرت سے ملاقات کے لئے اور حضرت نے تحفہ برکات کے لئے کچھ میٹر تیار کر کے رکھا تھا آپ کو دینے کے لئے آئے تو اس دن مولانا عبد السلام کو بھی تمام سلاسل کی اجازت دیدی۔ اور فرمایا کہ ۲۰/۲۱/ کو ہونے والے پروگرام میں آئیے مجمع عام میں اس کا اعلان کیا جائے گا۔(۱)

(۱) مفتی اعظم نیپال حیات وخدمات

تعلیم دوستی:

آپ کا شمار تعلیم دوست اساتذہ میں ہوتا ہے، ہمیشہ طلبہ کے لئے اچھی تعلیم وتربیت کی خاطر کوشاں رہتے ہیں، آپ کی درسگاہ کا نظام تعلیم کے حق میں نہایت سخت ہوتا اور تعلیم میں سستی وکاہلی کرنے کو بالکل پسند نہیں فرماتے ہیں۔ جب تک جامعہ حنفیہ غوثیہ میں رہے تعلیم پر آپ کی خاص توجہ رہی، جامعہ کا نظام تعلیم نا قابل اطمینان ہونے کے باوجود اپنی درسگاہ کا نظام ہمیشہ مضبوط ومستحکم ہی رکھا اور جی جان سے طلبہ کو پڑھاتے اور طلبہ کو محنت وجانفشانی کی ترغیب دلاتے رہے۔ بلکہ کبھی آپ کو باہر جانا ہوتا تو فجر کے بعد اسباق پڑھا کر جاتے اور جب واپس مدرسہ میں آتے تو جن کتابوں کے اسباق رہ گئے ہوتے ان کی بھی تلافی کردیتے۔ آپ نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ ڈیوٹی کے جو اوقات ہیں انہیں میں پڑھائیں اور ان کے علاوہ اوقات میں نہ پڑھائیں، بلکہ مقررہ اوقات کے علاوہ دوسرے اوقات مثلاً فجر بعد، عصر ومغرب یا عشا کے بعد بھی طلبہ کو درس دیتے تھے تاکہ چھوٹے ہوئے اسباق کی تلافی ہوسکے۔

طلبہ کے حق میں:

بعض طلبہ آپ کی سخت مزاجی سے ناخوش ونالاں تھے مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ گلہ وشکوہ انہیں طلبہ کو رہا ہوگا بلکہ مشاہدہ بھی یہی ہے جو محنت سے جی چرایا کرتے تھے، کتابوں کے دئے ہوئے اسباق یاد نہیں کرتے تھے، یا گھومنے پھرنے کے دلدادہ تھے۔ جو یہ چاہتے تھے کہ بس ان کی خانہ پری کو قبول کرلیں۔ مگر آپ یہ ہرگز نہیں چاہتے تھے کیونکہ طلبہ کی زندگی کا مسئلہ تھا اس لئے پوری تندہی کے ساتھ تعلیم پر توجہ دیتے تھے اور سستی وکاہلی کرنے والے طلبہ کی زجر وتوبیخ کرتے تھے۔

آپ محنت ولگن سے پڑھنے والے طلبہ پر کچھ خاص توجہ دیتے اور ہر طرح سے ان کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ میں جب جامعہ حنفیہ میں زیر تعلیم تھا اور اولی کی ایک کتاب منیۃ المصلی کی گھنٹی آپ کے پاس دیدی گئی تو شروع شروع میں میں بھی گھبرایا ہوا تھا، مگر جب ایک دو روز پابندی سے درس میں حاضر ہونے لگا اور محنت ودلچسپی کو دیکھا تو مجھ پر بڑی شفقت فرمانے لگے اور شفقت بھی تنبیہ الغافلین سے کرتے تھے۔ منیۃ المصلی کی عبارات اعراب سے خالی تھیں اس لئے صحیح اعراب لگا کر عبارت خوانی ضروری تھی۔ مگر یہ کام بھی کوئی آسان نہیں تھا وہ بھی نحو وصرف کے ابتدائی طالب کے لئے کس قدر دشوار ہوگا یہ پوشیدہ نہیں ہے۔ مگر آپ نے عبارت خوانی پر ایسی توجہ دلائی اور اس قدر خیر خواہی کی کہ چند ماہ میں از خود اچھی طرح عبارت خوانی آ گئی نحو وصرف کے قواعد کے ساتھ۔ نحو وصرف کی جو بھی کتاب پڑھتا اس کے قواعد کا اجرا حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے پاس قلیوبی اور حاجی صاحب قبلہ کے پاس منیۃ المصلی میں مسلسل ہوتا۔ شروع کے دو تین ماہ نہایت کٹھن رہے، ایک ایک لفظ پر گرفت اور پرسشش ہوتی، غلطی پر تنبیہ کے ساتھ خاطر داری بھی ہوتی اور صحیح پڑھنے پر آپ آواز کچھ بلند فرمادیتے جس کی وجہ سے صحیح بھی غلط ہوجاتا پھر ضیافت ہوتی۔ پھر یقین واعتماد اور وثوق کے ساتھ صحیح وغلط کی نشاندہی کرواتے جس کی وجہ سے نحو وصرف کے قواعد ازبر ہوتے گئے اور خود پر اعتماد

ہوتا گیا اور ایک ایسا وقت آیا کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بڑی جماعت کے طلبہ کے ساتھ بڑی بڑی کتابوں کی گھنٹی میں بیٹھا لیتے۔حاجی صاحب کی محنت کا اثر تھا کہ جب جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں درجہ ثالثہ میں داخلہ ہوا تو جماعت سادسہ کے بعض بچوں کو ادب کی کتاب حل کروایا کرتا تھا۔

غالبا ۱۹۹۹ء کا واقعہ ہے کہ بیرا میں شیر نیپال کانفرنس میں شرکت کے بذریعہ ٹرین میں اور محب گرامی حضرت مولانا محمد علاء الدین برکاتی اور بھی کئی طلبہ جا رہے تھے، جئے نگر سے پہلے ایک اسٹیشن کھجوری ہے وہاں ٹرین رکی، کچوری پکوڑی، پیاجی اور پرمل (موڑھی) بک رہی تھی۔حاجی صاحب قبلہ نے کچھ اپنے لئے خریدا اتنے میں آپ کی نظر مجھ پر پڑی، آپ نے مجھے اور جتنے طلبہ اس ڈبہ میں تھے سب کو پیاجی اور پرمل اپنے روپے سے خرید دیا۔اس وقت پیازی جیسی چیز کا مل جانا بہت اہمیت رکھتا تھا۔میں اور مولانا علاء الدین دونوں آدمی مل کر ایک ہی کاغذ میں رکھ کر بیٹھ کر کھانے لگے۔یہ پہلا اتفاق تھا کہ حاجی صاحب قبلہ کی اس نوع کی خصوصی توجہ کے مستحق ہوئے۔

جامعہ حنفیہ غوثیہ میں آپ مجھ پر خاص توجہ و کرم فرمایا کرتے تھے، اس کی وجہ صرف میرا محنت و لگن سے تعلیم حاصل کرنا تھا۔جامعہ میں میرے پاس پیسوں کی کمی رہتی تھی، کچھ اچھی چیزیں کھانے کو جی چاہتا تو اس کے لئے پیسے نہیں ہوتے تھے مگر جب سے آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو آپ وقتاً فوقتاً ذرہ نوازی فرمادیا کرتے تھے۔آپ کو فقہ و تفاسیر اور احادیث کی بڑی بڑی کتابوں کے مطالعہ کا ذوق بہت تھا اس لئے اپنی نجی لائبریری میں بہت سی کتابیں جمع کر لی تھیں، ان ضخیم کتابوں کی جلد سازی پر مجھے مامور فرمادیتے اور اجرت میں کچھ روپے دیدیا کرتے تھے۔کبھی تیس روپے تو کبھی چالیس روپے۔اور تیس چالیس روپے اس وقت طلبہ کے لئے بطور خاص مجھ جیسوں کے لئے بڑی رقم ہوتے تھے۔

اگر آپ کہیں کسی دعوت میں تشریف لے جاتے تو اس وقت جو طالب علم آپ کے ساتھ ہوتا آپ اس کا بیحد خیال رکھتے تھے، اس کے کرایہ اور کھانے پینے اور ٹھہرنے کا بہترین بندوبست کرواتے تھے۔جب دسترخوان پر بیٹھتے تو طالب علم جو کھانے میں تکلف برتتا اپنے ہاتھ سے گوشت کا برتن اس کے سامنے کردیتے اور فرماتے کہ بے تکلف کھاؤ۔

بعض تلامذہ:

مفتی محمد رحمت علی امجدی برکاتی، تاراپٹی (نیپال) مفتی محمد تنویر رضا پہرہ (بہار) مولانا فیروز احمد برکاتی، برداہا (نیپال) مولانا نوشاد عالم رضوی، پھلہر پرسا (بہار) مولانا حذیفہ برکاتی، مہاراشٹر (انڈیا) مولانا معراج عالم مصباحی (کرناٹک) مولانا تحسین رضا ابن مولانا ابوالحقانی (بہار) مولانا علاء الدین برکاتی مصباحی، بہوار وا (نیپال) مولانا محمد عثمان برکاتی مصباحی، کپٹول (نیپال) ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی (تاراپٹی، نیپال)

تصنیف و تالیف:

آپ کی تحریروں، مضامین اور کتابوں پر لکھی تقریظ و تقدیم سے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آپ تصنیف و تالیف کی صلاحیت ولیاقت کی دولت سے مالا مال ہے۔ انشا پردازی اور اردو ادب میں عبور رکھتے ہیں۔ آپ کے قلم سے ایک سوانحی کتاب بھی معرض وجود میں آچکی ہے جس میں اپنے مربی واستاذ اور ملک نیپال میں اہل سنت کے محسن و مخدوم حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر اور علاقہ میں برسوں سے پائے جانے والے اختلافی مسئلہ تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ کئی ایک کتاب پر تقریظ و تقدیم بھی لکھی ہے جس سے آپ کی اردو ادب اور مختلف علوم و فنون میں مہارت کے اجمالی جلوے نمایاں ہیں۔ اگر آپ وقت نکال کر تحریر و تصنیف کی طرف عنان توجہ منعطف کر دیتے ہیں تو مختلف موضوعات پر آپ کی بیش بہا قلمی خدمات سے دنیا مستفید و مستفیض ہو سکتی ہے۔

ذوق عبادت و تلاوت:

حاجی صاحب قبلہ نے اپنی زندگی کے اکثر ماہ و سال حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت و بارگاہ اور صحبت بافیض میں گذارے ہیں اور اس بات اور حقیقت سے کوئی شاید ہی انکار کرے کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ عابد شب زندہ دار، تلاوت قرآن کریم کے پابند و عاشق اور لذت بندگی سے آشنا تھے اور آپ کی صحبت میں رہ کر یہ خصوصیت نائب شیر نیپال حاجی احمد صاحب قبلہ خوب اچھے طور پر پائی جاتی ہے۔ تلاوت قرآن سے اس قدر عشق و محبت ہے کہ قرآن شریف کی بہت سی طویل سورتیں کے آپ حافظ ہیں۔ اسی طرح راتوں کو جاگ کر آپ عبادت و ریاضت میں بھی محو رہتے اور تہجد کی نماز اور دیگر نوافل بہ شوق و خلوص پڑھتے تھے۔ میں نے جامعہ میں جتنے سال گذارے تو جس طرح حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو رات کے سناٹے میں تلاوت، درود شریف اور عبادت کے لئے خود کو تیار دیکھا حاجی صاحب قبلہ کو بھی عبادت و تلاوت اور اوراد و وظائف کے بیدار دیکھا۔ اور عبادت و تلاوت اور درود شریف کی برکت کہئے کہ اس کی چمک اور تابانی آپ کی پیشانی پر ہویدا ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ایسے با اخلاص اور مرد مجاہد کی عمر و علم میں بے پناہ برکتیں نازل فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نوٹ:

حاجی صاحب قبلہ کے جو کچھ احوال بیان ہوئے اپنی دانست کے مطابق بیان کیا اور چند اہم معلومات آپ نے خود فراہم کئے۔ آپ کے صاحبزادہ مولانا نور مصطفی برکاتی صاحب سے کئی بار کہا کہ حاجی صاحب کی حیات و خدمات پر کچھ لکھ کر بھیج دیں تاکہ شامل کتاب کر لیا جائے، مگر آج کل کرتے کرتے تقریباً تین سال ختم ہو گئے مگر کچھ بھی لکھ کر محترم بھیج نہیں سکے۔ بعد میں تو کال ریسیو بھی نہیں کرنے لگے۔ اس لئے حاجی صاحب کے احوال میں کچھ کمی بیشی نظر آئے تو قارئین مطلع فرمائیں۔

حضرت مولانا محمد حسین صدیقی معروف بہ ابوالحقانی علیہ الرحمہ

خطابت کی دنیا کے بے تاج بادشاہ، احادیث نبویہ کی خوشبو سے دلوں کو مہکا دینے، ذہن وفکر کو مشکبار کر دینے اور برمحل حدائق بخشش کے اشعار سے سامعین کو مست کر دینے اور زور وندرت خطابت سے حقانی کا ناطقہ بند کر دینے والی عظیم شخصیت کا نام محمد حسین ابوالحقانی ہے۔ جو کم وبیش چالیس سال تک احادیث نبویہ ملک و بیرون ملک اہل سنت کو سنا سنا کر عشق نبوی کی شمع فروزاں کرتے رہے، شب وروز اعلیٰ حضرت کے مشن کو فروغ دیتے رہے، مرشد ومحسن گرامی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور مرشد اجازت و استاذ ومربی حضور مفتی اعظم نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ کے فیضان کو پوری دنیا میں عام کرتے رہے۔ اپنے انداز خطابت سے اہل سنت کی نمائندگی، مذہب اسلام کی اشاعت و پاسبانی مساجد ومدارس اور تنظیمیں قائم کر کے دینی ملی اور سماجی خدمات کا فریضہ انجام دیتے رہے، نیز تصنیف وتالیف کو اپنی دلچسپی کا حصہ بنا کر گراں قدر علمی اثاثہ مسلمانوں کو عطا کر کے دنیا سے تشریف لے گئے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے آپ کا قلبی لگاؤ تھا اور جذبہ جاں نثاری کے ساتھ اپنے استاذ ومخدوم گرامی سے الفت و عقیدت رکھتے تھے۔ اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بھی بیحد پیار ومحبت اور شفقت کے پھول آپ پر برساتے تھے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی نگاہ میں آپ کی بڑی عزت وقدر تھی اور ایک خاص مقام تھا جو قابل رشک تھا۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت میں جب بھی آپ کی حاضری ہوتی بڑے ادب کے ساتھ حاضر ہوتے اور وہاں آپ کی شایان شان خوب خاطر تواضع کی جاتی۔ جب آپ کی آمد کی اطلاع حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو ہوتی تو ان کے لئے خاص تیاری کرواتے، میٹھائی، بسکٹ نمکین اور پھل پہلے ہی منگوا لئے جاتے تھے۔ طلبہ میں اعلان کروا دیتے کہ ابوالحقانی صاحب آ رہے ہیں۔ اکثر طلبہ کو نصیحت کے لئے طلبہ کے بیچ کھڑے کر دیتے اور پھر اپنے تجربات ومشاہدات اور ارشادات سے طلبہ کے حوصلوں کو پرواز بخشنے والے اہم نکات سے نوازتے۔ جب سفر میں کسی پروگرام کے دوران قیام گاہ پر ملاقات ہوتی تو ادبا حقانی صاحب کھڑے رہنے کو پسند فرماتے مگر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اپنے سامنے یا اپنے بازو میں بیٹھنے کا اشارہ فرماتے۔ خیر وخبر دریافت فرماتے اور دیر تک مختلف موضوع پر گفتگو فرماتے۔

آپ کی عشق وعرفان اور حب رسول اکرم ﷺ سے لبریز تقریر کے حضور شیر نیپال بھی دیوانے تھے۔ جس انداز میں احادیث نبویہ سناتے تھے اس سے دلوں کو سکون ملتا تھا، سینہ کو ٹھنڈک ملتی تھی اور سوز عشق رسول میں اضافہ ہوتا تھا۔ اس لئے اپنی

صدارت وسرپرستی میں ہونے والے جلسوں میں آپ کو ضرور دعوت دلواتے۔ایک بار لہان میں جامعہ رابعہ بصریہ للبنات کے افتتاح کے موقع پر ۱۸ر شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۶ر جون ۲۰۱۵ء ایک کانفرنس ہونا طے ہوا،جس میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی سرپرستی تھی،بہت سارے علما کے نام پوسٹر میں تھے۔ابوالحقانی صاحب کی دعوت نہیں تھی۔آپ نے فرمایا کہ انہیں بھی مدعو کیا جائے ،کیونکہ ابوالحقانی کی زبانی احادیث رسول سماعت کرنے سے دل میں حضور رحمت عالم ﷺ کا عشق پیدا ہوتا ہے۔ذکر رسول کا جلسہ ہو اور ابوالحقانی کے انداز میں احادیث میں پڑھ کر سنانے والا نہ ہو لطف نہیں آتا ہے۔اس لئے انہیں مدعو کیا جائے جو بھی اخراجات ہوں گے اگر کمیٹی کی مقدور سے باہر ہوں گی تو میں ان کا ذمہ لیتا ہوں اور پھر ابوالحقانی صاحب کو دعوت دی گئی تاریخ خالی نہ ہونے کے باوجود حضور شیر نیپال کی محبت میں دعوت قبول کرکے آپ تشریف لائے اور پھر اپنا بیان کرکے اسی شب دوسری جگہ کے لئے روانہ ہو گئے جہاں کی تاریخ پہلے ہی آپ نے لے لی تھی۔

حضرت مولانا محمد حسین ابوالحقانی صاحب علیہ الرحمہ کے شباب کا عالم تھا،ابھی افق خطابت پر مثل بدر چمکنے کا ابتدائی دور تھا،بنارس میں ایک عظیم الشان جلسہ تھا جس میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ،حضور محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے علاوہ متعدد اکابر علما جلوہ فرما تھے۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اور محدث کبیر مدظلہ العالی اسٹیج پر رونق افروز ہیں ،حضرت ابوالحقانی صاحب ان دونوں بزرگوں نے فرمایا مولانا ابوالحقانی صاحب آج آپ کو تقریر کرنی ہے۔یہ پہلا اتفاق تھا کہ ان دو عظیم وجلیل القدر اور بارعب شخصیات کی موجودگی میں آپ کو خطاب کرنا تھا۔اس لئے کچھ آپ نے گھبراہٹ محسوس کی،ہمت و حوصلہ ساتھ نہیں دے رہا تھا کہ اتنی عظیم شخصیات کے ہوتے کیسے تقریر کریں۔اس وقت حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اسٹیج پر تشریف فرما نہیں تھے۔ایک لمحہ تاخیر کئے بغیر ابوالحقانی صاحب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچ گئے اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا حکم اور اپنی ذہنی و دلی کیفیت سے مطلع کیا۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے فرمایا گھبرانے کی ضرورت نہیں اور پھر اپنے سر سے عمامہ اتار کر ان کے سر پر باندھ دیا اور فرمایا چلئے میں بھی اسٹیج پر چلتا ہوں آپ تقریر کیجئے۔حضور شیر نیپال کی دعا اور عمامہ کی برکت کہئے کہ مولانا ابوالحقانی صاحب نے دیر تک بلند ہمتی کے ساتھ خطاب کیا اور ایسا خطاب کہ عوام تو عوام اکابر علما و مشائخ بھی آپ کی تقریر سے جھوم اٹھے اور سبھوں نے اپنی دعاؤں سے نوازا۔(۱)

دنیا کے اکثر گوشوں میں آپ نے تبلیغی اسفار کئے ہیں اور ہر جگہ اسلام کا پرچم بلند کیا،مسلک اعلیٰ حضرت کا پیغام کیا اور دعوت وتبلیغ سے عقائد حقہ کی اشاعت اور مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کی۔اگر ملک نیپال کی بات کریں تو نیپال کا اکثر حصہ آپ کی خدمات جلیلہ اور دعوت وتبلیغ کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔اپنی تقریر کے ذریعہ یہاں کے مسلمانوں میں اسلام کی محبت

(۱) بروایت مولانا ساجد حسین برکاتی مصباحی لہنہ شریف

اور مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت کا جذبہ پیدا کیا اور وہابیت و دیوبندیت کی سرکوبی کے لئے اپنی ذات کو پیش کیا۔ نوجوانوں میں دینی امنگ کی لہر پیدا کی اور داڑھی جیسی عظیم سنتو کی روشنی سے سینکڑوں چہروں کو پرنور بنایا اور مساجد کو آباد کرنے والے نمازی بنائے۔ مگر افسوس اس بات کا ہے جس عظیم شخصیت نے تا حیات نیپال کو اپنی تقریر و تحریر اور دعوت و تبلیغ کی نہر سے سینچائی کی مذہبی تاریخ نویس نے ایسی شخصیت کی خدمات و احسانات کو فراموش کر کے فکری عصبیت اور تنگ نظری کا ثبوت دیدیا اور تاریخ کے ساتھ ناانصافی کا مرتکب ہوا۔ جبکہ وہی تاریخ نویس نے اپنی کتاب میں کچھ ایسی شخصیات کو جگہ دی ہے جن کی آمد ملک نیپال میں ایک دو بار ہی رہی ہے اور بہت بعد میں ہوئی۔ مگر مولانا ابوالحقانی جیسی شخصیت اور عظیم داعی ایک دو بار نہیں اور نہ ایک دو سال اور نہ ایک دو پروگرام اور محافل میں شرکت کی بعد فراغت سے وصال سے قبل تک نیپال کو اپنی تبلیغ کا دائرہ بنائے رکھا، اپنی پرنور خطابت سے جگمگاتے رہے، تدریسی خدمات بھی انجام دی، مالی تعاون سے مساجد کی تعمیر میں بھی حصہ لیا اور بھی کئی طریقوں سے دین وسنیت کی یہاں خدمات انجام دی ہے اور ان کا خدمات کے اثرات و نفع بخش نتائج بھی ہیں اس کے باوجود انہیں فراموش کرنا، ان کی خدمات جلیلہ سے چشم پوشی کرنا اور نسل نوکوان کے دینی ملی کارناموں سے اندھیرے میں رکھنا ظلم ہی تو ہے۔

آپ کی حیات و خدمات پر ایک مبسوط مضمون مولانا غلام سرور مصباحی ناظم تعلیمات جامعہ فاطمۃ الزہرا دونار چوک دربھنگہ نے لکھا ہے اسی کا بعض حصہ اختصار کے ساتھ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

نام ونسب: محمد حسین صدیقی رضوی معروف و مشہور نام (ابوالحقانی) ابن شیخ عبدالجلیل بن شیخ کریم بخش بن شیخ ہمت میاں۔

ولادت: مقام و پوسٹ لوکہا، بازار، ضلع: مدھوبنی صوبہ: بہار

تاریخ پیدائش: 2/12/1956

ابتدائی تعلیم:

مدرسہ تنظیم المسلمین لوکہا، الجامعۃ الحنفیہ جنک پور دھام نیپال، اور چھ ماہ بریلی شریف میں ابتدائی تعلیم حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے الجامعۃ الاشرفیہ میں داخلہ لیا۔ چار سال تک حافظ ملت علیہ الرحمہ اور دیگر اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب طے کیا اور وہیں سے سند و دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

مخصوص اساتذہ کرام:

جلالۃ العلم حافظ ملت حضرت علامہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان۔ حضرت مولانا زبیر احمد قادری صاحب۔ شیر نیپال حضرت علامہ مولانا جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ۔ حضور محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفی صاحب قبلہ۔ بحر العلوم حضرت علامہ مولانا مفتی عبد المنان صاحب علیہ الرحمہ۔ صدر العلما حضرت علامہ مولانا تحسین رضا صاحب قبلہ علیہ

الرحمہ۔محدث جلیل حضرت علامہ مولانا عبدالشکور صاحب قبلہ۔

تدریسی خدمات:

فراغت کے بعد ایک سال آپ نے الجامعۃ الحنفیہ جنکپور دھام نیپال میں طالبان علوم نبویہ کی علمی پیاس بجھائی اور بعد ازاں مدرسہ فیض الغربا آرا میں چھ سال تک زینت مسند تعلیم و تعلم رہے اور بخاری شریف تک کا درس دیتے رہے۔

تعمیری و تنظیمی خدمات:

دار العلوم رضائے مصطفی ،لوکہا بازار۔جامعۃ فاطمۃ الزہرا ،دونار چوک دربھنگہ۔آر،ایس ،میموریل ہاسپٹل، دربھنگہ۔رضا جامع مسجد،لوکہا بازار۔نوری جامع مسجد،ساہر گھاٹ ،مدھوبنی۔اس کے علاوہ بھی آپ نے مختلف مدرسوں اور مسجدوں کی بنیاد رکھی جہاں کی تعمیر وترقی کے مراحل آپ اپنی سرپرستی میں انجام دلواتے رہے اور پھر مسجد و مدرسہ وہیں کے باشندگان کے حوالہ فرمادی۔علاوہ ازیں درجنوں بچیوں کی شادی آپ نے اپنے جیب خاص اور دیگر اہل ثروت افراد کی مدد سے کروائی۔بے شمار مریضوں کا اپنے ہاسپیٹل اور دیگر اسپتال میں علاج کروایا۔جید علمائے کرام کو اپنی طرف سے آدھی رقم دے کر حج کروایا اور متعدد کو عمرہ جیسی سعادت بھی حاصل کروائی۔

تبلیغی خدمات:

آپ نے اب تک ملک کے ہر صوبہ اور یورپ وایشیا کے تقریبا ۴۰ ملکوں کا تقریری وتبلیغی دورہ فرمایا ہے اور جہاں بھی آپ تشریف لے گئے اعلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے فکر ونظر کی بھرپور ترجمانی کرتے ہوئے عوام وخواص کو فکر رضا کے سانچے میں ڈھالنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔آپ نے اپنی کوششوں سے ان علاقوں میں بھی مسلک اعلی حضرت کا جھنڈا بلند کیا ہے جہاں مسلک اعلی حضرت کے ماننے والے یا تو انتہائی کم تھے یا بس نام کے تھے۔آپ نے ان علاقوں کا دورہ کر کے اپنی پر اثر تقریر کے ذریعہ ان کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کیا اور گمرہی کے دل دل میں پھنس چکے لوگوں کو اس دلدل سے نکالا۔اعلی حضرت کی ذات کے تعلق سے طرح طرح کے وہم کے شکار لوگوں کو اعلی حضرت کی صحیح تعلیمات سے آگاہ کیا اور بدعقیدوں کے ذریعہ پھیلائے گئے اس پروپیگنڈہ کا بھی بھرپور جواب دیا کہ اعلی حضرت نے اپنے فتاوی کے ذریعہ لوگوں کو کافر بنایا ہے یا طرح طرح کی بدعتوں کو دلیل سے ثابت کیا ہے،آپ نے ان علاقوں میں اعلی حضرت کا صحیح تعارف کروایا اور عوام الناس کو بتایا کہ اعلی حضرت کے کارنامے کیا ہیں اور برصغیر ہند وپاک کے مسلمانوں پر ان کے کیا احسانات ہیں۔انہوں نے کس طرح اُس پرفتن دور میں عالم ربانی وعاشق رسول ﷺ ہونے کا حق ادا کیا جب کہ کچھ نام نہاد مسلمان انگریزوں کے اشارہ پہ قرآن وحدیث کا من گڑھت مطلب بتا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے۔آپ نے اب سے کچھ سال پہلے ایک تنظیم سنی جمیعۃ العلما

دربھنگہ کمشنری کا قیام عمل میں لایا۔ جس کے بینر تلے ملک بھر میں بالعموم، اور صوبہ بہار کے مشرقی علاقہ میں بالخصوص فکر رضا کی ترویج واشاعت کی کامیاب کوشش کی جارہی ہے۔

پالن حقانی جب اپنے دور میں قرآن وحدیث کا غلط مفہوم ومطلب بتا کر اللہ ورسول کی شان میں گستاخیاں کر کے عوام اہل سنت کو گمراہی کے دل دل میں ڈھکیلنے کی مذموم کوشش کر رہا تھا تو وقت اور ضرورت کے مطابق بزرگان دین کے اشارہ پر قرآن و حدیث کے حوالہ سے فکر رضا کے سانچے میں اصلاح عقائد واعمال کو بطور خاص اپنا موضوع سخن بنا کر باطل قوتوں بالخصوص پالن حقانی کو دنداں شکن جواب دینا آپ نے شروع کیا۔ پورے ملک میں جہاں جہاں اس نے بے دینی پھیلائی تھی وہاں دین پھیلانے کے لئے آپ کو بلایا جانے لگا اور آپ نے بھی اسے عطائے الہی اور نعمت ربانی سمجھ کر اس دور میں خوب محنت اور دین نبی کے لئے خوب سفری مشقتوں کو برداشت کیا۔ نتیجتا اس کا زور کم ہوا اور ہزاروں گم گشتگان راہ نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی سعادت حاصل کی اور آئندہ زندگی میں مسلک اعلی حضرت کا پابند بن کر زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا۔ پالن حقانی کے جواب کا سلسلہ جب ایک بار شروع ہوا تو پتہ ہی نہیں چلا کہ محمد حسین صدیقی کب اور کیسے پالن حقانی کے باپ یعنی ابوالحقانی ہو گئے۔ پھر اس دور سے لیکر اس دور تک ابوالحقانی کا لقب اتنا مشہور ہوا کہ ابوالحقانی کو آج زمانہ جانتا ہے محمد حسین صدیقی کو صرف اس کے خاندان اور آس پڑوس کے لوگ جانتے ہیں۔ بنگلور میں لگا تار ۲۷ تقریریں فرما کر آپ نے لوگوں کے دین وایمان کو مضبوط کیا اور عوام الناس کو مسلک اعلی حضرت سے قریب کیا۔ بھٹہا نیپال جہاں کے وہابیوں نے حضور شیر نیپال کو پہلی بار تقریر نہیں کرنے دیا بہت ہی شرارت کی، کئی سال کے بعد جب وہیں پہ آپ کی تقریر ہوئی تو تقریر سن کر وہی لوگ جو راستہ روکے تھے توبہ کیا اور حضور شیر نیپال سے مرید ہو گئے اور یہ کہتے پھرتے تھے کہ آج تک ایسی تقریر نہیں سنی۔

آپ براعظم افریقہ کے کئی ممالک کے تبلیغی دورے پہ بارہا جا چکے ہیں۔ یورپ کے مختلف شہروں کی خاک بھی چھانی ہے۔ پڑوسی ملک پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا کا بھی کئی بار تبلیغی دورہ فرما چکے ہیں اور نیپال کی تو کوئی گنتی ہی نہیں کہ اس ملک کا سفر دیگر ممالک کے سفر کی طرح نہیں، وہاں بھی آپ لاتعداد بار جا کر احکام قرآن وسنت سے لوگوں کو روشناس کروا چکے ہیں۔

بیعت وخلافت:

آپ مفتی اعظم مرشد اعظم شبیہ غوث اعظم علامہ مولانا مصطفی رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید ہیں۔ جب کہ آپ کو شیخ فضل الرحمٰن ابن ضیاء الدین مہاجر مدنی علیہ الرحمہ، تاج الشریعۃ علامہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ بریلی شریف، علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف، مفتئ اعظم نیپال علامہ جیش محمد صدیقی شیر نیپال لہنہ شریف، مفتی رجب علی نانپارہ اور علامہ سید شاہ قائم قتیل دانا پوری، علامہ ریحان رضا خاں رحمانی میاں، علامہ مفتی ایوب صاحب مراد آباد، مولانا بشیر برکاتی صاحب علیہ

الرحمہ وغیرہم سے تمام سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔

حج وزیارت:

اب تک آپ حج وعمرہ کی نیت سے تقریبا اسی سے زائد بار حرمین شریفین کا سفر فرما چکے ہیں جن میں ۳۴ حج اور ۵۰ سے زائد بار عمرہ کی سعادت شامل ہے۔آپ کی پہلی حاضری حرمین شریفین کی مبارک سرزمین پر اس وقت ہوئی جب کہ لوگ کشتی ہی سے حج کو جایا کرتے تھے اور بہت سی وہ نشانیاں اس وقت باقی تھیں جن کو آج نجدیوں، وہابیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں نیست ونابود کر دیا ہے۔آپ کی اسی خصوصیت کی بنیاد پہ بہت سے احباب آپ ہی کے ساتھ حج وعمرہ پہ جانے کو ترجیح دیتے تھے کہ آپ بہت سے ان مقامات سے بھی ساتھ والوں کو آگاہ کرتے تھے جن سے آج کے معلمین حج وعمرہ بے خبر ہیں۔

تصنیف وتالیف:

آپ کی مختلف تصنیفات کے نام یہ ہیں۔ضیائے حدیث، حق کی تلوار، خطبات ابو الحقانی، حاضر وناظر، جنتی کون، دینے والا ہے سچا ہمارا نبی، صدقات، زیارات۔اربعین حقانی۔

خطابت:

آپ اپنی تقریری صلاحیت کی بنیاد پر پوری دنیا میں مشہور ومعروف ہیں۔آپ کی تقریر علماء طلبہ عوام خواص سب کے لئے یکساں مفید ہوتی تھی، اسکول کے ٹیچر ہوں یا مدرسوں کے اساتذہ، کھیت میں کام کرنے والے کسان ہوں یا سوٹ بوٹ میں ملبوس ہوکر آفسوں کی زینت بڑھانے والے صاحبان، سبھوں کے لئے کچھ نہ کچھ مواد آپ کی تقریر میں ضرور ہوتا تھا۔ساتھ ہی دوران تقریر جن جملوں کو آپ شرف استعمال بخشتے ہیں وہ اتنے سادہ ہوتے ہیں کہ ادنی سے ادنی طالب علم بھی اس کو سمجھ کر جھوم اٹھتا ہے اور اثر آفرینی کا عالم یہ ہوتا ہے کہ صاحب جبہ ودستار بھی مچل کر داد دینے سے خود کو نہیں روک پاتے۔جس موضوع کو آپ اختیار کرتے اس پہ سیر حاصل گفتگو فرماتے تھے اور اسے اپنی کمال خطابت سے اس درجہ کمال پہ پہنچا دیتے ہیں کہ اگر حوالوں کے ساتھ بیان نہ کریں تو بہت سے افراد اس شک میں پڑ جائیں کہ بس یوں ہی اپنے من کی بات کر رہے ہیں۔مگر حضرت کی یہی خاص بات تھی کہ فقط حوالہ پیش نہیں کرتے، حوالہ کے ساتھ چیلینج بھی پیش کرتے ہیں اور حوالہ بھی عام فہم کتابوں کا نہیں بلکہ ایسی کتابوں کا جنہیں ماننا ہر کس وناکس کی مجبوری ہے۔آپ کی تقریر کا انداز، لب ولہجہ، آواز کا زیر وبم اتنا دلکش ودلنشیں ہوتا ہے کہ جی چاہتا ہے بس آپ سناتے رہیں اور ہم سننے والے سنتے رہیں۔میٹھی آواز میں حدیث سنا کر، اس کی شرح کر کے اسی پہ منطبق جب اعلی حضرت کا شعر سناتے ہیں تو مجمع مچل اٹھتا ہے۔

کئی علما کی زبانی میں نے سنا کہ رد کرنے کا جو انداز اور ملکہ اللہ نے آپ کو دیا ہے دعا گو ہوں اللہ دیگر خطبا کو بھی عطا فرما

دے۔آپ اس خوش اسلوبی سے احسن انداز میں رد کرتے تھے کہ زبان و بیان کا معیار بھی قائم رہتا ہے اور باطل فرقوں کے پرخچے بھی اڑ جاتے ہیں۔قرآن وحدیث کی روشنی میں حوالوں کے ساتھ جب تقریر فرماتے تو ایسا لگتا واقعی بزرگوں کی دعائیں بول رہی ہیں۔اکثر آپ اپنی تقریر کے درمیان بڑے وثوق سے بزرگوں کی عطا کی طرف یوں اشارہ کرتے نظر بھی آتے ہیں ؎

تو نے پی کتابوں سے میں نے پی نگاہوں سے
فرق ہے بہت ساقی تیرے میرے پینے میں

عادات وخصائل:

مریدین کو راہ حق پہ ڈٹے رہنے کی تاکید،عقیدہ و ایمان کو بچائے رکھنے کی نصیحت اور مختلف مواقع پہ وعظ و نصیحت کے ذریعہ عمل صالح کی تاکید کرتے رہنا آپ کی عادت میں شامل تھی۔بدعقیدوں سے دور رہنا،ان کے کسی پروگرام میں شریک نہ ہونا، ان کی دعوت میں شریک نہ ہونا،ان کے گھر شادی بیاہ نہ کرنا،ہر محاذ پر انہیں پسپا کرنا،حق و باطل کی جنگ میں ہمیشہ اہل حق کی نصرت وامداد کرنا، یہ آپ کے اوصاف جمیلہ کے چند نمونے ہیں جنہیں دنیا نے ماتھے کی نگاہوں سے ملاحظہ اور مشاہدہ کیا ہے۔کل اناءٍ یترشح بما فیہ کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے مریدین کو بھی آپ انہیں باتوں کی نصیحت کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے دامن محبت سے لپٹے ہوئے اکثر افراد آپ کو مذہب ومسلک کے معاملہ میں کسی طرح کا سمجھوتہ کرتے نظر نہیں آئیں گے۔

شادی بیاہ،اولاد وامجاد:

آپ کی پہلی شادی باڑاٹولہ ضلع مدھوبنی میں ہوئی جن سے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔پہلی زوجہ کی حیات تک آپ نے دوسری شادی نہیں کی،۲۰۰۷ء میں ان کے انتقال کے بعد آپ نے عبد الرحمن اسٹریٹ کولکاتا میں دوسری شادی ایک بیوہ عورت سے کی،ان سے کوئی اولاد نہیں ہے۔

آپ کو دینی وعلمی خدمات کے اعتراف میں آپ کو بے شمار ایوارڈ سے بھی نوازا گیا ساری تفصیلات تو ہمیں معلوم نہ ہو سکی حضرت سے میں نے ایک بار عرض کیا کہ حضور آپ اس کی فہرست عطا فرما دیتے تو بہتر ہوتا۔حضرت نے کہا ایک دو ایوارڈ ہو تو بتاؤں میں کتنا یاد رکھوں،ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں مگر مصروفیت کی وجہ سے یہ نہ ہو سکا۔پچھلے چند سالوں سے میں حضرت کے ساتھ رہا ان ایام میں جو ایوارڈ پیش کیا گیا ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت ایوارڈ: یہ ایوارڈ صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر جامعہ نوریہ بریلی شریف میں حضرت علامہ منان رضا خاں منانی میاں کے دست مبارک سے آپ کو یہ ایوارڈ پیش کیا گیا۔

❁ مفتی اعظم ہند ایوارڈ ❁ مجاہد ملت ایوارڈ ❁ تاج الشریعہ ایوارڈ ❁ شیر بہار ایوارڈ ❁ سرکار تیغ علی ایوارڈ

❁ خلیل ملت ایوارڈ ❁ امام احمد رضا ایوارڈ

وفات پر ملال:

۱۲ستمبر ۲۰۲۰ء مطابق ۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر بوقت ۵:۰۸ ۴۵ بجے شب اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

آپ کا مزار مبارک آبائی قصبہ لوکہا، بازار، رضا جامع مسجد کے پاس ہے۔

(حوالہ: سوشل میڈیا ئی گروپ: حفیظ ملت فاؤنڈیشن)

خطیب عرب وعجم حضرت مولانا محمد حسین ابوالحقانی علیہ الرحمہ اپنے استاذ گرامی حضور شیر نیپال سے بیحد محبت فرماتے تھے اور جس انداز میں عقیدت کا اظہار کرتے تھے وہ قابل رشک ہوا کرتا تھا۔ اپنی ایک کتاب غالبا میلاد وقیام یا حق کی تلوار میں شرف انتساب کے تحت لکھتے ہیں:

’’عہد حاضر کا عدیم المثال رہنما، مسند درس وتدریس کا مجاہد اعظم جنہوں نے اپنے علمی فضل وکمال کے اوپر درویشی کی چادر ڈال رکھی ہے، جن کے دل میں صحیح معنوں میں ملت کا درد، قوم کا احساس، خوف خداوندی کا پاس، سیرت رسول کا لحاظ ہے، عقائد باطلہ کے لئے دندان شکن جواب ہیں، جو بیک وقت علم شریعت وطریقت کے ایسے سنگم ہیں جہاں ہر تشنہ لب کو سیرابی حاصل ہوتی ہے۔ جن کی آغوش عاطفت نے مجھ ذرہ ناچیز کو بھی سنبھالا ہے اور غلامی کا شرف بخشا ہے، جن کی نیک دعائیں ہمیشہ ہمارے شریک حال ہیں، یہ محنت وکاوش انہیں کے قدموں پہ نچھاور ہے، یعنی محسن ملت، ناشر مسلک اہل سنت، استاذ محترم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا محمد جیش صاحب قبلہ (شیر نیپال) صدر المدرسین دار العلوم حنفیہ جنکپور دھام (نیپال)

ابوالرضا محمد حسین الصدیقی

9 ربیع الآخر 1399ھ

تذکرۂ ابوالحقانی حضرت ابوالحقانی علیہ الرحمہ کی ایک تاثراتی تحریر پر ختم کیا جا رہا ہے جو تاثر انہوں نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات میں اپنے استاذ ومربی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے حوالے سے تحریر فرمایا تھا:

’’امام المتکلمین، سند المحققین، استاذ العلماء، فقیہ ملت نیپال، مناظر اہل سنت، شیخ طریقت، وحید عصر، فرید دہر حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی قادری مدظلہ العالی کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں، جو بھی کہا جائے، لکھا جائے اس سے سوا ہیں۔ آج پورے نیپال اور بہار کے اطراف واکناف میں مسلک اعلیحضرت کے بیل بوٹے نظر آرہے ہیں آپ کی ہی محنت وکاوش کا ثمرہ ہے۔ میں نے اپنی نظروں سے دیکھا ہے کہ اعداء دین وہابیہ، دیابنہ کے علاوہ سنی کہلانے والے بھی آپ کے دشمن ہوگئے اور اس طرح ہر ہر چہار جانب سے خوف وہراس کا ماحول پیدا کر دیا کہ رستم وقت بھی ہوتا تو اس کے قدم میں لغزش آجاتی۔ مگر رضوی برکاتی قادری

شیر ذرا بھی مایوس نہ ہوئے۔اس آندھی،طوفان میں مسکراتے رہےاور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا وہی ترانہ گنگناتے رہے ؎

ایک طرف اعداء دیں ایک طرف ہیں حاسدین
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروروں درورد
کیوں کہوں بیکس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فدا تم پر کروروں درود

علم کا سمندر، اخلاق نبوی کا پیکر، حسن وجمال کا مرقع جہاں گئے جس مقام پر گئے اپنے ہوں یا بیگانہ زبان پر ایک ترانہ ؎

یارسول اللہ ہر جفا ہر ستم گوارا ہے
اتنا تو کہدے کہ تو ہمارا ہے

مسلک اعلیٰ حضرت کی ایسی سچی خدمت کر رہے ہیں کہ دن بدن پیارے نبی کے صدقہ میں مراتب بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں،مقبولیت عوام وخواص میں بڑھتی جا رہی ہےاور حاسدین حسد کی آگ میں جل بھن کر خاک ہو رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ایک بار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا نے حضور محدث اعظم نیپال مفتی جیش محمد صاحب قبلہ کو خواب میں اپنی زیارت سے شرفیاب فرمایا اور فرمایا مولانا جیش محمد صاحب آپ کے دینی خدمات اور استقامت فی الدین کو دیکھ کر میں بہت ہی مسرور ہوں، ہاتھ بڑھائے آپ سے مصافحہ کرنے کو جی چاہتا ہے۔

اپنوں کے لئے نہایت ہی شفیق اور اعداء دین کے لئے شمشیر برہنہ، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے کردار وعمل کے مکمل نمونہ۔ ؎

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی عروج وارتقا کی منزل پر پہنچتا ہے تو وہ محسود ہو جاتا ہےاور خواہ مخواہ حاسدین پیدا ہو جاتے ہیں اور حسد کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔جیسے امام اعظم ابوحنیفہ، امام بخاری محمد بن اسمٰعیل، امام احمد بن حنبل وغیرہ کی سیرت کا مطالعہ کیجئے تو پتہ چلے گا کہ ان بزرگوں پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے مگر دامن مصطفیٰ کو نہیں چھوڑا، شریعت مطہرہ کو تار تار نہ ہونے دیا، خوف خدا کا پاس ولحاظ رکھا اور یہی فرماتے رہے ؎

چھوٹ جائے دولت کونین تو کیا غم
چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامن محمد

کم وبیش یہی حال مفتی اعظم نیپال کے ساتھ ہوا اور گا ہے گاہے حاسدین واعداء دین اب بھی ناپاک کوشش کرتے رہتے ہیں۔مگر حضور شیر نیپال مسکرا مسکرا فرماتے رہے ؎

عدو بد دین مذہب والے حاسد
تو ہی تنہا کا زور دل ہے یا غوث
حسد سے ان کے سینے پاک کردے
کہ بدتر دق سے بھی یہ سل ہے یا غوث

ایک بار میں نے مشاہدہ کیا کہ حضور شیر نیپال لوکہا تشریف لائے ،اس وقت سواریاں کم چلتی تھیں ،آمد ورفت کا اہم مسئلہ تھا۔ حضور شیر نیپال لوکہا تھانہ چوک پر بس کی آمد کا انتظار فرما رہے تھے اور ساتھ میں چند خدام ،مولانا محمد منیر الدین مرحوم دیودھا بھی تھے۔ اچانک ایک نجدی مولوی جو اس علاقہ کا معتبر اور بڑا عالم دیوبندی دھرم کا تھا۔مولانا محمد منیر الدین نے صاحب عرض کیا حضور یہ دیوبندی کا بہت بڑا عالم ہے،ادھر کسی نے اس نجدی مولوی سے کہہ دیا کہ یہ نورانی چہرہ والے جو کھڑے ہیں حضور شیر نیپال ہیں۔نجدی مولوی آگے بڑھا اور حضور شیر نیپال سے کہا السلام علیکم اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔حضور شیر نیپال نے جواب نہیں دیا اور ڈانٹ کر فرمایا الگ ہو، گستاخوں کا جواب دینا اور مصافحہ کرنا شرعاً ممنوع ہے۔اس وقت اس نجدی کا چہرہ بالکل چقندر کی طرح ہوگیا۔سچ ہے ؎

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

تقویٰ وطہارت ،صوم وصلوٰۃ ،صداقت وحقانیت میں اپنے اکابر کے پرتو ہیں۔زبان میں اللہ نے خوب تاثیر عطا کی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے جن کے لئے جو دعا فرما دیئے وہ ہو جاتا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے''ان سألنی لا عطینہ''

۞۞۞

مفتی محمد مجیب الرحمٰن صدیقی قادری برکاتی (برداہا، نیپال)

زینت مسند وافتاء، فقیہ عصر، خطیب باکمال، مبلغ اسلام، مفکر اہل سنت حضرت العلام مفتی محمد مجیب الرحمٰن صدیقی قادری برکاتی مدظلہ النورانی ان سعادت مندوں میں سے ایک ہیں جنہیں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں مقام وقرب خاص حاصل تھا۔ بلکہ آپ تو بہت ہی زیادہ قریب تھے اور آپ پر شیر نیپال کو ناز بھی تھا اور پورا اعتماد بھی۔ آپ کی شخصیت پرکشش اور متوازی صفتوں سے آراستہ ہے۔ آپ کی شخصیت پورے نیپال اور گردونواح میں محتاج تعارف نہیں، خصوصاً کرناٹک (انڈیا) کا پورا علاقہ آپ کو جانتا اور پہچانتا ہے۔ آپ کی شخصیت مہر نیم روز کی طرح آشکارا ہے، بے شمار اساتذہ کے استاذ اور بے شمار فرزندان توحید کے مرجع ہیں، زہد وتقویٰ، اخلاص ووفا آپ کو ورثہ میں ملا ہے۔ آپ اخلاق حسنہ اور صفات عالیہ کا مرقع ہیں۔ حکمت ودانائی، طہارت وپاکیزگی، بلندیٔ کردار، خوش مزاجی وملنساری، حلم وبردباری، خلوص وللّٰہیت، شرم وحیا، صبر وقناعت، صداقت واستقامت وغیرہ بے شمار خوبیاں آپ کی شخصیت میں جمع ہیں۔ آپ جہاں ایک عاشق رسول، عالم باعمل اور لاجواب خطیب ہیں، وہیں آپ محنت کش استاذ بھی ہیں، طلبہ کے ساتھ حسن سلوک کرنا، ان کی اچھی تربیت کرنا، ان کو سنوارنا اور اُن کو آگے بڑھنے کے لئے مفید مشورے دینا اور مواقع فراہم کرنا، یہ آپ کی امتیازی شان ہے۔ آپ جس طالب علم میں جو خوبی دیکھتے ہیں اس خوبی میں اس کو سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا ہر شاگرد آپ سے دلی محبت کا اظہار کرتا ہے۔ آپ جہاں جاتے ہیں وہاں طلبہ کی بھیڑ جمع ہو جاتی ہے، چاہے وہ نیپال ہو یا بنگلور کی سرزمین، آپ کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد صوبۂ کرناٹک میں پائی جاتی ہے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان آپ کے بارے میں بارہا فرمایا کرتے تھے ''مفتی صاحب! آپ چمکئے اور چمکایئے''۔ یقیناً ایک اللہ کے ولی کی زبان سے نکلی ہوئی بولی سو فیصد صحیح ہو رہی ہے کہ آپ سے جو قریب ہوتا ہے وہ چمک جاتا ہے، اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو سلامت رکھے۔ آمین۔

آپ کی پہلی زیارت سنہ 1999ء میں ہوئی یہ پہلا اتفاق تھا کہ اپنے ابتدائی تعلیم کی مدت میں اتنے بڑے عالم دین کی زیارت سے مشرف ہوا، وہ بھی ایسے عالم ربانی سے جسے حضور شیر نیپال جیسی عبقری اور مشہور دہر شخصیت کا قرب خاص حاصل ہو۔ اسی سال آپ پہلا حج وعمرہ ادا کرنے جا رہے تھے، جامعہ میں آپ فاتحہ اور طلبہ میں مٹھائی تقسیم کرنے آئے تھے بلکہ حضور شیر نیپال، اساتذہ وطلبہ جامعہ سے ملنے کے لئے آئے تھے۔ جہاں آپ کے اعزاز میں حضور شیر نیپال نے ایک محفل رکھی تھی۔ جامعہ کے طلبہ

نے بھی پرتپاک استقبال کیا۔ بعد نماز مغرب جامعہ سے مرلی چوک تک طلبہ کا قافلہ نکلا مفتی صاحب اور اساتذہ جامعہ آگے آگے چل رہے تھے اور پیچھے پیچھے طلبہ خوبصورت نغموں اور نعروں سے فضا کو معطر کرتے ہوئے پیدل چل رہے تھے، جس چوراہا، چوک اور گلی سے یہ قافلہ گذر رہا تھا لوگ حیرت میں ڈوبتے جا رہے تھے اور اسلامی اسکالر کی شان وشوکت کو نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ جامعہ میں ایک ایک کر کے سارے طلبہ آپ سے مصافحہ ومعانقہ کر رہے تھے، مجھے بھی اس بھیڑ میں زائر حرمین شریفین کی دست بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ رخصت کے وقت جامعہ کے صحن میں جو رقت بھری دعائیں آپ نے کیں آج بھی دعا کا وہ سلیقہ وانداز مجھے یاد ہے۔ عربی میں جو دعا آپ نے اس وقت کی تھی اور جس انداز میں کی بیس بائیس سال گذر گئے مگر آج تک ایسی دعا کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔ اس دعا نے حاضرین کے دل کو جھوما دیا، آنکھوں کو نم کر دیا، دلوں کو نرم کر دیا اور مدینے کی یاد میں عاشقوں کو تڑپا دیا۔ آپ کی دعا میں حرمین شریفین کو دیکھنے کی بیتابی تھی، اللہ کا خوف تھا، نبی ﷺ کا عشق تھا، سینوں کے لئے درد تھا، تواضع تھا، اعتراف جرم تھا، اشک ندامت اور خوشیوں کے آنسو بھی تھے۔

اس کے بعد ایک اور ملاقات اسی سال یا اس کے بعد والے سال میں جامعہ کے سالانہ امتحان کے موقع پر ہوئی۔ آپ کو بانی جامعہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے جامعہ کے طلبہ کا تقریری امتحان لینے کے لئے مدعو کیا تھا۔ جامع مسجد سے متصل عمارت کی دوسری منزل کے برآمدہ پر آپ مختلف جماعت کے طلبہ کا امتحان لینے کے تشریف فرما تھے۔ میری بھی جماعت کی ایک کتاب مالا بد منہ کا امتحان کا شیڈول آپ کے پاس تھا۔ تمام رفقا کتاب لے کر آپ کی خدمت میں امتحان دینے کے لئے پہنچ گئے اور اجازت کے بعد سامنے ڈیسک پر کتاب رکھ کر بیٹھ گئے۔ یہ پہلا موقع تھا بہت قریب سے آپ کی زیارت وشرف کلامی کا۔ سوالات سے قبل آپ نے جملہ طلبہ کے احوال وکوائف اور خیر وخبر دریافت کئے۔ جب آپ گفتگو کر رہے تھے کلام کی چاشنی سے دل آپ کی طرف کھینچا جا رہا تھا، داڑھی کے بال سیاہ تھے اور چہرہ پرنور تھا۔ ہر طالب علم کی خیر وخبر دریافت کرتے ہوئے میری جانب بھی متوجہ ہوئے۔ گاؤں کا نام دریافت کیا جیسے ہی بتایا کہ میرا گھر تاراپٹی ہے تو میرے والد حضرت مولانا محمد ضمیر الدین قادری برکاتی، چچا حضرت مولانا محمد ذاکر حسین نوری برکاتی اور بڑے بھائی مولانا محمد کلام الدین کا ذکر کیا اور بآسانی مجھے آپ نے پہچان لیا۔ پھر بہت اخلاق اور نرم خوئی کے ساتھ سوالات کئے اور کچھ عبارتوں کی بہت سہل انداز میں تشریح ووضاحت کی۔ فقہی مسائل پر جس انداز میں آپ روشنی ڈال رہے تھے دل میں خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ کاش آپ جامعہ کے استاذ ہوتے اور آپ سے کتابوں کے اسباق پڑھنے کے مواقع سے لطف اندوز ہوتا۔ پھر اس کے بعد حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے فیضان سے تو متعدد ملاقات ہوئی اور گاہے بگاہے بات چیت ہوتی ہی رہتی ہے اور بہت سے مسائل ومعاملات میں آج بھی مشاورت کا سلسلہ جاری ہے۔

فقیر کے ساتھ آپ کا رویہ قابل تحسین ہوتا ہے، اپنی محبتوں اور شفقتوں کے پھول نچھاور کرتے ہیں رہتے ہیں، بہت سی

باتوں میں اپنے مشوروں سے نواز کر حوصلہ بخشتے رہتے ہیں۔ قطر سے جب پہلی چھٹی میں گھر گیا تو اپنے یہاں ہونے والے ایک جلسہ میں مجھے بھی دعوت دلائی اور اپنے ادارہ میں قیام کا اچھا انتظام بھی کروایا۔ اپنے دردولت پر بھی فجر سے قبل لے جا کر چائے بسکٹ سے ضیافت کرائی۔ جنکپور مچھلی بازار والے مکان میں بھی دعوت دی اور ضیافت سے نوازا۔ بلکہ اس وقت میں لہنہ شریف گیا ہوا تھا تو اپنے ایک قریبی کو موٹر سائیکل بھیج کر اپنے یہاں مجھے بلوا کر خوب خاطر تواضع کی اور کئی ایک اہم امور میں مجھ ناچیز سے مشورے لئے۔ یہ میرے لئے سعادت کی بات تھی کہ اتنے بڑے عالم ہو کر مجھ جیسے نکما سے مشورہ لیتے اور اپنے دل میں خاص جگہ دے کر میری عزت میں چار چاند لگاتے ہیں۔

ولادت:

ضلع مہوتری کے صدر مقام جلیشور سے تقریباً 10 کلومیٹر کے فاصلے پر جانب مغرب ایک مشہور گاؤں ''برداہا'' کے ایک پابند صوم وصلوٰۃ گھرانے میں ۱۳۸۶ھ ہجری، مطابق 1966ء کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ والد بزرگوار نے اسی مسرت وشادمانی کے عالم میں دل میں یہ طے کرلیا کہ میں اس بچے کو عالم دین بناؤنگا۔ اس لئے آپ کی پرورش اور نشوونما خالص اسلامی ماحول میں ہوئی اور سونے پر سُہاگہ یہ کہ آپ کے عم محترم حضرت مولانا حافظ وقاری عبدالخلیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے نیک طینت، علماء نواز، دینی سوجھ بوجھ رکھنے والے، صاحب عقل وخرد تھے۔ آپ ہی کے زیر تربیت مفتی مجیب الرحمٰن صاحب کا تعلیمی سفر طے کرنا آسان ہوا۔

تعلیم وتربیت:

جب آپ نے ہوش سنبھالا اور شعور وآگہی کی منزل پر قدم رکھا تو آپ کے والد بزرگوار الحاج عبدالجلیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے عم محترم حضرت علامہ حافظ وقاری عبدالخلیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسم بسم اللہ ادا کرائی، پھر اپنے وطن ہی میں رہ کر اپنے عم محترم کے پاس ناظرہ قرآن کریم مکمل فرمایا اور چند ابتدائی کتابوں کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے عم محترم کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ میرا یہ بھتیجا ایک اچھا عالم دین بنے، اسی خواہش کی تکمیل کے لئے آپ کو ساتھ لیکر جنک پور، دھام نیپال پہونچے اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کے سپرد کردیا کہ ''اب مجیب آپ کے حوالے ہے''۔

1977ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے اپنے عم محترم کی معیت میں جامعہ حنفیہ غوثیہ جنک پور نیپال تشریف لے گئے، وہاں پر چھ سال رہ کر اپنے روحانی مربی حضور شیر نیپال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۴۴۰ھ/2019ء) سے اکتساب فیض کرتے رہے۔

1983ء میں ملک کی عظیم دانش گاہ ''الجامعۃ الاشرفیہ'' میں داخلہ لیا اور دو سال تک حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی ، مفسر قرآن حضرت مولانا عبداللہ فیض آبادی اور مفتی نظام الدین رضوی وغیرہ سے اکتساب علم کرتے رہے۔

دستار فضیلت:

1986ء میں نیپال کی سرزمین پر ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد ہوا، اسی جلسے میں نائب مفتیٔ اعظم ہند، مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی 2001ء)، مفتیٔ ہالینڈ مفتی عبدالواجد علیہ الرحمۃ (متوفی 2018ء) اور مرشد برحق مفتیٔ اعظم نیپال حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی 2019ء) اور دیگر علماء ومشائخ نے آپ کو دستار فضیلت سے سرفراز فرما کر خدمت دین متین کی ذمہ داریوں پر مامور کیا۔ ان ذمہ داریوں کو آج تک بحسن وخوبی نبھا رہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں بھی نبھاتے رہیں گے۔

اساتذہ:

حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ، مفسر قرآن مفتی عبداللہ خان فیض آبادی، مفتی اعظم نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی، محدث جلیل حضرت علامہ عبدالشکور، محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین رضوی، فاتح نیپال گنج مولانا عبدالجبار منظری، حافظ احادیث کثیر مولانا محمد حسین ابوالحقانی اور پیکر اخلاص حافظ خلیل برکاتی۔

ان اجلہ اساتذہ سے آپ نے علم وادب کا فیض حاصل کیا اور علمی مقام سے سرفراز ہوئے۔ کونسی کتاب کس استاذ سے آپ نے پڑھی اس کے بارے میں فقیر نے استفسار کیا تو جواباً فرمایا کہ:

ناظرہ قرآن شریف عم محترم شہید حق وصداقت حضرت حافظ خلیل علیہ الرحمہ، فارسی کی پہلی حضرت مولانا عبدالجبار منظری صاحب سے، فارسی کی دوسری، گلستان، بوستان، اصول الشاسی، کافیہ، شرح جامی، فصول اکبری شرح وقایہ بخاری شریف مسلم شریف بیضاوی شریف حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان سے، نحو میر حضرت مولانا ابوالحقانی سے، تفسیر مدارک، مختصر المعانی حضرت مولانا عبدالشکور صاحب سے اور ترمذی شریف حضرت علامہ محدث کبیر صاحب قبلہ سے۔ باقی کتابیں دیگر اساتذہ سے پڑھیں۔

تبحّرِ علمی:

خطیب البراہین، حضرت مفتی محمد مجیب الرحمٰن صاحب قبلہ مدظلہ العالی کو درس نظامی پر کامل دسترس حاصل ہے، علم حدیث تفسیر، فقہ، اصول فقہ پر آپ کو ید طولیٰ حاصل ہے، آپ کے سمجھانے کا انداز بڑا نرالا ہے، مشکل سے مشکل باب کو آپ آسانی کے ساتھ سمجھا دیا کرتے ہیں۔ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ فن خطابت میں آپ کو بڑی مہارت حاصل ہے، آپ کی تقریر قرآن واحادیث کریمہ کی روشنی میں ہوا کرتی ہے، اس لئے حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان آپ کی تقریر بڑی دل جمعی کے ساتھ سماعت فرماتے۔ الغرض یہ کہ آپ کے تبحّرِ علمی، فراست وذکاوت کا اعتراف بڑے بڑے اصحاب علم وفضل کو تھا اور آج بھی ہے، اپنے تو اپنے، غیروں نے بھی آپ کے فضائل وکمالات کا اعتراف کیا ہے۔

تدریسی خدمات:

آپ تحصیل درس نظامی وتکمیل علوم اسلامیہ کے بعد نیپال وہندوستان کے متعدد مدارس اسلامیہ میں کئی سال تک تدریسی فرائض انجام دیتے رہے اور علم وفضل کے گوہر ضوبار بانٹتے رہے۔جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

(۱) جامعہ حنفیہ غوثیہ جنک پور نیپال میں (1987 سے 1997 تک)

آپ نے اپنے تدریسی خدمات کی ابتدا اپنے مادر علمی جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور نیپال سے کی اور مسلسل دس سال تک اس ادارہ میں اپنے استاذ ومربی حضور شیر نیپال کی سر پرستی میں علمی تشنگی طالبان علوم نبویہ کی بجھاتے رہے۔آپ کے زمانہ تدریس میں جامعہ کا نظام تعلیم نہایت ہی مضبوط ومستحکم تھا جس کی وجہ سے درجات عالیہ کے طبلہ کی کثرت رہتی تھی اور ملک کے اطراف واکناف بلکہ بہار کے اکثر اضلاع میں اس کی عمدہ تعلیم وتربیت کا چرچا تھا۔ان دس سالوں میں جامعہ کے تعلیمی معیار کواوج ثریا تک لیجانے کے لئے جومحنت وجانفشانی کی ہے اسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی اور اس زمانہ میں جو طلبہ پڑھ کر نکلے انہیں اس بات کا اعتراف ہے اور اس کے شاہد بھی کہ جس عمدہ اور معیاری طور پر تعلیم وتربیت اس وقت دی جارہی تھی اسے جامعہ کے بعد کے ادوار میں نہیں دیکھا گیا۔

(۲) جامعہ حضرت بلال بنگلور کرناٹک انڈیا میں (1998 سے 2010 تک)

(۳) جمعہ مسجد کمرشیل اسٹریٹ بنگلور کرناٹک انڈیا میں صدر مفتی کی حیثیت سے (2010 سے 2013 تک)

(۴) الجامعۃ الاسلامیہ رضاء العلوم کنہواں میں (2013 سے 2015 تک)

(۵) خانقاہ برکات لہنہ شریف میں (2017 سے 2018 تک) اور ابھی بھی وہاں تعلیمی وتدریسی فیضان حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے روحانی ایما پر تقسیم کرتے ہی رہتے ہیں۔

آپ کی درس گاہ سے فیض وشعور وآگہی کی دولت حاصل کرنے والے طلبہ کثیر تعداد میں ملک وبیرون ملک میں پھیلے ہوئے ہیں جو اہل سنت وجماعت کی ترویج واشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

دعوت وتبلیغ:

آپ نے جہاں ایک طرف اساتذہ،مفکرین،اور دانشوروں کا ایک عظیم دستہ قوم کو عطا فرمایا وہیں پر اپنی مدلل ومبرہن تقریروں کے ذریعہ دشمنان اسلام کو دعوت فکر دیتے رہے،کرناٹک کی سرزمین آج بھی گواہ ہے کہ بنگلور میں قیام کے دوران آپ نے اپنے وعظ سے ہزاروں لوگوں کو ہدایت کی راہ پر چلا دیا،کئی ایک مساجد جن پر بدمذہبوں کا قبضہ تھا،آپ کی مدلل تقریروں سے اہل سنت کے قبضے میں آگئیں،اگر کہیں مخالفوں کو جواب دینے کی بات آتی تو آپ ہی تشریف لے جاتے اور جواب دیتے،دسیوں

غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کر کے مذہب اسلام کو قبول کیا، آپ کے یہ وہ کارنامے ہیں جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

آپ نے وعظ وتقریر میں ایک خاص طرز ایجاد فرمایا، زبان صاف اور سیدھی، انداز بیان واضح، مگر پابندی اس امر کی کہ جو بات بھی کہی جائے اسے حوالوں سے آراستہ کر دیا جائے، اس پر مزید یہ کہ برموقع اشعار کا ایسا مناسب استعمال کہ خطابت میں چار چاند لگ جائیں اور حاضرین وسامعین عش عش کر اٹھیں، سننے والوں کا یہ حال ہوتا کہ ہر شخص ٹکٹکی باندھے چہرہ ہی دیکھ رہا ہے اور باتیں سن رہا ہے اور دل میں سوچ رہا ہے یا اللہ! کتنا وسیع علم ہے کہ حدیث پر حدیث سنائے جا رہے ہیں، ایک ایک بیان میں کبھی کبھی پچاسوں احادیث سنا دیا کرتے، اہل علم بھی حیرت میں پڑ جاتے کہ حافظہ کتنا قوی ہے کہ سناتے جا رہے ہیں۔اس لئے حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان آپ کی تقریر بیحد پسند فرماتے تھے اور خوب دعاؤں سے نوازتے تھے۔

تصنیفی خدمات:

تدریسی، تقریری، تبلیغی مصروفیات اور معمولات کے بعد آپ کو اتنا وقت کہاں میسر آتا کہ آپ تصنیف وتالیف کی جانب توجہ فرماتے، مگر ان تمام مشاغل ومصروفیات کے باوجود اصلاح امت اور خاص طور سے نئی نسل کے بچوں کے لئے کچھ مفید اور نفع بخش کتابیں تصنیف فرمائیں جو آج بھی نونہالان اسلام اور مسائل دینیہ کے شائقین کے لئے اندھیرے میں چراغ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ان کتابوں میں آپ نے دینی مسائل ومعلومات کو نہایت آسان پیرایہ اور دلنشین انداز اور شیریں لب ولہجہ میں بیان کیا ہے۔ان میں سے کسی بھی کتاب کے مطالعہ کے وقت قارئین قطعی گراں محسوس نہیں کریں گے۔دو کتابوں کی ہندی اور نیپالی ایڈیشن بھی شائع ہو کر مقبول عوام وخواص ہو چکی ہیں۔جبکہ ایک کتاب آپ نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ہمہ گیر شخصیت اور آپ کی دینی ملی اور مسلکی خدمات کے حوالے سے ہے، جو مختصر مگر جامع اور خوبصورت معلومات سے لبریز ہے۔آپ کی کتابوں کے اسماء درج ذیل ہیں:

(۱) مسائل برکاتیہ (۲) پیغام شریعت (۳) برکات رمضان (4) حج وعمرہ گائیڈ (5) حضور شیر نیپال ایک نابغہ روزگار شخصیت۔

شرف بیعت:

آپ نے دوران تعلیم ہی ماہ نور ربیع الاوّل شریف ۱۴۱۴ھ مطابق 1994ء کو سید العلماء، سند الحکماء، تاجدار اہلسنت ،سید آل مصطفی قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔

اجازت وخلافت:

خلافت واجازت کی نعمت عظمیٰ اور دولت بے بہا دو عظیم شخصیتوں سے حاصل ہے، ان کے علاوہ اور بھی مشائخ کرام نے آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا ہے، جس کی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔

پہلی خلافت آپ کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ الرضوان سے حاصل ہے۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کا کچھ ایسا کرم ہوا کہ اپنے والد محترم کے چہلم کے موقع پر 2002ء میں علماء ومشائخ کی موجودگی میں سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت و اجازت سے سرفراز فرما کر آپ کی ذات میں ایک نئی روشنی پیدا فرمادی۔

اسی طرح شیموگہ، کرناٹک انڈیا کی سرزمین پر ایک عظیم الشان اور تاریخ ساز جلسۂ عام بنام ''سلطان الہند کانفرنس'' کا انعقاد ہوا، جس میں کثیر تعداد میں علماء ومشائخ جمع تھے، اسی مجمع میں حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، مرشد برحق، حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی: ۱۴۳۹ھ) نے سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت واجازت مرحمت فرمائی۔

حج وعمرہ :

دیار حبیب (ﷺ) کی حاضری اور فریضۂ حج کی ادائیگی دونوں جہاں کی برکتوں اور سعادتوں کا ذریعہ ہے۔مفتی صاحب چار مرتبہ حج بیت اللہ اور روضۂ رسول (ﷺ) کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ایک مرتبہ عمرہ کیا۔

پہلا حج 1999ء میں اپنے قیام بنگلور کے دوران ادا فرمایا۔

دوسرا حج 2002ء میں والد محترم کے ساتھ ادا کیا۔

تیسرا حج 2010ء میں والدۂ محترمہ اور اہلیہ کے ساتھ ادا کیا۔

چوتھا حج 2017ء میں اپنی اہلیہ محترمہ حجن مہر النساء کے ساتھ ادا کیا۔

سفر عمرہ: رمضان المبارک 1445ھ مطابق اپریل 2024ء

مقامات مقدسہ کی زیارت:

2017ء ہی میں بغداد معلیٰ حاضر ہوئے اور سرکار غوث اعظم جیلانی قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گہر بار میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔اس سفر میں بنگلور کے بہت سارے احباب بھی آپ کے ساتھ تھے، خاص طور سے عادل بھائی بنارسی، جو آپ کے بڑے قریبی اور دل وجان سے فریفتہ ہیں، اور جناب الحاج نواب جان صاحب قریشی (مرحوم) صدر مناہل انگلش اسکول ومسجد ومدرسہ قمر بنگلور آپ کے ساتھ تھے۔بغداد معلیٰ کی حاضری کے دوران آپ نے کربلا معلیٰ، نجف اشرف، کاظمین، سیدنا جنید بغدادی، حضرت سری سقطی، حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہم ودیگر بزرگان دین کے آستانۂ عالیہ پر حاضری دی، پھر اس کے بعد معاً اپنی اہلیہ کے ساتھ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے اور عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

موجودہ سرگرمیاں:

ایک دینی ادارہ اپنے آبائی وطن ''برداہا'' میں قائم کیا، جس کی تعمیر وترقی میں ہمہ تن مصروف ہیں اور ساتھ ہی جلسوں اور

کانفرنسوں میں بحیثیت خطیب شرکت فرماتے ہیں، اس کے علاوہ اور کئی اداروں کی دیکھ بھال فرماتے ہیں اور جامعہ برکاتیہ برداہا کی مکمل ذمہ داری نبھاتے ہیں۔

آپ کے دینی ملی مسلکی اور علمی خدمات پر آپ کے ایک شاگرد حضرت مولانا محمد فیاض علی قادری رضوی خطیب وامام مسجد واحد نا گلشن بغداد بنگلور نے کچھ اس طرح روشنی ڈالی ہے:

''خلیفۂ حضور تاج الشریعہ وشیر نیپال حضرت مولانا مفتی الحاج محمد مجیب الرحمٰن صاحب صدیقی برکاتی کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے، بالعموم صوبۂ کرناٹک اور بالخصوص کرناٹک کے قلب شہر بنگلور میں حضرت نے مسلسل کئی برسوں تک مذہب اہلسنت، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں بہت نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ شہر بنگلور کے مرکزی ادارہ جامعہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ نے ایک طویل عرصہ تک مسند تدریس پر جلوہ فرما رہ کر اپنے علم کے گراں قدر جواہر لٹائے ہیں، آپ اس جامعہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے اور بہت ہی محنت وجاں فشانی کے ساتھ طلبہ کو پڑھاتے اور تربیت فرماتے، آپ کی تعلیم وتربیت نے ان طلباء کرام کو فرض شناسی، وقت کی قدر، صبر وتحمل، دینی خدمات، خوف خدا وعشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے انمول نگینے عطا کئے، اسی صالح تربیت کا نتیجہ ہے کہ آج آپ کے سیکڑوں شاگرد صوبۂ کرناٹک کے طول وعرض میں دین وسنیت کی کامیاب خدمات انجام دے رہے ہیں۔ تدریسی خدمات کے علاوہ حضرت اکثر وبیشتر کرناٹک، تمل ناڈو، آندھرا پردیش وغیرہ کے تبلیغی اسفار فرمایا کرتے اور اپنے خطابات، پند ونصائح سے قوم مسلم کو نوازا کرتے تھے، بالخصوص مذہب اہلسنت، مسلک اعلیٰ حضرت کی سچی ترجمانی کرنے میں اپنی مثال آپ تھے، آپ نے احقاق حق وابطال باطل کے لئے کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں، جو ملک وبیرون ملک میں داد تحسین اصول کر چکی ہیں۔ ایسی کئی مساجد جہاں پر وہابیوں، دیوبندیوں کا قبضہ تھا، آپ کی دور اندیشی، حکمت عملی اور انتھک کوششوں سے سنیوں کے قبضہ میں آگئیں۔ شہر کے ٹن فیاکٹری علاقہ میں مدینہ مسجد جو سنیوں کی تھی، اور اس پر وہابیوں نے قبضہ کر رکھا تھا، حضرت کی کوششوں سے سنیوں کے قبضہ میں آ گئی، شہر کے قلب کمرشل اسٹریٹ کی بہت بڑی اور قدیم جمعہ مسجد پر وہابی قابض ہونا چاہتے تھے، وہاں حضرت پہونچے اور اپنی خداداد صلاحیت اور دل کو موہ لینے والے خطابات سے اس مسجد کو دیوبندیوں کے تسلط سے آزاد کرایا۔ اسی طرح آپ نے شہر واطراف واکناف میں اپنی دینی خدمات کے ان منٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

فتویٰ نویسی:

آپ نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہ کر فتویٰ نویسی کی تربیت ومشاقی کی ہے۔ فقہ وافتا میں آپ اچھا ملکہ اور مہارت رکھتے ہیں۔ اپنے فتاویٰ کو حالات زمانہ کی رعایت اور باریک بینی کی جھلکیوں سے باوزن بنا دیتے ہیں۔ جامعہ حنفیہ غوثیہ میں تدریسی خدمات کے دوران بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے حکم وایما پر کئی ایک فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں۔ اسی طرح کرناٹک میں

آپ نے ایک مدت تک دینی، تبلیغی، تدریسی خدمات انجام دی ہے اور اس دوران آپ اطراف واکناف سے آئے ہوئے استفتا کا جواب بھی دیتے رہے۔ آپ کے فتاویٰ میں قرآن وسنت اور فقہی دلائل کا التزام فتاویٰ کی قدر و قیمت میں اضافہ کردیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ عوام وخواص کو آپ کے فتاویٰ اور بتائے ہوئے مسئلہ پر اعتماد ہوتا ہے۔ آپ کا ایک فتویٰ یہاں نقل کیا جاتا ہے جو آپ نے جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں قیام کے دوران لکھا ہے۔ پہلے سائل کا سوال اور پھر آپ کا جواب ملاحظہ کیا جائے۔

۹۲/۷۸۶

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک ہی مجلس میں اور ایک ہی سانس میں یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیا، طلاق، طلاق نہ سانس ٹوٹی نہ مجلس بدلی تو ایسی صورت میں کتنی طلاق واقع ہوئی۔ بہت سے مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ طلاق مغلظہ واقع ہوئی، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

(۲) اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ کتنا خراب زمانہ آگیا ہے یا یہ کہے کہ زمانے سے میں تنگ آگیا ہوں۔ ایسا کہنا کیسا ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد آغاز حیدر رضوی

مقام بڑا، بریارپور، ڈاکخانہ بڑا بریارپور، ضلع موتیہاری، مشرقی چمپارن (انڈیا)

۹۲/۷۸۶

الجواب: بعون الملک الوھاب

(۱) تین طلاق ایک مجلس میں دے یا متفرق مجلسوں میں، ایک سانس میں دے یا چند سانسوں میں، تین طلاقیں مغلظہ بہر صورت واقع ہوں گی۔ مذہب منصور ومشرب جمہور وقول ائمہ اربعہ امام اعظم وامام مالک وامام شافعی وامام احمد رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی ہے کہ صورت مذکورہ میں بلاشک وشبہ تین ہی واقع ہوں گی۔ صاوی شریف ج:۱ ص:۹۶ میں علامہ صاوی مالکی علیہ رحمۃ الباری زیر آیت کریمہ: **فان طلقها فلا تحل له الخ** فرماتے ہیں: **ان ثبت طلاقها ثلاثا فی مرة اومرات فلا تحل له وهذا هو المجمع علیه۔** یعنی تین طلاقوں کا ثبوت جس طرح ہوا ایک مجلس میں ہو یا چند مجلس میں، ایک سانس میں ہو یا چند سانسوں میں، مطلقہ اب شوہر اول کے لیے بلا حلالہ حلال نہ ہوگی۔ اس پر سارے ائمہ مجتہدین وفقہاء ومحدثین کا اتفاق ہے۔ بخاری شریف ج:۲ ص:۷۹۱ کے حاشیہ پر ہے: **وذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم منهم النخعي والثوري وابوحنيفة واصحاب مالك والشامعي واصحابه واحمد واصحابه واسحاق وابو ثور وآخرون**

کثیرون علی ان من طلق امراته ثلاثا وقعن ولکنه یاثم وقالوا من خالف فیه فهو شاذ و مخالف لاهل السنة وانما تعلق به اهل البدع ومن لا یلتفت الیه لشذوذہ عن الجماعة انتہی۔ اور ردالمحتار ص:۴۵۵ پر ہے: وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین انی اله یقع ثلاث۔

ان مذکورہ بالا بیانوں سے واضح اور روشن ہو گیا کہ صورت مذکورہ میں تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ اس وضوح حق کے بعد خلاف نہ کرے گا **الا من سفه نفسه** یا جو دین تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم ضال و مضل کا متبع ہو۔ **واللہ اعلم بالصواب**

(۲) ممنوع ہے مشکوۃ شریف ص: ۱۳ کتاب الایمان میں ہے:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الله تعالیٰ یوذینی ابن آدم یسب الدهر وانا الدهر بیدی الامر اقلب الیل والنهار متفق علیه۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم زمانہ کو گالیاں دے کر مجھے ناراض کرتا ہے حالاں کہ زمانہ (کا خالق) میں ہی ہوں، سارے امور میرے دست قدرت میں ہے رات و دن کو میں ہی الٹ پلٹ کرتا رہتا ہوں۔ (بخاری و مسلم) **واللہ اعلم بالصواب۔**

محمد مجیب الرحمن برکاتی

۳۰/۱۰/۱۴۱۰ ہجری

اخلاق واوصاف:

آپ نہایت ہی مخلص، ملنسار، منکسر المزاج، نرم خو، پیکر اخلاق، صادق الوعد، کم گو، شیریں مقال اور بھی کئی اعلیٰ اخلاق و صفات کے حامل ہیں اور اسی لئے اہل علم میں مقبول و محبوب ہیں۔ مہمانوں کی خاطر تواضع اور خدمت خوب کرتے ہیں۔ علاقائی اختلافات کے خاروں میں الجھنے سے بچتے رہتے ہیں، مگر حق گوئی اور اظہار حق میں آپ کسی کی رورعایت قطعی نہیں کرتے ہیں۔ رد باطلاں قرآن واحادیث کی روشنی میں خوب احسن طریقے سے کرتے ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت و تبلیغ میں سرگرم رہتے ہیں، ملک نیپال کے پہاڑی علاقوں کا تبلیغی دورہ کر کے وہاں کے مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کی شمع فروزاں کرتے رہتے ہیں۔ ملک نیپال میں آپ جیسی سیماب شخصیت کا وجود اہل سنت کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ دراز فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یاسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

نوٹ: خلفہ و معتمد بارگاہ جیش ملت حضرت مفتی محمد مجیب الرحمٰن برکاتی صاحب قبلہ کے گوشہ حیات پر قابل اعتماد معلومات و مواد آپ کے شاگرد حضرت مولانا مفتی محمد عارف رضا برکاتی مصباحی لہنوی نے مہیا کئے ہیں۔ اور یہ معلومات جو انہوں نے فراہم کئے ہیں بہت آسانی سے نہیں بلکہ مسلسل رابطوں اور مہمیز کے بعد۔ ورنہ تو حضرت سلام کا جواب دینے میں بھی ہفتہ بھر لگا دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضرت مفتی محمد رحمت اللہ مصباحی دام ظلہ العالی لوکہا، مدھوبنی (بہار)

ماہر علوم درسیات حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد رحمت اللہ مصباحی برکاتی دام ظلہ العالی ان بندگان خدا میں سے ہیں جنہوں نے اپنی حیات مستعار کا بیش تر حصہ خدمت دین ومذہب کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اوراس کے پیارے حبیب ﷺ کی رضا وخوشنودی جن کا مطمح نظر ہے، جو اپنے فرائض منصبی کو کار ثواب سمجھ کر انجام دیتے ہیں۔ آپ نہایت با اخلاق، سنجیدہ مزاج، جامع کمالات، نشیط وفعال، محنتی، مہمان نواز وخرد نواز اور بلند فکر عالم دین، فقہ وافتا میں ید طولی رکھنے والے فقیہ ومفتی، ادیب ،مورخ، کامیاب خطیب اور علما ومشائخ کے محبوب اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے منظور نظر خلیفہ ہیں۔ جنہیں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بہت چاہتے اور مانتے تھے۔ جن کی تقریر کو بہت پسند فرماتے اور بہت غور سے سماعت فرماتے تھے اور حوصلہ بخش کلمات سے برسر اسٹیج آپ کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے اور سراہتے بھی۔ جن کی خدمات دینیہ اور تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے کی جانے والی جد وجہد سے بیحد مسرور اور خوش تھے۔ جنہیں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے بوقت خلافت اپنا جبہ اور دستار اور رومال بھی عطا فرمایا۔ جن کے اخلاص ووفا اور بے داغ اخلاق وکردار سے متاثر بھی تھے اور قائل بھی اور علاقہ کے علما ومشائخ آپ کے اخلاق کریمانہ اور دینی ملی کارناموں سے خوب مسرور وواقف بھی ہیں۔ اکثر مسائل میں لوگ آپ کی طرف رخ کرتے ہیں، نزاع پیدا ہونے کی صورت میں آپ معلوم ہوتے ہی وہاں پہنچ کر صلح کروادیتے ہیں۔ اختلاف ومخالفت پیدا کرنے والی ہر سرگرمی کو اپنی حکمت ومصلحت سے بہت ہی جلد ختم کر کے آپسی اخوت، صلح اور امن کا ماحول پیدا کر دیتے ہیں۔

نام ونسب: مولانا محمد رحمت اللہ بن محمد عیسیٰ بن محمد دلاور مرحوم

لقب: فقیہ ملت، فاتح ناسک۔ فقیہ ملت کا لقب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے آپ کو مرچیا کی سرزمین پر ایک بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے عطا فرمایا۔ جس سے مفتی صاحب قبلہ کی فقہی بصارت میں کوئی شک نہیں رہ جاتا اور نہ حضور شیر نیپال کی فراست ایمانی اور کشف وکرامت میں۔ اور نہ بارگاہ جیش ملت میں آپ کی محبوبیت ومقبولیت میں کوئی تردد۔ اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ مرشد اجازت کی بارگاہ میں ایک خاص مقام رکھتے تھے اور قرب کے اعزاز سے مشرف تھے۔ بلکہ آپ کی فقہی بصیرت اور علم و دانائی پر خوب اعتماد بھی تھا۔

ولادت: آپ کی ولادت ۱رجنوری ۱۹۷۱ء کو ضلع مدھوبنی کے ایک چھوٹے سے قصبہ لوکہا بازار کے ایک دین دار گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد عیسیٰ اور والدہ محترمہ کا نام کریمہ خاتون ہے۔

ابتدائی تعلیم:

آپ کی ابتدائی تعلیم گاؤں ہی میں ہوئی، قرآن کریم پڑھنے کے ساتھ اردو، فارسی کی ابتدائی۔ کتب کی تعلیم گاؤں کے مدرسہ سے حاصل کیں۔

اعلیٰ تعلیم:

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے ۱۹۸۱ء میں اہل سنت کی عظیم درس گاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں جماعت اولیٰ میں داخلہ لیا اور مسلسل آٹھ سال تک اپنے وقت کے نابغۂ روزگار شخصیتوں کے حضور زانوے تلمذ تہہ کیا، اور جنوری ۱۹۸۹ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

درس وتدریس: جامعہ اشرفیہ سے فراغت کے بعد جامعہ حبیبیہ پلٹن بازار، سلطان پور، یو، پی سے باقاعدہ اپنی درس وتدریس کا آغاز فرمایا، اور تقریباً تین سال تک نہایت جاں فشانی کے ساتھ علم وحکمت کی بہاریں لٹائیں۔

پھر ۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۶ء تین سال تک دار العلوم انوار رضا نوساری، گجرات میں صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز رہے۔ کچھ مہینوں کے لئے دار العلوم نوری، اندور میں بھی خدمات انجام دیں۔ پھر ۱۹۹۷ء میں جامعہ اہل سنت کے اراکین کی دعوت پر آپ ناسک تشریف لائے۔ یہاں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کے معزز عہدہ پر ۱۹۹۷ء تا ۲۰۱۲ء فائز رہ کر ایسی گراں قدر خدمات انجام دیں، جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

دینی خدمات: ناسک میں اقامت کے دوران آپ کا سب سے اہم کارنامہ حضرت علامہ مفتی شعیب رضا علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں جماعت رضائے مصطفیٰ کا بنیادی کام ہے۔ اس سے قبل جماعت رضائے مصطفیٰ کا قیام عمل میں آچکا تھا، مگر جماعت کے جو اغراض ومقاصد تھے اور جو منصوبہ تھا اس کی آبیاری نہیں ہو پا رہی تھی، حضرت مفتی شعیب رضا علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں آپ نے جماعت کو پروان چڑھایا۔ جگہ جگہ دینی مجالس قائم فرما کر ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة کے مصداق بن کر لوگوں تک دین وسنیت کی تبلیغ فرمائی اور جماعت رضائے مصطفیٰ کے اہداف سے عوام الناس کو روشناس کروایا۔

۲) جامعہ ربانیہ، دھار روڈ، اندور کی بنیاد اپنے دست مبارک سے ڈالیں۔

۳) غوثیہ مسجد، منصوری محلہ، لوکہا بازار کا قیام آپ ہی کے جہد مسلسل اور سعی وپیہم کا نتیجہ ہے۔

۴) مدرسہ تنظیم المسلمین لوکہا بازار کی نشاۃ ثانیہ آپ ہی کی مرہون منت ہے۔

۵) غوثیہ مسجد راج نگر، اسٹیشن مدھوبنی کا قیام۔

۶) مدرسہ تنظیم المسلمین میں عوام کے مسائل کے حل کے لئے دار الافتاء کا قیام۔

۷) چھپکی میں پورے علاقے کے دیابنہ سے مناظرہ۔ جس میں دیوبندی مناظر لاجواب وبے زبان ہو گیا اور مبہوت

ہو کر چھپ گیا۔ اس کے اندر ہمت پیدا نہ ہو سکی کہ آپ سے مقابلہ و مباحثہ اور مناظرہ کر سکے اور اہل سنت کے اس شیر کے سامنے ایک لمحہ بھی ڈٹ سکے۔ جس کی وجہ سے علاقہ میں دیو بندیت کی رسوائی اور اہل سنت کو فتح و عزت ملی اور مفتی صاحب کی علمی ہیبت و جلال سے دیابنہ اب تک بے مقال ہیں۔

اجازت و خلافت:

(1) زبدۃ الاتقیاء حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ المعروف بہ حضور شیر نیپال ۳۰ / جنوری ۲۰۱۸ء کو ایک جلسہ میں اجازت و خلافت سے نوازا۔

گمہریا کی سرزمین پر ایک بہت بڑے جلسہ میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی، جو عبا حضور شیر نیپال نے زیب تن کیا تھا اتار کر آپ کو پہنا دیا، جو رومال سر پر رکھا تھا وہ بھی عطا کر دیا۔

(2) اشرف الفقہا مفتی مجیب اشرف رضوی ناگپوری علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو 1994 میں خلافت عطا فرمائی۔

(3) قاضی مہاراشٹر مفتی اشرف رضا صاحب قبلہ نے حزب البحر اور دیگر تمام اوراد و وظائف کی اجازت کے ساتھ خلافت عطا فرمائی۔

(4) نبیرہ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ منانی میں حضرت مولانا سمنانی میاں نے بھی تحریری خلافت دربھنگہ کی سرزمین پر عطا فرمائی۔

علاقائی ذمہ داریاں :

فی الحال اپنے آبائی وطن میں اقامت پذیر ہیں، اور علاقہ میں دینی کام اور دوسری بہت ساری ذمہ داریاں آپ ہی کے سپرد ہیں اور اپنی وعظ و نصیحت سے عوام کے قلوب پر آب پاشی کرتے ہیں۔ اپنی قائدانہ صلاحیت کو بروئے کار لا کر مسلمانوں کے مابین اختلافات و نزاعات کو دور کر کے ایک بہترین معاشرہ اور خوشگوار ماحول و فضا کے قیام کے لئے برابر کامیاب کوشش کرتے رہتے ہیں۔ جلوس محمدی ہر سال بارہ ربیع الاول شریف کے موقع پر اپنی قیادت میں مکمل امن و امان اور تزک و احتشام کے ساتھ نکالتے ہیں۔ اختتام پر اہل علم کی اپنے دولت کدہ پر بلا کر شربت وغیرہ سے ضیافت بھی کرتے ہیں۔

تقریباً دس سال سے بلا معاوضہ رضا جامع مسجد لوکہا بازار میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، دار الافتاء والقضاء کے صدر مفتی کی حیثیت سے بھی عوام کے دینی مسائل کی گتھیوں کو سلجھا رہے ہیں۔ آپ کے قلم سے اب تک بے شمار فتاویٰ صادر ہو چکے ہیں۔ جو فقہی جزئیات سے آراستہ اور شان تفقہ لئے ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنے ان فتاویٰ کے ذریعہ علاقہ میں سنیت کو فروغ دیا، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کی، وہابنہ، دیابنہ کا رد کیا اور عوام الناس کی فقہی مسائل اور اعتقادی معاملات میں رہنمائی فرمائی۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے آپ بیحد مخلصانہ محبت و عقیدت رکھتے ہیں، جب بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی بارگاہ یا

مجلس میں حاضر ہوتے تو غایت درجہ ادب و احترام کے ساتھ حاضری ہوتی اور حضور شیر نیپال بھی آپ سے بیحد پیار کرتے تھے ،شفقت کا معاملہ فرماتے اور اکثر محافل و مجالس اور کانفرنسوں میں آپ کو یاد کرتے تھے۔حضور شیر نیپال کی موجودگی میں آپ نہایت سلیقہ کے ساتھ علمی خطاب کرتے جسے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بیحد پسند فرماتے تھے۔آپ کی تقریر اس قدر معلوماتی اور اردوئے معلیٰ سے آراستہ ہوتی ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ سامعین کے کانوں میں رس گھل رہا ہو۔

اللہ عزوجل حضرت کا سایہ ہم پر دراز فرمائے ،ان کی عمر، عمل ،عزت وآبرو میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور ہمیں بھی عزم وحوصلہ عطا کرے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نوٹ: خلیفہ حضور شیر نیپال مفتی محمد رحمت اللہ مصباحی کی حیات وخدمات کے حوالے سے معلومات حضرت مولانا محمد رضا نوری مصباحی لوکہاوی نے فراہم کئے۔جس کے لئے میں آپ کا بیحد ممنون ومشکور ہوں۔

❁❁❁

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔www.barkatussunnah.com اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کر سکتے ہیں۔نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ وتحقیق کتابیں اپ لوڈ کردی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

مفتی اظہار احمد برکاتی (سیتامڑھی بہار)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے جاں نثار، جاں باز، وفا شعار اور مخلصین تلامذہ میں ایک نام حضرت مولانا مفتی اظہار احمد قادری رضوی برکاتی صاحب قبلہ کا ہے، جنہوں نے ایک مدت تک بارگاہ جیش ملت میں رہ کر علم و دانائی اور فکر وفن کے نور سے اپنے خانہ دل کو پر نور کیا ہے۔ آپ علوم وفنون، دعوت وتبلیغ اور رشد وہدایت کی دولت بے بہا سے مالا مال ہوکر قوم وملت کے زلف ژولیدہ کو سنوارنے میں اپنی حیات کے شب وروز گزار رہے ہیں۔ آپ کا تعارف مختصرا کچھ اس طرح ہے:

نام وولدیت: اظہار احمد قادری رضوی بن محمد حبیب قادری۔

تاریخ ولادت: 2/رجب المرجب 1379ھ مطابق 01/01/1960ء بھیمواں پوسٹ کوریاہی وایا چوروت، سیتامڑھی (بہار) میں ایک دیندار گھرانے میں آپ کی ولادت ہوئی۔

آبائی وطن: حاجی نگر ضلع مدھوبنی (بہار)

اعلیٰ تعلیم:

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے اہل سنت کے مختلف اداروں کا رخ کیا اور منزل بہ منزل ہر ادارہ سے آپ نے خوب علم وحکمت کا جام وسبو پی کر اپنی علم تشنگی بجھائی۔ الجامعۃ الاسلامیہ رضاء العلوم، کنہواں، الجامعۃ الحنفیۃ الغوثیہ، جنکپور (نیپال)، بحر العلوم جئے نگر، الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، دار العلوم غریب نواز الہ آباد (یوپی) یہ وہ ادارے ہیں جہاں آپ نے علمی پروان پائی اور پھر آگے چل کر عالم باعمل بن کر قوم کے ایمان وعقائد کے محافظ اور مسلک اعلیٰ حضرت کے ناشر وحامی بن کر دینی ومسلکی خدمات انجام دینے لگے۔

فراغت:

آپ کی فراغت اہل سنت کے مشہور ومعروف ادارہ دار العلوم غریب نواز الہ آباد (یوپی) سے 1981ء میں ہوئی۔

تربیت افتا:

آپ نے فتویٰ نویسی کی تربیت حضرت مفتی سبحان اللہ قادری اور حضرت مفتی محمد شفیق احمد شریفی کی خدمت میں رہ کر پائی۔

تدریس: الجامعۃ الاسلامیہ رضاء العلوم کنہواں، مدرسہ غریب نواز پرسا مدھوبنی (بہار)

بیعت وخلافت:

1978ء میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے آپ نے شرف بیعت حاصل کیا، جبکہ خلافت کا شرف شیخ طریقت، مفتی اعظم نیپال حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ سے حاصل ہے۔

اساتذہ:

جن عباقر اساتذہ کی خدمت میں رہ کر آپ نے علم کا جام پیا، حکمت کا درس لیا، فکر ونظر میں بالیدگی پائی، کردار میں نکھار اور اخلاق واوصاف میں اسلاف کی جھلک پائی ان میں سے بعض مفتخر اساتذہ کے مبارک نام یہ ہیں:

محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری دامت برکاتہم العالیہ، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ، مفتی ظہیر حسن اعظمی علیہ الرحمہ، مفسر قرآن مفتی عبداللہ خان علیہ الرحمہ، نصیر ملت علامہ نصیر الدین صاحب قبلہ، مولانا حامد حسین صاحب، شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ، مفتی عبد الحفیظ علیہ الرحمہ، مولانا عبد الحمید۔

مشغولیت: درس وتدریس، فتویٰ نویسی، خطابت، مناظرہ، دعوت وتبلیغ۔

اوصاف واخلاق:

آپ طبعا نرم اخلاق، خوش خصال، عالی ظرف، متواضع ومنکسر المزاج، اصاغر نواز اور بھی دیگر اخلاق وکردار کے مالک اور گونا گوں صفات کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر طویل اور صحت وعافیت بخشے۔

نوٹ: مفتی صاحب کے مختصر سے بھی مختصر تعارف عزیز القدر مولوی محمد رجب القادری چتری نیپال کے توسل حاصل ہوئی ہے، وہ بھی بڑی تگ ودو اور متعدد بار ٹیلی فونی گفتگو کے بعد۔

❁❁❁

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔ www.barkatussunnah.com

اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کر سکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ وتحقیق کتابیں اپ لوڈ کر دی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

حضرت مولانا محمد تسلیم الدین برکاتی علیہ الرحمہ (کھونٹا)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے خلفا و تلامذہ میں ایک بڑی شخصیت فاتح نرائن گھاٹ حضرت مولانا محمد تسلیم الدین برکاتی علیہ الرحمہ کی ہے۔ آپ حضور شیر نیپال کے وفا شعار اور جانباز شاگرد تھے، قوم وملت کے ہمدرد، حسن اخلاق کے پیکر، عالی اوصاف کے آراستہ اور نیک طینت عالم دین تھے۔ شریعت کے پابند، سنت کے عامل، مسلک اعلیٰ حضرت کے ناشر اور مذہب اسلام کے سچے داعی ومبلغ تھے۔

ولادت:

آپ کی ولادت شہر جنکپور سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر سمت مغرب میں ایک گاؤں کھونٹا میں 1370ھ مطابق 1949ء موافق 2005 بکرمی میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم:

نیتھی مکتب میں ایک میاں صاحب کے پاس حاصل کی، کیوں کہ آپ کے یہاں مکتب نہیں تھا۔

اعلیٰ تعلیم:

جب آپ کی عمر پندرہ سال رہی ہوگی تو جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں داخلہ لیا جہاں اولیٰ سے رابعہ تک کی تعلیم حاصل کی۔ بعدہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لے کر خامسہ تا سادسہ جماعت مکمل کی۔ اشرفیہ سے جب قاضی شمس الدین جعفری جونپور جامعہ رضویہ حمیدیہ بنارس تشریف لے گئے تو آپ بھی وہیں چلے گئے اور سابعہ ودورۂ حدیث تک کی تعلیم یہیں مکمل کر کے سند ودستار فضیلت سے نوازے گئے۔

تدریسی خدمات:

بعد فراغت باسوپٹی بازار ضلع مدھوبنی میں درس وتدریس کا کام انجام دیا اور پھر جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے۔ اسی دوران نرائن گھاٹ میں دین وسنیت کی اشاعت کے لئے ایک مرد مجاہد کی ضرورت محسوس ہوئی اس لئے حضور شیر نیپال نے وہاں کے لئے آپ ہی کا انتخاب فرمایا اور آپ کو وہاں دعوت وتبلیغ کے لئے روانہ فرما دیا۔

نرائن گھاٹ میں دینی خدمات:

جس وقت آپ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے اشارہ وحکم پر یہاں تشریف لائے تھے اس وقت وہاں رہنے کا انتظام بھی

نہیں تھا اور نہ کھانے کا۔اس زمانے میں وہاں پل تیار نہیں تھا ناؤ سے آنا جانا ہوتا تھا۔ پندرہ دنوں تک ہوٹل میں قیام رہا اور وہیں کھاتے رہے اور لوگوں کو دین کی دعوت بھی دیتے رہے۔اس وقت ایک دیوبندی مولوی وہاں تھا اس نے کہا مولانا یہاں آپ نہیں رک پائیں گے، یہاں کام کرنا بہت مشکل ہے مگر آپ نے ہمت نہیں ہاری اور اس مولوی کے دام فریب میں نہیں آئے۔لوگوں سے ملتے رہے اور دین کی اشاعت کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہے اور پھر آپ کی کوشش سے آج یہاں سنیت کی شناخت بھی باقی ہے اور وقار بھی اور شان ونشان بھی موجود ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ جب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے آپ کو جس دور پر آشوب میں دین کی تبلیغ واشاعت اور مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت وصداقت کو واضح کرنے کے لئے بھیجا تھا اس دور میں آپ کے لئے کوئی سہولت نہیں تھی، نہ رہنے کا کوئی انتظام تھا اور نہ کھانے کا کوئی بند و بست۔ایسی وقت اور ایسی جگہ میں ایک اجنبی کے لئے دینی کام کرنا کتنا دشوار کن اور صبر آزما رہا ہوگا اس کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے۔مگر قربان جائیں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جیسے مرد مجاہد اور دین کے سپہ سالار اعظم پر جنہوں نے اپنے شاگرد کو صبر وتحمل کی وصیت کے ساتھ اور بلند ہمتی کے ساتھ دین کی تبلیغ اور مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے آپ کو اپنی جیب خاص سے مشاہرہ بھی دیتے رہے اور کھانے اور رہنے کے لئے اخراجات بھی بھیجتے رہے اور یہ سلسلہ اس وقت تک رہا جب تک قیام وطعام کا مکمل انتظام نہ ہو گیا۔

آپ نے اپنی حیات کا بیشتر حصہ تبلیغ دین اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت وفروغ میں گذارا۔جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور کے زمانہ تدریس میں بہت سے تلامذہ آپ نے تیار کئے۔ترائی کے دیہی علاقوں کا سفر کرکے عوام اہل سنت کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کراتے اور ان کے بچوں کو دینی تعلیم کے حصول پر ابھارتے۔اور سب سے بڑی خدمت نرائن گھاٹ کی سرزمین پر اسلام کی شناخت کو قائم کرنا اور مسلک اعلیٰ حضرت کا جھنڈا نصب کرنا ہے۔جی یہ وہی شہر ہے جہاں چند بدعقیدوں نے اپنی خباثت پھیلانے کی کوشش کی تو حضور شیر نیپال نے حضرت مولانا تسلیم الدین برکاتی جیسے مجاہد صفت شاگرد کو مقابلہ کے لیے منتخب فرمایا ،جنہوں نے بدعقیدوں اور باطل جماعتوں سے مقابلہ کرکے اس باطل جماعت وگروہ کے مولویوں کو ذلیل وخوار کرکے شکست سے دوچار کردیا اور اہل سنت کی حقانیت کا پرچم لہرایا اور آج اس شہر میں ایک عظیم الشان ادارہ قائم ہے جہاں اسلامی عقائد وتعلیمات کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے اور اسی ادارہ کے وسیع صحن میں ایک خوبصورت جامع مسجد بھی ہے جہاں سے رشد وہدایت کا کام بخوبی انجام دیا جارہا ہے۔اس شہر میں حضرت مولانا تسلیم الدین صاحب نے دین وسنیت اور حضور شیر نیپال کی ملی مسلکی مشن کے فروغ میں اپنی زندگی کے پندرہ سال گذارے اور جب تک اس شہر میں رہے سنیت کی تشہیر کے لئے دل وجاں سے ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔ باطل سے مقابلہ میں انہیں جسمانی نقصان بھی پہنچایا گیا، زدوکوب بھی کیا گیا، گالیاں بھی دی گئیں مگر انہوں نے استقامت کے ساتھ اور پوری بہادری سے ان باطل فرقوں کا مقابلہ کیا اور سنیت کے پرچم کو سرنگوں ہونے سے بچایا۔

خلافت:

آپ کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے ۲۱/اپریل ۲۰۱۸ء کے جلسہ برکات النبی میں اجازت وخلافت عطا فرمائی۔(۱)

وصال پر ملال:

آپ کا وصال ۱۵ نومبر ۲۰۲۲ء کو ہوا اور جنازہ نائب حضور شیر نیپال حضرت مفتی احمد حسین برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ نے پڑھایا۔

آپ کے وصال پر اہل علم نے اظہار رنج وغم فرمایا اور تعزیتی کلمات بھی لکھے۔فقیر سراپا تقصیر نے بھی آپ کے اہل خانہ اور منتسبین کی خدمت میں ایک تعزیت نامہ پیش فرمایا تھا، یہاں فقیر اور دیگر علمائے اہل سنت کے تعزیت نامے پیش کئے جا رہے ہیں۔

(۱) تعزیت نامہ

سید شاہ ابوذر حسنات شیرازی قادری ابدالی دامت برکاتہم العالیہ (سہسرام، بہار)

محترم مولانا الشاہ جمال الدین برکاتی ابدالی صاحب اور جناب نور محمد قادری ابدالی صاحب کے ذریعے نہایت ہی دل سوز ودل خراش خبر موصول ہوئی کہ حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد تسلیم الدین برکاتی مصباحی کھوٹاوی علیہ الرحمہ اس دار فانی سے کوچ کر گئے ۔انا اللہ وانا الیہ راجعون۔موصوف علیہ الرحمہ دینی معاملات میں بڑے ہی متحرک تھے، دین کے نشر واشاعت کے لئے آپ کی بڑی خدمات رہی ہیں۔میری کئی ملاقاتیں آپ سے رہی ہیں ہر ملاقات میں حسن اخلاق اور سادات کرام کی تعظیم میں آپ کو اعلیٰ وبلند وبالا مینار پر پایا۔آپ نے اللہ تعالی کے عطاء کردہ علم اور حکمت سے اہلسنت کو فروغ وتقویت بخشا۔آپ کی دینی خدمات اہل ہند ونیپال پر روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔آپ کا انتقال کر جانا اہل سنت والجماعت کے لئے ایک بڑا خسارہ ہے۔اللہ تعالیٰ مولانا موصوف علیہ الرحمہ کی بے حساب مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے، قبر پر انوار وتجلیات کی بارش فرمائے، لواحقین کو صبر جمیل اور صبر جمیل پر اجرِ عظیم عطا فرمائے۔بطفیل سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلّم بفیضان غوث وابدال وشاہ جمعہ وسید الہند۔آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

میں علامہ موصوف علیہ الرحمہ کے تمام گھر والوں اور جملہ محبین ومعتقدین سے تعزیت کرتا ہوں۔

الملتجی

سید شاہ ابوذر حسنات شیرازی قادری ابدالی

خادم مدرسہ قادریہ صابریہ فیضانِ ابدال

جاروب کش خانقاہ قادریہ ابدالیہ محلہ شاہ جمعہ پیر سہسرام (بہار)

(۱) فرزندان شاہ برادری ص ٦٠

(۲)

تعزیت نامہ خلیفہ تسلیم ملت حضرت مولانا محمد امجد علی برکاتی (پرریا نیپال)

دنیائے سنیت کا ایک عظیم خسارہ مرشدِ برحق، پیر طریقت، رہبرِ راہ شریعت، آبروئے اہلسنت، ملک نیپال کی شان حضرت مولانا محمد تسلیم الدین مصباحی کھونٹاوی کا انتقال پر ملال سے ہوا ہے۔ ربّ قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضرت کی بے حساب مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

شریک غم

جملہ اساتذہ وطلباء واراکین جامعہ صورت الرضا پرریا مہوتری (نیپال)

(۳)

تعزیت نامہ حضرت مولانا محمد رضا قادری (جنکپور، نیپال)

انا للہ وانا الیہ رجعون

اللہ تعالیٰ حضرت تسلیم ملت کی روح کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔ ان کی دینی وعلمی خدمات کو قبول فرمائے۔ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ یقیناً ان کی رحلت سے بہت بڑا خلا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کا نعم البدل قوم کو عطا فرمائے۔

شریک غم:

محمد رضا قادری مصباحی نقشبندی

خادم تدریس جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ اتر پردیش

(۴)

تعزیت نامہ ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج مورخہ ۱۵ نومبر کو محب گرامی قدر حضرت مولانا محمد جمال الدین برکاتی ابدالی صاحب نے واٹسپ پر یہ جانکاہ خبر دی کہ خلیفہ وتلمیذ حضور شیر نیپال، مناظر اہل سنت، ناشر مسلک اعلی حضرت حضرت مولانا محمد تسلیم الدین برکاتی مصباحی علیہ الرحمہ اب دنیا میں نہیں رہے۔ خبر پڑھ کر چونک گیا اور دل مغموم اور پھر استرجاع کیا۔ کچھ دیر کے لئے گہری سوچ میں پڑ گیا اور پھر آپ کے لئے دعائیں کیں۔ عصر کی نماز پڑھ کر دفتر آیا تو پہلے آپ کے ایصال ثواب کے لیے قرآن شریف کی تلاوت کی۔ اللہ تعالی آپ کو

غریق رحمت فرمائے۔

ملک نیپال کے معمر اور تجربہ کار علما میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ نہایت متواضع منکسر المزاج، مہمان نواز، خلیق مشفق، شیریں کلام اور پیرا خلاص تھے۔ اہل علم کی بڑی قدر کرتے تھے اور چھوٹوں پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے خاص شاگردوں میں سے ایک تھے۔ حضرت شیر نیپال سے خوب محبت کرتے تھے اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بھی آپ سے گہری محبت فرماتے تھے۔ جامعہ حنفیہ خوشیہ میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے درس وتدریس کی خدمات انجام دینے پر مامور فرمایا جہاں آپ بڑی جانفشانی کے ساتھ ادارہ کو اونچائی تک پہنچانے کے لئے کوشاں رہے۔ اور جب نیپال کے پہاڑی علاقوں میں اسلامی تعلیمات اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کی ضرورت شدت سے محسوس ہوئی تو اپنے محسن استاذ کے ایما پر نرائن گھاٹ چلے گئے، جہاں اسلام کی آبیاری، مسلک اعلیٰ حضرت کی تشہیر اور بدعقیدوں کی سرکوبی کے لئے بڑی جدوجہد کرنی پڑی۔ ان علاقوں میں کرایہ پر رہ آپ نے دینی خدمات انجام دی ہے۔ اپنی جیب سے خرچ کر کے، کبھی بھوکے رہ کر بھی آپ ملت اسلامیہ کو فروغ بخشتے رہے اور پھر اس قدر کامیاب ومقبول ہوئے کہ شہر میں ایک عظیم الشان ادارہ کی داغ بیل ڈال دی گئی۔ مدتہائے دراز تک شہر نرائن گھاٹ میں آپ نے درس وتدریس، دعوت وتبلیغ اور اصلاح کا فریضہ انجام دیا۔ ۲۰۱۸ء میں جب پہاڑی علاقوں کا دورہ کا اتفاق ہوا تو ان علاقوں میں آپ کا چرچا دیکھا، لوگوں کی زبانوں سے آپ کا ذکر جمیل سن کر دل بیحد خوش ہوا، کئی لوگوں نے تو میری معرفت ان تک سلام کا پیغام بھی بھیجوایا اور بہت سے افراد نے کہا کہ حضرت سے بولئے گا نرائن گھاٹ ضرور تشریف لائیں۔ دیوبندیوں سے کس طرح آپ نے مناظرہ و مباحثہ کر کے فتح کا جھنڈا لہرایا، کس طرح اذیتوں کا سامنا بھی کرنا پڑا ان سب کا ذکر سن کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی اور آپ کی خدمات کا تذکرہ سن کر مسرور ومحظوظ بھی ہوا۔ پچھلے کئی سالوں سے نقاہت کے سبب گھر پر ہی رہتے تھے اور کہیں آنا جانا بہت کم ہوتا تھا، اکثر بیمار رہتے تھے۔ آپ کی رحلت ومفارقت بلاشبہ باعث صد ملال ہے مگر مرضی مولی از ہمہ اولی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے اور بے حساب جنت فردوس کے مکیں بنائے، لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کے جانشیں حضرت مولانا محمد جمال الدین برکاتی ابدالی کو آپ کا سچا جانشیں اور دین کے خدمت گار بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شریک غم

ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

حال مقیم دوحہ قطر

❁❁❁

حضرت مولانا عبد الجبار منظری رضوی علیہ الرحمہ

باڑا لہور یا سیتا مڑھی (بہار)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے خلفا میں ایک عظیم اور علمی شخصیت کا حامل حضرت مولانا عبد الجبار منظری رضوی باراوی علیہ الرحمہ ہیں۔ آپ کا لقب شیخ النحو ہے اور بھی دیگر معزز القاب سے آپ مشہور ہیں۔ کئی علوم وفنون میں آپ ماہر وحاذق تھے اور بہت سے اعلیٰ خصائل وصفات کے پیکر تھے۔ آپ کی خدمات اور علمی، تبلیغی، اصلاحی اور سماجی کارناموں سے بہار کا بیشتر حصہ فیضیاب ہے۔ آپ نے اکہتر سال کی طویل عمر پائی اور پانچ دہائیوں تک اپنے علم کی بارشوں سے سنیت کی کھیتوں کو سیراب فرماتے رہے، عشق نبی کا فیضان بانٹتے رہے اور علاقہ میں اعلیٰ حضرت کا پیغام عام فرماتے رہے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ آپ سے بیحد محبت فرماتے تھے اور آپ کی علمی شخصیت اور تقویٰ وطہارت کے قائل بھی تھے اور اسی بنا پر آپ نے انہیں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت بھی عطا فرمائی تھی۔

ضلع سیتا مڑھی بہار کے ایک مردم خیز بستی جسے شہر علما کا درجہ حاصل ہے، جہاں بڑے بڑے اور اجلہ علما نے آنکھیں کھولیں اور ماہ ونجوم بن کر ایک عالم کو علم کی روشنی اور سنیت کی چمک بخشی ہے، اسی عظمت نشان بستی یعنی مدینۃ العلما باڑا لہوریا میں آپ ایک دینی گھرانہ اور علم دوست ماحول میں پیدا ہوئے اور علم وہنر کی دولت سے مالا مال ہوکر اہل سنت و جماعت کی مذہبی قیادت ورہنمائی اور خدمت خلق کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ جامعہ مصطفویہ رضویہ کی داغ بیل سرزمین گوہر دھن پور میں ڈالی اور پایہ تکمیل تک پہنچا کر قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلنواز صداؤں سے آباد کیا۔ طالبان علوم نبویہ کی تاحیات علمی تشنگی بجھائی اور اپنی حیات میں سینکڑوں علما پیدا فرمائے اور سو سے زائد اہل علم کو اپنی اجازت وخلافت محض اس لئے عطا فرمائی تاکہ دین کی اشاعت کریں اور مسلک اعلیٰ حضرت کا پیغام پوری دنیا تک پہنچائیں۔

آپ ہی کے یہاں کے رہنے والے ایک نوجوان عالم دین مولانا محمد شفاء المصطفیٰ مصباحی آپ کی حیات وخدمات پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آپ کی ولادت باسعادت ۱۶ / اپریل ۱۹۵۰ء میں مدینۃ العلما باڑا شریف کے ایک دین دار گھرانے میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر والد محترم مولوی عبد الحمید شاہ باڑاوی سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے گاؤں کے عظیم ادارہ جامعہ رضویہ

شمس العلوم کا رخ فرمایا اور کچھ سالوں تک یہیں پڑھتے رہے۔ پھر آپ نے جامعہ قادریہ مقصود پور اورائی مظفر پور میں داخلہ لیا اور وہاں کے جید و مقتدر اساتذہ کرام سے اکتساب فیض کرتے ہوئے ہندوستان کی عظیم درسگاہ از ہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور پہنچے اور یہاں بھی آپ نے اپنی علمی تشنہ لبی کا خوب خوب درماں کیا۔ لیکن شوق طلب نے یہیں تک محدود نہیں رکھا بلکہ علمی تشنگی انھیں مرکز اہل سنت دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کھینچ لائی اور یہیں آپ دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ آپ علمی حلقوں میں ''شیخ النحو'' کے معزز لقب سے متعارف ہیں، جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کو علم نحو سے خاصا شغف تھا۔ علاوہ ازیں علم المیراث سے بھی آپ کو کافی دل چسپی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ فراغت کے بعد آپ نے مزید دو سال محدث اعظم بہار محدث احسان علی فیض پوری کی بارگاہ میں رہ کر خاص طور پر علم المیراث پڑھا اور اس فن میں کمال کا ملکہ حاصل کر لیا۔ آپ علم میراث میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور اس فن کی باریکیوں سے بھی اچھی طرح آشنا تھے۔

خدمات و کارنامے:

بعد فراغت آپ تدریسی و تبلیغی خدمات میں مصروف ہو گئے۔ درس و تدریس سے آپ کو کافی محبت تھی اور پوری عمر آپ نے اس مبارک سلسلہ کو جاری رکھا۔ گوہر دھن پور ضلع سیتامڑھی میں مسلسل سترہ (۱۷) سال آپ نے اپنے بحر علم و فضل سے تشنگان علوم نبویہ کو سیراب کیا اور طالبان علوم نبوت نے آپ کے خوان علم و ادب سے خوب خوب خوشہ چینی کی۔ گوہر دھن پور کا عظیم الشان ادارہ ''جامعہ مصطفویہ رضویہ'' آپ ہی کی انتھک کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ آپ ہی نے اس ادارے کی داغ بیل ڈالی اور اس کی تعمیر و ترقی کے لیے شب و روز کوشاں رہے۔ بالآخر آپ کی پرخلوص کاوشیں بارآور ہوئیں اور قوم کو ایک عظیم الشان ادارہ نصیب ہوا۔ اس کے علاوہ کھوکسی پیراسرسنڈ، سیتامڑھی میں بھی آپ نے کئی سالوں تک تدریسی خدمات انجام دئے۔ اسی طرح مدرسہ نورالاسلام بیل بانس سرلاہی نیپال میں بھی آپ نے اپنے علوم و معارف کے قیمتی جوہر لٹائے۔ اس طویل سفر تدریس میں آپ نے سینکڑوں کی تعداد میں لائق و فائق تلامذہ اور علما پیدا کیے جو ملک و بیرون ملک اصلاح و تبلیغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں سرگرم عمل ہیں۔ آپ نے اپنے دونوں فرزندانِ گرامی کو بھی علم دین سے آراستہ و پیراستہ فرمایا ہے اور الحمدللہ آپ کے دونوں صاحب زادے عالم دین اور متبع شریعت ہیں۔

حلیہ اور اخلاق و عادات:

نورانی چہرہ، بڑی بڑی آنکھیں، کشادہ پیشانی، تبسم ریز ہونٹ، پست مونچھیں، گھنے اور سفید ریش، ہاتھ میں ایک عصا، سر پر دو پلی رومال اور سادہ و سنت کے مطابق لباس، یہ آپ کا وہ حلیہ ہے جو میری نظروں نے دیکھا ہے۔ طبیعت میں کافی سادگی تھی جو لباس و انداز سے بخوبی عیاں تھی۔ کافی خلیق و ملنسار اور خوش مزاج تھے۔ جب بھی ملاقات ہوتی، ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے

اور محنت ولگن سے پڑھنے کی تاکید فرماتے ۔''(۱)

حضرت مولانا قمر رضا سراجی، سیتامڑھی بہار آپ کی عظیم المرتبت شخصیت اور اوصاف وکمالات پر اجمالا روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضور شیخ النحو کی لیاقت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انکا گھرانہ بلکہ انکا گھر علمی محل ہے۔ والد بزرگ ماہر فارسی مولانا عبدالحمید نوری استاذ العلما رہے اور آپ کے بھائی سراج الاولیا تاج الفقہا شیخ الحدیث مفتی سراج الحق رضوی محدث مدینۃ العلما باڑاوی رہے اور برادر زادہ ممتاز المحققین شیخ الادب مولانا غلام طٰہٰ برکاتی مصباحی جو قائم مقام حضور شیخ النحو نائب سراج الاولیا کے مقام پر فائز ہیں اور اہل خانقاہ اور خلفا صوفی ملت نے انہیں القاب سے انکی علمی لیاقت کی بنیاد پر خطاب سے نوازا۔ لہذا حضور شیخ النحو ابن عالم وابو عالم رہے اور آپ نے اپنے رشتہ دار اور خاندان میں علما پیدا کئے اور آپکے ہی ماموزاد بھائی شارح ھدایۃ النحو وشیخ الحدیث محقق دوراں الحاج مولانا محمد رفیق احمد حسینی کی ذات ہے اور سب سے بڑی دولت کہ آپکے والد و والدہ بڑے بھائی اور بھابھی حضور سرکار مفتی اعظم ھند کے مرید ھیں۔ یہ نعمت خاص بزرگادین کی عنایت ہے ورنہ اکثر دیکھنے کو ملتا ہے کہ خود تو عالم ہو اور ذریت دین سے دور ہوتی ہے، مگر اللہ کا شکر واحسان ہے کہ انکی اولاد ایسی نہیں اور اللہ کی رحمت سے امید قوی ہے کہ انکی اولاد حضور شیخ النحو کی مشن کو خلوص وللّٰہیت کے ساتھ آگے بڑھائے گی۔

حضور شیخ النحو کا شمار اکابر علما سیتامڑھی میں ہوتا تھا، آپ بڑے پائے کے عالم فن میراث ونحوی تھے خاص کر قرب وجوار میں علم ونحو وصرف کے حوالے سے جانے جاتے تھے۔ اس فن نحو وصرف میں یگانہ روزگار تھے کیوں نہ ہو کہ آپکے اساتذہ میں سب کے سب ولی کامل تھے اور آپکے اساتذہ کرام حضور نائب شیخ سعدی مولانا حامد حسین وحضور شمس الاولیا اور آپکے والد ماہر فارسی مولانا عبدالحمید نوری وامام المنطق مفتی محمد شعیب رضوی وحضور شیر بہار مفتی اسلم رضوی وحضور حافظ ملت الشاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی ومحدث اعظم بہار محدث احسان علی رضوی فیض پوری اور علامہ محدث کبیر علامہ ضیا المصطفٰی قادری اور حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا قادری ازھری قاضی ہند ومحدث علامہ تحسین رضا خان وامام النحو علامہ بلال پورنوی رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین شامل ہیں۔ (تعزیت نامہ: حضرت مولانا قمر رضا سراجی، سیتامڑھی بہار)

خلافت: آپ کو محدث بہار حضرت علامہ احسان علی قادری علیہ الرحمہ، حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اور حضور سید راشد حسین جیسی عظیم عباقر اور شیوخ سے تمام سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔

وصال: آپ کا وصال اکہتر (۷۱) سال کی طویل عمر میں ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ مطابق ۷ مئی ۲۰۲۱ء بروز جمعۃ الوداع ۵ بجکر ۳۰ منٹ پر ہوا۔ آپ کی رحلت سے دنیائے سنیت میں ایک عظیم خلا پیدا ہوا اور اہل علم نے گہرے رنج وغم کا اظہار

(۱) تعزیت نامہ: مولانا محمد شفاء المصطفٰی شفا مصباحی، مدینۃ العلما باڑا شریف، سیتامڑھی بہار

فرمایا اور اپنے تعزیت ناموں میں آپ کی ہمہ جہت شخصیت اور خدمات دینیہ کا اعتراف بھی کیا۔آپ کے وصال پر بہت سے اہل علم نے تعزیت نامہ پیش کئے جن میں سے کچھ یہاں پیش کئے جارہے ہیں۔

(۱)

مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی اشرف رضا قادری ممبئی

انا للہ وانا الیہ رجعون

اللہ عفو وغفور سبحنہ وتعالیٰ اپنے فضل وکرم اور اپنے حبیب اکرم ومحبوب مکرم نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وعلینا معھم وبارک وسلم کے صدقے حضرت مولانا صوفی باصفا عبدالجبار رضوی منظری رحمہ اللہ الستار الغفار کی بے حساب مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے، ان کی خدمات دینیہ کا بہترین اجر وصلہ مرحمت فرمائے، ان کے مشائخ کا جوار نصیب کرے، ان کے جملہ متعلقین ،اعزہ و اقرباکو اس صدمہ پر صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل مرحمت کرے، اھل سنت کو ان کا ثانی نعم البدل عطا فرمائے۔حسبنا اللہ ونعم الوکیل

اشرف رضا قادری نوری ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر ممبئی ۸

۲۵ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ

(۲)

از: ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی، تاراپٹی دھنوشا، نیپال

(حال مقیم دوحہ قطر)

موت ہے ہنگامہ آرا قلزم خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں

آج مورخہ 25 رمضان المبارک 1442ھ مطابق 7 اپریل 2021 بروز جمعہ محب گرامی قدر حضرت مولانا محمد جمال الدین برکاتی ابدالی کے ذریعہ یہ اندوہناک خبر ملی کہ آسمان علم وفن کا ایک اور ستارہ غروب ہوگیا جسے خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت علامہ

عبد الجبار منظری مصباحی علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ یقینا آپ اہل سنت کے لئے سرمایہ افتخار اور اپنے اسلاف کے حسین یادگار تھے۔ علم دوست اور ناشر علم بھی تھے۔ اہل سنت کے دردمند عالم دین اور داعی تھے مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے مبلغ و پاسبان تھے۔ مسند درس و تدریس کی زینت گلشن تصوف کی نکہت تھے۔ باعمل عالم اور تقویٰ شعار شیخ طریقت تھے۔ آپ بے انتہا ملنسار، متواضع اور خلوص وللہیت کے پیکر تھے۔ اگرچہ آپ ہمارے بیچ نہ رہے مگر اپنی خدمات جلیلہ عظیمہ کے سبب یاد کئے جاتے رہیں گے۔

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

مفتی اعظم نیپال حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ کے ساتھ آپ کا بڑا گہرا تعلق تھا اور آپ بڑی عقیدت ومحبت کرتے تھے۔ آپ کے علم واخلاق اور دینی خدمات سے متاثر ہو کر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت و خلافت سے آپ کو نوازا تھا۔ آپ کا ہمارے درمیان سے چلا جانا ایک بہت بڑا خسارہ ہے ان کے ساتھ علم کا بڑا حصہ اس دنیا سے اٹھ گیا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: إن الله لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعه من العباد ولکن یقبض العلم یقبض العلماء (آخر زمانہ میں) اللہ تعالیٰ دین کا علم اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ علم دین کو لوگوں کے اندر سے کھینچ لے گا؛ بلکہ (اس دنیا سے) حقیقی علماء کو اٹھا لینے کی صورت میں علم دین کو اٹھائے گا۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

اس موقع پر میں خود بھی غمزدہ ہوں اور آپ کے اہلِ خانہ، خویش واقارب اور آپ کے تمام مریدین ومتوسلین کے غم میں برابر کے شریک ہوں اور دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور خدمت دین کے صلہ میں بخشش فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما کر حیات جاودانی کی لذتوں سے سرشار فرمائے۔

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا
میں تو دریا ہوں سمندر میں اتر جاؤں گا

غمزدہ:
ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی عفی عنہ
تاراپٹی دھنوشا، نیپال (مقیم حال دوحہ قطر)

(۳)

حضرت مولانا شفاء المصطفی صاحب (باڑالہوریا)

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں!!

آہ! علامہ عبد الجبار منظری باڑاوی علیہ الرحمہ

پچھلے چند ماہ سے اکابر علمائے کرام کی رحلت کا جو سلسلہ چل پڑا ہے وہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا۔ آئے دن کسی نہ کسی عالم دین کے سانحہ ارتحال نے نڈھال کر دیا ہے۔ صرف اس ماہ رمضان المبارک میں اب تک ایک درجن سے زائد جید وا کابر علما و مشائخ ہم سے رخصت ہو چکے ہیں۔ ابھی ایک زخم مندمل نہیں ہوتا کہ پھر سے ایک نیا زخم شروع ہو جاتا ہے۔ ابھی کئی اکابر علما کی پیہم رحلت کا غم بھول بھی نہیں پایا تھا کہ آج پھر ایک تازہ غم نے گھیر لیا۔ آج ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ/ ۷ مئی ۲۰۲۱ء بروز جمعۃ الوداع بعد نماز عصر یہ اندوہ ناک و روح فرسا خبر ملی کہ میرے گاؤں مدینۃ العلما باڑا شریف، سیتامڑھی بہار کے صف اول کے عالم دین استاذ العلما خلیفۂ حضور محدث اعظم بہار و حضور شیر نیپال و حضور سید راشد حسین حضرت علامہ صوفی شاہ عبد الجبار رضوی منظری علیہ الرحمہ نے اکہتر (۷۱) سال کی طویل عمر میں بوقت: ۵ بجکر ۳۰ منٹ پر داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ انا للہ وانا الیہ رجعون۔

حضرت علیہ الرحمہ کے سانحہ ارتحال سے پورے گاؤں پر غم و الم کی فضا قائم ہوگئی ہے بالخصوص اہل علم طبقہ کافی سوگوار ہے اور حضرت علیہ الرحمہ کی مغفرت و بلندیٔ درجات کے لیے دعا و اذکار میں مصروف ہے۔ رب قدیر کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا ہے کہ اپنے فضل خاص اور اس ماہ مبارک کے طفیل حضرت علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان بالخصوص آپ کے فرزندان گرامی مولانا محمد قطب الدین اور مولانا محمد شرف الدین مصباحی صاحبان کو صبر جمیل کی دولت عظمیٰ سے مالا مال کرے۔ آمین ثم آمین۔

ایک طرف غم و اندوہ کا ماحول ہے تو دوسری طرف حضرت علیہ الرحمہ کے نصیبے کی ارجمندی پر رشک بھی آرہا ہے کہ خدائے غافر و قدیر نے کتنی پیاری موت عطا فرمائی ہے کہ مہینہ رمضان المبارک ہے، دن جمعہ ہے اور دوپہر سے وقت بھی ڈھلا ہوا ہے۔ یہ وہ مبارک موت ہے کہ ہر بندہ مومن شب و روز ایسی موت کی دعائیں مانگتا ہے کہ:

روح جب تن سے جدا ہو ماہ رمضان دن جمعہ ہو

دوپہر سے دن ڈھلا ہو لب پہ جاری یہ صدا ہو

یا نبی سلام علیک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

مگر یہ سعادت ہر کسی کو نہیں ملتی بلکہ جن پر رب العزت کا خاص فضل و کرم ہوتا ہے وہی اس سعادت عظمیٰ سے شاد کام ہوتے ہیں۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء.

ایں سعادت بزور باز و نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نوٹ: مولانا شفاء المصطفیٰ مصباحی کے تعزیتی مضمون سے تعارفی حصہ شروع میں نقل کیا جاچکا ہے، اس لئے یہاں وہ حصہ بیان نہیں کیا گیا۔

❁❁❁

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف و تالیفات اور آپ کی حیات و خدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین و مقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔ www.barkatussunnah.com اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کر سکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ و تحقیق کتابیں اپ لوڈ کر دی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

مفتی محمد احمد رضا ثقافی امجدی، اٹھروا کھریانی (نیپال)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے فیض یافتگان اور آپ کے روحانی میخانہ سے جام روحانیت نوش کرنے والوں میں ایک نام جواں سال عالم دین، ماہر درسیات، ادیب شہیر، بیدار مغز مبلغ، کتاب وسنت کے تجربہ کار داعی، قاضی ضلع سرہا حضرت مولانا مفتی محمد احمد رضا ثقافی امجدی زیدہ مجدہ کا بھی ہے۔ جنھوں نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے باضابطہ درس لے کر شرف تلمذ حاصل تو نہیں کیا مگر بہت سے مسائل میں آپ کی بارگاہ دربار میں حاضر ہو کر اکتساب فیض ضرور کیا ہے۔ دینی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کر کے رہنمائی حاصل کی ہے اور گاہے بگاہے آپ سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے مفتی صاحب کی دینی معاملات میں فعالیت، تصلب فی الدین، فقہی بصیرت، مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت، فروغ علم کی کدوکاشیں اور اسلام و سنیت کے حوالے سے مخلصانہ جذبات کو دیکھ کر انہیں اپنی خلافت و اجازت عطا فرمائی ہے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی بارگاہ کے آپ مقبول ومحبوب رہے ہیں، خانقاہ برکات کے ماتحت امام اعظم دارالافتا والقضا کے رکن ومفتی اور مشیر تھے، نیز سہ ماہی ندائے برکات کی ادارتی ٹیم کا بھی مضبوط حصہ اور رکن رکین کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں اور ندائے برکات کے چند سالوں سے موقوف ہونے کی وجہ سے آپ بیحد متفکر بھی ہیں۔

حضرت شیر نیپال سے آپ کے تعلقات مخلصانہ وعاجزانہ تھے، وقتاً فوقتاً لہنہ شریف آپ کی خدمت میں حاضری دیتے رہتے تھے، چائے پانی ناشتہ وغیرہ سے ضیافت بھی ہوتی، حال واحوال بھی دریافت کئے جاتے اور اس کے علاوہ بہت سے مسائل و معاملات میں تبادلہ خیال ہوتا۔

پیدائش: آپ کی پیدائش جنکپور سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر بہار سرحد سے متصل ایک کثیر الآبادی قریہ اٹھروا کھریانی میں بتاریخ: 8 محرم الحرام سنہ 1406ھ بروز پیر مطابق 23/ستمبر 1985 میں حضرت مفتی امین الدین علیہ الرحمہ کے یہاں ولادت ہوئی۔

نام ونسب:

مفتی محمد احمد رضا بن مفتی محمد امین علیہ الرحمہ بن تسلیم الدین مرحوم

مذہبی عہدہ ومنصب:

13 جمادی الاولی 1435 ہجری مطابق 15 مارچ 2014 میں بموقع تیسرا سالانہ عرس امین شریعت کھریانی قاضی بنارس مفتی غلام یسین رضوی علیہ الرحمہ نے آپ کو قاضی ضلع سرہا کے منصب پر فائز کیا اور اسی عرس میں اس کا اعلان بھی ہوا۔ اور

تاہنوز ضلع سرہا کے قاضی کے عہدہ پر فائز ہیں اور دیگر مصروفیات کے ساتھ ساتھ قضا اور فتویٰ کا کام بھی بڑی ذمہ داری کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔

تعلیم وتربیت:

ازابتدا تادرجہ خامسہ کی تعلیم اپنے والد گرامی امین شریعت مفتی امین الدین علیہ الرحمہ کے پاس کھریانی ولہان میں حاصل کی۔ کچھ ابتدائی درجہ کی کتابیں کھریانی میں حضرت مولانا محمد ذاکر حسین نوری اور لہان میں مولانا ابراہیم رضوی سے بھی پڑھی ہیں۔ 2004ء میں شمس العلوم گھوسی میں جماعت خامسہ میں داخلہ لے کر یہاں کے اساتذہ سے ایک سال اکتساب فیض کیا۔ پھر 2005 سے 2007 تک الثقافۃ السنیہ کیرالا میں درجہ فضیلت وتخصص فی الادب کی تکمیل کر کے اسناد سے نوازے گئے۔

تربیت افتا:

فضیلت وتخصص فی الادب کی تکمیل کے بعد فتویٰ نویسی کی تربیت کے لئے جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں داخلہ لیا، جہاں سنہ 2008 سے 2009 تک دوسال جامعہ امجدیہ رضویہ میں تخصص فی الفقہ کا کورس مکمل کیا اور عرس امجدی کے موقع پر دستار وسند تربیت افتا سے سرفراز ہوئے۔

اساتذہ کرام:

آپ نے اپنے وقت متبحر اہل علم اور اصحاب فضل وکمال سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے، فقہ وحدیث میں مہارت تامہ رکھنے والی شخصیات سے اکتساب علم کیا ہے۔ جن میں سے بعض اساتذہ کے نام یہ ہیں:

(1) حضور امین شریعت علامہ مفتی امین الدین نوری علیہ الرحمہ (2) علامہ شیخ ابوبکر بن احمد بانی الثقافۃ السنیہ کیرالا (3) علامہ اسماعیل نلیکوتی علیہ الرحمہ (3) محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ گھوسی (4) مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمہ (5) بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ (6) مفتی شمشاد احمد گھوسی وغیرھم ۔

تدریسی خدمات:

جامعہ امجدیہ رضویہ سے تربیت افتا کا کورس مکمل کرنے کے بعد دارالعلوم فیضان مدینہ جنکپور میں خدمات انجام دینے پر مامور ہوئے، یہاں 2009 تا 2011 دوسال تدریسی خدمات انجام دی اور بہترین کارکردگی سے ادارہ وطلبہ کے محبوب رہے۔ یہاں مستعفی ہوکر لہان کے قدیم ادارہ دارالعلوم حنفیہ اشرفیہ میں آپ کی تقرری ہوئی۔ یہ ادارہ آپ کا مادر علمی بھی ہے کہ خامسہ تک کی تعلیم یہاں اپنے والد محترم کی خدمت میں رہ کر حاصل کی تھی اور لوگوں کی امیدیں بھی آپ سے وابستہ تھیں اور اہل شہر کا اصرار بھی۔ اس لئے جنکپور سے لہان چلے آئے۔ یہاں آپ کی تقرری بحیثیت صدر المدرسین ہوئی۔ اس ادارہ میں موصوف نے مسلسل نوسال سنہ 2012 سے سنہ 2020 تک تدریسی خدمات وفتاویٰ نویسی وقضا کا فریضہ انجام دیا۔ نیز ادارہ سے ملحق رضا جامع مسجد میں ہر جمعہ کو خطاب کرتے رہے۔

مناظرہ:

قیام دارالعلوم حنفیہ اشرفیہ میں قیام کے دوران نیپال کے دھنوشا، مہوتری، سرلاہی اور بطور خاص سرہا کے اکثر قریب و بعید علاقوں میں تبلیغی وتقریری دورہ کرتے تھے، اس ضلع میں ہونے والے اکثر محافل ومجالس اور جلسوں میں آپ کی شرکت ہوتی تھی، اسی طرح بہار کے ضلع مدھونبی کے شہر وقصبات اور علاقہ جات میں اکثر آپ کا دورہ وخطاب ہوتا ہی رہتا تھا اور ابھی بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اسی دوران مہوا چکنوٹو الدنیا میں میلا د النبی منانے کے عنوان پر دیوبندی مولوی سے مناظرہ ہوا جس میں آپ فاتح رہے اور دیوبندی مولوی کو ذلت ورسوائی ہوئی۔ آپ کے ذریعہ اس علاقہ میں اہل سنت کی حقانیت آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن ہوگئی اور بدعقیدوں کی مکاری وچالبازی سے اہل علاقہ واقف ہوئے۔ مناظرہ مین فتح مبیں حاصل کرنے کے فورا بعد اہل محلہ نے آپ کی صدارت میں ایک کانفرنس بھی منعقد کراوئی اور وہاں اہل سنت کی مسجد کی بنیاد بھی ڈالا۔

بیعت:

وارث علوم اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان علیہ الرحمہ بریلی شریف سے آپ کو شرف بیعت حاصل ہے۔ 2005ء میں جب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ عرس امجدی کے موقع سے جامعہ امجدیہ گھوسی تشریف لائے اسی بھیڑ میں آپ بھی بیعت ہو گئے۔

اجازت وخلافت:

آپ کو تین بزرگوں سے اجازت وخلافت عطا فرمائی ہے (1) قاضی بنارس مفتی غلام یاسین صاحب علیہ الرحمہ نے 16/ مارچ سنہ 2014 میں (2) حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی قادری دامت برکاتہم العالیہ نے 5 جمادی الاولی 1436 ہجری مطابق 26 مارچ 2015 چوتھا سالانہ عرس امین شریعت کے موقع پر۔ اور اسی موقع سے فقیر برکاتی کو بھی اجازت وخلافت حضور محدث کبیر مدظلہم العالی نے عطا فرمائی اور آپ ہی کے مقدس ہاتھوں سے مجھ ناچیز کو ''امین ملت ایوارڈ'' بھی دیا گیا۔ (3) مفتی اعظم نیپال، حضور شیر نیپال مفتی جیش صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ نے جلسہ برکات النبی لہنہ شریف میں بتاریخ 21/ اپریل 2017ء سلسلہ عالیہ قادری برکاتیہ کی اجازت وخلافت کا اعلان فرمایا۔ چونکہ اس وقت آپ اسٹیج پر نہیں تھے ،اس لئے آپ کی دستار خلافت فقیر کے معرفت ان تک پہنچوا دیا گیا۔

اوصاف: آپ کے سینے میں قوم مسلم کے لئے دھڑکتا ہوا دل ہے، ملت ومسلک کی حفاظت وصیانت کے لئے جذبہ بیکراں، قوم مسلم کے نونہالوں اور شہزادیوں کو عصری ودینی تعلیمات سے آراستہ کرنے کی اعلیٰ فکر، اصلاح معاشرہ کے لئے جہد مسلسل اور بھی کئی خوبیوں اور اوصاف جمیلہ آپ میں ہیں۔

آپ جواں سال ہیں مگر مثل چٹان ہیں، کم عمر ہیں مگر تجربات میں پختہ ہیں، لاؤ لشکر نہیں ہے مگر تائید ربانی ہے، پرخار راہوں سے گذرتے ہوئے، سنگلاخ وادیوں میں علم وعمل کے سبزہ اگا رہے ہیں، تاریکیوں میں کتاب وسنت، مسلک ومشرب اور حق

وصداقت کے چراغ جلا رہے ہیں۔جواں مردی اور استقامت و ہمت کے ساتھ کاروان اہل سنت کوشاہ راہ ترقی پر لانے کی کامیاب کوشش کر رہے ہیں۔

تعلیمی وتعمیری خدمات وجذبات:

ایک مدت سے خاموشی تھی ، نیپال کے مسلم معاشرہ میں خاص طور پر ترائی میں سناٹا کی دبیز چادر پڑی ہوئی تھی ایک ایسے ادارہ کے حوالے سے جہاں مکمل نظم ونسق کے دینی اور عصری دونوں تعلیم ہواور پچھلے بیس پچیس سالوں میں جو اسلامی طلبہ فارغ التحصیل ہوئے اوراب طلبہ سے اساتذہ، پھرشادی شدہ ہوکر کئی بچوں کے والد بن گئے ہیں انہیں ایسے اداروں کی تلاش وجستجو تھی اپنے بچوں کے روشن مستقبل کے لئے ، نیز ان کے خاندان کے بھی بہت سے افراد بلکہ اب کہا جائے کہ معاشرہ کے دوسرے حضرات کو بھی اس کی فکرتھی کہ ناامیدی کے اس ماحول میں امیدوں کی کرن نکلے، ڈراؤنی رات میں امیدوں کا سویرا ہواور ایسا ادارہ کے قیام کی خبر وصدا کانوں میں گونجے جہاں وہ ساری سہولتیں ہوں جہاں دین بھی سیکھا یا جائے اور دنیا بھی۔اور مفتی محمد احمد رضا ثقافی کی وہ شخصیت ہے جس نے الامین نیشنل اکیڈمی جیسا ادارہ قائم کیا، جودینی وعصری دونوں تعلیمات کا سنگم ہے۔جس کی سنگ بنیاد 14 / مارچ 2021 بروز اتوار شہزادۂ حضور شمس الاولیا حافظ غلام جیلانی باڑاوی کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئ اور تقریبا دوسال کی مدت میں عمارت تیار ہوکر اس میں افتتاح تعلیم کا پروگرام 6 /فروری 2023 بروز پیر کو ہوااور علماومشائخ کی موجودگی میں افتتاح ہوا۔

❁❁❁

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔ www.barkatussunnah.com اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کر سکتے ہیں۔نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ وتحقیق کتابیں اپ لوڈ کردی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی (کلکتہ، بنگال)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے خلفا میں ایک نام فقیہ اہل سنت حضرت مولانا مفتی محمد رفیق الاسلام مصباحی صاحب قبلہ کا ہے، جنہوں نے کم مدت میں گراں قدر خدمات اسلام وسنیت کی انجام دی ہے۔قلم کی توانائیوں سے باطل قوتوں کا پنجہ بھی مروڑا ہے اور خطابت کی سحر سے عوام اہل سنت اور نوجوانوں میں اصلاحی بیداری کی روح بھی پھونکی ہے۔نوجوانوں کی صحیح رہنمائی اور اسلام کے حوالے سے ان کی ذہن سازی کا جو کام آپ کر رہے ہیں اس کے مثبت نتائج دیکھنے کو ملتے ہیں۔اور نوجوانوں کا وہ طبقہ جو صحیح رہنمائی سے محروم ہونے کی وجہ سے بے راہ روی کے شکار ہو گئے تھے ان کے اندر ایمان افروز تبدیلی یہ ایک بڑی خدمت ہے۔اس کے علاوہ دارالافتا کی مسند کو زینت بخش کر اور محراب ومنبر کو سجا کر بھی جو خدمات آپ انجام دے رہے ہیں قابل ستائش ہیں۔نیز مختلف علوم و فنون میں مہارت رکھتے ہیں،نقد و جرح میں بھی ملکہ رکھتے ہیں،حدیث وتفسیر میں بھی کمال دسترس رکھتے ہیں،علم کلام کی باریکیوں سے بھی واقف اور فن مناظرہ کی نشیب وفراز سے بھی آشنا ہیں۔اپنی دھاڑ سے باطل پرست کا پردۂ سماعت پھاڑنے کا ہنر رکھتے ہیں اور مفکرانہ صلاحیت سے امت کی صحیح رہنمائی کا حق بھی ادا کرتے ہیں۔

قرطاس وقلم سے مفتی صاحب کا مضبوط و گہرا تعلق ہے، منجھے ہوئے، صاحب سلیقہ، جواں سال نامور قلم کار ہیں۔ان کی قلمی صلاحیت واستعداد اور قلمی خدمات کا اعتراف اصاغر کے ساتھ اکابر بھی کر چکے ہیں۔رسائل واخبارات اور خصوصا کلکتہ کے اخبارات میں مفتی صاحب کے مضامین اکثر زینت بنا کرتے ہیں۔ہر طرح کے عناوین پر خامہ فرسائی کرتے ہیں،حالات حاضرہ پر گہری نظر اور مضبوط گرفت رکھتے ہیں،البتہ تصنیف وتالیف میں مذہبی عناوین کو ترجیح دیتے ہیں۔درجن بھر کتابیں آپ کے قلم زرنگار سے منصۂ شہود پر جلوہ بار ہو کر ارباب علم ودانش سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔مطبوعہ کتابیں یہ ہیں: (۱) سرکار کی آمد مرحبا! (۲) امام الائمہ ابوحنیفہ (۳) آخرت کا سہارا (۴) کپڑے موڑ کر نماز پڑھنے کا حکم؟ (۵) تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑا ہو جانا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔(۶) جامع الدعا (۷) جلوۂ اعلیٰ حضرت (۸) انگریز کا وفادار (۹) شیر بنگال۔حیات وخدمات (۱۰) امام عشق ومحبت (۱۱) جان ایمان (۱۲) حافظ ملت ایک تعارف (۱۳) بہار رمضان (۱۴) کرامات اعلیٰ حضرت۔اور کچھ کتابیں ابھی زیر ترتیب وتصنیف ہیں، کچھ منتظر طباعت ہیں۔رسائل وجرائد واخبارات میں درجنوں مضامین اس پر مستزاد۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے ۱۰ ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ مطابق ۴؍مارچ ۲۰۱۲ء میں جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ اندور ایم پی میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت سے نوازا۔ساتھ جامعہ کے پرنسپل حضرت مولانا مفتی محمد عارف رضوی برکاتی صاحب کو بھی اجازت عطافرمائی۔دونوں شخصیات کے سرپر دستار خلافت بھی باندھی تھی اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت اور اس پر استقامت کا عہد بھی لیا تھا۔اسی وقت سے مفتی صاحب قبلہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے اسیر وعاشق ہیں اور آپ کی ہمہ جہت خدمات وشخصیت کے قائل ومعترف ہیں۔کیونکہ یہ پہلا اتفاق تھا جب بالمشافہ مفتی صاحب قبلہ حضور شیر نیپال کو دیکھا،بہت ہی قریب سے بات کرنے کا موقع فراہم ہوا اور آپ کی خدمات جلیلہ اور پرنور شخصیت سے آشنائی ہوئی،جبکہ اس سے قبل حضور شیر نیپال کی تصنیفی خدمات کے جلوے آپ کی کتب ورسائل کے مطالعہ سے دیکھ چکے تھے اور فقیر کی زبانی سن بھی چکے تھے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے محبت والفت،آپ کے خدمات جلیلہ اور ہمہ جہت شخصیت کا اعتراف مفتی صاحب کے درج ذیل پیراگراف میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے کہ کس انداز میں آپ نے مفتی اعظم نیپال کی شخصیت اور خدمات عظیمہ پر اجمالا روشنی ڈالی ہے۔آپ بھی پڑھیے اور جھومئے اور بلاشبہ اس پیراگراف کو پڑھ کر طبیعت جھومنے لگے گی۔آپ لکھتے ہیں:

''نیک سیرت،بھولی صورت،بلند اخلاق،خوش مزاج،متواضع ومنکسر،حلیم وبردبار،طہارت وتقویٰ شعار،ہرادا سے زہد وورع کا اظہار،روشن پیشانی،منور چہرہ،اسلاف سناش،اخلاف نواز،علما ساز،اہل سنت وجماعت مسلک اعلیٰ حضرت کے عظیم مبلغ وسرخیل،درجنوں دینی،علمی،فقہی،تحقیقی کتابوں کے مصنف،متعدد مدارس ومساجد کے بانی وسرپرست،ہزاروں علما کے استاذ،بہت سے مصلحین امت کے مرشد اجازت،لاکھوں لوگوں کے پیر طریقت ورہبر شریعت،ان گنت لوگوں کے مرکز عقیدت،جید عالم،مفتی،فقیہ،محدث،مفکر،مدبر،مصنف،مدرس،مصلح اور عامل شریعت وسنت گویا کہ تن تنہا ایک انجمن،ایک تحریک،یعنی خلیفۂ حضور سید العلما واحسن العلما وتاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ وقاری جیش محمد صدیقی مفتی اعظم نیپال علیہ الرحمہ کی ذات ہمہ جہت شخصیت کا مالک اور ہر جہت انتہائی روشن وتابناک۔فقہ وفتاویٰ کی بات کریں تو فتاویٰ کیا ہیں گویا علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہیں،دیکھنا ہو تو حضرت کا مجموعۂ فتاویٰ ''فتاویٰ برکات'' جو آٹھ حصوں پر مشتمل ہے دیکھیں،ہر حصہ دو سو سے زائد صفحات کو محیط ہے۔فقیر راقم محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی کو ہر حصہ کے سارے ابواب کے اکثر حصوں کے مطالعہ کا شرف حاصل ہے فللہ الحمد علی ذلک۔کہیں قرآنی آیات سے کثرت سے استدلال،تو کہیں احادیث نبویہ کا اندراج،کہیں فکر انگیز تحقیقات تو کہیں کثیر جزئیات،کہیں لغزش وخطا پر تنبیہات تو کہیں حل اشکالات وجواب اعتراضات،کہیں تحقیق طلب مسائل کی تنقیح تو کہیں مشکلات ومبہمات کی توضیح،کہیں فقہی تبحر ووسعت نظر تو کہیں ایجاز واختصار،کہیں مختلف اقوال میں ترجیح تو کہیں مختلف اقوال میں تطبیق۔پڑھتے

جائیں اور داد تحقیق دیتے جائیں۔'' (مضمون مفتی محمد رفیق الاسلام)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کی خبر سن کر آپ بیحد غمگین وافسردہ ہوئے اور اپنے ادارہ میں ایصال ثواب کی محفل منعقد کر کے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی روح پرفتوح کو ایصال ثواب بھی کیا اور آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت بھی پیش کیا اور حاضرین سے آپ کا تعارف بھی۔ محفل ایصال ثواب کی رپورٹ مقامی اخبار میں بھی شائع ہوئی تھی جو آپ کی نگرانی میں تیار کی گئی تھی۔ وہ رپورٹ درج ذیل ہے:

''عالم اسلام کی عبقری، متبحر، متدین شخصیت مفتی اعظم نیپال حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ کا 25/نومبر 2019ء رات ساڑھے گیارہ بجے وصال پُرملال ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا سانحۂ ارتحال عالم اسلام کے لئے ایک زبردست خسارہ اور باعث رنج وغم ہے۔ ملک نیپال اور ہندوستان بھر میں بالخصوص بہار، بنگال، یوپی، مدھیہ پردیس، مہاراشٹر، کرناٹک میں کثرت کے ساتھ آپ کے مریدین، معتقدین، محبین پائے جاتے ہیں، آپ کے وصال کی خبر سب کے لئے کسی پہاڑ کے بوجھ سے کم نہیں۔ موصوف ایک پابند شریعت وسنت عالم ربانی تھے۔ خانقاہ مارہرہ مطہرہ کے سادات میں حضور سید العلما اور احسن العلما اور بریلی شریف کے حضرت تاج الشریعہ سے آپ کو اجازت وخلافت کا تمغہ حاصل تھا۔ درجنوں دینی، علمی، فقہی، اصلاحی، اور تحقیقی کتابوں کے آپ مصنف ومرتب تھے، ہزاروں فتاوے آپ کے نوک قلم سے معرض وجود میں آئے، بہت سے مدارس ومساجد کے آپ بانی وسرپرست تھے، لُہنہ جنک پور نیپال میں آپ نے ایک عظیم الشان دارالعلوم وخانقاہ کی بناڈالی۔ آپ کی ذات بے شمار اوصاف وکمالات کے جامع تھی، نہایت خلیق، نرم خو، ملنسار، خردنواز اور خوش مزاج تھے۔ آپ تاعمر دین اسلام کی پُرخلوص خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ کے وصال سے نہ صرف عوام بلکہ جماعت علما میں بھی صف ماتم بچھ گئی ہے۔ واضح ہو کہ حضرت موصوف عمرہ کر کے ممبئ پہنچے تھے ابھی گھر بھی نہ پہنچ سکے تھے کہ ممبئ ہی میں طبیعت بگڑ گئی، اسپتال میں ایڈمیٹ ہوئے، علاج ومعالجہ چلتا رہا، پھر ایمبولینس کے ذریعہ آپ کو اپنے وطن مالوف لہنہ جنک پور نیپال کے لئے لے جایا جارہا تھا کہ لکھنو کے آس پاس رات ساڑھے گیارہ بجے حالت مسافرت ہی میں آپ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ حضرت کے ایصال ثواب کے لئے دارالعلوم رضائے مصطفی ٹیابرج کولکاتا بنگال میں قرآن خوانی ہوئی اور ایک محفل منعقد ہوئی جس میں موصوف کے لئے ایصال ثواب اور آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پُرنم آنکھوں سے پیش کیا گیا۔ دارالعلوم کے صدر مفتی خلیفۂ شیر نیپال حضرت مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی صاحب قبلہ نے اس حادثۂ فاجعہ پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور کہا کہ شیر نیپال رحمہ اللہ کا وصال ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ مفتی صاحب کی رقت انگیز دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔ دارالعلوم کے اساتذہ وطلبہ نے اس میں شرکت کی۔'' (زاہد حسین)

ولادت:

خلیفۂ حضور شیر نیپال محقق عصر قاضی شرع کلکتہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی بن حاجی محمد حصیر الدین بن مرحوم ڈاکٹر محمد معلم الدین کی ولادت باسعادت باعتبار سند ۲ رفروری ۱۹۸۳ء مقام کالوبستی پانچ ڈمٹھی تھانہ اسلام پور ضلع اتر دیناج پور (مغربی بنگال) میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم:

ناظرہ قرآن مقدس اپنے دادا مرحوم ڈاکٹر محمد معلم الدین، والدہ محترمہ اور محلہ کے مکتب میں مکمل کیا۔ ابتدائی تعلیم دارالعلوم غوثیہ بکیری ٹولہ، تھاوے ضلع گوپال گنج (بہار) دارالعلوم گلشن بغداد، رام پور (یوپی) میں حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم:

۱۲ رشوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲ ردسمبر ۲۰۰۱ء الجامعۃ الاشرفیہ میں داخلہ لیا۔ اور پھر فضیلت وافتا تک کی پوری تعلیم وہیں سے مکمل کی۔ یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ مطابق ۸ رجولائی ۲۰۰۵ء میں دستار قرأت حفص حاصل کی۔ ۱۲ رشعبان المعظم ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷ رستمبر ۲۰۰۵ء میں عالمیت کی تکمیل ہوئی۔

دستار فضیلت: یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۷ رجون ر ۲۰۰۷ء میں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

دستار افتا: یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ رمئی ۲۰۰۹ء بموقع عرس حضور حافظ ملت ٹاپ پوزیشن سے تخصص فی الفقہ (مفتی) کا تاج زریں علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں حاصل کیا۔

اسناد:

عربی، فارسی، مدرسہ بورڈ لکھنؤ یوپی سے منشی، منشی کامل، مولوی، عالم، فاضل ادب، فاضل طب کی ڈگریاں بھی حاصل کی۔

آپ کی تدریسی زندگی: (۱) الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور بحیثیت معین المدرسین دوران تخصص فی الفقہ از ۱۵ رشوال ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۶ را کتوبر ۲۰۰۸ء تا ۷ رشعبان ۱۴۳۰ھ مطابق ۳۰ رجولائی ۲۰۰۹ء (۲) الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز کھجرانہ اندور ایم پی، از ۱۰ رشوال ۱۴۳۰ھ مطابق ۳۰ را کتوبر ۲۰۰۹ء (۳) جامعہ قادریہ مدینۃ العلوم ڈی جے ہلی بنگلور (کرناٹک) از ۲۲ رشوال المکرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۹ راگست ۲۰۱۴ (۴) دارالعلوم رضائے مصطفیٰ ٹیابرج کولکاتا بنگال از ۱۲ رشوال ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۹ر جولائی ۲۰۱۵ء تا حال۔

اس وقت آپ دارالعلوم رضائے مصطفیٰ ٹیابرج کلکتہ کے صدر شعبۂ افتا، ٹیابرج کی قدیم اور مرکزی مسجد بیگم مسجد کے

خطیب وامام اور شہر کلکتہ و ہوڑہ کے ادارۂ شرعیہ بنگال کے نائب قاضی شرع کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں۔

مفتی صاحب موصوف جہاں درس گاہ کے ذی استعداد استاذ ہیں وہیں مسند فقہ وافتا کے انتہائی ماہر اور مستند مفتی بھی ہیں، کئی سوفتاوے اس کی روشن وبین دلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو خطابت کا بھی بہتر ملکہ عطا فرمایا ہے، دلائل وبراہین کے ساتھ خطاب کرنا ان کا طرۂ امتیاز ہے، ردشیعیت وتفضیلیت ان کی تقریر کا خاص عنوان ہوا کرتا ہے۔ یوٹیوب وغیرہ پر کئی درجن تقریریں موجود ہیں، سن کر آپ بھی حقیقت کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

آپ کو تاج الشریعہ قاضی القضاۃ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے بیعت وارادت حاصل ہے۔ جبکہ درج ذیل مقتدر شخصیات سے آپ کو اجازت وخلافت ہے:

(۱) مقتدائے اہلسنت، مفتی اعظم نیپال حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی جیش محمد صدیقی صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی شیر نیپال علیہ الرحمہ (۲) شہزادۂ حضور تاج الشریعہ قائد ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عسجد رضا قادری بریلوی دام ظلہ، بریلی شریف۔ (۳) گل گلزار قادریت محافظ مسلک اعلیٰ حضرت پیر طریقت آل رسول حضرت علامہ الحاج الشاہ سید گلزار اسمٰعیل واسطی صاحب قبلہ دام ظلہ مسولی شریف بارہ بنکی یوپی۔ (۴) نواسہ وجانشین حضور مجاہد ملت پیر طریقت حبیب ملت حضرت علامہ سید غلام محمد حبیبی صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ دھام نگر بھدرک اڑیسہ۔

مفتی صاحب موصوف بڑی خوبیوں کے حامل ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے، اخلاق کریمانہ صفات فاضلانہ کا مجسم پیکر ہیں، اسلاف شناسی اور اصاغر نوازی میں منفرد ہیں، خوش خو، ملنسار ہیں، کام کے آدمی ہیں، کام کو پسند کرتے ہیں، فروغ اہل سنت وجماعت، مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے ہمہ کوشاں رہتے ہیں، تنظیمی وتبلیغی مزاج رکھتے ہیں، شہر کلکتہ کے مختلف علاقوں میں ان کا ہفتہ واری درس حدیث ودرس مسائل انتہائی مقبول ہے، جماعت اہل سنت میں درآئیں بدعات وخرافات کے قلع قمع اور اعمال خیر سے آراستہ وپیراستہ کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں، اس کے لیے تربیتی پروگرام، ورکشاب وغیرہ کا انعقاد کرتے رہتے ہیں۔ مفتی صاحب کی یہ وہ خدمات ہیں جن کا پورا شہر معترف ہے۔ اور یہ فیضان نظر ہے آپ کے اساتذہ اور مرشدان اجازت کا، جنہوں نے اپنی نگاہوں سے پلایا اور قربت سے نواز کر سنوارا۔

نوٹ: خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت مفتی محمد رفیق الاسلام مصباحی صاحب قبلہ کی مختصر حیات وخدمات پر مواد حضرت مولانا محمد سبحان رضا قادری مصباحی کلکتہ نے فراہم کیا، جس کے لئے میں ان کا شکر گذار ہوں۔

بیسواں باب

تلامذہ حضور شیر نیپال

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

تلامذہ حضور شیر نیپال

مفتی رحمت علی امجدی برکاتی تاراپٹی، مشرقی محلہ، دھنوشا (نیپال)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے تلامذہ کی فہرست میں ایک باوقار عالم دین، قدآور شخصیت، فقہ وفتویٰ کے ماہر، حدیث و اصول حدیث کے شناور، جفاکش مدرس، نکتہ رس خطیب، مخلص داعی اور گوناگوں خوبیوں کے حامل ہستی حضرت مفتی محمد رحمت علی امجدی برکاتی زیدہ مجدہ السامی کی پرکشش ذات ہے۔جنھوں نے کم عرصہ میں بلکہ زمانہ طالب علمی سے ہی اپنی صلاحیت و قابلیت، ذکاوت وفطانت، محنت ولگن، پرمغز خطابت اور بلند حوصلوں کی بنا پر شہرت ومقبولیت حاصل کرلی اور تدریسی خدمات کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد آپ کی شخصیت میں مزید چار چاند لگ گئے۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ تا حیات مفتی صاحب قبلہ پر شفقت و نوازشات کی بارشیں کرتے رہے، ملاقات کے وقت آپ کو سینے سے لگاتے اور اپنے بازو میں بیٹھاتے۔

نام ونسب: محمد رحمت علی بن محمد حبیب الرحمن بن عبد الرحمن۔

ولادت: 28 مئی سنہ 1977ء میں تاراپٹی مشرقی محلہ ضلع دھنوشہ میں ہوئی۔

القاب: حافظ احادیث کثیرہ، فقیہ عصر

مشغلہ: امامت، تدریس، خطابت، فتویٰ نویسی، مقالہ نگاری، تصنیف وتالیف، درس قرآن، درس مسائل۔

منصب: جامعہ اہل سنت صادق العلوم شاہی مسجد کے شیخ الحدیث، وائس پرنسپل اور امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر (ناسک) کے نگراں۔

ابتدائی تعلیم: گاؤں کے مکتب میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم: ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے گاؤں سے باہر کا رخ کیا، اس وقت دار العلوم گلشن مدینہ اٹہروا کھریانی کا علاقہ میں شہرہ تھا اس لیے آپ کے برادر اکبر حضرت مولانا احمد حسین نے آپ کا داخلہ وہاں کروا دیا، جہاں آپ نے تقریباً تین سال مفتی محمد امین الدین نوری اور مولانا ذاکر حسین نوری سے اکتساب علم کیا۔

الیکشن میں دار العلوم گلشن مدینہ کے سکریٹری کی شکست کی وجہ سے وہاں کی فضا مکدر ہوگئی، حالات بگڑ گئے، آپسی رنجشوں کی وجہ سے ادارہ پر سیاہ بادل منڈلانے لگے، ادارہ بے توجہی کا شکار ہوگیا، طلبہ کی خوراک بند ہوگئی، مدرسین سے سکریٹری اور

ہمنوا برگشتہ و ناراض ہو گئے، اپنی شکست و ناکامی کے اسباب اپنے اندر تلاشنے کی بجائے الٹے مدرسین سے بغاوت کر بیٹھے، اس لئے طلبہ بے یارو مددگار ہو گئے، ان کے سامنے ادارہ چھوڑنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں تھا اس لئے سارے طلبہ اپنے گھر چلے گئے۔ مفتی رحمت صاحب بھی اپنا بوریہ بستر اباندھ کر گاؤں کے بچوں کے ساتھ قافلہ بنا کر تپتی دھوپ میں پیدل ہی نکل پڑے۔

کچھ دن گھر رہنے کے بعد آپ کا داخلہ ۱۴۱۸ھ میں ملک نیپال کے مرکزی ادارہ جامعہ حنفیہ غوثیہ میں داخلہ ہوا، جہاں اپنے وقت کے عظیم محدث، مفکر، مفتی، قاضی اور مدرس حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اپنے میکدۂ علمی سے تشنہ لبوں کو بھر بھر کر علم وحکمت کا جام پلا رہے تھے۔ یہاں جماعت ثالثہ تا جماعت رابعہ دو سال تعلیم حاصل کی۔ کچھ کتابیں مولانا محمد حبیب الرحمن سے پڑھیں اور زیادہ تر کتابیں فقہ واداب اور درس قرآن حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اور پیکر علم وعمل نائب شیر نیپال مفتی احمد حسین برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ سے۔ فقہ حنفی کی معتمد ومعتبر اور مختصر کتاب کا درس جب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے پڑھ رہے تھے اس وقت حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ آپ کی عبارت خوانی، زود وجودت فہم اور محنت و دلچسپی سے بہت خوش ہوئے، اس لئے آپ کے ساتھ شفقت و پیار اور نوازشات کا معاملہ فرماتے۔ ایک بار حضور شیر نیپال نے آپ کو اپنا خوبصورت ہاف سوئٹر عطا فرما دیا آپ کی حوصلہ افزائی کے لئے اور خوب دعاؤں سے بھی نوازا۔ آپ کو دیکھ کر حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جو طالب علم پڑھنے کے زمانے میں محنت کرتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔

عالمیت: جامعہ حنفیہ غوثیہ میں رابعہ تک پڑھنے کے بعد حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے اجازت لے کر ملک ہند کا رخ کیا اور ضیاء الاسلام ادری میں داخلہ لے خامسہ تا سادسہ یہاں کے جید ومشہور اساتذہ کی نگرانی میں تعلیم حاصل کی اور 2001 میں عالمیت کی سند حاصل کی۔

فضیلت: عالمیت کی سند حاصل کرنے کے بعد فضیلت کی تکمیل کے لیے عالمگیر شہرت یافتہ مرکزی ادارہ طبیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو میں داخلہ لے کر پورے دو سال سابعہ اور ثامنہ کی تکمیل کر کے 2003ء میں عرس امجدی کے موقع پر محدث کبیر دامت برکاتہم القدسیہ کے مبارک ہاتھوں سے آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی گئی۔

تجوید وقرأت: سابعہ اور فضیلت کے سالوں میں ہی آپ نے تجوید وقرأت کا کورس بھی استاذ القرا حضرت مولانا حافظ و قاری احمد جمال صاحب قبلہ سے مکمل کیا۔ روایت حفص اور قرأت سبعہ میں اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی دستار فضیلت کے ساتھ روایت حفص اور قرآت سبعہ کی بھی سند سے سرفراز کئے گئے۔

تخصص فی الفقہ: فضیلت کے بعد تدریسی خدمات انجام دینے کا ارادہ تھا مگر حضور امین شریعت مفتی امین الدین علیہ الرحمہ کے مشورہ پر آپ تخصص فی الفقہ کے لیے کمربستہ ہوئے اور جامعہ امجدیہ رضویہ سے 2005ء میں تخصص فی الفقہ کی سند حاصل کی۔

تدریسی خدمات: فراغت کے بعد دار العلوم نور محمدی مناور ضلع دھار ایم پی ۲۰۰۵ سے ۲۰۰۶ تک۔ دار العلوم حنفیہ سنیہ مالیگاؤں ۲۰۰۶ سے ۲۰۱۱ تک اور ۲۰۱۲ سے تاحال جامعہ اہل سنت صادق العلوم شاہی مسجد گھاس بازار، ناسک مہاراشٹر (انڈیا) اور ساتھ ہی امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر میں بھی فقہی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

بیعت: بدست اقدس حضرت سید شاہ امین میاں دامت برکاتہم العالیہ مارہرہ شریف 2001 میں شرف بیعت حاصل کیا۔

خلافت: ممتاز الفقہاء محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی قادری نے 2013ء میں اور داماد حضور تاج الشریعہ مفت محمد شعیب رضا نعیمی نے 2017 میں تمام سلاسل کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اساتذہ: محدث کبیر علامہ ضیاء اعلامہ ضیاء المصطفٰے قادری بانی جامعہ امجدیہ گھوسی، مناظر اہل سنت حضور بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ، حضور شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ لہنہ شریف، حضرت علامہ عبد الرحمن رضوی مصباحی، فقیہ اہل سنت حضرت علامہ مفتی ال مصطفیٰ مصباحی، عمدۃ المحدثین حضرت علامہ صدیق رضوی مصباحی، مفتی شمشاد احمد مصباحی، حضرت مفتی ابوالحسن قادری، خلیفہ شیر نیپال مفتی احمد حسین برکاتی مصباحی، حضرت علامہ عرش محمد دار العلوم اہلسنت ضیاء العلوم ادری، صوفی باصفا حافظ احادیث کثیرہ حضرت مفتی امین الدین مصباحی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حبیب الرحمن اور مولانا محمد ذاکر حسین نوری (تاراپٹی، نیپال)

تصنیفات: (1) چالیس احادیث ایصال ثواب (اردو وانگریزی) (2) ویل کیا ہے؟ (3) مومن کا روزہ (4) مسائل لقمہ (5) احادیث علم غیب مصطفیٰ، (6) ترجمہ الادب الجمیل (نصف)

حضور شیر نیپال اور خانوادہ سے لگاؤ:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اور آپ کے خانوادہ سے مفتی صاحب قبلہ خوب محبت وعقیدت رکھتے ہیں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہتے ہیں۔ حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کے مہاراشٹر میں کثیر تعداد میں مریدین ومتوسلین اور کئی خلفا وتلامذہ رہتے ہیں ان سے آپ کے اچھے تعلقات ہیں اور ان سب کے روابط مفتی صاحب کے ساتھ مخلصانہ ومحبتانہ ہیں اور اپنے علاقہ میں ہونے والے محافل ومجالس میں انہیں مدعو کر کے ان کے ذریعہ برکاتی فیضان حاصل کرتے رہتے ہیں۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی دو کتابوں (1) ''برکات الاحادیث اور (2) تباہی ان گناہوں کی'' پر اپنی تعارفی تحریر کے لئے فقیر نے آپ سے کہا تو فوراً آپ نے دونوں کتابوں پر معلوماتی اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے عشق سے لبریز تعارفی کلمات تحریر فرما کر آپ نے بھیج دیا۔ ان تعارفی کلمات میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمات وشخصیت چند جملوں میں تعارف بھی ہے اور آپ کی دونوں کتابوں پر مختصر مگر جامعہ تبصرہ بھی ہے۔ اسی طرح حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ پر ایک گراں قدر تاثر بھی آپ نے لکھا ہے جو ''تاثرات واعترافات'' کے باب میں مندرج ہے۔ اور ناسک میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے منسوب منعقد ہونے والی محافل میں جب بھی آپ مدعو ہوئے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر مختلف جہتوں سے روشنی بھی ڈالی ہے اور پیر ومرشد کی محبت وعشق کا چراغ مریدین ومتوسلین کے دلوں میں جلایا ہے اور پیغامات ومشن شیر نیپال کو فروغ دینے پر ابھارا بھی ہے۔

جب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ کے پہلا عرس پاک کے موقع پر مقتدر علمائے دین کے مشوروں سے آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ برکاتی ازہری سجادہ نشین خانقاہ برکات لہنہ شریف کو ملک نیپال کے قاضی القضاۃ کا عہدہ سونپا گیا تو ہندو نیپال سے عظیم شخصیات نے تہنیت وتبریک کے خطوط وپیغامات لکھے تھے۔ مفتی صاحب قبلہ نے بھی

تہنیتی خط لکھ کر جانشین حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو مبارک باددی تھی اور نیک خواہشات کا اظہار کیا تھا۔آپ کا تہنیتی پیغام درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲۷/ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۴/نومبر ۲۰۲۰ء بروز سنیچر لہنہ شریف میں ۱/واں عرس حضور شیر نیپال کے حسین موقع پر علمائے اعلام ومشائخ جسام ومفتیان عظام کی موجودگی میں شہزادہ حضور محدث اعظم نیپال حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ ازہری برکاتی صاحب قبلہ زیدت معالیہم ومکارمہم (سجادہ نشین خانقاہ برکات لہنہ شریف جنکپور نیپال) کو قاضی القضاۃ فی النیبال کے منصب عظیم وجلیل پر فائز کیے جانے پر میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ہدیہ تبریک وتہنیت پیش کرتا ہوں اور رب رحیم وکریم کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ رب جلیل وقدیر شہزادہ حضور شیر نیپال حضرت علامہ ومولانا ضیاء المصطفیٰ ازہری برکاتی دام ظلہ العالی کو اس منصب عظیم وجسیم پر قائم فرماتے ہوئے دین وسنیت قوم وملت کی خوب سے خوب تر خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ آپ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے کس درجہ محبت کرتے ہیں اور آپ کی نگاہوں میں شیر نیپال علیہ الرحمہ کا کیا مقام ہے۔تاہم حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے وصال کے موقع پر جو تعزیت نامہ آپ نے لکھا تھا ملاحظہ کیا جا سکتا ہے کہ اس موقع سے آپ کو کتنا رنج وغم ہوا، نیز آپ نے حضرت کی بلند پایہ شخصیت کے حوالے سے کیا تاثرات رکھتے ہیں۔آپ تعزیت نامہ میں لکھتے ہیں:

’’آج بتاریخ 28 ربیع النور 1441ھ مطابق 26 نومبر 2019 کو شوشل میڈیا اور خانقاہ برکات لہنہ شریف کے لیٹر پیڈ کے ذریعہ یہ روح فرسا اور جانکاہ خبر ملی کہ حضور شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی نور اللہ مرقدہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ جماعت اہل سنت کے جید عالم دین، کہنہ مشق مفتی، معتبر فقیہ، کئی ایک کتابوں کے مصنف، ماہر انشا پرداز اور مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی ونقیب، کثیر التعداد اساتذ ومربی اور ہزاروں لاکھوں مریدوں کے مرشد برحق تھے۔پوری زندگی احقاق حق اور ابطال باطل اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں صرف کی اور کبھی بھی مسلک اعلیٰ حضرت کے مخالفین سے سمجھوتہ نہیں کیا۔ آپ کی رحلت بلاشبہ دنیائے اہل سنت وجماعت میں ایک عظیم خلا ہے جس کا پر ہونا ممکن نہیں۔کہ حدیث میں ہے: موت العالم ثلمته فی الاسلام لا تسد ما اختلف الیل والنہار۔عالم کی موت سے اسلام میں ایسا خلا پیدا ہوتا ہے کہ قیامت تک پر نہیں ہوسکتا۔رب جلیل وقدیر حضور شیر نیپال کے درجات کو بلند فرمائے اور جنت الخلد میں مقام رفیع عطا فرمائے اور آپ کے جملہ پسماندگان کو صبر وشکر کی دولت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے علاوہ ایک مضمون اس کتاب کے باب اول میں شامل کیا گیا ہے جس میں حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کی شخصیت و خدمات پر مختصر اروشنی ڈالی ہے، وہاں وہ تحریر پڑھی جاسکتی ہے۔

حضرت مولانا غلام یاسین برکاتی (لہان)

حضرت مولانا غلام یاسین برکاتی صاحب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے قدیم شاگردوں میں سے ہیں، جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے زیر سرپرستی تعلیم وتربیت کا جام پیتے رہے۔

آپ کی ولادت بتاریخ: ۷ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ مطابق ۸ مئی ۱۹۶۵ء میں چھراپٹی سرہا ضلع میں ہوئی، پھر ۱۹۷۸ء میں آپ کے والدین وہاں سے ہجرت کر کے شہر لہان سے شمال کے جانب واقع گاؤں شوبھاپور چلے آئے اور یہیں آکر بس گئے۔ یہ قریہ خوبصورت پہاڑ کے دامن میں آباد ہے، مغرب کی سمت میں ایک بڑی ندی ہے اور مشرق کی جہت میں گھنا جنگل جس کے بڑے بڑے اور خوبصورت درختوں کی ہریالی سے اس گاؤں کی رونق وحسن میں چار چاند لگا ہوا ہے۔ یہ گاؤں کثیر مسلم آبادی والا قریہ کبیرہ ہے، تقریباً سات سو مسلم گھروں کی آبادی پر یہ گاؤں مشتمل ہے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا اس کبیر قریہ میں متعدد بار تبلیغی دورہ ہوا ہے، آپ کی تبلیغی کدوکاوش سے یہاں سنیت کی جڑ مضبوط ہوئی ہے، اپنی خصوصی توجہ سے یہاں طلبہ کو اپنے ادارہ میں رکھ کر اسلام کا مبلغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کا داعی بنایا ہے۔ کئی فیض یافتگان حضور شیر نیپال یہاں رہتے ہیں۔ اسی گاؤں میں جناب قاسم صاحب کے گھر میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ کے والد جناب قاسم صاحب اور والدہ رشیدہ خاتون بڑے نیک خو تھے۔ حاجی صاحب نے دوسرا حج وعمرہ والدین اور دادی کے ساتھ ۲۰۰۱ء میں کیا جبکہ پہلا ۱۹۹۵ء میں کیا اور مدینہ شریف میں ہونے کی وجہ سے بار بار حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرتے رہتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے گاؤں شوبھاپور میں مولوی عبدالرحمن گوبندپوری سے حاصل کی، اعدادیہ کی تعلیم شاگرد شیر نیپال مولانا سلیمان برکاتی سے لی۔ بعد ازاں دارالعلوم حنفیہ جنکپور میں داخلہ لے کر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی سرپرستی اور ظل شفقت میں رہ کر آپ کے خوان علم وحکمت سے علمی خوراک درجہ رابعہ تک لیتے رہے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی اجازت سے دارالعلوم غریب نواز الہ آباد علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہ کر تعلیم حاصل کی اور یہیں سے آپ نے سند فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد دہلی میں کچھ ماہ امامت وتدریس کا فریضہ انجام دیا، پھر بمبئی کی سرزمین پر چلے گئے جہاں ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۳ء تک امامت وتدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ پھر ۲۰ رجون ۱۹۹۳ء میں کسب معاش کے لئے سعودی عرب چلے گئے اور اس وقت سے اب تک وہاں مقیم ہیں۔

میں نے پہلی بار آپ کو اس وقت دیکھا جب آپ میرے گاؤں میں منعقد ایک محفل میں شرکت کے لئے تشریف فرما ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھ مولانا سلیمان برکاتی صاحب بھی تھے جو آپ ہی کے گاؤں کے ہیں اور وہ بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ

کے شاگرد وفیض یافتہ تھے۔اس وقت میری عمر یہی کوئی نو دس سال کی رہی ہوگی۔مولانا سلیمان صاحب سے پہلے آپ کا خطاب ہوا اس وقت کیا کہہ رہے تھے اور کس موضوع پر تقریر کر رہے تھے نہ کچھ یاد ہے اور نہ کچھ سمجھ سکا۔ہاں اتنا یاد ہے کہ آپ کا انداز خطابت اس محفل میں تفہیمانہ وناصحانہ تھا،آواز میں قدرے گرج ضرور تھی مگر انداز پیشہ وارانہ نہیں تھا جس کی وجہ سے لوگ بڑے سست مزاجی سے سن رہے تھے۔

اس کے بعد میری پہلی ملاقات آپ سے شہرلہان میں ہوئی جب میں دارالعلوم حنفیہ اشرفیہ میں زیر تعلیم تھا،ایک سائیکل پر سوار ہوکر دارالعلوم میں داخل ہوئے،مولانا ابراہیم صاحب قبلہ سے ملاقات کی،کچھ دیر بعد برآمدہ پر مولانا ابراہیم صاحب اور امین شریعت مفتی محمد امین الدین قدس سرہ کے ساتھ آئے،تمام طلبہ کو اکٹھا کر کے ان کا استقبال کروایا گیا،ان کے نام کا بلند آواز سے نعرہ لگوایا گیا۔بعد کو معلوم ہوا کہ دارالعلوم کے لئے انہوں نے ایک پانی ٹنکی دی ہے اس لئے ان کا استقبال کیا گیا ہے۔اس وقت تک آپ کو صرف دیکھا تھا بات چیت نہیں تھی۔دارالعلوم حنفیہ اشرفیہ کے سامنے ہی ایک مکان کرایہ پر لے کر مع اہل وعیال رہتے تھے۔پھر جب دارالعلوم برکاتیہ مدینۃ العلوم عیدگاہ محلہ میں تدریسی خدمات پر مامور ومقرر ہوا اور آپ سعودی سے چند دنوں کی چھٹی پر آئے ہوئے تھے اس وقت ملاقات ہوئی۔ابتداء ہم دونوں میں قربت کا وہ عالم نہیں تھا جو اب ہے،مگر جب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی زبانی میرا نام وکام،میری تصنیفی خدمات اور بالخصوص حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے میری وابستگی سے واقف ہوتے گئے مجھ سے قریب ہوتے گئے یا میں آپ کے قریب ہوتا گیا یا ہم دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوتے گئے اور اس طرح سے ہم دونوں کے مابین تعلقات بڑھ گئے اور ہم دونوں ایک دوسرے کے بہت سی باتوں کے رازدار ہوگئے اور اکثر معاملات میں ایک دوسرے سے مشورے لیتے رہتے ہیں۔

آپ تقریباً ہر جمعہ مدینہ شریف کی مسجد نبوی میں حاضری دیتے ہیں اور مسجد نبوی میں ہی جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں،نماز جمعہ کے بعد دیر تک مسجد نبوی میں تلاوت وذکر اور درود شریف کے ورد میں محو ومشغول رہتے ہیں۔جب بھی آپ مسجد نبوی میں حاضری دیتے ہیں اکثر ویڈیو کال کے ذریعہ مجھے بھی مسجد نبوی،منبر ومحراب،ریاض الجنۃ اور وہاں کی دیگر تاریخی ویادگار وتبرکات کی زیارت کروادیتے ہیں۔

زمانہ طالب علمی سے ہی آپ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے سچے عاشق ومعتقد اور جاں نثار شاگرد کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں،حضور شیر نیپال بھی آپ کو خوب چاہتے تھے،شفقت ونوازشات اور عنایات وتوجہات خاص کی بارش برساتے تھے۔اکثر محفلوں اور سفر میں اپنے ساتھ لیجاتے تھے۔یہ وہ خوش نصیب شاگرد ہیں جنہیں بچپن سے پچپن کی عمر تک حضور شیر نیپال کی سفر وحضر اور اپنے گھر میں خدمت کا موقع نصیب ہوا ہے اور جی بھر کر استاذ گرامی کی خدمت وزیارت کرتے رہے اور آپ کی کی دعاؤں کو اپنے دامن میں بھرتے رہے۔

مدرسہ تو مدرسہ،گھر تو گھر جب آپ سعودی عرب طلب معاش کے لئے چلے گئے تو یہاں بھی شیخ کی خدمت سے مشرف

ہوتے رہے۔ جب بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے جاتے تو پہلے انہیں ضرور خبر کر دیتے، جیسے ہی انہیں آپ کی آمد کا علم ہوتا سارا کام کاج چھوڑ کر آپ کی زیارت واستقبال میں مستعد ہوجاتے اور عمرہ اور زیارت مقامات مقدسہ کی تکمیل تک ساتھ رہتے۔ اپنے ساتھ مدینہ منورہ اور حرمین شریفین کے مقامات مقدسہ کی زیارت کرواتے، استاذ گرامی تھک جاتے یا چلنے میں دشواری ہوتی تو ویل چیئر پر بیٹھا کر زیارت کرواتے۔ کہیں راستے میں چائے پینے کی طبیعت ہوگئی فوراً چائے پیش خدمت کر دیتے۔

۲۰۱۷ء میں جب رمضان شریف میں حضور شیر نیپال عمرہ کی غرض سے تشریف لے گئے اس بار بھی حاجی صاحب قبلہ نے اپنے استاذ کی خوب خدمت کی۔ آنے سے قبل حاجی صاحب کو حضور شیر نیپال کے مرید خاص حاجی یونس صاحب نے اطلاع دی کہ حضور شیر نیپال عمرہ کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں، آپ نے کہا رات میں ان شاء اللہ حاضر خدمت ہوتا ہوں۔ تراویح کے وقت ملاقات کے لئے اپنے روم سے نکلے، تراویح کی وجہ سے راستے بند کر دئے گئے تھے، ہر جگہ سیکورٹی فورسیز تعینات تھے جس کی وجہ سے دشواری ہو رہی تھی، مگر ملاقات کا جذبہ کہ دشواری کے باوجود کئی میل چکر کاٹتے ہوئے گوگل میپ کے سہارے خدمت اقدس میں پہنچ گئے۔ اور جب آخری بار زیارت حرمین شریفین کے لئے ۲۰۱۹ء میں تشریف لے گئے تو اس بار حضور شیر نیپال کی طبیعت ناساز ہوگئی مگر پھر بھی مقامات مقدسہ کی زیارت کی تڑپ ٹھنڈی نہیں ہوئی، حاجی صاحب قبلہ ہر وقت اور ہر جگہ پر ساتھ رہے، یہاں تک کہ گود میں بھی اٹھا کر بعض مقامات پر لے گئے۔

۲۰۱۷ء میں بڑا کھریانی میں ایک جلسہ تھا، صبح جلسہ سے فراغت کے بعد حاجی صاحب کے یہاں لہان پہنچنا تھا، فجر کے بعد مدرسہ کے حجرہ میں حضور شیر نیپال عقیدت مندوں کے بیچ تشریف فرما تھے، اسی دوران خبر ملی کہ آپ کے چہیتے مرید اور حاجی صاحب کے سمدھی حمزہ راعین اورنگ کی والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، حضور شیر نیپال نے فرمایا کہ پہلے اورنگ جانا ہے پھر لہان۔ حمزہ راعین آپ کے بڑے چہیتے اور سیاسی ہونے کی وجہ سے بڑے کام کے تھے۔ انہیں حضور شیر نیپال سے بڑی عقیدت اور الفت تھی، ٹوٹ کر حضور شیر نیپال سے محبت کرتے تھے اس لئے آپ کو بہت دکھ ہوا، گاڑی پر بیٹھے اور تعزیت وجنازہ میں شرکت کے لئے اورنگ پہنچ گئے۔ آپ نے جنازہ کی نماز پڑھائی، پھر لہان کے لئے روانہ ہوگئے، بخار کا غلبہ ہوگیا لہان خبر دی گئی حاجی صاحب قبلہ نے ڈاکٹر سے رابطہ کیا اور لہان میں مغرب ادا کرنے کے بعد وی آئی پی ڈاکٹر سے آپ کو چیک کرایا گیا۔

حضور شیر نیپال کے لئے لہان میں اپنے مکان میں ایک حجرہ حضور شیر نیپال کے لئے خاص تھا جس میں اے سی کے ساتھ تمام سہولیات کا انتظام تھا۔ جب بھی اس علاقہ میں حضور شیر نیپال کی آمد ہوتی حاجی صاحب سے ضرور ملاقات کرتے، کچھ دیر ان کے گھر پر رکتے پھر روانہ ہوتے۔

حاجی صاحب قبلہ کا حضور شیر نیپال رحمہ اللہ سے گہرا تعلق تھا، جب بھی سعودی عرب سے نیپال آتے تو حضور شیر نیپال کے لئے تحائف لاتے اور پھر حاضر خدمت ہوکر ملاقات کرتے، لہان کے علاقہ میں آپ ہی کے گاڑی سے حضور شیر نیپال آمد ورفت فرمایا کرتے تھے، ان کے بڑے صاحبزادے محمد ہاشم برکاتی خود گاڑی چلاتے اور جہاں بھی حضور شیر نیپال کو جانا ہوتا لیجاتے۔ آپ

کا پورا گھرانہ حضور شیر نیپال کے دست حق پرست پر بیعت ہے اور سبھی بڑے عقیدت مند و نیاز مند ہیں۔

جب ۱۴۰۸ھ میں سنسری میں بدعقیدگی نے سر ابھارا تو اس کی سرکوبی کے لئے حضور شیر نیپال نے کمر ہمت کس لی اور مستعدی و تندہی کے ساتھ بدعقیدوں کی مکاری و عیاری کا پردہ فاش کر کے عوام اہل سنت کو وہابیت و دیوبندیت کی بدباطنی اور اعتقادی خبث سے آگاہ کر کے بچانے لگے۔ انہیں ایام میں مناظرہ ہونا طے ہوا، حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اپنے تلامذہ کی فوج کے ساتھ تشریف فرما ہوئے جس میں بدعقیدوں کو ہزیمت و رسوائی سے دوچار ہونا پڑا، انہیں اپنے ہی گھر اور رشتہ داروں میں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اور اہل سنت کی حقانیت چاند سے بھی زیادہ روشن ہوئی اور عوام اہل سنت حضور شیر نیپال کے دامن سے وابستہ ہو کر مسلک اعلیٰ حضرت کے پرچم تلے آ گئی۔ اس سفر جہاد میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اپنے کم عمر شاگرد مولانا غلام یاسین صاحب کو بھی ساتھ لے گئے تھے۔ جنہوں نے محفل کے ابتدائی مرحلہ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقبول کلام ”سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی“ پڑھ کر عوام کو خوب محظوظ کیا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح مال و دولت سے نوازا ہے، اسی طرح بڑے دل سے بھی نوازا ہے، اکثر و بیشتر دین کی راہ میں مالی قربانی پیش کرتے ہی رہتے ہیں، غربا و فقرا کی مالی امداد کر کے اجر عظیم کے مستحق ہوتے ہیں اور غریبوں کی دعائیں لیتے رہتے ہیں۔ اسی طرح دینی اداروں اور مساجد میں بھی مالی تعاون کرتے رہتے ہیں۔ آپ کے مالی تعاون سے کئی مساجد کی تعمیر ہوئی یا کئی مساجد کی تکمیل ہوئی ہے۔ دین کے لئے بڑا درد رہتا ہے، یہی وجہ ہے لہان اور قرب و جوار میں اہل سنت کا کوئی ایسا ادارہ نہیں تھا جہاں مسلمانوں کی بچیوں کی دینی تعلیم کا بندوبست ہو، مگر تن تنہا آپ نے اپنی جیب خاص سے پیسے خرچ کر کے ایک خوبصورت ادارہ بنام جامعہ رابعہ بصریہ للبنات قائم کیا اور اپنی سربراہی میں تعلیم و تربیت کا خوبصورت سلسلہ شروع کروایا۔

ضلع سرہا میں اہل سنت کا یہ واحد ادارہ تھا جہاں اسلام کی شہزادیوں اور قوم مسلم کی بیٹیوں کی تعلیم و تربیت کی فکر و جذبات لے کر ابھرا، قوم مسلم کی بیٹیوں کی دنیا و آخرت سنوارنے کی غرض سے معرض وجود میں آیا اور ایک ایسے وقت میں سرہا ضلع کے افق پر صبح کی شفق کی طرح چمک کر اپنی تعلیمی روشنی بکھیرنے لگا، جس وقت سنیت کا کوئی ایسا ادارہ اس ضلع میں نہیں تھا جہاں عوام اہل سنت اپنی بچیوں کو اسلامی تعلیمات سے آراستہ کر سکیں۔ جبکہ قرب و جوار میں وہابیت و سلفیت کا اثر صبح کاذب کی مانند گمراہ کر رہا تھا۔ شہر کے علما مثلاً حضرت مفتی محمد احمد رضا ثقافی، حضرت مولانا محمد مشتاق احمد برکاتی اور حافظ و قاری مولانا عطاء الرحمن کو اس ادارہ کے ذریعہ عورتوں میں تعلیمی بیداری کی روح پھونکنے پر ابھارا گیا اور ان حضرات کو اس کے جملہ معاملات و امور کی ذمہ داری سونپی گئی۔

مذکورہ علمائے کرام کی نگرانی میں بڑی تندہی اور ذمہ داری کے ساتھ تجربہ کار عالمہ فاضلہ کو رکھ کر کئی سالوں تک یہ ادارہ تعلیم و تربیت کے میدان میں قابل قدر خدمات انجام دیتا رہا۔ اس کی کوکھ سے کئی ایک عالمہ فاضلہ اور قاریہ نے بھی جنم لیا ہے۔ ضلع سرہا میں اہل سنت کا یہ واحد ادارہ اپنا الگ مقام و حیثیت بنا چکا ہے اور جو خلا محسوس کیا جا رہا تھا اسے ادارہ نے پر کر دیا۔ بیچ میں کورونا وبا کی وجہ سے بند رہا، مگر پھر اس کے باہمت بانی و سربراہ اعلیٰ حضرت مولانا غلام یاسین برکاتی صاحب نے اپنے بڑے پسر ہونہار، تیز

دماغ جناب ہاشم برکاتی کے ساتھ اس سلسلہ کو آگے بڑھایا ہے جو عالمی وبا کورونا کی وجہ سے موقوف ہو چکا تھا۔

میں اس ادارہ کو دیکھ چکا ہوں، بانی ادارہ کے جذبات دینیہ اور مخلصانہ کاوشوں سے بھی واقف ہوں۔ جامعہ رابعہ بصریہ بہت سے دوسرے اداروں سے منفرد اور الگ ہے، اچھی عمارت، وسیع وعریض صحن اور میدان، دم نہ گھٹنے والی فضا، کھانے پینے کا اچھا انتظام، پہرہ داری، لائبریری اور بھی کئی سہولیات یہاں زیر تعلیم لڑکیوں کے لئے مہیا کرائی جاتی ہیں۔ اس کے باجود بانی ادارہ اور منتظمین سے عرض کروں گا کہ ادارہ کو تجارت گاہ نہیں بلکہ تعلیم گاہ بنائے رکھیں، دنیا کمانے کی بجائے عقبیٰ کی بھلائیوں کو کمانے کا ذریعہ بنائیں اور فیس میں جس قدر بھی ممکن ہو تخفیف ہی رکھیں تاکہ غریب ماں باپ بھی کم خرچ میں اپنی بچیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کر سکیں، اللہ تعالیٰ آپ کا اس کا اجر ضرور عطا فرمائے گا۔

اب آپ نے ادارہ کو مزید ترقی دینے اور تعلیم کو فروغ دینے کے لئے ایک بہترین اقدام کیا ہے کہ جامعہ سے متصل زمین بھی اہم مقاصد و منصوبہ جات کے تحت بھاری قیمت ادا کر کے لے لی گئی ہے جس میں تعمیری کام بھی خوب زور وشور کے ساتھ جاری ہے۔ جہاں تک میری معلومات ہے ملک نیپال میں لڑکیوں کا کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے جہاں اتنی کشادگی اور زمین ہو اور اتنی اونچی عمارت جتنی جامعہ رابعہ بصریہ کو حاصل ہے۔

جامعہ کے شعبہ جات وسہولیات:

(1) ابتدائی تعلیم ناظرہ (2) اعدادیہ تا عالمیت (3) حفظ وقرات (4) ماہر معلمات (5) تین وقت تعلیم نگرانی کے ساتھ (6) نیپالی، انگریزی اور حساب (7) پردہ کا اہتمام (8) ناشتہ اور دو وقت کا کھانا (9) بستر (گدا، لحاف وغیرہ) (10) لائبریری (11) روشنی، پنکھا اور بجلی چلی جانے کی صورت میں انورٹر (12) سلائی، کٹائی (13) امور خانہ داری (14) اخلاق و کردار سازی (15) ہر جمعرات کو تربیتی بزم (16) ضرورت مند بچیوں کی فیس میں تخفیف (17) محتاج بچیوں کا علاج (18) ادارہ میں طالبات کی نگرانی کے لئے سکیورٹی گارڈ اور کیمرہ (19) عصر بعد سیر وتفریح اور کھیلنے کے لئے فیلڈ (20) مطبخ وطباخہ۔

جہاں اتنی سہولیات فراہم کی جائیں اس کی طرف ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے اور ایسے ادارہ سے استفادہ کرنا ہماری ذمہ داری ہے، تاکہ ایک خوبصورت ماحول میں رہ کر ہماری بچیاں دینی تعلیم کے ساتھ بنیادی عصری تعلیم بھی حاصل کر سکیں اور اخلاق و کردار کے زیور سے بھی آراستہ ہو جائیں۔ اس کے باجود اگر ہم نے اپنی بیٹیوں کی دینی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ نہیں دی اور صرف دنیاوی تعلیم گاہوں میں بھیج کر دنیا کی تعلیم دلا کر آزاد و بے پردہ کر دیا اور بے حیائی و بے راہ روی کے راستے پر وہ نکل گئیں جس طرح اس وقت کا ماحول ہے تو پھر سمجھئے کہ ہماری عقلوں پر پردہ پڑ چکا ہے۔ خوب کہا اکبر الہ آبادی نے ۔

بے پردہ نظر آئیں جو کل چند بیبیاں
اکبرؔ زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

کئی سالوں سے آپ سے میرے گہرے تعلقات ہیں، آپ سے ملاقات اور ٹیلی فونی گفتگو کے ذریعہ جو کچھ میں نے محسوس کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے دل میں سنیت کے فروغ کے لئے دھڑکتا ہوا دل ہے، مسلمانوں کے لئے دینی وعصری تعلیمات کے فروغ کا جذبہ بیکراں ہے، اخلاص کے ساتھ کام کرنے والے علما کی آپ کی نظروں میں بڑی قدر ہے اور ایسے علما کے مالی تعاون اور حوصلہ افزائی کرنے کی سچی تڑپ ہے۔

۞۞۞

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اور آپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر کتابوں اور مضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پر ضرور تشریف لائیں۔ www.barkatussunnah.com اور بھی دیگر دینی کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کر سکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ وتحقیق کتابیں اپ لوڈ کر دی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

حضرت مولانا محمد فیروز چمن برکاتی صاحب (برداہا، نیپال)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ہونہار، مخلص، وفا شعار، جفا کش اور دین وملت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا درد رکھنے والے اور اسلام کی اشاعت وتبلیغ کا جذبہ بیکراں رکھنے والے شاگردوں اور خلفا میں ایک چمکتا نام حضرت مولانا محمد فیروز عالم چمن برکاتی صاحب کا ہے۔جنہیں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی طویل المدت صحبت بابرکت، سفر وحضر میں رفاقت اور دینی کاموں کی وجہ سے خوشنودی، تائید اور بھرپور حمایت حاصل رہی ہے۔جنہوں نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے دسترخوان علم وحکمت سے علمی وروحانی غذا بھی حاصل کی ہے اور صبر واستقامت اور دین کی راہ میں ہر طرح کے مصائب ومشکلات کو جھیلنے اور برداشت کرنے کا حوصلہ بھی اور رکاوٹوں کا دریا پار کر کے کامیابی کی منزل کی طرف رواں رہنے کا جوش وجذبہ بھی پایا ہے۔موصوف کا یہ جذبہ اخلاص اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا فیضان ودعا کا ثمرہ ہی کہئے کہ پہاڑ کے علاقوں میں دین متین کی خدمات اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت و حفاظت میں امید سے زیادہ کامیابیاں ان کے ذریعہ ملی ہیں۔اگرچہ آپ کی ولادت نیپال کے ترائی علاقہ میں ہوئی ہے مگر تعلیم و تربیت سے آراستہ ہونے کے بعد آپ کا انتخاب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے پہاڑی علاقوں میں اسلامی تعلیمات کی اشاعت و توسیع، وہاں کے لوگوں کو دین سے قریب کرنے اور اصلاح بدعات ومنکرات کے لئے فرمایا اور اسی امید کے ساتھ آپ کو ان علاقوں میں بھیجا گیا کہ آپ دین کی بے لوث خدمات انجام دے کر سرخرو ہوں گے اور اسلام اور مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم بلند کریں گے اور آپ اس امید پر کھرے اترے بھی۔

نام ونسب: محمد فیروز عالم چمن برکاتی ابن مولانا محمد محمود علی برکاتی

ولادت: 11 رمضان المبارک 1400ھ مطابق 23/جولائی 1980ء

ابتدائی تعلیم: جب آپ کی عمر محلہ کے مکتب میں جانے کے لائق ہوگئی تو پابندی اور تاکید کے ساتھ آپ کو روزانہ مکتب میں دینی تعلیم کے لئے بھیجا جانے لگا۔نفاست طبع تو شروع سے ہی تھی اور ذہانت بھی کمال کی پائی تھی آپ نے، اس لئے بہت جلد کم عمری ہی میں مکتب کے اساتذہ کی نظروں میں محبوب ہوگئے۔جتنے بھی اساتذہ مکتب میں آئے اور جتنے ماہ وسال بھی ان اساتذہ سے علم کی روشنی ابتدائی مرحلے کی پائی محنت ولگن کا رنگ غالب رہا۔جب کچھ بڑے ہوئے یا یوں کہئے کہ مکتب کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کو دارالعلوم میں بھیجنے کی فکر والدین کو ہی، آپ کے والد گرامی بھی مولانا اور بزرگوں سے وابستگی رکھنے والے تھے اس لئے بڑا عالم بنانے کا جذبہ پیدا ہوا۔انہوں نے اپنی اس دینی خواہش کی تکمیل کے لئے علاقہ کے دو دارالعلوم میں داخلہ کروایا، جہاں چند چند ماہ دونوں اداروں میں تعلیم حاصل کی مگر ان دونوں اداروں کی تعلیم مضبوط نہیں تھی جس کے سبب انہیں چھوڑ دیا۔پھر شہرت یافتہ

اور عظیم علمی وروحانی شخصیت حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ کے کے قائم کردہ مرکزی ادارہ جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور (نیپال) داخلہ لیا ،جہاں جماعت اعدادیہ سے دورۂ حدیث (فضیلت) تک حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی، نائب شیر نیپال مفتی احمد حسین برکاتی، عالم باعمل حضرت مفتی مجیب الرحمن برکاتی، حضرت مولانا محمد فرمان صاحب اور حضرت مولانا محمد احمد رضا نورانی جیسے اہل علم اور ماہرین درس وتدریس شخصیات سے اکتساب علم کیا۔ جبکہ اعدادیہ اور اولیٰ جماعت کی کتابیں پہلے بھی پڑھ چکے تھے، مگر سابقہ دوداداروں کی تعلیم نا قابل اطمینان اور کمزور تھی جس کی وجہ سے ازسرِ نو اعدادیہ سے تعلیم کا آغاز کرنا پڑا۔

فراغت: آپ کی فراغت دبستان علم وحکمت جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور سے 9 شعبان المعظم 1419ھ میں ہوئی۔

بیعت: 26 محرم الحرام 1410ھ مطابق 27/اگست 1989ء میں بدست اقدس حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ

خلافت واجازت: 1437ھ میں جلسۂ برکات النبی لہنہ شریف میں کثیر تعداد میں موجود اہل علم اور عوام الناس کی موجودگی میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

زمانہ طالب علمی: آپ کا ایک سالہ زمانہ طالب علمی میں نے جامعہ حنفیہ غوثیہ میں میں نے دیکھا ہے، اساتذہ بھی بڑی عزت دیتے تھے، طلبہ بھی بڑی قدر کرتے اور شہر کے بااثر لوگ بھی آپ کو بہت چاہتے تھے۔ چونکہ آپ نفاست پسند، خوش پوش، خوش اخلاق، کریم الاخلاق، خوش گلو، شیریں کلام اور نشیط وفعال تھے اور انہیں اوصاف کے سبب اساتذہ، طلبہ اور عوام وخواص بیحد پسند کرتے تھے۔ جامعہ کی بہت سی ذمہ داریاں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے حکم سے نبھاتے، ابتدائی جماعت کے طلبہ کو پڑھا بھی دیتے، بزم کی ذمہ داریاں بھی نبھاتے اور مطبخ واسٹور کے معاملہ میں بھی آپ معتمد تھے۔

امامت وخطابت اور دینی خدمات: بعد فراغت حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے آپ کا انتخاب پہاڑی علاقوں میں دین کی اشاعت اور علم دین کی ترویج کے فرمایا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ مدرسہ گلشن برکاتیہ میں تدریسی خدمات اور اس سے متصل نوری حنفی جامع مسجد کی امامت کے لئے آپ کو 1419ھ میں آپ کو بھیجا گیا، جہاں پوری دیانت وامانت داری کے ساتھ، محنت و لگن کے ساتھ اور جذبہ اخلاص کے ساتھ درس وتدریس اور امامت وخطابت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ دس سالوں تک یہاں آپ علم دین کی شمع دمولی اور اطراف جلاتے رہے، پر مغز اور شیریں خطابت سے مسلمانوں کے دلوں کو مسخر کرتے رہے اور اسلام وسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے متوالے اور دیوانے بناتے رہے۔ 1419 سے 1429 تک مسلسل یہاں آپ نے دینی خدمات انجام دئے اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا فیضان اور اعلیٰ حضرت کے پیغام عامات عام کئے ہیں۔ آج بھی ان علاقوں میں آپ کی خدمت کے اثرات اور مثبت نتائج کی چمک اور رونق ہے۔

دمولی دس سالہ خدمات انجام دینے کے بعد کسب معاش کے لئے آپ نے سعودی عرب کا بھی سفر کیا ہے مگر چند ہی ماہ بعد سعودی عرب کو خیر آباد کہہ کر نیپال لوٹ آئے اور پھر مدرسہ نور العلوم المعروف بہ گلشن برکات میں تدریسی خدمات اور اس سے متصل غوثیہ جامع مسجد میں امامت وخطابت پر مامور ہو گئے۔ جہاں آج تک آپ درس وتدریس اور امامت وخطابت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

دمولی، دولے گونڑا اور پہاڑ کے دیگر علاقوں میں بھی جہاں بدعقیدگی نے سرابھارنے کی کوشش کی ہے تو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے اس شاگرد رشید نے اس کی سرکوبی کے لئے ہمیشہ مستعدی سے کام لیا ہے اور مسلمانان اہل سنت کی رہنمائی بڑی بہادری اور جرأت سے کی ہے اور آج اس علاقہ میں شیر نیپال کے اس چہیتے خلیفہ کی ایسی دھاک جمی ہوئی ہے کہ بدعقیدوں کو اس علاقہ میں گھوسنے کے لئے سوچنا پڑتا ہے۔ بلاشبہ آپ کی پہاڑی علاقوں میں انجام دئے گئے دینی خدمات آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، آپ نے اس علاقہ میں سنیت کی اشاعت، اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اور مسلمانوں کو دین سے جوڑنے کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں اور بڑی مشقتوں کا سامنا بھی کیا ہے۔ ترائی علاقوں سے آنے والے بدعقیدوں سے ڈٹ کر مقابلہ کر کے ان کے دام مکرو فریب کو ناکام بنایا، اپنی شیریں گفتاری کے ذریعہ لوگوں کو اپنے قریب کر کے دین کے احکام سے روشناس کرایا اور اللہ کے گھر کو اپنی عبادتوں سے آباد کرنے والا بنادیا۔ جن دیہی علاقوں میں مساجد نہیں تھیں ان کا دورہ کر کے ان علاقوں کے باشندوں کو برانگیختہ کیا اور مساجد تعمیر کرائی، فلک بوس پہاڑوں کو گھنٹوں پیدل چل کر بارش میں بھیگ کر طے کیا اور لوگوں کو دین وسنیت کا متوالا بنایا۔ خواتین کی اصلاح وتربیت کی تڑپ پیدا ہوئی تو مکتب کی بچیوں کی اچھی تعلیم وتربیت فرما کر اس کمی کو بھی دور فرمایا اور آج ان کی تلمیذات میں مبلغات وداعیات کی ایک ٹیم ہے جو گاہے بگاہے خواتین کا اجتماع منعقد کر کے پہاڑی خواتین کی اصلاح کا فریضہ انجام دیتی رہتی ہیں۔ پہاڑی علاقوں مولانا فیروز برکاتی صاحب کی تبلیغی سرگرمیوں، ان کی خدمات اور آپ کی شخصیت سے لوگ اس قدر متاثر ہیں کہ اہم مواقع پر آپ سے مشورہ لیا جاتا ہے اور اثر ورسوخ کا یہ حال ہے کہ آپ کو اطراف میں ثانی شیر نیپال بھی کہا جاتا ہے۔

میں نے 2018ء میں تنہوں، پوکھرا، باگلونگ، بینی اور بھی کئی دیگر پہاڑی علاقوں کا دورہ کیا ہے، ہر جگہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا فیضان اور حضرت مولانا محمد فیروز برکاتی صاحب کی خدمات کا رنگ واثر دیکھا، آپ کے چاہنے والوں کا ہجوم دیکھا، آپ کے دینی ملی، مسلکی اور سماجی خدمات وکارناموں کے جلوے دیکھے اور آپ کے عشق وعقیدت کے گرفتار عاشقوں اور معتقدین کو بھی دیکھے۔ آج پہاڑ کے جن علاقوں میں آپ چلے جاتے ہیں لوگ پلکیں راہوں میں بچھا دیتے ہیں، عزت واحترم کے پھول برسانے لگتے ہیں اور آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے ایک لمحہ تاخیر نہیں کرتے۔ اکثر علاقوں میں ان کا حوالہ ہی کافی پایا۔ جو خدمات آپ نے پہاڑ کے کوردہ اور سنگلاخ وادیوں اور علاقوں میں دئے ہیں ان کا عشر عشیر بھی ترائی میں بہت سے کودرہے اہل علم میں نہیں۔ یہاں کام کم اور نام کے لئے لڑائی زیادہ، خدمات مختصر اور اچھل کود زیادہ۔ اللہ رحم فرمائے۔

قلمی کاوش: مولانا موصوف کا مطالعہ وسیع ہے اور فکر میں بالیدگی بھی اور قوم وملت کے لئے جذبہ بیکراں بھی اور اردو زبان وادب کی حلاوت بھی۔ اس لئے اگر آپ جیسے اہل علم پہاڑی علاقوں کو نظر میں رکھتے ہوئے اور وہاں کی ضرورتوں کو سمجھتے ہوئے کچھ خاص عناوین پر قلم اٹھائیں تو پہاڑ کے مسلمانوں کو دینی بصیرت بھی حاصل ہوگی اور شرعی معاملات میں رہنمائی بھی۔ خاص طور پر عقائد ومعمولات اہل سنت کے موضوع پر رہوار قلم کو تیز کرنا وقت کا تقاضہ ہے۔ اسی جذبہ کے تحت فقیر نے چند سال قبل اس کام

کے لئے برانگیختہ کیا اور ہر طرح سے تعاون کی امید دلائی تو ایک خاص موضوع پر قلم اٹھایا اور فقیر کی نگرانی میں اس کام خوبصورتی کے ساتھ انجام بھی دیا۔ آپ کی ترتیب کردہ کتاب کا نام ''شان رسول عربی'' ہے جو حضور ﷺ کی سیرت اور عقائد اہل سنت کے چند مسائل وابواب پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے۔ چونکہ مولانا موصوف نام ونمود سے بہت دور رہیں اس لئے اس کتاب کو بھی گمنامی میں ہی رکھا، جبکہ عام وتشہیر کرنے میں قوم کو بے شمار فائدے ہیں۔ کتاب مطالعہ سے تعلق رکھتی ہے اور ہندی اور نیپالی زبان میں شائع کرنے کی طرف توجہ کا طالب بھی ہے۔ باب اول میں ذکر مصطفیٰ، دوسرے باب میں حیات مصطفیٰ، تیسرے باب میں رحمت مصطفیٰ، چوتھے باب میں اختیارات مصطفیٰ، پانچوں باب میں علم مصطفیٰ، چھٹا باب میں رفعت مصطفیٰ، ساتویں باب میں میلاد مصطفیٰ، آٹھویں باب میں صفات مصطفیٰ، نواں باب میں شفاعت مصطفیٰ اور دسواں باب میں اطاعت مصطفیٰ ﷺ پر خوبصورت دلائل اور احادیث کریمہ کے مہکتے گلدستوں کے ساتھ معطر کلام کیا ہے۔ یہ کتاب مختصر ہے 52 صفحات پر مشتمل ہے مگر بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ ضروری مضامین بیان کردیا گیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے بلاشبہ سینے میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی تڑپ پیدا ہوجاتی ہے اور عقائد اہل سنت دربار نبی شفیع امت ﷺ کے حوالے سے بہت کچھ معلومات کم وقت میں حاصل ہوجاتے ہیں۔ اس کتاب کا اگر نیپالی زبان میں ترجمہ کرکے شائع کیا جائے تو اس کی افادیت میں چار چاند لگ جائیں گے اور بہت سے لوگوں کے عقائد مزید پختہ ہوجائیں گے اور عشق رسالت مآب ﷺ کی شمع فروزاں ہوجائے گی۔ امید ہے کہ موصوف اس کام کی طرف توجہ دیں اور اس اہم خدمت کو انجام دے کر اجر جزیل کے مستحقین میں پنا نام درج کروانے میں کامیاب ہوں۔ اللہ تعالیٰ مولانا فیروز احمد چمن برکاتی صاحب کی عمر وعمل میں بے پناہ برکتیں نازل فرمائے اور آپ سے زیادہ سے زیادہ دینی خدمات لے۔

❀❀❀

مفتی محمد اشرف رضا برکاتی (جنکپور، نیپال)

زینت مملکت، مخزن علم وحکمت، رہبر شریعت وطریقت، استاذ العلما حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ نے علم ودانائی کا جو باغ شہر جنکپور میں لگایا اس میں ہزاروں سنبل وگلاب پھول کھلے اور پھر کھل کر اپنی خوشبوؤں سے ملک و بیرون ملک کو معطر کیا اور اپنے علم کی خوشبو سے ایک جہاں کو معطر کر رہے ہیں۔ اگر ملک نیپال کی بات کریں تو جس سمت نظر دوڑائے، جس علاقہ وضلع و پردیس میں چلے جائیں ہر طرف آپ کے علمی باغ کے وہ پھول مہکتے ومہکاتے ہوئے نظر آئیں گے۔ درس وتدریس کا میدان ہو، یا وعظ وخطابت کا، سیاست کا ہو یا امامت کا، تعمیر امت ہو یا اصلاح امت، دعوت وارشاد ہو یا دفع شر وفساد، ہر میدان و محاذ پر اپنی خدمات جلیلہ اور مساعی جمیلہ کے ذریعہ خوشبوئیں بکھیر رہے ہیں۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے اسی باغ علمی میں ایک ایسا پھول کھلا جس نے قلیل مدت میں ملک نیپال میں مہک کر نہ جانے کتنوں کو مہکا دیا، اس پھول کو صاحب زبان و بیان، دوراندیش، معاملہ فہم، صاحب فراست وبصیرت، خطیب بے مثال، فقیہ باکمال حضرت مولانا مفتی محمد اشرف برکاتی کہتے ہیں۔

نام ونسب: مفتی محمد اشرف رضا برکاتی بن ماسٹر محمد طیب انصاری بن محمد سعید انصاری۔

مولد: جنکپور، ضلع دھنوشا (نیپال)

تاریخ پیدائش: آپ کی پیدائش مورخہ ۲/رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۶/اپریل ۱۹۸۳ء، موافق ۳/گتے بیشاکھ ۲۰۴۰ء بکرمی میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت: قاعدہ بغدادی تا ناظرہ گھر پر اپنے جد امجد محمد سعید انصاری میاں جی سے حاصل کی۔ ناظرہ مکمل ہونے کے بعد درس نظامی کی تعلیم کے لئے والد صاحب نے آپ کا داخلہ جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں کروا دیا، جہاں اعدادیہ تا ثالثہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی زیر نگرانی تعلیم وتربیت کا جام پیتے رہے۔

درجات علیا: درجہ ثالثہ تک کی تعلیم جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں حاصل کرنے کے بعد آپ نے ہند کا رخ کیا۔ جماعت رابعہ میں مدرسہ ضیاء العلوم ادری میں داخلہ لے کر جماعت سادسہ تک یہاں تعلیم وتربیت کا جام وسبو نوش کرتے رہے۔

عالمیت: رابعہ تا جماعت سادسہ مدرسہ ضیاء العلوم ادری میں مکمل کی اور یہیں سے سند عالمیت حاصل کی۔

فضیلت: عالمیت کی تکمیل کے بعد جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں داخلہ لیا اور سابعہ تا دورۂ حدیث دو سال رہ کر مکمل کرنے کے بعد اسی عالمی شہرت یافتہ ادارہ میں عرس امجدی کے موقع پر ۲۰۰۴ء میں سند فضیلت سے نوازے گئے۔

افتا: دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد جامعہ امجدیہ ہی میں فقہ وافتا کی تربیت حاصل کرنے کے لئے داخلہ لیا اور تقریبا دو

سال رہ کر مشق افتا کا کورس کیا۔ کورس کا دوسرا سال انتہا کے قریب تھا مگر جامعہ کے بعض اساتذہ کی آپ کے تئیں فکری روش مناسب نہ ہونے کی وجہ سے ادارہ کو خیر آباد کہنا پڑا اور باقی ایام جامعہ شمس العلوم میں حضور بحر العلوم علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا ممتاز عالم مصباحی اور یہاں کے دیگر ماہرین فقہ وافتا کی خدمت میں رہ کر گذارے اور جو مرحلہ جامعہ امجدیہ میں طے کر نا رہ گیا تھا اس کی تکمیل یہاں سے کی اور یہیں سے ۲۰۰۶ء سند ودستار افتا سے نوازے گئے۔

اساتذہ کرام: نیپال وہند کے جن عبقری وباوقار شخصیات سے آپ نے اکتساب علم کیا ان میں سے بعض کے اسما یہ ہیں:

آبروئے اہل سنت، قاضی القضاۃ نیپال حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ، جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور (نیپال) حضور بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ مدرسہ اہل سنت شمس العلوم گھوسی (یوپی) ممتاز الفقہا، امیر المومنین فی الحدیث، حضور محدث کبیر حضرت علامہ مفتی محمد ضیاء المصطفیٰ قادری جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی (یوپی) فقیہ اہل سنت مفتی آل مصطفی اشرفی مصباحی علیہ الرحمہ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی (یوپی) حضرت مولانا مفتی محمد ابوالحسن مصباحی قادری جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی (یوپی) نائب حضور شیر نیپال مفتی احمد حسین برکاتی جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور (نیپال) حضرت علامہ عبد الرحمن مصباحی قادری جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی (یوپی) نواسۂ صدر الشریعہ حضرت مولانا محمد فیضان المصطفیٰ قادری جامعہ امجدیہ رضویہ (یوپی) حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد جامعہ امجدیہ رضویہ (یوپی) حضرت مولانا آس محمد صاحب ضیاء العلوم ادری حضرت مولانا محمد جعفر صادق ضیاء العلوم ادری (یوپی) حضرت مولانا محمد خورشید عالم ضیاء العلوم ادری (یوپی) حضرت مولانا ممتاز عالم مصباحی جامعہ شمس العلوم گھوسی (یوپی) حضرت مولانا محمد حبیب الرحمن برکاتی جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور (نیپال)

بیعت: جامعہ حنفیہ غوثیہ میں جس وقت زیر تعلیم تھے اسی وقت حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کر کے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں داخل ہو گئے۔

خلافت: ہند و نیپال کی دو عظیم شخصیات سے آپ کو اجازت وخلافت حاصل ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت و خلافت خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی غلام یاسین رضوی قاضی بنارس علیہ الرحمہ نے ۳؍شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۱؍مئی ۲۰۱۶ء میں دی اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت وقار اہل سنت، رفیق العلما حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ نے ۲۶؍رجب المرجب ۱۴۴۰ھ میں دی۔

تدریسی خدمات: جب آپ جامعہ امجدیہ میں افتا کا کورس کر رہے تھے اسی زمانے میں ہندوستان کے صوبہ مدھیہ پردیش کے مناور ضلع سے تدریسی خدمات انجام دینے کی پیش کش ہوئی تھی، وہاں کے ادارہ درا العلوم نور محمدی کے بانی و مہتمم اور ان کے صاحبزادہ کا اصرار تھا کہ آپ اس ادارہ میں صدر المدرسین کی حیثیت سے تدریسی فریضہ انجام دیں، آپ نے وعدہ کر لیا کہ افتا کا کورس مکمل ہوتے ہی اپنی خدمات اس ادارہ کو دیں گے، اس لئے بعد فراغت وعدہ کے مطابق اس ادارہ سے منسلک ہو گئے اور درس نظامیہ کے ایک نئے باب کا آغاز کیا۔ چونکہ اس سے پہلے یہاں درس نظامیہ کی تعلیم کا انتظام نہیں تھا، حفظ وقرات کی تعلیم ہوتی تھی، اس لئے

شعبہ درس نظامی کے لئے آپ کا انتخاب ہوا اور آپ اپنے ساتھ ملک اپنے علاقہ کے تقریبا پچیس طلبہ بھی ساتھ لے کے اس ادارہ میں آ گئے۔ اس طرح سے آپ کے ورود سے یہاں درس نظامی کی ابتدا ہوئی اور ادارہ میں ایک نئی رونق و بہار آ گئی۔ چار سال یہاں آپ تعلیم و تربیت اور تبلیغ دین واشاعت مسلک اعلیٰ حضرت کا فریضہ انجام دے کر مستعفی ہو کر اپنے ملک نیپال آ گئے۔

ایم پی کے بعد مدرسہ فیضان مدینہ اور دار العلوم نوری برکاتی نزد اسٹیشن میں بھی کچھ ماہ مسند تدریس کو زینت بخشی اور پھر کچھ ماہ کے لئے سیاسی میدان کو گرماتے رہے اور اصلاح معاشرہ اور تنظیمی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔

جلیشور میں آمد: شہر جلیشور میں دار العلوم قادریہ رشیدیہ ایک قدیم دینی ادارہ ہے، جہاں سے ہزاروں تشنگان علوم دینیہ نے اپنی پیاس بجھائی ہے، دعاۃ و مبلغین پیدا ہوئے اور ملک و بیرون ملک کو دینی خدمات کی روشنی سے منور کیا۔ اسی ادارہ میں اشرف العلما مفتی اشرف القادری علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی کے بیشتر ماہ وسال گذارے ہیں اور قابل قدر خدمات سے ادارہ مذکورہ کو نور و نکہت بخشی ہے۔ آپ کے یہاں سے چلے جانے کے بعد شہر جلیشور علم کی رعنائی و باکپن سے محروم ہو گیا، ادارہ کی در و دیوار سوگوار ہو گئی، عقیدت مندوں کا کلیجہ پارہ پارہ ہو گیا، متلاشیان علوم نبویہ کے لئے علم دین کی راہ پر خار ہو گئیں اور ایک عرصہ تک یہ ادارہ علمی انحطاط کا شکار رہا۔ مگر خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت مولانا مفتی محمد اشرف رضا برکاتی کا ورود مسعود اس علمی چمن میں ہو گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہاں علم کی کلیاں چٹکنے لگیں، قال اللہ وقال الرسول کی صدائے دلنشیں کانوں میں گونجنے لگی۔ مفتی صاحب قبلہ نے جو تعلیمی میدان میں محنت کی اور شب و روز سعی بلیغ کر کے اس ادارہ کی ترقی و خوش حالی اور فروغ کے لئے جو قربانیاں دی ہیں وہ بتانے کی ضرورت نہیں، متصل بہار کے اضلاع کے ساتھ ملک نیپال کے اکثر اضلاع میں اس کا شہرہ و چرچا ہے۔ آپ کی محنت و جانفشانی نے اس ادارہ کی ترقی اور تعلیمی معیار میں چار چاند لگا دئے۔ آپ کی محنت کا نتیجہ ہے کہ درجہ عالمیت تک طلبہ اس ادارہ میں زیر تعلیم ہیں اور سب کے خورد و نوش اور قیام کا انتظام ادارہ کے دوش پر ہے۔ کورونا وائرس کی دستک وجہ سے دیگر ادارے خستہ حالی کے شکار ہو کر بند ہو گئے تھے مگر آپ نے ہمت ہارے بغیر طویل لوک ڈاون میں بھی ادارہ کو مکمل طور پر بند ہونے نہیں دیا۔ جبکہ کمیٹی والوں نے عاجزانہ گذارش کی تھی کہ مالی حالت بہتر نہ ہونے کی وجہ سے ادارہ کو کچھ ماہ کے لئے بند کر دیا جائے، مگر آپ نے یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ ادارہ بند نہیں ہوگا طلبہ کے کھانے پینے کا انتظام میں کروں گا جیسے بھی ہو۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی جیب خاص سے بھی ایک خطیر رقم لگا کر تعلیمی سلسلہ جاری رکھا، محافل میں نذرانہ کی شکل میں جو کچھ ملتا اسے ادارہ میں لگا دیتے۔ یہ آپ کا اخلاص اور ادارہ و طلبہ کے لئے فکر و ہمدردی تھی۔

❁❁❁

مولانا محمد علاء الدین برکاتی مصباحی (بہوارروا، نیپال)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے شاگردوں میں ایک نہایت ہی ذہین وفطین، صاحب افکار عالیہ، خوش فکر وخوش اخلاق، مخلص و وفادار اور گوناگوں خوبیوں اور محاسن کے حامل شاگرد حضرت مولانا محمد علاء الدین برکاتی مصباحی ہیں۔ جنہوں نے حضور شیر نیپال کی خدمت میں چار سال رہ کر اکتساب فیض کیا اور میکدۂ علم وحکمت سے خوب علمی جام وسبو بھی نوش کر اپنی علمی تشنگی بجھائی۔ ایسے میری صحبت ورفاقت کی برکتیں بھی انہیں خوب میسر ہوئیں اور جس طرح آپ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ خاص شاگرد ہیں اسی طرح فقیر برکاتی کے بہت ہی گہرے دوست وفا شعار رفیق ہیں۔ بہت سے لوگ میرے قریب ہوئے، دوستی ظاہر کی مگر ان سب سے ان کی رفاقت و دوستی جدا اور قابل اعتماد ہے۔ ہر طرح کی پریشانیوں میں ساتھ دینے والے، مفید مشوروں سے نوازنے والے اور حوصلہ شکن حالات میں حوصلہ افزائی کرنے والے مخلص وجگری دوست ہیں۔ ایسے دوست جسے بھی مل جائے وہ خوش نصیب ہے۔

نام: محمد علاؤ الدین برکاتی مصباحی

ولدیت: محمد مسلم برکاتی

جائے ولادت: دھنوجی گاؤں پالیکا وارڈ نمبر (5) بہوارروا ضلع دھنوشا نیپال

ابتدائی تعلیم: اپنے گاؤں کے مکتب مدرسہ سراج العلوم میں ناظرہ قرآن مجید اور فارسی کی پہلی وغیرہ کتابیں پڑھیں۔

پھر جب آپ کے والدین کے دلوں میں انہیں بڑا عالم بنانے کے شوق نے انگڑائیاں لی تو ملک نیپال میں اہل سنت کے ایک عظیم ادارہ جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور نیپال میں <u>1998</u>ء میں داخلہ کروادیا۔ جہاں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی نگرانی میں ازاعدادیہ تا ثالثہ کی تعلیم حاصل کی۔ موصوف یہاں اپنی ذہانت وفعالیت کے سبب جلد ہی اساتذہ کی نگاہوں میں مقبول ہوگئے، بطور خاص حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی نگہہ فیضآب پڑی اور پھر اپنی خدمت کے لئے منتخب فرمالیا۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جہاں کہیں دعوت وتبلیغ کے لئے تشریف لیجاتے انہیں بھی ساتھ لیجاتے۔ ان سے نعت پڑھواتے وتقریر بھی کرواتے۔ اس طرح سے دعوت وتبلیغ کے لئے عملی طور مشق بھی کرواتے رہے۔ اور پھر پہلے سال میں ہی اس قدر مقبول اور خطابت وتبلیغ کے لئے لائق وفعال ہوگئے کہ دیہی علاقوں کی محافل میلاد میں انہیں بھیجنے لگے۔ جہاں کہیں اس عمر میں بھی گئے نعت وتقریر کی تاثیر سے مجمع میں برکاتی اور عرفانی رنگ

چڑھ گیا۔تین سالوں تک حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہ کر علم کا نور کشید کیا اور انہیں سالوں میں آپ نے دینی خدمات کا فریضہ اور تبلیغ واصلاح عوام کا عظیم کارنامہ بھی انجام دیا۔منی پٹی کی سرزمین جہاں جہالت کا غلبہ تھا وہاں اسی عمر میں آپ پروگرام کے لئے جاتے اور اپنی اعلیٰ فکر ونظر اور دینی بصیرت سے اصلاح وتبلیغ کا کام کرکے بہت حد تک علم کے اجالے اور احکام دین کی روشنی اس گاؤں میں بکھیر دی۔

پھر 2003 سے 2006 تک مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم خیرآباد مئو یوپی میں جماعت ثالثہ تا سادسہ تک کی تعلیم حاصل کی، نیز قرائت حفص کا بھی کورس کیا اور سند عالمیت وقراءت بھی حاصل کی۔

عالمیت کی تکمیل کے بعد درس نظامی کی منتہی جماعتوں کی تکمیل کے لئے ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور 2007ء میں داخلہ لیا اور یہاں 2007ء سے 2008ء تک (سابعہ تا ثامنہ) عباقر اساتذہ کی خدمتوں میں رہ کر اور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے ظل روحانی میں فضیلت کی تکمیل کرکے دستار وسند فضیلت سے نوازے گئے۔

اساتذہ: حضور شیر نیپال حضرت علامہ مولانا مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ، محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ضیاء المصطفیٰ مدظلہ العالی گھوسی (یوپی) حضرت مولانا مفتی محمد احمد حسین صاحب برکاتی نائب حضور شیر نیپال جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور، شہزادۂ حضور شیر نیپال حضرت مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ برکاتی، خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال) حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ جامعہ اشرفیہ، حضرت علامہ مولانا مفتی نظام الدین صاحب قبلہ جامعہ اشرفیہ، حضرت علامہ مولانا عبد الحق صاحب قبلہ جامعہ اشرفیہ، حضرت علامہ مولانا اسرار صاحب قبلہ جامعہ اشرفیہ، حضرت علامہ مولانا صدر الوری صاحب قبلہ جامعہ اشرفیہ، (یوپی) حضرت علامہ مولانا مفتی ظہیر الحسن صاحب علیہ الرحمہ ضیاء العلوم خیرآباد، حضرت علامہ مولانا بدر الدجیٰ ضیاء العلوم خیرآباد، حضرت علّامہ مولانا محمد اظہار صاحب ضیاء العلوم خیرآباد، حضرت مولانا محمد حبیب الرحمن صاحب جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور، حضرت مولانا غلام طٰہٰ مصباحی برکاتی جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور، حضرت مولانا محمد ضیاء الحق صاحب سوہپور مدھوبنی (بہار)

بیعت: بدست اقدس شیخ طریقت، حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ

خلافت: فقیر سراپا تقصیر ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی عفی عنہ نے جون 2024ء ان تمام سلاسل کی اجازت و خلافت دی ہے جن سلاسل کی اجازت وخلافت حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے فقیر کو عطا فرمائی۔

زمانہ طالب علمی: آپ کا زمانہ طالب علمی محنت ومشقت سے بھرا ہوا ہے، آزمائشوں اور کلفتوں سے عبارت ہے اور پھر تمام آزمائشوں سے گذرتے ہوئے کامیابی کی منزل تک پہنچے ہیں۔طہارت وصفائی اور خوش پوشا کی، نیز ذہانت اور وسعت فکری

کے سبب اپنے اساتذہ کی بارگاہوں اور نظروں میں محبوب و معتمد رہے ہیں اور جماعت کے رفقا میں بھی مقبول رہے ہیں۔ کتابوں کے مطالعہ اور اسباق کے حل میں ہمیشہ کوشاں رہتے اور اپنے ساتھیوں کو بھی کتابوں کے حل و تمرین میں معاونت کرتے۔

طلاقت لسانی اور بے باکی کے سبب بے خوف ہو کر غلط بیانی کرنے والوں کے ساتھ بحث و تکرار کر بیٹھے اور غلط فکروں کا علاج بھی بروقت کر دیتے۔ جب دار العلوم سے گھر کے لئے چھٹیوں میں بذریعہ ٹرین سفر کرتے تو اکثر وہابی اداروں کے بڑی جماعت کے طلبہ سے ملاقات ہو جاتی اور پھر ان سے عقائد میں بحث چھڑ جاتی جس میں موصوف دلائل کی روشنی میں انہیں خاموش کر دیتے۔

دینی خدمات: بعد فراغت تدریس کی بجائے امامت کے میدان کا انتخاب کیا تا کہ عوام الناس کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی ان کے بیچ میں رہ کر کی جاسکے۔ کیونکہ عوام الناس میں بہت سے ایسے غیر شرعی مراسم اور خلاف شرع معمولات جڑ پکڑ چکے تھے اور ابھی بھی کچھ لوگ اس طرح کے خلاف شرع مراسم میں ملوث ہیں، بس اسی جذبہ کے تحت انہوں نے اس میدان کا انتخاب کیا۔ جبکہ درسی صلاحیت اور خوبصورت افہام و تفہیم کے جوہر سے بھی آپ آراستہ ہیں۔ جہاں بھی آپ نے امامت و خطابت کا فریضہ انجام دیا پوری دیانت داری اور خلوص کے ساتھ اسے انجام دیا ہے اور یہی وجہ تھی کہ عوام و خواص آپ سے متاثر رہے۔ نوجوانوں کو اپنے ساتھ جوڑ کر ان کی اصلاح کی، دین سے قریب کیا، بدمذہبوں کی صحبت سے بچایا اور بڑے بزرگوں کو نماز کی دعوت دی اور وہابیوں کے یہاں شادی بیاہ کرنے سے باز رکھا اور بہت حد تک اس میں کامیاب بھی رہے۔

جن مقامات پر آپ نے امامت و خطابت کا فریضہ انجام دیا ہے ان کے اسما یہ ہیں:

(1) لکھنؤ یوپی (2) دمولی (پہاڑی علاقہ)، ڈمرے ضلع تنھوں (پہاڑی علاقہ) (3) سسوا ضلع سپتری (4) ہرنے ضلع مدھوبنی بہار (انڈیا) (5) ہریون ضلع سرلاہی (6) مجھاؤ ضلع سرہا نیپال۔

عوام اور نوجوانوں کی اصلاح و تربیت، خلاف شرع رسومات کو ختم کرنے کے لئے جدو جہد، دعوت و تبلیغ کے ذریعہ دینی فضا قائم کرنے کی سعی جمیل اور مکتب کے طلبہ کو بنیادی تعلیم سے آراستہ کر کے اعلی تعلیم کے لئے تیار کرنا یہ بھی آپ کی خدمات کے اہم حصے ہیں۔

تجارت و کسب معاش: اس وقت دیکھیں گے کہ اکثر علما و مدرسین مالی حالت ناگفتہ بہ ہیں، خاص طور پر عام مدرسین اور ائمہ کی حالت زار تو خون کے آنسو رلا دینے والی ہے۔ اور ٹرسٹیز اور منتظمین کا رویہ بھی ظالمانہ و حاکمانہ ہے جس کی وجہ سے آئے دن ائمہ و مدرسین پر ظلم و زیادتی کی خبریں گوش گزار ہوتی رہتی ہیں اور دین کی خدمت کرنے والا یہ طبقہ بددل ہوتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے مذہبی نقصانات بہت دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اب نوجوان علما درس و تدریس اور امامت کی ذمہ داری انجام دینے میں کوئی دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کر رہے ہیں اور بیرون ملک کسب معاش کے لئے جوق در جوق نکل رہے ہیں اور حالات کے پیش نظر یہ

اقدام قابل تحسین ہے، ورنہ تو جو علما قوم کے نذرانوں پر زندگی گزارتے ہیں ان کی حالت قابل افسوس ہے۔ یہی وجہ تھی کہ قوم کی بے اعتنائی اور ائمہ کے ساتھ ظالمانہ و حاکمانہ سلوک کو دیکھ کر مصباحی صاحب قبلہ نے امامت و خطابت کے میدان کو ترک کر کے کسب معاش کے لئے بیرون ملک کے لئے پا بہ رکاب ہوگئے اور قطر کی سرزمین پر چھ سات سالوں تک کسی کمپنی میں محنت و لگن کے ساتھ کام کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے اچھی ترقی بھی کر لی۔ اس کے علاوہ جب آپ ملک نشیں ہوئے تو اپنے ہی گاؤں کے بازار میں کپڑا کی تجارت بھی شروع کر دی جو کہ نوجوان علما کے لئے قابل تقلید اقدام ہے۔ اہل علم کو کسی نہ کسی ہنر سے آراستہ ہونا ضروری ہے تاکہ فارغ البال ہوکر معاشی ضرورتیں بھی پوری کر سکیں اور ساتھ ہی دین کی خدمت بھی مختلف طریقوں سے انجام دے سکیں۔ یہی فکر تھی جس نے مولانا موصوف کو تجارت پر برانگیختہ کیا اور تجارت کے میدان میں بھی دوسرے غیر مسلموں کے مقابل ترقی کی راہ پر گامزن رہے۔

غیر متعصب ذہنیت: آپ کی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ عادلانہ فکر و نظر رکھتے ہیں وہی بولتے ہیں جو مزاج شریعت ہو اور کوئی بھی ہو حق بات کہنے میں ایک ذرہ نہیں خوف کرتے اور نہ پس و پیش کرتے ہیں۔ ایک منفی اور زہر آلود فکر کے خلاف آپ کی درج ذیل فکر قابل تحسین اور لائق التفات ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:

''پہلے لوگ مفتیوں کو تلاش کر جاتے تھے کہ فلاں جگہ جانے سے صحیح مسئلہ معلوم ہو جائیگا اور اسکے لئے وہ ذات برادری کچھ نہیں دیکھتے تھے، کسی بھی ذات کا قابل باعمل مفتی ہو لوگ اسکے پاس جاتے تھے اور ان سے مسئلہ پوچھتے تھے۔ اور میں نے ایسا دیکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص راعین برادری سے تعلق رکھنے والے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے پاس آئے اور آنے کے بعد حضرت سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا آپ اتنی دور سے آئے ہیں، ادھر مفتی نہیں تھے کیا؟ تب اس شخص نے کہا کہ عالم، مفتی تو بہت ہیں مگر ان لوگوں کی باتوں پر اعتماد نہیں ہے اور آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ سے بڑھ کر اس نیپال اور بہار کے علاقے میں اس وقت کوئی عالم، مفتی نہیں ہیں۔ پھر حضرت نے اسے کتاب کھول کر شرعی مسئلہ بتایا۔ اور آج کل حال یہ ہیکہ اپنے ہی ذات کا مفتی ہونا چاہئے، اگر دوسری ذات کا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس کی بات کیوں مانیں؟ وہ دوسری ذات برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور دور حاضر میں کچھ مفتی ایسے ہیں جو اس تاک میں لگے ہوئے ہیں کہ کب مجھ سے لوگ مسئلہ پوچھنے کے لئے آئیں اور وہ مفتی نہ مسئلہ پوچھنے والے سے حالات کا جائزہ لیتے ہیں، نہ قرائن پر غور کرنے کی زحمت کرتے ہیں۔ بس یہ کہ کچھ پوچھے اور میں جواب دیدوں اور یہ کہوں اور اپنے چیلے چپاٹے سے اعلان کرواؤں کہ میں نے 10 ہزار 20 ہزار سوالوں کا جواب لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو حق کی ہدایت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔''

اخلاق وکردار: آپ نہایت ہی متواضع ،ملنسار،خلیق ،مہمان نواز ، پاکباز ، راست گو،حق بیں اورحق بیاں اورقوم وملت کی تعمیروترقی اورخوشحالی کے لئے سینہ میں دھڑکتا دل رکھنے والے عالم ومفکر ہیں۔ دین کی خدمت کے تئیں مخلص اوراہل سنت کے لئے دردمند ہیں۔اگرمولانا جیسے فعال ومتحرک اورفکرمند ودردمند علما ملک نشیں ہوکردین کی خدمات انجام دیں اوراہالیان ادارہ ان کی ضروریات کی تکمیل کواپنی توجہات کا اولین مرکز بنائیں توقوم وملت کا بڑا فائدہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ ہماری قوم کواورادارہ والوں کوعلما کی پریشانیوں اورضرورتوں کوسمجھنے کی توفیق بخشے۔

❁❁❁

ایک نظر ادھر بھی

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات اورآپ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پرکتابوں اورمضامین ومقالات کا مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ پرضرور تشریف لائیں۔www.barkatussunnah.com اوربھی دیگردینی کتابوں اورمضامین کا مطالعہ کرنے کے لئے مذکورہ بالا ویب سائٹ وزٹ کرسکتے ہیں۔ نیز علمائے اہل سنت نیپال اپنی تصانیف اس ویب سائٹ پر اپ لوڈ کروانے کے لئے فقیر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ بعد معائنہ وتحقیق کتابیں اپ لوڈ کردی جائیں گی۔

واٹس ایپ نمبر 0097431402499

فدائے مرشد ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی

میں کیا ہوں اسے میں ہی جانتا ہوں، میں اپنے بارے میں بھلا برا جتنا جان سکتا ہوں اتنا کوئی دوسرا شاید ہی جان پائے۔ اچھائی کرنے والے تو کبھی غلو بھی کر جاتے ہیں اور برائی کرنے والے کا کیا کہنے! جب وہ حسد کی آگ میں شعلہ زن ہو جاتے ہیں اور عداوت وسرکشی پر اتر آتے ہیں تو وہ سماجی اور شرعی تمام حدود یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں اور برائیوں کا وہ سلسلہ شروع کر دیتے ہیں کہ اللہ کی پناہ! ان کے من کی بات نہ کیجئے، ان کی خوشامدی نہیں کیجئے یا انہیں کچھ نہ دیجئے یا وہ نہ بولئے لکھئے جو وہ چاہتے ہیں تو پھر اتنی غیبت، اتنی افترا بازیاں کہ شیطان بھی شرمندہ ہو جائیں اور یہ مشاہدہ ہے۔ میرے ساتھ بھی یہ حادثہ ہو چکا ہے کہ حق بیانی اور اہل حق کی حمایت وتائید کی وجہ سے کچھ اپنے اور کچھ بیگانے اتہام اور دشنامی طرازی سے انہوں نے اپنے وجود کو ناپاک کر لیا ہے، اللہ تعالیٰ ایسوں کی ناپاک فکر کو پاک فرمادے۔ اس لئے کذب سے کام نہ لیتے ہوئے بہت ہی سادگی کے ساتھ اور حقیقت کی عکاسی کرتے ہوئے کچھ اپنے بارے میں لکھنے کی کوشش کروں گا۔ ایسے تو اس لائق خود سمجھتا ہی نہیں کہ میرے اندر کوئی خوبی ایسی ہو جس کی بنا پر اپنے بارے میں کچھ لکھوں، مگر چونکہ زیر نظر ''معارف حضور شیر نیپال'' جیسی تاریخی اور ضخیم کتاب جو ملک نیپال کی بزرگ ترین علمی اور روحانی شخصیت حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر مشتمل ہے، جسے اسی فقیر کے نظر کردۂ مرشد گرامی نے تصنیفی وتالیفی زیور سے آراستہ کر کے منصۂ شہود پر لانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اس کتاب میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے خلفا وتلامذہ میں سے چند ایک کا ذکر کا ذکر جمیل پچھلے صفحات میں ہو چکا ہے اسی مناسبت سے فقیر بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے غلاموں اور وفا شعار عقیدت مندوں کی فہرست میں نام درج کرانے کی نیت سے کچھ لکھنے کی جسارت کر رہا ہے۔ اپنے بارے میں کچھ لکھنے سے قبل متھلا بہاری نگر پالیکا جہاں فقیر کی ولادت ہوئی ہے اس کے حوالے سے کچھ روشنی ڈالی جارہی ہے۔

متھلا بہاری نگر پالیکا کا مختصر تعارف: ملک نیپال کے صوبہ مدھیس پردیش کا مشہور ومعروف بلدیہ متھلا بہاری نگر پالیکا کا مرکزی مقام تاراپٹی ہے، یہ قریہ نگر پالیکا بننے سے قبل بھی مرکز رہا ہے اور اب تو نگر پالیکا بن گیا اس کی ویلیویشن تو اور بڑھ گئی ہے۔ اس کے ماتحت جتنے گاؤں آتے ہیں ان تمام گاؤں کے لئے یہ مرکز ہے اور ہر اعتبار سے مرکزیت کا حق اس عظیم آبادی والے مقام کو حاصل ہے۔ دس گاؤں اس کے تحت آتے ہیں اور ہر گاؤں کا مرجعیت ومرکزیت اسے حاصل ہے۔ جہاں قدیم زمانے سے

مرکزی بازار بھی اتوار اور بدھ کو لگتا چلا رہا ہے۔ہاسپٹل بھی ہے، پولیس تھانہ بھی ہے،نگر پالیکا کا دفتر بھی ہے،متعدد سرکاری اور پرائیوٹ اسکول بھی ہیں۔جنوب میں جنکپور اور شمال میں دھنوشا واقع ہے۔اور اس کے ماتحت آنے والے سارے گاؤں اس کے چہار جانب سے محیط ہیں۔اس کا کل کا رقبہ 6.36 کلومٹر مربع ہے اور 37276 اس کی کل آبادی ہے۔

قدیم زمانے سے یہاں مسجد واقع ہے، جہاں امامت وخطابت کا فریضہ انجام دے کر علما اور ائمہ دین کی خدمت وتبلیغ کرتے رہے ہیں۔جس وقت قرب وجوار کے گاؤں میں مسجد نہیں تھی اس وقت یہاں مسجد اور دو چند علما ہوتے تھے۔شعبان و رمضان اور عید و بقرہ عید کی رویت کی تحقیق کے لئے لوگ اس گاؤں کی طرف رخ کرتے تھے۔اور اس گاؤں کے دو قدیم عالم دین تلامذہ حضور شیر نیپال حضرت مولانا محمد ضمیر الدین قادری اور مولانا محمد ذاکر حسین نوری دامت برکاتہم العالیہ سے مل کر چاند اور دیگر مسائل کے بارے میں تشفی بخش معلومات حاصل کرتے۔

تاراپٹی جو کہ اس وقت نگر پالیکا کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، اس کے دو محلہ ہیں، مشرقی محلہ اور اس کے دو حصہ ہیں ایک جنوبی جو بازار کا حصلہ کہلاتا ہے اور ایک شمالی جو مسلمانوں کی آبادی پر مشتمل ہے اور ایک محلہ مغربی ہے، جو نہر کے مغربی جانب واقع ہے۔دونوں محلہ میں اسلام وسنیت کے متوالے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے پیروکار ہیں۔ہاں مغربی محلہ میں چند گھر وہابی کے بھی ہیں۔بہت پہلے کی بات ہے غالباً 1954ء کی بات ہوگی کہ مشرقی محلہ کے مسلمانوں نے یہاں مسجد بنانے کا ارادہ کیا اور اس کے لئے سرتوڑ کوشش کی اور جیسے ہی غیر مسلم کو پتہ چلا کہ مسلمان یہاں مسجد بنانے والے ہیں تو ان لوگوں نے اس کی مخالفت شروع کر دی۔تعمیر مسجد میں رکاوٹ ڈالنے لگے اور مسجد کی تعمیر کی روکنے پر اپنی پوری قوت لگانے لگے۔مگر اللہ کا کرم ہوا کہ مسلمانوں کے جذبہ اخلاص کے سبب نتیجہ کار مسجد بنالی گئی اور کفار خائب وخاسر ہوئے۔لڑائی کی نوبت آئی اور ہندو مسلم کے مابین لڑائی بھی ہوئی، مگر مسلمان فاتح وسرخرو رہے۔مسجد کے لئے ہونے والی اس لڑائی میں میرے دادا مرحوم عالی جناب صاحب جان اور دادی مرحومہ خیتون خاتون کو کفار نے زدو کوب بھی کیا اور اس طرح لاٹھیاں ان دونوں پر برسائی گئیں کہ پورا وجود زخم وچوٹ سے متاثر ہوگیا۔زندگی بھر میری دادی کو اس کا درد رہا، مگر مسجد کے لئے ان کی اور تمام مسلمانوں کی اس قربانی اور جدوجہد نے رنگ لایا کہ ان جیسوں کے جذبہ جاں نثاری کا ثمرہ ہے کہ عالی شان مسجد یہاں تعمیر ہوئی۔یہ مسجد جناب انور صاحب کے سسر کی وقف کردہ زمین پر بنائی گئی۔انہوں نے فراخدلی کے ساتھ زمین مسجد و مدرسہ کے لئے دیا بلکہ اپنی زمین میں بہت سے مسلمانوں کو بسایا۔پہلے سارے مسلمان جنوبی محلہ میں رہتے تھے، جہاں غیر مسلموں کی آبادی ہے، وہاں چند گھروں کے سوا تمام لوگ شمالی حصہ میں آکر آباد ہوگئے، جہاں پہلے آبادی نہیں بلکہ کھیت، ندی اور گھنے درختوں کے باغات تھے۔اکثر مسلمانوں کے پاس زمین نہیں تھی، انور صاحب کے سسر جو صاحب ثروت، زمین دار اور دلدار

شخص تھے انہوں نے اپنی زمین سے تھوڑا تھوڑا ٹکڑا دے کر اکثر مسلمانوں کو بسایا اور دیگر مسلمانوں نے ان سے زمین خرید کر اپنا گھر بنائے۔میرے دادا اور دادی نے بعوض زمین لے کر اس پر کچا گھر بنایا جو کہ مسجد سے بالکل متصل جانب شمال میں تھا، جہاں ابھی میرے چچازاد بھائی محمد سراج الدین برکاتی اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہ رہے ہیں۔

مسجد کی عمارت عالیشان تھی، چاروں طرف سے خوبصورت منارے بنے ہوئے تھے، عقب میں بھی دو چھوٹے چھوٹے منارے تھے اور آگے بھی دو بڑے مناروں کے بیچ میں دو چھوٹے چھوٹے منار محراب نما نقش کے اوپر بنے ہوئے تھے، جو مسجد کے حسن کو دوبالا کرتے تھے۔مسجد کے سامنے خالی جگہ وسیع تھی، جنوبی سائیڈ میں مدرسہ بنا ہوا تھا جس میں امام صاحب رہتے تھے اور بچے تعلیم حاصل کرتے تھے، مدرسہ کے سامنے والی فیلڈ میں نیم کا گھنا پیڑ تھا، جس کے سایہ میں اہل محلہ دوپہر کے وقت گرمی کے موسم میں آرام کرتے۔کچھ عرصہ بعد مدرسہ کی کچی عمارت کو منہدم کر کے پکی عمارت بنادی گئی، ایک بڑا ہال جس میں طلبہ پڑھتے اور بارات وغیرہ کے قیام کا انتظام بھی یہاں ہوتا۔پھر 2016 میں توسیع کی نیت سے مسجد ومدرسہ کو شہید کردیا گیا اور اہل محلہ کے حوصلہ بخش مالی تعاون سے وسیع اور مضبوط مسجد بنائی گئی۔مسجد کی جدید تعمیر کا افتتاح 12 رفروری 2017ء نماز عشا اور سید موسیٰ فریدی دامت برکاتہم العالیہ کی امامت سے ہوئی۔مسجد کی جنوبی دیوار سے متصل ہی امام صاحب کے قیام کے لئے ایک روم بھی ہے، جبکہ مسجد کے سامنے جانب شمال میں ایک بڑا ہال محلہ کے بچوں کی تعلیم کے لئے بھی تعمیر کیا گیا ہے اور مسجد کی دوسری منزل کا کام بھی نصف سے زائد ہو چکا ہے ۔

گاؤں کے شمالی جانب وسیع وعریض اراضی پر مشتمل ایک قبرستان ہے، جس میں قدیم زمانے سے متھیلیشور، تاراپٹی مغربی محلہ اور مشرقی محلہ کے اموات کی تدفین ہوتی چلی آرہی ہے۔قبرستان کی زمین ہر طرف سے کھلی تھی، چہار دیواری نہیں تھی اور اس کے چاروں کنارے گھنے اور بڑے بڑے درخت لگے ہوتے جو مدرسہ ومسجد کی آمدنی کا ذریعہ ہوتے۔اس میں بڑی بڑی گھاس بھی ہوتی تھی جس سے ڈراؤنی منظر ضرور پیدا ہوتا مگر اس سے بھی آمدنی میں اضافہ ہوتا تھا۔قبرستان کی زمین کے قانونی کاغذات مسلمانوں کے پاس نہیں تھے جس کی وجہ سے غیر مسلموں کی بری نظر اس پر ٹکی رہتی تھی اور اس کے بیچ سے ایک تنگ راستہ بھی بنا ہوا تھا، جس سے مسلم اور غیر مسلم سبھی گذرتے تھے، یہاں تک کہ اپنے بیل اور جانوروں کو بھی لیجاتے، جس سے قبرستان کی حرمت پامال ہوتی تھی۔جب نگر پالیکا بن چکا تو مسلمانوں نے سب سے پہلے قبرستان کو دیوار سے گھیرنے کی طرف توجہ دی اور اس سے پہلے اس کے قانونی کاغذات کے لئے تگ ودو کی۔بہت کوششوں اور دوڑ دھوپ کے بعد کاغذات ملے، لوگ حسب سابق قبرستان ہو کر راستہ کا مطالبہ کر رہے تھے تا کہ قبرستان کے اس پار اپنے کھیتوں میں جاسکے اور افسوس کہ کچھ مسلمان بھی غیر مسلموں

کے ساتھ مل کر خفیہ طور پر اس سازش میں ملوث تھے، بلکہ کرتا و پائجامہ اور ٹوپی و رومال والے (ایک مولانا) بھی اس میں برابر کے شریک تھے۔ مگر اللہ کا کرم ہوا کہ مخلص مسلمانوں کی کوششوں کے سبب چہار دیواری ہوگئی اور راستہ بھی بند ہوگیا۔ جن لوگوں کی کوششوں اور تگ و دو سے یہ عظیم کام ہوا اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اسی قبرستان سے متصل جانب جنوب میں ایک خوبصورت عیدگاہ ہے جس کی تعمیر 1447ھ میں ہوئی۔ اور اب اس کی توسیع کے لئے نیز مدرسہ کی عمارت کے لئے تاراپٹی کے حوصلہ مند مسلمانوں کے مالی تعاون سے اس کے عقب میں ایک خالی زمین بھی لے لی گئی ہے اور بہت جلد پرانی عیدگاہ کو منہدم کر کے نیچے عیدگاہ اور اوپر مدرسہ قائم کیا جائے گا۔

واضح رہے کہ عیدگاہ سے متصل زمین لینے کے لئے ہر گھر سے 18000 روپے لئے گئے تھے اکثر نے وعدہ کے مطابق پیسے دیدئے مگر کچھ لوگ ہیں جو ابھی تک پیسے نہیں دئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اب ان پیسوں کو بھول جائیں، جبکہ جن لوگوں نے پیسے دئے ہیں ان کا مطالبہ ہے جن لوگوں نے نہیں دئے ہیں ان سے پہلے لیا جائے۔ اور اسی وجہ سے دوسرے کاموں میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے اور زمین کا کچھ حصہ لینے سے رہ گیا۔ نیز امام صاحب کی تنخواہ کا بھی مسئلہ الجھا ہوا ہے۔

تاراپٹی کا ایک حصہ بلکہ ایک محلہ جانب مغرب میں نہر کے کنارے جزیرہ نما شکل میں واقع ہے، یہاں بھی ہندو اور مسلم کی آبادی ہے۔ اس کی طرف اشارہ اوپر کی سطور میں ہو چکا ہے، چند مسلم گھر بھی یہاں آباد تھے، جو جمعہ وغیرہ پہلے مشرقی محلہ میں ہی ادا کرتے تھے اور جنازہ و دفن اب بھی اسی محلہ کی عیدگاہ و قبرستان میں ہوتا ہے۔ اس وقت اس محلہ میں بھی مسلم آبادی اچھی خاصی ہے اور اہل علم کا بھی ایک قافلہ یہاں آباد ہے اور اس محلہ کے نوجوان دینی و سماجی معاملات میں پر جوش ہیں۔

اب تک تاراپٹی میں درجن بھر سے زائد عظیم شخصیات کی آمد ہو چکی ہے، جن میں وقار مملکت، مفتی اعظم نیپال، حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ، حضور شمس الاولیا علیہ الرحمہ، امین شریعت مفتی امین الدین رضوی علیہ الرحمہ کھریانی اور حضرت صوفی سید موسیٰ فریدی دامت برکاتہم القدسیہ بہار سرفہرست ہیں۔ ایسے سید صاحب سے پہلے بھی ایک آل رسول خلیفہ شیر نیپال حضرت مولانا سید عبدالرحمن در بھنگہ تشریف لا چکے ہیں۔ مگر چونکہ اس وقت وہ حضور شیر نیپال کے ساتھ آئے ہوئے تھے اور حضور شیر نیپال کے شاگرد بھی تھے اور علاقہ کے لے آپ غیر معروف تھے اس لئے آپ کی آمد کا چرچا نہیں ہوا، مگر یہ حقیقت ہے حضرت مولانا سید عبدالرحمن جیسے پرہیزگار آل رسول کے قدموں کو خاموشی کے ساتھ بوسہ لینے کا شرف تاراپٹی مشرقی محلہ کو بہت پہلے ہو چکا ہے اور سب سے پہلے ہوا ہے۔ اس طرح اس گاؤں کو حضور شیر نیپال جیسے اللہ کے ایک عظیم ولی اور اپنے وقت کے زبردست فقیہ اور دو اولاد رسول کے بابرکت قدم پڑ چکے ہیں اور ان کے قدموں کی برکتیں آج بھی اس محلہ میں محسوس کی جاتی ہیں۔

چونکہ میرے دادا ایک متصلب سنی اور علما سے محبت وعقیدت رکھنے والے تھے، ملک نیپال کی عظیم ہستی حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ سے جڑے ہوئے تھے، ان کی صحبت میں آپ کا آنا جانا رہتا تھا اور یہی عقیدت و وابستگی میرے خاندان میں علمی گل و لالہ کے وجود کا سبب بنی۔ میرے والد محترم حضرت مولانا محمد ضمیر الدین قادری اور چچا حضرت مولانا محمد ذاکر حسین نوری کو عالم بنانے کا شوق ہمارے دادا دادی کے دلوں میں پیدا ہوا اور حضور شیر نیپال کی صحبت کی برکت سے انہیں عالم بنایا گیا۔

ان دونوں کے عالم بننے سے گاؤں اور قرب وجوار کے گاؤں میں لوگ اسلام وسنیت کے قریب ہوتے گئے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے شیدائی۔ متھلا بہاری نگر پالیکا کا کوئی ایسا گاؤں نہیں ہے جہاں میرے چچا اور والد صاحب کی تبلیغی اور دینی خدمات کی خوشبو نہ ہو۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا علمی فیضان ان دونوں نے علاقہ میں تقسیم کیا اور آج پورے نگر پالیکا میں حضور شیر نیپال کے دستر خوان علم وحکمت سے فیض حاصل کرنے والے واسطہ یا بالواسطہ موجود ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ تاراپٹی دونوں محلہ میں آپ کے فیوض وبرکات سے وافر حصہ پانے والے عوام وخواص کی ایک اچھی تعداد موجود ہے۔ یونہی تاراپٹی مغربی محلہ میں حضور شیر نیپال کے ایک مخلص شاگرد حضرت مولانا عبد الحمید قادری صاحب کی کوششوں سے بھی دینی خدمات میں توسیع ہوئی ہے اور ان کاوشوں سے اس محلہ میں اہل علم کا ایک قافلہ موجود ہے اور دینی دینی خدمات کی خوشبو ورنگ عیاں ہے۔

آج سے تقریباً پینتیس سال قبل غالباً 1407 یا 1408ھ میں میرے چچا مولانا محمد ذاکر حسین اور میرے والد محترم حضرت مولانا محمد ضمیر الدین قادری کی جد وجہد سے میرے یہاں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا، جس کی سرپرستی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے فرمائی اور آپ کے علاوہ ہند و نیپال کے بہت سارے جید علما ومشائخ اور خطبا وشعرا تشریف لائے ہوئے تھے۔ مغربی محلہ کے وہابی نے اپنے ہمنوا کے ساتھ مل کر روکنے کی بڑی کوشش کی مگر اسے ناکامی سے دو چار ہونا پڑا۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی نورانی صورت دیکھ کر وہاں کا تھانہ انچارج آپ کا دیوانہ ہو گیا اور جس وہابی نے آپ کو گرفتار کروانے اور جلسہ کو رکوانے کی ناپاک کوشش کی تھی اسے پھٹکار ملی اور یہ کہتے ہوئے پولیس انچارج الٹے پاؤں لوٹ آیا کہ یہ چہرہ حق وصداقت کے ترجمان کا چہرہ ہے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو تاراپٹی سے بہت ہی لگاؤ تھا، یہاں کے لوگوں پر آپ اپنی شفقتوں، عنایتوں اور کرم نوازیوں کے پھول برساتے رہتے تھے۔ عوام کو اپنے بچوں کو دینی تعلیم کی طرف توجہ دلاتے اور اپنے جامعہ میں داخلہ کروا کر انہیں دین کی تعلیم سے آراستہ فرماتے۔ اسی گاؤں میں فقیر کی ولادت ہوئی اور وہیں نشوونما بھی ہوئی اللہ تعالیٰ اس گاؤں کو ایمان والوں کا مرکز بنائے۔

نام ونسب: محمد عبد السلام امجدی برکاتی بن مولانا محمد ضمیر الدین بن صاحب جان مرحوم

کنیت: ابو العطر

ولادت: 1 / صفر 1405ھ مطابق 26 / 10 / 1984

جائے ولادت وسکونت: تاراپٹی، مشرقی محلہ، متصلا بہاری نگر پالیکاوارڈ نمبر 7 ضلع دھنوشا (نیپال)

ابتدائی تعلیم: مدرسہ فلاح المسلمین تاراپٹی۔

اعلی تعلیم: جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور (چار سال) دارالعلوم حنفیہ اشرفیہ لہان (ایک سال) دارالعلوم فیض العلوم محمد آباد یوپی (ایک سال) دارالعلوم مخدومیہ ردولی شریف (پانچ ماہ) جامعہ امجدیہ (ثالثہ، رابعہ اور عالمیت) الثقافۃ السنیہ کیرالا (ایک ہفتہ) دارالعلوم وارثیہ (ایک سال۔ فضیلت) مرکز تربیت افتا اوجھا گنج یوپی۔ (مشق افتا)

تعلیمی سفر مع ذکر احوال:

جب میری عمر مکتب جانے کے قابل ہوگئی تو دینی تعلیم کے لئے مجھے مدرسہ میں مولوی صاحب کے پاس بھیجا جانے لگا اور مولانا صاحب سے کہہ دیا گیا کہ میری تعلیم وتربیت پر خاص دھیان دیجئے گا زیادہ غیر حاضری کرے تو سزا بھی دیجئے گا۔ مگر الحمد للہ میری والدہ عفت مآب عظیمہ خاتون نے مجھے مکتب میں صبح وشام اور بعد نماز ظہر بھیجنے کا ایسا خیال رکھا کہ میری عادت ہوگئی کہ میں اکثر اوقات مدرسہ ہی میں امام صاحب کے پاس گذارتا تھا، ان کی خدمت کرتا، پیر ہاتھ دباتا انہیں کھانا لاکر دیتا انہیں نہانے کے لئے پانی بالٹی میں بھر دیتا اور کپڑے بھی دھو دیتا۔ مجھے استاذ سے ایسی محبت اور پڑھنے کا ایسا ذوق ہوگیا کہ بہت کم ایسا ہوتا کہ میں غیر حاضر ہوتا۔ اگر کبھی غیر حاضر ہوجاتا تو میری والدہ اور میرے بڑے بھائی عالی جناب امام الدین پکڑ کر مدرسہ بھیج دیتے۔ اساتذہ مجھے بیحد چاہتے تھے اور مجھ پر انہیں اتنا اعتماد تھا کہ بعض طلبہ کا سبق مجھ سے ہی سنواتے تھے۔ مکتب کے تمام اساتذہ نے اپنے زمانۂ تدریس میں اس ناچیز پر بڑی محنت کی اور خوب اچھے سے انہوں نے پڑھایا۔ مکتب کے جن اساتذہ کے پاس میں نے تعلیم حاصل کی ہے ان اساتذہ کے نام یہ ہیں:

(۱) مولانا عبد المجید صاحب مسہرنیا (۲) مولانا اعجاز الحق صاحب بیرتا پلار (۳) مولانا محمد شرف الدین صاحب ہنسپور (۴) مولانا محمد طاہر حسین صاحب جھٹکوہیا (۵) مولانا محمد حبیب اللہ صاحب پوکھر بھنڈا (۶) مولانا محمد احمد حسین صاحب تاراپٹی۔

مکتب کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عم محترم مولانا محمد ذاکر حسین نوری نے اپنے ادارہ دارالعلوم گلشن مدینہ اٹہروا کھریانی میں داخلہ کرلیا جہاں قدسی صفت شخصیت منبع علم وحکمت، صاحب فضل وکمال حضرت مفتی محمد امین الدین نوری کی درسگاہ علم وفن سجی ہوئی تھی، جن کے علم وہنر کا آوازہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ پندرہ بیس دن پڑھا ہوگا کہ دارالعلوم کے سکریٹری کی الیکشن میں شکشت فاش ہونے کے سبب اساتذہ کو ہٹا دیا گیا اور ادارہ ہمیشہ کے لئے سیاسی موت مرگیا جس کے لئے ارکان و باشندگان سبھی برابر کے

ذمہ دار ہیں۔ جب یہاں کا ادارہ بند ہو گیا تو تعلیمی سلسلہ جاری رکھنے کے لئے ملک نیپال کے مشہور و معروف مرکزی ادارہ جامعہ حنفیہ غوثیہ میں ۱۹۹۸ء میں عم محترم نے داخلہ کروادیا، میرے ساتھ میرے عم زاد برادر کبیر مولانا محمد سراج الدین کا بھی داخلہ کرایا گیا۔ مکمل چار سال ادارہ کے بانی وقار ملک وملت، سرچشمہ علم وحکمت پیر طریقت قاضی القضاۃ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے زیر سایہ ان کے گلشن علم وادب سے گل معطر چنتا رہا۔

جامعہ حنفیہ کے تعلیمی سال میرے لئے بڑے صبر آزما رہے۔ یوں تو میرے زمانہ طالب علمی کی پوری زندگی میرے لئے ابتلاء و آزمائش اور صعوبت سے بھری ہوئی ہے، دقتوں کٹھنائیوں، حادثات اور حوصلہ شکن لمحات سے پر ہے۔ لیکن جامعہ کے یہ چار سال کچھ زیادہ ہی میرے لئے یادگار ہیں۔ تنہائی، بے بسی اور کس مپرسی سے عبارت ہے۔ فاقہ کشی کی زندگی بھی یہاں گذارا ہے۔ جامعہ میں جب تک برادر گرامی مولانا محمد سراج الدین میرے ساتھ رہے طبیعت پڑھنے کی طرف مائل رہی کھانے پینے کے اعتبار سے بھی پریشانی نہیں ہوئی، کیونکہ ان کی وجہ سے گھر سے برابر ناشتہ روپے آتے رہے۔ دو تین ماہ کے بعد انہوں نے پڑھائی چھوڑ دی اور گھر آ گئے اس کے بعد سے میری پریشانی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس طرح ناشتہ ہفتہ ہی میں آتا تھا اب وہ بند ہو گیا، خبر گیری میں بھی کمی آ گئی۔ ایک بار میرے پیر میں بڑا زخم ہو گیا جس سے پورا پیر سوج گیا درد سے رات کو نیند نہیں آتی تھی اور علاج کے لئے روپے بھی نہیں تھے۔ خبر کیا گھر سے کوئی آیا بھی نہیں۔ دو چار دن کے بعد میرے بڑے بھائی عالی جناب محمد امام الدین جو جنکپور میں کسی دھرم شالہ میں سرکاری تعلیم میں آئے ہوئے تھے ان کو ناشتہ کا ایک ڈبہ ملا تھا جس میں ایک رس گلا (رس بھری)، دو چند بسکٹ اور کیلا تھا انہوں نے میرے لئے رکھ لئے اور عصر بعد مدرسہ آ کر مجھے دیدیا۔ ان کے پاس کچھ روپے تھے تو دوا دکان میں لیجا کر دس روپیہ میں پینٹیڈ سیلفا ٹیبلیٹ خرید دیا جس سے ہفتہ دن کے بعد پیر کا زخم صحیح ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مالی حالت درست فرمائے۔ اس وقت گھر کے سرپرست میرے چچا مولانا محمد ذاکر حسین نوری تھے، والد صاحب اس وقت قطر میں کسب معاش کی غرض سے مقیم تھے۔

حاجی صاحب قبلہ کی ضخیم کتابوں کی جلد سازی کر دیتا تو آپ پچیس تیس روپے عطا فرما دیا کرتے تھے جن سے ناشتہ وغیرہ کا کچھ انتظام ہو جاتا تھا۔ ناشتہ کی قلت مجھے ہمیشہ رہتی تھی اس لئے جامعہ کے مطبخ میں آٹا گوندھ دیتا اور روٹیاں بیل دیتا تو اجرت میں دو روٹی مل جایا کرتی تھیں۔ اور پھر رات میں جاگ کر مغرب بعد یاد کیا جانے والا سبق یاد کر لیتا اور صبح کو اساتذہ کو سنا دیتا تھا اس طرح تعلیمی نقصان بھی نہیں ہو پاتا۔ اسی زمانہ میں جامعہ کی مسجد شہید کر کے نئے سرے سے مسجد کی تعمیر ہونے لگی تو ایک دن چھٹی کے بعد ایک ستون کا گڈھا کھودا تو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے بیس روپے انڈین عطا فرمائے جن سے چند دنوں کے لئے عصر کے بعد کے لئے ناشتہ کا انتظام ہو گیا۔ کیونکہ جو ناشتہ گھر سے ملتا تھا شاید وہ دونوں وقت کے لئے کافی نہیں ہوتا تھا۔

جب جماعت اولیٰ میں پہنچا تو نحو میر کو حل کرنے کے لئے اردو حاشیہ والی نحو میر خریدنے کا ارادہ کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ساتھیوں کو میں ہی تکرار کراتا تھا اس لئے چاہا کہ میں مطالعہ کروں گا تو ساتھیوں کو اسباق یاد کرا سکتا ہوں۔ اس وقت میرے پاس پندرہ بیس روپے تھے وہ بھی ایک دو ماہ قبل میری والدہ گھر سے رخصت کے وقت ایک بٹوا (تھیلی) میں رکھ کر دیا تھا۔ باقی ساتھیوں کو القراءۃ الرشیدہ کی ضرورت تھی۔ دو دن دکان میں دس روپے روز پر بھوکے رہ کر کام کیا اور باقی روپے ساتھیوں سے پانچ پانچ روپے لیکر جئے نگر گیا اور وہاں سے کتاب خرید کر لایا۔ اس دن بھی بھوکے رہا کیونکہ میرے پاس روپے تو تھے نہیں کہ کچھ کھا سکوں۔ جس سال اولیٰ میں داخل ہوا اسی سال مولانا علاء الدین ساکن بھوار وانے داخلہ لیا وہ قد و صحت میں مجھ سے آگے تھے، آتے ہی پہلی بزم میں گرج دار آواز میں تقریر کر کے دیگر طالب علم کو حیرت زدہ کر دیا۔ میں حضرت کے برآمدہ پر بیٹھ کر کتاب یاد کرتا اور ساتھیوں کو تکرار کراتا تھا بلند آواز سے تکرار کراتا تھا غلطی ہو جاتی تو حضور شیر نیپال اصلاح فرما دیتے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر مولانا علاء الدین میرے قریب ہو گئے میں نے ان کو اپنے ساتھ اپنی جماعت میں رکھ لیا جبکہ وہ اعدادیہ میں تھے۔ اب وہ میرا کلاس فیلو ہو گئے اور پھر کچھ دنوں بعد ہم دونوں گہرے دوست بھی ہو گئے۔

تدریسی خدمات:

شوال 1429ھ مطابق اکتوبر 2008 تا جمادی الاول 1435ھ مطابق مارچ 2015ء جامعہ غوثیہ غریب نواز اندور

شعبان و رمضان 1435ھ کشمیری مسجد میں امامت وخطابت۔

شوال 1435 تا صفر 1436ھ نور الاسلام بیل بانس، ربیع الاول 1436ھ تا شعبان 1439ھ لہان (باستثنا تین ماہ جوناگپور میں گزارے گئے)

بیعت: بدست اقدس پیر طریقت، شیخ کامل حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ غالبا شوال یا ذیقعدہ سنہ 1418ھ مطابق فروری یا مارچ 1998ء بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ جس وقت حضور شیر نیپال مغربی بلڈنگ کے برآمدہ پر تمام طلبہ کو سلسلہ برکاتیہ میں داخل فرما رہے تھے اس وقت کا منظر سبحان اللہ بہت روحانی محسوس ہو رہا تھا اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر بیحد فرحت و مسرت حاصل ہو رہی تھی کہ ایک عظیم روحانی بزرگ کی بہت قریب سے زیارت بھی ہو رہی تھی اور سلسلہ برکاتیہ میں داخل ہو کر آپ کے توسل سے حضور غوث پاک کی غلامی کا شرف بھی حاصل ہو رہا تھا۔

خلافت:

فقیر کو تین بزرگوں سے اجازت وخلافت حاصل ہے۔ (1) حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ سے

١٦/محرم ١٤٣٥ھ، ١٧/مطابق نومبر ٢٠١٣ء، ٢/اگہن ٢٠٧٠ بکرمی میں، جبکہ 21 اپریل 2013 کو جلسہ برکات النبی میں دستار خلافت فرمائی اور اعلان بھی فرمایا۔ (2) حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفٰی قادری بانی جامعہ امجدیہ گھوسی (یوپی) 26 مارچ 2014 (3) آل رسول، حضرت سید افسر پاشا حیدر آباد دامت برکاتہم القدسیہ 23 رجب المرجب 1438ھ مطابق 21/اپریل 2017ء۔

نوٹ: سنہ 2021ء میں حضور محدث کبیر دامت برکاتہم القدسیہ نے قصیدہ بردہ شریف اور دلائل الخیرات کی بھی اجازت موبائل فون سے گفتگو کے دوران عطا فرمائی۔

تنظیمی خدمات: ملک العلما فاؤنڈیشن اندور، اجمیری کمیٹی اندور، مسلم یوتھ کمیٹی لہان، کنز الایمان فاؤنڈیشن (تاراپٹی)

اساتذہ:

حضور شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور، مناظر اہل سنت حضور بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ، ابوالایتام شیخ ابوبکر کیرالا، شیخ اسماعیل ملیباری، کیرالا، شیخ صدیق الباقوی کیرالا، حضرت علامہ عبد الرحمن رضوی مصباحی جامعہ امجدیہ، فقیہ اہل سنت حضرت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی علیہ الرحمہ، جامعہ امجدیہ، مفسر قرآن حضرت علامہ صدیق رضوی مصباحی جامعہ امجدیہ، مفتی شمشاد احمد مصباحی جامعہ امجدیہ، ادیب شہیر حضرت مفتی ابوالحسن قادری جامعہ امجدیہ، نائب شیر نیپال مفتی احمد حسین برکاتی مصباحی جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور، صوفی باصفا حافظ احادیث کثیرہ حضرت مفتی امین الدین مصباحی رحمۃ اللہ علیہ دار العلوم حنفیہ اشرفیہ لہان، حضرت علامہ محمد نصر اللہ رضوی علیہ الرحمہ فیض العلوم محمد آباد (یوپی) حضرت مولانا محمد حبیب الرحمن جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور، حضرت مولانا غلام طٰہٰ مصباحی برکاتی، شہزادۂ حضور شیر نیپال حضرت مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ برکاتی ازہری جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور، حضرت مولانا محمد اسلم رضوی دار العلوم مخدومیہ ردولی، مولانا محمد ریاض احمد دار العلوم مخدومیہ ردولی، حضرت مولانا محمد سراج احمد قادری، (لکھنؤ) حضرت مولانا مفتی محمد اعظم خان (لکھنؤ) حضرت مفتی شیر محمد قادری مصباحی (لکھنؤ) اور مولانا محمد ذاکر حسین نوری (تاراپٹی، نیپال)

خانقاہ برکات سے وابستگی اور فقیر کی خدمات:

مجمع البرکات اکیڈمی کا قیام: ایک مدت سے یہ خواہش تھی خانقاہ برکات لہنہ شریف سے دینی رسائل و کتب کے نشر و اشاعت کا سلسلہ شروع ہو، بطور خاص حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصنیفات و تالیفات کو شائع کیا جائے۔ اس بارے میں 2013 میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور میں ایک ملاقات کے دوران اس خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور اسی دن اس اشاعتی اکیڈمی کا نام رکھا گیا۔ پھر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات میں ہی کئی ایک رسالے ترتیب دیے اور شائع بھی۔

ندائے برکات کا اجرا: پھر 29رفروری 2017ء کو خانقاہ برکات میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی اجازت سے چند علمائے کرام کی ایک میٹنگ رکھی تاکہ خانقاہ برکات میں دینی، تعلیمی اور اشاعتی سرگرمیوں پر غور وفکر کیا جائے اور کوئی لائحہ عمل تیار کرکے ان سب پر کام کیا جائے۔ جملہ علما کی موجودگی میں باہمی مشاورت سے ندائے برکات اور کئی دیگر اہم موضوع پر تبادلہ خیال ہوا اور اسی دن ندائے برکات کے جاری کرنے پر اتفاق بھی ہوا۔ اور اسی سال ہونے والے جلسہ میں فقیر سرتوڑ کوشش کرکے ندائے برکات ترتیب وطباعت کرکے رسم اجرا کی گئی۔

مرکزی دارالافتا والقضا کا قیام: اسی نشست میں یہ بھی مشورے ہوئے کہ خانقاہ برکات میں ایک دارالافتا والقضا قائم کیا جائے، چنانچہ حضرت نے اس مشورہ کو قبول فرمایا اور برکات امام اعظم دارالافتا والقضا قائم کردیا گیا۔ دارالافتا میں ایک مفتی کی تقرری پر بھی مشورے ہوئے کئی نام لئے گئے تاکہ کسی ایک انتخاب ہوجائے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے تمام شرکا کی باتیں سماعت فرمانے کے بعد صدر مفتی کے منصب پر اس بے بضاعت ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی کا اعلان فرمایا اور نائب مفتی کی حیثیت سے مفتی محمد احمد رضا ثقافی صاحب کا۔ نااہلیت کے باوجود لہاں سے اس ذمہ داری کو انجام دینے کی بھرپور کوشش کی ،ندائے برکات میں اس کے لئے ایک کالم بھی بنام ''برکات امام اعظم درالافتا والقضا'' مختص تھا۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے ایک مہر دارالافتا کے نام سے اور ایک میرے نام سے بنوانے کا حکم دیا، جس کی تعمیل کرتے ہوئے صابری پریس پٹنہ سے دونوں مہر بنوائے گئے۔ تاہنوز فقیر مرکزی دارالافتا خانقاہ برکات لہنہ شریف کا عضو اور اس منصب پر فائز ہے، چونکہ نہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اپنی حیات میں برخواست فرمایا اور نہ فقیر نے اب تک استعفیٰ دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس وقت ملک سے دور ہونے کی وجہ سے یہ کام فقیر کی جانب سے موقوف ہے، مگر جب بھی ملک نشیں ہوجائے گا حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ہدایات کے مطابق پھر اس کام کو انجام دینے کی بھرپور کوشش کی جائے گی ان شاءاللہ۔

قلمی ذوق:

قرطاس وقلم سے دلچسپی کا آغاز اسی وقت ہوگیا جب میں جامعہ حنفیہ میں زیر تعلیم تھا۔ ہوا یوں کہ حاجی صاحب قبلہ کے پا س منیۃ المصلی شروع کیا تو اس میں نماز کی فضیلت اور ترک پر وعید میں متعدد آیات واحادیث تھیں۔ آپ نے حکم فرمایا کہ ان آیات واحادیث کا ترجمہ کرکے کاپی پر لکھ کر زبانی یاد کرلو۔ میں نے ان کے حکم مطابق ایک کاپی پر ان تمام آیات واحادیث کو مع ترجمہ اور مختصر تشریح اور ساتھ ایک دو واقعہ دوسری کتابوں سے نقل کرکے لکھ لیا اور زبانی یاد کرکے حاجی صاحب قبلہ کو سنادیا۔ بہت خوش ہوئے اور تمام طلبہ کو میری کاپی سے نقل کرلینے کا حکم دیا۔ میری اس پہلی تقریر سے کما حقہ استفادہ رفیق وہمدم میکش صاحب

نے کیا اور جہاں کہیں جمعہ یا مجلس میں جاتے تو بس وہی ایک تقریر خوب گرج کر بولتے اور داد وتحسین حاصل کرتے۔ وہ کاپی انہیں کے پاس رہی اور اب وہ غیر محفوظ۔ وہ کاپی محفوظ ہوتی تو اس تقریر کو ضرور اپنی کتاب ''خطبات برکات'' میں شامل کرتا۔ اس کے علاوہ اور بھی تقریریں جب رابعہ اور خامسہ میں تھا تو لکھا تھا جس کو ساتھیوں نے بیحد پسند کیا، ان تقریروں کی ڈائری مولانا محمد عبد الرحیم کو یاد کرنے کے لئے دیا جس کو انہوں نے گما دیا۔ نیز میرے عزیز دوست حضرت مولانا محمد علاؤ الدین برکاتی مصباحی مضامین لکھتے تو تمہید مجھ سے لکھواتے جس کی وجہ سے میرے قلمی ذوق میں اضافہ ہوتا گیا اور بحمدہ تعالیٰ کچھ لکھنے کے قابل ہو گیا۔

تصنیفی خدمات:

1. جنت کی خوشبو (مطبوع)
2. جہنم کی ہولناکیاں (مطبوع)
3. گناہوں کا انجام (شائع)
4. ماہ رمضان آیا (اردو)
5. ماہ رمضان آیا ہندی (مطبوع)
6. برکت والی رات (اردو ہندی) مطبوع
7. برکات ماہ شعبان (شائع)
8. سورہ اخلاص اور کلمہ شریف کے فضائل (اردو ہندی مطبوع)
9. آؤ نماز سیکھیں (ہندی مطبوع)
10. خطبات برکات صفحات 400 (مطبوع)
11. نیپال میں بڑھتی قادیانیت اور اس کا سد باب (مطبوع)
12. غیب کی پانچ باتیں
13. برکات شریعت در مسائل عدت
14. بیس رکعات تراویح - فضائل و دلائل
15. باز ارتکفیر شباب پر ہے
16. عون الرحمن فی تفسیر آیات قرآن
17. مواعظ نیپال

18. رفع یدین اور فتنہ غیر مقلدین

19. غیر شرعی جھاڑ پھونک کا حکم

20. معارف حضور شیر نیپال (مطبوع)

21. وصال شیر نیپال اور تاثرات علمائے اہل سنت (شائع)

22. شیر نیپال کی اصلاحی خدمات (شائع)

23. مناقب وکرامات شیر نیپال (شائع)

24. فاتح نیپال گنج حیات وخدمات (مطبوع)

25. تاجدار اہل سنت نیپال (مطبوع)

26. خطبات شیر نیپال

27. حیات امین شریعت (مطبوع)

28. شرح وقایہ کی شرح (شرح وقایہ اول دوم کے جتنے ابواب ششماہی اول و دوم میں داخل نصاب تھے ان کا ترجمہ مع مختصر تشریح ایک درسی ساتھی کے کہنے پر کی تھی جو کہ اب مفقود ہے)

29. خلاصہ مختصر المعانی (جماعت سادسہ میں ہی اس کتاب کا ترجمہ وتشریح اور تخلیص کا کام کیا تھا۔ یہ کام مختصر مگر جامع ومفید تھا، اس کا قلمی نسخہ مولانا محمد علاء الدین برکاتی مصباحی کو جامعہ اشرفیہ میں داخلہ کی تیاری کے لئے دیا تھا، اب وہ بھی ان کی مہربانی سے مفقود ہے)

30. ترجمہ فارسی کی دوسری (جس وقت درالعلوم حنفیہ اشرفیہ لہان میں جماعت ثانیہ میں زیر تعلیم تھا اسی زمانہ میں درجہ اعدادیہ کے چند طلبہ کے کہنے پر فارسی دوسری کا ترجمہ کر کے انہیں دیا تھا۔ کئی قلمی نسخے تیار کئے تھے جو ان طلبہ کو دیدئے اور ایک نسخہ جو ڈائری میں لکھا ہوا تھا وہ ابھی بھی گھر پر والدہ محترمہ کے صندوق میں محفوظ ہے۔)

31. ترجمہ گلستان آٹھواں باب۔ (زمانہ طالب علمی میں ہی گلستاں سعدی سے آٹھواں باب کا ترجمہ کیا تھا اور اس کے بھی کئی نسخے تیار کئے تھے جو بعض طلبہ کو دیدیا، شاید میری بھی ڈائری میں ایک مسودہ محفوظ ہو۔)

نوٹ: بہت سی تالیفات وتصنیفاتِ فقیر برکات السنہ ڈاٹ کوم (www.barkatussunnah.com) پر اپلوڈ کری گئیں ہیں اور بہت جلد باقی تصنیفات وتالیفات اپلوڈ کردی جائیں گی، اس ویب سائٹ پر جا کر کتابوں کو پڑھا اور ڈاون لوڈ کیا جاسکتا ہے۔

چند تلامذہ:

الحمد للہ تقریبا نو سالہ تدریسی خدمات کی مدت میں کئی ایک طلبہ پیدا ہوئے، جو اس وقت مختلف بلاد و مقامات پر درس و تدریس اور امامت و خطابت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، بہتوں کے نام تو اس وقت ذہن میں نہیں ہیں۔عزیز گرامی مولانا شعبان رضا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یہ چند تلامذہ کے نام پیش ہیں:

مولانا محمد سلمان ازہری قادری (اندور) مولانا تبریز احمد قادری ازہری (اندور) مولانا محمد طائف قادری بھاگلپور ،مولانا محمد سلمان رضا برکاتی ،لہنہ شریف ،مولانا شعبان رضا برکاتی لہنہ شریف ،مولانا انظار احمد قادری امجدی دربھنگہ (بہار)،مولانا محمد رحمت اللہ قاری منی پٹی (نیپال)،مولانا فضل یزدانی ابن مولانا مفتی محمد اسرائیل رضوی بھمر پورہ (نیپال)

نوٹ: مولانا فضل یزدانی جب جامعہ امجدیہ میں جماعت خامسہ یا سادسہ میں زیر تعلیم تھے اس وقت میں جماعت ثالثہ میں تھا، چونکہ ہم دونوں کا روم ایک ہی تھا اور میں تھوڑا بہت لغت کی مدد سے عربی ادب کی کتابوں کو پڑھ لیتا تھا اور دلچسپی بھی تھی۔ان کی جماعت میں عربی ادب کی جو کتاب شامل نصاب تھی غالبا الادب الجمیل یا المدیح النبوی وہ کتاب انہیں حل کر کے پڑھا دیا کرتا تھا۔

خلفا:

مولانا محمد سلمان قادری برکاتی (لہنہ شریف) تاریخ خلافت: 18/ذی الحجہ 1445ھ مطابق 24/جون 2024ء

مولانا محمد علاء الدین برکاتی مصباحی (بہاروا) تاریخ خلافت: 18/ذی الحجہ 1445ھ مطابق 24/جون 2024ء

نوٹ: مولانا محمد علاء الدین برکاتی مصباحی کو فقیر سراپا تقصیر نے خلافت بطور تبرک دی ہے کہ صالحین کا جو مبارک سلسلہ ہے اس میں ان کا نام بھی جڑ جائے، جبکہ عزیز گرامی مولانا سلمان رضا قادری برکاتی جو کہ میرے وفا شعار شاگرد ہیں انہیں خلافت اس لئے دی ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں داخل کر سکیں۔چونکہ چند ماہ قبل ان کے چھوٹے بھائی عزیز گرامی مولانا شعبان رضا قادری نے خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ اپنے اہل خانہ کو مجھ سے بیعت کروانا چاہتے ہیں، میں نے کہا بھائی میں تو عصیاں شعار اور خطاؤں کے سمندر میں ڈوبا ہوا شخص ہوں، اس لائق کہاں۔پھر میں نے مشورہ دیا کہ اس وقت اکثر پیروں کے حالات قابل افسوس ہے اس لئے میں آپ کے بھائی کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت دیدوں گا وہ خود اپنا محاسبہ کر کے اپنے اہل خانہ کو بیعت کر لیں۔بس اسی نیت سے میں نے انہیں خلافت دی ہے اور عمومی طور پر بیعت کی اجازت فی الوقت نہیں ہے۔مولانا سلمان رضا قادری برکاتی میرے مخلص شاگرد اور نیک طینت عالم دین ہیں، ایک مدت سے صوبہ گجرات میں دعوت وتبلیغ اور ارشاد واصلاح کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔اخلاق وکردار اچھے ہیں اور انداز تکلم داعیانہ اور مصلحانہ ہیں۔اللہ

تعالیٰ ان سے دین اسلام اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمات خوب لے اور شریعت وطریقت پر استقامت عطا فرمائے۔

فروغ خدمات جیش ملت اور ابوالعطر :

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصانیف وتالیفات جو کہ اب تک منظر عام پر نہیں آئی تھیں، بلکہ اکثر کتابیں منتظر ترتیب و اشاعت تھیں ان سب پر فقیر نے کام کیا، تمام کتابوں کی ترتیب وتدوین، ترجمہ وتخریج اور پھر ان میں سے اکثر کی اشاعت و طباعت، حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر مختلف جہتوں سے کام کرنا، آپ کی حیات وخدمات کے تابندہ نقوش کو کتابوں اور مضامین کی شکل میں پیش کرنا اور آپ کئی ایک کتابوں کی برقی (آنلائن) اشاعت یہ وہ کام ہیں جو بے شمار تلامذہ وخلفا میں سے صرف اس فقیر گدائے مرشد ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی کے حصے میں آئے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمات وتالیفات کو عام کرنے کے لئے آپ کے پیر خانہ کی نسبت سے فقیر نے ایک ویب سائٹ بھی بنام (WWW.BARKATUSSUNNAH.COM) بنوایا اور آپ کی خدمات اور آپ کی شخصیت وحیات پر لکھی گئیں کتابیں بھی اپلوڈ کر کے برقی اشاعت کی ایک خوبصورت کوشش کی ہے۔

دینی وسماجی خدمات :

جب میں 2015ء میں مدرسہ نورالاسلام بیل بانس میں تدریسی خدمات پر مامور ہوا تو وہاں بھی دیگر اضلاع کی طرح تعزیہ داری اور عورتوں کی شرکت وکھیل کود اور بالوں کو کھول کر اچھل اچھل کر گیت گانے جیسی بدعت وگناہ کے کام کو دیکھا، جس سے بڑی تکلیف ہوئی اور فورا اس بدعت وگناہ کو روکنے کی فکر وکوشش کرنے لگا۔ اس لئے محرم الحرام کے موقع پر جمعہ میں ایک تقریر کی اور اس انداز میں لوگوں سے خطاب کیا کہ اگر آپ کے گھر کی عورتوں کا کھلے بال، برہنہ سر گیت گانا اچھا لگتا ہے کہ جس سے غیر مسلم اوباش لونڈے مزے لیتے ہیں اور اگر یہ آپ لوگوں کی نظر میں اچھی چیز ہے تو ایسا کریں کہ مدرسہ کے صحن میں بھی اپنے گھر کی انہیں خواتین کو لائیں اور کہیں کہ اسی انداز میں گیت گائیں تا کہ ہم اساتذہ بھی دیکھیں۔ الحمدللہ میری تقریر سے ذمہ داران نے فورا ایکشن لینا شروع کر دیا اور اس بدعت کو روکنے کی تدبیر شروع کر دی اور اس سال عورتوں پر گیت گانے اور بال کھول کر کودنے اور تعزیہ کے میلہ میں شرکت پر پابندی لگادی۔

اسی طرح لہان میں سالوں سے تعزیہ، کھیل کود اور دیگر رسومات غیر شرعی جو رائج تھیں فقیر کی کوشش سے یہ خرافات بھی بند ہوگئیں اور ان کی جگہ ہر سال ذکر شہداء کربلا کانفرنس کا ہونا طے پایا جو اب تک جاری ہے۔ اس مشن میں مفتی محمد احمد رضا ثقافی ،مولانا حافظ عطاء الرحمن برکاتی اور شہر کے دیگر علما بھی شریک تھے۔

فقیر سراپا تقصیر کی یہ دینی ملی اور سماجی خدمات بھی اہل نظر کے نزدیک قابل ستائش ہوں گی جس طرح شریعت کی نظر میں محمود و مستحسن اور باعث اجر و ثواب ہیں کہ جس وقت میں شہر لہان میں تدریسی خدمات پر مامور ہوا تو ایک مولانا کی وجہ سے پورے شہر میں عموما اور خاص طور پر عیدگاہ محلہ میں آپسی رسہ کشی کا سیاہ بادل چھایا ہوا تھا، اختلاف و انتشار کا بازار گرم تھا، اکثر خویش و اقارب بھی بیگانے بن چکے تھے، آپس میں ان کا سلام وکلام، دعوت میں شرکت اور شادی بیاہ میں بھی پوچھنا اور شامل کرنا بند ہو چکا تھا۔ حسد و کینہ عروج پر تھا، عوام کے ساتھ وہاں کے علما میں بھی ناچاقیاں تھیں مگر اللہ کا شکر ہے کہ فقیر نے لہان میں قدم رکھنے کے بعد سب سے پہلے اسی امر کی طرف توجہ دی اور جو دوریاں تھیں انہیں پاٹنے کی بھرپور کوشش کی، جس کے لئے کئی طریقے اپنائے اور الحمد للہ چند ماہ کی انتھک کوششوں سے کامیابی ملی اور عوام و خواص سب شیر و شکر ہو کر رہنے لگے اور اس وقت بھی ماشاء اللہ بھائی چارہ اور آپسی میل و محبت کی فضا خوب خوشگوار ہے۔ شہر کے تمام مدارس کے علما آپس میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے، چائے پانی بھی شروع ہو گئے، ایک دوسرے سلام وکلام بھی، ایک دوسرے کے ادارہ میں آمدورفت بھی اور مجالس و محافل میں ایک دوسرے کو دعوت بھی دینے لگے۔ اسی طرح تمام مدارس کی کمیٹی کے ذمہ داران اور شہر کی عوام نے بھی ایک دوسرے کو تسلیم کر لیا اور گلے لگا لیا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح آپسی محبت اور اخوت کی معطر فضا قائم رکھے۔

اور بھی متعدد دینی ملی اور سماجی خدمات فقیر حسب مقدور انجام دینے کی کوشش کی ہے، نیز کئی ایک غیر شرعی فتاوی کا رد اور اسلاف کے موقفوں کے خلاف فکری روش کی اصلاح و تردید بھی کی ہے۔ چند ایک مسائل میں قرآن و سنت اور فقہائے احناف کے واضح نصوص و موقف کے خلاف فتویٰ و فیصلہ دیا گیا اور اسی غیر شرعی فتویٰ و فیصلہ کو چند اہل علم اور عوام میں کچھ لوگ صحیح تصور کرنے لگے تو فقیر کی تحریری رد کی برکت سے اس فکر و تصور کی اصلاح بھی ہو گئی اور عوام میں پھیلے غلط وہم کا ازالہ بھی۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ کسی کے خلاف کبھی لکھا تو کسی دشمنی و حسد میں نہیں بلکہ اخلاص کے ساتھ اصلاح کی نیت سے اور آج بھی مسلمانوں اور سنی مخلصین علما کی محبت کا چراغ میرے دل میں روشن ہے اور کسی سے بھی ذاتی عداوت و رنجش نہیں ہے۔

روحانی شوق: الحمد للہ احادیث شریف کے مطالعہ، بزرگوں کی روحانیات و تصوف پر مشتمل کتابوں کی ورق گردانی اور پیر و مرشد حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی صحبت سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنے کے بہت سے وسائل و نیک اعمال تک رسائی ہوئی حتی المقدور اور حسب توفیق ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں تقریبا بارہ گھنٹہ کی مسلسل ڈیوٹی کے باجود قرآن و احادیث اور بزرگوں کی صحبت و فیضان سے ان کے اوراد و وظائف میں سے چند ایک کو خاص طور پر فقیر نے حرز جاں بنایا ہے:

(1) ذکر اللہ: ذکر اللہ میں دیگر عام اوراد و اوظاف کے ساتھ بطور خاص (1) یا حی یا قیوم (2) یا حنان یا منان (3) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (4) استغفار

(2) درود شریف: درود شریف میں (1) درود رضویہ (2) درود غوثیہ (3) دلائل الخیرات (4) درود تاج۔

(3) تلاوت: گاہے بگاہے وقت نکال کر قرآن شریف کی کچھ تلاوت کی توفیق الحمد للہ مل جاتی ہے، مگر بطور خاص سورہ ملک اور سورہ واقعہ کی تلاوت ہر شب اہتمام کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور رب کریم کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ خلوص کے ساتھ بالدوام ان اوراد کو بجالانے کی توفیق بخشے اور اپنے اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی حلاوت زیادہ سے زیادہ حصہ عطا فرماتا رہے اور دل کو غفلت و قساوت سے دور رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

اعزاز و تکریمی خطاب:

فقیر کی قلمی خدمات کے اعتراف میں فقیر کو ملک نیپال کے اہل علم نے تین ایوارڈ اور ایک تکریمی خطاب دیے ہیں:

(1) امین ملت ایوارڈ یہ (2) مفسر قرآن ایوارڈ (3) پاسبان ختم نبوت (تکریمی خطاب) (4) محدث کبیر ایوارڈ۔

(5) رئیس التحریر (اس خطاب سے پیر و مرشد حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ نے اپریل 2017ء میں حضرت مولانا غلام یاسین برکاتی کی دولت کدہ پر یاد فرمایا تھا اور اب تک اسے مخفی ہی رکھا تھا۔)

ان اہل علم کی ذرہ نوازی ہے جنہوں نے فقیر ہیچمداں کو اس لائق سمجھا اور ان اعزازات و اکرامات سے نوازا ورنہ تو فقیر اس لائق نہیں کہ بزرگوں اور اہل علم کی طرف سے نوازے گئے ان خطابات و اعزازت کا حقدار خود کو پاؤں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ فقیر کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت و خدمت کے طفیل اپنی رضا عطا فرمائے اور ابدی سعادتوں اور عزتوں سے نواز کر سرخرو بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

نوٹ: خلفا و تلامذہ کے باب میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ایک جواں سال، بہت ہی عزیز شاگرد و خلیفہ اور دینی خدمات کے جذبوں اور امنگ سے بھر پور ابوالبرکات حضرت حافظ و قاری مولانا محمد حذیفہ برکاتی کی خدمات دینیہ کا تذکرہ ہونا تھا مگر وقت کی قلت اور پھر بروقت رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کا تفصیلی تذکرہ نہیں کیا جاسکا۔ ان شاء اللہ اگر دوسری ایڈیشن آئے گی تو اس میں ضرور شامل کر دیا جائے گا۔ (امجدی)

اکیسواں باب

مرض وصال

اور سفر آخرت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

مرض وصال اور سفر آخرت

آخری عمرہ کی روانگی:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے حرمین شریفین کی زیارت کا عزم مصمم کر لیا تھا،اس کے لئے ساری تیاریاں ہو گئی تھیں، بمبی سے حجاز مقدس بذریعہ ہوائی جہاز مریدین ومتوسلین کے ساتھ جانا تھا۔ روانگی سے کچھ روز قبل ناسک میں چند دینی محافل میں شرکت بھی کرنی تھی اور اس سے پہلے بنارس میں بھی چند دینی محافل میں وعظ ونصیحت کرنی تھی۔ اس لئے آپ نے اس مقدس سفر کا خاکہ اس طرح بنایا تھا تا کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سے قبل پیارے آقا کی سنتوں کی ترویج واشاعت ،مذہب اسلام کی تبلیغ اور احکام شریعت کو عام کرنے جیسی عظیم خدمات کا تحفہ لے کر بارگاہ عالی جاہ میں حضوری کا شرف ہو۔ چنانچہ آپ 4 اکتوبر 2019 کولہنہ شریف سے بنارس کیلئے روانہ ہوئے۔ 5 اکتوبر کو بارہ بجے شب کو بنارس پہنچے۔ وہاں جو دینی محفلیں ہوئیں ان میں شرکت کی، وعظ ونصیحت کی، سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں مسلمانوں کو داخل کیا اور اجتماعی تبلیغ کے ساتھ انفرادی کوشش بھی کی۔

بنارس میں قیام کے دوران آپ علیل ہو گئے، یہاں جب آپ کی طبیعت کچھ زیادہ ناساز ہو گئی تو ڈاکٹر سے علاج کرایا گیا، دوالی اور بہت حد تک عافیت محسوس ہوئی۔ طبیعت سنبھلنے کے بعد ناسک کے لئے روانہ ہوئے اور 18 اکتوبر 2019ء صبح 9 بجے بذریعہ فلائٹ ناسک پہنچ گئے۔ ناسک میں چند ایام آپ کا قیام رہا، قرب وجوار میں ہونے والی دینی تقریبات ومحافل میں شرکت فرمائی اور دین کے پیغامات عام کرتے رہے۔ تزکیہ وتربیت اور اصلاح عقائد واعمال کی دعوت دے کر مسلمانوں کے دلوں کو منور کرتے رہے۔ ان تمام تبلیغی اسفار سے فراغت کے بعد خانہ کعبہ اور گنبد خضرا اور ان کے ارد گرد رحمت وانوار کی بارشوں میں نہانے کی ساعت قریب سے قریب تر آتی گئی اور بالآخر 5 نومبر کو بمبئی سے جدہ کے لئے ہمرکاب ہوئے۔ عمرہ سے فراغت اور مکہ معظّمہ میں صحابہ اور نفوس قدسیہ کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد مدینہ منورہ شریف بارگاہ نبوی میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ تقریبا دو ہفتہ یا بارہ روز تک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی دلکش ہوا، پرنور ماحول، مقدس دیار اور سکون بخش فضاؤں میں اپنے شب وروز اور لمحہ گذارتے رہے، کثرت کے ساتھ نوافل، تلاوت، اذکار اور درود شریف میں پل پل بسر کرتے رہے۔ ساتھ میں آپ کے چہیتے شاگرد حضرت مولانا غلام یاسین برکاتی صاحب بھی تھے جو مدینہ شریف میں ہی مقیم تھے۔ انہوں نے یہاں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خوب خدمت کی، آپ کی طبیعت ناساز تھی تو انہوں نے حضرت کو اپنے ساتھ لے جا کر زیارت کروائی، رات کے دس گیارہ بجے تک بھی ساتھ رہتے، اپنا کام چھوڑ کر حضرت کی خدمت میں اپنے اوقات گذارنے لگے۔ بہت ہی خلوص ووفا کے

ساتھ حضرت کی انھوں نے خدمت کی ہے۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے بیحد عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بھی آپ سے خوب محبت فرماتے تھے،شفقت و عنایت کی چادر ہمیشہ تانے رہتے تھے،گاہے بگاہے خیر وخبر بھی لیتے رہتے تھے۔شہر لہان میں برکاتی صاحب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے لئے ایک حجرہ خاص کئے ہوئے تھے جس میں پیرومرشد جب لہان آمد کے موقع پر قیام فرماتے تھے،تمام سہولتیں اس حجرہ میں موجود ہیں۔حضرت کی خدمت کو برکاتی صاحب باعث سعادت سمجھتے تھے۔حضرت کی دعاؤں کی برکات سے انہیں کافی حصہ ملا ہے اور زندگی میں خوشحالی پیدا ہوئی ہے۔اس لئے زیارت حرمین شریفین کے اس خوبصورت موقع پر بھی آپ نے اپنے مشفق استاذ کی خدمت کرکے آپ کی دعائیں حاصل کرتے رہے۔

عمرہ سے واپسی کا سفر:

14 نومبر 2019ء کو جدہ سے بمبئی کے لئے فلائٹ پکڑ کر روانہ ہوئے۔15 نومبر کی صبح کو بمبئی پہنچنے کے بعد آپ کی طبیعت پہلے سے زیادہ بگڑ گئی اور پھر افاقہ کی بجائے مرض دن بہ دن بڑھتا ہی گیا۔اس لئے 16 نومبر کو ناسک کے ایک ہوسپیٹل میں ایڈمٹ کروایا گیا۔جب آپ کا چیک اپ ہوا تو پتہ چلا کہ پھیپھڑے میں انفیکشن ہے،ڈاکٹر نے علاج جاری رکھا اور ہر طرح سے کوشش کرتے رہے کہ آپ کی طبیعت میں سدھار آجائے۔مزید ٹیسٹ کرانے کے بعد معلوم ہوا کہ دل اور گردہ بھی صحیح طور پر کام نہیں کر رہا ہے جس کی وجہ سے آپ مکمل طور پر غشی کے عالم میں رہے۔پھر بمبئی کے مشہور ہاسپیٹل لیلاوتی میں ایڈمٹ کرایا گیا جہاں آپ کا بہتر سے بہتر علاج ہوتا رہا مگر پھر بھی افاقہ نہ ہوا۔

دعائے صحت کی محافل ومجالس:

جب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی شدت مرض کی خبر سوشل میڈیا اور موبائل کے ذریعہ عام ہونے لگی تو ملک و بیرون ملک میں آپ کی صحت یابی اور شفا و تندرستی کی دعائیں ہونے لگیں،مختلف مقامات پر،اداروں،مکاتب اور مساجد میں کئی روز تک اجتماعی دعائیں کی گئیں،پنج وقتہ نماز کے بعد مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کر دعائیں مانگیں۔اخبار میں دعائے صحت وشفا کی اپیل کی گئی۔نظم ونثر میں علما،خطبا اور شعرا نے دعائیں کیں اور مریدین ومتوسلین نے مالی صدقہ بھی کئے۔

امیر دعوت اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس قادری صاحب قبلہ نے بھی دعائے صحت کی۔ملک ہندوستان کے عالمگیر شہرت کے حامل ادارہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں بھی دعائیں کی گئیں۔مولانا محمد رضا قادری مصباحی جامعہ اشرفیہ میں آپ کی دعائے صحت وشفا کے لئے جو محفل ہوئی تھی اس کی اطلاع و اعلان سوشل میڈیا پر انہوں شائع کیا۔ان کی طرف سے جو اعلان شائع ہوا اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

”آپ حضرات کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آج بعد نماز عشاء،الجامعۃ الاشرفیہ،مبارک پور،عزیز المساجد میں جامعہ کی طرف سے حضرت پیر طریقت،مناظر اہل سنت،فقیہ نیپال،حضرت شیر نیپال،مفتی جیش محمد برکاتی،مصباحی،ولادت 8/ ربیع النور

1361ھ، خلیفہ حضور سید العلماء، سید آل مصطفی مارہروی قدس سرہ وتلمیذ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضون کی صحت وسلامتی کے لئے دعا خوانی کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ آج حضرت کی شدید علالت کی اطلاع میرے ذریعے جیسے ہی یہاں کے اساتذہ کو ہوئی، پورے جامعہ میں غم والم کی لہر دوڑ گئی ہے، حضرت صدر المدرسین، مفتی نظام الدین رضوی صاحب دامت برکاتہم بھی کافی افسردہ نظر آئے، حضرت خیر الاذکیا، علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ، ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور دیگر اساتذہ اس خبر سے کرب محسوس کر رہے ہیں، ان سب نے حضرت کے لیے دعا فرمائی ہے۔‘‘

اجتماعی دعا کے بعد کی رپورٹ مفتی محمد رضا صاحب کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں جو واٹس ایپ گروپ میں انہوں نے نشر کی تھی:

’’جملہ افراد اہل سنت وجماعت کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ آج مؤرخہ 24/نومبر 2019ء کو بعد نماز عشاء، ہندوستان کی عظیم دینی درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور میں فقیہ عصر، یادگار سلف، حضرت شیر نیپال مفتی جیش محمد برکاتی مصباحی، دامت برکاتہم العالیہ، خلیفہ حضور سید العلماء وحضور احسن العلماء علیہما الرحمۃ وتلمیذ رشید حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی خبر علالت کو سن کر جامعہ کے ارباب حل وعقد، اساتذہ وطلبہ نے عزیز المساجد کے اندر ان کی صحت وعافیت اور تندرستی کے لیے اجتماعی طور پر دعا کی، ان کے ساتھ ہی مناظر اہل سنت حضرت مفتی مطیع الرحمن مضطر رضوی دامت برکاتہم وشیخ المعقولات، بقیۃ السلف حضرت مفتی شبیر حسن رضوی مصباحی دامت معالیہم کے لیے بھی دعاء صحت کی گئی۔ اس موقع پر راقم سطور نے تقریباً آٹھ دس منٹ میں طلبہ واساتذہ سب کو حضرت شیر نیپال کی علالت اور موجودہ صورتِ حال، نیز جماعت اہل سنت کے لئے ان کی غیر معمولی خدمات، ملک وبیرون ملک اسفار، علمی ومسلکی خدمات کے لیے کی جانے والی کوششوں کے بارے میں اطلاع فراہم کی۔ جامعہ ہذا کے مؤقر استاذ حضرت مولانا محمد مسعود احمد برکاتی صاحب دام ظلہ العالی نے کلمات طیبات پڑھا کر دعا کرائی۔ اس موقع پر اساتذہ اشرفیہ میں سے درج ذیل حضرات موجود تھے:

حضرت مفتی محمد زاہد سلامی مصباحی، مفتی اشرفیہ، حضرت مفتی محمد نسیم احمد مصباحی استاذ ومفتی جامعہ ہذا، شیخ الادب حضرت مولانا محمد نفیس احمد مصباحی، حضرت مولانا ساجد علی مصباحی دامت امجادھم وغیرہم بقیہ لوگوں کے اسماعلم میں نہیں ہیں۔ ان اکابر اہل سنت کا وجود ہمارے لئے نعمت مترقبہ سے کم نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ آپ لوگ بھی رفع درجات اور صحت کے لئے دعا کریں۔ واضح ہو کہ حضرت شیر نیپال جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے قابل فخر فرزندوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

طالب دعا: محمد رضا قادری مصباحی، خادم تدریس جامعہ ہذ، 24/11/2019

جالے میں دعائے صحت وشفاء کی محفل:

جالے 25 نومبر شمالی بہار کی مرکزی درسگاہ دار العلوم ضیائے مصطفیٰ اشرف نگر جالے دربھنگہ میں کل بعد نماز عصر آیت کریمہ کا ورد ہوا درود خوانی ہوئی اور حضور شیر نیپال علامہ جیش محمد صدیقی مدظلہ العالی کے لئے دعائے صحت وشفاء کی گئی۔ خلیفہ حضور

شیر نیپال مفتی عبد المقتدر خان جالوی، نقیب اعظم ہندوستان مولانا غلام مذکر خان جالوی اور حضرت مولانا قاری نور الدین صاحب نوری نے حضرت کی اہمیت وفضیلت سے متعلق قوم کو روشناس کرایا۔

شائع کردہ:

محمد دلشاد رضا خان جالوی

بزم ضیائے ملت، دار العلوم ضیائے مصطفیٰ اشرف نگر جالے دربھنگہ (بہار)

دنیائے سنیت سے دعائے صحت کی پرزور گزارش از: مولانا احمد رضا صابری، احمد گرافکس (پٹنہ)

خدارا کچھ اور سال!

گزشتہ کئی روز سے سوشل میڈیا کے ذریعے حضور شیر نیپال، مناظر اہلسنت، قاطع شرک وبدعت، فخر اہل سنت وجماعت، فقیہ عصر، حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی صاحب قبلہ اطال اللہ عمرہ کی علالت کی متواتر ومتضاد خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ دل ودماغ مضطرب ہے۔ ان کو کھو دینے کا احساس ہی جاں گسل ہے۔ حضرت کی موجودگی ہمارے جوار میں سنیوں کو ایک دھمک اور وزن کا احساس دلاتی ہے۔ گزشتہ نصف صدی پر مشتمل ان کی خدمات کا لامتناہی سلسلہ اچانک سے ٹوٹ نہ جائے اور ہند و نیپال کا پورا خطہ جو انکی خدمات کے زیر اثر رہا ہے اچانک یتیم نہ ہو جائے اس کا احساس ہی تڑپا جاتا ہے۔ ان کی عظمت وبزرگی، کامرانیوں وفتوحات کی داستان بہت طویل ہے، جس کے ذکر کا یہاں محل نہیں۔ بس اتنا کہوں گا کہ علم وفضل، تقویٰ وطہارت کا وہ جبل شامخ جسے میری آنکھوں نے دیکھا اب اس دور قحط الرجال میں شاید پھر سے نہ دیکھ سکیں۔ ان کے چشم فیض سے میرا پورا گھرانہ ہمیشہ سیراب رہا ہے اور باری تعالیٰ سے التجا ہے کہ یہ سایہ تا طویل المدت ہم تمام سنیوں پر ضوفگن رہے۔ احباب ومتعلقین سے التجا ہے کہ اس سے پہلے کہ ہمیں یہ پتہ چلے کہ ہم نے کیا کھویا ہے احکم الحاکمین کی بارگاہ میں ایک عرضی ضرور لگائیں کہ خدارا کچھ اور سال!

احمد رضا صابری

مدیر دوماہی الرضا انٹرنیشنل پٹنہ

جامعہ برکات عائشہ للبنات (روتہٹ نیپال)

جامعہ برکات عائشہ للبنات برکاتی محلہ پوکھریا ڈمار روتہٹ نیپال میں آج مورخہ 25 نومبر 2019 صبح جامعہ کی تمام معلمات وطالبات نے دعائیہ محفل منعقد کی جس میں درود پاک، قرآن پاک کی سورتیں اور کلمہ شریف کا ورد کر کے حضرت مفتی اعظم نیپال حضور شیر نیپال صاحب قبلہ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لیے دعا کی گئی کہ اللہ رب العلمین اپنے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سیدی وسندی آقائی ومولائی حضور شیر نیپال صاحب قبلہ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آمین یا رب العلمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

محمد سراج احمد برکاتی

ناظم جامعہ برکات عائشہ للبنات پوکھریا ڈمار

مدرسہ برکات مدینہ روضہ شریف (نیپال)

مدرسہ برکات مدینہ روضہ شریف بلوانگر پالیکا11 میں بھی 2019/11/24 شام 15:6 بچوں کے ساتھ اجتماعی دعا کا اہتمام کیا گیا اور 2019/11/25 صبح 35:7 منٹ میں بھی اجتماعی دعا بچوں کے ساتھ ہوئی ہے اور ان شاء اللہ ہوتی رہے گی اور فرداً فرداً دعائیں اب بھی کرتے ہیں اور ابھی میسیج کے ذریعے سے بھی دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ورب کائنات اپنے محبوب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور تمام اولیاء کرام کے صدقے نیپال کے چاند وسورج وتارے یعنی حضور شیر نیپال کو غروب ہونے سے بچائے اور شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

محمد شاہد رضا برکاتی ادھیا پور نیپال

جامعہ امام اعظم نعیمیہ رضویہ (دہلی)

جامعہ امام اعظم نعیمیہ رضویہ سبھاش وہار نارتھ گھونڈہ دھلی 53 میں مورخہ 25 نومبر 2019 بعد نماز عشاء مفکر اسلام خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا عبد السبحان نعیمی وشیر رضویت حضرت علامہ ومولانا ابو ارسلان محمد ساجد رضا نظامی کھوکسوی صدر المدرسین جامعہ امام اعظم نعیمیہ رضویہ دھلی کی موجوگی میں قائد اہل سنت، مفکر دین وملت حضور شیر نیپال علامہ مولانا مفتی جیش محمد صاحب قبلہ کی صحت یابی کی اجتماعی دعا کی محفل منعقد کی گئی ہے آپ حضرات ضرور شرکت کریں۔

اخبار میں دعائے شفا وصحت کی اپیل:

سیتا مڑھی (نامہ نگار) ہند و نیپال کے اکابر علماء کی صف میں نمایاں مقام رکھنے والے متبحر عالم دین شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی کی طبیعت ان دنوں زیادہ ناساز چل رہی ہے۔ ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی اپیل کی گئی ہے۔ مولانا محبوب گوہر اسلام پوری نے بتایا کہ اس وقت حضور شیر نیپال کی طبیعت انتہائی ناساز ہے، گزشتہ دنوں وہ عمرہ سے واپسی پر ممبئی میں زیر علاج تھے۔ حالت نازک ہونے کے سبب ڈاکٹروں کی ٹیم کے ہمراہ ان کے آبائی وطن خانقاہ برکات لہنہ شریف بذریعہ ایمبولینس انہیں لایا جا رہا ہے۔ تمام اہل اسلام خصوصاً مدارس کے علماء، اساتذہ، طلباء، مساجد کے ائمہ اور عموماً جملہ مسلمانوں سے خصوصی اجتماعی دعا کی درخواست ہے۔ واضح ہو کہ شیر نیپال مفتی جیش محمد صاحب کی عمر تقریباً اسی سال ہے اور اس عمر میں بھی ان کا تبلیغی کام کبھی متاثر نہیں ہوا، ان کے مرید ملک وبیرون ملک میں موجود ہیں اور ان کی درسگاہ علم کے فیض یافتگان علماء فضلا بھی مسلسل دین وملت کی اشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ خدائے پاک انہیں صحت وسلامتی اور تندرستی عطا فرمائے۔

دعائے شفا بشکل منظوم

ہوا سر سبز ایماں ہر سو جن کی آبیاری سے
خدایا اُن کو قوت دے ، اُنہیں پھر سے وہ ہمت دے
جنہوں نے دین کو بخشی ہے قوت پاسداری سے
مرے مولی ، مرے داتا نبی پاک کے صدقے
انہیں تو دور رکھ ہر رنج وغم سے ، بیقراری سے
عطا کر خضر جیسی عمر اُن کو اے مرے یارب
جلا بخشی جنہوں نے دین کو پرہیزگاری سے
الٰہی مخزنِ برکات کو تو تندرستی دے
لٹیں فیضان اُن کا ہم سبھی پھر باری باری سے
عطا کر یا الٰہی "جیشِ ملت" کو توانائی
ہوئی دنیا دیوانی جن کی عجز و انکاری سے
دعا فرمائیں حضرت کے لیے سب سے گزارش ہے
ہر اک مفتی سے، عالم سے، ہر اک حافظ سے، قاری سے
یقینا ''جیش ملت'' پھر سے پائیں گے وہی صحت
خدا پر رکھ بھروسہ شاؔد، نکل تو آہ و زاری سے

دعا گو: ارشاد احمد شاد مصباحی
لوکہا بازار ضلع مدھوبنی (بہار)

وصال پر ملال:

ہر جگہ آپ کی صحت وشفا کے لئے دعائیں ہو رہی تھیں، صدقات وخیرات کئے جا رہے تھے، اہل علم اور خانقاہوں کے مشائخ طریقت آپ کی لمبی عمر اور تندرستی کے لئے مسلسل اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عرضی پیش کر رہے تھے، ادھر آپ کا علاج بھی جاری تھا، طبیعت میں کچھ افاقہ نہیں ہوا اور آپ کی بیہوشی نے طول پکڑ لیا تو ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ اب علاج شاید فائدہ مند نہ ہو اس لئے اب حضرت کو اپنے وطن مالوف ملک نیپال لیجائیں۔ فوراً بمبئی سے رخصت کی تیاری کی گئی اور ایمبولینس کے ذریعہ آپ کو

نیپال لایا جانے لگا، ساتھ میں خلف اکبر حضرت مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ برکاتی، خلف اصغر حضرت حافظ فداء المصطفیٰ برکاتی اور دیگر مریدین ومتوسلین کا ایک قافلہ بھی تھا اور ڈاکٹر کی ایک ٹیم بھی۔ ابھی لکھنؤ یا گورکھپور پہنچنے والے تھے راستہ میں ایک بار آنکھ کھلی، چہرہ پر وہی نورانیت وتازگی تھی، ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک تھی۔ ایک بار آپ نے اللہ کا ذکر کیا اور پھر آپ نے آنکھیں بند کرلیں اور اسی عالم میں ۲۸ / ربیع النور شریف ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۶ / نومبر ۲۰۱۹ء 10 گتے اگہن 2076 بکرمی میں آپ اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کے وصال کی خبر بجلی کی مانند پوری دنیائے سنت میں پہنچ گئی، ہر طرف فضا سوگوار ہوگئی، رنج والم اور غم واندوہ کا بادل چھا گیا، عاشقوں کا قلب پارہ پارہ ہونے لگا، آنکھیں اشکبار ہوگئیں، دل کی دھڑکنیں رک گئیں اور بیتابیاں جو مرض سے پیدا ہوئی تھیں وصال کی خبر سے اور بڑھ گئیں۔ مگر حکم خدا کے آگے کس کی چلی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کے حکم پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے اشکوں کے سیلاب پر قابو پانے کی کوشش کی گئی اور آپ کے لئے مغفرت وبخشش اور ترقی درجات کی دعائیں کی جانے لگیں۔ ایصال ثواب کی محفلیں سجنے لگیں اور آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کئے جانے لگے۔ صبر ورضا کے پیکر بن کر دل کو تسلی دی گئی اور پھر آپ کے جنازہ کی نماز میں شرکت کے لئے فجر سے پہلے ہی لہنہ شریف پہنچنے لگے۔ صبح ہوتے ہوتے عقیدت منڈوں کا ہجوم لہنہ شریف میں ٹوٹ پڑا، انسان کا سیلاب امڈ پڑا تھا، جدھر نظریں پہنچ رہی تھیں ہر طرف انسان ہی انسان اور انسان کے سر ہی نظر آرہے تھے۔ زیارت کرنے والوں اور جنازہ میں شرکت کرکے آپ کے فیض حاصل کرنے والے ملک وبیرون ملک سے اس تعداد میں پہنچ چکے تھے کہ جگہ کم پڑنے لگی۔ کھیتوں میں، باغوں میں، میدان اور سڑکوں پر لوگ جنازہ کے منتظر تھے۔

جنازہ کا منظر:

جنازہ کا جو منظر نیوز چینل والوں نے قید کیا تھا اور سوشل میڈیا پر دیکھائی دے رہا تھا اسے دیکھ کر لگتا تھا کہ پوری خلق لہنہ شریف میں اتر چکی ہے۔ مقامی میڈیا کے مطابق حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں تقریباً سات لاکھ مسلمانوں نے شرکت کی اور حیرت تو یہ مخالفین کی جماعت سے بھی ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک تھے۔ اس منظر کی تصویر کشی مولانا محمد شہاب الدین حنفی صاحب نے اپنے ایک مضمون '' آنکھوں دیکھا حال جنازۂ حضور شیر نیپال'' میں کی ہے اسے ملاحظہ کریں:

مدتوں روے گی دنیا اے میرے شیر نیپال
چھا گیا ہر سو اندھیرا اے میرے شیر نیپال
بزم عشاق آج ہے ماتم کدہ
روتی ہے اب ساری دنیا اے میرے شیر نیپال
غم کے دریا میں پھنسا ہے آپ کا ادنی شہاب
لگا دیجئے اس کو کنارا اے میرے شیر نیپال

کس زبان وقلم سے وہ پر کیف اور نورانی منظر کو سینۂ قرطاس پہ ثبت کیا جائے، میری بساط ہی کیا، جن کے مقام رفعت کو علماء ومشائخ وفقیہ زمانہ سلام کریں، جن کی بزرگی کو اپنے تو اپنے غیر بھی ماننے پر مجبور ہو جائیں، جن کو شاہان وقت اور حکومت وقت سلامی پیش کریں، جن کے آخری دیدار کو بچہ، جوان، بوڑھا، ہندو مسلم سعادت کی معراج جانیں، جن کی آخری زیارت کو خواتین با پردہ ہو کر گھروں سے نکل پڑیں، جن کے جنازے کو کندھا دینے کے لئے بڑے بڑے جبہ ودستار والے باادب صف میں کھڑے ہو جائیں، جن کے جنازے پر ہر آنکھ اشکبار ہو جائیں، جن کے جنازے پر ہر فرد یہ محسوس کرتا ہو کہ میرا کوئی اپنا کھو گیا ہو، جن کے جنازے پر پورا ملک سوگوار اور ماتم کدہ بن جائے، جن کے جنازے پر لاکھوں عشاق اپنی پرواہ کئے بغیر دیوانہ وار آہ وفغاں کرنے لگیں، جن کے جنازے میں انسانوں کا سیلاب آجائے۔ ایسے مرد قلندر، مرد درویش، مجاہد وقت، مفکر اسلام وسنیت، شیر اسلام، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، داعی کبیر، زمانے کے فقیہ، زمانے کے تبحر عالم دین، مفتی اسلام اور شیخ طریقت کے جنازے میں شریک ہو کر خود کو فخر محسوس کر رہا ہوں۔ جب تک نیپال کی تاریخ رہے گی اس بے مثال جنازے کی مثال ملک نیپال میں اب نہیں دیکھی جائے گی، ایسے روح پرور جنازے کے مناظر نہ آسمان دیکھ سکے گا نہ زمین گواہ بنے گی۔ نیپال کی زمین پر ایسا سپوت پیدا ہونا مشکل ہے، جن کے جنازے میں ایسے مناظر دیکھنے کو ملے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وہ قول پھر سے تازہ ہو گیا کہ ہمارے جنازہ ہی فیصلہ کرے گا کہ حق پہ کون ہے۔ بلا شبہ آج یہ ثابت ہو گیا کہ لاکھوں مریدوں کے شیخ، ہزاروں علماء کے استاد، کروڑوں سنیوں کے دل کی دھڑکن، وقت کا غزالی، اپنے عہد کا رازی، اپنے زمانے کا عالم ربانی حضور مفتی جیش محمد صدیقی المعروف بہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ان علماء حق میں سے ایک ہیں جنکا قلم باطل کی سرکوبی کے لئے شب روز چلا کرتا تھا، ملحدوں، مرتدوں اور بے دینوں کے لئے جن کا قلم سیف قہاری بن کر چلتا تھا۔ آج اپنی آنکھوں کو بند کر کے وہ عظیم رہنما اور روحانی پیشوا ہمیشہ کے لئے اپنے آخری آرام گاہ میں قیام پذیر ہو گیا، ہزاروں آنکھوں نے اشکباری کے ساتھ اپنے اس محسن کو سپرد خاک کیا، جن کی جدائی عشاق کے لئے موت سے کم نہیں۔ مولیٰ تعالیٰ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے مزار پر انوار پر شام وسحر، لیل ونہار، ہر آن رحمت ونور کی رم جھم رم جھم بارش نازل فرمائے اور آپ کے فیوض وبرکات سے اہل جہاں کو مستفیض فرمائے۔" (۱)

بخار والے بھی پڑھیں بخاری کی حدیث:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے مرض وصال میں ہی کچھ لوگوں کو فکری واعتقادی بخار ہو گیا، ابھی کورونا نے دستک دیا ہی تھا کہ ان کی عقل ودماغ پر لوک ڈاؤن شروع ہو گیا تھا اور بجائے اپنے دماغی کورونا کی جانچ کرانے کے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے جنازہ میں شرکت سے منع کرنے کے لئے پلاننگ بنانے لگے اور لوگوں کو روکنے کی ناپاک سازش رچنے لگے۔ کیوں کہ انہیں معلوم تھا کہ آپ کی نماز جنازہ میں انسانوں کا، عقیدت مندوں کا، پروانوں کا، عاشقوں کا، جاں نثاروں کا، اہل علم کا، خطبا کا، شعرا کا، مفکرین کا، مدبرین کا، مصنفین کا، مشائخ اہل سنت کا، فقہائے اہل سنت کا، ارباب بصیرت کا، حاملان شریعت کا، سیاسی طبقوں کا اور ہندو

(۱) واٹساپ گروپ "اشرف العلما فاؤنڈیشن"

نیپال کے مختلف صوبہ واضلاع سے مسلمانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اپنی بہاؤ کو لہنہ شریف کی طرف پھیرنے والا ہے، اسی لئے حسد و کینہ اور انتقام کی آگ زنی شروع کردی اور منع کرنے کی ہر تدبیر میں ناکام بھی ہوگئے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں پروانوں اور عقیدت مندوں کی بھیڑ دیکھیں اور پھر بخاری شریف کی یہ حدیث کو پڑھیں:

عن ابی هریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا احب اللہ العبد نادیٰ جبرئیل ان اللہ یحب فلانا فاحبه فیحبه جبرئیل فنادی جبرئیل فی اهل السماء ان اللہ یحب فلانا فاحبوه فیحب اهل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبریل امین کو ندا فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت سے فرماتا ہے تم اس سے محبت کرو تو جبریل امین محبت کرنے لگتے ہیں پھر جبریل امین آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تو تم اس سے محبت کرو تو آسمان والے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین میں اتاری جاتی ہے۔

اگر بخاری کی مذکورہ حدیث پاک سے بخار نہ اترے تو ایک ڈوز صحیح مسلم شریف کی اسی سے ملتی جلتی درج ذیل حدیث پاک سے کرلیں ہوسکے بخار اتر جائے۔

إِنَّ اللَّهَ إِذا أَحَبَّ عَبْدًا دَعا جِبْرِيلَ فقالَ: إِنِّي أُحِبُّ فُلانًا فأَحِبَّهُ، قالَ: فيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنادِي فی السَّماءِ فيَقولُ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلانًا فأَحِبُّوهُ، فيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّماءِ، قالَ ثُمَّ يُوضَعُ له القَبُولُ فی الأرْضِ، وإذا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعا جِبْرِيلَ فيَقولُ: إِنِّي أُبْغِضُ فُلانًا فأَبْغِضْهُ، قالَ فيُبْغِضُهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنادِي فی أَهْلِ السَّماءِ إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ فُلانًا فأَبْغِضُوهُ، قالَ: فيُبْغِضُونَهُ، ثُمَّ تُوضَعُ له البَغْضاءُ فی الأرْضِ۔ (۲)

عَلاَّمہ بَدْرُ الدِّیْن عَیْنی عَلَیْہِ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مراد یہ ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے بندوں کے دل اُسے قبول کرلیتے ہیں، اُس سے محبت کرتے ہیں، اُس کی طرف مائل ہوجاتے ہیں اور اُس سے راضی ہوجاتے ہیں۔ اِس سے یہ بھی سمجھ میں آیا کہ کسی بندے سے لوگوں کا محبت کرنا یہ اِس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اُس سے محبت فرماتا ہے کیونکہ جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اچھا ہی ہوتا ہے۔'' (۳)

عَلاَّمہ مُحَمَّد بِنْ عَلاَّن شَافِعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

---

(۱) بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، ۲ / ۳۸۲، حدیث ۳۲۰۹

(۲) حدیث نمبر 2637

(۳) عمدۃ القاری، کتاب البر والصلۃ، باب المقۃ من اللہ تعالیٰ، ۱۵ / ۱۹۷، تحت الحدیث: ۶۰۴۰

''مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی لوگوں کے دلوں میں محبت، اس کے لیے بھلائی اور اس کی رضا ڈال دیتا ہے اور لوگ اس کی غیر موجودگی میں اس کے ذکر کو اچھا سمجھتے ہیں جیسا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اپنے نیک بندوں اور بڑے بڑے ائمہ حضرات کے حق میں عادت جاری ہے کہ لوگ اُن کی غیر موجودگی میں اُن کے ذکرِ خیر کو اچھا سمجھتے ہیں۔''

آپ کے جنازہ میں دور دراز سے اکٹھی بھیڑ اس حدیث پاک کی عملی تشریح ہے اور اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ آپ یقیناً اللہ کے مقربین ومحبوبین میں سے تھے۔ نیز مسلمانوں کی یہ بھیڑ ان لوگوں کے چہروں پر زبردست طمانچہ تھی جو آپ کے ایمان و حسن خاتمہ پر حملہ آور ہوئے، ان کے لئے چابک تھی جنھوں نے آپ کے جنازہ میں شرکت کرنے کے حوالے سے پرچہ بازی کر کے اہل انصاف کی نظروں سے گرالیا۔

مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''زمین سے مراد زمینی باشندے انسان ہیں یا جن وانس دونوں مگر وہ جن وانس جو اہل محبت سے ہوں۔ جو بہ شکل اِنسان جانور ہیں وہ محبت نہ کریں تو نہ کریں۔ چنانچہ حضرات ِ انبیاء اولیاء، حضرات صحابہ واہل بیت کے بہت لوگ دشمن ہیں، یہ لوگ اہل محبت اور دل والے نہیں، لباس آدمی میں شیر بھیڑیے ہیں۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے دِل اُس بندے کی طرف کھینچے لگتے ہیں وہ دِلوں کا مقناطیس بن جاتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: (اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (۹۶)) (پ ۱۶، مریم: ۹۶) ترجمہ: ''بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، عنقریب ان کے لیے رحمن محبت کردے گا۔'') یہ حدیث اِس آیت کی شرح ہے۔(۱)

جو لوگ حضور شیر نیپال کے خلاف ہرزہ سرائیاں کرتے ہیں ان سے زیادہ کچھ کہنے کی بجائے یہ حدیث پاک ان کی خدمت میں پیش کرنا بس ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم: اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهُ فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهُ۔ (۲)

ترجمہ: حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو میرا اس کے خلاف اِعلانِ جنگ ہے۔ میرا بندہ جن چیزوں کے ذریعے میرا قُرب حاصل کرتا ہے ان میں فرائض مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قُرب حاصل کرتا رہتا ہے

(۱) مرقاۃ المفاتیح، کتاب الآداب، باب الحب فی اللہ ومن اللہ، ۸/ ۷۳۶، تحت الحدیث ۵۰۰۵

(۲) بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، ۴/ ۲۴۸، حدیث: ۶۵۰۲

یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے ضرور عطا کروں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہے تو میں اسے ضرور پناہ دوں گا۔

سفر وصال احادیث کی روشنی میں:

شہادت کی موت:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے وصال پر بھلے ہی مخالفین و حاسدین کے دار الندوہ میں تکفیری گولہ داغنے کی مشورے ہو رہے تھے، جسے انصاف پسند علما و مشائخ اور عوام اہل سنت نے ڈسپوز کر دیا، مگر شریعت کے زاویہ سے وصال شیر نیپال کو دیکھا جائے، احادیث نبویہ کی روشنی میں وفات شیر نیپال کا جائزہ لیا جائے، فقہ کی روشنی میں وصال شیر نیپال پر ایک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بلا شبہ شیر نیپال کا وصال ایک عاشق مصطفیٰ کا وصال تھا، شہید راہ مدینہ کا وصال تھا، سفر وصال ایک عاشق کا اپنے محبوب سے ملنے کا سفر تھا، کعبہ اور گنبد خضریٰ کے جلوؤں کو دیکھنے والے عاشق کا خالق و مالک حقیقی اور محبوب و مطلوب کے دید کے اشتیاق و تڑپ والی موت تھی جی ہاں! یہ موت عام موت نہیں بلکہ اسے شہادت کا درجہ ملا، شہادت حکمی کا رتبہ ملا اور یہ کوئی معمولی رتبہ نہیں اور وہ بھی ایک عالم ربانی اس اعزاز سے سرفراز ہو تو اس مرتبہ کے کیا کہنے! حدیث سنئے اور جھومئے اور مخالفین پر تھو بھی کیجئے۔

عنْ أبي هُرَيْرَةَ، قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الشُّهَدَاءُ خَمسَةٌ: المَطعُونُ، وَالمبْطُونُ، والغَرِيقُ، وَصَاحِبُ الهَدْمِ وَالشَّهِيدُ في سبيلِ اللهِ۔ (۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا شہداء پانچ ہیں (۱) طاعون زدہ (۲) پیٹ کی بیماری (یعنی دست اور استسقاء میں مرنے والا اور کہا گیا ہے مطلق پیٹ کی بیماری میں مرنے والا) (۳) پانی میں بے اختیار ڈوب کر مر جانے والا (٤) دیوار یا چھت کے نیچے دب کر مر جانے والا۔ (٥) اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔

وعنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: مَا تَعُدُّونَ الشهداءَ فِيكُم؟ قالُوا: يَا رسُولِ اللهِ مَنْ قُتِلَ في سَبيلِ اللّٰه فهُو شهيدٌ. قَالَ: إنَّ شُهَداءَ أُمَّتي إذًا لَقلِيلٌ،" قالُوا: فَمنْ يَا رسُول الله؟ قَالَ: منْ قُتِلَ في سبيلِ اللّٰه فهُو شَهيدٌ، ومنْ ماتَ في سَبيلِ اللّٰه فهُو شهيدٌ، ومنْ ماتَ في الطَّاعُون فهُو شَهيدٌ، ومنْ ماتَ في البطنِ فهُو شَهيدٌ، والغَريقُ شَهيدٌ "(مسلم)

حدیث مذکور میں جن پانچ شہدا کا ذکر جمیل ہوا ہے ان میں آخری درجہ حقیقی شہید یعنی راہ خدا میں دشمن کے مقابلے میں پرچم حق کی سربلندی کے لئے فوت ہو جانے والے۔ باقی چار صورتوں میں وفات پانے والے کو حکمی شہید کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی صورتیں ہیں جن میں وفات پانے والے کو شہید حکمی کا درجہ نصیب ہوتا ہے، جسے امام سیوطی نے اپنے ایک رسالہ میں جمع

(۱) مشکوۃ حدیث نمبر 1523

فرما دیا ہے اور مصنف بہار شریعت نے بھی بیان فرمایا ہے۔ان سے بعض یہ ہیں:

(1) حالت سفر میں مرنے والا (2) جو شخص حج اور عمرہ کے دوران مرتا ہے شہید ہوتا ہے (3) جو شخص ضحیٰ (یعنی اشراق و چاشت) کی نماز پڑھے (4) وتر کی نماز نہ حالت سفر میں چھوڑے نہ حالت قیام میں (5) امت میں عوامی طور پر اعتقادی و عملی گمراہی کے وقت سنت پر مضبوطی سے قائم رہنے والا (6) جو شخص نبی کریم ﷺ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے۔حدیث میں آیا ہے جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان براۃ یعنی نفاق اور آگ سے نجات لکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ میں مذکورہ چھ خصوصیات پائی جاتی تھیں، اس لئے آپ حکمی شہدا کے زمرے میں آتے ہیں اور شہادت کے اس درجہ پر آپ فائز تھے۔

عَنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ بِالْمَدِيْنَةِ مِمَّنْ وُلِدَ بِهَا، فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: لَيْتَهُ مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ. قَالُوْا: وَلِمَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ قِيْسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ إِلٰى مُنْقَطَعِ أَثَرِهِ مِنَ الْجَنَّةِ۔ (۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کا مدینہ منورہ میں جہاں اُس کی پیدائش ہوئی تھی اُسی جگہ پر انتقال ہو گیا، حضور نبی اکرم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر فرمایا: کاش! یہ اپنی پیدائش کی جگہ کی بجائے کہیں اور فوت ہوتا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس میں کیا مصلحت ہے؟ حضور نبی اکرم ﷺ ارشاد فرمایا: جو شخص! اپنی پیدائش کی جگہ کے علاوہ کہیں اور وفات پاتا ہے تو اس کے جائے ولادت سے جائے وفات تک کی تمام جگہ پیائش کر کے اُسے جنت میں عطا کر دی جاتی ہے۔

اس حدیث کریم کی روشنی میں معلوم ہوا کہ حضور شیر نیپال جن کا وصال جائے پیدائش کے علاوہ جگہ میں مسافرت کی حالت میں، حرمین شریفین سے واپسی کے بعد سفر زیارت میں ہوا بلا شبہ آپ اللہ کے ولی اور جنت کے مکیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند مقام و مرتبہ سے نوازا ہے۔ ے

ہر عاشق رسول کی منزل بہشت ہے
ہم جانتے ہیں کر کے وہ رحلت کہاں گئے

ایصال ثواب کی مجالس و محافل:

قفس اداس ہے یارو صبا سے کچھ تو کہو
کہیں تو بہر خدا آج ذکر یار چلے

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ہی ملک و بیرون ملک میں کثیر تعداد میں تعزیتی محافل اور ایصال ثواب کے

(۱) عوارف المعارف: ۲۰۴، ۲۰۳، حدیث نمبر: ۹۷

مجالس وجلسے منعقد ہونے لگے اور ان کے ذریعہ آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کئے گئے، آپ کی خدمات جلیلہ پر اہل علم نے روشنی ڈالا اور آپ کی ترقی درجات کے لئے دعائیں کی گئیں۔ اس کثرت سے ایصال ثواب کی مجالس ومحافل اور جلسے ہوئے کہ سب کا ذکر اور ان سب پر روشنی ڈالنا اور سب کی تفصیلی رپورٹ پیش کرنا مشکل ہے۔ بس قطر میں جو محافل ایصال ثواب منعقد ہوئیں ان میں سے بعض کے ذکر پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

(1)

''شہنشاہ بغداد کانفرنس وجلسہ ایصال ثواب حضور شیر نیپال''

لك الحمد یا اللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اما بعد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین گزشتہ روز بتاریخ 12/ دسمبر/ 2019 بروز جمعرات کو سرزمین الوکرہ دوحہ قطر پر نور ونکہت میں ڈوبی ہوئی ایک حسین رات کو ایک پرنور پروگرام بنام شہنشاہ بغداد کانفرنس وجلسۂ ایصال ثواب حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان منعقد ہوا، جس میں کثیر تعداد میں ہندو نیپال اور بنگلا دیش سے تعلق رکھنے والے علماء اہلسنت وعوام اہلسنت نے شرکت کی۔ جس کی سرپرستی ناشر مسلک اعلی حضرت قاطع نجدیت وصلح کلیت خلیفۂ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت مولانا مفتی محمد مدثر رضا صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی اور صدارت ناشر مسلک اعلی حضرت حضرت مولانا شفیع اللہ نوری صاحب قبلہ نے فرمائی اور قیادت مقرر خوش بیان حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قبلہ اوڑھی نے اور مقرر خصوصی کی حیثیت سے مصنف کتب کثیرہ، ناشر مسلک اعلی حضرت، خلیفۂ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت مولانا مفتی محمد عبد السلام صاحب قبلہ دام ظلہ نے شرکت کی۔

تلاوت قرآن کے ساتھ محفل کا آغاز ہوا، پھر نعت خواں جناب محمد ارمان حسین بنگلا دیشی اور حضرت مولانا محمد ھارون رشید مصباحی صاحب قبلہ اور دیگر احباب نے نعتیہ کلام کے خوبصورت گلدستے پیش کئے، جن سے محفل میں نور کا سماں بندھ گیا اور حاضرین عشق رسالت میں جھومنے لگے۔ حضرت مولانا مفتی عبد السلام صاحب قبلہ نے پرجوش و پرمغز خطاب فرمایا۔ انہوں نے اپنے خطاب کے دوران تعلیمات حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کو فروغ دینے کی ترغیب دلائی اور پھر اخیر میں ایک کتاب شان غوث اعظم کی طباعت کہ ذمہ داری حضرت مولانا مفتی محمد مدثر رضا صاحب قبلہ کو سونپی جسے انہوں نے خوشی دل سے قبول فرمایا اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی یقین دلائی۔

اس کے بعد مفتی محمد مدثر رضا صاحب قبلہ نے آقا کریم رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر شاندار اور جاندار خطاب کتاب وسنت کی روشنی میں فرمایا اور دوران خطاب احادیث کریمہ مثلاً بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد

شریف اور دیگر احادیث کی کتابیں اسٹیج کے ٹیبل پر رکھ کر عوام اہلسنت کو مکمل دلائل کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کی جن کی تقریر سے مجھے بے حد خوشی ہوئی اور اس تقریر سے مجھ ناچیز کو استفادہ کرنے کا بھی شرف حاصل ہوا الحمد للہ۔

پروگرام میں شرکت فرمانے والے چند مؤقر علماء کرام کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

حضرت مولانا محمد ریاض احمد برکاتی صاحب

حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صاحب قبلہ

حضرت مولانا عبد السبحان صاحب قبلہ

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قبلہ

حضرت مولانا محمد صدر عالم صاحب قبلہ

حضرت حافظ وقاری غلام مرتضیٰ صاحب قبلہ

حضرت مولانا محمد جمال الدین برکاتی ابدالی صاحب قبلہ

اور دیگر علمائے ذوی الاحترام

اور یہ ناچیز محمد بلال برکاتی نیپالی

بحمدہ تعالیٰ وتقدس پروگرام سوچ سے زیادہ کامیاب رہا، بعد پروگرام علماء وعوام نے داد وتحسین سے نوازا اور خوب تعریفیں کیں، پھر اخیر میں صلاۃ وسلام ہوا اور مفتی محمد مدثر رضا صاحب قبلہ کی دعاؤں پر پروگرام کا اختتام ہوا پھر تمام شرکاء نے لنگر غوثیہ تناول فرمایا اور دعاؤں کے ساتھ رخصت ہوئے، فالحمد للہ علی ذالک۔

منتظمین جملہ اراکینِ: تنظیم ضیائے گنبد خضریٰ دوحہ قطر

(2)

جیش ملت کانفرنس: دوحہ قطر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لك الحمد یا اللہ والصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للہ رب العالمین وبفضل مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم آج بتاریخ 5/12/2019 مطابق 8/ربیع الثانی شب جمعہ رویل قطر دوحہ کے متصل ایک ہوٹل میں مفتی اعظم نیپال، محدث اعظم نیپال، فقیہ عصر، حضرت علامہ مولانا مفتی الحافظ القاری الشاہ جیش محمد صدیقی البرکاتی المعروف بہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کے ایصال ثواب کا پروگرام بنام ”جیش ملت کانفرنس دوحہ-قطر“ منعقد ہوا جس کی صدارت خلیفۂ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ مفتی عبد السلام ابو العطر صاحب قبلہ تاراپٹی نیپال نے فرمائی اور سرپرستی

خلیفۂ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ حضرت مولانا محمد مدثر رضا قادری برکاتی دام ظلہ نے فرمائی اور مقرر خصوصی کی حیثیت سے بھی حضرت مولانا محمد مدثر رضا صاحب قبلہ ہی رہے۔و(زیر حمایت) حافظ وقاری غلام مرتضیٰ لہنہ جنکپور، اور (نقابت) کی ذمہ داری حضرت مولانا محمد محبوب رضا صاحب قبلہ پرساہی نے نبھائی۔

ان کے علاوہ حضرت مولانا محمد ریاض احمد برکاتی بھٹہا سنسری، مولانا محمد جمال الدین قادری ابدالی دیپرا جنکپور، حضرت مولانا محمد صدر عالم صاحب قبلہ بیل بانس سرلاہی، حضرت مولانا محمد علاءالدین صاحب عرف میکش رضا بہوارو انیپال، حضرت مولانا قمر الزماں صاحب برکاتی بھٹہا سنسری، حضرت مولانا محمد عتیق ضیائی صاحب قبلہ بہار انڈیا، حضرت مولانا محمد صفی اللہ صاحب سیوان بہار، حضرت مولانا علاء الدین صاحب قبلہ اوڑھی، حافظ وقاری محمد غیاث الدین دیپرا جنکپور، حضرت مولانا محمد شریف الحق صاحب قبلہ، حضرت مولانا محمد عیسیٰ رضا صاحب قبلہ نے شرکت فرمائی۔اور اس کے علاوہ کثیر تعداد میں عاشقان حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی شرکت کی۔

پروگرام میں شرکت فرما علماء کرام نے اپنے نورانی بیانات سے سامعین کے قلوب واذہان کو روشن فرمایا اور نعت خواں حضرات نے نعتیہ کلام اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں منقبت کے اشعار پیش فرما کر نبی کریم ﷺ اور اولیائے عظام کی محبت کی جوت جگائی۔حضرت مولانا ریاض احمد برکاتی صاحب قبلہ نے حضور شیر نیپال کی سادگی اور ان کی دینی خدمات سے عوام کو روشناس کرایا اور مولانا صدر عالم صاحب قبلہ نے حضور شیر نیپال کی کرامات پر مختصر گفتگو فرمائی۔اور میں نے بارگاہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ میں منقبت کے چند اشعار پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، مولانا علاء الدین صاحب شاگرد رشید حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ نے حضرت کے ساتھ سفر وحضر میں گزارے ہوئے لمحات میں پیش آنے والے خوبصورت باتیں عوام اہلسنت کے درمیان رکھی، مولانا قمر الزماں، حافظ غیاث الدین ودیگر احباب نے نعت ومنقبت کے گلدستے پیش کئے، پھر مناظر اہلسنت مفتی محمد مدثر رضا برکاتی صاحب قبلہ نے خطاب فرمایا اور اپنے خطاب میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی صداقت وحقانیت کو احادیث کی روشنی میں پیش فرمایا اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے دورۂ قطر کے موقع پر جو چند لمحات انہیں میسر آئے جن میں انہیں خلافت واجازت سے نوازا ان لمحات کے فیوض وبرکات پر بھی کچھ جلوے بکھیرے۔

اخیر میں رفیق محترم مفتی عبد السلام برکاتی ابو العطر نے چند منٹ میں دعائیہ کلمات پر مشتمل چند ناصحانہ بیان فرمایا، اور بالخصوص حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے مشن کو آگے بڑھانے پر زور دیا اور مخالفین کی مخالفت پر دھیان نہ دیتے ہوئے مشنِ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو عام کرنے پر زور دیا۔اس طرح سے پروگرام کامیابی کی دہلیز کو چھوتا رہا اور بحسن وخوبی اختتام کو پہنچا۔فالحمد للہ علی ذالک۔اس کے بعد صلوٰۃ وسلام ہوا اور مفتی عبد السلام صاحب قبلہ کی دعائیں۔

منتظمین: برکاتی مشن نیپال

دوحہ۔قطر

2019/12/6

(3)

''محفل ذکر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ والرضوان''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج مؤرخہ ۳۰ ربیع النور شریف ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۸ نومبر ۲۰۱۹ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء صناعیہ ۵۰ دوحہ قطر میں حضرت مولانا محمد سراج برکاتی علیمی سر پرست جماعت رضا مصطفی قطر کی سر پرستی میں ذکر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ والرضوان کے نام سے جماعت رضائے مصطفیٰ قطر کے زیر اہتمام ایک خوبصورت اور پرنور پروگرام منعقد ہوا۔

بعد نماز عشاء پہلے قرآن خوانی ہوئی اس کے بعد تلاوت کلام اللہ سے محفل کا آغاز ہوا، پھر نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا گیا اس کے بعد مداح رسول حضرت مولانا غلام نبی صاحب رضوی نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان اقدس میں منقبت کے اشعار پیش فرمائے۔جس کا مطلع تھا ؎

علم و عمل کا مہر درخشاں چلا گیا
یعنی ہمارے درد کا درماں چلا گیا

پھر اس کے بعد علماء ومفتیان کرام نے باری باری حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ والرضوان کی حیات طیبہ وخدمات جلیلہ پر اپنے اپنے حساب سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی اور یہ فرمایا کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال پر ملال سے عالم اسلام کا بالعموم اور دنیائے اہلسنت کا بالخصوص نا قابل تلافی نقصان ہوا ہے۔حضرت علیہ الرحمہ والرضوان ایک متدین عالم دین، معتبر فقیہ، ماہر مفتی، بہترین مفسر، اعلیٰ محدث، بے مثل محقق، نا قابل شکست مناظر، مسلک اہلسنت و جماعت کے زبردست مبلغ، مسلک اعلیٰ حضرت کے مضبوط داعی اور مسند درس وتدریس میں اپنی مثال آپ تھے۔حضرت علیہ الرحمہ اپنے شاگردوں اور مریدین ومحبین پر بہت کرم فرماتے تھے۔

حضرت مفتی عبد السلام صاحب امجدی نے اس بات پر زور دیا کہ اب ہم لوگوں پر ضروری ہیکہ ہم لوگ مل جل کر اتحاد و اتفاق کے ساتھ حضرت علیہ الرحمہ کی فکر اوران کے مشن کو آگے بڑھائیں اور خاص طور پر حضرت کی ان تصانیف کو جو ابھی تک شائع نہیں ہوسکی ہیں شائع کیا جائے ،جس کی وہاں موجود تمام علماء نے زبردست تائید کی اور یقین دلایا کہ ہم لوگ اس کے لئے ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں۔حضرت علیہ الرحمہ کی عربی تصانیف کے ترجمہ وتشریح کی ذمہ داری خاص طور پر ازہری علماء کو سپرد کیا جن میں حضرت مولانا مفتی نبی بخش ازہری اور ڈاکٹر مظفر آفاق صاحبان ہیں۔ڈاکٹر مظفر آفاق صاحب نے محفل میں کھڑے ہوکر اس بات کا وعدہ بھی فرمایا، محفل میں علماء وعوام کا تقریباً ڈھائی سو سے زیادہ کا مجمع رہا، ساڑھے گیارہ بجے صلاۃ وسلام پر محفل اختتام پزیر ہوئی۔

بعدہ فاتحہ خوانی اور اخیر میں حضرت مولانا مفتی عبد السلام صاحب قبلہ امجدی خلیفہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقت انگیز دعا فرمائی، جس میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کی خدمات جلیلہ کی مقبولیت، بلندی درجات، آپ کے مرقد اقدس پر رحمت ونور کی برسات اور پسماندگان، مریدین، خلفاء، معتقدین ومتوسلین کے لئے صبر جمیل اور اس پر اجر عظیم، ہم تمام کو ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے منصوبوں پر کام کرنے کی خصوصی دعاء فرمائی۔

محفل میں شریک علماء کرام کے اسما:

حضرت مفتی نبی بخش ازہری برکاتی، حضرت مفتی عبد السلام امجدی برکاتی، حضرت ڈاکٹر مظفر آفاق، حضرت مولانا علاء الدین مصباحی، حضرت مولانا غلام نبی صاحب لہار پٹی، وعالیجناب محمد مناظر حسین برکاتی ومولانا سعید صاحبان کے علاوہ اور بھی کئی علمائے کرام تھے۔ جبکہ عوام میں نیپال کے علاوہ ہندوستان، پاکستان، بنگلا دیش کے بھی لوگ شریک ہوئے اور جماعت رضائے مصطفیٰ قطر کے اراکین وممبران جن میں مہاراشٹرا، گجرات، کرناٹک، حیدرآباد، تامل ناڈو، یوپی، بہار اور دیگر صوبے سے تعلق رکھتے ہیں شریک ہوئے۔

دعا کے بعد برکاتی لنگر تقسیم کیا گیا ان تمام چیزوں کے انتظامات میں عالیجناب عبد الوکیل بھائی گھر یالہان نے بڑی محنت کی۔ اللہ تعالی ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

سگ بارگاہ جیش ملت: مناظر حسین برکاتی (دوحہ قطر)

(4)

جلسۂ چہلم جیش ملت

لک الحمد یا اللہ والصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اما بعد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جس نے دنیا میں سنت کو پھیلا دیا

مرشدی جیش ملت پہ لاکھوں سلام

الحمد للہ رب العالمین وبطفیل مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج بتاریخ: 2/1/2020 شب جمعہ سرزمین دوحہ قطر پر نور و نکہت میں ڈوبی ہوئی ایک حسین رات بنام: جلسۂ چہلم جیش ملت علیہ الرحمۃ والرضوان بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ منعقد کی گئی جس کی سرپرستی خلیفۂ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت مولانا مفتی عبد السلام صاحب قبلہ امجدی دام ظلہ نے فرمائی، جبکہ صدارت خلیفۂ حضور شیر نیپال حضرت مولانا مفتی محمد مدثر رضا صاحب قبلہ نے فرمائی اور نقابت کی ذمہ داری حضرت مولانا محمد عالم اویسی

صاحب قبلہ نے سنبھالی۔ پروگرام کا آغاز حافظ وقاری محمد سرفراز عالم برکاتی نے تلاوت کلام اللہ سے کی، پھر ناچیز نے حمد باری تعالیٰ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ پھر حافظ سرفراز عالم صاحب نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ بعدہ حضرت مولانا محمد علاء الدین برکاتی المعروف میکش رضا نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کے تقویٰ وطہارت واستقامت علی الدین کے موضوع پر بہترین خطاب فرمایا۔اور حضرت مولانا محمد اختر حسین صاحب گورکھاوی نے بھی مختصر تقریر کی۔ پھر بلبل باغ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مولانا محمد ابو الحقانی صاحب قبلہ نے اپنی سریلی اور مدھ بھری آواز میں نعتیہ کلام سے سامعین کو مسحور فرمایا، بعدہ مقرر خصوصی خلیفۂ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان مفتی محمد مدثر رضا صاحب قبلہ نے وسیلۂ رسول پر کتاب وسنت کی روشنی میں مع حوالہ نایاب اور پر مغز خطاب فرمایا،جس سے سامعین وحاضرین کے دل ودماغ عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے مہک اٹھے، نیز احادیث کریمہ کی روشنی میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ہمہ جہت شخصیت پر اس انداز میں روشنی ڈالی کہ داد وتحسین کے نعروں سے ہال گونجتا رہا۔ بعدہ خوبصورت آواز کے مالک شاعر اسلام مولانا محمد نعیم الدین قادری صاحب نے خوبصورت لب ولہجہ میں نعت ومنقبت کے گلدستے پیش فرمائے جس سے دل جھوم اٹھا۔ اخیر میں خلیفۂ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان، مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا مفتی عبد السلام صاحب قبلہ نے نصیحت آموز خطاب فرمایا جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔اور بہت سے علماء اہلسنت نے پروگرام میں شرکت فرما کر اس کے حسن میں چار چاند لگا دئے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

حضرت مولانا محمد جمال الدین قادری ابدالی صاحب قبلہ

تلمیذ حضور شیر نیپال حضرت مولانا محمد ریاض احمد برکاتی

حضرت مولانا محمد عتیق ضیائی صاحب قبلہ

حضرت مولانا محمد صدر عالم رضوی صاحب قبلہ

حضرت مولانا محمد وسیم اکرم برکاتی صاحب قبلہ

حافظ وقاری غلام مرتضی برکاتی صاحب قبلہ

ان کے علاوہ کثیر تعداد میں عوام اہلسنت نے پروگرام میں شرکت فرمائی اور فیضان حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان سے مالا مال ہوئے۔

پروگرام کا اختتام کلام رضا کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پر ہوا پھر مفتی مدثر رضا صاحب قبلہ نے دعا فرمائی اور مجلس کے اختتام پر برکاتی لنگر تقسیم ہوا اور احباب کھانا تناول فرما کر رخصت ہوئے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

منتظمین: جملہ ارکان برکاتی مشن نیپال ونوجوانان لہنہ شریف، دوحہ قطر

2020/1/3

بائیسواں باب

تعزیتی خطوط

علما و مشائخ اہل سنت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

تعزیتی خطوط علما و مشائخ اہل سنت

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے وصال پر ملک و بیرون ملک سے سینکڑوں علما و مشائخ نے اظہار تعزیت فرمایا اور گہرے رنج وغم کا اظہار فرمایا، نیز آپ کی شخصیت اور خدمات جلیلہ کا ذکر و اعتراف فرمایا ہے۔آپ کے وصال پر ملال کی خبریں ہندو نیپال کی مشہور اخبار میں بھی شائع ہوئیں، نیز ٹی وی چینل پر بھی جنازہ کا منظر دکھایا گیا اور سوشل میڈیا پر بھی۔تعزیت پیش کرنے والے بعض علما و مشائخ اسمائے گرامی یہ ہیں:

وصال حضور شیر نیپال پر تعزیت کرنے والے بعض علما و مشائخ کے اسمائے گرام

1. حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ گھوسی
2. شہزادۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا عسجد رضا بریلی شریف یوپی
3. حضور سید نجیب حیدر مارہرہ شریف یوپی
4. امیر دعوت اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری
5. قاضی بنارس مفتی غلام یاسین صاحب قبلہ (بنارس)
6. حضرت علامہ مفتی ابوالحسن قادری مصباحی، جامعہ امجدیہ (گھوسی)
7. حضرت مفتی جمال مصطفیٰ گھوسی یوپی
8. حضرت مفتی سید غیاث الدین کالپی شریف یوپی
9. مفتی آل مصطفیٰ مصباحی جامعہ امجدیہ گھوسی
10. حضرت مفتی عبد المصطفیٰ حشمتی ردولی شریف یوپی
11. حضرت مفتی شمشاد احمد مصباحی گھوسی یوپی
12. داماد قائد ملت جناب سلمان حسن خاں بریلی شریف یوپی
13. شہزادۂ محدث کبیر حضرت مولانا ابو یوسف محمد قادری
14. حضرت مولانا علاء المصطفیٰ قادری ناظم اعلیٰ جامعہ امجدیہ رضویہ (گھوسی)
15. حضرت مولانا عبد الرحمٰن قادری مصباحی جامعہ امجدیہ رضویہ (گھوسی)
16. مفسر قرآن حضرت مولانا صدیق خان جامعہ امجدیہ رضویہ (گھوسی)

17. حضرت مولانا عبد المبین خان قادری مصباحی، جامعہ امجدیہ رضویہ (گھوسی)
18. حضرت مولانا محمد عارف القادری صاحب، جامعہ امجدیہ رضویہ (گھوسی)
19. حضرت مولانا حسان المصطفی قادری صاحب، جامعہ امجدیہ رضویہ (گھوسی)
20. حضرت مفتی اشرف رضا قادری ممبئ
21. خیر الاذکیا علامہ احمد حسین مصباحی مبارکپور اعظم گڑھ یوپی
22. مفتی عثمان برکاتی مصباحی جنکپور نیپال
23. حضرت مفتی کوثر حسن قادری بلرامپور یوپی
24. حضرت مولانا عبد الجبار منظری دار العلوم برکاتیہ عربی کالج نیپال گنج (نیپال)
25. حضرت مولانا محمد حسین صدیقی ابو الحقانی دربھنگہ (بہار)
26. حضرت مولانا عبد الصمد رضوی مدرس مدرسہ حنفیہ بحر العلوم مئو (یوپی)
27. حضرت مولانا غلام رسول بلیاوی، ادارۂ شرعیہ پٹنہ (بہار)
28. فقیہ ملت حضرت مفتی حسن رضا نوری ادارہ شرعیہ پٹنہ (بہار)
29. حضرت مولانا نعمان اختر فائق جمالی (بہار)
30. مفتی محمود عالم خان صاحب کماوی، مدرسہ خانم جان (بنارس)
31. رئیس التحریر علامہ یاسین اختر مصباحی صاحب (دہلی)
32. حضرت مولانا عبد القادر برکاتی دار العلوم نوریہ رضویہ کشن گنج (بہار)
33. حضرت مولانا مفتی فیروز القادری مصباحی، مدھواپور مدھوبنی (بہار)
34. حضرت مولانا غلام مصطفی اختر القادری مدرسہ فیض القرآن مٹیہانی مہوتری (نیپال)
35. حضرت مولانا ممتاز عالم مصباحی دار العلوم اہل سنت شمس العلوم گھوسی ضلع مئو (یوپی)
36. مفتی صدام حسین قادری امجدی دار العلوم غریب نواز غازیپور (یوپی)
37. مولانا محمد فیضان رضا امجدی رضوی
38. مفتی محبوب عالم رضوی مصباحی ناسک
39. مولانا محمد اسرائیل رضوی منظری مدرسہ غوثیہ شمع رضا گونر پورہ مہوتری (نیپال)
40. حضرت علامہ مولانا مفتی قیس رضا مصباحی مدھوبنی (بہار)
41. مولانا غلام حسن خواجہ بک ڈپو (دہلی)

42. مولانا مفتی تنویر عالم برکاتی دارالعلوم حنفیہ منظر اسلام باسوپٹی مدھوبنی (بہار)
43. حضرت مولانا عاصم القادری رضوی مصباحی ادارہ شرعیہ فیض العلوم جمشید پور (جھارکھنڈ)
44. آل انڈیا علماء مشائخ بورڈ (دہلی)
45. حضرت مفتی وصی حیدر رضوی مصباحی دارالعلوم فیض الرسول لہوریا شریف سیتامڑھی (بہار)
46. حضرت مولانا فاروق رضوی دارالعلوم امام احمد رضا رضا نگر کواری سیتامڑھی بہار
47. حضرت مولانا محمد مبشر حسن مصباحی چیف اڈیٹر الہادی (نیپال)
48. حضرت مولانا شمس تبریز امجدی دارالعلوم امجدیہ ناگپور (مہاراشٹر)
49. سنی علماء کونسل مدھوبنی (بہار)
50. حضرت مولانا مفتی مدثر رضا برکاتی دوحہ قطر
51. حضرت مولانا سراج برکاتی علیمی جامعہ عائشہ للبنات روتہٹ (نیپال)
52. حضرت مولانا الحاج امجد علی رضوی پرڑیا ضلع مہوتری (نیپال)
53. اساتذہ مدرسہ فیضان ملک العلماء لدوتا بینی پٹی مدھوبنی (بہار)
54. حضرت مولانا انوار قادری رضوی الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز اندور (ایم پی)
55. حضرت مولانا محمد عارف رضا برکاتی صاحب (اندور)
56. حضرت مولانا احمد رضا صابری پٹنہ (بہار)
57. حضرت مولانا رحمت علی تیغی مصباحی کولکاتہ (بنگال)
58. حضرت مولانا عبدالوہاب سالک بھاگلپوری (بنگال)
59. حضرت مولانا الیاس نوری گلا بپور—سوا کٹیا و جملہ اساتذۂ کرام دارالعلوم سرکار آسی سکندرپور بلیا (یوپی)
60. قاضی مدھوبنی حضرت مولانا محمد اویس احمد رضوی مصباحی
61. محمد اشفاق احمد رضوی، دارالعلوم اسلامیہ رضویہ، ریام مدھوبنی (بہار)
62. مولانا محمد احسان ضیائی دارالعلوم اسلامیہ رضویہ، ریام مدھوبنی (بہار)
63. مولانا محمد شفاء الدین رضوی نظامی، دارالعلوم اسلامیہ رضویہ، ریام مدھوبنی (بہار)
64. مولانا محمد علی احمد رضوی نظامی دارالعلوم اسلامیہ رضویہ، ریام مدھوبنی (بہار)
65. حضرت مولانا فیروز عالم برکاتی جامعہ تاج الشریعہ برہی وایا جے نگر مدھوبنی (بہار)
66. مولانا سہراب رضوی صاحب سنسری (نیپال)

67. مولانا اعجاز احمد برکاتی صاحب سنسری (نیپال)
68. حافظ سرفراز احمد برکاتی صاحب سنسری (نیپال)
69. حضرت مولانا ہارون رشید مصباحی برکاتی صاحب سنسری (نیپال)
70. حضرت مولانا ریاض احمد برکاتی صاحب سنسری (نیپال)
71. حضرت مولانا عبدالرقیب صاحب رضوی سہسرام مہوتری (نیپال)
72. حضرت مولانا عیسی برکاتی جنکپور (نیپال)
73. حضرت مولانا مفتی محمد رضا مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور (یوپی)
74. حضرت مولانا مفتی سید ھاشمی رضوی پھول گلی ممبئ (مہاراشٹر)
75. حضرت مولانا محمد رضا قادری صابری مصباحی اندولی (بہار)
76. مفتی اشرف رضا برکاتی دارالعلوم قادریہ رشیدیہ جلیشور ضلع مہوتری (نیپال)
77. حضرت مولانا ظہیر عالم قادری مراد آباد (یوپی)
78. حضرت مولانا غلام ربانی الجامعۃ الاسلامیہ پرسا دیواڈ مہوتری (نیپال)
79. حضرت مولانا مفتی قاضی محمد ابراہیم مقبولی (کوکن) رتنا گیری (مہاراشٹر)
80. حضرت مولانا عبدالقیوم رضوی دارالعلوم رضائے مصطفی سمردھی مہوتری (نیپال)
81. حضرت مولانا صدر عالم تیغی قادری نینہی شریف مہوتری (نیپال)
82. حضرت مولانا ثاقب القادری وارانسی یوپی
83. حضرت مولانا اشرف رضا قادری نوری جامع مسجد سہسرام مہوتری (نیپال)
84. حضرت مفتی احمد رضا ثقافی صاحب (لہان)
85. حضرت مولانا حافظ عطاء الرحمن صاحب (لہان)
86. حضرت مولانا احمد حسین برکاتی جنکپور (نیپال)
87. حضرت مولانا اقبال احمد برکاتی ثقافی لہان سرہا (نیپال)
88. حضرت ضمیر الدین رحمانی امجدی سرلاھی (نیپال)
89. حضرت مولانا انوار رضا رحمانی پوکھریرا شریف سیتامڑھی (بہار)
90. حضرت مولانا مفتی عبدالمالک مصباحی جمشید پور (جھاڑکھنڈ)
91. حضرت مولانا نوشاد احمد رضوی برکاتی (مدھوبنی (بہار)

92. حضرت حافظ و قاری محمد مبارک حسین رضوی الحسینی، مدھوبنی (بہار)
93. حضرت حافظ و قاری محمد امان اللہ رضوی، مدھوبنی (بہار)
94. حضرت مولانا محمد جمال الدین برکاتی ابدالی، دیپرا روپیٹھہ (نیپال)
95. حضرت مولانا عبد الوکیل امجدی بردی باس (نیپال)
96. خلیفہ حضور شیر نیپال مولانا اکرام الدین ازہری پوکھرا (نیپال)
97. حضرت حافظ و قاری محمد رحمت علی رضوی، مدھوبنی (بہار)
98. حضرت مولانا نشاط اختر محبوبی مدرس اردو پرائمری اسکول، مدھوبنی (بہار)
99. حضرت مولانا افتخار ندیم قادری علیمی، گھوسی (یوپی)
100. حضرت مولانا پھول محمد نعمت رضوی سرلاہی (نیپال)
101. حضرت مولانا محمد فرحت صابری صاحب (بہار)
102. مولانا محمد ذاکر حسین تاراپٹی (نیپال)
103. مولانا ریاض خان صاحب دربھنگہ (بہار)
104. مولانا شکیل احمد سراجی صاحب دربھنگہ (بہار)
105. مولانا تحسین رضا صاحب دربھنگہ (بہار)
106. ڈاکٹر امجد رضا امجد صاحب پٹنہ (بہار)
107. مفتی عبد المتقد رخان جالے دربھنگہ (بہار)
108. مولانا غلام مذکر خان دربھنگہ (بہار)
109. مفتی بلال احمد رضوی دربھنگہ (بہار)
110. مولانا ریحان رضا انجم دربھنگہ (بہار)
111. مولانا توقیر رضا الہ آباد (یوپی)
112. مولانا غلام سرور صاحب دربھنگہ (بہار)
113. مولانا سلیم اختر بلالی صاحب (بہار)
114. ڈاکٹر کامران احمد خان دربھنگہ (بہار)
115. مولانا مشاہد رضا (بہار)
116. مولانا اصغر امام آسوی (بہار)

117. مولانا اشرف رضا برکاتی لہنہ
118. مولانا محمد شوکت علی امجدی (نیپال)
119. حضرت مولانا شاکر حسین صاحب (چتری نیپال)
120. حافظ وقاری غلام غوث صاحب، سرہا (نیپال)
121. حضرت مولانا حافظ قاسم برکاتی سرہا (نیپال)
122. حافظ محبوب سبحانی سرہا (نیپال)
123. مفتی تنویر عالم برکاتی باسوپٹی (بہار)
124. حافظ صدام حسین مدھوبنی (بہار)
125. مولانا ندیم رضا برکاتی مدھوبنی (بہار)
126. حافظ محمد رحمت علی برکاتی مدھوبنی (بہار)
127. مولانا محمد ضمیر الدین قادری برکاتی تاراپٹی (نیپال)
128. مولانا شوکت مصباحی درالعلوم غوثیہ فیض عام سسوا (بہار)
129. مولانا عبدالصمد برکاتی فریدی تاراپٹی (نیپال)
130. مولانا عبدالرحیم برکاتی تاراپٹی (نیپال)
131. مولانا محمد امام الدین صاحب خطیب وامام تاراپٹی (نیپال)
132. مولانا یوسف برکاتی پورنداہا (نیپال)
133. مولانا منظور برکاتی تاراپٹی (نیپال)
134. مولانا مظفر حسین برکاتی تاراپٹی (نیپال)
135. مولانا ایوب برکاتی متلیشور (نیپال)
136. مولانا قمر عالم تاراپٹی (نیپال)
137. حضرت حافظ وقاری مولانا حذیفہ برکاتی (مہاراشٹر)
138. مولانا غلام نبی برکاتی لہارپٹی (نیپال)
139. حضرت مولانا عبدالرشید صاحب (مہاراشٹر)
140. مولانا شکیل احمد سراجی (بہار)
141. خلیفہ حضور شیر نیپال مولانا محمد فیروز برکاتی، دولے گوڑا (نیپال)

142. مولانا محمد فیروز برکاتی مظفر پور (بہار)

143. حضرت مولانا عبد العلیم برکاتی، پوکھرا (نیپال)

144. قاری محمد فخر الدین غزالی (جگدیش پور بہار)

145. رضوان احمد رضوی (جگدیش پور بہار)

146. حضرت مولانا محمد ضمیر الدین قادری رحمانی امجدی، سرلاہی (نیپال)

147. حضرت مولانا مفتی محمد شکیل القادری مصباحی، دار العلوم قادریہ برکاتیہ ھسدرگہ کرناٹک (الھند)

148. حضرت مولانا محمد فاروق رضوی صاحب، دار العلوم امام احمد رضا، کواری، سیتامڑھی (بہار)

149. مولانا محمد عالم گیر برکاتی، مدرسہ فیضان ملک العلما (مدھوبنی، بہار)

150. مولانا محمد شاکر مصباحی، مدرسہ فیضان ملک العلما (مدھوبنی، بہار)

151. مولانا محمد نوشاد قادری، مدرسہ فیضان ملک العلما (مدھوبنی، بہار)

152. حضرت مولانا محمد احمد مصباحی، (یوپی)

153. مولانا محمد نعیم الدین عزیزی

154. مولانا الحاج محمد معین الدین قادری

155. مولانا شیر محمد قادری

156. مولانا وصی اللہ رضوی

157. مولانا سراج الدین ثقافی

158. مولانا عبد المصطفیٰ خاں

159. مولانا ضیاء الدین نظامی

160. مولانا غیاث الدین خاں (بھیرہ واں) ضلع صدر آل انڈیا ٹیچرس ایسوسی ایشن مہراج گنج

161. مولانا صفی اللہ خاں ضلع صدر ٹیچرس ایسوسی ایشن مدارس عربیہ اتر پردیش،

162. مولانا ضیاء المصطفیٰ نظامی، آل انڈیا بزم نظامی

163. مولانا الحاج منور حسین مصباحی سرپرست خانقاہ برکاتیہ عزیزیہ اشرفیہ

164. حافظ محمد بہاء الدین خاں، مولانا عابد علی اشرفی ماسٹر محمد شمیم علاقائی میڈیا انچارج علماء مشائخ بورڈ مولانا مظہر علی

علما و مشائخ اہل سنت کے تعزیت ناموں میں سے صرف چند یہاں بیان کئے جا رہے ہیں، کیونکہ بعض تعزیت نامہ کی تحریر پڑھی نہیں جا سکی، بعض دستیاب نہ ہو سکی اور بعض صوتی تھی جو بعد میں تلاش بسیار کے باجود حاصل نہ ہو سکی۔

(1) نجیب ملت حضرت سید نجیب حیدر میاں دامت برکاتہم العالیہ (مارہرہ شریف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

للہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شیء عندہ باجل مسمی

شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صاحب برکاتی کے انتقال کی خبر سن کر دل کو بہت غم ہوا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون مفتی صاحب کی علمی وسماجی خدمات کا سلسلہ طویل مدت کو محیط ہے۔ حضرت مفتی صاحب میرے بڑے ابا حضور سید العلماء کے مرید وخلیفہ تھے اور میرے والد گرامی حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ سے بھی آپ کو اجازت وخلافت حاصل تھی۔ خانوادہ برکات سے سچی عقیدت اور قلبی لگاؤ رکھتے تھے۔ بلاشبہ حضرت مفتی صاحب کا وصال اہل سنت کا عظیم خسارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ رب قدیر مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کی بے حساب مغفرت فرمائے، ان کے متعلقین ومتوسلین کو صبر جمیل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ الطیبین الطاہرین

دعا گو

سید نجیب حیدر نوری

سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف، ایٹہ

۲۹ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ، ۲۷ نومبر ۲۰۱۹ء

(2) حضرت سید شاہ گلزار اسمعیل واسطی قادری رزاقی (مسولی شریف، یوپی)

آہ صد افسوس میرا میر میخانہ گیا

آج بنکاپور کرناٹک سے محفل میلاد سے واپسی کے دوران یہ جانکاہ خبر موصول ہوئی کہ عالم باعمل فاضل بے بدل شیر نیپال سرمایۂ اہلسنت حضرت علامہ مفتی جیش محمد صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ قضائے الٰہی سے دار فانی سے دار باقی کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یقیناً اس خبر نے دل ودماغ پر سکتہ طاری کر دیا اور قوت فکر وشعور کو ایک لمحے کے لئے منجمد کر دیا۔

فقیر قادری چند ملاقاتوں میں ہی یہ اندازہ کر لیا تھا کہ شیر نیپال رحمت اللہ علیہ کی ذات کوئی عام ذات نہیں ہے، بلکہ آپ کی ذات بابرکت نمونۂ اسلاف اور صالحین امت کے کردار کا عکس جمیل ہے۔ بالیقیں آپ کی رحلت نے ادارہ جامعہ اسماعیلیہ کے در و دیوار پر سکتہ طاری کر دیا، ہر طرف صف ماتم بچھ گیا، جماعت اہلسنت ایک سچے داعیٔ اسلام سے محروم ہوگئی۔ رب کریم جماعت اہل سنت کو ان کا بدل عطا فرمائے اور اہل ارادات اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

یکے از سوگواران

فقیر سید شاہ گلزار اسمعیل واسطی قادری رزاقی

سجادہ نشین خانقاہ اسمعیلیہ بانی وسربراہ اعلی الجامعۃ الاسمعیلیہ مسولی شریف ضلع بارہ بنکی یوپی

(3) حضور محدث کبیر حضرت علامہ محمد ضیاء المصطفیٰ قادری دامت برکاتہم القدسیہ
بانی جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی یوپی (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس حادثۂ فاجعہ کی خبر سن کر کہ حضرت علامہ مولانا جیش محمد صاحب برکاتی علیہ الرحمہ دنیا سے کوچ فرما گئے، مجھے اور میرے تمام متعلقین کو سخت صدمہ اور افسوس ہے مگر حکم الٰہی کے سامنے ہم سب کو اپنے صبر و رضا اور استقامت پر قائم رہنا ضروری ہے۔ اس لئے میں اب یہاں تعزیت کرتے ہوئے بھی کچھ باتیں عرض کروں گا وہ بھی اس لئے کہ کچھ حضرات جھوٹی باتیں ہماری طرف منسوب کرتے ہیں۔ وہ بات یہ ہے کہ حضرت مولانا مفتی جیش محمد صاحب بیشک مسلک اعلیٰ حضرت کے بہت مضبوط داعی اور وہ پوری زندگی مذہب حق اہلسنت والجماعت میں صرف کرتے رہے۔ کچھ مخالفین ان کی مخالفت بھی کرتے تھے مگر اس کی انہوں نے پرواہ نہیں کی، بلکہ مذہب حق کی اشاعت پر وہ جٹے رہے۔

رہ گیا یہ معاملہ کہ حافظ زاہد حسین کے بارے میں جو ہم لوگوں کو دونوں طرف کے لوگوں نے حکم بنایا تھا اس میں کافی جدو جہد کے بعد ہم لوگوں نے جو مسائل سمجھے اس کی رو سے حافظ زاہد حسین کے خلاف ہی فتویٰ نکلا اور اس کو ہم تینوں آدمی یعنی میں (علامہ ضیاء المصطفیٰ محدث کبیر) مفتی مطیع الرحمن اور حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی یہ تینوں حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں پہنچ کر اپنے کئے ہوئے فیصلے کو انہیں سنا کر اس سے تصدیق بھی کی، مگر اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہوا کہ مولانا جیش محمد اور ان کے ساتھیوں پر کفر کا فتویٰ صادر ہوتا ہے یا ان کے اوپر کوئی اور شرعی تہمت عائد ہوتی ہے، یہ کہیں بھی اس فتوے میں نہیں ذکر ہے۔ البتہ زاہد حسین کے بارے میں ضرور ذکر تھا کہ وہ متہم ہیں یعنی ان کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟ اس لئے ایک مشتبہ چیز ہے اس لئے ان سے بچنا، ان سے دور رہنا، ان کا عرس منانا یہ سب ناجائز ہے۔ ان سے بچنا ضروری ہے، ان کا عرس منانا یہ ناجائز ہے۔ یہ اس میں تھا خواہ مخواہ ہماری طرف لوگ جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں، اگر ان کے پاس دم خم ہے تو اس طرح کی جھوٹی باتیں پھیلانے کے بجائے وہ لوگ ہمارے فیصلے کو اور حضرت تاج الشریعہ کی تصدیق کو پڑھ کر لوگوں کو سنائیں، یا وہ بعینہ جو فیصلے کی نقلیں میں نے اپنی دستخط سے ان لوگوں کو دی ہیں ان فیصلوں کی نقل ہی کو شائع کر دیں تو دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔

بہر حال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صاحب علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ سے روکنا خود جرم ہے، چاہئے یہ کہ لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں ان کے جنازے میں شریک ہوں اور تعزیت میں ان کے جملہ پسماندگان کو، متوسلین، مریدین کو اور ان کے تمام تلامذہ کو اور ان کے جملہ متعلقین کو اس میں اپنے غم واندوہ کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ میں بھی آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب کو صبر جمیل، اجر جزیل عطا فرمائے اور مولانا علیہ الرحمہ کو اونچے سے اونچا مقام عطا فرمائے اور ان کی آخرت اور قبر کے معاملے کو بہت خوبصورت رکھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی خدمتوں کی جزائے خیر دے، ان کو مالا مال فرماتا رہے وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وقاسم رزقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

میں ضیاء المصطفیٰ قادری ابن حضرت صدر الشریعہ ساکن گھوسی ضلع مئو یہ اپنا پیغام نشر کر رہا ہوں اور میں ان لوگوں میں ایک حکم تھا اور حکم کا قائد بھی تھا جو لوگ کہ حافظ زاہد حسین کے مقدمے کی سماعت کر رہے تھے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وقاسم رزقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

(آڈیو سے منقول۔ پورا آڈیو یوٹیوب پر بھی موجود ہے)

(4) مفتی محمد عبدالمبین نعمانی قادری دامت برکاتہم العالیہ، دارالعلوم قادریہ (چریاکوٹ)

آج مورخہ ۲۸ ر نومبر ۲۰۱۹ء بروز چہارشنبہ بعد نماز عصر دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ میں شیر نیپال حضرت علامہ مفتی محمد جیش مصباحی علیہ الرحمہ کے لئے مجلس ایصال ثواب منعقد کی گئی جس میں طلباء اور اساتذہ نے شرکت کی، قرآن پاک کی مختصر تلاوت کے بعد مرحوم کو ایصال ثواب کیا گیا۔ بعد میں راقم الحروف نے حضرت شیر نیپال کے کچھ فضائل ومناقب بیان کئے اور کہا کہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ ہندوستان اور نیپال کے رابطے کی ایک اہم کڑی تھے، حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے تلامذہ میں تھے ۔گاہے بہ گاہے عرس حافظ ملت میں، یوں ہی عرس اعلیٰ حضرت میں بریلی شریف اور عرس برکاتی میں مارہرہ شریف حاضری دیتے۔ میری آخری ملاقات مارہرہ شریف ہی میں ہوئی۔ آپ کے سینے میں فروغ مسلک اہل سنت کے تعلق سے ایک دھڑکتا دل تھا۔ نیپال سے طلبہ کو پڑھا کر ہندوستان کے مدارس خصوصاً الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں بھیجتے تھے۔ نیپال میں فروغ رضویات کے تعلق سے آپ کے بڑے اور نمایاں کارنامے ہیں، ان کی خدمات کو بھلایا نہیں جاسکتا۔ ان کا تصلب فی الدین شہرہ آفاق تھا۔ آپ کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ نے اپنے فرزندوں کو عالم دین بنایا۔ اللہ عزوجل مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور غفران ورحمت سے حصہ وافر عطا فرمائے، پسماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور اس حادثہ فاجعہ میں انہیں صبر نصیب کرے۔ آمین

شریک غم: محمد عبدالمبین نعمانی قادری

خادم: دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ، مئو (یو، پی) ہند

(5) خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ (اشرفیہ مبارکپور)

بملاحظہ فرزندان شیر نیپال مفتی جیش محمد مصباحی

ودیگر متعلقین ومتوسلین

شیر نیپال کے نواسے عزیزی مولانا عبدالمصطفیٰ مصباحی نے آج ۲۸ ر ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۶ ر نومبر ۲۰۱۹ء شنبہ کو مجھے خبر دی کہ میرے نانا حضرت شیر نیپال کو ممبئی اسپتال سے ڈس چارج کر کے ایمبولینس کے ذریعہ وطن کو لا رہے تھے اسی دوران کل رات کو تقریباً ساڑھ گیارہ بجے کانپور کے قریب ان کا وصال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جہاں تک مجھے یاد آتا ہے دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور سے ان کی فراغت شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق نومبر ۱۹۶۶ء میں ہوئی۔ یہ حافظ ملت علیہ الرحمہ کا دور تھا، موصوف اپنی فراغت کے بعد ہی سے سرزمین نیپال پر دین وسنیت کی اشاعت میں سرگرم

رہے۔ بہت سے طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور دیگر اداروں میں بھیجتے اور ان کی خبر گیری بھی کرتے رہتے، نیپال میں ان کی خدمات تعلیمی، تقریری، سیاسی، سماجی مختلف انداز کی تھیں، ان کی کوششوں سے نیپال میں اچھے علماء کی ایک ٹیم تیار ہو گئی اور دین وسنیت کا کام وسیع پیمانے پر ہونے لگا۔ موصوف کی خدمات کا دائرہ تقریبا ۵۵ رسال کے طویل عرصے کو محیط ہے۔

رب کریم ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے، ان کو رحمت وغفران سے نوازے، ان کے درجات بلند کرے اور ان کے متعلقین ومتوسلین کو دین متین کی خدمات حسنہ مقبولہ سے سرفراز فرمائے اور تمام عقیدت مندوں، قرابت داروں خصوصاً اولادو احفاد کو صبر جمیل واجر جزیل سے نوازے۔ میں سبھی کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہوں اور انہیں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد یاد دلاتا ہوں:

للہ ما أخذ و ما أعطی، و کل شیء عندہ الی اجل مسمی۔ اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا اور جو اس نے دیا۔ اور ہر چیز کا اس کے یہاں ایک مقررہ وقت ہے۔ صدق رسولنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شریک غم: محمد احمد مصباحی

نگران المجمع الاسلامی مبارک پور

وناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور۔ ضلع اعظم گڑھ۔ یوپی، ہند

(6) اساتذہ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو (یوپی)

آج صبح واٹس ایپ اور حضور شیر نیپال کے ادارہ سے بذریعہ فون یہ جانکاہ خبر ملی کہ ملک نیپال کے مجاہد سنیت حضرت علامہ مفتی جیش محمد برکاتی صاحب کا رات ساڑھے گیارہ بجے انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت کئی دنوں سے سخت علیل تھے اور ممبئی میں زیر علاج تھے۔ اس اندوہناک خبر سے پوری جماعت اہل سنت سوگوار ہے اور ہر طرف صف ماتم بچھی ہوئی ہے۔

جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو کے جملہ اساتذہ وطلباء اس حادثۂ فاجعہ سے سخت غمگین ہیں اور اس تعزیتی پیغام کے ذریعے اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں۔ حضور شیر نیپال جماعت اہل سنت کے جید عالم دین، ماہر مفتی، معتبر فقیہ، مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی، کثیر التعداد طلبہ، علماء کے استاذ ومربی اور لاکھوں مریدین کے مرشد برحق تھے۔ پوری زندگی دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں صرف کی اور کبھی بھی مسلک اعلیٰ حضرت کے مخالفین سے سمجھوتا نہیں کیا۔ بلا شبہ ان کی رحلت پوری جماعت کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور شیر نیپال کے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔ فقط والسلام۔

دستخط

حضرت مولانا علاء المصطفیٰ قادری، حضرت مولانا محمد جمال مصطفیٰ قادری، حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد مصباحی، حضرت مولانا عبد الرحمن قادری، حضرت مولانا محمد صدیقی قادری، حضرت مولانا عبد المبین خان، حضرت مولانا محمد عارف القادری، حضرت مولانا ابو یوسف محمد قادری، حضرت مولانا محمد آل مصطفیٰ قادری، حضرت مولانا مفتی محمد ابوالحسن قادری وغیرہم

(7) قاضی بنارس خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند مفتی غلام یاسین علیہ الرحمہ
مرکز الثقافۃ السنیہ والادارۃ الشرعیہ (بنارس)

تعزیت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج حضور شیر نیپال اس دار فانی سے انتقال فرما گئے۔ ہمارے تمام رضوی برادران سے گزارش ہے کہ ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوں۔ حضرت کے بہت سے مریدین ارولی بازار میں رہتے ہیں، ان تمام لوگوں سے گزارش ہے ان کی نماز جنازہ میں ضرور شریک ہوں عین نوازش ہوگی۔

فقیر: غلام یٰسین نوری غفرلہٗ

(8) حضرت مولانا محمد ممتاز عالم مصباحی دامت برکاتہم العالیہ
دارالعلوم اہل سنت شمس العلوم پوسٹ گھوسی ضلع مئو

تعزیت نامہ

موت العالم موت العالم۔ ایک عالم دین کی موت دنیا کی موت کے مترادف ہے۔ یہ جانکاہ خبر سن کر ہمیں دلی صدمہ اور سخت افسوس ہوا کہ عالم اسلام کے ممتاز عالم دین اور ملت اسلامیہ کے عظیم داعی و مبلغ، پیر طریقت، شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صاحب قبلہ برکاتی اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت کر گئے۔ (الترجیع) آپ کی ذات گلدستہ محاسن اور کثیر خوبیوں کی مالک تھی اور جن کی خدمات کا دائرہ ملک و بیرو ملک تک دراز تھا۔ آپ مرجع انام اور مشاہیر اہل سنت میں نمایاں تھے۔ آپ کی دینی علمی دعوتی قلمی اور تربیتی خدمات تقریباً نصف صدی کو محیط ہیں۔ آپ کی رحلت پر ہم وابستگان جامعہ شمس العلوم گھوسی سوگوار ہیں اور آپ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہیں۔ نیز آپ کے جملہ لواحقین، پسماندگان، وابستگان اور اہل خاندان کو تعزیت پیش کرتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت و انوار کی پھوہار برسائے اور مسلک و ملت کو آپ نعم البدل عطا فرمائے۔

بقلم: (مولانا) افتخار ندیم، قادری علیمی
استاذ جامعہ شمس العلوم، گھوسی
سوگوار (مولانا) محمد ممتاز عالم مصباحی
پرنسپل جامعہ شمس العلوم، گھوسی

(9) حضرت علامہ مفتی محمد اشرف رضا قادری صاحب قبلہ
مفتی و قاضی ادارہ شرعیہ (مہاراشٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبہ نستعین و نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ حبیبہ و محبوبہ مصطفی الاشرف

حضرت اقدس شیخ طریقت، امین شریعت نیپال، مفتی اعظم نیپال، اعلم علماء بلد باعتبار شرع، نیپال کے حاکم اسلام،

مناظر اہل سنت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، تلمیذ رشید حضور حافظ ملت، مرید وخلیفہ حضور سید العلماء واحسن العلماء مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی مصباحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خبر وصال سے دنیائے سنیت بالخصوص ہند و نیپال کے اہل سنت و جماعت مغموم و اشکبار ہو گئے۔ اللہ کریم ورحیم عزوجل حضرت شیر نیپال کو ان کی خدمات دینیہ کا بہترین اجر وصلہ عطا فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، اپنے محبوبوں کے جوار رحمت میں جگہ دے۔ ان کے وجود وتبلیغ سے پورا نیپال سنیت سے مالا مال ہوگیا، ہر طرف سنیت کی باغ و بہار انہیں کے دم قدم سے ہے۔ ان کے استاذ و مرشد نے مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا ان کی گھٹی میں پلا دیا تھا۔ جہاں رہے اور جہاں گئے امام اہل سنت امام احمد رضا خاں الحنفی القادری البریلوی قدس سرہ القوی کا نظریہ لے کر گئے، اسی کی اشاعت وتبلیغ اپنی زندگی کا مشن بنا لیا تھا۔ جس کے اندر ذرہ بھر بھی بدمذہبیت دیکھا، صلح کلیت پایا اپنی بساط بھر اس کا رد کرتے رہے، ایسوں کو کبھی چین سے رہنے نہیں دیا۔ سنیوں کے اندر چھپے ہوئے بدمذہبوں وصلح کلیوں کو دودھ کی مکھی کی طرح نکلوا کر پھینکوا دیا، اس کی زندہ مثال پھلواریت ہے۔ اللہ عظیم ورحیم سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں علم وفضل اور زہد وتقویٰ کے ساتھ ظاہری وجاہت بھی عطا فرمایا تھا۔ ان کو دیکھ وسن کر ہر کوئی گرویدہ ہو جاتا تھا۔ اپنے اکابرین کے محبوب ومعتمد تھے، معاصرین میں مقبول اور باغ و بہار تھے۔ خردہ نوازی مثالی تھی۔ بڑے باکمال وخوبیوں کے مالک تھے۔ بافیض استاذ، زہرہ نگاہ ادیب، مقبول عام خطیب، معتمد مفتی، مرجع عالم قاضی، حاضر جواب مناظر، بابرکت پیر ومرشد، عظیم مصلح، عالمانہ کروفر کے مالک، بریلویت کی علامت ونشان اور اپنے ملک نیپال کی آن بان تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالرضا السرمدی

عبد المصطفیٰ اشرف رضا صدیقی قادری

۲۸ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ، ۲۶ نومبر ۲۰۱۹ء

(10) خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت مولانا محمد حسین صدیقی ابوالحقانی (دربھنگہ، بہار)

ابر رحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

یہ وقت دنیائے اہل سنت و جماعت کے لئے قیامت سے کم نہیں ہے کہ اس وقت اہل سنت اپنے ایک عظیم علمی و روحانی پیشوا، قائد اعظم، زبدۃ العارفین، عمدۃ المحققین، رہبر راہ شریعت، مفتی اعظم نیپال حضور شیر نیپال جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ سے محروم ہوگئی ہے۔ حضرت کا وصال اہل سنت کا ایک عظیم خسارہ ہے جس کی تلافی مشکل ہے۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت کی بے حساب مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

کل بروز بدھ بعد نماز ظہر ۲۷ نومبر ۲۰۱۹ء خانقاہ لہنہ شریف نیپال میں حضرت کی نماز جنازہ ادا کی جائیگی۔ تمام عالم اسلام سے گزارش ہے کہ کثیر تعداد میں جنازہ میں شرکت کریں اور اپنے عظیم پیشوا کو خراج عقیدت پیش کریں۔

محمد حسین صدیقی ابوالحقانی

بانی وسربراہ جامعہ فاطمۃ الزہرا دونار دربھنگہ

(11) شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا محمد عسجد رضا خان قادری (بریلی شریف)

موت العالم موت العالم

ہماری جماعت کے معتمد عالم دین، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، شیر نیپال حضرت علامہ جیش محمد برکاتی کی وفات کی خبر سن کر نہایت غم ہوا۔لا نقول الا مایرضی ربنا: انا للہ و انا الیہ راجعون، ان اللہ ما أخذ و له ما أخذ و له ما أعطی، وکل شیء عندہ بأجل مسمی۔ غفر اللہ له و اسکنه فویح جناته، وانل علیه شأبیب رحمته، وألهم ذویه وأهل و من تبعه الصبر والسلوان و تقبل خدماته الدینیة فی مجالات عدیدة بجاہ سید الانس والجان سیدنا محمد صلی اللہ علیه وآله وصحبه وسلم۔

حضرت شیر نیپال کی رحلت بلاشبہ علمی و روحانی دنیا میں عظیم خلا ہے، جس کا پر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت شیر نیپال کے ذریعہ کی گئی دین وسنیت کی ہر خدمت کو قبول فرمائے، آپ کے لواحقین، مریدین و معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اہل سنت کو آپ کا بدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ قرب و جوار کے علماء وعوام اہل سنت جنازے میں شریک ہوں۔

فقیر محمد عسجد رضا خان قادری غفرلہٗ

(12) تاج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین علیمی جمد اشاہی

السلام علیکم ورحمت اللہ تعالی وبرکاتہ

میں محمد اختر حسین قادری دارالعلوم علیمیہ جمدہ شاہی بستی یوپی ہندوستان سے احباب اہلسنت کی خدمت میں میں کلمات تعزیت عرض کرتا ہوں۔ جماعت اہلسنت کے عظیم عالم دین، ماہر فقیہ اور مفتی مذہب حق اہلسنت وجماعت، مسلک اعلیٰ حضرت کے عظیم ناشر اور مبلغ، پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، علامہ مولانا مفتی الشاہ جیش محمد قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال پوری جماعت کے لئے عظیم سانحہ ہے۔ آپ کے وصال سے جماعت کا جو عظیم نقصان ہوا ہے بظاہر اس کی تلافی مشکل نظر آتی ہے۔ شیر نیپال حضرت مفتی جیش محمد صاحب قبلہ ان علمائے ربانیین میں تھے جو بجا طور پر موت العالم موت العالم کے مصداق ہوتے ہیں۔ آپ کی خدمات کا دائرہ صرف ملک نیپال ہی تک محدود نہیں بلکہ ہندوستان کے بے شمار خطوں میں آپ کی دینی خدمات کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ آپ نے تعلیم، تعمیر، دعوت و تبلیغ کے ذریعہ جو قوم کی، مذہب کی خدمت کی ہے رہتی دنیا تک اس کے اثرات باقی رہیں گے اور قوم کبھی بھی ان خدمات کو فراموش نہیں کر سکتی ہے۔ آپ نیپال اور ہندوستان میں جماعت اہلسنت کے اکابر علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ کا دنیا سے جانا یہ صرف ملک نیپال ہی کے لئے نہیں بلکہ ملک ہندوستان اور بالخصوص یہاں کے اہلسنت کے لئے بہت بڑا حادثہ ہے۔ رب قدیر آپ کی مغفرت فرمائے آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی تربت پر رحمت ونور کی بارش برسائے۔

میں نے سنا کہ آپ کی نماز جنازہ کل بروز بدھ نیپال لہنہ میں ادا کی جائے گی۔ طویل مسافت اور عدیم الفرصتی کے سبب میں تو حاضر نہیں ہو پا رہا ہوں اور اس سعادت سے مجھے حصہ نہیں مل پا رہا ہے، مگر احباب اہلسنت سے یہ ضرور گذارش کرتا ہوں کہ جو حضرات پہنچ کر یہ سعادت حاصل کرلیں تو ان کے لئے یہ اجر عظیم کا ذریعہ ہوگا۔ رب تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو کروٹ کروٹ سکون وچین نصیب فرمائے، آپ کی قبر کو بقعۂ نور بنائے اور آپ کے کفن کو جنتی لباس بنائے، آپ کی قبر کو جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری بنائے۔ احباب اہلسنت اس عظیم حادثے پر صبر وشکر بجا لائے بالخصوص شیر نیپال کے پسماندگان ان کے مریدین، معتقدین اور متوسلین سے یہ عرض کروں گا کہ اس حادثے کی گھڑی میں حضرت کے لئے دعا کریں اور صبر وشکر سے کام لیں۔ رب تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

(13) فاتح نیپال گنج حضرت مولانا عبدالجبار منظری صاحب

دارالعلوم برکاتیہ (نیپال گنج)

ورق غم

نیپال سے سنیت کا مسیحا چلا گیا

حضرت مفتی اعظم وقاضی شریعت نیپال، پیر طریقت، رہبر شریعت، مرشد برحق، خلیفہ سیدین کریمین حضور سید العلماء و احسن العلماء رحمہا اللہ تعالیٰ وخلیفہ حضور تاج الشریعہ المعروف بہ ''شیر نیپال'' حضرت علامہ مولانا مفتی جیش محمد برکاتی مصباحی کا سفر آخرت، وفات حسرت آیات موت العالم موت العالم کے مصداق ہے۔ آپ کی رحلت کی جانکاہ خبر سے دنیائے سنیت میں صف ماتم بچھ گئی اور اس خبر نے تمام علماء اہل سنت و جماعت، عوام وخواص، مریدین ومعتقدین، اہل فکر و دانش کو غمزدہ کر دیا۔ آپ کی شخصیت عالمی شہرت کی حامل تھی، آپ اہل سنت و جماعت کے مستند معتمد مفتی فیقہ محدث اور مدبر ومفکر تھے۔ تاحین حیات مسلک اعلیٰ حضرت کی پاسبانی کی، برکاتی ورضوی مشن کو نیپال و بیرون نیپال فروغ دینے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ حالت مرض میں بھی دین متین کی تبلیغ واشاعت، مسلک ومشرب اور طریقت کی ترویج کے لئے دور دراز کا سفر کرتے رہے۔ آپ کا انتقال پر ملال صرف حضرت کے خاندان ہی کے لئے نہیں بلکہ جماعت اہل سنت وجماعت ومسلمانان نیپال کے لئے عظیم خسارہ ہے۔

اس رنج والم کی گھڑی میں حضرت کے جانشین حضرت مولانا ضیاء المصطفیٰ قادری زید مجدہ اور دیگر صاحبزادگان و برادران، اعزا واقرباء، مریدین ومعتقدین کو اللہ رب العزت صبر جمیل عطا فرمائے، حضرت کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شریک رنج وغم

عبدالجبار منظری برکاتی

ضیاء المصطفیٰ نورانی وجملہ طلباء واساتذہ دارالعلوم برکاتیہ نیپال گنج بانکے، نیپال

(14) داماد قائد ملت جناب سلمان حسن خاں صاحب، جماعت رضائے مصطفی (بریلی شریف)

موت العالم موت العالم

ہماری جماعت کے معتمد عالم دین، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، شیر نیپال حضرت علامہ جیش محمد برکاتی کا وصال ہو گیا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت شیر نیپال بہت بڑے عالم دین اور دین کے سچے خادم تھے۔ ان کی وفات دنیائے سنیت کا عظیم خسارہ ہے۔ جماعت رضائے مصطفیٰ شیر نیپال کے لواحقین سے تعزیت کرتی ہے۔ اور دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت شیر نیپال کی خدمتوں کو قبول فرمائے اوران کے درجات بلند فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

طالب دعا: سلمان حسن خاں

(15) حضرت مولانا مفتی قاضی محمد ابراہیم مقبولی صاحب ممبئی، (انڈیا)

موت العالم موت العالم

یہ خبر میرے لئے بہت ہی جانکاہ تھی کہ حضرت شیر نیپال مفتی جیش محمد صاحب علیہ الرحمہ اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ جیسے ہی یہ افسوس ناک خبر مجھے موصول ہوئی تو میرے ذہن میں شہر بنگلور اور ممبئی وغیرہ میں حضرت سے ملاقات کا منظر اوران کی خدمات کا تصور ذہن میں گھومنے لگا اور میں نم دیدہ آنکھوں سے صبر کرتے ہوئے جیسے تیسے جامعہ پہنچا۔ یقیناً ایسے عالمِ باعمل فاضلِ بے بدل کا دنیا سے رخصت ہو جانا اہل سنت و جماعت کے لئے ایک عظیم خسارہ ہے۔ مستقبل قریب میں اس کی بھرپائی ہونا مشکل نظر آتی ہے۔ ان کی خدمات اور خاص کر مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت، تصلب فی الدین یہ ایسے پہلو ہیں جو مرحوم علیہ الرحمہ میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔ فقیر جامعہ پہنچتے ہی فوراً تمام طلبہ وطالبات کو اس خبر سے آگاہ کرتے ہوئے ایک تعزیتی اجلاس کا انعقاد کروایا۔ جس میں حضرت شیر نیپال کی خدماتِ جلیلہ پیش کی گئیں اور قرآن خوانی ذکر واذکار کے ذریعہ حضرت کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو غریق رحمت فرمائے اوران کے درجات بلند فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شریک غم: (مفتی) قاضی محمد ابراہیم مقبولی

خادم جامعہ امام احمد رضا (کوکن)، ضلع رتنا گیری

(16) حضرت علامہ مفتی محمد کوثر حسن قادری صاحب قبلہ (رامپور)

بسمہ تعالیٰ

نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہ و علیٰ کل من والی

اہل اسلام خصوصا پسماندگانِ حضرت شیر نیپال

انا للہ و انا الیہ راجعون

شیرِ نیپال حضرت مولانا جیش محمد صاحب قبلہ جیسے سنی عالم دین کی رحلت باعث صدمہ ہے۔ اہل پھلواری جنہوں نے

وہابیہ دیوبندیہ کی بارگاہ الٰہی و رسالت پناہی میں صاف صریح گستاخیوں کو دیکھ کر بھی وہابیہ دیوبندیہ کو مسلمان سنی جاننا ماننا اپنا مسلک بنایا، موصوف نے خدا اور سول جل وعلا وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور عقیدۂ اہل سنت پر استقامت میں ان اہل پھلواریوں کے خلاف پیہم جد وجہد کی۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے حضرت موصوف کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور اہلِ اسلام و پسماندگان کو صبرِ جمیل مرحمت کرے اور نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین وصلی وبارک وسلم علیٰ حبیبہٖ وآلہ وحزبہٖ اجمعین

فقط

فقیر محمد کوثر حسن قادری رضوی غفرلہٗ

۲۸؍ربیع النور ۱۴۴۱ھ سہ شنبہ ۲۶-۱۱-۲۰۱۹

(17) حضرت مولانا محمد سید محمد ہاشمی رضوی، دار العلوم فیضان مفتی اعظم (ممبئی)

آہ: حضرت شیر نیپال

جماعت اہل سنت کی عظیم علمی اور عبقری شخصیت ناشرِ مسلک اعلیٰ حضرت شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد برکاتی نور اللہ مرقدہ وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان اللہ ما اخذ ولہ ما اعطی۔

یقیناً آپ کا وصال اہل سنت کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ جیسے ہی وصال کی خبر ملی دار العلوم فیضان مفتی اعظم سید ابو الہاشم اسٹریٹ پھول گلی ممبئی ۳ میں قرآن خوانی، فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا اور ترقی مدارج کے لئے دعائیں کی گئیں۔

حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ جماعت اہل سنت کے زبردست عالم دین، پابند صوم وصلوٰۃ اور مسلک اعلیٰ حضرت کے بے لوث اور بے باک سپاہی تھے۔ شیخ طریقت کی حیثیت سے مریدین کا حلقہ بھی وسیع ہے۔ احبابِ اہل سنت سے گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب کا اہتمام کریں۔ اللہ کریم اپنے حبیب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے وسیلے حضرت کے درجات کو بلند فرمائے، اہل بیت اور مریدین ومحبین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ عم النبی الامین صلی اللہ علیٰ مولاہ وعلیہ وعلینا معھم وبارك وسلم۔

ابن حضور سراج ملت فقیر سید محمد ہاشمی رضوی

خادم دار العلوم فیضان مفتی اعظم ورضوی نوری دار الافتاء

وادارۃ القضاء الشرعیہ پھول گلی ممبئی ۳

(18) حضرت مولانا عبد المصطفیٰ صدیقی حشمتی صاحب (رودولی شریف)

بسمہٖ تعالیٰ

موت العالم موت العالم

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھا وہ طیب و طاہر گیا

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

آج صبح یہ جانکاہ خبر موصول ہوئی کہ شیر نیپال حضر علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی کا وصال پر ملال ہو گیا ہے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس حادثہ فاجعہ سے اہل سنت و جماعت کی صف میں جو عظیم خلا پیدا ہوا ہے اس کا جلد پر ہونا ممکن نہیں، اللہ جل مجدہ الکریم ہم اہل سنن کو انکا نعم البدل عطا فرمائے، شیر نیپال کثیر اوصاف جمیلہ کے مالک تھے، آپ جہاں سواد اعظم کے افکار و خیالات کے سچے امین تھے وہیں اسلاف کرام کے سچے جانشین تھے، ایمانی فراست، سیاسی بصیرت اور زبردست قومی، ملی اور علمی شعور آپ کا طرہ امتیاز تھا، بیدار مغزی، اولوالعزمی، حق گوئی، بے باکی، ارادہ کی مضبوطی، حالات سے باخبری اور قوم وملت کی صحیح نباضی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ نے پوری زندگی مسلک مہذب مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت اور اس کی سچی پاسبانی میں گذاری۔

فجزاہ اللہ عنا و عن سائر المؤمنین ورزقھم الصبر الجمیل علیٰ رحلتہ واد خلہ فی فسیح جناتہ ورفع درجاتہ۔

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ

عوام اہل سنت آپ کے جنازہ میں شریک ہو کر دارین کی برکتوں اور سعادتوں سے مستفیض و مستنیر ہوں۔ فقیر حشمتی اس موقع پر حضرت علیہ الرحمہ کے جملہ محبین و متوسلین خصوصا اہل خانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے، اللہ جل مجدہ الکریم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں آپ کے درجات بلند فرمائے اور محبین و متوسلین کو صبر جمیل پر اجر جزیل عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم

شریک غم

عبد المصطفیٰ صدیقی حشمتی خادم دار العلوم مخدومیہ ردولی شریف (یو۔ پی)

۲۸ ربیع النور شریف ۱۴۴۱ھ ۲۶ نومبر ۲۰۱۹ء

(19) صوتی تعزیت نام حضرت مولانا عبد المصطفیٰ صدیقی حشمتی (رودولی شریف)

السلامُ علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

عالم کی موت ایک عالم کی موت ہے۔ ابھی آپ کے ذریعے سے یہ اطلاع ملی کہ مجاہد اسلام وسنیت، ناشر مسلک اعلی حضرت، پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، حضرت بابرکت، عارف باللہ شیر نیپال صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان اس دار فانی سے کوچ فرما چکے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان اور تمام مسلمانان اہل سنت کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور ان کا کوئی نعم البدل عطا فرمائے۔ حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ نے اسلام وسنیت کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ آب زر سے

لکھنے کے لائق ہے اور قیامت تک دنیا اس کو فراموش نہیں کرسکتی۔خصوصیت کے ساتھ نیپال ملک میں اور ہندوستان کے بیشتر علاقوں میں شیر نیپال کی اسلام وسنیت کی خدمات نمایاں ہیں۔اور ان کے ذریعے سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہزاروں لوگوں کو ہدایت و رہنمائی عطا فرمائی۔اسلام وسنیت کا انہیں سچا خوں گر بنائے اور مسلک اعلی حضرت پر استقامت عطا فرمائے۔ہم دعا کرتے ہیں کہ پروردگار عالم حضرت شیر نیپال کی قبر میں جنت کی کھڑکی کشادہ فرمائے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
لحد میں عشق شہ رخ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
جناں بنیں گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے
قبر میں لہرائیں گے تاحشر چشم نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت شیر نیپال کے نقش قدم پر چلنے کی آپ کو،ہم کو اور تمام مسلمانان اہل سنت کو توفیق عطا فرمائے اور ان کے فیض کو عام فرمائے۔

(20) خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا انوار احمد قادری دامت برکاتہم العالیہ (اندور)

تعزیت نامہ

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ حبیبہ الکریم و علیٰ اٰلہ و اصحابہ اجمعین

ان اللہ ما اخذ ولہ ما اعطی و کل شیء عندہ الیٰ اجل مسمی

بے شک اللہ ہی کا ہے جو وہ لے لے اور اللہ ہی کا ہے جو وہ عطا کرے اور اللہ کے علم میں ہر شی کا ایک مقررہ وقت ہے۔ جماعت اہل سنت کے لئے یہ اطلاع انتہائی دردناک ہے کہ عالم اسلام کی ایک عظیم عبقری شخصیت مجاہد سنیت، شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد برکاتی علیہ الرحمہ کا وصال ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے
موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس

راقم الحروف انوار احمد قادری کا حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ مضبوط رشتۂ اخوت ہمیشہ قائم رہا، دل و دماغ پر ان کی یادوں کے انگنت نقوش چمکتے سورج کی طرح تابندہ و درخشندہ ہیں، جنہیں ان شاء اللہ تعالیٰ کسی تفصیلی مضمون میں نذر قارئین

کروں گا۔آپ سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے صحیح ترجمان اور عظیم علم بردار تھے۔آپ نے دعوت وارشاد وتصنیف وتالیف اور فتاویٰ نویسی کے نمایاں کارنامے انجام دیئے۔سینکڑوں مریدین وطلبا آپ کے دامن سے وابستہ ہیں۔بلاشبہ حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کی رحلت علمی وروحانی دنیا میں عظیم خلا ہے جس کا پر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔

ویراں ہے میکدہ خم وساغر اداس ہیں
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ اندور کے جملہ اساتذہ وطلباء اس حادثۂ فاجعہ سے سخت غمگین ہیں،اساتذہ وطلباء نے جامعہ کی بدر ملت مسجد میں بعد نماز ظہر قرآن خوانی وایصال ثواب کی محفل ومجلس منعقد کی۔جامعہ کے صدر المدرسین حضرت علامہ مولانا محمد عارف صاحب قبلہ برکاتی نے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے فضائل وخصائص پر روشنی ڈالی۔محفل میں خاص طور پر حافظ وقاری محمد افضل صاحب قبلہ اور مولانا محمد حامد رضا صاحب قبلہ امجدی وغیرہ موجود تھے۔اختتام مجلس پر مفتی عبد القیوم مصباحی نے دخول جنت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائی۔

اللہ رب العزت حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ذریعے کی گئی دین وسنیت کی ہر خدمت کو قبول فرمائے اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔آپ کے لواحقین،مریدین ومعتقدین خصوصا اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اہل سنت کو آپ کا بدل عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

گدائے غوث وخواجہ ورضا انوار احمد قادری برکاتی رضوی،اندور(ایم۔پی)

(21) حضرت مولانا مفتی محمد عقیل اختر القادری دامت برکاتہم العالیہ
دار العلوم مظہر اسلام (بریلی شریف)

تعزیت نامہ

سلاسل برکاتیہ کے معروف بزرگ پیر طریقت،رہبر راہ شریعت،غواص معرفت،شیخ الاسلام والمسلمین،تاج الفقہا،فقیہ العصر،معتمد تاج الشریعہ،وارث علوم نبویہ،استاد الاساتذہ،خلیفہ سید العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ وقاری الشاہ جیش محمد قادری برکاتی رضوی کے وصال پر ملال کی خبر سن کر نہایت غم کا اظہار کیا۔**انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ**

یہ اندوہ ناک خبر قلب ودماغ پر بجلی بن کر گری۔رضوی دار العلوم مظہر اسلام سیٹی بریلی شریف میں غم والم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔یہ خبر سنتے ہی میں نے دار العلوم کے اساتذہ کو باخبر کیا اور قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا۔حضور شیر نیپال رحمۃ اللہ علیہ خانوادہ برکاتیہ کے محبوب نظر تھے کہ جنہوں نے مسلک اعلی حضرت کے مشن کو مکمل طور پر سنبھالا اور آخری وقت تک احقاق حق اور ابطال

باطل پر ڈٹے رہے۔ موت چونکہ ایک اٹل حقیقت ہے اور قانون فطرت کے سامنے سبھی بے بس ہیں، لیکن ساتھ ہی امیدیں بھی بندھی ہیں کہ مٹیاں صرف آپ کے جسد اقدس و پیرہن مبارک کو ہی چھپا سکیں گی، لیکن آپ کے فیضان کا دریا، آپ کے زریں و تابندہ اور درخشاں کارنامے، دینی خدمات دن بدن روز روشن کی طرح عیاں ہوتے جائیں گے۔ رضوی دارالعلوم مظہر اسلام کے جملہ معلمین و متعلمین وارث شیر نیپال کے غم والم میں برابر کے شریک ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت جل جلالہ حضور شیر نیپال رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، آپ کا نعم البدل عطا فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سگ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مفتی محمد عقیل اختر القادری۔ خادم التدریس و افتاء رضوی دارالعلوم مظہر اسلام سیٹی بریلی شریف (یوپی)

(22) اسیر حضور مفتی اعظم ہند حضرت حافظ سعید نوری صاحب قبلہ، رضا اکیڈمی (ممبئی)

اہلسنّت و جماعت کی قدآور شخصیت، قاضیِ نیپال، حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی المعروف شیرِ نیپال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طویل علالت اور ضعیفی کے باعث 26 نومبر بروز منگل کو اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ قاضیِ نیپال اہلسنّت و جماعت کے جید عالم دین اور مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی دین وسنیت کی بے لوث خدمت میں گزار دی۔ نیپال کے ساتھ پاک وہند و دیگر بلاد اسلامیہ میں موجود آپ کے لاکھوں مریدین، محبین، معتقدین اور متوسلین کو آپ کے وصال پُر ملال نے رنجیدہ کر دیا۔ آپ کے شاگردوں اور مریدین میں ہزاروں علماء، حفاظ اور ائمہ ومفتیان کرام شامل ہیں۔

قاضیِ نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمۃ حضور سید العلماء حضرت سید آل مصطفیٰ مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ اس دارِ فانی میں آپ نے تقریباً 88/ برس کی عمر پائی۔ آپ کے وصالِ پُر ملال پر رضا اکیڈمی کی جانب سے 28/نومبر 2019 بروز جمعرات شب 10 بجے نوری محفل 47/ گھوگھاری محلہ ممبئی نمبر 3 میں ایصالِ ثواب کی نشست وتعزیتی اجلاس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ آپ سے وابستہ تمام ہی مریدین، محبین، متوسلین اور عقیدت مندان سے گزارش ہے کہ اس تعزیتی نشست میں شریک ہو کر اپنے اس عظیم محسن کو خراجِ عقیدت پیش کریں۔

المعلن:

اسیرِ مفتیِ اعظم، الحاج محمد سعید نوری، جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی ممبئی

(23) حضرت مولانا مفتی محمد عابد حسین نوری دامت برکاتہم العالیہ

ادارۂ شرعیہ فیض العلوم جمشید پور (جھارکھنڈ)

آہ! حضور شیر نیپال کا انتقال پر ملال

شہزادۂ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کی طرف سے دی گئی اطلاع کے مطابق معلوم ہوا کہ ناشر اہل سنت مسلک

اعلیٰ حضرت، آبروئے سنیت حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا ۲۸ ربیع النور شریف ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۶ نومبر ۲۰۱۹ء کو انتقال پر ملال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت موصوف جماعت اہل سنت کے زبردست عالم دین، مفتی اور مناظر مسلک اعلیٰ حضرت تھے۔ وہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے ان قدیم فارغین میں سے تھے جن پر اشرفیہ کو ناز تھا اور رہے گا۔ وہ حضور حافظ ملت اور حضور مولانا عبد الرؤف علیہما الرحمۃ والرضوان کے خاص شاگرد رشید تھے۔ وہ حضور سید العلماء سید آل مصطفیٰ مارہروی علیہ الرحمہ کے مرید خاص تھے اور ان کے خلیفہ بھی۔ ساتھ ہی حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ سے بھی انہیں اجازت وخلافت حاصل تھی۔ وہ زبردست عاشق رسول تھے۔ وہ زندگی کے آخری حصہ تک عشق ومحبت کی جوت جگاتے رہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے پرچارک رہے۔ وہ بریلی شریف، مارہرہ شریف، مبارک پور کے سچے ترجمان تھے۔ ان کی خدمات دین کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ وہ بہترین مدرس، مقرر اور مصنف تھے، جن پر ہزاروں کی تعداد میں ہند و نیپال میں پھیلے ہوئے ان کے تلامذہ اور بے شمار فتاویٰ اور تصنیفات دال ہیں۔ ان کے وصال سے امت مسلمہ میں زبردست خلا واقع ہو گیا ہے اور سخت غم وصدمہ پہنچا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور ان کے جملہ پسماندگان مع شہزادگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہم ان کی تعزیت کرتے ہیں اور غم وصدمہ میں برابر کے شریک ہیں۔

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں
روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر

محمد عابد حسین قادری نوری مصباحی
خادم افتاء مدرسہ فیض العلوم جمشید پور

(24) حضرت مولانا محمد عیسیٰ برکاتی صاحب، کلیہ فاطمۃ الزہرا للبنات، جنکپور (نیپال)

موت العالم موت العالم

کیا خبر تھی کہ یہ حادثہ ہو جائے گا
یعنی آغوش زمیں میں آسماں سو جائے گا

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ الکریم

مورخہ ۲۶ نومبر ۲۰۱۹ء، ۲۸ ربیع النور ۱۴۴۱ھ کو یہ حسرت ناک خبر موصول ہوئی کہ استاذ گرامی ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، شیر نیپال حضرت مولانا مفتی جیش محمد برکاتی قدس سرہٗ سابق شیخ الحدیث ومہتمم الجامعۃ الحنفیہ الغوثیہ، جنکپور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کی خبر رحلت کو سن کر دل کو بڑا صدمہ ہوا۔ ماضی کی یادیں تازہ ہوگئیں، ان کے وصال سے نیپال میں ایک بڑا خلا پیدا ہو چکا ہے۔ انہوں نے نیپال و ہند میں علم دین کی پر زور اشاعت کی۔ مخالفین مسلک اہل سنت کا قلع قمع کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے جملہ

پسماندگان صاحبزادگان، برادران اور متوسلین کو صبر وسکون بخشے اور حضرت کی مغفرت فرما کران کی قبر پرنور کی بارش برسائے۔ للّٰہ ما اخذو اعطی کل شیءعندہ باجل مسمی

محمد عیسیٰ برکاتی

ناظم اعلیٰ دارالعلوم نوری برکاتی

وکلیہ فاطمۃ الزہراللبنات، جنکپور وارڈ نمبر 1 دھنوشا (نیپال)

(25) خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت مولانا مفتی محمد رحمت اللہ مصباحی صاحب

مقام و پوسٹ لوکہا ضلع مدھوبنی (بہار)

موت العالم موت العالم

آج مورخہ 26 نومبر 2019 بمطابق 28 ربیع النورشریف 1441ھ ایک روح فرسا خبر ملتے ہی پورے لوکہا بازار ضلع مدھوبنی بہار میں صف ماتم بچھ گئی، ہر شخص ایک دوسرے سے دریافت کرتا ہوا نظر آرہا ہے کہ کیا یہ خبر صحیح ہے کہ دنیائے سنیت کے عظیم پیشوا پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، ناشر مسلک اعلی حضرت، قاطع نجدیت، ماحی بدعت، مفتی اعظم وقاضی اعظم نیپال حضرت علامہ الشاہ محمد جیش صدیقی برکاتی المعروف بہ حضور شیر نیپال اپنے مالک حقیقی سے جاملے؟ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

خانقاہ برکات لہنہ شریف کے لیٹر پیڈ کے ذریعے بھی اس بات کی تصدیق ہوگئی۔ بلاشبہ ان کی رحلت سے ملک نیپال ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کے درجات میں بے پناہ بلندیاں عطا فرمائے اور شہزادگان واہل خاندان، مریدین ومتوسلین وعالم اسلام کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ فقط

محمد شرف رضا

مولانا محمد رحمت اللہ مصباحی

(26) حضرت مولانا محمد منظر عقیل قادری مصباحی، دارالعلوم فیضان اشرف باسنی ناگور شریف

کلیۃ البنات رضائے مصطفیٰ تاج الشریعہ چوک پنچایت چاند پارہ کمرول کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد ایوب صاحب کے تعزیت نامہ سے معلوم ہوا کہ حضور شیر نیپال دنیا فانی کو الوداع کہہ کر مالک حقیقی سے جاملے، یہ خبر پڑھ کر بہت صدمہ ہوا۔ حضور شیر نیپال جماعت اہلسنت کے صف اول کے ایک جید، متدین، متقی، ذی وجاہت مفتی ومفتی گر عالم دین تھے۔ حضرت کے تقویٰ وطہارت کی گواہی مریدین کے ساتھ ساتھ خودان کے گاؤں والے بڑے خندہ پیشانی سے دیتے، جبکہ گاؤں والے جلدی گاؤں کے علماء کو عام طور پر تسلیم نہیں کرتے۔ بہر حال حضرت کے وصال سے ایک خلا پیدا ہوگیا ہے، اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔ ایسے موقع پر میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین

محمد منظر عقیل قادری مصباحی

خادم دارالعلوم فیضان اشرف باسنی ناگور شریف

وخادم کلیۃ البنات رضائے مصطفیٰ تاج الشریعہ چوک

(27) حضرت مولانا ابرار القادری رضوی ابر بلخی (سیوان، بہار)

آہ اہل سنت کا وہ مہر درخشاں نہ رہا
ابر رحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

نہایت ہی افسوس ہوا یہ خبر جانکاہ سن کر کہ آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت، حامیِ اہل سنت، ناشر مسلکِ اعلیٰ حضرت، عمدۃ المحققین، غیظ المنافقین، راحت قلوب المومنین، ناز پروردہء دبستانِ حضور حافظِ ملت، خلیفہء حضور سید العلماء واحسن العلماء وتاج الشریعہ، حضور سیدی وسندی، آقائی ومولائی حضرت العلام حضرت علامہ ومفتی الحاج الشاہ جیش محمد صدیقی برکاتی المعروف حضور شیرِ نیپال علیہ الرحمہ ہم سبھوں کو داغِ مفارقت دے کر چلے گئے۔ ان کی رحلت یقینا جماعت اہل سنت کے لیے نا قابل تلافی نقصان ہے۔ حدیث کا ارشاد ہے: موت العالم موت العالم۔ یعنی عالم کی موت عالَم کی موت ہے۔ آپ نہایت متصلب، متدین، متبحر عالمِ شریعت وطریقت تھے، کبھی بھی آپ نے مخالفینِ مسلک اعلیٰ حضرت سے سمجھوتہ نہیں کیا اور بلا خوفِ لومۃ لائم احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اللہ تبارک وتعالی آپ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان اہلِ خانہ ومریدین، معتقدین، و متوسلین کو صبرِ جمیل واجرِ جزیل عطا فرمائے۔ اور رب العلمین جماعت اہلِ سنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

آمین یارب العلمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دعا گو:

سید ابرار القادری رضوی ابر بلخی

(28) حضرت مولانا محمد ارشد سُبحانی قادری صاحب (پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیائے سُنیّت کی عظیم علمی و روحانی اور معتبر ومعتمد شخصیّت، ناشر وناصرِ مسلک حق اعلی حضرت، مقبول بارگاہِ خاندانِ برکات، مناظرِ اہلسنّت، مُحققِ عصر، مفتیٔ اعظم نیپال، حضور شیر نیپال، حضرت علامہ الشاہ المفتی محمد جیش برکاتی مصطفوی قادری نوراللہ مرقدہ کے وصال پُرملال کی خبر سن کر از حد ملول وقلبی رنج ہوا، آپ کے وصال باکمال پُرملال سے عالم اسلام کا بہت بڑا نا قابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ اس عظیم صدمہ میں راقم آثم بھی برابر شریکِ غم ہے۔ بلاشبہ وہ مسلکِ حق اعلی حضرت کے سچے ترجمان، پکے پاسبان اور کھرے داعی تھے۔ اللہ کریم حضرت موصوف مرحوم و مغفور نوراللہ مرقدہ کے درجات بلند فرمائے، بے حساب مغفرت وجنّتُ الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور ان کے جانشین فرزندِ گرامی، شہزادہ حضور شیر نیپال حضرت مولانا محمد فداءُ المصطفیٰ برکاتی قادری مدظلہ العالی اور دیگر جملہ وارثین، متعلقین، متوسلین، مُریدین و مُحبین اور معتقدین

اور خُلفائے گرامی کو صبرِ جمیل اور اس پر اجرِ جزیل عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔فقط والسّلام خیر ختام

غم زدہ

فقیر عبدُ المصطفیٰ ابُوالبرکات محمد ارشد سُبحانی غفرلہ النُّو رانی

خاک نشین تلوکرانوالہ شریف (فاضل) ضلع بھکر پنجاب پاکستان

10 ربیع الغوث شریف/ 1441 /سن ہجری/ یومُ الاحد

(29) مرکزی ادارۂ شرعیہ پٹنہ (بہار)

مرکزی ادارۂ شرعیہ پٹنہ بہار میں یہ جانکاہ خبر بذریعہ سوشل میڈیا موصول ہوئی کہ ہمدرد قوم وملت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، حضور شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی رات ساڑھے گیارہ بجے دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ادارۂ شرعیہ میں موجود تمام ذمہ داران وتربیت افتاء کے تمام علمائے کرام نے رنج وغم کا اظہار کیا اور خاص کر حضور فقیہ ملت صدر مفتی محمد حسن رضا نوری صاحب قبلہ نے مرکزی ادارۂ شرعیہ پٹنہ جو خبر موصول ہونے کے وقت سیتا مڑھی میں موجود تھے وہیں سے آپ نے تعزیت کا اظہار فرمایا۔آج ہی صبح مرکزی ادارۂ شرعیہ پٹنہ کے دارالافتاء میں تربیت افتاء کے تمام علمائے کرام نے مل کر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور تعزیتی پروگرام کا اہتمام کیا جس میں حضرت کے لئے بلندیٔ درجات کی دعا کی گئی۔

نوٹ: مرکزی ادارۂ شرعیہ پٹنہ بہار کے طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ حضور شیر نیپال کی نماز جنازہ ۲۷ رنومبر ۲۰۱۹ء بروز بدھ دوپہر دو بجے لہنہ شریف میں ادا کی جائے گی۔آپ تمام حضرات سے گزارش ہے کہ نماز جنازہ میں شریک ہوکر سعادت دارین حاصل کریں۔

(30) مفکر قوم وملت حضرت مولانا غلام رسول بلیاوی صاحب (پٹنہ بہار)

حضور شیر نیپال، شاہ نبیل اختر مظفر پور، سید محمود اشرف کشن گنج اب نہ رہے: اس صدائے پر درد نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔

حضور شیر نیپال مفتی محمد جیش قادری برکاتی علیہ الرحمہ کی رحلت نے جماعت اہل سنت کو ایک بار پھر سکتے میں ڈال دیا۔ ادھر ماضی قریب میں لگاتار بزرگوں کا داغ مفارقت دے جانا اور اکابرین کا جماعت اہل سنت سے دھیرے دھیرے فقدان ہوجانا انتہائی تشویش کی بات ہے۔حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان ازہری، قاضی رام پور مفتی سید شاہد میاں، امین شریعت ادارہ شرعیہ مفتی عبدالواجد قادری، صدر قاضی شریعت ادارہ شرعیہ سید شاہ خورشید انور شمسی علیہم الرحمہ کا سوز فراق ابھی ترو تازہ ہی تھا کہ ایک اور صدائے پر درد نے مجھے اندر سے جھنجھوڑ دیا۔آج عجب اتفاق ہے کہ رحلت کی تین تین آہ وفغاں سے لبریز خبریں کانوں سے

ٹکرائیں حضور شیر نیپال، شاہ نبیل اختر مظفر پور، سید محمود صاحب کشن گنج اب نہ رہے۔ ان معماران قوم وملت کی مجبوری سے زور کا جھٹکا لگا ہے۔ اللہ جل وعلا جوار رحمت میں جگہ اور منتسبین و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(31) مولانا مفتی محمد عثمان برکاتی صاحب (مدرسہ فیضان مدینہ جنکپور، نیپال)

موت العالم موت العالم

نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ آبروئے اہل سنت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، مناظر اسلام، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری الحاج مفتی محمد جیش صدیقی علیہ الرحمہ (المعروف بہ حضور شیر نیپال) کا انتقال پر ملال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے صاحبزادگان، مریدین، متوسلین اور معتقدین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تعزیت میں دارالعلوم فیضان مدینہ جنک پور نیپال میں تمام طلبۂ دارالعلوم فیضان مدینہ بعد نماز فجر قرآن خوانی وایصال ثواب کی محفل میں شریک ہوئے اور آج دارالعلوم ہٰذا میں تعطیل بھی ہے اور بعد نماز ظہر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں شرکت بھی کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

منجانب:

(قاضئ نیپال) حضرت مفتی محمد عثمان برکاتی مصباحی صدر المدرسین دارالعلوم ہٰذا

۲۷ / نومبر ۲۰۱۹ء بروز بدھ

(32) حضرت مولانا عبد الصمد رضوی صاحب (مدرسہ حنفیہ اہل سنت بحر العلوم، مئو)

لکل امۃ اجل اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون

کیا خبر تھی یوں اچانک حادثہ ہو جائے گا
یعنی آغوشِ زمین پر آسماں سو جائیگا

اچانک یہ خبر موصول ہوئی کہ بتاریخ ۲۸ / ربیع النور شریف ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۶ / نومبر ۲۰۱۹ء بوقت گیارہ بجے شب سرمایۂ اہل سنت، آبروئے سنیت، خلیفۂ حضور سید العلماء واحسن العلماء الشاہ مفتی محمد جیش شیر نیپال صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یقیناً یہ خبر اہل سنت وجماعت کے لئے بہت ہی افسوس ناک ہے۔ کیونکہ جماعت کو ابھی اس در نایاب کی ضرورت تھی جس سے امت مسلمہ کی پیاس بجھ رہی تھی، لیکن قانون قدرت کے آگے انسانی سوچ وفکر بے بس ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت کے تحت ہر ذی نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ حضور مفتی محمد جیش شیر نیپال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس عظیم شخصیت کا نام تھا جنہوں نے اپنی پوری زندگی اتباع رسول ﷺ میں گزار دی۔ جب تک آپ اس دنیا میں رہے مسلک امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے سچے ترجمان

بن کر رہے۔ آپ کی ذات میں وہ تمام اوصاف بدرجۂ اتم موجود تھے جو ایک عالم دین کے اندر ہونا چاہئے۔ آپ بیک وقت تمام خوبیوں کے حامل تھے۔ بہار و نیپال کے چند مذکورہ علاقوں پر حضرت خاص نظر کرم فرمایا کرتے تھے کہ کہاں کس عالم کی ضرورت ہے؟ مثلاً مدھوبنی، سیتامڑھی، دربھنگہ، مظفر پور وغیرہ۔

حضرت کے علمی جاہ وجلال کا یہ عالم تھا کہ جہاں کہیں بھی وہابیت اور دیوبندیت اپنا سر اٹھاتی وہاں حضور شیر نیپال رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تلوار لے کر تشریف لے جاتے اور وہابیت کی سرکوبی فرمائے بغیر واپس نہیں آتے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی مسلک امام احمد رضا کی ترویج واشاعت میں صرف کر دی، آپ کی ذات بابرکات سے ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی واقف تھا۔ آپ کو ہر جلسہ میں برکاتی دولہا کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپ کی ذات اس آیت کے بالکل مصداق تھی : رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ۔ آپ عمرہ کی غرض سے مکۃ المکرمہ و مدینۃ المنورہ تشریف لے گئے تھے، یہ آپ کی زندگی کا آخری عمرہ ہے جہاں آپ تمام مقامات مقدسہ کی زیارت سے فارغ ہو کر ناسک تشریف لائے، جہاں آپ کے مریدوں کا جم غفیر موجود تھا۔ معتقدین و مریدین کے ہجوم کے درمیان ہی اچانک آپ کی طبیعت خراب ہوتی ہے، لوگ آپ کو لے کر اسپتال پہنچتے ہیں اور آپ کو اسپتال میں بھرتی کر دیا جاتا ہے۔ ڈاکٹروں کی پوری ٹیم لگ جاتی ہے لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوتا بالآخر آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے وصال سے پورا علاقہ اور پوری سنیت سوگوار ہے اور کیوں نہ ہو موت العالم موت العالم ایک عالم کی موت پوری دنیا کی موت ہوتی ہے۔ بلا شبہ حضور مفتی محمد جیش شیر نیپال صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے درمیان سے رخصت ہو گئے لیکن ان کی خدمات صبح قیامت تک باقی رہیں گی اور انہوں نے جو تلامذہ کی ٹیم چھوڑی ہے وہ پوری دنیا میں پرچم دین کی تبلیغ واشاعت میں مصروف عمل رہے گی۔ اللہ رب العزت آپ کی قبر انور پر رحمت ونور کی بارش عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

عبدالصمد رضوی

مدرس مدرسہ حنفیہ اہل سنت بحر العلوم، مئو

(33) حضرت مولانا محمد ظہیر عالم قادری، الجامعۃ المکیہ خزائن العرفان، قادری نگر چاند پور مراداباد (یوپی)

تعزت نامہ

صد حیف کہ وہ مرد مجاہد چلا گیا

یہ نہایت ہی غمگین خبر ہے کہ دین حق کا بطل جلیل، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت، تلمیذ حضور حافظ ملت، خلیفہ حضور احسن العلماء جو تا زیست دین وسنیت کا علم بلند کرتے رہے، جن کے قدموں کی دھمک سے وہابیہ دیابنہ لرزہ برندام رہتے، ہند و بیرون ہند میں جن کی خدمات کا سلسلہ نہایت وسیع ہے۔ وہ مہر درخشاں نیر تاباں بتاریخ ۲۶ رنومبر ۲۰۱۹ء کو اس دار فانی سے داعی اجل کو لبیک کہہ کر ایک عالم کو سناٹے میں ڈال گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ادارہ جامعہ مکیہ خزائن العرفان قادری نگر چاند پور مراد آباد حضور شیر

نیپال کے جملہ اہل خانہ کوتعزیت پیش کرتا ہے۔

فقیرمحمد ظہیر عالم قادری

(34) حضرت مولانا مفتی محمد رحمت علی امجدی برکاتی

شیخ الحدیث جامعہ اہل سنت صادق العلوم، ناسک (مہاراشٹر)

حضورشیر نیپال کی رحلت ملت اسلامیہ کے لئے عظیم خسارہ

آج بتاریخ 28 ربیع النور 1441ھ مطابق 26 نومبر 2019 کو شوشل میڈیا اور خانقاہ برکات لہنہ شریف کے لیٹر پیڈ کے ذریعہ یہ روح فرسا اور جانکاہ خبر ملی کہ حضور شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی نوراللہ مرقدہ اللہ کو پیارے ہوگئے ۔انا للہ وانا الیہ راجعون ۔آپ جماعت اہل سنت کے جید عالم دین، کہنہ مشق مفتی، معتبر فقیہ، کئی ایک کتابوں کے مصنف، ماہر انشا پرداز اور مسلک اعلی حضرت کے سچے داعی ونقیب، کثیر التعداد شاگردوں کے استاذ ومربی اور ہزاروں لاکھوں مریدوں کے مرشد برحق تھے ۔پوری زندگی احقاق حق اور ابطال باطل اور مسلک اعلی حضرت کی نشر واشاعت میں صرف کی اور کبھی بھی مسلک اعلی حضرت کے مخالفین سے سمجھوتہ نہیں کیا۔آپ کی رحلت بلاشبہ دنیائے اہل سنت و جماعت میں ایک عظیم خلا ہے جس کا پر ہونا ممکن نہیں ۔کہ حدیث میں ہے: موت العالم ثلمة فی الاسلام لا تسد ما اختلف الیل والنھار ۔عالم کی موت سے اسلام میں ایسا خلا پیدا ہوتا ہے کہ قیامت تک پر نہیں ہوسکتا۔رب جلیل وقدیر حضور شیر نیپال کے درجات کو بلند فرمائے اور جنت الخلد میں مقام رفیع عطا فرمائے اور آپ کے جملہ پسماندگان کو صبر وشکر کی دولت عطا فرمائے۔آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

شرکائے غم

مفتی محمد رحمت علی امجدی و جملہ مدرسین، اراکین جامعہ اہل سنت صادق العلوم

شاہی مسجد گھاس بازار ناسک (مہاراشٹر)

(35) حضرت مولانا مفتی عبدالمالک مصباحی (جمشید پور، جھارکھنڈ)

موت اس کی کرے جس پہ زمانہ افسوس

کئی روز کی افواہوں کے درمیان آج ۲۸ ربیع النور شریف ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۶ نومبر ۲۰۱۹ء کو یہ روح فرسا اور جانکاہ خبر ملی کہ نیپال کی بزرگ ترین شخصیت، اسلاف کی روایتوں کے امین وعلمبردار، قرآن وحدیث کے داعی ومبلغ، مسلک اعلیٰ حضرت کے ناشر وپاسبان، محفل علما کے صدر نشیں، خانقاہ عالیہ کے سجادہ نشیں، فقہ وافتا کے تاجدار، دینی ومذہبی علوم کے شہسوار، شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی، برکاتی لاکھوں عقیدت مندوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر دار بقا کی طرف روانہ ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضورشیر نیپال علیہ الرحمہ کی زندگی درس وتدریس، وعظ ونصیحت، دعوت وتبلیغ اور خدمت خلق سے عبارت تھی۔آپ مشائخ مارہرہ کے ترجمان اور اساطین بریلی کے فیض رسان تھے۔آپ نے نیپال جیسی سنگلاخ سرزمین کو خوش عقیدگی کے باران

کرم سے سیراب کر کے مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے جو گہرے نقوش مرتسم کئے ہیں ان کے تذکرہ کے بغیر نیپال کی مذہبی تاریخ مکمل نہیں ہو سکتی۔ آپ کے فیضان کا سلسلہ صرف نیپال ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے علاوہ اور کئی ملکوں میں جاری و ساری ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کے وارثین و پسماندگان کو آپ کا سچا جانشیں بنائے۔ آمین ثم آمین۔

درود کرب اور غم و اندوہ کی اس گھڑی میں رضائے مدینہ، جمشید پور کی پوری ٹیم اور دارین اکیڈمی، جمشید پور کے تمام اراکین، مدرسین اور طلبا حضرت کی بلندیٔ درجات اور اہل خانہ، متوسلین و مریدین کے لئے صبر جمیل و اجر جزیل کے دعا گو ہیں۔

دعا گو و دعا جو

فقیر مفتی عبد المالک مصباحی

چیف ایڈیٹر رضائے مدینہ، بانی و سربراہ اعلیٰ دارین اکیڈمی، جمشید پور

(36) حضرت مولانا حسن تبریز نوری امجدی (ناگپور)

الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوٰۃ و السلام علی اشرف الانبیاء و المرسلین و علی الہ و اصحابہ اجمعین

موت برحق ہے، موت سے کسی کو بھی مجال انکار نہیں۔ سرمایہ اہل سنت، آبروئے مسلک اعلی حضرت، خلیفہ حضور سید العلماء و احسن العلماء الشاہ حضور جیش محمد شیر نیپال رحمۃ اللہ علیہ اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بلاشبہ آپ عظیم مبلغ، پیکر علم و فن، صاحب زہد و تقویٰ تھے۔ آپ کے چلے جانے سے دنیائے سنیت کا عظیم نقصان ہوا ہے جس کی تلافی ممکن نہیں۔ اس غم و آلام کی ساعت میں ہم ادارہ دار العلوم امجدیہ ناگپور کے جملہ اساتذہ و طلباء و اراکین حضور کے اہل خانہ اور جملہ اہل سنت کی بارگاہ میں تعزیت پیش کرتے ہیں۔ رب العالمین کی بارگاہ میں دعا ہے کہ شیر نیپال رحمۃ اللہ کو اپنے جوار رحمت میں خاص مقام عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند تر فرمائے، ان کا بدل عطا فرمائے، ان کے جملہ محبین و متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حسن تبریز نوری امجدی

خادم: دار العلوم امجدیہ ناگپور گانجہ کھیت ناگپور مہاراشٹر

مقیم حال: جدہ سعودی عرب +966551830750

۲۶؍نومبر ۲۰۱۹ء بمطابق ۲۸؍ربیع الاول ۱۴۴۱ھ

(36) حضرت مولانا محمد رحمت علی تیغی مصباحی (کولکاتا)

تعزیت نامہ

محترم قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بلاشبہ شیر نیپال حضرت علامہ الحاج مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ، جن کے علم و فضل کی دھمک ہندو نیپال کے علاوہ

دیگر ممالک میں محسوس کی جاتی ہے اور جن کی تبلیغ وارشاد اور علمی وقلمی خدمات کے بادل عرصۂ دراز سے ہندو نیپال کے عوام وخواص پر برستے رہے۔ افسوس صد افسوس کہ اب وہ اس دنیا میں نہ رہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بیشک آپ کا وصال پر ملال پوری دنیائے سنیت کے لئے عظیم نقصان اور بہت بڑا سانحہ ہے، جس کی تلافی مشکل ہے۔ پورے نیپال میں حضرت علیہ الرحمہ کی ذات اور شخصیت منفرد و ممتاز شان ومقام کی حامل تھی۔ پوری زندگی آپ نے مسلک اہل سنت (مسلک اعلیٰ حضرت) کی ترویج واشاعت میں صرف کردی۔ آپ کے اندر دین وسنیت کی ہمدردی حد درجے کی تھی اور یہی وجہ ہے کہ آپ اس شخص کو بھی دل وجان سے پیار ومحبت دیتے تھے جو دین وسنیت کا کام کرتے ہیں۔

تقریباً دو سال قبل دار العلوم غریب نواز، ضلع مدھوبنی کے جلسہ میں میری حضرت سے ملاقات ہوئی۔ آپ کی موجودگی میں میرا بیان بھی ہوا جسے آپ نے پسند فرمایا اور خوب سراہا۔ کل ہو کر ظہر کے بعد آپ مدرسہ کے برآمدہ میں کرسی پر بیٹھے تھے، مدرسہ کے اساتذہ وطلبہ کے ساتھ بہت سے علماء اور گاؤں کے لوگ بڑی نیازمندانہ شان کے ساتھ موجود تھے۔ میں بھی جا کر قریب کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے اشارہ سے مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا ''چوں کہ آپ دین کا بڑا کام کر رہے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مارہرہ مقدسہ کے بزرگوں سے جو برکتیں اور نعمتیں مجھے ملی ہیں یعنی سلسلہ عالیہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت میں آپ کو عطا کروں۔'' میں نے عرض کیا: یہ آپ کی ذرہ نوازی ہوگی۔ آپ نے اسی وقت مجھ فقیر بے نوا کو اپنے مقدس ہاتھوں سے جبہ پہنایا اور سر پر دستار خلافت باندھی اور دستخط کر کے اپنا شجرہ عطا فرمایا۔ فللہ الحمد حمداً کثیرا۔ حقیقتاً تو میں بے شک کسی لائق نہیں، لیکن دین وسنیت کی چھوٹی سی خدمت کی برکت کہہ لیجیے کہ عالم گیر عظمت وشہرت کی حامل خانقاہ، خانقاہ برکات، مارہرہ مقدسہ کی برکت و نعمت حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کی عطا وعنایت سے مجھ فقیر سراپا تقصیر کو نصیب ہوئی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

معلوم ہوا کہ حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کو دین کی خدمت کتنی پیاری تھی کہ آپ نے محض دینی خدمات کی بنیاد پر اپنے عطایا ونوازشات سے مجھے سرفراز فرمایا۔ یقینا آپ کی وفات سے پوری دنیائے سنیت کو دکھ اور رنج وغم پہنچا ہے، میں بھی سوگوار ہوں اور ہمارے متعلقین بھی۔ چند ایک مجبوری کی وجہ سے جنازے میں شرکت سے قاصر رہا، لیکن وقت اور حالات نے اگر یاوری کی تو ان شاء اللہ تعالیٰ جلسہ چہلم میں حاضری کا شرف حاصل کروں گا۔ رب قدیر حضرت علیہ الرحمہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

آمین آمین آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فقط العبد المذنب
محمد رحمت علی تیغی مصباحی
جامعہ عبد اللہ بن مسعود و دار العلوم قادریہ ضیائے مصطفی (کولکاتا)
9433295643

(37) حضرت مولانا انوار احمد رحمانی، مدرسہ رحمانیہ حامدیہ، مقام پوسٹ پوکھریرہ ضلع سیتامڑھی (بہار)

ہماری جماعت کے معتمد عالم دین، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد برکاتی کی وفات کی خبر سن کر نہایت رنج والم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ رحمانیہ و مدرسہ رحمانیہ حامدیہ پوکھریرہ شریف سیتامڑھی بہار کے جملہ اساتذہ وطلبہ اس حادثۂ فاجعہ سے سخت غمگین ہیں اور اس تعزیتی تحریر کے ذریعے اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں۔

حضرت شیر نیپال کی رحلت بلا شبہ علمی و روحانی دنیا میں عظیم خلا ہے جس کا پر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت شیر نیپال کے ذریعے کی گئی دین وسنیت کی ہر خدمت کو قبول فرمائے، آپ کے مریدین ومتوسلین اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے، اہل سنت وجماعت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فقیر محمد انوار رضا رحمانی غفرلہٗ

خادم آستانہ قادریہ رحمانیہ

(38) حضرت مولانا محمد امجد علی برکاتی صاحب، بانی الجامعۃ الاسلامیہ صوت الرضا پرریا (نیپال)

دنیائے سنیت کا ایک عظیم خسارہ

مرشد برحق، پیر طریقت، آبروئے اہل سنت، ملک نیپال کی شان، ہم غرباء اہل سنت کی پہچان، خانقاہ مارہرہ مطہرہ کے چہیتے خلیفہ، تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے نائب، حضور شیر نیپال حضرت العلام الحاج الشاہ حافظ وقاری جیش محمد صدیقی برکاتی کا واپسی سفر مدینہ میں دوران سفر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ جامعہ ھٰذا کے اساتذہ، طلبہ، اراکین سب حضرت کے بلندئ درجات کی دعا کرتے ہیں اور بے حساب مغفرت کی اپنے رب سے التجا کرتے ہیں۔ مولائے قدیر وغفور قبول فرمائے آمین۔ اور پسماندگان و شہزادگان وابستگان ومریدین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔

نوٹ: نماز جنازہ کل بروز بدھ 27/11/2019 بعد نماز ظہر دائرہ خانقاہ برکات میں ادا کی جائے گی۔ ان شاء المولی الکریم۔

محمد امجد علی

شریک غم: جملہ اساتذۂ کرام

(39) حضرت مولانا مفتی محمد اشرف رضا برکاتی، دار العلوم قادریہ رشیدیہ، جلیشور، مہوتری (نیپال)

موت العالم موت العالم

انتہائی رنج وعلم اور بے حد افسوس کے ساتھ یہ خبر شائع کی جارہی ہے کہ مناظر عالم اسلام، استاذ العلماء، خلیفۂ حضور احسن العلماء و سید العلماء، پیر طریقت، فدائے مسلک اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم نیپال، مرشد اعظم نیپال، حضور شیر نیپال کا وصال پر ملال 26 نومبر ۲۰۱۹ء ساڑھے گیارہ بجے رات کو ممبئی لیلاوتی اسپتال سے واپس آتے ہوئے ہوگیا۔ ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ ۲۷ نومبر ۲۰۱۹ء بروز بدھ بعد نماز ظہر دو بجے دن کو ان شاء اللہ لہنہ شریف میں ادا کی جائے گی۔ اللہ رب العزت اپنے

حبیب پاک ﷺ کے طفیل حضور والا کو غریق رحمت فرمائے اور آپ کے درجات و مراتب کو بلندی عطا کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چاہنے والے کو صبر جمیل و اجر جزیل کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

(40) حضرت مولانا محمد صدر عالم قادری تیغی، خانقاہ قادریہ، ینہی شریف جلیشور ۱۲/ضلع مہوتری (نیپال)

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجھے یہ خبر ملی کہ فائق الاقران حضرت علامہ فہامہ مفتی جیش محمد صاحب قبلہ کا انتقال پر ملال ہو گیا (علیہ الرحمۃ والرضوان) حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کی وفات یقیناً عالم اسلام کے لئے ایک نا قابل برداشت صدمہ ہے۔ آپ نے پوری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں صرف فرمائی اور آپ نیپال کے علمائے قدیم سے تھے۔ حق گوئی، بے باکی آپ کا طرۂ امتیاز، احقاق حق، ابطال باطل، رد بد مذہباں آپ کا خصوصی عنوان تھا۔ درس و تدریس کی دنیا کے آفتاب و ماہتاب تھے اور طریقت کے اسرار و رموز کے شناور بھی۔ حضور سیدی وسندی محبوب الٰہی حضور اشرف العلماء علیہ الرحمہ اور آپ کے مابین یارانہ تعلقات و روحانی روابط تھے۔ میں اپنے اور اپنے تمام بھائیوں کی طرف سے یہ مختصر تعزیت نامہ حضرت کے تمام صاحبزادوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اور حضرت کے لئے مغفرت اور تمام پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہوں اور اپنے متعلقین سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جنازے میں شرکت کی اپیل کرتا ہوں۔

فقیر قادری تیغی مجددی

صدر عالم قادری سجادہ نشین حضور اشرف العلماء علیہ الرحمہ خانقاہ قادری

(41) حضرت مولانا محمد احمد رضا صابری، مدیر دوماہی الرضا انٹرنیشنل (پٹنہ)

تعزیت نامہ

معزز شہزادگان حضور شیر نیپال! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوشل میڈیا کے ذریعے اطلاع ملی کہ حضور مفتی اعظم نیپال، قاضی القضاۃ نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی المعروف بہ حضور شیر نیپال صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان رات گیارہ بجے انتقال فرما گئے۔ جنازے کا وقت بروز بدھ دو بجے کا رکھا گیا ہے۔

آج ہم ایک ایسے عالم جلیل، متقی و پرہیزگار ہستی کے ظاہری سایہ سے محروم ہو گئے جن کا وجود ہمارے لئے باعث صد خیر و برکت تھا۔ ان کی خدمات جلیلہ کا دائرہ بے حد وسیع ہونے کے ساتھ ساتھ خلق خدا میں ان کی مقبولیت کے ہم سب شاہد ہیں۔ پانچ سے زیادہ دہائیوں پر مشتمل حضرت کی دینی و ملی خدمات کے زیر اثر نہ صرف ہندو نیپال کی سنگلاخ وادیاں رہیں بلکہ بیرون ممالک

کے متعدد اسفار بھی انہیں خدمات دینیہ کا حصہ ہیں۔مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی اور سلف صالحین کے سچے پیرو کار ہونے کے ساتھ ساتھ عزم وحوصلہ،شجاعت وجوانمردی کی متعدد داستانیں ان کے کاروانِ حیات سے جڑی ہوئی ہیں۔تصلب فی الدین اور استقامت علی الصواب کے معاملے میں آہنی دیوار کی حیثیت رکھنے والے حضرت شیر نیپال اکثر شر پسندوں کی آنکھوں کا کانٹا بنے رہے۔مخالفین کی طعن وتشنیع کی پرواہ کئے بغیر تصلب فی الدین واستقامت علی الحق سے کبھی ایک انچ بھی سمجھوتہ نہ کیا۔خواہ وہ مناظرے کا میدان ہو یا درس وتدریس کی دنیا، یا پھر فقہ وافتاء کا مسند ہر جگہ کامیابی وکامرانی وسرخروئی نصیب ہوئی اور اکابرین علماء ومشائخ کے نورِ نظر بنے رہے۔زہد واتقا،خوف وخشیت،شب بیداری،تواضع وانکساری،خندہ روئی،اتباع شریعت وسنت اور علمی جلالت وشان آپ کے اوصاف منفردہ میں سے تھے اور جس شخص کے اندر یہ اوصاف وخوبیاں بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں،عنایتیں اس پر نازل ہونے لگتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا قرب ایسے ہی بندے کو حاصل ہوتا ہے۔حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان قادری قدس اللہ سرہٗ نے کسی موقع پر فرمایا:

حضرت شیر نیپال جیش محمد یہ تنہا ایک آدمی ہیں، یہ جیش محمد ہیں جیسا ان کا نام ہے وہ اپنے نام کے مطابق جیش محمد ہیں، محمد کا لشکر ہیں، محمد رسول اللہ کے دین کے سپاہی نہیں بلکہ دین کے لشکر ہیں۔یہ جو انہوں نے اس دیار میں پہنچان مسلک اعلیٰ حضرت کی قائم کر رکھی ہے اس پہچان کو آپ لوگ بھی قائم رکھیں۔اور انہوں نے مسلک اعلی حضرت کا جو جھنڈا بلند کیا ہے اس جھنڈے کے نیچے رہو۔آج جوان کے جھنڈے کے نیچے رہے گا کل وہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے کے نیچے رہے گا۔

والد گرامی حضرت علامہ مفتی محمد شبیر احمد صابر القادری علیہ الرحمۃ والرضوان کی زبانی بچپن سے ہی حضرت شیر نیپال کے اوصاف وکمالات کا ذکر سنا کرتا تھا۔جب بڑا ہوا اور بالمشافہ حضرت سے ملاقات وگفتگو کا شرف حاصل ہوا تب احساس ہوا کہ ابا حضور نے کبھی مبالغے سے کام نہیں لیا تھا۔حضرت کا وصال ایک فرد کا وصال نہیں، بلکہ ایک انجمن، ایک عہد کا وصال ہے۔کما یقال:
موت العالم موت العالم۔ اللہ انہیں غریق رحمت فرمائے۔

بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرما کر جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے شہزادگان وپس ماندگان کو صبر جمیل اور جزائے عظیم بخشے۔میں حضرت کے تمام مریدین ومتوسلین کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلوگے مگر پا نہ سکو گے

شریک غم: احمد رضا صابری
(مدیر''الرضا انٹرنیشنل''وڈائریکٹر''احمد پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، پٹنہ)

(42) مولانا مفتی محمد رضا قادری مصباحی (استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارکپور)

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

حضرت شیر نیپال کی رحلت۔ایک عہد کا خاتمہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ الکریم

آج بتاریخ ۲۶ ر نومبر ۲۰۱۹ء مطابق ۲۸ ر ربیع النور ۱۴۴۱ھ کو صبح ساڑھے سات بجے بذریعہ واٹس ایپ یہ جانکاہ خبر موصول ہوئی کہ فقیہ نیپال، یادگار سلف، شیخ طریقت، ناشر مسلک اعلی حضرت، شیر نیپال حضرت الحاج الشاہ مفتی جیش محمد برکاتی مصباحی قدس سرہٗ (ولادت: ۸ ر ربیع النور ۱۳۶۲ھ۔وصال: شب ۲۸ ر ربیع النور ۱۴۴۱ھ) طویل علالت کے بعد اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان اللہ ما اخذ ولہ ما اعطی، و کل شیء عندہ باجل مسمی۔

حضرت شیر نیپال کی خبر رحلت کو سن کر پورا عالم اسلام سوگوار ہو چکا ہے۔ان کی رحلت سے اہل سنت و جماعت کو نا قابل تلافی نقصان پہنچا ہے، انہوں نے تقریباً ۵۵ ر سالوں تک دینی، علمی، دعوتی اور اصلاحی خدمات کے ذریعہ پورے عہد کو متاثر کیا۔ منجملہ وہ اپنے عہد کے ایک عبقری انسان تھے۔درجنوں مساجد اور مدارس کی بنیادیں رکھیں۔نیپال کی بنجر اور خشک زمینوں کو ہموار کر کے سینکڑوں علماء کی فوج تیار کی، پہاڑی علاقہ ہو یا ترائی، ہر جگہ ان کی خدمات کے نقوش پائے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی دینی وعلمی خدمات کو قبول فرمائے۔

میں اپنی طرف سے اور راہ سلوک سوشل ویلفیر سوسائٹی نیپال (رجسٹرڈ) کے جملہ ارکان کی طرف سے ان کے تمام پسماندگان، صاحبزادگان، برادران اور تمام مریدین ومتوسلین کو تعزیت پیش کرتا ہوں اور صبر وسکون کی دعا کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور اہل نیپال کو حضرت کا نعم البدل عطا فرمائے۔

شریک غم:

محمد رضا قادری مصباحی

خادم تدریس: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور

وصدر: راہ سلوک سوشل ویلفیر سوسائٹی، نیپال

۲۶ ر نومبر ۲۰۱۹ء ۲۸ ر ربیع النور ۱۴۴۱ھ

(43) حضرت مولانا مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی، دارالعلوم رضائے مصطفی مٹیا برج کولکاتا (بنگال)

آہ میرے مرشد اجازت نہ رہے

کتنی اچھی صورت، کیا ہی پیاری سیرت، نرم لب ولہجہ باوجود اس کے غلبہ رعب و دبدبہ، خوش مزاجی کا یہ عالم کہ جو آپ سے ملا کھلکھلا اٹھا۔کیا خواص کیا عوام، کیا علماء، کیا خطبا، کیا شعرا، کیا ادبا سب آپ سے متاثر، آپ کے چہیتے۔آپ کا بھی سب کے

ساتھ ایسا حسن سلوک کہ ایسی مثالیں اخلاق و کردار کے اس دور زبوں حالی میں ملنی مشکل۔ روشن پیشانی، منور چہرہ، میٹھی اور ٹھنڈی آواز، بے حد خرد نواز، علما ساز، علم و دانش، فقہ و افتا، عمل وتقوی، زہد وورع میں بے مثال ولا جواب، فروغ اہل سنت وجماعت مسلک اعلی حضرت کے لئے مدۃ العمر کوشاں وسرگرداں، مسلک و مذہب میں تصلب آپ کا طرۂ امتیاز، دشمنان دین سے تنکا توڑ دوری آپ کا وصف خاص، متعدد دینی، علمی، فقہی، تحقیقی کتابوں کے مصنف، بہت سے مدارس ومساجد کے بانی وسرپرست، ہزاروں علما کے استاذ، بہت سے مصلحین امت کے مرشد اجازت، لاکھوں لوگوں کے پیر طریقت ورہبر شریعت، ان گنت لوگوں کے مرکز عقیدت، گویا کہ تن تنہا ایک انجمن، ایک تحریک۔

آہ صد افسوس! آج دنیا ایسے عالم، مفتی، فقیہ، محدث، مفکر، مدبر، مصنف، مدرس، مصلح اور عامل شریعت وسنت یعنی خلیفہ حضور سید العلما واحسن العلما وتاج الشریعہ پیر طریقت ورہبر شریعت حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ وقاری جیش محمد صدیقی شیر نیپال علیہ الرحمہ سے محروم ہوگئ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تبارک وتعالی اپنے حبیب کے صدقے حضرت کے فیوض وبرکات تا قیامت جاری وساری رکھے اور حضرت کی تربت اطہر پر شب وروز رحمت وغفران کی بارشیں نازل فرمائے۔ حضرت کے پسماندگان، محبین، معتقدین، مریدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

شریک غم

فقیر محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی،

خادم الافتا دار العلوم رضائے مصطفی مٹیابرج کولکاتا بنگال

(44) حضرت مولانا ڈاکٹر محمد مبشر حسن مصباحی (جواہر لال یونیورسیٹی، دہلی)

عالم اسلام کا ایک رخشندہ ستارہ غروب ہوگیا

آج 28 ربیع النور 1441ھ بمطابق 26 نومبر 2019 جیسے ہی خبر ملی کہ حضور شیر نیپال مفتی جیش برکاتی دار فانی سے ارتحال سفر باندھ لیے، سنتے ہی زور سے دماغ میں بجلی کی کڑک محسوس ہوئی، جسم لرز گیا، آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں، چاروں طرف غموں کا دبیز بادل چھا گیا، صرف نیپال سے ہی اس عہد ساز شخصیت کا سایہ نہیں اٹھا بلکہ آج پورا عالم اسلام ایک عظیم عبقری شخصیت سے محروم ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضور شیر نیپال کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ ایک عظیم مفسر، جلیل محدث، مناظر اسلام، فقیہ اعظم نیپال، مرشد برحق، حقیقی وارث انبیاء اور ایک ولی کامل و "رجلان تحابّا في الله ، اجتمعا عليه وتفرّقا عليه"، (أخرجه البخاري) کا مظہر کامل تھے۔ اللہ ان کے درجات کو بلند وبالا اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت کرے۔

شریک غم:

محمد مبشر حسن مصباحی

چیف ایڈیٹر سہ ماہی الہادی بیراٹ نگر (نیپال)

(45) حضرت مولانا محمد ثاقب القادری صاحب، مدرسۃ النور، کھجوری وارانسی (یوپی)

آہ! حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان

بے شک وہ اپنے علم وحکمت، جرأت واستقامت اور کردار وتقویٰ کے اعتبار سے دین ومسلک کے شیر تھے۔ ''شیر نیپال'' کا لقب انہیں کو زیبا تھا بلکہ ان کا علم بن چکا تھا۔ دور حاضر کے فتنوں اور مسائل کے پیش نظر ان کی ضرورت کا مزید احساس جاگتا ہے۔ یقین نہیں آتا کہ اتنے زبردست رہنما و مسیحا سے ہم محروم ہو چکے ہیں۔ لگاتار ہمارے اکابر کا پردہ فرمانا ہمیں قیامت کے بہت نزدیک ہونے کا خوف دلاتا ہے۔ خدائے قادر وقیوم انہیں اعلیٰ علیین جنت الفردوس میں خاص جگہ عطا فرمائے۔ جملہ اہل خانہ و رشتہ، مریدو محبین کو صبر جمیل عطا کرے اور جماعت اہل سنت کو جلد ہی ان کا بدل مرحمت فرمائے۔ آمین۔

کہاں گئے؟

مسلک کے شیر، حامی ملت کہاں گئے — سر چشمۂ علوم نبوت کہاں گئے
میرے فدائے تاج شریعت کہاں گئے — پابند شرع شیخ طریقت کہاں گئے
نیپال وہند دونوں ہی جن سے ہیں فیضیاب — وہ ماہ علم و مہر فضیلت کہاں گئے
دنیائے بدعقیدہ میں تھا جن سے زلزلہ — وہ داعی و مناظر سنت کہاں گے
حق کے نقیب ''جیش محمد'' تمہیں سلام — ہر شخص غمزدہ ہے کہ حضرت کہاں گئے
ہر عاشق رسول کی منزل بہشت ہے — ہم جانتے ہیں کر کے وہ رحلت کہاں گئے
ثاقب وہ مصطفیٰ کے پناہ کرم میں ہیں — کیسی یہ فکر کیسی یہ غفلت کہاں گئے

ثاقب القادری رضوی، خادم (بانی وسربراہ مدرسۃ النور، بنارس)

(46) حضرت مولانا مفتی محمد احسن رضا قادری باتھوی، صدر مدرسہ نورالہدیٰ پوکھریرا سیتامڑھی (بہار)

اظہار غم

حضرت شیر نیپال علامہ مفتی جیش محمد قادری برکاتی علیہ رحمۃ الباری کو میں تقریباً 30 برسوں سے جانتا ہوں، اپنے والد گرامی علامہ مفتی ابرارالحسن نوراللہ مرقدہ اور پھوپھا ابا مفتی محبوب رضا روشن القادری کے توسط سے حضرت شیر نیپال میرے غریب خانے پر بھی 1991 میں میرے دادا مولانا ظفرالحسن علیہ الرحمہ کے چالیسویں کی محفل میں تشریف لا چکے ہیں۔ امین شریعت مفتی عبدالواجد قادری، مفتی محبوب رضا روشن القادری اور حضرت شیر نیپال کو مخصوصین کے درمیان احباب ثلاثہ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کے جنک پور والے ادارے میں بھی مجھے حاضری کا شرف حاصل ہے، بلکہ گذشتہ سے پیوستہ سال مشہور نعت گو شاعر جناب اصغر امام آسوی کے ایما پر لہنہ شریف خانقاہ کے سالانہ اجلاس میں مجھے مدعو کیا گیا اور وہاں بھی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کو دیکھا، سنا اور آپ کی کتابوں کو پڑھا، آپ کے تعلق سے اکابر علماء کا تاثر جانا جس کا نچوڑ اور خلاصہ یہ ہے کہ نیپال کی کئی سو سالہ تاریخ

میں آپ سے زیادہ باکمال صاحب علم وفضل یا آپ کی برابری کا کوئی عالم نظر نہیں آتا اور مستقبل کا علم تو خدا کو ہی ہے۔

اپنا تاثر یہ رکھتا ہوں کہ حضور تاج الشریعہ کے بعد فی زمانا لوگوں میں کسی عظیم شخصیت کو دیکھنے کا اشتیاق دیکھا تو وہ آپ کی ذات گرامی تھی۔ خیال رہے کہ یہ میری ذاتی رائے ہے۔ آپ کی وفات ہند و نیپال دونوں کے مسلمانوں کے لیے اک عظیم حادثہ ہے، جس کی تلافی ممکن نظر نہیں آتی۔ بے حد افسوس ہے کہ ہمارے اکابر روپوش ہوتے جارہے ہیں اور ان کی مسندیں خالی ہوتی جا رہی ہیں۔ میں تمام عقیدت مند اہل قلم سے گزارش کروں گا کہ حضرت کا ایک سوانحی خاکہ جلد تیار کر کے عرس چہلم کے موقع پر ضرور منصہ شہود پر لائیں۔ میں بھی شامل رہوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ

گر قبول افتد زہے عز وشرف

محمد احسن رضا قادری باتھوی

صدر مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا، سیتامڑھی (بہار)

(47) مفتی محمد مشتاق احمد اویسی امجدی امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر ناسک (مہاراشٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعزیت نامہ

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں

روح عالم چل دیا عالم کو افسردہ چھوڑ کر

آج بتاریخ 28 ربیع النور شریف 1441ھ مطابق 26 نومبر بروز منگل کی صبح تقریبا ساڑھے نو بجے جب واٹس ایپ کھولا تو دلوں کو دہلا دینے والی ایک جانکاہ خبر موصول ہوئی کہ حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد برکاتی رحمت اللہ علیہ دنیا میں نہ رہے، فوراً کلمہ استرجاع ادا کیا اور بے ساختہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کا یہ شعر زبان سے ادا ہونے لگا۔

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں

روح عالم چل دیا عالم کو افسردہ چھوڑ کر

آپ دنیائے سنیت کے عظیم بطل جلیل، جماعت اہل سنت کے قدآور عالم دین، مسلک اعلیٰ حضرت کے بے باک نقیب و ترجمان، خانقاہ مارہرہ مطہرہ اور خانقاہ رضویہ بریلی شریف کے معتمد خاص اور برکاتی رضوی فیضان کے حسین سنگم تھے۔ مروجہ علوم عقلیہ ونقلیہ کے زبردست فاضل، کہنہ مشق مفتی، متبحر فقیہ اور بے بدل محدث تھے۔ آپ کی دینی تدریسی، تصنیفی اور تبلیغی خدمات کا دائرہ تقریباً نصف صدی پر محیط ہے۔ آپ کے حلقہ ارادت میں ہزاروں افراد اہل سنت و جماعت داخل سلسلہ ہیں۔ آپ کا وصال بلاشبہ جماعت اہل سنت کے لیے ایک عظیم سانحہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ آپ کے اہل خانہ، پسماندگان اور مریدین و معتقدین کے غم واندوہ میں ہم برابر کے شریک وسہیم ہیں، سب کی خدمت میں حسب مراتب تعزیت پیش کرتے ہیں۔ للہ ما

أعطی وله ما اخذ و کل شیء عنده بأجل مسمی ۔(خدا جو دے وہ اس کا ہے جو لے وہ اس کا۔ ہر شئ کے لئے اس کے یہاں ایک وقت مقرر ہے)

اللہ رب العزت جل وعلا کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت کی دینی خدمات کو قبول ومقبول فرما کر آپ کے درجات بلند فرمائے، جملہ لواحقین، پسماندگان، اہل خانہ، مریدین ومعتقدین کو صبر جمیل اور اجر جزیل کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ اور اہل سنت وجماعت کو آپ کا نعم البدل اور آپ کے مشن علمی ودینی کے فروغ وترقی کے لئے کوشاں رہنے والے افراد ورجال عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوۃ واکرام التسلیم۔

شرکائے غم

مفتی محمد مشتاق احمد اویسی امجدی

مفتی محمد رحمت علی امجدی

وجملہ اساتذہ متخصصین وارکان وممبران

امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر ناسک (مہاراشٹر)

(48) مفتی کہف الوریٰ مصباحی صاحب وعلمائے نیپال گنج (نیپال)

ملک نیپال کی ایک عبقری شخصیت حضرت علامہ مولانا مفتی جیش محمد برکاتی مصباحی صاحب علیہ الرحمہ کا ۲۸ ربیع الاول مطابق ۲۶ نومبر 2019ء کو انتقال ہو گیا۔ إنا لله وإنا إليه راجعون. آپ کی رحلت سے سنیت کا بہت بڑا خسارہ ہوا۔ حضور شیر نیپال سے کبھی ملاقات تو نہ ہو سکی تاہم دور طالب علمی ہی سے آپ سے غائبانہ تعارف رہا ہے۔ آپ کی دینی وملی خدمات ہندو نیپال میں پھیلی ہوئی ہیں، خصوصاً ضلع دھنوشا اور اس کے گردونواح، پہاڑی علاقے اور جنکپور سے متصل ہندوستان کے علاقے آپ کے تبلیغی کارناموں سے مالا مال ہیں۔ ہمارے ضلع بانکے، شہر نیپال گنج اور اس کے اطراف میں سنیت کی بقا وتحفظ میں آپ کا اعلیٰ کردار اہل علم پر مخفی نہیں۔ مسلک حق وصداقت مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کا جو پر خلوص جذبہ آپ کے اندر موج زن تھا اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ آج سے تقریباً ۲۵ سال پہلے اپنے بہت ہی عزیز وخاص عالم دین حضرت مولانا عبد الجبار منظری صاحب قبلہ کو آپ نے محض دین وسنیت کی حفاظت کے لیے جنک پور سے نیپال گنج بھیجا، جس کا قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ حضور شیر نیپال نے منظری صاحب کو نیپال گنج والوں کی تنخواہ کے بھروسے نہیں رکھا تھا، بلکہ منظری صاحب کو معاشی فکر سے آزاد وبے نیاز کر کے ان کے مشاہرے کا انتظام اپنے ادارے جامعہ حنفیہ سے کر رکھا تھا۔ جس کا لائق صد آفرین نتیجہ یہ ہوا کہ منظری صاحب نے اپنی بھرپور توانائی اور انتھک کوششوں سے باطل کو سرنگوں کر کے اہل سنت وجماعت کو خوب خوب فروغ دیا۔ اور آج ضلع بانکے واطراف میں علمائے اہل سنت ومدارس اسلامیہ کی ایک کثیر تعداد موجود ہے، جو بلا شبہ منظری صاحب کے واسطے سے حضور شیر نیپال ہی کی کاوشوں کا ثمرہ ہے ؎

کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے، خوشبو کہاں تک ہے

مولائے کریم ان کی تمام خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے۔ انکے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ رحمۃ للعالمین علیہ الصلاۃ والتسلیم

شریک غم: جملہ طلبہ، اساتذہ، اراکین ادارہ ہذا وعلمائے نیپال گنج

محمد کہف الوریٰ مصباحی

دار العلوم فیض النبی جامع مسجد نیپال گنج بانکے (نیپال)

1441/03/28ھ

2019/11/26ء

(49) ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی (تاراپٹی، مقیم حال دوحہ قطر)

آج ہم ایسے عالم ربانی کے ظاہری سایہ سے محروم ہو گئے جس کا وجود ہمارے لئے باعث برکت تھا، جس کے دینی خدمات کا دائرہ وسیع تر اور دہائیوں کو محیط ہے۔ جو یادگار اسلاف، زینت بزم سخن، شمشیر حق، پاسبان ملت اور محافظ مسلک اعلیٰ حضرت تھے۔ جن کی ذات تقویٰ وطہارت سے عبارت تھی، جن کی پیشانی ولایت کے نور سے چمک رہی تھی، جن کے علم کی روشنی وخوشبو دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ یعنی حضور شیر نیپال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ جن کا وصال نہ بس ایک فرد کا بلکہ ایک انجمن نہیں نہیں بلکہ موت العالم موت العالم، ایک عالم دین کی موت ایک جہاں کی موت ہے۔ آپ فراغت کے بعد سے ہی علم دین کی شمع سے جہالت وگمراہی کی تاریکی کو دور کر کے کتاب وسنت کی روشنی پھیلانے میں مصروف ہو گئے، شہر جنکپور کا انتخاب کر کے پورے نیپال کی قیادت کرتے رہے، ترائی کے علاقوں کے ساتھ پہاڑ کے ان علاقوں کو بھی اپنے دائرہ تبلیغ کا حصہ بنایا جہاں آپ جیسے عظیم داعی اور مبلغ کی ضرورت تھی۔ ان علاقوں کا دورہ کر کے وہاں کے باشندوں کو دین اسلام اور اس کے احکام سے آشنا کرتے رہے، اپنے تلامذہ کی ٹیم ان علاقوں میں بھیج کر ان کے اسلام وایمان کی حفاظت کرتے رہے، بدعقیدوں کے چنگل سے بچاتے رہے اور ایسے وقت میں آپ فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دے کر مسلمانان نیپال وبہار کے شرعی مسائل میں رہنمائی کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند تر فرمائے اور ہم غلاموں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت والا درجت کے اہل خانہ اور متوسلین کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے۔

شریک غم: سگ بارگاہ جیش ملت

ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی (تاراپٹی، دھنوشا، نیپال)

مدیر اعلیٰ سہ ماہی ندائے برکات لہنہ شریف (نیپال)

(50) مفتی محمد صدام حسین امجدی، دار العلوم سرکار آسی سکندر پور (یوپی)

کل مورخہ ۲۶ر نومبر ۲۰۱۹ء ۲۸ر ربیع الاول ۱۴۴۱ھ علی الصباح یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی کہ علمائے اہلسنت کے عظیم قائد حضور شیر نیپال حضرت علامہ الحاج مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ نے رات ساڑھے گیارہ بجے داعی اجل کو لبیک کہا

اور مریدین، متوسلین کو روتا، بلکتا چھوڑ کر مالک حقیقی سے جا ملے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) حضرت سخت علیل تھے اور کئی دنوں سے ممبئی میں زیر علاج تھے، ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا۔ ممبئی سے گھر لایا جا رہا تھا کہ راستہ میں کانپور کے قریب آخری سانس لی۔

جیسے ہی یہ خبر دارالعلوم ھذا میں پہنچی ہر طرف صف ماتم چھا گئی۔ جمیع طلباء خصوصاً نیپال اور قرب وجوار کے جو بغرض تعلیم یہاں آئے ہیں اس حادثۂ فاجعہ سے سخت غمگین ہو گئے۔ کئی بچوں نے مولانا محمد الیاس نوری صاحب مدرس دارالعلوم ھذا کی معیت میں جنازے میں شرکت کے لئے رخت سفر بھی باندھ لیا۔ آج ۲۷ رنومبر ۲۰۱۹ء تقریباً ۱۱ ربجے دارالعلوم ھذا میں فاتحہ کا اہتمام کیا گیا جس میں ان کے تعلیمی، تقریری، سماجی اور فلاحی کاموں کو مختلف انداز میں پیش کیا گیا اور دین وسنیت کا کام جو وسیع پیمانے پر آپ نے عوام کے سامنے پیش کیا اس سے باخبر کیا گیا۔

رب قدیر ان کے درجات کو بلند کرے اور ان کے متعلقین ومتوسلین کو دین متین کی خدمات حسنہ کا جذبہ عطا فرمائے اور تمام عقیدمندوں، قرابت داروں، خصوصاً اہل خانہ کو صبر جمیل اور اجر جزیل سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دستخط: جملہ اساتذہ کرام

(51) مفتی محمد فیروز القادری، الجامعۃ الدراسات النبویہ مدھوبنی (بہار)

مدتوں رویا کریں گے جام وپیمانہ تجھے

آج صبح بعض احباب کے ذریعے یہ افسوس ناک خبر موصول ہوئی کہ آبروئے اہل سنت، شیخ طریقت ومعرفت، مفتی اعظم نیپال حضرت علامہ الشاہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی المعروف بہ حضور شیر نیپال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال پر ملال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضور شیر نیپال کی شخصیت عالمی تھی آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے ترجمان تھے، آپ جماعت اہل سنت کے روحانی پیشوا تھے۔ آپ کے ہزاروں مریدین وشاگردان ہیں، آپ بزرگوں کی امانت تھے، سچے عاشق رسول اور عالمی مبلغ تھے۔ آپ کی وفات پوری جماعت اہل سنت کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اس غم کی گھڑی میں جامعہ نبویہ کے جملہ اساتذہ، طلبا، معاونین، مخلصین حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اہل خانہ خصوصاً شہزادگان، مریدین، معتقدین، محبین، متوسلین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ رب قدیر جل وعلا اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل حضرت کو غریق رحمت فرمائے، درجات کو بلند سے بلندتر فرمائے اور جماعت اہل سنت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شریکان غم:

(52) مولانا محمد شہاب الدین حنفی (سیمردہی، نیپال)

آج صبح بروز منگل یہ خبر وحشتناک بذریعہ واٹسپ پہنچی کہ عالم اسلام کی عبقری شخصیت، مناظر اہلسنت، قائد اہلسنت، پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، الحاج الشاہ مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ اب اس دنیا میں نہ رہے۔ آٹھ بجے کے قریب ناچیز نے ان کی صحت یابی کیلئے ایک مضمون "موت پر جشن یا غم" کے نام سے تحریر کیا، جس میں ان لوگوں کی خبر گیری کی گئی ہے جو حضور شیر نیپال کے

جنازے میں شرکت کرنے سے منع کرتے ہیں۔اس عنوان کو وائرل کرنے کے لئے جیسے ہی اون ہوا خبر ملی کہ حضور شیر نیپال نہ رہے ۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقیر حضرت کے وصال پر ان کے وارثین سے تعزیت کرتا ہے اور ان کے محبین،مریدین،مخلصین اور شاگرادن سے بھی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔مولی تعالیٰ آپ سب کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے۔اور حضور شیر نیپال کو جنت الفردوس میں اعلی سے اعلی مقام عطا فرمائے۔آمین بجاہ طہ ویسین۔

کل بروز بدھ ان شاء اللہ المستعان حضرت کے جنازے میں دارالعلوم رضائے مصطفی سمردہی کے جملہ اساتذہ بشمول ناچیز ضرور شریک ہونگے۔فقط والسلام مع الاکرام

طالب دعا:

شہاب الدین حنفی سمردہی،بانی اشرف العلماء فاؤنڈیشن (نیپال)

(53)اساتذہ مدرسہ صابریہ مدینۃ العلوم،بستپور،سرلاہی (نیپال)

موت العالم موت العالم

ہماری جماعت کے معتمد عالم دین،ناشر مسلک اعلیٰ حضرت،شیر نیپال حضور علامہ مفتی جیش محمد برکاتی کی وفات کی خبر سن کر نہایت غم ہوا۔حضرت شیر نیپال کی رحلت بلاشبہ علمی وروحانی دنیا میں خلا ہے جس کا پر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔مولیٰ تعالیٰ حضرت شیر نیپال کے ذریعے کی گئی دین وسنیت کی ہر خدمت کو قبول فرمائے،آپ کے لواحقین کو ومریدین ومعتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اہل سنت کو آپ کا بدل عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین۔قرب وجوار کے علماء وعوام سے گزارش ہے کہ جنازے میں شریک ہوں۔

فقط والسلام

محمد ضمیر الدین قادری رحمانی امجدی،ناظم اعلیٰ مدرسہ ہٰذا

محمد اسرافیل شاہ برکاتی صدر مدرسین مدرسہ ہٰذا

محمد منصور شاہ صابری سربراہ اعلیٰ مدرسہ ہٰذا

(54)حضرت مولانا عبد القادر دار العلوم نوریہ رضویہ،نوری چوک پوا خالی کشن گنج (بہار)

موت العالم موت العالم

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں

روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر

پرنور چہرہ،کشادہ پیشانی،فضائل وشمائل کا کوہ ہمالہ،شرافت وانسانیت کا تاجدار،کریم النفس،شیریں اخلاق،رزم گاہ حق و باطل کا مرد میدان،علوم وفنون کا بادشاہ،استاذ الاساتذہ عمدۃ الفقہاء رئیس الاتقیاء،ہزاروں انسانوں کے مرشد برحق،سرمایہ اہل سنت،ناشر مسلک اعلیٰ حضرت،خلیفۂ حضور سید العلماء واحسن العلماء حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی جیش محمد برکاتی المعروف شیر نیپال

علیہ الرحمۃ والرضوان ہمارے دلوں کو غمزدہ کر کے ۲۸ ربیع النور شریف ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۶ نومبر ۲۰۱۹ء رات ۱۱ بجکر ۳۰ منٹ پر معبود حقیقی سے جا ملے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اورادھر عالم کو سوگوار غم واندوہ اور کرب واضطراب میں چھوڑ کر رخصت ہو گئے۔ حضور شیر نیپال کے وصال کی خبر صرف اولاد اور خویش واقارب ہی کے لئے باعث غم نہ ہوئی بلکہ اس جان لیوا خبر نے تو ایک دنیا کو فکر وغم میں ڈال دیا۔ حضور شیر نیپال کیا گئے کہ زمانہ اداس ہے۔ عروس حیات کا ہر لمحہ اداسی اور مایوسی کو وقف ہے۔ فضائیں اور ہوائیں برہنہ سر، حواس باختہ پھرتی ہیں۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ غموں کے محیط نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے اور خوشی نے زندگی سے اپنا رشتہ توڑ رکھا ہے۔ بے شمار آنکھیں غم ناک اور دل بےچین و بے قرار ہیں، اکناف واطراف میں سناٹا ہی سناٹا ہے۔

نبض گیتی رک گئی ہے آسماں خاموش ہے
ساز دل زیر وزبر ہے ساز جاں خاموش ہے

اللہ تعالیٰ حضور شیر نیپال کے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

شریک غم

فقیر عبد القادر برکاتی

حافظ محمد وصی احمد، حافظ محمد کاشف رضا

وجملہ اراکین دار العلوم نوریہ رضویہ، نوری چوک پواخالی ضلع کشن گنج، بہار

(55) مولانا عبد الوہاب بھاگلپوری، مدرسہ غوثیہ غریب نواز، ہری پور بازار ضلع بردوان (مغربی بنگال)

جس سے روشن ہوئے کروڑوں دل
چھپ گیا چاند وہ شریعت کا

آہ! طریقت کے بدر منیر، شریعت کا نیر اعظم، سنیت کا علمبردار، علم مصطفوی کا روشن چراغ یعنی مرشد برحق، آبروئے سنیت حضرت حافظ وقاری علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی المعروف حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون اللہ رب العزت ان کے درجات کو بلند فرمائے اور اہل خانہ وجملہ معتقدین ومریدین ومتوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حضرت کی نماز جنازہ کل بروز بدھ ۲۷ نومبر بعد نماز ظہر خانقاہ برکات لہنہ شریف جنکپور نیپال میں ادا کی جائیگی۔ لہٰذا اپنے مرشد کامل کے جنازہ میں شریک ہو کر اپنے لئے ذریعۂ نجات کا سامان مہیا فرمائے۔

العارض

عبد الوہاب سالک بھاگل پوری

ناظم اعلیٰ مدرسہ غوثیہ غریب نواز مری پور رانی گنج آسنسول (بنگال) ۲۶ نومبر ۲۰۱۹ء

(56) حضرت مولانا مفتی محمد شکیل القادری مصباحی، دارالعلوم قادریہ برکاتیہ ھسدرگہ کرناٹک (الھند)

دنیائے سنیت کے عظیم معتبر فقیہ خلیفہ حضور سید العلماء واحسن العلماء شیر نیپال مفتی اعظم نیپال حضرت علامہ مولانا مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمۃ کی جیسے ہی انتقال پر ملال کی خبر ملی فوراً ہی درسگاہ قادریہ برکاتیہ (ھسدرگہ کرناٹک) میں تعلیم موقوف کر کے قرآن خوانی وذکر ودعا کا سلسلہ شروع کر کے میں اور مولانا صفی اللہ صاحب نظامی (گولن پیٹ کرناٹک) بائی پلین جنکپور پہنچ گئے۔ الحمد للہ ہم لوگ کافی دیر تک حضرت کے نورانی چہرۂ مبارک سے مستفیض ہوتے رہے۔ بعدہ نماز جنازہ میں عوام و خواص وعلماء وصلحاء ومفتیان کرام اور حکومت نیپال کے حکمراں وافسران کی کثیر تعداد میں شرکت کو دیکھ کر دل میں خیال ہونے لگا کہ یقیناً اس جم غفیر سے مارہرہ مطہرہ کے بزرگان دین وبریلی شریف سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی روحیں بے پناہ خوشیوں کا اظہار کرتی ہوں گی۔ خیر اللہ تبارک وتعالیٰ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ کے درجات میں ترقی عطا فرمائے اور ان کے اہل خانہ ومریدین ومتوسلین وپسماندگان کو صبر جمیل مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین

محمد شکیل القادری مصباحی
دارالعلوم قادریہ برکاتیہ ھسدرگہ
ضلع چتر درگہ کرناٹک

(57) سنی علماء کونسل مدھوبنی (بہار)

آج مورخہ ۲۹ نومبر ۲۰۱۹ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ سنی علماء کونسل مدھوبنی کے صدر دفتر سنی مرکزی جامع مسجد بڑا بازار مدھوبنی میں حضور شیر نیپال کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کی غرض سے تعزیتی نشست رکھی گئی، جس میں کثیر تعداد میں شہر کے علماء وعوام شرکت کئے۔ تعزیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا عبد القیوم مصباحی کنوینر سنی علماء کونسل نے کہا کہ حضور شیر نیپال ایک بے باک عالم باعمل اور ایک پیر کامل کے ساتھ ساتھ حق گو عالم ربانی تھے اور لاجواب مناظر بھی تھے۔ انہوں نے پوری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں گزار دی۔ بعدہٗ حضرت قاری مولانا محمد شمیم انور وجناب ڈاکٹر معشوق انجم نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ بعدہٗ سنی علماء کونسل کے ناظم نشر واشاعت حضرت مولانا محمد ضمیر الدین رضوی نے کہا مستقبل میں حضور شیر نیپال ودیگر اکابرین اہل سنت کے نام سے بہت جلد ایک عظیم کانفرنس منعقد کی جائے گی جس میں ملکی پیمانہ پر علماء کی شرکت ہوگی۔

اس موقع پر انجمن اتحاد ملت کے بانی جناب محمد امان اللہ خان قادری وحاجی عبید اللہ وسمیع اللہ خان رضی ہاشمی، حاجی محمد ادریس دہلی، جاوید رضا وحاجی ریحان عالم، غلام محمد، چاند بابو اور سنی علماء کونسل کے دیگر ممبران شرکت کئے۔

محمد ضمیر الدین الرضوی (سنی علماء کونسل، مدھوبنی)
محمد امان اللہ خاں قادری (انجمن اتحاد ملت، بڑا بازار مدھوبنی)

(58) اساتذہ مدرسہ فیض القرآن مٹیہانی مہوتری (نیپال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

موت العالم موت العالم

اہلسنت و جماعت کا ایک اور چاند غروب ہو گیا

اناللہ وانا الیہ راجعون

لحد میں عشقِ رخِ شہ کا داغ لے کے چلے

اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

نہایت ہی رنج و غم کے ساتھ یہ اعلان کیا جارہا ہے کہ ضیغم رضویت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، قاطع شرک وبدعت، مناظر اہلسنت، محافظ امام اعظم، پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، رہنمائے قوم وملت، مفتی اعظم نیپال، محدث اعظم نیپال، فقیہ اعظم نیپال، قاضئ اعظم نیپال، قطب اعظم نیپال، تاجدار اعظم نیپال، خلیفہ سید العلماء، احسن العلماء، تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ الحافظ والقاری جیش محمد صاحب قبلہ صدیقی برکاتی نوری رضوی المعروف بہ حضور شیر نیپال رحمۃ اللہ علیہ بانی و مہتمم خانقاہ برکات لہنہ شریف جنکپور نیپال کا کل مورخہ 25/نومبر 2019 عیسوی رات گیارہ بجکر 30/منٹ پر وصال پرملال ہو گیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حضور شیر نیپال رحمۃ اللہ علیہ کی ترقی درجات فرمائے، غریق رحمت فرمائے آمین۔ بالخصوص انکے وارثین، مریدین، معتقدین، محبین کو صبر جمیل عطا فرمائے نیز ہم غرباء اہلسنت کو حضور شیر نیپال رحمۃ اللہ علیہ کا نعم البدل عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

(شرکاءغم)

ابوالضیاء غلام مصطفیٰ اختر القادری

حافظ محمد کاشف رضا برکاتی

سکریٹری مولانا ذاکر حسین رضوی

وجملہ معلمین و متعلمین، اراکین وممبران

مدرسہ فیض القرآن مٹیہانی مہوتری (نیپال)

(59) اساتذہ مدرسہ عربیہ نور العلوم، روشن روڈ (بنگلور)

حضور شیر نیپال علامہ مفتی محمد جیش صدیقی برکاتی مصباحی کی رحلت پر روشن مسجد، بنگلور میں ایک تعزیتی جلسہ شہر بنگلور کا مشہور دینی وتربیتی ادارہ ''مدرسہ عربیہ نور العلوم'' روشن مسجد، میسور روڈ، بنگلور میں شیر نیپال حضرت علامہ الحاج

مفتی محمد جیش قادری، برکاتی، مصباحی (خلیفہ حضور سید العلماء و احسن العلما و حضور تاج الشریعہ) کی رحلت کی خبر جیسے ہی صبح سوشل میڈیا کے توسط سے پہنچی، بعد نماز فجر فوراً قرآن خوانی کا انتظام کیا گیا۔ پھر ایک تعزیتی نشست ہوئی جس میں حضرت شیر نیپال کی زندگی کے اہم گوشوں کو اجاگر کرتے ہوئے ماہر درسیات، عالم نبیل، فاضل جلیل حضرت مولانا محمد صدر عالم قادری مصباحی (امام روشن مسجد) نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا ''حضرت نے ملک نیپال کی سرزمین پر دین وسنیت کا بڑا کام کیا ہے، آپ نے جس وقت نیپال کی سرزمین پر قدم رکھا وہ دھرتی علوم اسلامیہ سے بالکل ہی نابلد تھی، مسلمانوں کو نہ دین کی پہچان تھی اور نہ ہی اسلامی احکام سے آشنائی تھی۔ ایک بنجر زمین پر دن رات محنت کر کے عظیم کارنامہ انجام دیا، مسلمانوں کے اندر اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کی سعی بلیغ کی، اپنے مشن کو کامیاب بنانے کے لیے کئی مدارس ومکاتب کھولے، پورے ملک و بیرون ملک کا دورہ کیا۔
حضور شیر نیپال ایک عظیم مفسر، جلیل القدر محدث، مناظر اسلام، فقیہ اعظم نیپال، جید عالم دین، کہنہ مشق مفتی، مرشد برحق، حقیقی وارث انبیاء، صاحب قرطاس وقلم اور ایک ولی کامل تھے۔ علوم اسلامیہ کی بڑی بڑی کتابیں اپنے شاگردوں کو خود پڑھاتے تھے، ماہر مفتی تھے، آپ کے فتاویٰ کی کئی جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ آپ صاحب طرز ادیب بھی تھے۔ ان کی تحریر کی سحر طرازیاں جو اسلامی حکمت کے اردگرد گھومتی ہیں اہل نظر کو اپنے سحر میں گرفتار کر لیتی ہیں۔ حضور شیر نیپال کا رخصت ہونا اہل اسلام کا ناقابل تلافی نقصان ہے، آپ کی رحلت سے دل ودماغ مضطرب ہے، آپ کے کھو دینے کا احساس ہی جاں گسل ہے۔ حضور شیر نیپال کی موجودگی ہمارے سیتامڑھی، مظفر پور، مدھوبنی، دربھنگہ وغیرہ کے اطراف واکناف میں سنیوں کو ایک دھمک اور وزن کا احساس دلاتی تھی، خاص کر نیپال وہند کے مسلمانوں کے لیے حضرت کی ذات سرمایہ افتخار تھی، بالعموم پوری دنیائے سنیت کے لیے آپ کی ذات قابل تقلید نمونہ تھی۔ گزشتہ نصف صدی پر مشتمل ان کی خدمات کا لامتناہی سلسلہ اچانک ٹوٹ جانے سے ہند و نیپال کا پورا خطہ جوان کی خدمات کے زیر اثر تھا آج یتیم ہو گیا، اس کا احساس ہی ہمیں تڑپا جاتا ہے۔ آپ کی عظمت وبزرگی، کامرانیوں وفتوحات کی داستان بہت طویل ہے جس کا ذکر یہاں محل نہیں، بس اتنا ضرور کہوں گا کہ علم وفضل، تقویٰ وطہارت کا وہ جبل شامخ جسے میری آنکھوں نے دیکھا اس دور قحط الرجال میں شاید پھر سے نہ دیکھ سکیں۔ آپ کے چشمہ فیض سے میرا پورا علاقہ ہمیشہ سیراب رہا۔ اچانک آپ کی 25 نومبر ۲۰۱۹ء رات ۱۱:۳۰ بجے رحلت سے ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جسے پورا ہونا ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے۔ اس غم واندوہ کی گھڑی میں ہم ان کے وارثین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

آپ کی نماز جنازہ 27/نومبر 2019ء/ بروز بدھ بعد نماز ظہر خانقاہ برکات لہنہ شریف نیپال میں ۲/ بجے ادا کی جاۓ گی۔ اللہ اپنے حبیب کے صدقے آپ کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

واضح رہے کہ یہ تعزیتی جلسہ روشن مسجد کمیٹی کے صدر عالیجناب الحاج سید ناظم الدین وسکریٹری محمد لیاقت صاحبان ودیگر اراکین وممبران کی ایماء واجازت سے منعقد ہوا۔ آخر میں سلام ومصباحی صاحب کی رقت انگیز دعاء پر اس جلسہ کا اختتام ہوا۔ اس موقع پر حافظ وقاری محمد امجد رضا صابری، حافظ عرفان، شبیر، ارباز، سلطان، صدام، مناظر حسین وغیرہ موجود تھے۔

(60) مدرسہ محمدیہ عربیہ (جگدیش پور، بہار)

موت العالم موت العالم

ہماری جماعت کے معتمد عالم دین، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، شیر نیپال حضرت علامہ جیش محمد برکاتی صاحب کی وفات کی خبر سن کر نہایت غم ہوا۔ لانقول الا مایرضی ربنا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت شیر نیپال کی رحلت بلا شبہ علمی و روحانی دنیا میں عظیم خلا ہے، جس کا پر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت شیر نیپال کے ذریعہ کی گئی دین وسنیت کی ہر خدمت کو قبول فرمائے۔ آپ کے لواحقین، مریدین و معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اہل سنت کو آپ کا بدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

قاری محمد فخر الدین غزالی

رضوان احمد رضوی

(61) حضرت مولانا محمد فاروق رضوی صاحب، دار العلوم امام احمد رضا، کواری، سیتامڑھی (بہار)

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

موت العالم موت العالم

ہمارے لئے یہ خبر نہایت ہی افسوس ناک ہے کہ آبروئے اہل سنت، قاطع شرک وضلالت، حق گو، حق شناش، پابند شرع محبوب العلما، جماعت اہل سنت کی عظیم یادگار، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، خلیفہ حضور سید العلما واحسن العلما حضرت العلام الشاہ حضور جیش محمد المعروف حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بھی جماعت اہل سنت کے دیگر اکابر علمائے کرام کی طرح اپنے پسماندگان و وابستگان کو روتا بلکتا چھوڑ کر داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے جانے کا بے حد افسوس ہے، ان کے جانے سے ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا جس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ ان کے اہل خانہ کے غموں میں میرا ادارہ دار العلوم امام احمد رضا برضا نگر کواری پوسٹ مجھولیا اسٹیٹ ضلع سیتامڑھی بہار کے جملہ اساتذہ وطلبا برابر کے شریک ہیں اور صبر و ہمت کی تلقین کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اپنے محبوب بندوں کے طفیل انہیں غریق رحمت کرے اور ان کی قبر انور پر رحمتوں کی بارش برسائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
روح پر ان کی رہے باران رحمت صبح و شام
مہبط انوار یارب! ان کی تربت کو بنا

شریک غم

فقیر محمد فاروق رضوی، محمد ضیاء الدین برکاتی

خادم: ادارۂ اہل سنت دار العلوم امام احمد رضا، رضا نگر کواری، سیتامڑھی (بہار)

(62) حضرت مولانا نعمان اختر فائق جمالی صاحب (بہار)

حضرت مفتی جیش محمد رضوی قادری برکاتی کے انتقال پر ملال کی خبر وحشت اثر ملی بے ساختہ زبان پہ کلمہ استرجاع جاری ہوگیا۔ راقم السطور نے دوران وعظ و تبلیغ کئ بار شرف ملاقات کی سعادتیں حاصل کی ہیں، رہ رہ کے یاد ماضی کے جھڑوکوں سے ان کی اصاغر نوازیاں یاد آرہی ہیں۔ ان کا سانحہ ارتحال جماعت اہل سنت کے لئے ایک عظیم نقصان ہے۔ بالخصوص ملک نیپال کے لئے ایک نا قابل تلافی خسارہ ہے۔ ملک نیپال حضرت موصوف کی مسلکی مذہبی خدمات کو ان کی مقبولیت ومحبوبیت کے آئینہ خانے میں دیکھ کر ان کو مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا سپاہی، دین متین کا سچا خادم اور شیر نیپال کہنا بجا ہے۔ ان سے علمی فقہی اختلاف کے نتیجے میں ایک گروپ کا گرچہ اختلاف ہے مگر حقانیت وصداقت فیصل بورڈ کے کئے گئے فیصلے کی روشنی میں حضرت موصوف کو ہی سچا قائد گردانتا ہے اور نیپال کی جمہوریت واجتماعیت ان سے ہی پیار کرتی ہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام بخشے، نیز پسماندگان، صاحبزادگان ومتعلقین کو صبر جمیل بخشے۔

اداسیوں کی بھیڑ ہے، خوشی کہیں چلی گئی
ابھی ابھی وہ پاس تھی، ابھی کہیں چلی گئی

شریک غم

محمد نعمان اختر فائق جمالی، سربراہ دار العلوم فیض الباری، نوادہ وسجادہ نشیں خانقاہ جمالیہ رضویہ اشرفیہ چشتیہ قادریہ

(63) مفتی محمد فیروز عالم برکاتی، جامعہ تاج الشریعہ، برہی، جۓ نگر (بہار)

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

نہایت ہی رنج والم کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ آج بتاریخ 26 نومبر 2019ء کو رات گیارہ بجے مفتی اعظم نیپال، خلیفہ حضور سید العلما واحسن العلما الحاج الشاہ حضور جیش محمد صدیقی المروف بہ حضور شیر نیپال صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جن کی نماز جنازہ 27 نومبر بروز بدھ 2 بجے دن کو ان شاء اللہ لہنہ شریف میں ادا کی جائے گی۔ لہٰذا کثیر تعداد میں شریک جنازہ ہو کر دارین کی سعادتوں کو اپنے دامن میں سمٹیں۔ اللہ تعالیٰ مفتی اعظم نیپال کے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

شریک غم: مفتی محمد فیروز عالم برکاتی

(64) مدرسہ فیضان ملک العلما (مدھوبنی، بہار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم — موت العالم موت العالم

اہل سنت کا عظیم نمائندہ، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی جیش محمد صدیقی صاحب قبلہ آج ہماری ظاہری نمائندگی چھوڑ کر دنیائے فانی کو الوداع کہہ چکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس خبر کو سن کر ایسا لگا

کہ نیپال اور ہمارے علاقے کے تاج الشریعہ نہ رہے۔ یقینا اہل سنت آپ کے وصال پر ملال سے سوگوار ہے، اللہ غریق رحمت فرمائے اور اس خلا کو نعم البدل کے ذریعہ پر فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد عالم گیر برکاتی، محمد شاکر مصباحی، محمد نوشاد قادری

(65) مولانا محمد نور مصطفیٰ برکاتی (سرسنڈ)

گلشن اسلام کا باغباں جاتا رہا

ملت اسلامیہ کی آنکھوں کا تارہ، عرفان و آگہی کی کائنات کا روشن ستارہ، مقبول شیوخ بریلی و مارہرہ، خلیفہ سیدین کریمین، جسے دنیا حضرت علامہ الحاج مفتی جیش محمد صدیقی کے نام سے جانتی ہے اور عقیدت وشوق کی کائنات حضور شیر نیپال کے مبارک لقب سے یاد کرتی ہے۔

ہم نشیں تو نے کہیں تو نہیں دیکھا ہوگا

وہ تقویٰ پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے، علم و دانش کے ایک آفتاب تھے، ہزاروں طلبہ نے جن سے علمی پیاس بجھائی، لاکھوں بندگان خدا نے جن کے دست حق پرست پر بیعت کی، متعدد علمائے کرام کو جنہوں نے سند خلافت سے نوازا۔ تاحین حیات للّٰہیت اور جذبہ اخلاص کے ساتھ دین وسنیت کی خدمت انجام دیتے رہے۔

جب آپ مرض وصال میں تھے اور آپ کو ممبئی کے لیلاوتی ہاسپیٹل میں ایڈمٹ کر دیا گیا میرے والد بزرگوار حضور نائب شیر نیپال علامہ مفتی احمد حسین مدظلہ العالی کے پاس فون کال کا تانتا بندھ گیا، ہر کوئی یہی پوچھتا حضرت کی طبیعت کیسی ہے؟ والد مکرم جواب دیتے رہے، اسی اثنا میں والد محترم نے فرمایا ”لگتا ہے اب حضرت سے ملاقات نہیں ہو پائے گی۔“ اور ہوا بھی ایسا ہی 26 نومبر 2019ء رات کو ساڑھے گیارہ بجے لکھنؤ کے قریب وصال کی جانکاہ خبر وائرل ہوتے ہی ایسا لگا کہ احساس کی سرزمین پر زلزلہ آ گیا مگر کرتا کیا صبر کے سوا ”للّٰہ ما اخذ وما اعطیٰ و کل شئ عندہ الیٰ اجل مسمیٰ“

آپ کا طرۂ امتیاز یہ تھا جس کو حق سمجھا اس کے اظہار و اعلان میں کسی مصلحت کو دخل انداز نہ ہونے دیا، یہی وجہ ہے کہ جو لوگ زندگی میں ان کے بہت زیادہ قائل نہ تھے وہ بھی بعد وصال ان کے جلوس جنازہ کو دیکھ کر مبہوت رہ گئے اور برملا یہ کہنے لگے کہ نیپال میں کسی کی نماز جنازہ تو دور مسلمانوں کا اتنا بڑا شاندار مجمع کبھی دیکھا ہی نہ گیا۔

میرے خانوادہ پر ان کی عنایت قابل رشک تھی، ان کی رحلت سے محسوس ہو رہا ہے کہ دین وملت کا سورج غروب ہو گیا، لیکن سورج ڈوب بھی جائے تو کیا وہ دنیا سے دور بھلا جاتا ہے؟ یاد رکھیں ۔

جہاں میں مرد حق بیں بصورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے، ادھر ڈوبے ادھر نکلے

رب کریم ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے، رحمت خاص سے نوازے، تمام ارادت مندوں، قرابتداروں خصوصا

اولا دو احفاد کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میں سبھی کی خدمت تعزیت پیش کرتا ہوں۔

غم زدہ:

محمد نور مصطفیٰ برکاتی مصباحی، ناظم اعلیٰ جامعہ برکات الصالحات، سرسنڈ ستیا مڑھی (بہار)

(66) مولانا محمد اویس احمد صاحب قاضی شہر مدھوبنی (بہار)

92/786

موت العالم موت العالم

سیدی وسندی شیخ طریقت، رہبر راہ شریعت، مرشد برحق، مجاہد سنیت، فقیہ عصر حضرت علامہ الحاج الشاہ حافظ، قاری، مفتی، قاضی، محدث جیش محمد برکاتی قاضی القضاۃ ملک نیپال المعروف بہ شیر نیپال علیہ الرحمہ والرضوان کا وصال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ اہل سنت کی ان عبقری شخصیتوں میں سے ایک تھے جن کے علم وعمل، زہد وتقویٰ، حسن اخلاق پر خواص وعوام کو ناز تھا۔ آج ان کی جدائی پر جماعت اہل سنت کا ہر فرد سوگوار اور ہر گھر ماتم کناں ہے۔ دار العلوم اسلامیہ رضویہ ریام کے اساتذہ وطلبہ اس سانحہ ارتحال کی خبر ملتے ہی رنج وغم میں ڈوب گئے۔ یقیناً آپ کی رحلت سے پوری جماعت اہل سنت میں وہ خلا پیدا ہوا ہے جس کا پر ہونا مشکل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے حضرت کو غریق رحمت فرمائے، درجات کو بلند فرمائے اور ان کی فرقت میں سوگوار آپ کے جملہ اہل خانہ کو اور اہم اہل سنت کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ افراد اہل سنت اس مرشد برحق کے جنازہ میں جوق در جوق شریک ہو کر اپنی بخشش کا سامان کریں اور شیخ طریقت کے بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں، حاسدین کی باتوں پر کان نہ دھریں۔

الملتمس: خاکپائے شیر نیپال محمد اویس احمد رضوی مصباحی عفی عنہ

خادم دار العلوم اسلامیہ رضویہ، ریام (قاضی شہر مدھوبنی)

محمد اشفاق احمد رضوی، خادم دار الاسلامیہ رضویہ، ریام، مدھوبنی

محمد احسان ضیائی، محمد شفاء الدین رضوی نظامی، محمد علی احمد رضوی نظامی

(67) حضرت مولانا نوشاد احمد رضوی برکاتی ودیگر علمائے کرام

انتقال پر ملال

موت العالم موت العالم

مدتوں رویا کرینگے جام وپیمانہ تجھے

آہ صد! آہ نازش فکر وفن، علم وعرفان کا کوہ ہمالہ، جن کو دنیائے سنیت کئی صدیوں تک یاد کرے گی۔ ارے ہاں! وہی عاشق رسول وشیدائے غوث وخواجہ ورضا، محبوب الٰہی، خلیفہ حضور سرکار سید العلما مارہروی وحضور سرکار تاج الشریعہ جن کو دنیائے

سنیت پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، راز دار معرفت وطریقت، شیر رضا، گل گلزار قادریت وبرکاتیت، محبوب مارہرہ وبریلی، قاطع پھلواریت وصلح کلیت، سراپا خیر وبرکت، مرشد اعظم نیپال، مفتی اعظم نیپال، فقیہ اعظم نیپال المعروف بہ حضور سیدی شیر نیپال کے لقب سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ افسوس صد افسوس! آج وہی عالمگیر شہرت یافتہ عالم دین متین ہمارے درمیان نہیں رہے اور داعی اجل کو لبیک کہتے ہوے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

جو بیچتے تھے دوائے دل

وہ دوکان اپنی بڑھا گئے

نماز جنازہ کل یعنی 27 نومبر بروز بدھ سہ پہر 2 بجے ادا کی جائے گی، مقام خانقاہ برکات لہنہ شریف، ضلع دھنوشا نیپال

ابر رحمت انکی مرقد پر گہرے باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

صحافی نوشاد احمد رضوی صدیقی پھلہروی

خطیب وامام نوری جامع مسجد ازہری محلہ رامپور مدھواپور مدھوبنی

شرکاءغم

1۔ حضرت علامہ مفتی محمد فیروز القادری مصباحی، بانی ومہتمم جامعہ نبویہ ازہری محلہ رامپور مدھواپور مدھوبنی

2۔ حضرت حافظ وقاری محمد امان اللہ رضوی مدرس جامعہ ہذا

3۔ حضرت حافظ وقاری محمد مبارک حسین رضوی الحسینی مدرس جامعہ ہذا

4. مفتی غلام جیلانی ازہری

5. حضرت عبد الوکیل امجدی بردی باس نیپال ناظم تعلیمات ادارہ ھذا۔

6. خلیفہ حضور شیر نیپال مولانا اکرام الدین ازہری پوکھرا نیپال

7. حضرت حافظ وقاری محمد رحمت علی رضوی مدرس جامعہ ہذا

8. حضرت مولانا نشاط اختر محبوبی مدرس اردو پرائمری اسکول۔ ناظم شعبہ نشرواشاعت جامعہ ھذا رامپور مدھواپور

9. جناب محمد رفیق رضا انصاری صدر جامعہ نبویہ رامپور

10. جملہ طلبا وطالبات جامعہ نبویہ ازہری محلہ رامپور

11. جملہ اراکین الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ رجسٹرڈ رامپور مدھواپور

12. عزیزم دلشاد احمد فیضانی متعلم جامعہ نبویہ رامپور

(۶۸) قاضی سرہا مفتی محمد احمد رضا ثقافی (لہان)

786/92

موت العالم موت العالم

مفتی اعظم نیپال، وقار مملکت، استاذ الاساتذہ، شیر نیپال علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال پرملال دنیائے سنیت کا ایک عظیم خسارہ ہے، عصر حاضر میں اس خلا کا پر کرنا بہت مشکل ہے۔ زیارت حرمین شریفین سے واپسی کے موقع پر راستہ ہی میں آپ سخت علیل ہو گئے اور زیر علاج رہے، نیپال پہنچنے سے قبل راستہ ہی میں آپ کا وصال بھی ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور غریق رحمت فرمائے، متوسلین، لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد احمد رضا ثقافی

دار العلوم حنفیہ اشرفیہ، ضلع سرہا (نیپال)

(۶۹) مولانا جمال الدین ابدالی، دیوپور اروپیٹھہ (نیپال)

تعزیت نامہ

آئے تھے ہم مثل بلبل سیر گلشن کر چلے

سنبھال مالی باغ اپنا ہم تو اپنے گھر چلے

نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ آبروئے اہلسنت، محافظ مسلکِ اعلیٰ حضرت، سلطان المناظرین، استاذ الاساتذہ، پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، حضرت علامہ مولانا الحافظ القاری المفتی الحاج الشاہ جیش محمد صدیقی برکاتی المعروف حضور شیر نیپال کا وصال پرملال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یقیناً ملک نیپال آج وصال حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے یتیم ہو گیا، جن کی دعاء سے میری دنیا معطر ہو رہی تھی، سوکھی ہوئی ٹہنیوں میں کلی کھل رہی تھی، ایسے عظیم مرشد و مربی کا وصال سے امت مسلمہ میں جو خلا پیدا ہوا ہے اور آپ کی رحلت سے جو صدمہ اہل سنت کو ہوا ہے وہ بیان سے باہر۔

دعاء گو ہوں کہ اللہ ربّ العزت مرشدی، سیدی سرکار حضور شیر نیپال کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آخرت کی ہر منزل آسان فرمائے اور اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین

گدائے مرشد:

ناچیز محمد جمال الدین برکاتی ابدالی

27/نومبر 2019

(۷۰) علمائے ہری نگر سنسری (نیپال)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

موت العالم موت العالم

اہل سنت و جماعت کا ایک اور چاند غروب ہو گیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

نہایت ہی رنج و غم کے ساتھ یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ ضیغم رضویت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، قاطع شرک و بدعت، مناظر اہل سنت، پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، رہنمائے قوم و ملت، مفتی اعظم نیپال، محدث اعظم نیپال، فقیہ اعظم نیپال، قاضئ اعظم نیپال، خلیفہ سید العلماء و احسن العلماء و تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ الحافظ والقاری جیش محمد صاحب قبلہ صدیقی برکاتی نوری رضوی المعروف بہ حضور شیر نیپال رحمۃ اللہ علیہ بانی و مہتمم خانقاہ برکات لہنہ شریف جنکپور نیپال کا کل مورخہ ۲۵ر نومبر ۲۰۱۹ء رات گیارہ بج کر ۳۰ر منٹ پر وصال پر ملال ہو گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حضور شیر نیپال رحمۃ اللہ علیہ کو ترقی درجات فرمائے، غریق رحمت فرمائے آمین۔ بالخصوص ان کے وارثین، مریدین، معتقدین، محبین کو صبر جمیل عطا فرمائے، نیز ہم غرباء اہل سنت کو حضور شیر نیپال رحمۃ اللہ علیہ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شرکاء غم: ممبران و معاونین ھذا

منظوم تعزیت نامہ

(1) آہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ

مسلک کے شیر ، حامیِ ملت کہاں گئے
سر چشمۂ علومِ نبوت کہاں گئے

میرے فدائے تاجِ شریعت کہاں گئے
پابندِ شرع شیخِ طریقت کہاں گئے

نیپال و ہند دونوں ہی جن سے ہیں فیضیاب
وہ ماہِ علم و مہرِ فضیلت کہاں گئے

دنیائے بدعقیدہ میں تھا جن سے زلزلہ
وہ داعی و مناظر سنّت کہاں گئے

حق کے نقیب "جیشِ محمدؐ" تمہیں سلام
ہر شخص غمزدہ ہے کہ حضرت کہاں گئے

ہر عاشقِ رسول کی منزل بہشت ہے
ہم جانتے ہیں کر کے وہ رحلت کہاں گئے

ثاقبؔ وہ مصطفیٰ کی پناہِ کرم میں ہیں
کیسی یہ فکر ، کیسی یہ غفلت کہاں گئے

از: ثاقب القادری رضوی مصباحی

بانی و سربراہ "مدرسۃ النور" بنارس

(2) اشکوں کا سیلاب

آہ شیر نیپال، فخر اہل سنن، عاشق مصطفی، عطائے غوث و خواجہ، جلوۂ نوری، ضیائے برکات، فیض در اشرف، پیکر علم و فن، مرشد کامل، صاحب زہد و تقویٰ، ہمیں روتا بلکتا چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئے ؎

یہ کہنے کی بھی نہیں تاب، ہمکو چھوڑ گیا
جہانِ حق کا وہ مہتاب، ہم کو چھوڑ گیا

وصالِ جیش محمد کی جب خبر آئی
یہ سن کے سب ہوئے بیتاب، ہمکو چھوڑ گیا

تڑپ رہا ہے جگر ، اور اشک جاری ہیں
مثالِ ماہیِٔ بے آب ، ہمکو چھوڑ گیا

زمیں اداس، فلک غمزدہ ، فضا خاموش
ہیں شل زمانے کے اعصاب، ہمکو چھوڑ گیا

فراقِ مرشدِ کامل سہیں گے ہم کیسے
پکارے رو کے یہ احباب، ہمکو چھوڑ گیا
جسے جہانِ حقیقت میں دیکھتے تھے سبھی
وہ بن کے ایک حسیں خواب ، ہمکو چھوڑ گیا
اجالا جسکا تھا حق ساز و حق نواز تمام
وہ آفتابِ جہاں تاب، ہمکو چھوڑ گیا
ملا ہے جس کی قیادت سے سنیت کو عروج
وہ پاسبانی کا سیماب، ہمکو چھوڑ گیا
جہاں سے ہم کو ملی نسبتِ رضا کی کرن
ضیائے نوری کا وہ باب، ہمکو چھوڑ گیا
لُٹا کے گوہر برکات ،اہلِ عالَم پر
جہانِ فن کا وہ زرتاب ہمکو چھوڑ گیا
چراغِ عشق رسالت پہ جسکا تھا پہرہ
وہ دے کے حق کی تب و تاب ہمکو چھوڑ گیا
رہے گا اُس کی عطاؤں کا سلسلہ جاری
اگرچہ فن کا وہ میزاب ، ہمکو چھوڑ گیا
بہت شفیق و ملنسار و خوش ادا سیرت
کرم کا وہ گُلِ نایاب، ہمکو چھوڑ گیا
رہیں گے اس کی محبت میں ہم سدا مخمور
پلا کے ایسی مئے ناب ، ہمکو چھوڑ گیا
وہ شیرِ بیشۂ اسلام ، نازشِ نیپال
بَنا کے اوج کے اسباب، ہمکو چھوڑ گیا
ہمیشہ زیر کیا جس نے دشمنِ دیں کو
دیار حق کا وہ سہراب ہمکو چھوڑ گیا
وہ جس نے گلشن ملت کی آبیاری کی
خدا رکھے اُسے شاداب، ہمکو چھوڑ گیا

لحد میں خلد بریں کے حسین نظارے ہوں
رہے وہ فضل سے سیراب، ہمکو چھوڑ گیا
فریدی اُسکے اصولوں کو ہم نہ چھوڑیں گے
سکھا کے عشق کے آداب، ہمکو چھوڑ گیا

ازفریدی صدیقی مصباحی مسقط عمان

(3) چلے گئے

از: حضرت مولانا فرحت صابری

چرخ ولا کے نیر کامل چلے گئے ۔۔۔ صدق وصفا کے جوہر قابل چلے گئے
مارہرہ بلگرام مسولی و کالپی ۔۔۔ یعنی محب سبع سنابل چلے گئے
نیپال لے کے آئے جو برکاتی سلسلہ ۔۔۔ جو مسلک رضا پہ تھے عامل چلے گئے
اہل وفا واہل ضلالت کے درمیاں ۔۔۔ رکھا ہے جس نے نقطۂ فاصل چلے گئے
جو متقی و عابد شب زندہ دار تھے ۔۔۔ ہوتی تھیں جن سے نعمتیں حاصل چلے گئے
اپنے وطن میں مرشد برحق کے فیض سے ۔۔۔ رکھتے نہ تھے جو اپنا مماثل چلے گئے
سرکار دوجہان کے دشمن کے واسطے ۔۔۔ کرتے ہمیشہ قہر جو نازل چلے گئے
بیرون ملک نام کا جن کے تھا غلغلہ ۔۔۔ یعنی جو اولیاء میں تھے شامل چلے گئے
آتی ہیں یاد ان کی عطائیں ہمیں بہت ۔۔۔ فرحت ہمیں بنا کے وہ بسمل چلے گئے

(4) از: حضرت مولانا فرحت صابری

تھی رخ پہ جن کے نور کی تابش نہیں رہے ۔۔۔ کرتے تھے جو ہمیشہ نوازش نہیں رہے
روشن ضمیر پیر ،شریعت کے پاسباں ۔۔۔ کرتے رہے جو عمر بھر بخشش نہیں رہے
جو تھے حضور حافظ ملت کے معتمد ۔۔۔ جن کی جدا تھی طرز نگارش نہیں رہے
مشہور تھے جو عالم اسلام میں بہت ۔۔۔ تھی سب کے لب پہ جن کی ستائش نہیں رہے
آئیں گے پھر نہ لوٹ کر وہ کائنات میں ۔۔۔ خلد بریں ہے جن کی رہائش نہیں رہے
مسلک رضا کا ہاتھ سے چھوٹے نہ سنیو ۔۔۔ سب سے جو کر رہے تھے گزارش نہیں رہے
سینہ تھا جن کا نور ولایت سے ضوفشاں ۔۔۔ سنتے تھے جو بھی کی سفارش نہیں رہے

جس نے گذاری دہر میں بے لوث زندگی — جس نے نہ کی بھی ھی نمائش نہیں رہے
آنکھوں سے میری اشک جدائی نہ کیوں بہے — فرحت سراہتے تھے جو کاوش نہیں رہے

(5) گلہائے تعزیت

کتنا بڑا ہوا ہے خسارہ میں کیا کہوں — ٹوٹا ہے پھر سے ایک ستارہ میں کیا کہوں
اٹھا جنازہ جیش محمد کا جس گھڑی — کیسا عجیب تھا وہ نظارہ میں کیا کہوں
وہ جانے والا جیش محمد رضا کا شیر — برکاتیوں کا کتنا تھا پیارہ میں کیا کہوں
مارہرہ و بریلی پہ انگلی کوئی اٹھے — ہرگز نہیں تھا اس کو گوارہ میں کیا کہوں
شیر رضا کی اتنی پذیرائی کیوں ہوئی — بس قارئین سمجھیں اشارہ میں کیا کہوں
مرد فقیر شیرے رضا قائد جسری — نظمی میاں نے کہہ کے پکارا میں کیا کہوں
فکر رضا کی نشرواشاعت کے واسطے — نسلوں کو اس نے کیسے ابھارا میں کیا کہوں
اس کے مخالفوں کو ملی ہر جگہ شکست — کیوں کہ آج تک کسی سے نہ ہارا میں کیا کہوں
عالم فقیہ اہل قلم شاعر وادیب — کس کس کو کیسے سنوارا میں کیا کہوں
گوہر عظیم جیش محمد کی ذات ہے — اک بار کہہ چکا ہوں دوبارہ میں کیا کہوں

ازقلم: حضرت محبوب گوہر سیتامڑھی بہار

(6) بوحنیفہ کے چمن کا باغباں جاتا رہا

از: حضرت مولانا محمد اشرف رضا صدیقی بھیموآں سیتامڑھی مقیم تریکرہ (کرناٹک)

بوحنیفہ کے چمن کا باغباں جاتا رہا — مسلک اھل سنن کا پاسباں جاتا رہا
کشتیٔ ملت کا پھراک بادباں جاتا رہا — مسلک احمد رضا کا ترجماں جاتا رہا
محفل اھل سنن کو آج سونا چھوڑ کر — رضویت، برکاتیت کا نگہباں جاتا رہا
میتھلا کی سرزمیں کو گل بداماں چھوڑ کر — گلستان علم وفن کا گلفشاں جاتا رہا
اتباع مصطفیٰ تھی تیری ساری زندگی — ہوکے تو بزم جہاں سے کامراں، جاتا رہا
جسکی رحلت سے ہیں اشرف اھل ایماں سوگوار — وہ ہمارا پیشوا و مہرباں جاتا رہا

اخبار کی رپورٹ:

(1) مفتی جیش محمد صدیقی کا انتقال، تدفین آج (روزنامہ سہارا، مدھوبنی)

مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی کے سانحہ ارتحال کی خبر سے ضلع کے ارباب حل وعقد اور مدارس اسلامیہ سوگوار ہے اور ہر طرف صف ماتم چھائی ہوئی ہے۔ مدرسہ مظہر العلوم اسلام پور چھچھوا بسفی کے استاذ سلمان فارسی ایوارڈ یافتہ مولانا حشمت امجدی پوکھریروی اور انجمن اتحاد ملت، مدھوبنی کے سرپرست امان اللہ خان قادری اس حادثہ سے سخت غمگین ہیں۔ انہوں نے تعزیتی پیغام کے ذریعے اپنے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت شیر نیپال جماعت اہل سنت کے جید عالم دین، مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی اور لاکھوں مریدین کے مرشد برحق تھے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آج ہمارے سروں سے ایک ایسے عالم ربانی کا سایہ اٹھ گیا جس کا وجود ہمارے لئے باعث برکت تھا۔ شیر نیپال کے وصال پر ان لوگوں نے کہا ہے کہ ایک عالم کی موت عالم کی موت ہے۔ ان لوگوں نے حضرت کے وصال کو اہل سنت کا ایک عظیم خسارہ بتاتے ہوئے کہا کہ اس کی تلافی مشکل ہے۔ تعزیت پیش کرنے والوں میں محمد عالم انصاری، محمد گلاب، وارڈ کمشنر سمیت اللہ خان، غلام محمد عرف ننھے، محمد چاند اور قیصر عرف منٹو، مولانا انظار صاحب اور مولانا مختار وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

واضح رہے کہ آج بروز بدھ بعد نماز ظہر لوہنا میں حضرت کی تکفین کا عمل ہوگا۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں جماعت اہل سنت کے لوگوں کی شرکت ہوگی۔

(2) شیر نیپال مولانا جیش محمد صدیقی کا انتقال، تجہیز وتدفین آبائی وطن میں آج

مرحوم امراض گردہ میں مبتلا تھے، عمرہ کے بعد واپسی کے سفر میں ممبئی میں بیمار ہوئے، ایمبولینس سے وطن لائے جانے کے دوران لکھنؤ میں آخری سانس لیا۔

نیپال کے مشہور عالم دین، مناظر اور شیخ طریقت مفتی جیش محمد برکاتی کا پیر کی دیر شب انتقال ہوگیا۔ ان کی عمر تقریبا ۸۰؍ سال تھی۔ اپنے مناظرانہ مزاج اور بے باک طبیعت کی وجہ سے وہ برصغیر کے مخصوص حلقوں میں شیر نیپال کے لقب سے مشہور تھے۔ پسماندگان میں ایک بیوہ، پانچ بیٹے، دو بیٹیوں کے علاوہ ہزاروں شاگردوں اور مریدین ومتوسلین کی کثیر تعداد شامل ہے۔ ان کی نماز جنازہ بدھ کو بعد نماز ظہر خانقاہ برکات لہنہ (جنکپور دھام، نیپال) میں ادا کی جائے گی۔ سوگوار خاندان کے قریبی ذرائع کے مطابق مرحوم اکتوبر میں عمرہ وزیارت کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے تھے۔ ۱۴؍ نومبر کو ممبئی واپسی ہوئی جہاں ان کی طبیعت خراب ہوگئی۔ علاج کے لئے ناسک کے ایک اسپتال میں داخل کئے گئے مگر طبیعت میں سدھار نہ ہونے پر ممبئی کے لیلاوتی اسپتال میں بھرتی کرایا گیا۔ جانچ کے بعد معلوم ہوا کہ ان کے گردے فیل ہوگئے ہیں۔ ڈاکٹروں کے مشورے سے ان کو بذریعہ ایمبولینس نیپال لایا جا رہا تھا۔ اسی دوران راستے میں ہی لکھنؤ کے قریب وہ مالک حقیقی سے جا ملے۔ پسماندگان میں پانچ صاحبزادے مولانا ضیاء المصطفیٰ ازہری، فداء المصطفیٰ، مولانا رضا، المصطفیٰ ثناء المصطفیٰ اور ذکاء اللہ اور دو صاحبزادی راشدہ خاتون اور ساجدہ خاتون شامل ہیں۔

مرحوم اپنے وقت کے جید عالم دین،فقیہ، نامور مدرس اور شیخ طریقت تھے۔ان کی دینی و تبلیغی خدمات کا دائرہ نصف صدی پر محیط ہے۔آپ کی ولایت ۵؍مارچ ۱۹۴۳ء کو ہوئی۔ابتدائی تعلیم اپنے چچا مولانا جمشید صدیقی سے حاصل کی،مدرسہ مصباح العلوم علی پٹی اور مدرسہ اشرف العلوم کنہواں میں حفظ و تجوید قرآن کی تعلیم حاصل کی۔اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم علیمیہ دامودر پور مظفر پور میں داخلہ لیا اور وہاں سے منظر اسلام بریلی شریف تشریف لے گئے۔پھر الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں داخل ہوئے اور ۱۹۶۵ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔آپ کو حضور سید العلماء سید آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی سے شرف بیعت حاصل تھی۔حضرت سید آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی کے علاوہ احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی،مولانا شاہ سید آل رسول حسنین میاں نظمی،شہزادہ قطب مدینہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن انصاری مدینہ شریف اور تاج الشریعہ شاہ مفتی اختر رضا خاں ازہری سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں اور فتاویٰ برکات کے نام سے آپ کے فتاوے کا مجموعہ دو جلدوں میں شائع ہوا۔درجن بھر مساجد و مدارس کے بانی تھے۔آپ نے ہندوستان کے علاوہ ترکی،ایران،عراق،شام اور مصر کے تبلیغی اسفار کئے۔چار مرتبہ مصر کا سفر کا دورہ کیا۔خصوصی طور پر ہندو نیپال کا سرحدی علاقہ آپ کا حلقہ اثر رہا ہے،جبکہ ملک کے دیگر ریاستوں میں آپ کے مرید و متوسلین ہیں۔ان کے انتقال پر ہندو نیپال کے مدارس و مکاتب میں ایصال ثواب کی مجلسیں منعقد ہوئیں۔جبکہ اظہار تعزیت کرنے والوں میں محدث کبیر مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری گھوسی،مفتی نظام الدین رضوی صدر المدرسین الجامعۃ الاشریہ مبارک پور،خیر الاذکیا حضرت مولانا احمد مصباحی ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ،مفتی محمد عثمان،مفتی نور الہدیٰ فیضی قاضی شہر سیتامڑھی،مفتی محمد رضا مصباحی،مولانا قیس رضا مصباحی،مولانا حشمت رضا امجدی اور مولانا غلام مرتضی کے نام شامل ہیں۔(اخبار)

(3) ہزاروں علماء کی موجودگی میں مفتی جیش محمد برکاتی مصباحی سپرد خاک متعدد مدارس و خانقاہوں میں تعزیتی نشست و ایصال ثواب کا پروگرام ہوا۔

روز نامہ سہارا گورکھپور 28 نومبر 2019 جمعرات)

پڑوسی ملک نیپال کے مشہور عالم دین شیخ طریقت مفتی جیش محمد برکاتی مصباحی کا گذشتہ شب مختصر علالت کے بعد انتقال ہو گیا ان کی عمر ۸۰؍سال تھی۔برصغیر کے علمی حلقوں میں انہیں شیر نیپال کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔آج بعد نماز ظہر ہزاروں علماء و عوام نے پرنم آنکھوں سے سپرد خاک کیا۔ان کی آخری رسومات میں اتر پردیش بہار سمیت مختلف ریاستوں سے ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔انتقال کی خبر سن کر جامعہ قمر النساء نسواں کالج روہنی گاؤں چین پور بھیرہ وا میں ایصال ثواب و تعزیتی اجلاس ہوا جس میں خطاب کرتے ہوئے ادارہ ہٰذا کے ناظم تعلیمات مولانا غیاث الدین احمد مصباحی نے کہا کہ مفتی جیش محمد برکاتی المعروف شیر نیپال ایک جید عالم دین اور جماعت اہل سنت کے سچے داعی تھے۔آپ نے اپنی پوری زندگی دین کی بے لوث خدمت میں گزار دی۔آپ کے تلامذہ اور مریدین میں ہزاروں علماء حفاظ ائمہ و مفتیان کرام شامل ہیں۔مولانا اختر رضا مصباحی نے کہا کہ مفتی جیش محمد برکاتی کی دینی و ملی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا،اس محسن کو خراج عقیدت پیش کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان

کے مشن کو آگے بڑھایا جائے۔اس موقع پر الحاج محمد امین، حاجی شمشاد احمد، ماسٹر حیدر علی، حاجی معین الحق، مولانا غلام سرور شمس الحق، رضوان الحق وغیرہ موجود تھے۔اسی طرح مدرسہ عربیہ سعید العلوم میں تعزیتی پروگرام مولانا سید علی پرنسپل ادارہ ہٰذا کی صدارت اور مولانا الحاج محمد ناصر الدین برکاتی مصباحی کی نظامت میں ہوا۔اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مولانا نور محمد جامعی نے کہا کہ مفتی جیش محمد کی دینی وتبلیغی خدمات کا دائرہ نصف صدی پر محیط ہے۔اللہ رب العزت ان کی دینی وملی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلی مقام فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔جامعہ رضویہ نور العلوم سول لائن، دار العلوم اہل سنت اشاعت الاسلام، دار العلوم عزیزیہ مظہر العلوم، جماعہ اقرا گلشن برکات نسواں، دار العلوم احمدیہ سراج العلوم، مدرسہ عزیز العلوم لکشمی پور مدرسہ عباسیہ ضیاء العلوم مٹھور، مدرسہ عربیہ عطاء الرسول سسواں وغیرہ میں بھی تعزیتی نشست وایصال ثاب کا پروگرام ہوا۔اظہار تعزیت کرنے والوں میں علامہ محمد احمد مصباحی، مولانا محمد نعیم الدین عزیزی، ملانا الحاج محمد معین الدین قادری، مولانا شیر محمد قادری، مولانا وصی اللہ رضوی، مولانا سراج الدین ثقافی، مولانا عبد المصطفیٰ خاں مولانا ضیاء الدین نظامی، مولانا غیاث الدین خاں، ضلع صدر آل انڈیا ٹیچرس ایسوسی ایشن مہراج گنج مولانا صفی اللہ خاں ضلع صدر ٹیچرس ایسوسی ایشن مدارس عربیہ اتر پردیش، مولانا ضیاء المصطفیٰ نظامی آل انڈیا بزم نظامی مولانا الحاج منور حسین مصباحی سرپرست خانقاہ برکاتیہ عزیزیہ اشرفیہ، حافظ محمد بہاء الدین خاں، مولانا عابد علی اشرفی ماسٹر محمد شمیم علاقائی میڈ یا انچارج علماء مشائخ بورڈ مولانا مظہر علی مولانا فیاض احمد وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

(4) سنت کبیر نگر: ضلع قاضی شریعت علامہ ومفتی الحاج اختر حسین قادری نے نیپال کے مجاہد سنیت مفتی جیش محمد برکاتی کے سانحہ ارتحال پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم کا وصال جماعت اہل سنت کا ایسا نقصان ہے جس کی تلافی مشکل سے ہو سکے گی۔مرحوم نے ملک نیپال میں اسلام کی بے شمار علمی، تعمیری اور تبلیغی خدمات انجام دی ہیں۔مرحوم ایک جید عالم دین، اور مبلغ تھے۔مرحوم کا شمار ہندوستان کے اکابرین اہل سنت میں ہوتا ہے۔

(5) عوامی نیوز، کولکاتہ:

عالم اسلام کی عبقری، متبحر، متدین شخصیت مفتی اعظم نیپال حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ کا 25/نومبر 2019ء رات ساڑھے گیارہ بجے وصال پُر ملال ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ کا سانحۂ ارتحال عالم اسلام کے لئے ایک زبردست خسارہ اور باعث رنج وغم ہے۔ملک نیپال اور ہندوستان بھر میں بالخصوص بہار، بنگال، یوپی، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، کرناٹک میں کثرت کے ساتھ آپ کے مریدین، معتقدین محبین پائے جاتے ہیں، آپ کے وصال کی خبر سب کے لئے کسی پہاڑ کے بوجھ سے کم نہیں۔موصوف ایک پابند شریعت وسنت عالم ربانی تھے۔خانقاہ مارہرہ مطہرہ کے سادات میں حضور سید العلما اور احسن العلما اور بریلی شریف کے حضرت تاج الشریعہ سے آپ کو اجازت وخلافت کا تمغہ حاصل تھا۔درجنوں دینی، علمی، فقہی، اصلاحی، اور تحقیقی کتابوں کے آپ مصنف ومرتب تھے، ہزاروں فتاوے آپ کے نوک قلم سے معرض وجود میں آئے، بہت سے مدارس ومساجد کے آپ بانی وسرپرست تھے، لُہنہ جنک پور نیپال میں آپ نے ایک عظیم الشان دار العلوم وخانقاہ

کی بنا ڈالی۔آپ کی ذات بے شمار اوصاف وکمالات کے جامع تھی،نہایت خلیق،نرم خو،ملنسار،خرد نواز اور خوش مزاج تھے۔آپ تاعمر دین اسلام کی پُرخلوص خدمت انجام دیتے رہے۔آپ کے وصال سے نہ صرف عوام بلکہ جماعت علما میں بھی صف ماتم بچھ گئی ہے۔واضح ہو کہ حضرت موصوف عمرہ کر کے ممبئ پہنچے تھے ابھی گھر بھی نہ پہنچ سکے تھے کہ ممبئ ہی میں طبیعت بگڑ گئی،اسپتال میں ایڈمیٹ ہوئے،علاج ومعالجہ چلتا رہا،پھر ایمبولینس کے ذریعہ آپ کو اپنے وطن مالوف لہنہ جنک پور نیپال کے لئے لے جایا جا رہا تھا کہ لکھنو کے آس پاس رات ساڑھے گیارہ بجے حالت مسافرت ہی میں آپ اللہ کو پیارے ہو گئے۔حضرت کے ایصال ثواب کے لئے دارالعلوم رضائے مصطفی ٹیا برج کولکاتا بنگال میں قرآن خوانی ہوئی اور ایک محفل منعقد ہوئی،جس میں موصوف کے لئے ایصال ثواب اور آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پُرنم آنکھوں سے پیش کیا گیا۔دارالعلوم کے صدر مفتی خلیفۂ شیر نیپال حضرت مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی صاحب قبلہ نے اس حادثۂ فاجعہ پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور کہا کہ شیر نیپال رحمہ اللہ کا وصال ایک نا قابل تلافی نقصان ہے۔مفتی صاحب کی رقت انگیز دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔دارالعلوم کے اساتذہ وطلبہ نے اس میں شرکت کی۔‘‘

(زاہد حسین)

تیئیسواں باب

مضامین

ومقالات اہل علم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی

اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی

اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

مضامین ومقالات اہل علم

شیر نیپال کچھ یادیں کچھ باتیں:

ازقلم: نواسۂ حضور شیر نیپال حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ برکاتی مصباحی

کامل ولی اور حقیقی مرشد کی نشانی یہ ہے کہ جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے اور جس کی زندگی شریعت مطہرہ پر عمل کی سچی تصویر ہو اور جس کی ہر ادا سنت مصطفی ﷺ کی یاد دلائے۔ یقیناً میرے نانا سیدی وسندی، پیر طریقت، رہبر شریعت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، قاضی القضاۃ، مرشد اعظم نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات اقدس انھیں بابرکت شخصیتوں میں سے ایک ہے۔ آپ کے بارے میں بلا جھجک یہ کہا جا سکتا ہے کہ صاحب بہار شریعت حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے پیرومرشد کے لیے جن شرطوں کا ذکر فرمایا ہے وہ تمام شرائط آپ کے اندر موجود تھیں۔ آپ ظاہری علوم کے عالم اور باطنی اسرار و رموز سے واقف تھے۔ زندگی بھر شریعت اور طریقت کے راستے پر سختی کے ساتھ گامزن رہے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مشہور قول ہے:

من تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن جمع بينهما فقد تحقق"

ترجمہ: جس نے تصوف کو اپنایا اور علم فقہ سے بے خبر رہا وہ زندیق ہوا اور جس نے علم فقہ کو سیکھا اور تصوف پر عمل نہیں کیا وہ فاسق ہوا اور جس نے دونوں کو جمع کر لیا اس نے حقیقت کو پالیا۔

اس قول مشہور کے مطابق حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو مثل آفتاب ظاہر ہو جائے گا کہ آپ علم فقہ اور تصوف دونوں میدانوں میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ آپ نے جہاں حضرت علامہ سید افضل حسین مونگیری، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت عبد العزیز محدث مرادآبادی، علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی، مفسر قرآن عبد اللہ خان عزیزی، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی اور علامہ مولانا کاظم علی بستوی علیھم الرحمۃ والرضوان جیسے اپنے زمانے کے مشہور علمائے کرام ومشائخ عظام سے علوم شریعت کا درس لیا اور مروجہ فنون میں مہارت حاصل کی وہیں خانقاہ مارہرہ کے آفتاب و ماہتاب نقیب ملت حضور سید العلما سید آل مصطفی قادری برکاتی ومرشد اعظم ہند حضور احسن العلما سید مصطفی حیدر حسن قادری برکاتی اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں نوری برکاتی علیھم الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ سے علوم طریقت اور راہ سلوک کا فیض پایا جو ماضی قریب کی ایسی ممتاز اور مایہ ناز ہستیاں ہیں جن کی ایک نگاہ دل کی دنیا بدلنے کے لیے کافی تھی۔

میں کیا لکھوں اپنے نانا جان کے متعلق، جو بھی لکھوں گا کم ہوگا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ ہمارے درمیان موجود ہیں مگر ہمیں نظر نہیں آتے۔ آج بھی آپ کا چمکتا ہوا بارعب چہرہ، گلاب کی طرح کھلتا ہوا گندمی رخسار، نور ٹپکتی ہوئی سفید داڑھی، جھکی ہوئی سرمہ آمیز آنکھیں، مسکراتے ہوئے ہونٹوں کے اندر چمکتے ہوئے دانت، سر پر سجا ہوا عمامہ شریف، جبہ مبارکہ سے آنے والی خوشبو، باوقار شخصیت، محافل ومجالس کی نصیحت آموز باتیں اور آپ کی ہر ادا ہماری نگاہوں میں گردش کر رہی ہے۔

جن لوگوں نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو قریب سے دیکھا ہے، ان کی خلوت وجلوت کا مشاہدہ کیا ہے اور ان کے ساتھ شب وروز گزارا ہے وہ ضرور گواہی دیں گے کہ آپ اسلاف کرام کے عکس جمیل تھے۔ خلوص وللّٰہیت اور صبر واستقامت کے پہاڑ تھے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا جذبہ آپ کی رگوں میں سمایا ہوا تھا۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت اور سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے فروغ کی دُھن میں مست رہتے تھے اور انھیں نیک کاموں میں آپ نے مکمل زندگی گزار دی۔

آپ کی شخصیت اہل سنت کے عام وخاص کسی طبقے میں تعارف کی محتاج نہیں، جہاں آپ اپنی تحقیق، فتاویٰ نویسی، مناظرے، طرز استدلال، علمی مباحث، تصنیفات اور عالمانہ وقار کی وجہ سے خواص کے درمیان اپنی الگ پہچان رکھتے تھے وہیں خطابت، تبلیغ، تربیت، مسائل کا حل اور ارشاد واصلاح کے نرالے انداز نے عوام کے بیچ آپ کو انتہائی مقبول بنا دیا تھا۔ لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ محفل میں صرف آپ کی موجودگی بھی کامیابی کی ضمانت مانی جاتی تھی۔

حضور سید العلما اور حضور حافظ ملت علیہما الرحمۃ والرضوان نے نیپال اور اطراف کی سرزمین کے لیے آپ کو منتخب فرمایا تھا۔ دونوں حضرات نے آپ سے خدمت دین کی بہت ساری امیدیں باندھی تھیں آپ ان پر سو فیصد کھرے اترے، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ دونوں بزرگوں کی نگاہ ولایت دیکھ رہی تھی کہ آپ کے ذریعہ اس خطے میں دین وسنیت کی عظیم خدمت ہونے والی ہے۔

۱۹۶۶ء میں ہندوستان کی مشہور ومعروف درس گاہ مرکز علم وفن دار العلوم اہل سنت اشرفیہ مصباح العلوم میں جماعت فضیلت کی دستار بندی کے موقع پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ آپ مقدمۃ الجیش ہیں اور تن تنہا نیپال کے لیے لشکر اسلام ہیں، اس لیے آپ آگے آئیے سب سے پہلے آپ کی دستار بندی ہوگی، پھر آپ نے اور حضور سید مظفر حسین کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے آپ کے سر پر دستار فضیلت سجائی اور دعاؤں سے نوازا۔ کچھ دنوں بعد سرزمین جنک پور پر ملک نیپال کا پہلا تاریخ ساز جلسہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے ۱۳۹۴ ہجری مطابق ۱۹۷۴ء میں منعقد ہوا جس کی سرپرستی حضور سید العلما علیہ الرحمہ اور صدارت حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے فرمائی۔ حضور حافظ ملت نے اپنے شاگرد رشید کی کامیابی اور خدمت دین کا مشاہدہ کیا تو خوشی سے جھوم اٹھے اور حضرت مفتی عبد الواجد علیہ الرحمۃ سے نجی محفل میں مخاطب ہو کر فرمایا:

''مولانا جیش محمد صدیقی صاحب ایک قابل عالم دین ہیں، ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس علاقہ میں ان کے ذریعہ سنیت کی تبلیغ واشاعت ہوگی۔''(۱)

---

(۱) کتاب تاجدار نیپال، ص:۱۶، مصنف: مفتی عبد السلام امجدی برکاتی

یقیناً آج جو ملک نیپال میں اہل سنت کی بہار ہے، مسلک اعلیٰ حضرت سے عوام کا رشتہ مضبوط ہے، اچھی تعداد میں قابل علمائے کرام کی ٹیم تیار ہوچکی ہے، لوگ اپنے بچے اور بچیوں کو دینی مدارس میں بھیج رہے ہیں، ہر طرف نبی پاک ﷺ اور اولیائے کرام کے ناموں سے محفلیں منعقد ہو رہی ہیں، بڑی بڑی کانفرنس ہو رہی ہے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ سلاسل حقہ سے جڑے ہوئے ہیں اور جڑتے جارہے ہیں، خصوصاً سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ کا جو فروغ ہوا ہے ان کا سہرا آپ کے سر جاتا ہے اور یہ خوش گوار تبدیلی آپ ہی کی تقریباً ۵۵ برسوں کی محنت اور انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ہر سچائی پسند انسان آپ کی اس خدمت کا اعتراف کرے گا اور زندگی بھر آپ کا احسان مند رہے گا۔

حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان بریلی شریف علیہ الرحمہ نے آپ کی خدمت کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ نیپال میں جو سنیت کا باغ و بہار دیکھ رہے ہو وہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی کے دم قدم سے ہے۔ جیسا ان کا نام ہے وہ اپنے نام کے مطابق محمد ﷺ کے لشکر ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کے سپاہی نہیں بلکہ دین کے لشکر ہیں۔ انھوں نے اس دیار میں جو پہچان مسلک اعلیٰ حضرت کی قائم رکھی ہے اس پہچان کو آپ لوگ بھی قائم رکھیں اور انھوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کا جو جھنڈا بلند کیا ہے اس جھنڈے کے نیچے رہیں۔ آج جو ان کے جھنڈے کے نیچے رہے گا کل وہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے کے نیچے رہے گا۔(۱)

دینی و علمی خدمات:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی دینی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے اگر یہ کہا جائے تو مناسب ہوگا کہ آپ کی پوری زندگی خدمت دین سے ہی عبارت تھی۔ ۱۹۶۶ء میں دارالعلوم اہل سنت مصباح العلوم سے تعلیم مکمل کرتے ہی دارالعلوم علیمیہ دامودر پور ضلع مظفر پور میں درس و تدریس میں لگ گئے۔ ایک سال کے بعد اہل جنک پور کی درخواست پر جنک پور تشریف لے آئے۔ اس وقت شہر میں اہل سنت و جماعت کا کوئی مشہور ادارہ نہیں تھا، صرف ایک مکتب اصلاح المسلمین کے نام سے خستہ حالت میں موجود تھا۔ آپ نے اسے پھر سے زندہ کیا اور آہستہ آہستہ درس نظامی کی تعلیم بھی شروع کردی اور دیکھتے ہی دیکھتے قاعدہ سے درس بخاری تک کی تعلیم ادارے میں ہونے لگی۔ علم کی تلاش میں نیپال اور ہندوستان کے مختلف علاقوں سے طلبہ یہاں آنے لگے اور علم کی پیاس بجھانے لگے۔ آپ نے اپنی بے لوث خدمت اور انتھک کوششوں کی بدولت ادارے کو اس مقام پر پہنچا دیا کہ مکتب جامعہ میں تبدیل ہوکر جامعہ حنفیہ غوثیہ کے نام سے پورے نیپال میں مشہور ہوگیا۔

درس و تدریس کے علاوہ فتاویٰ نویسی کے ذریعہ لوگوں کے مسائل حل فرماتے اور مختلف علاقوں میں جا کر دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ میلاد کی محفلوں میں تشریف لے جاتے اور اپنے پر اثر خطاب اور دل میں گھر کر جانے والی نصیحت آموز باتوں سے لوگوں کو دین کی طرف مائل کرتے تھے۔ انھیں حق و باطل کی پہچان بتاتے اور شریعت کی راہ دکھاتے تھے۔ لوگوں کو دینی تعلیم کا شوق دلاتے اور کوشش کرتے کہ ہر گھر سے ایک بچہ دینی تعلیم کی طرف آجائے تاکہ لوگ اسلام کی ضروری تعلیمات سے آگاہ

(۱) مفتی اعظم نیپال، ص:۵۱، مصنف، الحاج مفتی احمد حسین برکاتی

رہیں، شرعی حدود کو جانیں اور کم سے کم بنیادی عقائد اور ضروری مسائل سے واقف ہو جائیں۔

علاقے میں آپ کی محنت رنگ لائی اور لوگ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلانے لگے، اپنے بچوں کو حافظ، عالم بنا کر ایمان و عقیدے کا تحفظ کرنے لگے۔ آپ نے علما کی نئی ٹیم تیار کی اور دعوت وتبلیغ کی تربیت دے کر انھیں مختلف علاقوں میں دین کی ترویج و اشاعت کے لیے بھیجا۔ آپ کی وجہ سے نیپال کے پہاڑی علاقوں میں بھی دین وسنیت کا کام تیزی سے ہونے لگا۔ جن علاقوں میں اہل سنت کا نام ونشان نہ کے برابر تھا ان میں بھی مسلک اعلیٰ حضرت کا پیغام پہنچنے لگا۔ آپ نے اور آپ کے شاگردوں نے نیپال اور بہار کے مختلف علاقوں میں بہت سے نئے مکاتب و مدارس قائم کئے جن کے ذریعہ علم کی روشنی چہار جانب پھیل رہی ہے۔ اپنے گاؤں لہنہ شریف میں خانقاہ برکات کے نام سے ایک تین منزلہ وسیع وعریض عمارت تعمیر فرمائی جو ملک نیپال کی پہلی خانقاہ ہے اور اس میں فی الوقت بچوں کی دینی تعلیم ہو رہی ہے اور شاہ برکات کے نام سے ایک تین منزلہ مسجد اور بچیوں کی تعلیم کے لیے ایک دو منزلہ جامعہ برکات الزہرا کا قیام فرمایا، جس میں سو سے زائد بچیوں کی تعلیم وتربیت، قیام وطعام کے ساتھ باصلاحیت معلمات کی نگرانی میں ہو رہی ہے۔ آپ کی خدمت کا ثمرہ ہی ہے کہ آج نیپال میں ہزاروں کی تعداد میں ذی استعداد علما موجود ہیں جو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق دین کی خدمت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں لگے ہوئے ہیں۔

آپ کی خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے استاذ محترم، صدر العلما، خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور اپنے تأثر نامے میں لکھتے ہیں:

’’موصوف (حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ) اپنی فراغت کے بعد ہی سے سرزمین نیپال پر دین وسنیت کی اشاعت میں سرگرم رہے۔ بہت سے طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور دیگر اداروں میں بھیجتے اور ان کی خبرگیری کرتے رہتے، نیپال میں ان کی خدمات تعلیمی، تقریری، سیاسی، سماجی مختلف انداز کی تھیں، ان کی کوششوں سے نیپال میں اچھے علما کی ایک ٹیم تیار ہوگئی اور دین و سنیت کا کام وسیع پیمانے پر ہونے لگا۔ موصوف کی خدمات کا دائرہ تقریباً ۵۵ سال کے طویل عرصے پر محیط ہے۔‘‘

میرے نانا جان نے بلا مبالغہ لاکھوں تعویذ لکھے۔ ان کے در پر ہمیشہ لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی اور آپ کسی کو مایوس نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان اور تعویذ میں وہ اثر رکھا تھا کہ دور دور سے لوگ آپ کے پاس دعا کرانے اور تعویذ لینے آتے تھے۔ اپنے تو اپنے غیر مسلم بھی بڑی تعداد میں آپ کے پاس دعا کرانے آتے تھے۔ آپ ملکی سیاست سے دور رہتے تھے لیکن مختلف پارٹیوں کے امیدوار الیکشن میں کامیابی کے لیے آپ کے پاس دعا کرانے ضرور آتے تھے۔

اساتذہ ومشائخ کی نظر میں آپ کی مقبولیت:

علمائے کرام ومشائخ عظام کے نزدیک آپ کی مقبولیت کا اندازہ لگانے کے لیے یہی کافی ہے کہ زمانہ طالب علمی میں ہی حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے نیپال کی سرزمین کے لیے مقدمۃ الجیش اور تنہا لشکر اسلام بنا دیا اور جب سرکار مدینہ ﷺ نام سے جنک پور کے تاریخ ساز جلسے میں تشریف لائے تو اپنے شاگرد کی کامیابی دیکھ کر مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت مفتی عبد الواجد علیہ

الرحمۃ والرضوان کونصیحت فرمائی کہ زندگی بھر مولانا جیش محمد کا ساتھ دیجیے یہ ایک قابل نوجوان عالم دین ہیں، ان کے ذریعے دین و سنیت کی تبلیغ واشاعت ہوگی۔ اسی تاریخ ساز جلسے میں نقیب اہل سنت حضور سید العلما سید آل مصطفی قادری برکاتی علیہ الرحمہ نے آپ کو اپنا روحانی بیٹا بنایا اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت عطا فرمائی۔حضور سید العلما علیہ الرحمہ کی زندگی کا یہ آخری دورہ تھا۔ یہاں سے واپسی پر آپ کی طبیعت علیل ہوگئی اور اسی علالت میں انتقال فرمایا۔ علالت کے دور میں بھی حضور سید العلما علیہ الرحمہ نے اپنے روحانی بیٹے سے خط وکتابت جاری رکھا اور کئی خطوط حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے نام لکھے جو آج بھی تبرک اور سند قبولیت کے طور پر موجود ہیں۔ میرے نانا جان کا پیدائشی نام محمد جیش تھا لیکن حضور سید العلما علیہ الرحمہ ہمیشہ آپ کو جیش محمد کے نام ہی سے بلاتے تھے۔اس کا اتنا خاص اثر ہوا کہ آج اپنے پیرومرشد کے عطا کردہ نام سے ہی ہر جگہ جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔

حضور سید العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کے بعد مرشد اعظم ہند حضور احسن العلما سید مصطفیٰ حیدر حسن علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی پاکستان کی سرزمین پر آپ کو اپنی خلافت سے نوازا۔ آپ کی مشہور تصنیف فتاویٰ برکات جو آج تقریباً دس حصوں پر مشتمل ہے اس کے پہلا حصہ کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور اس پر تقریظ بھی تحریر فرمائی اور جنک پور کے ادارے کا نام جو اس وقت تک دارالعلوم حنفیہ تھا اس کے شروع میں جامعہ اور اخیر میں غوثیہ کا اضافہ فرمایا تاکہ ایک ساتھ مذہب ومشرب دونوں کا فیض عام ہوتا رہے۔

سید ملت حضور سید آل رسول حسنین میاں نظمی علیہ الرحمہ نے حضور سید العلما علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد جانشین ہونے کی حیثیت سے اپنے والد کا تحریری خلافت نامہ بھیجا اور ساتھ ہی اپنے اوراد ووظائف کی اجازت سے بھی نوازا۔حضور نظمی میاں علیہ الرحمہ جب نیپال تشریف لائے تو اپنے مبارک ہاتھوں خانقاہ برکات لہنہ شریف اور جامع مسجد شاہ برکات کا افتتاح فرمایا اور حضور شیر نیپال سے اپنی اور خانقاہ برکاتیہ کی محبت کا جو اظہار فرمایا اس کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیے:

”میرے والد اپنی حیات ظاہری کے آخری دور میں نیپال کے دورے پر تشریف لائے، جہاں سے جانے کے بعد میرے ابا کا انتقال ہوگیا۔ میں نے سوچا کہ ابا نے نیپال کو کیوں چنا؟ نیپال بھر میں شیر نیپال کو کیوں چنا؟ تو جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ ایک مصطفیٰ نے صدیق کو چنا تھا تو آل مصطفی نے صدیقی کو چنا تو وہ ابا کا انتخاب، میرے والد ماجد کا انتخاب، آبروئے خانوادۂ برکات کا انتخاب یقینا ایسا ویسا نہیں ہوسکتا۔ میں آپ سب حضرات کو گواہ بنا کر آج اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ حضور جیش محمد صدیقی صاحب شیر نیپال کی مخالفت کرنے والا ہم برکاتیوں کا مخالف ہے، وہ خاندان برکات کا مخالف ہے۔ ہمارا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے اور میں مفتی صاحب کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مفتی صاحب آپ اپنا مشن آگے بڑھاتے رہیے پورا خاندان برکات آپ کی پشت پر ہے۔ آپ کا پسینہ جہاں گرے گا میرا خون وہاں گرے گا، سید کا خون سستا نہیں ہے۔

اخیر میں فرمایا:

”میں بہت خوش ہوں کہ میرے والد کا روحانی بیٹا، میرے روحانی بھائی کے چراغ سے چراغ جل رہا ہے۔ یہ برکاتی چراغ ہے، یہ مشعل برکاتیت ہے، اس کی شعائیں یہاں سے ہندوستان کے کشمیر سے کنیا کماری تک ہیں۔ الحمدللہ رب العلمین شیر

نیپال کی سرگرمیاں صرف نیپال تک نہیں بلکہ سرحدوں کے پار بھی پہنچی ہیں اور ان شاء اللہ اس سے آگے بھی پہنچیں گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے میری دعا ہے جس خانقاہ برکات کا افتتاح ہوا ہے تو یہ خانقاہ برکاتیہ کا صحیح معنی میں عکس ثابت ہو ان شاء اللہ۔ اور ایک چھت کے نیچے جو سات قطب لیٹے ہوئے ہیں ان بزرگوں کا فیض جاری وساری رہے۔(۱)

خانوادۂ برکاتیہ مارہرہ شریف کے علاوہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند حضور اختر رضا خاں ازہری میاں علیہ الرحمہ نے بھی اپنی خلافت سے نواز کر رضوی جام سے سیراب فرمایا۔ درگاہ معلیٰ اجمیر شریف میں جب حاضری ہوئی تو فخر ہندوستان سرکار خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ نے کرم نوازی فرمائی۔ صاحب سجادہ حضرت مولانا سید محمد علی خادم آستانہ غریب نواز نے چشتی نسبت عطا فرمائی۔ شیخ المشائخ حضور مفتی محمد میاں ثمر دہلوی نے سلسلۂ نقشبندیہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ جب زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گئے تو مدینہ شریف کی مقدس سرزمین پر خلیفۂ اعلیٰ حضرت، ضیائے ملت علامہ پیر ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادۂ گرامی حضرت علامہ فضل الرحمٰن مدنی نے اجازت وخلافت سے نوازا۔

یوں تو حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس سلسلۂ عالیہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، برکاتیہ، رضویہ تمام سلاسل کی اجازت وخلافت موجود تھی لیکن آپ برکاتی نسبت پر فخر کرتے تھے۔ اسی سلسلے میں لوگوں کی بیعت لیتے تھے، خود بھی برکاتی ہونے پر ناز کرتے اور اپنے مریدوں کو بھی برکاتی لکھنے کی تاکید فرماتے تھے۔ اس نسبت سے آپ کی محبت کا عالم یہ تھا کہ اپنی ذات کو نسبت برکاتیت میں گم کر دیا اور ایسا گم کیا کہ تمام تحریری وتعمیری خدمات کو برکت کا نام دیا۔ کتابوں کا نام فتاویٰ برکات، تحفۂ برکات، پیغام برکات اور برکات چہل حدیث رکھا۔ اپنے علاقے کو برکات نگر سے متعارف کرایا، خانقاہ کی تعمیر فرمائی تو خانقاہ برکات کا نام دیا، جامع مسجد قائم فرمائی تو نام شاہ برکات رکھا، لڑکیوں کے لیے ادارہ قائم فرمایا تو جامعہ برکات الزہرا سے موسوم کیا اور سالانہ جلسے کو نام دیا تو جلسۂ برکات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دیا۔ ہمیشہ محفلوں میں خانقاہ برکاتیہ کے بزرگوں کا تذکرہ فرماتے، ان کے واقعات سناتے رہتے۔ آپ اس نسبت پر فخر کیوں نہیں کرتے کہ اس پر تو حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو ناز تھا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میری سرکاروں کے

ہم عصر علمائے کرام کے درمیان آپ کی شہرت ومقبولیت:

علاقے کے علما کو چھوڑ بھی دوں تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ناچیز کو ابھی تک بہت سے اکابر علمائے کرام ومشائخ عظام سے ملاقات اور اکتساب فیض کا موقع ملا ہے اور ان سے مل کر مجھے اپنے نانا کی شہرت ومقبولیت کا بھی اندازہ ہوا ہے، ایسا میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ جب بھی انھیں معلوم پڑتا ہے کہ میرا تعلق نیپال سے ہے تو ان کا اگلا سوال یہی ہوتا ہے کہ نیپال کے ایک بڑے عالم شیر نیپال صاحب ہیں، ان کو جانتے ہو۔ ان میں سے چند کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

(۱) مفتی اعظم نیپال، ص:۴۹ تا ۵۰

جب میں بنگلور کے مرکزی ادارے مرکز اہل سنت جامعہ حضرت بلال میں زیر تعلیم تھا تو اس مدرسے کے ناظم تعلیمات استاذ محترم، مفتی کرناٹک حضرت مفتی انور علی صاحب قبلہ مصباحی تھے۔ ایک مرتبہ گھنٹی کے دوران مجھ سے نام اور علاقہ پوچھا، تو میں نے جیسے ہی نیپال بتایا تو فوراً اگلا سوال کیا کہ اچھا تم نیپال کے ہو۔ وہاں کے ایک مشہور عالم دین مفتی جیش محمد صاحب قبلہ ہیں، ان کو جانتے ہو؟ میں نے ہاں میں جواب دیا اور آگے یہ بھی ملا دیا کہ وہ میرے نانا جان ہیں۔ فرمایا اچھا ماشاء اللہ آپ کے نانا میرے درسی ساتھی ہیں۔ وہ بہت اچھے اور بہت قابل عالم دین ہیں۔

پھر جب میں اعلیٰ تعلیم کی تلاش میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور پہنچا تو استاذ محترم صدر العلما، خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ نے ایک بار پوچھا کہ نیپال کے مفتی جیش محمد صاحب کو جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں جانتا ہوں وہ میرے نانا جان ہیں۔ اس کے بعد سے بارہا میرے ذریعہ حضور شیر نیپال کی خیریت دریافت فرماتے تھے اور سلام بھیجا کرتے تھے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بھی مصباحی صاحب قبلہ کا حال دریافت فرماتے تھے اور ایک دو بار میرے ذریعہ سلام بھی بھجوایا۔ حضور مصباحی صاحب قبلہ نے انتقال کے بعد تعزیت نامہ بھی ارسال فرمایا۔ نانا کے انتقال کے بعد جامعہ البرکات علی گڑھ میں جب حضور مصباحی صاحب قبلہ سے ملاقات کا شرف ملا تو جنازے کے وقت کے حالات معلوم کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ ''نیپال کے سب سے بڑے عالم وہی تھے، انھوں نے فراغت کے بعد سے ہی اپنے علاقے میں بہت کام کیا ہے اور آپ کا کام تعلیمی، دینی اور سماجی مختلف طریقے کا تھا۔ آج انھیں کی وجہ سے نیپال میں علما کی ایک ٹیم تیار ہو چکی ہے۔''

جامعہ اشرفیہ کے زمانہ طالب علمی میں ہی میری ایک اور مایہ ناز شخصیت حضرت علامہ عبد المبین نعمانی صاحب قبلہ سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے بھی پہلا سوال یہی کیا اور بعد میں پوچھا کہ مفتی صاحب ابھی کیسے ہیں؟ ان سے بہت دنوں سے ملاقات نہیں ہوئی ہے، پہلے عرس حافظ ملت میں آتے تھے تو ملاقات ہو جاتی تھی، جہاں تک مجھے یاد ہے کہ میں ان سے آخری بار مارہرہ شریف میں ملا ہوں۔ مفتی صاحب بہت نیک اور باعمل عالم دین ہیں۔ ایسے ہی جامعہ اشرفیہ کے دیگر اساتذۂ کرام کو بھی جب معلوم ہوتا کہ میں نیپال کا ہوں تو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خیریت ضرور دریافت فرماتے تھے۔

میں جامعہ اشرفیہ سے علم کی تلاش میں جامعہ البرکات علی گڑھ پہنچا تو یہاں تاج المشائخ، پیر طریقت، امین ملت حضور سید امین میاں صاحب قبلہ اور صوفیِ باصفا، رفیق ملت حضور سید نجیب میاں صاحب قبلہ سجادگان خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو مخدوم گرامی حضور امین میاں صاحب قبلہ کو بھی جب معلوم ہوا کہ میں نیپال کا رہنے والا ہوں تو فوراً آپ نے دریافت فرمایا کہ نیپال کے ایک بڑے مولانا ہیں مفتی جیش محمد صاحب ان کو جانتے ہیں؟ وہ کیسے ہیں؟ ہماری خانقاہ سے ان کے بہت پرانے تعلقات ہیں۔ انھوں نے نیپال میں ہمارے سلسلے کو بہت پھیلایا ہے۔

ان واقعات سے آپ بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی شہرت ومقبولیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ صرف نیپال کا نام سن کر اگلا سوال حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے متعلق ہو رہا ہے، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہل سنت وجماعت میں ملک نیپال کو

اگر کسی نے پہچان دی ہے تو وہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ذات ہے۔آپ نیپال سے نہیں بلکہ نیپال آپ کے ذریعہ پہچانا جاتا ہے۔آپ نے مختلف ممالک جیسے ہندو پاک، مصر، عراق اور قطر وغیرہ میں نیپال کی طرف سے اہل سنت کی نمائندگی فرمائی۔صدر حسنی مبارک کے دور میں مصر میں منعقد ہونے والے عالمی میلاد کانفرنس میں چار بار آپ کو نیپال کی نمائندگی کرنے کا موقع ملا اور آپ کے عربی مقالے بھی وہاں کی میگزین میں شائع ہوئے۔

علمائے کرام کی محفل ہو یا مشائخ کی مجلس وہ ان کے درمیان نمایاں محسوس ہوتے تھے۔علاقے میں بہت سے دینی دنیاوی اور خاندانی معاملات میں آپ کو حکم بنایا جاتا تھا اور لوگ آپ کے فیصلوں کو بخوشی تسلیم کرتے تھے۔علاقے میں ان کی ذات تمام اکابر واصاغر علما کے لیے مرجع ومقتدا کی حیثیت رکھتی تھی۔

اپنے علاقے اور خاندان میں آپ کی مقبولیت:

لوگوں کی نگاہ میں اچھا بننا اور پسندیدہ ہونا ہر انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے اور وہ اپنے طور پر کوشش کرتا ہے لوگوں کے بیچ خاص مقام اور پہچان بنائے اس لیے دوسروں کے سامنے اچھا اخلاق اور عمدہ کردار پیش کرنا عام بات ہے،انسان کی اصل پہچان اپنوں اور خصوصاً خاندان والوں کے درمیان ہوتی ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"خیرکم خیرکم لاهله وانا خیرکم لاهلی"

ترجمہ:تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔

شہزادہ حضور احسن العلمار فیق ملت حضرت نجیب حیدر میاں صاحب قبلہ نے عرس اعلیٰ حضرت (۲۰۱۶ء) کے موقع سے ایک تاریخ ساز جملہ فرمایا تھا کہ کامیاب پیر وہی ہے جسے اس کے اپنے خاندان والے اور گھر والے پیر جانیں اور مانیں۔میں کہتا ہوں کہ میں پیر ہوں کیوں کہ میرے بڑے بھائی میرا ہاتھ چومتے ہیں۔"

اگر ہم حالات کا جائزہ لیں تو بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جو باہر کی دنیا میں بہت کامیاب ہیں،اونچے عہدوں پر فائز ہیں، بڑے عالم اور پیر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں،لوگ اپنی آنکھوں پر بٹھاتے ہیں اور ان کے ایک دیدار کے منتظر رہتے ہیں،لیکن اپنے علاقے اور خاندان والوں میں ان کی کوئی خاص عزت اور پہچان نہیں ہوتی ہے۔ایک عام انسان کی حیثیت سے زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔کبھی کبھی تو خاندان والے انھیں پیر تو درکنار عالم کی حیثیت سے بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے ہیں۔ان چیزوں کو نظر میں رکھ کر حضرت کے جملے پر غور کیا جائے تو ایک جملے میں حکمت کا خزانہ پوشیدہ معلوم ہوگا۔

اس کسوٹی پر حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ کو پرکھا جائے تو پتا چلے گا کہ باہر کی دنیا میں آپ کا جو مقام تھا اور جیسی عزت وشہرت ملی تھی اپنے علاقے اور خاندان والوں میں بھی ویسی ہی عزت پائی تھی، بلکہ یہ کہوں تو غلط نہیں ہوگا کہ اپنوں میں آپ کی اہمیت ایک درجہ زیادہ تھی۔خاندان اور گاؤں والوں کی نگاہوں کے سامنے آپ کی پرورش ہوئی، آپ کا بچپن، جوانی اور بڑھاپا گزرا، انھوں نے آپ کے شب وروز کو دیکھا، وہ آپ کی خاندانی، سماجی اور معاشی زندگی کے ہر پہلو سے آگاہ تھے اس کے باوجود ان کی نظروں

میں آپ کا یہ مقام تھا کہ آپ کی باتوں کو حکم سمجھتے تھے۔آپسی جھگڑے ہوں یا سماجی معاملات آپ ہی کو فیصل بنانا پسند کرتے تھے۔شادی بیاہ کی تقریب ہو یا میلاد کی محفل اس میں آپ کی شرکت کو بابرکت سمجھتے تھے اور ہر ممکن کوشش کرتے تھے کہ آپ کسی طرح اس میں شریک ہو جائیں چاہے تاریخ آگے پیچھے ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔لوگ اپنے گھر کا نیا پھل، نئی سبزی آپ کی بارگاہ میں تحفتاً پیش کرتے تھے۔اگر لوگوں پر کوئی پریشانی آتی یا بیماری بڑھ جاتی تو آپ سے دعا کراتے، پانی یا تیل پر دم کرواتے تھے۔ ہر ایک کی خواہش ہوتی تھی کہ نکاح آپ پڑھائیں، مکان کی سنگ بنیاد آپ رکھیں، بچے کی ولادت ہو تو نام آپ تجویز کریں اور کسی کا انتقال ہو جائے تو آپ نماز جنازہ پڑھائیں۔جب بھی لوگوں کو معلوم ہوتا کہ آپ مدرسے سے گھر تشریف لائے ہیں تو فاتحہ اور دعا کے لیے لوگ آنے لگتے اور خاندان کے افراد اور گاؤں کے بڑے لوگ آپ کے پاس جمع ہو جاتے تھے اور گاؤں کے حالات سے آپ کو باخبر کر کے مستقبل کے لیے لائحہ عمل تیار کیا کرتے تھے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی یہ عادت تھی کہ سال میں ایک مرتبہ عام طور سے عید الفطر کے بعد اپنے تمام بہن بھائیوں اور خاندان کے بڑے لوگوں کی ضیافت فرماتے تھے اور خاندان کے سارے بڑے افراد ایک ساتھ بیٹھ کر خاندانی معاملات پر آپس میں تبادلہ خیال کرتے اور ایک دوسرے کو اپنے حالات سے آگاہ کرتے اور اہل خاندان کی ترقی پر غور وخوض فرمایا کرتے تھے تاکہ آپس کی محبت اور بھائی چارہ ہمیشہ برقرار رہے اور کسی وجہ سے بھی آپس میں دوری پیدا نہ ہو۔ناچیز نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے کہ خاندانی افراد اور گاؤں کے لوگ چاہے وہ عمر میں حضور شیر نیپال سے چھوٹے ہوں یا بڑے آپ کی بڑی عزت کرتے تھے، آپ سے محبت کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کا نام بھی لیتے تو ادب سے لیتے تھے۔آپ سے محبت اور آپ کی مقبولیت ہی کی نشانی ہے کہ گاؤں کے اکثر لوگوں کی گردنوں میں آپ ہی کی نسبت سے برکاتی پٹا بندھا ہوا ہے اور بچے ہوں کہ جوان یا بوڑھے ان کے گلوں میں آپ کا دیا ہوا تعویذ لٹکا ہوا ہے۔

اپنے حقیقی نانا حاجی ماسٹر محمد شعیب نوری صاحب کو جو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے عمر میں چھوٹے ہیں اور نیپال کی سیاست میں کافی اثر ورسوخ رکھتے ہیں، جن کی آغوش میں میری تربیت ہوئی ہے میں نے ہمیشہ دیکھا کہ آپ اپنے بڑے بھائی کا دل سے احترام کرتے تھے، وہ جو بھی کہتے آپ خوشی خوشی کرتے تھے، حضرت کی کسی بات کو نہ کبھی کاٹتے اور نہ ہی اس پر چوں چرا کرتے تھے، اگر گھر میں کوئی ایسا مشورہ دینے کی بھی کوشش کرتا تو یہ کہہ کر سب کو خاموش کر دیتے کہ حضرت نے جو فرما دیا وہی ہوگا۔اگر گھر میں کسی کو کھڑے ہو کر پانی پیتے یا ننگے سر کھانا کھاتے دیکھتے تو ناراض ہو جاتے اور کہتے کہ حضرت اسے ناپسند فرماتے ہیں اور ایسا کرنے سے روکتے ہیں اور ہمیشہ ہم لوگوں کو یہی نصیحت کرتے کہ حضرت کو دیکھو کہ ان کی کیسی عزت ہے، اللہ نے کتنا اونچا مقام انھیں عطا فرمایا ہے تم لوگ بھی انھیں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو، ان شاء اللہ تمھیں بھی عزت ملے گی۔جب بھی گھر پر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی دعوت فرماتے تو عمدہ سے عمدہ انتظام کرنے کی کوشش کرتے اور گھر والوں کو تاکیدی حکم دیتے کہ حضرت کا کھانا گوبر سے بنے ہوئے جلاون سے نہ پکایا جائے۔میں اپنی امی جان اور خاندان کی دیگر خواتین کو دیکھتا تھا کہ ہم بچوں کو حضور شیر

نیپال علیہ الرحمہ کے مبارک ہاتھوں سے جو روپیہ انعام یا عیدی کے طور پر ملتا وہ ہم سے لے کر برکت کے طور پر محفوظ کر لیتیں اور اس کے بدلے دوسرا نوٹ ہمیں پکڑا دیتی تھیں۔

دیکھیئے اللہ تعالیٰ نے کتنا اونچا مقام حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو اپنے گاؤں اور خاندان والوں میں عطا فرمایا تھا کہ جہاں آپ نے اپنے اخلاق و کردار سے باہر والوں کو متأثر کیا وہیں گاؤں اور خاندان والے بھی آپ کو اپنے لیے آئیڈیل اور بہترین نمونہ سمجھتے تھے۔ باہر والے اور گھر والے دونوں آپ کی محبت میں گرفتار تھے، یہ اس بات کی بہترین دلیل ہے کہ آپ صحیح معنوں میں کامیاب پیر و مرشد تھے۔

آپ کا تصلب فی الدین:

دین میں تصلب اور شرعی احکام پر استقامت یہ ایک خاص انعام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ تصلب کا مطلب ہوتا ہے ہمیشہ شریعت کے راستے پر چلنا، حق کو حق اور باطل کو باطل ہی کہنا، چاہے اس کے لیے کسی قسم کی بھی قربانی دینی پڑے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے ہی کسی سے محبت کرنا یا کسی سے بغض رکھنا۔ شرعی معاملے میں کسی کی پرواہ نہ کرنا۔ مسلک اعلیٰ حضرت سے محبت کرنا اور اس پر سختی سے قائم رہنا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان ساری خصوصیات سے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو نوازا تھا۔ آپ زندگی بھر شریعت کے راستے پر گامزن رہے۔ آپ کے قول و فعل اور تقریر و تحریر سب میں تصلب کی جھلک آتی ہے۔ میں نے جتنا بھی اپنے نانا کو دیکھا اور سمجھا ان کو شریعت کا پابند ہی پایا۔ کبھی آپ کی نماز قضا نہیں ہوتی تھی، سفر میں ہوں یا حضر میں، صحت کی حالت میں ہوں یا بیماری میں ہر حال میں صوم و صلاۃ کی پابندی کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اسی کی تلقین کرتے تھے۔ روزانہ فجر کی نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور پابندی کے ساتھ اوراد و وظائف کا ورد فرماتے تھے۔ سنتوں پر سختی سے عمل کرتے تھے، کبھی ننگے سر نہ تو کھانا کھاتے اور نہ ہی محفل میں بیٹھتے۔ شریعت کے خلاف اگر کوئی عمل دیکھتے تو فوراً اصلاح فرمادیا کرتے تھے۔ ٹخنوں کے نیچے پائجامہ یا ٹوپی کے آگے بال نکلے ہوئے، بٹن کھلے ہوئے یا ہاتھ میں چین والی گھڑی دیکھتے تو فوراً ٹوکتے اور درست کرواتے تھے۔ میں نے بارہا اس چیز کا مشاہدہ کیا کہ علمائے کرام بھی آپ کے پاس جانے سے پہلے ایک بار اپنے پائجامے، ٹوپی اور بٹن کو درست کرتے تھے۔ اگر کسی کے گھر میں تصویر لگی ہوتی تو فوراً اتروا تے اور اس کی اصلاح فرماتے تھے۔

ایک بار کی بات ہے کہ آپ بنگلور میں اپنے ایک مرید کے گھر دعوت پر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ مرید نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا، ایک ہاتھ میں چین کی گھڑی تھی اور دوسرے میں دو انگوٹھی۔ آپ نے خود اپنے ہاتھوں سے پہلے گھڑی اتاری اور پھر ایک انگوٹھی اتاردی پھر مسئلہ سمجھایا کہ شریعت میں صرف ایک انگوٹھی کی اجازت ہے اس لیے ایک ہی پہنا کریں۔ پھر مرید نے اجازت چاہی کہ گھر کی خواتین آپ سے ملنا چاہتی ہیں تو آپ نے سختی سے منع فرمایا کہ ایک پیر اپنے مریدہ کے لیے غیر محرم ہوتا ہے اور عورتوں کو غیر محرم سے ملنے کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔

آپ مسلک اعلیٰ حضرت سے ایسی محبت کرتے تھے کہ اس کے خلاف ایک لفظ بھی سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ ہر مجلس اور ہر محفل میں مسلک اعلیٰ حضرت پر چلنے کی تلقین کرتے تھے۔ بدمذہبوں اور بدعقیدوں کے ساتھ کسی طرح کا کوئی رشتہ روا نہیں رکھتے تھے۔ یہ آپ کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے کہ آج ہمارے علاقے کے لوگ بدمذہبوں سے کوئی رشتہ نہیں رکھتے ہیں، نہ ہی ان کے گھروں میں اپنی بیٹی دیتے ہیں اور نہ ان کے گھر سے بیٹی لاتے ہیں۔ رشتہ کرنے سے پہلے کسی اور چیز کی تحقیق کریں یا نہ کریں اس بات کی ضرور تحقیق کرتے ہیں کہ گھر کے لوگ سنی ہیں یا نہیں، مسلک اعلیٰ حضرت کو مانتے ہیں یا نہیں۔

دینی معاملات میں تصلب اور شرعی امور پر استقامت اور مسلک اعلیٰ حضرت سے محبت آپ کو اپنے پیر و مرشد حضور سید العلما اور حضور احسن العلما علیہما الرحمہ کی ذات سے وراثت میں ملی تھی۔ آپ کی زندگی دیکھ کر حضور سید العلما علیہ الرحمہ کا یہ شعر یاد آ جاتا ہے:

یا الٰہی! مسلک احمد رضا خاں زندہ باد

حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے

حضور احسن العلما علیہ الرحمہ بھی اپنے مریدوں کو اور گھر والوں کو مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔ حضور امین ملت سید محمد امین میاں صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں:

(حضرت احسن العلما) ہم بھائیوں سے کہتے تھے کہ ”میرا جو مرید مسلک اعلیٰ حضرت سے ذرا بھی ہٹ جائے تو میں اس کی بیعت سے بیزار ہوں اور میرا کوئی ذمہ نہیں ہے۔ فرماتے تھے یہ میری زندگی میں نصیحت اور میرے وصال کے بعد میری وصیت ہے۔“(۱)

اللہ تعالیٰ کی یاد:

اللہ تعالیٰ کی یاد ان کا ہر دم کا وظیفہ تھا۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اپنے خالق کا نام لیتے۔ نجی اور گھریلو محفلوں میں بھی اللہ کی ذات وصفات پر روشنی ڈالتے۔ کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔ قرآنی واقعات سناتے اور قدرت خداوندی کی نشانیوں سے لوگوں کو آگاہ فرماتے رہتے تھے۔ اللہ کے ذکر اور اس کی یاد کا سلسلہ آخر عمر تک چلتا رہا یہاں تک کہ جب آخری وقت آیا، بیماری کی شدت بڑھ گئی، بیہوشی کا غلبہ ہونے لگا تو اس وقت بھی اللہ اللہ کا ورد لبوں پر جاری رہا۔ میرے ماموں مولانا عارف رضا مصباحی صاحب نے بتایا کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اپنے آخری دنوں میں جب ناسک کے اسپتال میں زیر علاج تھے تو ایک بار زور زور سے اللہ اللہ کی آواز آنے لگی اور آواز اتنی تیز تھی کہ آئی سی یو وارڈ (ICU) کے باہر بھی گونج رہی تھی، اتنے میں ڈاکٹر صاحب باہر نکلے اور بتایا کہ حضرت کی طبیعت بگڑتی جا رہی ہے اور تکلیف کی شدت کی وجہ سے بے ہوشی میں بھی اللہ اللہ پکار رہے ہیں۔ مریض تو یہاں بہت آتے ہیں لیکن درد اور تکلیف کے وقت سب کا حال یکساں ہوتا ہے کہ ان کی زبان پر قریبی لوگوں کا ہی نام آتا ہے اور ان کے منہ سے امی امی یا ابو ابو کی آواز ہی نکلتی ہے۔ حضرت کو اللہ کی ذات سے اتنا پیار ہے کہ ایسے وقت میں بھی اللہ اللہ ہی کی آواز نکل رہی ہے۔

(۱) سیدین نمبر، ص ۸۳۱

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی زندگی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ تھی۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ سیرت پاک کا جب بھی ذکر فرماتے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی آجاتا تو چہرہ کھل جاتا، بلند آواز سے نام لیتے اور اپنے دونوں انگوٹھوں کو آنکھوں سے لگا لیتے۔ جب وعظ فرماتے تو کثرت سے کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد کرتے اور سامعین سے کراتے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کی رغبت بہت زیادہ تھی، حتیٰ کے کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، کپڑا پہننے اور مسجد میں داخل ہوتے وقت بھی سنت کا پورا پورا خیال رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ کسی سے محبت اور نفرت میں بھی اللہ و رسول کی رضا نظر کے سامنے ہوتی۔ آپ نے کبھی بھی بدمذہبوں اور بدعقیدوں سے کوئی تعلق نہیں رکھا اور نہ اپنے ماننے والوں کو رکھنے دیا۔ آپ کا دل نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے اس طرح سرشار تھا کہ جب پہلی بار ۱۹۹۳ء میں زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گئے تو مناسک حج کی ادائیگی کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے خاص ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر ایک وضو سے مکمل قرآن پاک پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ زندگی کے آخری سفر میں علالت کے دوران جب آپ کسی سے فون پر بات نہیں کر پا رہے تھے، مدینہ شریف سے کال آئی آپ کے خادم نے کال ریسیو کیا آپ نے پوچھا کہاں سے فون آیا ہے تو خادم نے بتایا کہ مدینہ شریف سے، تو نام سن کر فوراً بولے موبائل مجھے دو میں بات کروں گا اور بات کرتے ہوئے فرمایا کہ طبیعت تو بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہی ہے لیکن آپ جب تک بات کریں گے میں کروں گا، آپ پوری رات بات کریں گے میں پوری رات کروں گا کیوں کہ آپ کا فون کسی اور جگہ سے نہیں مدینہ شریف سے آیا ہے اور آپ کی آواز مدینہ شریف کی فضاؤں سے ہو کر میرے پاس آ رہی ہے اور یہی میرے لیے کافی ہے۔ یہ دو واقعات ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی الفت و محبت بتانے کے لیے کافی ہیں۔

اولیائے کرام سے عقیدت:

آپ کو تمام اولیائے کرام سے محبت تھی لیکن خصوصی طور پر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے جو لگاؤ تھا اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اکثر و بیشتر بلکہ ہر مجلس میں آپ کا ذکر جمیل کرتے۔ ہر سال دھوم دھام سے گیارہویں شریف کا انعقاد کرتے۔ بہت شوق سے حضور غوث پاک کی شان میں منقبتیں سنا کرتے تھے۔ اپنے پیر خانہ خانقاہ برکاتیہ کے بزرگوں سے بہت گہری عقیدت رکھتے تھے اور ہمیشہ ان کا گن گاتے رہتے تھے اور گاتے بھی کیوں نہیں کہ خانقاہ برکاتیہ کے فیضان اور اسی در کی گدائی سے حضور غوث پاک کی نسبت ملی تھی۔ محفل پاک ہو یا فاتحہ خوانی ہو ہمیشہ شجرہ شریف کے اشعار بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔ بریلی شریف سے بے پناہ لگاؤ رکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت سے سچی محبت رکھتے تھے۔ بارہا محفلوں میں یہی نصیحت اور وصیت فرماتے تھے کہ ہمارا علمی مرکز بریلی شریف اور روحانی مرکز مارہرہ شریف ہے، اس لیے ہمیشہ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہیں اور سرکاران مارہرہ کا فیض حاصل کرتے رہیں۔ جب بھی کسی علاقے میں جاتے اور معلوم ہوتا کہ وہاں کسی بزرگ کا مزار شریف ہے تو ضرور حاضری دیتے تھے۔

آپ کا جوہر خطابت:

آپ ایک بہترین مبلغ تھے۔ ہمیشہ جمعہ کی نماز سے پہلے کچھ دیر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ لوگوں کے فہم کے مطابق آسان الفاظ میں دین کی باتیں بتاتے اور دنیا کی باتیں سمجھایا کرتے تھے۔ آپ جو بھی بولتے دھیرے دھیرے، صاف صاف لیکن بلند آواز میں بولتے تھے جس کی وجہ سے آپ کی باتیں لوگوں کے دلوں میں گھر کر جایا کرتی تھیں۔ لوگ آپ کی طرف کھینچے چلے آتے تھے۔ لہٰذا شریف تو خیر ان کا اپنا گھر تھا ممبئی، گجرات، ناسک، بنارس، بنگلور، ہریانہ اور مکرانہ کے لوگ بھی آپ کی تقریر کے دیوانے تھے۔ آپ کے بیان میں اصلاح اور پیغام کے پہلو بہت روشن ہوا کرتے تھے۔ ان کی تقریروں میں اللہ کی وحدانیت، عشق رسول، محبت اولیائے کرام، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حفاظت، باطل فرقوں کا رد، حصول علم پر زور، بری رسموں سے پرہیز اور فتنوں سے دور رہنے کی نصیحت ہوتی تھی۔ نجی محفلوں میں بھی سیرت نبوی کے واقعات، اسلامی تاریخ کی باتیں، خانقاہ برکاتیہ اور اعلیٰ حضرت کے ارشادات لوگوں کو سناتے رہتے تھے۔

بچوں سے پیار اوران کی تربیت:

آپ کو بچوں سے بہت لگاؤ تھا۔ چھوٹے بچوں پر خاص شفقت فرماتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بچپن میں یا تو عید کے موقع پر بہت خوشی ہوتی تھی یا حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے گھر آنے پر۔ عید میں بڑوں کی طرف سے ہمیں عیدی ملتی تھی اور آپ جب بھی گھر تشریف لاتے تو بچوں کے لیے دس دس، بیس بیس کے نئے نوٹوں کی گڈی ضرور لاتے تھے۔ ہم بچوں کو جب بھی پتا چلتا کہ آپ گھر تشریف لائے ہیں تو آپ کے پاس جمع ہو جاتے اور آپ کی باتیں سنتے تھے اور انعام بھی پاتے تھے۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر خاندان کے لوگ قربانی کا ایک ایک جانور عید کے تیسرے دن کے لیے خاص اس نیت سے رکھتے تھے کہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ہاتھوں ذبح کرائیں۔ اسی دن نانا جان گھر تشریف لاتے اور قربانی کے لیے اپنے گھر سے اس طرح نکلتے کہ گھر کے بڑے لوگوں اور ہم بچوں کی ایک جماعت آپ کے پیچھے ہوتی اور آپ ہر گھر میں تشریف لے جاتے اور قربانی کے بعد بچوں کو بلا بلا کر کچھ نہ کچھ روپے انعام کے طور پر عطا فرماتے تھے۔ فاتحہ خوانی ہوتی تو شیرنی پہلے بچوں کو دیتے پھر اس کے بعد بڑوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیتے تھے۔

آپ بچوں سے پیار کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت بھی فرماتے تھے۔ ہمیشہ سیدھے ہاتھ سے لینے دینے، بیٹھ کر کھانے پینے اور کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنے کی عادت ڈلواتے تھے۔ مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے والے بچے جب آپ سے ملنے جاتے تو دو چار سوالات ضرور فرماتے تھے اگر کوئی بچہ حافظ ہوتا یا حفظ کر رہا ہوتا تو دو تین جگہوں سے قرآن پاک پڑھواتے، فاتحہ کی محفل ہوتی تو الگ الگ بچوں سے مخصوص سورتیں اور درود تاج وغیرہ پڑھواتے تھے۔ اگر بچہ پڑھنے میں کامیاب ہوتا تو خوشی کا اظہار فرماتے اگر اٹکتا یا ڈر کی وجہ سے نہیں پڑھ پاتا تو کبھی نہ تو غصہ ہوتے اور نہ ہی ناراضگی کا اظہار فرماتے، بلکہ وہاں پر بیٹھے لوگوں کے سامنے قرآن پاک کی عظمت بیان فرماتے اور یاد رکھنے کی دشواریوں کو بیان کرتے اور بچے کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ ناچیز کے ساتھ بھی حفظ قرآن کے دنوں میں کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ نے کچھ پڑھنے کے لیے کہا تو ڈر سے دو چار آیتیں بھی نہیں پڑھی گئیں، لیکن آپ نے کبھی

غصے کا اظہار نہیں فرمایا، ایک مرتبہ صرف اتنا فرمایا کہ آج میری خواہش یہ تھی کہ میں تم سے مکمل سورہ یٰس سنتا لیکن تم آیۃ الکرسی میں ہی اٹک گئے، ان شاء اللہ پھر کبھی سنوں گا۔ علاقے اور خاندان کے جتنے لوگ ہندوستان کے مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کرتے تھے وہ مدرسہ جانے سے پہلے آپ سے ضرور ملتے اور دعا لے کر جاتے تھے۔ آپ ہمیشہ ان کی حوصلہ افزائی کرتے، محنت اور لگن سے پڑھنے کی نصیحت فرماتے اور اپنی طرف سے زاد راہ کچھ نہ کچھ ضرور دیا کرتے تھے۔ جب میری فضیلت کی دستار بندی تھی اور میں دعوت نامہ لے کر اپنے نانا حاجی ماسٹر شعیب صاحب کے ساتھ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے پاس پہنچا تو آپ نے دعاؤں سے نوازا اور مبارک باد دی ۔ جب میرے نانا نے یہ بتایا کہ میری دستار بندی جامعہ اشرفیہ میں ایک نمبر سے ہو رہی ہے تو خوشی سے جھوم گئے اور فرمایا کہ ماشاء اللہ میری بھی دستار بندی پہلے نمبر سے ہوئی تھی اور اب میرے نواسے کی ہو رہی ہے۔ میں نے اپنے بعد اب تک نیپال کے کسی طالب علم کے بارے میں نہیں سنا کہ اس کی دستار بندی ایک نمبر سے ہوئی ہو۔ پھر فرمایا کہ اب تو جامعہ اشرفیہ میں فارغ ہونے والے طلبہ کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے اور دستار بندی بھی امتحان میں کامیابی کی بنیاد پر ہوتی ہے، اس لیے تمھاری بات الگ ہے۔ ہم لوگوں کے دور میں تیس سے چالیس لوگ ہوا کرتے تھے اور دستار بندی امتحان میں کامیابی کی بنیاد پر نہیں ہوتی تھی بلکہ اگر جماعت میں کوئی طالب علم آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتا تو پہلے اس کی دستار بندی ہوتی اور پھر بعد میں دوسروں کی ہوتی تھی، لیکن جامعہ اشرفیہ کی تاریخ میں میری پہلی ایسی جماعت تھی جس میں ایک غیر سید کی سب سے پہلے دستار بندی ہوئی وہ بھی تقریباً تمام طلبہ کی متفقہ رائے سے اور خود حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ آپ مقدمۃ الجیش ہیں اس لیے آپ پہلے آیئے اور مجھے سب سے پہلے بلا کر میرے سر پر دستار فضیلت سجائی۔ حضرت نے ناچیز کے بارے میں فرمایا کہ تمھاری بات الگ ہے لیکن ناچیز یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ میری دستار بندی سب سے پہلے ہوئی وہ محض نمبروں کی وجہ سے کہ امتحان میں ایک نمبر دوسروں سے زیادہ آ گیا، ورنہ میں اپنے اندر کوئی ایسی خصوصیت نہیں پاتا جو مجھے اپنے دوسرے ساتھیوں پر فوقیت دے اور نہ ہی کوئی مجھے اس لائق سمجھتا بلکہ میں تو خود کو ساتھیوں میں سب سے ادنیٰ درجے پر پاتا ہوں؛ لیکن حضور شیر نیپال کو پہلے نمبر کے لیے تمام ساتھیوں نے چنا تھا اور خود حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے منتخب فرمایا تھا جو آپ کی علمی لیاقت اور ذاتی خصوصیات کی بنیاد پر تھی جو اصل معنوں میں بڑی کامیابی تھی۔

تمام حاضرین نے اس بات کا مشاہدہ کیا کہ رات میں جب آپ کے جسد خاکی کو غسل دے کر خانقاہ کے ایک حجرے میں رکھا گیا جس میں آپ اپنی زندگی میں قیام فرماتے تھے تو پوری رات وہاں قرآن پاک کی تلاوت ہوتی رہی، درود وسلام پڑھے جاتے رہے حتیٰ کہ رات کے اخیر حصے میں چھوٹے بچوں کی ایک جماعت وہاں پہنچی جس میں پانچ سے سات سال کی عمر کے بچے تھے، ان بچوں نے اپنے مربی کے سامنے آخری بار اپنا سبق سنانا شروع کر دیا، کسی نے بلند آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کی، کسی نے درود تاج پڑھا، کسی نے شجرہ شریف کے اشعار پڑھے اور کسی نے زوردار نعرہ لگایا۔ ہم لوگ دیکھ کر حیرت میں تھے کہ اتنے چھوٹے چھوٹے بچے اور وہ بھی رات کے اخیر حصے میں اتنے جذبے سے خراج عقیدت کیسے پیش کر رہے ہیں۔ ان کا تلفظ اور پڑھنے کا انداز اتنا پیارا تھا کہ میں تو بس انھیں ہی دیکھ رہا تھا۔ بعد میں وہاں کے ایک استاد سے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ یہ وہ بچے ہیں جو حضور

شیر نیپال علیہ الرحمہ کی محفل میں حاضر رہتے تھے اور خود آپ نے بچوں کو یہ ساری چیزیں یاد کرائی تھیں۔ آپ کے پاس رہنے والے تقریبا تمام بچوں کو مخصوص سورتیں، درود تاج اور شجرہ شریف کے اشعار یاد ہیں۔ آپ خود بھی ان چیزوں کا کثرت سے ورد فرماتے تھے اور بچوں سے سنتے بھی تھے۔ کسی سے نعت سنتے، کسی کو تقریر کی مشق کرواتے، کسی سے قرآن پاک کی سورتیں پڑھواتے اور کسی سے نعرہ لگواتے اور بچوں کو دیکھ کر خوش ہوتے اور انھیں انعام سے بھی نوازتے تھے۔ نائب حضور شیر نیپال مفتی احمد حسین صاحب قبلہ نے ایک بار بیان فرمایا کہ جب ہم لوگ جنک پور کے مدرسے میں پڑھتے تھے اور تقریر کرنے سے ڈرتے تھے تو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ہم لوگوں کو حوصلہ دلا کر قرب وجوار کی مسجدوں میں جمعہ کی تقریر کے لیے بھیجا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ڈرو نہیں پانچ منٹ ہی بولو لیکن بولو، آپ کی اس تربیت کا یہ فائدہ ہوا کہ آج آپ کے شاگردوں میں اتنے بڑے بڑے خطیب موجود ہیں کہ ان میں سے ایک کی موجودگی بھی جلسے کی کامیابی سمجھی جاتی ہے۔ خطیب شہیر علامہ ابوالحقانی صاحب قبلہ نے حضور شیر نیپال کے پنجم کے موقع پر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں جنک پور کے مدرسے میں زیر تعلیم تھا اور کبھی پڑھائی چھوڑ کر گھر چلا جاتا تو اگلے ایک دو دنوں میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ مجھے لینے خود پہنچ جاتے حالاں کہ میرا گھر جنک پور سے کافی دور ہے۔ آج میں سوچتا ہوں کہ اس وقت تو مجھے اپنی قدر معلوم نہیں تھی لیکن حضور شیر نیپال کی نظر کرامت دیکھ رہی تھی کہ مجھ سے خطابت کا کام لیا جانا ہے اسی لیے بار بار وہ مجھے لینے گھر تک آجاتے تھے۔

اسی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ بچوں سے کیسی محبت کرتے تھے اور ان کی تربیت کی کتنی فکر کرتے تھے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی چند عادات مبارکہ کا ذکر:

۱۔ صرف رمضان المبارک میں ہی نہیں بلکہ پورے سال فجر کی نماز کے بعد پابندی سے قرآن پاک کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

۲۔ کھانا ہاتھ سے ہی تناول فرماتے اور کھانے کے لیے مٹی کا برتن استعمال فرماتے تھے۔

۳۔ سفر پر جانے سے پہلے آیات قرآنی کی تلاوت فرماتے، دعا کرتے اور اگر گھر سے جانا ہوتا تو مزار شریف پر حاضری دے کر سفر شروع فرماتے۔

۴۔ وعظ کی محفلوں میں کثرت سے کلمہ طیبہ اور دورد شریف کا ورد فرماتے اور سامعین سے پڑھواتے تھے۔

۵۔ نماز ہمیشہ وقت پر ادا فرماتے تھے اور لوگوں کو بھی اسی بات کی نصیحت کرتے تھے۔

۶۔ بیشتر اوقات سر پر ٹوپی لگی رہتی اور جب کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو عمامہ شریف باندھا کرتے تھے۔

۷۔ سیاہ رنگ کا جوتا یا چپل پسند نہیں فرماتے تھے۔

۸۔ کرتے کا ایک بھی بٹن کھلا رکھنا، چین والی گھڑی پہننا آپ کو پسند نہیں تھا اگر کسی کو ایسا کرتے دیکھتے تو منع کرتے تھے۔

۹۔ آپ عام لوگوں کے ساتھ بھی بہت شفقت ومحبت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ دن کا ایک حصہ عوام کے لیے مقرر تھا اس میں جو بھی آتا کچھ نہ کچھ حاصل کر کے ہی جاتا تھا۔ آپ لوگوں کا دکھ درد سنتے، تعویذ دیتے اور پانی یا تیل پر دم کرتے تھے۔ آپ کے

پاس دور دراز سے مسلم اور غیر مسلم دونوں دعا لینے آتے تھے۔ اللہ کے فضل سے سب کی مرادیں بھی پوری ہوتی تھیں۔

۱۰۔ ہمیشہ مخاطب کے علم وفہم کے مطابق گفتگو فرماتے تھے۔

۱۱۔ اپنے مریدوں اور چاہنے والوں سے اہل خاندان کی خیریت ضرور دریافت فرماتے تھے اور روزگار اور تعلیم کے سلسلے میں انھیں مفید مشورے بھی دیتے تھے۔

۱۲۔ اہل علم سے محبت فرماتے تھے اور ہمیشہ ان کی قدر کرتے تھے۔

۱۳۔ بلاضرورت تصویر کشی کے سخت خلاف تھے۔

۱۴۔ وہ طریقہ اسلاف کے بہت بڑے عامل تھے، وہ معاملات عبادات اور اخلاق وکردار میں اسلاف کی سچی تصویر تھے۔ ملک نیپال میں وہ خانقاہ برکاتیہ کی روایتوں کے حافظ بھی تھے اور عامل بھی۔

۱۵۔ آپ امیر غریب ہر ایک کی دعوت قبول فرماتے تھے۔ بلاضرورت کسی کی دعوت رد نہیں فرماتے تھے۔

۱۶۔ ذبیحہ کے تعلق سے سخت احتیاط فرماتے تھے، اگر تھوڑا بھی شک ہوتا تو خود بھی پرہیز کرتے اور دوسروں کو بھی روکتے تھے۔ جب آپ زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گئے تو وہاں اپنے ذبیحہ کے علاوہ کبھی بھی کھانے میں گوشت کا استعمال نہیں فرمایا۔

۱۷۔ یہ بات میں نے خاندان کے بہت سے افراد سے سنی کہ سائیکل چلاتے وقت بھی آپ کی نگاہ ہمیشہ نیچے رہتی تھی۔

۱۸۔ بازار میں گھومنا یا ہوٹل میں بیٹھ کر چائے پینا آپ کو بالکل پسند نہیں تھا بلکہ آپ بچپن ہی سے ان چیزوں کے شوقین نہیں رہے۔

۱۹۔ کتابوں کا حد درجہ ادب فرماتے تھے۔ کتاب کے اوپر کوئی چیز رکھنے سے منع فرماتے تھے۔ آپ قرآن پاک کی طرح بخاری شریف پر بھی غلاف چڑھا کر رکھتے تھے۔

۲۰۔ سبزیوں میں کدو شریف بہت شوق سے کھایا کرتے تھے۔

یہ چند سطریں ہیں جو نذرانہ عقیدت کے طور پر ناچیز نے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس عزم کے ساتھ کہ ؎

تم نے جو شمع جلائی وہ نہ بجھنے پائے
اب تو لے دے کے یہی کام ہمارا ٹھرا

❁❁❁

حضور شیر نیپال-فضائل وخدمات

ازقلم: ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی (تاراپٹی، نیپال)

بلبل بوستان قدس، میکدۂ شریعت وطریقت کا چھلکتا جام، خلیفہ حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ علوم ومعارف کے بحر ناپیدا کنار، علمی وروحانی کمالات وفیوضات کے عظیم سنگم، شمائل وخصائل مصطفی کریم ﷺ کے مظہر، صحابہ وتابعین کی علمی وروحانی وراثتوں کے امین ووارث اور اسلاف واخیار کی حیات تابندہ کا ایک ایسا عکس جمیل ہیں کہ جن کی حیات وخدمات کا ہر گوشہ و پہلو ضوفشاں و درخشاں ہے۔ آپ چرخ علم وعرفان کے ایسے آفتاب ہیں جس کی روشنی سے نیپال کے کفرستان میں ایمان واسلام کا ایسا نور و اجالا پھیلا کہ فرقہ باطلہ جہاں حیران و ششدر ہو گیا وہیں شب دیجور کی تاریکیوں میں بھٹکنے والے لوگوں کو نور ہدایت میسر ہوا۔ آپ اپنے عظیم و بے مثیل کارناموں، منفرد خصوصیات و امتیازات اور دینی، ملی، سماجی خدمات واثرات کے سبب ملک و بیرون ملک کے علماء ومشائخ اور عوام وخواص کے نزدیک انتہائی وقیع نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔

آپ نے ہزاروں گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن کیا، ان گنت دلوں کا میل دھو کر پاک وصاف اور لاتعداد ذہنوں اور سینوں کی کثافت وکدورت دور کر کے انہیں معطر فرمایا، بدعقیدگی کے خیمہ کو اکھاڑ کر مسلک اعلیٰ حضرت کا جھنڈا لہرایا۔ آپ کی ذات وعظ وخطابت، علم وعمل، عقل وخرد، فضل وکمال، فکر ونظر، صلاح وفلاح، تبلیغ وارشاد، شجاعت وبہادری کا مجمع اور عزم واستقلال کا کوہ گراں تھی۔ حقانیت وصداقت کے روشن مینارے بھی، مصلح قوم بھی اور مسلمانوں کی جان وشان اور شناخت بھی تھے۔ جہاں آپ کے قلم کی سیاہی میں سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی علمی قوت وتوانائی اور سرکار مفتی اعظم ہند کا رعب وجلال ہے وہیں حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفی قدس سرہ کی روحانی تائید وحمایت اور زبان فیض ترجمان میں حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفی حیدر حسن قدس سرہ کا فیض وکرم اور سحر انگیزی بھی تھی۔

اللہ رب العزت نے آپ کو اپنے خم خانہ فضل وکرم سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا اور جو مقبولیت ورفعت آپ کو ملی ہے اس کی بنا پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ملک نیپال میں علم ومعرفت کے افق پر خورشید بن کر چمکنے والی یہ عبقری شخصیت وسیع العلم ہونے کے ساتھ رقیق القلب، کریم النفس، خلیق وشفیق، نقی وتقی، ناصح وواعظ، زاہد وعابد، صابر وشاکر، خورد نواز، علماء نواز، پاک طینت و پاکباز، خداترس اور مذہب ومسلک کے لئے حد درجہ دردمندی اور جاں سوزی کرنے والے مجاہد وقائد اور ملت اسلامیہ کے زلفوں کو سنوارنے والے تھے۔

اپنی عظمت خداداد اور وسعت علمی کے باوجود چھوٹوں پر شفقت وپیار کے پھول لٹاتے اور بڑوں کی تعظیم وتبجیل فرماتے۔

نفاست طبع آپ کی شان، تواضع وفروتنی آپ کی پہچان، ذکر وفکر، عبادت وریاضت، تسبیح وتہلیل آپ کی غذا، رد بدعقیدہ، نشر دین وسنت آپ کا مشغلہ رہا اور اطاعت خدا عزوجل، اتباع رسول اکرم ﷺ اور حب الٰہی وعشق نبی کو اپنا متاع دنیا وعقبیٰ بنائے رکھا۔ آپ کے دل میں دنیا کی محبت کی بجائے آخرت کی محبت ورغبت کا سمندر موجزن تھا، جن کو خود کی ہی فکر نہیں بلکہ دوسروں کو غرقاب ہونے سے بچانے کی فکر بھی دامن گیر رہتی تھی۔ جنہوں نے نام ونمود کے کوچہ وبازار اور حرص وہوس کے دریا وصحرا میں سیاحت وسیاحت کی بجائے بحر معرفت وطریقت میں غوطہ زن ہونے اور صحرائے عشق ومحبت کی سیر کرنے میں زندگی بسر فرمائی۔ جی! یہ وہی باعظمت اور مقدس ذات ہے جس کی حیات طاعت وبندگی، اتباع شریعت وسنت، تقدیس وتمجید خداوندی، مدح ونعت مصطفائی، اوراد ووظائف، شب بیداری، نفس کشی، غربا پروری، فغان نیم شبی، گریہ تنہائی، آہ سحر گاہی، گداز قلبی، سوز روحانی، لذات ایمانیہ اور جذبات اسلامیہ سے پر تھی۔ دقت نظر، وسعت علم وہنر، سعی خدمت دین وخلق، قول وفعل میں ہم آہنگی ویکسانیت اور الحب فی اللہ و البغض فی اللہ جیسی خوبیوں نے بارگاہ ایزدی اور دربار نبوی کی قربت ومحبوبیت کا اہل بنادیا اور اللہ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقہ وطفیل آپ کو ملک نیپال کی سرزمین پر مرجع انام بنادیا جہاں علماء وعوام سبھی فیض پاتے رہے اور ان کی زندگی بھی تبسم کناں رہی۔

آپ نے ہر طرح سے ہر موقع پر دین کی نشر واشاعت اور قوم مسلم کی قیادت ورہنمائی فرمائی اور ایک ذمہ دار مذہبی قائد ورہبر ہونے کا حق ادا کیا۔ ایسی ہمت وحوصلہ اور جرأت وشجاعت کا مظاہرہ کیا کہ حالات کی ناسازگاری، اعداء وحاسدین کی بدخواہی اور باد مخالف کی تندی کے باوجود ایسے کارہائے نمایاں انجام دئے کہ جن سے مسلمانان نیپال کا سر فخر سے اونچا ہوگیا۔ استقلال وثبات قدمی کی ایسی تاریخ رقم کی کہ دور دور تک اس کی مثال نہیں ملتی۔ آج اگر مسلمانان نیپال کے ہاتھوں میں مسلک اعلیٰ حضرت کا علم ہے تو یہ آپ جیسے عظیم مبلغ وداعی کی تبلیغ وسعی کا ثمرہ ہے۔ مدارس قائم فرمائے، مساجد کی بنیاد ڈالی، تنظیمیں قائم کیں، علماء کا قافلہ اہل وطن کو دیا، مناظرے اور مباحثے کئے، بڑے پیمانے پر نتائج خیز جلسہ وکانفرنس کئے، بدعقیدوں کے رد وطرد اور عقائد اہل سنت کی تشہیر وتثبیت کے واسطے مختلف کتابیں تصنیف فرمائیں اور مسلمانوں کے شرعی مسائل کے حل کے لئے دار الافتاء ودار القضا قائم کئے۔

ہندو نیپال میں آپ کا شمار ان مرشدان طریقت اور علماء شریعت کی صف میں ہوتا تھا جن کی زیارت، مصافحہ، دست بوسی اور صحبت ومجالست عبادت بھی اور باعث اجر وثواب اور ذریعہ نجات وبخشش بھی ہوتی ہے۔ خوب کہا ہے حضور سید نظمی میاں علیہ الرحمہ نے

دیکھو یہ کیسا نورانی چہرہ ہے — مرشد کی زیارت بھی ایک عبادت ہے
نظمی تم بھی پاؤں پکڑ لو مرشد کے — ان کے قدموں کے نیچے بھی جنت ہے

آپ نے شہر جنکپور میں مسند نشیں ہوکر صرف جنکپور اور مضافات کو ہی اپنی دعوت وتبلیغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت وحفاظت کا حصہ ودائرہ نہیں بنایا بلکہ ملک کے جملہ اضلاع وصوبہ جات اور علاقوں کو بھی باران تبلیغ سے سیراب فرمایا اور قابل رشک وفخر خدمات انجام دی۔ اپنے نمائندے اور تلامذہ کی افواج بھیج کر فتح وکامرانی کا پرچم لہراتے رہے۔ پہاڑی اور دوسرے علاقوں

میں حضور شیر نیپال نے اپنے شاگردوں اور خلفاء کا لشکر دشمنان اسلام وسنیت سے نبرد آزمائی کیلئے جگہ جگہ تعینات کر دیا ہے اور یہ لشکر ایسے ایسے دشوار مقامات پر دین وسنیت کی خدمات انجام دے رہے ہیں کہ ان علاقوں کا سفر کرنا اتنا مشکل ہے کہ اس کا اندازہ انہیں لوگوں کو ہوگا جنہوں نے کبھی ان پتھریلی اور دشوار راستوں کا سفر کیا ہو۔ ان علاقوں کے مسلمانوں، علما کی سرگرمیوں کا جائزہ آپ بر بر لیتے رہتے تھے اور موقع بہ موقع دورہ بھی فرماتے۔

نیپال گنج اور اس کے اطراف میں اپنے خلیفہ اور چہیتے حضرت مولانا عبد الجبار منظری صاحب کو بھیج کر اور خود بھی متعدد بار ان علاقوں کا دورہ کر کے اور وہاں ہفتہ ہفتہ بھر قیام فرما کر لوگوں کو دین سے جوڑتے رہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کا شربت پلاتے رہے۔ آپ کے فرستادہ منظری صاحب نے جو خدمات انجام دئے اور اہل سنت کو ان کے توسل سے جو فتوحات حاصل ہوئے ہیں شاید وہ کسی کے ذریعہ حاصل ہوں۔ تقریباً 48 سالوں سے نیپال گنج جیسے شہر میں مستقل قیام کر کے دین وسنیت کی تبلیغ، تعلیم دین کے فروغ اور قوم وملت کی زلفوں کو سنوارنے میں مصروف ہیں۔ اور یہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اور فاتح نیپال گنج مولانا عبد الجبار منظری صاحب کی بے لوث خدمات عظیمہ اور ایثار وقربانی کی برکت ہے کہ کئی ایک ادارے اور مساجد یہاں اور علاقوں میں تبلیغی مشن میں مستعد ہیں۔

اسی طرح نرائن گھاٹ جہاں چند بدعقیدوں نے اپنی خباثت پھیلانے کی کوشش کی تو آپ نے اپنے شاگرد وخلیفہ حضرت مولانا تسلیم الدین برکاتی کھونٹاوی کو مقابلہ کے لیے منتخب فرمایا، جنہوں نے ان سے مقابلہ کر کے ان مولویوں کو ذلیل وخوار کر کے شکست سے دو چار کر دیا اور اہل سنت کی حقانیت کا پرچم لہرایا اور آج اس شہر میں حضور شیر نیپال کی سرپرستی میں ایک عظیم الشان ادارہ قائم ہے جہاں اسلامی عقائد وتعلیمات کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے اور اسی ادارہ کے وسیع صحن میں ایک خوبصورت جامع مسجد بھی ہے جہاں سے رشد وہدایت کا کام بخوبی انجام دیا جارہا ہے۔ اس شہر میں حضرت مولانا تسلیم الدین صاحب نے دین وسنیت اور حضور شیر نیپال کی ملی مسلکی مشن کے فروغ میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گذار دیا اور جب تک اس شہر میں رہے سنیت کی تشہیر کے لئے دل و جاں سے ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔ اللہ آپ کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔

یونہی دمولی، دولے گونڑا اور پہاڑ کے دیگر علاقوں میں بھی جہاں بدعقیدگی نے سر ابھارنے کی کوشش کی ہے تو آپ کے شاگرد رشید اور خلیفہ ء مجاز حضرت مولانا محمد فیروز چمن برکاتی صاحب قبلہ نے اس کی سرکوبی کے لئے ہمیشہ مستعدی سے کام لیا ہے اور مسلمانان اہل سنت کی رہنمائی بڑی بہادری اور جرات سے کی ہے اور آج اس علاقہ میں حضرت شیر نیپال کے اس چہیتے خلیفہ کی ایسی دھاک جمی ہوئی ہے کہ بدعقیدوں کو اس علاقہ میں گھوسنے کے لئے سوچنا پڑتا ہے۔ (تاجدار نیپال)

❁❁❁

زندگی کا ہر گوشہ منور ہے

مولانا حبیب الرحمن زخمی بارالہوریا شریف (بہار)

سوئے جنت چل دئے سب کو اکیلا چھوڑ کر
رضوی مسلک سے یقینا دل کا رشتہ جوڑ کر
غم کا بادل چھا گیا،سر سے سایہ اٹھ گیا
مہمان جنت بن گئے روح کو پرنور کر

شش جہت، ہمہ گیر شخصیت، نعمت خداوندی اور عنایت نبویہ کہے جانے کی مصداق ہوتی ہے۔ایسی عظیم شخصیت کو کارخانہ قدرت کی شاہکار اور کرشمہ قدرت کہا جاتا ہے۔ایسی شخصیت کا وجود مسعود انعام باری تعالیٰ ہونے کا مژدۂ جانفزا سناتا ہے، ان کی آمد سے جہاں کو زینت ملتی ہے، ان کی جلوہ گری سے گاؤں، قصبہ، شہر اور ملک سب کو شہرت ملتی ہے، چپہ چپہ ان کی پرنور زندگی سے منور ہوجاتا ہے۔ان کے نیک عمل کی خوشبوؤں سے ہر سو جہاں کا معطر ہوتا ہے۔یقینا جب اہل جہاں ان معظم اور محترم شخصیت کے گوشۂ حیات پر نگاہیں ڈال کر دیکھتے ہیں تو حیرت واستعجاب میں ڈوب کر بیک زبان بانگ دہل اس بات کا اعلان کرنے لگتے ہیں کہ ؎

ایں سعادت بزور نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

چنانچہ اب دیکھنا ہے کہ براعظم وسطیٰ ایشیا کے جنوب میں دو عظیم وسیع وعریض ملک ہندوستان اور چین کے مابین ہمالیہ پہاڑ کے حسیں آغوش میں قدرتی حسن وجمال، دلکشی سے لبریز مناظر، پرکیف دشت وکہسار اور پرحسن وادیوں پر مشتمل ملک نیپال کے جنکپور علاقہ کے لہنہ شریف جلوہ گر ہونے والا وہ کون ہے جس کو شیر نیپال، مفتی اعظم نیپال، محدث اعظم نیپال جیسے خوبصورت قیمتی القاب سے یاد کیا جاتا ہے؟ تو بزم علم وادب، مجلس علماء، مکاتب، مدارس، مساجد، علمی محافل، دارالافتا اور خطبا، فضلا، نقبا، مفتیان کرام، محدثین، مفکرین، مدبرین، اہل علم وادب، صاحب فکر ونظر، زینت دوات وقلم کو کہ ہر طرف سے بس آئی صدا کہ وہی ہیں حضرت علامہ الحاج شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ والرضوان جنکی زندگی کا ہر گوشہ منور ہے۔

اب آئے ذرا ان کے گوشۂ حیات پر نظریں ڈالی جائیں:

(ا) گوشہ حیات کا ایک دور، دور طالبعلمی:

حضرت موصوف کا یہ دور حضرت والا کے دور مستقبل کا ترجمان تھا، اس دور میں حضرت کی ذہانت وفطانت، شعور وآگہی اور طرز زندگی، عوام وخواص کو اس بات کا پتہ دے رہی ہے تھی کہ ان شاء اللہ عزوجل ان سے دین کی عظیم خدمت کی کرن پھوٹنے والی ہے۔اسی خوش آئند امیدوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت علامہ مولانا محمد داؤد رضوی (تحقیقی صاحب) علیہ الرحمہ والرضوان

مدینۃ العلما باڑا شریف نے حضرت موصوف کے بڑے دار العلوم تک پہنچنے کے اسباب مہیا کروائے اور حضرت والا نے اہل سنت و جماعت کے اداروں سے فیضاب ہوتے ہوئے حافظ ملت علیہ الرحمہ کے آغوش علم وادب دار العلوم اشرفیہ مبارکپور پہنچ کر علم وادب کی تشنگی بجھائی اور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے سایہ شفقت میں خاص شاگردی کی سند سے مستند ہونے کا شرف پایا اور دیکھتے ہی دیکھتے علوم عقلیہ اور نقلیہ میں مہارت تامہ اور ید طولیٰ پا گئے۔ اور ۱۰؍شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۴؍نومبر ۱۹۴۴ء موافق ۹؍اگہن ۲۰۳۲ بکرمی بروز پیر جامعہ اشرفیہ مبارکپور جلسہ کے پر بہار موقع پر آپ کے سر دستار فضیلت حضور حافظ ملت اور حضرت سید مظفر حسین کچھوچھوی علیہما الرحمہ کے مقدس ہاتھوں باندھی گئی۔

(۲) گوشہ حیات کا ایک دور بحیثیت حافظ وقاری:

یہ گوشۂ حیات دور طالب علمی سے لیکر تادم حیات بڑا پرنور، پرلطف اور پرکیف گوشہ ہے۔ حضرت موصوف دور حفظ وقرات میں بھی ممتاز رہے اور یہ امتیازی شان ہمیشہ باقی رہی۔ چنانچہ آپ کی یادداشت، لہجہ، تلاوت اور قرأت سبھی لائق صد تحسین تھی۔ حضرت والا کو قرآن پاک کی ایسی یادداشت تھی کہ کئی کئی پارے ایک ہی بیٹھک میں بغیر کسی تشابہ کے پڑھ لینے کا شرف رکھتے تھے۔

لہجہ:

لہجہ تلاوت کچھ اتنا نرالا تھا کہ حضرت والا کو تو قرآن پاک پڑھنے میں مسرت وشادمانی آتی ہی تھی، سامعین حضرات کو بھی اتنا کیف وسرور ملتا تھا کہ سامعین حضرت کی تلاوت اور لہجہ سے اس قدر حلاوت پاتے کہ اپنی ساری ضرورت بھول جاتے یا مؤخر کر دیتے اور حضرت کے لہجہ تلاوت سے مستفیض ہونے کو ترجیح دیتے۔

تلاوت:

اس نیک عمل میں حضرت کی پابندی قابل تعریف تھی، ہمیشہ اس پابندی کا خاص رکھتے تھے کہ پابندی ٹوٹنے نہ پائے۔ یہی وجہ تھی کہ دوران تلاوت دنیا کی ساری ضرورتوں کو بالائے طاق رکھ دیتے تھے۔ ذوق تلاوت قرآن پاک اس قدر تھا کہ حضر تو حضر سفر کی حالت میں بھی قرآن پاک کی تلاوت کا سلسلہ نہیں ٹوٹتا تھا۔ بس میں بیٹھے ہوں کہ ریل گاڑی میں یا خلائی سفر پر ہوں یا کسی بھی سوار پر تشریف فرما ہوں، تلاوت قرآن کبھی بھی ترک نہیں فرماتے تھے۔

آپ کے شاگرد رشید ابو العطر حضرت مولانا محمد عبد السلام کے ذریعہ معلوم ہوا کہ جب آپ پہلی بار زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے بغرض حج وزیارت تو مناسک حج ادا کرنے کے بعد مدینہ شریف حاضری دی، مدینہ شریف مواجہ شریف ریاض الجنہ میں ایک ہی نشست میں پورا قرآن شریف تلاوت کر لیا۔ اس کا ذکر آپ کے ارشد تلمیذ وخلیفہ نائب شیر نیپال حضرت علامہ الحاج مفتی احمد حسین برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ نے اپنی کتاب ''مفتی اعظم نیپال حیات وخدمات'' میں بھی کیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

پہلی بار ۱۹۹۳ء میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے، مناسک حج سے فراغت کے بعد جب مدینہ منورہ بارگاہ

خیرالانام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضری ہوئی، مواجہ شریف میں کھڑے ہوکر بصد احترم صلاۃ وسلام پیش کرنے کے بعد سرکار علیہ السلام کے سرہانے خاص ریاض الجنہ میں ایک وضو سے ایک ختم قرآن شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔(۱)

یہ تھا آپ کا ذوق تلاوت قرآن کریم۔ اور اس انداز میں قرآن شریف کی تلاوت فرماتے کہ ہر لفظ موتیوں کی طرح ادا فرماتے اور حسن صوت اور حلاوت لہجہ کے ساتھ تلاوت فرمایا کرتے تھے جس سے سامعین اپنے قلب وجگر میں خنکی اور حلاوت محسوس کرتے اور قرآن پاک کی محبت سے سامعین کا دل سرشار ہوجاتا تھا۔

قراءت:

اس فن میں بھی آپ کو طرۂ امتیاز حاصل تھا، وقت تلاوت مخارج کی ادائیگی بھی لائق صد تحسین تھی، اسی کمال اور خوبی کی برکت تھی کہ پابندی سے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے والے مقتدی بالمخارج قرآن شریف یاد کرلیتے تھے گو کہ حضرت پیغام دیا کرتے تھے۔

تلاوت قرآن یارو ذریعہ نجات ہے
پیام رحمت بہر مومن جنتی سوغات ہے

(۳) گوشہ حیات بحیثیت محدث اعظم نیپال:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات تابندہ کا یہ گوشہ بھی بہت پرنور ہے۔ بالیقیں آپ کی ذات بابرکات اسلاف کی یادگار اور حضرت محدث اعظم بہار محدث احسان علی فیض پوری بہاری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ترجمان تھی۔ جب آپ احادیث کریمہ کی کتابوں کا درس دیتے تو مکمل عالمانہ شان اور پورے اہتمام کے ساتھ باوضو، خوشبوؤں سے ماحول کو معطر کرکے سراپا ادب واحترام بن کر، آنکھوں میں سرمہ لگائے، سر پر عمامہ شریف باندھے احادیث کریمہ کا درس دیتے۔ کبھی مسائل کی تخریج، کبھی مسلک اعلیٰ حضرت (مسلک اہل سنت وجماعت) کی توثیق، تو کبھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرز زندگی اور انداز گفتگو سے عشق رسول اور حب نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی عطر بیزیاں کرکے دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع روشن کردیتے تھے اور جذبہ ایمان کو بیدار فرما کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلفوں کا اسیر اپنے تلامذہ کو بنادیتے تھے۔

علم حدیث میں آپ اس قدر ماہر وکامل تھے کہ اس بات کا اعتراف ہم عصر علما ومشائخ اور فقہا ومحدثین نے بھی کیا اور بطور خاص آپ کے اساتذہ نے بھی اس بات کی گواہی وسندی دی کہ آپ علم حدیث کی باریکیوں اور اس کے گہرے رموز واسرار سے واقف تھے اور اس شان کے مستحق تھے کہ آپ کو محدث کے لقب سے یاد کیا جائے اور علم حدیث میں مہارت کا تمغہ وتاج آپ کے سرسجایا جائے۔ چنانچہ آپ کے استاذ محترم خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد عارف حسین رضوی نانپاروی سابق شیخ الحدیث جامعہ منظر اسلام بریلی شریف نے ''محدث لاکلام'' کے لقب سے یاد فرمایا۔

---

(۱) مفتی اعظم نیپال حیات وخدمات

(۴) گوشہ حیات بحیثیت فقیہ اعظم نیپال:

اس فن میں کمال مہارت ولیاقت اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے چہیتے اور چنیدہ بندوں میں سے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مقام عالی اور شرف اتم سے نوازا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے پسند فرمالیتا ہے اسے خیر وبھلائی سے بھی نواز دیتا ہے اور فقہی مقام وبصیرت سے بھی مشرف فرما دیتا ہے۔ ملک نیپال میں ہم عصر علما میں آپ اس فن میں ممتاز ویگانہ تھے اور اکثر علمائے نیپال آپ کے تلامذہ اور آپ کے دسترخوان علم وحکمت کے خوشہ چیں ہیں۔ جن میں بہتیرے دیگر فنون میں راسخ ہونے کے ساتھ فقہ میں بھی یدطولیٰ رکھتے ہیں اور اپنے علم سے زمانہ کو سیراب کر رہے ہیں اور فقہ کی شمع سے خطہائے نیپال کو شب وروز روشن کرنے میں مصروف عمل ہیں۔

فقیہ اعظم نیپال کا خطاب واعزاز اور لقب یہ ایسا خطاب ولقب ہے جس کے ہر کس وناکس مستحق نہیں ہوا کرتا، بلکہ ایسی عظیم ہستی کو زیب دیتا ہے جو اس فن کے نشیب وفراز سے واقف ہو، اس کے ہر گوشہ پر کمال مہارت رکھے اور جو اس فن میں بصیرت وبصارت اور تعمق وتبحر رکھے۔ آپ کی علمی فقہی شخصیت کو دیکھنے کے بعد یہ کہنا حق بجانب ہوگا بلکہ حق بہ حقدار رسید کا مصداق ہوگا کہ بلاشبہ اور یقینا آپ اس حسین لقب کے سچے اور صحیح مستحق تھے۔ جس پر مستزاد یہ کہ عباقر وا کابر علما ومشائخ اور فقہاء ملت اسلامیہ نے اپنی تحریر وتقریر میں اس خطاب سے یاد فرمایا اور آپ کی شان تفقہ تسلیم کیا ہے اور آپ کی علمی مجلسوں میں شرکت کرنے والے علما وفضلا اور آپ کا مجموعہ فتاویٰ اس بات کی منہ بولتی تصویر وشاہد ہیں۔

فقہ کی کتابوں کا جب درس دیتے تو ترجمہ اتنا واضح اور سلیس فرماتے کہ خلاصہ بیان کرنے کی ضرورت بہت کم محسوس ہوتی اور جب خلاصہ فیان فرما دیتے تو پھر ایسا لگتا کہ دل کی تختیوں پر سب کچھ لکھ دیا گیا اور طلبہ کے لئے اسے بھلا دینا مشکل ہوتا۔ اسی وجہ سے طالب علموں کو مالہ وماعلیہ سمجھنے کے لئے بڑی محنت کی ضرورت شاید ہی پڑتی تھی۔

(۵) گوشہ حیات بحیثیت مفتی اعظم نیپال:

باکمال علم و فن اور صاحب زور قلم
آپ ہیں شمشیر ملت مفتی اعظم نیپال
ہیں مزین سارے فتوے، دلنشیں انداز ہے
ہیں مدلل علمی طاقت مفتی اعظم نیپال
تیرے علم وفن کا چرچا ہو رہا ہے چار سو
آپ ہیں مفتی ملت مفتی اعظم نیپال

آج بھی حضرت کے اس شعبہ حیات پر روشنی ڈالنے کے لئے حضرت کے فتاویٰ کئی حصوں اور جلدوں میں موجود ہیں جو اپنی زبان حال سے ماہر مفتی بلکہ ملک نیپال کے سب سے بڑے مفتی ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ ملک کے ہر چہار جانب سے اور

ہندوستان کے بیشتر اضلاع سے عوام وخواص کا آپ کے دارالافتا کی طرف رجوع کرنا یہ بھی اس پر شاہد ہے۔ نیز جس طرح علما و مشائخ نے آپ کے محدث اعظم نیپال، فقیہ اعظم نیپال اور دیگر خوبیوں کو سراہا اور اعتراف کیا اسی طرح مفتی اعظم نیپال کے عظیم منصب پر فائز المرامی کا اعلان واقرار کیا اور اس کے مصداق ہونے کی گواہی بھی دی۔

(۶) گوشہ حیات اور شعبہ تفسیر:

اس فن میں بھی حضرت کو مفسر اعظم نیپال ہونے کا شرف حاصل ہے، یہی وجہ تھی کہ جب آپ تفاسیر کی کتابوں کا درس دیتے تو ایسے ایسے نکات بیان فرماتے کہ آپ کو عصر حاضر کا رازی کہا جانا سچ لگتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ بیل بانس سرلا ہی نیپال میں عیدگاہ کی سنگ بنیاد کے موقع پر ایک پروگرام رکھا گیا تھا، صوفی باصفا حضرت مولانا عبدالجبار رضوی باڑاوی کی دعوت پر حضرت والا بیل بانس تشریف لے گئے۔ میرے برادر صغیر مولانا غلام طٰہٰ حمیدی صاحب نے بتایا کہ اس وقت جامعہ حنفیہ جنکپور میں بحیثیت مدرس خدمت انجام دے رہا تھا، حضرت نے مجھے بھی اپنے ساتھ کرلیا۔ پروگرام میں حضرت نے خطاب فرمایا، دوران خطاب حضرت نے سورۂ طٰہٰ کے مقدس حروف مقطعات پر اتنا معلوماتی خطاب فرمایا کہ سامعین حضرات سن کر مچل گئے۔ اسی طرح آپ کی تصنیفات اور فتاویٰ میں کسی بھی مسئلہ کی تفہیم وتوضیح آیات قرآنیہ اور اس کی تفاسیر جس انداز میں رقم فرماتے ہیں اس سے آپ کی تفسیری مہارت کا بخوبی اندازہ لگ جاتا ہے کہ اس فن میں آپ کس قدر کمال مہارت رکھتے ہیں اور اس کی باریکیوں سے کس قدر آپ آشنا ہیں۔

(۷) گوشہ حیات بحیثیت مناظر اعظم نیپال:

الحمدللہ حضرت کی زندگی کا یہ گوشہ بھی بہت ہی پرلطف، پرنور اور دلکش گوشہ ہے۔ بدمذہبوں پر آپ کی علمی دھاڑ اور مجاہدانہ جلال وہیبت سے ہمیشہ سکتہ رہا کرتا تھا۔ کئی بدمذہب عالموں نے چیلنج مناظرہ کیا مگر آپ کی شرکت وتشریف آوری سے ان پر ایسا رعب طاری ہوتا کہ اکثر مناظروں اور بحثوں میں ان بدمذہب مولویوں میں رو بہ رو ہوکر بحث ومناظرہ کرنے کی جرأت ہی نہ ہوسکی۔ مناظرہ کے حوالے سے بڑے بڑے واقعات موجود ہیں۔ سر دست ایک واقعہ پر روشنی ڈالنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔

۱۹۷۳ء کو ضلع مدھوبنی کے باسوپٹی میں ایک فیصلہ کن مناظرہ ہونا طے پایا۔ جس میں وہابی مکتبہ فکر کی طرف سے مولوی عین الحق شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ مناظر مانا گیا، جبکہ اہل سنت وجماعت کی جانب سے حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان مناظر بنائے گئے۔ یاد رہے کہ اس مناظرہ میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کو بھی حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے مدعو کیا تھا مگر آپ کی شرکت نہ ہوسکی البتہ آپ نے اپنے دو شاگردوں بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ اور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کو اپنے نمائندہ کے طور پر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حوصلہ افزائی کے لئے روانہ فرمادیا تھا اور ان دو بزرگوں کی شرکت بھی ہوئی تھی۔ حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ کی زبردست تقریر بھی ہوئی تھی اور میلاد کے موضوع پر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا مدلل ومفصل بیان بھی۔ اس مناظرہ میں بدعقیدوں کو شکست فاش اور ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور اہل سنت کو فتح ونصرت اور عزت و سربلندی حاصل ہوئی۔

تھر تھرائیں بدعقیدے نام ہی سن کر تیرے
ہو یقینا شیر ملت مفتی اعظم نیپال
کھال ادھیڑی نجدیوں کی ،نوک قلم سے آپ نے
سیف ملت ،قلمی طاقت مفتی اعظم نیپال

الحاصل مضمون کچھ طویل ہوتا جا رہا ہے اس لئے صرف اتنا کہہ کر مختصر کیا جا رہا ہے کہ۔

یہ قصہ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ ہوا بیان آغاز باب تھا

ورنہ تو حضرت والا مفکر، مدبر، مبلغ، خطیب اور مصنف ہونے میں بھی بہت اونچا مقام اور امتیازی شان رکھنے کے ساتھ ساتھ بڑے عابد وزاہد، متقی اور متصلب فی الدین تھے۔

تقویٰ ان کا تھا یگانہ ،تھا تصلب بے مثال
باعمل تھے رہنما، سیدی مرشدی شیر نیپال
دلکش حسین ملک نیپال جس پہ نازاں باخدا
ایسے محسن پیشوا سیدی شیر نیپال

بقلم
محمد حبیب الرحمن رضوی زخمی
مدینۃ العلما باڑا شریف، پر یہار
مورخہ ۱۱ / ربیع الغوث ۱۴۴۱ھ مطابق ۹ / ۱۲ / ۲۰۱۹ء

شیر نیپال کا فن نحو میں کمال

ادیب شہیر حضرت مولانا غلام طٰہٰ برکاتی حمیدی (باڑالہوریا)

تیرے میکدہ سے پی کر آیا سنبھلنا ہم کو
کیسا ہے جام و مینا وہ میکدہ تمہارا
بگڑا سنبھلتا، آکر ملتا سکون دل کو
فیض و کرم کی بارش ہوتی رہی ہمیشہ
فکری شعور دے کر بیدار کردیا تھا
علمی ضیا سے دل کو پرنور کردیا تھا

(حمیدی)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کبھی کبھی کسی کی شخصیت اتنی جامع ہوتی ہے کہ وہ فہم وادراک سے بالاتر ہوتی ہے اور ان کے گوشہ حیات کے اتنے شعبے ہوتے ہیں اور ہر شعبہ ایک مستقل موضوع بننے کی خوبیوں سے مزین ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت شیر نیپال ،مفتی اعظم نیپال الحاج مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ کی شخصیت بھی انہیں عظیم الشان شخصیات اور بڑی ہستیوں میں ایک تھی۔ یقینا جس نے بھی حضرت والا کو جس شعبے میں دیکھا صاحب کمال، مہارت اور ید طولیٰ رکھنے والا ہی پایا۔

یہی وجہ ہے کہ طالب علم حضرات نے جب حضرت موصوف کو دیکھا اور ان کی ذات سے مستفیض ہوکر متاثر ہوئے تو کہہ پڑے کہ حضرت ایک ایسے مخلص، خلیق اور مشفق مدرس تھے جو فن حدیث، فن تفسیر، فن فقہ، فن منطق، فن فلسفہ، فن نحو وغیرہ میں ممتاز اور یگانہ تھے۔ تصنیف وتالیف کا ذوق رکھنے والے کہنے لگے کہ حضرت والا ایک قابل احترام گہری نظر رکھنے والے مصنف اور مؤلف تھے، جب خطبا اور مقررین نے حضرت کی خطابت سماعت کی تو حقیقت کا اظہار کیا کہ حضرت موصوف فصیح وبلیغ اور باوقار مقرر تھے۔

اسی طرح جب دارالافتا کو زینت بخشنے والوں نے حضرت کی فتویٰ نویسی اور استدلال کو دیکھا تو مچل کر جھومتے ہوئے کہنے لگے کہ حضرت یقینا مفتی اعظم نیپال تھے، حق وباطل کے مابین فیصلہ کن مناظرہ کرنے والے کہہ پڑے کہ حضرت محترم بلا چین وچرا مناظر اہل سنت وجماعت اور شیر نیپال تھے۔ عقیدت مندوں نے جب دامن کرم کو تھاما تو جھومنے لگے کہ حضرت مرشد پابند شرع، متقی، اللہ جل جلالہ سے ڈرنے والے، سچے عاشق مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔

اور جب شعبہ تبلیغ واشاعت والوں نے حضرت کی تبلیغی خدمت دین کا مطالعہ کیا تو اقرار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت بہت

بڑے اسلامی مبلغ تھے اور حکومت نیپال نے جب ملک نیپال میں حضرت مکرم کی ملکی خدمات کو دیکھا تو اپنی وزارت والوں کو حضرت کی نماز جنازہ کے موقع پر لگ بھگ پانچ چھ لاکھ کے مجمع کے مابین نذرانہ محبت لٹانے کے لئے بھیج کر حضرت کی شخصیت کا اعتراف کیا۔ راقم السطور تو ملک نیپال سے اپنی سمجھ کا اظہار کرتا ہے کہ حضرت کی شخصیت عظمیٰ کو نیپال رتن کا انعام اور ایوارڈ دیا جانا چاہئے تا کہ ملک کی خدمت کرنے والوں کا حوصلہ بلند ہو۔

حضرت والا کی نا پیدا کنار شخصیت مجمع الفضائل والمحاسن کے اتھاہ سمندر میں غوطہ کھاتا بہت دور چلا گیا قارئین سے میں اپنی اس پر لطف، دلکش غلطیوں کو برداشت کرنے کی گذارش کرنے کو اپنے لئے فخر سمجھتا ہوں۔

آمدم برسر مطلب:

حضرت موصوف سے شعبہ نحو میں مستفیض ہونے والوں کا اعتراف ہے کہ حضرت والا فن نحو کی جس کتاب کو بھی پڑھاتے تو ماشاء اللہ ثم ماشاء اللہ انداز تفہیم اتنا سہل اور اتنا پیارا تھا کہ ہر پڑھنے والے اپنی اپنی بساط کے مطابق نحوی مسائل کو مستحضر کر لیتے اور جب خلاصہ فرماتے تو سبحان اللہ ثم سبحان اللہ اتنا جامع اور مانع خلاصہ ہوتا کہ ذہن کے حاشیہ پر مندرج سارے سوالات اور اعتراضات رفع ہو جاتے۔

ان ساری خوبیوں کا میں (راقم السطور) بھی معترف ہوں کیونکہ حضرت نے مجھ حقیر سراپا تقصیر سے جامعہ حنفیہ میں تدریسی خدمت تقریبا پانچ سال تک لے کر سنوار دیا۔ ان دنوں میں حضرت موصوف کے دامن کرم سے خوب سے خوب مستفیض ہوتا رہا۔ چنانچہ جب کبھی حضرت اوقات درس ٹہلتے پھرتے یا بغرض معائنہ میری درسگاہ سے قریب ہوتے تو اپنی اصلاح کی خاطر اسباق پڑھاتے وقت اپنی آواز مقام ادب ملحوظ رکھتے ہوئے کچھ اونچی کر لیتا اور حضرت کے پیار بھرے انداز سے کچھ ایسا محسوس ہونے لگتا کہ آپ اسباق کے جاری بیانات کو سماعت فرما رہے ہیں۔ اس احساس کی تصدیق اس بات سے بھی ہو جاتی کہ کبھی کبھار درسگاہ کے اختتام پر آپ مجھے اپنے قریب بلا کر جاری اسباق سے متعلق کچھ پوچھ بھی لیتے اور ایسا بار ہا ہوا۔ چنانچہ ایک بار میں شرح جامی میں زمانہ ماضی کی تعریف سے متعلق بیان کر رہا تھا، حضرت درس گاہ کے بعد اپنے پاس بلا کر اس کو بیان کرنے کو فرمایا، تھوڑی بہت کمی بیشی کے ساتھ اپنے بیان کو جب میں نے ختم کیا تو حضرت والا نے معلومات میں چار چاند لگاتے اس قدر اضافی معلومات عطا کئے کہ نحوی معلومات کی شمع سے خانہ دل میں پنہاں نحوی گوشہ پر نور ہو گیا۔ اور یہ ساری باتیں اس پر شاہد عدل ہیں کہ حضرت والا علیہ الرحمۃ والرضوان کو فن نحو میں کمال مہارت حاصل تھا اور اس فن میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔

حضرت والا کے اس کمال مہارت پر اطمینان قلب کے لئے حضرت کی تصنیف لطیف فتاویٰ برکات جلد چہارم ص ۱۵۷ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت نے اس مقام پر جمع تکسیر، مؤنث غیر حقیقی اور جمع مؤنث سالم کے لئے فعل لانے سے متعلق گفتگو کی ہے۔ گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ فاعل مظہر جمع تکسیر ہو تو فعل مذکر اور مؤنث دونوں لانا جائز ہے۔ جیسے: قال الرجال اور قالت الرجال۔

فاعل مظہر جب مؤنث غیر حقیقی ہو تو بھی فعل مذکر مؤنث لانا جائز ہے جیسے: طلع الشمس اور طلعت الشمس۔

اسی طرح فاعل مظہر جب مؤنث سالم ہوتو فعل کی تذکیر اور تانیث دونوں جائز ہے۔جیسی: **جاء المؤمنات** اور **جاء ت المؤمنات**۔

ان نحوی مسائل کو ثابت کرنے کے لئے حضرت نے جن جن کتابوں سے استدلال کیا ہے وہ ساری کتابیں حضرت کے کمال مہارت اور وسعت مطالعہ پر بین ثبوت ہیں۔خانہ ءدل میں بہت سی یادیں دل کو روشن کررہی ہیں لیکن قلب مضطر میں سب کچھ کہنے کی سکت نہیں،بس یہی کہہ کر خاموش ہورہاہے کہ ؎

آئے گی یاد تیری ڈھونڈے گی دنیا ہر دم
خدمت بڑی ہے تیری، چرچا تیرا رہے گا
سربلندی شان ہماری ہم سبھوں سے بڑھ کر ہیں
ہم کو ایسی سوچ دے کر خلد بریں کو چل دئے
ممنون ہوں،مشکور ہوں،در پر تیرے حاضر ہوں
ہوکرم محسن میرے خالی نہ جاؤں لوٹ کر
تیرے قدموں میں رہا تم نے اعلیٰ کردیا
تھا حمیدی خالی ہاتھ کشکول تم نے بھر دیا

العبدالعاصی

غلام طٰہٰ حمیدی باڑاوی

معلم: مدل اسکول چاند پورا اردو، پریہار، سیتامڑھی (بہار)

۱۶-۱۲-۲۰۱۹

❁❁❁

فتاویٰ برکات اور اصلاح عقائد واعمال

مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی، صدر شعبۂ افتا دار العلوم رضائے مصطفی مٹیا برج کولکاتا (بنگال)

نیک سیرت، بھولی صورت، بلند اخلاق، خوش مزاج، متواضع ومنکسر، حلیم وبردبار، طہارت وتقویٰ شعار، ہر ادا سے زہد وورع کا اظہار، روشن پیشانی، منور چہرہ، اسلاف سناش، اخلاف نواز، علما ساز، اہل سنت وجماعت مسلک اعلیٰ حضرت کے عظیم مبلغ وسرخیل، کثیر تعداد میں دینی، علمی، فقہی، تحقیقی کتابوں کے مصنف، متعدد مدارس ومساجد کے بانی وسرپرست، ہزاروں علما کے استاذ، بہت سے مصلحین امت کے مرشد اجازت، لاکھوں لوگوں کے پیر طریقت ورہبر شریعت، ان گنت لوگوں کے مرکز عقیدت، جید عالم، مفتی، فقیہ، محدث، مفکر، مدبر، مصنف، مدرس، مصلح اور عامل شریعت وسنت گویا کہ تن تنہا ایک انجمن، ایک تحریک، یعنی خلیفۂ حضور سید العلما واحسن العلما وتاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ وقاری جیش محمد صدیقی مفتی اعظم نیپال علیہ الرحمہ کی ذات ہمہ جہت شخصیت کا مالک اور ہر جہت انتہائی روشن وتابناک۔

فقہ وفتاویٰ کی بات کریں تو فتاویٰ کیا ہیں گویا علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہیں، دیکھنا ہو تو حضرت کا مجموعۂ فتاویٰ ''فتاویٰ برکات'' جو آٹھ حصوں پر مشتمل ہے دیکھیں، ہر حصہ دو سو سے زائد صفحات کو محیط ہے۔ فقیر راقم محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی کو ہر حصہ کے سارے ابواب کے اکثر حصوں کے مطالعہ کا شرف حاصل ہے فللہ الحمد علی ذلک۔ کہیں قرآنی آیات سے کثرت سے استدلال، تو کہیں احادیث نبویہ کا اندراج، کہیں فکر انگیز تحقیقات تو کہیں کثیر جزئیات، کہیں لغزش وخطا پر تنبیہات تو کہیں حل اشکالات وجواب اعتراضات، کہیں تحقیق طلب مسائل کی تنقیح تو کہیں مشکلات ومبہمات کی توضیح، کہیں فقہی تبحر ووسعت نظر تو کہیں ایجاز واختصار، کہیں مختلف اقوال میں ترجیح تو کہیں مختلف اقوال میں تطبیق۔ پڑھتے جائیں اور داد تحقیق دیتے جائیں۔

فتاویٰ برکات اور اصلاح عقائد واعمال کے حوالے سے گفتگو سے پہلے فقہ وافتا سے متعلق کچھ باتیں پیش کی جاتی ہیں تاکہ اس روشنی میں فتاویٰ برکات کا سمجھنا اور پرکھنا آسان ہو جائے۔

فتویٰ نویسی کوئی آسان کام نہیں بلکہ بقول علما وفقہا دینی امور میں سب سے مشکل امر فتویٰ نویسی ہے۔ فن افتا کی اہمیت کا اندازہ امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے درج ذیل اقتباس سے کیا جا سکتا ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں:

''ردوہابیہ اور افتا یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے، ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے، میں ایک حاذق طبیب کے مطب میں سات برس بیٹھا، مجھے وہ وقت، وہ دن، وہ جگہ، وہ مسائل اور

جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں، میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم بڑی کوشش وجانفشانی سے نکالا اور اس کی تائیدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں، مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو انہوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق رد ہو گئے، وہی جملے اب تک دل میں پڑے ہوئے ہیں اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے۔

خودستائی جائز نہیں مگر وقت حاجت اظہار حقیقت تحدیث نعمت ہے۔ سیدنا یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا: اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم۔ زمین کے خزانے میرے ہاتھ دے دیجئے بیشک میں حفظ والا، علم والا ہوں۔ بفضل ورحمت الٰہی، پھر بعون وعنایت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتا اور رد وہابیہ کہ دونوں کامل فن، نہایت عالی فن انہیں یہاں سے اچھا ان شاء اللہ ہندوستان میں کہیں نہ پائے گا، غیر ممالک کی بابت نہیں کہتا''۔(۱)

فقیہ ومفتی ہونے کے لئے جن بنیادی امور پر مہارت ضروری ہے، ان امور کو بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

''فقہ یہ نہیں کہ کسی جزئیہ کے متعلق کتاب سے عبارت نکال کر اس کا لفظی ترجمہ سمجھ لیا جائے یوں تو ہر اعرابی ہر بدوی فقیہ ہوتا کہ ان کی مادری زبان عربی ہے، بلکہ فقہ بعد ملاحظہ اصول مقررہ وضوابط محررہ ووجوہ تکلم وطرق تفاہم وتنقیح مناط ولحاظ انضباط و مواضع یسر واحتیاط وتجنب تفریط وافراط، فرق روایات ظاہرہ ونادرہ وتمیز درآیات غامضہ وظاہر ومنطوق ومفہوم وصریح ومحتمل وقول بعض وجمہور مرسل ومعلل ووزن الفاظ مفتیین وسیر مراتب ناقلین وعرف وعام وخاص وعادات بلاد واشخاص وحال زمان ومکان واحوال رعایا وسلطان وحفظ مصالح دین ودفع مفاسدین علم وجوہ تجریح واسباب وترجیح ومناہج توفیق ومدارک تطبیق ومسالک تخصیص ومناسک تقیید ومشارع قیود وشوارع مقصود وجمع کلام ونقد مرام فہم مراد کا نام ہے کہ تطلع تام واطلاع عام ونظر دقیق وفکر عمیق وطول خدمت علم وممارست فن وتیقظ وافی وذہن صافی، معتاد تحقیق، مؤید بتوفیق کا کام ہے اور حقیقۃ وہ نہیں مگر ایک نور کہ رب عزوجل بمحض کرم اپنے بندے کے قلب میں القا فرماتا ہے: وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ (حم السجدہ: ۴۱، آیت نمبر: ۳۵) اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو، اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا۔(فتاویٰ رضویہ مترجم، ج: ۱۶، ص: ۳۷۶۔۳۷۷، باب المسجد، رسالہ ابانۃ الباری فی مصالحۃ عبد الباری)

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ ''مفتی کی تعریف کیا ہے اور مفتی کے لئے کونسی شرائط ہیں؟ کیا سند لے کر عالم مفتی بن جاتا ہے؟''۔ جواب میں حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ نے یہ لکھا ہے کہ درسی کتابیں پڑھ لینے سے آدمی فقہ کے دروازے میں داخل نہیں ہوتا۔ مفتی تو اب حقیقۃ کوئی نہیں ہے جو ہیں بہت زمانے سے علامہ شامی نے لکھا اور علامہ شامی سے اوپر جو علما گزرے ہیں وہ سب یہ لکھتے آئے کہ ہمارا کام نقل فتویٰ ہے اور مفتی اصل میں مجتہد کو کہتے ہیں جو کتاب وسنت میں اجتہاد کر کے اور اپنی بساط بھر کوشش کر کے غیر منصوص کا حکم نکالے وہ مجتہد

(۱) امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات، ص: ۸۵، بحوالہ الملفوظ حصہ اول، ص: ۷۳

ہے۔ پھر مجتہد کی قسمیں اور کچھ تفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: تو مفتی تو حقیقۃً وہ ہیں اور پھر سب سے گر کر (کمتر) یہ ہے کہ ان ائمۂ کرام کے مختلف اقوال پر نظر رکھتا ہو اور واقعات میں وہ ایک ایسی تمیز رکھتا ہو جس کے ذریعے سے وہ یہ جان سکے کہ اس مسئلہ ناظرہ کا جو اس وقت سوال ہے اور جو واقعہ ہے یہ اس سے متعلق مسئلہ ہے جو اس کی تمیز رکھتا ہے وہ مفتی ہے اور جو اقوال معتمدہ کا اور اقوال مرجوحہ کا اور راجحہ اور صحیح اور غیر صحیح کی شناخت رکھتا ہو اور اس کو ان کی اطلاع ہو اور جو ماہر حاذق مفتی کے پاس بیٹھ کر فتویٰ سیکھے وہ مفتی ہے۔ اور اس کے بعد عالم کا درجہ ہے اور عالم بھی اس کو کہتے ہیں کہ جو عقائد سے خوب واقف ہو، اہل سنت وجماعت کے عقائد سے واقف ہو اور اس کے بعد یہ کہ ہدایت وگمراہی کے فرق سے خوب واقف ہو۔ اور پھر یہ کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتاب دیکھ کر وہ نکال سکتا ہو، اس میں وہ آزاد ہو اور کسی کا محتاج نہ ہو۔ یہاں سے عالم اور مفتی کی تعریف ظاہر ہو گئی اب اس کے پاس سند ہو یا نہ ہو، بہت سے سند والے بالکل کورے ہوتے ہیں اور بہت سے بے سند ایسے ہوتے ہیں کہ وہ خود بھی مفتی ہوتے ہیں اور دوسروں کو مفتی بنادیتے ہیں۔ (۱)

مذکورہ بالا صفات واصول کی روشنی میں جب فتاویٰ برکات کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ دیکھ کر طبیعت مچل جاتی ہے کہ حضور مفتی اعظم نیپال علیہ الرحمہ کے فتاویٰ ان تمام صفات وکمالات کے جامع ہیں۔ حضور مفتی اعظم نیپال حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی قدس سرہ کا قد علم فقہ وافتا میں کافی بلند تھا، فقہ وفتاویٰ کے جملہ شاخوں پر آپ کو حیرت انگیز مہارت حاصل تھی، اور کیوں نہ ہو آپ کے فتویٰ نویسی کا دورانیہ بھی تو کافی طویل ہے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تبحر علمی، فقہی صلاحیت واستعداد اور گہرائی وگیرائی کا اندازہ لگانا انتہائی مشکل امر ہے۔ حضرت کے مجموعۂ فتاویٰ سے اگر سب کی نظیریں پیش کی جائیں تو دفتر کا دفتر تیار ہو سکتا ہے لیکن سر دست ''فتاویٰ برکات'' سے کچھ جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

حضرت کی بارگاہ میں یہ استفتا آیا کہ:

زید کی جائیداد ہے اور بکر اس میں زبردستی لاش کو دفن کرنا چاہا جب زید کو خبر ملی تو زید نے بکر کو اس جگہ دفن کرنے سے منع کیا مگر بکر اور اس کے حامیوں نے سیف وسنان وعصا لے کر حملہ کر دیا اور اس ٹولے کے امام بھی برہم ہو کر فحش گالی دینا شروع کر دیا اور وہ ہمیشہ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالتا رہتا ہے۔ جواب طلب یہ ہے کہ جو لوگ دوسرے کی ملکیت میں زبردستی تصرف کرے اور جو امام مسلمانوں کے مابین تفرقہ ڈالے ایسے امام اور ایسی عوام کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

اس سوال کا جواب حضرت اس انداز میں لکھتے ہیں:

الجواب بعون الملک الوھاب: بلا اجازت مالک اس کی مملوکہ زمین میں دفن کرنا وہ بھی ظلم وستم کے ساتھ حرام حرام سخت حرام ہے۔ مالک زمین کو اختیار ہے کہ چاہے میت کو قبر سے نکلوا دے، یونہی زمین اپنے تصرف میں لا کر کھیتی کر لے۔ درمختار، ج:۱، ص:۲۶۲، میں ہے''ویخیر المالك بين اخراجه ومساواته بالارض كما جاز زرعه''۔ فتاویٰ

(۱) انوار تاج الشریعہ، ص:۱۸۔۱۹

رضویہ، ج:۴،ص:۱۰۸، میں ہے ’’جو قبر ظلما بلا اجازت مالک بنالی جائے اس کے لئے کچھ حق نہیں لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم: **لیس لعرق ظالم حق**۔علما اجازت دیتے ہیں کہ چاہے میت کو نکلوادے چاہے یونہی زمین اپنے تصرف میں لائے۔ اور فتاویٰ عالمگیری، ج:۱،ص:۸۵، میں ہے: ’’**اذادفن المیت فی ارض غیرہ بغیر اذن مالکھا فلمالك بالخیار ان شاء امر باخراج المیت وان شاء سوی الارض وزرع فیھا کذا فی التجنیس**‘‘۔

جواب کے اس حصہ کے بعد اب حضرت کا طریقۂ اصلاح دیکھئے فرماتے ہیں:

’’مالک زمین کے منع کرنے کے باوجود زبردستی غیر کی زمین میں دفن کرنا اور مالک زمین کو گالی اور مارنے پیٹنے کی دھمکی دینا سب ظلم ہے، اور ظلم کی قرآن وحدیث میں بڑی مذمت آئی ہے۔قرآن شریف میں اس پر لعنت آئی ہے: ’’**الا لعنة الله علی الظلمین**‘‘ ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔’’**و کذلك اخذ ربك اذا اخذ القری وھی ظالمة**‘‘ اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر، بے شک اس کی پکڑ دردناک کڑی ہے۔مسلم شریف کی حدیث ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی! ہم میں مفلس وہ ہے کہ نہ اس کے پاس روپیہ ہے نہ متاع۔فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز وروزہ، زکوۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہے، کسی پر تہمت لگائی ہے، کسی کا مال کھایا ہے، کسی کا خون بہایا ہے، کسی کو مارا ہے۔لہذا اس کی نیکیاں اس کو دے دی جائیں گی۔ پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔العیاذ باللہ منھا۔امام اور عوام دونوں پر مظلومین سے معافی مانگنا اور توبہ کرنا فرض ہے۔خزائن العرفان میں بالا آیت کے تحت مذکور ہے، تو ہر ظالم کو چاہئے کہ ان واقعات سے عبرت پکڑے اور توبہ میں جلدی کرے۔(۱) وباللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت سے سوال ہوا:

بکر کا تعلق راعین برادری سے ہے۔اب بکر اپنے آپ کو سید لکھتا ہے اس پر زید نے کہا کہ آپ تو راعین ہیں سید کیوں لکھا ہے، اپنی ذات کو بدلنا غلط ہے۔اس پر بکر نے فخر سے کہا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ حدیث پاک ہے **خادم القوم سیدھم** قوم کا خادم اس کا سردار ہوا کرتا ہے۔جب ہم قوم کے خادم ہیں تو سید لکھنے میں کوئی قباحت نہیں۔اور تقریر میں بولتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان تم پر بھالے سے حملہ کرے تو تلوار سے جواب دینا، کیا یہ مفتی کا کام ہے کہ تلوار مسلمان پر چلوائے اور اپنی ذات کو چھپائے؟ اور سید لکھے ایسا حکم دینے والے مفتی اور سید لکھنے والے مفتی پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟۔

جواب تحریر فرماتے ہیں:

’’شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے جس کے باپ، دادا پٹھان یا مغل یا شیخ یا راعین یا صافی یا انصاری یا منصوری ہوں وہ انہیں قوموں سے ہوگا۔فتاویٰ رضویہ، ج:۵،ص:۶۶۷، میں ہے: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا ہے ’’**من ادعی الی غیر ابیه فعلیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین لا یقبل الله منه یوم القیامة**

(۱) فتاویٰ برکات، ج:۶،ص:۱۵۱۔۱۵۲

صرفا ولا عدلا ،ھذا مختصرا‘‘۔ جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو نسبت کرے اس پر اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول کرے نہ نفل۔ بخاری ومسلم، ابوداؤد وترمذی ونسائی وغیرہم میں یہ حدیث مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ سے روایت کی ہے۔ ہاں یہ فضیلت خاص امام حسن اور امام حسین اور ان کے حقیقی بھائی، بہنوں کو عطا فرمائی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے ٹھہرے۔ پھر ان کی جو خاص اولاد ہے ان میں بھی وہی قاعدہ عام جاری ہوا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں اس لئے سبطین کریمین کی اولاد سید ہیں نہ بنات فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف ہی نسبت کی جائیں گی اھ۔

بالا بیان سے معلوم ہوا کہ سید ان شرفاء ومعززین کا لقب ہے جو حقیقۃ حضور پر نور سید عالم سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد امجاد سے ہو۔ ان کا نسب امامین کریمین سعیدین شہیدین نیرین طیبین طاہرین امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جاملتا ہو، تو جو درحقیقت خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد امجاد سے ہے، وہ ضرور سید ہے اور جو ان کی اولاد سے نہیں اور سید ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا، فریبی، عیار ومکار ہے، وہ اپنا باپ غیر کو بناتا ہے، باپ کے حق کا انکار کرتا ہے، ایسوں پر جنت حرام ہے، ایسا شخص کسی منصب کے لائق نہیں، نہ امامت کے، نہ خطابت کے، نہ درس وتدریس کے، جب تک کہ توبہ صادقہ نہ کرے۔

اس مسئلہ پر مزید احادیث وجزئیات پیش کرنے کے بعد بطور نصیحت حضور مفتی اعظم نیپال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اقول: وہ لوگ ان احادیث کریمہ کو دیکھیں اور عبرت پکڑیں جو اپنی برادری بدلتے ہیں، سید نہیں اپنے کو سید کہتے ہیں، شیخ نہیں اپنے کو شیخ کہتے ہیں، خان نہیں اپنے کو خان کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ، ان احادیث نبویہ میں کس قدر وعید شدید ہے نسب بدلنے والے پر جنت حرام اور یہ کہ وہ کفر ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ، اللہ تبارک وتعالیٰ سمجھ دے۔ وھو الھادی الی سواء الطریق واللہ اعلم۔(۱)

حضرت کی بارگاہ میں سوال ہوا:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں: امسال ماہ محرم میں ایک جوان کی اچانک موت سے اہل بستی حیرت زدہ ہو گئے، موضع حیرت یہ تھی کہ جیسا کہ مشہور ہے کہ ساحرہ (ڈائن) آدمی کو ماردیتی ہے، اس کی تحقیق کے لئے پوری بستی نے یہ طئے کیا کہ ساحرہ کو نکالا جائے، چنانچہ ایک غیر مسلم (جس کو اوجھا یا بھگتا کہا جاتا ہے) کو بلایا گیا اس نے اپنا تنتر منتر کرنے کے بعد ایک کو نکالا بعدہ ہنگامہ ہوا، جس کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ دریافت یہ ہے کہ غیر مسلم کو بلا کر ایسا کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟ اور جن لوگوں نے کیا ہے اس پر کیا حکم ہے؟

حضرت اس سوال کا جواب تحریر فرماتے ہیں:

الجواب بعون الملک الوھاب: بلانے میں اس کی تعظیم ہے اور یہ حرام بلکہ فاسق تک کی تعظیم حرام ہے۔ پھر اس پر فتاویٰ مصطفویہ اور فتاویٰ رضویہ سے جزئیات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ان آیات کریمہ اور تفاسیر عظیمہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ اس تنتر

(۱) فتاویٰ برکات، ج:۶، ص:۱۵۱۔۱۵۷

منتر والے کو بلانا اور اس سے اس کام میں مدد لینا حرام اشد حرام تھا اور جرم عظیم اور بدتر گناہ، اور جس شخص نے بلایا گنہگار مستحق غضب جبار وقہار، مستوجب عذاب نار ہوا، اس میں ایک کافر یعنی ساحر کے حکم پر مسلمان کو ایذا دینا اس کے حکم پر اعتماد کرنا عمل کرنا، قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔قرآن وحدیث سے اس کو مدلل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ اس جنتر منتر والے نے اپنے کسی پروردہ شیطان کو بھیج کر کسی شریف بے قصور بے جرم پاک دامن عورت کو بلا کر کے اس کو گھر سے نکال کر خوار وذلیل نادانوں کے سامنے کیا ہو اور اس کی عزت ریزی کی ہو اور اس کے مخالفوں کی شماتت کا سامان فراہم کیا ہو اور اس کے بزرگوں، عزیزوں، رشتہ داروں کی خوار وشرمندگی کے لئے اسباب مہیا کئے ہوں، یا بھیجا کسی کے پاس ہو اور گیا کسی کے پاس ہو، کیا شیطان سے دھوکہ نہیں ہوتا (شیطان کا کام ہی ہے دھوکہ دینا، آپس میں لڑانا، اختلاف ڈالنا، جھوٹ پیدا کرنا، پھر ہلاک وبرباد کرنا ہے)

اب حضرت کا اصلاحی پہلو دیکھیں:

کیسے مسلمان ہیں جو مسلمان ہوتے ہوئے کسی بھگتا کی بات کو وہ بھی ایسی کمزور بات جو اپنے منتر کے زور سے کہتے ہیں، مان کر عمل کرتے ہیں، اگر ان کو معلوم ہے وہ بھگتا غیر اللہ کی پرستش کر کے اپنا منتر کرتے ہیں، اس پر راضی ہوئے تو اسی طرح یہ بھی کافر پھر اسلام میں داخل ہونے کے لئے از سر نو مسلمان ہونا ہوگا، توبہ کے بعد کلمہ پڑھ کر تجدید ایمان کرے اور شادی شدہ تجدید نکاح بھی کرلے اور کبھی ایسوں کی بات پر اعتماد نہ کرے، موت وحیات جل مجدہ کے دست قدرت میں ہے، جب چاہے زندہ رکھے جب چاہے مارے، جو اس نے وقت متعین کیا ہے اس سے ایک آن نہ آگے ہوسکتا ہے نہ پیچھے۔

قرآن مقدس کی ایک آیت کریمہ سے استدلال پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں: تو جادو کا اثر بھی اسی وقت ہوگا جب موت ہوگی، ورنہ کوئی لاکھ جادو کرے اگر موت کا وقت نہیں ہے تو جادو اثر ہرگز ہرگز نہیں کرسکتا۔قرآن حکیم میں ہے: **وما تشاء ون الا ان یشاء اللہ**، تمہارے چاہے کیا ہوتا ہے جو چاہے اللہ وہ ہوتا ہے جو اس کی مشیت ہوتی ہے وہی ہوتی ہے۔اس کے خلاف عقیدہ کفر ہے۔قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

حاصل کار مسلمان کا شیوہ نہیں بھگتی کرنا، اس کی باتوں پر اعتماد کرنا، اس سے شنیع تر اخبث تر یہ عقیدہ کہ جادو مؤثر حقیقی بالاستقلال ہے۔مفسرین کرام فرماتے ہیں: جو جادو کو مؤثر بالاستقلال سمجھے گا کافر ہوجائے گا۔جو اس کے بلانے اور اس کے اس شنیع فعل پر راضی ہوئے وہ سب توبہ کریں، تجدید ایمان کے ساتھ، تجدید نکاح اور تجدید حج، اگر شادی شدہ ہے اور حج کرچکے ہیں۔واللہ اعلم بالصواب۔(۱)

حضرت نے اس فتویٰ میں جس حسن وخوبی کے ساتھ عقیدہ وعمل کی اصلاح فرمائی ہے وہ بھی مکمل دلائل وبراہین کے ساتھ یقیناً وہ حضرت ہی کا حصہ ہے۔

دور حاضر میں ایک بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ مساجد ومدارس کی کمیٹی میں اکثر بے عمل فاسق وفاجر لوگ شامل رہتے ہیں بلکہ یہی

---

(۱) فتاویٰ برکات، ج:۱، ص:۹۲۔۹۵

لوگ صدر وسکریٹری کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہتے ہیں اور کوئی ان کے خلاف کچھ بھی بولنے کو تیار نہیں۔

مفتی اعظم نیپال کی بارگاہ میں ایسا ہی ایک سوال ہوا کہ:

زید کو مسجد و مدرسہ کا عوام نے خزانچی بنا دیا اور زید شراب بھی پیتا ہے جوا بھی کھیلتا ہے اور شراب پی کر کے آتا ہے تو امام کے ساتھ گندی گندی باتیں کرتا ہے اور امام صاحب کو اپنا غلام سمجھتا ہے۔ ایسے خزانچی کے اوپر شریعت کا حکم کیا ہے؟ اور جو ایسے لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں ان لوگوں کے اوپر شریعت کا کیا حکم ہے؟

اب حضرت کے قلم حق رقم سے بے باک جواب ملاحظہ کیجئے، فرماتے ہیں: کسی مسجد و مدرسہ کا رکن ایسے شخص کو بنانا جو شرابی ہو یا جواری ہو یا بد گو ہو حرام ہے اور سخت حرام اور ایسے لوگوں کا ساتھ دینا بھی حرام، توبہ سب پر فرض، توبہ نہ کرے تو مقاطعہ ضروری ہے۔(۱)

حضرت سے سوال ہوا کہ: زید لوگوں کے سامنے کہتا ہے کہ ہم مولوی مولانا کو نائب رسول نہیں مانتے، اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے تحریر فرمائیں؟

جواب سنئے اور حضرت کی فقہی گہرائی و گیرائی کی داد دیجئے۔ فرماتے ہیں:

”جو عالم ہدایت پر ہو، متبع شریعت ہو، سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سچا پیرو ہو، اطاعت رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اس کا شیوہ ہو، اس کے لمحات طہارت وتقویٰ میں گذرتے ہوں اور اوامر کو بجالاتا ہو، نواہی سے بچتا ہو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عامل ہو، خود ناپاکیوں سے بچتا ہو اور لوگوں کو بچاتا ہو اور پاکیوں کو اپناتا اور ددوسروں کو ان کی طرف رہنمائی کرتا ہو، سنی ہو، وہابی، دیوبندی، پھلواری وغیرہ فرقۂ باطلہ سے بیزار ہو اور اس سے سخت نفرت کرتا ہو اور دوسروں کو ان خبثاء مذکورین سے نفرت دلاتا ہو اور لوگوں کے ایمان کی حفاظت کرتا ہو تو یقیناً بلا شک وشبہ ایسا عالم نبی کا وارث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا نائب ہے۔

پھر حضرت نے اس پر چار حدیثیں پیش فرما کر اپنے دعویٰ کو مدلل فرمایا۔ بعدہ رقمطراز ہیں: ہاں وہ عالم جو طالب دنیا ہو، دین کا نہ ہو، یا غفلت میں زندگی گذارتا ہو، شر پھیلاتا ہو، عامل نہ ہو، یا بدمذہب ہو یا بدعقیدہ ہو وہ ہرگز وارث انبیا نہیں۔

اس پر بھی چار حدیثیں حضرت نے نقل فرمائی، اور اخیر میں فرمایا:

”بالا بیان سے واضح ہوا کہ زید کا مطلقاً ایسا کہنا بڑی جہالت وضلالت ہے، توبہ کرے، حکم نبی کی اطاعت کرے۔“(۲)

حضرت کے اس جواب سے جہاں عالم ربانی کی تعریف واضح ہوئی وہیں عالم سو کی حقیقت بھی آشکارا ہوئی اور پڑھنے وسننے والوں کو ایک سچا پیغام عمل ملا کہ انہیں کن علما کے پیچھے چلنا ہے اور کن کے پیچھے نہیں چلنا ہے۔

حضرت کی بارگاہ میں یہ سوال ہوا کہ:

---

(۱) فتاویٰ برکات، ج:۲،ص:۵۵

(۲) فتاویٰ برکات، ج،۴،ص:۲۷۔۳۳

وضو میں تین بار اور تین بار سے زائد اور تین بار سے کم دھونا کیسا ہے؟ مجھے پورا اعضو تین بار دھو لینے پر بھی تشفی نہیں ہوتی تو کیا مجھے تین بار سے زیادہ دھونے کی اجازت ہے؟

حضرت جواب لکھتے ہیں: وضو میں جو اعضا دھونے کے ہیں انہیں تین مرتبہ دھونا سنت ہے وعلیہ الاکثر وعلیہ الجمہور۔

پھر اس بات کو کتب فقہ کے چودہ جزئیات سے مزین کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

جمہور فقہا کا فتویٰ اس پر ہے کہ تین سے زیادہ یا کم نہیں کرنا چاہئے۔ہاں ضرورت کے باعث کم وبیش کر دیا تو حرج نہیں ہے۔

اس بات کو بھی کنز الدقائق، ہدایہ اور منیۃ المصلی کے جزئیات سے مستحکم فرمانے کے بعد حضرت نے جس حسن وخوبی کے ساتھ درستگی عمل اور جرأت بے جا کی اصلاح فرمائی ہیں وہ یقینا قابل دید وشنید ہے، آپ بھی پڑھئے اور آنکھیں ٹھنڈی کیجئے، فرماتے ہیں:

''بعض حضرات خواہ مخواہ اسراف وفضول خرچی کا دعویٰ کر دیتے ہیں۔دعویٰ ہی نہیں بلکہ فتویٰ دیدیتے ہیں۔جب تک حسن نیت ہو ہرگز فضول میں داخل نہ ہوگا،فضول خرچی کا مسئلہ تو وہابیہ، دیابنہ وغیرہا فرقۂ باطلہ خذلھم اللہ تعالیٰ کو آج تک سمجھ میں نہیں آیا۔موم کی بتی جلائیں تو فضول خرچی، اگر کی بتی جلائیں تو اسراف، عود کی دھونی دیں تو ممنوع، تقسیم شیرنی ہو تو ناجائز۔ہم اہل سنت وجماعت کو بفضلہ تبارک وتعالیٰ بکرم حبیبہ الاعلیٰ علیہ اکمل الصلوات وازکی التحیات، مسئلہ اسراف کتاب وسنت کے مطابق خوب سمجھ میں آیا ہے۔صلاح وفلاح کی خاطر اصلاح ابدان بلکہ تزئین مکان وبلدان کی خاطر صرف کیا جائے جب بھی فضول خرچی نہ ہوگا، سب اپنی جگہ محقق ومشرح ہیں۔اگر قلم کا رخ اس طرف پھیر دیا جائے تو ایک کتابچہ ہو جائے۔ہاں بلا وجہ صرف ضرور فضول ہے، یہاں تک کہ فقہا نے فرمایا ہے: چلو میں پانی لیتے وقت خیال رکھیں، اتنا زیادہ پانی نہ لیں کہ چلو سے گرے کہ اسراف ہوگا۔اسی طرح ضرورت سے زیادہ پانی لینا اسراف میں داخل ہوگا، مثلا ناک میں پانی ڈالنے کے لئے آدھا چلو پانی کافی ہوگا تو پورا چلو نہ لیں کہ اسراف ہوگا۔مگر اتنا کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو مکروہ ہے۔خود عاصی پر معاصی نے اپنی آنکھوں سے ایسے بہتیرے حضرات کو دیکھا ہے کہ دوسرے کاموں میں تو بخوبی پانی خرچ کرتے ہیں اصلا لحاظ وپاس اسراف کا نہیں کرتے مگر جب وضو وغسل کی باری آتی ہے تو ان سے کہا جائے بطریق اسباغ واکمال کیجئے تو کہنے لگتے ہیں یہ فضول خرچی ہے۔خداوند کریم جل وعلا اپنے حبیب مکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن رکھے۔''(۱)

❁❁❁

(۱) فتاویٰ برکات، ج،۵،ص:۱۸۔۲۱

حضور شیر نیپال کی عربی ادبیات میں دسترس کا سرسری جائزہ

از: ادیب شہیر ڈاکٹر محمد مبشر حسن مصباحی، صدر مسلم بورڈ (نیپال)

ملک نیپال کی عظیم عبقری شخصیت حضور شیر نیپال علامہ حافظ قاری مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی مصباحی علیہ الرحمہ (1943-2019ء) کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ فضائل وکمالات کے شاہکار، علوم وفنون کے شہسوار، رشد وہدایت کے عظیم فنکار، رعب ودبدبہ، جاہ جلال، عالمانہ وقار، چہرے پر قابل رشک نورانیت، عزت وعظمت خداداد تھی، آپ اپنے معاصرین میں تاج العلماء، اکبر الفقہاء، اعظم الاتقیاء، افضل المناظرین، اجمل المتکلمین، احسن المفکرین، سلطان المحققین، علماء ومشائخ میں ممتاز، فقہ وافتاء میں عدیم النظیر، درس وتدریس میں فقید المثال تھے۔ آپ کے علمی فکری تحقیقی فقہی تصنیفات کی فہرست درجنوں سے زیادہ ہیں، لاکھوں تشنگان علوم وفنون آپکی تصانیف سے مستفید ومستنیر ہورہے ہیں۔

لیکن انکا ایک قابل رشک علمی پہلو جنہیں بہت کم لوگ جانتے ہیں، وہ ہے حضرت کی عربی ادبیات کے جواہر پارے۔ عربی کتب، مقالات ورسائل سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت عربی ادب میں ید طولی رکھتے تھے، جس طرح اردو زبان میں آپکی تصانیف وتالیفات کا قیمتی سرمایہ ہے، عربی زبان میں بھی مقالات وتصانیف کے گوہر نایاب ہیں۔ ان میں سے چند کا اجمالی تعارفی جائزہ حاضر ہے۔

1. برکات الحدیث
2. الحضارة الإسلامية
3. القدس فی التاریخ
4. السلام فی الاسلام
5. حفظ الدین فی الطاعة النبوية
6 تذکرة الجیش

بہ استثناء اول وآخر درمیان کے چار رسائل درحقیقت مصر میں پڑھے جانے والے سیمینار کے مقالات ہیں، جو بعد میں کتابی شکل میں مصر سے ہی شائع ہوئیں، جیسا کہ حضرت کے تلمیذ خاص ابو العطر مفتی عبد السلام امجدی برکاتی نے اپنی کتاب تاجدارِ نیپال کے صفحہ 85 پر ذکر کیا اور کہا یہ چاروں رسائل مولانا سلمان ازہری اندروی کے پاس ہیں، انہیں ترجمہ کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، مذکورہ چار رسائل آپ نے 2005، 2006، 2008، 2009ء مصر کے سیمنار کے لیے لکھے تھے اور سیمینار میں شرکت بھی

ہوئی تھی۔ اسی طرح حضرت مولانا جمال الدین برکاتی ابدالی نے اپنی کتاب شان شیر نیپال کے صفحہ 42 پر لکھا ہے اور اسی طرح حضرت مفتی محمد رضا سالک قادری مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے اپنی کتاب نیپال میں اسلام کی تاریخ، صفحہ نمبر 443 پر آپ کے عربی مطبوعات کا تذکرہ کیا ہے۔

میرے پاس تین رسائل کی اسکین شدہ پی ڈی ایف کو پیز موجود ہیں جن میں سن طباعت غیر مذکور، اور کچھ صفحات خلط ملط غیر مرتب بھی ہیں۔

برکات الحدیث:

یہ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجموعہ ہے، جس میں مختلف ابواب اوران میں منتخب احادیث کریمہ ہیں۔

مثلاً:

کتاب الایمان، باب اسماء اللہ وصفاته، باب فیما بنی علیه الإسلام، باب فی کمال الإیمان، باب صفات النبی وفضائله، باب فی الإسراء، باب منزلة المومن عند ربه، باب من الإیمان الحب لله والبغض لله، باب ذکر الملائکة ووظائفهم، باب فی ابلیس وجنوده، باب فی فضل العلم، کتاب الصلاة، باب فرض الصلاة، الأذان وماجاء فی فضله، باب ما یقول من الذکر والدعاء عقیب الصلاة، باب فی الجمعة وفضلها، باب فیمن ترك الجمعة، باب فضل الاذان، کتاب الجنائز، باب عیادة المریض، باب فی العذاب فی القبر، باب زیارة القبور، باب إیصال الثواب، کتاب الزکاة، باب فیمن أطعم مسلما أو سقاه، کتاب الصوم، کتاب الحج، باب فضل الاضحیة وشهود ذبحها، باب فی المنجیات والمهلکات جیسے جامع ابواب ہیں۔

ابواب کی ترتیب، احادیث کا انتخاب، صحیح، حسن، ضعیف، موضوع وغیرہ احادیث کی تخریج وتمیز، علم حدیث میں تجرعلمی کی دلیل ہے۔ سب سے بڑھ کر علم حدیث میں آپکی برسوں کی خدمات جلیلہ اور ہزاروں تلامذہ محدثین، آپکی امارت فی الحدیث کے شواہد ہیں۔ آپ جب الجامعہ الحنفیہ جنکپور میں شیخ الحدیث رہے، ہزاروں طالبان علوم حدیث اکتساب فیض کرتے رہے، اس لئے یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ آپ تاج الشیوخ اور صدر الافاضل فی الحدیث تھے۔

الحضارۃ الاسلامیۃ:

اس میں اسلامی ثقافت، حوار الادیان، انسانی حقوق واقدار، اسلام کا اجتماعی نظام، تجدیدیت، دینی تعددیت پر مشتمل تحقیقی بحث کا جامع رسالہ ہے۔

میرے پاس 17 صفحات پر مشتمل اسکین شدہ رسالہ ہے، ہوسکتا اوریجنل میں صفحات زیادہ ہوں۔ اس میں مختلف ذیلی عناوین ہیں جیسے الاسلام وحوار الأدیان. اس کی تشریح کرتے ہوئے تقابل ادیان ومساجلہ ادیان میں فرق بھی

واضح کیا ہے جیسا کہ لکھتے ہیں:

یختلف حوار الأدیان عن مقارنة الأدیان ومساجلة الأدیان وان اختلطت هذه المفاهیم فی الأدبیات، فمقارنة الأدیان علم یعنی دراسة دین. مقارنة بآخر علی مستوی العقیدة والشریعة والعبادات، وتصوراته عن الإنسان والکون والحیاة وغیر ذلك من محاولة افتراض الموضوعیة وإمکانیة إلغاء التحیز بینما مساجلة الادیان عملیة تهدف إلی إثبات تفوق وتمیز دین علی آخر، وهو مالا یهدف الیه بالطبع حوار الأدیان الذی هو ادراکیة فحسب". (ص4)

ترجمہ: مذاہب کے مابین مذاکرہ مذاہب کے تقابل وموازنہ کرنے سے مختلف ہے، اگر چہ ادب میں یہ مفاہیم ملے ہوئے ہیں ۔تقابل مذاہب یہ ایک علم ہے جس کا مطلب ہے عقیدے، قانون اور عبادت کی سطح پر مذہب کا مطالعہ کرنا، انسان، کائنات، زندگی وغیرہ کے بارے میں مذہب کے تصورات اور اعتراضات تعصب سے بالاتر ہوکر سمجھنے کی کوشش کرنا ہے۔ جبکہ مذاہب کا موازنہ ایک ایسا عمل ہے جس کا مقصد ایک مذہب کے دوسرے مذہب کی برتری اور تمیز کو ثابت کرنا ہے، یہ بلاشبہ بین المذاہب مذاکرات میں نہیں ہوتا ہے، یہ محض تصور وادراک ہے۔

مندرج بالاعبارات سے عربی ادب سے شغف رکھنے والے افراد حضرت کا عربی ذوق واستطاعت، فصاحت وبلاغت، حسن کلام، اسلوب بیان کا اندازہ لگالیں گے۔

اسی میں ایک عنوان: حقوق الانسان الثقافیہ والاجتماعیہ کے تحت انسانی حقوق کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ سب سے اہم انسانی حقوق وہ ہیں جو سارے لوگوں کی تزئین وترقی کے ساتھ مربوط اور سب کے لیے مساوی ہوں:

حریة التعبیر، الحق فی الخصوصیة، حق المشارکة فی الشؤون العامة، حقوق العاملین، حقوق الشعوب الأصلیة، حقوق المرأة، حقوق الطفل، حقوق ذوی العاهات والمعاقین، تناغم القواعد التنظیمیة مع المعاییر الدولیة وهکذا فإن أغلب وأهم حقوق الإنسان التی یعمل الجمیع علی تحقیقها هی حقوق تربط أساسا بالتنمیة البشریة وبتحسین مستوی الحیاة لمختلف الفئات والشرائع الاجتماعیة....". (ص5)

ترجمہ: اظہار رائے کی آزادی، رازداری کا حق، عوامی امور میں حصہ لینے کا حق، مزدوروں کے حقوق، دیسی لوگوں کے حقوق، حقوق نسواں، حقوق اطفال، معذور افراد اور ہنڈیکیپڈ کے حقوق، بین الاقوامی معیار کے ساتھ قواعد وضوابط کی ہم آہنگی، سب سے غالب اور اہم انسانی حقوق جو سب کے لیے ہوں، اور وہ ہیں جو بنیادی طور پر انسانی ترقی اور مختلف گروہوں اور معاشرتی قوانین کے معیار کے ساتھ زندگی کی بہتری سے منسلک ہوں۔

اسی طرح مختلف عنوانات منظومة القیم الانسانیة، العقل والعقلانیة، التجدید والحداث، التعددي الديني والحضار کے تحت

بہت تحقیقی مباحث ہیں۔

القدس فی التاریخ:

یہ رسالہ اسکین شدہ پندرہ صفحات پر مشتمل ہے، جس کا ٹائٹل پیج الحضارۃ الاسلامیہ میں ضم ہے۔ اس میں محققانہ تاریخی پہلو کا تذکرہ اور مسجد اقصی کی بازیابی کے لیے اخوت ووحدت پر زور ہے۔

پہلے مسجد اقصی کے فضائل قرآن واحادیث کی روشنی میں مدلل بیان کیا گیا ہے، آغاز میں القدس في التاريخ :دور اليبوسيين العرب في تأسيس القدس ہے پھر القدس عبر مراحل التاریخ قبل الاسلام میں انبیاء علیہم الصلوات والسلام کے زمانہ کے ساتھ تاریخ بیان کی گئی ہے، جیسے عصر موسیٰ علیہ السلام، عصر داوٗد علیہ السلام، عصر سیدنا سلیمان علیہ السلام، وعصر عزیر علیہ السلام وفتح الاسلامي ہے۔

پھر اسلام میں قدس کی تاریخ کا بیان ہے کہ سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے 15 ہجری میں قدس فتح کیا، اور عبد الملک بن مروان کی خلافت میں قدس اوج ثریا پر پہنچا تعمیر وتوسیع ہوئی، 72 ہجری میں قبۃ الصخرۃ کی تعمیر ہوئی، پھر سقوط القدس بأيدي الصلبيين ودور الناصر صلاح الدين الايوبی کے تحت صلیبیوں کے ہاتھوں شکست، پھر دوبارہ صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں قدس کی شاندار فتح کا تذکرہ اور تحقیقی تاریخی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

آخر میں فلسطین کی آزادی، مسجد اقصی کی بازیابی کے تعلق سے اپنے ایمانی جذبات کا اظہار کیا اور کہا یہ سارے مسلمانوں کا غاصبوں کے ہاتھوں سے اسے آزاد کرانا دینی فریضہ ہے جیسا کہ لکھتے ہیں:

"ان تحرير المسجد الأقصى من أيدى الغاصبين ضرورة إسلامية وحضارية، ان فلسطين التى اغتصبتها الصهيونية وطردوا أهلها العرب المسلمين والمسيحيين تنادى المسلمين.

ترجمہ: مسجد اقصی کو غاصبوں کے ہاتھوں سے آزاد کرنا ایک اسلامی ومعاشرتی فریضہ ہے۔ فلسطین، جسے صیہونیت نے چھین لیا اور عرب مسلمان اور عیسائی لوگوں کو ملک بدر کردیا تھا، وہ مسلمانوں سے مطالبہ کررہی ہے۔

واضح ہو کہ مسجد اقصی کا غاصبانہ قبضہ صرف عرب کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ سارے مسلمانوں کا مسئلہ ہے، چنانچہ سارے مسلمانان عالم کو للکارتے ہوئے اخوت ووحدت کی دعوت دی اور کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم آپسی سارے اختلافات دور کرکے وحدت اسلامی کی ایک رسی میں بندھ جائیں، ایک طاقت بن کر مسجد اقصی کو آزاد کرائیں جیسا کہ لکھتے ہیں:

ايها الأخوة الإسلام! ألم يان لنا أن نجمل القول ونحسن العمل؟، ألم يان أن نجمع الشمل ونجمع على أمر نتقذه أرضنا ونحمى أرضنا؟۔

نعم ان الأوان لتجميع الصفوف وتوحيد الكلمة وجمع شمل الأمة الإسلامية. وان الأوان لنراجع المواقف التى أدت بنا إلى الخسران وأوقعتنا فى المهالك. إن الأوان لأن نعرف العدو من

الصديق، ونتصادق ونتآخى بدلا من الصراع والخلاف. وأن نتصافى ونتعاضد بدلاً من التباغض والتباعد والاختلاف.وان الأوان لننظر إلى حراس المسجد الأقصى ومايقاسونه فى سبيل الدفاع عنه بأجسادهم......قال الله تعالى: يأيها الذين آمنوا هل أدلكم..........وبشر المؤمنين "الخ

فمابالنا نتصايح بالشرور، وعظائم الأمور فيما بيننا. ولا نتنادى إلى الدفاع عن قدسنا ومقدساتنا ووحدتنا....

ترجمہ:اے برادران اسلام! کیا ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہم اپنی بات کومکمل کریں اوراپنے کام کو بہتر بنائیں؟ کیا یہ ضروری نہیں کہ ہم اکٹھے ہوں اور کسی چیز پر جمع ہوجائیں جس سے ہم اپنی سرزمین کو بچائیں اوراسکی کی حفاظت کریں۔ہاں، اب وقت آگیا ہے کہ ایک صف میں جمع ،ایک کلمہ کے ساتھ متحد ہوجائیں ،اورامت اسلامیہ کومتحد کریں۔اب وقت آگیا ہے کہ منظوریوں کا جائزہ لیاجائے جس کی وجہ سےہمیں نقصان اٹھانا پڑااور ہمارے تباہ ہونے کا سبب بنا۔اب وقت آگیا ہے کہ ہم دشمن، دوست کو جانیں، باہم دوستی کریں،تنازعات، اختلافات کے بجائے باہم بھائی بن جائیں۔بغض واختلاف مٹا کر صلح ومصافحہ کریں ۔اوراب وقت آگیا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے محافظوں کی مدد کریں جوجسمانی طور پر ہر مشقت اٹھا کراسکا دفاع کررہے ہیں۔اللہ رب العزت نے ارشادفرمایا:اے ایمان والو،کیامیں تمہاری رہنمائی کروں۔اوراہل ایمان کوبشارت دی۔

ہم کیوں نہیں برائیوں کے بارے میں آواز اٹھاتے ہیں، بڑی بڑی چیزیں ہمارے درمیان ہیں اس کے باوجود ہم اپنے تقدس،مقدسات اوراتحاد کےدفاع کا مطالبہ نہیں کرتے ہیں۔

تحقیقی مقالات ورسائل حضرت کی عربی ادبیات پر مہارت تامہ کا ناچیز کا ادنی وطائرانہ مطالعہ ہے،تاریخ وبحث وتحقیق کے طالب علموں وریسرچ اسکالروں کے لیے نادر ذخیرہ ہیں اگر سارے مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب، رسائل ومخطوطات دستیاب ہوجائیں۔امید ہے حضرت کے أبناء وتلامذہ نادرونایاب نسخے شائع کرکے حضرت کی روح کوشاداں وفرحاں کریں گے۔

اسکالر:

محمد مبشر حسن مصباحی

برہمپترا ہاسٹل، جواہرلال نہرو یونیورسٹی دہلی ۔26اگست 2020

حضور جیش ملت، مکین جنت
(المعروف بہ شیر نیپال) رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے خصائل وشمائل

از: حضرت مولانا محمد مقیم احمد رضوی محمد پوری، بینی پٹی مدھوبنی (بہار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، داعی قرآن وسنت، جبل الاستقامت، منبع فصاحت وبلاغت، پیکر خلوص ومحبت، محدث اعظم نیپال، مفتی اعظم نیپال، ملک نیپال کی شان وشوکت، قاطع کفر وضلالت، فقیہ نکتہ داں، واقف اسرار حقیقت ومعرفت، خانقاہ برکات کے معتمد، خلیفہ ء حضور احسن العلماء حضرت علامہ حافظ وقاری الشاہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی قادری المعروف بہ شیر نیپال رحمۃ اللہ تعالی علیہ جلیل القدر عالم، بے مثال پیر طریقت، عظیم صوفی اور دین وسنیت کے مخلص داعی تھے۔

حضرت علامہ سہراب القادری محمد پوری حال مقیم گجرات نے مورخہ ۲۸ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بمطابق ۲۶ نومبر ۲۰۱۹ء بروز ہفتہ مجھے بذریعہ موبائیل یہ خبر دی کی حضور شیر نیپال صاحب قبلہ ممبئی اسپتال سے ڈسچارج کر کے بذریعہ ایمبولینس لوہنہ نیپال لائے جارہے تھے کہ اسی دوران رات تقریباً ساڑھے گیارہ بجے کانپور کے قریب ان کا وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ یہ خبر سن بڑا دکھ ہوا اور دل بیٹھ گیا۔ بہت دیر تک حضور والا قدس سرہ العزیز سے وابستہ مختلف قسم کی یادیں اور باتیں ذہن میں تازہ ہوتی رہیں۔ زندگی کی حقیقت اور اسکی بے ثباتی پر امیر مینائی کا یہ شعر بار بار یاد آتا رہا۔

زیست کا اعتبار کیا ہے اے امیر
آدمی بلبلہ ہے پانی کا

مریدین ومتوسلین، معتقدین ومتعلمین، معلمین ومصنفین کے دلوں میں رہنے بسنے والے سب سے ناطہ توڑ کر پیدا کرنے والے مالک حقیقی کے اک اشارے پر راضیً برضا اس کا مژدہ جانفزا "يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً" سن کر اپنے اسلاف وصالحین اور اوائل سابقین سے ملنے رب کے حضور پہنچ گئے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۵ مارچ ۱۹۴۳ء میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم حضرت مولانا جمشید صدیقی صاحب سے حاصل کی۔ ریاست بہار کی مشہور درسگاہ دار العلوم علیمیہ انوار العلوم مظفر پور دامودر پور میں بھی آپ نے تعلیم حاصل کی، پھر دیار عشق ومحبت دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف تشریف لے گئے۔ اور پھر

مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے عالم اسلام کی مشہور یونیورسیٹی باغ فردوس الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی حاضر ہوکر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی شاگردی اختیار کی اور حضور حافظ ملت ودیگر باوقار اساتذۂ اشرفیہ سے علوم معقولات ومنقولات کی ساری کتابیں پڑھیں اور بقول صدر العلماء، رئیس الاذکیاء حضرت علامہ مفتی محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ ۱۹۶۶ء بمطابق ۱۳۸۶ھ میں سند فراغت سے نوازے گئے۔

۸۶ رسال کی عمر شریف میں ۲۸ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بمطابق ۲۶ رنومبر ۲۰۱۹ء تقریباً ساڑھے گیارہ بجے شب آپ کا وصال پر ملال ہوا۔ انکی ۸۶ رسالہ زندگی ملت اسلامیہ خصوصاً مخلصین ومریدین کے عقائد واعمال کی اصلاح، اور اسلام وسنیت کی ترویج واشاعت میں گذری۔

حضور جیش ملت، مکین جنت نے حصول علم سے فراغت کے بعد میدان عمل میں قدم رکھا تو اپنے ملک نیپال میں اپنی سیماب مقناطیسی شخصیت سے سب کو متاثر کیا۔ اور مسلک اہل سنت و جماعت (مسلک اعلیٰ حضرت) کے عقائد واعمال میں تن تنہا خاموش سرگرم تحریک چلائی جس کے بانی بھی وہی تھے اور معاون بھی وہی تھے، قافلہ سالار بھی وہی تھے روح رواں بھی وہی تھے۔ آپ مکمل عزم وحوصلے کے ساتھ اپنی دلکش، ایمان افروز تحریر اور انمول گفتگو سے ملت اسلامیہ کی ظاہری وباطنی اصلاح فرماتے رہے۔ نہایت ناسازگار حالات میں بھی آپ صبر وشکر کیساتھ جبل استقامت بن کر دشمنان دین اور گستاخ رسول کریم ﷺ کے سامنے سینہ سپر رہے۔

یقیناً حضور جیش ملت، مکین جنت، کی ذات بابرکت اپنے آپ میں ایک انجمن تھی، اپنے زمانے میں عوام وخواص کے مرجع ومقتدیٰ اور ملک نیپال وریاست بہار کے کاروان سنیت کے قافلہ سالار رہتے۔

حضور جیش ملت، مکین جنت علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت بے شمار اوصاف وکمالات کی حامل تھی۔ علم وعمل، فضل وکمال اور زہد وورع میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ملک ہند ونیپال کی بڑی بڑی خانقاہیں، بڑی بڑی درسگاہوں کے مشائخ عظام، علماء ذوی الاحترام خصوصاً محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ مدظلہ العالی سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الامجدیہ گھوسی، صدر العلماء حضرت علامہ مفتی محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، حضرت علامہ مولانا حضور سید غیاث الدین صاحب قبلہ المعروف بہ (حضور غیاث ملت)، شہزادۂ حضور تاج الشریعۃ حضرت علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ بریلی شریف، حضور امین ملت پروفیسر سید امین میاں برکاتی مارہرہ شریف اور حضور بدر ملت علامہ بدر الدین قادری ہالینڈ وغیرھم نے آپکے وصال پر ملال کے موقع پر آپکے دینی، مسلکی، خانقاہی، درسگاہی خدمات کو سراہتے ہوئے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندگی نہایت سادہ اور پرسکون تھی، جو لباس زیب تن فرماتے سنت رسول کے مطابق ہوتا۔ اکثر سفید لباس زیب تن فرماتے، سر پر عمامہ شریف کا طغریٰ ہوتا، دینی محافل میں خرقہ شریف ملبوس فرماتے۔ راستے میں نگاہیں جھکا کر چلتے، مدرسہ میں ہو یا مسجد میں، سفر میں ہو یا حضر میں، حیاء کو ملحوظ رکھتے۔

آج ملک نیپال میں علماء ومشائخ وسادات عظام کی جو عظمت رفتہ بحال ہے اس میں آپ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی انتھک کوشش ہے۔ خانقاہ برکات وخانقاہ بریلی شریف وباغ فردوس الجامعۃ الاشرفیہ کے مقبول اور نور نظر تھے۔ ہر دم اپنے بزرگوں کے کمالات کا دم بھرتے تھے، مرشد گرامی کا فیضان کرم ان پر جھوم جھوم کر برستا تھا۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان ہمیشہ متعلمین و معلمین کی حوصلہ افزائی اور قدر فرماتے۔

حضور شیر نیپال طالبان علوم نبویہ کو یوپی کے مدارس اہلسنت خصوصاً الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور بھیجتے، اور فراغت تک ان کی نگہداشت اور خبر گیری فرماتے۔ اصاغر علماء اہل سنت کے دینی کارناموں اور تقریر وتحریر سے بے حد مسرور ہوتے، اور حوصلہ افزائی فرماتے جو کہ حال کے اکثر علماء میں یہ وصف خال خال ہے۔ حضور جیش ملت مکین جنت سیرت رسول پاک ﷺ کے پیکر تھے۔ اخلاق حسنہ کے دھنی تھے، خلوص ووفا کی تصویر تھے، خانقاہ برکات کے بزرگوں کی تنویر اور مظہر تھے۔ ایک ذرہ نوازی کی جھلک نظر قارئین کرتا ہوں اذعان اجمل واکمل ہیکہ آپ بھی محظوظ ہونگے۔

لگ بھگ ۲۵ رسال پہلے تب میں جماعت ثانیہ میں الجامعۃ الحمیدیۃ الرضویۃ بنارس میں زیر تعلیم تھا۔ ہمارے گاؤں محمد پور، بینی پٹی ضلع مدھوبنی بہار، میں ایک دینی مسئلہ پر بحث چھڑی ہوئی تھی، مجھے بھی مسئلہ کا علم ہوا۔ اسی کے استفتاء کے لئے میں اور میرے دوست محمد کلام الدین رضوی نے بذریعہ سائیکل حضور شیر نیپال کی بارگاہ اقدس میں حاضری کی سعادت پائی۔ آپ کی ذات ستودہ کے حوالے سے حضرت علامہ مولانا محمد عین الحق صاحب رضوی ہنومان نگر سیتامڑھی سابق مہتمم مدرسہ فیض العلوم پہرہ کی زبانی ہم نے بار ہا سن رکھا تھا۔ ہمارے دل میں یہ خوف تھا کہ حضور شیر نیپال جو کہ ایک متبحر عالم دین، باکمال مفتی اور کامیاب مناظر ہیں نہ جانے ہم بچوں سے بات چیت فرمائینگے یا نہیں، راستہ بھر یہیں سوچتے رہے۔

مگر جب ہم لوگ الجامعۃ الحنفیۃ الغوثیہ جنکپور دھام نیپال پہنچے، تو نظروں کے سامنے حضور شیر نیپال صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا نورانی چہرہ نظر آیا۔ ہم خوشی کے مارے مچل اٹھے۔ چہرہ کیا تھا؟ صاف وشفاف، نہایت سرخی مائل گوری رنگت، یوں لگے جیسے کسی نے دودھ میں ہلکا سا زعفران ملا دیا ہو۔ روشن کشادہ پیشانی، جس سے آپ کا فضل وکمال اور اقبال مندی صاف متبادر ہوتی تھی، وقار تمکنت اور عزت وجاہ وحشم خاندانی کی آئینہ دار ناک پر جمال تھی۔ روشن نورانی آنکھیں، جن پر صاحب نظراں کی تمام رعنائیاں اور جلوہ سامانیاں، اہل نظر کی ادائیں، دیدہ وری کی کیفیات آشکار، فراست ایمانی ہویدا، ''فانه ینظر بنور الله'' کی ہیبت نگاہی، کہ اگر کوئی نظریں چار کرنے کی جسارت کرے تو فوراً نگاہیں نیچی کرنے پر مجبور ہو جائے۔

آپ توانا وتندرست تھے، ایک جبل علم تھے، طویل القامت نہ تھے لیکن علمی بلند قامتی کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے عالم و فاضل آپ کے سامنے بونے لگتے تھے۔ ہم دونوں دوست بارعب چہرہ دیکھ کر سہم گئے۔ حضور والا نے ہمیں بھانپ لیا، اشارہ سے بلائے گئے۔ ہم دنوں قریب گئے۔ حضور والا نے حجرہ کے اندر حاضر ہونے کا حکم فرمایا۔ اور فرمایا پیارے جھجھکتے کیوں ہو! آؤ بیٹھو!۔ نام و پتہ پوچھا سن کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایا تعجب ہے اتنی دور جو کہ لگ بھگ ۳۵ رکیلومیٹر ہے آپ دونوں ایک ہی سائیکل پر سوار

ہوکر آئے ہیں۔ چائے منگوایا، ہم نے بچنے کی بہت کوشش کی مگر حضور والا کے حکم پر عمل کرنا پڑا۔ چائے نوشی کے بعد دسترخوان لگا، ہم نے منت سماجت کی کہ نہیں حضور! ہم دونوں ناشتے سے فارغ ہو چکے ہیں۔ مگر حضرت نے نہیں مانا اور اپنے ساتھ ناشتہ کھلوایا، ڈھیر ساری دعائیں دیں اور مقصد بیان کرنے کا حکم فرمایا۔ میں نے ڈرتے ڈرتے استفتاء کا کاغذ حضور والا کی بارگاہ میں پیش کر دیا، حضور والا نے میری بے ربط تحریر پڑھنے کے بعد مسکرا کر فرمایا کہاں پڑھتے ہو اور کیا پڑھتے ہو؟ میں نے بمشکل جواب دیا۔ حضرت نے از راہ محبت پیٹھ تھپتھپائی اور میں اپنی قسمت پر رشک کرتا رہا۔ پھر حضور شیر نیپال صاحب علیہ الرحمۃ نے حکما فرمایا بیٹا ''جاؤ آرام کرو'' دوپہر کا کھانا کھا کر جانا، میں تمہارے استفتاء کا جواب تمہارے پڑوس کٹیا بینی پٹی کے رہنے والے طالب علم (جن کا نام ذہن میں حاضر نہیں ہے) کے معرفت بروز جمعرات بھیج دونگا، آپ ان سے لے لینا۔ ہم دونوں دوست کو ایک کمرہ دیا گیا، ہم نے آرام کیا، پھر دوپہر کا کھانا کھایا اور حضرت کی دعاء کے سہارے واپس ہوئے۔

دوسری ملاقات لگ بھگ سترہ اٹھارہ سال پہلے استاذ الاساتذہ، ماہر علم وحکمت حضرت علامہ مولانا محمد عین الحق رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی ہنومان نگر سیتامڑھی بہار کی معیت میں ماہ شعبان کے آخر میں جامعہ حضرت بلال ٹینی روڈ بنگلور کے چیئر مین خادم سنیت عالی جناب امیر جان صاحب کے دولت کدہ پر ہوئی۔ استاذ گرامی ذی وقار حضرت علامہ مولانا محمد عین الحق رضوی نے جو آپ کے بہت ہی قریبی اور معتمد ہیں میرا تعارف کروایا اور اور بعد فراغت عالمیت تکمیل حفظ کے حوالے سے بھی خوشخبری سنا ئی۔ (دراصل واقعہ یہ ہے کہ میں نے استاذ گرامی حضرت مولانا محمد عین الحق رضوی کے پاس صرف دو ماہ میں حفظ قرآن کیا تھا جس کا ذکر آپ نے حضور والا سے کیا) حضور والا نے بڑی مسرت سے سینے سے لگایا، دعائیں دیں اور بغرض امتحان مختلف پارے سے پوچھتے رہے اور میں علماء کی موجودگی میں جواب دیتا رہا۔ حضور والا نے اس وقت مجھ کم علم، ادنیٰ طالب علم پر جو شفقت وعنایات پیش فرمایا میں لفظوں میں ڈھال نہیں سکتا اور نہ میرے قلم میں تاب ہے، آپ میری فکر وشعور سے ماوراء ہیں، آپ اپنے خصائل وشمائل میں اپنے ہمعصروں سے ممتاز تھے۔

یہ ذرہ نوازی، اصاغر نوازی، یہ اپنائیت، یہ خلوص ووفا، یہ محبت والفت، مجھ اجنبی کم علم، بے عمل کے لئے دیکھ کر رشک آیا، عش عش کر اٹھا زبان حال سے یہ الفاظ نکلے ''این سعادت بہ زور باز و نیست۔''

آپ بلند پایہ عالم دین تھے، فقیہ زمانہ تھے، پابند شریعت تھے، استقامت علی الدین آپ کا خاص وصف تھا۔ دشمنان مصطفیٰ ﷺ کے لئے پرتو تفسیر اشداء علی الکفار تھے، اپنوں کے لئے رحماء بینھم کے مظہر تھے، شریعت کے معاملے میں کبھی کسی سے بھی سمجھوتہ نہ کیا، کوہ ہمالہ کی طرح مخالفین کی ہزار آندھیوں میں بھی شریعت پر ڈٹے رہے۔ مخالفین نے کوئی موقع ہاتھ سے نہ گنوایا، آپ کی استقامت وحقانیت کو خوب اچھالا مگر بفضلہ تعالیٰ آپ ہر موڑ پر سر بلند رہے اور مخالفین منہ کی کھاتے رہے۔ اکثر آپ رویت ہلال عیدین پر حدیث مصطفیٰ ﷺ ''چاند دیکھو روزہ رکھو اور چاند دیکھو افطار کرو'' پر عمل کرتے رہے، یہ آپ کا عمل پیہم تھا۔ آپ کے سامنے عوام الناس یوپی، بہار، مہاراشٹرا، وغیرہم کی مثالیں دیتے، آپ ایک ہی جملے میں مخالفین کو بے بس کر دیتے

،فرماتے شرعی گواہ پیش کریں، میرے لئے دلیل نہ ریڈیو، ٹی وی، نہ موبائل بلکہ آقائے کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے۔ بڑے بڑے پھسل گئے، چند سکوں اور چند دن کی شہرت کی خاطر بک گئے، مگر آپ حضور شیر نیپال آخر وقت تک مضبوطی سے قائم رہے۔ چاند دیکھ روزہ رکھتے اور چاند دیکھ کر عید کی نماز پڑھتے تھے۔ معاذ اللہ! مخالفین نے استقامت علی الشریعۃ کو تکبر و گھمنڈ کا نام دیا، اللہ عزوجل انہیں ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

آپ نے خانقاہ برکات، سرکار مارہرہ کے سچے سالار، مسلک اعلی حضرت کے اچھوتے نقیب و ترجمان، بزرگوں کے امین وعلمبردار بن کر حیات مستعار کے ۸۶ رسال گذار دیں، طعن و تشنیع کے شکار ہوئے، مگر مسلک اعلیحضرت پر حرف آنے نہ دیا۔ مخالفین وحاسدین و گستاخ کو ہمیشہ دلائل و براھین سے لاجواب کیا اور مخالفین ہر موڑ پر ذلیل وخوار ہوئے اور آپ نے ہر محاذ پر مسلک اعلیٰ حضرت کا علم بلند فرمایا۔

آپ ماہر لسانیات، جامع معقولات ومنقولات تھے۔ آپ کی ذات دینی محافل ومجالس، کانفرنسوں کی کامیابی کی ضمانت تھی ۔ مریدین ومتوسلین، معتقدین ومحبین کی دعوت پر خلوص پر خندہ پیشانی کے ساتھ تشریف لے جاتے اور اوراد ووظائف، نماز روزے کی سختی سے تلقین فرماتے۔ متوسلین ومعتقدین کی دلجوئی فرماتے۔ بے ہودہ لب ولہجہ، غیر سنجیدہ گفتگو کو ناپسند فرماتے، آپ کا لب ولہجہ شیریں تھا، آپکی گفتگو قرآن حدیث سے لبریز مگر اس قدر شگفتہ اور آسان لب ولہجہ میں ہوتی کہ سب لوگ آسانی سے سمجھ لیتے۔

حضور شیر نیپال کی زندگی کا گوشہ گوشہ تصوف کا آئینہ دار تھا، ہمہ وقت باوضو ہوتے، کثرت سے زبان پر درود پاک کا ورد ہوتا۔ تلاوت کلام اللہ سے بے انتہا لگاؤ تھا، سخاوت وفیاضی میں اپنی مثال آپ تھے، لباس ووضع میں ذرہ برابر بھی تصنع نہیں ہوتا، اخلاق حسنہ اور صفات حمیدہ کے بلند ترین مقام پر فائز المرام تھے۔ آپ کا خلق ہم جیسوں کے لئے مشعل راہ بھی ہے اور لمحہ فکریہ بھی۔ آپ حضور والا جیش ملت، مکین جنت کی نماز جنازہ میں اتنی بھیڑ ملک نیپال میں کہیں اور اس سے قبل کبھی نہیں دیکھی گئی۔ اپنے پرائے، سیاستداں، ملک نیپال کی حکومت، عوام وخواص سب انگشت بدنداں تھے۔ تاحد نگاہ مجمع ہی مجمع تھا ایک اندازہ کے مطابق سات لاکھ سے زیادہ تعداد محبین ومتوسلین ومعتقدین کی تعداد تھی۔

میں حقیر بڑے فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ جو مقبولیت آپ کو حیات ظاہری میں ملی تھی بعد وفات کہیں توقع سے زیادہ ملی، یہیں وجہ ہے کہ آپ کے انتقال پر ملال کے بعد پورا ملک نیپال اور ہندوستان ودیگر ممالک کے معزز شخصیات بھی اپنے محسن، حق گو عالم کو یاد کر کے سوگوار ہے۔

حضور جیش ملت، مکین جنت کی ذات بابرکت ایک عظیم نعمت غیر مترقبہ تھی، ایک ایسے دور میں جہاں ہر شخص مادیت زدہ ہو، مادیت پرست ہو اور باستثناء چند بالعموم سبھی نے دنیاداری ہی کو مطمح نظر بنا رکھا ہو کسی ایسی شخصیت کا وجود نعمت غیر مترقبہ نہ کہلائے تو پھر کیا اصطلاح ہوگی۔ چہرہ بشرہ سے آپ کی کیفیت انشراح قلبی صاف عیاں ہوتی۔ آپ کے رخ زیبا سے مترشح ہونے والی فرحت مزاجی، انشراح قلبی، انبساط خاطر سے معلوم ہوتا تھا کہ راضی برضاء الہی ہے، گویا افکار وآلام اور ہجوم غم کو آپ نے خدا کے سپرد کر دیا ہے۔

حضور شیر نیپال کا طرز تخاطب ، انداز تکلم ، گفتگو کا لب ولہجہ اور شیر یں سخن کا یہ عالم ہوتا کہ ’’ وہ کہیں اور سنا کرے کوئی ‘‘ آپ کی گفتگو میں ہر لفظ کا انتخاب بہت نپے تلے انداز میں فصیحانہ بلیغانہ ہوتا ، آپ کا خنک لہجہ گویا آپ ہی پر ختم تھا۔آپ ہمیشہ مخاطب کی ذہنی سطح ،فکری نوعیت اور مزاج عمر کو ملحوظ رکھتے ۔حضور جیش ملت ،مکین جنت کے اسفار میں الجامعۃ الازھر مصر کا سفر بہت اہمیت کا حامل ہے۔اس یادگار سفر کی یادوں میں اکابر ومشائخ کی زیارتیں،علمی وادبی ملاقاتیں تھیں۔

حضور جیش ملت ،مکین جنت علیہ الرحمۃ نے نہ صرف تحریر وتقریر کے ذریعے سے اپنی حیات ظاہری تک اعلیٰ حضرت ،عظیم البرکت کے تجدیدی کارناموں کا تحفظ کیا بلکہ انہوں نے پوری زندگی بھر کی تدریسی خدمات کے ذریعے علماء ،فضلاء ،خطباء مصنفین ،مناظرین اور دانشوروں کی ایک ایسی فوج تیار کردی ہے جو آج نہ صرف نیپال بلکہ اکثر ممالک میں مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ واشاعت کے لئے پھیلے ہوئے ہیں اور ’’جو ذرہ جہاں ہیں وہی آفتاب ہیں ‘‘۔

حضور جیش ملت ،مکین جنت علیہ الرحمۃ والرضوان کی وفات حسرت آیات ان معنوں میں لائق رشک تھی کہ جب حضرت کی رحلت کی خبر پھیلی تو ایسا لگتا تھا کہ گویا لوگوں کی سانسیں رک گئی ہوں۔ چند ہی لمحات میں قرب وجوار ملک وبیرون ملک کے مریدین ومعتقدین سوگوار تھے،خواہ جوان ہوں کہ بزرگ ،خواص ہوں کہ عوام ،علماء ہوں کہ جہلاء ،مرد ہوں یا عورت ، پیر ہوں کہ مرید ہر ایک غمناک تھے۔

ممبئی سے بذریعے ایمبولینس لاتے ہوئے شہر کانپور کے قریب انتقال ہوا،لہنہ شریف نیپال ،نعش مبارک لایا گیا۔خانقاہ برکات لہنہ شریف کی راہوں میں عقیدت مندوں کی کافی بھیڑ جمع تھی ،موت تو آتی ہے آکر رہے گی لیکن یہ موت کا معمولی واقعہ نہیں جو ہر روز پیش آتا ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ماضی کو حال سے ملانے والی ایک زنجیر تھی جو ٹوٹ گئی۔اسلامی تہذیب کا ایک ستون تھا جو گر گیا،حضور شیر نیپال کی وفات پر دکھ ،درد ،صدمہ ،رنج وملال ، ماتم جیسے الفاظ اپنی معنویت کھو چکے ہیں ، کمزور معلوم ہوتے ہیں ۔اور دیدہ دل کی حالت بیان کرنے سے ہم قاصر ہیں۔ایسی شخصیتوں کے انتقال کے بعد نور کی لہریں نکلتی ہیں ، وہ ہستیاں جو اپنے آپ کو ایک مقصد کے لئے تج دیں ، جو سچائی کی راہ میں مٹ جائیں ،ان کے لئے مرنے کے بعد بھی موت نہیں ،وہ ہمارے دلوں میں رہ جاتے ہیں اور ان کی یادیں رگ وپے میں سرایت کرجاتی ہیں۔لیکن جدائی کی گھڑیاں یاد آتی ہیں ،تو انکی کمی محسوس ہوتی ہے ، دل تڑپ اٹھتا ہے اور آنکھیں خود بخود نم ہوجاتی ہیں۔اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کے صدقے حضور جیش ملت کے فیوض و برکات کو عام فرمائے آمین۔

میں بہت ممنون ومشکور ہوں ماہر لسانیات ،فقیہ ملت ، آبروئے اہلسنت ، یادگار سلف ،نمونہ سلف محب گرامی ذوالفضل والکرم حضرت حافظ وقاری مفتی محمد فیروز القادری مصباحی بانی الجامعۃ النبویۃ رامپور مدھواپور مدھوبنی بہار کا جنکے ایماء واشارے اور حوصلہ افزائی سے یہ چند سطور معرض وجود میں آئیں۔

اور اخیر میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں پہاڑشکن حوصلہ کے مالک ،فدائے جیش ملت ،ادیب شہیر ابوالعطر مولانا محمد عبدا

لسلام امجدی برکاتی تاراپٹی دھنوشہ نیپال، مقیم حال دوحہ قطر چیف ایڈیٹر سہ ماہی رسالہ ''ندائے برکات'' کا جنہوں نے ''معارف حضور شیر نیپال'' شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے اللہ عزوجل بازو میں مزید طاقت عطا فرمائے اور حوصلوں میں مزید استحکام بخشے۔آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلواۃ اللہ تعالی وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

گدائے غوث وخواجہ ورضا:

محمد مقیم احمد رضوی محمد پوری، بینی پٹی مدھوبنی بہار، مقیم حال گونبلی، کولار ضلع کرناٹک

خادم دار العلوم غوثیہ اہل سنت والجماعت وخطیب وامام جامع مسجد اہل سنت والجماعت گونبلی، کولار ضلع کرناٹک

❁❁❁

حضور شیر نیپال کا تصلب فی الدین

از: حضرت مولانا محمد الیاس مصباحی اندولوی، شیخ الدیث مدرسہ خانم جان عربک اسکول (بنارس)

آئین جوانمرداں حق گوئی وبے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

شیخ طریقت، مناظرِ اہل سنت، ناشرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت سراپا خیر وبرکت، مفتی اعظم نیپال، استاذ العلماء، زبدۃ العرفاء، خیر الاذکیاء، حضرت حافظ وقاری علامہ الحاج الشاہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی المعروف بہ ''حضور شیر نیپال'' علیہ الرحمۃ والرضوان (م ۲۸ ربیع النور ۱۴۴۱ھ ۲۶ رنومبر ۲۰۱۹ء) جماعت اہل سنت کے ممتاز عالم دین بے باک خطیب، ذیشان مناظر، اور اپنی گونا گوں خوبیوں اور علمی وفکری عظمتوں کے اعتبار سے بالکل منفرد اور یکتائے روزگار شخصیت کے حامل تھے۔ وہاب نعمت نے انہیں بیشمار فضائل وکمالات سے مالا مال فرمایا تھا۔ آپ نہ صرف ایک متجر عالم، حافظ قرآن اور متقی وپرہیزگار پیر مغاں تھے۔ بلکہ اپنی جولانِ طبع اور فکری صلاحیتوں کی بنیاد پر اپنے ہم عصروں میں زبردست امتیازی شان بھی رکھتے تھے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ بیک وقت محدث، مقرر، مفتی، مدرس، مناظر اور ادیب سب کچھ تھے تاہم ان اوصاف و کمالات میں سے سب سے نمایاں وصف جو آپ کو اوروں سے ممتاز کرتا ہے وہ آپ کا تصلب فی الدین ہے، جو ایک ایسا وصف ہے جس پر کھرا اترنا موجودہ ماحول میں انگاروں پر چلنے کے مترادف ہے۔ لیکن ہمارے ممدوح مکرم حضور شیر نیپال قدس سرہٗ اس وصف میں مرتبۂ کمال پر فائز نظر آتے ہیں، کہ مخالفتوں کی پرواہ کئے بغیر اور بلا خوف لومۃ لائم اس پر تاحینِ حیات قائم رہے۔ بقول سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ:

''جس سے خدا اور سول جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی بھی گستاخی پاؤ اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکو چاہے وہ تمہارا اپنا ہی کیوں نہ ہو''۔

اس کو حضور شیر نیپال نے صحیح کر دکھایا، حالانکہ اسکی پاداش میں آپ نے بڑی مخالفتیں جھیلیں، اپنوں اور بیگانوں کے طعنے سنے۔ کون نہیں جانتا کہ حافظ زاہد حسین پھلواروی کے تعلق سے آپ کا جو موقف رہا وہ پورا واقعہ آپ کے تصلب فی الدین کی زندہ مثال ہے۔ اور یقیناً آپ ان پاکانِ امت میں شامل ہیں جن کی مدح سرائی میں آیتِ قرآنیہ شاہد ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (المجادلہ آیت نمبر 22)

یعنی تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے

رسول سے مخالفت کی، یعنی مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کرلے اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔

حضور شیر نیپال کی مجلسی گفتگو ہو یا فتاویٰ کی زبان، آپ ہر مقام پر پلپلے سنی اور گلابی مسلمان کے لئے شمشیر برہنہ نظر آئے اور کہیں بھی مداہنت کو آپ نے قریب بھٹکنے نہیں دیا۔ آپ سے سوال ہوا کہ زید ایک عالم دین ہے، پیر بھی ہے بیعت بھی کرتا ہے اور اس نے جان بوجھ کر دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھی الخ۔۔۔۔اس کا جواب تحریر فرمانے کے بعد آپ کا قلم کچھ یوں چلتا ہے کہ:

''پیر عیار نہیں ہوتا، پیر مکار نہیں ہوتا، پیر ضال نہیں ہوتا، پیر مضل نہیں ہوتا، پیر فریب دہ نہیں ہوتا، پیر اللہ جل جلالہٗ وعمّ نوالہٗ کا نافرمان نہیں ہوتا، پیر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا پیرو ہوتا ہے، پیر سنت کے مطابق چلتا پھرتا، اٹھتا بیٹھتا، سوتا جاگتا ہے، پیر کا کام ہدایت ہے ضلالت نہیں، پیر حلال وحرام کا پورا جانکار ہوتا ہے، مسائل شرعیہ کا کامل عالم اور باعمل ہوتا ہے۔ الخ (۱)

اسی طرح آپ سے فتویٰ پوچھا گیا کہ زید جو کہ مولوی ہے، ایک جگہ پڑھاتا ہے لوگ اسکی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں۔ اس نے ایک غیر مطلقہ عورت سے کورٹ میں لے جاکر شادی کرلی، حالانکہ ہندہ کو اس کے شوہر نے جواب نہیں دیا۔ اس کا شرعی جواب تحریر فرمانے کے بعد آپ کے قلم کا تیور کچھ اس طرح نظر آتا ہے:

''بالا بیان سے واضح ہوگیا کہ زید نام کا مولوی، فسق وفجور میں مبتلا، فاسق وفاجر، مرتکب کبیرہ، مستحق عذاب نار وقہر قہار، لائق ذلت ورسوائی ہے، جوتے لات کا آدمی ہے۔ اس کو مسجد کا امام بنانا، مکتب میں استاذ بنانا، عزت کی جگہ بٹھانا اپنے ساتھ اٹھانا بٹھانا، سب حرام حرام سخت حرام اشد حرام۔ ایسے شدید ترین فاسق کو امام بنانا گناہ، اس کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ، بچوں کو اس سے پڑھوانا گناہ، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ (۲)

پھر ایک مقام پر دیوبندیوں، تبلیغیوں کی خیریت کس طرح پوچھتے ہیں۔ آپ کے کلک برق بار کا تیور ملاحظہ کریں:

''طائفہ دیوبندیہ، تبلیغیہ خذلھم اللہ تعالیٰ اپنے اقوال خبیثہ کفریہ کے باعث خارج از اسلام ہے۔ ایسا کہ ''مَنۡ شَكَّ فِي كُفۡرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدۡ كَفَرَ'' یعنی جو اس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہوکر اس کے کفر وعذاب میں شک کرلے وہ بھی کافر ہے۔ ایسوں سے میل جول قطعی حرام، سلام وکلام، قیام وطعام حرام، پاس بیٹھنا حرام، پاس بٹھانا حرام۔ بیمار پڑے تو عیادت حرام، مرجائے تو مسلمان سا غسل وکفن حرام۔ ان کا جنازہ اٹھانا حرام۔ ان پر نماز پڑھنا حرام۔ مقام مسلمین میں دفن کرنا حرام، ان کی قبر پر جانا حرام، ان کے لئے ایصال ثواب حرام بلکہ کفر۔'' (۳)

---

(۱) فتاویٰ برکات ج۶، ص۱۴۸
(۲) فتاویٰ برکات ج۶، ص۱۱۷
(۳) فتاویٰ برکات ج۶، ص۱۵۹

سچ فرمایا اعلیٰ حضرت سرکار نے ؎

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

اس طرح درجنوں فتاویٰ اور بیشمار واقعات ہیں جن میں حضور شیر نیپال قدس سرہٗ العزیز اپنے مخاطب کے اثر ورسوخ اور دباؤ کا لحاظ کئے بغیر حکم شرع ارشاد فرماتے اور غیر شرعی کام پر سخت ناراض ہوتے حتی کہ اپنے پاس سے بھگا دیتے۔اور ہرگز اس بات کا خوف نہیں کرتے اور نہ کوئی پرواہ کرتے کہ سامنے والا راضی ہوگا یا ناراض،خوش ہوگا یا ناخوش! یہی وہ آپ کا تصلب فی الدین ہے جن پر آپ تاحین حیات کاربند رہے۔

حالانکہ تصویر کا دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ ذاتی طور پر آپ نہایت ہی منکسر المزاج ملنسار،شریف النفس،نیک طینت،خوش طبع،مخلص اور صاحب اخلاق جیسے اوصاف کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔یہ راقم الحروف کا اپنا تجربہ بھی ہے اور آپ کے حاضر باش لوگوں کا خیال بھی۔

بقول شاعر ؎

گر حلقۂ یاراں ہو تو ریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

❁❁❁

خدمات شیر نیپال شہر لہان میں

از: قاضی ضلع سرہا، حضرت مفتی محمد احمد رضا ثقافی امجدی، بانی الامین نیشنل اکیڈمی، لہان (نیپال)

شیر نیپال مفتی اعظم نیپال علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ کی پوری زندگی بعد تحصیل فراغت مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت اور فروغ علم دین متین میں مصروف رہی۔ ملک نیپال ہندوراشٹر مثل کفرستان تھا، جہاں جہالت ہی جہالت تھی اور ملک کے بہت سے باشندگان غیر مذہبی شعار کافروں کے تہوار جیسے کفر وشرک وناجائز وحرام کاموں میں بکثرت ملوث رہا کرتے تھے۔ علاقہ جات میں سنیت کا کوئی مقتدیٰ وپیشوا نہیں تھا جو قوم مسلم کی صحیح رہنمائی کر سکے۔ ایسے وقت میں رب ذوالجلال کا بڑا احسان اس ملک کے مسلمانوں پر ہوا کہ اس نے تمام تر خوبیوں کے حامل شخصیت، صاحب کشف وکرامت بشکل حضور شیر نیپال علامہ مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ ایک عظیم رہنما قوم مسلم کو عطا فرمایا۔ اور الحمد للہ اس ذات گرامی نے اپنی پوری زندگی قوم مسلم کی رہبری اور خدمت دین کے لیے وقف کردی اور سچے دل سے لوگوں کی سچی رہنمائی کی۔ اولا آپ نے تعلیم پر خصوصی توجہ دی، چونکہ دین حق کی تعلیم ہی ایمان کی حفاظت کا سب سے اہم ہتھیار ہے۔ اس طرح سے آپ نے علماء، فضلاء، خطباء، محققین، مدبرین اور مصنفین کی ایک بڑی ٹیم تیار کی، جو کہ ملک وبیرون ملک میں دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ہندونیپال میں کثیر مدارس اسلامیہ آپ کی سرپرستی میں ترقی کے منازل طے کر رہے ہیں۔

شہر لہان یہ نیپال کے ضلع سرہا کا اہم اور تاریخی مقام ہے۔ جہاں آپ کے اشارے اور رہنمائی پر سنیت کا مضبوط قلعہ بشکل ''دارالعلوم حنفیہ اشرفیہ'' کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت اس شہر لہان میں آپ کی دعاؤں سے کل چھ مدارس اسلامیہ اور تعلیم گاہ قائم ہیں، جہاں سے مسلک کا کام پختگی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ دارالعلوم حنفیہ اشرفیہ جس کی بنیاد بشکل مکتب 1978ء میں رکھی گئی ہے پھر 1980ء میں حضور شیر نیپال کی رہنمائی اور سرپرستی میں اس مکتب کو ایک مرکزی ادارہ میں تبدیل کیا گیا۔ 2007 میں ادارہ کے ذمہ داران حضرات آپ کی بارگاہ میں پہنچے ایک باصلاحیت مدرس کی بحالی پر گفتگو کرنے کے لئے تو اس وقت اپنے جامعہ میں بحال ایک باصلاحیت مدرس کو چند بڑے طلباء کے ساتھ بھیج دیا۔ پھر 2010ء میں اراکین دارالعلوم حضرت کی بارگاہ میں پہنچے ایک قابل مفتی کی بحالی پر مشورہ وتعاون کے لئے۔ آپ نے فرمایا اس ادارہ کے لئے مفتی امین الدین سے بہتر کوئی نہیں رہے گا۔ آپ ان کے پاس جائے، میرا اسلام کہیئے اور انہیں کو لے جائے۔

واضح رہے کہ اس سے قبل حضور امین شریعت حافظ احادیث کثیرہ علامہ مفتی امین الدین نوری علیہ الرحمہ کی خدمات نو

سال اس ادارہ کو حاصل ہو چکی تھیں، کسی وجہ سے آپ استعفیٰ دے چکے تھے۔ پھر یہ لوگ حضرت سے مشورہ کر کے حضرت علامہ مفتی امین شریعت کے پاس پہنچے، اس وقت آپ علالت میں تھے۔ علالت کے باوجود حضور شیر نیپال کا نام سنتے ہی تیار ہو گئے اور پہنچ بھی گئے۔ اس طرح آپ کی کوشش اور نظر عنایت سے ادارہ دن بدن ترقی پاتا رہا۔ الحمد للہ 20 مارچ 2020ء کو دستار عالمیت حفظ وقرأت کا اہتمام بھی کیا گیا۔

اس وقت تک دار العلوم حنفیہ اشرفیہ میں مقامی بچوں کے علاوہ سو سے زائد بیرونی طلباء زیر داخلہ تھے، جہاں فقیر صدارت کے منصب و ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دیتا رہا، نیز افتا وقضا کا کام بھی پوری دیانت داری کے ساتھ کرتا رہا۔ ملک کے طول وعرض سے آئے فتاویٰ کا جواب دلائل کے ساتھ دیتا اور ضلع کے دینی وشرعی مسائل میں بحیثیت قاضی بھی شرع فیصلہ کرتا رہا۔

یونہی سرزمین لہان عیدگاہ محلہ پر 14 جمادی الثانی 1430ھ مطابق 4 جون 2009ء میں مدرسہ مدینۃ العلوم کی سنگ بنیاد آپ ہی کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی۔ جس میں مقامی بچوں کے علاوہ بیرونی طلباء بھی زیر تعلیم ہیں۔ مدرسہ ہذا کے اراکین حضرت شیر نیپال سے ایک بار اصرار کیا کہ حضور ہمارے مدرسہ میں کوئی باصلاحیت مفتی دیجیے، اس وقت آپ نے ادیب شہیر حضرت مفتی عبد السلام امجدی کو بھیج دیا اور اس کے بعد جب آپ لہان کے ایک پروگرام میں تشریف لائے تو آپ نے دوران تقریر فرمایا کہ ہم نے آپ کو قابل محنتی مفتی دیا۔

اسی طرح آپ ہی سے مشورہ لینے کے بعد لہان پرتی محلہ پر شعبۂ حفظ کا مخصوص ادارہ بنام مدرسہ برکاتیہ کی سنگ بنیاد 20 محرم الحرام 1437ھ میں رکھی گئی جس میں حفظ وقرأت کی اچھی تعلیم ہو رہی ہے، مقامی بچوں کے علاوہ بیرونی طلباء ماہر اساتذہ کی نگرانی میں زیر تعلیم ہیں۔

شہر لہان وارڈ نمبر 9 میں بھی آپ ہی کی سرپرستی میں مدرسہ غوثیہ فیض العلوم کا قیام عمل میں آیا۔ اسی وارڈ نمبر 9 میں حالات حاضرہ کے پیش نظر آپ ہی کی رہنمائی میں لڑکیوں کا عظیم ادارہ بنام جامعہ رابعہ بصریہ للبنات کی سنگ بنیاد 2010ء میں رکھی گئی آناً فاناً اس کی تعمیر پایۂ تکمیل کو پہنچی اور الحمد للہ اس وقت جامعہ رابعہ بصریہ للبنات کی تعلیم وتربیت باصلاحیت معلمات کی زیر نگرانی کافی عروج پر ہے۔ جس سے علاقہ جات میں کم عرصہ میں کافی مقبولیت ہوگئی اور کثیر تعداد میں بیرونی بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ اسی جامعہ کے افتتاح کے موقع پر آپ ہی کی سرپرستی میں مرد وعورت کا ایک مخصوص جلسہ منعقد ہوا جس میں آپ نے جامعہ ہذا کے قیام کے تعلق سے فرمایا یہ ایک نیک اصلاحی اقدام ہے اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو خوب ترقی دے۔ نیز آپ نے فرمایا لہان سے دعوت دین کا کام بہت ہوا ہے اور مستقبل میں ہوتا رہے گا۔

اس کے علاوہ ایک ایسا ادارہ بھی یہاں اپنی خدمات عظیمہ انجام دے رہا ہے جو صحیح معنوں میں عصری ودینی تعلیمات کا سنگم ہے، جس کا نام الامین نیشنل اکیڈمی ہے، بانی اگرچہ یہ فقیر احمد رضا ثقافی ہے مگر اس کے وجود میں آپ کا روحانی فیضان بھی شامل ہے۔ جو خوبصورت عمارت اور کلاسیز اور بہتر سے بہتر نظم ونسق کی وجہ سے علاقہ میں الگ شناخت رکھتا ہے۔

شہرلہان اور اسکے باشندگان پر حضور شیر نیپال کی خاص توجہ رہی تب جا کر یہاں کے لوگوں میں تعلیمی بیداری اور دینی سمجھ خوب خوب پیدا ہوئی، حتی کہ اس وقت لہان کے مدارس میں 300 سے زائد بیرونی طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں۔ باشندگان لہان آپ سے کافی متاثر ہیں جب بھی آپ کی آمد لہان میں ہوتی تو بوڑھے بچے نوجوان کثیر تعداد میں آپ کے استقبال کے لئے چوک تک پہنچتے۔

لہان ہی کا واقعہ ہے ایک دفعہ آپ جلسہ چہلم میں تشریف لائے مخلصین متوسلین کثیر تعداد میں ملاقات ومصافحہ کے لئے جمع ہوئے، اسی اثنا میں ایک غیر مسلم شخص بھی آیا اور کہا کہ کافی دنوں سے ہمارے کمر میں درد ہے بہت علاج کروایا مگر ٹھیک نہ ہوا۔ کافی پیسے بھی خرچ کئے مگر پریشانی سے نجات نہ مل سکی۔ تو آپ نے فرمایا کہ درد کی جگہ ہاتھ رکھو، اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے وظیفہ پڑھا اور فرمایا ٹھیک ہوا؟ وہ غیر مسلم شخص 2 منٹ تک سوچنے اور پرکھنے کے بعد کہا کہ حضور اب درد ختم ہو گیا۔

حاصل تحریر یہ کہ ایک غیر مسلم مریض پریشان حال نے بھی آپ کی بارگاہ سے فیض پایا ہے اور آپ نے خدمت خلق کا جو فریضہ انجام دیا ہے اس کی مثال تلاشنے سے بھی نہیں ملتی۔ جب بھی آپ کی آمد اس شہر میں ہوتی تو غیر مسلم لوگ بھی حسرت بھری نگاہ سے آپ کی زیارت کرتے۔

2013 عیسوی کی بات ہے کہ حضور شیر نیپال کی کی دعوت اورنگ ضلع سرہا کی تھی، جبکہ مجھ فقیر کی بھی دعوت اسی پروگرام میں تھی۔ شرکت پروگرام کے بعد حضرت کو لہان ہوتے ہوئے آگے کا سفر کرنا تھا اورنگ سے 9 بجے نکلنا تھا جبکہ مجھے علی الصباح لہان پہنچنا تھا۔ صبح سویرے پہنچا حضرت سے ملاقات کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نے فرمایا مجھے بھی لہان ہوتے ہوئے آگے نکلنا ہے، آپ ٹھہریں میرے ساتھ میری گاڑی میں لہان تک چلیں۔ بالآخر میں بھی حضرت کی گاڑی میں بیٹھ گیا اور راستہ بھر گفتگو کرتے ہوئے لہان تک آیا۔

گاڑی میں دوران گفتگو میں نے حضرت سے پوچھا کہ حضور! لوگ کہتے ہیں کہ شیر نیپال صاحب حافظ زاہد حسین کی حیات میں ان کے ساتھ ملتے اور پروگرام کرتے تھے، مگر انتقال کے بعد ان کو کافر کہنے لگے اس مسئلہ پر ذرا تبصرہ فرمادیں؟ تو اس وقت آپ نے فرمایا کہ:

''اولا میں نے ان کی تکفیر نہیں کی، تاج الشریعہ نے ان کو کافر لکھا، نائب مفتی اعظم ہند مفتی شریف الحق نے کافر لکھا اور اسی فتویٰ پر میرا عمل رہا وہی میرا اعلان رہا اس طرح میں نے لوگوں کو اختلاف سے بچانے اور گمراہیت سے دور رکھنے کے لئے کیا۔ پھلواریوں کے ساتھ انکے ربط وضبط کی میں نے تحقیق کی، پھر ہم نے اس تحقیق پر بریلی شریف اور مبارک پور کے دارالافتاء سے استفتا کروایا تو ان دونوں جگہوں سے تکفیر کا فتویٰ جاری ہوا۔ فتویٰ کفر کا تو بریلی شریف اور مبارکپور کا تھا، میرا تو نہیں، میں نے تو ان فتاوی پر عمل کرنے پر زور دیا۔ مگر سوئے اتفاق اختلاف برپا ہو گیا، تو پھر اس پر فیصل بورڈ کا فیصلہ آیا اور فیصل بورڈ نے مشتبہ متہم کہا، عرس لگانے سے روکا۔ مگر یہ لوگ جو ان کے معتقدین تھے عرس لگاتے رہ گئے، قطب وابدال لکھنے لگے تو میں نے ان سب کا بائیکاٹ شروع کر دیا۔''

پھر آپ نے فرمایا کہ آپ کے والد صاحب مفتی امین الدین علیہ الرحمہ اس مسئلہ میں بہت احتیاط برتتے تھے۔میں نے کہا جی حضور۔پھر آپ نے فرمایا مفتی امین الدین کو جتنی حدیثیں یاد تھیں اس وقت کے کسی مولانا کو یاد نہیں ،وہ بڑے متقی پرہیز گار تھے،لہان میں ان کی خدمات بہت زیادہ ہیں۔اسی وجہ سے میں نے پھر دوبارہ لہان ہی جانے کے لئے کہا تھا۔

یہ ساری باتیں کرتے کرتے لہان پہنچ گئے۔جب آپ لہان پہنچے تو لوگوں کی بھیڑ جمع ہوگئی کہ اچانک حضرت کیسے تشریف لے آئے۔تو سب کے سامنے آپ نے فرمایا کہ مفتی احمد رضا ثقافی میرے عزیز ہیں اس طرح آپ نے میرا حوصلہ افزائی بھی کیا۔آپ کا معمول تھا کہ صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کہنے میں ذرہ برابر جھجھک محسوس نہیں کرتے تھے۔اور مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف بولنے والے کو ایک ذرہ پسند نہیں فرماتے تھے،لوگوں کو ایسے لوگوں کی صحبت سے بچنے کی تلقین فرماتے جو مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف بولتا یا فتاویٰ رضویہ سے ہٹ کر فتویٰ دیتا اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف سے بغاوت وانحراف کرتا اسے بھی آپ بخشنے کے قائل نہیں تھے فورا رد فرماتے اور ایسے مولویوں کی بد باطنی سے لوگوں کو آگاہ فرما کر دوری اختیار کرنے کا حکم عطا فرماتے اور اعلیٰ حضرت اور حضور تاج الشریعہ علیہما الرحمۃ والرضوان کے فتاویٰ وموقف پر عمل کرنے کی ترغیب دلاتے۔اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کا فیضان تمام مسلمانوں پر عام فرمادے۔

والسلام

محمد احمد رضا ثقافی

خادم نوری دار الافتاء والقضاء

وصدر المدرسین دار العلوم حنفیہ اشرفیہ لہان

حضور شیر نیپال کا پیر خانہ اور آپ کے مرشدان بیعت واجازت

از: نواسۂ حضور شیر نیپال مفتی عبدالمصطفیٰ برکاتی مصباحی، لہنہ شریف، جنک پور (نیپال)

سیدی وسندی، جامع شریعت وطریقت، حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ کا خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے بہت پرانا اور گہرا تعلق تھا۔ آپ کی پوری زندگی دین حق کی دعوت وتبلیغ اور سلسلۂ قادریہ برکاتیہ کی ترویج واشاعت سے عبارت تھی۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو یہ شرف حاصل تھا کہ آپ نیپال کی سرزمین پر خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے پہلے خلیفہ تھے اور آپ کا شمار آفتاب مارہرہ، نقیب ملت حضور سید العلما سید آل مصطفی قادری برکاتی علیہ الرحمہ کے قریبی اور چہیتے خلفا میں ہوتا تھا۔ آپ ۱۹۶۶ء میں ازہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے فراغت حاصل کرنے کے ایک سال بعد ہی آفتاب مارہرہ مقدسہ حضور سید العلما علیہ الرحمہ کے دست اقدس پر قادری برکاتی سلسلے میں داخل ہوئے اور آپ کے چشمۂ علم ومعرفت سے خوب سیراب ہوئے اور آپ کے زیر سایہ اپنے ظاہر و باطن کو اچھے سے سنوارا۔ اسی وقت سے آپ کی دلی خواہش تھی کسی طرح ایک بار حضور سید العلما علیہ الرحمہ کا مبارک قدم نیپال کی سرزمین پر بھی پڑ جائے تاکہ یہاں بسنے والے لوگ بھی برکاتی فیضان سے فیض یاب ہوکر اپنی قسمت پر ناز کرسکیں۔ حسن اتفاق کچھ برسوں بعد ۱۳۹۴ھ ہجری مطابق ۱۹۷۴ء میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے نیپال میں جنک پور کی سرزمین پر ایک تاریخی جلسہ سرکار مدینہ ﷺ کے نام سے منعقد فرمایا، جس کی سرپرستی آپ کے پیر ومرشد حضور سید العلما علیہ الرحمہ نے کی اور صدارت آپ کے مشفق استاد بانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور حضور حافظ ملت عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ نے فرمائی۔ اللہ کے فضل وکرم سے یہ جلسہ بہت کامیاب ہوا اور ہزاروں لوگ سلسلۂ قادریہ برکاتیہ میں داخل ہوئے۔ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی دینی، ملی، علمی اور سماجی خدمات اور آپ کی انتھک جد وجہد کو دیکھ کر دونوں حضرات بہت خوش ہوئے۔ حضور سید العلما نے آپ کی سرپرستی میں چلنے والا ادارہ دارالعلوم حنفیہ جنک پور کی کامیابی دیکھ کر دعاؤں سے نوازا اور خود اپنے مبارک ہاتھوں سے مدرسے کی رجسٹر پر تحریر فرمادیا کہ اس ادرارے کا علمی فیضان صرف نیپال تک محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کا فیض پوری دنیا میں عام ہوگا اور ہندوستان کے کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک کے لوگ اس سے سیراب ہوں گے۔ نیپال کے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس ادارے سے بے شمار لوگ اپنا علمی پیاس بجھا کر آج ہند و نیپال کے مختلف علاقوں میں دین وملت کی علمی، ملی اور سماجی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”مولانا جیش محمد صدیقی صاحب ایک قابل عالم دین ہیں، ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس

علاقہ میں ان کے ذریعہ سنیت کی تبلیغ واشاعت ہوگی۔''(۱)

اسی تاریخ ساز جلسے میں نقیب اہل سنت حضور سید العلما علیہ الرحمہ نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو اپنا روحانی بیٹا بنایا اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت اور بہت سے مخصوص اوراد و وظائف کی اجازت عطا فرمائی اور مارہرہ شریف پہنچ کر تحریری خلافت بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔حضور سید العلما علیہ الرحمہ کی زندگی کا یہ آخری دورہ تھا۔ یہاں سے واپسی پر آپ کی طبیعت علیل ہوگئی اور اسی علالت میں انتقال فرما گئے۔حضور سید العلما علیہ الرحمہ آپ کو بہت چاہتے تھے اور اخیر عمر تک آپ کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ جاری رکھا۔آج بھی غالبا حضور سید العلما علیہ الرحمہ کے کئی خطوط آثار تبرک اور سند کے طور پر خانقاہ برکات لہنہ شریف میں موجود ہیں۔حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا پیدائشی نام محمد جیش تھا لیکن حضور سید العلما علیہ الرحمہ آپ کو ہمیشہ جیش محمد کے نام سے بلاتے تھے جس کا اثر یہ ہوا کہ آج حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ہر جگہ اپنے مرشد کے عطا کردہ نام سے ہی جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔

حضور سید العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کے بعد مرشد اعظم ہند حضور احسن العلما سید مصطفی حیدر حسن علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی پاکستان کی سرزمین پر آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔آپ کی مشہور تصنیف ''فتاویٰ برکات'' جو آج تقریبا دس حصوں پر مشتمل ہے،اس کے ایک حصہ کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور اس پر تقریظ بھی تحریر فرمائی اور جنک پور کے ادارے کا نام جو اس وقت تک دار العلوم حنفیہ تھا،اس کے شروع میں جامعہ اور اخیر میں غوثیہ کا اضافہ فرمایا تاکہ ایک ساتھ مذہب ومشرب دونوں کا فیض عام ہوتا رہے۔

سید ملت حضور سید آل رسول حسنین میاں نظمی علیہ الرحمہ نے حضور سید العلما علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد جانشین ہونے کی حیثیت سے اپنے والد کا تحریری خلافت نامہ بھیجا اور ساتھ ہی اپنے اوراد و وظائف کی اجازت سے بھی نوازا۔حضور نظمی میاں علیہ الرحمہ جب نیپال تشریف لائے تو اپنے مبارک ہاتھوں سے خانقاہ برکات لہنہ شریف اور جامع مسجد شاہ برکات کا افتتاح فرمایا اور حضور شیر نیپال سے اپنی اور خانقاہ برکاتیہ کی محبت کا جو اظہار اپنے خطاب کے دوران فرمایا اس کا ایک حصہ پیش خدمت ہے:

''میرے والد اپنی حیات ظاہری کے آخری دور میں نیپال کے دورے پر تشریف لائے،جہاں سے جانے کے بعد میرے ابا کا انتقال ہوگیا۔میں نے سوچا کہ ابا نے نیپال کو کیوں چنا؟ نیپال بھر میں شیر نیپال کو کیوں چنا؟ تو جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ ایک مصطفیٰ نے صدیق کو چنا تھا تو آل مصطفیٰ نے صدیقی کو چنا تو وہ ابا کا انتخاب،میرے والد ماجد کا انتخاب،آبروئے خانوادۂ برکات کا انتخاب یقینا ایسا ویسا نہیں ہوسکتا۔میں آپ سب حضرات کو گواہ بنا کر آج اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ حضور جیش محمد صدیقی صاحب شیر نیپال کی مخالفت کرنے والا ہم برکاتیوں کا مخالف ہے،وہ خاندان برکات کا مخالف ہے۔ہمارا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے اور میں مفتی صاحب کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مفتی صاحب آپ اپنا مشن آگے بڑھاتے رہیے پورا خاندان برکات آپ کی پشت پر ہے۔آپ کا پسینہ جہاں گرے گا میرا خون وہاں گرے گا،سید کا خون سستا نہیں ہے۔اخیر میں فرمایا:

''میں بہت خوش ہوں کہ میرے والد کا روحانی بیٹا،میرے روحانی بھائی کے چراغ سے چراغ جل رہا ہے۔یہ برکاتی

(۱) کتاب: تاجدار نیپال،ص:۱۶،مصنف:مفتی عبد السلام امجدی برکاتی،ناشر:مجمع البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات لہنہ شریف

چراغ ہے، یہ مشعل برکاتیت ہے، اس کی شعائیں یہاں سے ہندوستان کے کشمیر سے کنیا کماری تک ہیں۔ الحمدللہ رب العلمین شیر نیپال کی سرگرمیاں صرف نیپال تک نہیں بلکہ سرحدوں کے پار بھی پہنچی ہیں اور ان شاء اللہ اس سے آگے بھی پہنچیں گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے میری دعا ہے جس خانقاہ برکات کا افتتاح ہوا ہے تو یہ خانقاہ برکات اصل خانقاہ برکاتیہ کا صحیح معنیٰ میں عکس ثابت ہو۔ ان شاء اللہ۔ اور ایک چھت کے نیچے جو سات قطب لیٹے ہوئے ہیں ان بزرگوں کا فیض جاری وساری رہے۔

خلافت برکاتیہ کی اہمیت:

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے مشائخ عظام نے خلافت واجازت کے حوالے سے ہر دور میں حزم واحتیاط سے کام لیا ہے۔ یہاں کسی کی دولت یا شہرت دیکھ کر خلافت نہیں دی جاتی بلکہ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمہ نے پیری مریدی کے جو شرائط اپنی مایہ ناز کتاب ''سبع سنابل شریف'' میں تحریر فرمائے ہیں پہلے اس کے مطابق طالبان خلافت کو پرکھا جاتا ہے اس کے بعد ہی خلافت عطا کی جاتی ہے؛ یہی وجہ ہے کہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے مریدین ومتوسلین کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں لیکن خلفا کی تعداد بہت کم ہے۔ نبیرہ حضور سید العلما ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی صاحب اپنے مضمون ''تفویض خلافت کے امتیازات'' میں لکھتے ہیں:

''زمانہ قدیم سے لے کر آج تک مشائخ مارہرہ نے سلسلہ برکاتیہ کے اجرا کے لیے اور بندگان خدا کو تصوف وطریقت کے رموز واسرار سے آگہی اور وابستگی کے لیے جن اشخاص کو خلافت کے لیے چنا، وہ اپنی علمی اور مذہبی خدمات کے حوالے سے منفرد اور ممتاز شخصیات تو تھے ہی بلکہ زمانے میں اتنے معروف اور مقبول بھی تھے جن کی وجہ سے سلسلۂ برکاتیہ ہند و بیرون ہند معروف ہوا۔ مشائخ مارہرہ نے اپنی خلافت کو تفویض کرنے میں بے حد محتاط رویہ کل بھی اپنایا تھا اور آج بھی ہمارے بزرگ اپنے بزرگوں کی روش پر قائم ہیں۔ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی نے اپنی مقبول زمانہ تصنیف ''سبع سنابل'' میں پیری مریدی اور خلافت کے حوالے سے جو خطوط مرتب فرمائے، الحمدللہ خانوادۂ برکات نے بھی ان کو پورے طور سے نافذ فرمایا۔ آگے لکھتے ہیں:

''حضرت میر صاحب قدس سرہ سے لے کر مرشد گرامی حضرت امین ملت تک مشائخ مارہرہ کے خلفا کی فہرست کا جائزہ لینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ سلسلہ کی توسیع اور مخلوق کی ہدایت کے لیے خلفائے کرام کی تعداد کا زائد ہونا اتنا مؤثر نہیں جتنا کہ خلفائے کرام کے لیے اس منصب کا اہل ہونا۔(۱)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا سلسلۂ قادریہ برکاتیہ سے عشق:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس سلسلۂ عالیہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، برکاتیہ، رضویہ تمام سلاسل کی اجازت وخلافت موجود تھیں لیکن آپ کو فخر قادری برکاتی نسبت پر تھا۔ اسی سلسلے میں لوگوں کی بیعت لیتے تھے، خود بھی برکاتی ہونے پر ناز کرتے اور اپنے مریدوں کو بھی برکاتی لکھنے کی تاکید فرماتے تھے۔ بارہا دینی محفلوں میں اس بات کا اعلان فرمایا کہ ہمارا علمی مرکز بریلی شریف اور روحانی مرکز مارہرہ شریف ہے۔ سلسلۂ قادریہ برکاتیہ سے آپ کی عقیدت ومحبت ایسی تھی کہ اپنی پوری ہستی اسی

(۱) اہل سنت کی آواز، خلفائے خاندان برکات نمبر، ص: ۳۵

نسبت کی ترویج واشاعت میں مٹادی اور اپنے وجود کو نسبت برکاتیت میں ایسا گم کیا کہ اپنی تمام تحریری وتعمیری خدمات کو برکت کا نام دیا۔ کتابوں کا نام فتاویٰ برکات،تحفۂ برکات، پیغام برکات اور برکات چہل حدیث رکھا۔ اپنے علاقے کو برکات نگر سے متعارف کرایا، خانقاہ کی تعمیر فرمائی تو خانقاہ برکات کا نام دیا، جامع مسجد قائم فرمائی تو نام شاہ برکات رکھا،لڑکیوں کے لیے ادارہ قائم فرمایا تو جامعہ برکات الزہرا سے موسوم کیا اور سالانہ جلسے کو نام دیا تو جلسۂ برکات النبی ﷺ کا نام دیا۔ ہمیشہ محفلوں میں خانقاہ برکاتیہ کے بزرگوں کا تذکرہ فرماتے،ان کے واقعات سناتے رہتے۔آپ اس نسبت پر فخر کیوں نہیں کرتے کہ اس پر تو حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو ناز تھا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا

بول بالے میری سرکاروں کے

ایک مرتبہ چند مریدوں نے آپ سے درخواست کی کہ آج کل مارکیٹ میں رضوی، برکاتی،اشرفی،چشتی اور دیگر سلاسل کے رومال اور ٹوپیاں موجود ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم لوگ بھی حیشی ٹوپی ڈیزائن کرنا چاہتے ہیں اور اپنے نام کے آگے حیشی لگانا چاہتے ہیں تو آپ نے سختی سے منع کر دیا اور فرمایا کہ میں بھی برکاتی غلام ہوں اور میرے سارے مرید بھی برکاتی غلام ہیں،اس لیے اپنے نام کے آگے برکاتی ہی لکھیں۔ پھر اپنا واقعہ بتایا کہ پیر ومرشد حضور سید العلما علیہ الرحمہ کے پاس ایک مرتبہ خط لکھا اور اپنے نام کے آگے مصطفوی لکھ دیا تو حضرت کے جوابی خط میں یہ نصیحت بھی شامل تھی کہ فقیر برکاتی خادم ہے اس لیے اپنے نام کے آگے برکاتی ہی لکھیں۔

خانقاہ برکاتیہ اور اس کے مشائخ کرام کا ادب واحترام:

مارہرہ شریف اور مشائخ خانوادۂ برکاتیہ کا حد درجہ احترام فرماتے تھے۔ جب تک آپ کی صحت اچھی رہی اور طبیعت نے ساتھ دیا تو وقتاً فوقتاً مارہرہ شریف حاضری دیتے اور پابندی کے ساتھ یہاں کے اعراس مبارکہ میں شرکت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے بزرگوں کا ذکر خیر چل رہا تھا تو دوران گفتگو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں مارہرہ شریف صرف اکتساب فیض کے لیے حاضری دیتا تھا،کبھی کسی دنیاوی مقصد یا علاقے کے مسائل کو لے کر وہاں نہیں گیا؛ ورنہ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر کسی معاملے میں علاقے کے بہت سارے علما ایک طرف ہوتے اور میں دوسری طرف ہوتا تو مخدومان گرامی حضور سید العلما وحضور احسن العلما علیہما الرحمہ میری بات کا اعتبار کرتے اور میرا ساتھ دیتے۔ آج بھی مجھے یقین ہے کہ شہزادہ حضور احسن العلما امین ملت سید امین میاں قادری صاحب یا رفیق ملت سید نجیب حیدر میاں صاحب کی بارگاہ میں کسی چیز کی درخواست کروں تو انکار نہیں فرمائیں گے۔

جب سید ملت حضور نظمی میاں علیہ الرحمہ لہنہ شریف لائے تھے تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ اپنے مخدوم اور مخدوم زادے کی ایک سچے خادم کی طرح خدمت کرتے،آپ کا ہاتھ چومتے اور قدم بوسی کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپ خط یا فون کے ذریعہ تاج المشائخ حضور امین ملت صاحب یا رفیق ملت حضور سید نجیب حیدر میاں

صاحب اطال اللہ عمرہما کو جلسۂ برکات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں لہنہ شریف آنے کی دعوت دیدیجیے،تو آپ نے فرمایا کہ وہ ہمارے مخدوم اور پیرزادے ہیں،ان کو فون پر یا خط کے ذریعہ دعوت دینا مناسب نہیں ہے،ادب کے خلاف ہے۔ان شاء اللہ میں خود علی گڑھ جاکر حضرت کی بارگاہ میں دعوت پیش کروں گا۔سال گزشتہ شعبان میں مجھ سے فرمایا تھا کہ موقع ملا تو اگلے سال حضرت کو دعوت دینے علی گڑھ آؤں گا لیکن زندگی نے ساتھ نہیں دیا اور اس سے پہلے ہی داعیِ اجل کو لبیک کہہ دیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو جب میرے بارے میں پتا چلا کہ میں خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے زیر سرپرستی اپنی خدمات انجام دے رہا ہوں تو آپ بہت خوش ہوئے اور بارہا اس خوشی کا اظہار فرمایا اور جب بھی میرے ابو یا امی سے ملتے تو فرماتے کہ اب آپ لوگوں کو اپنے لڑکے کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ ایسی مقدس بارگاہ سے جڑ گیا ہے کہ وہاں سے کبھی کوئی ناکام و نامراد نہیں لوٹا۔خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف ایسی مقدس اور مبارک سرزمین ہے کہ جسے بھی اس در سے نسبت ہوگئی وہ کامیاب ہوگیا اور اگر وہاں سے بھگایا جائے تب بھی نہ بھاگے۔

دوسال قبل جب میں جامعہ البرکات علی گڑھ میں زیر تعلیم تھا تو امین ملت حضور سید امین میاں صاحب اور رفیق ملت حضور سید نجیب میاں صاحب (اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم پر دراز فرمائے) سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو مخدوم گرامی حضور امین میاں صاحب کو جب معلوم ہوا کہ میں نیپال کا رہنے والا ہوں تو فوراً آپ نے دریافت فرمایا کہ نیپال کے ایک بڑے مولانا ہیں مفتی جیش محمد صاحب ان کو جانتے ہیں؟ وہ کیسے ہیں؟ ہماری خانقاہ سے ان کے بہت پرانے تعلقات ہیں۔انھوں نے نیپال میں ہمارے سلسلے کو بہت پھیلایا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خانقاہ برکاتیہ کے مشائخ عظام اپنے غلاموں کو کبھی نہیں بھولتے بلکہ ہمیشہ ان پر نظر عنایت رہتی ہے،ان کے خدمات کی معلومات بھی رکھتے ہیں اور انھیں سراہتے بھی ہیں۔

جب حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف اور ان کے مشائخ کرام سے اتنا گہرا اور اٹوٹ رشتہ تھا تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس مقدس بارگاہ اور آپ کے مرشدان بیعت واجازت کے بارے میں جانیں،ان کی تعلیمات کو اپنائیں اور ان کے نقش قدم پر چل کر اپنی عادات واطوار کو ان کے اخلاق وکردار کے سانچے میں ڈھال کر اپنی دنیا وآخرت کو سنوارنے کی کوشش کریں؛اس لیے میں نبیرۂ حضور سید العلما علیہ الرحمہ ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی،جوائنٹ سکریٹری البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی،استاد شعبہ جغرافیہ اے۔ایم۔یو۔کی تحریر میں کچھ ترمیم اور حذف واضافہ کے ساتھ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کا تعارف اور حضور شیر نیپال کے مرشدان بیعت واجازت کی حالات زندگی پیش کر رہا ہوں اس امید کے ساتھ کہ گھر کے حالات گھر والے ہی اچھی طرح جانتے ہیں۔ان شاء اللہ یہ تحریر ہمارے لیے مفید اور قابل عمل ہوگی۔

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف-ایک تعارف (دینی،روحانی،ملی،تصنیفی خدمات)

خانقاہ برکاتیہ مارہرشریف صوبہ اتر پردیش ضلع ایٹہ میں واقع ایک عظیم اور مشہور ومعروف قادری خانقاہ ہے جو کئی صدیوں

سے ہندوستان میں علم وحکمت اور سلوک ومعرفت کا مرکز ہے۔یہاں موجود مزار شریف سید شاہ برکت اللہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔سلسلۂ قادریہ کی فروغ واشاعت اور حضور غوث اعظم کے سلسلہ کا اجراجس پیمانہ پر یہاں کے بزرگوں اوران کے خلفا کے ہاتھوں ہوا ہے اس کی نظیر برصغیر کی کسی خانقاہ میں نہیں ملتی۔اس خانقاہ کا ایک خاص امتیاز یہ ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اس خانقاہ میں سات اقطاب کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔الحمدللہ آج ساتوں اقطاب درگاہ برکاتیہ میں ایک گنبد کے نیچے آرام فرما ہیں۔وہ ساتوں اقطاب یہ ہیں۔

(۱) حضور صاحب البرکات حضرت سید شاہ برکت اللہ عشقی،(۲) سید شاہ آل محمد،(۳) سید شاہ حمزہ عینی،(۴) سید شاہ آل احمد اچھے میاں،(۵) سید شاہ آل برکات ستھرے میاں،(۶) سید شاہ آل رسول احمدی،(۷) سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہم۔یہ سارے حضرات الگ الگ ادوار میں قطب کی حیثیت سے خانقاہ برکات میں پیدا ہوئے ۔انھوں نے اپنے وجود ظاہری اور روحانی سے علم وحکمت،شریعت وطریقت اور سلوک ومعرفت کے جام سے لوگوں کو سیراب فرمایا۔آج بھی ان کے اخلاف علم شریعت،تصوف ومعرفت،معاصر علوم کی ترویج واشاعت اور صالح معاشرہ کی تعمیر میں وہ خدمات انجام دے رہے ہیں جن سے خانقاہ برکاتیہ کی زمانے بھر میں ایک الگ پہچان قائم ہوگئی ہے۔خاندان برکات کا سلسلۂ نسب حضرت زید شہید کے واسطے سے ہوکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔مؤرخ خاندان برکاتیت حضور تاج العلما علیہ الرحمہ نے اکابر خاندان برکات کی ہندوستان کی طرف کی گئی ہجرت کے تاریخی پس منظر کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’بادشاہان ظالم کے ظلم سے ہمارے دادا سید علی عراقی رحمۃ اللہ علیہ ترک وطن فرما کر قریۂ واسط میں جو مابین عراق عرب و عراق عجم کے ہے،تشریف لاکر قیام پذیر ہوئے۔آپ کے احفاد سے حضرت سید ابوالفرح واسطی اپنے چار صاحبزادوں سید ابوفراس جد سادات بلگرام وسید ابوالفضائل وسید داؤد وسید معزالدین کے ساتھ سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں واسط سے غزنی تشریف لائے اور بعد قیام چندروزہ مع سید معزالدین پھر واسط کو مراجعت فرمائی اور باقی تینوں صاحبزادوں نے ہندوستان کا قصد فرمایا اور سید ابوفراس نے جاجنیر اور سید ابوالفضائل نے چھاترو اور سید داؤد نے تھن پور میں اقامت اختیار فرمائی۔سید ابوفراس کے احفاد سے حضرت سید محمد صغریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حسب ایمائے سلطان شمس الدین التمش ’’سری‘‘ نام راجۂ بلگرام پر جو کافر سخت اور بڑا سرکش تھا جہاد فرمایا۔اور اس کے قتل کے بعد ۶۱۴ھ (چھ سو چودہ ہجری) میں فتح پائی۔سلطان نے اس فتح کے بدلے میں بلگرام مع اس کے توابع ولواحق کے آپ کی جاگیر میں دے دیا۔حضرت نے اس کا نام سری نگر سے بدل کر بلگرام رکھا اور وہاں شعائر و مراسم اسلام کو رواج دیا اور اپنے توابع شیوخ فرشوری اور ترکمانوں اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ وہیں سکونت اختیار فرمائی۔اس زمانہ سے ہماری بود وباش تا زمانہ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ بلگرام میں رہی۔حضرت میر عبدالواحد قدس سرہٗ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ عبدالجلیل قدس سرہٗ عہد جہانگیر میں ۱۰۱۷ھ (ایک ہزار سترہ ہجری) میں مارہرہ تشریف لائے اور اس وقت سے اس وقت تک حضرت کی اولاد مارہرہ میں ہے۔‘‘

قدیم زمانے سے اب تک بڑے بڑے علم ومعرفت کے شہسوار ان مشائخ کی بارگاہوں میں حاضر ہوئے اور ان کی روحانیت اور کردار کی نورانیت سے ایسا متاثر ہوئے کہ ہمیشہ کے لئے راہ خدا میں ان کے دست حق پرست پر سودا کر گئے۔

ہندوستان کے تین بڑے خانوادے جو اپنے علم وفضل کے حوالے سے ہندوستان میں بے حد معروف ہوئے یعنی بدایوں شریف، بریلی شریف اور کچھوچھہ مقدسہ، ان تینوں خانوادے کے بزرگوں نے براہ راست اکابر مارہرہ سے ظاہری اور باطنی استفادہ فرمایا اور طریقت کی دولت سے سرفراز ہوئے۔ بدایوں شریف کے حضرت مولانا شاہ عین الحق عبد المجید بدایونی، بریلی شریف کے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی اور کچھوچھہ مقدسہ کے شہزادے حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہم مارہرہ مقدسہ کے ان ممتاز خلفا میں سے ہیں جن کے ہاتھوں اکابر مارہرہ کا سلسلہ اور تعلیمات شریعت و معرفت خوب خوب عام ہوئے۔ اور عوام خواص نے استفادہ کیا۔

خانقاہ برکاتیہ کی جہاں اور بہت سی روحانی فضیلتیں ہیں انہیں میں سے یہاں موجود تبرکات نبوی و دیگر بزرگان دین کے تبرکات کی موجودگی بھی خصوصیت کی حامل ہے جس نے خانقاہ کے ماحول کو اور بھی بابرکت وفضیلت مآب بنا دیا ہے۔ دینی وروحانی خدمات کے علاوہ ملت اسلامیہ کے سیاسی، سماجی، معاشرتی اور ملی مفاد کے لئے جدو جہد کرنے میں خانقاہ برکاتیہ کبھی پیچھے نہیں رہی۔ خانقاہ برکاتیہ نے ملی مسائل میں ہمیشہ اپنا وہ موقف رکھا جس سے عوام کا مفاد اور مذہبی اقدار محفوظ رہیں۔ جنگ آزادی کی مہم، ترک موالات، خلافت موومنٹ، شدھی تحریک، مسلم پرسنل لاء، بابری مسجد تنازعہ وغیرہم جیسے اہم معاملات میں خانقاہ نے باقاعدہ تنظیمیں قائم کر کے اپنا موقف ظاہر کیا اور دامے درمے قلمے قدمے سخنے ان تمام مسائل میں اپنا واضح کردار ادا کیا۔ خانقاہ برکاتیہ کے ایک عالی مرتبت بزرگ حضرت سید العلما مارہروی نے وقت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اسلام اور سنیت کی شیرازہ بندی کے لئے آل انڈیا سنی جمیعت العلماء قائم کر کے مسلمانوں کو متحد کیا تو دوسری طرف ان کے برادر اصغر اور اپنے دور کے شیخ طریقت حضرت احسن العلماء مارہروی نے اپنی خانقاہ میں متصوفانہ اقدار کو مضبوط تر کر کے خانقاہی نظام کو تقویت پہنچائی۔ حضرت سید العلماء و حضرت احسن العلماء مارہروی قدس سرہم نے ایک ایسا تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا کہ جس کو اگر دیگر خانقاہیں نمونۂ عمل بنائیں تو شاید ہمارا خانقاہی نظام بہت سارے لوگوں کے طنز وتضحیک کا شکار ہونے سے بچ جائے اور وہ یہ تھا کہ ان حضرات نے اپنے اخلاف کو یہ ترغیب دی کہ خانقاہ ودرگاہ کو ذریعۂ معاش نہ بنایا جائے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس خانقاہ کے موجودہ ذمہ دار اور سجادہ نشین دنیاوی حیثیتوں میں بھی بہت عیاں ہیں اور دین کے رنگ میں رنگے ہونا تو ان کا نصب العین ہے۔ الحمد للہ ان تمام خوبیوں کے پیش نظر رئیس القلم علامہ ارشد القادری قدس سرہٗ نے بہت خوب تجزیہ کیا تھا کہ ''خانقاہ برکاتیہ عصر حاضر کی خانقاہوں کی آبرو ہے''۔

موجودہ وقت میں ان بزرگوں کے خلف و جانشین اور متولی حضرت امین ملت پروفیسر سید محمد امین میاں قادری اور ان کے برادران نے اس خانقاہ کے وقار میں نہ صرف چار چاند لگائے بلکہ اپنے بزرگوں کے مشن میں تعلیم وتربیت کے حوالے سے مزید اضافہ فرمایا۔

تصنیفی خدمات:

خانقاہ برکاتیہ کے مشائخ ایک طرف میدان سلوک ومعرفت کے شہسوار بھی تھے، تو دوسری طرف اقلیم قلم کے شہر یار بھی۔ خود بھی یہ حضرات کرام صاحب تصانیف کثیرہ ہوئے، ساتھ ہی اپنے زیر اثر رہنے والے افراد کو بھی اس کی ترغیب دی۔ حضرت میر سید شاہ عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر موجودہ دور تک مختلف علوم وفنون پر متعدد تصانیف ان حضرات کرام کے توسط سے منصۂ شہود پر آئیں اور ثقافت اسلامی کو مالا مال کیا۔ خانوادۂ برکاتیہ کے تمام اکابر کی کتب کی تعداد تقریبا ۲۰۰ سے زائد ہے، جن میں سبع سنابل شریف، شرح الکافیۃ فی التصوف، چہار انواع، عوارف ہندی، کاشف الاستار، آئین ہندی، آداب السالکین، سراج العوارف فی الوصایا والمعارف جیسی مایہ ناز مشہور ومعروف کتابیں بھی شامل ہیں۔

خانقاہ برکاتیہ کے بزرگوں کے کتب خانے میں موجود نادر ونایاب کتب، قدیم اور تاریخی مخطوطات کے سبب یہ کتب خانہ بڑی تاریخی حیثیت کا حامل ہے اور ساتھ ہی صاحبانِ قلم کا مرکز نظر بھی۔ خانقاہ برکاتیہ کا ترجمان ''اہل سنت کی آواز'' ہے جو قدیم زمانے سے دین اسلام اور سنیت کی نشر واشاعت میں اپنا خصوصی کردار ادا کر رہا ہے۔ آزادی کے بعد کچھ سال اس کی اشاعت موقوف رہی لیکن پچھلے تقریباً بیس سالوں سے حضرت امین میاں کی زیر سرپرستی ۲۰ رشمارے مختلف اہم موضوعات پر شائع ہو چکے ہیں۔ جس میں خصوصی شمارے مثلاً توحید نمبر، قرآن کریم نمبر، سیرت پاک نمبر، تصوف نمبر، نظام اخلاق نمبر، عشرۂ مبشرہ نمبر، غوث اعظم نمبر، غریب نواز نمبر، اکابر مارہرہ نمبر، اہل بیت اطہار نمبر خصوصی تذکرے کے حامل ہیں۔

تعلیمی خدمات:

ان تمام تحریری وتقریری خدمات کے علاوہ خانقاہ برکاتیہ نے خدمت خلق کو اپنا اولین فرض سمجھتے ہوئے معاشرہ سے جہالت کو مٹانے اور علم کی ترویج واشاعت کرنے کا جو کام کیا وہ بھی کوئی مخفی امر نہیں ہے۔ مشائخ مارہرہ نے علم دین کی اہمیت اور اس کے پھیلاؤ کی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے خانوادۂ برکاتیہ کے مشائخ نے متعدد مدارس اسلامیہ کی سرپرستی فرمائی۔ ان حضرات نے نہ صرف از خود تعاون کیا بلکہ اہل خیر افراد کو اس جانب متوجہ بھی کیا۔ اور ہندوستان میں آج مدارس اسلامیہ کی جو بہاریں دکھائی دے رہی ہیں ان میں خانقاہ برکاتیہ کے مشائخ کا بڑا کردار ہے۔

خانقاہ برکاتیہ نے علم دین کے ساتھ ساتھ عصری علوم کی ضرورت کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ خانقاہ برکاتیہ کے ذمہ داران ہمیشہ اس موقف کے حامی رہے کہ مذہب کی تبلیغ کے لئے دنیوی علوم کا حصول بھی معاون اور مددگار ہوتا ہے۔ آج الحمد للہ خانقاہ برکاتیہ کے زیر سرپرستی متعدد عصری علوم کے ادارے قائم ہیں اور تشنگان علم کو سیراب کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی گوش گزار کرنا ضروری ہے کہ خانقاہ شریف نہ صرف خود اپنے زیر انتظام تعلیمی ادارے چلا رہی ہے بلکہ ذمہ داران خانقاہ پورے ہندوستان کے صاحب توفیق اور مخلص افراد کو اس طرف متوجہ بھی کر رہے ہیں اور عمدہ تجاویز اور مشوروں کے علاوہ جو عملی تعاون مقصود ہوتا ہے اس کو پیش کرنے میں خود کو صف اول میں رکھنے کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔ جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے زیر اہتمام مجلس برکات،

البرکات ملک محمد اسلام پبلک اسکول، کرلا ممبئی، سورت کا البرکات پبلک اسکول، کانپور کا پرائمری اسکول کے علاوہ ملک اور بیرون ملک میں تقریباً تین سو مذہبی وعصری علوم کے ادارے ہیں جن کو کسی نہ کسی شکل میں خانقاہ برکاتیہ کی سرپرستی حاصل ہے۔

خانقاہ برکاتیہ کے دو مذہبی ادارے مدرسہ قاسم البرکات اور اب نو قائم شدہ مدرسہ جامعہ احسن البرکات، پورے ہندوستان بالخصوص مغربی اتر پردیش میں اپنے طلبہ کی معیاری تعلیم اور عمدہ تربیت کی وجہ سے جانی وپہچانی جاتی ہے۔ان شاء اللہ اگلے دس سالوں میں اس جامعہ سے بہترین علماء ومفتیان کرام ودانشور ومفکر دنیائے اسلام وسنیت کو دستیاب ہوں گے۔

مدارس اسلامیہ سے فارغ التحصیل علماء کی مکمل تعلیم وتربیت کے لئے اور موجودہ زمانے کے تمام عصری تقاضوں سے آشنائی کرانے کے لئے خانقاہ برکاتیہ کے ذریعہ قائم کردہ ادارہ البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ انشاء اللہ آنے والے وقتوں میں پوری ملت اسلامیہ کے لئے فخر وانبساط کا باعث ہوگا۔سماج کے مالی طور پر کمزور طبقہ کے لئے خانقاہ برکاتیہ کی چلائی جانے والی تعلیمی مہم میں جامعہ البرکات علی گڑھ میں قائم کیا ہوا ''البرکات آفٹرنون اسکول'' اپنی تعلیم کے حوالے سے بڑی شہرت اور اہمیت کا حامل ہے۔تقریباً چار سو بچوں پر مبنی اس اسکول میں طلبہ کو اعلیٰ معیار کی تعلیم کے ساتھ ساتھ کتابیں، یونیفارم کی سہولتیں فی سبیل اللہ مہیا کی جاتی ہیں، ساتھ ہی ان بچوں کو شروع سے ہی مذہبی تعلیم بھی فراہم کی جاتی ہے۔البرکات کے اداروں میں پڑھنے والے طلبہ کو عصری علوم میں ممتاز بنانے کے ساتھ ساتھ مذہبی اقدار اور شریعت مطہرہ سے آشنائی کرانے کے لئے اقامتی طلبہ کو تربیت کلاسیز کی فراہمی سے ان کی شخصیتوں میں جو نکھار دیکھا گیا ہے وہ قابل تسکین امر ہے۔

نقیب مسلک برکاتیت، سید العلما، سند الحکما حضرت سید شاہ آل مصطفی سید میاں رحمۃ اللہ علیہ

جدِ مکرم سید العلما حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم سید شاہ آل مصطفی اولادِ حیدر سید میاں علیہ الرحمہ حضرت شاہ آل عبا ابن سید شاہ حسین حیدر حسینی میاں (حضور خاتم الاکابر شاہ آل رسول کے نواسے) کے صاحبزادے تھے۔والدہ ماجدہ سیدہ شہر بانو بیگم بنت سید شاہ اسماعیل حسن صاحب تھیں۔آپ ۲۵؍رجب ۱۳۳۳ھ/ ۹؍جون ۱۹۱۵ء بدھ کے روز مارہرہ میں پیدا ہوئے۔ بہت چھوٹی سی عمر میں قرآن حفظ کرلیا۔فارسی کی پہلی کتاب اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھی۔نانا حضرت شاہ اسماعیل حسن صاحب اور ماموں تاج العلما حضرت سید شاہ اولادرسول محمد میاں صاحب سے درسی علم حاصل کیے۔جامعہ معینیہ اجمیر مقدس میں حضور صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے بہت ہی چہیتے شاگردوں میں سے تھے۔استاد محترم کی خاص اجازت تھی کہ مدرسہ کے وقتوں کے علاوہ بھی جب چاہیں سبق لے سکتے ہیں۔مولوی دینیات میں ایم۔اے کے برابر ڈگری کی سند پنجاب بورڈ سے حاصل کی۔طبیہ کالج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے طب یونانی میں ڈی۔آئی۔ایم۔ایس کا ڈپلوما لیا۔آپ حکیم عبد اللطیف کے چہیتے شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔۱۹۴۹ء میں ممبئی تشریف لے گئے اور امامت شروع کردی۔کھڑک مسجد کے خطیب وامام اور جماعت بقر قصاب کے رجسٹرڈ قاضی تھے۔اپنے نانا جان سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تبلیغ کے لیے اپنا سب کچھ وقف فرما دیا تھا۔دین کی تبلیغ اہل سنت کے عقائد کی اشاعت اور باطل فرقوں کے رد کے سلسلے میں ملک بھر کا دورہ کیا اور زمانے کو صراط مستقیم پر

چلنے کی ہدایت فرمائی۔

حضور سید العلما جید عالم دین، مستند مفتی، خوش الحان حافظ وقاری، حکیم حاذق، ممتاز مناظر اور اپنے وقت کے خطیب اعظم تھے۔ حضور سید العلما کے خطاب کا ڈنکا پورے ہندوستان میں بجتا تھا۔ ایک ہی نشست میں چار پانچ گھنٹے خطاب فرما دینا توان کے لئے عام بات تھی۔ وہ اپنے اسلوب خطابت کے لیے بہت مشہور تھے۔ جب اسلامی تاریخ یا واقعے کو بیان فرماتے تو ایسا لگتا کہ کلاس بیٹھی ہے اور ایک بہترین استاد اپنے بچوں کے دل و دماغ پر تاریخ اسلام کو رقم کر رہا ہے۔ جب سیاسی موضوع پر تقریر فرماتے تو بڑے بڑے سیاسی خطیبوں اور رہنماؤں کی بولیاں بند ہو جاتیں۔ جب عشق رسول اور کربلا کے واقعات کے موضوع پر سید العلما بیان فرماتے تو ثابت کر دیتے کہ نبی زادہ اور علی کا جانشین ناموس رسالت اور اہل بیت کی مدحت میں شمشیر بن گیا ہے۔ عرس قاسمی برکاتی کی سجادگی کی رات نانا ابا حضور سید العلما کی تقریر کے لیے خاص ہوا کرتی تھی۔ خاندان برکات کی عظمت و روحانیت پر ان کے یادگار خطاب ہوا کرتے تھے۔

ممبئی کی سرزمین پر آج جو سنیت کی بہاریں ہیں وہ اللہ کے فضل سے حضور سید العلما کی ذات مبارک کی وجہ سے ہیں۔ ممبئی کا جلوس محمدی ہو یا جلوس غوثیہ، محرم کی مجالس ہوں، ممبئی میں slaughter house میں ذبح شرعی کا مسئلہ ہو سب کے سب حضور سید العلما کی کوشش کا نتیجہ ہیں۔ محرم کی محفلوں کو جس نظم وضبط کے ساتھ انہوں نے ترتیب دیا تھا وہ قابل داد وتحسین ہے۔ پورے ہندوستان سے علمائے دین کو بلواتے، بمبئی کی مسلم بستیوں میں انجمن تیار کراتے، پھر علما کو خطاب کے لیے مقرر فرماتے پھر آخر کے دنوں میں علما اور عوام کو بھنڈی بازار میں اکٹھا کر کے واقعات کربلا کا اختتامی جلسہ منعقد کرتے۔ شہادت امام حسین پر ان کے خطاب سننے کے لیے غیر مسلک کے لوگ بھی جمع ہو جاتے۔ وہ جانتے تھے کہ گھر کی بات گھر والے ہی صحیح بتائیں گے۔

حضور سید العلما علیہ الرحمہ اپنی تنظیمی اور قائدانہ صلاحیتوں کے حوالے سے اپنی ذات کے حوالے سے اس دور میں تنہا نظر آتے تھے۔ یہ وہ دور تھا کہ جب حضرت مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ شاہ عبد القدیر صاحب بدایونی (مفتی اعظم، حیدر آباد) حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی، حضرت حافظ ملت، حضرت محبوب ملت، حضرت مجاہد ملت جیسے جید علما اور مشائخ جماعت اہل سنت میں موجود تھے۔ ایسے میں حضور سید العلما نے بدعقیدگی کے خلاف جنگ کا اعلان کیا اور اپنے مذہب ومسلک کی حقانیت کو تسلیم کرانے کا بیڑا اٹھایا اور ایک ایسا پلیٹ فارم دیا جہاں سے ملت کی قیادت اور بھرپور رہنمائی ہوئی۔ حضرت کو ان تمام علما اور مشائخ نے متفق ہو کر صدر مانا۔ آپ آخری سانس تک سنی جمعیۃ العلما کے صدر رہے، پورے ملک میں گھر بار چھوڑ کر ملت اور سنیت کے لیے کام کرتے رہے۔

ایک مرتبہ حضور سید العلما تنظیم کے کچھ لوگوں کے رویے سے ناراض ہوئے اور استعفیٰ دے دیا۔ آپ کے استعفیٰ کی خبر سن کر بریلی سے حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ ممبئی تشریف لے گئے اور مسجد کھڑک میں جا کر حضور سید العلما کے قدموں میں اپنا عمامہ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ ”سید میاں! یہ عمامہ تب تک قدموں میں رہے گا جب تک استعفیٰ واپس نہ ہوگا“۔

حضور سید العلما قوم کے ان بیباک اور مخلص لیڈروں میں سے تھے جو حکومت اور ثروت کو اپنی ٹھوکروں میں رکھتے تھے۔ حضرت شرف ملت نے ان کی سیرت کی بڑی سچی ترجمانی اپنے اس شعر میں فرمائی۔

درہم ودینار میں رغبت انہیں تھی ہی نہیں
اس فقیر بے ریا کی دل کی دولت اور تھی

کوئی حاکم ہو، کوئی وزیر یا کوئی حکومت کا نمائندہ ہو نقیب برکاتیت سید العلما اس سے آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتے اور قوم کے لیے جائز مطالبہ فرماتے۔

آپ کے اندر تحریر وتصنیف کی بے پناہ صلاحیتیں تھیں لیکن تبلیغ اور تنظیمی کاموں نے وقت نہ دیا لیکن جو بھی لکھا وہ ایسا جو اہل علم کو ان کی عالمانہ اور عابدانہ شان کا معترف کراتا ہے۔ فیض تنبیہ، نئی روشنی، مقدس خاتون، خطبۂ صدارت آپ کی قلمی اور فکری یادگار ہیں۔

حضرت سید العلما ایک بلند مرتبہ شاعر تھے۔ شاعری میں آپ کے استاد حضرت احسن مارہروی تھے۔ آپ کا تخلص سید مارہروی تھا۔ مشہور صحافی جلالت علی مہدی نے سید العلما کے اس شعر پر کہا کہ ان کا یہ شعر کئی بڑے شاعروں کے قلم پر بھاری ہے۔ وہ شعر یہ ہے۔

جمال لیلۂ محمل نہ تھا اتنا گراں مایہ
کہ بازی اس پہ لگتی قیس کے ٹوٹے ہوئے دل کی

اور جب نعت اور منقبت کے میدان کی طرف رخ فرماتے ہیں تو ایمان اور عقیدے کے پھول ان کے چاہنے والوں کے دل میں کھل اٹھتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

کسی کی جے وجے ہم کیوں پکاریں کیا غرض ہم کو
ہمیں کافی ہے سید اپنا نعرہ یا رسول اللہ
میری جاں پہ قبضہ ہے اچھے میاں کا
میرے دل کے مختار نوری میاں ہیں

....

ہے خاک مدینہ دوا ہر مرض کی
مجھے اس میں بوئے شفا آ رہی ہے

حضرت سید العلما سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں کو ان کے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دین کی تبلیغ کا یہ انعام عطا فرمایا کہ جب آپ حج کو تشریف لے گئے تو ۳۳؍دن اپنے آقا کے روضے پر رات دن حاضر رہے۔ بارگاہ رسالت میں دعائے سیفی بشرط کبیر پڑھی۔ حضور احسن العلما نے اپنے اس شعر میں اس کا اظہار فرمایا۔

پڑھی حرز یمانی بیٹھ کر تینتیس دن آقا کے روضے پر
ادا کر کے یہ اپنے شیخ کی سنت کو آئے ہیں

ان کے شیخ اور نانا جان مجدد برکاتیت بھی سرکار کے روضے پر یہ عمل پڑھ کر آئے تھے۔

سید العلما مذہب و مسلک کی حفاظت کے حوالے سے بہت سخت رویہ رکھتے، انہوں نے رہتی زندگی تک کوئی Compromise دین وسنیت سے نہیں کیا۔ جب ان کے بیٹے حضرت نظمی میاں جامعہ ملیہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے تب سید العلما نے ان کو ایک خط کے ذریعے جو نصیحت اور تبلیغ اپنے لخت جگر کو کی اس کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ برکاتیوں کے لیے ایمانی نسخہ ہے۔

”دین و مذہب کے معاملے میں میں نے تمہیں پختہ کر دیا ہے، تم نے برسوں میرے ساتھ رہ کر تبلیغی، دینی، مذہبی اتار چڑھاؤ دیکھے ہیں، وہ عقائد و اصول جو خانقاہ برکاتیہ کے بزرگوں سے مجھے امانت میں ملے میں نے تمہارے حوصلے اور ضرورت کے لائق اچھی طرح تمہیں بتا دیے۔ اس معاملے میں سنو سب کی اور رہو اپنے گھر کی تعلیم پر۔ یہ سب اس لیے لکھ رہا ہوں کہ تم پہلی بار گھر سے باہر نکلے ہو اور باہر طرح طرح کی آب و ہوا ہے مگر تم اپنی خانقاہی تربیت ہرگز نہ بھولنا۔ تمہیں اچھی طرح پتا ہے کہ تم کو ہم نے یہ تربیت دی ہے کہ دین و مذہب کے معاملے میں کسی رشتے کی کوئی اہمیت نہیں، اصل رشتہ اپنے آقا مدنی تاجدار کی غلامی کا ہے۔ بدن کا کوئی حصہ اگر سڑ جائے تو میں کاٹ کر کچرے دان میں ڈال دوں گا اور یہ نہ سوچوں گا کہ خدانہ خواستہ وہ میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ بس! اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا ہے“۔

حضور سید العلما کا یہ خط صرف ایک بیٹے کو باپ کا خط نہیں بلکہ تمام چاہنے والوں اور سلسلے والوں کے لیے بھی تربیت کا سنہرا باب ہے جو ہر شخص کی رہنمائی کرے گا۔

آخر عمر میں نیپال تشریف لے گئے جہاں بہت سے خاندان سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں داخل ہوئے۔ کئی لوگ آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ آپ کو خانوادۂ برکاتیہ مارہرہ مطہر کے قدیم و جدید تمام سلسلوں کے ساتھ تمام ذکر، ورد، اشغال اور قرآن مجید کی قرأت اور حدیث روایات کی سندوں اور خاندانی معمولات کی دعاؤں کی اجازت اور بیعت و خلافت اپنے نانا حضرت شاہ اسماعیل حسن صاحب سے تھی۔ حضور تاج العلما سے بھی خلافت حاصل تھی۔ ان کے علاوہ سید شاہ مہدی حسن صاحب اور حضرت شاہ ارتضیٰ حسین پیر میاں صاحب نے بھی خلافت و اجازت دے کر اپنا وصی اور جانشین فرمایا۔

۱۰، ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۴ھ کی درمیانی رات ۱۱ ربج کر ۴۰ رمنٹ پر ہارٹ اٹیک کی وجہ سے اس ختم ہو جانے والی دنیا سے ہمیشہ باقی رہنے والے جہاں کی طرف کوچ فرمایا۔ مارہرہ مطہرہ میں اپنے نانا اور مرشد حضرت شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب کے روضے میں دفن ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر سید ملت حضرت سید شاہ آل رسول حسنین نظمی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی مسند کو رونق بخشی۔

حضور سید العلما کے خلفا کی فہرست بڑی طویل ہے۔ یہاں کچھ خلفائے کرام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی، شرف ملت حضرت سید محمد اشرف، حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری، حضرت مولانا صوفی سخاوت علی، حضرت مولانا غلام عبد القادر علوی، براؤں شریف، حضرت مولانا غلام عبد القادر

کھتری، حضرت مولانا مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی، نیپال۔

شیخ المشائخ، احسن العلما، سراج الاصفیا حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ

حضرت شرف ملت اپنے والد ماجد حضور احسن العلما علیہ الرحمہ کی ولادت مبارک کے بارے میں بڑے ہی دلنشین انداز میں فرماتے ہیں:

’’آپ کی پیدائش ۵ ۱۳۴ھ میں حضرت سید شاہ آل عبا مارہروی کے یہاں ہوئی۔ پیدائش کے وقت آپ سر سے پیر تک ایک قدرتی غلاف میں لپٹے ہوئے تھے۔ اور اس غلاف کے اوپری حصے پر تاج کی شکل بنی ہوئی تھی، دائی نے زمین پر ہاتھ مار کر اپنے لاکھ کا کڑا توڑا اور اس کی نوک سے غلاف کو کاٹا‘‘۔ اور غلاف سے حضرت احسن العلما اپنے نورانی وجود کے ساتھ دنیا میں تشریف لائے۔

آپ کو بیعت وخلافت اپنے نانا مجدد برکاتیت حضرت سید شاہ اسماعیل حسن قادری برکاتی سے تھی۔ آپ کے حقیقی ماموں حضرت تاج العلما علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو خلافت واجازت عطا فرمائی۔

آپ نے قرآن عظیم کی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ اور حافظ عبد الرحمن مارہروی سے حاصل کی۔ اردو کی ابتدائی تعلیم منشی سعید الدین صاحب سے حاصل کی۔ انگریزی کے کچھ سبق ماسٹر سمیع الدین صاحب سے پڑھے۔ حضرت احسن العلما انگریزی لکھا بھی بہت عمدہ کرتے تھے اور بولنے اور سمجھنے میں بھی ماہر تھے۔ درس نظامی کی تعلیمات اپنے ماموں حضرت تاج العلما، بڑے بھائی حضرت سید العلما، خلیل العلما مولانا خلیل احمد خاں مارہروی، مولانا غلام جیلانی، مولانا حشمت علی خاں صاحب پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ سلوک کی تعلیم اپنے نانا مجدد برکاتیت کے زیر تربیت حاصل فرمائی۔

حضرت احسن العلما ایک بہترین حافظ وقاری تھے۔ ان کے سینے میں قرآن پاک آخری سانسوں تک جیوں کا تیوں تھا۔ اپنی حیات مبارکہ میں بہت بار محرابیں سنائیں۔ ممبئی میں تنہا دو شبینے سنائے۔ احسن العلما کو ان کے اکابر سے علم، شریعت، معرفت، تدبر، انکساری، سادہ مزاجی، اعلیٰ دماغی، سخاوت وفیاضی خوب خوب ورثے میں ملی تھی۔ آپ اپنے جد اعلیٰ صاحب برکات کی طرح حکومت، حاکموں اور سیاست دانوں سے بہت دور رہتے تھے۔ کبھی کسی کا رعب قبول نہیں کیا، بڑے بڑے منسٹر اور گورنر حضرت احسن العلما سے مارہرہ آکر ملنا چاہتے تھے لیکن حضور احسن العلما معذرت کر لیتے تھے۔

حضرت احسن العلما رحمۃ اللہ علیہ خانقاہی تبلیغی مصروفیتوں کے باوجود تصنیف وتعلیم کے لیے بھی وقت نکالا کرتے تھے۔ آپ کی چند تصنیف یہ ہیں:

(۱) اہل اللہ فی تفسیر غیر اللہ، (۲) دوائے دل (۳) مداح مرشد، (۴) اہل سنت کی آواز، (۵) ۱۹۷۳ء کے مختلف تبلیغی دوروں کی روداد، اس کے علاوہ کئی مضامین آپ نے رقم فرمائے۔

حضرت احسن العلما اپنے اکابر کی طرح شاعری کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ مذہبی شاعری کے علاوہ بحریہ شعر بھی

فرمایا کرتے تھے۔

حضور احسن العلما کے فرزند حضرت شرف ملت نے ان کے نام نامی سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری کے حروف کی نسبت سے جوان کی سیرت کا نقشہ کھینچا وہ لائق صد اظہار تحسین ہے اور آپ کی ذات والا کا صحیح عکس ہے۔

جہاں بات سیادت سے شروع ہوئی ہے اور آگے یاد الٰہی، دل جوئی، شیریں بیانی، الفت رسول، ہمت ومحبت اولیائے کرام، صدور کشف وکرامات، طریقۂ اجداد پر عمل، فضلا کی عزت، یگانگت عامہ، حلم، یقین کی دولت، دین کی خدمت، ریاکاری سے نفرت، حکمت کی باتیں کرنے کی عادت، سرداری، نعمتوں کی تقسیم، مہمان نوازی، انسان نوازی، نمازوں سے الفت، قادریت سے عشق، اعزہ پروری، دریا دلی، یقین محکم اور عمل پیہم کی تفسیر یہ سب خوبیاں چمک رہی تھیں سید شاہ مصطفی حیدر حسن قادری کی ذات مبارک میں۔

حضرت احسن العلما تمام خاندانی اعمال واشغال کے بہت پابند تھے، مشائخ خاندان برکاتیہ کا آدھی رات کے بعد وظیفہ تلاوت کرنے کا معمول کبھی ناغہ نہ ہوا۔ جس رات وصال فرمانے والے تھے اس رات بھی آپ نے وہ وظیفہ دن میں تلاوت فرمالیا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں روحانی شفا بہت کثرت سے عطا فرمائی تھی۔ تعویذ ایسا پر اثر ہوتا تھا جس کو عطا فرمادیا اس شخص کی ساری تکلیفیں حکم خدا سے فوراً رفع دفع ہوجاتیں۔ جنات، اثر، آسیب کو تو حاضر کر کے سزا دے کر دفع فرماتے۔ بدایوں شریف کے ایک مرید انور قاسمی صاحب کے یہاں سخت آسیب کا اثر ہوا اور بندروں کی شکل میں حملہ آوار ہوتا تھا۔ حضرت احسن العلما اپنے خاندانی چراغ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ آسیب کو حاضر کیا اور اس کے سامنے بیٹھ کر اس کو سخت تنبیہ کی جب وہ نہ مانا تو سزائیں دے کر دفع کیا۔

حضرت احسن العلما میں سلوک ودرویشی کے اشارے بچپن ہی سے حاضر تھے۔ آپ کی بہن سیدہ زاہدہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا آپ کے بچپن کا بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ حسن میاں کو بچپن ہی سے کھیل کود یا شرارتوں میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ان میں متانت اور سنجیدگی بچپن ہی سے ظاہر تھی۔ پالتو جانوروں کا خوب خیال رکھتے، ان کا دانا پانی اور تکلیف پہنچانے والے جانوروں سے بچانے کے لئے خود کو بہت مصروف رکھتے۔

شہزادۂ احسن العلماء شرف ملت اپنے والد ماجد کی اپنے والدین کے تئیں سعادت مندی کا بیان یوں فرماتے ہیں:

''حضرت احسن العلما اپنے والدین کے بہت سعادت مند بیٹے تھے، اپنی والدہ کے لیے روز رات کو پانی رکھتے، لوٹے کی ٹوٹی میں گلوری لگا دیتے کہ کوئی کیڑا مکوڑا اس میں نہ داخل ہوجائے۔ ایک دن ان کی والدہ نے کسی بات پر یہ حکم دیا کہ مونڈھا کو الٹا کر کے کھڑے ہوجاؤ، والدہ اپنے کاموں میں مصرف ہوگئیں، بہت وقت گذر جانے کے بعد دیکھا کہ حضرت ویسے ہی کھڑے ہیں۔ والدہ نے پوچھا: اب تک کیوں کھڑے ہو؟ تو فرمایا: آپ کا حکم مجھے نہیں ہوا تھا کہ میں ہٹ جاؤں۔ آج ہم کو بھی اپنے مخدوم کی اس فرماں برداری اور والدین کی اطاعت کے واقعے سے سبق لینا چاہئے۔''

حضرت احسن العلما کے چہرۂ مبارک میں اللہ تعالیٰ نے وہ کشش عطا فرمائی تھی کہ دیر رات تک مجمع صرف ان کے دیدار کو بیٹھا رہتا۔مہمان نوازی، سخاوت، فیاضی، حکمت، علما نوازی، مدرسوں، مسجدوں اور علمی کاموں میں مدد، عجز وانکساری اور عبادت و ریاضت آپ کی خاص خوبیاں تھیں۔

حضرت احسن العلما کو جب فرصت ملتی تو مدرسہ قاسم البرکات میں تشریف لاکر درس وتدریس کی خدمات انجام دیتے۔

آپ ۵۴؍سال تک مسجد برکاتی میں نماز جمعہ سے پہلے وعظ ونصیحت کا گلدستہ مہکاتے رہے۔خطاب ایسا ہوتا تھا کہ اگر تقریر کو چھانا جائے تو ۹۰ فیصد قرآن وحدیث کی باتیں اور باقی بزرگوں کے واقعات۔ان کی تقریروں کے ریکارڈ محفوظ ہیں ایک ایک لفظ علم اور معرفت کا خزانہ محسوس ہوتا ہے۔زبان وادب پر آپ کی علمی گرفت بہت مضبوط تھی۔عربی اور فارسی گرامر میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔اعلیٰ حضرت کے کلام پر Authority رکھتے اور حدائق بخشش کے حافظ ومفسر تھے۔اعلیٰ حضرت کے کلام کو جس تفصیل سے بیان فرماتے وہ ان کا ہی حصہ تھا۔

اللہ تعالیٰ حضور احسن العلما کے فیضان کو یہاں جاری رکھے اور ان کے مشن کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

حضرت احسن العلما کی محفل میں جو دینی ماحول قائم رہتا اس کی گواہی ان کے حاضر باش دے سکتے ہیں۔آپ کی محفل میں سنجیدہ گفتگو کرنے والے ہی بیٹھ سکتے تھے۔حضرت کی گفتگو کا بیشتر حصہ قرآن کی تعلیمات، سیرت رسول، ذکر صحابہ و بزرگان سلسلہ ہوتا۔آپ ہمیشہ مسکرا کر سادہ عام فہم گفتگو فرماتے۔لوگوں کے دلوں کو تسلی دینے والے کلمات زبان مبارک سے ادا ہوتے۔ علمائے کرام کی بہت قدر فرماتے۔جو ممکن مدد ان کو درکار ہوتی وہ بارگاہ احسن العلما سے کی جاتی۔حضور احسن العلما نے بیشتر دینی مدارس اور علم دین کے کاموں کو بڑھاوا دینے کے لئے اپنی ذات کو پیش پیش رکھا۔علمائے کرام کی اس درجہ قدر فرماتے کہ عرس کی محفلوں میں خود نیچے فرش پر تشریف رکھتے اور علما کو منبر پر بٹھاتے اور علمائے کرام کے درمیان بھی حضرت احسن العلما کی ذات مرکز نظر تھی۔کوئی بھی اختلاف اہل سنت میں ہوتا تو حضرت احسن العلما ہی کی ذات فیصلے کے لئے منتخب ہوتی۔

آپ کا نکاح سیتاپور کے معروف نقوی سادات گھرانے میں سیدہ محبوب فاطمہ نقوی صاحبہ مرحومہ سے ہوا۔جن سے ٦ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔بڑے صاحبزادے سید محمد جمیل اور سید محمد خالد اور ایک صاحبزادی سیدہ قادریہ بچپن ہی میں وصال کر گئے۔حضرت امین ملت، حضرت شرف ملت، حضرت افضل میاں، حضرت رفیق ملت اور صاحبزادی سیدہ ثمینہ فاطمہ باحیات ہیں۔

آپ کا وصال دل کی بیماری کے سبب ۱۱؍ستمبر ۱۹۹۵ء/ ۱۵؍ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ کو دہلی کے جے۔بی۔ پنت ہسپتال میں رات کو ۸؍بج کر ۵۰؍منٹ پر ہوا۔جنازہ شریف مارہرہ شریف لایا گیا۔آپ کا مزار مبارک اپنے نانا، ماموں اور بھائی کے پاس ہے۔انتقال سے پہلے اپنے دنیا سے جانے کے کھلے اشارے فرمائے۔اپنے صاحبزادوں سے مسکرا کر فرمایا: ''ہم چلے پیا کے دیس''۔حضرت امین ملت سے غوث پاک کی شان میں منقبت سنی اور اشارے سے پوچھا: انہیں جانتے ہو؟ گویا کہ سرکار غوث

اعظم وہاں تشریف رکھتے ہوں۔ حضرت شرف ملت سے تلاوت قرآن پاک سماعت فرمائی، حضرت رفیق ملت سے فرمایا کہ ”مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم رہنا“ اپنے خادم خاص سے چہرے پر پانی لگوایا جو کہ وصال کی سنت ہے، خود کو سیدھا کیا، نیت باندھی اور یا اللہ، یا رحمن، یا رحیم کہتے ہوئے اپنے حقیقی مالک کے حضور حاضر ہوئے۔ ظاہری زندگی میں اور وصال کے بعد بھی سیکڑوں کرامتیں ان کی ذات مبارک سے ظاہر ہوئیں۔ سب سے بڑی کرامت تو یہ ہے کہ پورے خانقاہی نظام کو اپنی ذات مبارک سے تصوف کے رنگ میں رنگ دیا۔ ساتھ ہی قوم کی کامیابی کے لئے دنیاوی تعلیم کا خواب جامعۃ البرکات کی شکل میں دیکھا جس کو ان کے لائق صاحبزادگان نے پورا کیا۔

آپ کے خلفا میں صاحبزادگان کے علاوہ اپنے وقت کی عظیم شخصیتوں کا نام آتا ہے۔ چند ایک یہ ہیں: حضرت سید شاہ ضیاء الدین ترمذی کالپی شریف، حضرت مفتی محمد اختر رضا صاحب ازہری، حضرت مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب، حضرت مولانا جمال رضا خاں صاحب، حضرت مفتی خلیل احمد برکاتی صاحب (پاکستان)، حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی (برکاتی مفتی)، حضرت صوفی نظام الدین صاحب، مفتی جلال الدین احمد امجدی، بحرالعلوم مفتی محمد عبدالمنان صاحب اعظمی، مولانا غلام ربانی فائق، مولانا رجب علی نانپاروی، شیر نیپال مفتی جیش محمد برکاتی صاحب وغیرہم

سید ملت حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

جانشین سید العلما حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی حضور سید العلما کے اکلوتے بیٹے تھے۔ آپ کی ولادت ۵ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ/ ۱۴ر اگست ۱۹۴۶ء کو کاسگنج ضلع ایٹہ میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم کا آغاز مدرسہ قاسم البرکات سے ہوا، قرآن مجید حافظ عبدالرحمان صاحب سے پڑھا۔ فارسی کی تعلیم اپنے چچا میاں حضور احسن العلما علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔ بچپن ہی میں اپنے والد حضرت سید العلما علیہ الرحمہ کے ساتھ ممبئی چلے گئے، پرائمری کی تعلیم ہاشمیہ ہائی اسکول سے حاصل کی۔ ساتھ ہی ساتھ والد ماجد دینی تعلیم اور خاندانی علوم کی تعلیم وتربیت فرماتے رہے۔ مارہرہ شریف سے ہائی اسکول تک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ تشریف لے گئے اور وہاں سے اسلامی علوم میں ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم کے بعد UPSC امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ حضرت سید ملت Information Broad Casting کے محکمے میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ سروس کے آخری سالوں میں شلانگ میں Press Information Bureau میں Director کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے۔

حضرت سید ملت کی تمام تعلیم ان کے والد ماجد حضرت سید العلما اور حضور احسن العلما کی نگرانی میں ہوئی۔ والد ماجد کی صحبت نے ان کو تمام دینی ودنیوی معاملات میں ہر طرح سے پکا کر دیا تھا۔ حضرت سید ملت بچپن ہی سے کتابوں کا خوب مطالعہ کرنے والے رہے، سینکڑوں کتابیں پڑھنے کے بعد ان کا ذہن الفاظ کا پارکھ بن گیا تھا۔ لفظ سے کیا سوتے پھوٹ رہے ہیں؟ کس لفظ کی ادبی وتاریخی حیثیت کیا ہے؟ اس پر ان کو ملکہ حاصل تھا۔ حضرت سید ملت کو بیعت وخلافت اپنے والد ماجد اور چچا میاں حضور

احسن العلماء علیہ الرحمہ سے حاصل تھی۔ حضرت احسن العلمانے اپنے سجادہ نشینی کے موقعے پر حضرت سید ملت اور حضرت امین ملت کوسب سے پہلے خلافت عطا فرمائی۔ خانقاہ برکاتیہ کی یہ پرانی روایت ہے کہ نیا صاحب سجادہ سب سے پہلے اہل خاندان کو خلافت سے سرفراز کرتا ہے۔

حضرت سید ملت دینی و دنیاوی علوم پر گہری نظر رکھتے تھے۔ وہ علم ریاضی اور علم موسیقی میں گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ ان کی ذہانت، معلومات عامہ، پر مذاق طبیعت کے سبھی لوگ قائل تھے۔ حضرت سید ملت نثر اور نظم دونوں فنوں میں بے حد ممتاز اور منفرد تھے۔ وہ ایک وقت میں کئی زبانوں میں مہارت رکھتے تھے، انگریزی، اردو، ہندی زبانیں تو کمال کے درجے تک عطا تھیں۔ نعت گوئی حضرت سید ملت کا خاص میدان تھا، اردو، ہندی، سنسکرت تک میں نعتیں کہیں، بہت کہیں اور بہت اچھی کہیں۔ نعت گوئی کے فن سے حضرت نظمی نے اپنی الگ شناخت قائم کی۔ ان کی نعت گوئی کے حوالے سے حضرت شرف ملت فرماتے ہیں: ''حضرت نظمی نے عرفان مصطفیٰ سے لے کر نوازش مصطفیٰ تک کا سفر بہت وقار، احتیاط اور تسلسل کے ساتھ طے کیا''۔ خود کو امام احمد رضا فاضل بریلوی کی چلتی پھرتی کرامت تصور فرماتے۔ ایک شعر میں یوں اعتراف فرماتے ہیں ۔

یہ فیض کلک رضا ہے جو نعت کہتا ہوں
وگرنہ نعت کہاں اور کہاں قلم میرا

سب سے پہلا دیوان ہی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے نعتیہ کلام کی تضمینوں پر مشتمل تھا۔ نظمی تخلص فرماتے۔ آخری وقت تک نظمی اپنے نظام نظم نظمی سے دنیا بھر کے عاشقان مصطفیٰ کے درمیان مقبول ومحبوب رہے۔ حضرت نظمی کے اشعار کی ایک نمایاں خصوصیت جزیات نگاری تھی۔ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کیفیت، واردات اور حالات کو اتنی خوبصورت اور مناسب طریقوں سے شعری منظرنامے پر لاتے ہیں کہ شعر کا حق ادا ہو جاتا ہے۔ نعت مصطفیٰ میں آپ بازاری الفاظ استعمال کرنے کے سخت مخالف تھے۔ اعلیٰ حضرت کے بعد محفلوں میں آپ کا کلام سب سے زیادہ پڑھا اور سنا جاتا ہے۔

حضرت نظمی خانقاہ برکاتیہ کی سنہری روایتوں کے امین تھے۔ ممبئی میں سروس کے باوجود عرس قاسمی، عرس سیدی اور عرس نوری میں اہتمام کے ساتھ تشریف لاتے اور تمام خاندانی مذہبی رسومات میں آگے آگے رہتے۔ اپنے چاہنے والوں کو ''تازی روٹی کھلا رہا ہوں'' کہہ کر نئی نعت و منقبت سناتے۔ آپ کی قلمی خدمات کے میدان بہت وسیع ہیں۔ شاعری کا شوق تو ورثہ میں ملا تھا۔ آخری دور میں آپ کی کلیات ''بعد از خدا'' شائع ہوئی جس کو اہل علم نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ حضرت نظمی پر حضور احسن العلما کی خاص نگاہ عنایت تھی۔ حضرت احسن العلما کلام نظمی کو بہت پسند فرماتے، بہت سراہتے تھے۔

آپ کا نکاح ۱۹۷۳ء میں سیدہ امینہ سلطانہ صاحبہ سے ہوا جن سے آپ کے تین صاحبزادے مولانا سید سبطین حیدر قادری برکاتی، سید صفی حیدر اور سید ذوالفقار حیدر ہوئے۔

آپ کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ چند مہینوں طبیعت علیل رہی، ممبئی میں ایک بڑے آپریشن کے بعد محرم ۱۴۳۵ھ یعنی

۱؍نومبر ۲۰۱۳ء کوممبئی میں وصال فرمایا۔ ایک کثیر مجمع نے ممبئی سے جانشین سید العلما کو رخصت کیا پھر ہوائی جہاز سے ان کے صاحبزادگان جنازے کو مارہرہ شریف لے آئے۔ ۲؍نومبر کوگلشن برکات میں نماز جنازہ ان کے بڑے صاحبزادے مولانا سید سبطین حیدر قادری برکاتی نے پڑھائی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر سید سبطین میاں قادری برکاتی سجادہ نشین منتخب ہوئے۔ درگاہ برکاتیہ میں حضور احسن العلما کے پائنتی آپ کا مزار مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت نظمی علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی حیات دائمی کو اس شعر کے مصداق بنائے۔

نعت رسول پاک ہے نظمی کا مقصد حیات
قبر میں بھی لبوں پہ ہو سرکار کی ثنا فقط

آپ کے خلفا میں سید اویس مصطفی زیدی، مفتی شریف الحق امجدی، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب گھوسی، سید شاہ حسین صاحب سلطان پوری، مولانا محمد شاکر رضا نوری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

❁❁❁

آنکھوں دیکھا حال جنازۂ حضور شیر نیپال

از: مولانا محمد شہاب الدین حنفی، بیسمر دہی، مہوتری (نیپال)

مدتوں روے گی دنیا اے میرے شیر نیپال
چھا گیا ہر سو اندھیرا اے میرے شیر نیپال
بزم عشاق آج ہے ماتم کدہ
روتی ہے اب ساری دنیا اے میرے شیر نیپال
غم کے دریا میں پھنسا ہے آپ کا ادنی شہاب
لگا دیجئے اسکو کنارا اے میرے شیر نیپال

کس زبان وقلم سے وہ پر کیف اور نورانی منظر کو سینۂ قرطاس پہ ثبت کیا جاے، میری بساط ہی کیا، جن کے مقام رفعت کو علماء ومشائخ وفقیہ زمانہ سلام کریں، جن کی بزرگی کو اپنے تو اپنے غیر بھی ماننے پر مجبور ہو جائے، جن کو شاہان وقت اور حکومت وقت سلامی پیش کرے، جن کے آخری دیدار کو بچہ، جوان، بوڑھا، ہندو مسلم سعادت کی معراج جانیں، جن کی آخری زیارت کو خواتین باپردہ ہو کر گھروں سے نکل پڑیں، جن کے جنازے کو کندھا دینے کے لئے بڑے بڑے جبہ ودستار والے باادب صف میں کھڑے ہو جائیں، جن کے جنازے پر ہر آنکھ اشکبار ہو جائیں، جن کے جنازے پر ہر فرد یہ محسوس کرتا ہو کہ میرا کوئی اپنا کھو گیا ہو، جن کے جنازے پر پورا ملک سوگوار اور ماتم کدہ بن جاے، جن کے جنازے پر لاکھوں عشاق اپنی پرواہ کئے بغیر دیوانہ وار آہ وفغاں کرنے لگیں، جن کے جنازے میں انسانوں کا سیلاب آجاے۔ ایسے مرد قلندر، مرد درویش، مجاہد وقت، مفکر اسلام وسنیت، شیر اسلام، ناشر مسلک اعلی حضرت، داعئ کبیر، زمانے کے فقیہ، زمانے کے متبحر عالم دین، مفتئ اسلام اور شیخ طریقت کے جنازے میں شریک ہو کر خود کو فخر محسوس کر رہا ہوں۔ جب تک نیپال کی تاریخ رہے گی اس بے مثال جنازے کی مثال ملک نیپال میں اب نہیں دیکھی جاے گی، ایسے روح پرور جنازے کے مناظر نہ آسمان دیکھ سکے گا نہ زمین گواہ بنے گی۔ نیپال کی زمین پر ایسا سپوت پیدا ہونا مشکل ہے، جن کے جنازے میں ایسے مناظر دیکھنے کو ملیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وہ قول پھر سے تازہ ہو گیا کہ ہمارا جنازہ ہی فیصلہ کرے گا کہ حق پہ کون ہے۔

خلق قرآن کے مسئلہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو وقت کے جابر اور ظالم بادشاہ نے سزاے موت دی، اس

وقت آپ نے ایک تاریخی جملہ ارشاد فرمایا ’’اے لوگو! جو مجھے غلط سمجھتا ہے دیکھنا میرا جنازہ ہی فیصلہ کرے گا کون حق پہ ہے اور کون ناحق پہ ہے۔ کیونکہ بعض مال وزر کے پجاری مولوی اس وقت بھی تھے وہ امام کے موقف کی تائید نہیں کرتے تھے، جیسے آجکل کے کچھ مولوی جو پیسے پر بک کر اہل حق کا ساتھ نہیں دیتے۔ مگر معلوم اس کو بھی تھا کہ امام حق پہ ہیں۔ اور آج بھی جبکہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا وصال ہو چکا ہے اور کچھ مولوی جذبہ انتقام میں دھت ہو کر حضرت شیر نیپال کی ذات وایمان پر حملہ کر رہے ہیں اور شریعت کو بازیچہ اطفال بنائے ہوئے ہیں، ان مولویوں کو بھی معلوم ہے کہ مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ حق پر ہیں۔ مگر بکاؤ مولویوں نے آپ کی خاموشی کو شکست سمجھا اور بھول گئے کہ سورج کو یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ چمکتا ہوا ایسا سیارہ ہے جس کی روشنی کے لئے نہ دلیل کی ضرورت ہے اور نہ حجت بازی کی اور نہ چمگادڑ صفت افکار ونظریات کے حاملین کے شکوہ و اعتراض میں الجھنے کی حاجت۔ اسی طرح حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ حق وصداقت کا پرچم بلند کرتے رہے، غلط کو غلط اور صحیح کو صحیح کہتے رہے اور اپنے وبیگانے کی پرواہ کئے بغیر شریعت کی دی ہوئی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیتے رہے اور طعن وتشنیع کو خاموشی سے سنتے اور برداشت کرتے رہے۔

آپ کی ذات وایمان پر حملہ آپ کی حیات میں بھی ہوا، مرض وصال میں بھی ہوا اور وصال کے بعد بھی ہوا، پرچہ بازیاں ہوتی رہیں اور آپ خاموش رہے۔ مگر واہ رے اللہ کے ولی! آپ کی یہ حکمت اب سمجھ میں آئی کہ آپ کے جنازہ نے ہی فیصلہ کر دیا کہ آپ حق پہ ہیں اور تازندگی آپ امام حنبل کی طرح لعن وطعن سنتے رہے اور جب دنیا سے گئے تو وہی سبق دہرا دیا کہ میرا جنازہ ہی فیصلہ کرے گا کہ حق پرست کون اور باطل پرست کون؟ اب جو مولوی یہ لکھتا ہے کہ مولانا عبدالمنان کلیمی کا سامنا مفتی جیش نہیں کر سکے تو اسے امام حنبل کی تاریخ اپنے دل ودماغ پر منقش کر لینا چاہئے اور یہ بھی ذہن نشیں کر لینا چاہئے کہ اہل حق حق پر ہوتے ہوئے بھی بسا اوقات باطل فکروں سے الجھا نہیں کرتے اور بھونکنے والوں کے شور وغل میں الجھ کر اپنے مشن اور اہداف دینیہ کی تکمیل و تشہیر میں کوتاہی وسست رفتاری کو دخل اندازی کرنے نہیں دیتے، بلکہ وہ خاموشی سے اپنے مقاصد اور شریعت کی تبلیغ واشاعت میں مصروف عمل رہتے ہیں اور یہ کردار حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ادا کرتے رہے اور مخالفین کے طعن وتشنیع اور بے جا اعتراضات کے جوابات آپ کی زبان وقلم کی بجائے عوام وخواص کی اس جم غفیر نے ہی دیدیا جو آپ کے جنازہ میں تھی۔ اور وجہ یہ بھی ہے کہ ہوسکتا ہے علمی جواب مخالفین کے عوام کو سمجھ میں نہ آتا مگر جنازہ میں امڈتا سیلاب کچھ حجت بازی کئے بغیر موافقین ومخالفین ہر دو طبقہ کے عوام و خواص سب پر شیر نیپال کی حقانیت کو واضح کر دیا، جس سے ارادت مندوں، حقیقت پسندوں کے دلوں کو سکون مل گیا اور مخالفین و انصاف کا گلہ گھونٹنے والوں کے دل بریاں ہو گئے۔

پھر فیصل بورڈ کے ارکان حضور محدث کبیر دامت برکاتہم القدسیہ اور خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے تعزیتی کلمات نے اور خود مولانا عبدالمنان کلیمی صاحب کی پلٹ، خاموشی اور شیر نیپال کے

لئے لفظ ”بزرگ“ سے یاد کرنے نے مخالفین کی زبانوں پر تالا لگا دیا اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ اور آپ کے عقیدت مندوں کی حقانیت وصداقت پر مہر لگا دی۔ جبکہ یہی کلیمی صاحب ڈنکے کی چوٹ پر ہر سال علی پٹی ولا دو بیلا کے جلسوں میں شیر نیپال علیہ الرحمہ پر کفر کا آئٹم بم برساتے نہیں تھکتے اور ہر سال بہار سے بورڈ کراس کر کے نیپال کے مسلمانوں میں اختلاف ونفرت کی بیج اپنے چندہ و دھندہ کا بازار چمکانے کے لئے بو کر چلے جاتے۔ ایسے ہی موقع کے لئے حدیث پاک میں ارشاد ہوا" **الاسلام یعلو ولا یعلیٰ**" اور کسی دانا نے سچ کہا ہے کہ ”جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے“۔

میں مضمون ختم کرنے سے قبل حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کا آڈیو والا تعزیتی پیغام اور حضور صدر العلما علامہ احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ کا تعزیت نامہ یہاں ہو بہو ذکر کر رہا ہوں، قارئین اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حق وصداقت اور حقانیت کس کے ساتھ تھی؟ اور مخالفین کی مخالفت و پرچہ بازیوں کی قلعی و پول کھل کر سامنے آجائے گی اور پھر شیر نیپال کی تکفیر کرنے والوں کے غلط ہونے کے لئے کوئی شئی مانع نہیں رہے گی اور اگر وہ لوگ شریعت سے محبت کرنے والے ہوں گے تو اپنے رویوں پر نظر ثانی اور غور وفکر کر کے ضرور رجوع کر لیں گے اور شیر نیپال پر جذبہ انتقام میں لگائے گئے حکم غیر شرعی کو کالعدم قرار دینے میں ایک ذرہ لیت و لعل نہیں کریں گے باقی توفیق تو یہ اللہ رب العزت کے دست کرم میں ہے۔ لیجئے حضور محدث کبیر کا پیغام عام ملاحظہ کیجئے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس حادثۂ فاجعہ کی خبر سن کر کہ حضرت علامہ مولانا جیش محمد صاحب برکاتی علیہ الرحمہ دنیا سے کوچ فرما گئے، مجھے اور میرے تمام متعلقین کو سخت صدمہ اور افسوس ہے مگر حکم الٰہی کے سامنے ہم سب کو اپنے صبر و رضا اور استقامت پر قائم رہنا ضروری ہے۔ اس لئے میں اب یہاں تعزیت کرتے ہوئے بھی کچھ باتیں عرض کروں گا وہ بھی اس لئے کہ کچھ حضرات جھوٹی باتیں ہماری طرف منسوب کرتے ہیں۔ وہ بات یہ ہے کہ حضرت مولانا مفتی جیش محمد صاحب بیشک مسلک اعلیٰ حضرت کے بہت مضبوط داعی اور وہ پوری زندگی مذہب حق اہلسنت والجماعت میں صرف کرتے رہے۔ کچھ مخالفین ان کی مخالفت بھی کرتے تھے مگر اس کی انہوں نے پرواہ نہیں کی، بلکہ مذہب حق کی اشاعت پر وہ جٹے رہے۔

رہ گیا یہ معاملہ کہ حافظ زاہد حسین کے بارے میں جو ہم لوگوں کو دونوں طرف کے لوگوں نے حکم بنایا تھا اس میں کافی جد و جہد کے بعد ہم لوگوں نے جو مسائل سمجھے اس کی رو سے حافظ زاہد حسین کے خلاف ہی فتویٰ نکلا اور اس کو ہم تینوں آدمی یعنی میں، مفتی مطیع الرحمن اور حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی یہ تینوں حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں پہنچ کر اپنے کئے ہوئے فیصلے کو انہیں سنا کر اس سے تصدیق بھی کی، مگر اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہوا کہ مولانا جیش محمد اور ان کے ساتھیوں پر کفر کا فتویٰ صادر ہوتا ہے یا ان کے اوپر کوئی اور شرعی تہمت عائد ہوتی ہے، یہ کہیں بھی اس فتوے میں نہیں ذکر ہے۔ البتہ زاہد حسین کے بارے میں ضرور ذکر تھا کہ وہ متہم ہیں یعنی ان کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟ اس لئے ایک مشتبہ چیز ہے اس لئے ان سے بچنا، ان سے دور رہنا، ان کا عرس منانا یہ

سب ناجائز ہے۔ان سے بچنا ضروری ہے، ان کا عرس منانا یہ ناجائز ہے۔ یہ اس میں تھا خواہ مخواہ ہماری طرف لوگ جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں، اگر ان کے پاس دم خم ہے تو اس طرح کی جھوٹی باتیں پھیلانے کے بجائے وہ لوگ ہمارے فیصلے کو اور حضرت تاج الشریعہ کی تصدیق کو پڑھ کر لوگوں کو سنائیں، یا وہ بعینہ جو فیصلے کی نقلیں میں نے اپنی دستخط سے ان لوگوں کو دیں ہیں ان فیصلوں کی نقلوں ہی کو شائع کردیں تو دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوجائے گا۔

بہر حال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صاحب علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ سے روکنا خود جرم ہے، چاہئے یہ کہ لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں ان کے جنازے میں شرکت ہوں اور تعزیت میں ان کے جملہ پسماندگان کو، متوسلین، مریدین کو اور ان کے تمام تلامذہ کو اور ان کے جملہ متعلقین کو اس میں اپنے غم واندوہ کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ میں بھی آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب کو صبر جمیل، اجر جزیل عطا فرمائے اور مولانا علیہ الرحمہ کو اونچے سے اونچا مقام عطا فرمائے اور ان کی آخرت اور قبر کے معاملے کو بہت خوبصورت رکھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی خدمتوں کی جزائے خیر دے، ان کو مالا مال فرماتا رہے وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وقاسم رزقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

میں ضیاء المصطفیٰ قادری ابن حضرت صدر الشریعہ ساکن گھوسی ضلع مئو یہ اپنا پیغام نشر کررہا ہوں اور میں ان لوگوں میں ایک حکم تھا اور حکم کا قائد بھی تھا جو لوگ کہ حافظ زاہد حسین کے مقدمے کی سماعت کررہے تھے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وقاسم رزقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اور حضرت خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ اپنی تعزیتی تحریر میں لکھتے ہیں:

''شیر نیپال کے نواسے عزیزی مولانا عبد المصطفیٰ مصباحی نے آج ۲۸ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۶ نومبر ۲۰۱۹ء شنبہ کو مجھے خبر دی کہ میرے نانا حضرت شیر نیپال کو ممبئی اسپتال سے ڈس چارج کرکے ایمبولینس کے ذریعہ وطن کو لا رہے تھے اسی دوران کل رات کو تقریباً ساڑھ گیارہ بجے کانپور کے قریب ان کا وصال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جہاں تک مجھے یاد آتا ہے دار العلوم اشرفیہ مبارک پور سے ان کی فراغت شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق نومبر ۱۹۶۶ء میں ہوئی۔ یہ حافظ ملت علیہ الرحمہ کا دور تھا، موصوف اپنی فراغت کے بعد ہی سے سرزمین نیپال پر دین وسنیت کی اشاعت میں سرگرم رہے۔ بہت سے طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور دیگر اداروں میں بھیجتے اور ان کی خبر گیری بھی کرتے رہتے، نیپال میں ان کی خدمات تعلیمی، تقریری، سیاسی، سماجی مختلف انداز کی تھیں، ان کی کوششوں سے نیپال میں اچھے علماء کی ایک ٹیم تیار ہو گئی اور دین وسنیت کا کام وسیع پیمانے پر ہونے لگا۔ موصوف کی خدمات کا دائرہ تقریبا ۵۵ سال کے طویل عرصے کو محیط ہے۔

رب کریم ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے، ان کو رحمت وغفران سے نوازے، ان کے درجات بلند کرے اور ان کے متعلقین ومتوسلین کو دینِ متین کی خدمات حسنہ مقبولہ سے سرفراز فرمائے اور تمام عقیدت مندوں، قرابت داروں خصوصاً اولاد واحفاد کو صبر جمیل واجر

جزیل سے نوازے۔میں سبھی کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہوں اور انہیں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد یاد دلاتا ہوں:

للہ ما أخذ و ما أعطی، وکل شی ءعندہ الی اجل مسمی۔اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا اور جو اس نے دیا۔اور ہر چیز کا اس کے یہاں ایک مقررہ وقت ہے۔صدق رسولنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شریک غم:

محمد احمد مصباحی

نگران المجمع الاسلامی مبارک پور

وناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور۔ضلع اعظم گڑھ۔یو پی، ہند

بلا شبہ آج یہ ثابت ہو گیا کہ لاکھوں مریدوں کے شیخ، ہزاروں علماء کے استاد، کروڑوں سنیوں کے دل کی دھڑکن، وقت کا غزالی، اپنے عہد کا رازی، اپنے زمانے کا عالم ربانی حضور مفتی جیش محمد صدیقی المعروف بہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ان علماء حق میں سے ایک ہیں جنکا قلم باطل کی سرکوبی کے لئے شب روز چلا کرتا تھا، ملحدوں، مرتدوں اور بے دینوں کے لئے جن کا قلم سیف قہاری بن کر چلتا تھا۔آج اپنی آنکھوں کو بند کر کے وہ عظیم رہنما اور روحانی پیشوا ہمیشہ کے لئے اپنے آخری آرام گاہ میں قیام پذیر ہو گیا، ہزاروں آنکھوں نے اشکباری کے ساتھ اپنے اس محسن کو سپرد خاک کیا، جن کی جدائی عشاق کے لئے موت سے کم نہیں۔مولیٰ تعالیٰ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے مزار پر انوار پر شام وسحر، لیل ونہار، ہر آن رحمت ونور کی رم جھم رم جھم بارش نازل فرمائے اور آپ کے فیوض وبرکات سے اہل جہاں کو مستفیض فرمائے۔

جس نے مردہ دلوں کو بھی زندہ کردیا
اس رہنما جیش ملت پہ لاکھوں سلام

شکستہ دل

شہاب الدین حنفی سمرد ہی جلیشو رمہوتری (نیپال)

2019•11•27

نوٹ: حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کے موقع پر جنازہ حضور شیر نیپال میں شرکت کے بعد مذکورہ بالا عنوان کے ساتھ میں نے یہ مضمون لکھا تھا جو سوشل میڈیا پر شائع ہوا اور احباب اہل انصاف نے کافی پسند کیا اور خوب سراہا۔اسی مضمون میں خلیفہ حضور شیر نیپال مفتی محمد عبد السلام امجدی برکاتی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپریل 2023ء میں کچھ ضروری اضافہ کر دیا ہے، امید ہے کہ قارئین اس مضمون کو قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے اور سراہیں گے۔(حنفی)

❀❀❀

شیر نیپال اپنے اخلاق وکردار کے آئینے میں

از: مفتی تنویر عالم برکاتی مصباحی، باسوپٹی (بہار)

بقیۃ السلف عمدۃ الخلف، آبروئے اہل سنت، مخزن علم وحکمت، ناشر دین وملت، پیکر رشد و ہدایت، صاحب کشف و کرامت، پیر طریقت رہبر شریعت شیر نیپال حضرت علامہ ومولانا حافظ الحاظ مفتی شاہ جیش محمد صدیقی برکاتی (رضی اللہ تعالی عنہ) کی بین الاقوامی شخصیت پوری دنیا میں آفتاب نصف النہار کی طرح درخشندہ وتابندہ ہے۔

آپ بیک وقت کئی خوبیوں اوراوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔آپ دور حاضر کے مایہ ناز عالم ربانی، فاضل لاثانی اور عظیم مصنف ومؤلف ومناظر تھے۔ان خوبیوں کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ آپ شریعت مطہرہ کے پابند، تقویٰ وطہارت، حسن و جمال اوراخلاق حسنہ کے پیکر، عارف باللہ اورفنافی الرسول بھی تھے۔

تقویٰ اوراتباع شریعت:

بزرگی کے لیے سب سے اہم معیار تقویٰ اوراتباع شریعت ہے بندۂ مؤمن کے اندر تقویٰ کی حقیقی صفات کا پایا جانا اس کے تقرب الی اللہ ہونے کی روشن دلیل ہے، کیونکہ حقیقی تقویٰ کے ذریعہ بندۂ مؤمن کوروحانی غذا حاصل ہوتی ہے۔قلبی سکون میسر ہوتا ہے اور بے چینی کا خاتمہ ہوجاتا ہے اورروحانی عروج وارتقا کوسربندی نصیب ہوتی ہے پھر بندۂ مومن اس مرتبۂ کمال پر فائز ہو جاتا ہے جسے اہل دل مرتبۂ ولایت سے تعبیر کرتے ہیں۔

بحمدہ تعالیٰ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ذات گرامی میں تقویٰ کی جو حقیقی صفات ہیں وہ بدرجۂ اتم موجود تھیں۔آپ نے اتباع شریعت اورتقویٰ وپرہیز گاری کو اپنے لیے لازم کرلیا تھا تو پروردگار کا آپ پروہ خاص فضل واحسان ہوا کہ آج آپ کی ذات بابرکات عالم اسلام کے لیے مینارۂ رشد وہدایت بن گئ اور پوری دنیائے سنیت آپ کے فیضان علم سے سیراب ہورہی ہے۔

حسن اخلاق:

آپ جہاں علم وعمل کے بحر بیکراں تھے وہیں حسن سیرت اوراخلاق حسنہ کے منصب اعلیٰ پر فائز تھے۔آپ ایسے خلیق تھے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ سے ملاقات کے بعد متأثر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور بار بار آپ سے ملاقات کے خواہش مند رہتے۔ انہیں حسن سیرت اوراخلاق حسنہ کی صفات سے متصف ہونے کے بعد انسان مرتبۂ عظمیٰ پر فائز ہوتا ہے۔اور یہ دونوں صفتیں آپ کی ذات میں بدرجۂ اتم موجود تھیں آپ سب کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے۔آپ کے نزدیک ہر خاص وعام، امیر وغریب، چھوٹا اور بڑا سب یکساں تھا۔آپ غریبوں اورمسکینوں سے محبت فرماتے اورسادگی کو پسند کرتے، بچوں سے بہت محبت کرتے۔طلبہ

مدارس پر خصوصی شفقت فرماتے۔ جب بھی دار العلوم حنفیہ منظر اسلام (باسوپٹی، مدھوبنی) میں تشریف لاتے تو پورے باسوپٹی کے عوام اور خواص جمع ہوجاتے لیکن سب سے پہلے طلبہ کو ملاقات کا موقع فراہم کرتے اور انہیں دعاؤں سے نوازتے۔ نماز، روزہ اور پابندیٔ شریعت کی تاکید فرماتے آپ کبھی کسی پر غصہ نہیں ہوتے، مگر جب کسی کو خلاف شرع کام کرتے دیکھتے تو غضبناک ہوجاتے لیکن پھر بھی پیار محبت سے سمجھا کر اس کی اصلاح فرمادیتے۔ ہنس مکھ خوش مزاج، سلیم الطبع، ملنسار، کم سخن اور اکثر ذکر خدا و رسول کرنے والے تھے۔ یہی وجہ ہیکہ جہاں گئے لوگ آپ کے گرویدہ ہوتے گئے۔ گویا کہ آپ نے اسوۂ رسالت مآب ﷺ کو اپنے لئے نمونۂ عمل بنالیا تھا۔

مناظرہ:

احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے آپ نے امامت وخطابت تقریر وتدریس اور تبلیغ واشاعت کے علاوہ مناظرہ جیسے اہم اور مشکل ترین فن کا استعمال فرمایا، ایک کامیاب مناظر کیلئے جتنے علوم وفنون اور دیگر اوصاف وشرائط کا حامل ہونا چاہئے ان سب کے آپ جامع تھے۔ آپ نے جنکپور نیپال سے باسوپٹی ضلع مدھوبنی اور سومیرا مظفرپور کے علاوہ کئی مناظرے کئے جن میں باغیوں کو شکست فاش ہوئی اور سنیوں کو فتح ونصرت ملی اور بے شمار وہابیہ ودیابنہ اور بدعقیدہ مسلمان اپنے عقائد ونظریات سے تائب ہوکر اہلسنت وجماعت (مسلک اعلیٰ حضرت) کے پیروکار ہوگئے۔ ان میں مناظرہ باسوپٹی ضلع مدھوبنی بہار کو اپنی نوعیت وفتح وغلبہ کے اعتبار سے ایک اہم مقام حاصل ہے۔

مورخہ ۲۵ ذی الحجہ ۹۲ ۱۳ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۷۳ء کو باسوپٹی ضلع مدھوبنی میں سنی اور وہابی کے درمیان ایک تاریخی مناظرہ ہوا جس میں اہل سنت وجماعت کے تقریباً سو علمائے کرام موجود تھے چند علمائے کرام کے اسماء یہ ہیں۔ امین شریعت علامہ مفتی رفاقت حسین مفتی اعظم کانپور۔ شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی۔ بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی، شیر بہار علامہ مفتی محمد اسلم رضوی۔ علامہ مفتی محبوب رضا روشن القادری علیہ الرحمہ وغیرہم۔ اس مناظرہ میں بحیثیت مناظر حضور شیر نیپال منتخب ہوئے، وہابی جماعت کی جانب سے بحیثیت مناظر مولوی عین الحق بلکٹوی مدھوبنی منتخب ہوئے۔ اس مناظرہ کا عنوان تھا ''میلاد النبی ﷺ میں سلام وقیام''۔ مسلمانان باسوپٹی ومضافات کے ذی علم، ذی شعور حضرات چشم دید گواہ ہے کہ مقررہ تاریخ پر دار العلوم حنفیہ منظر اسلام کے پیچھے مغربی جانب باغیچہ میں دو اسٹیج تیار کئے گئے تھے، وقت مقررہ پر حضور شیر نیپال بنفس نفیس اور دیگر علمائے اہلسنت میدان مناظرہ میں تشریف لاکر مخالفین کو للکارتے رہے، جھنجھورتے رہے عار دلاتے زجر فرماتے رہے ؎

سگ ہوں میں عبید رضوی غوث ورضا کا
آگے سے میرے بھاگتے ہیں شیر ببر بھی

لیکن پوری جماعت وہابیہ دیابنہ کی جانب سے کوئی بھی مولوی میدان مقابلہ میں نہ آسکا۔ اس موقع پر مسلمانان باسوپٹی نے دل کھول کر اپنے جان ومال کی قربانیاں پیش کیں اور دوسرے ہی دن اسی اسٹیج پر جلسہ کرکے جشن فتح منایا اور فتح ونصرت کے بعد

تمام علمائے اہلسنت نے آپ کو شیر نیپال کے خطاب سے نوازا، اور آپ اسی خطاب کے ذریعہ پوری دنیا میں متعارف ہوئے۔اسی موقع پر عوام اہلسنت کی خیر خواہی اور ایمان وعقیدہ کی پختگی کے لئے علمائے اہلسنت کے مقدس ہاتھوں سے دار العلوم حنفیہ منظر اسلام، باسوپٹی بازار کی بنیاد پڑی الحمدللہ آج تک یہ ادارہ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں مصروف ہے۔

تصلب فی الدین:

اس دور پرفتن میں جب کہ ایمان وعقیدہ کو بچانا بہت مشکل ہوگیا ہے آپ نے دعوت وتبلیغ وحق گوئی و بیباکی میں وہی کارنامہ انجام دیا ہے جو ہمارے اسلاف کرام کی زندگی میں نظر آتی ہے۔آپ نے ہمیشہ یہی کہا چاہے کوئی کہیں کا ہو کسی خاندان سے تعلق رکھتا ہو کتنا ہی پاورفُل ہو اگر وہ شرع کا وفادار نہیں تو ہمارا یا ہمارے سلسلہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔شہرت کے طلبگار، مطلب کے یار، دولت کے پیروکار، نام ونمود کے شکار لوگوں نے ہمیشہ اس بات کی کوشش کی ہے شیر نیپال علیہ الرحمہ بزرگوں کے مسلک سے منحرف ہوجائیں اوران لوگوں کی حمایت میں فتاویٰ دے دیں لیکن ایسا کبھی بھی نہیں ہوا بلکہ اس پیکر ورشد وہدایت نے ہمیشہ وہی کہا، وہی لکھا جو شریعت کا حکم تھا۔چھوٹی سے چھوٹی سنت پر عمل کی دعوت اور چھوٹی سے چھوٹی غلطی پر اپنے مریدین و معتقدین کی اصلاح آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

اللہ تعالی کا کرم ہے کہ ہندو نیپال اور بیرونی ممالک میں آپ کے مریدین ومعتقدین اور متوسلین لاکھوں کی تعداد میں آپ کے فیض وبرکات سے مستفیض ومستنیر ہورہے ہیں اوران شاءاللہ قیامت تک ہوتے رہیں گے۔

محمد تنویر عالم برکاتی مصباحی غفرلہ

خادم دار العلوم حنفیہ منظر اسلام

باسوپٹی، مدھوبنی (بہار)

فتاویٰ برکات ایک تجزیاتی مطالعہ

مقالہ نگار: مفتی محمد صدام حسین قادری امجدی رضوی، ہتی سروا مجرا، ضلع مہوتری (نیپال)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ وکفٰی سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی امابعد!

انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے اپنے منتخب اولوالعزم بندوں کو مامور کرنا سنت الٰہیہ رہی ہے، معاشرے سے لادینیت ،بدمذہبیت، ناخدا پرستی ، بے رحمی، مکاری وعیاری، غرور وکبر، ظلم وجبر، نخوت وبغاوت غرض ہر قسم کی فکری وعملی ،سماجی واخلاقی ،تمدنی ومعاشی اورسیاسی برائیوں کے سدباب کے لیے اللہ رحمن ورحیم نے اپنے مخصوص بندوں کو مبعوث فرمایا، جنہوں نے اپنے کردار وعمل اور خلوص ووفا کے ذریعے انسانی اقدار کے احیا کا فریضہ انجام دیا، جن نالۂ نیم شبی اور سوز دردوں نے بڑے بڑے عالمی وروحانی انقلاب برپا کیے جنہوں نے شعور بندگی بخشا، وقار آدمیت سے روشناس کرایا، سجدوں کو آوارگی سے، پیشانیوں کو رسوائی سے بچایا، دلوں کو آلودگی سے پاک کیا اور ایسا چمکایا کہ روشن ضمیر کردیا۔ افکار کو مہکایا اور کردار کو چمکایا، اس سلسلۂ رشد وہدایت کی سب سے منور ومقدس کڑی انبیائے کرام کی مبارک جماعت ہے۔ حضور خاتم النبین ، مصطفی جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت مقدسہ کے ساتھ انبیا کی آمد کا سلسلہ بند ہوگیا۔

اب یہ اہم فریضہ نائبین انبیائے کرام علیہم السلام (صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اولیا، صوفیا، علما وصلحا) من جانب اللہ انجام دیتے ہیں ، ان ہی نائبین انبیا میں ایک چمکتا اور مہکتا نام ''ضیغم رضویت ، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، قاطع شرک وبدعت، مناظر اہلسنت، پیر طریقت ،رہبر شریعت ،رہنمائے قوم وملت، مفتی اعظم نیپال، محدث اعظم نیپال، فقیہ اعظم نیپال، قاضیٔ اعظم نیپال، تاجدار اعظم نیپال، خلیفہ حضور سید العلما وحضور احسن العلما وحضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ الحافظ والقاری جیش محمد صدیقی برکاتی نوری رضوی، المعروف بہ حضور شیر نیپال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، بانی خانقاہ برکات لہنہ شریف ،جنکپور نیپال'' کا ہے۔

جو میدان درس وتدریس کے شہسوار تھے اور جلسہ واجتماعات کے خطابت کے تاجدار تھے ۔ جو مدرس تھے ،مقرر تھے، مناظر تھے ، مصنف تھے، مولف تھے ، مدبر تھے محقق تھے ، فصیح تھے ،بلیغ تھے ،نکتہ داں تھے ،نکتہ نواز تھے، نکتہ مزاج تھے اور نکتہ شناس تھے۔

حضور شیر نیپال نور اللہ مرقدہ نے ہر میدان میں کارہائے نمایاں انجام دی ہیں جو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیے جائیں گے اور آپ کا سب سے اہم کام ماہر علما، فضلا، نقبا، خطبا، نظما، شعرا، فقہا، قضاۃ، مدرسین، مناظرین، محدثین کی ٹیم تیار کرنا تھا ان کے علاوہ کثرت مشاغل کے باوجود آپ نے فتویٰ نویسی جیسے امور کو بھی ملک نیپال میں بحسن خوبی سرانجام دیے ہیں جب کہ یہ ایک ایسا مشکل فن ہے جس کے تعلق سے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ’’مفتی کو بیدار مغز، ہوشیار ہونا چاہیے، غفلت برتنا اس کے لیے درست نہیں کیونکہ اس زمانے میں اکثر حیلہ سازی اور ترکیبوں سے واقعات کی صورت بدل کر فتویٰ حاصل کر لیتے ہیں اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ فلاں مفتی نے مجھے فتویٰ دے دیا ہے، محض فتویٰ ہاتھ میں ہونا ہی اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں، بلکہ مخالف پر اس کی وجہ سے غالب آجاتے ہیں، اس کو کون دیکھے کہ واقعہ کیا تھا اس نے سوال میں کیا ظاہر کیا‘‘۔(۱)

’’مفتی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ بردبار، خوش خلق، ہنس مکھ ہو، نرمی کے ساتھ بات کرے، غلطی ہو جائے تو واپس لے، اپنی غلطی سے رجوع کرنے میں کبھی دریغ نہ کرے، یہ نہ سمجھے کہ مجھے لوگ کیا کہیں گے کہ غلط فتوی دے کے رجوع نہ کرنا حیا سے ہو یا تکبر سے بہر حال حرام ہے۔‘‘(۲)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ’’مفتی کے لیے یہ امر بھی لازم ہے کہ جامع شرائط ماہر مفتی کی شب و روز حاضرہ کر افتا کی تربیت حاصل کرے، جد وجہد کا خوگر بنے، او ر کثرت مشق ومزاولت سے خود درج بالا امور کا ماہر ہو جائے۔

جو عالم دین ان اوصاف وشرائط کا جامع ہو وہی نقل فتویٰ کا اہل ہے اور وہی قابل اعتماد ولائق استناد مفتی ناقل ہے اواس کے فتاویٰ اس کے نیچے درجے کے علما کے لیے حجت اور واجب العمل ہے۔

یہاں تک کہ افتا کے لیے مفتی کا اجتہاد کی ایک گونہ صلاحیت سے متصف ہونا لازمی ہے۔ اس لیے یہ کام تمام دینی خدمات میں بہت زیادہ دشوار ہے۔ ترتیب یوں ہے کہ ان سب سے زیادہ ہے تقریر۔ اس سے مشکل ہے تدریس اور تدریس سے مشکل ہے تصنیف وتالیف۔ اور اس سے بھی مشکل ہے افتا۔ کیوں کہ فتوی معلوم کرنے والے عبادات اور معاملات وغیرہ بہت سے نو پید امور سے متعلق بھی ہر طرح کے سوالات کرتے رہتے ہیں اور مفتی کو ان کے جوابات دینے پڑتے ہیں اسی لیے اس میں بیدار مغزی، ذہانت وفطانت، معاملہ فہمی اور تبحر علمی کے ساتھ ایک طرح کی قوت اجتہاد بھی ضروری ہے۔

شارح بخاری فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ’’فتوی دینا ساری دینی خدمات میں سب سے اہم، سب سے مشکل، اور سب سے پیچیدہ کام ہے۔ اور ایسا کام جس کی کوئی انتہا نہیں۔ فقہائے کرام اگرچہ ہم پر احسان فرماتے ہوئے لاکھوں جزئیات کی تصریح فرمادی پھر بھی حوادث محدود نہیں۔ آئے دن سینکڑوں واقعات ایسے ہوتے

رہتے ہیں کہ جن کے بارے میں کوئی جزئیہ کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ ایک فقیہ اپنی بالغ نظری، نکتہ سنجی، دقیقہ بینی کی بدولت تائید ایزدی صحیح حکم اخذ کرلیتا ہے، مگر یہ کام کتنا مشکل ہے اسے بتایا نہیں جاسکتا۔ جس کے سر پڑتی ہے وہی جانتا ہے''

لیکن آج کل لوگ اس فن کو بہت آسان سمجھنے لگے ہیں کہ ہر مدرسے والے دارالافتا کا بورڈ لگا کر کسی کو مفتی بنا کے بیٹھائے ہوئے ہیں جن میں سے اکثر کے فتاوے دیکھ کر بیحد افسوس ہوتا ہے کہ وہ غلط فتاوے لکھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں اور آسمان وزمین کے ملائکہ کی لعنت کے مستحق ہوتے ہیں۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: ''عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: مَنْ اَفْتٰى بِغَيْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ''

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا آسمان وزمین کے فرشتوں نے اس پر لعنت کی۔ (۳)

عالم اور خود مدرسہ والے یہ سمجھتے ہیں کہ درس نظامیہ کا ہر وہ فارغ التحصیل جس کی کچھ صلاحیت ہو وہ فتوی دے سکتا ہے حالاں کہ درسی کتابیں پڑھنے سے علم الفتوی حاصل نہیں ہوتا مگر جس پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوجائے۔ (۴)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ''آج کل درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازہ میں داخل نہیں ہوتا''۔ (۵)

علم الفتویٰ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا جب تک مدتہا طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو''۔ (۶)

کیونکہ افتا کا کام حد درجہ مشکل ہے۔ اور توفیق الٰہی شامل حال نہ ہو تو صلاحیت اور محض کتابوں کے مطالعہ سے کام صحیح طور پر ہو ہی نہیں سکتا۔ ماضی قریب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ کو فضل الٰہی سے ایسا تفقہ فی الدین حاصل تھا کہ جس موضوع پر قلم اٹھایا اس کو تشنہ نہیں چھوڑا جوان کی کتابوں خصوصاً ''فتاوی رضویہ'' کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ جنہوں نے محض اپنے علم وعقل پہ بھروسا کیا اور توفیق ربانی نے ان کا ساتھ نہیں دیا انہوں نے افتا کے کام میں قدم قدم پر ٹھوکر کھائی ہے۔ حالاں کہ دنیا انہیں متاع العالم، شیخ العالم اور حکیم الامت کی لقب سے یاد کرتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علما میں اکثر حضرات اس خدمت سے گھبراتے ہیں اور طلبہ بالعموم اس کی کوئی رغبت نہیں کرتے اس کار اہم کی انجام دہی کے لیے علوم اسلامیہ کے تمام ہی شعبوں پر مہارت ومزاولت کی ضرورت ہوتی ہے بالخصوص تفسیر وحدیث پر مکمل عبور کے ساتھ اصول فقہ اور جزئیات فقہیہ کا استحضار بھی لازمی ہے اور کسی ماہر مفتی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے بغیر تو مفتی بننا تقریباً ناممکن ہے ہاں مگر یہ کہ اللہ عالی اپنے خصوصی فضل سے کسی کو تفقہ وحکمت کی دولت اور فتاویٰ نویسی کی بصیرت عطا فرما دیتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں

ہے۔ ”مَنْ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیرًا یُّفَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ“ اللہ تعالیٰ جس کے لیے بھلائی چاہتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے۔(۷)

یوں تو ہر عالم دین کو فقیہ کہا جا سکتا ہے مگر مفتی وہی ہوتا ہے جو فقیہ کامل ہو اور اصول فروع پر اس کی نظر حاوی ہو اس خصوص میں حضور شیر نیپال نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی بھی منفرد و ممتاز ہے کہ آپ نے کسی مفتی کے سامنے بضابطہ فتویٰ نویسی سیکھی نہیں محض اپنی علمی صلاحیتوں اور کوششوں سے فتویٰ نویسی پر عبور حاصل کر لیا ہاں اپنے بعض معاصرین و اکابر سے وقتاً فوقتاً استصواب و استفادہ ضرور کیا ہے۔

ملک نیپال کے آپ واحد مرجع فتاویٰ، جید مفتی ہیں جن کو نہ صرف روح فتویٰ نویسی کا مکمل ادراک ہے بلکہ فقہ کے غامض مسائل اور جزئیات پر عبور حاصل ہے اور ملک کے صف اول کے مفتیان کرام میں آپ کا شمار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی شہرت ملک کی سرحد پار کر گئی ہے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ ان ساری اوصاف جلیلہ و محاسن حمیدہ، خصائل جمیلہ سے متصف و مزین ہو کر جو نادر و نایاب فتاویٰ تحریر فرمائیں ہیں۔ جنھیں دنیائے اسلام ”المواھب الالٰھیہ فی الفتاوی البرکاتیہ“ المعروف بہ ”فتاویٰ برکات شریف“ کے نام نامی اسم گرامی سے جانتی پہچانتی اور مانتی ہے۔

جو اہل علم خصوصاً ارباب افتا کے لیے ایک عظیم علمی و فقہی سرمایہ ہے، جو آیت قرآنیہ، احادیث کریمہ، قواعد و اصول اور فقہائے احناف کے محقق، مرجح، موثق اور مختار و مفتیٰ بہ اقوال و ارشادات سے مزین ہے۔ دلائل و ابحاث اور ندرت استدلال و حسن استنباط کے لحاظ سے ایک عظیم ذخیرہ ہے۔

”فتاویٰ برکات مکمل“ کی چند نمایاں خصوصیات یہ ہیں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کے فتویٰ نویسی کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ حتی الامکان جواب لکھتے وقت کتاب وسنت اور اقوال ائمہ کو بطور سند پیش کرتے ہیں صرف بیان حکم پر اکتفا نہیں فرماتے۔ اگر چہ مفتی کی ذمہ داری تو اس قدر ہے کہ حکم شرع بیان کر دے آگے سائل کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ عالم شرع کے حکم پر عمل پیرا ہو یا شیطان کے کسی وسوسہ پر عمل کرتے ہوئے مسترد کر دے اور اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے چنانچہ آج کل بہت دیکھا جاتا ہے کہ منشا کے مطابق اور فائدے کے موافق ہوا تو مانا ورنہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ مگر حضور شیر نیپال قدس سرہ۔ عوام کو حتی الامکان مطمئن کرنے کے غرض سے بیان حکم کے ساتھ دلائل شرع بھی پیش کرتے ہیں کہ شاید سائل کو دلائل کا وزن محسوس ہو اور انکار کی جرأت نہ کرے ہاں جو پورے ہی دین سے کورے اور حیا کے دشمن ہیں ان کو مطمئن کرنے کے لیے دفتر کے دفتر بیکار ہیں۔

(۲) زبان نہایت سہل اور آسان استعمال کی گئی ہے کہ عام اردو داں حضرات بھی پورا پورا استفادہ کر سکیں۔

(۳) عام فہم انداز ہوتے ہوئے بھی علمی و تحقیقی مواد سے صرف نظر نہیں کیا گیا ہے۔

(۴) بالعموم جوابات کے ساتھ شرعی دلائل مع حوالہ درج ہیں۔اور صفحات وجلد کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔

(۵) اکثر مقامات پر فتاویٰ رضویہ شریف اور بہار شریعت سے استفادہ کیا گیا ہے۔

(۶) جدید مسائل پر بھی نہایت محققانہ انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۷) مختلف فیہ مسائل پر بھی نہایت سنجیدگی سے قلم اٹھایا گیا ہے۔اور تہذیب کے دامن کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ کٹر سے کٹر مخالف بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

(۸) دیگر فقہی کتب کی طرح آیات اوراحادیث کے حوالے بھی مکمل دیئے گئے ہیں مراجعت میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔

(۹) حضرت ممدوح گرامی،مرشد اجازت نے اپنے فتاویٰ میں جہاں ضرورت محسوس کی وہاں مبلغانہ انداز بھی اختیار کیا ہے ۔جب کہ مفتی کی ذمہ داری صرف نفس سوال کا جواب ہی دینا ہے۔لیکن آج کے حالات چونکہ اس کے متقاضی ہیں کہ عوام کو حسب موقع تنبیہ وتبلیغ بھی کی جائے اس لیے حضرت والا نے جگہ جگہ اس رنگ کو اختیار کیا ہے۔

(۱۰) اورایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ ’’فتاویٰ برکات‘‘ پر پیران طریقت،مفتیان کرام،علماے اسلام قیمتی تاثرات بھی ثبت فرمائے ہیں،جن سے کتاب کی افادیت واہمیت کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔افادہ عامہ کے لیے بالترتیب باختصار مندرج ہیں:ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

’’کثرت اسفار ودگر مصروفیات کے باعث میں اس کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کر سکا،کہیں کہیں سے چند مسائل سنے انھیں صحیح پایا‘‘۔(۸)

(۲) پیر طریقت حضور منانی میاں مدظلہ العالی نے کتاب مذکور میں ڈھیر ساری دعائیں عطا کی ہیں۔(۹)

(۳) حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن رضوی بریلی شریف فرماتے ہیں:

’’نیپال اور بیرون نیپال سے آمدہ مسائل کے تحقیقی جوابات کا یہ دوسرا مجموعہ ہے۔ازیں قبل فتاویٰ برکات کے نام سے پہلی جلد زیور طبع سے آراستہ ہوکر مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔قلت فرصت کے سبب پورے مجموعہ کا مطالعہ کرنے سے قاصر رہا۔تاہم جابجا سے کچھ مسائل دیکھے اور کچھ حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ کو سنانے کا اتفاق ہوا۔جواب نہایت تحقیقی اور فقہ کی نکتہ آفرینیوں پر مشتمل ہے‘‘۔(۱۰)

(۴) قاضی القضاۃ مفتی فضل کریم علیہ الرحمہ،ادارہ شرعیہ پٹنہ فرماتے ہیں:

’’کثرت کار وہجوم افکار نے مولانا کے پورے فتاویٰ کو بالاستیعاب دیکھنے کا موقع نہ دیا پھر بھی کچھ جوابات کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ مولانا موصوف نے جو کچھ لکھا ہے اس میں کتاب وسنت واقوال ائمہ عظام وفقہائے کرام سے دلائل پیش کرنے کی کامیاب سعی فرمائی ہے۔آپ نے مسائل متنازعہ فیہ کو دلائل لامعہ وبراہین قاطعہ کے ساتھ نہایت ہی سادہ وعام فہم زبان میں

تحریر فرمایا ہے جو لائق مطالعہ ہونے کے ساتھ قابل عمل بھی ہے‘‘۔(۱۱)

(۵) حضرت علامہ تحسین رضا علیہ الرحمہ بریلی شریف فرماتے ہیں:

’’مجموعہ فتاویٰ میں سے بعض فتاویٰ نظر سے گزرے جن سے مولانا کی فقاہت ان کی علمیت اور بہترین طرز استدلال کا اندازہ ہوا امید ہے کہ یہ فتاویٰ طبع ہونے کے بعد عوام وخواص کے لیے مشعل راہ ثابت ہوں گے‘‘۔(۱۲)

(۶) حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی روناہی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

’’کتاب مستطاب فتاویٰ برکات چیدہ چیدہ جگہوں سے مطالعہ کیا کتاب بہت ہی اہم اور معیاری ہے مولانا موصوف کی تبحر علمی پر دال ہے مولانا موصوف کو میں زمانے سے جانتا ہوں۔ان کی علمی صلاحیتوں کی کتاب آئینہ دار ہے کتاب کے بارے میں کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دیکھانے کے مترادف ہے‘‘۔(۱۳)

(۷) حضرت علامہ مفتی حسن رضا صاحب ادارہ شرعیہ مہاراشٹر فرماتے ہیں:

’’فتاویٰ برکات کی جلد اول مطالعہ میں آئی بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس کو صحیح ورجیح مسائل پر مشتمل پایا۔ اکثر فتاویٰ آیات واحادیث اور اقوال فقہا ومفسرین سے مدلل ومبرہن ہیں۔بعض اپنے موضوع پر ایک مستقل مقالہ ورسالہ کی حیثیت رکھتا ہے‘‘۔(۱۴)

(۸) اور زیادہ ’’فتاویٰ برکات‘‘ کی افادیت وہ اہمیت کا اندازہ لگانے کے لیے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے استاذ مکرم حضرت علامہ سید محمد عارف حسین رضوی صاحب قبلہ کا گراں قدر تاثر ملاحظہ فرمائیں!

’’کتاب مستطاب بے مثل ولا جواب المعروف بہ فتاویٰ برکات جو علوم شرعیہ کے بحر ذخار افتا وتدریس کے میدان میں بہترین شہسوار صوفی باکمال عالم بے مثال قاضی نیپال حضرت علامہ مولانا مفتی وقاضی نیپال محترم ومکرم مولانا مفتی جیش محمد صاحب صدیقی برکاتی مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور دھام نیپال کہ فتاویٰ کا مجموعہ ہے،اس فقیر قادری کے مطالعہ میں رہی اور ہے نیز قادری رضوی نے اس مدت میں پوری کوشش کی کہ کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کر لے مگر تادم تحریر اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ البتہ بیشتر حصہ نظر نواز ہوا۔کتاب اپنی زبان وبیان کے اعتبار سے تمام مسلمانوں کے لیے ایک بیش بہا دینی معلومات کا خزانہ ہے۔ایسے ضروری اور روزمرہ پیش آنے والے سوالات کے جوابات ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان کے لیے بے حد ضروری ہے۔میری معلومات کے اعتبار سے کتاب اس قدر معیاری اور وقیع ہے کہ اس زمانہ میں اتنی بلند پایہ تحقیق سے مبرہن کتابیں بہت ہی کم دکھتی ہیں۔حضرت مولانا موصوف نے ہر ہر مسئلہ پر اس قدر ذمہ دارانہ انداز میں قلم اٹھایا ہے کہ بعض بعض مقامات پر تو بے ساختہ دل سے صدائے داد وتحسین نکل پڑی۔اہم مسائل کی تحقیق میں آپ نے دلائل لانے میں اپنے اسلاف بالخصوص سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام اہل سنت رحمۃ اللہ

علیہ کی تحقیق کو بنیاد قرار دے کر استدلال میں جو ندرت اور دلائل کی کثرت فرمائی ہے وہ حضرت ممدوح کا اپنا حصہ اور آپ کی عبقریت کی دلیل ہے۔ساتھ ہی جوابات میں ہر مسئلہ پر عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے سائل نے سوال میں جس چیز کو چھوڑ دیا ہے مولانا نے اسے بھی جامہ تکمیل عطا فرمایا ہے‘‘۔(۱۵)

آپ کے شاگرد و مرید و خلیفہ رئیس التحریر حضرت علامہ مفتی عبدالسلام برکاتی امجدی صاحب دام فیوضھم رقمطراز ہیں!

’’آپ کا یہ مجموعہ فتاویٰ نہایت مستند و معتمد اور آپ کی وسعت علم، وقت نظر، تعمق فکر و تدبر اور فقہی جزئیات کے استحضار کا واضح ثبوت ہے۔فتاویٰ نویسی کے لیے بنیادی طور پر جن شرائط و امور اور اہم باتوں کا جامع ہونا ضروری ہے وہ تمام اہم چیزیں آپ کے اندر موجود ہیں اور کار فتویٰ کا جن چیزوں سے آراستہ ہونا ضروری ہے ان سب کی جھلکیاں آپ کے ان فتوؤں میں پائی جاتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ عوام تو عوام خاص اور اخص الخواص بھی اہم دینی اور اپنے الجھے ہوئے مسائل کی گتھیاں سلجھواتے ہیں۔یہ دونوں حصے بے حد مقبول ہیں اور اب تک کئی ہزار تعداد میں چھپ چکے ہیں، جب کہ بعض کتب خانہ بغیر اجازت مصنف چھپوا کر فروخت کر رہے ہیں‘‘۔(۱۶)

اس حصہ (دوم) میں تین مسائل بہت ہی تفصیلی اور دلائل و براہین سے آراستہ ہیں۔اور نفس مسائل کی وضاحت و ثبوت میں ایسی جامع تحقیق ہے کہ مخالف کو بھی اعتراف کرنا پڑے گا کہ اہلسنت و جماعت کا کوئی بھی موقف قرآن و سنت اور اجماع امت کے خلاف نہیں ہے (۱) بیس رکعت تراویح (۲) دیہات میں جمعہ کے بعد ظہر (۳) قرأت خلف الامام۔یہ تینوں مستقل رسالہ بھی ہیں۔(۱۷)

(۱۱) فتاویٰ برکات کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اکثر فتاویٰ حضور شمس الاولیا کی نظروں سے گذرے ہیں اور آپ نے تصدیق بھی کی ہے۔یوں تو حضور شمس الاولیا حضور شیر نیپال سے بہت محبت فرماتے تھے اور آپ کو صاحب فتاویٰ حضور شیر نیپال کی جودت تحقیق پر اور مہارت فقہ و فتاویٰ پر کافی وشافی اور کامل اعتماد تھا۔اور آپ کے حسن کردار، عفت و پاکیزگی، کمال علم و ہنر اور مراتب روحانیہ پر فائز ہونے کا اعتراف تھا۔آپ کو یقین تھا کہ نیپال میں اگر شریعت وطریقت کا کوئی جامع شخص ہے تو شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی دامن برکاتہم القدسیہ ہی کی ذات ہے۔یہی وجہ ہے کہ شریعت وطریقت کے علم سے آراستہ ہونے کے لیے آپ نے اپنے صاحبزادہ حضرت مولانا حافظ غلام جیلانی صاحب کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔(۱۸)

(۱۲) اب فتاویٰ برکات حصہ اول‘‘ کی کچھ تفصیلات ملاحظہ فرما کر سمجھنے کی کوشش کریں کہ حضور شیر نیپال نور اللہ مرقدہ کو علم فقہ واصول فقہ پر کیسی مہارت وصلاحیت حاصل تھی۔

(۱)’’فتاویٰ برکات حصہ اول‘‘ مطبوعہ ۱۴۲۹ھ صفحات ۱۸۶؍ پر مشتمل ہے۔

جس میں ۹۹؍ سوالات کے تحقیقی جوابات ہیں۔جس میں مسائل واحکام کو مستخرج و مستنبط اور اور اظہار و اثبات کے لیے قرآنی آیات کریمہ ۴۸؍ ہیں۔اور احادیث مبارکہ و روایات صحیحہ ۸۶؍ ہیں۔اور’’کتب تفاسیر‘‘ سے ۱۷؍’’فتاویٰ رضویہ شریف‘‘ سے

۴۳؍ ’’حسام الحرمین‘‘ سے ۶؍ ’’احکام شریعت‘‘ سے ۷؍ ’’ملفوظات اعلیٰ حضرت‘‘ سے ۲؍ ’’فتاویٰ مصطفویہ‘‘ سے ۳؍اور ’’بہار شریعت ‘‘ سے ۱۲؍ ’’فتاویٰ عالمگیری‘‘ سے ۲۵؍ ’’ردالمحتار و درمختار‘‘ سے ۳۵؍ ’’ہدایہ‘‘ سے ۲۱؍ ’’فتح القدیر‘‘ سے ۱۵؍ ’’بدائع الصنائع‘‘ سے ۱۹؍جزئیات وحوالہ جات مرقوم ہیں۔ان کے علاوہ پچاسوں کتابوں کے حوالہ جات درج ہیں۔جیسا کہ فتاویٰ برکات حصہ اول کے مصادر ومراجع درج ذیل سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جوابات کے مصادر ومراجع یہ ہیں:

’’القرآن العظیم،صحیح بخاری شریف،ابوداؤد شریف،مؤطا امام محمد،ہدایہ،والعنایہ،ولکنایہ،تواریخ حبیب الٰہ،فتح القدیر،فتاویٰ ظہیریہ،خصائل الکبریٰ،شرح دلائل الخیرات،بدائع الصنائع،احمد،ہندیہ،خزائن،رزین،اگروید،یجروید،سام وید،اتھر وید،رامائن گیتا،الباری،شرح وقایہ،کنزالدقائق،وقایہ،قدوری،نوریالایضاح،منیۃ المصلی،شرح تنویالابصار،حسام الحرمین،خزان العرفان،احکام شریعت،بہارشریعت،حفظ الایمان،تحذیرالناس،براہین القاطعہ الغرر،ملتقی الابحر،مجمع الانھر،النقایۃ البرجندی،ظھیریہ،طریقۃ المحمودیہ،الحدیقۃ الندویہ،مالضہ،درمختار،الازالۃ لاوہام،فتاویٰ رضویہ،مشکوٰۃ شریف،عالمگیری،مسلم شریف،ترمذی شریف،فتاویٰ عبدالحی،فتاویٰ امجدیہ،شرح الطحطاوی،صاوی شریف،جلالین شریف،تفسیر خازن،روح البیان،مدارک،موطا امام محمد،فتاویٰ مصفطویہ،کبیر،ابن ماجہ،بیضاوی شریف،تفسیر نعیمی،المفوظ،دارمی شریف،ترتیب الشرائع،عمدۃ القاری،نوادر،غنیّۃ،مجتبیٰ،الحاوی،مراقی الفلاح،قشیری،نسائی شریف،صحیح البھاری،ابن حجر عسقلانی،فیوض الباری،مالابدمنہ۔

(۲) ’’فتاویٰ برکات حصہ دوم‘‘ مطبوعہ ۱۴۳۰ھ،صفحات ۲۳۶؍پر مشتمل ہے۔

جس میں ۱۵۳؍سوالات کے تحقیقی جوابات ہیں۔جس میں مسائل واحکام کو مستخرج ومستنبط اور اور اظہار واثبات کے لیے قرآنی آیات کریمہ ۶۱؍ہیں۔اور احادیث مبارکہ وروایات صحیحہ ۱۰۷؍ہیں۔اور ’’کتب تفاسیر‘‘ سے ۲۲؍ ’’فتاویٰ رضویہ شریف‘‘ سے ۵۵؍ ’’حسام الحرمین‘‘ سے ۱۳؍اور ’’بہار شریعت‘‘ سے ۱۷؍ ’’فتاویٰ عالمگیری‘‘ سے ۱۰؍ ’’ردالمحتار و درمختار‘‘ سے ۲۰؍ ’’ہدایہ‘‘ سے ۳؍ ’’فتح القدیر‘‘ سے ۱؍ان کے علاوہ پچاسوں کتابوں کے حوالہ جات درج ہیں۔جیسا کہ فتاویٰ برکات حصہ دوم کے مصادر ومراجع درج ذیل سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جوابات کے مصادر ومراجع یہ ہیں:

’’قرآن عظیم،بخاری شریف،مسلم شریف،نسائی شریف،ابن ماجہ،ابوداؤد شریف،مشکوٰۃ شریف،بہار شریعت،فتاویٰ عالم گیری،فتاویٰ رضویہ،شرح وقایہ،ہدایہ،فتح القدیر،بدائع الصنائع،عمدۃ القاری،فتاویٰ برکات،خزائن العرفان،الاشباہ والنظائر،غمز عیون البصائر،خانیہ،حسام الحرمین،شفا شریف،بحر الرائق،شرح کیدانیہ،تفسیر نعیمی،السراجی،ردالمختار،درمختار،ترمذی شریف

،ارشاد الساری، فتح الباری، اشعۃ المعات، مرقاۃ المناجیح، سوانح کربلا، خصائص لا کبریٰ، شرح العقائد، تفسیر قرطبی، خازن، صاوی شریف، قانون شریعت، تفسیر روح البیان، تاریخ الخلفا، الکبیر، عمدۃ الرعایۃ، سبحان السبوح، حسام الطرفین، تمہید ایمان، خالص الاعتقاد، فتاویٰ مصطفویہ''۔

(۳)''فتاویٰ برکات حصہ سوم''مطبوعہ ۱۴۳۷ھ صفحات ۱۸۸؍ پر مشتمل ہے۔

جس میں ۶۴؍ سوالات کے تحقیقی جوابات ہیں۔ جس میں عناوین ۱۰۴؍ ہیں اور مسائل واحکام کو متخرج ومستنبط اور اور اظہار واثبات کے لیے قرآنی آیات کریمہ ۱۱۸؍ ہیں۔ اور احادیث مبارکہ وروایات صحیحہ ۱۷؍ ہیں۔ اور''کتب تفاسیر'' سے ۰۷؍''فتاویٰ رضویہ شریف'' سے ۱۸؍''حسام الحرمین'' سے ۲؍''فتاویٰ مصطفویہ'' سے ۱؍ اور''بہار شریعت'' سے ۵؍''فتاویٰ عالمگیری'' سے ۱۳؍''رد المحتار و در مختار'' سے ۵؍''ہدایہ'' سے ۳؍''فتح القدیر'' سے ۳؍ جزئیات وحوالہ جات مرقوم ہیں۔ ان کے علاوہ پچاسوں کتابوں کے حوالہ جات درج ہیں۔ جیسا کہ''فتاویٰ برکات حصہ سوم'' کے مصادر ومراجع درج ذیل سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جوابات کے مصادر ومراجع یہ ہیں:

''قرآن عظیم، بخاری شریف، احیاء العلوم، تنبیہ المغترین، عالم گیری، شرالمھذب، رس المحتار، ماہنامہ جام نور، بحر الرائق، جامع الفصولین، ذخیریہ، تحفہ اثناعشریہ، مالابدمنہ، شریف الجرجانی، عمدۃ الرعایہ، فتاویٰ رضویہ، انوار مفتی اعظم، شرح العقائد، خزائن العرفان، خازن، صاوی شریف، بہار شریعت، فتاویٰ امجدیہ، قاضی خان، تاتار خانیہ، شرح مندوب، ترمذی شریف، براہین القاطعہ، مدارک، اربعین، معیار کشتی، نیز، ابن ماجہ، ابوداؤد شریف، شرح مقاصد، غنیۃ الطالبین، نسائی شریف، الحاکم، البیھقی، تفسیر کبیر، معالم التنزیل، دارمی شریف، تاریخ الخلفا، مواہب اللدنیہ، قصیدہ بردہ، شمائم امدادیہ، لطائف رشیدیہ، تکمیل الیقین، شامی، فتاویٰ عزیزیہ، زبدۃ النصائح، حسام الحرمین، ذخیرۃ العقبیٰ، غمز العیون، البصائر، فتاویٰ مصطفویہ، فتاویٰ عبدالحی، تفسیر نعیمی، نوادر الفتاویٰ، بیضاوی شریف، فتاویٰ ظہیریہ، الاشباہ والنظائر، الاعلام، خزائن العرفان، احکام شریعت، الملفوظ، ہدایہ، ترمذی شریف، فتاویٰ افریقہ۔

(۴)''فتاویٰ برکات حصہ چہارم''مطبوعہ ۱۴۳۷ھ ۱۶۰؍ صفحات پر مشتمل ہے۔

جس میں ۱۱۴؍ سوالات کے تحقیقی جوابات ہیں۔ عناوین ۱۲۲؍ ہیں اور مسائل واحکام کو متخرج ومستنبط اور اور اظہار واثبات کے لیے قرآنی آیات کریمہ ۹۹؍ ہیں۔ اور احادیث مبارکہ وروایات صحیحہ ۹۲؍ ہیں۔ اور''کتب تفاسیر'' سے ۳۳؍''فتاویٰ رضویہ شریف'' سے ۱۴؍''حسام الحرمین'' سے ۴؍''احکام شریعت'' سے ۴؍''فتاویٰ مصطفویہ'' سے ۵؍ اور''بہار شریعت'' سے ۶؍''فتاویٰ عالمگیری'' سے ۱۶؍''رد المحتار و در مختار'' سے ۹؍''فتح القدیر'' سے ۱۵؍''بدائع الصنائع'' سے ۵؍ جزئیات وحوالہ جات مرقوم ہیں۔ ان کے علاوہ پچاسوں کتابوں کے حوالہ جات درج ہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ برکات حصہ چہارم کے مصادر ومراجع درج ذیل سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جوابات کے مصادر ومراجع یہ ہیں:

’’قرآن شریف، تفسیر کبیر، روح البیان، تفسیر نعیمی، بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابن ماجہ، سنن ابی داؤد، نسائی ابن ماجہ، اشعۃ اللمعات، عالم گیری، ردالمختار، نورالایضاح، شفا شریف، فتاویٰ مصطفویہ، خزانۃ الروایات، فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت، الاشباہ والنظائر، شرح فقہ اکبر، المقاصد الحسنہ، جامع رموز، شرح نقایہ مختصر الوقایہ، فتاویٰ صوفیہ، کنز العباد، ردالمحتار، بشیر القاری صحیح بخاری، الطحطاوی حاشیہ، مراقی الفلاح، شرح نورالایضاح، شامی، جلالین شریف، صاوی شریف، تفسیر ابن کثیر، تفسیر کبیر، تفسیر ابن عباس، تفسیر روح المعانی، خازن، مدارک، تنویر المقیاس، خانیہ، مشکوٰۃ شریف، طبری، الغیاث، تفریح الاذکیا، رامائن، گیتا، بدائع الصنائع، شرح دلائل الخیرات، خصائص الکبریٰ، فتاویٰ خیریہ، فتح القدیر، تواریخ حبیب الٰہ، کفایہ، نہایہ، ہدایہ، بخاری شریف، ابوداؤد، موطا امام محمد‘‘۔

(۵)’’فتاویٰ برکات حصہ پنجم‘‘ مطبوعہ ۱۴۳۸ھ ۱۸۶ر صفحات پر مشتمل ہے۔

جس میں ۵۷ر سوالات کے تحقیقی جوابات ہیں۔ عناوین ۱۷ر ہیں جس میں مسائل واحکام کو متخرج ومستنبط اور اور اظہار واثبات کے لیے قرآنی آیات کریمہ ۱۹ر ہیں۔ اور احادیث مبارکہ وروایات صحیحہ ۹۰ر ہیں۔ اور’’کتب تفاسیر‘‘ سے ۱۱ر’’فتاویٰ رضویہ شریف‘‘ سے ۶۵ر’’حسام الحرمین‘‘ سے ۸ر’’احکام شریعت‘‘ سے ۹ر’’ملفوظات اعلیٰ حضرت‘‘ سے ۳ر’’فتاویٰ افریقہ‘‘ سے ۴ر اور’’بہار شریعت‘‘ سے ۲۱ر’’فتاویٰ عالمگیری‘‘ سے ۳۴ر’’ردالمحتار ودر مختار‘‘ سے ۴۸ر’’ہدایہ‘‘ سے ۲۴ر’’فتح القدیر‘‘ سے ۱۱ر’’بدائع الصنائع‘‘ سے ۲۸ر جزئیات وحوالہ جات مرقوم ہیں۔ ان کے علاوہ پچاسوں کتابوں کے حوالہ جات درج ہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ برکات حصہ پنجم کے مصادر ومراجع درج ذیل سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جوابات کے مصادر ومراجع یہ ہیں:

’’قرآن عظیم، بخاری شریف، ترمذی، مسلم شریف، ہدایہ، کنزالدقایق، وقایہ، نورالایضاح، قدوری، منیۃ المصلی، بہار شریعت، موطا، عنایہ، کفایہ، فتح القدیر، فتاویٰ رضویہ عالم گیری، درمختار، فتاویٰ افریقہ، الملفوظ، مشکوٰۃ شریف، ردالمحتار، دلائل الخیرات، عمدۃ القاری، فتاویٰ برکاتیہ، عیون المذاہب، نقایہ، الحاوی، مختار، خزائن العرفان، روح البیان، روح المعانی، خازن، مدارک، تفسیر ابن عباس، بدائع الصنائع، مجمع الانہر، ملتقی المبسوط، میزان الکبریٰ، بحرالرائق، فتاویٰ عبدالحی، امداد الفتاویٰ، فتاویٰ ابن تیمیہ، ارشاد الساری، کتاب الفقہ من المذاہب الاربعہ، فتاویٰ سراجیہ، فتاویٰ امجدیہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔

(۶)’’فتاویٰ برکات حصہ ششم‘‘ مطبوعہ ۱۴۲۹ھ صفحات ۱۸۶ر پر مشتمل ہے۔

جس میں ۹۳ر سوالات کے تحقیقی جوابات ہیں۔ عناوین ۱۳ر ہیں جس میں مسائل واحکام کو متخرج ومستنبط اور اور اظہار واثبات کے لیے قرآنی آیات کریمہ ۴۵ر ہیں۔ اور احادیث مبارکہ وروایات صحیحہ ۱۱۷ر ہیں۔ اور’’کتب تفاسیر‘‘ سے ۳۴ر’’فتاویٰ رضویہ شریف

’’سے ٦٧٦/’’حسام الحرمین‘‘ سے ٦/ ہیں’’فتاویٰ مصطفویہ‘‘ سے ١١/اور’’بہار شریعت‘‘ سے ١۴/’’فتاویٰ عالمگیری‘‘ سے ٣٦/’’رد المحتار ودرمختار‘‘ سے ١٧/’’ہدایہ‘‘ سے ١٩/’’فتح القدیر‘‘ سے ٢٢/’’بدائع الصنائع‘‘ سے ٢٢/جزئیات وحوالہ جات مرقوم ہیں۔ ان کے علاوہ پچاسوں کتابوں کے حوالہ جات درج ہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ برکات حصہ ششم کے مصادر ومراجع درج ذیل سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جوابات کے مصادر ومراجع یہ ہیں:

’’القرآن العظیم، بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، ابو داؤد شریف، مشکوٰۃ شریف، فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ عالم گیری، انوار الحدیث، قانون شریعت، ہدایہ، فتاویٰ فیض الرسول، نذہۃ القاری، مختار، فتاویٰ مصطفویہ، مرۃ المناجیح، رد المختار، در مختار، ابن ماجہ دارمی، بدائع الصنائع، نور الایضاح، بحر الرائق، فتاویٰ شیخ الاسلام، ملتقی الابحر، فتاویٰ قاضی خان، مختار الفتاویٰ، شرح وقایہ، نہر النائق، فتح القدیر، نتائج الافکار، کفایہ، مجمع الانہر، سراجیہ، فتاویٰ خیریہ، تنویر الابصار، شرح علائی، حاشیہ طحطاوی، خانیہ، تبیین الحقائق، منح الغفار، قاطبہ حموی، عنایہ، در المنتقی فتاویٰ خلاصہ، طحطاوی، شرح کنز، ملا مسکین، حاشیہ علامۃ الوجود المسعود، بزازیہ، شرح العقائد، طوالع الانوار، رسائل الارکان، منیہ، دارقطنی بیہقی، فتاویٰ شامی، اشعۃ المعات، بہار شریعت، زلۃ القاری، تنویر الاعراث، ضیاء القرآت، خلاصہ البیان، روح البیان، خازن، صاوی، جلالین شریف، مؤطا امام محمد، شرح منیہ، خصائص الکبریٰ، سیرت رسول عربی، تواریخ حبیب الٰہ، مطالع اعراث، کفایہ، حجۃ اللہ علی العالمین، الباری، عمدۃ القاری، الجامع الصغیر، مشکوٰۃ المفاتیح، تنویر الابصار، مضمرات، الاشباہ والنظائر، فتاویٰ شامی، حموی، ترتیب الشرائع، الحلیہ، قرطبی حفظ الایمان، تحذیر الناس، تقویۃ الایمان، سبحان السبوح، فتاویٰ حرمین، حسام الحرمین، تمہید ایمان، وانبیاء المصطفیٰ، خالص الاعتقاد، تفسیر نعیمی، تفسیرات احمدیہ، عینی، روح المعانی، مدارک التنزیل، الملفوظ‘‘۔

(٧)’’فتاویٰ برکات حصہ ہفتم‘‘ میں ١٦٩/سوالات کے مختصر جامع جوابات ہیں۔ جس میں مسائل واحکام کو مستخرج ومستنبط اور اور اظہار واثبات کے لیے قرآنی آیات کریمہ ٨٠/ہیں۔ اور احادیث مبارکہ وروایات صحیحہ ٩٥/ہیں۔ اور’’کتب تفاسیر‘‘ سے ٢٣/’’فتاویٰ رضویہ شریف‘‘ سے ۴٧/’’حسام الحرمین‘‘ سے ١٦/ ہیں’’احکام شریعت سے ٩/اور’’بہار شریعت‘‘ سے ١٢/’’فتاویٰ عالمگیری‘‘ سے ٣٢/’’رد المحتار ودرمختار‘‘ سے ٥١/’’ہدایہ‘‘ سے ١٧/’’فتح القدیر‘‘ سے ١۴/’’بدائع الصنائع‘‘ سے ١٥/الملفوظ سے ٨/ جزئیات وحوالہ جات مرقوم ہیں۔ ان کے علاوہ پچاسوں کتابوں کے حوالہ جات درج ہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ برکات حصہ اول کے مصادر ومراجع درج ذیل سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جوابات کے مصادر ومراجع یہ ہیں:

قرآن شریف، بخاری شریف، مسلم، ترمذی ابن ماجہ، نسائی، مشکوٰۃ، خزائن العرفان، صاوی، مدارک، روح البیان، جالالین، بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ، بدائع الصنائع، رد المحتار، درمختار، تنویر الابصار، احکام شریعت، ملفوظات، فتاویٰ مصطویہ۔ الکوکبۃ

الشھابیہ،شرح الوقایہ،سراجی،شرح مسلم،کفایہ،عمدۃ القاری،اسنعۃ اللمعات،الاشباہ والنظائر،مؤطا شریف،عنایہ،قدوری،

(۸)''فتاویٰ برکات حصہ ہشتم'' میں ۱۹۴/سوالات کے مختصر جامع جوابات ہیں۔جس میں مسائل واحکام کو متخرج ومستنبط اور اور اظہار واثبات کے لیے قرآنی آیات کریمہ ۹۰/ہیں۔اور احادیث مبارکہ وروایات صحیحہ ۷۳/ہیں۔اور''کتب تفاسیر'' سے ۱۵/''فتاویٰ رضویہ شریف'' سے ۳۵/''حسام الحرمین'' سے ۳/ہیں''احکام شریعت سے ۴/اور''بہار شریعت'' سے ۶/''فتاویٰ عالمگیری'' سے ۱۴/''ردالمحتار و در مختار'' سے ۲۷/''ہدایہ'' سے ۱۱/''فتح القدیر'' سے ۴/''بدائع الصنائع'' سے ۳/الملفوظ سے ۲/جزئیات وحوالہ جات مرقوم ہیں۔ان کے علاوہ پچاسوں کتابوں کے حوالہ جات درج ہیں۔جیسا کہ فتاویٰ برکات حصہ ہشتم کے مصادر ومراجع درج ذیل سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جوابات کے مصادر ومراجع یہ ہیں:

قرآن شریف،بخاری شریف،مسلم،ترمذی ابن ماجہ،نسائی،مشکوٰۃ،خزائن العرفان،صاوی،مدارک،روح البیان،جالالین، بہار شریعت،فتاویٰ رضویہ، بدائع الصنائع ،رد المحتار ،درمختار،تنویر الابصار،احکام شریعت ،ملفوظات،فتاویٰ مصطویہ۔الکوکبۃ الشھابیہ،شرح الوقایہ،سراجی،شرح مسلم،کفایہ، عمدۃ القاری،اسنعۃ اللمعات ،الاشباہ والنظائر،مصنف ابن ابی شیبہ، وارقطنی،مؤطا شریف،عنایہ،قدوری،عرفان القرآن،غنیّہ شرح منیہ،ذخیرۃ العتبہ بزازیہ،ملتقی الابحر،مجمع الانہر،بحر الرائق،حفظ الایمان،تحزیر الناس، براہین قاطیہ،قنیہ مجتبیٰ،نوادر۔

یہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے فتویٰ نویسی اور فتاویٰ برکات کے چند گوشے ہیں جو میں نے قارئین کے سامنے رکھا ہے ورنہ آپ نور اللہ مرقدہ کی ذات ایک ہمہ جہت اور ہشت پہلو شخصیت ہے جس پر سیر حاصل گفتگو کے لیے ایک ضخیم دفتر درکار ہے اس لیے یہ اعتراف کرتے ہوئے اپنے اشہب قلم کو روکتا ہوں کہ:

نکالی سینکڑوں نہریں کہ پانی کچھ تو کم ہوگا
مگر پھر بھی میرے دریا کی طغیانی نہیں جاتی

مقالہ کے مصادر ومراجع یہ ہیں:

(۱)بہار شریعت حصہ ۱۱۔(۲)ایضاً۔(۳)سنن ابی داؤد کتاب العلم۔(۴)انوار مفتی اعظم۔(۵) فتاویٰ رضویہ شریف۔ (۶) ایضاً۔(۷) بخاری شریف۔(۸)فتاویٰ برکات حصہ دوم۔(۹)ایضاً۔(۱۰)ایضاً۔ (۱۱) ایضاً ۔ (۱۲)ایضاً۔(۱۳)ایضاً۔ (۱۴)ایضاً۔(۱۵)ایضاً۔(۱۶)ایضاً۔(۱۷)ایضاً۔

حضور شیر نیپال کے روحانی فیضان کا وسیع دائرہ:
ایک تاریخی پس منظر

از: صوفی باصفا حضرت محمد ظفیر الحسن مصباحی صاحب، بستپور (سرلاہی)

حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی مصباحی علیہ الرحمہ کی ذات علوم وفنون میں بحر بیکراں، ایک عظیم روحانی شخصیت اور عالمی مبلغ تھے، آپ کا روحانی فیضان نہ صرف ملک نیپال بلکہ پڑوسی ممالک کے دور دراز علاقوں، اور بلاد عالم میں ڈائریکٹ ان ڈائریکٹ محیط اور وسیع تر ہے۔

چونکہ آپ علم وعمل، زہد وتقوی میں نمونہ اسلاف، مختلف علوم وفنون کے ماہر اور مواقف فقہیہ میں جبل استقامت اور "رجلان تحابا فی اللہ فاجتمعا علیہ وافترقا علیہ" کے مظہر کامل تھے۔ عقیدت مند عاشقان آپ کے نوارنی چہرہ کی زیارت کرکے بزرگوں کی یادوں اور محبتوں سے دلوں کو معطر کرتے تھے۔

قریۃ العلماء بستپور میں تاریخی کانفرنس 1983ء میں شیر نیپال کی شرکت:

ہم یہاں حضور شیر نیپال کی بستپور سرلاہی نیپال میں شرف باریابی اور عام فیوض وبرکات کا ایک تاریخی پہلو بیان کرتے ہیں جو یقیناً ان کی سوانحی تذکروں کا حصہ اور مقبولیت کا سلسلہ ہوگا۔

حضرت مفتی یوسف علی مظہری مصطفوی خلیفہ مفتی اعظم ہند مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ جب 1977ء میں فارغ ہوئے، تو اس کے کچھ سالوں بعد یعنی 1983ء میں ان کے چچا مولوی ادریس میاں جی مرحوم (نور اللہ مرقدہ) نے دستار فضیلت کی خوشی میں بڑے تزک واحتشام کے ساتھ عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا، کیونکہ خاندان میں طویل عرصہ بعد ایک عالم پیدا ہوا، اسے قبل ہمارے پردادا مولانا عبد اللہ قدس سرہ عالم دین تھے، غیر منقسم ہندوستان کے موجودہ بنگلہ دیش میں، درس وتدریس، دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے تھے، جوانی میں ہی دار فانی سے کوچ کر گئے۔

حضرت مفتی صاحب کی دستار بندی یقیناً خاندان میں علم کی ایک نئی کرن، افق پر بلند ستارہ، تاریکیوں میں

آفتاب کا ظہور ہوا۔اس عظیم الشان کانفرنس میں 35 علماء سے زیادہ مدعو تھے ان میں تین مشہور ومقبول تھے، جن میں ایک عظیم شخصیت شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی مصباحی علیہ الرحمہ، جنکپور (نیپال) کی تھی۔اس کانفرنس میں حضرت مولانا مظہر علیہ الرحمہ مجولیا، مفتی شبیر احمد علیہ الرحمہ، اندولولی، علامہ محمود عالم وغیرہم اور الجامعہ الاسلامیہ کنہواں، اور دارا پٹی مظفر پور کے سبھی اساتذہ مدعو تھے۔

احیاءِ سنت کانفرنس 2017ء بستپور میں شیر نیپال کی دعوت:

یہ کانفرنس نہایت عظیم الشان اور تاریخ ساز تھی۔ ہماری و برادر صغیر مولانا محمد مبشر حسن مصباحی پی ایچ ڈی جواہر لال نہرو یونیورسٹی کی دستار بندی، سنت ابراہیمی: اولاد کی ختنہ وعقیقہ، مکان کا افتتاح، عزیزی مسجد کا بدست ناشر رضویت عم محترم حضرت مولانا پھول محمد رضوی بستپوری دامت برکاتہ القدسیہ سنگ بنیاد کے موقع سے شکرانے میں ہمارے ابو مولانا دل محمد رضوی حفظہ اللہ کی دیرینہ آرزو کے تحت یہ کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں جیب خاص سے سات لاکھ روپیے خرچ ہوئے تھے۔اس کانفرنس میں دوسو علماء سے زیادہ اور ہزاروں سامعین کی بھیڑ تھی، اخص الخاص حضرت علامہ مولانا انوار الحق مصطفوی خلیفہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ دام ظلہ، حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ، استاذ العلماء علامہ سعید حسن خان مصباحی دام ظلہ، خیر الاتقیاء علامہ ظفیر احمد مصباحی تلمیذ حضور حافظ ملت، علامہ بشیر القادری، کبلاسوی، عمدۃ الفقہاء حضرت مفتی محمود عالم مصباحی قاضی شہر رائے بریلی، علامہ محمد عیسی قادری کناڈا، خطیب ہندوستان قاری نثار احمد کلکتوی، دلکش رانچوی، اولاد غوث اعظم صوفی سید اقبال احمد چھتیس گڈھ اور رضا دارلقرات مرپا کے سبھی اساتذہ مدعو تھے۔ کانفرنس میں سرپرستی حضور شیر نیپال، انوار الحق مصطفوی، صدارت علامہ مفتی یوسف علی مظہری مصطفوی کی تھی۔

لیکن اس کانفرنس میں حضور شیر نیپال کی روحانی فیضان کی بس سرپرستی حاصل رہی، آپ شرکت نہ کر سکے، کیونکہ وہ مغرب بعد آکر مدھوبنی پروگرام کے لیے فوراً نکلنا چاہتے تھے۔اس لئے مشورے کے بعد ان کے تلمیذ خاص مفتی عبد السلام امجدی برکاتی سے کہا گیا حضرت کو زحمت میں ڈال کر جسمانی تھکاوٹ نہ دیں۔

دوروزہ سید الکونین انٹرنیشنل کانفرنس وسیمینار 2018ء بستپور میں حضور شیر نیپال کی دعوت:

قابل ذکر ہے کہ یہ ملک نیپال کا بھت ہی مشہور، منفرد، ممتاز تاریخی انٹرنیشنل کانفرنس تھی، پانچ ممالک سے علماء مشائخ، مبلغین، پروفیسرس اسکالرس سیاسی لیڈران، ممبران آف پارلیمنٹ بہ مشتمل سابق وزیر اعظم پشپ کمل دہل پرچنڈ سبھی مدعو تھے۔

پہلی مرتبہ نیپالی گورنمنٹ کی جانب سے دینی کانفرنس کے علماء کے استقبال میں بذریعہ ہیلی کاپٹر پھولوں کی بارش کی گئی۔

اس میں خاص کر مفتی اعظم ہند شیخ ابوبکر کیرلاوی بانی ومہتمم مرکز الثقافۃ السنیۃ ال اسلامیۃ، حضور شیر نیپال مفتی جیش برکاتی مصباحی علیہ الرحمہ، علامہ سعید حسن خان مصباحی دامت برکاتہ القدسیہ، شیخ العرب والعجم سید عمر الفا کہانی لبنان، سید ارشاد احمد البخاری بنگلہ دیش، علامہ شیخ عامر اخلاق شامی پاکستان، ڈاکٹر علاء الدین مصر، اولا دغوث اعظم سید طاہر میاں بلگرام شریف انڈیا، حضرت مولانا صوفی رضوان احمد صاحب زادہ صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان علیہ، بریلی، علامہ انوار الحق مصطفوی خلیفہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بریلی، علامہ استاذ العلماء مفتی آل مصطفیٰ مصباحی جامعہ امجدیہ گھوسی، علامہ ظفیر احمد مصباحی تلمیذ حضور حافظ ملت، علامہ بشیر القادری کبلاسوی، ڈاکٹر انوار احمد بغدادی پرنسپل جامعہ علیمیہ جمدا شاہی، ڈاکٹر معراج احمد بغدادی استاد جامعہ علمیہ، ڈاکٹر احمد نعیمی پروفیسر جامعہ ہمدرد یونیورسٹی دلہی، علامہ مقبول احمد سالک مصباحی بانی ومہتمم جامعہ بختیار دلہی، ڈاکٹر ذکی اللہ مصباحی جھارکنڈ وغیرہم پر مشتمل ہزاروں مقامی بیرونی علماء مدعو اور لاکھوں لوگوں کا امنڈتا سیلاب تھا۔

کانفرنس میں سرپرستی اولا دغوث اعظم سید طاہر میاں بلگرام شریف، صدارت علامہ مفتی یوسف علی مظہری مصطفوی کی تھی۔ دوروزہ کانفرنس کے علاوہ تعلیمی فقہی سیمینار، بذریعہ فاضلات ومبلغات بزم خواتین، جلسہ دستار بندی، اور ملک کے مشہور سینکڑوں سیاسی لیڈران اور وزراء پر مشتمل جلسہ جس میں مسلمانوں کے حقوق کی بازیابی کے لیے علامہ بشیر القادری کبلاسوی نے اعلامیہ پڑھا۔

اس کانفرنس میں بھی حضور شیر نیپال کسی عذر معقول یا مرض کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے، ان کے کئی تلامذہ کا بذریعہ ایمیل سیمینار کے لئے مقالات موصول ہوئے تھے۔

حضرت کا علمائے بستپور قریۃ العلماء سے تعلق نہایت ہی گہرا اور فخریہ ہے، یہاں مولانا الحاج عبد العلیم اشرف مصباحی بستپوری مقیم پوکھرا نیپال، آپ کے خلفاء میں سے ہیں، اور میرے برادر صغیر مولانا مبشر حسن مصباحی پر بھی خاص لطف وکرم وشفقت محبت تھی، کئی بار یہ ان کے سفر وحضر میں تھے، ایک بار الہادی میگزین کی شاندار ادارت کی بنیاد پر پندرہ سو روپے کا نذرانہ پیش کر کے اپنی بے پناہ محبت وحوصلہ افزائی کا اظہار کیا۔

محمد ظفیر الحسن مصباحی

بستپور سرلاہی، نیپال

پرنسپل رضا دار القرات، مرپا کچور، سیتامڑھی

2020/08/27

چوبیسواں باب

مناقب وخراج عقیدت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علیٰ محمد
وّعلیٰ اٰل محمد کما صلّیت
علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم
انّک حمید مّجید ۵
اللّٰھم بارک علیٰ محمد وّعلیٰ
اٰل محمد کما بارکت علیٰ
ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم
انّک حمید مّجید ۵

مناقب وخراج عقیدت

(1) خراج عقیدت:

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی شان میں جو مناقب آپ کی حیات میں لکھے اور پڑھے گئے انہیں خراج عقیدت کے عنوان سے پیش کیا جارہا ہے، جبکہ آپ کے وصال کے بعد جو مناقب لکھے اور پڑھے گئے انہیں آگے مناقب کے عنوان کے تحت پیش کیا جائے گا۔

منقبت درشان

شیخ طریقت، آفتاب شریعت، سراپا فیض و برکت، افضل العرفاء، تاج الاسلام والمسلمین، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، نمونہ اسلاف، راز دار معرفت وطریقت حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری الحاج الشاہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی دامت برکاتہ شیر نیپال۔

ہے جہاں میں مرتبہ اونچا ہمارے جیش کا
مثل ہے مشکل بہت ملنا ہمارے جیش کا

مشرق ومغرب سے لے کر وادی کہسار تک
بجتا ہے ہر سمت میں ڈنکا ہمارے جیش کا

قول میں کردار میں، علم وعمل افکار میں
ہے بہت شہرہ بہت چرچا ہمارے جیش کا

ہوگئی ہے لوہنا کی سرزمیں لہنا شریف
ہے کرم یہ مفتی مولانا ہمارے جیش کا

جس کے سر آل رسول محترم کا فیض ہو
بد عقیدہ کیا بگاڑے گا ہمارے جیش کا

علم کی دولت اور ایماں کا خزانہ دہر میں
بانٹتا فیض پر وردہ ہمارے جیش کا

ہوتا ہے جن کا جہان علم وفن میں تذکرہ
مستند ہے قول فرمایا رے جیش کا

یوں ہی تو کہتے نہیں ہیں ہم انہیں شیر نیپال
اس کی ہر سمتوں پہ ہے قبضہ ہمارے جیش کا

میں نہیں کہتا، یہ کہتی ہے بزرگوں کی زباں
ہے نہیں کوئی یہاں جیسا ہمارے جیش کا

دیش کا دنیا میں جس نے نام اونچا کر دیا
کون احساں بھول پائے گا ہمارے جیش کا

اس حقیقت سے کوئی انکار کر سکتا نہیں
چلتا ہے نیپال میں سکہ ہمارے جیش کا

اعلیحضرت کا مشن ہے جس کے دم سے تابناک
کار آمد ہے ہر اک حربہ ہمارے جیش کا

میرے استاذ مکرم کی ولایت کی نظر
کہہ رہی ہے دیکھئے رتبہ ہمارے جیش کا

لوہنا تجھ کو اگر دنیا میں پہچانا گیا
ہے کرم یہ مفتی مولانا ہمارے جیش کا

میں نے جو لکھا ترانہ فخر سے کہتا ہوں میں
لکھ کے دکھلا دے کوئی ایسا ہمارے جیش کا

ہوگئی پتلون ڈھیلی بدعقیدوں کی وصی
جس کسی نے دیکھا ہے جلوہ ہمارے جیش کا

❁

جیش ملت کا نعرہ لگاؤ

از: حضرت مولانا محمد فرحت صابری صاحب (سیتامڑھی بہار)

ماہ طیبہ کی نور کرن سے اپنی تقدیر چمکا رہے ہیں
آج جلسے کی نوری صدارت شیر نیپال فرما رہے ہیں
جیش ملت کا نعرہ لگاؤ جلنے والوں کے دل کو جلاؤ
ان کے دشمن کو رب دے ہدایت، سیدھے لوگوں کو بہکا رہے ہیں
یا خدا سایہ جیش ملت رکھ سروں پہ ہمارے سلامت
نام سے جن کے نجدی ہے سہا چھوڑ کر اپنا گھر جا رہے ہیں
جن کو تاج الشریعہ نے چاہا، سب بزرگوں نے جن کو سراہا
ہند و نیپال میں ان کا جھنڈا، ان کے دیوانے لہرا رہے ہیں
دیکھ لینا بروز قیامت پیر کے ساتھ جائیں گے جنت
شیر نیپال کا نام لے کر چین و آرام ہم پا رہے ہیں
اہل حق ہم ہیں ایمان والے، دین والے ہیں قرآن والے
جوڑ کر ان کے قدموں سے رشتہ اپنا گھر بار مہکا رہے ہیں

اس کے فتنوں سے اللہ بچائے ، خدمت دین کرنا سکھائے
بھیس میں رہنما کے جو ہر دم رہزنی کر کے اترا رہے ہیں
جن کو کہتے ہیں برکاتی دولہا شیر نیپال ہے وہ ہمارا
ان کے قول وعمل کو اے فرحت آج ہم لوگ پھیلا رہے ہیں

شیر نیپال کا کردار بڑا پیارا ہے

از: حضرت مولانا محمد فرحت صابری صاحب (سیتامڑھی بہار)

شیر نیپال کا کردار بڑا پیارا ہے
آپ کا چہرۂ ضوبار بڑا پیارا ہے
ان کے فتوٰی سے بدکتے ہیں وہابی نجدی
ان کی حق گوئی کا اظہار بڑا پیارا ہے
آپ پر ہے شہ برکات کی چشم رحمت
اس لئے آپ کا دربار بڑا پیارا ہے
اعلیٰ حضرت کی ہے تحریر ان کی نظروں میں
حق و باطل کا یہ معیار بڑا پیارا ہے
آپ کی بات ہر اک دل پہ اثر کرتی ہے
آپ کا لہجہ ء گفتار بڑا پیارا ہے
جامعہ آپ کا ہے مرکز علم و حکمت
آپ کے علم کا گلزار بڑا پیارا ہے
مانگنے والے کو چاہت کے سوا دیتے ہیں
مرحبا آپ کا گھر بار بڑا پیارا ہے
ایک بس میں نہیں کہتا ہے زمانہ فرحت
آپ کا جذبہء ایثار بڑا پیارا ہے

آپ کا روشن ہے چہرہ حضرت شیر نیپال

از: مولانا محمد فرحت صابری صاحب (سیتامڑھی بہار)

آپ کا روشن ہے چہرہ حضرت شیر نیپال
آپ ہیں برکاتی دولہا حضرت شیر نیپال
سید العلماء کے در سے آپ لے کر رات دن
بانٹتے ہیں خوب صدقہ حضرت شیر نیپال
اپنے مقصد میں یقینا ہوگیا وہ کامیاب
جو تیرے دامن میں آیا حضرت شیر نیپال
اعلیٰ حضرت کا یقینا آپ پر فیضان ہے
فیض کے ہیں آپ دریا حضرت شیر نیپال
کانپتے ہیں آج نجدی جس کے نام پاک سے
آپ کا ہے نام ایسا حضرت شیر نیپال
مسلک احمد رضا خاں کی ہے جس میں روشنی
آپ کا ایسا ہے فتویٰ حضرت شیر نیپال
مرحبا فرحت بھی آیا آپ کے دربار میں
کیجئے الطاف شاہا حضرت شیر نیپال

❁

عظمت کا تیری جھنڈا گڑا ہے

از: مولانا محمد فرحت صابری صاحب (سیتامڑھی بہار)

کتنا چمکتا ہے تیرا چہرہ اے جیش ملت مرشد اعظم
پرنور آنکھیں دل ہے مجلیٰ اے جیش ملت مرشد اعظم
سادات مارہرہ کی دعا ہے، عظمت کا تیری جھنڈا گڑا ہے
ہے ساری دنیا میں تیرا شہرہ اے جیش ملت مرشد اعظم
تاج الشریعہ نے تم کو چاہا علماء دیں نے تم کو سراہا
پڑھتا ہے سارا عالم قصیدہ اے جیش ملت مرشد اعظم
حق فیصلہ جو دل سے نہ مانے، باطل کو پوجے کرکے بہانے
وہ آنکھ رکھ کر گویا ہے اندھا اے جیش ملت مرشد اعظم
علم وعمل کا تو ہے سمندر، حافظ ملت ہیں تیرے یاور
رہتا ہے نجدی کو تجھ سے خطرہ اے جیش ملت مرشد اعظم
تیرا مخالف مرمٹ رہا ہے، ذلت کی دنیا میں جی رہا ہے
یہ رب کی قدرت کا ہے کرشمہ اے جیش ملت مرشد اعظم
دنیا ہو عقبیٰ وہ خوش رہے، شیطان اس کو دھوکہ نہ دے گا
ہے جس کے ہاتھوں میں تیرا شجرہ اے جیش ملت مرشد اعظم
سب کے دلوں میں تیری محبت ہے ہر قدم پر تیری ضرورت
ہے تیری نسبت کا رنگ گہرا اے جیش ملت مرشد اعظم
پیر طریقت حامی سنت دن رات اعلان کرتا ہے فرحت
ہے تیرے سر پہ عظمت کا سہرا اے جیش ملت مرشد اعظم

برکاتی دولہا

از: مولانا محمد فرحت صابری صاحب (سیتامڑھی بہار)

علم وعمل اخلاق کا پیکر یہ برکاتی دولہا ہے
جیش ملت مست قلندر یہ برکاتی دولہا ہے
لوح جبیں پر شان ولایت کا یک نور چمکتا ہے
مرشد برحق مرد دلاور یہ برکاتی دولہا ہے
پیر طریقت مرشد برحق جیش ملت زندہ باد
سرکار طیبہ کی نچھاور یہ برکاتی دولہا ہے
ان کی عطا نیپال و ہندوستان میں ہی محدود نہیں
فیض و کرم، رحمت کا سمندر یہ برکاتی دولہا ہے
آج بھی یہ برکاتی صدقہ بانٹ رہے ہیں لہنہ میں
مرشد برحق غوث کا مظہر یہ برکاتی دولہا ہے
جن کی کتاب زیست کا ہے ہر ایک ورق جگمگ جگمگ
عارف کامل دین کا رہبر یہ برکاتی دولہا ہے
جام مئے عرفان پلاتے ہیں نگاہوں سے فرحت
فیض کا دریا پیارکا ساگر یہ برکاتی دولہا ہے

اعلی ہے کردار جیش ملت کا

از: مولانا محمد علی رضوی ضیائی

اعلی ہے کردار جیش ملت کا
شیدا ہے سنسار جیش ملت کا

یا رب ہے بس ایک تمنا خواب میں ہی
پھر سے ہو دیدار جیش ملت کا

باد مخالف سے لڑنے کی خاطر اب
بیٹا ہے تیار جیش ملت کا

صبر کی بارش کردے مولی عاشق پر
غم سے ہے دوچار جیش ملت کا

روحانی فیضان ہے گر پانا تجھکو
نعرہ لگا صد بار جیش ملت کا

جتنے مخالف تھے رضوی ان میں اکثر
ہو گئے آخر کار جیش ملت کا

محمد علی رضوی ضیائی

خادم: مدرسہ نوریہ رضاء العلوم

محمد پور نوری نگر سیتا مڑھی (بہار)

❁

ہیں وفادار امام احمد رضا شیر نیپال

از: مولانا محمد فخر الدین حبیبی (جھارکھنڈ)

آپ نے جو خدمت اسلام ہے انجام دی
آبالیقیں دے گا خدا اس کی جزا شیر نیپال

صرف شاعر ہی نہیں ہر شخص کہتا ہے یہی
سید العلما کا صدقہ کرعطا شیرنیپال

تیز آندھی میں جلا رکھے ہیں مسلک کا چراغ
ہیں وفادار امام احمد رضا شیرنیپال

دیکھنے سے یاد آجاتے ہیں اسلاف کرام
چلتے ہیں جب ہاتھ میں لے کرعصا شیرنیپال

جنتی مہمان سے اس وقت کم لگتے نہیں
زیب تن کرتے ہیں جب نور عبا شیرنیپال

آپ کو نظمی میاں نے آکے مارہرہ سے خود
جلسہ برکات میں اپنا کہا شیرنیپال

پیکر جود وسخا شیر نیپال

از: مولانا محمد شکیل نانپوری

ہیں یقینا پیکر جود و سخا شیرنیپال
اس لئے تو ہر طرف ہے تذکرۂ شیرنیپال

اس میں کوئی شک نہیں ہے آپ ہیں نیپال میں
پاسبان مسلک احمد رضا شیرنیپال

آپ نے بھٹکے ہوئے انسان کو دکھلا دیا
جنت الفردوس والا راستہ شیرنیپال

آپ کی تقریر سے اور آپ کی تحریر سے
قصر باطل میں ہے آیا زلزلہ شیرنیپال

اہل سنت و جماعت کے سبھی افراد کو
غوث اعظم سے کرائے رابطہ شیرنیپال

آج سارے شاعروں کا بس یہی اعلان ہے
سید العلما کا صدقہ کر عطا شیرنیپال

تہنیت کے شعر لے کر آ گیا ہے یہ شکیل
آپ کے دربار میں لینے دعا شیرنیپال

(شکیل نانپوری)

کتنا اونچا آپ کا ہے مرتبہ شیر نیپال

از: مولانا اصغر امام آسوی، مدھواپور)

کتنا اونچا آپ کا ہے مرتبہ شیر نیپال
ہر طرف ہے آپ ہی کا غلغلہ شیر نیپال

اس لئے تو تاجدار علم وفن کہتے ہیں سب
آپ علم وفضل کے ہیں جامعہ شیر نیپال

دشمنوں کے گھر میں سونامی لہر چلنے لگی
آپ کی محفل میں جب نعرہ لگا شیر نیپال

باغیان مسلک احمد رضا مبہوت ہیں
آپ کی صورت میں ہے وہ دبدبہ شیر نیپال

دل میں بغض مصطفیٰ لے کر جو مرگیا
اس کے پڑھتے ہی نہیں فاتحہ شیر نیپال

بالیقیں اس کو ملا ہے فیض مارہرہ شریف
جلسہ برکات میں جو آگیا شیر نیپال

پوچھ لو تاج الشریعہ بھی یہی فرمائیں گے
ہیں امیر مسلک احمد رضا شیر نیپال

جس کو دیکھو کہہ رہا ہے آج لہنہ میں یہی
سید العلما کا صدقہ کر عطا شیر نیپال

بلبل باغ مدینہ بن گیا اصغر امام
بالیقیں یہ آپ ہی کی ہے عطا شیر نیپال

ترجمان مسلک احمد رضا شیر نیپال

از: حضرت حافظ نور عالم برکاتی

اہل سنت کے دلوں کی ہے صدا شیر نیپال
ترجمان مسلک احمد رضا شیر نیپال

نجدیت کے شر سے بیشک وہ جگہ محفوظ ہے
جس جگہ بھی ہوگئے جلوہ نما شیر نیپال

اپنے مقصد میں یقینا ہوگیا وہ کامیاب
جو ہوا ہے آپ کا دل سے گدا شیر نیپال

بھر دیا آپ نے دامن، میں نے جب اتنا کہا
سید العلما کا صدقہ کر عطا شیر نیپال

حضرت نظمی میاں نے آپ سے فرمادیا
میں اور میری آل بھی تم پر فدا شیر نیپال

وہ محمد مصطفیٰ کے ساتھ ہوگا حشر میں
جو رہے گا تیرے دامن میں یہاں شیر نیپال

آپ کا یہ نور عالم کہہ رہا ہے بالیقیں
جس نے جو مانگا اسے تو نے دیا شیر نیپال

ہیں بزرگوں کی وفا کا آئنہ شیر نیپال

از: حافظ قمر رضا برکاتی، قمر بنارسی

مسلک احمد رضا کی ہیں ضیا شیر نیپال
نجدیوں کے واسطے کلک رضا شیر نیپال

جتنے پھلواری کے ہیں گمراہ اور گمراہ گر
کردئے ہیں بند سب کا ناطقہ شیر نیپال

محفل برکات میں ہے دھوم ان کے نام کی
دیدیا ہے رب نے ایسا مرتبہ شیر نیپال

ازہری سرکار کے ہیں آپ منظور نظر
آپ کا شیدا زمانہ ہوگیا شیر نیپال

آپ مفتی اور مناظر اور فقیہ بے بدل
آپ کا فتویٰ ہے بے شک پر ضیا شیر نیپال

دیوبندی اور وہابی کانپتے ہیں نام سے
ان پہ قائم آپ کا ہے دبدبہ شیر نیپال

ہند کی دھرتی ہو یا نیپال یا ملک عرب
ہر جگہ ہوتا ہے شہرہ آپ کا شیر نیپال

دشمنوں کو آج یہ پیغام دیتا ہے قمر
ہیں بزرگوں کی وفا کا آئنہ شیر نیپال

آپ کا شیدا قمر کہتا ہے دل سے آج یہ
سید العلما کا صدقہ کر عطا شیر نیپال

(قمر بنارسی)

(2)

مناقب درشان حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ

حضرت حیدر حسن کی اک دعا شیر نیپال- مولانا محمد فرقان فیضی، سرلاہی (نیپال)

عاشق شاہ ہدی رب کی عطا شیر نیپال
حضرت حیدر حسن کی اک دعا شیر نیپال

تونے پورے ملک میں لہرایا مسلک کا علم
اے فدائے حضرت احمد رضا شیر نیپال

آپ نے جو کر دیا قائم ہے برکات النبی
اہل علم وفن کا وہ مرکز بنا شیر نیپال

رشک کرتی ہے زمین لہنہ جن کی ذات پر
ہاں یقینا ہے وہی مرد خدا شیر نیپال

ان کی تصنیفیں پڑھیں تو یہ سمجھ میں آ گیا
اہل فکر وفن میں ہیں سب سے جدا شیر نیپال

آپ کے علم وعمل کا ایک سچا جانشیں
آپ کا بیٹا ضیاء المصطفے شیر نیپال

مرشد برحق تیری رحلت کی ملتے ہی خبر
ہر کسی کے دل کو اک جھٹکا لگا شیر نیپال

کس قدر عظمت کی حامل آپ کی ہے شخصیت
کر گیا ثابت جنازہ آپ کا شیر نیپال

غالبا ساڑھے گیارہ پیر کے دن رات کو
فیضی رب دوجہاں سے جا ملا شیر نیپال

مرد حق شیر رضا سیدی شیر نیپال

از: مولانا محمد حبیب الرحمن زخمی، سیتامڑھی (بہار)

عاشق خیر الوریٰ سیدی شیر نیپال
واصف شاہ ہدی سیدی شیر نیپال

دست برکاتی سے جس نے جام الفت پی لیا
پروانہ شمس الضحیٰ سیدی شیر نیپال

جن کے سینے میں منور تھا چراغ قادری
دیوانہ غوث الوریٰ سیدی شیر نیپال

دینداری سے مزین تھی کتاب زندگی
پیکر صدق و صفا سیدی شیر نیپال

مسلک احمد رضا کی پاسبانی جس نے کی
مرد حق شیر رضا سیدی شیر نیپال

کر وفر شاہانہ جنکا صورت جنکی بے مثال
ہر طرف ہے جنکا چرچا سیدی شیر نیپال
خوش نصیبی ہے یقیناً خوشنما نیپال کی
ایسی دولت پا گیا سیدی شیر نیپال
ساری دنیا کہ رہی ہے دار الافتاء کا چراغ
تھے سراج دار الافتاء سیدی شیر نیپال
یاد انکی آئے گی دل سبھوں کا تڑپے گا
چھوڑ گئے سب کو اکیلا سیدی شیر نیپال
ان کے مرقد پر ہمیشہ برسے رحمت یا خدا
تیری قدرت کا کرشمہ سیدی شیر نیپال
زخمی پر فیضان انکا یا خدا جاری رہے
یادگار اولیاء سیدی شیر نیپال

صاحب عرفان تھے شیر نیپال

از: مولانا پھول محمد نعمت رضوی غوثیہ انوار العلوم مراد پور منیاری مظفر پور (بہار)

سنیت کی شان تھے شیر نیپال
ملک کی پہچان تھے شیر نیپال
عالم دیں مفتی قاضی لاجواب
علم وفن کی کان تھے شیر نیپال
تھے مدبر بھی مفکر بھی بڑے
حافظ قرآن تھے شیر نیپال
اک بڑی نعمت تھے سنی کیلئے
فخر ہندستان تھے شیر نیپال
مل گیا جن کے جنازے سے ثبوت
صاحب ایقان تھے شیر نیپال
احسن العلماء کے محبوب نظر
نوریہ فیضان تھے شیر نیپال
سید العلماء کے تھے وہ اعتماد
صاحب عرفان تھے شیر نیپال
جوکسی سے بھی نہ ہل پائے کبھی
ایسے اک چٹان تھے شیر نیپال
اہلسنت والجماعت کیلئے
آن تھے اور بان تھے شیر نیپال
شان انکی کیا ہو نعمت سے بیاں
فضل کے سلطان تھے شیر نیپال

تو نے ملت کو سنوارا اے میرے شیرِ رضا

از: حضرت مولانا غلام رضا برکاتی

تو نے ملت کو سنوارا اے میرے شیرِ رضا
دین کا پرچم اٹھا یا اے میرے شیرِ رضا

بحرِ غم میں غرق ہیں حامیان اہل سنن
کون غم سے اب چھوڑائے اے میرے شیرِ رضا

واصلِ حق تم ہوئے سارے جہاں کو چھوڑ کر
بلبلا اٹھا زمانہ اے میرے شیرِ رضا

ہاتھ شفقت کا رکھے گا کون اب سر پر میرے
اے میرے حامی و ناصر اے میرے شیرِ رضا

تیرے فتووں سے عیاں ہے جلوۂ احمد رضا
تونے وہ جلوہ بکھیرا اے میرے شیرِ رضا

نور کی بارش ہو تیری قبر پہ صبح ومسا
اے میرے مرشد مربی اے میرے شیرِ رضا

اِک غلامِ رضا بھی ہے تیرے در کا گدا
نظرِ رحمت ہو ادھر بھی اے میرے شیرِ رضا

بٹتا ہے صدقہ جیش ملت کا

از: بلال احمد برکاتی (دوحہ قطر)

جگمگ جگمگ کرتا ہے روضہ جیش ملت کا
اس دربار سے بٹتا ہے صدقہ جیش ملت کا

یوں تو لاکھوں بستی ہے اس ملک نیپال میں
لیکن سب سے اعلیٰ ہے لہنہ جیش ملت کا

پل میں شیدا ہو بیٹھا سب کچھ اپنا وار کر
ایک جھلک جو بھی دیکھا چہرہ جیش ملت کا

اس کا بیڑا پار ہے دونوں جہاں میں برکاتی
جس نے بھی پایا بیشک شجرہ جیش ملت کا

رجھم رجھم رحمت کی بارش ہونے لگتی تھی
جس جا پر بھی پڑتا تھا تلوہ جیش ملت کا

میری رب سے دعائیں ہیں اور یہی دل کی حسرت
شاد رہے آباد رہے کنبہ جیش ملت کا

لا سکتے ہو تو لاؤ کوئی بھی تم ایک مثال
جیسا تھا نیپال میں تقویٰ جیش ملت کا

مجھ کو بلالِ برکاتی خوف نہیں ہے محشر کا
سر پر ہے کیونکہ میرے سایہ جیش ملت کا

بجتا ہے ڈنکا جیش ملت آپ کا

از: بلال احمد برکاتی (دوحہ قطر)

معترف ہے اک زمانہ جیش ملت آپ کا
اس لئے بجتا ہے ڈنکا جیش ملت آپ کا

کون اہل حق ہیں اور باطل پہ ہے کس کا عمل
کر دیا ثابت جنازہ جیش ملت آپ کا

دیکھ کر حیرت زدہ ہیں نجدیت پھلواریت
رعب والا ہے جو چہرہ جیش ملت آپ کا

بن گیا پل میں دیوانہ بن گیا ہے وہ مرید
جس نے بھی دیکھا ہے جلوہ جیش ملت آپ کا

ہے بلال ناتواں کے دل کی حسرت صبح وشام
دیکھ لے اک بار روضہ جیش ملت آپ کا

چہار جانب جو دیکھتے ہو بہار شیر نیپال سے ہے

از: بلال احمد برکاتی (دوحہ قطر)

چہار جانب جو دیکھتے ہو بہار شیر نیپال سے ہے
اسی لئے نجدیوں کے دل میں غبار شیر نیپال سے ہے

مہک رہے ہیں یہ دیں کے گلشن ہمال پربت ترائی میں جو
یقین مانو یہ سب کے سب لالہ زار شیر نیپال سے ہے

چمک رہے ہیں دمک رہے ہیں جو ممبر مصطفے پہ دیکھو
یہ وارثین نبی کی بیشک قطار شیر نیپال سے ہے

ہمارے ملک نیپال میں جو یہ بول بالا ہے سنیوں کے
قسم خدا کی یہ سنیت کا وقار شیر نیپال سے ہے

مزار اقدس کو دیکھتے ہی سکون سب کو ملی ہے بیشک
دکھی دلوں کو اور عاشقوں کو قرار شیر نیپال سے ہے

بروز محشر بلال ہم کو نہیں ہے کوئی بھی خوف کیونکہ
بچا ہی لے گی ہمیں یہ نسبت کہ پیار شیر نیپال سے ہے

حافظ ملت کا جلوہ وہ مجاہد کا جمال

از: استاذ العلما حضرت مولانا غلام طٰہٰ صاحب (باڑالھوریا)

سوئے جنت چلدیئے سب کو اکیلا چھوڑ کر
رضوی مسلک سے یقینا دل کا رشتہ جوڑ کر

غم کا بادل چھا گیا اور سر سے سایہ اٹھ گیا
مہمان جنت بن گئے روح کو پر نور کر

نورانی صورت سیرت اعلیٰ ترجمان رضویت
برکاتی قوت رضوی طاقت نجدیت کو زیر کر

حافظ ملت کا جلوہ وہ مجاہد کا جمال
حشمت علی کی جاہ وحشمت باطلوں کو ڈھیر کر

حافظ، قاری اور محدث مفتی عالم باکمال
اہل سنت کا مناظر نجدیوں کو توڑ کر

فکر اونچی سوچ اعلیٰ صاحب فکر ونظر
پاسبان سنیت سنیت معمور کر

تصنیف دلکش اور حسیں تحریر پیاری واہ واہ
گویائی قوت دلنشیں بزم کو مسحور کر

تقویٰ جنکا تھا یگانہ تھا تصلب بے مثال
باعمل عابد اور زاہد دل کو خود مسرور کر

دینی خدمت کر کے ہر سو شمع روشن کر دیا
حب آقا دے گئے نور سے پر نور کر

برکاتی میخانوں سے پی کر جام الفت بالیقیں
دلکش حسیں ملک نیپال جن پہ نازاں باخدا

اہلسنت کو عطا کر یا خدا نعم البدل
قائد ایسا بھیج کر غم کا بادل دور کر

لوح دل پر لکھ حمیدی یاد انکی آئے گی
تھے وہ ایسے پیشوا دل میں تو اقرار کر

نجدیت کے لئے خونخوار ہیں شیر نیپال

نتیجہ فکر: مفتی محمد مشتاق احمد امجدی ناسک (مہاراشٹر)

شاہ بطحا کے وفادار ہیں شیر نیپال
حفظ سنت میں جگر دار ہیں شیر نیپال
یار سرکار پیمبر کے ہیں جان ودل سے
کفر و بدعت پہ بڑا وار ہیں شیر نیپال
رازیٔ وقت تھے افکارونظر میں اپنے
ایسے پرواز میں پر دار ہیں شیر نیپال
ناصر وحامیٔ اسلام مناظردیں کے
حق کی آواز گرج دار ہیں شیر نیپال
یاس کو پاس کبھی آپ نے آنے نہ دیا
مرد میدان وفتح دار ہیں شیر نیپال
پاک برکات اور بغداد کی نسبت والے
نسبتوں کے گل گلزار ہیں شیر نیپال
آج تک سب کی زبانوں پہ ہے جاری ساری
نجدیت کے لئے خونخوار ہیں شیر نیپال
لب ہلادیں اگر، کھل جائیں قرآن و سنت
ایسے مشتاق گہر بار ہیں شیر نیپال

وہ جلوہ جیش ملت کا

نتیجہ فکر: ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی (تاراپٹی دھنوشا، نیپال)

نہیں ہٹتا نگاہوں سے ہے چہرہ جیش ملت کا
کہ ایسا نور والا تھا وہ جلوہ جیش ملت کا
بہے گا خوں وہاں میرا میاں نظمی نے فرمایا
گرے گا جس جگہ پر بھی پسینہ جیش ملت کا
کرے کوشش ہزاروں بار گرانے کی کوئی سن لے
رہے گا اوج پر لیکن ہاں رتبہ جیش ملت کا
یقینا لال قلعہ اور تاج محل کو بھول جاؤ گے
جو دیکھو گے اگر لہنہ میں روضہ جیش ملت کا
ضیاء گنبد خضریٰ لئے لہنہ کی دھرتی پر
قمر کے مثل چمکے گا ہاں قبہ جیش ملت کا
بلال خستہ نے کی بو العطر کے اشعار پر کوشش
کہ میں بھی ہوں اور اک یہ بھی دیوانہ جیش ملت کا

❁

ہر طرف ہے بول بالا جیش ملت کا

ازقلم: مولانا محمد عیسیٰ قادری رونق مصباحی الجامعۃ الاسلامیہ رضاء العلوم قصبہ کنہواں ضلع سیتامڑھی (بہار)

جہاں میں ہر طرف ہے بول بالا جیش ملت کا
بانِ خلق پر ہے خوب چرچا جیش ملت کا
یہ فیضانِ بریلی اور مارہرہ کی برکت ہے
جسے دیکھو وہی ہے دل سے شیدا جیش ملت کا
گلے شکوے بُھلا کر ہو گئے دشمن بھی شیدائی
جو دیکھا چاند کے مانند چہرہ جیش ملت کا
اسی جانب دِوانے دوڑ پڑتے تھے محبت سے
ہوا کرتا تھا جس جانب اشارہ جیش ملت کا
بوے علمِ رضا آتی ہے ان کے جملے جملے سے
مَیں پڑھتا ہوں کبھی جو کوئی فتویٰ جیشِ ملت کا
رضا کے شیر تھے ایسے نکل پڑتے وہ جس جانب
دیارِ غیر بھی ہوتا علاقہ جیش ملت کا
بفیضِ پیر ومرشد تھا بڑا مضبوط و مستحکم
بریلی اور مارہرہ سے رشتہ جیش ملت کا
کلیجے مُنھ کو آئے اور آنکھیں بھی ہوئیں پرنم
لحد کی سمت جب نکلا جنازہ جیش ملت کا
نہ بھولے گا کوئی نجدی وہابی ہے یقیں مجھ کو
لگا رخسار پر ایسا طمانچہ جیش ملت کا
تلمّذ کا شرف گرچہ نہ مل پایا تجھے رونق
بفضل رب مگر پایا زمانہ جیشِ ملت کا

ہم سنیوں کی جان ہیں شیر نیپال آپ

از: مفتی محمد کلام الدین نعمانی مصباحی (مہوتری نیپال)

ملت کے پاسبان ہیں شیر نیپال آپ
ہم سنیوں کی جان ہیں شیر نیپال آپ
عشق نبی کا جس نے پڑھایا ہمیں سبق
وہ علم کے جہان ہیں شیر نیپال آپ
مانے نہ مانے کوئی ہمارا ہے عقیدہ
ہم سب کے درمیان ہیں شیر نیپال آپ
احمد رضا و مفتی اعظم کے آج بھی
مسلک کے ترجمان ہیں شیر نیپال آپ
سارا نیپال کیوں نہ کریں ناز آپ پر
اس سرزمیں کی شان ہیں شیر نیپال آپ
اپنی عنایتوں کا شرف کرتے ہیں عطا
ہم سب پہ مہربان ہیں شیر نیپال آپ

فقیرِ درِ مصطفیٰ جیشِ ملت

از: مولانا شکیل احمد برکاتی نانپارہ (انڈیا)

فقیرِ درِ مصطفیٰ جیشِ ملت — ہیں فیضانِ غوث و رضا جیشِ ملت
ہیں مرشد کی چشمِ عطا جیشِ ملت — ہیں برکاتیت کی ضیا جیشِ ملت
مخالف کی آنکھوں پہ پٹّی پڑی ہے — وہ سمجھے گا کیا مرتبہ جیشِ ملت
تمہارے جنازے کو جس نے بھی دیکھا — بہت زیادہ حیران تھا جیشِ ملت
تمہارے جنازے میں اہلِ وفا کا — تھا سیلاب اترا ہوا جیشِ ملت
جنازے کی شرکت سے جس نے بھی روکا — نہ تھی اُس کے اندر حیا جیشِ ملت
ہے مردِ جَری اور شیرِ رضا بھی — مِرا جیشِ ملت مِرا جیشِ ملت
ترے جیسا مفتی ترے جیسا قائد — نہ نیپال کو ہے مِلا جیشِ ملت
شکیل آج امیّد لے کر ہے آیا — کرو اِس پہ کِرپا، دَیا جیشِ ملت

ہر سو ہے چرچا شیر نیپال کا

از: مولانا محمد شعبان رضا برکاتی (لہنہ شریف)

آپ کا ہر سو ہے چرچا اے میرے شیر نیپال
ہر طرف بجتا ہے ڈنکا اے میرے شیر نیپال

فیض مارہرہ کا لے کر ہر گھڑی نیپال میں
بانٹتے ہیں خوب صدقہ اے میرے شیر نیپال

حضرتِ نظمی میاں نے صاف یہ فرمادیا
آپ ہیں برکاتی دولہا اے میرے شیر نیپال

سید العلماء کے فیض پاک سے مرشد مرے
آپ کا ہے بول بالا اے میرے شیر نیپال

جس نے صلح کلیت میں کردیا ہے زلزلہ
آپ کا ہے نام ایسا اے میرے شیر نیپال

مسلک احمد رضا کے ترجماں، سچے نقیب
چرخِ ملت کا ستارہ اے میرے شیر نیپال

آپ کے شعبان نے لکھی ہے جو یہ منقبت
ہے کرم کا ہی اشارہ اے میرے شیر نیپال

ہیں شیر نیپال جنت کے اندر

از: مولانا فرحت صابری

بیشک ہے رب کا انعام ان پر، ہیں شیر نیپال جنت کے اندر
کہتا رہے گا عاشق برابر ہیں شیر نیپال جنت کے اندر
آنکھوں سے میری ہے اشک جاری، ہر دم رلاتی ہے بیقراری
بجلی گری ہے جذبات دل پر، ہیں شیر نیپال جنت کے اندر
لہنہ میں آئے لاکھوں دیوانے، پڑھ کے جنازہ قسمت جگانے
اے دل جنازے کا دیکھ منظر، ہیں شیر نیپال جنت کے اندر
مارہرہ کا جو فیضان لایا، ڈھونڈو کہاں ہے برکاتی دولھا
گریہ نہ کر تو اے قلب مضطر، ہیں شیر نیپال جنت کے اندر
فیضان والا ان کا سفر ہے، آقا کا روضہ پیش نظر ہے
پایا انہوں نے اعلیٰ مقدر ہیں شیر نیپال جنت کے اندر
مقبول انکی دینی ہے خدمت، سب کے دلوں میں ہیں جیش ملت
ان سے ملیں گے ہم روز محشر ہیں شیر نیپال جنت کے اندر
قائم رہے جو حق پر ہمیشہ، چھوڑے نہیں وہ دینی فریضہ
انکے عدو کا دوزخ میں ہے گھر، ہیں شیر نیپال جنت کے اندر
جب تک یہ سورج گردش کرے گا، جیش رضا کا ڈنکا بجے گا
ان پر ہمیشہ ہے فضل داور، ہیں شیر نیپال جنت کے اندر
نیپال کے چیف قاضی رہے وہ، رب کی رضا پر راضی رہے
وہ کہتا ہے فرحت مداح سرور، ہیں شیر نیپال جنت کے اندر

سر چشمہ فیض غوث ورضا دربار ہے جیش ملت کا

از: رحمت برکاتی لوہار پٹی، نیپال خطیب وامام غریب نواز مسجد (مہاراشٹر)

سر چشمہ فیض غوث و رضا دربار ہے جیش ملت کا
اس واسطے اتنا شادابی گلزار ہے جیش ملت کا
صدیق وعمر عثمان وعلی شیخین کے عشق ومحبت سے
اللہ قسم دل ہر لمحہ سرشار ہے جیش ملت کا
چشمان محبت سے ان کو جو دیکھ لے انکا ہو جائے
شک اس میں نہیں ہے کچھ ایسا کردار ہے جیش ملت کا
نیپال میں ثانی ہے ہی نہیں کیا پیش کروں میں مثالوں میں
ہر فن میں اونچا اور اعلیٰ معیار ہے جیش ملت کا
کوئی حافظ کوئی قاری ہے کوئی عالم کوئی علامہ
آقا کے کرم سے پڑھا لکھا گھر بار ہے جیش ملت کا
جو لوگ جنازے میں آئے وہ دیکھ کے بولے برجستہ
تاریخی جنازہ مدحت کا حقدار ہے جیش ملت کا
ہاں مسلک اعلی حضرت کی ترویج وتحفظ کی خاطر
جان اپنی لٹانے کو شیدا تیار ہے جیش ملت کا
نیپال ہو چاہے بھارت ہو جس سمت نگاہ اٹھتی ہے
ان دونوں ملکوں میں ہر سو میخوار ہے جیش ملت کا
موجودہ نسلیں بولیں گی یہ فخر یہ لہجے میں اک دن
ہم نے بھی کیا ماشاء اللہ دیدار ہے جیش ملت کا
بس ایک وضو میں پورا پڑھا قرآن درآقا کے قریں
یہ کتنا انوکھا چاہت کا اظہار ہے جیش ملت کا
گر ترچھی نظر سے دیکھے گا حاسد تو گرے گا دھم سے وہیں
اے رحمت اونچا فیض کا یوں مینار ہے جیش ملت کا

خدا کے فضل سے ہر سو ہے چرچا جیش ملت کا

ہر سو ہے چرچا جیش ملت کا از قلم: مولانا محمد قیصر، کھوٹا (نیپال)

خدا کے فضل سے ہر سو ہے چرچا جیش ملت کا
زمانہ دیکھ کر حیراں ہے رتبہ جیش ملت کا

محدث ہیں مفکر ہیں مدبر ہیں مناظر ہیں
جہان علم میں بجتا ہے ڈنکا جیش ملت کا

حبیب خالق کون ومکاں کے فیض وبرکت سے
بہت اعلیٰ بہت اونچا ہے رتبہ جیش ملت کا

کہا نظمی میاں نے جلسۂ برکات لہنہ میں
کہ مارہرہ بریلی سے ہے رشتہ جیش ملت کا

مرادیں پوری ہوتی ہیں سبھی کی ان کے روضے پر
کبھی خالی نہیں لوٹا کوئی منگتا جیش ملت کا

سدا اپنے مقدر پر نہ کیوں کر ناز ہو مجھ کو
بفضل حق میں ہوں قیصر دیونہ جیش ملت کا

پچیسواں باب

شجرۂ

عالیہ شریف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۵

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی

اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی

اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۵

شجرہ عالیہ شریف

شجرہ شریف سے پہلے کئے جانے والے اعمال

حضور شیر نیپال رحمہ اللہ تعالیٰ کو میں نے شجرہ شریف بعد نماز فجر پڑھتے دیکھا اور بہت خلوص وتوجہ کے ساتھ۔اس سے قبل آپ قرآن شریف کی تلاوت اور درود شریف کا ورد کرتے تھے پھر اس کے بعد شجرہ عالیہ کا ورد کرتے تھے۔تو اس لئے حضرت شیر نیپال کے مریدین بھی انہیں طریقوں کے ساتھ شجرہ عالیہ کو پڑھا کریں۔آسانی کے لئے درج ذیل معمولات شجرہ شریف سے پہلے بجالائیں۔

سورہ فاتحہ

أعوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطانِ الرَّجیمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ٥ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ٥ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ٥ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ (1 بار)

آیۃ الکرسی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللّٰہُ لَا إِلَٰہَ إِلَّا ہُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّومُ لَا تَأۡخُذُہُ سِنَۃٌ وَلَا نَوۡمٌ لَہُ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الۡأَرۡضِ مَنۡ ذَا الَّذِی یَشۡفَعُ عِنۡدَہُ إِلَّا بِإِذۡنِہِ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ أَیۡدِیہِمۡ وَمَا خَلۡفَہُمۡ وَلَا یُحِیطُونَ بِشَیۡءٍ مِنۡ عِلۡمِہِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمَاوَاتِ وَالۡأَرۡضَ وَلَا یَئُودُہُ حِفۡظُہُمَا وَہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیمُ (1 بار)

سورہ اخلاص

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ أَحَدٌ ٥ اللّٰہُ الصَّمَدُ ٥ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُولَدۡ ٥ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہُ کُفُوًا أَحَدٌ (3 بار)

سورہ فلق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ أَعُوذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ٥ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ٥ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ٥ وَمِن شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِی الۡعُقَدِ ٥ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ٥ (ایک بار)

سورہ ناس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
قُلۡ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ o مَلِكِ النَّاسِ o إِلَٰهِ النَّاسِ o مِن شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ الۡخَنَّاسِ o الَّذِی یُوَسۡوِسُ فِی صُدُورِ النَّاسِ o مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ o (ایک بار)

درود تاج

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالۡمِعۡرَاجِ وَالۡبُرَاقِ وَالۡعَلَمِ دَافِعِ الۡبَلَاءِ وَالۡوَبَاءِ وَالۡقَحۡطِ وَالۡمَرَضِ وَالۡاَلَمِ اِسۡمُهٗ مَكۡتُوبٌ مَرۡفُوعٌ مَشۡفُوعٌ مَنۡقُوشٌ فِی اللَّوۡحِ وَالۡقَلَمِ سَیِّدِ الۡعَرَبِ وَالۡعَجَمِ جِسۡمُهٗ مُقَدَّسٌ مُعَطَّرٌ مُطَهَّرٌ فِی الۡبَیۡتِ وَالۡحَرَمِ شَمۡسِ الضُّحٰی بَدۡرِ الدُّجٰی صَدۡرِ الۡعُلٰی نُورِ الۡهُدٰی كَهۡفِ الۡوَرٰی مِصۡبَاحِ الظُّلَمِ.. جَمِیۡلِ الشِّیَمِ شَفِیۡعِ الۡاُمَمِ صَاحِبِ الۡجُودِ وَالۡكَرَمِ اَللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبۡرِیۡلُ خَادِمُهٗ، وَالۡبُرَاقُ مَرۡكَبُهٗ وَالۡمِعۡرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدۡرَتُ الۡمُنۡتَهٰی مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوۡسَیۡنِ مَطۡلُوبُهٗ وَالۡمَطۡلُوبُ مَقۡصُودُهٗ وَالۡمَقۡصُودُ مَوۡجُودُهٗ. سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ خَاتِمِ النَّبِیِّیۡنَ شَفِیۡعِ الۡمُذۡنِبِیۡنَ أَنِیۡسِ الۡغَرِیۡبِیۡنَ رَحۡمَةٍ لِّلۡعَالَمِیۡنَ رَاحَةِ الۡعَاشِقِیۡنَ مُرَادِ الۡمُشۡتَاقِیۡنَ شَمۡسِ الۡعَارِفِیۡنَ سِرَاجِ السَّالِكِیۡنَ مِصۡبَاحِ الۡمُقَرَّبِیۡنَ مُحِبِّ الۡفُقَرَاءِ وَالۡغُرَبَاءِ وَالۡمَسَاكِیۡنِ. سَیِّدِ الثَّقَلَیۡنِ نَبِیِّ الۡحَرَمَیۡنِ إِمَامِ الۡقِبۡلَتَیۡنِ وَسِیۡلَتِنَا فِی الدَّارَیۡنِ صَاحِبِ قَابَ قَوۡسَیۡنِ مَحۡبُوبِ رَبِّ الۡمَشۡرِقَیۡنِ وَالۡمَغۡرِبَیۡنِ جَدِّ الۡحَسَنِ وَالۡحُسَیۡنِ مَوۡلَانَا وَمَوۡلَی الثَّقَلَیۡنِ.. أَبِی الۡقَاسِمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰهِ نُورٍ مِنۡ نُورِ اللّٰهِ یَا أَیُّهَا الۡمُشۡتَاقُونَ بِنُورِ جَمَالِهٖ صَلُّوا عَلَیۡهِ وَآلِهٖ وَأَصۡحَابِهٖ وَسَلِّمُوا تَسۡلِیۡمًا.

❁❁❁

شجرۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ

(پیرِ طریقت حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یارسول اللہ کرم کیجے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

سیّدِ سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقرِ علمِ ہُدیٰ کے واسطے

صدقِ صادق کا تصدّق صادقِ الاسلام کر
بے غضب راضی ہوکاظم اور رضا کے واسطے

بہرِ معروف و سری معروف دے بے خود سَری
جندِ حق میں گِن جنید با صفا کے واسطے

بہرِ شبلی شیرِ حق دُنیا کے کتّوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے رِیا کے واسطے

بوالفرح کا صَدقہ کرغم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعیدِ سعد زا کے واسطے

قادِری کر قادِری رکھ قادِریوں میں اُٹھا
قدرِ عبدالقادرِ قدرت نما کے واسطے

اَحْسَنَ اللّٰہُ لَھُمْ رِزْقًا سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزّاق تاجُ الاصفیا کے واسطے

نصر ابی صَالح کا صَدقہ صَالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں مُحیِّ جاں فزا کے واسطے

طُورِ عِرفان و عُلو و حمد و حسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشا کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے رُوئے ایماں کو جَمال
شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیا کے واسطے

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے
خوانِ فضل اللہ سے حصّہ گدا کے واسطے

دِین و دُنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عِشقِ حق دے عشقیِ عِشق اِنتما کے واسطے

حُبِّ اہلِ بیت دے آلِ محمّد کے لئے
کر شہیدِ عِشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر
اچھے پیارے شمسِ دِیں بدرُ العلیٰ کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر
ستھرے پیارے نور حق شمس الضحیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر … حضرتِ آلِ رسولِ مقتدا کے واسطے
نور ایماں،نور عرفاں،نور قبر و حشر دے … بوالحسین احمدِ نوری ضیا کے واسطے
دے ہدایت دوجہاں میں ہم کو اے رب کریم … حضرت مہدی میاں باعطا کے واسطے
ہم کو اولاد رسول پاک کا رکھنا غلام … شاہ اولادِ رسول باضیا کے واسطے
قول وفعل و حال سب میں ہم کو تو سچا ہی رکھ … شہ محمد صادق مرد خدا کے واسطے
سب کی قسمت کی برائی نیکی سے کردے بدل … حضرت بو القاسم خیر وہُدیٰ کے واسطے
حب اولاد رسول پاک دے دل میں رچا … شاہ اولادِ رسول رہ نماکے واسطے
نامِ نامی جن کا ہے حضرت غلام محی الدین … بخش دے ہم کو تو ان کے اتقا کے واسطے
نور احمد ضوفگن ہم پہ اے رب عزیز … نور احمد عاشق نور خدا کے واسطے
مصطفیٰ و مرتضیٰ راضی ہوں ہم سے اے خدا … میرے مولیٰ شاہ سید ارتضا کے واسطے
مجھ کو راہ مصطفیٰ پر گامزن رکھنا مدام … میرے مرشد شاہ آل مصطفیٰ کے واسطے
یاالٰہی بہر حضرت مصطفیٰ حیدر حسن … حسن وصفوت کر عطا ان کے گدا کے واسطے
دوجہاں کی نعمتوں سے ہم کو مالا مال کر … حضرت جیش محمد بو ضیاکے واسطے
صَدقہ ان اَعیاں کا دے چھ عین عزعلم وعمل … عفو و عرفاں عافیت پیارے رضاکے واسطے

فاتحہ سلسلہ و دعا

منظوم شجرہ شریف پڑھنے کے بعد مندرجہ ذیل بتائے ہوئے طریقے کے مطابق فاتحہ اور دعا کریں۔(امجدی)

(۱) درود غوثیہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَ الْكَرَمِ وَ اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ (7 بار)

(۲) سورہ فاتحہ اعوذ اور بسم اللہ کے ساتھ

أَعوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (1 بار)

(۳) آیۃ الکرسی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (البقرة: ۲۵۵) (1 بار)

(۴) سورۃ الاخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (۳ بار)

(۵) درود غوثیہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَ الْكَرَمِ وَ اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ (۷ بار)

اب اس کا ثواب بارگاہ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں نذر کر کے تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان مشائخ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ارواح طیبہ کو نذر کریں جن کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اگر وہ زندہ ہیں تو ان کے لئے دعائے سلامتی وعافیت کریں، ورنہ ان کا نام بھی فاتحہ میں شامل کر دیں۔ دعا کا طریقہ آگے بیان کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

وظائف

پنج گنج قادریہ

سب سو سو بار (اوّل وآخر تین تین بار دُرود شریف) کے ساتھ پڑھئے۔ اِسے ہمیشہ پڑھنے سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ دین ودنیا کی بے شمار برکتیں ظاہر ہونگی۔

بعد نماز فجر: یَاعَزِیْزُ یَااَللّٰہُ بعد نماز ظہر: یَا کَرِیْمُ یَااَللّٰہُ بعد نماز عصر: یَاجَبَّارُ یَااَللّٰہُ

بعد نماز مغرب: یَاسَتَّارُ یَااَللّٰہُ بعد نماز عشاء: یَاغَفَّارُ یَااَللّٰہُ

ذکر نفی واثبات چار ضربی

(۱) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۱۰۰ بار اول وآخر تین تین بار درود شریف

(۲) اِلَّا اللّٰہُ ۱۰۰ بار اول وآخر تین تین بار درود شریف

ہر حاجت کے لئے وظائف

ہر حاجت اور مشکل کے حل کے لئے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مشائخ اور بزرگان دین سے درج ذیل تین وظیفے منقول ہیں، یہ تینوں وظائف نہایت مفید اور مجرب ہیں۔ انشاء اللہ جس مقصد اور حاجت کے لئے وظیفہ کیا جائے گا اس میں کامیابی ضرور ہوگی۔ (امجدی)

پہلا وظیفہ

اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا شَرِیْکَ لَہٗ (آٹھ سو چوہتر (874) بار، اول وآخر گیارہ گیارہ (11-11) درود شریف: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَافِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلَاۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ) تا حصول مراد (مراد کے حاصل ہونے تک) روزانہ پڑھئے۔ باوضو قبلہ رو دوزانو بیٹھ کر پڑھیں اور اسی کلمہ کو اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، وضو بے وضو ہر حال میں بے شمار زبان پر جاری رکھیں۔ وقت معین نہیں (کسی وقت پڑھ سکتے ہیں)۔ اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ مراد پوری ہوگی۔

دوسرا وظیفہ

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (450) ساڑھے چار سو بار روزانہ تا حصول مراد (پڑھیں) اول وآخر گیارہ

گیارہ (11-11) بار درود شریف: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلَاۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰہِ) پڑھیں۔ جس وقت کسی قسم کا اضطراب اور بے چینی ہو، اس کلمے کی تکثیر (کثرت) کریں۔ وقت معین نہیں ہے۔

تیسرا وظیفہ

بعد نماز عشاء ایک سو گیارہ مرتبہ:

طُفیل حضرتِ دست گیر
دُشمن ہووے زیر

پڑھیں اور اوّل و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف۔ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلَاۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰہِ) تا حصول مراد (مراد حاصل ہونے تک) پڑھیں۔

شجرہ شریف کے بعد دعا کرنے کا طریقہ

اردو اور عربی دعا کے طریقے آسانی کے لئے لکھے جا رہے ہیں۔ ان میں اکثر دعائیں قرآن شریف اور احادیث مبارکہ سے لی گئیں ہیں اور انہیں دعاؤں کا اردو ترجمہ ہے، جبکہ بعض دعائیں بزرگان دین اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی وہ دعائیں ہیں جو آپ اکثر کیا کرتے تھے۔

دعائیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاۃً تُنْجِیْنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ الْأَهْوَالِ وَالآفَاتِ، وَتَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ، وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ، وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ، وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ، فِی الْحَیٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ، إِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

یا اللہ، یا رحمٰن یا رحیم یا حنان یا منان یا کریم جو کچھ ذکر و اذکار کئے گئے، تلاوت کی گئی، تیرے حبیب رحمت عالم ﷺ کی بارگاہ ناز میں درود و سلام کا ہدیہ پیش کیا گیا ان سب نیکیوں کا ثواب تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں قبول فرما، یا ربِ کریم! یہ ثواب ہمارے پڑھنے کے مطابق نہیں بلکہ اپنی رحمت کے شایانِ شان عطا فرما کر ہماری طرف سے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو عنایت فرما۔ رحمت عالم ﷺ کے صدقہ وطفیل جملہ انبیا و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی بابرکت بارگاہوں میں پیش کرتا ہوں قبول فرما۔ خلفائے راشدین، اُمہات المؤمنین، اہل بیت اطہار، صحابہ وصحابیات، تابعین وتبع تابعین، ائمۂ مجتہدین اور جملہ مشائخ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی بارگاہوں میں پیش کرتا ہوں اے اللہ قبول فرما۔ پیران پیر روشن ضمیر سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی غوث اعظم، سلطان الہند

حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت سید شاہ برکت اللہ، مجدد اعظم امام احمد رضا خان، مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان، حضور سید العلما وحضور احسن العلما علیہم الرحمۃ والرضوان اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ مصطفویہ نقشبندیہ سہروردیہ چشتیہ اشرفیہ کے تمام مشائخ معظمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خدمتوں میں پیش کرتا ہوں مولیٰ قبول فرما۔ پیر ومرشد حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ کی روح پرفتوح کو ان نیکیوں کا ثواب عطا فرما اور ان کے طفیل تمام مومنین مومنات، مسلمین مسلمات اور میرے خاندان کے جملہ مسلمانوں کو روحوں کو ان سب نیکیوں کا ثواب عطا فرما کر ان سب کی مغفرت فرما اور ان کے درجات بلند فرما۔

اِلٰہُ العالمین! میرے پیر ومرشد حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تربت پر رحمت و انوار کی بارشیں نازل فرما، ان کے درجات کو بلند تر فرما، ان کے فیوض و برکات کو عام فرما، ان کے صدقہ ہمارے تمام مشکلات کو دور فرما دے، الٰہی مشائخ مارہرہ مطہرہ کا صدقہ عطا فرما۔ اے اللہ بیماروں کو شفا عطا فرما، اے مولا! عالم اسلام کے کلمہ پڑھنے والے بیماروں، مجبوروں، قرضداروں اور کمزوروں پر رحمت کی نظر فرما۔ اے اللہ! ہمیں مصیبتوں سے محفوظ فرما اور عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں دنیا وآخرت کی بھلائیاں نصیب فرما۔ تجھے تیری رحمت کا واسطہ موت کی سختیوں سے بچانا۔ نزع کے وقت کلمہ نصیب فرمانا۔ میرے والدین کی مغفرت فرما اور میری اولاد کو اسلام وسنت پر قائم و دائم رکھ اور عاشق رسول بنا۔ میری بیٹیوں کو حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیزاؤں میں قبول فرما اور ان کے نقش قدم پر چلنے والیاں بنا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَاَصْلِحْ لَنَا شَانَنَا كُلَّهٗ ○ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا وَاهْدِنَا وَعَافِنَا وَارْزُقْنَا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ قُلُوْبَنَا وَاَزِلْ عُيُوْبَنَا وَتَوَلَّنَا بِالْحُسْنٰى وَزَيِّنَّا بِالتَّقْوٰى وَاجْمَعْ لَنَا خَيْرَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى وَارْزُقْنَا طَاعَتَكَ مَا اَبْقَيْتَنَا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْمُرْسَلِيْنَ فَارْحَمْ عِبَادَكَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ وَاخْتِمْ لَنَا بِخَيْرٍ وَافْتَحْ لَنَا بِخَيْرٍ وَبَارِكْ لَنَا فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَانْفَعْنَا بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ○ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

❁❁❁

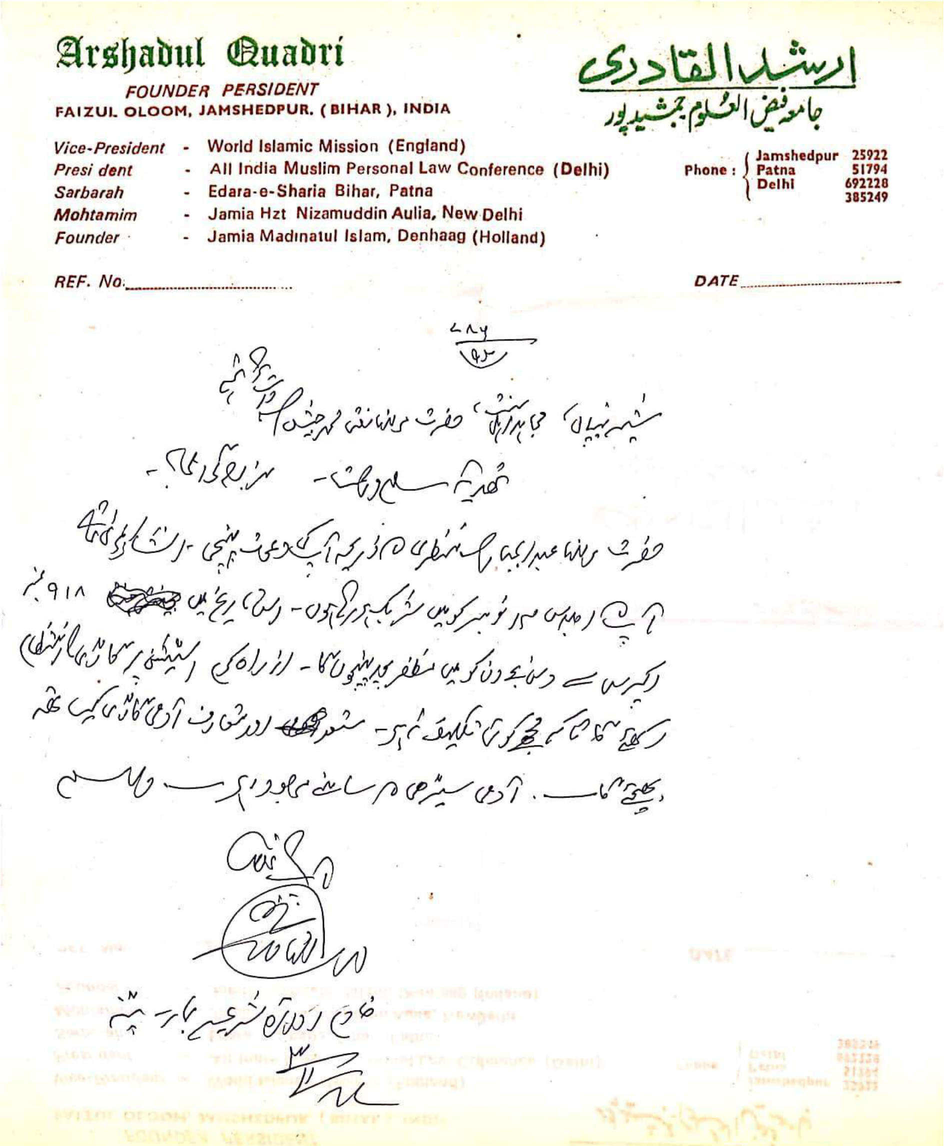

Arshadul Quadri

FOUNDER PERSIDENT

FAIZUL OLOOM, JAMSHEDPUR. (BIHAR), INDIA

ارشد القادری

جامعہ فیض العلوم جمشید پور

Vice-President	-	World Islamic Mission (England)
Presi dent	-	All India Muslim Personal Law Conference (Delhi)
Sarbarah	-	Edara-e-Sharia Bihar, Patna
Mohtamim	-	Jamia Hzt Nizamuddin Aulia, New Delhi
Founder	-	Jamia Madinatul Islam, Denhaag (Holland)

Phone : Jamshedpur 25922, Patna 51794, Delhi 692228, 385249

REF. No. .... DATE ....

۷۸۶ / ۹۲

شیر نیپال، مجاہد ملت، حضرت مولانا [illegible]

تحفۂ سلام و رحمت۔ مزاج گرامی؟

حضرت مولانا [illegible] کے ذریعہ آپ کا دعوت نامہ پہنچا۔ ان شاء اللہ [illegible]

آپ کے [illegible] نومبر [illegible] ۹۱۸ نمبر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خادم ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ

۱۱/۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۹۲

بیادگار: اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

الجامعۃ الرضویہ پٹنہ

مغلپورہ دورخی پٹنہ سیٹی ۸۰۰۰۰۸

AL JAMIATUL RAZVIA

MOGHAL PURA DOORUKHI PATNA CITY 800008

۴۸۶/۹۲

بحر العلوم قاضی شریعت نیپال استاذ مکرم صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قدر خیر و عافیت سے ہوں امید کہ مزاج مقدس بھی بخیر ہوگا
جنکپور سے گھر گیا گھر سے پٹنہ بخیر پہونچ گیا عدم فرصت کی وجہ سے
جلد مطلع نہ کر سکا مدرسہ پہونچنے کے فوراً بعد ان دونوں بچوں کو بلایا
جو ہمارے ساتھ جنکپور جلسہ میں گئے تھے پوچھا کہ آج جنکپور کے مدرسہ میں
کتنے کاٹون دیکھے تھے دونوں بچوں نے یک زبان ہوکر جواب دیا کہ پانچ
کاٹون مدرسہ میں دیکھے تھے اور ۵۹ (۶۹) کتاب کا ایک آدھ کاٹون مولانا صاحب کو
دیتے تھے اس سے بالکل واضح ہے کہ آپ کے مدرسہ میں پانچ کاٹون دکھایا گیا ہے رکھا گیا جو وجہ
اٹھانا چاہو تو آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں اس لائق نہیں کہ چار ہزار روپئے کا
بار گراں میں اٹھاؤں یہ ہم سے نہیں ہو سکتا ہے ابھی تک ہم نے سید صاحب سے اس کا تذکرہ نہیں کیا
ہے ہو سکتا ہے وہ اپنے میں کچھ سوچیں لہذا آپ اس کی اصلیت حال سے جلد آگاہ کریں گے
اور اس کے متعلق ایک استفتاء جا چکا ہے ابھی تک جواب نہیں ملا ہے جلد عنایت
فرمائیں شرع کا جو حکم ہو اور آنکھوں پر ہے سید صاحب نے کئی دفعہ روپئے کا
تقاضہ کئے مگر میں یہ کہکر ٹالدیتا ہوں کہ جنکپور سے ضرور رقم آجائے گی باقی خدا حافظ

محمد جمیل الدین رضوی
صدر المدرسین جامعہ ہذا
13/2/88

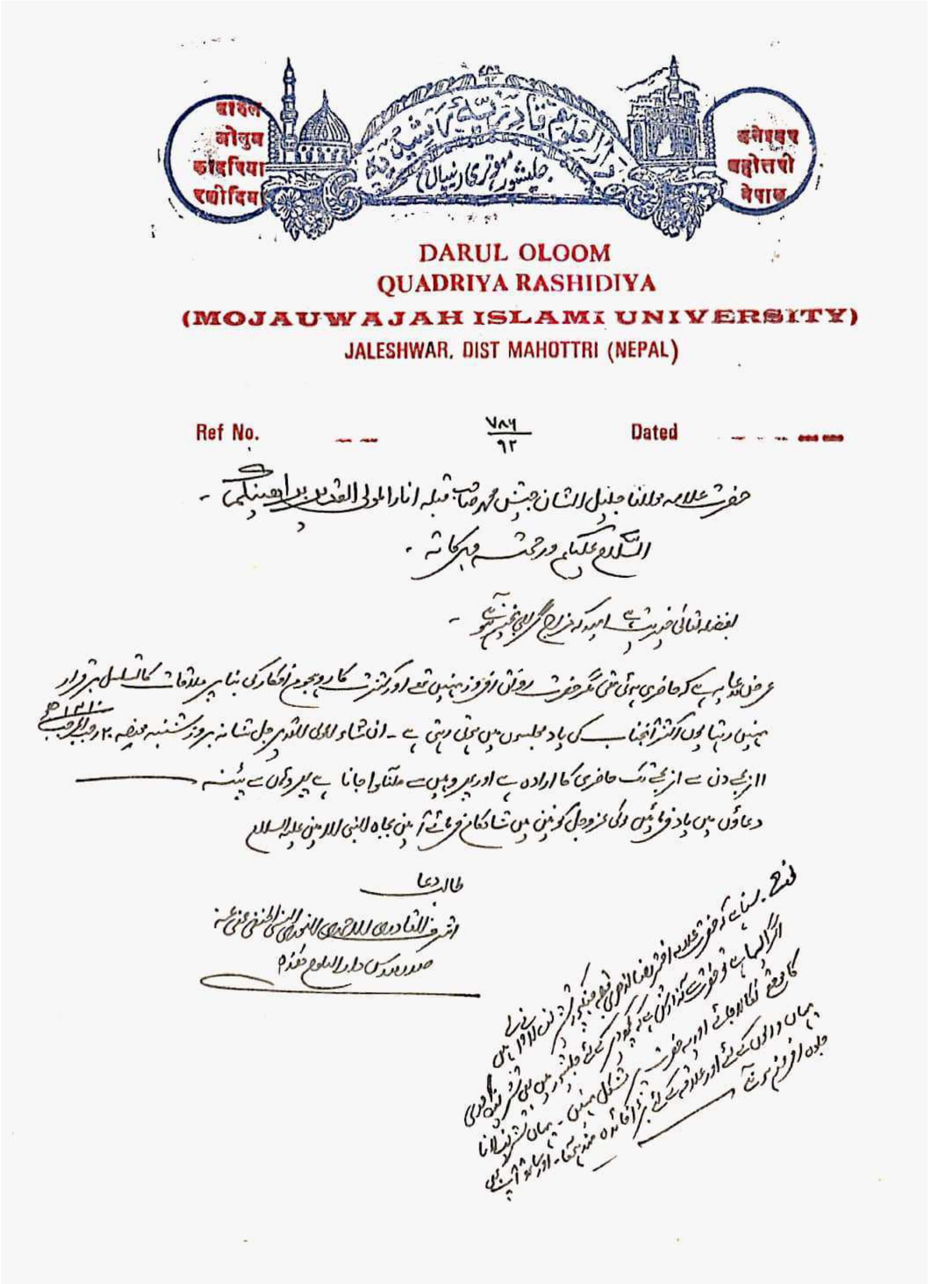

Ref No. ۷۸۶/۹۲ Dated

حضرت علامہ مولانا جلیل الشان جسٹس محمد رضا صاحب قبلہ انار المولی العزیز براہینکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بفضلہ تعالیٰ خیریت ہے امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

عرض مدعا یہ ہے کہ حاضری ہوئی تھی مگر حضرت سے روبرو ملاقات نہیں ہوئی تھی اور کثرت کار وہجوم افکار کی بنا پر ملاقات کا سلسلہ برقرار نہیں رہتا ہوں اکثر آنجناب کی یاد مجلسوں میں ہوتی رہتی ہے۔ ان شاء اللہ المولی جل شانہ بروز شنبہ مورخہ ۲۰ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ ۱۱ بجے دن سے ۲ بجے تک حاضری کا ارادہ ہے اور پھر وہیں سے ملتانوا جانا ہے پھر وہاں سے پٹنہ

دعاؤں میں یاد فرمائیں مولیٰ عزوجل کونین میں شادکام فرمائے آمین بجاہ النبی الامین علیہ السلام

طالب دعا

اشرف القادری الرشیدی النوری البرکاتی الحنفی عفی عنہ

صدر مدرس دار العلوم ھذا

نوٹ۔ سنا ہے کہ حضرت علامہ افضل فضلاء الدہر ... جنوری ۱۹۹۲ میں ... کا دعوت نامہ بھیجا جائے اور یہ حضرت ... جلسہ میں بھی شرکت فرمائیں ... یہاں والوں کے لئے اور علاقہ کے لئے بڑا فائدہ مند ہوگا۔ اور جاتے ہوئے جلوہ افروز ہوں گے۔

DARUL OLOOM
QUADRIYA RASHIDIYA
(MOJAUWAJAH ISLAMI UNIVERSITY)
JALESHWAR, DIST MAHOTTRI (NEPAL)

Ref No. ۷۸۶/۹۲ Dated ۲۰ ربیع الآخر ۱۴۱۳

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ مولانا حبیب محمد صاحب قبلہ زید مجدہ و مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔

عرض خدمت یہ ہے کہ دار العلوم ہٰذا کے حالات حضور سے پوشیدہ نہیں۔ تعمیری کاموں کی وجہ سے روداد کافی ہو گئی ہے۔ گذشتہ سال کی طرح امسال بھی جنکپور میں چندہ وصولی کے لئے آدمی بھیج رہا ہوں۔ یہ مدرسہ کے مدرس مولانا صاحب ہیں۔ حضور سے گذارش ہے کہ کسی ہوشیار طالب علم کو بطور رہنما ساتھ کر دیں اور اپنی عنایتوں اور دعاؤں سے نوازتے رہیں۔ جنکپور مارکیٹ میں وصولی کے لئے آپ کے حکم و ارشاد کی اہمیت ہے اور آپ کا ارشاد کافی۔ حاضر باشوں کو میری طرف سے سلام عرض ہے۔

طالب دعا
و خیر اندیش
اشرف القادری الاحمدی النوری عفی عنہ
صدر مدرس دار العلوم ہٰذا

۷۸۶ ۹۲

امانتِ شرعیہ نیپال خانقاہِ قادری

نینہی شریف، جلیشور ضلع مہوتری (نیپال)

الموسس: اشرف العلماالمفتی اشرف القادری النوری التیغی

نینہی مسکناً و مولداًو العدنی موطناًان شاء اللہ تعالیٰ

AMANATE SHARIA KHANQUAHE QUADRI

Vill.Nainhi,Po.Jaleshwar,Dist. Mahottari (Nepal)

۷۸۶ / ۹۲

حضرت علامہ شیر نیپال صاحب مدظلہ العالی

سلام ورحمت

عرض خدمت عالیہ میں ہے کہ ۲۷ اپریل ۲۰۰۹ء کو رات میں خانقاہ قادری امانت شرعیہ نینہی شریف میں کانفرنس ہونے والی ہے اس میں حضور کی شرکت میرے لئے باعث صد افتخار ہوگی۔ مجمع البحرین کانفرنس میں عدم شرکت کی وجہ سے مجھے افسوس ہوا اور حاضرین کو تکلیف۔ اس بار حضور شرکت فرما کر تلافی مافات فرمائیں عنایت ہوگی۔

الداعی

فقیر قادری

اشرف القادری

امانت شرعیہ نینہی

29.3.2009

۷۸۶

از
دار العلوم اشرفیہ مبارکپور
۲۳ر صفر ۹۴ھ

محب محترم جناب مولانا محمد حسین صاحب زید مجدہ!

سلام مسنون ۔ محبت نامہ وصول ہوا۔ ۱۹ر ۲۰ر ۲۱ر ربیع الاول
کو میں کلکتہ مدعو ہوں پہلے ہی وہاں منظوری دے چکا ہوں اس لئے
آپ کے اجلاس میں شریک ہونے سے معذور ہوں۔ آپ کے اجلاس کی
کامیابی کیلئے دعاگو ہوں۔ حضرت سید العلماء قبلہ دامت برکاتہم اور تشریف
لانے والے دیگر علماء کرام سے میرا سلام عرض کر دیں والسلام

عبد الحفیظ عفی عنہ

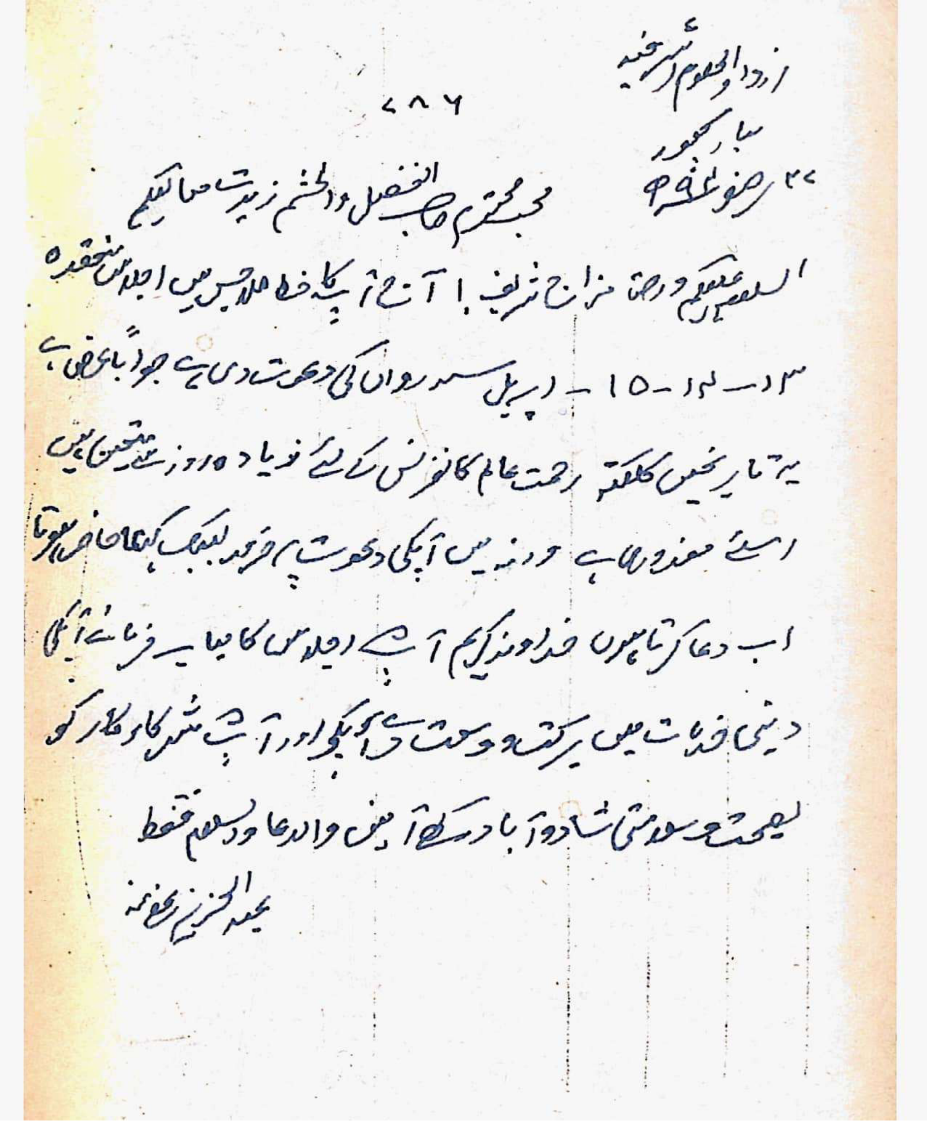

دارالعلوم اشرفیہ

مبارکپور

۲۷ رصفر ۱۴۰۹ھ

۷۸۶

محب محترم جناب الفضل والکرم زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ مزاج شریف! آج آپ کا خط ملا جس میں اجلاس منعقدہ

۱۳-۱۴-۱۵ اپریل مسعود روان کی دعوت دی ہے جو باعث فخر ہے

یہ تاریخیں کلکتہ رحمت عالم کانفرنس کے لئے تقریباً دو روز متعین ہیں

اس لئے معذرت خواہ ہے ورنہ میں آپ کی دعوت پر ضرور لبیک کہتا اور حاضر ہوتا

اب دعا کرتا ہوں خداوند کریم آپ کے اجلاس کو کامیاب فرمائے آپ کی

دینی خدمات میں برکت و وسعت دے آپ کو اور آپ کے شرکائے کار کو

سعادت دارین سے شاد و آباد رکھے آمین والدعا والسلام فقط

عبدالعزیز عفی عنہ

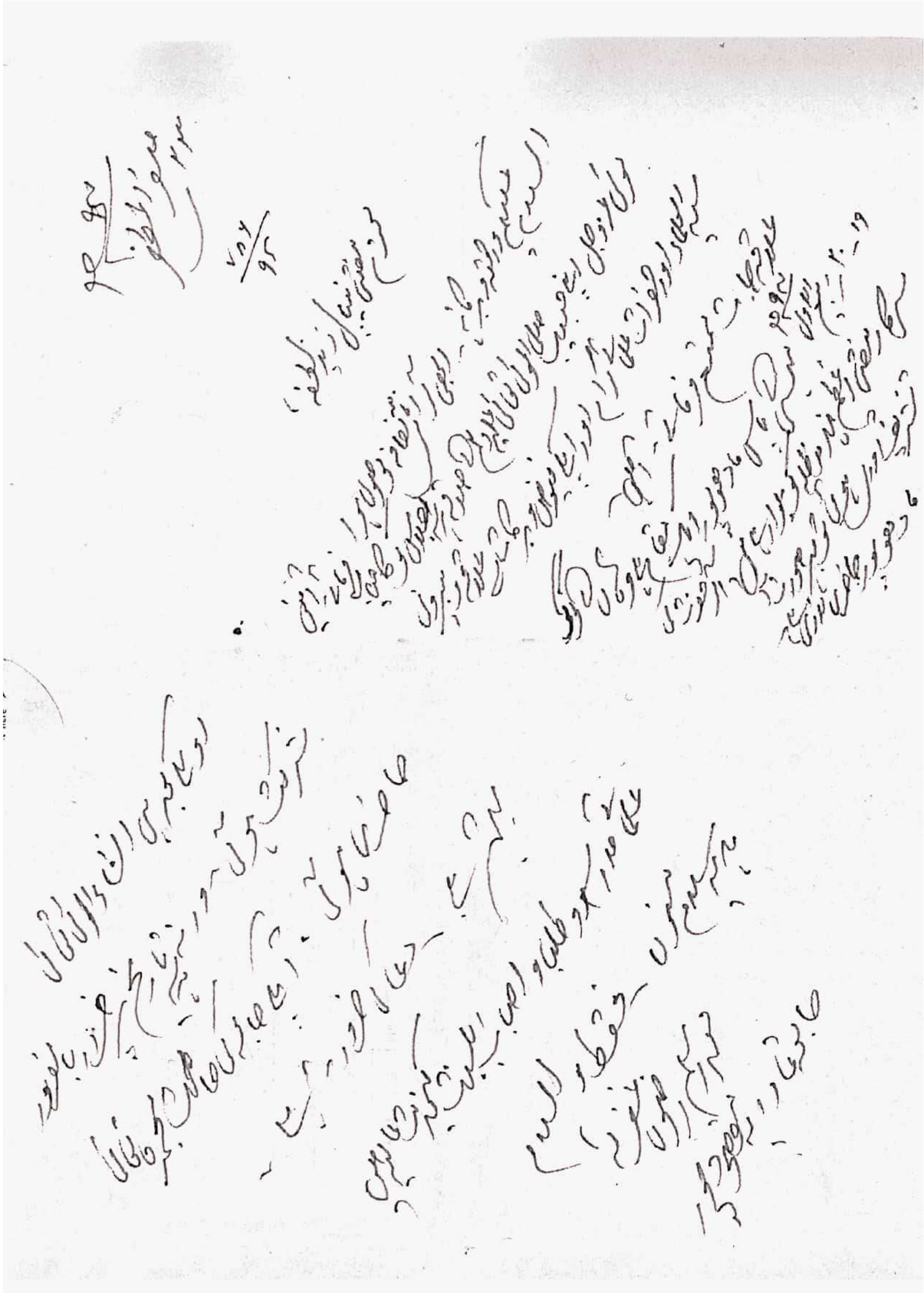

Syed Mohd. Arif Razvi Nanparvi
Khalifa Huzur Muftia Azam Hind
Shaikhul Hadees Darul Uloom
Manzare Islam, Bareilly.

سید محمد عارف رضوی ناںپاروی
خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند
شیخ الحدیث دار العلوم منظر اسلام
بریلی شریف، یوپی، انڈیا،

Ref. No ....

Date 1-1-92

حضرت محترم قاضی نیپال مفتی عظیم اسلام محدث الاسلام
گرامی مرتبت جناب مستطاب مولانا مفتی جیش محمد صاحب صدیقی
قادری رضوی برکاتی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مولیٰ تعالیٰ آپکو اور مجھے و جملہ اہل اسلام کو ہر آفت و بلاء ارضی و سماوی سے ہمیشہ محفوظ و مامون رکھے آمین ثم آمین۔ اور یہ سال نو یعنی سنہ ۹۲ جو اہل اسلام کیلئے اپنے عدد کے اعتبار سے متبرک ہے مسلمانوں کیلئے اور ہمارے آپکے لیے خیرات و برکات دارین اور فتوح ظفر اہل اسلام کا سبب بنے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ سال کو ہمیشہ ہمارے آپکے لیے مبارک فرمائے آمین۔ بخیر ہوں امید آپ سب کیلئے طالب خیر ہوں جلسے کی تاریخ معلوم ہوئی تھی حضرت مولانا عبد الجبار صاحب منظری کسی مجبوری کی وجہ سے ملے بغیر چلے گئے کتاب کا مطالعہ وقتاً فوقتاً وقت نکال کر کرتا رہتا ہوں سوالات و جوابات اس قدر دلچسپ و وسیع ہیں کہ ہر ہر حرف پر داد و تحسین دینی پڑتی ہے دلائل کی گیرائی و گہرائی اور آپکی اپنی انفرادیت انتخاب دلائل میں بہت ہی گہرے مطالعہ اور بہترین کاوش و کار افتاء کی ذمہ داریوں کو ذمہ دارانہ انداز میں پورا کرنے پر شاہد عدل ہیں۔ متصلاً مطالعہ کا وقت نہ ملنے کی وجہ سے ابتک اس پر کچھ لکھ نہ سکا ہوں دستار بندی کے بعد کچھ تو علالت اور کچھ مصروف کے سبب ایسا ہو رہا ہے تاہم جلد تکمیل حکم کرونگا امید ہے کہ ان شاء المولیٰ تعالیٰ ۱۳، ۱۴، ۱۵ شعبان کو منزل دیناجپور کی کانفرنس میں شرکت کرکے واپسی میں جنکپور دھام آپ سے ملاقات کیلئے حاضر ہوں اور تکمیل حکم کردوں آپ جواب لکھے کہ ان تواریخ کے متصلاً بعد آپکا قیام و پروگرام کہاں کا ہے آپ ہی نہ ملیں تو بقیہ احباب آپکے توسط سے ہیں [illegible] سی ہوگی فقط والسلام

محمد عارف رضوی
1-1-92

(جملہ ارکان مدرسہ و اساتذہ کرام و طلبہ و اہل محبت و اہل سنت کو بہت بہت ہدیۂ سلام مسنون [illegible] والسلام)

۱۶/۷/۹۲

برادران گرامی قدر!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

رب تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں آپ کو دین ودنیا کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور آپ سے دین متین کی وہ خدمات لے جو تا رہتی میں اپنی مثال آپ ہوں۔ میں نے آستانۂ عالیہ پر حاضری کے وقت آپ سب کے لیے خصوصی دعائیں مانگی ہیں اللہ تعالیٰ مجھ گنہگار کی دعائیں قبول فرمائے آمین۔

عفو

والسلام

[illegible]

۱۲ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ

یوم جمعہ شریف۔

۹۲/۷۸۶

مولینا المحترم ذوالمجد والکرم زیدمجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — عوافی مزاج؟

آپ کا پر خلوص دعوت نامہ ملا — سرکار مارہرہ مطہرہ حضرت احسن العلماء دامت برکاتہم القدسیہ کا کرم ہے — کریماں کہ در فضل بالاترند — سگاں بروند و چناں پروردند
میں کیا عرض کروں میں ضرور حاضر ہوتا — لیکن آپ کے یہاں کا سفر اتنا پیچ در پیچ ہے — کہ موجودہ حالت میں میرے لئے نا ممکن ہے — میرا حال یہ ہے کہ مارہرہ شریف کیلئے ہمت کی تھی مگر ایک دن پہلے ٹھنڈے پانی سے غسل کر لیا — تو عضو ماؤف پر درد ہونے لگا اسلئے ہمت جواب دے گئی — اور آپ کے یہاں کی مسافت طویل ہے تھوڑی سی سردی بھی شروع ہو چکی ہے — اور گاڑی کے ساتھ بسوں کا بھی سفر ضروری ہے — اسلئے سوائے معذرت کے اور کوئی چارہ کار نہیں —
عثمان کو تلاش کرایا پتہ نہیں چلا — شاید گھر گیا ہو — حضرت جلسے میں تشریف لائیں تو سب سے میرا سلام عرض کر دیں — جملہ احباب و اہلسنت سے سلام کہدیں —

محمد شریف الحق امجدی

۱۵ ربیع الاول [illegible]

۴۸۷

حضرت قاضی نیپال
و
شیر نیپال و مفتی نیپال
حضرت مولانا مفتی جیش محمد صاحب قبلہ صدیقی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ - اللہ تعالیٰ آپکا سایۂ کرم ہم سب
اہل سنت پر قائم و دائم رکھے آمین ثم آمین
الحمد للہ ہم سب متعلقین بریلی شریف بخیر ہیں اور خیر کے طالب ہیں
عزیزم حمید رضا سلمہ آ رہے ہیں انہیں میرا چادر ا دیدیں اور
خیریت کا خط بھی انکی معرفت جلد مفصل حالات کے ساتھ
قلمبند فرما کر ارسال فرمائیں عزیز القدر صاحب علی صا.
و دیگر اہل سلسلہ و اہل محبت کو بہت بہت دعائیں و سلام
مسنون عرض ہے حضرات اساتذۂ کرام و طلبۂ کرام کو ہدیہ سلام
مسنون پیش کر دیں کار لائقہ سے یاد رکھیں والسلام

محمد عارف رضوی
المجاز علی عرف
سید

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ

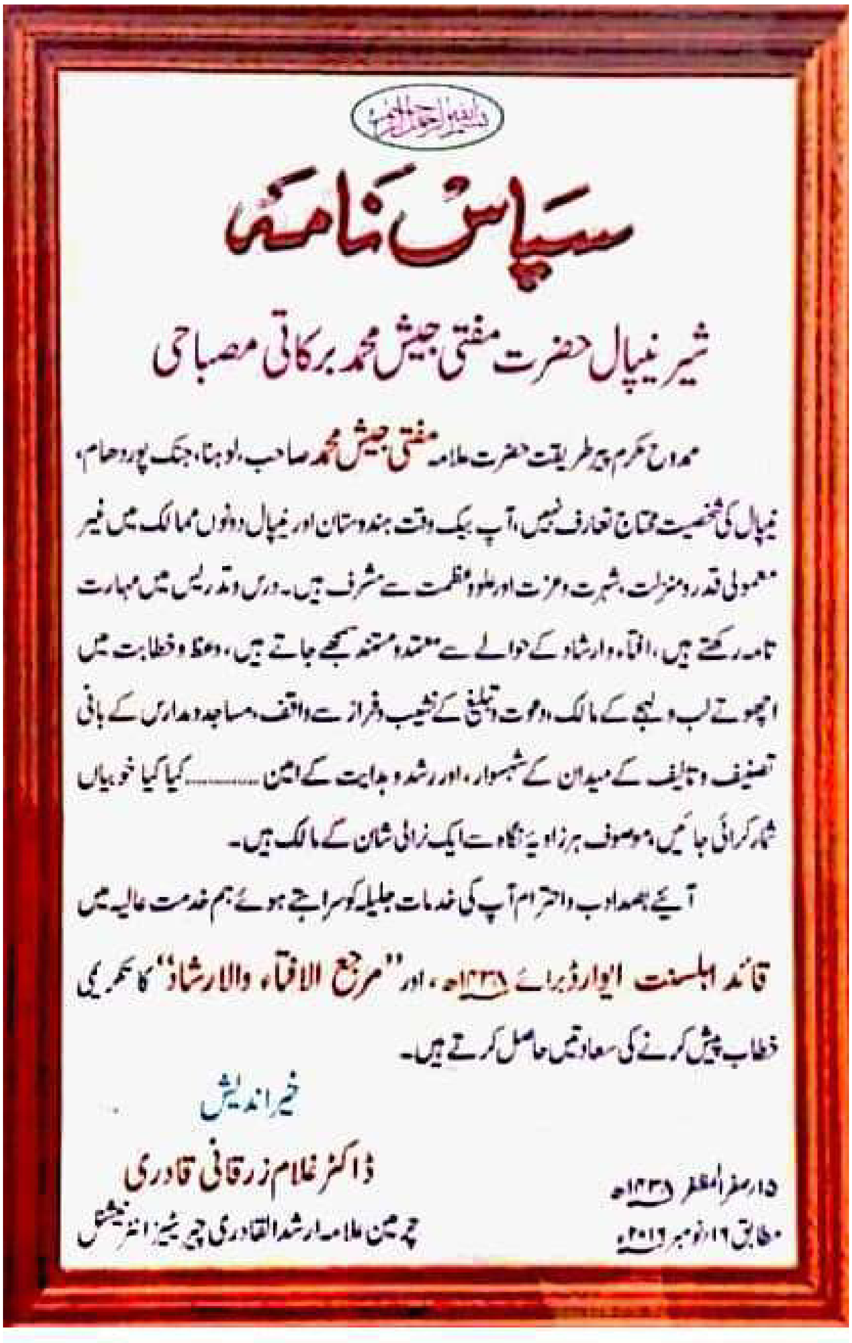

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس نامہ

شیر نیپال حضرت مفتی جیش محمد برکاتی مصباحی

ممدوح مکرم پیر طریقت حضرت علامہ مفتی جیش محمد صاحب ،لوہنا، جنک پور دھام،
نیپال کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ بیک وقت ہندوستان اور نیپال دونوں ممالک میں غیر
معمولی قدر و منزلت ،شہرت ،عزت اور علو و عظمت سے مشرف ہیں۔ درس و تدریس میں مہارت
تامہ رکھتے ہیں، افتاء و ارشاد کے حوالے سے معتمد و مستند سمجھے جاتے ہیں، وعظ و خطابت میں
اچھوتے لب و لہجے کے مالک ،دعوت و تبلیغ کے نشیب و فراز سے واقف ،مساجد و مدارس کے بانی
تصنیف و تالیف کے میدان کے شہسوار ،اور رشد و ہدایت کے امین .... کیا کیا خوبیاں
شمار کرائی جائیں، موصوف ہر زاویۂ نگاہ سے ایک نرالی شان کے مالک ہیں۔

آیئے بصد ادب و احترام آپ کی خدمات جلیلہ کو سراہتے ہوئے ہم خدمت عالیہ میں
قائد اہلسنت ایوارڈ برائے ۱۴۳۶ھ ،اور **"مرجع الافتاء والارشاد"** کا تحریری
خطاب پیش کرنے کی سعادتیں حاصل کرتے ہیں۔

خیر اندیش

ڈاکٹر غلام زرقانی قادری

چیرمین علامہ ارشد القادری چیریٹیز انٹرنیشنل

۱۵ رصفر المظفر ۱۴۳۶ھ

مطابق ۱۹ رنومبر ۲۰۱۶ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

سپاس نامہ

بموقع تحفظ تجوید و قرأت کانفرنس و جشن دستار بندی

بتاریخ: 27 فروری 2024 بروز منگل بعد نماز عشاء

مقام: مدرسہ فیض النبی نوری مرکزی دار القرأت لوہنہ جنک پور نیپال

بخدمت اقدس!

حضرت علامہ مولانا مفتی ابو العطر عبد السلام امجدی برکاتی صاحب قبلہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

حضرت علامہ مولانا مفتی ابو العطر عبد السلام امجدی برکاتی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

جماعت اہل سنت کے جواں سال بہترین عالم دین، قلم کار اور قابل مفتی ہیں ہند و نیپال کی متعدد دینی درسگاہ خصوصاً جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی اور مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج ضلع بستی یوپی کے فیض یافتہ ہیں۔ فراغت کے بعد سے ہی تدریسی و تصنیفی میدان آپ کا محبوب رہا ہے۔ اب تک تقریباً 25 آپ کے علمی شہ پارے معرض وجود میں آچکے ہیں۔ تنظیمی سرگرمیاں بھی آپ کی خوب ہیں اپنے سینے میں قوم وملت کے لئے دھڑکنے والا دل رکھتے ہیں۔ بلند اخلاق، صاف گوئی، فکر وخیال کی پاکیزگی، قوم وملت کی اصلاح کا جذبہ، اخلاص ومروت، دینداری جیسے اوصاف وخصائل آپ کی شخصیت کو مزید دوبالا کرتی ہیں۔

حضرت والا! آج بتاریخ: 27 فروری 2024 تحفظ تجوید و قرأت کانفرنس و جشن دستار بندی کے حسین موقع پر ہم جملہ اساتذہ اراکین مرکزی دار القرات لوہنہ جنکپور نیپال آپ کی کثیر الجہات خصوصاً تصنیفی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں مفسر قرآن ایوارڈ پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے خدمات ہمہ جہت فرمادے اور خوب خوب ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیش کش: اقرا ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ لوہنہ جنک پور نیپال

طالب دعا: محمد نسیم احمد قادری بانی و مہتمم: مرکزی دار القرأت لوہنہ جنک پور نیپال

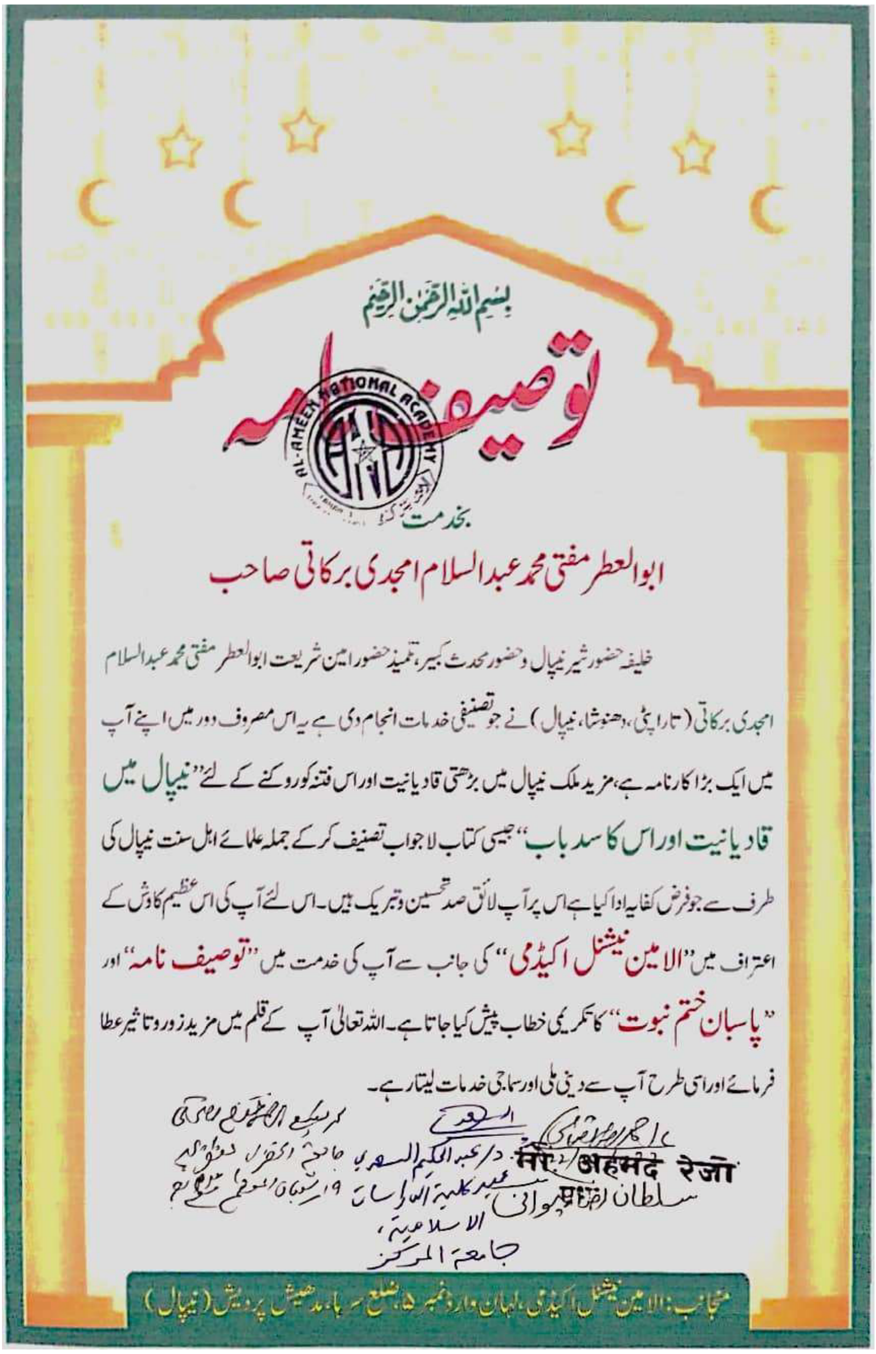

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توصیف نامہ

بخدمت

ابوالعطر مفتی محمد عبدالسلام امجدی برکاتی صاحب

خلیفہ حضور شیر نیپال و حضور محدث کبیر، تلمیذ حضور امین شریعت ابوالعطر مفتی محمد عبدالسلام امجدی برکاتی (تاراپٹی، دھنوشا، نیپال) نے جو تصنیفی خدمات انجام دی ہے یہ اس مصروف دور میں اپنے آپ میں ایک بڑا کارنامہ ہے، مزید ملک نیپال میں بڑھتی قادیانیت اور اس فتنہ کو روکنے کے لئے "نیپال میں قادیانیت اور اس کا سد باب" جیسی کتاب لاجواب تصنیف کر کے جملہ علمائے اہل سنت نیپال کی طرف سے جو فرض کفایہ ادا کیا ہے اس پر آپ لائق صد تحسین و تبریک ہیں۔ اس لئے آپ کی اس عظیم کاوش کے اعتراف میں "الامین نیشنل اکیڈمی" کی جانب سے آپ کی خدمت میں "توصیف نامہ" اور "پاسبان ختم نبوت" کا تکریمی خطاب پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم میں مزید زور و تاثیر عطا فرمائے اور اسی طرح آپ سے دینی ملی اور سماجی خدمات لیتا رہے۔

منجانب: الامین نیشنل اکیڈمی، لہان وارڈ نمبر ۵، ضلع سرہا، مدھیش پردیش (نیپال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوۃ والسلام علیک وعلی آلک واصحابک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضور محدث کبیر ایوارڈ
بتاریخ ۱۸؍مارچ ۲۰۲۳ء بروز سنیچر
بخدمت
ابوالعطر مفتی محمد عبد السلام امجدی برکاتی صاحب
حضرت مولانا ابوالعط مفتی محمد عبد السلام امجدی برکاتی ملک نیپال کے ایک جواں سال عالم دین ابوالعطر مفتی محمد عبد السلام امجدی برکاتی ابن حضرت مولانا محمد ضمیر الدین قادری ساکن تاراپٹی (نیپال)، جن کی خدمات دینیہ اور تصانیف کے چرچے ارباب دانش وصاحبان علم وفکر کی بزم میں ہیں، جنہوں نے قلیل مدت میں تقریبا دو درجن کتابیں تحریر کی، سلگتے اور دینی مسائل پر کثیر مضامین و مقالات آپ کے سیال قلم سے شائع ہو چکے ہیں۔ آپ فعال ومتحرک عالم دین، بے باک اور حق گو وحق نویس قلمکار، مسلک اعلیٰ حضرت کے پاسبان اور افکار رضا کے سچے ناشر ہیں۔ جب بھی مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف کوئی لکھتا اور بولتا ہے تو علم ہوتے ہی قلم برداشتہ ہو جاتے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کی سچی تصویر کشی میں اپنی پوری قلمی قوت وتوانائی صرف کر دیتے ہیں۔ انہیں خدمات جلیلہ عظیمہ کے اعتراف میں حضور محدث کبیر ایوارڈ آپ کی خدمت میں الامین نیشنل اکیڈمی (لہان) کی جانب سے پیش کیا جا رہا ہے۔
دستخط
منجانب: الامین نیشنل اکیڈمی
لہان وارڈ نمبر ۵، ضلع سرہا
مدھیش پردیش (نیپال)

رابعہ بصریہ ایجوکیشنل اکیڈمی

لہان وارڈ ۹ ضلع سرہا مدھیش پردیش نیپال

राबिया बसरीया एजुकेशनल एकेडेमी

लहान वार्ड नं.९ जिल्ला सिरहा मधेश प्रदेश (नेपाल)

اسلامی شہزادیوں کو دینی تعلیم وتربیت کے ساتھ عصری تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے چند سال قبل حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے زیر سایہ شہر لہان میں ''جامعہ رابعہ بصریہ للبنات'' کا قیام عمل میں آیا۔ یہ ادارہ حکومت نیپال سے منظور شدہ ہے۔ جس وقت یہ ادارہ قائم کیا گیا اس وقت سرہا ضلع میں اہل سنت کا کوئی ادارہ نہیں تھا۔ الحمدللہ اس وقت جامعہ پہلے سے زیادہ مضبوط ومستحکم حوصلوں اور منصوبوں کے ساتھ اپنے حسن کارکردگی کے سبب خدمات وشعبہ جات میں منفرد ومقبول ہے۔ ہر طرح کی سہولتیں طالبات کو فراہم کی جاتی ہے اور پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ یہ ادارہ رابعہ بصریہ ایجوکیشنل اکیڈمی کے تحت اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔

جامعہ کے شعبہ جات، سہولیات اور خصوصیات

(1) ابتدائی تعلیم ناظرہ (2) اعدادیہ تا عالمیت (3) حفظ وقرات (4) ماہر معلمات (5) تین وقت تعلیم نگرانی کے ساتھ (6) نیپالی، انگریزی اور حساب (7) پردہ کا اہتمام (8) ناشتہ اور دو وقت کا کھانا (9) بستر (10) لائبریری (11) روشنی، پنکھا اور انورٹر (12) سلائی، کٹائی (13) امور خانہ داری (14) اخلاق وکردار سازی (15) ہر جمعرات کو تربیتی بزم (16) ضرورت مند بچیوں کی فیس میں تخفیف (17) محتاج بچیوں کا علاج (18) سیکورٹی کیمرہ (19) عصر بعد سیر وتفریح اور کھیلنے کے لئے فیلڈ (20) مطبخ۔

اپیل: جملہ برادران اہل سنت سے اپیل ہے کہ اپنی بچیوں کا داخلہ جامعہ رابعہ بصریہ للبنات میں کروا کر انہیں دینی وعصری تعلیم وتربیت سے آراستہ کریں اور ان کے مستقبل کو روشن وتابناک بنائیں۔

اپیل کنندہ: مولانا غلام یاسین برکاتی، بانی وسربراہ اعلیٰ • جامعہ رابعہ بصریہ للبنات، ضلع سرہا، لہان (نیپال)

برکات السنہ ویب سائٹ تعارف ومقاصد

(www.barkatussunnah.com)

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تصنیفات وتالیفات، آپ کی حیات وخدمات کے گوشوں کو محیط کتابیں اور مضامین ومقالات، نیز علمائے اہل سنت نیپال کی کتابوں کو انٹرنیٹ پر اپلوڈ کرنے اور اس کے ذریعہ اسلامی تعلیمات وپیغامات اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کے لئے یہ ویب سائٹ بنائی گئی ہے۔ قرآن وتفاسیر، احادیث، سیرت، فقہ وفتاوی، ردفرقہ باطلہ، اولیائے کرام، رضویات، گوشہ شیر نیپال، حالات حاضرہ، شخصیات وسوانح، مضامین ومقالات جیسے کالم اس ویب سائٹ کی زینت ہیں۔ یہاں کتابیں مطالعہ کرنے کی بھی اور ڈاؤن لوڈ کرنے کی بھی سہولت ہے۔ ڈاؤن لوڈ کرنے کے ایک ایک چھوٹا سا تیر نما نشان دائیں جانب ہے اس پر کلک یا دبانے سے کتابیں ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہیں۔

KANZUL IMAN FOUNDATION

Tarapatti, Dhanosha, Nepal